



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذکرِ اہل بیت علیہم السلام

# تفسیر الحاشیہ

۱۴۱۶ھ

علامہ ابوالحسن علی Nadwi

فیضانِ اسلامک پبلسنگز  
لاہور، پاکستان







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِیْهِ

# تفسیر الحسنا

جلد چہارم

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۱۶ تا ۲۰

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان



تفسیر الحسنات کے جملہ حقوق اشاعت بحق جامعہ حسنات العلوم محفوظ ہیں

تفسیر الحسنات (جلد چہارم)  
علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ  
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور  
بارششم

نام کتاب

مفسر

ناشر

اشاعت

تاریخ اشاعت

تعداد

کمپیوٹر کوڈ

۲۹۷۷۱۶ اپریل 2010ء  
۱۳۷۱۱ ایک ہزار  
۹۰۹۷۲ QT24  
چہارم ملنے کے پتے

## ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس:- 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 37225085-37247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:- 021-32210212-32212011-32630411

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

جامعہ حسنات العلوم کے تمام اراکین تہہ دل سے محترم سلیم شاہد صاحب، محترم وسیم حمید، محترم کاشف حمید، شاہد حمید مرحوم، والدین و عزیز واقارب (مبشر الیکٹرک سٹور نشتر روڈ لاہور) کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر الحسنات کے سلسلہ میں جامعہ حسنات العلوم کے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔ دعا گو

ناظم اعلیٰ جامع حسنات العلوم و خلیفہ مجاز

صوفی محمد تنویر حسین قادری نقشبندی اشرفی

الحاج عبدالقیوم قادری اشرفی



## فہرست مضامین

52	فرشتہ کا بیٹے کی بشارت دینا	36	آغاز و شان نزول سورہ مریم
53	حضرت مریم کا اس بشارت پر تعجب کرنا	37	بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورہ مریم پ ۱۶
53	اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ	38	حل لغات رکوع اول سورہ مریم پ ۱۶
53	حضرت مریم اور حضرت یحییٰ کا مصر جانا	39	مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورہ مریم پ ۱۶
54	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سولی کا منصوبہ اور ان کی ناکامی	39	گہیٹھ کی تفسیر
54	فَأَجَاءَهَا كِتَابٌ مِّنَ رَبِّهَا	40	عمر مبارک پر مختلف اقوال
55	مدت حمل میں اختلاف	41	حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا خوشخبری اور تعجب
55	جنگل میں چشمہ جاری کر کے منگل کر دیا	42	حمل کی نشانی - سَوِيَّا کی تشریح
55	رطب کی مفصل بحث	43	سَبْحُوْا کی تشریح
56	قوم کے اعتراض کا جواب معجزانہ طور پر	43	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش اور اوصاف
56	حضرت مریم پر تہمت کا معجزانہ جواب اور اس پر بحث	45	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ مریم پ ۱۶
56	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں قوم سے	47	حل لغات دوسرا رکوع سورہ مریم پ ۱۶
57	خطاب کیا	49	مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ مریم پ ۱۶
57	حضرت مریم کی پاکدامنی	49	انبیاء علیہم السلام کے تذکرے
58	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توحید کا اعلان اور شرک کی	50	تفسیر رکوع دوم سورہ مریم
58	ذمت	50	عمران دو ہیں
58	عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نصاریٰ کے فرقے	50	حضرت حنہ کی منت
60	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ مریم پ ۱۶	50	حضرت مریم کی پیدائش
61	حل لغات تیسرا رکوع سورہ مریم پ ۱۶	51	بے موسم پھلوں کا ملنا
62	مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ مریم پ ۱۶	51	حضرت حنہ کی منت پوری کرنا بیت المقدس پر چڑھانا
62	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ	51	حضرت زکریا علیہ السلام کا قرعہ میں نام نکلنا
63	نبی علیہ السلام کی تعریف و تحقیق	51	حضرت زکریا کی اولاد کے لئے دعا
64	باپ کو نصیحت	51	حضرت مریم کی عمر مبارک پر بحث
64	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت	52	یہود کا قبلہ - حضرت مریم کا غسل کے دوران اجنبی
64	حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی	52	انسان کا دیکھنا اور پناہ مانگنا

عمر مبارک کی

۲۲۷



			پیدائش
	65	موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے آیات	
82	66	قرآن سے دلائل	بامحاورہ ترجمہ چوتھارکوع سورہ مریم پ ۱۶
83	67	ارشادات نبوی ﷺ سے دلائل	حل لغات چوتھارکوع سورہ مریم پ ۱۶
83	69	نادر لغات کی تشریح	مختصر تفسیر اردو چوتھارکوع سورہ مریم پ ۱۶
	69	نیک و بد جہنم سے گزرے گا لیکن مومن پر جہنم سرد ہو جائے گا	حضرت موسیٰ علیہ السلام - کلیم اللہ کا شرف
85	70	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث	حضرت اسمعیل علیہ السلام کا ایفائے وعدہ
85	71	علامہ راغب اور علامہ طیبی رحمہم اللہ کی بحث	حضرت اسمعیل اور حضرت ادریس و دیگر انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ
86	71	جہنم سے ہر وہ شخص نجات پائے گا جس کے دل میں ذرہ بھرنیکی ہوگی	حضرت ادریس علیہ السلام نے موت کا مزہ چکھا
86	73	ندویا پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	جنت دوزخ کا مشابہہ کیا مفصل واقعہ
86	73	لغات نادرہ پر بحث	حضرت ادریس علیہ السلام اور ملک الموت کی گفتگو
87	74	مہلت کا ذکر	وہ جن پر اللہ عزوجل نے نبیوں میں سے احسان کیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے شریعت کی شرح اور حقیقت کے کشف کے لئے جن لیا
	74	شان نزول - جناب خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کا واقعہ	استحباب سجدہ پر استدلال کیا
88	74	لفظ کلا قرآن کریم میں تینتیس مقام پر آیا ہے	آیات اسراء میں سجدہ میں پڑھنے کی دعا
89	75	مفصل بحث	آیات تنزیلیہ میں سجدہ میں پڑھنے کی دعا
89	75	جنت کے حالات	ناخلف آنے والوں کا ذکر
91	75	بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع سورہ مریم پ ۱۶	غی کی تعریف - اس پر بحث
91	75	حل لغات	جنات عدن کی تعریف - مفصل بحث
93	76	مختصر تفسیر اردو	وَاتَّبِعُوا الشَّهَوَاتِ پر بحث
93	78	چند لغات نادرہ	جنت کا بیان - اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
96	79	جنتی طائفہ کے متعلق چند احادیث	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چند دن وحی روکی گئی
96	79	بلا حساب کتاب جن کا داخلہ جنت میں ہوگا	مشرکین نے اعتراض کیا
	79	حضور علیہ السلام نے فرمایا جنت میں میری امت سے ستر ہزار ایسے ہیں جن سے حساب کتاب نہ ہوگا	جبریل امین علیہ السلام کی دربار رسول مکرم ﷺ میں وضاحت
96	79	شفاعت کا درجہ کس کو حاصل ہوگا	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ مریم پ ۱۶
97	81	شرک کی ہندومت، ذکر الہی عزوجل کی فضیلت	حل لغات پانچواں رکوع سورہ مریم پ ۱۶
99	82	خالق و مخلوق کا فرق - رحمان کو زیبا نہیں کہ وہ اولاد	مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ مریم پ ۱۶



117	موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کا خطاب	99	پکڑے
118	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی بشارت		جب اللہ عزوجل بندے کو محبوب بناتا ہے تو آسمانوں پر ندا دی جاتی ہے اور اس کے لئے زمین پر محبت پھیلا دی جاتی ہے
118	نماز قائم کرو میری یاد کے لئے علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	101	شان نزول
119	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا واقعہ	101	سورۃ طہ - متعلقات سورۃ
120	عصا سانپ بن گیا	102	ملائکہ علیہم السلام کی سورۃ طہ و بیسین پر امت کو مبارکباد
121	فَاغْبُذْنِي كِي تَفْسِير	103	قرآن کریم میں کل سورتیں ۱۱۴ ہیں
121	اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي كِي بَحْث	103	مروت کی علامات
122	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ طہ پ ۱۶	104	سورۃ طہ کی تشریحات
124	حل لغات	105	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ طہ پ ۱۶
126	خلاصہ مفہوم مراتب اشرف الخیر ص ۱۶ کی تفسیر	105	حل لغات پہلا رکوع سورۃ طہ پ ۱۶
127	مختصر تفسیر اردو	107	مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ طہ پ ۱۶
127	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ رب العزت میں دعا	108	ابو جہل - نضر بن حارث وغیرہ کا جواب
127	حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے عہدہ وزارت کی دعا	109	شان نزول
128	دعا	109	تعریف عرش
129	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کی تحقیق	110	تعریف استواء علی العرش
130	سید المفسرین ابن عباس علیہم رضوان کا قول	112	غزالی رحمہ اللہ کا منظوم جواب
130	صندوق کا بنانا - دریا سے باہر نکالنے کا حال	112	قاضی ابوالعلا بن محمد - حضرت امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کا حتمی فیصلہ
130	حضرت آسیہ زوجہ فرعون کا صندوق نکالنا	113	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
132	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت سے آسیہ کو ایمان ملا - حدیث پاک	113	مخبر صادق حضور علیہ السلام کے قریش کے شیخ کے سوالات اور آپ کے جواب
132	صندوق کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا تعاقب	114	ایک طویل حدیث - قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کا جواب
132	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	115	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر کی طرف روانہ ہونا
132	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دوسری عورتوں کا دودھ حرام کر دیا تھا -	116	صاحبزادہ کی پیدائش
133	آپ کی بہن کا والدہ کی نشاندہی کرنا	116	آگ لینے کے لئے جانا
133	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا آنا دودھ پلانا	116	عناب کے سرسبز درخت میں دیکھنا
133	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی ڈاڑھی کو پکڑ کر کھینچا	117	جنگل طوی کی بشارت



154	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ طہ ۱۶	136	طمانچہ سے دربار کے آدمی کا مرجانا
154	حل لغات	136	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح
155	مختصر تفسیر اردو	136	مدین میں قیام کی مدت پر چند اقوال
156	جادوگر مغلوب ہو گئے	136	فرعون کا ہامان سے ایمان لانے کے متعلق مشورہ
156	عصا مارنے کا تذکرہ	137	ایک خاص لغت لعل کا حل
157	جسد یوسف علیہ السلام نکال کر لے گئے	137	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدد کا اطمینان دلایا گیا
157	قبر یوسف علیہ السلام کی نشان دہی ایک بڑھیا نے کی	137	بنی اسرائیل قوم قبیط کی غلامی میں رکھے گئے۔ علامہ
157	بندگان فرعون نے فرعون کی لاش دیکھ کر یقین کیا	138	آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
157	من وسلویٰ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	139	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ طہ ۱۶
157	ہوئی کی تحقیق	141	حل لغات
	اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو سامری کی فتنہ	143	مختصر تفسیر اردو
160	پردازی سے مطلع کیا	144	جادو گروں سے مقابلہ کا دن مقرر ہو گیا
160	تحقیق سامری	144	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطاب
160	سامری کی پیدائش	145	جادو گروں کی تعداد پر بحث
161	ایک قبیلہ کا نام سامرہ تھا	147	جادو گروں کا سجدہ میں گرجانا
161	جمہور کا قول۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف واپسی	147	سجدہ میں جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا
162	تورات ہزار سورتوں پر مشتمل ہے	147	فرعون کی دھمکیاں
162	جب آل فرعون غرق نیل ہو گئے	148	عصا موسیٰ علیہ السلام کے سونے کے وقت پہرہ دیتا تھا۔
163	غنائم ان پر حلال نہ تھے۔ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل	149	فرعون کا وہ گاؤں جس میں اس نے شیر پال رکھے تھے
164	جبریل علیہ السلام کے مرکب (سواری) کے سم کی خاک کا قصہ	149	فرعون کا دروازہ کھٹکھٹانا
164	قوم نے آگ جلا کر اس میں زیور اور سامان ڈال دیا	150	فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو
165	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ طہ ۱۶	150	حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام سے چھوٹے ہیں لیکن فضیلت میں بلند ہیں۔
167	حل لغات	151	آخر وحی آئی کہ موسیٰ وقت مقرر کر لو۔ فرعون نے چالیس دن مقرر کئے
168	مختصر تفسیر اردو	151	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات
168	موسیٰ علیہ السلام کا سامری سے دریافت کرنا	151	لغات نادرہ
168	تفسیر کا خلاصہ	151	صوم یوم عاشورہ میں عمرہ کی فضیلت
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام	152	



188	مختصر تفسیر اردو	169	سے باز پرس
188	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تفسیر و اقوال	169	سامری کا جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
189	شجرہ ممنوعہ سے احتراز کا حکم	171	سامری کے فتنہ پر چند احادیث
189	وسوسہ پر امام راغب رحمہ اللہ کی بحث	173	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سامری کو خطاب
189	بھول کا نتیجہ	173	بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع سورۃ ظہ ۱۶
190	خلاصہ مسئلہ اکل شجرہ ممنوعہ	174	حل لغات
192	جنت چھوڑنی پڑی	175	مختصر تفسیر اردو
193	مومن اپنی قبر میں سرسبز باغیچہ میں ہوگا مفصل واقعہ	177	خلاصہ مفہوم و تفسیر
195	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ ظہ ۱۶	177	شان نزول
196	حل لغات	178	خلاصہ تفسیر اردو
197	خلاصہ تفسیر اردو	178	پہاڑوں کا حال
197	امم ماضیہ کی ہلاکت	178	جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے
198	مختصر تفسیر اردو	179	احوال قیامت
198	بعض کے نزدیک اجل مسمی سے مراد یوم بدر ہے		آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور ستارے جھڑ جائیں گے
	ابوسفیان بن حرب اموی کو رئیس مقرر کیا اس نے قسم	180	
	کھائی کہ سر میں تیل نہ ڈالوں گا جب تک مقتولین	181	حکایت عجیب العبرت
199	بدر کا بدلہ نہ لے لوں گا	181	عرش الہی عزوجل کے حضور سجدہ فرمائیں گے
200	۳ ہجری میں غزوہ احد مفصل واقعہ	181	علوم خلق معلومات الہیہ کا احاطہ نہیں کر سکتے
200	نماز عصرین کی تاکید۔ فجر عصر کی نمازوں کی	182	قرآن کریم کا عربی میں نازل ہونا
201	نمازوں کے اوقات مغرب عشاء	183	ایک بزرگ بے علم کی تفسیر اور مایوسی اور اس کا رد
201	امت کی بخشش کی دعا	183	اس کا شان نزول
201	دنیا فانی ہے		سعید بن منصور اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی
202	دنیا ملعون ہے توجہ الے اللہ محبوب ہے	183	روایت
203	نماز کی اہمیت۔ مشکلات کا حل نماز	183	آدم علیہ السلام بھول گئے لیکن ان کا عزم نہ تھا
203	مشرکین کے لایعنی مطالبات کا رد	184	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ ظہ ۱۶
203	انتظار کرو۔ اپیل	186	حل لغات
205	سورۃ الانبیاء	187	مختصر تفسیر
205	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الانبیاء پ ۱	187	شیطانی وسوسہ
206	حل لغات	187	شجرۃ الخلد سے علیحدہ رہنے کا حکم



229	برسات	207	مختصر خلاصہ تفسیر
229	آپ علت تکوین عالم ہیں		اس سورۃ مبارکہ میں توحید و نبوت اور عالم آخرت کا
230	مختصر تفسیر اردو	207	بیان
230	جاندار پانی سے پیدا ہوا اس سے مراد نطفہ ہے	207	شان نزول
	آسمان اور زمین ایک تھے اللہ عزوجل نے انہیں	207	نبوت بشر کو ہی ملتی ہے۔ مفصل بحث
231	علیحدہ علیحدہ کر دیا		مشرکین کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف
232	پہاڑوں کو ہم نے قائم کیا لنگریا میخ کی طرح	208	منصوبے
233	رات اس لئے بنائی کہ اس میں سکون حاصل کریں	209	افادہ مزید
233	دن اس لئے کہ تلاش معاش ہو	209	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ الانبیاء پ ۱
234	ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موت کی تعریف	211	حل لغات
235	موت پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	213	خلاصہ تفسیر
235	تکلیف و درد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مولائے	214	نافرمانی کی سزا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ
235	کائنات کے اقوال	214	وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون
236	چند اقوال مفسرین	214	خلقت انسانی کا مقصد معرفت حق ہے
237	قیامت کی تشریح چند اقوال	215	آسمان و زمین میں دو خدا ہوتے تو فنا ہو جاتے
238	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ الانبیاء پ ۱	216	مختصر تفسیر اردو
238	حل لغات	216	بخت نصر بابل کی چڑھائی
239	خلاصہ تفسیر	221	سرکشی کا انجام کار۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
	سید المفسرین سیدنا عباس۔ علامہ سیوطی حضرت	222	دنیا کھیل کے لئے نہیں بنائی گئی
240	عکرمہ علیہم رضوان کے اقوال	223	نادر لغات کی تشریح
241	مختصر تفسیر اردو	223	زمانہ فترۃ پر بحث
243	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قول	224	جس پر جمہور کا اتفاق ہے مفصل بحث
243	علماء کی موت پر بحث	224	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ الانبیاء پ ۱
243	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	225	حل لغات
245	علامہ قرطبی کا قول	226	خلاصہ تفسیر
	انبیاء کرام علیہم السلام بغیر حساب کتاب جنت میں	226	مشرکین کے اوہام باطلہ کا رد
245	داخل ہوں گے	227	ان آیات میں ابتدائے آفرینش عالم کی بحث
246	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ الانبیاء پ ۱	228	ایک شبہ کا ازالہ دفع دخل مقدر
248	حل لغات		فلکیات پر بحث۔ آسمان سات ہیں۔ ماہتاب سے



250	نمرود کا قوت الہی عزوجل کا اعتراف۔ چار ہزار	250	خلاصہ تفسیر
262	گائیں قربان کیں	250	رشد پر مفسرین کے اقوال
262	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سولہ سال تھی	250	حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام
262	مختلف روایات	251	ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام
251	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے ہجرت کی تو	251	ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی بھائی تھا
251	آپ کے ساتھ حضرت لوط، سارہ بنت ہاران الاکبر	251	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت
263	تھے	252	مختصر تفسیر اردو
252	حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر۔ شام میں مقام سبع	252	رشد کے معانی
264	میں مقیم ہوئے جو فلسطین کا حصہ ہے	252	رشد پر اقوال
265	قوم لوط کی دس خصلتیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئی	253	بت پرستی پر مناظرہ
265	بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع سورۃ الانبیاء پ ۱۷	254	تمہارے بتوں کے خلاف خفیہ تدبیر کروں گا
267	حل لغات	254	انہی سقیم پر بحث
269	خلاصہ تفسیر	254	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
269	حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کا خلاصہ	256	ان بتوں کی مخالفت میں اس کا نام ابراہیم ہے
270	حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ پر حضرت سلیمان	256	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کو جواب
270	علیہ السلام کی رائے عالی	257	مناظرہ حق و باطل میں غور کرنا
271	حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق جو نعمتیں ہیں	257	تبلیغ میں مبلغ کو شائستہ بیان ہونا چاہئے
271	ان کا ذکر	257	نکس پر مفصل بحث
272	جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے	259	نارنمودی کی تجویز
273	حضرت ابن سکینہ کے ایک مرید کا واقعہ عجوبہ	259	جس شخص نے نارنمودی کی تجویز کی اس پر زمین میں
273	تمثیلات	259	دھنسنے کا عذاب
276	حضرت ایوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ	260	آپ کو نار میں ڈالنے کی تدبیر شیطان نے بتائی
277	حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان	260	چالیس دن تک لکڑیاں جمع کیں
277	اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہلاک شدہ کنبہ زندہ کیا	260	ملائکہ نے حضرت ابراہیم کی مدد کی اجازت بارگاہ
277	کس زمانہ میں تھے اس میں اختلاف	260	الہی میں چاہی
277	وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول	261	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب
278	آپ کو ذوالکفل کہنے کی وجہ	261	اللہ تعالیٰ نے نارنمودی کو گلزار بنا دیا
278	حضرت ذوالنون علیہ السلام کا واقعہ	262	مختلف روایات
279	حضرت زکریا علیہ السلام کا اولاد کے لئے دعا کرنا	262	نمرود ایک منارہ پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہا تھا



مختصر تفسیر اردو

279	کوڑوں کی سزا مقرر کی اور بیوی کے ہاتھوں کا کھانا	حضرت آدم ثانی (نوح) علیہ السلام کا شجرہ نسب
290	حرام کر لیا	ایک کھیتی کا جھگڑا
290	اور سجدہ میں دعا کی	عمر مبارک سو سال تھی سلطنت چالیس سال رہی
291	دعا کے قبول ہونے کی بشارت	صاحبزادے بارہ تھے۔
292	شفایاب ہونے کا واقعہ	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت
292	ہم نے دعا قبول کی اور مرض دفع کر دیا	علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس طرح بیان کرتے ہیں اس
291	صحت یابی کے بعد آپ کی بیوی کا آپ کی خدمت	کھیتی والے واقعہ کو
291	میں آنا مفصل واقعہ	فیصلہ داؤد و تجویز سلیمان علیہ السلام دونوں اجتہادی
292	بوقت غسل سونے کی ٹڈیاں گریں	تھے
282	حضرت اسمعیل، ادریس، ذوالکفل علیہم السلام کا	حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ کے پتھر اور
292	واقعہ	پرندے تسبیح کرتے تھے
293	مختلف اقوال	زرہ سازی ہم نے عطا کی
294	بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کا واقعہ	حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تسبیح کرتے
294	مختلف اقوال	تھے وہ تسبیح صرف حضرت داؤد علیہ السلام ہی سنا
294	حضرت ذوالنون علیہ السلام کا تذکرہ	کرتے تھے
295	ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مفصل بحث	چند اقوال
295	حضرت یونس علیہ السلام کا مفصل واقعہ	لوہانزم کر دیا جس سے آپ زرہ بناتے تھے
284	کشتی کا طوفان میں گھرنا، قرعہ اندازی میں آپ کا	حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسکن شام تھا
295	نام نکلنا	سلیمانی سواری کی کیفیت۔ روایات کتب سیر سے
285	آپ کا نبیوی میں تشریف لانا، علامہ آلوسی رحمہ اللہ	نماز عصر کا قضا ہونا قیمتی گھوڑے ذبح کر ڈالنا
296	کی بحث	حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کی ایجادات
296	آیت کریمہ کی فضیلت	حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام
296	حضرت زکریا علیہ السلام کا دعا کرنا	کی اولاد سے ہیں
296	حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے	آپ کا شجرہ نسب
297	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ انبیاء پ ۱۷	آپ کا حلیہ مبارک
298	حل لغات	حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ ابتلاء
300	خلاصہ تفسیر	ابلیس کا آپ کی بیوی کو دھوکہ دینا
300	چند نادری لغات	حضرت ایوب علیہ السلام نے بیوی کو شفا کے بعد سو
301	خلاصہ تفسیر	



321	اہل ایمان روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا	301	عقائد باطلہ کا رد
321	حیات بعد الموت	302	حکومت سے غلبہ اسلام مقصود ہے
322	مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ الحج پ ۱۷	303	مختصر تفسیر اردو
322	زلزلہ قیامت زبردست شے ہے	303	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث
322	صاحب تفسیر نسفی علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	304	یا جوج ماجوج کا واقعہ
323	زلزلہ کیوں آتا ہے اس کے علل و اسباب کیا ہیں	305	ما اور من کا لطیف فرق
323	فلاسفہ کہتے ہیں	305	ما۔ من کا حضور علیہ السلام نے فرق بیان کر کے ابن زبیری کو ساکت کر دیا
323	اسباب زلزلہ حدیث سے بھی واضح ہیں	306	ناریوں کا انجام کار
324	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	306	اہل ایمان کو بشارت۔ علامہ آلوسی کی بحث
324	ذات حمل کی قاموس میں تعریف	307	قیامت یا مبادیات ساعت کا بیان
324	شان نزول۔ دلائل بعثت بعد الموت	308	اللہ تعالیٰ عزوجل نے زمین پر اجساد انبیاء علیہم السلام حرام فرمادیئے ہیں
326	دلائل بعثت علامہ نسفی کی بحث	309	زبور اور ذکر کافرق۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
326	تخلیق انسانی	310	صالحین کی تعریف
327	دوسری دلیل۔ بیشک اللہ اٹھائے گا انہیں زندہ کر کے	310	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پاک
327	جو قبروں میں ہیں	310	اللہ تعالیٰ عزوجل کا وعدہ غلبہ دین کے لئے
327	خلاصہ تفسیر، وہ احیاء موتی پر قادر ہے	311	بے شک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو اس پر چند قول
329	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ الحج پ ۱۷	312	اللہ تعالیٰ عزوجل عطا فرمانے والا اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں
330	حل لغات	312	عالم جسم ہے اور اس کی روح نبوت ہے
333	خلاصہ تفسیر شان نزول	314	ادری۔ درایت پر مفصل بحث
333	مفصل بحث	315	سورۃ الحج بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع پ ۱۷
334	مختصر تفسیر اردو	316	حل لغات
335	شان نزول پر چند روایات	318	خلاصہ تفسیر
335	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	319	علامہ قرطبی کی مفصل بحث علوم خمسہ مذکورہ ہیں
336	جنتیوں کا ذکر	320	اس روز حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے
337	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	320	روز محشر کے حالات
338	صاحب نسفی کی بحث		
338	دین کل پانچ ہیں چار شیطان ایک رحمانی		
339	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث		
339	صابیہ۔ نصاریٰ اور مجوس کی بحث		



361	مناسک حج۔ طواف کا حکم، حلال جانور	آتشکدے زردشت سے پہلے کے ہیں اور وہ تیرہ تھے
362	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ حج پ ۱۷	لفظ مجوس کی تحقیق
363	حل لغات	شان نزول
364	حل نادر لغات	کھولتا پانی جہنمیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا
364	خلاصہ تفسیر	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ حج پ ۱۷
365	ہر قوم میں قربانی جازی تھی	حل لغات
365	قربانی کی تعریف	خلاصہ تفسیر
366	فلسفہ قربانی	نافرمان فرقہ کے چند اوصاف
367	مختصر تفسیر اردو	مسجد حرام پر مسلم حقوق کی مساوات
367	محبت کے معانی پر بحث	مختصر تفسیر اردو
368	علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ کا قول	مومنین کا حسن حال
368	بدن پر بحث	اہل جنت کا احوال
369	بدن پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد	شان نزول
369	صاحب مؤلف کا تذکرہ	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث
370	عہد رسالت میں نحر کا طریقہ	حد حرم پر مفصل بحث
370	قانع کی تعریف	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ حج پ ۱۷
370	مشرکین کی رسوم کا رد	حل لغات
371	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ حج پ ۱۷	نادر لغات
372	حل لغات	خلاصہ تفسیر
374	نادر لغات	ایک منفعت دنیا جس کے ذرائع حج کے ذریعے ہیں
374	خلاصہ تفسیر	ایام معلومات سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے
375	شان نزول	فلسفہ حج
376	مختصر تفسیر اردو	مختصر تفسیر اردو
378	علامہ نسفی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی	بناء کعبہ کی مکمل تاریخ
379	حضور علیہ السلام کو تسلی دی گئی	اعلان کرو لوگوں میں حج کے لئے
379	قوم نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا	اعلان حج
380	حضر موت کی تعریف	سواری پر حاجی کو ستر نیکیاں اور پیدل سات سونکیاں
381	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ حج پ ۱۷	ماتی ہیں
382	حل لغات	



403	مفصل بحث	383	خلاصہ تفسیر
403	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات معلم کتاب ہے	384	خواب۔ حضور علیہ السلام کو ہجرت کی بشارت
	قرآن کریم اعلان عام فرما کر ہر مسلمان کو اتباع	384	خواب میں حلق قصر کی بشارت
404	مطلق رسول اکرم کی دعوت دے رہا ہے	384	مختصر تفسیر اردو
405	حدیث نبوی قرآن کی تفسیر ہے	385	نادر آیات کا ترجمہ اور اس پر بحث
405	صَلُّوا كَمَا دَرَأْتُمْ نَبِيَّ أَصْلَبِي تفسیر قرآن ہے	385	رسول۔ نبی کے معانی کی تشریح
406	عبادت جانی اور عبادت مالی کا حکم	386	متعدد اقوال
406	قربانی کے متعلق صحاح کی چند حدیثیں	386	نبی رسول کا فرق
407	حضور ﷺ نے قربانیاں کی ہیں۔ قربانی کے احکام	387	رسول پر مفصل بحث
408	مختصر تفسیر اردو	387	حضرت حسان کا قول
408	آسمان کو گرنے سے روک رکھا ہے	388	مشرکین کے اعتراض اور ان کے جواب
408	فلاسفہ کی آسمان پر بحث	389	علامہ نسفی رحمہ اللہ کی وضاحت
409	بے شک انسان ہماری نعمتوں سے منکر اور ناشکرا ہے	389	ایک گھڑی ہوئی روایت کی تصریح
410	ذبح کا طریقہ	391	امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کی تشریح
411	اپنے رب کی طرف بلاؤ ان جھگڑنے والوں کو	391	شیخ ابوالمنصور ماتریدی رحمہ اللہ کا ارشاد
412	بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ حج پ ۱	392	قرآن کریم حق ہے اور منزل من اللہ ہے
413	حل لغات	393	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ حج پ ۱
414	خلاصہ مفہوم	393	حل لغات
	اگر سب مل کر مکھی بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے نہ ہی مکھی	394	خلاصہ تفسیر
414	سے لے جانی ہوئی چیز حاصل کر سکتے ہیں	394	شان نزول
	رسول پیام الہی عزوجل بندوں کی طرف لانے والا	396	مختصر تفسیر اردو
415	ہوتا ہے	398	شان نزول
416	جہاد کا حکم	398	شان نزول پر علامہ امام طیبی رحمہ اللہ کا قول
416	مختصر تفسیر اردو	399	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ حج پ ۱
	جبرائیل، میکائیل وغیرہ ملائکہ علیہم السلام کے رسول	400	حل لغات
417	چنے گئے	401	خلاصہ تفسیر
418	عہد اول میں نماز بلا رکوع و سجود کے تھی	401	حیات بعد الموت
418	اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جہاد	402	عبادت کا طریقہ
419	زکوٰۃ کے احکام		اطاعت رسول ﷺ اللہ عزوجل کی اطاعت ہے



419	حضرت نوح علیہ السلام اور متعلقین کو کشتی پر سوار	سورہ مومنون مکیہ
441	420 ہونے کا واقعہ	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ مومنون پ ۱۸
442	421 یہ تنور کہاں تھا اس پر بحث	حل لغات
442	423 بعض نے کہا کہ موصل میں تھا	خلاصہ تفسیر
443	423 بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ مومنون پ ۱۸	سات صفات مکارم اخلاق ہیں
445	423 حل لغات	حیات بعد الموت پر دلائل
446	425 لغات نادرہ	طرائق پر بحث
447	426 خلاصہ تفسیر	مختصر تفسیر اردو
448	426 نبی کی دعا	مومن کی تعریف
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا	نماز کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث
448	427 نشان ہیں	خشوع پر بحث
448	427 مختصر تفسیر اردو	شرمگاہوں کی حفاظت کے احکام
449	429 حیات بعد الموت پر بحث	متعہ کی حرمت
450	429 عذاب کا وقت مقرر ہے	متعہ کے احکام احادیث کی روشنی میں
451	430 بعد غرق بنی اسرائیل کو توریہ عطا کی گئی	متعہ کی حرمت کا واقعہ
451	430 ابن مریم کو اور اس کی والدہ کو نشانی بنایا	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث
452	431 ربوہ کی تعریف و تشریح	مومنین کو بشارت عظمیٰ
453	432 مفصل بحث	حضرت ربیع بنت نصر رضی اللہ عنہا کے بیٹے کو
454	433 قتل عیسیٰ علیہ السلام پر بحث	شہادت کے بعد جنت اعلیٰ کی بشارت
454	434 بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ مومنون پ ۱۸	تخلیق انسانی کا فلسفہ
456	434 حل لغات	تخلیق انسانی کے درجات
459	434 لغات نادرہ	بعد الموت زندہ ہونے کے دلائل
459	435 خلاصہ تفسیر	طور سینا کی مفصل بحث
	436 انبیاء علیہم السلام کے بعد امتوں میں مختلف فرقے	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ مومنون پ ۱۸
460	437 بن گئے	حل لغات
461	438 مخالفین کو ڈرایا جاتا ہے	خلاصہ تفسیر
461	439 قرآن کریم پر غور و فکر نہیں کرتے	مختصر تفسیر اردو
462	440 مختصر تفسیر اردو	حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ
	441 شداد بن اوس کی بہن رضی اللہ عنہا نے دودھ کا پیالہ	



463	حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضور علیہ السلام نے واپس کر دیا مفصل واقعہ	463	حلال و حرام میں
542	خاصان بارگاہ کی فضیلت کرنے	463	اللہ عزوجل اس شخص کی عبادت قبول نہیں فرماتا جس کے شکم میں لقمہ حرام ہو
5	میرے بندوں کی ایک جماعت بچے گی	465	ایمان والوں کی تعریف
85	مختصر تفسیر اردو	466	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
486	توحید کی شہادت دے اور شرک کی مذمت کرے	466	یہ کلام حق ہے اس کی تصدیق لازم ہے
487	ہمزات عربی میں وساوس کو کہتے ہیں مفصل بحث۔	467	ذکر حق سے مراد قرآن کریم ہے علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
487	اس کا علاج	468	کفار و مشرکین کی ہٹ دھرمی کا ذکر
487	علامہ آلوسی کی مفصل بحث	468	حضور علیہ السلام کی بددعا سے سات برس قریش مکہ قحط میں مبتلا ہونا
488	برزخ سے مراد موت کے وقت سے بعثت تک ہے یا قیامت تک ہے علامہ آلوسی کی بحث	469	ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
488	جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا	470	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ مومنون پ ۱۸
489	انساب کے ساتھ فخر نہ ہو سکے گا	471	حل لغات
489	جہنمی لوگ داروغہ جہنم کو چالیس برس تک پکاریں گے۔ چند اقوال	472	خلاصہ تفسیر
490	جہنمی پانچ بار اپنے رب کو پکاریں گے چار بار جواب ملے گا پانچویں بار وہ اس قابل ہی نہ رہیں گے	472	انعامات ربی کا ذکر اور انسان کی ناشکری
491	پانچویں بار جواب ملے گا کہ پڑے رہو خسران میں دھتکارے ہوئے	473	کون مالک ہے آسمان اور زمین اور عرش عظیم کا مختصر تفسیر اردو
492	دعا کرنے والوں کے متعلق مختلف اقوال	474	نعمتوں کا ذکر۔ کان۔ آنکھ۔ دل
492	تمسخر کے معانی۔ تمسخر نے تمہارے دلوں کو یاد الہی	475	دل کا حال علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
492	عزوجل بھلا دی	475	براہین قاطعہ
493	قیام دنیا کی مدت کو بھول جائیں گے	477	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ مومنون پ ۱۸
494	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث۔ عرش عظیم کی تعریف	479	حل لغات
495	فضائل آیات آخر سورہ مبارکہ اور دعا	481	خلاصہ مفہوم
495	سورۃ النور	481	دعا کا طریقہ اور اس کی حکمت
495	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ نور پ ۱۸	482	کافر دنیا میں آنے کی آرزو کرے گا
496	حل لغات	483	نسخ پر بحث۔ عذاب جہنم کی تشریح الامان والحفیظ
498	خلاصہ تفسیر		
499	زانیہ عورت نہ نکاح کرے مگر زانی یا مشرک سے		



510	عفت کے لئے چھ شرطیں	499	تعریف زنا
510	عبداللہ بن صوریانے آیات رجم پر ہاتھ رکھ دیا تھا		اسلام میں قرآن پاک نے متعدد جگہ زنا کی برائی
511	خدو اللہ عزوجل میں سفارش کو رد فرمایا	499	بیان کی
511	طائفہ سے مراد جماعت ہے	500	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا
513	زنی محصنہ کا قانون	500	عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد نہیں ملتی
514	قانون لعان	501	باندی غلام کی سزائیں نصف بحکم قرآن بحال رکھیں
514	گواہ نہ لانے کی صورت میں قسم کھانی ہوگی		بعد مباشرت زنا فعل شنیع کا مرتکب ہو جائے تو ضرور
515	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ نور پ ۱۸	501	سنگسار ہوگا۔
516	حل لغات	501	زانی اپنی مزنیہ سے نکاح کر سکتا ہے
517	خلاصہ تفسیر	501	پارسا عورتوں سے بدکار مردوں کا نکاح ممنوع ہے
517	افک عربی میں بہتان کو کہتے ہیں		پارسا عورت پر تہمت لگانے اور ثبوت چار گواہ نہ ملنے
	آپ ﷺ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے گاہے		پر تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں
518	گاہے دریافت فرمالتے تھے	502	گے
	حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی آیات کا		اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے مردود ہوگی مفصل بحث
518	نزول		تمام ائمہ کرام اس پر متفق ہیں کہ غلام لونڈی پر نصف
	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں اٹھارہ	503	سزایعنی چالیس درے ہوں گے
519	آیات نازل ہوئیں	503	بیوی پر تہمت لگانے کا حکم
520	مختصر تفسیر اردو	503	لعان
	تمام قرآن کریم میں اس لغت افک سے مشتق تین	①	عویمیر بن عدی نے اپنی بیوی کے بارے میں حضور
521	مقام آئے ہیں	504	علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ دریافت کیا
521	ہارگم ہونے کا مفصل واقعہ	504	شان نزول آیت
522	حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تاثرات	505	مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ نور پ ۱۸
523	مرض کی شدت	505	زانی زانیہ کے مارنے کا درہ اور اس کی نوعیت
523	والدہ ماجدہ کی تسلی تشفی		حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں ایک
524	حضور پر نور ﷺ کا بریرہ سے مشورہ	506	مجرم۔ نشہ کی حالت میں سزا کے احکام
524	منبر اقدس پر ارشادات گرامی	507	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
	حضرت سعد بن معاذ انصاری کاوردیگر حضرات کے	508	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اقدام رجم
525	بیان	509	قرآن سے رجم کے احکام
525	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان	510	اقرار جرم پر رجم کیا گیا



جوازواج مطہرات میں سے کسی ایک پرری کرنے	525	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لانا اور ارشادات فرمانا
542 اس کی توبہ قبول نہیں	526	حضور علیہ السلام کے ارشادات کے بعد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آنسو رک گئے
542 اعضاء کی گواہی کے بعد اس کا بدلہ دیا جائے گا	527	وحی کا نازل ہونا
543 قاضی ابوالسائب رحمہ اللہ نے ایک واقعہ بیان کیا	530	علامہ آلوسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں
544 علامہ آلوسی رحمہ اللہ آیات بیانات پر فرماتے ہیں	530	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ذکر اچھے الفاظ میں کرتی تھیں
545 رزق کریم سے مراد جنت ہے	530	حضور علیہ السلام کو تسلی دی گئی کہ آپ کے حق میں خیر عظیم ہے
545 ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں	530	جس کسی نے جرم کیا سب نے سزائیں پائیں
547 با محاورہ چوتھار کو ع سورۃ نور پ ۱۸	531	حضرت صفوان کا حضرت حسان رضی اللہ عنہما پر تلوار کے وا سے حملہ حضور علیہ السلام نے صلح کرادی
548 حل لغات	531	حسن ظن رکھنے کا حکم
551 خلاصہ تفسیر	532	اتہام سے بچنے کا مومنین کو حکم
551 نور کی بحث	533	با محاورہ ترجمہ تیسرا کو ع سورۃ نور پ ۱۸
552 گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو	534	حل لغات
552 گھر میں داخل ہونے سے قبل تین بار اجازت طلب کریں ورنہ واپس ہو جائیں	535	خلاصہ تفسیر
552 غیر مسکونہ مکان وہ ہے جسے سنور کہتے ہیں	536	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے اولوالفضل فرمایا
552 مومنین کو حکم کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شہر مگاہوں کی حفاظت کریں	536	امہات المؤمنین کی صفت
553 شہر مگاہوں کی حفاظت کریں	537	گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے
554 تزینت تین قسم کی ہے	538	فضل فی حکم سب ازواج النبی ﷺ
555 احکام نکاح تین قسم ہیں	538	مختصر تفسیر اردو
555 مختصر تفسیر اردو	540	آیت کا شان نزول
556 مکان میں داخل ہونے کے آداب احادیث کی روشنی میں	540	ابن عباس اور ضحاک رضی اللہ عنہما کی روایت
556 ایک شخص نے عرض کی کہ والدہ کے پاس بھی جائیں تو اجازت طلب کریں۔ فرمایا ضرور اجازت لیا کرو	541	حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بری ثابت ہوتے ہیں
557 علامہ طبرانی کی حضرت امام مالک رحمہما اللہ سے روایت کہ کسی گھر میں نہ داخل ہو جب تک اجازت لے کر سلام نہ کرے	541	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اولوالفضل تھے
558 آگ بجھانے۔ چور پکڑنے یا مال محفوظ کرنے کی صورت میں اجازت کی ضرورت نہیں	541	قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دیدے



573	اکراہ علی الزنا کی رسم اور شان نزول	560	غیر مسکونہ گھروں کی تصریح و احکام
574	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ نور پ ۱۸	560	شان نزول۔ پہلی نظر معاف
575	حل لغات	561	تمام حوادث کا مبداء نظر ہے
576	خلاصہ تفسیر		حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے امہات
576	لغات نادرہ		المومنین کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا مفصل
	وہ دن ایسا ہوگا کہ ہر دل الٹ رہا ہوگا اور ہر آنکھ پٹی ہوگی	562	حدیث
578	عرصات محشر میں کافر کا حال زار	562	آزاد عورت کا تمام بدن عورت ہے سوا خاوند کے
578	نور ہادی ہے نور کی مفصل بحث	563	الماظہر منها کی مزید تصریح پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ
579	بحث سوم مثل نُورہ کمشکوٰۃ	564	کتاب الجہاد کی ایک حدیث
581	اس بحث میں پانچ قول ہیں		صحابیات خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پردہ کرتی تھیں
581	مختصر تفسیر اردو	564	
582	وہی ذات ہے جس نے سورج کو روشن بنایا اور قمر کو نور کیا	565	عورت اپنے ہاتھوں میں مہندی لگائے
582	مصباح یعنی چراغ روشن ہے	565	جیٹھ دیور سے اس طرح بچو جیسے موت سے بچتے ہو
583	زیتون کے تیل کی فضیلت	565	آیات حجات
584	زیتون کے خواص مفصل بحث	566	احادیث سے پردہ کا حکم
584	نُورٌ عَلٰی نُورٍ۔ مشکوٰۃ سے سینہ انور مراد ہے		اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان عورتیں پردہ کریں
586	قلب اجود قلب مومن ہے		حتیٰ کہ مسلمان عورتیں مسلمان عورتوں کے سامنے بے حجاب نہ ہوں
587	قوائے خمسہ	567	نادر لغات
588	بیوت سے مراد تمام مساجد عالم ہیں	568	زینت آرائش کو کہتے ہیں مفصل بحث
589	مسجد نبوی۔ مسجد قبا کو حضور علیہ السلام نے تعمیر کرایا	568	زینت ظاہری زینت باطنی
590	آداب مساجد	569	نکاح کے لئے حکم تاکہ بقاء نوع میں معاونت ہو
591	غدو و آصال کی تحقیق	570	اس سے نکاح جس میں صلاحیت ہو
592	اقامہ الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ	570	ولی پروا جب نہیں کہ کنیر یا غلام کا عقد کرے
593	شان نزول		ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں فقر و فاقہ کی شکایت لایا تو حضور علیہ السلام نے اسے نکاح کرنے کا حکم دیا
593	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ نور پ ۱۸		احکام مکاتب غلام لونڈی
595	حل لغات	571	
596	خلاصہ تفسیر	572	



619	مختصر تفسیر اردو	597	رابط آیات
619	مملوک غلام کے لئے اجازت کے احکام	597	چھ کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔
619	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی رائے	598	استوانہ حنانہ۔ معجزات مصطفیٰ ﷺ
621	اگر بہن کے گھر جائیں تو بھی اجازت لیں		اور تمام کو اسی واجب تبارک و تعالیٰ کی طرف واپس
622	شان نزول	598	جانا ہے
623	اعزہ کے گھر کھانا کھانے کی اجازت	599	بلاغت کلام
	جب مسجد میں داخل ہوں اور کوئی نہ ملے تو کہنا چاہئے	600	چند گمراہ ازلی جو ظلمات میں پھنسے ہوئے ہیں
623	السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين	601	مختصر تفسیر اردو
624	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورہ نور پ ۱۸	602	دوسرا مخاطبہ شان کیا نہ دیکھا اے محبوب
625	حل لغات	603	آسمان سے اولوں کی بارش فلاسفہ نے طویل بحث کی
626	خلاصہ تفسیر	603	پانی پر حیات احياء کا موقوف ہونا ضروری ہے
626	مختصر تفسیر اردو	604	بشر منافق کے معاملہ میں نازل ہوئی
627	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	604	دوسرا شان نزول
628	تو خلاصہ یہ نکلا کہ	605	در بار رسالت پناہ میں جانے سے انکار
629	علامہ نسفی رحمہ اللہ کی بحث	606	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورہ نور پ ۱۸
629	شان نزول	607	حل لغات
630	سورۃ الفرقان	608	خلاصہ تفسیر
630	ربطۃ السورۃ بالسورۃ الاولیٰ	609	ملک کی خلافت و حکومت عطا فرمائے گا
631	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ فرقان پ ۱۸	610	معاشرہ کی خرابیاں
632	حل لغات	611	مختصر تفسیر اردو
633	خلاصہ تفسیر	612	شان نزول
634	بت پرستی کا رد	612	دین اسلام کو تمام ادیان و ملل پر غالب کیا جائے گا
	نضر بن حارث رأس المشرکین اور منافقین کے	613	زمانہ مدت خلافت راشدہ
635	اوہام باطلہ	613	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورہ نور پ ۱۸
635	مسلمہ کذاب۔ اسود عنسی کا جواب	614	حل لغات
636	مشرکین مکہ کے اوہام باطلہ	616	خلاصہ تفسیر
637	خلاصہ تفسیر اردو		پہلا حکم، دوسرا حکم، تین اوقات میں خصوصیت سے
638	شان تخلیق	616	اجازت لیں
639	فاتوا بسورۃ من مثلہ	618	تیسرا حکم۔ شان نزول



			توہمات کا جواب
658	ظالموں کی آرزو	640	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ فرقان پ ۱۸
659	مشرکین کے اعتراض کا جواب	641	حل لغات
660	مختصر تفسیر تیسرا رکوع	642	خلاصہ تفسیر
660	رجا و لقا پر اقوال کی نقل	643	جہنم دیکھ کر جوش مارے گی
661	یہ کلام انسانی کلام نہیں۔ انسانی قوت سے باہر ہے	644	جس دن اللہ تمام مشرکوں اور ان کے ساتھیوں کو محسور فرمائے گا
662	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تشریح	645	نضر بن حارث وغیرہ کا جواب
662	نادر لغات کی تشریح	645	مختصر تفسیر اردو
663	علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے واضح تعریف کی	646	علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
664	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تشریح	646	مکان بعید کی مقدار پر تین قول
665	احوال قیامت	646	جب قیامت قائم ہوگی
666	عقبہ بن ابی معیط کا سفر سے آنا اور اہل مکہ کو کھانا کھلانا	647	حضرت سیدنا ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام امان
666	مفصل واقعہ	648	طلب کریں
667	عقبہ بن ابی معیط مرتد ہو گیا۔ اس کے قتل کرنے کا حکم	648	سرکارِ دو عالم ﷺ عرض کریں کہ مجھے صرف امت
668	ابی بن خلف کی حضور علیہ السلام کو قتل کی دھمکی	649	مطلوب ہے
668	صحبت میں بڑا اثر ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی کی ہو	649	سب سے پہلے حلوہ نار شیطان کو پہنایا جائے گا
669	توریت اٹھارہ سال میں نازل ہوئی ہے	649	فرشتے عرض کریں الہی انہیں جنت عدن میں داخل فرما
669	ورد تلناہ تورتیلا پر چند قول ہیں	650	لغت بورا کی تشریح
671	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ فرقان پ ۱۹	651	شان نزول
671	حل لغات	652	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ فرقان پ ۱۹
673	خلاصہ تفسیر	653	حل لغات
673	خلاصہ مضمون	654	خلاصہ تفسیر
674	رس میں مفسرین کے مختلف قول ہیں	655	نادر لغات
675	جتنی قومیں گزریں سب کی مثال دے کر سمجھایا	655	حل لغات کے بعد خلاصہ تفسیر
676	مختصر تفسیر اردو	656	عام بشر کی حد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے
677	مفہوم آیت	657	واسطہ سے اللہ عزوجل کے احکام سنیں
677	اصحاب رس بت پرس تھے	658	نحن اقرب الیہ من حبل الورد کی تشریح
679	ان پر عذاب ہلاکت		



705	تکبر مکروہ ہے	679	قریش مکہ کو ارشاد
706	مومنوں کی تیسری صفت	681	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ فرقان پ ۱۹
707	اسراف کی تعریف	683	حل لغات
708	کسی جان کو قتل نہ کریں	685	خلاصہ تفسیر
708	زنا کی تعریف	685	چند دلائل تو حید اور کمال قدرت کے نظائر
709	عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جہنم میں ایک جنگل ہوگا	686	نبوت بارش روحانی ہے
709	جس میں زانی ہوں گے	687	انسان مرج البحرین ہے
709	ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک	687	حضور علیہ السلام کو تسلی دی جاتی ہے
709	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا بہت سے	688	مختصر تفسیر اردو
710	لوگ قیامت کے دن ایسے ہوں گے جو گناہ زیادہ	688	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث
710	پیش کرنے کی خواہش کریں گے تاکہ نیکی سے تبدیل	690	سبابت کو موت کے معنی میں جائز رکھا
710	ہو جائیں	691	باران رحمت پر ثعلبی رحمہ اللہ کا قول
710	صفات مومنین سے نویں صفت کا بیان	691	اللہ تعالیٰ خالق الامطار ہے
711	مومن شرک کی تصدیق نہیں کرتا	693	مرج کے معانی علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
711	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تصریح	693	نسب اور صہر کا فرق
712	بلند درجہ بلند محل بہترین جگہ ٹھہرنے کی	694	صفت حی ہے اس پر چند اقوال
713	سورۃ الشعراء	694	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ فرقان پ ۱۹
714	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الشعراء پ ۱۹	696	حل لغات
714	حل لغات	698	خلاصہ تفسیر
715	خلاصہ تفسیر	699	بروج کی مفصل بحث
715	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دی گئی	700	بروج منازل کو اکب سیارہ۔ بارہ بروج
716	طسم کی تفسیر	701	نوا خاص مومنین کے
717	یہ آیتیں روشن کھلی کتاب کی ہیں	701	اسراف کی تعریف
717	مختصر تفسیر	701	مومن وہ ہیں جو اپنے رب عزوجل کے حضور دعا
718	وہ مومن نہیں ہوتے جو کتاب پر ایمان نہیں لاتے کیا	702	کرتے ہیں
719	غور نہیں کرتے عجائب قدرت الہی عزوجل میں	703	مختصر تفسیر اردو
720	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ الشعراء پ ۱۹	703	بروج کتنی قسم پر منقسم ہیں
721	حل لغات	704	اس فن کا موجد ہر مس ہے
723	خلاصہ تفسیر	705	عبادت کی تفصیلی تعریف

- 742 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے یہاں پرورش  
جادوگر سجدہ میں گر گئے
- 742 فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام کے دلائل  
عصا سارے جادو کا لقمہ کر کے عصا کی صورت میں
- 742 موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوت معجزات کا زور ظاہر کیا  
لوٹ آیا
- 744 فرعونی جیل خانہ  
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹
- 744 مختصر تفسیر اردو  
حل لغات
- 745 اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو  
خلاصہ تفسیر
- 746 فرعون کی طرف بھیجا  
واور ثناہا کی تفسیر اور دفع مغالطہ
- 747 قتل قبلی  
مختصر تفسیر اردو
- 748 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے تابوت میں لٹا  
موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے لشکر کو ہجرت کا حکم
- 748 کر دریائے نیل میں چھوڑ دیا تابوت فرعون کے  
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چھ لاکھ بیس ہزار آدمی تھے
- 749 ہاتھ آ گیا۔  
نادر لغات
- 750 موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس تیس سال رہے  
مقام کریم
- 750 مدین میں دس سال رہے تبلیغ تیس سال کی  
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تشریح
- 750 علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل تشریح  
دریاشق ہو گیا بنی اسرائیل اس سے پار ہو گئے
- 751 حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے طمانچہ کی قوت سے  
جب موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل دریا تک آ گئے
- 753 بے خبر تھے  
عصا کا ثعبان مبین ہونا
- 754 ضالین سے مراد احکام شرعیہ سے بے خبری مرد ہے  
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹
- 754 علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث  
حل لغات
- 756 نجومیوں کے توہمات اور اس کا رد  
خلاصہ تفسیر
- 758 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وضاحت  
فرعون کا دعوائے الوہیت
- 758 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا  
دوزخ تسلیم کرتے تھے
- 734 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا  
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹
- 735 اطراف میں تھی  
حل لغات
- 735 علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث  
خلاصہ تفسیر
- 736 فرعون لعین معجزہ عصا وید بیضا دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا  
نوٹ: نبی من حیث النبی معصوم ہوتا ہے
- 738 موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی شان  
مختصر تفسیر اردو
- 739 ارجحہ کے معنی  
اہل سنت کا عقیدہ پانچ دعائیں
- 740 حکم سے مراد طلب ثبات ہے
- 740 حضور علیہ السلام کے علاوہ کوئی نبی اس مدت میں



785	قوم شہود نے رسولوں علیہم السلام کو جھٹلایا	764	نہیں آیا
786	مختصر تفسیر اردو		جب بندہ فرض نمازوں کا پورا وضو کر کے گھر سے مسجد کی طرف آئے
787	نہایت کاریگری سے پہاڑوں میں پتھر تراش کر مکان بناتے تھے	765	خذلان جس پر آپ نے دعا کی اس پر چند قول ہیں
787	انبیاء کو اپنے جیسا کہنے والے مشرکین ہوں گے	766	علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
788	ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ	767	قلب سلیم وہ جو عقائد فاسدہ سے پاک ہو
789	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹	768	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں
790	حل لغات	768	ازلاف اور ابراز کافرق
791	خلاصہ تفسیر	769	جنت آسمان میں ہے جہنم زمین کے نیچے
791	قوم لوط نے رسولوں علیہم السلام کو جھٹلایا	769	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
792	مختصر تفسیر اردو	770	جہنم بروز قیامت لایا جائے گا ستر ہزار گاموں میں
	جو اللہ عزوجل نے پیدا کیں تمہاری بیویاں تم حد سے گزر جانے والی قوم ہو	771	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹
793	گزر جانے والی قوم ہو	772	حل لغات
794	ایک سوال کا مدلل جواب	773	خلاصہ تفسیر
795	بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹		اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور غریبوں میں ہی آجائے گا
795	حل لغات	774	مختصر تفسیر اردو
797	خلاصہ تفسیر	774	میں تمہارے لئے رسول امین ہوں
798	مختصر تفسیر اردو	775	مسئلہ کفایت میں فقہاء نے تصریح کی
	چار نصیحتیں سن کر وہ بجائے جھکنے کے اکڑ گئے اور	776	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹
798	جواب دیا	777	حل لغات
799	قصہ عذاب اصحاب الایکہ	778	خلاصہ تفسیر
800	بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹	779	علامہ نسفی کی مفصل بحث
801	حل لغات	780	مختصر تفسیر اردو
803	خلاصہ تفسیر	780	حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ نے انہیں
	قرآن کریم رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسے		رتح صرصر کے ذریعہ ہلاک کر دیا
803	لے کر روح الامین علیہ السلام آئے	782	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ شعراء پ ۱۹
804	نزول قرآن کی کیفیت	782	حل لغات
805	مشرکین کو نہایت متین جواب	783	خلاصہ مختصر تفسیر
806	حضرت علیہ السلام کی دعوت حق کوہ صفا پر	784	

820	شہاب ثاقب میں تین حالتیں ہو جاتی ہیں	807	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مصلین مراد ہیں ساجدین سے
822	شان نزول	807	حضور علیہ السلام نے فرمایا میں جیسے آگے دیکھتا ہوں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں
822	مہذب ترین شعراء کا استثناء فرما دیا گیا	808	لغویا وہ گو شعراء کی مذمت ایسی شاعری عبادت ہے جس میں توحید الہی نعت رسالت پناہی ہو
823	جو شعر ایسا ہو جس سے اللہ عزوجل کی یاد حضور ﷺ کی محبت ہو وہ یقیناً ذکر الہی عزوجل ہے	808	مختصر تفسیر اردو
823	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی رائے	809	مشرکین کا رد
824	بعض شعر حکمت والے ہوتے ہیں	809	نزول کا قلب اقدس کے ساتھ مختص فرمایا
824	حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدد حضرت جبریل علیہ السلام نے کی	810	علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم کی تفسیر
825	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام	811	حضور علیہ السلام کے قلب اقدس کو بھی آنکھیں عطا فرمائی ہیں
825	حضرت زین العابدین حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضیٰ حضرت سیدہ زہرا علیہم رضوان کا کلام	811	ایک واقعہ نزول کو ذکر کا
826	لغوی فحش کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا	812	حضور علیہ السلام کا سونا جاگنا برابر ہے
827	سورۃ نمل	813	قرآن کریم معجزہ ہے
827	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ نمل پ ۱۹	814	مشرکین خیال باطلہ کا رد
828	حل لغات	814	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی وضاحت
829	خلاصہ تفسیر	815	نسب کے لئے چھ طبقات ہیں
830	مختلف آیات کے معانی	816	وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر
831	منکرین آخرت پر وعید شدید	816	اے قریش کے لوگو اپنی جانیں آگ سے بچاؤ
831	مادہ پرست حضرات کا رد	816	میں بالذات تمہارے ضرر و نفع کا مالک نہیں ہوں
833	مختصر تفسیر اردو	817	حضور علیہ السلام نے بنی عبدالمطلب کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اہل تشیع کی روایات کا رد
833	طس۔ یہ فواح کلام کے مقطعات سے لایا گیا	818	توکل پر مفصل بحث اور اس کے درجات
834	مشرکین کا اخروی حال بیان کیا گیا	819	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک مومن ہیں
835	موسیٰ علیہ السلام مقام مدین سے وادی طویٰ میں	819	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث
836	صلوٰۃ عربی میں آگ کے قریب ہونے کو کہتے ہیں	820	حضور علیہ السلام سے کاہنوں کے متعلق سوال
837	انبیاء علیہم السلام نے قبل نبوت اور بعد نبوت قصداً		
837	صغیرہ کثیرہ گناہ کسی قسم کا ارتکاب نہیں ہو سکتا		
838	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ نمل پ ۱۹		



839	جواہرات کے تھے۔ موتی جڑے تھے نہایت حسین	839	حل لغات
857	تھا	841	خلاصہ تفسیر
859	نامہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہ کے ذریعہ بھیجا	842	حکومت سلیمان علیہ السلام میں تین طرح کے لشکر تھے ایک جنوں کا۔ دوسرا آدمیوں کا اور تیسرا پرندوں کا
859	خوابگاہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا نامہ ملا	842	چیونٹی کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسموع فرمائی اور تبسم فرمایا
860	حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی تفسیر اتقان میں ترتیب نزول	843	ہدہ کا دربار سے غائب ہونا اور مشروط سزائے موت
861	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ نمل پ ۱۹	844	ملک سباء کی حقیقت از تاریخ ابوالفداء
862	حل لغات	845	حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس ملکہ سباء کو نامہ
864	خلاصہ تفسیر	845	مختصر تفسیر اردو
865	ملکہ سبا کا تحفہ تحائف کے ساتھ ایلیچی بھیجنا	846	حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بیشک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں
866	واقعہ	847	منطق الطیر کے متعلق روایتیں
867	بلقیس کا تخت کو پہچاننا اور اسلام قبول کرنا	849	بلقیس ملکہ سبا کی خدمت میں حاضر ہوئیں
867	صحن میں شیشہ پانی کا فرش	849	سلیمانی دربار کی یہ شان تھی
867	بلقیس نے اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کر لیا اور	850	سلیمانی لشکر کا عرض و طول جو آپ کے ساتھ چلتا تھا
867	خالص اللہ عزوجل کی عبادت اختیار کی	850	ہوائی سواری کی رفتار
868	مختصر تفسیر اردو	851	چھ لاکھ کرسیاں سونے چاندی کی لگائی جاتی تھیں
869	تفسیر رکوع سوم	852	انبیاء سنہری کرسیوں پر اور علماء چاندی کی کرسیوں پر
870	ہدایا کی تفصیل	851	ہوتے
871	ملکہ بلقیس نے ہدایات کے ساتھ اپنے ایلیچی کو بھیجا	852	چیونٹی کی آواز تین میل کے بعد سے سنی
871	بارگاہ سلیمانی میں۔ بلقیس کا نامہ پیش کیا اور ایک	852	علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
871	موتی اور ایک گھونگا پیش کیا۔	854	دربار میں ہدہ کی غیر حاضری اور اس کی سزا
872	حضرت سلیمان نے تحائف واپس کر دیئے اور اسلام	855	عربی کتابت کا رواج
872	کی دعوت دی علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	856	ہدہ کی دربار سلیمانی میں حاضری اور ملک سبا کی
873	آپ کی مجلس احکام صبح سے ہر روز ظہر تک ہوتی تھی	856	بشارت
873	عفریت نے وقت مانگا تخت لانے کے لئے اور	856	بلقیس کی تخت نشینی کی داستان بھی بڑی عجیب ہے
873	عاصف بن برخیانے پلک جھپکنے سے قبل حاضر کرنے	857	بلقیس پورے ملک کی حکمران بن گئی
873	کی پیشکش کی	857	تخت عظیم بلقیس کا تھا وہ سونے کا تھا اس کے پائے

- 889 علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث 874 اسم اعظم کی مفصل بحث
- 890 بحمدہ تعالیٰ انیسواں پارہ ختم ہوا اور بیسواں شروع 875 حضرت بلقیس کے ذہن کا امتحان اور اسلام لانے کا اقرار
- 891 پارہ بیس 875 جنوں کی سازش اور بلقیس کے متعلق غلط فہمی
- 891 با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ نمل پ ۲۰ 875 پھیلانے کی کوشش
- 892 حل لغات 875 بلقیس کے اسلام لانے کے بعد کے حالات میں
- 893 خلاصہ تفسیر 876 اختلاف - مہر میں بعلیک شہر دیا تھا
- 894 کوئی اور الہ ہے؟ 877 مختلف روایات
- 895 علم غیب پر مختصر تقریر 877 با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ نمل پ ۱۹
- 895 مختصر تفسیر اردو 879 حل لغات
- 896 يعدلون - عدل سے علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث 880 خلاصہ تفسیر
- 897 ایک سمندر کے دو ذوائق شیریں، تلخ 881 نو آدمی بد معاش تھے انہوں نے معاہدہ کیا
- 897 تمہیں زمین کا وارث بنایا تا کہ اس میں تصرف کرو 882 مکر کی تعریف
- 898 علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تشریح 882 پہلی چال دھوکے کے معنی میں ہے دوسری چال اس کی سزا کے بیان میں ہے
- 899 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بریلوی کی تحقیق 882 قصہ لوط علیہ السلام کا شروع فرمایا
- 900 لاتقنطوا من رحمة اللہ 883 حضرت لوط علیہ السلام کو ہجرت کا حکم
- اپنے رسولوں علیہم السلام میں سے جسے چاہے چن لیتا 883 مختصر تفسیر اردو
- 900 ہے 883 توہمات باطلہ کا رد، مدینہ کو شہر کو کہتے ہیں
- 901 علم کی تقسیم دو طرح ہے 885 جماعت کی تعریف - نور و سائے قوم تھے ہر ایک کے ساتھ جماعت تھی
- 902 دوسری تفصیل یہ ہے کہ تمام مفہومات میں سے کوئی چیز علم الہی عزوجل سے باہر نہیں 885 ناقہ صالح علیہ السلام کی کونچیں کاٹیں
- 903 اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی ہے 886 حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ
- 903 جتنا عرفان بڑھتا جائے گا اتنا مرتبہ بڑھتا جائے گا 886 چٹان نے ڈھانپ لیا
- 904 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم عطائی ہے 887 ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے
- 905 ایک چنگھاڑ سے سب کے کلیجہ پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے
- 906 اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے 887 جو ایمان لائے ان کی تعداد چار ہزار تھی - حضرت موت پہنچتے ہی حضرت صالح علیہ السلام کا وصال ہو گیا
- 907 ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی 888 حضرت لوط علیہ السلام کا مختصر بیان
- 907 اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی 888 امام واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
- 908 امام واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 888 امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں
- 909 امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں 888



- 927 مختصر تفسیر اردو
- 928 اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ ہے
- 929 تمہارا رب عزوجل جانتا ہے جو ان کے سینوں میں مخفی ہے اور جو علانیہ کرتے ہیں
- 930 علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
- 931 یہود بھی گمراہ ہوئے
- 932 ان کے دل ایسے مرچکے ہیں کہ انہیں قبول حق کا شعور ہی نہیں رہا
- 933 طواف اس سے پہلے بکثرت کرو کہ خانہ کعبہ اٹھ جائے
- 933 تلاوت قرآن اس کے اٹھنے سے پہلے بکثرت رکھو
- 933 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دابۃ الارض نکلے گا اس کے ساتھ عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان علیہم السلام ہوں گے
- 934 قیامت کی اول نشانی مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا
- 934 حضرات شیعہ کی روایت جس میں دابہ سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں
- 935 علامہ آلوسی اور صاحب تفسیر نسفی رحمہما اللہ کی بحث
- 936 بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ نمل پ ۲۰
- 937 حل لغات
- 939 خلاصہ تفسیر
- 940 علامات قیامت کے بعد حشر کی کیفیت کا بیان
- 940 داخرین کے معنی صاغرین ہیں۔
- 941 پہاڑ ابر کی طرح چل رہے ہوں گے
- 941 فرما دیجئے مجھ کو تو یہی حکم ہے کہ میں پرستش کروں اس شہر مکہ کے رب کی جس نے اسے محترم کیا
- 942 مختصر تفسیر اردو
- 943 علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
- 944 نفع صورت کی تحقیق اور صورت کی حقیقت
- 910 علوم انبیاء میں سے ان کے غیر جانتے ہیں مگر تھوڑا حضور علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فجر سے غروب تک بیان فرما کر جو کچھ ہو چکا تھا اور جو ہونا تھا سب کچھ بیان کر دیا
- 910 امام بوصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں
- 911 امام ابن الحاج سبکی نے اور امام قسطلانی رحمہم اللہ نے فرمایا
- 912 وہ ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے
- 913 وہ ہر چیز کا تبیان ہے
- 914 جب کوئی آیت یا سورت اترتی تو نبی ﷺ کے علموں پر اور علم بڑھاتی حتیٰ کہ قرآن کا نزول پورا ہو گیا
- 915 یہ پانچ باتیں جس کی تفصیل قرآن کریم میں ہے
- 915 اس حدیث سے سات قسم کے غیب ثابت ہوئے
- 917 وارث تمہارے دو بھائی دو بہنیں ہیں حسب فرائض الہی عزوجل تقسیم کر لیں
- 917 کل ضروریہ علم ہم اس آدمی کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ عزوجل فتح کرے گا
- 918 دوسرے دن حضور ﷺ نے وہ علم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو دے دیا۔
- 918 علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
- 920 بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ نمل پ ۲۰
- 921 حل لغات
- 923 خلاصہ تفسیر اردو
- 924 یعنی لوح محفوظ یا قرآن کریم میں جو واضح بیان کرنے والا ہے
- 925 حضور علیہ السلام قلب بدر پر تشریف لائے
- 926 کوہ صفا سے دابۃ الارض نکلے گا
- 927 موت کے اقسام بموجب انواع حیات

966	خلاصہ مختصر تفسیر اردو	944	نقحہ اولیٰ و ثانیہ کی بحث
967	تیس گھر طوفان نوح کے بعد آباد ہوئے	944	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
968	قبطی کے قتل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خائف ہو جانا	946	پہلے نقحہ سے دوسرے نقحہ کے مابین مدت کا فاصلہ
969	مختصر تفسیر اردو	947	قرآن کریم نے اس کا نقشہ متعدد لفظوں میں کھینچا
969	استواء کی مفصل بحث	948	جب موت ذبح کر دی جائے گی
970	قبطی فرعون کا باورچی تھا	949	سورۃ القصص
971	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی معصیت سرزد نہیں ہوئی آپ نے ایک ظالم کو ظلم سے روکا تھا	949	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ قصص پ ۲۰
972	انجھے انجام برے انجام کے بارے میں سوچنا	951	حل لغات
973	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ قصص پ ۲۰	952	خلاصہ تفسیر اردو
974	حل لغات	953	کتاب اللہ عزوجل اپنی صداقت پر آپ ہی گواہی ہے
976	خلاصہ تفسیر	953	ملک شام میں ہی بنی اسرائیل سردار بنائے گئے
976	حضرت شعیب علیہ السلام اس بستی میں رہتے تھے ان کی دو صاحبزادیاں تھیں	954	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اصل قصہ شروع ہوتا ہے
977	ایک صاحبزادی حضرت شعیب علیہ السلام سے عرض کرنے لگی	955	جب تابوت کھولا تو اس میں حسین لڑکا دیکھا
977	مختصر تفسیر اردو	955	فرعون پریشان ہوا کہ بچہ کی پرورش کیسے ہو
978	ایک قول ہے کہ حضرت موسیٰ حضرت شعیب علیہم السلام کے مابین قرابت تھی	956	مختصر تفسیر
978	ایک کا نام لیا تھا اور دوسری کا نام صفورا تھا	957	شیعہ جماعت کو کہتے ہیں فرعون نے اپنے شرفاء کے لئے علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنا دیں
979	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	958	فرعون نے خواب دیکھا
980	جلدی آنے کی وجہ حضرت شعیب علیہ السلام نے دریافت کی	958	والدہ موسیٰ علیہ السلام کے نام میں اختلاف ہے
982	حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی سے دریافت کیا کہ انہیں قوی کیسے جانا	959	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
983	تحقیق حق مہر شرعی	960	جاسوس زیادہ کوشاں ہوئے
983	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ قصص پ ۲۰	961	فرعون کی ایک لڑکی تھی اور اولاد نہ تھی
		961	فرعون مصر کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے
		961	جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت سے نکالا گیا
		961	تابوت فرعون کے محل میں پہنچ گیا
		964	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ قصص پ ۲۰
		965	حل لغات



1006	ہوا	984	حل لغات
1007	موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے صحیفہ مل گئے	987	خلاصہ تفسیر
1007	بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع سورۃ قصص پ ۲۰	987	سرسبز و شاداب درخت سے آگ کا نکلنا
1009	حل لغات	988	ید بیضا۔ عصا کا معجزہ عطا ہوا
1010	خلاصہ تفسیر	989	فرعون کے مقابل آنے کا تذکرہ اور اس کا انجام
	تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو دوہرے اجر ملیں گے	989	فرعون کی ہٹ دھرمی
1011	گے	990	نادر لغات
1012	حضرت ابوطالب کے ایمان پر بحث	990	اصل تفسیر
1012	شان نزول	991	نبی جب کوئی وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے
1014	مختصر تفسیر اردو	992	اس امر کی تحقیق کہ وہ ندا کیسی تھی
	جو حضور علیہ السلام پر قبل بعثت ہی انجیل کی خبروں سے ایمان لائے تھے	992	آپ کلیم اللہ کے خطاب سے ممتاز ہوئے
1014	تمام فتنہ شرک و کفر کے شہادت لالا الہ الا اللہ سے دفع ہو جاتے ہیں	993	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
1016	حضور علیہ السلام کا ابوطالب کو اسلام کی دعوت پیش کرنا	994	ردء اکے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
1017	ابوطالب کے اسلام نہ لانے پر سب بنی ہاشم سے مخالفت	995	موسیٰ علیہ السلام بعد غرق فرعون مصر و شام پر حکمران رہے
1018	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ قصص پ ۲۰	996	محل کی تعمیر
1019	حل لغات	996	تکبر اور بلندی میری چادر ہے عظمت و حشمت میرا ستر ہے
1020	خلاصہ تفسیر	997	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ قصص پ ۲۰
1023	جن پر عذاب واجب ہو چکا ہے یہ وہی ائمہ کفر و ضلالت تھے	998	حل لغات
1023	جو شرک سے توبہ کر لے	1000	خلاصہ تفسیر
1024	مختصر تفسیر اردو	1001	تحقیق لفظ قرن
1025	شان نزول	1001	ہماری رحمت سے آپ پر تمام غیبی امور منکشف ہوئے
1025	کہیں گے کاش ہم ہدایت قبول کر لیتے تو اچھا ہوتا	1003	مختصر تفسیر اردو
1027	علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	1004	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث
1027		1004	جانب غربی کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میقات تھا
			ان میں کوئی نبی حضور ﷺ سے قبل مبعوث ہی نہیں

1050	حضور علیہ السلام نے معاد کی تفسیر جنت فرمائی	1028	شان نزول
1051	سورۃ العنکبوت	1029	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ قصص پ ۲۰
1052	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۰	1030	حل لغات
1053	حل لغات	1032	خلاصہ تفسیر
1055	خلاصہ تفسیر	1032	پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو
1055	چار شان نزول	1034	قارون اور اس کے گھر والوں کا حشر
1056	اعمال سیئہ سے مراد شرک اور بدکاریاں ہیں	1034	جب حکم زکوٰۃ نافذ ہوا تو قارون گھبرایا
	نیک عمل کرنے والا صالحین یعنی انبیاء کرام کے	1036	قیامت تک ایسے ہی دھنتا رہے گا
1057	ساتھ محشور ہوگا	1036	مختصر تفسیر اردو
1058	مختصر تفسیر اردو		قارون حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام سے حسد
	ابو جہل حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو سزائیں	1037	کرنے لگا
1059	دیتا تھا	1038	عصبہ جماعت کثیر کو کہتے ہیں
1060	شان نزول	1038	عصبہ کی تعداد اور اس کی مفصل بحث
1060	یرجوا کی مفصل بحث		قارون کے خزانے کی کنجیاں ستر نچروں پر لادی جاتی
1061	شان نزول	1039	تھی
	حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم	1039	وہ علم کیا تھا اس پر مختلف اقوال
1063	رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا	1040	حضرت علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث
1063	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	1041	قارون کی ہلاکت کا قصہ
1064	شان نزول	1042	مومنین کی جماعت نے یہ آرزو کی
1065	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۰	1043	قارون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا
1066	حل لغات	1043	موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگانا
1068	خلاصہ تفسیر	1044	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورہ قصص پ ۲۰
	نوح علیہ السلام نے ایک ہزار پچاس سال کی عمر پائی	1045	حل لغات
1069	تھی	1046	تفسیر نواں رکوع
1069	خطیب الانبیاء نوح علیہ السلام کی عمر چودہ سو برس تھی	1047	شان نزول
1070	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلائل پیش کئے	1047	مختصر تفسیر اردو
1071	مختصر تفسیر اردو	1049	علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
1072	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	1050	ہجرت کی طرف ضمناً اشارہ



1089	خلاصہ تفسیر	1072	حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک
1090	اس بستی میں حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے		خطیب الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قوم کو
1090	حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ	1074	دعوت حق دینا
1092	عاد، ثمود، قارون فرعون اور ہامان کو سزا	1075	زمین میں سفر کر کے دیکھو
1093	مختصر تفسیر اردو	1075	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۰
1094	اہل سے مراد متبعین لوط علیہ السلام ہیں	1076	حل لغات
1095	فسق و فجور کے بدلے میں عذاب ہوگا	1078	خلاصہ تفسیر
1096	عاد ثمود کے حالات	1078	آگ میں ڈالنے کا فیصلہ
1096	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث اور تین سرکشوں کا بیان	1079	لوط علیہ السلام کا قصہ
1097	قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئے	1081	مختصر تفسیر
1098	ان کی ہلاکت عناصر اربعہ میں سے ایک سے ہوئی	1086	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۰
1099	مکڑی دو قسم کی ہوتی ہے	1087	حل لغات

## تقریظ

منجانب استاد العلماء شیخ الحدیث مفتی ابوالعلا محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی

ناظم دارالعلوم جامعہ حنیفہ رجسٹرڈ قصور، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامدا و مصلیا و مسلما

1- اما بعد: ”تفسیر الحسنات“ حقیقت میں ایک جامع اور مدلل اور مفصل تفسیر ہے جو مسلک حقہ اہل سنت والجماعہ کی باحسن وجوہ اور باکمل طرق! صحیح معنوں میں ترجمان ہے۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ بنظر غور و تبصرہ اس کا مطالعہ اور مشاہدہ اور معائنہ کیا تفسیر کی جہت اور حیثیت سے اس کو کامل اور مکمل پایا اور مسائل اختلافیہ کے حل میں احسن انداز یہ ہوتا ہے کہ دلائل مسلک حقہ کی بھرمار کر دی ہے کہ خصم کولب کشائی کی مجال نہیں اور دوبارہ کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

2- بکرم اللہ العزیز! ہر مسئلہ کو علم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ علامہ السید میر شریف علیہ الرحمۃ اور علامہ سعد التفتازانی علیہ الرحمۃ کی طرح ہر بحث کو شرح و وسط۔ تحقیق و تدقیق اور توضیح و تلویح، تنقیح و توضیح، تزئین و تکمیل سے بیان کیا ہے۔ نیز منطقیانہ فلسفیانہ طریق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ غرضیکہ دلائل منقولات کے ساتھ ساتھ دلائل معقولات کو بھی پیش کیا گیا ہے جس سے مخاطبین اور سامعین اور قارئین حضرات کو علمی چاشنی کا ذوق حاصل ہوتا ہے۔

3- تفسیر الحسنات میں میں نے خصوصی چیز یہ دیکھی ہے کہ عنوان اور معنون۔ موضوع اور بحث دعویٰ اور دلائل کلام اور نتیجہ میں تقریب تام کو ملحوظ رکھا گیا ہے مجھے کہیں بھی اجمال اور اشکال اور اخفاء اور اشتباہ نظر نہیں آیا۔

4- مفسر لیب محقق نجیب علامہ ابوالحسنات (علیہ الرحمۃ) مسئلہ توحید باری، صداقت نبوت اور مسئلہ علم غیب، مسئلہ میلاد النبی، مبحث ختم نبوت، مسئلہ معراج النبی (جسمانی) مسئلہ حدوث ارواح، رویت باری للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی لیلۃ المعراج سماع موتی، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ورد مذاہب باطلہ وغیرہا اور مہتمم بالشان مسائل اور موضوعات کے حل میں مفسر قرآن مجدد و زمان علامہ ”امام رازی“ علیہ الرحمۃ کی عکاسی فرما رہے ہیں جو آپ کے رازی وقت ہونے کی بین دلیل ہے۔

5- نظم قرآن (الفاظ قرآن) کے نفس معانی! با محاورہ پیش کرنے کے لئے علم ادب (لغات عرب) منقولات فصحاء عدنان و بلغاء قحطان اور عرب العرباء اور مسلم شعرائے عرب کے کلام سے استناد و استشہاد و استنباط فرمایا گیا ہے۔

6- تفسیر الحسنات! فاضل مفسر جبر مدقق، جید محقق علامہ ابوالحسنات السید محمد احمد الشاہ قادری اشرفی نور اللہ مرقدہ بانوارہ القدسیہ نے تنہائی و تاریکی کے مقام پر تصور صدیق اور تصدیق رسول کے ساتھ لکھی ہے بلکہ میں یوں محسوس کر رہا ہوں کہ الحاضر عند المدرک کے اعلیٰ مفہوم عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور رسوٰی میں یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔



مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

7۔ پھر امتیازی حیثیت یہ کہ اس تفسیر الحسنات پر حضرت علامہ امین الحسنات کشف الدقائق صاحبزادہ السید خلیل احمد شاہ صاحب قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم ادارہ جامعہ حسنا العلوم وخطیب پاکستان مرکزی جامع مسجد وزیر خاں لاہور نے مہتمم بالشان حاشیہ انیقہ جلیلہ کفیلہ ثمینہ لگا کر الودسر لابیہ کی حقیقت کا اظہار فرمایا اور اس تفسیر کی علمی وجاہت اور تحقیقی مقام کو اور زیادہ حسن وجمال اور زیبائش وکمال بخشا۔

8۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ جلیلہ میں ان کو دین و دنیا میں مقام علیا عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل، امر و عمر۔ عظمت و جلالت کرامت و شرافت، عزت و وقار اعزاز و اقرار عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم فقط والسلام۔

ذوالمجد والاحترام سلمکم الرحمن الی یوم القیام

المقرظ فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی خادم الحدیث والافتاء وناظم دارالعلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور پاکستان۔

## اظہار تشکر

تفسیر الحسنات آیات بینات کے سلسلہ میں میرے جن مخلص کرم فرماؤں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان میں فاضل جلیل حضرت علامہ قاری پروفیسر محمد مشتاق احمد صاحب قادری نقشبندی ایم اے نے تمام جلدوں کی نظر ثانی اور آخری جلد کے پاروں کے مرتب کرنے میں کمال تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین۔

استاذ العلماء فاضل جلیل حضرت علامہ عبدالغنی صاحب عثمانی نے بڑی کاوش اور محنت سے تمام جلدوں کی تصحیح کا کام انجام دیا۔ آخری جلد کے پاروں کی کتابت کے اخراجات میں میرے کرم فرما الحاج چوہدری عبداللطیف صاحب محترم ملک خلیل احمد صاحب اشرفی، الحاج محمد افضال صاحب اور الحاج محمد ارشد صاحب نعیم نے تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان کی خدمت قبول فرمائے اور سرمائے آخرت بنائے۔

جلد اول تا پانچویں جلد کے پاروں کی کتابت کے اخراجات میں جناب الحاج عبدالرشید صاحب ارشد مرحوم جناب الحاج سید ناصر علی صاحب شمس مرحوم، جناب الحاج محمد امین صاحب مرحوم، جناب الحاج محمد ابراہیم صاحب اشرفی جناب صوفی بشیر احمد صاحب نے تعاون فرمایا۔ محترم جناب صاحبزادہ حفیظ البرکات شاہ صاحب مکتبہ ضیاء القرآن نے طباعت و اشاعت کا انتظام کر کے تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس تعاون کو سرمائے آخرت بنائے اور اس تفسیر کو عوام و خواص کے لئے فیوضات و برکات سے نوازے۔

آمین بحرمۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر قادری امین الحسنات خلیل احمد قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد وزیر خاں و امیر جامعہ حسنا العلوم لاہور

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله القديم الذي ارسل الى خلقه من عظيم الاقدار سهاماً و حكم عليهم بالموت  
والفناء فلم يترك الموت لاحد منهم دماماً و شئت بها ذم اللذات شملاً و فرق نظاماً  
فتركوا الحلائل اراملاً و الاولاد ايتاماً. احمدة سبحانه و تعالی و اشكره شكراً انال به فضلاً  
و انعاماً و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة من شهدها نال بها عزا و كراماً  
و اشهد ان سيدنا و نبينا مولانا محمدا عبده و رسوله الذي كان يشفى بريقه الشريف اسقاماً  
و زلاماً صلى الله عليه و على اله و صحبه و ازواجه و احبائه و علماء امته اجمعين۔

اما بعد: فقیر حقیر در ماندہ نفس شریر ابو الحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیتہ العلماء پاکستان خلف  
حضرت امام اہل سنت ماجی بدعت حامی سنت محدث اعظم فقیہ اتم مولانا سید ابو محمد دیدار علی حنفی قادری نقشبندی رضوی نور اللہ  
مرقدہ امیر حزب الاحناف زمانہ تحریک ختم نبوت میں جبکہ اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۶، ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو  
کراچی میں رات کے تین بجے ناظم الدین حکومت نے سیکورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ایک سال کے لئے کراچی جیل  
میں نظر بند کر دیا تو خیال آیا کہ اس اسیری کے لیل و نہار خدمت دین میں ہی گزار لئے جائیں۔ چنانچہ کافی غور و خوض کے بعد  
فیصلہ کیا کہ دور حاضر میں احناف کے لئے کوئی مفصل مدلل جامع تفسیر قرآن کریم اردو میں عوام کے سامنے پیش نہیں ہو سکی لہذا  
مجھے اس دور فرصت میں اس کام کو انجام دینا چاہئے۔

لیکن چونکہ ہمیں سی کلاس میں رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی معمولی نہ تھا اس وجہ سے قید و بند کے دو تین ماہ اسی شش و پنج، لیت و  
لعل میں گذر گئے۔ ادھر لخت جگر نور بصر اعزاز الاخص حکیم سید محمد خلیل احمد قادری صانہ اللہ عن شر حاسد اذا حسد بھی لاہور  
میں جامع مسجد وزیر خاں سے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے شاہی قلعہ لاہور میں ایسے مخفی ہوئے کہ ان کی موت و حیات سے بھی  
لا علمی رہی حتیٰ کہ مختلف افواہوں اور پریشانی کن خبروں سے پریشانی میں اضافہ ہوتا رہا اور تفسیر کا کام شروع نہ ہو سکا۔ بالآخر کراچی  
جیل سے ہم کو بمعہ رفقاء سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ۱۲۵ ڈگری گرمی پڑ رہی تھی۔ آخرش فقیر نے عزم صمیم کے ماتحت اس  
کام کو شروع کر دیا اور اس کا نام تفسیر الحسنات باایات بینات خلاصہ تفسیر آیات باقوال حسنات رکھا گیا۔ ایک  
سال کے بعد جس میں بفضلہ تعالیٰ آٹھ پارے مکمل کر لئے گئے تھے۔ لاہور میں انکو انگریزی کے سلسلہ میں آنا پڑا اور لاہور ہائی  
کورٹ نے ہمیں کارپس کے ذریعہ ہماری نظر بندی کو جس بیجا قرار دے کر ہم کو بمعہ رفقاء رہا کر دیا۔ میں نے بعد رہائی بھی اس  
فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہ تعالیٰ اس وقت چوبیس پارے مکمل کر چکا ہوں۔ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا  
ہوں کہ مولا کریم اس اہم کام کو پورا کرے اور مقبول عام فرمائے۔

آمین بحرمتہ النبی الامین

فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری



## روزنامہ ”امروز“ لاہور کا تفسیر الحسنات پر تبصرہ تفسیر الحسنات آیات بینات

مفسر: حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (نور اللہ مرقدہ)

ناشر: مرکزی دارالتبلیغ اہل سنت، مکتبہ حسنات اکبری گیٹ، لاہور

حضرت علامہ سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے نہ صرف اندرون ملک بلکہ عالم اسلام میں بھی کسی تفصیلی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ایسی گرانمایہ شخصیتیں بطور نعمت اللہ کی طرز کسی قوم یا ملک کو عطا کی جاتی ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دوسروں کے لئے عمل اور روشنی کا ایک مینارہ ہوتا ہے مولانا ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ عالم قرآن و حدیث ہی نہ تھے بلکہ عامل بالقرآن و عالم بالحدیث بھی تھے ان میں ایک سرفروش مجاہد کی خوبھی کام کر رہی تھی دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں انہوں نے ہر نوع کی سختیاں اٹھائیں اور تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) کے دوران قید خانے کی صعوبتوں کو بھی خندہ پیشانی اور صبر سے لیکر کہا۔ مولانا مرحوم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے بھی سرشار تھے اور اتباع سنت میں فرد فرید، زیر تبصرہ قرآن پاک کی تفسیر حضرت مرحوم نے دور اسیری ہی میں قلمبند فرمائی اور ایک سال کے اندر اندر اٹھارہ پاروں کی تفسیر مکمل کر لی۔ رہائی کے بعد بھی یہ پاکیزہ شغل جاری رہا۔ یہاں تک کہ اللہ نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے قلم سے قرآن کریم کی یہ بے مثل نوری تفسیر تیار کرادی۔

پہلی جلد پانچ پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے اور اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اہل علم کے ساتھ ساتھ کم تعلیم یافتہ افراد بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور اپنے اپنے ظرف و ذوق کے مطابق نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے یہ تفسیر علم کا ایک خزانہ ہے۔ مفسر نے ہر آیت اور ہر لفظ کا اردو ترجمہ کیا اور پھر عام فہم سلیس انداز میں اس کی تشریح فرمائی۔ اس جامع تفسیر میں تحقیق و حل لغات، شان نزول، تاریخی واقعات، اقوال مفسرین، معارف قرآن، فضائل اور تمام سورتوں کے خواص نہایت جامعیت، اختصار اور حسن عبارت سے تحریر کئے گئے ہیں۔

## سُورَةُ مَرْيَمَ ۱۶

فَقَدْ أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ وَالِدَيْمِيُّ مِنْ طَرِيقِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ  
 آتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَلِدْتُ لِي اللَّيْلَةَ جَارِيَةً فَقَالَ وَاللَّيْلَةَ أَنْزَلْتُ عَلَيَّ  
 سُورَةَ مَرْيَمَ-

”طبرانی، ابو نعیم اور دیمی نے نقل کی ہے ابو مریم غسانی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور  
 ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آج رات میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اور آج ہی رات ہم پر  
 سورہ مریم نازل ہوئی ہے۔“

اور مقاتل فرماتے ہیں کہ یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی۔ مگر اس میں سے آیت سجدہ جو ہے وہ مدینہ میں نازل ہوئی۔  
 یہ سورہ بعد ہجرت حبشہ نازل ہوئی۔

اور تفسیر اتقان میں ہے کہ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَاوْرَادُهَا كُنِيَ نَهِيں ہے۔

اس میں عراقی اور شامیوں کے نزدیک ۹۸ آیات ہیں۔

اور مکیوں کے نزدیک ۹۹ آیات ہیں۔

اور مدنیوں میں دونوں قول ہیں۔

اور سورہ کہف کے ساتھ اس کی ترتیب کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جیسے حالات عجیبہ ہیں ایسے ہی اس میں بھی عجیب حالات ہیں۔  
 جیسے قصہ ولادت یحییٰ علیہ السلام اور قصہ ولادت عیسیٰ علیہ السلام۔

اس لئے اسے سورہ کہف کے ساتھ بیان کیا۔

ایک قول ہے کہ اصحاب کہف قبل قیامت زندہ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر شہادت دیں گے۔

بقول جمہور یہ سورہ مبارکہ مکی ہے اس سورہ مبارکہ میں ۹۸ آیات اور ۶ رکوع ہیں اور ۷۸۰ کلمات اور ان سورتوں میں

جو کچھ بیان ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ خدا پرستوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ  
 اپنے مخلصین کو مستجاب الدعوات بناتا ہے۔ اس سورہ مبارکہ میں پہلا تذکرہ

حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے یہ شہر یروشلم کے رہنے والے بنی اسرائیل میں بیت المقدس کے امام اور نبی تھے۔

یہ اس زمانہ میں نبی ہوئے جب یہود کی سلطنت ختم ہو چکی تھی اور شاہان روم ان پر حکمران تھے اور ان کا ایک نائب یہاں

ہوا کرتا تھا جس کا نام ہیردیس تھا۔ یہ نام ان کا خاندانی تھا۔

اور ہیردیس یہودیوں میں سے نہیں تھا بلکہ غیر قبائل سے تھا۔

بیت المقدس کئی بربادیوں کے بعد ازسرنو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا۔ اس میں متعدد کمرے اور کئی ایک منزلیں تھیں اور دو

منزلیں مکانات بھی تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام معمر اور ضعیف ہو چکے تھے ان کی بیوی ایشیح حضرت مریم کی خالہ تھیں اور بانجھ تھیں۔ حضرت

زکریا علیہ السلام کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی قوم اور اقارب کا خوف ہوا کہ وہ ملت اسلامیہ کی اتباع نہ کریں گے اس لئے



آپ نے بارگاہ حق عزوجل میں اولاد کی دعا فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

گھیبے۔ یہ ذکر ہے تیرے رب کی رحمت کا جو اس کے بندہ ذکر کیا پر ہوئی جب اس نے پکارا اپنے رب کو خفیہ آواز سے۔

كَهَيْعَصٍ ۝۱۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَاةَ  
ذَكَرِيَّا ۝۱۲ اِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاً خَفِيًّا ۝۱۱

کہا اے میرے رب میرے بدن کی ہڈیاں نرم ہو گئیں اور چمک پڑا سر پر بڑھاپا اور نہیں میں تجھ سے مانگ کر اے میرے رب محروم۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهْنَ الْعِظْمِ مِیْنِیْ وَاسْتَعَلَ الرَّاسُ  
شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَاۤیِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝۱۲

اور میں اپنے بعد ڈرتا ہوں اقارب سے اور میری بیوی بانجھ ہے تو بخش دے مجھے اپنی رحمت سے ایک وارث۔ جو میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو اور بنا دے اسے میرے رب مقبول۔

وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ كَا نَتِ امْرَا تِیْ  
عَاقِرًا فَهَبْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝۱۳  
یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۝۱۴ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ  
رَاضِیًّا ۝۱۵

(تو ہم نے فرمایا) اے زکریا ہم بشارت دیتے ہیں تمہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے نہیں کیا اس سے پہلے اس نام کا۔

یٰزَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ اِسْمُهُ یَحٰیی ۝۱۳  
نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَبِيًّا ۝۱۴

عرض کی اے میرے رب کہاں سے میرے لڑکا ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور پہنچ چکا میں بڑھاپے سے سوک جانے کی حالت کو۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ یَكُوْنُ لِّیْ غُلٰمٌ وَ كَا نَتِ امْرَا تِیْ  
عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۱۵

فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ فرمایا تمہارے رب کو آسان ہے اور تمہیں اس سے پہلے پیدا کیا جبکہ تم کچھ نہ تھے۔

قَالَ كَذٰلِكَ ۝۱۶ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِیْ  
خَلْقُكَ مِنْ قَبْلُ وَّلَمْ تَكُ شَیْئًا ۝۱۷  
قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیةً ۝۱۸ قَالَ اِنِّیْكَ اَلَا تُكَلِّمُ  
النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِيًّا ۝۱۹

عرض کی اے میرے رب کہ میرے لئے کوئی نشانی فرمایا تیرے لئے یہ نشانی ہے کہ نہ بول سکو گے برابر تین دن رات۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَا وْحٰی اِلَیْهِمْ  
اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّاَوْعِیًّا ۝۲۰  
یٰیْحٰیی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۝۲۱ وَ اٰتٰیْنٰهُ الْحَكْمَ  
صَبِيًّا ۝۲۲

تو نکلے قوم پر عبادت گاہ سے تو وحی کی انہیں کہ تسبیح کرو اپنے رب کی صبح شام۔

(جب یحییٰ پیدا ہو گئے) فرمایا اے یحییٰ کتاب قوت سے پکڑو اور دی ہم نے انہیں نبوت بچپن میں۔

اپنی رحمت سے اور بھی رحمت کی اور وہ ڈرنے والا تھا اور  
مبھلائی کرنے والا ماں باپ سے اور نہیں تھا وہ جابر و  
سرکش۔

اور سلام اس پر جب پیدا ہوا اور جب انتقال کرے اور  
جب زندہ اٹھے۔

وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً ۖ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَبَرًّا  
بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوتُ وَ يَوْمَ  
يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵

### حل لغات رکوع اول - سورۃ مریم - پ ۱۶

کھینچنا	ذکر۔ یہ ذکر ہے	رَحْمَتٍ۔ رحمت	رَبِّكَ۔ تیرے رب کا
عَبْدًا۔ اپنے بندے	زَكَرِيَّا۔ زکریا پر	اِذْ۔ جب	نَادَىٰ۔ پکارا اس نے
رَبَّهُ۔ اپنے رب کو	نِدَاءً۔ پکارنا	خَفِيًّا۔ آہستہ	قَالَ۔ کہا
رَبِّ۔ اے میرے رب	اِنِّي۔ بے شک میں	وَهَنَ۔ کمزور ہو گئیں	الْعُظْمُ۔ ہڈیاں
مِنِّي۔ میری	وَأَشْتَعَلُ۔ اور سفید ہو گیا	الرَّأْسِ۔ سر	شَيْبًا۔ بڑھاپے سے
وَلَمْ۔ اور نہیں	أَكُنْ۔ ہوں میں	بِدُعَايِكَ۔ تیری پکار سے	رَبِّ۔ اے میرے رب
شَقِيًّا۔ بد بخت	وَأِنِّي۔ اور بے شک میں	خَفْتُ۔ ڈرتا ہوں	الْمَوَالِي۔ وارثوں سے
مِنْ وَّرَأْسِ عَمِّي۔ اپنے پیچھے	وَكَانَتْ۔ اور ہے	أُمْرَاتِي۔ میری عورت	عَاقِرًا۔ بانجھ
فَهَبْ۔ تو عنایت کر	لِي۔ مجھے	مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے	وَلِيًّا۔ وارث جو
يَرِثُنِي۔ وارث بنے میرا	وَيَرِثُ۔ اور وارث ہو	مِنْ آلِ يَعْقُوبَ۔ یعقوب کے گھرانے کا	يَا۔ اے
وَأَجْعَلُهُ۔ اور بنا اسے	رَبِّ۔ اے میرے رب	رَاضِيًّا۔ پسندیدہ	نُبَشْرًا۔ خوشخبری دیتے ہیں تجھے
زَكَرِيَّا۔ زکریا	إِنَّا۔ بے شک ہم	يَجِيءُ۔ جی ہے	لَمْ نَجْعَلْ۔ نہیں بنایا ہم نے
بِعَلِيمٍ ایک لڑکے کی	أَسْمَاءُ۔ کہ نام اس کا	سَيِّبًا۔ کوئی ہم نام	قَالَ۔ کہا
لَهُ۔ اس کا	مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے	يَكُونُ۔ ہوگا	لِي۔ میرے ہاں
رَبِّ۔ اے میرے رب	أَنِّي۔ کیسے	أُمْرَاتِي۔ میری عورت	عَاقِرًا۔ بانجھ
عُلْمٌ لُّرَا	وَكَانَتْ۔ اور ہے	مِنَ الْكِبَرِ۔ بڑھاپے	عِتِيًّا۔ انتہائی کو
وَقَدْ۔ اور بے شک	بَلَعْتُ۔ میں پہنچا	قَالَ۔ کہا	رَبُّكَ۔ تیرے رب نے
قَالَ۔ کہا	كَذَلِكَ۔ اسی طرح	هَيِّنٌ۔ آسان ہے	وَقَدْ۔ اور بے شک
هُوَ۔ وہ	عَلَىٰ۔ مجھ پر	وَلَمْ۔ اور نہ	تَكَ۔ تھا تو
خَلَقْتِكَ۔ میں نے پیدا کیا تجھے	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے اس سے	رَبِّ۔ اے میرے رب	أَجْعَلُ۔ بنا
شَيْءًا کوئی چیز	قَالَ۔ کہا	قَالَ۔ کہا	أَيُّكَ۔ تیری نشانی
لِي۔ میرے لئے	آيَةٌ۔ نشانی کوئی		



ثَلَاثَ تِنٍ	تُكَلِّمَ - نہ بول سکے گا تو	النَّاسِ - لوگوں سے	آلَا - یہ ہے کہ
عَلَى - اوپر	سَوِيًّا - برابر	فَخَرَجَ - تو نکلا	لَيَالٍ - راتیں
فَأَوْحَى - تو اشارہ کیا	مِنَ الْبَحْرَابِ - عبادت گاہ سے	سَبِّحُوا - تسبیح کرو	قَوْمِهِ - اپنی قوم کے
بُكْرَةً - صبح	أَنْ - یہ کہ	خُذْ - پکڑ	إِلَيْهِمْ - ان کی طرف
الْكِتَابِ - کتاب	يَجِيئُ - اے یحییٰ	وَأَتَيْنَهُ - اور دی ہم نے اس کو	وَعَشِيًّا - اور شام
صَبِيًّا - بچپن میں	وَمِنْ لَدُنَّا - ہماری طرف سے	وَزَكَوَاتٍ - اور پاکباز	بِقُوَّةٍ - قوت سے
وَكَانَ - اور تھا	وَبَرًّا - اور نیکی کرنے والا	بِوَالِدَيْهِ - اپنے ماں باپ سے	وَحَنَانًا - اور نرم دل
وَلَمْ - اور نہیں	جَبَّارًا - سرکش، سختی والا	عَصِيًّا - نافرمان	تَقِيًّا - پرہیزگار
وَسَلَّمَ - اور سلام ہے	يَوْمَ - جس دن	وُلِدَ - پیدا ہوا	يَكُنْ - تھا
وَيَوْمَ - اور جس دن	وَيَوْمَ - اور جس دن	يُبْعَثُ - اٹھایا جائے گا	عَلَيْهِ - اس پر
حَيًّا - زندہ کر کے			يَمُوتُ - مرے گا

### مختصر تفسیر اردو رکوع اول - سورہ مریم - پ ۱۶

گھٹھیا۔ یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں ان کے متعلق ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ ان کی مراد حقیقی اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا جس ہستی پاک پر یہ کلام پاک نازل ہوا وہ جانتی ہے۔

لیکن معنی تاویلی جسے ہم پہلے اس قسم کی آیتوں کے بیان کر چکے ہیں وہ یہاں بھی بیان کرتے ہیں۔ ورنہ اللہ اعلم بمرادہ کہنا ہی صحیح ہے۔

چنانچہ ابن مردویہ کلبی سے راوی ہیں کہ ان سے ان حروف کے معنی دریافت کئے گئے تو انہوں نے ابوصالح سے اور انہوں نے ام ہانی سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں: کَافٍ - هَادٍ - عَالِمٌ - صَادِقٌ - اللہ کافی - ہادی - عالم - صادق ہے۔

اور اس میں روایات مختلف ہیں چنانچہ ابن عباس نے فرمایا:

ک سے مراد کریم ہے اور ہا سے مراد ہادی ہے اور یا سے مراد حکیم ہے اور عین سے مراد عالم ہے اور ص سے مراد صادق۔ ایک روایت میں ہے کہ

ک سے مراد کبیر ہے ہا سے مراد ہادی۔ الف سے مراد امین ہے اور ع سے مراد عزیز ص سے مراد صادق ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ

وہ قسم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمائیں اپنے اسماء حسنی سے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

گھٹھیا۔ اور ینس اور حتم اور مثل اس کے جہاں جہاں ایسے مقطعات ہیں وہ سب اسماء اعظم ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اور ان سے ذات واجب تعالیٰ شانہ کی موانست حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ عثمان بن سعید الدارمی اور ابن ماجہ ابن جریر میں فاطمہ بنت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ قَالَتْ كَانَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَقُولُ يَا كَهَيْعَصَ اغْفِرْ لِي۔

حضرت مولاء کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے اے کھیعیص مجھے بخش دے۔

سیدنا ابن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کھیعیص یہ ہجا مقطع ہے۔

کاف سے ملک ہا سے اللہ یا اور عین سے عزیز صا د سے مصور مراد ہے۔

اور محمد بن کعب سے ایسا ہی مروی ہے مگر انہوں نے ص کے متعلق کچھ نہ فرمایا وَقَالَ الصَّادُ مِنَ الصَّمَدِ اور صا د سے مراد صمد لیا۔

بہر حال اس میں جو معنی مضمحل ہیں اور جو علم حقیقی ہے اس پر آلوسی بھی یہی فرماتے ہیں:

وَفَوْضَ الْبَعْضُ عِلْمَ حَقِيقَتِهِ ذَلِكَ إِلَى حَضْرَةِ عَلَّامِ الْغُيُوبِ۔ اور یہ بحث سورہ بقرہ کے ابتداء میں گزر چکی وہاں دیکھنی چاہئے۔ آگے ارشاد ہے:

”ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِرِيًّا۔ یہ ذکر ہے تمہارے رب کی اس رحمت کا جو اپنے بندے زکریا پر کی۔“

اور وہ رحمت جو حضرت زکریا علیہ السلام پر کی وہ یہ ہے کہ ان کی دعا فوراً قبول ہوئی اور اس قبولیت پر جب علامت طلب کی تو وہ بھی ظاہر فرمادی جیسا کہ آگے کے مضمون سے ظاہر ہوگا تو وہ رحمت حضرت زکریا علیہ السلام پر کیا ہوئی جبکہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کے حضور دعا کی جس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

”إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا“ جب وہ پکارا اپنے رب کو آہستہ۔

تاکہ خفا کی وجہ سے ریا بھی نہ رہے اور ایسی دعا اخلاص سے معمور ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نداء خفی میں دعا مانگنا اس وجہ میں تھا کہ اس وقت آپ کی عمر پچھتر سال یا اس سے بھی زائد ہو چکی تھی چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں:

كَانَ سِنُهُ حِينَئِذٍ سِتِّينَ سَنَةً وَقِيلَ خَمْسًا وَسِتِّينَ وَقِيلَ سَبْعِينَ وَقِيلَ خَمْسًا وَسَبْعِينَ وَقِيلَ ثَمَانِينَ وَقِيلَ خَمْسًا وَثَمَانِينَ وَقِيلَ اثْنَتَيْنَ وَقِيلَ تِسْعًا وَتِسْعِينَ وَقِيلَ مِائَةً وَعِشْرِينَ وَهُوَ أَوْفَقُ بِالْتَّعْلِيلِ الْمَذْكُورِ۔

آپ کی عمر مبارک میں نو قول ہیں:

”ایک قول ہے کہ اس وقت آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال کی تھی۔

ایک قول ہے کہ پینسٹھ سال کی تھی۔

ایک قول ہے کہ ستر سال کی عمر تھی۔

ایک قول ہے کہ پچھتر سال کی تھی۔

ایک قول ہے کہ اسی سال کی عمر تھی۔

ایک قول ہے کہ پچاسی سال کی تھی۔



ایک قول ہے کہ بانوے سال عمر تھی۔

ایک قول ہے کہ ننانوے سال تھی۔

اور ایک قول ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر تھی یہ زیادہ اوفق معلوم ہوتی ہے۔

تو اس پیرانہ سالی میں اولاد کا طلب کرنا اس امر کا احتمال رکھتا ہے کہ عوام اس پر استہزاء اور ملامت کریں گے تو اس خیال

سے بھی آپ نے مخفی طور پر دعا کی۔

ایک قول یہ ہے کہ ضعف پیری سے آپ کی آواز ہی ضعیف ہو گئی تھی۔ کما فی الخازن و المدارک

اس وقت آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا جس کا ذکر فرمایا:

”قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا لَّمْ أَكُنْ بِدُعَاؤِكَ رَبِّ شَقِيًّا۔ عرض کی اے

میرے رب میری ہڈی کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپا مشتعل ہو گیا اور نہیں ہوں میں تجھ سے طلب کرنے میں نامراد۔“

یعنی دعا میں آپ نے عرض کیا کہ پیرانہ سالی کا ضعف اپنی غایت کو پہنچ گیا ہے۔ حتیٰ کہ ہڈی جو جسم میں مضبوط عضو ہے

اس میں بھی وہن یعنی سستی کمزوری ہو گئی ہے اور بڑھاپے کا رنگ سپید مشتعل ہو چکا ہے۔ یعنی سر سفید ہو گیا ہے۔

لیکن باوجود ان تمام مایوس کن اسباب کے میں تیری بارگاہ سے مایوس ہو کر نامراد نہیں ہو سکتا تو نے میری دعا ہمیشہ قبول

کی ہے اور تو نے مجھے مستجاب الدعوات کیا ہے۔

اور اس دعا کی مجھے یوں ضرورت پیش آئی کہ مجھے میرے چچا زادوں سے اچھی امید نہیں وہ شہر پسند لوگ ہیں اگر میرا ولی

قریب مجھے نہ ملا تو خطرہ ہے کہ وہ دین و ملت میں میرے بعد رخنہ اندازی کریں گے اس لئے کہ بنی اسرائیل سے ایسا ہی

مشاہدہ میں آیا ہے۔ چنانچہ عرض کیا:

”وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ دُونِ أَبِي وَأَخِي وَأَخِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرْثُنِي وَيَرِثْ مِنْ آلِ

يَعْقُوبَ ۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔ اور مجھے خوف ہے اپنے قرابتیوں سے اپنے بعد اور میری عورت بانجھ ہے تو بخش مجھے اپنے

پاس سے کوئی ایسا ولی (جو میرا کام اٹھالے) اور میرا وارث اور اولاد یعقوب کا وارث ہو اور کر دے اے میرے رب پسندیدہ۔“

یعنی مجھے اپنے اقربا کا خوف ہے جیسا پہلے بیان ہو چکا اور اسباب ظاہر یہ ہیں کہ میری بیوی بھی عاقرہ یعنی بانجھ ہیں تو

اب تو اپنی رحمت اور خزانہ غیب سے ایسی اولاد دے جو میرے علم کی حامل ہو اور تیرے فضل سے اے رحمت و نبوت عطا ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا مستجاب فرمائی اور فرمایا:

”يٰۤاَيُّهَا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا اے زکریا ہم تمہیں بشارت دیتے

ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے نہیں کیا اس سے پہلے اس نام والا کوئی۔“

اجابت دعا کا درکھلا اور حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک صاحبزادے کی بشارت ملی اور ان کا نام بھی یحییٰ فرما دیا گیا اور یہ

بھی بتا دیا کہ یہ نام پہلا ہی نام ہے۔ یحییٰ بھی پہلے نبی ہیں اور اس نام کے یہی ایک نبی ہیں یعنی یحییٰ نام والے یہی ایک ہیں

اگر چہ ان سے پہلے بنی اسرائیل میں بڑے بڑے اولوالعزم نبی آچکے ہیں لیکن باعتبار اسم یحییٰ یہی ایک ہیں۔

تو اس بشارت پر آپ نے بارگاہ میں باعتبار ماحول عرض کیا نہ کہ بطریق استبعاد یعنی قدرت الہی اپنا کرشمہ قدرت جوانی

دوبارہ عطا فرما کر دکھائے گا۔ یا اسی حالت میں اپنی شان کا مظاہرہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے عرض کیا۔

”قَالَ رَبِّ اَنْىٰ يَكُوْنُ لِىْ عُلْمٌ وَّ كَانَتْ اَمْرًا تِىْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا۔ عرض کیا اے میرے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا جبکہ میری بیوی عاقرہ یعنی بانجھ ہے اور میں پہنچ چکا کبیر السن ہو کر جانے کی حد کو۔“

عتیٰ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْعِتِيّ من عَتِيَ يَعْتُو الْيُسُّ وَالضُّحُوْلُ فِى الْمَفَاصِلِ وَالْعِظَامِ عَتِيّ۔ عتیٰ یعنی عتیٰ سے خشکی کے معنی میں مستعمل ہے اور مفاصل و عظام کے ڈھیلے ہونے کا مفہوم دیتا ہے۔ گویا یہ عرض کیا کہ الہی تیری بشارت صحیح اس لئے کہ تو سچا ہے لیکن ظاہر اسباب کے لحاظ سے مجھے بتا کہ کیسے لڑکا ہوگا جب کہ میں پیرانہ سالی کی وجہ سے نحیف و نزار ہوں اور میری بیوی پہلے ہی سے عاقرہ یعنی بانجھ ہیں تو ارشاد ہو:

”قَالَ كَذٰلِكَ ۚ - ذَكَرَ ابْنُهٗ۔ ایسا ہی ہوگا۔“

اور تمہیں دونوں سے لڑکا پیدا فرمانا ہم منظور فرما چکے ہیں اور اس پر تمہیں تعجب بھی نہیں کرنا چاہئے چنانچہ فرمایا جاتا ہے:

”قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰى هٰٓئِىْنٍ وَّ قَدْ خَلَقْتِكُمْ مِنْ قَبْلُ وَّلَمْ تَكُنْ شَيْئًا۔ فرمایا تیرے رب نے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور میں نے اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا۔“

اور الحق یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس نے معدوم کو موجود کر دیا جو ایک قطرہ سے انسان بنانے ایک خشخاش کے دانہ کے برابر بیج سے زبردست درخت بنا دینے پر قادر ہے اسے پیرانہ سالی باپ اور عقیمہ ماں سے اولاد پیدا کر دینا کیوں دشوار ہو۔ تو اپنے اطمینان قلبی کے لئے عرض کیا:

”قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ اٰیَةً ۙ۔ الہی مجھے کوئی نشانی دے دے۔“

جس سے میں اپنی بیوی کے حاملہ ہونے کو سمجھ لوں اور مطمئن ہو جاؤں۔ تو فرمایا:

”قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِيًّا۔ فرمایا تیرے لئے یہ نشان ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا بھلا چنگا ہو کر۔“ اس سے اس شریعت میں روزہ رکھنا مراد ہے۔

یعنی کسی قسم کے مرض سے نہیں بلکہ تندرست رہتے ہوئے آپ کلام نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ تین رات دن لوگوں سے کلام کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ البتہ جب ذکر الہی عزوجل کرنا چاہتے تو زبان کھل جاتی۔

سَوِيًّا کے معنی آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں حَالٌ مِّنْ فَاعِلٍ تُكَلِّمُ مُفِيْدٌ لِّكُوْنِ اِنْتِفَاءِ التَّكَلُّمِ بِطَرِيْقِ الْاِعْجَازِ وَ خَرَقِ الْعَادَةِ لَا لِاِعْتِقَالِ اللِّسَانِ بِمَرَضٍ اٰى يَتَعَدَّرُ عَلَيْكَ تَكَلِيْمُهُمْ وَلَا تُطِيْقُهُ حَالٌ كُوْنِكَ سَوِيًّا الْخَلْقِ سَلِيْمِ الْجَوَارِحِ مَا بَكَ مِنْ شَيْءٍ بُوْكُمُ وَلَا خَرَسٌ۔

اعجاز و خرق عادت سے انتفاء تکلم ذکر یا علیہ السلام تھا اور یہ عدم تکلم کسی مرض یا گونگے پن سے نہ تھا۔ چنانچہ اسی پر جمہور ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی مروی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ سَوِيًّا عَائِدٌ اِلَى اللِّیَالِ اٰى كَامِلَاتٍ مُّسْتَوِيَّاتٍ۔ سو یا کے معنی ہیں مکمل تین رات دن کلام نہ کر سکے۔ اس کے بعد

”فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ تُوْنَكُ اٰى اٰى قَوْمٍ پَرِحْرَابِ سے۔“



محراب سے مراد مصلیٰ یعنی جائے عبادت ہے۔

اور ابن زید رحمہ اللہ محراب کے معنی غرفہ یعنی کھڑکی کے کرتے ہیں۔

اور طبری رحمہ اللہ مجلس اشراف بتاتے ہیں۔ یعنی شہ نشین

اور محراب کی اصل بھی عبادت فرما کر وجہ تسمیہ لکھتے ہیں:

إِنَّ الْعَابِدَ كَالْمُحَارِبِ لِلشَّيْطَانِ فِيهِ۔ اس لئے کہ عابد محاربہ اور جنگ کرتا ہے شیطان سے اس لئے اسے

محراب کہا گیا۔“

بہر حال اس وقت باہر تشریف لائے جب قوم آپ کے ساتھ نماز کے لئے منتظر تھی۔

”فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ تَوَّابٍ لَمْ يَأْمُرْ بِشَيْءٍ مِّنَ الشَّيْءِ لَمْ يَأْمُرْ بِشَيْءٍ مِّنَ الشَّيْءِ“

اَوْحَىٰ۔ اس جگہ اَوْمًا کے معنی میں ہے یعنی اَوْمًا وَأَشَارًا۔ آپ نے اشارہ سے حکم دیا کہ

”أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔ کہ تم لوگ صبح و شام عبادت کرتے رہو۔“

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ كَتَبَ عَلٰى وَرَقَةٍ وَجَاءَ اِطْلَاقَ الرُّحِيِّ عَلٰى الْكِتَابَةِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ۔

”آپ نے لکھ کر حکم دیا اس لئے کہ اَوْحَىٰ کا اطلاق لکھنے پر بھی آتا ہے۔“

اور سَبِّحُوا پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِالتَّسْبِيحِ الصَّلَاةُ مَجَازًا بِعِلَاقَةِ الْاِشْتِمَالِ وَهُوَ

الْمَرْوِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَتَادَةَ وَجَمَاعَةٍ وَبُكْرَةٌ وَعَشِيًّا ظَرْفًا زَمَانٍ لَهُ۔ بكرة وعشياً ظرف زمانى ہے عبادت

کے لئے اور تسبیح سے مراد نماز ہے۔

اور ابن ابی حاتم ابو العالیہ سے راوی ہیں کہ هِيَ صَلَاةُ الْفَجْرِ وَصَلَاةُ الْعَصْرِ کہ وہ فجر کی اور عصر کی نماز تھی۔

اور صاحب تحریر و تفسیر فرماتے ہیں میرے خیال میں اس کے ایک معنی لطیف ہیں وہ یہ کہ تسبیح کے ساتھ تخصیص کے یہ معنی

ہیں کہ جب کوئی امر عجیب دیکھتا ہے تو سبحان اللہ۔ سبحان الخالق جل جلالہ کہتا ہے تو جب دیکھا کہ ایک کبیر السن اور عاقرہ سے یہ

ولادت ہوئی تو خود حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی تسبیح فرمائی اور لوگوں کو بھی تسبیح کا حکم دیا۔

تو انہیں تسبیح فرمانے کا حکم اس بنا پر ہوا کہ انہوں نے یہ عجیب شان دیکھی۔ اس کے بعد منجانب اللہ ارشاد ہوا۔ جب

حضرت یحییٰ پیدا ہو چکے اور کچھ عمر پا گئے تو فرمایا:

”يٰٓيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ۔ اے یحییٰ کتاب کو قوت سے تھام لو۔“

یعنی توریت۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے۔ اس لئے کہ انجیل اس وقت موجود ہی نہ تھی یا اس سے

مراد صحف ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ آپ کو طفولیت میں ہی حکم یعنی حکمت اور فہم ودانائی اور حنان یعنی نرم دل اور زکوٰۃ یعنی طہارت ظاہری و باطنی عطا

کی گئی۔ جس کا ذکر آگے ہے۔

”وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۗ وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً ۗ وَكَانَ تَقِيًّا ۗ“

عَصِيًّا۔ اور دیا ہم نے یحییٰ کو حکمت اور فہم ودانائی بچپن میں ہی اور وَحَنَانًا نرم دل اور زَكَاةً طہارت ظاہری و باطنی اپنی

رحمت سے اور تھائیگی پر ہیزگار اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنے والا اور نہ تھا وہ جبار سرکش و نافرمان۔“

یہ اوصاف حمیدہ آیہ کریمہ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بیان فرمائے گئے جو انہیں ایام طفولیت میں ہی عطا کئے گئے۔ صاحب حکمت، حنان نہایت مہربان رفیق القلب۔ زکوٰۃ ظاہر و باطن میں پاک اور ستھرے تھی۔ پرہیزگار خدا ترس۔ والدین کے فرمانبردار اور جبار و سرکش نہ تھے۔ عصی نافرمان نہ تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کو فہم و ذکاء اور عبادت نقلی سات سال کی عمر میں حاصل تھی۔

دوسری روایت میں مرفوعاً ہے کہ قَالَ الْعُلَمَانُ يَحْيَىٰ بَنُ زَكَرِيَّا إِذْ هَبْنَا نَلْعَبُ فَقَالَ اللَّعْبُ خُلِقْنَا إِذْ هَبُوا نُصَلِّيُ۔ ”بچوں نے حضرت یحییٰ سے کہا ہمارے ساتھ آؤ تا کہ کھیلیں تو آپ نے فرمایا کیا کھیل کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں چلو نماز پڑھیں۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَسَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَبُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ اور سلام اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھے گا۔“

پھر اس میں اختلاف ہے کہ آپ کو نبوت کس عمر میں ملی؟ اس پر فرماتے ہیں کہ اکثر انبیاء کرام کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی قَالُوا أَوْتِيَهَا وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نبوت سات سالہ عمر میں ملی۔

یا تین سال کی عمر میں عطا ہوئی۔

یا دو سال کی عمر میں آپ نبی ہوئے۔

پھر اس امر کی تصریح کی گئی کہ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ کے معنی بقول طبری رحمہ اللہ امان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

يَوْمَ وُلِدَ۔ سے اس امر کی امان کہ شیطان مثل عام بنی آدم وقت ولادت شریک نہ ہو سکا۔

وَيَوْمَ يَبُوتُ۔ سے وحشت فراق دنیا اور ہول عذاب قبر سے امن مراد ہے۔

وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ سے امن ہول قیامت اور امن عذاب نار مراد ہے۔

علامہ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عِيسَىٰ وَيَحْيَىٰ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ التَّقِيَا وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ فَقَالَ يَحْيَىٰ لِعِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَدْعُ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِي فَانْتَ خَيْرٌ مِنِّي فَقَالَ لَهُ عِيسَىٰ بَلْ أَنْتَ أَدْعُ لِي فَانْتَ خَيْرٌ مِنِّي سَلَّمَ تَعَالَىٰ عَلَيْكَ وَإِنَّمَا سَلَّمْتُ عَلَىٰ نَفْسِي۔

”حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کی ملاقات ہوئی یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ میرے لئے دعا فرمائیں اس لئے کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔“

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بلکہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ آپ مجھ سے بہتر ہیں آپ پر اللہ نے سلام فرمایا اور میں نے وَالسَّلَامُ عَلَيَّ کہہ کر اپنے اوپر خود سلام کیا۔



بہر حال اس سے ہر دونوں علیہا السلام کا اخلاص ظاہر ہے۔

دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام سے عمر میں چھوٹے تھے جس کا مفصل واقعہ آئندہ رکوع میں آرہا

ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

در بیان ولادت عیسیٰ علیہ السلام

اور ذکر فرمائیں کتاب میں مریم کا جب الگ جگہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی طرف گئی۔

تو ان سے ادھر پردہ کر لیا تو بھیجا ہم نے اس کی طرف روح الامین کو۔ تو وہ آدمی کے مثل اس کے نہانے ظاہر ہوا۔

بولی میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں رحمن کی اگر ہے تو خدا سے ڈرنے والا۔

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ نہیں ہاتھ لگایا مجھے کسی آدمی نے اور نہ میں بدکار ہوں۔

کہا ایسا ہی ہے کہا تیرے رب نے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے نشانی کریں لوگوں کے لئے اور اپنی رحمت اور یہ کام ہونے والا ہے۔

تو حاملہ ہو گئیں تو اسے لئے ہوئے ایک دور کی جگہ چلی گئیں۔

تو اسے آگیا جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں بولی ہائے میں مر گئی ہوتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری۔

تو اسے ہم نے اس کے تلے سے پکارا یہ کہ غم نہ کر بیشک تیرے رب نے تیرے نیچے نہر جادی کی ہے۔

اور ہلا اپنی طرف جڑ کھجور کی گرائے گی تم پر تازہ پکی کھجوریں۔

وَ اذْكَرُ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَدَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝۱۱

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝۱۲

قَالَتْ اِنَّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝۱۳

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكَ لِاَهْبَ لَكَ عَلَمًا زَكِيًّا ۝۱۴

قَالَتْ اَنْىٰٓ يَكُوْنُ لِيْ عُلْمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشْرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝۱۵

قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰى هٰٓهٖنَ وَّ لِنَجْعَلَنَّ اٰيَةً لِلنَّاسِ وَرٰحِبَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝۱۶

فَحَصَلَتْهُ فَانْتَبَدَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝۱۷

فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلَى جِدْعِ النَّخْلَةِ ۝۱۸ قَالَتْ

يٰٓلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مِّنْ سَيِّئَاتِيْ ۝۱۹

فَاَدْبَاهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝۲۰

وَ هٰزِيْٓ اِلَيْكِ بِجِدْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَيْكِ رُطْبًا جَنِيًّا ۝۲۱

تو کھا اور پی اور ٹھنڈی رکھ آنکھ پھرا اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا میں نے نذرمانی ہے رحمن کے لئے روزے کی تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔

تو آئی اسے گود میں لئے قوم میں بولے اے مریم تو بہت بری بات لائی۔

اے ہارون کی بہن نہیں تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔

تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔

کہا اس بچے نے میں اللہ کا بندہ ہوں دی ہے اس نے مجھے کتاب اور کیا ہے مجھے نبی غیبی خبر دینے والا۔

اور کیا ہے مجھے برکت والا جہاں بھی میں ہوں اور حکم دیا ہے مجھے نماز و زکوٰۃ کا جب تک زندہ رہوں۔

اور اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کروں اور نہیں کیا مجھے جابر بد بخت۔

اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ حق بات جس میں شک کرتے ہیں۔

نہیں زیبا اللہ کو کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے پاک ہے وہ جب کسی کام کا حکم فرمائے تو صرف فرماتا ہے اسے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

اور بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے تو پوچھو اسی کو یہ راہ سیدھی ہے۔

تو مختلف ہو گئیں جماعتیں آپس میں تو خرابی ہے انہیں جو کافر ہوئے ایک بڑے دن کی حاضری سے۔

کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے جس دن آئیں گے ہمارے حضور مگر ظالم کھلی گمراہی میں ہیں آج کے دن۔

فَكُلُّوا شَرِبُوا وَقَرَّبُوا عَيْنًا فَمَا تَرَيْنَ مِنَ  
الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ  
صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ۝

فَأْتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحِيلُهُ ۖ قَالُوا يَسْرِيمٌ لَقَدْ  
جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا ۝

يَأْتِ هُرُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوْءًا وَمَا  
كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ۝

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي  
الْبُهْدِ صَبِيًّا ۝

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي  
نَبِيًّا ۖ

وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا آيِنَ مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصَنِي  
بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝

وَبِرَّ آبَائِي ۖ وَلَمْ يُجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ  
أُبْعَثُ حَيًّا ۝

ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ  
يَتَّرُونَ ۝

مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ ۚ إِذَا  
قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

وَإِنَّ اللَّهَ سَرِيٌّ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَذَا صِرَاطٌ  
مُسْتَقِيمٌ ۝

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ قَوْلٌ لِلَّذِينَ  
كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ ۗ يَوْمَ يَأْتُونا لَكِنِ الظَّالِمُونَ  
الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝



وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ  
فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٦﴾  
إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا  
يُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾

اور ڈرناؤ انہیں حسرت والے دن سے جب فیصلہ ہو  
چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔  
بے شک ہم وارث ہیں زمین کے اور جو کچھ اس پر ہے  
اور وہ ہماری طرف پھریں گے۔

### حل لغات دوسرا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

وَإِذْ كُرِّرْ - اور ذکر کر	فِي الْكِتَابِ - کتاب میں	مَرِيْمٌ - مریم کا	إِذْ - جب
انْتَبَذَتْ - الگ ہو گئی وہ	مِنْ أَهْلِهَا - اپنے گھر والوں سے	فَاتَّخَذَتْ - تو بنا لیا اس نے	مَكَانًا - جگہ
شَرْقِيًّا - مشرقی میں	فَأَرْسَلْنَا - تو بھیجا ہم نے	إِلَيْهَا - اس کی طرف	مِنْ دُونِهِمْ - ان کے آگے
حِجَابًا - پردہ	لَهَا - اس کے لئے	إِنِّي - بے شک میں	رُوحَنَا - اپنی روح کو
فَتَمَثَّلَ - تو شکل اختیار کی اس نے	إِنْ - اگر	إِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں	بَشَرًا - آدمی
سَوِيًّا - تندرست کی	قَالَتْ - بولی	لَا هَبَ - تاکہ دوں میں	أَعُوذُ - پناہ لیتی ہوں
بِالرَّحْمَنِ - رحمن کی	مِنْكَ - تجھ سے	قَالَتْ - بولی	كُنْتُ - ہے تو
تَقِيًّا - پرہیزگار	قَالَ - کہا	عَلَّمَ - لڑکا	أَنَا - میں
رَسُولٌ - اپنی ہوں	رَبِّكَ - تیرے رب کا	وَلَمْ - اور نہیں	لَكَ - تجھے
عُلْمًا - ایک لڑکا	زَكِيًّا - پاکیزہ	كَذَلِكَ - ایسا ہی	أَنْتِ - کیسے
يَكُونُ - ہوگا	لِي - میرے ہاں	عَلَى - مجھ پر	وَلَمْ - اور نہیں
يَمْسِسْنِي - چھوا مجھے	بَشَرٌ - کسی آدمی نے	آيَةٌ - نشانی	أَلْ - ہوں میں
بَغِيًّا - بدکار	قَالَ - کہا	وَكَانَ - اور ہے	قَالَ - کہا ہے
رَبِّكَ - تیرے رب نے	هُوَ - کہ وہ	قَصِيًّا - دور میں	هَيِّئْ - آسان ہے
وَلِنَجْعَلَهُ - اور تاکہ بنا میں ہم اس کو	مِنَّا - ہماری طرف	فَحَصَلَتْهُ - تو اٹھایا اس نے اسے	لِلنَّاسِ - لوگوں کے لئے
وَرَحْمَةً - اور رحمت	مَكَانًا - جگہ	إِلَى - طرف	أَمْرًا - کام
مَقْضِيًّا - فیصلہ شدہ	إِلَى - طرف	يَلِيَّتِي - ہائے افسوس	فَانْتَبَذَتْ بِهَا - تو الگ ہو گئی
اس کے ساتھ	يَلِيَّتِي - ہائے افسوس	وَكُنْتُ - اور ہو جاتی میں	فَاجَاءَهَا - تو لے آیا اسے
الْمَخَاضِ - جننے کا درد	وَكُنْتُ - اور ہو جاتی میں	نَسِيًّا - بھولی	النَّخْلَةَ - کھجور کی
قَالَتْ - بولی	وَكُنْتُ - اور ہو جاتی میں	تَحْزَنِي - نہ غم کھا	قَبْلَ - پہلے
هَذَا - اس سے	مِنْ تَحْتِهَا - اس کے نیچے سے	الآ - یہ کہ	مَنْسِيًّا - بھلائی
فَنَادَاهَا - تو آواز دی اسے	مِنْ تَحْتِهَا - اس کے نیچے سے	الآ - یہ کہ	تَحْزَنِي - نہ غم کھا

قَدْ بَشَكَ	جَعَلَ - بنایا ہے	رَبُّكَ - تیرے رب نے	تَحْتَكِ - تیرے نیچے
سَرِيًّا - چشمہ	وَهَزِيًّا - اور ہلا	الْيَكِ - اپنی طرف	بِحَدِّعٍ - تنہ
النَّخْلَةَ - کھجور کا	تَسْقِطُ - گرائے گی	عَلَيْكَ - تجھ پر	رُطْبًا - کھجوریں
جَنِيًّا - تازہ	فَكَلِيًّا - تو کھا	وَأَشْرَبِي - اور پی	وَقَرِيًّا - اور ٹھنڈی کر
عَيْنًا - آنکھ	فَأَمَّا - پھر اگر	تَرِيًّا - تو دیکھے	مِنَ الْبَشَرِ - آدمی
أَحَدًا - کوئی بھی	فَقُولِي - تو کہہ	إِنِّي - بے شک میں نے	نَذَرْتُ - نذر مانی ہے
لِلرَّحْمَنِ - اللہ کے لئے	صَوْمًا - روزے کی	فَلَنْ - تو کبھی نہ	أَكْلِمَ - بولوں گی میں
الْيَوْمَ - آج	إِنْسِيًّا - کسی انسان سے	فَأَتَتْ - تولائی	بِهِ - اس کو
قَوْمَهَا - اپنی قوم کے پاس	تَحِيلُهُ - اٹھا کر	قَالُوا - بولے	يَسْرِيمَ - اے مریم
لَقَدْ - بے شک	جِئْتِ - لائی تو	شَيْئًا - چیز	فَرِيًّا - بڑی عجیب
يَأْخُتَ - اے بہن	هَرُونَ - ہارون کی	مَا كَانَ - نہیں تھا	أَبُوكَ - تیرا باپ
أَمْرًا - آدمی	سَوْءًا - برا	وَمَا - اور نہیں	كَانَتْ - تھی
أُمًّا - تیری ماں	بَغِيًّا - بدکار	فَأَشَارَتْ - تو اشارہ کیا	إِلَيْهِ - اس کی طرف
قَالُوا - بولے	كَيْفَ - کیسے	نُكَلِّمُ - کلام کریں ہم	مَنْ - اس سے جو
كَانَ - ہے	فِي الْبَهْدِ - پالنے میں	صَبِيًّا - بچہ	قَالَ - اس نے کہا
إِنِّي - بے شک میں	عَبْدٌ - بندہ ہوں	اللَّهُ - اللہ کا	أَتَيْنِي - دی اس نے مجھے
الْكِتَابَ - کتاب	وَجَعَلَنِي - اور بنایا مجھے	نَبِيًّا - نبی	وَجَعَلَنِي - اور بنایا مجھے
مُبْرَكًا - برکت والا	أَيْنَ مَا - جہاں بھی	كُنْتُ - ہوں	وَأَوْصِيَنِي - اور حکم دیا اس
نَعْمَ - مجھے	بِالصَّلَاةِ - نماز	وَالزَّكَاةِ - اور زکوٰۃ کا	مَادُمْتُ - جب تک رہوں میں
حَيًّا - زندہ	وَبِرًّا - اور نیکی کرنے والا	بِوَالِدَتِي - اپنی ماں سے	وَلَمْ - اور نہیں
يَجْعَلَنِي - بنایا اس نے مجھے	جَبَّارًا - سرکش	شَقِيًّا - بد بخت	وَالسَّلَامَ - اور سلامتی ہے
عَلَى - مجھ پر	يَوْمَ - جس دن	وُلِدْتُ - میں پیدا ہوا	وَيَوْمَ - اور جس دن
أَمُوتَ - میں مروں گا	وَيَوْمَ - اور جس دن	أُبْعَثُ - اٹھایا جاؤں	حَيًّا - زندہ
ذَلِكَ - یہ ہے	عَيْسَى - عیسیٰ	ابْنُ - بیٹا	مَرْيَمَ - مریم کا
قَوْلَ - بات	الْحَقِّ - سچی	الذِّمِّيَّ - وہ کہ	فِيهِ - اس میں
يَمْتَرُونَ - شک کرتے ہیں	مَا - نہیں	كَانَ - ہو	لِللَّهِ - اللہ کی شان
أَنْ - یہ کہ	يَتَّخِذَ - بنائے	مِنْ وَلَدٍ - اولاد	سُبْحٰنَهُ - وہ پاک ہے
إِذَا - جب	قَضَى - فیصلہ کرتا ہے	أَمْرًا - کسی کام کا	فَانْتَبَأَ - تو صرف



فَيَكُونُ - تو وہ ہو جاتی ہے	كُنْ - ہو جا	لَهُ - اس کو	يَقُولُ - کہہ دیتا ہے
وَرَبُّكُمْ - اور تمہارا رب بھی	رَبِّي - میرا رب ہے	اللَّهُ - اللہ ہی	وَأَنَّ - اور بے شک
مُسْتَقِيمٌ - سیدھا	صِرَاطٌ - رستہ ہے	هَذَا - یہ	فَاعْبُدُوهُ - تو اسی کو پوجو
فَوَيْلٌ - تو ہلاکت ہے	مِنْ بَيْنِهِمْ - ان میں سے	الْأَحْزَابُ - لشکروں نے	فَاخْتَلَفَ - تو اختلاف کیا
	مِنْ مَّشَاهِدٍ - حاضر ہونے سے	كَفَرُوا - جو کافر ہیں	لِلَّذِينَ - ان کے لئے
بِهِمْ - وہ	أَسْبَغَ - کتنا سیں گے	عَظِيمٍ - بڑے میں	يَوْمٍ - دن
	يَأْتُونَنَا - آئیں گے ہمارے پاس	يَوْمَ - جس دن	وَأَبْصُرُ - اور کتنا دیکھیں گے
فِي ضَلَالٍ - گمراہی	الْيَوْمَ - آج کے دن	الظَّالِمُونَ - ظالم	لَكِن - لیکن
الْحَسْرَةَ - حسرت سے	يَوْمَ - دن	وَأَنْذَرَهُمْ - اور ڈرا ان کو	مُبِينٍ - ظاہر میں ہیں
وَهُمْ - اور وہ	الْأَمْرَ - کام کا	قُضِيَ - فیصلہ کیا جائے گا	إِذْ - جبکہ
إِنَّا - بے شک	لَا يَوْمِيَوْمُونَ - نہیں ایمان لاتے	وَهُمْ - اور وہ	فِي غَفْلَةٍ - غفلت میں ہیں
وَمَنْ - اور جو	الْأَرْضِ - زمین کے	نَرِثُ - وارث ہیں	نَحْنُ - ہم
	يُرْجَعُونَ - لوٹائے جائیں گے	وَالْيَنَّا - اور ہماری طرف ہی	عَلَيْهَا - اس پر ہے

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

اس سورہ مبارکہ میں پہلا تذکرہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا حال بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کا ہے۔

تیسرا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

چوتھا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔

پانچواں ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہے۔

اور چھٹا ذکر حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے۔

پانچویں رکوع میں ان ناخلفوں کا اعتقاد بیان کیا گیا ہے جو عموماً منکرین حشر و نثر تھے۔

چھٹے رکوع میں بھی انہی کے معتقدات باطلہ کا رد ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کے تورع و تقویٰ کی بحث اس سے پہلے رکوع میں بیان ہو چکی ہے۔

اب حضرت مریم علیہا السلام کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔

اس رکوع میں بیان کو جس شان سے شروع کر کے ختم کیا ہے اس میں قریب قریب تمام حکمتیں مضمون ہیں۔ اور جو جو فتنے

ظہور پذیر ہونے والے تھے سب ہی اس میں اشارہ بیان کر دیا ہے۔

## تفسیر رکوع دوم - سورۃ مریم - پ ۱۶

”وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ - اور بیان فرمائیے (اے محبوب) کتاب میں سے مریم کا قصہ۔“

اس قصہ کا ابتدائی حصہ یہاں نہیں بیان کیا گیا۔ بلکہ سورۃ آل عمران میں اس کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ  
عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۗ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور اس کی تفسیر اسی جگہ  
بیان ہو چکی ہے وہاں یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ عمران دو ہیں:

ایک عمران بن یصہر بن ناہث بن لاوی بن یعقوب ہیں یہ تو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے والد ہیں۔  
دوسرے عمران بن ماٹان ہیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم کے والد ہیں اور ان دونوں عمر انوں میں ایک ہزار  
آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے۔

اور اس آئیہ کریمہ میں دوسرے عمران کا ذکر ہے اور ان کی بیوی صاحبہ کا نام حنہ تھا جو فا توذا کی بیٹی اور حضرت مریم کی  
والدہ ہیں۔

عمران ثانی کی بیوی حضرت حنہ بڑی نیک تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھیں انہوں نے نذر مانی تھی کہ یہ جو  
میرا حمل ہے اگر اس سے لڑکا ہو تو میں تیری بارگاہ میں نذر کروں گی۔  
ایسی نذریں یہود میں قدیم سے مروج تھیں۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے پہلے صموئیل علیہ السلام کو بھی ان کی والدہ نے خدا عزوجل کے لئے نذر مانا تھا  
اور حسب دستور عبادت خانہ میں انہیں چڑھا دیا تھا۔

اب منت تو حضرت حنہ نے مان لی لیکن جب لڑکی جنی یعنی حضرت مریم پیدا ہوئیں تو آپ کو افسوس ہوا کہ اب میں لڑکی  
کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے کیسے چڑھاؤں۔ چنانچہ اسی کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّي وَضَعْتُهَا اُنْثَىٰ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثَىٰ ۗ وَاِنِّي  
سَبَيْتُهَا مَرْيَمَ ۗ وَاِنِّي اُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَہَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

”تو جب اسے جناب ولی اے میرے رب یہ تو میں نے لڑکی جنی ہے اور اللہ کو خوب علم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس  
نے مانگا اس لڑکی جیسا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے (اور مریم کے معنی عابدہ ہیں) اور میں اسے اور اس کی اولاد کو  
تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے۔“

اس کے یہ معنی ہیں کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے مگر فضل الہی عزوجل سے یہ فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے۔ اور حقیقت  
بھی یہی تھی اس لئے کہ حضرت مریم علیہا السلام اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے اجمل اور افضل تھیں اور اللہ تعالیٰ نے لڑکے  
کی جگہ حضرت مریم کو ہی قبول فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ ۗ وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۗ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۗ تَوَاسَّءَ اللّٰهُنَّ قَبُولٍ فَرَمَا قَبُولٍ حَسَنٍ  
کے ساتھ اور اسے پروان چڑھایا اور حضرت زکریا علیہ السلام کی نگہبانی میں دیا گیا۔ ”كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْبِحَرَابِ  
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۗ“ ”تو جب زکریا اس کے پاس اس کی عبادت گاہ میں جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔“ كَلَّمَا



دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْهَرَابُ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ ”کہا زکریا نے اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا تو فرمایا وہ اللہ کے پاس سے ہے۔“

مختصر یہ کہ حضرت حنہ نے کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا اور احبار حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ شریف میں حجہ کا ہے۔  
حضرت مریم ان کے امام اور صاحب قربان کی صاحبزادی تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ مرتبہ تھا اور یہ گھرانہ اہل علم کا مسلم تھا۔

یہ احبار ستائیس ہوتے تھے۔ جب حضرت مریم کو اس خاندان سے نذر میں آتے دیکھا سب نے ان کی کفالت کرنے کی رغبت کی۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا میں اس لڑکی کا سب سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ ان کی خالہ میری بیوی ہیں۔ غرض کہ قرعہ اندازی پر فیصلہ ٹھہرا آخرش قرعہ میں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کا نام آیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام یعنی حضرت مریم کے خالو نے ان کی پرورش شروع کی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت مریم کی نشوونما ایک دن میں اتنی ہوتی تھی جیسی عام نشوونما ایک سال میں ہو۔  
حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک مکان علیحدہ تجویز کر دیا اور وقت پر کھانا پانی پہنچانے لگے۔

چنانچہ ایک بار حضرت زکریا علیہ السلام جب ان کے پاس گئے تو دیکھا مریم کے آگے بے فصل کے میوے، بے موسم کے پھل رکھے ہوئے ہیں۔ تعجب سے پوچھا بیٹی یہ کہاں سے تہیں ملا۔

حضرت مریم نے جواب دیا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔ اللہ کی طرف سے یہ آئے ہیں۔

چنانچہ دیکھ کر اسی وقت حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے لئے بھی بے موسمی اولاد کے لئے دعا کی۔ جس کا قصہ بیان ہو چکا۔

آخرش جب حضرت مریم جوان ہو گئیں اور عمر مبارک دس سال یا تیرہ سال ہو گئی جس کے متعلق علامہ آلوسی فرماتے ہیں:  
وَ اٰخْتَلَفُوْا فِيْ سِنِّهَا اِذْ ذَاكَ فِقِيْلٌ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً۔ تیرہ سال کی عمر تھی۔  
وَ عَن وَهْبٍ وَ مُجَاهِدٍ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً۔ پندرہ سال کی عمر تھی۔

وَ قِيْلَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً۔ چودہ سال کا بھی قول ہے۔

وَ قِيْلَ اِثْنَا عَشَرَ سَنَةً۔ بارہ سال کا بھی قول ہے۔

وَ قِيْلَ عَشْرَ سِنِيْنَ۔ اور ایک قول دس سال کا ہے۔

وَ قَدْ كَانَتْ حَاضَتْ حَيْضَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تَحْمِلَ۔ اور حمل سے قبل دو حیض ہو چکے تھے۔

وَ حَكِي فِحْمَدِ بْنِ الْهَيْصَمِ رَيْسُ الْهَيْصَمِيَّةِ مِنَ الْكِرَامِيَّةِ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ حَاضَتْ بَعْدُ۔ محمد بن الہیصم طبقہ کرامیہ والے سے حکایت ہے کہ اس کے بعد آپ حائضہ نہیں ہوئیں۔

وَقِيلَ إِنَّهَا عَلَيْهَا السَّلَامُ لَمْ تَكُنْ تَحِيضُ أَصْلًا بَلْ كَانَتْ مُطَهَّرَةً مِّنَ الْحَيْضِ - ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ قطعاً حائضہ نہیں ہوئیں بلکہ آپ حیض سے پاک رہیں۔

”إِذَا تَبَدَّتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا - جب الگ ہو گئیں اپنے گھر والوں سے شرقی مکان کی طرف۔“

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَيُّ اعْتَزَلَتْ وَانْفَرَدَتْ مِنْ أَهْلِهَا وَآتَتْ مَكَانًا شَرْقِيًّا مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ أَوْ مِنْ دَارِهَا لِتَتَخَلَّى هُنَاكَ لِلْعِبَادَةِ - یعنی وہ تنہا ہوئیں اپنے رشتہ والوں سے اور تشریف لائیں شرقی مکان میں بیت المقدس سے یا اپنے گھر سے تاکہ تخلیہ حاصل کریں عبادت کے لئے۔

وَقِيلَ قَعَدَتْ فِي مَشْرِفَةٍ لِتَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضِ بِحُجْبَةٍ بِحَائِطٍ أَوْ بِجَبَلٍ عَلَى مَا رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ بَثُوبٍ - ایک قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے وہ بیٹھیں ایک بلند جگہ تاکہ حیض سے غسل کریں اور دیوار کا پردہ لیں یا پہاڑ کا یا کپڑے کا حجاب بنائیں۔

اور عیسائیوں کا قبلہ بھی اسی وجہ میں ہوا یعنی شرق میں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَهْلَ الْكُتُبِ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَى الْبَيْتِ وَالْحَجُّ إِلَيْهِ وَمَا صَرَفَهُمْ عَنْهُ إِلَّا قِيلُ رَبِّكَ فَانْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَلِذَلِكَ صَلُّوا قَبْلَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ -

اہل کتاب کی نماز بھی اور حج بھی بیت المقدس کی طرف مقرر ہوا اور جس چیز نے انہیں اس طرف سے پھیرا وہ انتباز من اہلہا ہے یعنی تنہائی حاصل کرنا حضرت مریم کا اسی وجہ میں وہ سورج طلوع ہونے کے رخ نماز پڑھتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

”فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا - تو کیا مریم نے ان سے

پردہ اور ہم نے بھیجا اس کی طرف اپنا روح القدس کو کہ وہ اس کے سامنے ایک تندرست جوان کی مثل ظاہر ہوا۔“

یہ جبریل امین تھے حضرت مریم ایک اجنبی انسان کو سامنے دیکھ کر گھبرائیں اس لئے کہ آپ نہایت پاک دامن تھیں اور بولیں:

”قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا - بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمن کی تجھ سے اگر تو ہے خدا سے

ڈرنے والا۔“

تو روح الامین بولے میں صرف مثل بہ بشریت ہوں اور بولا:

”قَالَ إِنَّهُ أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِأَهَبَ لَكَ عُلْمًا زَكِيًّا - میں تو تمہارے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ میں تجھے ایک

ستھرا بیٹا دوں۔“

گویا یہاں یہ بھی بتا دیا کہ اللہ جس سے چاہے بیٹا دوادے ولی، غوث، قطب اپنی طاقت سے نہیں دے سکتے مگر اللہ چاہے تو دے سکتے ہیں جس طرح حضرت روح الامین بحکم رب العالمین حاضر ہوئے۔ اور لِأَهَبَ لَكَ عُلْمًا زَكِيًّا فرمایا۔ جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ بحکم الہی عزوجل آنے والا بخشنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کرنے کا مجاز ہے۔

اگرچہ حقیقتاً وہ دینا اس دینے والے کے قبضہ میں ہرگز نہیں مگر جب دینے کی طاقت اللہ تعالیٰ دے دے تو وہ لِأَهَبَ

لَكَ کہنے کا مجاز ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے:



”قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ مریم بولیں میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا اور میں بدکار بھی نہیں۔“

حضرت مریم کو یہ بات سن کر سخت حیرت ہوئی اور فرمایا میرے لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے میرا نہ کسی سے نکاح ہوا اور نہ میں بدچلن ہوں۔

بَغِيٌّ - هِيَ الزَّانِيَةُ الَّتِي تَبْتَغِي الرِّجَالَ - بغی اس عورت کو کہتے ہیں جو زانیہ ہو اور مردوں کو چاہے۔ قَالَ الْمُبَرِّدُ أَصْلُهُ بَغَوِيٌّ وَقَالَ ابْنُ الْجُنَيْنِ بَغِيٌّ فَعِيلٌ وَلَمَّا كَانَ الْبِغَاءُ غَالِبًا فِي النِّسَاءِ دُونَ الرِّجَالِ - بغی عورت زانیہ کو ہی کہتے ہیں مردوں کو نہیں۔ آگے ارشاد ہے:

”قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيِّئٍ ۚ وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَاحِمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (جبریل بولے) یونہی ہے۔ فرمایا ہے تیرے رب نے کہ یہ مجھے آسان ہے اور یہ کہ نشان بنائیں ہم اسے لوگوں کے لئے اور رحمت اپنی طرف سے اور ہو چکا ہے یہ معاملہ طے شدہ۔“

اس آیت میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ عیسیٰ بن مریم کے متعلق ان کی امت میں ایک قوم ناصرہ کی رہنے والی نصرانی ہو گئی جو انہیں اس معجزانہ ولادت کی وجہ سے خدایا خدا کا بیٹا کہنے لگی ان پر ان کا کتم عدم سے منصہ شہود پر آنا اس امر کی دلیل اور نشانی ہوگی کہ یہ جب مخلوق ہیں تو مخلوق خدا نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم کن تجزی محال ہے اس بنا پر یہ خدا کے بیٹے بھی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا مانا جائے تو حضرت مریم کو خدا کی بیوی ماننا لازم ہوگا۔ معاذ اللہ قصیدہ آمالی میں خوب لکھا ہے۔

وَ مُسْتَعْفِنِ الْإِلَهِيَّ عَنْ نِسَاءٍ ۚ وَ أَوْلَادٍ ۚ إِنَاثٍ وَ الرِّجَالَ ۚ  
اور مدعیان کذاب ایسے بھی ہونے والے ہیں جو اپنے کو مسیح موعود کہیں گے ان کے لئے بھی وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ ہم نے لوگوں کے واسطے نشانی رکھ دی ہے کہ مسیح موعود وہ ہے جو صرف والدہ سے متولد ہوا ہے تو جو مدعی کذاب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اس سے اس نشانی کو پیش کر کے پوچھو کہ تیرا باپ ہے یا نہیں اگر تو باپ اور ماں کے جوڑے سے پیدا ہوا ہے تو مفتری کذاب ہے۔ قرآن کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کا محض والدہ سے پیدا کرنا اسی حکمت کے ماتحت منظور فرمایا کہ لوگوں کے لئے قیامت تک نشانی رہے۔

اور ماں باپ سے نکلنے والا دہقانی بادیہ نشین اپنے مراق میں اگر دعویٰ کر بھی بیٹھے تو لوگ سمجھ لیں کہ یہ جھوٹا مفتری مراقی کذاب احمق ہے اور

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ - رَاحِمَةً لِلْعَالَمِينَ - اَكْرَمُ الْمُكْرَمِينَ - سے اول اور آخر باپ والا مسیح موعود ہونے میں اس نشانی کے مقابل نہ آسکے۔ آگے ارشاد ہے:

”فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهَا مَكَانًا قَصِيًّا۔ تو مریم حاملہ ہو گئیں اور اسے لئے علیحدہ ہو گئیں ایک دور جگہ۔“

تو جبریل نے ان کے گریبان میں دم کر دیا اور وہ حاملہ ہو گئیں۔

تو حضرت مریم وہاں سے چلیں اور لوگوں سے علیحدہ ہو کر ایک مقام پر جا رہیں۔

تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم کا چچا زاد بھائی یوسف حضرت مریم کو معہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بخوف یہود اور ہیردوس جس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تھا مصر لے گئے اور ہیردوس کے مرنے تک وہیں رہے پھر ہیردوس کے مرنے کے بعد ایک گاؤں ناصرہ آ گئے۔

یہاں کے لوگ آپ کے تابع ہوئے اور انہیں اسی وجہ سے نصرانی کہا جاتا ہے۔

کیونکہ یہاں آپ نے اہل قریہ کو وعظ و پند کرنی شروع کر دی تھی اور معجزات بھی پیش کئے جو درجوق لوگ آنے لگے اور آپ کے حوالہ بیعت میں داخل ہونے لگے۔

آخرش یہود کو حسد ہوا انہوں نے اس عہد کے حاکم کو کہا یہ قیصر کا باغی ہے۔ چنانچہ آپ کی گرفتاری ہوئی اور سزائے بغاوت پر سولی کا حکم ہو گیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مکر سے محفوظ کیا اور زندہ و سالم آسمان پر اٹھالیا اور سولی پر آپ کی شہادت کا ایک شخص کر دیا گیا وَلَكِنْ شَبَّهَ لَهُمْ اسی کی طرف ارشاد ہے اسے سولی دے دی گئی۔ اور جناب تعالیٰ شانہ نے فرمادیا:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شَبَّهَ لَهُمْ۔ وہ نہ قتل ہوئے نہ سولی دیئے گئے لیکن ایک انہیں میں سے شبہ پر سولی دے دیا گیا اور وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقِينًا قتل نہ ہوئے بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔

آپ کے رفع الی السماء کے بعد حضرت مریم کا انتقال ہو گیا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو ہی ہیردوس کے ظلم سے شہید ہو چکے تھے۔ مختصر بیان کے بعد ارشاد ہے۔

”فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَنْسِيًّا۔ تو اسے لے آیا جننے کا درد ایک کھجور کے تنہ کی طرف تو بولیں کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بگری ہو جاتی۔“

فَاجَاءَهَا کی تحقیق یہ ہے۔ فَاجَاءَ يُقَالُ جَاءَ وَاجَاءَ لُغْتَانِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ أَيْ الْجَاءَ هَا وَاضْطَرَّهَا الْمَخَاضُ مَصْدَرٌ وَهُوَ بِمَعْنَى الْوَلَادَةِ عِنْدَ الْجَمْهُورِ بِفَتْحِ الْمِيمِ وَقُرِئَ بِكَسْرِهَا اجَاءَ اور جَاءَ دونوں لغت ایک معنی میں مستعمل ہیں اس کے معنی مضطرب کرنے کے ہوتے ہیں۔

مخاض مصدر ہے اور وہ بمعنی ولادت آتا ہے جمہور کے نزدیک اور مخاض بفتح میم ہے اور بکسر میم بھی پڑھا گیا ہے۔

آپ کی مدت حمل میں بھی اختلاف ہے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَذَا اِخْتَلَفُوا فِي مُدَّةِ حَمْلِهَا۔ جیسے حیض کے متعلق اختلاف ہے ایسا ہی حمل میں بھی اختلاف ہے۔

فَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهَا تِسْعَةُ أَشْهُرٍ كَمَا فِي سَائِرِ النِّسَاءِ۔ بقول ابن عباس نو مہینہ بعد وضع ہوا جیسا کہ عام عورتوں کا ہوتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْهَا كَانَتْ سَاعَةً وَاحِدَةً كَمَا حَمَلَتْهُ نَبَذَتْهُ۔ ایک روایت ہے کہ حمل اور وضع حمل میں ایک گھنٹہ گزرا۔

اس پر یہ دلیل بھی پیش کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ فَإِنَّ ظَاهِرَ فِي أَنَّهُ



عَزَّوَجَلَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَلَا يُتَصَوَّرُ فِيهِ مُدَّةُ الْحَمْلِ - عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک مثل آدم کے ہے اسے مٹی سے پیدا کیا اور کہا ہو جا تو وہ ہو گیا۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئے اس میں مدت حمل متصور نہیں ہو سکتی۔

اس کے علاوہ اور بھی اختلافی قول ہیں۔

عطا ابوالعالیہ اور ضحاک رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ سات مہینہ مدت حمل رہی۔

ایک قول ہے چھ ماہ مدت رہی۔

اور ایک قول وہی ہے کہ حَمَلْتُهُ فِي سَاعَةٍ وَوَضَعْتُهُ فِي سَاعَةٍ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِهَا - ایک ساعت میں حمل ہوا اور ایک ساعت میں صورت بنی اور ایک ساعت میں وضع حمل ہوا جبکہ سورج ڈھل رہا تھا ایک ہی دن میں۔ بہر حال قرآن کریم آپ کے حمل و ولادت کو معجزانہ صورت میں خارق عادت دکھا رہا ہے اس بنا پر حمل و وضع علی الفور ہی تسلیم کرنا سیاق مضمون کے مقتضا کے تحت صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کلام الہی میں آیت کا اطلاق اس جگہ عموماً فرمایا گیا ہے جہاں محض اظہار قدرت کاملہ مقصود ہو اور اسباب ظاہری کے علاوہ جب کوئی امر دکھایا گیا ہو۔ چنانچہ اصحاب کہف کے کہف پر ناقہ صالح علیہ السلام پر یا ولادت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

پھر آدم علیہ السلام سے مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اسی وجہ میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بغیر ماں باپ پیدا ہوئے اور یہ بغیر باپ تو ان کی ولادت بھی معجزانہ انداز پر ہی ہوئی ہوگی۔ عام طریقہ عادیہ سے مختلف ہونی ضروری ہے کیونکہ لِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ فرمایا گیا ہے۔

”فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا - تو آواز دی (فرشتہ نے) کہ گھبراؤ نہیں کر دی ہے تمہارے رب نے تمہارے نیچے نہر یا چشمہ۔“

سَرِيًّا - السَّرِيُّ - النَّهْرُ الصَّغِيرُ وَالْجَدْوَلُ لِأَنَّ الْمَاءَ يَسْرِي فِيهَا - سری، چھوٹی نہر کو اور جدول کو کہتے ہیں اس لئے کہ پانی اس پر چلتا ہے۔

یہ بھی ایک آیت آیات الہی سے تھی کہ جنگل میں چشمہ جاری فرما کر منگل فرما دیا اور فرمایا۔

”وَهَزَمِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا ۖ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَعَيْنَا - اور جھکاؤ اپنی طرف ڈالی کھجور کی گرائے گی تم پر تازہ کھجور تو کھاؤ اور پیو اور آنکھ ٹھنڈی کرو۔“

وَالهَزُّ تَحْرِيكٌ يَمِينًا وَشِمَالًا - عربی میں ہزدائیں بائیں ہلانے کو کہتے ہیں۔

رطب - جنی تازہ پکی کھجور کو کہتے ہیں۔ رطب تازہ، جنی، صالح، عمدہ کے معنی میں آتا ہے۔

وَقَرِيْمِي عَيْنًا - ائى مَا يَسُرُّ النَّفْسَ سَكَنَتْ إِلَيْهِ مِنَ النَّظَرِ - جب دیکھے تو اس سے دل خوش ہو اور آنکھوں میں سکون آئے اور یہ اولاد پر مستعمل ہوتا ہے جیسے قرۃ العین بیٹے کو کہتے ہیں۔

اس میں حضرت مریم کو تسکین دی گئی ہے جو ایسی ولادت سے آپ محزون ہوئی تھیں اس کا ازالہ کیا گیا۔ اب آگے اس

خطرہ کا ازالہ کیا گیا ہے جو قوم دیکھ کر کہتی۔ چنانچہ فرمایا:

”فَأَمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا۔“ تو اگر تو کسی آدمی کو دیکھے اور وہ اس بچے کے متعلق دریافت کرے تو کہہ دینا میں نے آج نذرمانی ہے روزے کی اللہ کے لئے تو آج کے دن میں ہرگز کسی سے بات نہ کروں گی۔

عہد موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام میں بولنے اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا۔ ہماری شریعت میں کھانے پینے اور مجامعت کرنے کا روزہ ہے اور بولنے اور کلام کرنے کا روزہ منسوخ ہو گیا اور حضرت مریم کو سکوت کی نذرمانی کا اس لئے حکم دیا گیا تاکہ ایک نشانی یہ بھی معجزانہ ظاہر ہو جائے کہ شیر خوارگی میں کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں۔

آپ کے بعد جو اپنے کو مسیح موعود کہے وہ اپنی پیدائش کے بعد مہد مادر میں کلام کرنے کی شہادت بھی پیش کرے اور جو ایام رضاعت میں عام بچوں کی کیفیت میں رہا ہو وہ اپنے دعویٰ میں مسیح کذاب ہے وہ اس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور اس کے تتبع متبعین کذاب ہی ہو سکتے ہیں۔

دوسری یہ حکمت بھی تھی کہ مہد مادر میں خود کلام فرمانے سے حجت قویہ قائم ہو جائے اور جو تہمت حضرت مریم علیہا السلام پر لگانے والے لگا رہے تھے اس کا ازالہ ہو جائے۔

چنانچہ آپ نے قوم کو اشارے سے فرمایا دیا کہ میں کلام نہیں کروں گی۔ اس لئے کہ میں نے اللہ کے لئے روزہ کی نیت کر رکھی ہے۔

اس کے بعد کیا ہوا وہ ارشاد ہے:

”فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِيلُهُ ۗ قَالُوا لَيْسَ لَكَ بِهَذَا حَمْلٌ شَيْءًا فَرِيًّا ۗ يَا خَتْلُوهُ رُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوْءًا ۗ وَمَا كَانَتْ أُمَّكَ بَغِيًّا۔“ تو لائیں اسے قوم کے سامنے گود میں لے کر بولے اے مریم بے شک تم بہت بری بات لائیں اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدچلن نہ تھی۔“

جب لوگوں نے حضرت مریم کی گود میں بچہ دیکھا تو روئے اور نہایت غمگین ہوئے کیونکہ حضرت مریم صالحین کے گھرانہ سے تھیں اور ہارون یہ نام یا تو حضرت مریم کے بھائی کا ہے یا بنی اسرائیل میں کوئی نہایت بزرگ اور صالح تھا جس کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لئے ان لوگوں نے حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا۔

یا حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کی طرف نسبت کی۔ مگر یہ محض بنی اسرائیل ہونے کی وجہ میں نسبت ہو سکتی ہے اس لئے کہ ان کا زمانہ بہت بعید ہے۔ ان میں اور ان میں ہزار برس کا فرق ہے مگر چونکہ انہی کی نسل سے حضرت مریم تھیں۔ اس وجہ میں اخت ہارون کہہ دیا جیسا عرب کا محاورہ ہے کہ بنی تمیم کو اخاتیم کہتے ہیں۔ چاند کو ابن اللیل بولتے ہیں۔ مسافر کو ابن السبیل۔ اخ العرب عرب برادری کو بولتے ہیں اور اخ اہمدان۔

اور بغی کے معنی زانیہ کے ہیں اور فریاً کے معنی عجیب کے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

”فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۗ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْهَيْدِ صَبِيًّا۔“ تو مریم نے ادھر اشارہ کر دیا بولے ہم کیسے اس سے بات کریں جو پالنے میں بچہ ہے۔“



جب حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو ان سے پوچھو تو اس پر قوم کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ ہم اس بچے سے کیسے بات کریں جو مہدی یعنی گود میں شیر خوار ہے اور مہدوسریر اس کو بھی کہتے ہیں جس پر بچہ لٹایا جائے اور طفل رضیع یا شیر خوار سے کلام کرنا امور عادیہ کے خلاف ہے اس لئے انہوں نے استبعاد عقلی مانا اور اس جواب سے تعجب میں رہ گئے۔ لیکن یہ بھی معجزانہ شان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ آپ نے دودھ پینا چھوڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف بہ انداز خطیبانہ داہنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے ہوئے اس طرح کلام شروع فرمایا

حیث قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔

”قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۙ اٰتٰنِي الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۙ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا اٰمِيْنَ مَا كُنْتُ ۙ وَاَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۙ وَبَرًّا بِوَالِدِيْ ۙ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا۔“ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے برکت والا کیا میں کہیں بھی ہوں اور مجھے تاکید کی ہے نماز اور زکوٰۃ کی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے حسن سلوک کرنے والا رہوں اور نہیں کیا مجھے سخت بد بخت جابر۔“

اس کلام سے قوم کی نظر میں حضرت مریم بری ہو گئیں اور آپ کی طہارت کا یقین ہو گیا یہ فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور پھر کلام نہ فرمایا حتیٰ کہ آپ اس عمر کو پہنچے جس میں بچے بولنے لگتے ہیں (خازن)۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

رُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَرْضَعُ فَلَمَّا سَمِعَ مَا قَالُوا تَرَكَ الرِّضَاعَ وَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ وَاتَّكَأَ عَلٰى يَسَارِهِ فَقَالَ مَا قَالَ۔ آپ دودھ پی رہے تھے جب آپ نے سنا جو انہوں نے کہا تو آپ نے چھاتیاں چھوڑیں اور قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی بائیں طرف تکیہ لگا کر فرمایا جو مذکور ہو چکا۔

اسی روایت میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب بولنا چاہا تو سب سے اول اپنی عبودیت ظاہر کی اور یہ سائلین مسالک کے مقامات کا مقتضی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بولنے میں اس امر کا رد تھا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کی ربوبیت کا گمان کرتا ہے اور جو حضرت مریم کو متہم کرتا ہے انہیں واضح کر دیا جائے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنا رسول چنے وہ مطہر و اطہر اور معصوم ہوتا ہے۔ اور یہ کلام فرمانا مسلمان سے ہے کہ اس کے ذریعہ شان مریم علیہا السلام ظاہر ہوئی۔ (روح المعانی)

آپ کی تواضع و انکسار کی یہ شان تھی کہ يٰۤاَكُلُ الشَّجَرَ وَيَلْبَسُ الشَّعْرَ وَيَجْلِسُ عَلٰى التُّرَابِ وَلَمْ يَتَّخِذْ مَسْكَنًا وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ سَلُوْنِيْ فَاِنِّيْ لِيْنُ الْقَلْبِ صَغِيْرٌ فِىْ نَفْسِيْ۔ درخت سے نوش فرماتے تھے کملی پہنتے تھے زمین پر بیٹھتے آپ نے کوئی مکان نہ بنایا اس پر یہ غنی تھا کہ آپ فرمایا کرتے مانگو مجھ سے کہ میں نرم دل صغیر سی سے ہوں۔

”وَالسَّلَامُ عَلٰى يَوْمِ وُلِدْتُ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثْتُ حَيًّا۔“ اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔“

گویا یہ بتایا گیا ہے کہ جس ہستی کو یہود ساحر کذاب کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور نصاریٰ خدا اور خدا کا بیٹا اور بعض ثالث

ثَلَاثَةَ مَآنٍ رَّبِّهِمْ فِي وَفَاتٍ أَوْ بَعَثَتْ تَحْتَهُ صَاحِبُ بَرَكَاتٍ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا مَقْرَبُ بِنْدِ عِزِّهِمْ وَأَوْ مَخْلُوقٍ هِيَ - آگے ارشاد ہوتا ہے:

”ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٣﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ ۗ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ“

یہ ہیں عیسیٰ مریم کے صاحبزادے اس سچی بات میں شک کرتے ہیں۔ اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ بنائے۔ پاکی ہے اس کو جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یہ کہ اسے فرماتا ہے ہو جاتا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے اور (فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے) بیشک اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے تو اسی کو پوجو یہ راہ سیدھی ہے۔“

اب ارشاد ہوا کہ یہ ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق یہودی کیا کیا بکتے ہیں اور نصرانی کیا کیا کہہ رہے ہیں اور سچ بات میں شک کر کے مذذب ہو رہے ہیں اور ابنیت ماں کی طرف منسوب کر کے یہ بھی بتا دیا کہ یہ ابن مریم ہیں وَأَطْلَقَتْهُ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَعْنَى أَنَّهُ خُلِقَ بِقَوْلِ كُنْ فَيَكُونُ مِنْ غَيْرِ آبٍ - ابن مریم کا اطلاق کر کے واضح کر دیا کہ وہ حکم کن سے پیدا ہوئے بلا باپ کے۔

جس میں تم افتراء کر رہے ہو۔ یمتروں کے معنی ایسی شکوک اور یوازوں فَيَقُولُ الْيَهُودُ هُوَ سَاحِرٌ وَحَاشَاؤُ وَ يَقُولُ النَّصَارَى ابْنُ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَقُولُونَ - شک کرتے ہیں آپس میں جھگڑتے ہیں یہودی کہتے ہیں وہ ساحر ہیں معاذ اللہ اور نصاریٰ ابن اللہ کہتے ہیں حالانکہ ایسی صفتوں سے اللہ عزوجل بلند ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا کہ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ - اللہ تعالیٰ کو یہ لائق ہی نہیں کہ کسی کو بیٹا مانے وہ ایسی باتوں سے پاک ہے وہ جب حکم کرتا ہے کسی بات کا تو یہی فرماتا ہے کہ ہو جاتا تو وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

”بیشک اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے۔“

ایک قول ہے کہ یہ مخاطبہ سید المناطین سے ہے یعنی ارشاد ہے قُلْ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ - اے محبوب اعلان فرما دیجئے کہ میرا تمہارا رب ایک اللہ ہے۔ اسی کو پوجو یہ سیدھا راستہ ہے جس پر چلنے والا گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد اختلاف کا تذکرہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔

”فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ - تو جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں تو خرابی ہے کافروں کے لئے بڑے دن کی حاضری سے۔“

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں نصاریٰ کے اندر کئی فرقے ہو گئے۔ ایک یعقوبیہ ہے جو کہتا ہے کہ عیسیٰ ہی خدا ہے جو زمین پر اتر اور پھر آسمان پر چڑھ گیا۔ ایک نسطوریہ ہے ان کا قول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اللہ نے جب تک چاہا زمین پر رکھا جب چاہا اٹھالیا۔ اور انہیں میں ایک فرقہ ملکانیہ ہے جو کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے مخلوق ہیں نبی ہیں۔ یہ آج کل نہیں ہیں یہ موحد و مومن



تھے۔ (مدارک)

اور مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

”أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونا لَكِنَ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلالٍ مُّبِينٍ ۝۱۱ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۱۲ إِنَّ أَنْحَرُ نَرْتُ الْأَرْضِ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ“

کہاں تک سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے مگر آج کے دن ظالم کھلی گمراہی میں ہیں اور انہیں ڈرنا ہی حسرت والے دن کا جب سب کام کا فیصلہ ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے بے شک ہم مالک ہیں زمین اور اس کے اوپر کی ہر چیز کے اور وہ ہماری ہی طرف پھیرے جائیں گے۔“

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ ۱۔ پر اسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ تَعَجِبْتُ مِنْ حَدَّةِ سَمْعِهِمْ وَ أَبْصَارِهِمْ يَوْمَئِذٍ وَ مَعْنَاهُ إِسْمَاعُهُمْ وَ أَبْصَارُهُمْ يَوْمَ يَأْتُونا لِلْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ أَي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یہ ان کی گرمی سماعت و بصارت پر تعجب کے طور پر ارشاد ہے۔ آج اس کے معنی اسماع و البصار کے ہیں۔ یعنی اس دن سن لیں گے جب حساب روز جزا کے لئے قیامت کو آئیں گے۔

اور بعض نے کہا أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ ۱ معنای دونوں تعجب کے صیغہ ہیں جو لفظاً امر کے صیغہ ہیں یعنی مَا أَسْمَعُهُمْ وَمَا أَبْصَرَ هُمْ بِهَمْ یعنی آپ کتنا سنائیں گے اور کتنا دکھائیں گے قیامت کے دن انہیں سب نظر آ جائے گا۔ تَوْفِيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ فرما کر أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ اس لئے فرمایا کہ منکروں کو بڑے دن یعنی قیامت کی حاضری میں بڑی تباہی ہے۔ اس دن ان کی وہ آنکھیں جو آج اندھی ہیں اور وہ کان جو آج بہرے ہیں یہاں تو ان کے ظاہر و باطن سب اندھے بہرے ہیں۔

اس دن خوب آنکھیں بھی کھل جائیں گی اور کان بھی۔ وہاں دیکھ کر حسرت ہی حسرت ہوگی۔ چنانچہ یہی مضمون سورہ ق میں بھی ہے لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ بے شک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔ ”وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ ۱۔ انہیں اے محبوب ڈراؤ حسرت کے دن سے۔“ یوم حسرت کی مزید توضیح فرمائی گئی۔ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ جب سب کام کا فیصلہ ہو چکا ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔“

کہ یکا یک ان کے لئے عذاب کا حکم دیا جائے گا اس لئے کہ دنیا میں غفلت میں رہ کر جب عذاب سے چونک پڑیں گے تو وہ ان کے لئے یوم حسرت ہوگا۔

آخر فیصلہ فرمایا جاتا ہے۔

”إِنَّا نَحْنُ نَرْتُ الْأَرْضِ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ۔ بیشک ہم وارث ہیں زمین کے اور جو اس پر ہے اور ہماری طرف ہی سب کو پلٹنا ہے۔“

چنانچہ حدیث میں ہے کہ انسان اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے میں محو ہوتا ہے کہ یکا یک اُجھل آ جاتی ہے تو اسے حسرت

ہوتی ہے اور کہتا ہے لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ لَّفَاصَّدَقْتُ وَأَكُنُّ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ کیوں نہ مؤخر کیا مجھے ایک تھوڑی مدت کو کہ میں صدقہ دیتا تو صبر کی تصدیق کرتا اور نیکوں میں ہو جاتا۔

بہر حال دنیا میں دنیا دار جو کچھ دنیا سے حاصل کرتا ہے سب یہیں رہ جاتا ہے اور وارث حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہوتا

ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

اور ذکر فرمائیے کتاب میں ابراہیم کا بے شک وہ صدیق تھا نبی غیب کی خبریں بتاتا۔

جب کہا اس نے اپنے باپ سے اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو سنے نہ دیکھے اور کچھ تیرے کام نہ آئے۔ اے میرے باپ بیشک آیا میرے پاس وہ علم جو نہیں آیا تجھے تو تو میری اتباع کر میں ہدایت کروں گا تجھے سیدھے راستے کی۔

اے میرے باپ نہ پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمن کا نافرمان۔

اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں اس سے کہ پہنچے تجھے رحمن کا عذاب تو تو ہو جائے شیطان کا رفیق۔

بولا اس کا باپ کیا تو میرے خداؤں سے تنفر کرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو باز نہ آیا تو خود تجھ پر پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے ایک زمانہ کے لئے علیحدہ ہو جا۔

فرمایا ابراہیم نے بس اب سلام ہے تجھے قریب ہے کہ میں تیرے لئے اپنے رب سے بخشش مانگوں بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے۔

اور میں کنارہ کش ہو جاؤں گا تم سے اور جس کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب کو پوجوں گا قریب ہے کہ میں نہ بنوں اپنے رب کی پوجا سے بد بخت۔

تو جب کنارہ کش ہوا ان سے اور جنہیں وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا تو ہم نے اسے اسحاق و یعقوب دیئے اور ہر ایک کو کیا ہم نے نبی غیب بتانے والا۔

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ إِبْرَاهِيمَ ۗ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝۳۱

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۝۳۲

يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝۳۳

يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۗ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۝۳۴

يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمْسَكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝۳۵

قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ تَتَّبِعَنِ يَا إِبْرَاهِيمَ ۚ كَلْبًا لَّمْ تَتَّبِعْ ۗ لَا رَجْمَ لَكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝۳۶

قَالَ سَلَّمَ عَلَيْكَ ۚ سَأَسْتَعْفِرُكَ رَبِّي ۗ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝۳۷

وَاعْتَزِلْكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي ۗ عَسَىٰ آلَا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۝۳۸

فَلَمَّا اعْتَزَلْتَهُمْ وَمَا يَعْجُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۗ وَكَلَّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝۳۹



وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ  
صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

اور ہم نے بخشی انہیں اپنی رحمت اور کی ان کے لئے سچی  
ناموری اور بلندی

### حل لغات تیسرا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

وَإِذْ كُرُوا	اور ذکر کرو	فِي الْكِتَابِ	کتاب میں	إِبْرَاهِيمَ	ابراہیم کا	إِنَّهُ	بے شک وہ
كَانَ	تھا	صِدِّيقًا	صدیق	نَبِيًّا	نبی	إِذْ	جب
قَالَ	کہا	لِأَبِيهِ	اپنے باپ سے	يَا أَبَتِ	اے میرے باپ	لِمَ	کیوں
تَعْبُدُ	پوجتا ہے تو	مَا لَا	اس کو کہ نہ	يَسْمَعُ	سنے	وَلَا	اور نہ
يُبْصِرُ	دیکھے	وَلَا	اور نہ	يُغْنِي	کام آئے	عَنْكَ	تیرے
شَيْئًا	کچھ بھی	يَا أَبَتِ	اے میرے باپ	إِنِّي	بیشک	قَدْ	یقیناً
جَاءَنِي	آیا میرے پاس	مِنَ الْعِلْمِ	وہ علم	مَا لَمْ	جو نہیں	يَأْتِكَ	آیا تیرے پاس
فَاتَّبَعَنِي	تو تو پیروی کر میری	أَهْدِكَ	دکھاؤں گا میں تجھے	صِرَاطًا	راستہ	سَوِيًّا	سیدھا
يَا أَبَتِ	اے میرے باپ	لَا تَعْبُدْ	نہ پوجا کر	الشَّيْطَانَ	شیطان کی	إِنَّ	بے شک
الشَّيْطَانَ	شیطان	كَانَ	ہے	لِلرَّحْمَنِ	رحمن کا	عَصِيًّا	نافرمان
يَا أَبَتِ	اے میرے باپ	إِنِّي	میں	أَخَافُ	ڈرتا ہوں	أَنْ	یہ کہ
يَسَّكَ	پہنچے تجھ کو	عَذَابُ	عذاب	مِنَ الرَّحْمَنِ	رحمن سے	فَتَكُونَ	تو ہو جائے تو
لِلشَّيْطَانَ	شیطان کا	وَلِيًّا	ساتھی	قَالَ	بولاً	أَرَغِبُ	کیا تو منہ پھیرتا ہے
أَنْتَ	خود آپ	عَنِ الْهَيْئِ	میرے خداؤں سے	يَا	اے	تَنْتَهَ	باز آیا تو
إِبْرَاهِيمَ	ابراہیم	لَيْنَ	اگر	وَأَهْجُرَنِي	اور چھوڑ مجھے	مَلِيًّا	ایک مدت
لَا تُرْجِسْكَ	تو میں پتھراؤ کروں گا تجھ پر	سَلَامٌ	سلام ہو	عَلَيْكَ	تجھ پر	سَأَسْتَغْفِرُ	جلدی بخشش
قَالَ	کہا	لَكَ	تیرے لئے	رَبِّي	اپنے رب سے	إِنَّهُ	بے شک وہ
مَنْكُورًا	گاموں گا میں	بَنِي	مجھ پر	حَفِيًّا	مہربان	وَ	اور
أَعْتَزِلْكُمْ	میں چھوڑ دوں گا تم کو	وَمَا	اور ان کو	وَمَا	اور ان کو	تَدْعُونَ	جو پکارتے ہو
مِنْ دُونِ اللَّهِ	اللہ کے سوا	وَأَدْعُوا	اور میں پکاروں گا	رَبِّي	اپنے رب کو	عَسَى	قریب ہے
أَلَّا	یہ کہ	أَكُونَ	نہ ہوں میں	بِدُعَائِهِ	ساتھ پکار	رَبِّي	اپنے رب کے
شَقِيًّا	بد بخت	فَلَمَّا	پھر جب	أَعْتَزَلَهُمْ	چھوڑ دیا ان کو	وَمَا	اور جس کی
يَعْبُدُونَ	وہ پوجا کرتے تھے	مِنْ دُونِ اللَّهِ	اللہ کے سوا تو	وَهَبْنَا	عطا کیا ہم نے		

لَهُ۔ اس کو  
جَعَلْنَا۔ بنایا ہم نے  
مَنْ شَرَّ حَمِيَّتَنَا۔ اپنی رحمت سے  
لِسَانَ۔ زبان  
إِسْحَاقَ۔ اسحاق  
نَبِيًّا۔ نبی  
صِدْقٍ۔ سچی  
وَيَعْقُوبَ۔ اور یعقوب  
وَوَهْبْنَا۔ اور وہی ہم نے  
وَجَعَلْنَا۔ اور بنائی ہم نے  
وَكُلًّا۔ اور ہر ایک کو  
لَهُمْ۔ ان کو  
لَهُمْ۔ ان کے لئے  
عَلِيًّا۔ بلند

### مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ مریم - پ ۱۶

اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے جس میں ان کی ثابت قدمی اور خدا پرستی کا نقشہ دکھایا ہے جبکہ آپ ابتداء شباب ہی سے بت پرستی سے متنفر تھے اور اپنے باپ کو بھی اس سے منع فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ جب باپ نہ مانے تو آپ نے حسبہ اللہ اپنے شفیق باپ کی مرافقت ترک کر دی اگرچہ محبت پدری کے ماتحت آپ نے اس کے لئے استغفار کی اور وعدہ کیا کہ میں تیرے لئے دعا ضرور کروں گا۔

پھر مہاجرت فرمائی اس حق پرستی اور محبت الہی عزوجل کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسحاق علیہ السلام جیسا فرزند عطا فرمایا اور اسحاق علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام جیسا پوتا بخشا۔ علاوہ برائیں اور بہت سی صفتوں سے نوازا۔

لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کا منصب بھی بخشا تا کہ لوگ آپ کی صفت و ثنا کرتے رہیں اور لسان صدق اور ثناء حسن اور ذکر جمیل یہ سب زبان سے متعلق ہیں اسی وجہ میں لِسَانَ صِدْقٍ فرمایا۔

اور آپ کی دعا بھی وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا تھی۔ چنانچہ وہی آپ کو ملی۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تک تخمیناً دو ٹولٹ سے زیادہ بنی آدم آپ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

یہودی عیسائی بھی آپ علیہ السلام کو بزرگ مان کر یاد کرتے ہیں اور مسلمان پنج وقتہ نمازوں میں جب اپنے آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں وہاں اسی درود میں انہیں اور ان کی آل کو بھی شامل رکھتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ یہ وہ درود ہے جو نمازوں کے فرائض سے لے کر نوافل تک میں ماٹورو معمول ہے اس میں آل کہہ کر حضرت اسحاق و اسمعیل و یعقوب علیہم السلام سب کو بھی شریک کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت حق تعالیٰ شانہ عرب کے مشرکین کو بھی مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ اِبْرَاهِيمَ اِبْرَاهِيمَ اِبْرَاهِيمَ فرما کر ہدایت فرماتا ہے کہ تم باپ دادا کی تقلید میں شرک نہ کرو بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم بھی اپنا بزرگ مانتے ہو ان کی تقلید کرو اور چونکہ انہوں نے خلاف توحید اپنے باپ کو دیکھ کر علیحدگی اختیار کی تم بھی بہ تقلید ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ دادا کو چھوڑو اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد اسحاق و اسمعیل و یعقوب و اسمعیل کا اتباع کرو۔

اگرچہ ایک مدت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے لئے استغفار کا وعدہ کیا اور اس کے مطابق بخشش طلب کی مگر جب معلوم ہوا کہ اس بخشش طلب کرنے میں اللہ عزوجل راضی نہیں تو پھر آپ نے محبت الہی عزوجل کے مقابلہ میں باپ کی محبت سے تبری ظاہر کر دی۔

اس رکوع میں لفظ حَفِيّ آیا ہے إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا اس کے معنی کسائی فرماتے ہیں أَوْلَا أَعْتَزِلُ يَعْنِي مِيں تجھ سے الگ



ہو جاتا ہوں۔

اور حَفِيًّا پر کہتے ہیں قَالَ الْكَسَائِي حَفِي بِي حَفَايَةً أَيِ اعْتَنَى بِي وَ بَالِغٌ فِي وَ قَدْ يَجِي بِمَعْنَى الْمُسْتَعْنَى فِي السُّوَالِ وَ مِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى كَانَ بِي حَفِيًّا۔  
اب تفسیر آیات عرض ہے۔

”وَ اذْكَرُ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيمَ ؑ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ اور ذکر فرمائیں کتاب میں ابراہیم کا بے شک وہ صدیق نبی غیب کی خبریں بتانے والا تھا۔“

یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا تذکرہ قرآن کریم میں سے انہیں سنائیے وہ صدیق اور نبی تھے۔  
صدیق کے معنی کثیر الصدق بھی ہیں اور مفسرین کے نزدیک کثیر التصدیق مراد ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے انبیاء و رسل علیہم السلام اور بعثت بعد الموت کی تصدیق کرے اور احکام الہی بجالائے وہ صدیق ہے۔  
اور نبی۔ نبأ سے مشتق ہے جو خبر کے معنی میں مستعمل ہے جیسے عَنِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ وَغَيْرِهِ قُلْ هُوَ نَبِيُّ عَظِيمٍ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

تو نبی کے معنی خبر دینے والا ہوئے اور خبر مفید للخبر وہی ہے جو سامع سے غائب ہو جس سے سامع بے خبر ہو تو وہ یقیناً سامع سے غیب میں ہوئی تو نبی کے معنی یقیناً یہ ہوئے کہ غیب کی خبر بتانے والا۔ جنت، دوزخ، حور، غلمان، حشر، نشر، عذاب قبر، قیامت، مدارج جنت، قبض روح، درود ملائکہ و نزول کرام کا تبیین یہ سب غیب ہیں ان کی خبریں نبی کے ہی ذریعہ ہم تک پہنچیں۔ بنا بریں نبی کے معنی وہ صحیح ہیں جو ہم نے بیان کئے۔ اس کے بعد چار باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیان فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”اِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا۔ جب کہا اپنے باپ سے اے میرے باپ کیوں اس چیز کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے۔“

یہ پہلی ہدایت ہے جو آپ نے آزر کو فرمائی اس میں عقلی دلیل سے واضح کیا کہ پوجا اس کی کرنی چاہئے جو سننے والا سمجھ ہو اور دیکھنے والا بصیر ہو اور اس کے پکارنے اور اس سے مانگنے میں وہ دینے والا اور دعا قبول کرنے والا ہو۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ عبادت، معبود کی غایت تعظیم ہے اس کا وہی مستحق ہو سکتا ہے جو اوصاف کمال اور ولی نعم ہونہ کہ بت جیسی ناکارہ مخلوق۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی واحد ہے اور وہی لا شریک لہ ہے اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔  
دوسری ہدایت یہ فرمائی:

”يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا۔ اے میرے باپ بے شک میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا تو تجھے میرے پیچھے چلنا چاہئے تاکہ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں۔“  
آپ نے فرمایا مجھے معرفت الہی حاصل ہے تو میرا اتباع کرو اور میرا دین قبول کر جس سے تو قرب الہی حاصل کر کے منزل مقصود تک پہنچ سکے۔

تیسری ہدایت یہ فرمائی:

”يَا بَتِّ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۗ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا۔ اے میرے باپ شیطان کا پجاری نہ بن۔ بے شک شیطان رحمن کا نافرمان ہے۔“

اس میں فرمایا ابا جان شیطان کی فرمانبرداری کر کے کفر و شرک میں مبتلا نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ چوتھی نصیحت یہ فرمائی:

”يَا بَتِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَسْسَكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا۔ اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں اس سے کہ تجھے کوئی رحمن کا عذاب پہنچے اور تو رفیق شیطان بنے۔“

یعنی لعنت و عذاب میں اس کا ساتھی ہو۔ اس لطف آمیز نصیحت اور دلپذیر ہدایت سے آزر نے نفع نہ اٹھایا بلکہ اس کے خلاف بولا:

”قَالَ أَرَأَيْتَ أَنْتَ عَنِ الْهَيْتِي يَا اِبْرَاهِيمَ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهَ لِأَرْجَمِكَ وَاهْجُرْتِي مَلِيًّا۔ بولا (آزر) کیا منحرف ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پھراؤ کروں گا تو مجھ سے زمانہ دراز تک علیحدہ ہو جا۔“

مَلِيًّا۔ پر آلوسی رحمہ اللہ دھرا طویل اُخرماتے ہیں اور حسن و مجاہد رحمہم اللہ اور ایک جماعت اس معنی کی حامی ہے۔ سدی کہتے ہیں ابتداً ہمیشہ کے معنی ہیں۔ اور ملوان اللیل والنہار کے معنی کے اعتبار سے ہمیشگی کے ہی معنی میں مستعمل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آزر بجائے قبول ہدایت اور برا بیچختہ ہو گیا اور صاف کہہ دیا کہ بتوں کی مخالفت اور ان کو برا کہنے اور ان کے عیوب نکالنے سے اگر تم باز نہ آئے تو مجھ سے دور ہو جاؤ تا کہ تم میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں رہو۔ اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے سلام متار کہہ ہو اور آپ نے جواب دیا:

”قَالَ سَلِّمْ عَلَيْكَ ۚ سَأَسْتَغْفِرُكَ رَبِّي ۗ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا۔ فرمایا بس اب سلام ہے تجھے قریب ہے کہ میں تیرے لئے اپنے رب سے بخشش طلب کروں بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے۔“

حَفِيًّا پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بَلِيغًا فِي الْبِرِّ وَالْإِكْرَامِ يُقَالُ حَفِيَ بِهِ إِذَا اعْتَنَى بِأَكْرَامِهِ۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ اللہ کے حضور میں تیرے حق میں تو رفیق توبہ کی دعا کروں گا تا کہ تیری بخشش ہو۔

اس کے بعد آپ نے شہر بابل کی طرف ہجرت فرمائی اور شام میں تشریف لے آئے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

”وَأَعْتَزِلْكُمْ وَمَاتِدُّعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي ۗ عَسَىٰ آلَا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا۔ اور میں تم سے علیحدہ ہو کر ایک کنارے ہو جاؤں گا تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو اور میں اپنے ہی رب کو پوجوں گا قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بد بخت و شقی نہ ہوں گا۔“

شقی محاورہ میں خائب اور ضائع السعی کو کہتے ہیں اور اعترال تباعد کے معنی میں مستعمل ہے جس کے حاصل معنی مہاجرت اور علیحدگی کے ہیں۔

رُوي أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَاجَرَ إِلَى الشَّامِ وَقِيلَ إِلَى حَرَّانَ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْ ذَالِكَ وَكَانُوا بَارِضَ كُوْتَا وَفِي هِجْرَتِهِ هَذِهِ تَزْوِجَ سَارَةَ وَلَقِيَ الْجَبَّارَ الَّذِي أَخْدَمَ سَارَةَ هَاجِرًا۔ مروی ہے کہ حضرت



ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت فرمائی اور اس کے قریب مقام حران میں قیام کیا جو شام سے قریب ہے اور اس ہجرت میں حضرت سارہ سے عقد ہوا تھا۔ چنانچہ آپ ظالم جابر حاکم کے ساتھ ملے جس نے ہاجرہ کو سارہ کی خدمت کے لئے دیا۔ المختصر یہ رشتہ ہوا اور وہاں سے ہجرت فرمائی۔

اور بوقت ہجرت تعریضاً فرمایا کہ جیسے تم بتوں کی پوجا کر کے بد نصیب ہوئے خدا کے پرستار کے لئے یہ بد بختی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اس کا پوجنے والا شقی اور ضائع السعی اور محروم نہیں ہو سکتا۔ اب آگے ارشاد ہے:

”فَلَمَّا عَتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۗ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۖ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۖ تَوْجِبَ ان سَے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کر گیا اللہ کے سوا ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہر ایک کو کیا ہم نے نبی (غیب) کی خبریں بتانے والا۔“

یعنی جب آپ ارض مقدسہ کی طرف ہجرت فرما کر آزر سے علیحدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے اور ہر ایک کو نبی بنایا اور نبی کے معنی میں چوں کہ غیبی خبر دینا مضمحل ہے بنا برائیں دونوں غیب دان اور غیب بتانے والے ہوئے۔

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک کبیر السنی تک پہنچ چکی تھی لیکن باوجود دراز عمر کے آپ کو فرزند ہی نہ ملا بلکہ آپ نے پوتے یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی دیکھا۔

اس آئیہ کریمہ میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اللہ عزوجل کے لئے ہجرت کرنے والا اور اپنا گھر بار چھوڑنے والا محروم نہیں رہتا بلکہ اسے دنیا میں بھی جزا ملتی ہے جیسی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا اور پوتا عطا فرمایا اور دوسرے مقام پر تو اور بھی وضاحت ہے کہ مہاجر فی اللہ پر ہمارا احسان خاص ہوتا ہے اور دشمنوں کی ملکیتیں اللہ عزوجل مہاجرین کو عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ پارہ بستم کے چوتھے رکوع میں ہے۔

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضِعُّنَّ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُدَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۗ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَهْلًا وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۗ وَنَمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ ۖ

بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا اور اس کے رہنے والوں کو اپنا تابع بنایا ان میں ایک گروہ کو کمزور دیکھ کر ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا بے شک وہ فسادی تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور انہیں پیشوا بنائیں اور ان کی ملک و مال کا انہیں کو وارث بنائیں اور انہیں زمین پر قبضہ دیں۔

اور وَوَهَبْنَا لَهُم مِّنْ رَّحْمَتِنَا كَمَا مَفْهُومٌ یہ ہے کہ اتنی رحمت فرمائی کہ اموال و اولاد بکثرت عطا کئے۔

اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا سے یہ مراد ہے کہ ان کی مقبولیت اتنی عام کی گئی کہ ہر دین والا، مسلمان ہو خواہ یہودی، عیسائی ہو یا نصرانی سب ان کی ثناء کرتے ہیں اور مسلمانوں کو تو نمازوں میں بھی ان پر سلام ان کی آل پر درود پڑھنے کا حکم ہے کما مر۔

رُؤِيَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَصَدَ الشَّامَ أَتَى أَوْلَادَ حَرَّانَ وَتَزَوَّجَ سَارَةَ وَوَلَدَتْ لَهُ إِسْحَاقَ وَوَلَدَتْ

لَا سِحْقَ يَعْقُوبُ۔ روایت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب شام کا قصد کیا تو اول مقام حران تشریف لائے اور حضرت نے سارہ علیہ السلام سے عقد کیا آپ سے حضرت اسحاق ہوئے اور ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔  
وَقَالَ الْكَلْبِيُّ عَلَى تَفْسِيرِهِ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا هِيَ الْمَالُ وَالْوَالِدُ۔ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا  
سے مراد مال و اولاد ہے۔

وَقِيلَ هُوَ الْكِتَابُ اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد صحف ابراہیم ہیں۔  
اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔ پر آلوسی فرماتے ہیں تَفْتَحُ رُبَّهُمُ النَّاسُ وَيُثْنُونَ عَلَيْهِمْ۔ اس کا  
مطلب اول بیان ہو چکا۔

### بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

اور ذکر فرمائیے موسیٰ کا کتاب میں بے شک وہ چنا ہوا تھا  
اور تھا وہ رسول نبی غیب بتانے والا  
اور ہم نے اسے ندا فرمائی طور کی دائیں جانب سے اور  
قریب کیا اسے اپنا راز رکھنے کو

اور عطا کیا ہم نے اسے اپنی رحمت سے اس کا بھائی  
ہارون نبی غیب کی خبریں بتانے والا

اور ذکر فرمائیے کتاب میں اسمعیل کا بے شک وہ تھا وعدہ کا  
سچا اور تھا وہ رسول نبی غیب بتانے والا

اور تھا وہ اپنے گھر والوں کو حکم کرتا نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا  
اس کے رب کے نزدیک پسندیدہ

اور ذکر فرمائیے کتاب میں ادریس کا بے شک وہ تھا  
صدیق نبی غیب کی خبریں بتانے والا

اور بلند کیا ہم نے اس کا مکان

یہ وہ ہیں جن پر اللہ نے کیا انعام غیب کی خبریں بتانے  
والوں سے ذریت سے آدم کے اور ان میں جنہیں ہم

نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور اولاد سے ابراہیم و  
یعقوب کے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور

چن لیا۔ جب پڑھی جائیں ان پر آیتیں رحمن کی گر پڑتے  
ہیں سجدے کرتے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا  
كَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝۵۱

وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ  
نَجِيًّا ۝۵۲

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝۵۳

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ  
الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝۵۴

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ  
عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝۵۵

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيْسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا  
نَّبِيًّا ۝۵۶

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝۵۷

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ  
مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَنُوحًا وَمِمَّنْ

ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا  
وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمُ آيَاتُ الرَّحْمَنِ

خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝۵۸



فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ  
اتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝۵۹

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ  
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝۶۰  
جَنَّتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ  
بِالْغَيْبِ ۗ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝۶۱  
لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لُعَاوًا إِلَّا سَلْمًا ۗ وَلَهُمْ فِيهَا رِزْقُهُمْ  
فِيهَا بُكْرًا وَعَشِيرًا ۝۶۲

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ  
تَقِيًّا ۝۶۳  
وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۗ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا  
وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ ۗ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ  
نَسِيًّا ۝۶۴

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ  
وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۗ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝۶۵

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف ہوئے جنہوں نے  
ضائع کیں نمازیں اور متبع ہوئے خواہشوں کے تو  
عنقریب ملیں گے دوزخ کے جنگل غی میں

مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ  
ہیں کہ داخل ہوں گے جنت میں اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔  
بسنے والے باغ وہ جن کا وعدہ رحمن نے کیا بندوں سے  
غائبانہ بے شک ہے اس کا وعدہ آنے والا

نہیں سنیں گے اس میں کوئی لغوبات مگر سلام اور انہیں اس  
میں ان کا رزق ہے صبح و شام

یہ وہ باغ ہیں جس کا وارث ہم کریں گے اپنے بندوں  
سے انہیں جو پرہیزگار ہیں

اور بولے جبریل ہم نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم  
سے اس کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے اور اس  
کے مابین ہے اور نہیں تمہارا رب بھولنے والا

رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو شے اس کے بیچ میں  
ہے تو اسے ہی پوجو اور اس کی بندگی میں ثابت رہو کیا  
جانتے ہو اس کے نام کا دوسرا

### حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ مریم - پ ۱۶

وَادُّرُّوْا	اور ذکر کرو	فِي الْكِتَابِ	کتاب میں	مُوسَىٰ	موسیٰ کا	إِنَّهُ	بے شک وہ
كَانَ	تھا	مُخْلِصًا	خالص	وَكَانَ	اور تھا	رَسُولًا	رسول
نَبِيًّا	نبی	وَنَادَيْنَاهُ	اور پکارا ہم نے اس کو	مِنْ جَانِبِ	جانب		
الطُّورِ	طور کی	الْأَيْمَنِ	دائیں سے	وَقَرَّبْنَاهُ	اور قریب کیا ہم نے		
رَجِيًّا	سرگوشی کرتے ہوئے	وَوَهَبْنَا	اور بخشا ہم نے	لَهُ	اس کو	مِنْ رَحْمَتِنَا	اپنی رحمت
سے		أَخَاهُ	اس کا بھائی	هَارُونَ	ہارون	نَبِيًّا	نبی بنا کر
وَادُّرُّوْا	اور ذکر کرو	فِي الْكِتَابِ	کتاب میں	إِسْمَاعِيلَ	اسماعیل کا	إِنَّهُ	بے شک وہ
كَانَ	تھا	صَادِقٌ	سچا	الْوَعْدِ	وعدے کا	وَكَانَ	اور تھا
رَسُولًا	رسول	نَبِيًّا	نبی	وَكَانَ	اور تھا	يَأْمُرُ	حکم کرتا

أَهْلَهُ - اپنے گھر والوں کو  
 عِنْدَ - نزدیک  
 فِي الْكِتَابِ - کتاب میں  
 صِدِّيقًا - سچا  
 مَكَانًا - جگہ  
 أَنْعَمَ - انعام کیا  
 مِنْ ذُرِّيَّتِهِ - اولاد  
 مَعَهُ - ساتھ  
 وَإِسْرَآءِئِيلَ - اور یعقوب سے  
 إِذَا - جب  
 الرَّحْمٰنِ - رحمن کی  
 فَخَلَفَ - تو پیچھے آئے  
 نِ  
 فَسَوَّفَ - تو جلدی  
 مَنْ - جس نے  
 صَالِحًا - اچھے  
 وَلَا - اور نہ  
 عَدِنَ - ہمیشہ کے  
 عِبَادَةً - اپنے بندوں سے  
 وَعْدُهُ - اس کا وعدہ  
 لَعَوْا - بیہودہ بات  
 بِرِزْقِهِمْ - ان کا رزق ہے  
 تِلْكَ - یہ  
 بِنَاتِهِمْ - بنات ہیں  
 كَانَ - ہو  
 إِلَّا - مگر  
 مَا - جو  
 خَلَفْنَا - ہمارے پیچھے ہے

بِالصَّلَاةِ - نماز  
 رَبِّهِ - اپنے رب کے  
 إِذْ رَأَيْسَ - اور یس کا  
 نَبِيًّا - نبی  
 عَلِيًّا - بلند میں  
 اللَّهُ - اللہ نے  
 آدَمَ - آدم سے  
 نُوحٍ - نوح کے  
 وَمِثْرًا - اور ان سے  
 تُثَلَّى - پڑھی جاتی ہیں  
 خَرُّوا - گر پڑتے ہیں  
 مِنْ بَعْدِهِمْ - ان کے بعد  
 الصَّلَاةِ - نمازیں  
 يَلْقَوْنَ - ملیں گے  
 تَابَ - توبہ کی  
 فَأُولَئِكَ - تو یہ لوگ  
 يُظَلَمُونَ - ظلم کئے جائیں گے  
 الَّتِي - وہ جو  
 بِالْغَيْبِ - غیب سے  
 مَا تَبَيَّنَ - آنے والا  
 إِلَّا - مگر  
 فِيهَا - اس میں  
 الْجَنَّةُ - جنت  
 مِنْ عِبَادِنَا - ہم اپنے بندوں میں سے  
 تَقِيًّا - پرہیزگار  
 بِأَمْرِ - ساتھ حکم  
 بَيْنَ - ہمارے  
 وَمَا - اور جو

وَالزُّكُوتِ - اور زکوٰۃ کا  
 مَرْضِيًّا - پسندیدہ  
 إِنَّهُ - بے شک وہ  
 وَرَافِعُهُ - اور اٹھایا ہم نے اس کو  
 أُولَئِكَ - یہ لوگ  
 عَلَيْهِمْ - ان پر  
 وَمِثْرًا - اور ان سے جو  
 وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ - اور اولاد  
 هَدِيًّا - جو ہدایت دی ہم نے  
 عَلَيْهِمْ - ان پر  
 سَجَّدًا - سجدہ کرتے  
 خَلَفَ - نالائق  
 وَاتَّبَعُوا - اور پیروی کی  
 غِيًّا - غی کو  
 وَأَمِنَ - اور ایمان لایا  
 يَدْخُلُونَ - داخل ہوں گے  
 شَيْئًا كَثِيرًا - کچھ بھی  
 وَعَدَ - وعدہ کیا  
 إِنَّهُ - بیشک وہ  
 لَا يَسْمَعُونَ - نہ سنیں گے  
 سَلَامًا - سلام  
 بِكُرَّةٍ - صبح  
 الَّتِي - وہ ہے  
 مِنْ عِبَادِنَا - ہم اپنے بندوں میں سے  
 وَمَا - اور نہیں  
 رَبِّكَ - رب تیرے کے  
 آيِدِينَا - آگے ہے  
 بَيْنَ - درمیان

وَكَانَ - اور تھا  
 وَادْكُرْ - اور ذکر کرو  
 كَانَ - کان  
 الَّذِينَ - وہ جو  
 مِنَ النَّبِيِّينَ - نبیوں سے  
 حَمَلْنَا - اٹھائے ہم نے  
 إِبْرَاهِيمَ - ابراہیم  
 وَاجْتَبَيْنَا - اور چن لیا  
 آيَاتٍ - آیتیں  
 وَبُكَيَّا - اور روتے ہوئے  
 أَصَاعُوا - ضائع کیں انہوں  
 الشَّهَوَاتِ - خواہشوں کی  
 إِلَّا - مگر  
 وَعَمِلَ - اور عمل کئے  
 الْجَنَّةَ - جنت میں  
 جَنَّاتٍ - باغ  
 الرَّحْمٰنِ - رحمن نے  
 كَانَ - ہے  
 فِيهَا - اس میں  
 وَلَهُمْ - اور ان کے لئے  
 وَعَشِيًّا - اور شام  
 نُورِثُ - کہ ہم وارث  
 مَنْ - اس کو جو  
 نَتَنَزَّلُ - اترتے ہم  
 لَهُ - اسی کا ہے  
 وَمَا - اور جو  
 ذَلِكَ - اس کے ہے



وَمَا أَرْبَابٍ كَانَتْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يُنْفَعُ لَهُمْ جَدَّتُهُمْ شَيْئًا وَلَا أَهْلُهُمْ هَلْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَأْتِيهِمْ أَلْفُ أَلْفٍ مَلَكٍ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ إِلَّا لِيُحْجِجَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ فِي أُمَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ لَدُنَّ عَالَمِينَ

وَمَا اور نہیں گان۔ ہے رَبُّكَ۔ تیرا رب نَسِيًّا۔ بھولنے والا

رَبُّ رَبِّ هِيَ السَّمَوَاتِ۔ آسمانوں کا وَالْأَرْضِ۔ اور زمین کا وَمَا اور جو

بَيْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے فَأَعْبُدُوا۔ تو عبادت کر اس کی وَأَصْطَلِبُوا۔ اور صبر کر

هَلْ۔ کیا تَعْلَمُ۔ جانتا ہے تو لَهُ۔ اس کا سَيِّئًا۔ کوئی ہم نام

### مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ مریم۔ پ ۱۶

”وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝۵۱ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا۔ اور ذکر فرمائیں کتاب میں موسیٰ کا بیشک وہ چنا ہوا تھا اور تھا وہ رسول نبی غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے ندا فرمائی طور کی داہنی جانب سے اور اسے قریب کیا ہم نے اپنا راز کہنے کو۔“

قصہ زکریا علیہ السلام اور ولادت یحییٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر فرما کر چوتھا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر پکارا اور فرمایا اِنْتَنِي اَنَا اللّٰهُ۔ میں خدا ہوں اس کی تفصیل آئندہ کسی رکوع میں آئے گی۔ بہر حال طور پر موسیٰ علیہ السلام کو کلام فرما کر مشرف کیا اس کو مفصل سورہ شعراء میں پڑھیں وہاں تین چار رکوع میں آپ ہی کا تذکرہ ہے یہاں تو مختصر اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانے اور آپ کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کی مدد کے لئے نبوت عطا فرمانے اور حضرت اسمعیل ذبح اللہ علیہ السلام جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں ان کی فضیلت اور ان کے صادق الوعد ہونے اور ان کے رسول و نبی ہونے کا ذکر فرما کر چھٹا قصہ حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا تھے جن کا شجرہ نسب یہ ہے نوح بن لمک بن متوخ بن حنوک یا اخنوخ۔

اخنوخ حضرت ادریس علیہ السلام کا اسم گرامی ہے اور ادریس لقب اس وجہ میں ہوا کہ صحف سماوی کا درس آپ نے بکثرت دیا اور آپ کی صداقت پر سند صدیق لگائی اور آپ کو نبی بھی کیا۔ گویا سورہ مریم میں چوتھے رکوع میں چند نبیوں علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے۔

اب تفسیر آیت ملاحظہ ہو۔ اس رکوع میں اول حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرما کر بتایا اِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا۔ وہ موحد اور ایسے موحد تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شائبہ شرک اور ریا نہ آنے دیتے تھے۔ اور وہ رسول تھے اللہ کی طرف سے مخلوق کے لئے تبلیغ احکام فرمانے کو اور نبیا فرما کر یہ بتایا کہ بہت سے رسولوں علیہم السلام سے رفیع القدر یا تمام لوگوں میں رفیع القدر تھے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فَالنَّبِيُّ مِنَ النَّبُوَّةِ بِمَعْنَى الرَّفْعَةِ۔ تو نبی نبوہ سے بمعنی رفعت و بلندی متصف کیا گیا۔

وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِنَ النَّبَا وَأَصْلُهُ نَبِيٌّ أَيْ الْمُنْبِيُّ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى بِالتَّوْحِيدِ وَالشَّرَائِعِ۔ اور یہ بھی جائز ہے اگر ہونا سے اور اس کی اصل نبی ہے یعنی خبر دینے اور متنبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام توحید والشرائع کے۔

وَحَكِي الْأَزْهَرِيُّ عَنِ الْكَسَائِنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ الطَّرِيقُ وَالْأَنْبِيَاءُ طُرُقُ الْهُدَى۔ ازہری کسائی سے ناقل

ہیں کہ نبی بمعنی طریق ہے اور انبیاء ہدایت کے طریقے والوں کو کہتے ہیں۔

وَ لِذَٰلِكَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِنَبِيٍّ لِّكِنُّ نَبِيُّ اللَّهِ تَعَالَى۔  
میں نبی سے نبی نہیں لیکن اللہ کا نبی ہوں۔

بِنَاءً عَلَىٰ أَنَّ الْمُرَادَ أَرْسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى الْخَلْقِ فَانْبَأَ هُمْ عَنْهُ سُبْحَانَهُ۔ اس بنا پر اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف انبیاء کو بھیجا تو وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ امور سے امت کو مطلع فرماتے ہیں۔

”وَنَادَيْتُهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ۔ اور ہم نے اسے ندادی طور کے داہنے رخ سے۔“

الطُّورُ جَبَلٌ بَيْنَ مِصْرَ وَمَدْيَنَ وَالْأَيْمَنُ صِفَةٌ لِجَانِبِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي آيَةِ أُخْرَى جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ أَي نَادَيْتَاهُ مِنْ نَاحِيَةِ الْيَمْنِ مِنَ الْيَمِينِ الْمُقَابِلِ لِلْيَسَارِ۔ طور ایک پہاڑ ہے مصر و مدین کے مابین اور ایمن اس پہاڑ کی ایک جانب کی صفت ہے گویا فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو داہنے رخ سے ندادی جو بائیں رخ کے مقابل تھی۔

”وَقَرَّبْتُهُ نَجِيًّا۔ اور اسے ہم نے قریب کیا نَجِيًّا بروزن فعیل ہے بمعنی مفاعل جیسے جلیس بمعنی مجالس آتا ہے۔ جو رازداری کے معنی میں آتا ہے۔

فَقَدْ أَخْرَجَ سَعِيدُنَ بْنَ مَنْصُورٍ وَابْنَ الْمُنْدَرِ وَابْنَ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ سَعِيدِنَ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرَدَفَهُ حَتَّى سَمِعَ صَرِيرَ الْقَلَمِ وَالتَّورَاةُ تُكْتَبُ لَهُ أَي كِتَابَةٌ ثَانِيَةً۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو قرب خاص ملا تو جبرائیل علیہ السلام ان کے ردیف یعنی پیچھے سوار تھے حتیٰ کہ آپ نے صریر قلم کی آوازیں سنیں اس وقت توریت دوبارہ لکھی جا رہی تھی۔

گویا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مرتبہ کی معراج تھی نہ وہ معراج جو ہمارے حضور ﷺ کی تھی۔ آگے ارشاد ہے:

”وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا۔ اور بخشا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون بوجہ دعاء موسیٰ علیہ السلام جو انہوں نے بارگاہ الہی میں کی تھی۔

وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِ هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرَائِي۔ لَٰنْ هَارُونَ كَانَ أَكْبَرُ مِنْ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِنًا۔ اس لئے کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے از روئے عمر بڑے تھے اور وہ بہ حیثیت وزیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملے اور انہیں بھی نبی بنایا گیا۔

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

”وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ اسْمَاعِيلَ۔ اور ذکر فرمائیے کتاب میں اسماعیل کا۔“

جمہور کے نزدیک یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں اور یہی صحیح ہے اور آپ کا تذکرہ حضرت ابراہیم اور آپ کے بھائی سے علیحدہ فرمانا ابراہیم کا اور اعتناء بالامر کی وجہ میں ہے۔

وَ قِيلَ إِنَّهُ اسْمَاعِيلُ بْنُ حِزْقِيلَ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى قَوْمِهِ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اسماعیل بن حزقیل علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔



لیکن قول اول صحیح ہے۔

”إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا۔ بے شک وہ وعدے کے سچے تھے اور وہ رسول اور غیب بتانے والے نبی تھے۔“

چنانچہ آپ کے صادق الوعد ہونے پر بعض احادیث میں ہے إِنَّهُ وَعَدَ رَجُلًا أَنْ يُقِيمَ الْمَكَانَ فَغَابَ عَنْهُ حَوْلًا فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ لَهُ مَا بَرِحْتَ مِنْ مَكَانِكَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا كُنْتُ لِأُخْلِفَ مَوْعِدِي۔ ایک شخص سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں یہاں ٹھہرتا ہوں وہ آپ سے رخصت ہو کر ایک سال تک واپس نہ آیا۔ جب وہ آیا تو اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے عرض کیا آپ یہاں سے ہٹے ہی نہیں آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ میں وعدہ خلاف نہیں۔

وَقِيلَ غَابَ عَنْهُ اثْنِي عَشَرَ يَوْمًا۔ ایک قول ہے کہ بارہ روز وہ واپس نہ آیا۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَوْمًا وَاللَّيْلَةَ۔ ایک رات ایک دن۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کے لئے لازم نہیں کہ وہ صاحب شریعت ہو اور اولاد ابراہیم علیہ السلام اپنی شریعت پر تھے۔ اس لئے آپ کی شان میں رَسُولًا نَّبِيًّا فرمایا گیا۔ كَذَا فِي رُوحِ الْمَعَانِي۔

”وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا۔ اور تھا وہ حکم کرنے والا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا اور تھا وہ اپنے رب کے حضور پسندیدہ۔“

قَالَ الْحَسَنُ الْمُرَادُ بِأَهْلِهِ أُمَّتُهُ أَيْ أُمَّةُ الْإِجَابَةِ لِكُونَ النَّبِيِّ بِمَنْزِلَةِ الْآبِ لِأُمَّتِهِ كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ۔ سے مراد امت اجابت ہے یعنی وہ امتی جو ایمان لائے تھے۔ اس لئے کہ نبی بمنزلہ والد کے ہوتا ہے۔

پانچواں قصہ اسماعیل علیہ السلام کا بیان فرما کر چھٹا تذکرہ حضرت ادریس علیہ السلام کا فرمایا جاتا ہے۔

”وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِذْ رَأَيْتُمْ۔ اور ذکر فرمائے کتاب میں ادریس کا۔“

یہ قبل نوح علیہ السلام نبی گزرے ہیں اور ان میں اور نوح علیہ السلام میں بروایت مستدرک عن ابن عباس ایک ہزار سال کا تفاوت ہے اور یہ اخنوخ ہیں۔

كَمَا قَالَ الْأَلُوسِيُّ هُوَ نَبِيُّ قَبْلِ نُوحٍ وَبَيْنَهُمَا عَلَى مَا فِي الْمُسْتَدْرِكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَلْفُ سَنَةٍ وَهُوَ أَخْنُوخُ۔

اور ان کا شجرہ نسب یہ ہے اخنوخ بن یرد بن مہلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

اور وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے ہے إِنَّهُ جَدُّ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْمَشْهُورُ أَنَّهُ جَدُّ أَبِيهِ فَإِنَّهُ ابْنُ اللَّمِكِ بْنِ مَتُو شَلَخِ بْنِ أَخْنُوخِ۔

اور ادریس علیہ السلام ہی وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے نجوم اور حساب میں نظر فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے معجزات سے آپ کو نوازا۔ اور آپ ہی سب سے پہلے وہ ہیں۔

جس نے قلم سے لکھا اور کپڑے سے اور آپ ہی فن خطاطی کے موجد ہیں۔

وَكَانُوا قَبْلُ يَلْبَسُونَ الْجُلُودَ۔ آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنا کرتے تھے۔

اور بعد آدم آپ ہی پہلے رسول ہیں وَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ صَحِيفَةً۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے تیس صحیفے نازل فرمائے۔

وَ أَوَّلُ مَنْ اتَّخَذَ الْمَوَازِينَ وَالْمَكَايِيلَ وَالْأَسْلِحَةَ فَقَاتَلَ بَنِي قَابِيلَ۔ اور سب سے پہلے آپ ہی نے ترازو ایجاد کی۔ پیمانے بنائے اور اسلحہ بھی آپ ہی نے ایجاد کئے اور بنی قابیل سے آپ ہی نے مقاتلہ کیا۔

”إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۗ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ وہ صدیق اور نبی تھے اور ہم نے انہیں مکان رفیع پر اٹھایا۔“  
رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ سے مراد شرف نبوت بھی ہو سکتا ہے اور تقرب خاص بھی۔

کعب، حسن اور جبائی اور ابو مسلم عن انس و ابی سعید الخدری و کعب و مجاہد کہتے ہیں رَفَعْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ۔ آپ کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالضَّحَّاكِ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ۔ ابن عباس اور ضحاک چھٹے آسمان پر اٹھایا جانا فرماتے ہیں۔  
وَ عَنِ الْحَسَنِ الْجَنَّةِ لِأَشْيِ أَعْلَى مِنَ الْجَنَّةِ۔ حسن فرماتے ہیں اس سے مراد جنت ہے اس لئے کہ اس سے اعلیٰ کچھ نہیں۔

اور اس پر نابغہ جعدی کا واقعہ لاتے ہیں إِنَّهُ لَمَّا أَنْشَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْرَ الَّذِي الْخِرَّةُ۔

بَلَّغْنَا السَّمَاءَ مَجْدُنَا وَ سَنَاوْنَا  
وَ إِنَّا لَنَرُجُوا فَوْقَ ذَلِكَ مَظْهَرًا  
جب انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار سنائے تو آخری شعر جب یہ پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِلَى أَيْنَ الْمَظْهَرُ يَا أَبَا لَيْلَى قَالَ إِلَى الْجَنَّةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ ابولیلی وہ کہاں تک مظہر ہے؟ عرض کی حضور جنت تک۔

قَالَ أَجَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اگر اللہ چاہے۔  
وَ عَنِ قَتَادَةَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَعْبُدُ اللَّهَ مَعَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَيَرْتَعُ تَارَةً فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ۔

قتادہ کہتے ہیں کہ ادریس علیہ السلام ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ ساتویں آسمان میں عبادت کر رہے ہیں اور کبھی کبھی جنت کے پھل جہاں سے چاہیں کھاتے ہیں۔ اور کتب البہیہ کی کثرت درس و تدریس کے باعث آپ کا نام ادریس ہوا۔  
آپ کے آسمان پر اٹھانے کا سبب یہ ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ایک روز ملک الموت سے فرمایا میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں۔ تم میری روح قبض کرو انہوں نے تعمیل حکم کی اور بعد قبض روح اسی وقت لوٹا دی۔ آپ نے زندہ ہو کر فرمایا اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوف اس سے زیادہ ہو۔ چنانچہ ملک الموت نے مالک جہنم کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا ہم اس پر سے گزرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا اب مجھے جنت دکھا دو وہ آپ کو جنت میں لے گئے

آپ اس میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ملک الموت نے عرض کی اب تشریف لے چلیں۔ فرمایا میں یہاں سے اب کہیں نہ جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **كُلُّ نَفْسٍ ذَا آيَةٍ الْمَوْتِ** تو میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں۔

اور فرمایا ہے **وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا**۔ ہر شخص تم میں سے جہنم پر گزرے گا۔ یہ بھی ہو گیا۔

اور اب میں جنت میں ہوں اور جنت میں آنے کے بعد وعدہ ہے **وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ** وہ جنت سے نکالے نہ

جائیں گے۔ لہذا اب تم مجھے کیسے نکال سکتے ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو اطلاع دی گئی کہ ادریس نے جو کچھ کیا وہ میرے ہی اذن سے کیا اب انہیں

جنت میں چھوڑ دو یہ اس میں رہیں چنانچہ آپ وہیں آج تک آباد ہیں۔ یہ قصہ مفصل عبارت طویل آلوسی رحمہ اللہ نے روح

المعانی میں نقل کیا ہے۔

اس قصہ میں حضرت ملک الموت کی وسعت علم و نظر اور تصرف کا بھی ایک واقعہ ہے جو ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ جب

ایک اس فرشتہ کی یہ وسعت علم و نظر ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں علیہم السلام کو کتنی وسعت علم عطا کی ہوگی اور جب نبیوں علیہم

السلام کی وسعت علم اتنی ہوگی تو نبی الانبیاء جناب مصطفیٰ ﷺ کی وسعت علم کتنی ہوگی چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**فَقَالَ لَهُ (ادْرِيسُ) إِنَّكَ مَعِيَ هَذِهِ الْمُدَّةَ لَمْ تَقْبِضْ رُوحَ أَحَدِ الْخَلْقِ قَالَ بَلَىٰ إِنِّي مَعَكَ**

**وَإِنِّي أَقْبِضُ نَفْسَ مَنْ أَمَرْتُ بِقَبْضِ نَفْسِهِ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَمَا الدُّنْيَا كُلُّهَا عِنْدِي**

**إِلَّا كَمَا نِدَّةٍ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ يَتَاوَلُ مِنْهَا مَا شَاءَ مِنْهُ**۔ اس کے بعد پھر دوزخ جنت میں جانے کا واقعہ ہے جو

مذکور ہو چکا۔

عبارت بالا کا ترجمہ یہ ہے:

حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت کو فرمایا کہ تم اس مدت تک ہمارے ساتھ رہے اس میں تم نے کوئی روح قبض

نہیں کی ملک الموت نے عرض کی کیوں نہیں میں آپ کی معیت میں رہ کر بھی روح قبض کرتا رہا ہوں جس کا مجھے حکم ملا مشرق و

مغرب سے اور دنیا ہمارے سامنے ساری مثل ایک دسترخوان ہے جو آدمی کے آگے بچھا ہوا ہوتا ہے۔

کہ اس میں سے جو چاہے اٹھائے۔ اسی طرح میں اگرچہ آپ کے حضور حاضر رہا مگر تمام عالم مثل دسترخوان میرے

سامنے نہیں تھا بلکہ اس پر میرا تصرف بھی تھا اور اب بھی ہے۔

پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا **يَا مَلِكُ الْمَوْتِ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَحْيَيْتَنِي لَهُ وَفِيهِ إِلَّا قُضِيَتْ**

**لِي أَسْأَلُكَهَا - فَقَالَ سَلْنِي يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَقَالَ أَحِبُّ أَنْ تُدَيِّقَنِي الْمَوْتِ ثُمَّ تَرُدَّ عَلَيَّ رُوحِي إِلَى الْآخِرَةِ**۔

یہ کہ آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے موت کا ذائقہ چکھا کر پھر میری روح مجھ پر واپس کر اس کے بعد

جو کچھ ہوا وہ مذکور ہو چکا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ بِصِحَّتِهِ وَهَذَا الرَّفْعُ لِإِقْتِضَائِهِ غُلُوبَ الشَّانِ وَرَفْعَةَ**

**الْقَدْرِ**۔ اس کی صحت حال کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے بظاہر یہ رفع علو شان اور رفعت مکان کے اقتضاء کے لحاظ سے تھا۔



ورنہ مجرد رفیع مکان عالی کی طرف حسی طور پر کچھ نہیں ہے اس لئے کہ

فَالنَّارُ يَغْلُوهَا الدُّخَانُ وَ رَبَّمَا يَغْلُو الْغُبَارُ عَمَائِمَ الْفُرْسَانِ

آگ کی بلندی سے دھواں اونچا ہو جاتا ہے اور اکثر غبار گھوڑے سوار یوں کی پگڑیوں سے اونچا چلا جاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

”أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۖ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ يَهُدَى اللَّهُ نَبِيَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ ۚ وَمِمَّنْ جَعَلْنَا لِلنَّبِيِّينَ الْآيَاتِ ۗ“

پر اللہ نے احسان فرمایا غیب دان نبیوں میں سے اولاد آدم علیہ السلام سے اور ان میں سے جن کو سوار کیا تھا ہم نے نوح کے ساتھ۔“

خلاصہ یہ ہوا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے دینی نعمتوں اور دنیوی فنون سے نوازا۔

اور علاوہ ادریس علیہ السلام کے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام سے قبل تھے مگر ابراہیم علیہ السلام بالا جماع ذریت سام بن نوح علیہ السلام ہیں۔

”وَمِمَّنْ ذُرِّيَّةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ ۚ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۚ“

اور ذریت ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا ان کو جب ان پر پڑھی جائیں آیتیں رحمن کی تو گر پڑتے اور روتے ہیں۔“

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب حضرت موسیٰ حضرت ہارون حضرت زکریا حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہم وسلامہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرح شریعت اور کشف حقیقت کے لئے چن لیا اور ان کا خشوع و خضوع اتنا بڑھا ہوا تھا کہ جب ان پر آیات الہیہ عزوجل پڑھی جاتیں تو خشوع میں روتے اور خضوع و خوف سے سجدے میں گر جاتے تھے۔

اس آیت کریمہ سے استحباب سجدہ پر استدلال کیا ہے تلاوت آیات سجدہ پر۔

وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْحَقُ بْنُ رَاهُوِيَةَ وَالْبَزَارُ فِي مُسْنَدَيْهِمَا مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَرْفُوعًا أَتَلُوا الْقُرْآنَ وَابْكُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكُؤًا - وَقِيلَ الْمُرَادُ مِنَ السُّجُودِ التَّلَاوَةُ -

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً فرماتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے رونا چاہئے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنانا چاہئے۔

ایک قول ہے کہ اس آیت کریمہ میں سجدہ سے مراد سجود تلاوت ہیں۔

وَقَالَ جَلَالُ السِّيُوطِيُّ عَنِ الرَّازِيِّ أَنَّهُ اسْتَدَلَّ بِالآيَةِ عَلَىٰ وَجُوبِ سُجُودِ التَّلَاوَةِ - اس آیت سے وجوب سجدہ تلاوت پر استدلال کیا ہے۔

اور آیات سجدہ میں ساجد کو چاہئے کہ سجدہ میں مفہوم آیت کے مطابق دعا کرے چنانچہ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا پر سجدہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمُ الْمُهْتَدِينَ السَّاجِدِينَ لَكَ الْبَاكِينَ عِنْدَ تِلَاوَةِ آيَاتِكَ۔

اور آیات اسراء میں سجدہ پر یہ پڑھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الْبَاكِينَ إِلَيْكَ الْخَاشِعِينَ لَكَ۔

اور آیات تنزیل سجدہ میں یہ پڑھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ السَّاجِدِينَ لَوْجْهِكَ الْمُسَبِّحِينَ بِحَمْدِكَ وَرَحْمَتِكَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ۔

اس کے بعد اب یہود و نصاریٰ کے متعلق ہے:

”فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۗ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۗ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۗ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا۔“

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور اپنی خواہشوں کے پیرو ہوئے تو عنقریب وہ غی سے ملیں گے مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور ان پر ظلم نہ ہوگا کچھ بھی بننے والے باغ جن کا وعدہ رحمن نے اپنے بندوں سے غائبانہ فرمایا ہے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے۔“

قرآنی محاورہ میں غی جہنم کے ایک جنگل کا نام ہے۔ چنانچہ ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ حدیث امامہ سے مرفوعاً راوی ہیں کہ  
إِنَّهُ نَهْرٌ فِي أَسْفَلِ جَهَنَّمَ يَسِيلُ فِيهِ صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ - وَ فِيهِ لَوْ أَنَّ صَخْرَةً رِنَّةَ عَشْرَ عَشْرَ آدَاتٍ قُذِفَ بِهَا مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ مَا بَلَغَتْ قَعْرَهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا ثُمَّ تَنْتَهَى إِلَى غِي۔  
یہ اسفل جہنم میں ایک نہر ہے جس میں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہے اس میں اگر ایک بھاری پتھر بھی پھینکا جائے تو ستر خریف پر عبور کر کے پھر غی تک پہنچے۔

ایک جماعت سے مروی ہے بطریق ابن مسعود رضی اللہ عنہ إِنَّهُ قَالَ:

الْغِيُّ نَهْرٌ أَوْ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ مِنْ قِيحٍ بَعِيدِ الْقَعْرِ خَبِيثِ الطَّعْمِ يُقَذَّفُ فِيهِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهْوَاتِ۔ غی ایک نہر یا جنگل ہے۔ جہنم میں گندگی کا بہت گہرا خبیث الطعم اس میں وہ ڈالے جائیں گے جو شہوات کے پیچھے لگنے والے ہیں۔

وَ حَكَى الْكِرْمَانِيُّ أَنَّهُ أَبَارٌ فِي جَهَنَّمَ يَسِيلُ إِلَيْهَا الصَّدِيدُ وَالْقِيحُ۔ وہ کنویں ہیں جہنم میں جس میں گندگی اور راد پیپ بہتی ہے۔

اور ابن ابی حاتم قتادہ رحمہما اللہ سے راوی ہیں۔

إِنَّ الْغِيَّ السُّوءُ۔ غی نام ہے سخت سے سخت تکلیف کا۔

جَنَّاتٍ عَدْنٍ۔ بدل ہے جنت سے بدل البعض۔

یعنی وہ باغ وہ جنت جس میں خوشگوار رہنا ہو۔

تو آٹھوں جنت کی قسموں میں یہ جنت سب سے بہتر و افضل ہوگی۔

مَا تِيًّا - اَيُّ يَاتِيهِ مَنْ وَعَدَ لَهُ لَا مُحَالَةَ وَقِيلَ مَا تِيًّا مَفْعُولٌ بِمَعْنَى فَاعِلٍ اَيُّ اَتِيًّا - یعنی ضرور آنے والا جس کے لئے وعدہ کیا جائے لامحالہ۔

اور ایک قول ہے کہ ماتیا مفعول بمعنی فاعل ہے یعنی ضرور آنے والا۔ تفسیر آیت یہ ہے۔

یعنی آیہ متلوہ میں ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ ان ہستیوں کے بعد اپنے ناخلف نکلے کہ شہوات کی اتباع میں انہوں نے نمازیں ضائع کر ڈالیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں محض یہود و نصاریٰ ہی نہیں آتے۔ بلکہ اِنَّ فِي قَوْمٍ مُّسْلِمِينَ مِنْ هَذِهِ الْاُمَّةِ مَرُوِيٌّ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَعَطَا وَغَيْرِهِمْ۔

اس میں آج کا مسلمان بھی داخل ہے جیسے کہ مجاہد اور قتادہ اور عطار حمیم اللہ وغیرہ سے مروی ہے۔

قَالُوا اِنَّهُمْ يَأْتُونَ عِنْدَ ذَهَابِ الصّٰلِحِيْنَ يَتَبَادَرُوْنَ بِالزِّنَا يَنْزُوْا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاَزْقَةِ كَالْاَنْعَامِ لَا يَسْتَحْيُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَخَافُوْنَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

فرمایا وہ صلحاء امت کے بعد دوڑنے لگ گئے زنا اور بدکاری کی طرف اور ان میں سے بعض بعض پر بدکاری میں جانوروں کی مثل ہو گئے اور لوگوں سے حیا بھی نہ رہی اور خوف خدا بھی جاتا رہا۔

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ - اور منہمک ہو گئے معاصی میں۔

وَ فِي الْبَحْرِ - الشَّهَوَاتُ عَامٌّ فِي كُلِّ مُشْتَهٰى يُشْغَلُ عَنِ الصَّلٰوةِ وَعَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى - شہوات ہر اس مشتہی کو کہا جائے گا جو نماز سے غافل کر دے۔ اللہ کے ذکر کو بھلا دے۔

عام اس سے کہ وہ سینما ہو یا ٹی پارٹی۔ گلگشت ہو یا تاش یا شطرنج کی بازی۔ گانا بجانا ہو یا آتش بازی یا مثل اس کے لغویات۔

اور یہود و نصاریٰ کے لئے اگر رکھا جائے تو بھی صحیح ہے۔

اس کے بعد استثنیٰ فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ فساق و فجار بد کردار سیہ کار حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ اور جمیع اشرار اگر توبہ کر کے نیک عمل کی طرف جھک جائیں اور ایمان صحیح کر لیں تو وہ جنت کے حق دار ہیں اور انہیں پھر بھی سزا دینا چونکہ ظلم ہے لہذا ہمارا وعدہ ہے کہ ان پر ظلم نہ ہوگا بلکہ جنت اور جنت بھی وہ جنت جو ہمیشہ کے لئے خوش گوار ہو، انہیں ملے گی۔ یہ غائبانہ وعدہ یقیناً پورا ہوگا۔ آگے اس کی صفت ارشاد ہے:

”لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا سُلٰٓةً وَّلَهُمْ فِيهَا مِمَّا رَزَقُوْهُمْ فِيهَا بٰكْرًا وَّعَشِيًّا - نہ سنیں گے وہ اس جنت میں کوئی لغویات مگر سلام ہی سلام اور ان کے لئے ان کا رزق ہے صبح و شام۔“

یعنی جیسے حیات دنیا میں کسی کی برائی بھلائی۔ کسی پر الزام کسی کے خلاف بکو اس کسی کو سب و شتم یہ اس جنت میں تم نہ سنو گے مگر سلامتی کی باتیں۔ دل خوش کن گفتگو اور ملائکہ علیہم السلام بھی آپس میں سلام سلام ہی کرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے رزق ہے صبح و شام۔ یہ جو فرمایا وہ ہمارے سمجھنے کے لئے ورنہ جنت میں صبح و شام نہیں وہاں کے نورانی اوقات ہوں گے۔ طلوع و



غروب دنیا میں ہے۔

یا اس سے یہ مراد ہے کہ جس نعمت کو جب چاہیں حاصل کریں وہ وہاں محنت و مشقت نہیں پائیں گے تو دن کی مقدار سے دو بار جنتیوں کے آگے ان کے لئے دسترخوان لگے گا۔ ویسے مَا تَشْتَهِيهِ إِلَّا نَفْسُكَ وَتَلَذُّ إِلَّا عَيْنُكَ۔ وہاں حاصل ہے۔  
أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ قَالَ كَانَتْ الْعَرَبُ فِي زَمَانِهَا إِنَّمَا لَهَا أَكْلَةٌ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَصَابَ أَكْلَتَيْنِ سُمِّيَ فَلَانُ النَّاعِمِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا يُرَغِّبُ عِبَادَهُ فِيمَا عِنْدَهُ وَرَوَى نَحْوَ ذَلِكَ عَنِ الْحَسَنِ۔

وَقِيلَ الْمُرَادُ دَوَامَ رِزْقِهِمْ وَدَوْرَهُ وَإِلَّا فَلَيْسَ فِي الْجَنَّةِ بُكْرَةٌ وَلَا عَشِيٌّ لَكِنْ جَاءَ فِي بَعْضِ الْأَثَارِ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَعْرِفُونَ مِقْدَارَ اللَّيْلِ بِإِرْخَاءِ الْحُجُبِ وَإِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ وَيَعْرِفُونَ مِقْدَارَ النَّهَارِ بِرَفْعِ الْحُجَابِ وَفَتْحِ الْأَبْوَابِ۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ عرب اپنے زمانہ میں ایک وقت کھانے کا رکھتے تھے اور جو دو وقت کا کھانا مقرر کرتا اسے ناعم یعنی فراخ دست اور نعمتوں والا کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مذاق کے مطابق بُكْرَةٌ وَعَشِيٌّ فرمایا تاکہ انہیں رغبت ہو۔ اور حسن رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

اور ایک قول ہے کہ بُكْرَةٌ وَعَشِيٌّ کی مراد رزق دوام ہے ورنہ جنت میں صبح و شام نہیں۔

بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت مقدار لیل و نہار جانیں گے رفع حجاب و فتح ابواب سے۔

وَأَخْرَجَ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ فِي نَوَادِرِ الْأُصُولِ مِنْ طَرِيقِ أَبِي حَسَنِ وَابْنِ قَلَابَةَ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ لَيْلٍ قَالَ وَمَا هِيَ جَكَ عَلَى هَذَا قَالَ سَمِعْتُ اللَّهَ تَعَالَى يَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةٌ وَعَشِيٌّ فَقُلْتُ اللَّيْلُ مِنَ الْبُكْرَةِ وَالْعَشِيِّ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُنَاكَ لَيْلٌ وَإِنَّمَا هُوَ ضَوْءٌ وَنُورٌ يَرُدُّ الْغَدُوَّ عَلَى الرَّوَّاحِ وَالرَّوَّاحُ عَلَى الْغَدُوِّ وَتَأْتِيهِمْ ظُرْفُ الْهَدَايَا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لِمَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ الَّتِي كَانُوا يُصَلُّونَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا وَتُسَلِّمُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

نوادیر الاصول میں حکیم ترمذی سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر آیا اور عرض کی کیا جنت میں رات بھی ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خیال تھے کیوں آیا عرض کیا قرآن کریم میں ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةٌ وَعَشِيٌّ تو مجھے خیال ہوا کہ صبح تو رات کے ساتھ ہوتی ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں رات نہیں بلکہ ضوا اور نور کی تبدیلی سے رات دن ہوں گے اور یہ بھی اس لئے کہ جنت میں اوقات نماز پر جنتی لوگوں کو تحفے تحائف ملا کریں گے۔

اور اس پر ملائکہ علیہم السلام سلام بھیجیں گے۔

آگے ارشاد ہے:

”تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا۔ یہ وہ باغ ہے جس کا وارث اپنے بندوں میں سے اسے

کریں گے جو پرہیزگار ہے۔

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ ابْنِ شَوْذَبٍ قَالَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَلَهُ فِي الْجَنَّةِ مَنْزِلٌ وَأَزْوَاجٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَّثَ اللَّهُ تَعَالَى الْمُؤْمِنِينَ كَذَا وَكَذَا مَنْزِلًا مِّنْ مِّنَازِلِ الْكُفَّارِ وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا۔

کوئی ایسا نہیں جس کے لئے جنت میں مکان نہ ہو اولان کے لئے بیویاں نہ ہوں تو جب قیامت ہوگی تو اللہ تعالیٰ مومنین کو ان کے مقامات عطا فرما کر کفار کے نام کے منازل بھی انہیں عطا فرمائے گا اور تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا میں یہی ارشاد مقصود ہے۔

اس روایت پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنْ صَحَّ فِيهِ أَثَرٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الْعَيْنِ وَالرَّأْسِ وَإِلَّا فَقَدْ قِيلَ عَلَيْهِ إِنَّهُ ضَعِيفٌ۔ اگر یہ روایت حضور سے ہے تو سر آنکھوں پرور نہ اس کے ضعیف ہونے پر بھی کہا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي سے مراد جنت عدن ہے جس کا وعدہ من جانب الرحمن ہے وہ متقی اور پرہیزگار نیکو کار بندوں کے لئے ہے۔

اور غیر متقی سیہ کار بد اعمال کے لئے بھی جنت ہے بشرطیکہ وہ ایمان و تقویٰ میں پورا ہو جائے جیسا کہ قال وَوَعْدُ غَيْرِ الْمُؤْمِنِ الثَّقِيِّ مَشْرُوطٌ بِالْإِيمَانِ وَالتَّقْوَى۔

آگے ارشاد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام کا جواب ہے:

”وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا قَاعِبُدْهُ وَأَصْطَلِبْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔“

(اور جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا) ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ہے اور مالک ہے جو کچھ اس کے بیچ میں ہے سب کا تو اسی کی پوجا کرو اور بندگی پر قائم رہو کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو۔“

اس کا شان نزول ترمذی و نسائی اور بخاری شریف میں ہے حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا۔ کیا وجہ ہے کہ آپ ہمارے پاس زیادہ نہیں آتے؟ تو یہ آئیے کریمہ نازل ہوئی جس میں جبریل علیہ السلام کی طرف سے جواب دیا گیا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں قول جبریل علیہ السلام بطور حکایت بیان فرمایا فَقَدْ رَوَى أَنَّهُ احْتَبَسَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيَّامًا جِئِن سُئِلَ عَنْ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ وَذِي الْقُرْنَيْنِ وَالرُّوحِ فَلَمْ يَذَرِ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ كَيْفَ يُجِيبُ حَتَّى حَزَنَ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ ذَلِكَ وَقَالَ الْمَشْرِكُونَ إِنَّ رَبَّهُ وَدَعَهُ وَقَلَاهُ فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا جَبْرِيلُ احْتَبَسْتَ عَنِّي حَتَّى سَاءَ ظَنِّي وَاشْتَقْتُ

إِلَيْكَ قَالَ إِنِّي كُنْتُ أَشَوْقٌ وَلَكِنِّي عَبْدٌ مَّامُورٌ إِذَا بُعِثْتُ نَزَلْتُ وَإِذَا حُبِسْتُ احْتَبَسْتُ۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دن وحی روکی گئی جب قصہ اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کا سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتظار شدید میں غمگین ہوئے اور مشرکین بکنے لگے کہ ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا تو جب نازل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام! بہت دن آپ کے رہے حتیٰ کہ میرا گمان کچھ اور ہو گیا جبریل علیہ السلام نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خود بہت زیادہ شوق حاضری تھا لیکن میں عبد مامور ہوں جب حکم ملتا ہے حاضر آتا ہوں اور جب نہیں ملتا نہیں آسکتا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

جس میں بتایا گیا کہ تمام اماکن عالم کا وہی مالک ہے اور ہم اس کے حکم کے بغیر نقل و حرکت کے مجاز نہیں اور وہ غفلت و نسیان سے منزہ ہے۔

”فَاعْبُدْهُ۔ يَعْنِي فَاقْبِلْ عَلَى عِبَادَتِهِ۔ اِسِي كِي پوجا كِي طرف جھكے رهو۔“

وَاصْطَبِرْ۔ عَلَى مَشَاقِقِهَا وَلَا تَحْزَنْ بِابْطَاءِ الْوَحْيِ وَكَلَامِ الْكُفْرَةِ فَإِنَّهُ سُبْحَانَهُ يُرَاقِبُكَ وَيُرَاعِيكَ وَيُلْطِفُ بِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اور اس میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اس کی مشیت و مرضی پر راضی رہو اور آپ کو چاہئے کہ وحی کے رکنے سے غمگین نہ ہوں اور کفار کی بکواس کی پرواہ نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھنے والا اور آپ پر لطف خاص دنیا و آخرت میں فرمانے والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

وَ يَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَاتَ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝۱۱

اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر جاؤں گا تو ضرور عنقریب نکالا جاؤں گا زندہ

أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝۱۲

کیا یاد نہیں آدمی کو کہ ہم نے پیدا کیا اس سے پہلے حالانکہ وہ کچھ نہ تھا

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝۱۸

تو قسم ہے تمہارے رب کی ہم ضرور انہیں محشر کریں گے اور شیطانوں کو سب کو حاضر کریں گے جہنم کے گرد مجموعی طور پر گھٹنوں کے بل

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۝۱۹

پھر نکالیں گے ہم ہر جماعت سے جو سخت ہوگا رحمن سے نافرمانی کرنے والا

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝۲۰

پھر ہم خوب جانتے ہیں انہیں جو زیادہ اس آگ میں پہنچنے کے لائق ہے

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا

اور نہیں تم میں سے کوئی نگر دوزخ سے گزرے گا یہ ہے





## حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ مریم - پ ۱۶

وَيَقُولُ - اور کہتا ہے	الْإِنْسَانُ - انسان	عَرَاذِمًا - کیا جبکہ	مِثًّا - میں مر جاؤں گا
لَسَوْفَ - تو جلدی	أُخْرِجُ - نکالا جاؤں گا	حَيًّا - زندہ کر کے	أَوْلَا - کیا نہیں
يَذُكُرُ - یاد کرتا	الْإِنْسَانُ - انسان	أَنَا - کہ ہم نے	خَلَقْنَاهُ - پیدا کیا اسے
مِنْ قَبْلُ - پہلے	وَلَمْ - اور نہیں	يَكُ - تھا	شَيْئًا - کوئی چیز
فَوَسَّرْنَا لَكَ - تو قسم ہے تیرے رب کی	وَالشَّيْطَانِينَ - اور شیطانوں کو	لَنُحْشِرَنَّهُمْ - ضرور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	لَنُحْضِرَنَّهُمْ - حاضر کریں گے ہم ان کو
حَوْلَ - گرد	جَهَنَّمَ - جہنم کے	جِثْيًا - زانو کے بل گرے ہوئے	
ثُمَّ - پھر	لَنَنْزِعَنَّ - ہم ضرور کھینچ لیں گے	مِنْ كُلِّ - ہر ایک	
شَيْعَةٍ - فرقے سے	أَيُّهُمْ - کہ کون سا ان کا	عَلَى - اوپر	
الرَّحْمَنِ - رحمن کے	عِتْيًا - سرکشی میں	لَنُحْنُ - ہم	
أَعْلَمُ - خوب جانتے ہیں	بِالَّذِينَ - ان کو	أَوْلَى - زیادہ حقدار ہیں	
بِهَا - اس میں	صَلِيًّا - داخل ہونے کے	مِنْكُمْ - تم میں سے کوئی	
إِلَّا - مگر	وَأَرَادُهَا - گزرنے والا اس پر	عَلَى - اوپر	
رَبِّكَ - تیرے رب کے	حَسْبًا - فیصلہ	ثُمَّ - پھر	
نُنَجِّي - نجات دیں گے ہم	الَّذِينَ - ان کو جو	وَنَذَرُ - اور چھوڑیں گے ہم	
الظَّالِمِينَ - ظالموں کو	فِيهَا - اس میں	جِثْيًا - زانو کے بل گرے ہوئے	وَإِذَا - اور جب
تُثَلَّى - پڑھی جاتی ہیں	عَلَيْهِمْ - ان پر	الْيَتَامَا - ہماری آیتیں	بَيِّنَاتٍ - ظاہر
قَالَ - کہا	الَّذِينَ - انہوں نے جو	كَفَرُوا - کافر ہوئے	لِلَّذِينَ - ان کو جو
أَمَنُوا - ایمان لائے	أَمْيُّ - کون سا	الْفَرِيقِينَ - دو فرقوں میں سے	خَيْرٌ - بہتر ہے
مَقَامًا - جگہ میں	وَأَحْسَنُ - اور اچھا ہے	نَدِيًّا - مجلس میں	وَكَمْ - اور کتنے
أَهْلَكْنَا - ہلاک کئے ہم نے	قَبْلَهُمْ - ان سے پہلے	مِنْ قَرْنٍ - کتنے زمانے	هُمْ - وہ
أَحْسَنُ - اچھا ہے	أَتَانًا - سامان	وَسِرَّيَا - اور آرائش میں	قُلْ - کہہ
مَنْ - جو	كَانَ - ہے	فِي الضَّلَالَةِ - گمراہی میں	فَلْيَبْذُذْ - تو ڈھیل دے
لَهُ - اسے	الرَّحْمَنِ - رحمن	مَدًّا - ڈھیل دینا	حَتَّى - یہاں تک کہ
إِذَا - جب	رَأَوْا - دیکھیں گے	مَا - جو	يُوعَدُونَ - وعدہ دیے جاتے ہیں
إِمَّا - یا تو	العَذَابَ - عذاب	وَأِمَّا - اور یا	السَّاعَةَ - قیامت
فَسَيَعْلَمُونَ - تو جلدی جان لیں گے		مَنْ - کہ کون ہے	هُوَ - وہ

سُورًا - برا	مَكَانًا - جگہ میں	وَ أَوْضَعُفٌ - اور کمزور	جُنْدًا - لشکر میں
وَيَزِيدُ - اور زیادہ کرتا ہے	اللَّهُ - اللہ	الذِّينَ - ان کو جنہوں نے	اهْتَدَوْا - ہدایت پائی
هُدًى - ہدایت	وَالْبَقِيَّةُ - اور باقی رہنے والی	الصَّالِحَاتُ - نیکیاں	خَيْرٌ - بہتر ہیں
عِنْدًا - نزدیک	رَبِّكَ - تیرے رب کے	ثَوَابًا - ثواب میں	وَ خَيْرٌ - اور بہتر ہیں
مَرَدًّا - انجام میں	أَفْرَعَيْتَ - کیا دیکھا تو نے	الذِّمِّي - اس کو جس نے	كَفَرَ - کفر کیا
بِأَيْتِنَا - ہماری آیتوں کا	وَقَالَ - اور کہا	لَا وَتَيْنِي - میں دیا جاؤں گا ضرور ضرور	
مَالًا - مال	وَوَلَدًا - اور اولاد	أَطْلَعٌ - کیا جھانکا اس نے	الْغَيْبِ - غیب کو
أَمْرًا - یا	اتَّخَذَ - پکڑا	عِنْدًا - نزدیک	الرَّحْمَنِ - رحمن کے
عَهْدًا - عہد	كَلًّا - ہرگز نہیں	سَنَكْتُبُ - جلدی لکھیں گے ہم	مَا - جو
يَقُولُ - کہتا ہے	وَنَهَدُّ - اور لمبا کریں گے ہم	لَهُ - اس کے لئے	مِنَ الْعَذَابِ - عذاب
مَدًّا - لمبا	وَنُرِثُهُ - اور وارث ہوں گے ہم	اس کے	مَا - جو
يَقُولُ - کہتا ہے	وَيَأْتِينَا - اور آئے گا ہمارے پاس		فَرَدًّا - اکیلا
وَاتَّخَذُوا - اور بنائے انہوں نے	مِن دُونِ اللَّهِ - سوائے اللہ کے		الْهَةِ - معبود
لِيَكُونُوا - تاکہ ہوں	لَهُمْ - ان کے لئے	عِزًّا - غلبے کا سبب	كَلًّا - ہرگز نہیں
سَيَكْفُرُونَ - جلدی انکار کریں گے	بِعِبَادَتِهِمْ - ان کی عبادت کا	وَيَكُونُونَ - اور ہوں گے	
عَلَيْهِمْ - ان کے	ضِدًّا - مخالف		

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

”وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَرَأَيْتُمْ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوْلَا يَذُكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا - اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر جاؤں ہوں تو قریب ضرور زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ کیا آدمی کو یاد نہیں کہ ہم نے اسے پیدا کیا اس سے پہلے حالانکہ وہ کچھ نہ تھا۔“

یہ قول ان انسان نما حیوانوں کا نقل فرمایا گیا جو موت کے بعد زندہ کئے جانے کے منکر تھے جیسے امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، ان کے رد میں یہ ارشاد ہوا اور یہی اس کا شان نزول ہے۔

چنانچہ جواب میں ارشاد ہوا اَوْلَا يَذُكُرُ الْإِنْسَانُ کیا انسان کو یاد نہیں کہ اسے ایسے حال میں پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا تو جو معدوم کو موجود کرنے پر قادر ہے وہ خدا مردہ کو زندہ کرنے پر کیوں قادر نہ ہوگا۔

اور ابن منذر ابن جریج رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ یہ آیت کریمہ عاص بن وائل کے عقیدہ فاسدہ کے رد میں نازل ہوئی۔

وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ - یہ آیت ولید بن مغیرہ کے معاملہ میں نازل ہوئی۔

وَ قِيلَ فِي أَبِي جُهَلٍ - ایک قول ہے کہ یہ ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔



وَعَنِ الْكَلْبِيِّ أَنَّهَا فِي أَبِي بِنِ خَلْفٍ أَخَذَ عَظْمًا بَالِيًا فَجَعَلَ يُفْتِتُهُ بِيَدِهِ وَيُذْرِيهِ فِي الرِّيَّاحِ وَيَقُولُ زَعَمَ فَلَانٌ إِنَّا نُبْعَثُ بَعْدَ أَنْ نَمُوتَ وَنَكُونُ مِثْلَ هَذَا۔

ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی ہاتھوں سے ملتا ہوا آیا اور اس کا بور ہوا میں اڑا کر کہنے لگا فلاں کا گمان ہے کہ ہم اس حالت میں خاک ہونے کے بعد پھر زندہ ہوں گے۔

تو اس کا جواب ویَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَاتَ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا میں دیا گیا۔

ایک قول ہے کہ الْإِنْسَانُ فرما کر کافروں کی جماعت مراد لی ہے جو بعثت بعد الموت کے منکر تھے۔

بعض مفسرین کے نزدیک الف لام الانسان میں جنسی ہے جو جنس انسان کے لئے مستعمل ہے پھر مشرکین منکرین بعثت کو

جو جواب دیا وہ یہ ہے۔

”أَوْلَا يَذُكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا۔ کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اسے پیدا فرمایا اس حال

میں کہ وہ نہ رتھ نہ کچھ تھا۔“

یعنی جب ہم کتم عدم سے منصفہ شہود پر لانے پر قدرت رکھتے ہیں تو تمہارے مٹی ہو جانے کے بعد تمہیں پیدا کر دینے پر

کیوں قادر نہ ہوں۔

ظاہر مثال یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ وجود شے سے موجود کرنا آسان ہے معدوم کو وجود میں لانے سے۔

اب آگے اپنے ربوبیت عالیہ کی اقسام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مضاف فرما کر فقیم شان مصطفیٰ کے لئے فرمایا۔

”فَوَرَبِّكَ۔ اے محبوب تیرے رب کی قسم۔“

یہاں شان ربوبیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مضاف فرمانا اس امر کے اظہار کے لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی رب ہے بلکہ وہ تو رب العالمین ہے لیکن رفع منزلت سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی

ربوبیت صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مضاف فرمائی تاکہ عظمت ذات مصطفیٰ واضح ہو جائے۔

”لَنُحْشِرَنَّهُمْ۔ اُمَى لَنَجْمَعَنَّ الْقَائِلِينَ۔ ضرور ہم اس قسم کی بکو اس کرنے والوں کو جمع کریں گے۔“

”وَالشَّيْطَانِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا۔ اور جمع کریں گے انہیں بھی جو شیاطین ان کافروں کو ایسے خیالات

پر پختہ کرتے رہتے ہیں اور مومنین بھی محشور ہوں گے جن کے دلوں میں وہ شیطان تو سوس پیدا کرتا رہا تھا۔“

چنانچہ صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ

إِلَّا وَكَلَّ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِيَّايَ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَعَانَنِي عَلَيْهِ

فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔ تم سے کوئی نہیں مگر شیطان تمہارا قرین ہے۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا کیا حضور ﷺ

کافرین بھی شیطان ہے۔ فرمایا ہاں مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ اسلام لے آیا تو مجھے کچھ نہیں کہتا مگر بھلی بات۔

اس آیت کریمہ میں محشور کرنے کی خبر کے ساتھ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا فرمایا ہے۔

اس کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَارِكِينَ عَلَى الرُّكْبِ۔ یعنی جِثِيًّا کہتے ہیں گھٹنوں کے بل چلنے کو۔

اور اس کی اصل جو واہے دو واؤ کے ساتھ تو اجتماع و اوین ثقیل تھے بعد ضمہ کے تو ثا کو تخفیف کے لئے کسرہ دیا اور پہلی واؤ کوئی سے بدل دیا اور ی کوئی میں مدغم کر دیا اور جیم کو با تباع مابعد کسرہ دے دیا تو چٹیا ہو گیا۔

علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ کفار کا حال ہوگا کہ وہ ذلیل ہو کر گھٹنوں کے بل آئیں گے اور کھڑے ہونے کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ اِنَّ الْمُحَاسِبَةَ تَكُونُ حَوْلَ جَهَنَّمَ فَيَجْتُونُ لِمُخَاصِمَةٍ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ يَتَبَرَّأُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔ محاسبہ کفار سے جہنم کے گرد ہوگا تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے مخاصمہ کرنے میں گھٹنوں کے بل گریں گے اور ایک دوسرے سے تبری کرتا ہوگا۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں یَجْتُونُ لِضَيْقِ الْمَكَانِ بِهِمْ۔ جگہ کی تنگی سے وہ گھٹنوں کے بل گریں گے۔  
”ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا۔ پھر ہم ضرور نکالیں گے ہر جماعت سے جو بھی ہوگا رحمن پر سختی سے منکر۔“

عتی۔ عربی میں بیباک اور بے خوف کو کہتے ہیں اور یہ بیباکی مشرکین و منکرین میں ہوگی۔

اِنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى اَشَدُّ عِتِيًّا تَفِيضُ اشْتِرَاكِ الْكُلِّ فِي الْعِتِيِّ بَلْ فِي اَشَدِّيَّتِهِ وَهُوَ لَا يُنَاسِبُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اشد عتیا کا مقتضی اشتراک کل پر ہے عتی میں جو سخت ترین اور بے خوف تھے دنیا میں یہ مومنین کی شان نہیں ہو سکتی۔  
”ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ اَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا۔ پھر ہم خوب جانتے ہیں کہ اس آگ میں بھوننے کے لائق زیادہ کون ہے۔“

صليًّا۔ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِتَصْلِيَةِ هَؤُلَاءِ وَهُمْ اَوْلَىٰ بِالصَّلِيِّ مِنْ سَائِرِ الصَّالِينَ وَدَرَكَاتُهُمْ اَسْفَلُ وَعَذَابُهُمْ اَشَدُّ۔ یعنی ہم جانتے ہیں بھوننے جھلنے کے قابل لوگوں کو اگرچہ آگ میں جھلسیں گے سب کو مگر ان کے درجات ہوں گے سب سے نیچے اور ان کا عذاب سخت سے سخت ہوگا۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ يُقَالُ صَلَّى بِالنَّارِ اَى بَلِيَ۔ یہ محاورہ میں صلی بالنار جھلنے بھوننے کے معنی دیتا ہے کبھی رحمہ اللہ صلی کے معنی دخول فی النار کے لیتے ہیں۔

”وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَاوْرُدُهَا“ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اَى مَا مِنْكُمْ۔ ان نافیہ سے فرمایا تم میں کوئی نہیں مگر گزرے گا جہنم سے، ہے یہ تمہارے رب کا قطعی فیصلہ۔“

جیسے دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ اِنَّكُمْ لَهَا وَاوْرِدُوْنَ۔ تم اور جسے تم پوجتے ہو اللہ کے سوا حصب یعنی ایندھن ہیں جہنم کے۔ تم ضرور اس میں وارد ہو گے۔

اس میں کلام ہے کہ اِنْ مِّنْكُمْ عام ہے تو کیا کافر اور مومن سب داخل ہوں گے اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ وَاِبْنُ الْمُنْدِرِ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَجَمَاعَةٌ عَنْ اَبِي سُمَيَّةَ قَالَ اِخْتَلَفْنَا فِي الْوُرُودِ فَقَالَ بَعْضُنَا لَا يَدْخُلُهَا مُؤْمِنٌ وَقَالَ اٰخَرُ يَدْخُلُونَهَا جَمِيْعًا ثُمَّ يُنَجِّي اللّٰهُ تَعَالَى الدِّينَ اتَّقُوا فَلَقِيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ وَاهْوَىٰ بِاصْبَعِيْ اِلَى

أَذْنِيهِ صُمَّتَا إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ إِلَّا دَخَلَهَا فَتَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِ بَرْدًا وَ سَلَامًا كَمَا كَانَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى إِنَّ لِلنَّارِ ضَجِيحًا مِنْ بَرْدِهِمْ ثُمَّ يُنَجِّي اللَّهُ تَعَالَى الَّذِينَ اتَّقَوْا۔

اس میں اختلاف ہے کہ ورود جہنم میں سب کا ہے یا نہیں ایک جماعت اس طرف ہے کہ مومن اس میں داخل نہ ہوں گے اور دوسری جماعت اس طرف ہے کہ سب داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ مومنین متقین کو نجات دے گا۔

پھر ابوسمیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ تذکرہ کیا تو آپ نے انگلیاں کانوں پر رکھ کر فرمایا کہ میں نے بایں صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر یہ کہ آپ نے فرمایا نیک و بد کوئی نہیں مگر جہنم پر سے گزرے گا تو مومن پر جہنم برد و سلام ہو جائے گا جیسے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام پر ہوا حتیٰ کہ جہنم میں برودت کی آواز پیدا ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ نیکوں کو اس سے نجات دے گا۔

اور امام زازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس دخول کے متعدد فوائد نقل فرمائے ہیں اور عبد بن حمید اور ابن الانباری بیہقی میں حسن سے راوی ہیں کہ **الْوَرُودُ وَالْمُرُورُ عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ دُخُولٍ۔** ورود سے مراد محض مرور ہے نہ کہ دخول۔ اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرور علی النار ایسا ہوگا کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد سوال کریں گے کہ الہی وعدہ حتمی تھا کہ جہنم سے گزرے بغیر کوئی جنت میں نہ جائے گا لیکن ہم تو جنت میں آگے اور جہنم ہمیں نہ ملا حَيْثُ قَالَ۔

عَنِ الْخَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالُوا رَبَّنَا أَلَمْ تَعِدْنَا أَنْ نَرِدَ النَّارَ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّكُمْ مَرَرْتُمْ عَلَيْهَا وَهِيَ خَامِدَةٌ۔ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو عرض کریں گے الہی کیا تیرا وعدہ نہ تھا کہ ہمیں جہنم سے گزارے گا۔ ارشاد ہوگا بے شک وعدہ تھا مگر جب تم اس پر سے گزرے تو سرد ہو گئی تھی۔

اور ایک روایت میں ہے ابن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّهُ تَقُولُ النَّارُ لِلْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُرْ يَا مُؤْمِنُ فَقَدْ أَطْفَأَ نُورُكَ لَهْبِي۔ آگ مومن سے بعالم حال کہے گی قیامت کے دن جلدی گزر جائے مومن تحقیق تیرے نور نے میرے اشتعال کو سرد کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم زید رحمہما اللہ سے راوی ہیں إِنَّهُ قَالَ فِي الْآيَةِ وَرُودُ الْمُسْلِمِينَ الْمُرُورُ عَلَى الْجَسْرِ بَيْنَ ظَهْرَيْنِهَا وَوُرُودُ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يَدْخُلُوهَا۔ آہ کریمہ پر فرمایا مومنین کا ورود مرور ہوگا جہنم کے پل سے اور ورود مشرکین یہ ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

حَيْثُمَا مَقْضِيًّا۔ کے معنی آوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں أَمْرًا وَاجِبًا قُضِيَ بِوُقُوعِهِ الْبَتَّةَ۔ یعنی لازمی امر ہے کہ ایسا ہوگا جس کا حکم ہو چکا ہے۔

”ثُمَّ يُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا۔ پھر ہم نجات دیں گے پرہیزگاروں کو اور ڈالیں گے ہم ظالموں کو اس جہنم میں گھٹنوں کے بل۔“

آوسی فرماتے ہیں عَلِيٌّ رُكِبَهُمْ كَمَا رُوي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ مُجَاهِدٌ وَقَتَادَةُ وَ ابْنُ زَيْدٍ۔ وَ هَذِهِ الْآيَةُ ظَاهِرَةٌ عِنْدِي فِي أَنَّ الْمُرَادَ بِالْوُرُودِ الدُّخُولُ فَكَانَهُ قِيلَ نُنَجِّي هَؤُلَاءِ وَنَتْرُكُ



هُؤْلَاءِ عَلَىٰ حَالِهِمُ الَّذِي أَحْضَرُوا فِيهِ جَائِثِينَ وَلَا بُدَّ عَلَىٰ هَذَا مِنْ أَنْ يَكُونَ التَّقْدِيرُ فِي حَوَالِيهَا۔ الخ  
یہ آیت بظاہر میرے نزدیک یہ فرماتی ہے کہ یہاں ورود سے مراد دخول ہے۔

تو گویا یہ فرمایا گیا ہے کہ پرہیزگار نجات پائیں گے اور یہ مشرکین اپنے حال پر جہنم میں گھٹنوں کے بل جہنم میں چھوڑ دیئے جائیں گے اور یہی بات لا بدی ہے کہ وہ اس میں رہیں۔

گویا مومن و مشرک میں امتیاز اس طریقہ سے کیا جائے۔

علامہ راغب رحمہ اللہ نَذْرُ الظَّالِمِينَ پر محاورہ فرماتے ہیں:

يُقَالُ فُلَانٌ يَذُرُ الشَّيْءَ أَي يَقْدِفُهُ لِقَلَّةِ اعْتِدَادِهِ بِهِ۔ جب کہا جاتا ہے فلاں نے چھوڑ دی فلاں شے اس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ اسے پھینک دیا۔

تَوَذَّرَ الظَّالِمِينَ کے معنی ہوئے اور پھینک دیں گے ہم ظالموں مشرکوں کو جہنم میں چھٹیا گھٹنوں کے بل۔

چنانچہ علامہ طیبی طیب اللہ تراہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي تَقْتَضِيهِ الْآثَارُ الْوَارِدَةُ فِي عَصَاةِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ التَّجْبِيَةَ الْمَذْكُورَةَ لَيْسَتْ دَفْعِيَّةً بَلْ يَحْصِلُ أَوَّلًا فَأَوَّلًا عَلَىٰ حَسَبِ قُوَّةِ التَّقْوَىٰ وَضَعْفِهَا حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ فِي قَلْبِهِ وَزَنُّ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ وَذَلِكَ بَعْدَ الْعَذَابِ حَسَبِ مَعْصِيَةٍ۔

عصاة مؤمنین کے لئے جو آثار و احادیث وارد ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ حسب معصیت عذاب اول درجہ سے دوسرے درجہ پر ہوگا اور حسب قوت تقویٰ و ضعف تقویٰ حتیٰ کہ جہنم سے ہر وہ نجات پائے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی نیکی ہو گی اور ایسا گناہوں کے حساب سے عذاب کے بعد ہوگا۔

”وَإِذَا تَشَلَّىٰ عَلَيْهِمُ الْإِتْنَا بَيِّنَتْ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا أَمْئُ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا۔ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہے ہماری کھلی آیتیں کہتے ہیں وہ جو کافر ہیں ان سے جو مسلمان ہیں کون سا فریق ہے جس کا مقام اچھا اور بہتر مجلس ہے۔“

نَدِيًّا کا ترجمہ آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں اَي مَجْلِسًا وَ مُجْتَمَعًا یعنی بیٹھنے کی جگہ اور جمع ہونے کا مقام۔

اور بحر میں ہے هُوَ الْمَجْلِسُ الَّذِي يُجْتَمَعُ فِيهِ لِحَادِثَةٍ أَوْ مَشُورَةٍ۔ ندی اس مجلس کو کہتے ہیں جہاں کسی حادثہ کی وجہ میں یا مشورہ کے لئے جمع ہوں۔

خلاصہ یہ کہ كَانَتْهُمْ قَالُوا لَوْ كُنْتُمْ عَلَى الْحَقِّ وَكُنَّا عَلَى الْبَاطِلِ كَانَ حَالُكُمْ فِي الدُّنْيَا أَحْسَنُ وَأَطْيَبُ مِنْ حَالِنَا لِأَنَّ الْحَكِيمَ لَا يَلِيْقُ بِهِ أَنْ يُوقَعَ أَوْلِيَاءَهُ الْمُخْلِصِينَ فِي الْعَذَابِ وَالذُّلِّ وَاعْدَاءِهِ الْمُعْرِضِينَ عَنْ خِدْمَتِهِ فِي الْعِزِّ وَالرَّاحَةِ۔ لَكِنَّ الْكُفَّارَ كَانُوا فِي النَّعْمَةِ وَالرَّاحَةِ وَالْمُؤْمِنِينَ كَانُوا بِعَكْسِ ذَلِكَ فَعَلِمَ أَنَّ الْحَقَّ لَيْسَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَهَذَا مَعَ ظُهُورِ أَنَّهُ قِيَاسٌ عَقِيمٌ نَاشِئٌ مِنْ رَأْيِ سَقِيمٍ نَقَضَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَأَبْطَلَهُ بِقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ۔

گویا کفار نے کہا اگر تم حق پر ہوتے اور ہم باطل پر تو تمہارا حال دنیا میں ہمارے حال سے بہتر ہوتا۔ اور دنیا میں تم ہم

سے افضل ہوتے اس لئے کہ حکیم کو یہ لائق وزیر نہیں کہ وہ اپنے دوستوں کو عذاب اور ذلت میں رکھے اور اس کے وہ دشمن جو اس کی اطاعت سے معرض و منحرف ہیں انہیں عزت اور راحت دے اور ظاہر ہے کہ کفار نعمت و راحت میں ہیں اور مومنین کا حال اس کے برعکس ہے تو اس سے جانا گیا کہ حق مومنین کے ساتھ نہیں اور یہ بیان مشرکین و کفار کا ان کی رائے سقیم کی وجہ سے تھا۔ اسی وجہ میں ان کے دعویٰ کا ابطال آئندہ آیات میں اس طرح فرمایا گیا۔

”وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَانًا وَرِءْيَاءً۔ اور ہم نے ہلاک کر دیں سنگتیں ان سے پہلے کہ وہ ان سے بھی زیادہ ساز و سامان اور نمود میں بہتر تھیں۔“

تو محض دنیاوی وسعت پر پھول کر خدا عزوجل کو بھولنے والے جاہل ہیں۔ وہ عاد و ثمود اور ان کی مثل اقوام کو دیکھیں کہ ان کا مال و منال سب رکھا رہ گیا تو جسے وہ نعمت و عزت و راحت و فرحت جان رہے ہیں یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ یہاں کی نعمت یہاں کا مال یہاں کی عزت یہاں کی دولت یہاں کی حکومت سب بے ثبات ہے۔

قَرْنٍ۔ عربی میں زمانہ کی آبادی کو کہتے ہیں۔

اور اثاث عربی میں متاع بیت فرش و فرش اور لباس کو کہتے ہیں۔

رِءْيَاءً۔ رِءْيَا سے ہے المنظر۔ یعنی نام و نمود کے معنی میں مستعمل ہے اور بعض نے نصارت اور حسن کے معنی میں بھی استعمال کیا۔ چنانچہ دنیاوی زیب و زینت عیش و عشرت کو باطل قرار دے کر ارشاد ہے:

”قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَبْدُدْ لَهُ الرَّحْمَنُ مَدًّا ۗ حَتَّىٰ إِذَا سَاءَ مَا يُوْعَدُونَ ۖ إِنَّمَا الْعَذَابُ وَ ۗ إِنَّمَا السَّاعَةُ ۗ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۗ۔ فرمادے جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمن کی طرف سے خوب ڈھیل دی جائے گی حتیٰ کہ جب وہ دیکھیں گے وہ چیز جس کا وعدہ دیا گیا یا عذاب یا قیامت تو عنقریب جان لیں گے کہ کس کا مقام خراب اور پر از شر ہے اور کس کی فوج کمزور ہے۔“

اس میں ان کے فخر و تکبر کا جواب ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو تمہارے ساز و سامان تمہارے لشکر اور زبانش ہے سب فانی ہیں تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ابھی ہم تمہیں آزادی دیتے ہیں۔

مَدًّا۔ کے اصل معنی امہال ہیں یعنی ڈھیل دینا یا رسی دراز کرنا۔

تو جب عذاب یا قیامت دیکھیں گے تو کہیں گے یَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ ۖ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۖ کاش ہم بھی اطاعت کرتے اللہ اور اس کے رسول کی اس کے ساتھ ہدایت یافتہ مومنین کے لئے فرمایا:

”وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَلْقِيتُ الصَّلِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ مَّرَدًّا ۗ۔ اور بڑھائے گا اللہ انہیں جنہوں نے ہدایت پائی ان کی ہدایت اور باقی رہنے والی نیکیاں بہترین ہیں تیرے رب کے پاس بہتر ثواب اور بہتر انجام ہیں۔“

مَرَدًّا۔ کے معنی مرجعاً کے ہیں یعنی لوٹنے، پلٹ کر جانے کا مقام یا نعیم مقیم۔

اس لئے ایک مقام پر فرمایا اَذْلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ۔ یہ نعیم مقیم بہتر ہے یا یہ دنیاوی زیب و زینت جو پلک جھپکنے پر فنا ہو جاتی ہے۔



اور باقیات صالحات نیک اعمال صدقات و خیرات یہ اجر و ثواب میں بہترین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں جمع ہیں اور ان کا انجام وعاقبت بھلا ہے۔

”أَفْرَعَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِالِإِيتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔ تو کیا تم نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہتا ہے مجھے ضرور ملے گا مال و اولاد۔“

### شان نزول آیہ کریمہ

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ ابْنُ حِبَّانٍ وَ غَيْرُهُمْ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَ كَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَاتَيْتُهُ اتَّقَاضَهُ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تَبْعَتْ قَالَ فَإِنِّي إِذَا مِتُّ ثُمَّ بُعِثْتُ جِسْتِنِي وَ لِي ثُمَّ مَالٌ وَ وُلْدٌ فَأَعْطَيْكَ فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَفْرَعَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِالِإِيتِنَا۔

بخاری و مسلم اور ترمذی اور طبرانی اور ابن حبان وغیرہ رحمہم اللہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں عاص بن وائل کا قرض خواہ تھا جب میں اس کے پاس تقاضا کو گیا تو عاص نے کہا میں تمہارا قرض ادا نہ کروں گا جب تک تم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف نہ ہو جاؤ اور کفر اختیار نہ کرو۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے جواب دیا کہ ایسا ہرگز نہ ہو گا حتیٰ کہ تو مر جائے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھے۔ عاص کہنے لگا کیا میں مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اٹھوں گا۔ حضرت خباب نے فرمایا ہاں۔ تو عاص بولا تو پھر مجھے چھوڑ حتیٰ کہ میں مر جاؤں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہوں اور مجھے مال و اولاد ملے جب ہی تمہارا قرض ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا:

”أَطْلَعِ الْغَيْبِ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَ نَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَ نَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَ يُأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝“

کیا غیب پر مطلع ہو چکا ہے یا رحمن سے کوئی عہد لے چکا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب عنقریب ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے اور وارث ہوں گے ہم ان چیزوں کے جو وہ کہہ رہا ہے اور آئے گا ہمارے پاس تنہا۔ اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا بنائے تاکہ ہوں وہ اس کے لئے زور اور عزت دینے والے۔ ہرگز نہیں عنقریب منکر ہوں گے ان کی عبادت سے اور ہو جائیں گے ان کے مخالف۔“

أَطْلَعِ الْغَيْبِ۔ یعنی کیا وہ غیب سے مطلع ہو گیا ہے اور اس نے لوح محفوظ کا معائنہ کر لیا ہے۔ یہ رد ہے عاص بن وائل کے دعویٰ کا جو اس نے کہا تھا کہ مر کر جب اٹھوں گا تو مجھے مال بھی ملے گا اور اولاد بھی تو گلا فرما کر اسے زجر فرمائی اور دعویٰ کا رد کیا گیا۔

اور قرآن کریم میں لفظ کلا یہاں پہلی بار لایا گیا ہے۔



اور تمام قرآن کریم میں یہ لفظ تینتیس جگہ آیا ہے۔

فراء کہتا ہے یہ گلا چار طرح استعمال ہوا ہے۔

پہلا یہ کہ ما یحسن الوقف علیہ و یحسن الابتداء بہ یعنی جس پر وقف مستحسن رکھا گیا اور ابتداء اس پر مستحسن رکھی گئی۔

یہ تمام قرآن پاک میں دس جگہ ہے:

۱- أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۙ كَلَّا -

۲- لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۙ كَلَّا -

۳- لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا -

۴- الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا -

۵- أَنْ يَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۙ كَلَّا -

۶- أَنْ أَزِيدَ ۙ كَلَّا -

۷- صُحُفًا مَنشُورَةً ۙ كَلَّا -

۸- رَبِّيَ أَهَانِ ۙ كَلَّا -

۹- أَنْ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۙ كَلَّا -

۱۰- ثُمَّ يُنْجِيهِ ۙ كَلَّا -

ان تمام مقامات پر رد قول ماقبل فرمایا گیا اور تنبیہ وزجر کیا گیا۔

دوسری قسم یہ ہے کہ یحسن الوقف علیہ و یحسن الابتداء بہ۔ اس پر وقف تو مستحسن رکھا گیا مگر اس پر

ابتداء کلام مستحسن نہ رکھا۔ یہ تمام قرآن کریم میں دو جگہ ہے۔

۱- فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۙ قَالَ كَلَّا -

۲- إِنَّا لَمُدْرِكُونَ ۙ قَالَ كَلَّا -

تیسری قسم یہ ہے کہ یحسن الابتداء بہ ولا یحسن الوقف علیہ۔ ابتداء اس سے مستحسن رکھی گئی مگر اس پر

وقف مستحسن نہ رکھا۔

یہ تمام کلام پاک میں 19 جگہ آیا ہے۔

۱- كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۙ فَمِنْ شَاءِ ذَكَرْتَهُ -

۲- كَلَّا وَالْقُبْرِ ۙ وَاللَّيْلِ إِذَا دَبَرَ ۙ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ -

۳- كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالذِّبْنِ -

۴- كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ الثَّرَاقِي ۙ وَقِيلَ مَنْ سَاقِي -

۵- كَلَّا لَا وَزَرَ -

- ۶- کَلَّا بَلْ تُجِبُّونَ الْعَاجِلَةَ۔  
 ۷- کَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿۷﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ۔  
 ۸- کَلَّا لَسَاءَ يَقْضِي مَا أَمَرَهُ۔  
 ۹- کَلَّا بَلْ سَرَّانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔  
 ۱۰- کَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفَجَارِ لَفِي سَجِّينٍ۔  
 ۱۱- کَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ۔  
 ۱۲- کَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ۔  
 ۱۳- کَلَّا بَلْ لَا تَكْفُرُونَ الْبَيْتِيْمَ۔  
 ۱۴- کَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكَّادًا۔  
 ۱۵- کَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّاظٍ۔  
 ۱۶- کَلَّا لَئِن لَّمْ يَنْتَهَ لِنَسْفَعَنَّ النَّاصِيَةَ۔  
 ۱۷- کَلَّا لَا تَطْعَهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔  
 ۱۸- کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔  
 ۱۹- کَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۔

اور چوتھی قسم یہ ہے کہ ما لا یحسن فی شیء من الامرین جس میں دونوں میں سے یعنی ابتداء اور وقف سے کسی کو مستحسن نہ رکھا گیا۔ یہ دو جگہ ہے۔

۱- ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔

۲- ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ۔

اس میں وقف ثم پر مستحسن نہ رکھا۔

یہ کل مقامات تینتیس ہیں۔

اس کے بعد سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ فرما کر ظاہر کیا کہ ہم عنقریب ظاہر فرما دیں گے جو وہ کہتا ہے کہ مجھے اس وقت مال و اولاد ملے گی۔ اور فرمایا:

”وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۹﴾“ مَكَانَ مَا يَدْعِيهِ لِنَفْسِهِ مِنَ الْأُمْدَادِ بِالْمَالِ وَالْوَالِدِ أَيْ نَطْوِلُهُ مِنَ الْعَذَابِ مَا يَسْتَحِقُّهُ أَوْ نَزِيدُ عَذَابَهُ وَنُضَاعِفُ لَهُ مِنَ الْمَدِّ وَيُقَالُ مَدَّهُ وَامَدَّهُ۔

یعنی اس کا عذاب طویل کریں گے اور دو چند فرمادیں گے۔

”وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ“ اَي نَسْلُبُ ذَالِكَ وَنَأْخُذُ بِمَوْتِهِ أَخَذَ الْوَارِثُ مَا يَرِثُهُ۔ یعنی جو اس کا خیال ہے

اسے ہم سلب فرمائیں گے اور اس کی موت کے بعد اس کا سب ورثہ سلب کر لیں گے۔

”وَيَأْتِيَنَّهُمْ آسَافُ الرَّاسِ“ لَآ يَصْحَبُهُ مَالٌ وَلَا وُلْدٌ۔ نہ اس کے ساتھ مال ہوگا نہ اولاد۔ اور

یہ قول اس امر پر مبنی ہے کہ

لَا تَوَالِدُ فِي الْجَنَّةِ - کہ جنت میں تو والد نہ ہوگا۔

وَقَدْ أَخْرَجَ جَمَاعَةٌ مِّنْ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْ قَوْلِهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا فِيهَا أَزْوَاجٌ أَوْ مِنْهُنَّ مُصْلِحَاتٌ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُصْلِحَاتُ لِلْمُصْلِحِينَ تُلِدْنَ لَهُنَّ وَيُلِدْنَ لَكُمْ مِثْلَ لَذَاتِكُمْ فِي الدُّنْيَا غَيْرَ أَنَّ لَّا تَوَالِدُ -

راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہماری بیویاں ہوں گی اور ان سے اولادیں بھی ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصلحات مصلحین کے لئے ہوں گی اور ان سے لذت حاصل ہوگی اور وہ تم سے لذت لیں گی جیسے دنیا میں حاصل کرتے ہو مگر تو والد و تاسل نہ ہوگا۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَكُونُ لَهُمْ وُلْدٌ - جنتیوں کی اولاد نہ ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ كَمَا يَشْتَهَى -

جنت میں مومن جب اولاد کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اور وضع حمل اور عمر ایک ساعت میں پورا ہو جائے گا اور وہ جیسی اولاد چاہے گا وہ ملے گی۔ (روح المعانی)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ مَا تَشْتَهِيهِ إِلَّا نَفْسُكَ وَتَلِدُ إِلَّا عَيْنُكَ کے ماتحت جو کچھ جنت میں جنتی چاہے گا۔ وہ اس کو ضرور ملے گا۔ حتیٰ کہ کاشتکار اگر کھیتی کرنا چاہے گا تو بلا مشقت اسے کھیتی حاصل ہو جائے گی آگے ارشاد ہے:

”وَإِذَا خَدُّوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۖ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝“

اور اللہ کے سوا انہوں نے جو اور خدا بنائے اور بتوں کو پوجنے لگے تاکہ انہیں ان کے ذریعہ حمایت حاصل ہو۔ ہرگز نہیں۔

عنقریب وہ ان کی بندگی سے خود منکر و منحرف ہو جائیں گے اور ان کی مخالفت کریں گے۔“

چنانچہ بروز قیامت یہ پرستار ان اصنام ان پتھروں اور بتوں پر خود لعنت کریں گے اور بتوں کو اللہ تعالیٰ بولنے کی قوت دے گا وہ بھی اپنے پرستاروں کو ملازمت کریں گے اور بارگاہ حق میں کہیں گے کہ یارب انہیں اس باطل پرستی کے بدلے عذاب دے۔

چنانچہ اوسى رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيْ سَتَحْجِدُ الْإِلَهَةَ عِبَادَةَ أَوْلِيكَ الْكُفْرَةَ إِيَّاهَا وَيُنْطِقُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ لَمْ يَكُنْ نَاطِقًا مِنْهَا فَتَقُولُ جَمِيعًا مَا عَبَدْتُمُونَا -

اور قرآن کریم میں ہے۔ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شَرَّكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هُوَ لَا يَشْرِكُ كَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۖ فَالْقَوْلُ إِلَيْهِمُ الْقَوْلُ إِنَّا لَكَاذِبُونَ -

بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيْطٰنَ عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ كِيَا تَمْنٰى نَدِيْكَاهُمْ نِيْ بِيْجِيْ شِيْطٰنِ كَا فِرُوْا پْر كِهْ وَه



تَوَّضَعُوا لَهَا آسْرًا ۝۱۲

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۝ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَذَابًا ۝  
يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفَدًّا ۝۱۵

انہیں خوب ابھارتے ہیں عصیان شعاری پر  
تو تم جلدی نہ کرو ان پر ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں  
جس دن محشور کریں گے ہم پر ہیزگاروں کو رحمن کی طرف  
مہمان بنا کر

اور ہانکیں گے ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا  
نہیں مالک شفاعت کا کوئی مگر وہی جنہوں نے رحمن سے  
عہد کر رکھا ہے

اور بولے کافر رحمن نے اولاد بنالی  
بے شک تم لائے ہو بھاری بات  
قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے اور زمین شق ہو  
جائے اور پہاڑ گر جائیں دہل کر  
اس پر کہ انہوں نے دعویٰ کیا رحمن کی اولاد کا  
اور نہیں زیبا رحمن کو کہ اولاد اختیار کرے  
نہیں کوئی آسمان اور زمین میں مگر حاضر ہوں گے رحمن  
کے حضور بندے ہو کر

بے شک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور اس نے گن رکھا ہے  
ایک ایک کر کے

اور ہر ایک ان کا آئے گا قیامت کے روز تنہا  
بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کے عنقریب ان  
کے لئے کرے گا رحمن محبت کرنے والا

تو ہم نے آسان کیا یہ قرآن تمہاری زبان میں کہ تم  
خوشخبری دو پر ہیزگاروں کو اور ڈراؤ اس سے جھگڑالوؤں کو  
اور کتنے ہم نے ہلاک کئے ان سے پہلے زمانہ والے کیا تم  
ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھنک سنتے ہو

حل لغات چھٹارکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

أَسْرًا سَلْنَا - بھیجا  
تَوَّضَعُوا لَهَا - ابھارتا ہے ان کو  
عَلَيْهِمْ - ان پر

تَرَ - دیکھا تو نے  
عَلَى الْكُفْرَيْنِ - کافروں پر کہ  
تَعْجَلْ - جلدی کر

أَسْرًا - ابھارنا  
الشَّيَاطِينِ - شیطانوں کو  
فَلَا - تو نہ

وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِمَرَدًا ۝  
لَا يَبْلُغُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ  
الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝۱۴

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۝۱۸

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝۱۹

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ  
وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰

أَنْ دَعَا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۝۹۱

وَمَا يَتَّبِعُ لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝۹۲

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي  
الرَّحْمَنِ عَبْدًا ۝۹۳

لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝۹۴

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝۹۵

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ  
لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝۹۶

فَاتِمَّا يَسِّرُنَهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ  
بِهِ قَوْمًا لُدًّا ۝۹۷

وَ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ ۝ هَلْ تُحِسُّ  
مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْرًا ۝۹۸

عَدَاً - گنا	لَهُمْ - ہم ان کو	نَعُدُّ - گنتے ہیں	إِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں
إِلَى الرَّحْمَنِ - طرفِ رحمن کی	الْمُتَّقِينَ - پرہیزگاروں کو	نَحْشُرُ - اکٹھا کریں گے ہم	يَوْمَ - جس دن
إِلَى - طرف	الْمُجْرِمِينَ - مجرموں کو	وَنَسُوقُ - اور ہانکیں گے ہم	وَقَدْ - مہمان بنا کر
السَّفَاعَةَ - سفارش کا	لَا يَبْلُغُونَ - نہیں اختیار رکھتے	وَمَرَدًا - پیاسے	جَهَنَّمَ - جہنم کی
عِنْدًا - نزدیک	اتَّخَذَ - پکڑا	مَنْ - جس نے	إِلَّا - مگر
اتَّخَذَ - بنائی	وَقَالُوا - اور بولے	عَهْدًا - عہد	الرَّحْمَنِ - رحمن کے
جِئْتُمْ - لائے تم	لَقَدْ - بے شک	وَلَدًا - اولاد	الرَّحْمَنِ - رحمن نے
السَّمَوَاتِ - آسمان	تَكَادُ - قریب ہے	إِذَا - بھاری	شَيْئًا - چیز
الْأَرْضِ - زمین	وَتَنَشَقُّ - اور شق ہو جائے	مِنْهُ - اس سے	يَتَقَطَّرْنَ - پھٹ جائیں
أَنْ - یہ کہ	هَذَا - کانپ کر	الْجِبَالِ - پہاڑ	وَتَخْرُ - اور گر پڑیں
وَمَا - اور نہیں	وَلَدًا - بیٹا	لِلرَّحْمَنِ - رحمن کے لئے	دَعَا - پکارا انہوں نے
يَتَّخِذَ - پکڑے	أَنْ - یہ کہ	لِلرَّحْمَنِ - رحمن کو	يَتَّبِعِي - لائق
مَنْ - جو	كُلُّ - ہر ایک	إِنْ - نہیں ہے	وَلَدًا - اولاد
إِنِّي - آنے والا ہے	إِلَّا - مگر	وَالْأَرْضِ - اور زمین میں ہے	فِي السَّمَوَاتِ - آسمانوں
أَحْصَهُمْ - اس نے گنا ان کو	لَقَدْ - بے شک	عَبْدًا - بندے ہو کر	الرَّحْمَنِ - رحمن کے پاس
اتَّبِعُوا - آئیں گے اس کے پاس	وَكُلُّهُمْ - اور وہ سارے	عَدَاً - شمار کرنا	وَعَدَاهُمْ - اور شمار کیا
إِنَّ - بے شک	فَرَادًا - تنہا	الْقِيَامَةِ - قیامت کے	يَوْمَ - دن
الصُّلْحِ - اچھے	وَعَمِلُوا - اور کام کئے	آمَنُوا - ایمان لائے	الذِّينَ - وہ جو
وَدَاً - محبت کرنے والا	الرَّحْمَنِ - رحمن	لَهُمْ - ان کے لئے	سَيَجْعَلُ - جلدی بنائے گا
بِلِسَانِكَ - تیری زبان میں	الْمُتَّقِينَ - پرہیزگاروں کو	يَسْرُدُهُ - آسان کیا اس کو ہم نے	فَإِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں
وَتُنذِرًا - اور ڈرائے	لُدًّا - جھگڑالو کو	بِهِ - اس کے ساتھ	لِيُبَشِّرَ - کہ تو خوشخبری دے
وَكَمْ - اور کتنے	لُدًّا - جھگڑالو کو	قَوْمًا - قوم	بِهِ - اس کے ساتھ
هَلْ - کیا	مِنْ قَرْنٍ - زمانے	قَبْلَهُمْ - ان سے پہلے	أَهْلَكْنَا - ہم نے ہلاک کئے
أَوْ - یا	مِنْ أَحَدٍ - کسی کو	مِنْهُمْ - ان سے	تُحْسِنُ - محسوس کرتا ہے
	رَاكِرًا - کوئی آہٹ	لَهُمْ - ان کے لئے	تَسْمَعُ - سنتا ہے

مختصر تفسیر اردو چھٹارکوع - سورہ مریم - پ ۱۶

اس آخری رکوع میں چند لغات نادر ہیں۔ تفسیر سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حل پیش کر دیا جائے۔

تَوَثَّرَهُمْ أَثْرًا - تَهَيَّجَهُمْ عَلَى الْمَعَاصِي تَهَيُّجًا شَدِيدًا بِأَنْوَاعِ التَّسْوِيلَاتِ وَالْوَسَاوِسِ - براہِیختہ

کرتے ہیں انہیں شدید نگت کے ساتھ۔

إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا - نَعُدُّهَا عَدًّا - أَي قَلِيلَةً - كَمَا قِيلَ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةً - ان کی قلیل عمر گنی ہوئی ہے جیسے دَرَاهِمَ مَعْدُودَةً کے معنی قلیل و ذلیل رقم کے ہیں۔

وَقَدًّا - أَي رُكْبَانًا كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ الْوَفْدُ إِلَّا الرَّكْبُ - سوار - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وفد نہیں مگر سوار۔

وَرَادًّا - أَي عِطَاشًا - پیاسے کے معنی میں مستعمل ہے۔

أ - قَالَ الرَّاعِبُ الْأَدُّ الْمُنْكَرُ - نہایت بری بات الْخِطَابُ عَنْ كَمَالِ السُّخْطِ وَشِدَّةِ الْغَضَبِ - انتہائی غضب و شدت سے مخاطبہ کرتے وقت بولتے ہیں۔

هَذَا - تَحَرُّ - مَهْدُودَةٌ - منہدم ہونا - کرنا۔

أَحْصَاهُمْ - حَصَرَهُمْ وَ أَحَاطَ بِهِمْ - نگاہ میں رکھنا اور ان پر محیط ہونا۔

وَعَدَاهُمْ عَدًّا - أَي عَدَّ أَشْخَاصَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ وَأَفْعَالَهُمْ - نگاہ میں رکھنا ان کی حرکات اور سانس اور افعال کو۔

فَرَادًّا - أَي مُنْفَرِدًا - تنہا - اکیلا۔

وَدًّا - أَي مُودَّةً فِي الْقُلُوبِ - دلوں میں محبت پیدا کرنا۔

قَوْمًا لَدًّا - قَالَ الرَّاعِبُ الْخِصْمُ الشَّدِيدُ وَ عَنْ قَتَادَةَ اللَّدُّ ذُو الْجَدَلِ - جھگڑالو اور سخت مخالف۔

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ - هَلْ بِمَعْنَى مَا - یعنی نہیں مَا تَشْعُرُ بِأَحَدٍ مِنْهُمْ - نہیں دیکھتا تم میں سے انہیں کوئی۔

رَاكِّزًا - أَي صَوْتًا خَفِيًّا - ہلکی بھنک یا کسکناہٹ۔

”أَلَمْ تَرَ أَنَا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكُفْرَيْنَ نَتُوسُّهُمْ أَخْرًا ﴿١٢﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿١٣﴾“

اے محبوب کیا نہ دیکھا آپ نے کہ ہم نے شیطان بھیجے کافروں پر جو ابھارتے ہیں انہیں پوری طرح کفر و معصیت پر تو آپ ان پر عجلت نہ فرمائیں ہم نے ان کی قلیل مدت عمر گن رکھی ہے۔

تَوَسُّهُمْ أَخْرًا پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شیاطین ان پر مسلط کر دیئے ہیں کہ تُغْرِبُهُمْ وَ تَهَيِّجُهُمْ عَلَى الْمَعَاصِي تَهَيِّجًا شَدِيدًا بِأَنْوَاعِ التَّسْوِيَلَاتِ وَالْوَسَاوِسِ - انہیں ابھارتے رہتے ہیں معاصی کے لئے پورا ابھارنا انواع و وساوس کے ساتھ۔

فَإِنَّ الْأَزْوََالَهَزَّ وَالْإِسْتِفْزَارَ أَخَوَاتٍ مَعْنَاهَا شِدَّةُ الْإِزْعَاجِ - از اور ہز اور استفز از یہ مترادف المعنی ہیں جو سختی سے ابھارنے کے معنی دیتے ہیں۔

وَ فِيهَا تَسْلِيَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ان

کے انکار اور تشدد پر آپ پرواہ نہ فرمائیں ان کی زندگی کی ساعتیں ہم گن رہے ہیں عنقریب یہ ہلاک ہوں گے۔

إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا - بَيَانُ اقْتِرَابِ هَلَاكِهِمْ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْقَ لَهُمْ إِلَّا يَوْمٌ وَأَنْفَاسٌ نَعُدُّهَا عَدًّا أَي قَلِيلَةً

كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى دَرَاهِمَ مَعْدُودَةً - ہم ان کی ساعتیں گن رہے ہیں عنقریب ان کی ہلاکت ہوگی کچھ دن باقی ہیں۔



عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ بَكَى - آپ جب یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تو رو پڑتے۔

ابن سہاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مامون کے پاس تھے تو جب یہ آیت کریمہ پڑھی تو مامون نے کہا جب سانس بھی گئے ہوئے ہیں اور ان میں کچھ بھی سانس بڑھ نہیں سکتے تو پھر عمر بڑھانے کی آرزو کرنا بے معنی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

إِنَّ الْحَيِّبَ مِنَ الْأَحْبَابِ مُخْتَلَسٌ      لَا يَمْنَعُ الْمَوْتَ بَوَّابٌ وَلَا جَرَسٌ  
وَ كَيْفَ يَفْرَحُ بِالدُّنْيَا وَلَدَّتْهَا      فَتَى يُعَدُّ عَلَيْهِ اللَّفْظُ وَالنَّفْسُ

دوست دوستوں سے مل جل کر بیٹھے ہوتے ہیں کہ وہ موت کو چوکیدار اور نگران سے نہیں روک سکتے پھر کیوں دنیا اور اس کی لذتوں سے خوش ہو جبکہ ایک جوان کی زندگی کی گھڑیاں گنی ہوئی ہیں۔

بقول شاعر

غنیمت جان رل مل بیٹھنے کو !      جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے  
خلاصہ یہ کہ إِنَّمَا نَعُدُّ أَعْمَالَهُمْ لِنُجَازِيَهُمْ عَلَيْهَا - ان کے عمل گئے ہوئے ہیں تاکہ ہم انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیں۔

”يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفِدَاءً - جس دن ہم محشور کریں گے پرہیزگاروں کو رحمن کی طرف سواریوں پر۔“  
وفد کے معنی رکبان کے ہیں یعنی سوار۔ کَمَا أَخْرَجَهُ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -  
وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ طُرُقٍ عَنِ عَلِيِّ كَرَّمَ  
اللَّهُ وَجْهَهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلِ  
الْوَفْدُ إِلَّا الرِّكْبُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ إِذَا خَرَجُوا مِنْ قُبُورِهِمْ أُسْتَقْبِلُوا بِبُوقٍ بَيْضٍ لَهَا أَجْنِحَةٌ وَعَلَيْهَا رِخَالُ  
الدَّهَبِ شَرَكُ نِعَالِهِمْ نُورٌ يَتَلَاوَأُ كُلُّ خُطْوَةٍ مِنْهَا مِثْلُ مَدِّ الْبَصْرِ وَيَنْتَهُونَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ - الْحَدِيثُ -  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وسلم وفد ركب ہی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو سفید چمکتے براق کی  
طرف جائیں گے جن کے بازو ہوں گے اور ان پر سونے کے جھول ہوں گے ان کے سموں سے نور پھیلتا ہوگا۔ منہائے نظر  
تک حتی کہ وہ جنت میں پہنچیں گے۔

وَأَصْلُ الْوَفْدِ جَمْعٌ وَافِدٌ كَالْوُفُودِ وَالْأَوْفَادِ وَالْوَفْدُ مِنْ وَفَدَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ يَفْدُو فِدَاءً وَوُفُودًا وَ  
وَفَادَةً وَافَادَةً - قَدِيمٌ - آنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

”وَتَسُوقُ الْمَجْرُمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وَرِدًّا - اور ہانکیں گے ہم مجرموں مشرکوں کو جہنم کی طرف پیاسا۔“  
وَرِدًّا - بمعنی عطاش یعنی پیاسے کے ہیں۔

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جنتی طائفہ کے متعلق چند احادیث ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ بلا حساب و کتاب جن کا داخلہ ہوگا ان کی علیحدہ علیحدہ شانیں ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ -  
يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ رَجُلٌ -  
وَالنَّبِيُّ مَعَهُ رَجُلَانِ -  
وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ -  
وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ -

فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا فَرَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ أُمَّتِي فَقِيلَ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ -  
ثُمَّ قِيلَ أَنْظِرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ -

فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا أَمَا نَحْنُ فَوَلَدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلَكِنْ قَدْ آمَنَّا بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَؤُلَاءِ أَبْنَاؤُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ - الْحَدِيثُ -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم پر جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں۔

تو نبی تشریف لے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ ایک امتی تھا۔

اور نبی جا رہے تھے ان کے ساتھ دو امتی تھے۔

اور نبی جا رہے تھے مگر ان کے ساتھ کوئی امتی نہ تھا۔

اور نبی جا رہے تھے ان کے ساتھ ایک جماعت تھی۔

کہ میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی تو میں نے خیال کیا کہ شاید یہ میری امت ہے تو مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔

پھر مجھے کہا گیا ملاحظہ فرمائیے تو میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی اور مجھے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ ہیں جو جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔

پھر لوگ متفرق ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر نہ فرمایا کہ وہ ستر ہزار کون ہوں گے۔

پھر صحابہ علیہم رضوان میں ان کا مذاکرہ ہو رہا تھا کہ ہم وہ ہیں کہ شرک میں ہماری پیدائش ہوئی البتہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کو ماننے والے ہیں اور یہ ہماری اولاد ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نجوم کے ذریعہ استراق نہیں کرتے اور آئندہ کے حالات نہیں نکالتے

اور طیرہ یعنی چھوت چھات نہیں مانتے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ الی آخر الحدیث۔

اور ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا حَسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعِينَ أَلْفًا وَثَلَاثَ حَشِيَّاتٍ مِنْ حَشِيَّاتِ رَبِّي۔

فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جنت میں میری امت سے ستر ہزار ایسے داخل ہوں گے جن سے نہ حساب ہوگا نہ عذاب اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار علیحدہ ہیں اور تین انجھلے (مشت بھر) اور جنت میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انجھلوں میں سے۔ انجھلا اردو میں وہی ہے جسے پنجابی میں بک کہتے ہیں۔

اس پر بروایت عمر رضی اللہ عنہ واضح کیا ہے کہ بک یعنی انجھلا اللہ تعالیٰ کا وہ ہے جس کا توازن اور اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

قَالَ هِشَامُ هَذَا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُدْرِي مَا عَدَدُهُ۔

بعض اخبار میں مذکور ہے کہ من يدخل الجنة بغير حساب۔ وہ کوئی جو بلا حساب جنت میں جائیں گے وہ یہ ہیں:

۱- حَامِدِينَ اللَّهَ تَعَالَى فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَاللَّهُ فِي حَمْدِ خُوشِ وَنَمٍ فِي كَرْنِ وَالِے۔

۲- وَالَّذِينَ تَتَجَانَفِي جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔ اور وہ جن کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ رہیں۔

۳- وَالَّذِينَ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ اور وہ جنہیں تجارت اور بیع اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے۔

۴- وَالَّذِينَ يَمُوتُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ ذَاهِبًا أَوْ رَاجِعًا۔ اور وہ جو مکہ آتا یا جاتا مرے۔

۵- وَطَالِبُ الْعِلْمِ۔ اور طالب علم دین۔

۶- وَالْمَرْأَةُ الْمُطِيعَةُ لِزَوْجِهَا۔ اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی مطیع ہو۔

۷- وَالْوَالِدُ الْبَارُّ بِوَالِدَيْهِ۔ اور وہ اولاد جو والدین کی فرمانبردار ہو۔

۸- وَالرَّحِمُ الصَّبُورِ۔ اور رحم کرنے والا۔ مصائب پر صبر کرنے والا۔ (مبحث الشفاعة)

”لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا۔ کوئی شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جنہوں نے

رحمان کے پاس سے عہد لے لیا ہے۔“

اس کے یہ معنی ہیں لَا يَمْلِكُ الْعِبَادُ أَنْ يَشْفَعُوا لِغَيْرِهِمْ إِلَّا مَنْ اتَّصَفَ مِنْهُمْ بِمَا يَسْتَاهِلُ مَعَهُ أَنْ

يَشْفَعُ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْعَهْدِ۔ وَفَسَّرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالتَّبَرُّيُّ مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ عَدَمُ رَجَاءٍ أَحَدٍ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى۔

بندوں میں سے کوئی مجاز و مختار نہیں کہ کسی کی سفارش کر سکے۔

مگر جو ان میں سے اہل ہو وہ شفاعت کرے گا اور اس سے مراد عہد ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تفسیر سید

المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی:

کہ وہ اہل ہے جو لا اله الا الله کی شہادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں طاقت و قوت بالذات نہ مانے۔

اور مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ میں بھی استثناء ہے یعنی کون ہے وہ جو سفارش کرے اللہ تعالیٰ کے حضور مگر



اس کی اجازت سے ایک شفاعت تو یہ ہے جو بعد اذن حاصل ہو۔ اور دوسری شفاعت وہ ہے جس کے متعلق ارشاد ہے:

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَكَ إِلَّا لِمَنْ أِذِنَ لَهُ۔ اور نہیں نفع دے گی شفاعت اس کے حضور مگر اس کی جسے اذن مل چکا ہے جیسے ہمارے حضور سید یوم النشور ﷺ کے اول سے ہی ماذون بالشفاعت ہیں اور اولیاء، انبیاء، اصفیاء، حفاظ و علماء حتیٰ کہ شیر خوار اطفال رضیع حتیٰ کہ ساقط شدہ بچے ان کی شفاعت بھی مفید ہوگی مگر بعد اذن الہی عزوجل۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ باب شفاعت اس وقت تک نہ کھلے جب تک حضور ﷺ جلوہ آرائے مسند شفاعت نہ ہوں۔ (حدیث)

اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ قدس سرہ نے ایک حدیث کا مضمون شعر میں فرمایا ہے وہو ہذا۔

خلیل و نجی مسیح و منی سبھی سے کہی کہیں نہ بنی

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي لَيَشْفَعُ لِلْفِتَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلرَّجُلِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک آدمی جماعتوں کو سفارش کر کے جنت میں لے جائے اور ایک آدمی، آدمی کی سفارش کرے اور اس کے گھر والوں کی اور ان کی بخشش کرا کر جنت میں لے جائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو آیہ کریمہ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا نازل ہو چکی ہے۔ اب آگے یہود و نصاریٰ اور کفار عرب کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

”وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا۔ اور بولے نصاریٰ و یہودی کہ رحمن نے اولاد پکڑی۔“

یہ تذکرہ ہے یہود و نصاریٰ کا کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اور ملائکہ علیہم السلام کو بنات اللہ قرار دیا تعالیٰ شانہ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔

حالانکہ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ فرما کر یہ ثابت فرمادیا گیا کہ جو بندے ہیں وہ بیٹے نہیں ہو سکتے چنانچہ اس کے جواب میں کمالِ خط و شدت غضب کا اظہار ہے حَيْثُ قَالَ۔

”لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِذَا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا۔ بے شک تم لائے ہماری طرف زبردست بری بات۔ قریب ہے کہ آسمان ان باتوں سے پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ منہدم ہو جائیں تمہاری اس بکواس پر کہ اللہ کی اولاد ہے۔“

اس میں جِئْتُمْ شَيْئًا إِذَا فرما کر ان کے قول کا ابطال فرمایا گیا اور مخاطبہ میں کمالِ خط و شدت غضب سے ان کے قول پر تشبیح و تشبیح فرمائی اور ان کی نہایت وقاحت اور جرأت پر اظہار ناراضگی فرمایا گیا اس لئے کہ إِذَا کے معنی منکر کے ہیں یا إِذَا امر عجیب یا منکر شدید پر بولا جاتا ہے۔

پھر تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ فرما کر اور بھی نفرت کا مظاہرہ فرمادیا اور وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا سے اس کی وضاحت کر دی گئی۔

پھر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی آسمان وزمین کے متعلق واضح ہوتا ہے کہ وہ حساس ہیں۔ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ الْمُنْدَرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّرْكَ فَرَعَتْ مِنْهُ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَجَمِيعُ الْخَلَائِقِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ وَكَوْنُ أَنْ يَزُلْنَ مِنْهُ تَعْظِيمًا لِلَّهِ تَعَالَى وَفِيهِ اثْبَاتُ الْفَهْمِ لِتِلْكَ الْأَجْرَامِ وَالْأَجْسَامِ لَا يُقْبَلُ بِهِنَّ۔

فرماتے ہیں شرک سے آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جمیع مخلوقات گھبراتی ہیں سوائے ثقلین کے اور قریب ہے کہ وہ متزلزل ہو جائیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں اور اس میں اس امر کا ثبوت ہے کہ انہیں باوجود اجرام و اجسام ہونے کے فہم ہے جتنا ان کے لائق ہے۔

اور درمنثور میں آیہ کریمہ پر ابن منصور اور ابن مبارک اور ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ اور ابن ابی حاتم سے اور طبرانی و بیہقی سے شعب الایمان میں طریق عون سے عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے قَالَ إِنَّ الْجَبَلَ لَيُنَادِي الْجَبَلَ بِاسْمِهِ يَا فَلَانُ هَلْ مَرَّبِكَ الْيَوْمَ أَحَدٌ ذَاكِرٌ لِلَّهِ تَعَالَى فَإِذَا قَالَ نَعَمْ اسْتَبْشَرَ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہاڑ پہاڑ کو نام لے کر پکارتا ہے اے فلاں! کیا آج کوئی تجھ پر سے ذاکر الہی گزرا تو اگر وہ کہتا ہے ہاں تو وہ خوشی مناتا ہے۔

اور اس پر قرآنی دلیل لائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ۗ چنانچہ ابن الصلت بھی باوجود کافر ہونے کے کہہ گیا:

وَ فِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

اور جو اللہ تعالیٰ کی اولاد کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کیا یہ سمجھتا ہے کہ وہ ذات خالق قادر علیم حکیم ہے اور جو خالق ہے وہ مخلوق کو بیٹا کیسے بنا سکتا ہے جو قادر ہے وہ مقدر کو اولاد کیونکر کہہ سکتی ہے معبود کا ولد عابد کیسے ہو سکتا ہے۔ تَعْلَىٰ عَمَّا يُصِفُونَ۔ (روح المعانی) چنانچہ

”أَنْ دَعَا الرَّاحِمِينَ وَلَدًا“ فرمایا۔ یعنی تمہارے اس کہنے سے، کہ اللہ کی اولاد ہے، آسمان وزمین لرز رہے ہیں۔

”وَمَا يَتَّبِعِي الرَّاحِمِينَ أَنْ يَتَّخِذُوا لَدًّا“ ۙ۔ اور رحمن کو زیبا ہی نہیں کہ وہ اولاد پکڑے۔“ اس لئے کہ

”إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمَنِ عَبْدًا“ ۙ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا۔ جو کچھ آسمانوں

اور زمین میں ہیں وہ سب رحمن کے حضور بندے ہیں اور وہ گئے ہوئے ہیں۔“

اور ارشاد ہے وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ۗ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ كَوَلَّىٰ شَيْءٍ مَّا تَسْبِيحُ ۗ كَوَلَّىٰ شَيْءٍ مَّا تَسْبِيحُ ۗ كَوَلَّىٰ شَيْءٍ مَّا تَسْبِيحُ ۗ اور حمد کرتی ہے

اللہ تعالیٰ کی مگر تم اس تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ وَالثَّقَلَيْنِ۔ یعنی کوئی نہیں ملائکہ سے اور

ثقلین سے۔

إِلَّا آتَى الرَّحْمَنِ عَبْدًا ۗ أَىٰ وَهُوَ مَمْلُوكٌ لَّهُ تَعَالَىٰ يَأْوِي إِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالْعُبُودِيَّةِ وَ الْإِنْقِيَادِ

لِقَضَائِهِ وَقَدْرِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى - مگر آئے گا رحمن کے حضور بندہ ہو کر یعنی وہ مملوک ہوگا اور آئے گا اللہ تعالیٰ کے حضور عبودیت کے ساتھ اور تسلیم کرتا ہو اس کی قضا و قدر کو۔

لَقَدْ أَحْضَاهُمْ وَعَدَاهُمْ عَدَاً ۝۱۳ - حَصْرَهُمْ وَأَحَاطَ بِهِمْ بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يَخْرُجُ أَحَدٌ مِنْهُمْ مِنْ حَيْطَةٍ عِلْمِهِ وَقَبْضَةُ قُدْرَتِهِ جَلَّ جَلَالُهُ - اِيَّ عَدَاً أَشْخَاصَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ وَأَفْعَالَهُمْ فَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ عِنْدَهُ تَعَالَى بِمِقْدَارٍ - انہیں محصور کر رکھا ہے اور ان کا احاطہ ایسے طور پر ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی نکل سکے مخلوق میں سے اس کے حیضہ علم و قبضہ قدرت سے اور گئے ہوئے ہیں ان کی ذاتیں اور سانس اور افعال تو یقیناً ہر شے اس کے حضور ایک مقدار میں ہے۔

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝۱۵ - اِيَّ مُنْفَرِدًا مِنَ الْآتِبَاعِ وَالْأَنْصَارِ مُنْقَطِعًا إِلَيْهِ تَعَالَى غَايَةَ الْإِنْقِطَاعِ مُحْتَاجًا إِلَى إِعَانَتِهِ وَرَحْمَتِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَيْفَ يُجَانِسُهُ وَيُنَاسِبُهُ يَتَّخِذُهُ وَلَدًا -

اور سب اس کے حضور تنہا اور منفرد آئیں گے اپنے اتباع و انصار سے منقطع اور قطعی منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت و اعانت کے محتاج ہو کر تو کس طرح مجانت و مناسبت ہوگی کہ وہ اولاد پکڑے اور اپنا شریک بنائے۔ تَعَالَى عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ غُلُوًّا كَبِيرًا -

ایک قول یہ ہے کہ آیہ کریمہ کا مفہوم یوں ہے:

اِيَّ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْعَابِدِينَ وَالْمَعْبُودِينَ آتِيهِ عَزَّ وَجَلَّ مُنْفَرِدًا عَنِ الْآخِرِ فَيَنْفَرِدُ الْعَابِدُونَ عَنِ الْأَلِهَةِ زَعَمُوا أَنَّهَا أَنْصَارٌ وَ شَفَعَاءُ وَالْمَعْبُودُونَ عَنِ الْآتِبَاعِ الَّذِينَ عَبَدُوهُمْ وَذَلِكَ يَقْتَضِي عَدَمَ النِّفْعِ وَ يَنْتَفِي بِذَلِكَ الْمُجَانِسَةُ لِمَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ تَبَارَكَ وَتَعَالَى -

یعنی ہر ایک اہل سماوات و ارض خواہ وہ عابد ہوں خواہ معبود سب تنہا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں اور وہ عابد جو اپنے دنیاوی معبودوں کو گمان کرتے تھے کہ یہ ہمارے مددگار اور شفیع ہیں ان سے علیحدہ ہو کر آئیں اور وہ اتباع جنہیں پوجتے تھے علیحدہ ہوں۔

اس سے واضح ہو جائے گا کہ ان سے نفع نہیں حاصل ہوا اور یہ امر بھی منقش ہوگا کہ ذات ملک الملک کے ساتھ مجانت قطعاً نہیں۔

آگے مومنین رحمہم اللہ کا تذکرہ حسب اسلوب بیان قرآن فرمایا جاتا ہے۔

”إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا - بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب کرے گا رحمن ان کے لئے چاہنے والے۔“

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِيَّ مَوَدَّةً فِي الْقُلُوبِ لِإِيمَانِهِمْ وَعَمَلِهِمُ الصَّالِحِ وَالْمَشْهُورُ أَنَّ ذَلِكَ الْجَعْلُ فِي الدُّنْيَا - یعنی لوگوں کے دلوں میں ان کے ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے محبت ہوگی اور مشہور قول یہ ہے کہ یہ دنیا میں مومنین کے لئے کیا جائے گا۔

بخاری و مسلم، ترمذی، عبد بن حمید وغیرہ رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ تَعَالَى عَبْدًا انَادَى جِبْرِيْلُ ابْنِي قَدْ أَحْبَبْتُ فَلَانَا فَاجِبُهُ فِينَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي الْأَرْضِ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندے کو محبوب بناتا ہے جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے میں نے فلاں بندے کو محبوب بنایا تو تو بھی اسے محبوب رکھ تو آسمانوں میں ندا دی جاتی ہے پھر اس کے لئے محبت زمین پر نازل ہوتی ہے۔ یہ ہے آیہ کریمہ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا -

### شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے

ذِكْرَ أَنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْمُهَاجِرِينَ إِلَى الْحَبَشَةِ مَعَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَدَّ سُبْحَنَهُ أَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ مَحَبَّةً فِي قَلْبِ النَّجَاشِيِّ -

یہ آیہ کریمہ مہاجرین حبشہ کی شان میں اتری ہے جبکہ وہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ ان کی محبت قلب نجاشی میں ڈال دی جائے گی۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ لَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَ جَدَّ فِي نَفْسِهِ عَلَى فِرَاقِ أَصْحَابِهِ بِمَكَّةَ مِنْهُمْ شَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ فَانزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ -

جب مہاجرین نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو ان کے فراق کا اثر شیبہ، عتبہ اور امیہ کے دل میں پیدا ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور جبائی رحمہ اللہ اس طرف گئے کہ اس آیت کا نتیجہ آخرت میں ملے گا کہ جنت میں تمام اہل جنت بھائی بھائی ہوں گے اور آمنے سامنے تخت نشین ہوں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ سب کی نیکیاں سب کے سامنے کم زیادہ پیش ہوں گی اور ان میں کسی قسم کا شک نہ ہوگا۔  
”فَاتِمَا يَسِّرُنَهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَ تُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا -“ تو ہم نے یہ قرآن کریم اے محبوب آپ کی زبان میں نازل فرما کر آسان کیا تاکہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو بشارت دیں اور جھگڑالو، ضدی، ہٹلی قوم کو ڈرائیں۔“  
قَوْمًا لُدًّا سے مراد عاند جاحد مراد ہے وَاللُّدُّ جَمْعُ الْأَلْدِ وَهُوَ كَمَا قَالَ الرَّاعِبُ الْخَصْمُ الشَّدِيدُ - لُدُّ كِي جَمْعُ الدِّهِ - وَهُوَ سَخْتٌ جَهْلُ الْوَلُو -

”وَ كُمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ ۖ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا -“ یعنی ہم نے بہت سے لوگ ان سے پہلے ہلاک کر ڈالے جن کے وجود کو تم محسوس بھی نہیں کرتے اور ان کی بھنبھناہٹ بھی نہیں سنتے۔“  
رِكَزًا - أَيْ صَوْتًا خَفِيًّا - بَارِكْ آوَاظُ كَيْ مَعْنَى فِي مَسْتَعْمَلٍ هَلْ تُحِسُّ أَيْ مَا تَشْعُرُ بِأَحَدٍ مِنْهُمْ - یعنی انہیں ان میں سے کسی کا شعور بھی نہیں۔

## سُورَةُ طه

## متعلقات سورة

اس سورہ مبارکہ کو سورہ کلیم بھی کہتے ہیں۔ کما ذکر السخاوی فی جمال القرآن۔ اسے کی بتاتے ہیں کما اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس و ابن الزبیر رضی اللہ عنہم۔ اور بعض نے فاصِبْرٌ عَلٰی مَا يَقُولُونَ کو اس سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ اور جلال الدین سیوطی اس کے بعد کی آیت کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں اور اس پر بزرگوار ابو یعلیٰ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں۔ جو ابورافع سے مروی ہے:

قَالَ أَضَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَيْفًا فَأَرْسَلَنِي إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَنْ أَسْلِفْنِي دَقِيقًا إِلَى هِلَالٍ رَجَبٍ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا بَرَهْنُ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَمِينٌ فِي السَّمَاءِ أَمِينٌ فِي الْأَرْضِ فَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ عِنْدِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ الْآيَةَ۔

ابورافع فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ مہمان آئے تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے پاس آنا لینے بھیجا اور رجب تک کا قرض کہا۔ یہودی بولایوں نہیں مگر رہن کے ذریعہ میں دوڑگا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی خبر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم بخدا ہم آسمان اور زمین میں امین ہیں ابھی میں وہاں سے نہ اٹھا تھا کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ الخ اسی بنا پر علامہ دوانی ایک سو چوبیس آیتیں شامی اور پینتیس آیتیں کوفی اور چار آیتیں حجازی بتاتے ہیں اور دو آیتیں بصری کہتے ہیں۔

تو گویا سورہ طہ کی ۱۶۰ آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع۔

اور چونکہ سورہ مریم میں اور قصص میں انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ بسط و اختصار سے بیان کیا گیا ہے جیسے حضرت زکریا، یحییٰ عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر ہو چکا یا جیسے ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اور اجمالاً موسیٰ علیہ السلام کا بھی تذکرہ ہوا۔

تو اس سورہ مبارکہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کو ذرا بسط سے بیان کیا گیا تاکہ اجمال کی تصریح ہو جائے۔

اور سورہ مریم کا افتتاح جس طرح حروف مقطعات سے کیا تھا اسی طرح سورہ طہ کو بھی مقطعات سے شروع کیا ہے۔

اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ سورہ مبارکہ سورہ مریم کے بعد ہی نازل ہوئی ہے۔

اس کی فضیلت میں دارمی، ابن خزیمہ، طبرانی، بیہقی، توحید، اوسط، شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

راوی ہیں:

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَرَأَ طهَ وَيَسَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْفِي عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ قَالَتْ طُوبَى لَأُمَّةٍ يَنْزِلُ عَلَيْهَا هَذَا وَ طُوبَى لَأَجْوَابٍ تَحْمِلُ هَذَا وَ طُوبَى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهَذَا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل طہ اور یس کی قرأت فرمائی جب ملائکہ نے اس قرأت کو سنا تو کہنے لگے اس امت کو مبارک جس پر یہ سورتیں نازل ہوں اور سینوں کو مبارک جن میں یہ سورتیں محفوظ ہوں اور ان زبانوں کو مبارک جو ان مبارک سورتوں کو پڑھیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام قرآن اہل جنت سے اٹھا لیا جائے گا تو وہ قرآن سے کچھ نہ پڑھیں گے مگر سورہ طہ اور یس کہ یہ دونوں سورتیں جنت میں بھی پڑھیں گے۔

### آیات شامی، کوفی، بصری، مکی، مدنی کی تحقیق

جو آیتیں اور سورتیں مکہ میں نازل ہوئی انہیں مکہ کہتے ہیں۔

جو آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں وہ مدنیہ کہلاتی ہیں۔

اور بعض نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے کہ

جو کچھ ہجرت سے پہلے نازل ہوا خواہ وہ مکہ میں یا طائف میں اترنا خواہ کسی اور جگہ وہ سب مکی ہیں۔

اور جو بعد ہجرت نازل ہوا خواہ وہ مدینہ میں اترنا یا قبایا راستہ میں یا خیبر میں یا تبوک میں یا سفر میں وہ سب مدنی ہے۔

متاخرین نے قرآن کریم کی ہر سورۃ کے اول اس کا بیان لکھ دیا ہے کہ یہ مکی ہے یا مدنی اور اس کی اس قدر آیات ہیں۔

پھر موسم سرما میں نازل ہوئی یا گرما میں صبح نازل ہوئی یا شام کو، دن میں آئی یا رات میں، سفر میں اتری یا حضر میں اس کی

تصریح کچھ ضروری نہیں تھی۔ لیکن بعض محدثین نے آیات صنفی و شتائی۔ لیلیٰ و نہاری، سفری و حضری کو بھی جداگانہ بیان کر دیا ہے۔

غرضکہ نزول آیات و سور کی ترتیب اصلی قرار دینے کے لئے ہر رمضان میں جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں دور کرنے کے لئے حاضر آتے اور آخری رمضان میں دوبارہ فرمایا تا کہ نزول قرآن کی تقدیم و تاخیر کو درست کر

دیا جائے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور لوح محفوظ کے مطابق قرآن کریم کو ترتیب فرمادیا جو آج تک اہل اسلام میں موجود ہے اور

قیامت تک رہے گا کما فی تفسیر التاقان۔

قرآن مجید میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

اور آیات کی تعداد میں اہل کوفہ، اہل شام اور اہل بصرہ اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کا اختلاف ہے۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جس گروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وقف فرماتے دیکھا انہوں نے اسے آیت سمجھ لیا اور جس

گروہ نے وصل کرتے دیکھا انہوں نے دونوں کو ایک آیت سمجھ لیا۔

اسی وجہ میں اہل کوفہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چھتیس آیتیں ہیں۔ مدنیوں کے نزدیک ۶۲۱۴ آیتیں ہیں اکثر کے

نزدیک ۶۶۶۶ آیتیں ہیں۔

متاخرین نے ہر آیات پر کہیں شامی کہیں کوفی لکھ دیا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ آیت کوفہ یا شام میں نازل ہوئی ہے۔

بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ علماء کوفہ نے اسے آیت مانا اور علماء شام نے اسے آیت کہا ہے اور یہی کچھ بصرہ وغیرہ سے مراد

ہے۔



چنانچہ ”ھ“ یہ پانچ آیتوں کی علامت ہے جو کوئیوں اور بھریوں کے نزدیک یا صرف کوئیوں کے نزدیک ہیں۔  
 ”ع“ سے عشرہ مراد ہے یہ علامت دس آیتوں کی ہے جیسے ”ھ“ سے خمسہ مراد لیا گیا۔  
 ”عب“ میں ”ع“ سے عشرہ اور ”ب“ سے بھرہ مراد ہے یعنی بھریوں کے نزدیک دس آیتیں۔  
 ”خب“ سے ختم اور ”ب“ سے بھرہ مراد ہے یعنی بھریوں کے نزدیک پانچ آیتیں یہاں ختم ہیں۔  
 ”تب“ سے مراد یہ ہے کہ یہ آیت بھریں کے نزدیک ہے ”ت“ آیت کی ”ب“ بھریں کی۔  
 ”لب“ لالیس کا گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ یہاں اہل بھرہ آیت نہیں مانتے (انتہی مختصراً)۔  
 اب ط میں ”ط“ اور ہ اور الف ہے۔

اس کے تاویلی معنی تو ویسے ہی کئے جاسکتے ہیں جیسے ہم نے سورہ بقرہ کے شروع میں کئے ہیں۔ یعنی ”ط“ کے عدد نو اور ”ہ“ کے عدد ۵ جمع چودہ ہوئے۔

اور چودہ تاریخ کا چاند کامل ہوتا ہے تو اس پر باب الاشارة میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
 قِيلَ طه فِي الْحِسَابِ اَرْبَعَةٌ عَشْرٌ وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى مَرْتَبَةِ الْبَدْرِيَّةِ فَكَانَهُ قِيلَ يَا بَدْرَ سَمَاءِ عَالَمِ  
 الْاِمْكَانِ - طه کے چودہ عدد ہوتے ہیں اس میں اشارہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ بدریت کی طرف گویا کہا گیا اے  
 سماء عالم امکان کے چاند!

علاوہ اس کے اور بھی چند توجیہ فرماتے ہیں حَيْثُ قَالَ:

طه - يَا طَاهِرًا يَا هَادِيًا اِلَيْنَا - اے ہمارے جلوہ کے ساتھ پاک اور ہماری طرف ہدایت فرمانے والے محبوب!  
 اَوْ يَا طَائِفَ كَعْبَةِ الْاَحَدِيَّةِ فِي حَرَمِ الْهَوِيَّةِ وَ هَادِي الْاَنْفُسِ الزَّكِيَّةِ اِلَى مَقَامَاتِ الْعَلِيَّةِ - اس کا  
 یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے اے طائف کعبہ احدیت حرم ہویت میں اور اے ہادی نفس زکی عالی مقامات کی طرف!  
 وَ قِيلَ اِنَّ ط لِكُوْنِهَا بِحِسَابِ الْجُمَلِ تِسْعَةٌ وَاِذَا جُمِعَ مَا اِنطَوَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْاَعْدَادِ اَعْنَى  
 وَاِحْدٍ وَاِلْتِنِينَ وَاِلْتِنِينَ وَاِلْتِنِينَ وَ هَكَذَا اِلَى التَّسْعَةِ بَلَّغَ خَمْسَةَ وَاَرْبَعِينَ - اِشَارَةٌ اِلَى اَدَمَ لَانَ اَعْدَادِ  
 حُرُوفِهِ كَذَلِكَ وَ ه لِكُوْنِهَا بِحِسَابِ الْجُمَلِ خَمْسَةَ وَمَا اِنطَوَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْاَعْدَادِ تَبْلُغُ خَمْسَةَ  
 عَشْرَ اِشَارَةٌ اِلَى حَوَا بِلا هَمْزَةٍ وَاِلْاِشَارَةُ بِمَجْمُوعِ الْاَمْرَيْنِ اِلَى اَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اَبُو الْخَلِيْقَةِ -

فَكَانَهُ قِيلَ يَا مَنْ تَكُوْنَتْ مِنْهُ الْخَلِيْقَةُ وَقَدْ اَشَارَ اِلَى ذَلِكَ الْعَارِفُ بِنُ الْفَارِضِ قُدَسَ سِرُّهُ  
 بِقَوْلِهِ عَلَى لِسَانِ الْحَقِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ -

وَ اِنِّي وَاِنْ كُنْتُ بِنُ اَدَمَ صُوْرَةً فَلِي مِنْهُ مَعْنَى شَاهِدٌ بِاَبُوْتِي  
 وَقَالَ فِي ذَلِكَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْغَنِيِّ نَابِلْسِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ -

طه النَّبِيُّ تَكُوْنَتْ مِنْ نُوْرِهِ كُلُّ الْبَرِيَّةِ ثُمَّ لَوْ تَرَكَ الْقَطَا  
 الف نذا کا اور چاند سے استعارہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا کیا گیا ہے۔ تو گویا فرمایا گیا اے ماہ کامل!

علاوہ ازیں آلوسی رحمہ اللہ اس پر لکھتے ہیں کہ

قَالَ السُّدِّي الْمَعْنَى يَا فُلَانُ - اس کے معنی ہیں اے فلان!

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - ابن عباس بھی یہی فرماتے ہیں۔

حسن، جبیر، عطا، عکرمہ، مجاہد سے کہتے ہیں إِنَّ الْمَعْنَى يَا رَجُلُ - اس کے معنی ”اے مرد کامل“ کے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ لغت نبطی ہے یا حبشی، عبرانی ہے یا سریانی، بعض کہتے ہیں یہ لغت عکلم سے ہے اور بعض نے

کہا یہ لغت عک سے ہے۔

اور کلبی کہتے ہیں اگر لغت عک میں یا رجل پکارا جائے تو جواب نہ ملے گا حتیٰ کہ طاہا کہا جائے اور طبری نے اس پر متمم

بن نویرہ کا قول بھی کیا ہے۔

دَعَوْتُ بِطَاهَا فِي الْقِتَالِ فَلَمْ يُجِبْ فَخِفْتُ عَلَيْهِ أَنْ يَكُونَ مَوَائِلًا

اور ابن منذر اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ إِنَّهُ قَسَمَ أَقْسَمَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ وَ

هُوَ مِنْ أَسْمَائِهِ سُبْحَانَهُ - یہ قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء سے قسم یاد فرمائی۔

اور ابو جعفر کہتے ہیں إِنَّهُ مِنْ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء مبارک

سے ہے۔

اور ایک جماعت قراء جیسے ابو حنیفہ، حسن، عکرمہ ورش طہ کو فتح طاہا سکون ہا پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے أَنْ يَطَأَ الْأَرْضَ بِقَدَمَيْهِ - کہ آپ اپنے دونوں پائے اقدس سے زمین کھوندیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز کو قیام فرماتے تو ایک پیر پر قیام فرمایا کرتے تو اللہ تعالیٰ نے طہ فرمایا کہ دونوں

قدموں پر قیام فرمائیں۔

اس سورۃ میں ۸ رکوع، ایک سو پینتیس (۱۳۵) آیات، ۱۶۴۱ کلمات اور ۵۲۴۲ حروف ہیں۔

اب اس کے بعد رکوع شروع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا مہربان ہے

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ طہ - پ ۱۶

اے ماہ کامل نہ اتارا تم پر قرآن اس لئے کہ تم مشقت میں

طہ ﴿١﴾ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ﴿٢﴾

پڑو

مگر نصیحت اسے جو ڈرے

إِلَّا تَذَكَّرَ لَعَلَّ يَخْشَى ﴿٣﴾

اتارا ہوا اس کا جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو

تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ﴿٤﴾

وہ رحمن ہے عرش پر استواء فرمانے والا (جیسا کہ اس کی

الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ﴿٥﴾

شایان شان ہے)

اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو ان کے بیچ میں ہے اور جو اس گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ جانتا ہے بھید اور زیادہ پوشیدہ ۔

اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی اسی کے ہیں نام اچھے اور کیا تمہیں آئی خبر موسیٰ کی

جب اس نے ایک آگ دیکھی تو بولا اپنی بیوی سے ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر آ رہی ہے شاید میں لاسکوں اس میں سے کوئی چنگاری یا پاؤں آگ پر راہ

تو جب آئے اس کے پاس تو ندا دی گئی اے موسیٰ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں تو تم اتار ڈالو جو تیاں بے شک تم پاک جنگل طوی میں ہو

اور ہم نے تمہیں پسند کیا تو اب سنو جو تمہیں وحی ہو بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھے پوجو اور قائم رکھ نماز میری یاد کے لئے

بے شک قیامت آنے والی ہے ممکن تھا کہ میں اسے چھپاتا سب سے تاکہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے تو نہ رو کے تجھے اس سے جو ایمان نہیں لاتا اور پیرو ہو اپنی خواہش کا تو وہ ہلاک ہوگا

اور کیا ہے یہ تیرے سیدھے ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں اور بھی کام ہیں

فرمایا ڈال دے اسے اے موسیٰ

تو ڈال دیا اس نے تو وہ دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا فرمایا پکڑ لے اور نہ خوف کر کہ عنقریب ہم اسے لوٹا دیں گے پہلی حالت میں

اور ملا اپنا ہاتھ طرف اپنے بازو کے خوب سپید نکلے گا بلا

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ①

وَ اِنْ تَجَهَّرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاخْفٰى ②

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ③ وَ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوسٰى ④

اِذْ رَا نَارًا نَّارًا فَقَالَ لِاَهْلِيْهِ امْكُثُوْا اِنِّىْ اَنْتُمْ نَارًا تَلْعَلٰى اَتِيْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجْدٌ عَلٰى النَّارِ هُدٰى ⑤

فَلَمَّا اَنْتَهٰى نُودِىْ يٰمُوسٰى ط

اِنِّىْ اَنَا رَبُّكَ فَاخْذِعْ نَعَلَيْكَ ٧ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ط

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَبِعْ لِيْ اَيُّوْحٰى ⑧

اِنِّىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِيْذِكْرِىْ ⑨

اِنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِيُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ⑩

فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاَتَّبِعْ هَوٰٓءَهُ فَتَرْدٰى ⑪

وَمَا تِلْكَ بِيْ يٰمُوسٰى ⑫

قَالَ هِيَ عَصٰى اَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاَهْبٰشٌ بِهَا عَلٰى غَنِيٍّ وَاٰلِ فِيْهَا مَا رُبُّ اٰخِرٰى ⑬

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوسٰى ⑭

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ⑮

قَالَ خُذْهَا وَاَلَّا تَخَفُ ١٦ سَنُعِيْدُهَا سَيِّرَتَهَا الْاُوْلٰى ١٧

وَاضْمُ يَدِكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجُ بِيْضًا مِّنْ



غَيْرِ سَوْءٍ آيَةً أُخْرَى ۝  
لِنُرِيكَ مِنَ الْآيَاتِ الْكُبْرَى ۝  
إِذْ هَبَّ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ۝

کسی مرض کے دوسری نشانی  
تا کہ ہم دکھائیں تجھے اپنی نشانیاں بڑی بڑی  
جا فرعون کی طرف بے شک اس نے سرکشی کی

### حل لغات پہلا رکوع - سورۃ طہ - پ ۱۶

طہ	مَا نَهَيْتُمُ النَّاسَ أَنْ يَمْسُوكَ آلِهَتَهُمْ لِيَتَشْفُوا لِيَكُونَ لَهُمْ عِزٌّ بِيَدِ آلِهَتِهِمْ تَبْرَأُونَ لَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عِلْمٌ بِإِلَهِكَ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا وَمَا نَزَّلْنَا بِآيَاتِنَا إِلَّا لِقَوْمٍ كَافِرِينَ	مَا نَهَيْتُمُ النَّاسَ أَنْ يَمْسُوكَ آلِهَتَهُمْ لِيَتَشْفُوا لِيَكُونَ لَهُمْ عِزٌّ بِيَدِ آلِهَتِهِمْ تَبْرَأُونَ لَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عِلْمٌ بِإِلَهِكَ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا وَمَا نَزَّلْنَا بِآيَاتِنَا إِلَّا لِقَوْمٍ كَافِرِينَ
الْقُرْآنِ - قرآن	لِتَشْفَى - کہ تو مشقت اٹھائے	لِتَشْفَى - کہ تو مشقت اٹھائے
لِيَمُنَّ - اس کے لئے جو	يَخْشَى - ڈرے	يَخْشَى - ڈرے
خَلَقَ - پیدا کیا	الْأَرْضِ - زمین	الْأَرْضِ - زمین
الرَّحْمَنِ - رحمن نے	عَلَى - اوپر	عَلَى - اوپر
لَهُ - اسی کا ہے	مَا - جو	مَا - جو
وَمَا - اور جو	فِي - بیچ	فِي - بیچ
بَيْنَهُمَا - ان کے درمیان ہے	وَمَا - اور جو	وَمَا - اور جو
وَأَنْ - اور اگر	تَجْهَرُ - ظاہر کرے تو	تَجْهَرُ - ظاہر کرے تو
يَعْلَمُ - جانتا ہے	السِّرِّ - پوشیدہ	السِّرِّ - پوشیدہ
لَا إِلَهَ - نہیں کوئی معبود	إِلَّا - مگر	إِلَّا - مگر
الْأَسْمَاءُ - نام ہیں	الْحُسْنَى - اچھے	الْحُسْنَى - اچھے
حَدِيثًا - بات	مُوسَى - موسیٰ کی	مُوسَى - موسیٰ کی
نَارًا - آگ	فَقَالَ - تو کہا	فَقَالَ - تو کہا
إِنِّي - بے شک میں نے	انستُ - دیکھی ہے	انستُ - دیکھی ہے
إِيتِيَكُمْ - لاؤں تمہارے پاس	مِنْهَا - اس سے	مِنْهَا - اس سے
أَجْدُ - پاؤں میں	عَلَى - اوپر	عَلَى - اوپر
فَلَمَّا - پھر جب	آتَهَا - آیا اس کے پاس	آتَهَا - آیا اس کے پاس
إِنِّي - بے شک	أَنَا - میں	أَنَا - میں
نَعْلَيْكَ - اپنی جوتیاں	إِنَّكَ - بے شک تو	إِنَّكَ - بے شک تو
طُومِي - طوی میں ہے	وَأَنَا - اور میں نے	وَأَنَا - اور میں نے
فَاسْتَمِعْ - تو سن	لَهَا - وہ جو	لَهَا - وہ جو
أَنَا - میں	اللَّهُ - اللہ ہوں	اللَّهُ - اللہ ہوں
أَنَا - میں	فَاعْبُدْنِي - سو تو عبادت کر میری	فَاعْبُدْنِي - سو تو عبادت کر میری
	وَأَقِمِ - اور قائم کر	وَأَقِمِ - اور قائم کر
	الصَّلَاةَ - نماز کو	الصَّلَاةَ - نماز کو

لِذِكْرِي - میری یاد کے لئے اِنَّ - بے شک  
 اَكَادُ - قریب ہے کہ میں اُخْفِيهَا - چھپاؤں اسے  
 نَفْسِي - آدی بِهَا - جو  
 يَصُدُّكَ - روک دے تجھ کو عَنْهَا - اس سے  
 بِهَا - اس پر  
 نَذَالِي - ہاتھ میں  
 عَصَايَ - میری لاٹھی ہے  
 بِهَا - اس کے ساتھ  
 فِيهَا - اس میں  
 اَلْقَهَا - ڈال دے اس کو  
 فَاِذَا - تو ناگہاں  
 قَالَ - فرمایا  
 سُنْعِيْدًا - جلدی لوٹائیں گے ہم اس کو  
 وَاَصْبَمُ - اور ملا  
 تَخْرُجُ - نکلے گا  
 اَيَّةٌ - یہ نشانی ہے  
 مِنْ اٰيَاتِنَا - اپنی نشانیاں  
 فِرْعَوْنَ - فرعون کی  
 السَّاعَةَ - قیامت  
 لِيُجْزِيَ - تاکہ بدلہ دیا جائے  
 تَسْعَى - اس نے کوشش کی  
 مَنْ لَّا - وہ جو نہیں  
 هُوَ - اپنی خواہش کی  
 تِلْكَ - یہ  
 قَالَ - کہا  
 اَتَوَكَّؤُا - ٹیک لگاتا ہوں میں  
 عَلٰى - اوپر  
 مَارِبُ - فائدے ہیں  
 لِيُؤَدِّيَ - اے موسیٰ  
 هِيَ - وہ  
 خُذْهَا - پکڑ اس کو  
 سِيْرَتَهَا - اس کی حالت  
 اِلٰى - طرف  
 مِنْ غَيْرٍ - بغیر کسی  
 لِنُرِيْكَ - تاکہ دکھائیں ہم تجھ کو  
 اِذْهَبْ - جا  
 اِلٰى - طرف  
 اَتِيَّتْ - آنے والی ہے  
 فَتَرْدِيْ - تو تجھے تردد میں  
 بِسَيِّئِكَ - تیرے دائیں  
 هِيَ - یہ  
 وَاَهْلُهَا - اور پتے جھاڑتا ہوں  
 وَوَلِيَّ - اور میرے  
 قَالَ - فرمایا  
 فَالْقَمْحَا - تو ڈال دیا اس نے اس کو  
 حَيَّةٌ - سانپ تھا  
 وَلَا - اور نہ  
 سِيْرَتَهَا - اس کی حالت  
 اِلٰى - طرف  
 مِنْ غَيْرٍ - بغیر کسی  
 لِنُرِيْكَ - تاکہ دکھائیں ہم تجھ کو  
 اِذْهَبْ - جا  
 اِلٰى - طرف

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

”طہ ﴿۱﴾ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى ﴿۱﴾ اِلَّا تَذْكُرًا لِّمَنْ يَّحْسَبُ - اے ماہ کامل! ہم نے نہیں اتارا تم پر یہ قرآن کریم کہ تم مشقت میں پڑو۔ مگر یہ اس کے لئے نصیحت ہے جو ڈرے۔“

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ تو گویا مقصد ارشاد یہ ہوا:

مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِتَتَّعِبَ بِالْمُبَالَغَةِ فِي مُكَابَدَةِ الشَّدَائِدِ فِي مُقَاوَلَةِ الْعُتَاةِ وَ مُجَاوَرَةِ الطُّغَاةِ وَ فَرَطِ النَّاسِ عَلٰى كِفْرِهِمْ بِهِ وَالتَّحْسُرِ عَلٰى اَنْ يُؤْمِنُوْا بِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ بَلْ لِيُبَلِّغَ وَ تَذَكَّرَ وَقَدْ فَعَلْتَ فَلَا عَلَيْكَ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا وَغَيْرِ ذٰلِكَ۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ محنت میں پڑ جائیں اور جو ایمان نہ لائے ان کے افسوس میں رہیں اور اسی آرزو میں لیل و نہار گزار دیں کہ یہ سب ایمان لائیں بلکہ آپ پر تبلیغ حکم ہے اور یہ آپ فرما چکے اب آپ کے

ذمہ نہیں کہ وہ ایمان ہی لائیں۔

اگر ایمان قبول نہ کریں تو عذاب پائیں گے۔ چنانچہ ابن مردویہ رحمہ اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے اس کا مفہوم اسی طرح بیان فرماتے ہیں جو سابقہ مفہوم کے ہی موافق ہے۔

أَيُّ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِتَتَّعِبَ نَفْسَكَ وَحَمَلَهَا عَلَى الرِّيَاضَاتِ الشَّاقَّةِ وَالشَّدَائِدِ الْقَادِحَةِ وَمَا بُعِثْتَ إِلَّا بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ - یہ قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت کرتے کرتے اپنی جان ہلاک فرمائیں اور ریاضات شاقہ میں پڑیں آپ کو نرم اور صاف دین کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو جہل اور نضر بن حارث اور مطعم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت عبادت کی طرف مائل پایا کہ إِنَّكَ لَتَشْقَى بِتَرْكِ دِينِنَا وَإِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَيْكَ لِتَشْقَى بِهِ فَرَدَّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ ذَلِكَ - یا ماہ کامل ما انزلناہ علیک کما قالوا۔ کہ یہ قرآن آپ پر مشقت میں ڈالنے کو نازل ہوا اور آپ ہمارا دین چھوڑ کر مشقت میں پڑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کہ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا جیسا کہ ابو جہل اور نضر بن حارث بک رہے ہیں۔

اور تشقی - شقاء سے ہے اور شقا عربی محاورہ میں ضد سعادت کی جگہ مستعمل ہے یعنی مشکل اور سختی اور محنت کی جگہ اس لغت کا استعمال ہوتا ہے۔

تو خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا کہ

اے ماہ کامل! محبوب عالم! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ تم مشقت میں پڑو اور تمام شب قیام کی تکلیف برداشت کرو۔

چنانچہ شان نزول میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت الہی عزوجل میں اتنی جہد فرماتے کہ تمام شب قیام میں گزارتے حتیٰ کہ پائے اقدس متورم ہو جاتے۔

اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی اور روح الامین نے بحکم رب العالمین حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اپنے نفس پاک کو بھی کچھ راحت دیں اس لئے کہ عَلَيْكَ لِنَفْسِكَ حَقٌّ - آپ پر آپ کی جان کا بھی حق ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے کفر اور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہ غایت متاسف و متحسر رہتے تھے اور خاطر اقدس میں اس سبب سے رنج و ملال رہا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! آپ رنج و ملال کی کوفت نہ اٹھائیں یہ قرآن کریم آپ کو مشقت میں ڈالنے اور رنج و حسرت میں رکھنے کے لئے نازل نہیں ہوا۔

”إِلَّا تَذَكَّرَ لَعَنَ يَخْشَى - مگر یہ نصیحت ہے اس کے لئے جو خوف و خشیت رکھتا ہو۔“

وہ اس سے متمتع ہوگا اور ہدایت پائے گا۔

”تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ۖ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ۗ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى - اتارا ہوا ہے اس کا جس نے بنائے زمین اور بلند آسمان اور رحمن نے عرش



پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے مابین ہے اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے۔

## تعریف عرش

وَالْعَرْشُ فِي اللُّغَةِ سَرِيرُ الْمَلِكِ - عرش لغت میں تخت شاہی کو کہتے ہیں۔

وَفِي الشَّرْعِ سَرِيرٌ ذُو قَوَائِمٍ لَهُ حَمَلَةٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَوْقَ السَّمَوَاتِ مِثْلَ الْقُبَّةِ وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ لَهُ قَوَائِمًا -

کَمَا أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَطَمَ وَجْهَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ قَدْ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُوهُ فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِالسُّوقِ وَهُوَ يَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ -

فَقُلْتُ يَا خَبِيثُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْنِي غَضَبَةٌ فَلَطَمْتُهُ -  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يُصَعَّقُونَ وَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُوزِي بِصَعْقَةِ الطُّورِ -

وَعَلَى أَنَّ لَهُ حَمَلَةً مِّنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَوْلُهُ تَعَالَى الَّذِينَ يَحْبِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ -

اور عرش اصطلاح شرع میں وہ تخت ہے جس کے پائے ہیں اور اسے حاملان عرش ملائکہ علیہم السلام آسمانوں کے اوپر مثل قبا اٹھائے ہوئے ہیں۔

اور اس پر صحیحین کی وہ حدیث دلیل لاتے ہیں جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا جس کے منہ پر طمانچہ لگا ہوا تھا۔

اس نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے ایک صحابی نے میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسے بلاؤ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے طمانچہ کیوں مارا۔

عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وسلم میں بازار سے گزر رہا تھا کہ یہ کہہ رہا تھا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر میں برگزیدہ کیا۔

میں نے کہا اوجبیث! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر برگزیدہ کیا تو اس نے مجھے غضب ناک ہو کر پکڑا تو میں نے اس کے طمانچہ مار دیا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء میں فضیلتیں نہ دیا کرو اس لئے کہ لوگ جب ہول محشر میں ہوں تو میں سب سے اول لوگوں کی خبر گیری کرنے آؤں تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا پایہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔

میں نہیں جانتا کہ یہ مقام انہیں اس وقت سے پہلے مل چکا ہوگا یا صاعقہ طور کے بعد عطا ہوا ہوگا اور اس عرش پر حاملان عرش ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ۔

وَمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلِكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّ مَا بَيْنَ أُذُنَيْهِ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِ مِائَةِ سَنَةٍ وَعَلَى أَنَّهُ فَوْقَ السَّمَوَاتِ مِثْلَ الْقُبَّةِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں حملہ عرش کے اس فرشتہ سے گفتگو کر لوں جس کے دونوں کانوں کے درمیان کندھے تک سات سو برس کی بعد مسافت ہے اور آسمانوں سے اوپر وہ مثل قبہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں بھی صفت عرش یہی بیان ہوئی ہے۔

مَجْدُوا اللَّهَ فَهُوَ لِلْمَجْدِ أَهْلٌ رَبَّنَا فِي السَّمَاءِ أَمْسَى كَبِيرًا  
بِالْبِنَاءِ الْعَالِي الَّذِي بِهِ النَّاسُ وَسَوَى فَوْقَ السَّمَاءِ سَرِيرًا  
شُرُجًا لَاقِيًا لَهُ طَرْفُ الْعَيْنِ تَرَى حَوْلَهُ الْمَلَائِكُ صُورًا

شرحاً۔ يَعْنِي عَالِيًا۔ صُورًا جَمْعُ الصُّورِ وَهُوَ الْمَائِلُ الْعُنُقِ لِنَظَرِهِ إِلَى الْعُلُوِّ۔

اللہ تعالیٰ کی حمد کرو کہ وہ حمد کا اہل ہے۔ ہمارا رب ہے آسمانوں میں سب سے بڑا۔

بلند عمارت ایسی کہ لوگ اس بلندی کو نہ پہنچ سکیں جس نے آسمانوں پر استواء فرمایا تخت تک۔

اتنا بلند کہ آنکھ اس کے معائنہ سے معذور اور تو دیکھے گا اس کے گرد ملائکہ کی صورتیں ہیں۔

اور ایک جماعت اہل کلام کی اس طرف ہے کہ

وہ مستدیر ہے اور ہر جانب سے عالم پر محیط ہے اور وہ محدود الجہات اور اکثر نے اسی کو فلک اطلس اور فلک تاسع کہا ہے۔

اور ایک قول کسی حبر کا ہے کہ الْعَرْشُ كِنَايَةٌ عَنِ الْمُلْكِ وَالسُّلْطَانِ۔ عرش کنایہ ہے مملکت اور حکومت سے۔

اس پر بعض محققین نے کہا کہ یہ صریح تحریف کلام الہی ہے۔ اس لئے کہ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ

ثَمِينًا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخِذْ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ

الْعَرْشِ وَهُوَ يَقُولُ أَخِذْ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْمُلْكِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ عرش کا پایا پکڑے ہوئے تھے تو کیا

اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ملک کا ایک پایا پکڑے ہوئے تھے۔

اور وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمِينًا کے معنی بھی یہی ہوں گے کہ ملائکہ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی مملکت

اس دن اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

اور یہ جو حدیث میں ہے کہ إِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ تو اس کے معنی بھی یہی لئے جائیں

گے کہ مملکت رحمن اور سلطنت اہل گئی۔

حالانکہ یہ مراد ہرگز نہیں اور نہ کوئی ایسا کہہ سکتا ہے جسے ادنیٰ فہم و ذوق ہوگا۔ (روح المعانی)  
یہ قول بھی تو صرف ایک حبر کا ہے اس پر تو یقین اہل کتاب ہی کر سکتے ہیں ہمیں اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔  
البتہ ہمارا عقیدہ یہ ہو سکتا ہے جو ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب صفۃ العرش میں لکھا اور حاکم نے اپنی مستدرک میں شرط  
شیخین پر سعید بن جبیر سے اور ابن عباس سے نقل کیا قَالَ الْكُرْسِيُّ مَوْضِعُ الْقَدَمَيْنِ وَالْعَرْشُ لَا يُقَدَّرُ قَدْرَهُ إِلَّا  
اللَّهُ تَعَالَى۔ کرسی موضع قدمین ہے اور عرش اس کی مقدار کوئی نہیں بتا سکتا مگر اللہ تعالیٰ۔

### تَعْرِيفُ اسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ

وَإِلْتِوَاءِ عَلَى الشَّيْءِ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِرْتِفَاعِ وَالْعُلُوِّ عَلَيْهِ۔ اور استواء علی العرش بمعنی ارتفاع اور  
علو آیا ہے۔

و بمعنی الاستقرار کما فی قوله تعالیٰ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ۔ لِتَسْتَوِيَ عَلَى ظُهُورِهِ۔ یہ استواء ذات  
واجب تعالیٰ شانہ کے لئے محال ہے۔

تو یہاں استواء بمعنی استیلاء ہی مانا جاسکتا ہے جیسے محاورہ میں بولتے ہیں اسْتِوَاءَ بَشْرٍ عَلَى الْعِرَاقِ۔ وَتُعَقَّبُ  
بِأَنَّ الْإِسْتِيْلَاءَ مَعْنَاهُ حُصُولُ الْغَلْبَةِ بَعْدَ الْعِجْزِ وَذَلِكَ مُحَالٌ فِي حَقِّهِ تَعَالَى۔ ایسا استیلاء وغلبہ بعد عجز  
کے ہوتا ہے اور یہ حق تعالیٰ شانہ کے لئے محال ہے۔

چنانچہ علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اس استحالہ کو اس طرح اٹھایا ہے کہ۔

استیلاء کی تفسیر اقتدار فرمائی۔ چنانچہ فرمایا إِذَا فَسِّرَ الْإِسْتِيْلَاءُ بِالْإِقْتِدَارِ زَالَتْ هَذِهِ الْمَطَاعِنُ بِالْكُلِّيَّةِ۔  
علامہ زنجیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں لَمَّا كَانَ الْإِسْتِوَاءُ عَلَى الْعَرْشِ وَهُوَ سَرِيرُ الْمَلِكِ لَا يَحْصِلُ إِلَّا  
مَعَ الْمَلِكِ جَعَلُوهُ كِنَايَةً عَنِ الْمَلِكِ فَقَالُوا اسْتَوَى فُلَانٌ عَلَى الْعَرْشِ يُرِيدُونَ مَلِكًا وَإِنْ لَمْ  
يَقْعُدْ عَلَى الْعَرْشِ الْبَتَّةِ۔

استواء علی العرش۔ تخت نشینی کے معنی میں آتا ہے اگرچہ وہ تخت پر قطعاً نہ بیٹھا ہو۔ یہ ایسے ہی محاورہ ہے جیسے يَدُ فُلَانٍ  
مَبْسُوطَةٌ۔ و يَدُ فُلَانٍ مَغْلُوبَةٌ۔ کہہ کر جو ادو بخیل مراد لیتے ہیں۔

علامہ زنجیری رحمہ اللہ نے امام غزالی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ کے کیا معنی ہیں تو آپ نے  
منظوم جواب دیا جو یہ ہے:

### حکایة طریفہ

رَوَى أَنَّ الزَّمَحْشَرِيَّ سَأَلَ الْإِمَامَ الْغَزَالِيَّ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى فَاجَابَ

بِقَوْلِهِ۔ اشعار

قُلْ لِمَنْ يَفْهَمُ عَنِّي مَا أَقُولُ      أَتْرُكُ الْبَحْثَ قَدْ أَشْرَحَ بِطُولِ  
ثُمَّ سِرٌّ غَامِضٌ مِّنْ دُونِهِ      قَصُرَتْ وَاللَّهِ أَعْنَاقُ الْفُحُولِ



أَنْتَ لَا تَعْرِفُ إِيَّاكَ وَلَا  
 لَا وَلَا تَدْرِي صِفَاتًا رُكِبَتْ  
 أَيْنَ مِنْكَ الرُّوحُ فِي جَوْهَرِهَا  
 هَذِهِ الْأَنْفَاسُ قَدْ تَحْضُرُهَا  
 تَأْكُلُ النَّجْبَ وَلَا تَعْرِفُهُ  
 فَإِذَا كَانَتْ طَوَائِكَ الَّتِي  
 كَيْفَ تَدْرِي مَنْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى  
 فَهُوَ لَا كَيْفَ وَلَا أَيْنَ لَهُ  
 وَهُوَ فَوْقَ الْفَوْقِ لَا فَوْقَ لَهُ  
 جَلَّ ذَاتًا وَ صِفَاتًا وَ عَلَا  
 تَدْرِي مَنْ أَنْتَ وَلَا كَيْفَ الْوُصُولُ  
 فِيكَ حَارَتْ فِي خَفَايَاهَا الْعُقُولُ  
 هَلْ تَرَاهَا أَوْ تَرَى كَيْفَ تَجُولُ  
 لَا وَلَا تَدْرِي مَتَى عَنْكَ تَزُولُ  
 كَيْفَ يَجْرِي فِيكَ أَمْ كَيْفَ تَبُولُ  
 بَيْنَ جَنبَيْكَ بِهَا أَنْتَ الْجَهُولُ  
 لَا تَقُلْ كَيْفَ اسْتَوَى كَيْفَ الْوُصُولُ  
 هُوَ رَبُّ الْكَيْفِ وَالْكَيْفُ يَحُولُ  
 وَ هُوَ فِي كُلِّ النَّوَاجِي لَا يَزُولُ  
 وَ تَعَالَى رَبُّنَا عَمَّا تَقُولُ

اور قاضی ابوالعلا صاعد بن محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاعتقاد میں حضرت امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا قول نقل کر کے فیصلہ ہی کر دیا۔

إِنَّهُ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْطِقَ فِي اللَّهِ تَعَالَى بِشَيْءٍ مِنْ ذَاتِهِ وَلَكِنْ يَصِفُهُ بِمَا وَ صَفَ سُبْحَانَهُ  
 بِهِ نَفْسَهُ وَلَا يَقُولُ بِرَأْيِهِ شَيْئًا تَبَارَكَ اللَّهُ تَعَالَى رَبُّ الْعَالَمِينَ۔  
 کسی کو بھی یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر اپنی طرف سے کچھ کلام کرے۔

بلکہ اس کی صفت اتنی ہی کرے جتنی اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی اور اپنی رائے سے کچھ نہ کہے اس لئے کہ وہ برکت والی ذات بلند و بالا ہے اور تمام عالموں کا رب ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بحث استواء پر مبسوط لکھا ہے ہم اس کا خلاصہ عرض کر دیتے ہیں۔  
 اسْتَوَى۔ قَالَ تَعَلَّبُ وَالزُّجَاجُ الْإِسْتِوَاءُ الْإِقْبَالُ عَلَى الشَّيْءِ وَقِيلَ هُوَ كِنَايَةٌ عَنِ الْعِزِّ وَالْمُلْكِ وَالسُّلْطَانِ۔

وَأَمَّا الْإِسْتِوَاءُ بِمَعْنَى اسْتَقَرَّ فَلَمْ يَثْبُتْ وَالْأَرْحُجُ اسْتِوَاءٌ يَلِيقُ بِهِ صِفَاتُهُ تَعَالَى وَ كَيْفِيَّةٌ مَجْهُولَةٌ۔  
 عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى پر آریوں نے بھی بہت سے اعتراضات گھڑے اور اس سے اللہ تعالیٰ کو مجسم قرار دے کر عرش پر متمکن بتاتے ہیں۔

اور یہ عقیدہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کی تقدیس کے خلاف ہے۔ اور مفسرین کے اقوال پر غور کئے بغیر ایسے خیالات فاسدہ کا سدہ پیدا ہوتے ہیں۔

غرضکہ جملہ مفسرین الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى پر استوی مان کر بھی لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ صحیح ہے لیکن اس کی کیفیت مجہول ہے ہم اس استوی کی کوئی نوعیت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔  
 تو آیت کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ رحمن نے عرش پر استوی فرمایا جیسا اس کی شان کے شایان ہے۔

نہ وہ استوی جو اس کی شان کے خلاف ہے۔

متاخرین کہتے ہیں کہ عرش سے مراد کوئی لکڑی یا سونے چاندی کا تخت نہیں کہ معاذ اللہ اس پر اللہ تعالیٰ بیٹھا ہو وہ اس سے منزہ و مبرا ہے بلکہ استوی علی العرش سے کنایہ ہے تخت حکومت کا جس پر وہ مسلط و متصرف ہے۔

اس نے مخلوق کو پیدا کیا آسمان وزمین سب بنائے پھر ان پر حکومت و تصرف فرمایا ان کی تدبیر و ترتیب کی۔

اور عرش سے مراد وہ آسمان لیا جاتا ہے جو سب کے اوپر اور سب کو محیط ہو جس نے عالم ناسوت کا احاطہ کر لیا ہے۔

پھر اس کے اوپر عالم ملکوت و ناسوت اور لاہوت ہے جہاں ملائکہ مقررین ہیں اور سب سے وراء الوریاء ہے۔ اسے

شریعت نے بطور کنایہ بادشاہ کا تخت بتا کر اس کے حضور میں ملائکہ کی حاضری اور آٹھ فرشتوں کا اسے سر پر اٹھائے ہوئے رہنے سے تعبیر کیا ہے۔

اور درحقیقت یہ ایسے باریک اسرار و استعارے ہیں کہ ان کی حقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک سید لولاک صلی

اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں ان پر ظاہر الفاظ لے کر اعتراضات کرنا الحاد و زندقہ ہے۔

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر  
ماہم چٹاں در اول وصف تو ماندہ ایم

”وَمَا يَبِينُهُمَا وَمَا تَحْتِ الشَّرَى“

شری پر آلو کی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَيُّ مَا تَحْتِ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ۔ شری ساتویں طبقہ ارضیہ کے نیچے کا حصہ ہے۔

مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَآخِرُ جَدِّ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَآخِرُ جَعْلَانَ عَنِ السُّدَمِيِّ اِنَّهُ

الصَّخْرَةُ الَّتِي تَحْتِ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَهِيَ صَخْرَةٌ خَضْرَاءُ۔ وہ ایک سحرہ ہے ساتویں زمین کے نیچے سبز رنگ کا۔

وَآخِرُ جَعْلَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَآخِرُ جَدِّ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَآخِرُ جَعْلَانَ عَنِ السُّدَمِيِّ اِنَّهُ

قَالَ الْمَاءُ قَبْلَ فَمَا تَحْتِ الْمَاءِ قَالَ ظُلْمَةٌ قَبْلَ فَمَا تَحْتِ الظُّلْمَةِ قَالَ الْهَوَاءُ قَبْلَ فَمَا تَحْتِ الْهَوَاءِ

قَالَ الشَّرَى قَبْلَ فَمَا تَحْتِ الشَّرَى قَالَ اِنْقَطَعَ عِلْمُ الْمَخْلُوقِينَ عِنْدَ عِلْمِ الْخَالِقِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ زمین کے نیچے کیا ہے؟

فرمایا پانی۔ عرض کیا پانی کے نیچے کیا ہے؟

فرمایا ظلمت۔ عرض کیا ظلمت کے نیچے کیا ہے؟

فرمایا ہوا۔ عرض کیا ہوا کے نیچے کیا ہے؟

فرمایا شری۔ عرض کیا شری کے نیچے کیا ہے؟

فرمایا مخلوق کا علم خالق کے علم تک منقطع ہو گیا۔

ایک طویل حدیث ابن مردودہ رحمہ اللہ سے ہے اس میں شری کی تعریف فرمائی گئی۔ الشَّرَى التُّرَابُ النَّدَى۔ شری

گیا مٹی ہے جو کہ بصر طینا۔ جو کچھ نہیں ہوتی۔

”وَ اِنَّ رَجْمًا بِالشَّقْوَلِ فَاِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفَى۔ اور اگر تو پیکار کربات کہے تو وہ سرو خشی اور خشی کو بھی جانتا ہے۔“

وَ اِنَّ رَجْمًا۔ میں مخاطبہ تمام کائنات سے ہے اور بحر میں ہے کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اس سے

مراد امت مرحومہ ہے اور بعض نے اس خطاب کو عام رکھا ہے گویا ارشاد ہے: ان ترفع صوتک ایہا الانسان بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى۔ اگر تو اے انسان آواز بلند سے پکارے تو بھی وہ جانتا ہے۔ ای ما اسررتہ الی غیرک و لم ترفع صوتک بہ۔ اگر تو مخفی رکھے اور بھید میں رکھے تو بھی وہ جانتا ہے۔

سر۔ عربی میں بھید کو کہتے ہیں اور بھید وہ ہے جسے آدمی پوشیدہ رکھتا اور چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ہے جسے انسان کرنے والا ہوتا ہے مگر وہ خود بھی نہیں جانتا اور اس سے ابھی اس کا ارادہ بھی متعلق نہیں ہوا اور اس کے خیال میں وہ کام نہیں آیا۔

ایک قول یہ ہے کہ بھید اس کو کہتے ہیں جسے انسان چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ اخفی وہ وسوسہ ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ بھید اسے کہتے ہیں جسے بندہ اور اس کا رب جانے اور کوئی نہ جانے اس سے زیادہ اخفی وہ اسرار ربانی ہیں جنہیں اللہ ہی جانتا ہے اور بندہ بھی نہیں جانتا۔

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں قول سے مراد ذکر الہی ہے یاد دعا اور اس میں اس امر کو واضح فرمایا کہ دعا میں جبر اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ ذکر الہی کونفس میں راسخ کرنے اور اسے غیر کے ساتھ مشغول ہونے سے روکنے کے لئے ہوتا ہے۔

”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے لئے ہیں سب اچھے نام۔“

وہ ذات مستجمع جمیع صفات واحد بالذات ہے اور اسماء و صفات محض عبارات ہیں اور تعدد عبارات تعدد معنی کو مقتضی نہیں ہوتا۔ بعینہ تعدد عبارات سے اس کی توحید ذاتی توحید میں رہے گی تعدد عبارات سے توحید ذات کے معنی میں تعدد لازم نہیں آ سکتا۔

”وَهَلْ أُنْتِكَ حَدِيثٌ مُوسَى۔ اور کہا تمہیں موسیٰ کی خبر آئی۔“

اس میں استفہام تقریری ہے اور ایک قول ہے کہ بل بمعنی قد ہے اور بعض نے کہا استفہام انکاری ہے۔ بہر کیف قصہ موسیٰ علیہ السلام کا علم حضور ﷺ کو تھا اسی وجہ میں اجمالاً اور اختصاراً واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تفصیل سے اسے ظاہر فرما رہے ہیں۔

كَمَا رَوَى أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَأْذَنَ شُعَيْبًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْخُرُوجِ مِنْ مَدْيَنَ إِلَى مِصْرَ لِمُزَارَاةِ أُمِّهِ وَأَخِيهِ وَقَدْ طَالَتْ مُدَّةُ جَنَابَتِهِ بِمِصْرَ وَرَجَا خَفَاهُ أَمْرَهُ فَأَذِنَ لَهُ۔

وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا غَيُورًا فَخَرَجَ بِأَهْلِهِ وَلَمْ يَصْحَبْ رُفْقَةً لِنَلَاتُرَى إِمْرَاتَهُ وَكَانَتْ عَلَى آتَانَ وَعَلَى ظَهْرِهَا جَوَالِقُ فِيهَا آثَاكُ الْبَيْتِ وَمَعَهُ غَنَمٌ لَهُ وَأَخَذَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى غَيْرِ الطَّرِيقِ مَخَافَةَ مَنِ مَلُوكِ الشَّامِ فَلَمَّا وَافَى وَادِي طُوًى وَهُوَ بِالْجَنَابِ الْعَرَبِيِّ مِنَ الطُّورِ وُلِدَ لَهُ ابْنٌ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ شَاتِيَةٍ مُثَلَّجَةٍ وَكَانَتْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَقَدْ ضَلَّ الطَّرِيقَ وَتَفَرَّقَتْ مَا شِئْتَهُ وَلَا مَاءَ عِنْدَهُ



وَقَدْ حَ فَصَلَهُ زَنْدَهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ رَأَى نَارًا عَلَى يَسَارِ الطَّرِيقِ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ -

موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کی طرف بہ اجازت حضرت شعیب علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ حضرت یوحنا ز اور اپنے بھائی حضرت ہارون سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے آپ اس واقعہ کی طرف سے مدت مدید گزر جانے کی وجہ سے، بے فکر ہو چکے تھے جو مصر میں داروغہ مطبخ فرعون کے طمانچہ مارا تھا اور وہ بقضائے الہی عزوجل مر گیا تھا۔

آپ کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے اور شاہان شام کے اندیشہ سے راہ چھوڑ کر جنگل جنگل قطع مسافت کر رہے تھے آپ کے ساتھ ایک گدھی تھی اس کی پشت پر جو لقیں یعنی زنبیلیں تھیں جس میں اثاث الیث تھا اور ایک بکری بھی آپ کے ساتھ تھی۔ گزرتے گزرتے جب آپ وادی طویٰ میں آئے تو آپ کی بیوی صاحبہ جو حاملہ تھی ان کو دروزہ شروع ہو گیا۔

اور آخرش جانب غربی میں جاتے ہوئے رات کے وقت سردی میں جب کہ برف پڑ رہی تھی اور اندھیری رات تھی۔ شب جمعہ کو صاحبزادے پیدا ہوئے اور آپ کو ایک درخت سے آگ چمکتی نظر آئی اس کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

”إِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنستُ نَارًا لَعَلَّيْتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبْسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى -  
جب دیکھی روشن آگ تو کہا اپنی بیوی سے ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے۔ شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر راستہ پاؤں۔“

امْكُثُوا - يَعْنِي أَقِيمُوا مَكَانَكُمْ - یہ امر ہے۔ اب اس خطاب میں ایک قول تو یہ ہے کہ بیوی، بچہ اور خادم کے لئے جمع کے صیغہ میں مخاطبہ فرمایا فوق الاثنین چونکہ جمع ہوتا ہے اس لئے امْكُثُوا فرمایا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ صرف بیوی صاحبہ کو ہی فرمایا اور جمع کے صیغہ سے مخاطبہ تخیم کے لئے ہے۔

إِنِّي آنستُ نَارًا - کے یہ معنی ہیں کہ أَبْصَرْتُهَا أَبْصَارًا بَيْنًا لَا شُبُهَةَ فِيهِ وَمِنْ ذَلِكَ أَنَسَانُ الْعَيْنِ وَالْإِنْسُ خِلَافُ الْجِنِّ - میں نے دیکھا ہے آگ کو کھلم کھلا روشن طریقہ سے جس میں کوئی شبہ نہیں اور اس سے انسان آنکھ کی پتلی کو بھی کہتے ہیں اور انس جنس جن کے خلاف ہے۔

وَقِيلَ الْإِنْسُ خِصَّ بِإِبْصَارِ مَا يُؤْنَسُ بِهِ - ایک قول یہ ہے کہ ایناس مخصوص آنکھ کے معائنہ کا ترجمہ دیتا ہے۔

وَقِيلَ بِمَعْنَى الْوَجْدَانِ - ایک قول ہے کہ آنستُ بمعنی وجدان ہے۔

”لَعَلَّيْتِيكُمْ مِنْهَا“ - أَيْ أَجِيئُكُمْ مِنَ النَّارِ - میں لاتا ہوں تمہارے لئے اس آگ سے۔“

بِقَبْسٍ - بِشُعْلَةٍ مُقْتَبَسَةٍ تَكُونُ عَلَى رَأْسِ عُودٍ - یعنی لکڑی کے کنارے جو چنگاری ہوتی ہے وہ مقتبسہ ہوتی ہے یعنی چنی ہوئی۔

”أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى - هَادِيًا يَدُلُّنِي عَلَى الطَّرِيقِ - یا پاؤں گا وہاں سے آگ کے لئے راہ یعنی وہاں ایسا کوئی مل جائے گا جو آگ کا راستہ اور ہمارا بھولا ہو راستہ بتا دے گا۔“

اس لئے کہ جنگل جنگل جاتے آپ راستہ بھول گئے تھے۔ كَمَا قَالَ الْأَلْوَسِيُّ عَنِ الرَّجَاحِ إِنَّ الْمُرَادَ هَادِيًا يَدُلُّنِي عَلَى الْمَاءِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ ضَلَّ عَنِ الْمَاءِ -  
”فَلَمَّا آتَتْهَا - پھر جب آیا آگ کے پاس۔“

فِي بَعْضِ الرَّوَايَاتِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي شَجَرَةِ غُنَابٍ خَضِرَاءَ۔ وہ آگ آپ نے عناب کے سرسبز درخت میں دیکھی تھی۔

وَآخَرَ جِ الْإِمَامِ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْدَرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهِ قَالَ لَمَّا رَأَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّارَ انْطَلَقَ يَسِيرًا حَتَّى وَقَفَ مِنْهَا قَرِيبًا فَإِذَا هُوَ بِنَارٍ عَظِيمَةٍ تَفُورُ مِنْ وَرَقِ شَجَرَةِ خَضِرَاءَ شَدِيدَةِ الْخُضْرَةِ۔

آپ نے وہاں ایک درخت سرسبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا۔ آپ کو ندا فرمائی گئی کما قال اللہ تعالیٰ۔

”نُودِي يَا مُوسَى ۖ إِنَّي أَنَا رَبُّكَ فَأَخَذَ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِآلِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔“

جوتے اتارنے کا حکم تعلیم تواضع اور احترام وادی اور خاک طویٰ سے برکت لینے کے لئے تھا۔ طویٰ اس وادی مقدس کا نام ہے جہاں یہ واقعہ ہوا۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقَدَرُوا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نُودِيَ يَا مُوسَى قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمُتَكَلِّمِ فَقَالَ تَعَالَى أَنَا رَبُّكَ فَوَسَّوَسَ إِلَيْهِ ابْلِيسُ اللَّعِينُ لَعَلَّكَ تَسْمَعُ كَلَامَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا عَرَفْتُ أَنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى بِأَنِّي أَسْمَعُهُ مِنْ جَمِيعِ الْجِهَاتِ بِجَمِيعِ الْأَعْضَاءِ۔

موسیٰ علیہ السلام کو جب ندا ہوئی یا موسیٰ تو آپ نے کہا یہ کون بولنے والا ہے تو باری تعالیٰ عز اسمہ نے فرمایا میں تیرا رب ہوں تو شیطان لعین نے تو سوس کرنا چاہا کہ شاید آپ یہ آواز شیطانی سن رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ کلام یقیناً اللہ تعالیٰ کا ہے اس لئے کہ یہ ندا میں اپنے ہر بن موسیٰ سن رہا ہوں اور اس ندا کے لئے میری قوت سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسم کان بن گیا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا کلیم اللہ کے خطاب سے مشہور ہونے کا باعث۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ عَنْ وَهْبِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا إِشْتَدَّ عَلَيْهِ الْهُولُ نُودِيَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَقِيلَ يَا مُوسَى فَاجَابَ سَرِيعًا وَمَا يَدْرِي مَنْ دَعَاهُ وَمَا كَانَتْ سُرْعَةُ إِجَابَتِهِ إِلَّا اسْتِيْنَسًا بِالْأَنْسِ فَقَالَ لَبَّيْكَ مِرَارًا إِنِّي لَا أَسْمَعُ صَوْتَكَ وَأَحْسُ حِسَّكَ وَلَا أَرَى مَكَانَكَ فَأَيْنَ أَنْتَ۔

جب موسیٰ علیہ السلام پر اس آگ کے عجیب و غریب طور پر نظر آنے سے خوف طاری ہو گیا تو آپ کو مخاطب کیا گیا

يَا مُوسَى۔

تو آپ نے گھبرا کر جلدی سے جواب دیا اور آپ یہ نہ جان سکے کہ آپ کو پکارنے والا کون ہے اور جلدی سے آپ کا جواب دینا غایت محبت میں تھا چنانچہ آپ نے چند بار لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ کہہ کر عرض کیا میں یقیناً تیری آواز سن رہا ہوں مگر تیرا مقام میں نہیں دیکھ سکا تو مجھے بتادے تو کہاں ہے۔

قَالَ أَنَا فَوْقَكَ وَمَعَكَ وَأَمَّا مَكَ وَخَلْفَكَ وَأَقْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ۔ فرمایا میں تیرے اوپر

اور تیرے ساتھ اور تیرے آگے اور پیچھے ہوں اور میں تیرے قریب تیری جان سے بھی زیادہ ہوں۔

فَلَمَّا سَمِعَ هَذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي ذَالِكَ إِلَّا لِلَّهِ تَعَالَى فَاتَّقَنَ بِهِ۔

تو جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو جان لیا کہ ان صفات کے ساتھ سوا اللہ تعالیٰ کے اور کون متصف ہو سکتا ہے تو یقین کر کے عرض کیا:

أَنْتَ يَا إِلَهِي فَكَلَامِكَ أَسْمَعُ أَمْ رَسُولِكَ قَالَ بَلْ أَنَا الَّذِي أَكَلِمُكَ - وَ لَا يَخْفَى تَخْرِيجُ هَذَا الْأَثَرِ عَلَى مَذْهَبِ السَّلَفِ وَ مَذْهَبِ الصُّوفِيَّةِ۔

اے میرے رب تو ہے تو میں کلام جو سن رہا ہوں وہ تیرا ہے یا تیرے بھیجے ہوئے فرشتہ کا تو جواب ملا نہیں بلکہ میں ہی وہ ہوں جو تجھ سے کلام کر رہا ہوں اور اس اثر کی تخریج میں کوئی اخفاء نہیں ہو سکتا تھا یعنی مذہب سلف صالحین اور صوفیاء کا ہے۔

آگے فرماتے ہیں ثُمَّ إِنَّ هَذَا الْأَثَرَ ظَاهِرٌ فِي أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ الْكَلَامَ اللَّفْظِي مِنْهُ تَعَالَى بِلا واسطۃ وَلِذَا أُخْتَصَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاسْمِ الْكَلِيمِ وَ هُوَ مَذْهَبُ جَمَاعَةٍ مِّنْ أَهْلِ السُّنَّةِ۔

پھر اس اثر سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کلام لفظی بلا واسطہ سننے کے قابل ہو گئے اور اسی وجہ سے آپ کلیم اللہ کے نام سے مختص ہو گئے یہی مذہب ایک جماعت اہل سنت کا ہے۔

”فَاخْتَدَمَ نَعْلَيْكَ“ خلع نعل کی حکمت اول بیان ہو چکی۔

مزید برآں مندرجہ ذیل حدیث حسن و مجاہد اور سعید بن جبیر و ابن جریج رحمہم اللہ سے بھی مروی ہے:

إِنَّهُمَا كَانَتَا مِنْ جِلْدِ بَقْرَةٍ ذُكِّيَتْ وَلَكِنْ أُمِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِخَلْعِهَا لِيُبَاشِرَ بِقَدَمَيْهِ أَرْضَ فَتُصِيبُهُ بَرَكَةُ الْوَادِي الْمُقَدَّسِ۔

نعلین مبارک گاؤ کی رنگی ہوئی کھال کی تھیں جو تار کر ننگے پیر چلنے میں یہ حکمت تھی کہ وادی مقدس کی زمین آپ کے قدموں کو اپنی برکت دے۔

”وَ أَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَبِعْ لِيَا يُوحَىٰ ۖ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۗ“  
إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِيُجْزِيَ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى ۗ“

اور میں نے تجھے پسند فرمایا تو سن جو تجھے وحی ہوتی ہے۔ بے شک میں ہی ہوں اللہ میرے سوا کوئی معبود نہیں مگر تو بندگی کر میری اور قائم رکھ نماز میری یاد کے لئے بے شک قیامت آنے والی ہے ممکن تھا کہ میں اسے سب سے پوشیدہ رکھتا تا کہ بدلہ پائے ہر جان اپنی کوشش کا۔

أَنَا اخْتَرْتُكَ۔ فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی گئی کہ میں نے تجھے تیری قوم میں سے نبوت و رسالت کے لئے اور شرف کلام سے مشرف فرمانے کو پسند کر لیا ہے۔ اب میرے احکام وحی کے ذریعہ سنو۔

”وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي“ اور نماز قائم رکھو میری یاد کے لئے۔

تا کہ تم مجھے یاد کرو اور اس یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو اور ریا کا اس میں قطعی دخل نہ ہو۔

دوسری صورت معنی کی یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نماز قائم رکھو تا کہ میں تمہیں اپنی رحمت سے یاد کروں۔



آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں خُصَّتِ الصَّلَاةُ بِالذِّكْرِ وَأُفْرِدَتْ بِالْأَمْرِ مَعَ إِندِرَاجِهَا فِي الْأَمْرِ بِالْعِبَادَةِ لِفَضْلِهَا وَ إِنَّا فَتَيْهَا عَلَى سَائِرِ الْعِبَادَاتِ بِمَا نِيَطْتُ بِهِ مِنْ ذِكْرِ الْمَعْبُودِ وَشُغْلِ الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ بِذِكْرِهِ وَقَدْ سَمَّاهَا اللَّهُ تَعَالَى إِيمَانًا فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي كَيْفِ تَارِكِهَا كَسَلًا كَمَا فُصِّلَ فِي مَحَلِّهِ۔

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي فِي نَمَازِكَ وَذَكَرَكَ كَرَكِ سَاتِهْ مَخْصُوصِ فَرَمَا كَرَامِ فِي اِقْرَارِ فَرَمَا يَابَا آ نَكِهْ اَمْرِ فِي عِبَادَتِ عَامِ هِيَ اِسْ كِي وَجِهْ عِبَادَتِ نَمَازِ كِي فَضِيلَتِ ظَاهِرِ كَرِنَا مَقْصُودِ تَهِي تَمَامِ عِبَادَتُوكِ بِرَكِهْ اِسْ فِي ذِكْرِ مَعْبُودِ حَقِيقِي اَوْرِدَلِ اَوْرِ زَبَانِ كَا اِسْ كِي ذِكْرِ فِي مَشْغُولِ رَكْنَا هِيَ يَهِي وَجِهْ هِيَ كِهْ اِسْ نَمَازِ كَا نَامِ اللّٰهِ تَعَالَى نِي اِيْمَانِ بَهِي رَكْنَا هِيَ جِي سِي كِهْ فَرَمَا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ اَوْرِ عُلَمَاءِ فِي اِسْ بِرَاخْتِلَافِ هِيَ كِهْ تَارِكِ نَمَازِ كَسَلِ كِي وَجِهْ سِي اَكْرِ هُو تُو وَهْ كَا فَرِ هِيَ يَانِهِي۔

چنانچہ لِيْ ذِكْرِي كِي لَامِ كُو اَبُو جَعْفَرِ لَامِ وَقْتِيهِ يَاتَعْلِيْلِيهِ فَرَمَا كَرِتَاتِي هِي وَ الْمُرَادُ اَقِمِ الصَّلَاةَ عِنْدَ ذِكْرِهَا اَوْ لَا جَلِ تَذَكُّرِهَا۔

” اِنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيهَا۔ بے شک قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں اسے چھپا رکھوں۔“  
گویا یہ فرمایا کہ اگر عبادت پہنجانے ادا کرتے رہے تو قیامت کے دن ذلت سے محفوظ رہو گے۔ یہ بات ہم مخفی رکھتے ہیں۔

” لِيْ جَزِي كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى۔ تاکہ ہر جان کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے۔“  
چنانچہ الْمُرَادُ الْاِخْبَارُ بَانَ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُخْفِي وَقْتِ اِتْيَانِهَا۔ بیان ساعت فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس کے آنے کا وقت مخفی رکھا۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہے بعض نے کہا یہ مخاطب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے الفاظ میں اور باعتبار معنی تمام امت سے مخاطب ہے حیث قال۔

” فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ اَلَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَهُ هُوَ فَتَرْدِي۔ تو ہرگز تجھے اس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا تو تو ہلاک ہو جائے۔“

صاحب مدارک کہتے ہیں کہ یہ خطاب بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے اور مراد اس سے امت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ یعنی جو قیامت پر ایمان نہ لائے تو وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ فَتَرْدِي كِي مَعْنِي فَتَهْلِكُ هِي لِيْعْنِي تُو هَلَاكِ هُو كَا۔

اس کے بعد اصل قصہ موسیٰ علیہ السلام شروع ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

” وَمَا تِلْكَ بِبَيْبِنِكَ يَوْمَئِذِي۔ اور کیا ہے یہ تیرے سیدھے ہاتھ میں اے موسیٰ۔“  
اس سوال میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور ان کے دل میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ یہ یقیناً عصا ہے تاکہ جب وہ سانپ کی شکل میں قدرت الہیہ سے آئے تو آپ کی خاطر اقدس پر کوئی پریشانی نہ ہو۔

بعض نے اس سوال کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ آپ مانوس ہو جائیں تاکہ مہابت مکالمت سے خائف نہ ہوں۔  
(مدارک)

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عصا حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس تھا آپ نے بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور یہ آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے جب آپ اترے تھے اور یہ شجر آس کا تھا۔ وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ عوتج کا تھا اور یہ دس گز شرعی لمبا تھا۔ آپ کے قد کے مطابق اور اس کے اوپر کی سمت دو شاخ تھیں اور اس کا نام نبعہ تھا کما روی عن مقاتل۔

ایک قول ہے کہ بارہ ذراع لمبا تھا تو آپ نے جواب میں عرض کیا:

”قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَآهَشُ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَإِنِّي فِيهَا مَأْوٍ أُخْرَىٰ ۚ يٰٓأَيُّهَا عَصَا ۖ ائْتِنِي ۖ إِنِّي أَخَذْتُكَ بِالْأَمْرِ ۚ“

پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور بھی کام ہیں۔“  
مثلاً توشہ اور پانی اٹھانے۔ موزی جانوروں کو دفع کرنے اور دشمن سے محاربتہ میں مقابلہ کرنے۔ یہ محامد آپ نے بطریق شکر نعمت بیان کئے۔

هَشٌّ يَهُشُّ هَشَاشَةً إِذَا مَالَ أَىٰ أَمِيلٌ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي بِمَا يُضْلِحُهَا مِنَ الشُّوقِ وَإِسْقَاطِ الْوَرَقِ لِتَأْكُلَهُ ۖ هَشُّ الْوَرَقِ وَالْكَلاءُ وَالنَّبَاتُ إِذَا جَفَّتْ ۖ كَمَا قَالَ أَبُو النَّسْفِيِّ ۖ

هَشٌّ يَهُشُّ هَشَاشَةً ۖ محاورہ میں ڈالی جھکانے اور جانور کے کھانے کو پتہ گرانے میں مستعمل ہے۔ تاکہ وہ کھا سکے اور هَشُّ الْوَرَقِ جب بولتے ہیں جب چارہ گھاس خشک ہو جائے اور اسے جھاڑا جائے۔

جب موسیٰ علیہ السلام اس عصا کے فوائد تحدیث نعمت کے طور پر عرض کر چکے تو حکم ہوا:

”قَالَ أَلْقِهَا يٰمُوسَىٰ ۖ فَرَمَايَا لِمُوسَىٰ أَسَٰءَ ذَالِ دُو ۖ“

لِتَرَىٰ مِنْ شَأْنِهَا مَا تَرَىٰ وَالْإِلْقَاءُ الطَّرْحُ عَلَى الْأَرْضِ ۖ تاکہ ہماری شیون قدرت کا معائنہ کرو۔ عربی محاورہ میں القاء پھینکنے کو کہتے ہیں جو زمین پر پھینکا جائے۔

”فَالْقَهْرُ إِذْ أَذَىٰ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۖ تو موسیٰ نے وہ ڈال دیا زمین پر تو اچانک وہ سانپ دوڑنے والا ہو گیا۔“

موسیٰ علیہ السلام نے یہ تعمیل حکم جب اسے زمین پر ڈالا تو وہ عصا جو ہاتھ میں رہتا اور اتنے کام آتا تھا۔ اب اچانک وہ ایک ہیبت ناک اژدھا بن گیا۔ یہ دیکھ کر آپ کو خوف آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اے موسیٰ۔

”قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۗ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۖ فرمایا اسے اٹھالے اور خوف نہ کر ہم اسے پھر پہلی طرح کر

دیں گے۔“

اس لئے کہ یہ معجزہ جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوا اس کا فاعل حقیقی وہی رب تعالیٰ شانہ تھا تو گویا یہ فرمایا کہ اسے ہم نے اژدھا بنا کر تمہیں دکھایا ہے ہم ہی اسے واپس پہلی صورت میں کر دیں گے۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ خوف جو باقتضاء بشریت تھا جاتا رہا اور آپ نے اس کے منہ میں اپنا دست اقدس ڈال دیا اور وہ مثل سابق عصا بن گیا۔ پھر ارشاد ہوا:

”وَاضْمِ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضًا ۖ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ آيَةٌ أُخْرَىٰ ۖ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا۔“

یعنی کف دست راست بائیں بازو سے بغل کے نیچے ملا کر نکالے ”تو آفتاب کی طرح چمکتا نکاہوں کو خیرہ کرتا سپید بغیر

کسی مرض کے نکلے گا یہ دوسرا معجزہ اور نشانی ہے۔“

یہ کس لئے دو معجزے مخصوص عطا ہوئے فرماتے ہیں:

”لِنُرِيكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ﴿١٦﴾ اِذْ هَبَّ اِلَى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰى۔ تاکہ ہم تمہیں اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔

فرعون کی طرف جا (اور رسولوں کی طرح اسے تبلیغ کر) اس نے سراٹھایا ہے۔“

یعنی کفر و سرکشی میں حد سے گزر گیا ہے اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اس کے سامنے یہ معجزات پیش فرما کر اسے ٹکونسا

بنائے اور دعوت حق دیجئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اصول دین تعلیم فرمائے۔

اول اِنِّى اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ میں ہی ایک اللہ ہوں میرے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں۔ یہ تو حید خالص کی تعلیم

ہے۔

دوسرے فَاَعْبُدْنِى۔ تو میری ہی عبادت کرنا۔ عبادت عام ہے ذکر ہو یا مراقبہ، دعا ہو یا استمداد حاجات نہیں ندا ہو۔

زکوٰۃ مفروضہ ہو یا خیرات و صدقات، یا صلوة مفروضہ یا تہجد یا حج یہ احکام عشرہ تھے جن کی بابت تاکید پر تاکید ہوئی۔

تیسرے وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِنِذْرِى۔

چوتھے اِنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيهَا لِنُجْزِى كُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى۔ قیامت ضرور قائم ہونے والی ہے جسے میں

مخفی رکھنا چاہتا ہوں اور اس کا سال اور وقت مقررہ نہیں بتاتا۔ تاکہ خدا پرستوں کو ہر وقت کھٹکا لگا رہے۔

اس میں شریعت و عبادت کے حکم کے بعد قیامت کی خبر دینا اس بات پر تنبیہ ہے کہ یہ غیب کا کام نہیں۔ اس کے ثمرات

اور ثواب دوسری زندگانی میں جو جاودانی ہے ضرور ملیں گے۔

پانچویں فَلَا يَصُدُّكَ اَسْوَءُ مَا رَمٰى جِبَارًا مِّنْكَ اَسْوَءُ مَا رَمٰى جِبَارًا مِّنْكَ اس پر قائم رہنا کسی جبار منکر، نفس کے مرید کے اثر اور روک سے باز نہ آنا یہ استقامت اور ثابت

قدمی ہے جو دین کے لئے ضروری ہے۔

اور یہ تاکید اس لئے بھی موسیٰ علیہ السلام کو ضروری تھی کہ انہیں ایک جبار مغرور دنیا پرست کے پاس پیغام لے کر جانا تھا

جسے فرعون کہا جاتا تھا۔

اس کے بعد اس کے پاس پہنچنے کی تمہید شروع فرمائی اور ارشاد فرمایا:

”وَمَا تِلْكَ بِبَيِّنٰتِكَ يٰمُوسٰى۔ یہ تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ“

یہ تو ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ کیا ہے اور وہ جب علام الغیوب ہے تو وہ علام حضور تو بطریق اولیٰ

ہونا ہی چاہئے۔ لیکن چونکہ اس عصا میں معجزہ دینا تھا اس لئے اول پوچھ کر انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ وہ محض عصا ہونے کے

باوجود اژدھا بھی بنے گا۔

چنانچہ آپ نے اس کا نام عصا بتا کر عرض کیا اَتَوَكَّلُ عَلَيْهَا وَاَهْلُهَا بِهَا عَلٰى غَنِيٍّ وَاٰلِ فِيْهَا مَا رِبُّ اٰخِرٰى۔ اس

سے تکیہ بھی لگا لیتا ہوں۔ بکری کو پتے بھی جھاڑ لیتا ہوں اور ایسے ایسے بہت سے کام لیتا ہوں۔

حکم ہوا اَلْقِهَا يٰمُوسٰى۔ موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو آپ نے بہ تعمیل حکم ڈال دیا فاذا هبى حية تسعى۔ تو وہ پھن پھناتا



سانپ ہو گیا اور باقتضائے بشریت حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے تو ارشاد ہوا:

”خُذْهَا وَلَا تَخَفْ“ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى۔ اسے پکڑ لو اور بالکل خوف نہ کرو ہم اسے پہلی ہی صورت میں لوٹا دیں گے۔“

چنانچہ آپ نے اٹھالیا تو وہ عصا کا عصارہ گیا۔ یہ ایک معجزہ تھا جو ملا۔ پھر فرمایا:

”وَاضْمِ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ آيَةً أُخْرَى۔ اپنی بغل میں اپنا ہاتھ دبا کر نکالو تو بغیر کسی تکلیف کے سفید براق آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا یہ دوسرا معجزہ ہے۔“

آپ کی صداقت نبوت کے یہ دو نشان ہیں پہلے میں شان جبروتی کا اظہار ہے جو فرعون جیسے سرکش کے لئے لازمی تھا۔ اور دوسرے میں روشنی اور ہدایت کی طرف اشارہ ہے جو مقصود انبیاء علیہم السلام ہے۔ اس کے بعد حکم دیا گیا کہ اب فرعون کی طرف جائیے وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اپنے رب عزوجل سے ہم کلام ہو کر شرف نبوت پا چکے تو آپ نے چار چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ سے طلب کیں۔ جس کا خلاصہ آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورہ ظہ - پ ۱۶

عرض کی اے میرے رب میرے لئے کھول دے میرا سینہ

اور آسان کر میرے لئے میرا کام

اور کھول دے گراہ میری زبان کی

کہ وہ سمجھیں میری بات

اور کر دے میرا وزیر میرے گھر والوں سے

میرا بھائی ہارون

کہ مضبوط ہو اس سے میری کمر

اور شریک کر اسے میرے کام میں

تا کہ ہم تیری تسبیح بکثرت بولیں

اور ہم یاد کریں تیری کثرت سے

بے شک تو ہی ہمارا نگران ہے

فرمایا دی گئی تیری مانگ تجھے اے موسیٰ

اور بے شک احسان فرمایا ہم نے تجھ پر دوسری بار

جب وحی کی ہم نے تیری ماں کو بطور الہام

یہ کہ رکھ اس بچے کو صندوق میں تو ڈال اسے دریا میں تو

ڈالے دریا سے کنارہ پر کہ اٹھالے اسے میرا دشمن اور اس

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝۱۵

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝۱۶

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۝۱۷

يَقْفُوهُ أَقْوَابِي ۝۱۸

وَاجْعَلْ لِّي زَوِيْرًا مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي ۝۱۹

هُرُونَ أَخِي ۝۲۰

أَشُدِّ دِيْبَهُ أَزْرِي ۝۲۱

وَاشْرِكْهُ فِيْ أَمْرِي ۝۲۲

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝۲۳

وَنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝۲۴

إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝۲۵

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝۲۶

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝۲۷

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝۲۸

أَنْ اقْنِ فِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْنِ فِيْهِ فِي الْيَمِّ

فَلْيَلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَا خُذْهُ عَدُوِّي وَعَدُوِّي

لَّهُ

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۝

وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي ۝

إِذْ تَسْتَشِي أَخُتَّكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَن يَكْفُلُهُ ۝

فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَمْلُوكِ لِيَقْضِيَ إِلَيْنَا الْأُنُوفُ ۝

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۝

فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ يَا مُوسَى ۝

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝

إِذْ هَبُّ آنتَ وَ أَخُوكَ بِآيَتِي وَ لَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝

إِذْ هَبَّا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ۝

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْسًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى ۝

قَالَ رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَى ۝

قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمِعُ وَأَأْمُرُ ۝

فَأْتِيَهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۚ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ۝

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَن كَذَّبَ وَ تَوَلَّى ۝

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَى ۝

کا دشمن

اور ڈالی میں نے تجھ پر اپنی محبت اپنی طرف سے

اور اس لئے کہ تیار ہو تو ہماری نگرانی میں

جب چلی تیری بہن تو بولی کیا میں تمہیں وہ لوگ بتا دوں

جو اس بچہ کی پرورش کر سکیں گے

تو لوٹایا ہم نے تجھے تیری ماں کی طرف تاکہ اس کی آنکھ

ٹھنڈی ہو اور غم نہ کر

اور قتل کی تو نے ایک جان تو ہم نے تجھے نجات دی غم سے

اور امتحان ہوا تیرا پورا

تو تو کئی برس مدین والوں میں رہا پھر تو آیا ایک ٹھہرائے

ہوئے وعدہ پر اے موسیٰ

اور میں نے تجھے بنایا خاص اپنے لئے

جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور نہ سستی کرنا

میری یاد میں

جاؤ دونوں فرعون کی طرف بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔

تو کہنا اس سے نرم بات اس امید پر کہ شاید وہ دھیان

کرے یا ڈرے

دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب بے شک ہم

ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت اٹھائے

فرمایا نہ ڈرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں

تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو جا کر ہم تیرے رب

کے بھیجے ہوئے ہیں تو بھیج بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ

اور انہیں تکلیف نہ دے بے شک ہم لائے ہیں نشانی

تیرے رب کی طرف سے اور سلام اسے جو پیرو ہوا

ہدایت کا

بے شک ہماری طرف وحی ہوئی کہ عذاب اس پر ہے جو

جھٹلائے اور منہ پھیرے

بولاکون ہے تمہارا رب اے موسیٰ

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی

بولتا تو اگلی سنگتوں کا کیا حال ہے

فرمایا اس کا علم میرے رب کے پاس ہے ایک کتاب میں میرا رب نہ بہکے نہ بھولے

وہ جس نے کیا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے راہیں اور اتارا آسمان سے پانی تو نکالے ہم نے اس سے جوڑے قسم قسم کی سبزیوں سے

کھاؤ اور چراؤ موشیوں کو بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى ۝٥٠

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى ۝٥١

قَالَ عَلَيْهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝٥٢

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَ سَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَخَرَجْنَا بِهِ أَرْزَاقًا مِنْ تَبَاتِ شَيْءٍ ۝٥٣

كُلُوا وَ ارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْأُولِي النُّهَى ۝٥٤

### حل لغات دوسرا رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

قَالَ - کہا	رَبِّ - اے میرے رب	اَشْرَحَ - کھول دے	لِي - میرے لئے
صَدْرِي - میرا سینہ	وَيَسِّرْ - اور آسان کر	لِي - میرے لئے	اَمْرِي - میرا کام
وَاحِلُّ - اور کھول دے	عُقْدَةً - گرہ	مِّن لِّسَانِي - میری زبان کی	يَفْقَهُوا - کہ سمجھیں وہ
قَوْلِي - میری بات	وَاجْعَلْ - اور بنا	لِي - میرے لئے	وَزِيْرًا - وزیر
مِّنْ اَهْلِي - میرے گھر والوں میں سے	هٰرُونَ - ہارون	اَزْ رِي - میری پشت	اَخِي - میرے بھائی کو
اَشَدُّ - مضبوط کر	بِهَ - اس کے ساتھ	نُسَبِحَكَ - تسبیح کریں ہم تیری	كَثِيْرًا - بہت
فِي اَمْرِي - میرے کام میں	كُنِي - تاکہ	اِنَّكَ - بے شک تو	كُنْتَ - ہے
وَنَذُرْكَ - اور یاد کریں تجھے	كَثِيْرًا - بہت	قَالَ - کہا	قَدْ - بے شک
بِنَا - ہم کو	بَصِيْرًا - دیکھنے والا	يُوْسَى - اے موسیٰ	وَلَقَدْ - اور بے شک
اَوْتِيْتِ - تو دیا گیا	سُوْلَكَ - اپنا سوال	مَرَّةً - ایک مرتبہ	اٰخِرَى - اور
مَنْنًا - احسان کیا ہم نے	عَلَيْكَ - تجھ پر	اِلَى - طرف	اَمِّكَ - ماں تیری کی
اِذْ - جب	اَوْحَيْنَا - وحی کی ہم نے	اِنْ - یہ کہ	اَقْدِفِيْهِ - ڈال اس کو
مَا - جو	يُوْحَى - وحی کی گئی	فِي الْيَمِّ - دریا میں	فَلْيُلْقِهِ - پھر ڈالے اسے
فِي التَّابُوْتِ - صندوق میں	فَاَقْدِفِيْهِ - پھر ڈال اس کو	يَا اٰخُذًا - پکڑے گا اس کو	عَدُوًّا - دشمن
الْيَمِّ - دریا	بِالسَّاحِلِ - کنارے پر	لَهُ - اس کا	وَالْقَيْتُ - اور ڈالی میں نے
لِي - میرا	وَعَدُوًّا - اور دشمن	مِّنِّي - اپنی طرف سے	وَ لِصَنْعٍ - اور تاکہ تیری
عَلَيْكَ - تجھ پر	مَحَبَّةً - محبت		



پرورش ہو	عَلَى عَيْنِي - میری نگرانی میں	إِذْ - جب	تَشِيخِي - چلتی تھی
أُخْتُكَ - تیری بہن	فَقَوْلُ - تو کہتی تھی	هَلْ - کیا	أَدُلُّكُمْ - بتاؤں میں تم کو
عَلَى - وہ	مَنْ - جو	يَكْفُلُهُ - پرورش کرے اس کی	فَرَجَعْتُكَ - تو لوٹایا ہم نے
تجھ کو	إِلَى - طرف	أُمَّكَ - ماں تیری کی	كُنْ - تاکہ
تَقَرَّرَ - ٹھنڈی رہیں	عَيْنُهَا - اس کی آنکھیں	وَلَا - اور نہ	تَحْزَنَ - غم کھائے
وَقَتَلْتَ - اور قتل کیا تو نے	نَفْسًا - ایک جان کو	فَنَجَّيْتُكَ - تو نجات دی ہم نے تجھ کو	
مِنَ الْغَمِّ - غم سے	وَقَتْلِكَ - اور آزمایا ہم نے تجھ کو		فُتُونًا - آزمانا
فَلَبِثْتَ - تو ٹھہرا تو	سِنِينَ - کئی سال	فِي - بیچ	أَهْلِ مَدْيَنَ - مدین والوں کے
ثُمَّ - پھر	جِئْتَ - آیا تو	عَلَى - اوپر	قَدْرًا - اندازے کے
يُوسُفَى - اے موسیٰ	وَاصْطَنَعْتُكَ - اور میں نے چن لیا تجھ کو		لِنَفْسِي - اپنے لئے
إِذْ هَبَّ - جا	أَنْتَ - تو	وَإِخْوِكَ - اور تیرا بھائی	بِالْيَتِيمِ - میری آیتوں کے ساتھ
وَلَا - اور نہ	تَنِيًا - سستی کرنا	فِي ذِكْرِي - میری یاد میں	إِذْ هَبَّ - جاؤ
إِلَى - طرف	فِرْعَوْنَ - فرعون کی	إِنَّهُ - بے شک اس نے	طَغَى - سرکشی کی
فَقُولَا - تو کہو	لَهُ - اس کو	قَوْلًا - بات	لَيْسًا - نرم
لَعَلَّهُ - شاید کہ وہ	يَتَذَكَّرَ - نصیحت پکڑے	أَوْ - یا	يَخْشَى - ڈرے
قَالَا - بولے	رَبَّنَا - اے ہمارے رب	إِنَّا - بے شک ہم	نَخَافُ - ڈرتے ہیں
أَنْ - یہ کہ	يَفْرُطَ - زیادتی کرے	عَلَيْنَا - ہم پر	أَوْ - یا
أَنْ - یہ کہ	يَطْغَى - سرکشی کرے	قَالَ - فرمایا	لَا تَخَافَا - نہ ڈرو
إِنِّي - بے شک میں	مَعَكُمْ - تمہارے ساتھ ہوں	أَسْمِعُ - میں سنتا	وَأَسْرَى - اور دیکھتا ہوں
فَأْتِيَهُ - تو جاؤ اس کے پاس	فَقُولَا - پھر کہو	إِنَّا - بے شک ہم	رَسُولًا - رسول ہیں
رَبِّكَ - تیرے رب کے	فَأَرْسِلْ - تو بھیج دے	مَعَنَا - ہمارے ساتھ	بَنِي - بنی
إِسْرَاءَ يَلِ اسرائیل کو	وَلَا - اور نہ	تُعَذِّبُهُمْ - سزا دے ان کو	قَدْ - بے شک
جِئْتُكَ - لائے ہم تیرے پاس		بِآيَةٍ - نشانی	مِّنْ رَبِّكَ - تیرے رب سے
وَالسَّلَامُ - اور سلامتی	عَلَى - اوپر	مَنْ - اس کے ہے جو	اتَّبَعَكُمْ - پیروی کرے
الهُدَى - ہدایت کی	إِنَّا - بے شک	قَدْ - تحقیق	أَوْحَى - وحی کی گئی
إِلَيْنَا - ہماری طرف	أَنْ - بے شک	العَذَابَ - عذاب	عَلَى - اوپر
مَنْ - اس کے ہے جو	كَذَّبَ - جھٹلائے	وَتَوَلَّى - اور منہ پھیرے	قَالَ - بولا
فَمَنْ - پھر کون ہے	رَبُّكُمَا - رب تم دونوں کا	يُوسُفَى - اے موسیٰ	قَالَ - کہا

رَبُّنَا۔ ہمارا رب	الَّذِي۔ وہ ہے جس نے	أَعْطَى۔ دی	كُلُّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ چیز کو	خَلَقَهُ۔ اس کی پیدائش	ثُمَّ۔ پھر	هَدَى۔ راہنمائی کی
قَالَ۔ بولا	فَمَا۔ پھر کیا	بَالَ۔ حال ہے	الْقُرُونِ۔ زمانوں
الْأُولَى۔ اگلوں کا	قَالَ۔ فرمایا	عِلْمُهَا۔ اس کا علم	عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّي۔ رب میرے کے ہے	فِي كِتَابٍ۔ کتاب میں	لَا يَصِلُ۔ نہیں بہکتا	رَبِّي۔ میرا رب
وَلَا۔ اور نہیں	يُنْسَى۔ بھولتا	الَّذِي۔ وہ جس نے	جَعَلَ۔ بنایا
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	الْأَرْضِ۔ زمین کو	مَهْدًا۔ بچھونا	وَسَلَكَ۔ اور چلائے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	فِيهَا۔ اس میں	سُبُلًا۔ رستے	وَأَنْزَلَ۔ اور اتارا
مِنَ السَّمَاءِ۔ آسمان سے	مَاءً۔ پانی	فَأَخْرَجْنَا۔ تو نکالے ہم نے	بِهِ۔ اس کے ساتھ
أَزْوَاجًا۔ جوڑے	مِنْ نَبَاتٍ۔ سبزی	شَيْءٍ۔ مختلف کے	كُلُوا۔ کھاؤ
وَأَسْعَوْا۔ اور چراؤ	أَنْعَامَكُمْ۔ اپنے مویشیوں کو	إِنَّ۔ بے شک	فِي ذَلِكَ۔ اس میں
لَايَةٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں	لِأُولِي النُّهَى۔ عقل مندوں کے لئے		

### خلاصہ مفہوم رکوع دوم

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شرف ہم کلامی سے مشرف ہو چکے اور آپ کو دو معجزے مقابلہ فرعون کے لئے خاص عطا کئے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے چار چیزیں طلب کیں:

اول رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ یعنی شرح صدر۔ اس لئے کہ نبی کو اصلاح عالم فرمانے میں انواع و اقسام کی سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ روحانی احکام کی تعلیم اور اخلاق حمیدہ کی ترغیب دینا اور دنیاوی تجمل کو اس کی نظر میں حقیر ثابت کرنا ہوتا ہے ان امور کی قوت کے لئے شرح صدر کی حاجت ہوتی ہے تاکہ اس کے دل سے حجاب ظلمانی اٹھ جائیں اور ہر کام اسے آسان ہو جائے۔ چنانچہ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي کی تشریح میں وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي۔ بھی ہے۔ کہ آسان کر دے مجھ پر میرا کام۔ دوسرا مطالبہ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي تھا۔ یہ دعا ظاہری اصلاح و استعداد کی تھی۔ پہلی دعاء باطن سے تعلق رکھتی ہے یہ ظاہر سے تعلق رکھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک میں لکنت تھی۔

بعض کہتے ہیں یہ لکنت پیدائشی تھی۔

بعض کہتے ہیں بچپن میں آپ کھلتے ہوئے فرعون کو لکڑی مار بیٹھے۔

ایک قول ہے کہ اس کی داڑھی جو موتیوں سے پر تھی نونج ڈالی اس پر فرعون کو شبہ پیدا ہوا کہ یہ بچہ ضرور وہی ہے جس کی

منجملوں نے خبر دی ہے کہ وہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کے غارت کا موجب ہوگا۔

چنانچہ اس نے سیاف کو بلا کر قتل کا حکم دے دیا کہ اس کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کر کے روکا اور کہا بچہ

ہے اس پر ایسا ہی شبہ ہے تو نبی یا قوت اور آگ میں تمیز رکھتا ہے اور بچہ آگ اور یا قوت میں تفریق نہیں کر سکتا۔

چنانچہ ایک طرف آگ رکھی گئی ایک طرف یا قوت رکھ دیئے اور موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑا گیا آپ اپنی جبلت نبوت کے ماتحت یا قوت کی طرف چلے کہ روح الامین نے آپ کو آگ کی طرف کر دیا اور آپ کے ہاتھ میں ایک انگارہ دے دیا جس سے ہاتھ جلا اور منہ میں حرکات اطفال کے مطابق دے دیا جس سے زبان جل گئی اس سے یہ لکنت تھی بہر حال لکنت ضرور تھی وہ کیسے ہی تھی۔ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ گلگلوں قبا، سید الشہداء امام حسین شہید کربلا کے دہن اقدس میں بھی لکنت تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّهُ وَرِثَهَا مِنْ عَمِّهِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یہ انہیں ورثہ ملا ہے اپنے چچا موسیٰ علیہ السلام کا۔ كَمَا قَالَ الْاَلُوْسِيُّ فِي رُوحِ الْمَعَانِي۔

تیسرا سوال تھا وَاجْعَلْ لِّي وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِي ۗ ﴿١٦﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ۗ ﴿١٧﴾ اَشْدُّ دِيْبَةً اُزْرِي ۗ ﴿١٨﴾۔ کر دے میرا وزیر میرے اہل میں سے ہارون میرے بھائی کو اَشْدُّ دِيْبَةً اُزْرِي یہ اس کی تشریح ہے کہ بھائی کے وزیر ہونے سے میری قوت بازو بڑھ جائے گی۔

چوتھی عرض یہ تھی وَ اَشْرِكُ فِيْ اَمْرِي ۗ۔ اور ہارون کو مرتبہ نبوت بھی عطا فرمادے تاکہ وہ میرے معاملات میں شریک بن سکے۔

ان چاروں مطالبات کو اللہ تعالیٰ نے منظور فرما کر بشارت دی کہ

قَدْ اُوْتِيْتْ سُوْلَكَ يٰمُوسٰى۔ موسیٰ تمہارے چاروں سوال پورے کر دیئے گئے۔

اور یہ ہمارا احسان دوبارہ ہے۔

پہلا احسان وہ جبکہ تم فرعون کے گھر پرورش پا رہے تھے اور ہم آپ کے نگران تھے اس کے بعد آپ کی والدہ کو جو الہام ہوا جسے وحی فرمایا اس لئے کہ وحی رویا بھی ہوتی ہے اور وحی الہام بھی ہوتی ہے۔ جو نبی اور غیر نبی میں مشترک ہوتی ہے اور وحی پیام و مکالمہ حق کی صورت میں ہوتی ہے وہ مختص ہے خاص انبیاء کرام کے لئے۔

چنانچہ اِذَا وُحِيْنَا سے لے کر وَ اَصْطَنَعْنَا لِنَفْسِيْكَ تِكْ وہی بیان ہے اور تفصیل کے ساتھ ولادت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے محل میں پرورش پانا اور ایک قبیلے کو مار کر مدین کو چلا جانا اور وہاں شادی ہونا اس حال کو ہم مفصل سورہ بقرہ میں بیان کر چکے ہیں جو پہلے پارہ کے چوتھے رکوع سے شروع ہے۔

یہاں بعد ولادت سے صندوق میں بند کرنا اور دریا میں ڈالنا اور فرعون کے ہاتھ آ جانا وغیرہ کا بیان ہے جو بالتفصیل اس رکوع کی تفسیر میں آ رہا ہے اب تفسیر رکوع دوم ملاحظہ فرمائیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورہ ظہ - پ ۱۶

” قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۗ ﴿١٥﴾ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۗ ﴿١٦﴾ وَ اَحْلِلْ لِيْ عُقْدًا مِّنْ لِّسَانِيْ ۗ ﴿١٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِيْ ۗ ﴿١٨﴾ وَ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۗ ﴿١٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِيْ ۗ ﴿٢٠﴾ اَشْدُّ دِيْبَةً اُزْرِي ۗ ﴿٢١﴾ وَ اَشْرِكُ فِيْ اَمْرِيْ ۗ ﴿٢٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۗ ﴿٢٣﴾ وَ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۗ ﴿٢٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۗ ﴿٢٥﴾“

عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب کھول دے میرے لئے میرا سینہ اور آسان کر دے میرا کام اور کھول دے گره میری زبان سے کہ وہ میرا کلام سمجھ سکیں اور کر دے میرے لئے وزیر میرے اہل میں سے ہارون میرے بھائی کو مضبوط کر



اس سے میری کمر اور شریک کر دے اسے میرے کام میں تاکہ تیری تسبیح کافی کریں اور تیری یاد کافی کریں اور تو ہمارا نگران ہے۔“  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب جان لیا کہ امر ذہاب فرعون کی طرف جو ہوا ہے وہ معمولی کام نہیں بلکہ ایک زبردست فریضہ ہے اس کے ادا کرنے کے لئے شرح صدر مقدم ہے اور عقد لسان کا کھلنا ضروری ہے ورنہ لکنت کی حالت میں میری گفتگو عوام کیسے سمجھ سکیں گے۔

علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں اصل الشرح البسط شرح اصل میں کھلنے اور کشادہ ہونے کو کہتے ہیں وَشَرُحُ الصَّدْرِ بَسْطُهُ بِنُورِ الْهَيِّ وَ سَكِينَةٍ مِّنْ جِهَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَ رُوحٌ مِّنْهُ عَزَّ وَجَلَّ اور شرح صدر کشادگی ہے نور الہی سے اور اطمینان و سکون ہے منجانب اللہ تعالیٰ اور روح و ریحان من اللہ عزوجل ہے۔

”چنانچہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی یہ عرض کہ اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے۔“ اور اسے حمل بار نبوت و رسالت کے لئے وسیع فرما دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے۔“  
”وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔“

جو خورد سالی میں آگ کا انکارہ منہ میں رکھ لینے سے پڑ گئی ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ بچپن میں آپ ایک روز فرعون کی گود میں تھے اور برسر دربار وہ خدائی تعلیمیں مار رہا تھا آپ نے اس کی داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا کہ اس کا منہ پھر گیا اس پر وہ غضب ناک ہوا اور آپ کے قتل کا حکم دے دیا حضرت آسیہ جو اس کی بیوی تھیں بولیں بادشاہ یہ بے سمجھ بچہ ہے اسے تیری باتوں سے کیا تعلق اگر چاہے تو تجربہ کر لے۔

چنانچہ ایک طشت میں آگ اور ایک طشت میں یا قوت سرخ آپ کے سامنے رکھ دیئے آپ نے یا قوت لینے چاہے مگر فرشتہ نے آپ کا ہاتھ انکاروں پر رکھ دیا اور ایک انکارہ آپ کے منہ میں دے دیا اور آپ کی زبان مبارک جل گئی اسی کی وجہ سے لکنت پیدا ہو گئی آپ نے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي میں اسی لکنت کے لئے عرض کیا تھا۔  
اور اس کا فائدہ عرض کیا ”يَفْقَهُوا قَوْلِي تَا كِه وَه مِيرِي بَات سَمَجْهِي۔“

”وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ اَهْلِي ۗ هٰرُونَ اَخِي ۗ اَشْدُّ بِيۡ اٰذًا مِّنِّي ۗ وَ اَشْرِكُ فِيۡ اَمْرِيۡ ۗ كَيْۡ نَسْبِحَكَ كَثِيْرًا ۗ وَ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۗ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَاۗبِصِيْرًا۔ اور کر دے میرے لئے ایک وزیر میرے گھر والوں میں سے ہارون میرے بھائی کو تاکہ میری کمر مضبوط کر دے اور اسے میرے کام میں شریک کرتا کہ ہم تیری تسبیح کثرت سے کریں اور تیری یاد کثرت سے کریں بے شک تو ہمارا نگران ہے۔“

حضرت ہارون علیہ السلام کو عہدہ وزارت کے لئے اس وجہ میں مانگا کہ وزیر معاون اور معتمد ہوتا ہے اور کلام میں شریک آپ جب ہی ہو سکتے تھے جبکہ خود بھی مسند آراء نبوت ہوتے اس لئے عرض کیا کہ انہیں میرے امور نبوت و تبلیغ رسالت میں میرا معاون بنا دے۔ تاکہ پھر ہم نمازوں میں اور خارج نماز تیری تسبیح کثرت سے کریں اور تیری یاد بھی بکثرت کریں اور تو ہمارے احوال کا عالم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے سوال پر ارشاد فرمایا:

”قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُوْلَكَ يٰمُوسٰى۔ ہم نے تیرا سوال پورا کیا اور جو تم نے مانگا وہ دیا اے موسیٰ“ (علیک السلام)

یعنی ہارون کو نبی اور وزیر بھی کیا اور عقدہ لسان بھی کھول دیا۔ شرح صدر بھی فرما دیا اور یہ چار مطالبہ ہی نہیں بلکہ۔

”وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ - یقیناً ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان فرمایا تھا۔“

اور وہ یہ کہ

”إِذَا وَجِئْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُؤْخَىٰ - جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کیا۔“

جب یوحنا ز آپ کی والدہ کو خوف ہوا کہ فرعون جہاں اور لڑکے قتل کروا رہا ہے وہ آپ کو بھی ضرور قتل کر دے گا۔

”إِذَا وَجِئْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُؤْخَىٰ - جب الہام کیا ہم نے تمہاری ماں کو جو الہام کیا۔“

وَالْمُرَادُ بِالْإِيْحَاءِ عِنْدَ الْجَمْهُورِ مَا كَانَ بِالْهَامِ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ - اور اَوْحَىٰ سے یہاں مراد عند الجمہور وہ ایحاء ہے جو دل میں بطور الہام القا ہو جیسا دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ - یہاں القاء فی القلب مراد ہے جو مکھیوں کے دل میں ڈال دیا گیا کہ وہ اپنے گھر پہاڑوں اور اونچے جنگل کے درختوں میں بنائیں۔

بہر حال وحی کا جہاں استعمال غیر نبی کے لئے ہو وہاں سے مراد دل میں ڈالنا۔ القاء کرنا یا کشف فرمانا یا خواب میں بتانا ہے اور جہاں نبی کے لئے وحی کا لفظ استعمال ہو وہ قطعاً وحی ہے۔

### حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کی تحقیق

وَاخْتَلَفَ فِي اسْمِ امِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ - آپ کی والدہ ماجدہ کے نام میں اختلاف ہے۔

وَالْمَشْهُورُ أَنَّهُ يُوْحَانَدُ - مشہور قول یہی ہے کہ آپ کا نام یوحنا تھا۔

وَ فِي الْأَتْقَانِ هِيَ مِحْيَانَةُ بِنْتُ يَصْهَرَ بْنِ لَأَوِي - تفسیر اتقان میں ہے کہ آپ کا نام مِحْيَانَةُ بنتِ يَصْهَرَ بن

لأوی ہے۔

وَ قِيلَ بَارْخَا - ایک قول ہے کہ ارخانام تھا۔

وَ قِيلَ بَارْخَتْ - ایک قول ہے کہ بازخت نام ہے۔

وَمَا اشْتَهَرَ مِنْ خَاصِيَّتِهِ فَتُحُ الْأَقْفَالِ بِهِ بَعْدَ رِيَاضَةٍ مَخْصُوصَةٍ لَهُ مِمَّا تَجَدُّ فِيهِ اثْرًا وَلَعَلَّهُ حَدِيثُ خُرَافَةٍ - اور یہ جو مشہور ہے کہ اس نام کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اس کی زکوٰۃ دے دی جائے تو اس نام سے قفل کھل جاتے ہیں اس کے متعلق ہم نے کوئی اثر نہ پایا بلکہ ہمارا گمان تو یہ ہے کہ شاید یہ حدیث لغو ہی ہے۔

”أَنْ اِقْتَدِيَ فِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْتَدِيَ فِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيَلْقَهُ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذُهُ عَدُوُّي وَعَدُوُّ لَهٗ - کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر اس صندوق کو دریا میں ڈال دے تو وہ دریا سے کنارہ پر ڈالے (تا کہ) اسے وہ پکڑ لے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن ہے۔“

اِقْتَدِيَ سے مراد القاء اور طرح ہے یعنی صندوق ڈالنا اور صندوق کو دریا میں پھینکنا مراد ہے۔

بحر میں ہے کہ يَمُّ هُوَ اسْمٌ لِلْبَحْرِ الْعَذْبِ - وَ قِيلَ اسْمٌ لِلنَّيْلِ - يم بیٹھے پانی کے دریا پر بولتے ہیں اور ایک

قول ہے کہ یہ دریا ئے نیل کا نام ہے۔

اور عَدُوُّي وَعَدُوُّ لَهٗ سے مراد حضرت جل مجدہ و عزا سمة اور موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس لئے کہ فرعون تو حید کا دشمن

اور مخالف تھا۔ ستارہ پرست قوم میں تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لئے دشمن اور مخالف تھا کہ آپ دعوت تو حید دینے کے لئے مبعوث ہوئے اور یہ شان قدرت دکھانی مقصود تھی کہ دشمن کی گود میں مبلغ تو حید کی پرورش کرائی جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي - اور ڈال دی میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت۔“

حضرت سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے محبوب بنایا اور اپنا محبوب بنا کر خلق کا محبوب کر دیا۔

اس لئے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے اس کی محبت خلایق کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

تو یہی شان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ جو آپ کو دیکھتا آپ پر فریفتہ ہو جاتا۔  
قنادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں کچھ ایسی کشش اور ملاحظت تھی جسے دیکھ کر ہر دیکھنے والا فریفتہ ہو جاتا اور اس کے دل میں آپ کی محبت جوش زن ہو جاتی۔

صندوق کا بنانا اور اس کی کیفیت اور اسے دریا سے باہر نکالنے کا حال  
رُويَ أُمَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُوحِيَ إِلَيْهَا مَا أُوحِيَ جَعَلَتْهُ فِي تَابُوتٍ مِّنْ خَشَبٍ وَقِيلَ مِنْ بَرِي  
عَمَلُهُ مُؤْمِنٌ آلِ فِرْعَوْنَ وَسَدَّتْ خُرُوقَهُ وَفَرَشَتْ نِطْعًا - وَقِيلَ قَطَا مَمْلُوجًا فَسَدَّتْ فَمَهُ وَ  
جَصَصَتْهُ وَقَيَّرَتْهُ وَالْقَتَّةُ فِي الْيَمِّ فَبَيْنَمَا فِرْعَوْنُ فِي مَوْضِعٍ يَشْرَفُ عَلَى النَّيْلِ وَأَمْرَأَتُهُ مَعَهُ إِذْ رَأَى  
التَّابُوتَ عِنْدَ السَّاحِلِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتِحَ فَإِذَا صَبِيٌّ أَصْبَحُ النَّاسِ وَجْهًا فَاحْبَهُ هُوَ وَأَمْرَأَتُهُ حُبًّا شَدِيدًا -

روایت ہے کہ جب آپ کی والدہ کو الہام ہوا جو ہوا تو آپ کا لکڑی کا صندوق ایک فرعون کے آدمی سے بنوایا اور اس کی درزیں بند کیں اور اس میں روئی وغیرہ بچھا کر نرم کیا اور اس کا منہ بند کر کے چونہ کی ٹیپ کر دی اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا۔ جب یہ صندوق بہتا جا رہا تھا تو فرعون اور اس کی بیوی آسیہ ایک بلند جگہ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب یہ صندوق نظر پڑا کہ ساحل دریا پر آ گیا ہے اس نے حکم دیا کہ اسے لے کر کھولا جائے تو اس میں ایک نہایت حسین و جمیل بچہ چندے آفتاب چندے ماہتاب نظر آیا۔

اور چار نظریں ہوتے ہی فرعون اور اس کی بیوی آپ پر فریفتہ اور شیدا ہو گئے۔

وَقِيلَ إِنَّ التَّابُوتَ جَاءَ فِي الْمَاءِ إِلَى الْمَشْرِبَةِ الَّتِي كَانَتْ جَوَارِي امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ يَسْتَقِينَنَّ مِنْهَا  
الْمَاءَ فَآخَذَنَّ التَّابُوتَ وَجِئْنَ بِهِ إِلَيْهَا وَهُنَّ يُحْسِبْنَ أَنَّ فِيهِ مَالًا فَلَمَّا فَتَحْنَهُ رَأَتْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاحْبَبَتْهُ  
وَأَعْلَمَتْ فِرْعَوْنَ وَطَلَبَتْ مِنْهُ أَنْ يَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَقَالَتْ قَرَّتْ عَيْنِي لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ فَقَالَ لَهَا  
يَكُونُ لَكَ وَأَمَّا أَنَا فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ -

ایک قول یہ ہے کہ جب تابوت پانی میں بہتا ہوا اس ساحل پر آیا جو حضرت آسیہ فرعون کی بیوی کے ہمسایہ عورتوں کا گھاٹ تھا جہاں سے وہ پانی لیا کرتی تھیں تو انہوں نے وہ تابوت پکڑ لیا اور اسے لے کر آسیہ کے پاس آئیں ان کا یہ گمان تھا کہ اس میں مال ہے جب کھولا تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا جیسے ہی آسیہ کی نظر آپ پر پڑی تو سو جان سے فریفتہ ہو



گئی۔ جب فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے وہ صندوق منگوایا۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ اسے متنبی کر لے اور کہا یہ تیری اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور روشنی ہے اسے قتل نہ کرا۔

فرعون بولا یہ تیری ہی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ رہا میں تو مجھے بیٹا بنا کر رکھنے کی حاجت نہیں۔

یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ نسائی اور ایک جماعت محدثین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کی ہے:

وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَوْ أَقْرَفِرْعَوْنُ بَانَ يَكُونُ قُرَّةَ عَيْنٍ لَهُ كَمَا قَالَتْ امْرَأَتُهُ لَهْدَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ كَمَا هَدَىٰ بِهِ امْرَأَتَهُ وَلَكِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ ذَلِكَ۔

اگر فرعون بھی اقرار کر لیتا کہ یہ میرے لئے بھی قرۃ العین ہے جیسے اس کی بیوی نے کہا تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرمادیتا جس طرح حضرت آسیہ کو ہدایت ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر ہدایت حرام فرمادی تھی۔ اور سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ پوری طرح سے متحقق ہو چکا تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی چند روایتیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے نقل فرمائیں جو بخوف طوالت نہیں لکھی گئیں آگے ارشاد ہے:

”وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي۔ اور اس لئے کہ تو میری نگرانی میں پروان چڑھے۔“

یعنی حفاظت الہی عزوجل میں خانہ عدو کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہو۔ عربی محاورہ میں تصنع استعارہ

تمثیلیہ ہے محافظت سے۔

اور ایک قول ہے الصنع الاحسان۔ بعض نے کہا صنع بمعنی احسان ہے۔

علامہ نحاس کہتے ہیں يُقَالُ صَنَعْتُ الْفَرَسَ إِذَا أَحْسَنْتَ إِلَيْهِ جب گھوڑے کو اچھی طرح سدھایا جائے اور اس کی اچھی پرورش ہو تو صَنَعْتُ الْفَرَسَ کہتے ہیں۔ اب آگے اس حفاظت کا نظام اور حسن انتظام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:

”إِذْ تَنْشِيءُ أُخْتُكَ۔ جب چلی تیری بہن۔“

قَالَ الْحَوْفِيُّ وَغَيْرُهُ عَلَىٰ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ وَقْتُ وَقَعَ فِيهِ مَشْيُ الْأُخْتِ وَمَا تَرْتَبَ عَلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ وَالتَّرْجُوعِ إِلَىٰ أُمِّهَا وَتَرْبِيتِهَا لَهُ بِالْحَنَوِّ وَهُوَ الْمِصْدَاقُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَ لِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي إِذْ لَا شَفَقَةَ أَعْظَمُ مِنَ شَفَقَةِ الْأُمِّ۔

علامہ حوفی وغیرہ فرماتے ہیں اس سے وہ واقعہ ہی مراد ہے جبکہ حضرت کلیم اللہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں چھوڑا تو آپ کی بہن کنارے کنارے دریا کے اسے دیکھتی چلیں اور وہاں جب دایہ کی تلاش شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

”فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ کہا کیا میں بتاؤں جو اس بچہ کی پرورش کرے۔“

یہ آپ کی بہن نے کہا تھا اور آپ کی بہن کا نام مریم تھا۔ یہ اس غرض سے اس تابوت کے پیچھے چلتی تھیں کہ اپنے بھائی کا پتہ رکھیں کہ وہ کس کے ہاتھ آئے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ وہ صندوق فرعون کے ہاتھ آ گیا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دودھ پلانے والی دایاں تلاش کر رہا ہے اب تک جتنی دودھ پلانے والی دایاں آئیں آپ نے کسی کی چھاتی کو منہ نہ لگایا تو آپ کی بہن نے اس کی پریشانی بھی محسوس فرمائی تو اسے کہا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ میں بتاؤں جو اس بچہ کی پرورش

کر سکے چنانچہ اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ آلوسی صاحب روح المعانی اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

أَخْرَجَ جَمَاعَةٌ مِّنْ خَبَرِ طَوِيلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -

إِنَّ السِّيَةَ حِينَ أَخْرَجَتْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ التَّابُوتِ وَاسْتَوْهَبَتْهُ مِنْ فِرْعَوْنَ فَوَهَبَهُ لَهَا  
أَرْسَلَتْ إِلَى مَنْ حَوْلَهَا مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ لَهَا لَبَنٌ لِتَخْتَارَ لَهُ ظَنْرًا فَلَمْ يَقْبَلْ تَدَى وَاحِدَةً مِّنْهُنَّ حَتَّى  
أَشْفَقَتْ أَنْ يَمْتَنِعَ مِنَ اللَّبَنِ فَيَمُوتَ فَأَحْزَنَهَا ذَلِكَ فَأَمَرَتْ لَهُ فَأَخْرَجَ إِلَى السُّوقِ - الخ

(مکمل ترجمہ یہ ہے) جب حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو تابوت سے نکالا اور فرعون سے ان کی جان بخشی چاہی اور فرعون نے انہیں حضرت آسیہ کو دے دیا تو آسیہ نے شہر کی دودھ والیاں جمع کیں تاکہ ان میں سے کسی کا دودھ آپ قبول فرمائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کا دودھ قبول نہ فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوسری عورتوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔

یہ حال دیکھ کر آسیہ خائف ہوئیں کہ جب یہ کسی کا دودھ نہیں لیتے تو آخر یہ مرجائیں گے۔

تو اس حال کی خبر آپ نے فرعون کو دی تو اس نے آپ کو بازار میں بھیجا لوگ جمع ہو گئے ان کی عورتیں اپنا اپنا دودھ دینے کو آگئیں مگر آپ نے کسی کا دودھ نہ لیا (اور اس کا سبب قرآن کریم میں موجود ہے حیث قَالَ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ) ادھر آپ کی والدہ والہا نہ صبح اٹھیں اور مریم ہمشیرہ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگیں بیٹی تم اس تابوت کے پیچھے جاؤ اور معلوم کرو شاید کسی کو معلوم ہوا ہو کہ وہ بچہ زندہ ہے یا کسی جانور نے اسے کھالیا۔ پورا پتہ کر کے آؤ۔

اور آپ وہ بات بھول گئیں جو الہا ما اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا (إِنَّا نَرَاكَ آدُوًّا إِلَيْكَ) تو آپ نے یعنی موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے ان کے پاس پہنچ کر خوشی سے کہا میں تمہیں ایسا گھرانہ بتاتی ہوں جو اس بچے کو پرورش کرے گا اور وہ اس کا خیر خواہ ہوگا۔

تو فرعون نے ان کو پکڑ لیا اور کہا تو نے کیسے یقین کر لیا کہ وہ گھرانہ خیر اندیش ہے اور آپ پر شک کیا اس گفتگو پر آپ نے فرمایا:

میں نے جو کہا ہے وہ بادشاہ کی رضا جوئی کے لئے کہا ہے اور اس میں میری طرف سے خیر خواہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے تو درباریوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور اس گھر کا پتہ پوچھا۔

”فَرَجَعْتُكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ - تو واپس کیا ہم نے تمہیں تمہاری والدہ کے پاس کہ ٹھنڈی ہو اس کی آنکھ اپنے نور عین سے اور غم نہ کرے۔“

حضرت مریم ہمشیرہ موسیٰ علیہ السلام انہیں ساتھ لے کر ام موسیٰ علیہ السلام کے پاس آگئیں۔

چنانچہ وہ لوگ حضرت یوحنا کو ہمراہ لے کر پہنچے۔

آخرش جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی گود میں ڈالا تو آپ اپنی والدہ کی چھاتیوں کی طرف دیکھنے لگے جب آپ نے چھاتی منہ میں دی تو موسیٰ علیہ السلام چسکی لینے لگے حتیٰ کہ آپ کی کوچ بھر گئی اور آپ خوش خوش نظر آئے۔

تو حضرت آسیہ کو خوشخبری دی گئی کہ ہم نے آپ کے بچے کی دایہ کو پالیا ہے۔ آسیہ نے آپ کو بلایا اور دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی گود میں خوش ہیں۔

حضرت آسیہ نے فرمایا تم یہاں رہو اور دودھ پلاؤ اس میرے نور چشم کو۔ اس لئے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی محبوب نہیں

ہے۔

حضرت یوحنا نے فرمایا میں گھر چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتی اگر آپ کو گوارا ہو تو یہ بچہ میرے حوالہ کر دیں میں اسے لے جاؤں گی اور اپنے گھر میں اس کی نگرانی کروں گی۔

اور اگر یہ منظور نہیں تو میں اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتی۔

پھر آپ کو وہ وعدہ حق یاد آیا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا **إِنَّا سَأَدُّوهُ إِلَى الْبَيْتِكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ**۔ تو حضرت آسیہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتنی مفارقت بھی گوارا نہ تھی۔

اور حضرت یوحنا نام موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ **إِنَّا سَأَدُّوهُ وَعِدَّةُ اللَّهِ** ہے یہ ضرور پورا ہوگا۔

چنانچہ وہ مع موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر آئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی نشوونما کا اس طرح کا نظام فرمایا۔

**فَلَمَّا تَرَ غَرَغَ**۔ یعنی جب آپ جوان ہونے پر آئے تو حضرت آسیہ نے فرمایا میرے لخت جگر کو مجھے دکھا چنانچہ ایک روز مقرر کیا کہ اس دن میں لے کر آؤں گی۔

حضرت آسیہ نے اس دن کے لئے خزانچی اور پاسبان (قہارمہ پاسبان کو کہتے ہیں۔ قہر مہ اس کا واحد قہار مہ جمع ہے) سب کو حکم دیا کہ جب حضرت یوحنا آئیں تو سب کا فرض ہے کہ ان کے سامنے ہدایا اور تحائف کے ساتھ آنا۔

چنانچہ سب تحفہ تحائف لے کر منتظر قدم موسیٰ علیہ السلام تھے۔

مختصر یہ کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کو لے کر آئیں اور حضرت آسیہ نے بھی رضاعت کا معاوضہ کافی پیش کر دیا۔

پھر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر فرعون کے پاس آئیں۔ فرعون نے آپ کو گود میں لیا کہ آپ نے اس کی داڑھی (جو موتیوں سے بھری ہوئی تھی) پکڑ کر کھینچی۔

پھر سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ **وَقَتَّلَكَ فُتُونًا** کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قصہ بہت طویل ہے۔

اس کے بعد آپ کا فرعون کی داڑھی کھینچنا۔ پھر آپ کے طمانچہ سے بنی اسرائیل کے آدمی کا مرجانا اور داڑھی کھینچنے پر فرعون کا غضب ناک ہونا اور آپ کے قتل کا حکم دینا۔

پھر حضرت آسیہ کی سفارش پر انکارے اور یا قوت سامنے رکھنا۔ پھر قتل قبلی پر آپ کا مدین کی طرف آنا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچنا۔ پھر حضرت شعیب کا **إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَلَاثِي حَجَّجَ**۔ فرمانا۔ پھر ایک صاحبزادی سے عقد ہونا سب کچھ بیان فرمایا (کمانی روح المعانی)

آگے فرمایا **ثُمَّ عَوْدُهُ إِلَى مِصْرَ وَإِخْطَاءُ الطَّرِيقِ فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ وَتَفَرُّقُ غَنَمِ فِيهَا**۔ پھر آپ کا مصر کی طرف لوٹنا اور راستہ بھول جانا اندھیری رات میں اور بکریوں کا منتشر ہونا۔ یہ بیان فرما کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا **هَذِهِ مِنْ الْفُتُونِ يَا ابْنَ جُبَيْرٍ**۔ یہ ہیں وہ فتنے اے ابن جبیر آگے ارشاد ہے:

**”وَقَتَّلْتَ نَفْسًا فَتَجَّيْتُكَ مِنَ الْغَنَمِ وَقَتَّلَكَ فُتُونًا**۔ اور قتل کر دیا تم نے ایک جان کو تو ہم نے تمہیں نجات دی غم



سے اور تمہیں خوب امتحان میں ڈالا۔“

سید المفسرین فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک ابھی بارہ سال کی تھی کہ ایک قبیلی آپ کے عقیدت کیش سبطی کو بیگار میں پکڑ کر اس کی لکڑیوں کا گٹھا جبراً لاد رہا تھا۔ فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شَيْعَتِهِ۔ تو اس نے آپ سے استغاثہ کیا۔ آپ نے اس کی حمایت کی اور فرمایا لکڑیاں اس کی ہیں تجھے کوئی حق نہیں کہ بلا وجہ چھینے۔ وہ کہنے لگا میں شاہی داروغہ ہوں مجھے حق ہے کہ میں لکڑیاں لے لوں۔

آپ کو غصہ آیا اور اس غیر منصفانہ طریق عمل پر آپ نے اس کے طمانچہ مار ڈیا۔ اسے بھلا ایک پیغمبر کلیم اللہ ہونے والے کے طمانچہ کی کہاں برداشت ہوتی وہ مر گیا۔

باری تعالیٰ فرماتے ہیں: ”فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ“ تو ہم نے تمہیں نجات دی غم سے۔“

یعنی فکروں محنتوں میں ڈال کر خلاصی بخشی اور آپ کو شہر مدین کی راہ دکھادی۔ مدین مصر سے آٹھ منزل دور ایک شہر ہے۔ جس میں حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے تو جب آپ مدین میں تشریف لے آئے اور حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس کا مفصل قصہ سورہ قصص میں آئے گا۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے سب قصہ سنا تو فرمایا تھا لَا تَخْفَ نَجْوَتَ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (قصص رکوع سوم)

”فَلَبِثْتُ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتُ عَلَى قَدَرٍ يُؤْمِلُونِي ۖ وَأَصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۗ إِذْ هَبُّ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِالْبَيْتِ وَلَا تَنِيَانِي ذِكْرِي ۗ إِذْ هَبَّا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ۔“ تو تم رہے کئی سال مدین میں پھر آئے تم ایک مقررہ وعدے پر اے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہم نے تمہیں خاص اپنے لئے بنایا جاؤ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا جاؤ دونوں فرعون کی طرف بے شک اس نے سراٹھایا ہے۔“

مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس کئی سال رہے حتیٰ کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ سال خدمت لینے کے معاوضہ میں اپنی صاحبزادی حضرت صفورا (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کر دیا۔

”ثُمَّ جِئْتُ عَلَى قَدَرٍ يُؤْمِلُونِي۔“ یعنی اپنی وحی آنے کی عمر میں آپ وہاں آئے جہاں اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ فَآخِذْ بِتَعْلِيْقِكَ الْبَشَارَتِ دِي كُنِّي تَهِي اور وہ مقرر عمر چالیسواں سال ہے۔

یہ وہ سن ہے کہ انبیاء کرام کی طرف اس ہی سن میں وحی ہوتی رہی ہے اور وَأَصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي یعنی ہم نے تمہیں اپنی وحی و رسالت کے لئے بنایا ہے تاکہ میری مشیت اور محبت پر آپ کا تصرف ہو اور میری محبت پر آپ قائم رہیں اور آپ میرے اور مخلوق کے مابین واسطہ بنیں میرا خطاب پہنچانے میں اور میری نشانیاں یعنی معجزات لے کر آپ دونوں بھائی فرعون کی طرف جائیں اس نے بہت سرکشی کی ہے۔

آپ کے مدین میں قیام کی مدت میں چند قول ہیں:

وَهِيَ فِيْمَا قَبِلَ عَشْرَ سِنِينَ۔ ایک قول سے دس سال مدت قیام ہے۔

وَقَالَ وَهَبُ ثَمَانٌ وَعِشْرُونَ سَنَةً أَقَامَ فِي عَشْرِ مَنَهَا يَرْغِي غَنَمَ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَهْرًا لِابْنَتِهِ وَفِي ثَمَانٍ عَشْرَةَ مَعَ زَوْجَتِهِ وَوُلِدَ لَهُ فِيهَا وَهُوَ الْاَوْفَقُ بِكُونِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيَّ عَلَى رَأْسِ

الْأَرْبَعِينَ-

إِذَا قُلْنَا بَانَ سِنُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَدِينِ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَ مَدِينُ بَلَدُ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ عَلَى ثَمَانِ مَرَّاحِلٍ مِنْ مَقْصَرٍ-

دس سال آپ مدین میں مقیم رہے۔

اور وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اٹھائیس سال مدین میں قیام فرمایا۔ اس میں دس سال بکریاں چرائیں شعیب علیہ السلام  
کی صاحبزادی حضرت صفورا کے مہر میں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ (سورہ قصص)

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيْ هَاشِمِ بْنِ عَلِيٍّ أَنْ تَأْجُرَنِي ثِنْتَيْ حَجَجٍ فَإِنْ أَتَمَّتْ عَشْرًا فَمِنْ  
عِنْدِكَ۔ (رکوع ۳)

اور وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اٹھارہ سال اپنی بیوی حضرت صفورا کے ساتھ مدین میں رہے اور وہاں ہی بچہ ہوا تو بارہ  
سال اور دس سال بائیس سال یہ ہوئے اور اٹھارہ سال بیوی کے ساتھ رہے کل چالیس سال ہوئے اور یہی وہ سال عموماً ہوتا  
ہے جس میں نبوت سے سرفراز فرمایا جائے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم کہہ چکے ہیں کہ مدین کی طرف آپ بارہ سال کی عمر میں روانہ ہوئے تھے اور مدین  
شہر ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا جو آٹھ منزل پر ہے مصر سے آگے ارشاد ہے جس میں طریق تبلیغ کی تعلیم ہے۔

”فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيْسَ لَنَا لَعْنَةُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى۔“ تو کہنا اس سے نرم بات شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا خائف  
ہو جائے۔“

یعنی فرعون سے نرم طریقہ سے نصیحت کی باتیں کرنا اور یہ حکم اس لئے تھا کہ فرعون نے آپ کے عہد طفولیت میں خدمت  
کی تھی۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ نرم کلام سے مراد یہ ہے کہ اس سے آپ وعدہ فرمائیں کہ وہ ایمان قبول کرے گا تو تمام عمر  
جوان رہے گا کبھی شیب یعنی پیری اس پر مسلط نہ ہوگی اور اس کے مرتے دم تک اس کی سلطنت باقی رہے گی اور کھانے پینے اور  
نکاح کی لذتیں تا دم مرگ اس سے سلب نہ ہوں گی اور بعد موت جنت میں داخل ہو کر جملہ نعمہ و اطعمہ اور حور و غلمان میں رہے گا۔  
فرعون نے جب یہ باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سنیں تو بہت خوش ہوا۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ مذکورہ روایت کو مولائے کائنات شیر خدا اسد اللہ اور ابن عباس اور سفیان ثوری اور آپ کے  
ساتھ چار اور ہیں جن سے یہ روایت مروی ہے ابو الولید، ابو مصعب، ابو العباس، ابو مرہ فرماتے ہیں: عَدَاهُ شَبَابًا لَا يَهْرُمُ  
بَعْدَهُ وَمُلْكًا لَا يُنْزَعُ مِنْهُ إِلَّا بِالْمَوْتِ وَأَنْ يَبْقَى لَهُ لَذَّةُ الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَالْمَنْكِحِ إِلَى حِينِ مَوْتِهِ۔

دوسری روایت میں حسن سے یہ اور زیادہ ہے قَوْلًا لَهُ إِنَّ لَكَ رَبًّا وَإِنَّ لَكَ ..... وَإِنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ جَنَّةً  
وَنَارًا فَاْمِنْ بِاللَّهِ تَعَالَى يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ وَتَقِيكَ عَذَابَ النَّارِ۔ ایک علیحدہ روایت میں ہے۔

فرعون آمادہ ہو چکا تھا کہ ایمان لے آئے لیکن چونکہ وہ کوئی کام بغیر مشورہ ہامان کے نہیں کرتا تھا اس وجہ میں ہامان کے  
انتظار میں رہا جب وہ آگیا تو فرعون نے کہا کہ موسیٰ یہ یہ وعدہ کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ میں ان پر ایمان لے آؤں۔

ہامان کہنے لگا فرعون میں تو تجھے عقل مند سمجھتا تھا لیکن آج ظاہر ہوا کہ تو قطعی بے وقوف ہے اور سفلہ خوش پوشاک ہے تو عابد بن رہا ہے با آنکہ آج تو معبود ہے تو جو آج رب ہے اب بندہ بننا چاہتا ہے۔  
فرعون نے کہا تو ٹھیک کہتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند  
حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے: **لِلصَّحْبَةِ تَأْتِرُ وَلَوْ كَانَ سَاعَةً**۔ صحبت کی تاثیر ہوتی ہے اگرچہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔

بہر حال صحبت ہامان نے اسے مردود کا مردود ہی رکھا۔  
اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ حضرت ہارون کے پاس آئیں اور ہارون علیہ السلام پہلے ہی مصر میں تھے۔

ادھر حضرت ہارون کو وحی کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملیں چنانچہ آپ نے ایک منزل چل کر موسیٰ علیہ السلام کا استقبال کیا اور جو وحی آپ کی طرف ہوئی تھی اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کیا۔

### ایک خاص لغت لعل کا حل

ذَهَبَ إِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ الْأَخْفَشُ وَالْكَسَائِيُّ بَلْ حَكَى الْبَغَوِيُّ عَنِ الْوَاقِدِيِّ أَنَّ جَمِيعَ مَا فِي الْقُرْآنِ مِنْ لَعَلٍّ فَإِنَّهَا لِلتَّلْغِيلِ إِلَّا قَوْلَهُ تَعَالَى لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ فَإِنَّهَا لِلتَّشْبِيهِ كَمَا فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ۔  
لعل کے معنی میں ایک جماعت اسی طرف ہے ان میں سے اخفش، کسائی اور بغوی، واقدی کہتے ہیں کہ تمام قرآن کریم میں جہاں لعل آیا ہے وہ تلعیل کے لئے ہے سو ایک جگہ کے لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ کہ یہاں تشبیہ کے لئے ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

### حالانکہ نحو یوں نے لعل کو ترجی کے لئے مانا ہے

جیسا کہ بحر میں ہے **إِنَّهَا لِلتَّرَجِيِّ**۔

وَقِيلَ إِنَّ التَّرَجِيَّ مَجَازٌ عَنْ مُطْلَقِ الطَّلَبِ وَهُوَ رَاجِعٌ إِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي لَا يُصِحُّ مِنْهُ سُبْحَانَهُ هُوَ التَّرَجِيُّ حَقِيقَةٌ وَالْمُحَقِّقُونَ عَلَى الْأَوَّلِ۔

بحر میں ہے کہ ترجی کے لئے لعل مجازاً مطلق طلب کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھی راجع ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح یہ ہے وہ ترجی جو بہ معنی حقیقی ہے اور محققین پہلے قول پر متفق ہیں۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيقِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ لَعَلَّ فِي الْقُرْآنِ بِمَعْنَى كَيْ غَيْرِ آيَةٍ فِي الشُّعْرَاءِ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ - فَإِنَّ الْمَعْنَى كَأَنَّكُمْ تَخْلُدُونَ۔

قرآن کریم میں لعل بمعنی کی یعنی تاکہ کے معنی میں ہے سو آیت شعراء کے لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ یہ تشبیہ کے لئے ہے یعنی یہاں معنی



كَانَكُمْ تَخْلُدُونَ كَيْسَ هِيَ -

اور فرعون کے لئے خشیہ و ہدایت کا نفع ہی اس کی تقدیر میں نہ تھا حتیٰ کہ غرق کے وقت آمنت کہنا بھی اس کے حق میں مفید نہ ہوا۔ آگے ارشاد ہے:

”قَالَ رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطَّغِي“  
ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔“  
یعنی ہم تو اسے نرمی سے تبلیغ کریں گے لیکن اگر وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے تو ہمارے لئے کیا حکم ہے جبکہ ہم معجزات دکھانے بھی نہ پائیں۔

فرط۔ عربی میں کہتے ہیں مسابقت اور جلدی کو محاورہ میں بولتے ہیں فَرِيسِي فَارِطٌ يَسْبِقُ الْخَيْلَ۔ میرا گھوڑا تمام گھوڑوں سے سبقت لے گیا۔

أَوْ أَنْ يَطَّغِي۔ وَالْمُرَادُ أَوْ أَنْ يَزِدَادَ طُغْيَانًا۔ إِلَى أَنْ يَقُولَ فِي شَانِكَ مَا لَا يَنْبَغِي لِكَمَالِ جُرَاتِهِ وَقَسَارَتِهِ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی سرکشی اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ حتیٰ کہ وہ تیری شان میں ناگفتہ بہ ہو اس کر بیٹھے اپنی جرات سے۔ تو اس کے جواب میں تسلی کی گئی اور ارشاد ہوا:

”قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأَأْمُرُ۔ فرمایا نہ ڈرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں۔“  
یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے اطمینان دلایا کہ میری مدد تمہارے ساتھ ہے اور وَاللَّهُ خَيْرُ النَّاصِرِينَ۔ اور ہر حال میں اس کے قول کو سنتا ہوں اور اس کے افعال کو دیکھتا ہوں۔  
آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَاجَابَهُمْ سُبْحَانَهُ بِقَوْلِهِ إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأَأْمُرُ أَيِ اسْمَعُ كَلَامَكُمْ فَاسْخِرُهُ لِلِاسْتِمَاعِ وَأَرَى أَعْمَالَهُ فَلَا تَرُكُهُ يَفْعَلُ بِكُمْ مَا تَكْرَهُانِهِ۔  
علامہ زنجبیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانَهُ قِيلَ أَنَا حَافِظٌ لَكُمْ وَنَاصِرٌ وَ سَامِعٌ مُبْصِرٌ وَإِذَا كَانَ الْحَافِظُ وَالنَّاصِرُ كَذَلِكَ تَمَّ الْحِفْظُ۔

گویا یہ فرمایا گیا ہم تم دونوں کے محافظ و ناصر ہیں اور سنتے دیکھتے ہیں اور حافظ و ناصر ایسا ہو تو محافظت مکمل ہوگی چنانچہ ارشاد ہوا کہ بے خوف ہو کر جاؤ۔ کما قال تعالیٰ:

”قَاتِيَهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ اتَّبَعَهُ الْهُدَىٰ ۝ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝“

تو اس کے پاس جاؤ اور کہو ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تو چھوڑ دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو یعنی اولاد یعقوب کو اور انہیں تکلیف نہ دے بے شک ہم تیرے پاس آئے ہیں تیرے رب کی طرف سے نشانیوں کے ساتھ اور سلام اسے جو ہدایت کی پیروی کرے بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور انحراف کرے۔“  
یعنی فرعون کے پاس جا کر کہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو بنی اسرائیل ہے انہیں اپنی بندگی اور اسیری سے رہا

کردے اور ہمارے ساتھ ملک شام بھیج دے اور اس سے محنت و مشقت کے سخت کام لینے سے باز آ۔  
 علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل قوم قبیط کی غلامی میں رکھے گئے تھے وہ ان سے  
 خدمتیں لیتے۔ محنت شاقہ کراتے۔ گڑھے کھدواتے پتھر اٹھواتے اور اولاد زینہ قتل کر دیتے اور عورتوں سے خدمتیں لیتے اور  
 آپ کا پہلے بنی اسرائیل کو طلب کرنا اور قوم طاغی کے متعلق کچھ نہ فرمانا یہ ایک طرح کی تدریج تھی۔  
 دوسرے مومنین کی خلاصی کافروں کے قبضہ سے مقدم رکھی کہ وہ اہم تھی دعوت کفار سے۔  
 اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہوئے تھے موسیٰ علیہ السلام پر باطنی طور سے یا وہ کسی نبی کو ماننے  
 والے تھے انبیاء کرام میں سے۔

اور اول ان کی رہائی کا مطالبہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ مومنین کی خلاصی دعوت کفار پر بہر حال مقدم ہے۔  
 چنانچہ آپ نے قبٹیوں میں تبلیغ اول نہیں فرمائی بلکہ سبطیوں کو جو بنی اسرائیل تھے اپنے ساتھ ملک شام لے جانے کا  
 مطالبہ کیا۔

اور وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی سے یہ مراد ہے کہ عذاب سے دارین میں سلامتی اسی کو ہے جو ہدایت مانے اور  
 اتباع کرے۔

اور ہم تیرے پاس یونہی نہیں آئے ہیں بلکہ ہمارے پاس معجزات و آیات الہی ہیں جو ہماری تصدیق نبوت کرتی ہیں اور  
 ہمیں بتایا گیا ہے کہ عذاب الہی کا وہی مورد ہے جو آیات بینات کا مشاہدہ کر کے بھی جھٹلائے اور اَنَا رَبُّكُمْ اِلٰہِ عَلٰی کِی رٹ  
 لگاتا رہے اور حق سے منحرف ہو۔

تو فرعون نے کہا وہ کیا معجزات ہیں تو قَالَتْ فَاِذَا هِيَ تُعْبَانُ مُبِيْنٌ ﴿۱۰۴﴾ وَ نَزَعْنَا يَدَآءِ هٰی بِيْضًا  
 لِلنَّظْرِ يٰن۔ آپ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ خونخوار اژدھا بن کر پھن پھننے لگا۔ پھر آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا وہ اتنا روشن  
 تھا کہ آنکھیں چندھیا گئیں۔

اس پر فرعون نے سوال کیا جس کا ذکر آیات میں ہے:

”قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمْ يٰمُوسٰی ﴿۱۰۶﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْ اَعْطٰی كُلَّ شَيْءٍ خَلْقًا ثُمَّ هَدٰی۔ فرعون بولا آپ کا کون  
 رب ہے اے موسیٰ۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی۔“  
 یعنی وہ خالق مطلق وہ ہے جس نے ہر عضو کو اس کے مطابق بنا کر قوت بخشی۔ ہاتھ کو پکڑنے کی، پاؤں کو چلنے کی، زبان کو  
 بولنے کی، آنکھ کو دیکھنے کی، کان کو سننے کی قوت بخشی پھر اسے راہ دکھائی یعنی معرفت اشیاء عطا فرما کر حیات دنیا اور سعادت  
 آخرت بخشی جسے انسان سمجھ کر اپنے رب کا شکر گزار بندہ بنتا ہے۔ تو پھر فرعون بولا:

”قَالَ فَمَا بِالْقُرُوْنِ الْاُولٰٓئِی۔ بولا تو پہلی سنگتوں کا کیا حال ہے۔“

یعنی جو امتیں آپ سے پہلے گزر چکی ہیں جیسے قوم نوح قوم عاد قوم ثمود جو سب کی سب بت پرست تھیں اور مرنے کے  
 بعد اٹھائے جانے کی منکر تھیں ان پر عذاب ہوایا کیا۔

اس کا جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باوجود اس کے کہ ان کو ان کا علم تھا لیکن اس کا جواب ان کے ذمہ لازم نہ تھا

اس لئے آپ نے اسے علم اللہ کے سپرد کر کے فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”قَالَ عَلَّمَهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝۵۱ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى ۝۵۲ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۝۵۳ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النَّهْيِ ۝۵۴“

فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کہ ان کا علم میرے پاس نہیں بلکہ میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے یعنی لوح محفوظ میں ان کے تمام احوال مکتوب ہیں اور بروز قیامت انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا و جزا ملے گی۔

”وہ رب تعالیٰ شانہ وہ میرا رب ہے کہ نہ بہکے نہ بھولے۔“

یہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب ختم ہو گیا اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل مکہ کو ارشاد ہے جو اس جواب کا تتمہ ہے۔

”الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا“۔ وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور اس نے پانی نازل کیا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے۔“ یعنی انواع و اقسام کے سبزے مختلف رنگوں طرح طرح کی خوشبوؤں کے پھول اگائے۔

”تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے“ یعنی وہ سبزے تمہارے لئے بھی ہیں اور تمہارے مویشیوں کا چارہ بھی ہیں۔

یہاں کُلُوا فرما کر امر اباحت فرمایا اور اس میں تذکیر نعمت بھی ہے۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں دَعَتِ الدَّابَّةُ رَعِيًّا وَرَعَاهَا صَاحِبُهَا رَعَايَةً إِذَا أَسَامَهَا وَ سَرَحَهَا وَ أَرَا حَهَا۔ یہ لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ رَعَتِ الدَّابَّةُ۔ جانور نے چرا اور رَعَاهَا خيال رکھا اس کا جبکہ اس کے خورد و نوش اور آرام کو ملحوظ رکھا جائے۔

نُهِيَ۔ جَمَعَ نُهْيَةً بِضَمِّ نُونٍ سُمِّيَ بِهِ الْعَقْلُ لِيُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْبَاطِلِ وَإِرْتِكَابِ الْقَبِيحِ۔ یہ عقل کی جگہ مستعمل ہے کہ وہ اتباع باطل سے روکتی اور ارتکاب قبیح سے منع کرتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورہ طہ۔ پ ۱۶

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝۵۵

وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ فَكَذَّبَ وَآبَىٰ ۝۵۶

قَالَ أَجِئْتَنَا لِنُخْرِجَنَّكَ مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوسَىٰ ۝۵۷

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور نکالیں گے اس سے تمہیں دوبارہ اور بے شک دکھائیں ہم نے اسے اپنی ساری نشانیاں تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا

بولایا تم آئے ہو ہمارے پاس تاکہ ہمیں نکال دو ہماری زمین سے اپنے جادو کے ذریعہ اے موسیٰ



تو ہم بھی ضرور لائیں گے تمہارے آگے ایسا ہی جادو تو کر  
تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ جس سے نہ خلاف کر  
سکیں ہم اور تم ایک ہموار جگہ کے لئے

فرمایا موسیٰ نے تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے اور یہ کہ جمع ہو  
جائیں لوگ دن چڑھے

تو فرعون لوٹ کر گیا اور اپنے مکر جمع کئے پھر آیا  
ان سے فرمایا موسیٰ نے تمہیں خرابی ہو نہ افتراء کرو اللہ پر  
جھوٹا تو وہ ہلاک کر دے تمہیں عذاب سے اور یقیناً وہ  
نامراد ہوا جس نے افتراء کیا

تو تنازع کرنے لگے اپنے کام میں اور پوشیدہ مشورہ کیا  
بولے بے شک دونوں ضرور جادو گر ہیں یہ چاہتے ہیں یہ  
کہ نکال دیں تمہیں تمہاری زمین سے جادو کے ذریعے  
اور لے جائیں تمہارا اچھا دین

تو جمع کر لو پکا کر کے اپنا مکر پھر صف بستہ آؤ۔ اور یقیناً  
وہی مراد کو پہنچا جو غالب رہا

بولے اے موسیٰ یا تو تم ڈالو اور یا یہ کہ ہم ڈالیں اول

فرمایا موسیٰ نے بلکہ تم ڈالو تو ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان  
کے خیال میں ان کے جادو سے دوڑتی معلوم ہوئیں

تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف محسوس کیا

ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی بلند رہے گا

اور ڈال دے جو تیرے سیدھے ہاتھ میں ہے نکل جائے

جو انہوں نے بنایا ہے وہ بنا کر نہیں لائے مگر جادو کا فریب

اور نہیں بھلا ہوگا جادو گر کا کہیں سے آئے

تو گر گئے سب جادو گر سجدہ کرتے ہوئے۔ بولے ایمان

لائے ہم رب ہارون و موسیٰ پر

بولو فرعون تم ایمان لائے اس پر میری اجازت سے

پہلے بے شک یہ تمہارا وہ بڑا ہے جس نے سکھایا تمہیں

فَلَنَاتِيَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ فَأَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ  
مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا  
سُوَّى ٥٦

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ  
ضُحًى ٥٧

فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى ٥٨  
قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ  
كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۗ وَقَدْ خَابَ مَنْ  
اِفتَرَى ٥٩

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى ٦٠  
قَالُوا إِنْ هَذَا مِنْ لَسْعَانِ يَرْيَدُونَ أَنْ يُخْرِجَكُمْ  
مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ  
النُّجْوَى ٦١

فَأَجْعَلُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ اسْتَوُوا صَفًّا ۖ وَقد أَفْلَحَ  
الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعْلَى ٦٢

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ  
أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى ٦٣

قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا جَبَّاهُمْ وَعَصِيْبُهُمْ يُخَيَّلُ  
إِلَيْهِمْ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهُ اسْتَعْلَى ٦٤

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ٦٥

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى ٦٦

وَأَلْقَىٰ مَا فِي يَمِينِكَ تَتْلِفُ مَا صَنَعُوا ۗ وَإِنَّمَا  
صَنَعُوا كَيْدُ سِحْرٍ ۗ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ  
أَتَى ٦٧

فَأَلْقَى السَّحْرَةَ سُجَّدًا قَالُوا الْمَنَابِرُ هَارُونَ وَ  
مُوسَىٰ ٦٨

قَالَ أَمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ ۗ إِنَّهُ لَكَيْدٌ كَرِيمٌ  
الَّذِي عَلَبَّكُمْ السِّحْرَ ۗ فَلَا قَطْعَانَ أَيْدِيكُمْ وَ

أَرْجُلِكُمْ مِمَّنْ خِلَافٍ وَلَا وَصَلِبَتِكُمْ فِي جُدُوعِ  
النَّخْلِ وَلَتَعْلَمَنَّ آيَاتُنَا عَذَابًا وَأَبْقَى ④

جادو تو ضرور میں قطع کروں گا تمہارے ہاتھ اور پیر  
مختلف رخ سے اور ضرور تمہیں کھجور کے جھنڈ پر سولی  
دوں گا اور ضرور تم جان لو گے کہ ہم میں کس کا عذاب  
سخت ہے اور دیر پا

قَالُوا لَنْ نُؤْتِكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ  
الَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا  
تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ⑤

بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے اس پر جو آئیں  
ہمارے پاس روشن دلیلوں سے اور ہمیں قسم اس کی جس  
نے ہمیں پیدا کیا تو تو فیصلہ دے جو دینا چاہے سو اس کے  
نہیں تیرا فیصلہ کیا ہوگا کہ حیات دنیا میں تو کر سکے گا

إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا  
عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى ⑥

ہم ایمان لائے ہیں اپنے اس رب پر جو بخش دے گا  
ہمیں ہماری خطائیں اور جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو  
کرنے پر اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی ہے

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا  
يَبُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ⑦

بے شک جو آئے اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر تو بے  
شک اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ زندہ  
رہے گا

وَمَنْ يَأْتِهِ مَوْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ  
لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى ⑧

اور جو آئے اس پر ایمان کے ساتھ اور نیک عمل کرے تو یہ  
وہ ہیں جن کے لئے درجے ہیں بلند

جَنَّاتٍ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ  
فِيهَا ⑨ وَذَلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّى ⑩

بسنے والے باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان  
میں رہیں اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہو

### حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ طہ - پ ۱۶

مِنْهَا - اسی سے	خَلَقْنٰكُمْ - پیدا کیا ہم نے تم کو	وَفِيهَا - اور اسی میں
نُعِيدُكُمْ - لوٹائیں گے ہم تم کو	وَمِنْهَا - اور اسی سے	نُخْرِجُكُمْ - نکالیں گے ہم
تَمَّ كَو	تَأْتِرًا - ایک بار	وَلَقَدْ - اور بے شک
أَرَابِيَّةٌ - دکھائیں ہم نے اس کو	الْبَيْتِ - اپنی آیتیں	كُلَّهَا - ساری
فَكذَّبَ - تو اس نے جھٹلایا	قَالَ - بولا	أَجِئْتَنَا - کیا آیا ہے تو
ہمارے پاس	لِنُخْرِجَنَّكَ - تاکہ نکالے تو ہم کو	مِنْ أَرْضِنَا - ہماری زمین سے
بِسِحْرِكَ - اپنے جادو کے ساتھ	يُمُودِي - اے موسیٰ	فَلَنَأْتِيَنَّكَ - تو ضرور لائیں گے ہم تیرے مقابل
بِسِحْرٍ - جادو	مِثْلِهِ - اسی جیسا	فَأَجْعَلْ - تو کر
وَبَيْنِكَ - اور اپنے درمیان	مَوْعِدًا - وعدہ	بَيْنَنَا - ہمارے
		لَا نُخْلِفُهُ - نہ خلاف کریں اس کا



نَحْنُ - ہم	وَلَا - اور نہ	أَنْتَ - تو	مَكَانًا - جگہ ہو
سُومِي - درمیان	قَالَ - فرمایا	مَوْعِدُكُمْ - تمہارا وعدہ	يَوْمٌ - دن ہے
الزَّيْنَةَ - میلے کا	وَأَنْ - اور یہ کہ	يُحْشَرُ - اکٹھے کئے جائیں	النَّاسِ - لوگ
صُحِّي - چاشت کے وقت	فَتَوَلَّى - پھر منہ پھیرا	فِرْعَوْنَ - فرعون نے	فَجَمَعَ - پھر جمع کیا
كَيْدًا - اپنا مکر	ثُمَّ - پھر	آتَى - آیا	قَالَ - کہا
لَهُمْ - ان کو	مُوسَى - موسیٰ نے	وَيَلِكُمْ - تم پر افسوس	لَا تَفْتَرُوا - نہ باندھو
عَلَى - اوپر	اللَّهِ - اللہ کے	كذِبًا - جھوٹ	فَيُسْحِتْكُمْ - وہ برباد کر دے گا
تم کو	بِعَذَابٍ - ساتھ عذاب کے	وَقَدْ - اور بے شک	خَابَ - نامراد ہو
مَنْ - جس نے	اِفْتَرَى - جھوٹ باندھا	فَتَنَّا عَوَا - تو وہ جھگڑے	أَمْرَهُمْ - اپنے کام میں
بَيِّنَهُمْ - آپس میں	وَأَسْرُوا - اور پوشیدہ کیا انہوں نے	هَذَا - یہ دونوں	النَّجْوَى - مشورہ
قَالُوا - بولے	إِنْ - بے شک	يُخْرِجُكُمْ - نکالیں تم کو	لَسِحْرَانِ - یقیناً جادوگر ہیں
يُرِيدَانِ - چاہتے ہیں	أَنْ - یہ کہ	بَطْرٍ يِقْتِكُمْ - تمہارا طریقہ	مَنْ أَرْضَكُمْ - تمہاری زمین سے
بِسِحْرِهِمَا - اپنے جادو سے	وَيَذُوبَا - اور لے جائیں	ثُمَّ - پھر	الْمِثْلَى - اچھا
فَأَجْبَعُوا - تو جمع کرو	كَيْدَكُمْ - اپنے مکر	أَفْدَحَ - کامیاب ہوا	اسُوا - آ جاؤ
صَفًا - صف باندھ کر	وَقَدْ - اور بے شک	قَالُوا - بولے	الْيَوْمَ - آج
مَنْ - جو	اسْتَعْلَى - غالب آیا	تَلَقَى - تو ڈالے	يُوسُفَى - اے موسیٰ
إِمَّا - یا	أَنْ - یہ کہ	أَوَّلَ - پہلے	وَأَمَّا - اور یا
أَنْ - یہ کہ	تَكُونُ - ہم ہوں	بَلْ - بلکہ	مَنْ - وہ جو
أَلْقَى - ڈالیں	قَالَ - فرمایا	وَعَصِيْبُهُمْ - اور ان کی لاشیاں	أَلْقُوا - ڈالو
فَإِذَا - تو ناگہاں	جِبَالُهُمْ - ان کی رسیاں	مِنْ سِحْرِهِمْ - ان کے جادو سے	يُخَيَّلُ - خیال ہوتا
إِلَيْهِ - موسیٰ کو	مِنْ سِحْرِهِمْ - ان کے جادو سے	فَأَوْجَسَ - تو چھپایا	أَنَّهَا - کہ وہ
تَسْعَى - دوڑتی ہیں	قُلْنَا - ہم نے کہا	فَلْتَأْتِنَا - نہ ڈر	خَيْفَةً - ڈر
مُوسَى - موسیٰ نے	الْأَعْلَى - غالب ہے	وَأَلْقَى - اور ڈال	إِنَّكَ - یقیناً تو
أَنْتَ - تو ہی	فِي يَمِينِكَ - تیرے دائیں ہاتھ میں ہے	تَلْقَفَ - نکل جائے گا	مَا - جو
صَنَعُوا - بنایا انہوں نے	إِنَّمَا - سوا اس کے نہیں	صَنَعُوا - بنایا انہوں نے	مَا - جو
سِحْرٍ - جادوگر کا	وَلَا - اور نہیں	يُقْلِحُ - کامیاب ہوتا	كَيْدٍ - مکر
حَيْثُ - جہاں بھی	آتَى - آئے	فَأَلْقَى - تو گر گئے	السَّاحِرُ - جادوگر
			السَّحْرَةَ - جادوگر



سُجَّدًا - سجدے میں	قَالُوا - بولے	اٰمَنَّا - ایمان لائے ہم	بِرَبِّ - ساتھ رب
هُرُونَ - ہارون	وَمُوسَى - اور موسیٰ کے	قَالَ - بولا	اٰمَنْتُمْ - ایمان لائے تم
لَهُ - اس پر	قَبْلَ - پہلے	اَنْ - اس سے	اِذْنٍ - کہ اجازت دوں میں
لَكُمْ - تم کو	اِنَّهٗ - بے شک وہ	لَكَبِيْرُكُمْ - تمہارا بڑا ہے	الَّذِي - وہ جس نے
عَلَّمَكُمْ - سکھایا تم کو	السِّحْرِ - جادو	فَلَا قِطْعَنَ - تو ضرور کاٹوں گا میں	
اَيِّدِيْكُمْ - تمہارے ہاتھ	وَاٰسْرُجُلِكُمْ - اور تمہارے پاؤں	مِّنْ خِلَافٍ - الٹ سے	
وَلَا وَصَلِبَتِكُمْ - اور ضرور سولی دوں گا میں تمہیں	فِيْ جُدُوْعِ النَّخْلِ - کھجور کے تنوں پر	اَشَدُّ - زیادہ سخت ہے	
وَلَتَعْلَمَنَّ - اور ضرور جان لو گے تم	اَيُّنَا - کہ کون ہم میں سے	قَالُوا - بولے	
عَذَابًا - عذاب میں	وَاَبْلَغِيْ - اور زیادہ باقی رہنے والا	عَلَى - اوپر	
لَنْ - ہرگز نہ	تُوْثِرَكَ - ترجیح دیں گے تجھ کو		
مَا - اس کے جو	جَاءَنَا - آیا ہمارے پاس	مِنَ الْبَيِّنَاتِ - کھلے نشانات سے	
وَالَّذِيْ - قسم اس کی جس نے	فَطَرَنَا - ہمیں پیدا کیا	فَاقْضِ - تو تو فیصلہ کر	مَا - جو
اَنْتَ - تو	قَاضٍ - فیصلہ کرنے والا ہے	اِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں	تَقْضِيْ - فیصلہ کرے گا تو
هٰذِهِ - اس	الْحَيٰوةَ - زندگی	الدُّنْيَا - دنیا کا	اِنَّا - بے شک ہم
اٰمَنَّا - ایمان لائے	بِرَبِّنَا - اپنے رب پر	لِيَغْفِرَ - تاکہ بخشنے	لَنَا - ہم کو
خَطِيْئًا - ہمارے گناہ	وَمَا - اور جو	اَكْرَهْتَنَا - مجبور کیا تو نے ہم کو	
عَلَيْهِ - اس پر	مِنَ السِّحْرِ - جادو سے	وَاللّٰهُ - اور اللہ	خَيْرٌ - بہتر ہے
وَاَبْلَغِيْ - اور باقی رہنے والا	اِنَّهٗ - بے شک	مَنْ - جو	يَّاتِيْ - آیا
رَبِّهٖ - اپنے رب کے پاس	مُجْرِمًا - مجرم ہو کر	فَاِنَّ - تو بے شک	لَهُ - اس کے لئے
جَهَنَّمَ - دوزخ ہے	لَا يَبُوْتُ - نہ مرے گا	فِيْهَا - اس میں	وَلَا - اور نہ
يَحْيٰى - زندہ رہے گا	وَمَنْ - اور جو	يَّاتِيْهٖ - آیا اس کے پاس	مُؤْمِنًا - مومن ہو کر
قَدْ - بے شک	عَمِلَ - عمل کئے اس نے	الصَّلٰحٰتِ - اچھے	فَاُولٰٓئِكَ - تو یہ لوگ
لَهُمْ - ان کے لئے	الدَّرَجٰتُ - درجے ہیں	الْعُلٰى - بلند	جَنَّتْ - باغ ہیں
عَدْنٍ - بنے کے	تَجْرِيْ - چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا - اس کے نیچے	اِلَّا نَهْرٌ - نہریں
خٰلِدِيْنَ - ہمیشہ رہنے والے ہیں	مَنْ - اس کا جو	فِيْهَا - اس میں	وَذٰلِكَ - اور یہ
جَزَآءًا - بدلہ ہے		تَزَكٰى - پاک ہوا	

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

”مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارًا اٰخَرٰى ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ اَرٰىنَا كَلِمًا كٰذِبًا وَّ

آبی۔ اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا فرمایا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی میں تمہیں دوبارہ نکالیں گے اور بے شک ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں تو اس نے جھٹلایا اور انکاری ہوا۔“

یعنی تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کو اس مٹی سے پیدا کر کے تمہاری موت کے بعد دفن کے وقت اسی میں لوٹایا اور بروز قیامت اسی زمین سے تمہیں ہم زندہ کر کے نکالیں گے۔ اور فرعون لعین کو ہم نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ذریعہ نو معجزات دکھائے مگر اس سرکش نے انہیں جادو کہا اور انکاری ہو گیا اور کہنے لگا:

”قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَى ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سَوِيًّا ۝“

بولو کیا تم لائے ہو یہ ہمارے لئے اس واسطے کہ ہمیں نکال دو ہماری زمین سے اپنے جادو کے ذریعے اے موسیٰ۔ تو ضرور ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ویسا ہی جادو لائیں گے تو کر لو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ جس سے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم ایک ہموار میدان میں۔“

فرعون مشاہدہ معجزات سے ایمان قبول کرنے کی بجائے کہنے لگا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ تم نے جادو سے جو کیا ہے وہ اس لئے کیا ہے کہ ہمیں تم مصر کی سرزمین سے نکال کر اپنا قبضہ اور حکومت جتنا چاہتے ہوتا کہ تم یہاں کے بادشاہ بن جاؤ۔ لہذا اب ہمیں بھی آپ کا مقابلہ کرنا ہے ہم بھی جادو گری جمع کرتے ہیں اس کے لئے ایک دن قطعی مقرر کر لو کہ اس دن کوئی وعدہ کے خلاف نہ ہو تم بھی آ جاؤ اور ہم بھی آ جائیں اور یہ مقابلہ میدان میں ہوگا۔

آپ نے خیال فرمایا کہ یہ خبیث معجزہ کو جادو خیال کر رہا ہے۔ لہذا اس مقابلہ کے لئے وہ دن رکھا جائے جو ان میں ان کی شوکت و زینت کا خاص دن ہو۔ جس میں اطراف و جوانب کے لوگ بھی جمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر منکشف ہو جائے۔ چنانچہ فرعونوں کا ایک دن عام میلہ کا آتا تھا جسے یہ یَوْمُ الزَّيْنَةِ کہتے تھے۔ یہ ان کی عید کا خاص دن ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

”قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضَحَّىٰ۔ فرمایا موسیٰ نے تمہارا وعدہ میلہ کا دن ہے اور یہ مقابلہ اس دن روشن دن میں ہو اور لوگ دن چڑھے جمع کر لئے جائیں۔“

چنانچہ دن مقرر ہو گیا۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اتفاق سے یہ میلہ کا دن دسویں محرم کو تھا اور شنبہ کا دن تھا چنانچہ

”فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدًا ثُمَّ أَتَىٰ۔ تو فرعون واپس ہوا تو اپنے مکر یعنی جادو گری جمع کر لئے اور انہیں ساتھ لے کر یوم مقررہ پر آ گیا۔“

اور خوب روشن دن میں اس مقابلہ کی ٹھہر گئی۔

جادو گروں نے اپنے پیر منانے شروع کئے۔ پونا چیمپاری بہیروں کی دہائی دینی شروع کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

”قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَيَّ اللَّهُ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنْ افْتَرَىٰ۔ فرمایا ان

سے موسیٰ نے تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو۔“

اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کہ ”وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے گا اور بے شک نامراد رہا جس نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا۔“

یہ ہدایت کا کلام سن کر ان میں سے ایک جماعت جادو گروں کی کہنے لگی یہ باتیں جادو گر نہیں کہہ سکتا۔ اسے تو اللہ کے سوا کس کس کو اپنا حقیقی معاون ماننا ہوتا ہے اور یہ ایسے خیال سے روکتے ہیں اور ایک گروہ کہنے لگا ابھی تو یہ ہمیں ہمارے جیسے جادو گر نظر آتے ہیں غرضیکہ ان میں دو گروہ ہو گئے۔ اس کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

”فَتَنَّا زَعْوًا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرَأُوا النَّجْوَى ۝ قَالَوَا إِنَّ هَذَا مِنْ لَسْعَانِ يَرِيدُنَا أَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَ بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثَلَّى ۝“

”تو ان میں مختلف ہو گئے ان کے خیال“ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں کسی کا خیال ہوا کہ ساحر ہیں کسی نے کہا ایسی باتیں جادو گر نہیں کہہ سکتا۔

”وَأَسْرَأُوا النَّجْوَى۔ اور اپنے مشورے چھپ کر کرنے لگے۔“

”قَالَوَا إِنَّ هَذَا مِنْ لَسْعَانِ۔ بولے یہ دونوں ضرور جادو گر ہیں۔“

یعنی حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔

”يَرِيدُنَا أَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا۔ چاہتے ہیں یہ کہ نکال دیں تمہیں تمہاری زمین سے اپنے سحر کے

ذریعہ۔“

یعنی مصر سے تمہیں نکال کر یہ دونوں یہاں کے تاجدار بن جائیں اور اپنا پیرو کر لیں۔

”وَيَذْهَبَ بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثَلَّى۔ اور تمہارا اچھا دین لے جائیں۔“

یعنی وہ مذہب جس پر تم ہو اور وہ تمام مذاہب سے افضل ہے۔ یہ مقولہ قوم فرعون کے ارباب منصب کا تھا حَيْثُ قَالَ

الْأَلْوَسِيُّ۔

وَكَانَهُمْ أَرَادُوا بِهِؤُلَاءِ الْوُجُوهُ الْوُجُوهُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَرْبَابُ الْمَنَاصِبِ وَأَصْحَابُ التَّصَرُّفِ وَالْمَرَاتِبِ وَيَكُونُوا قَدْ حَدَّدُوا هُمْ بِالْأَخْرَاجِ مِنْ أَوْطَانِهِمْ۔

چنانچہ انہیں وطن سے نکالے جانے کا خوف دلا کر جادو گروں کو برا بیچتے کیا اور کہا:

”فَأَجْبِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ اسْتُواصَفَا۔ تو تم اپنے داؤں کے کر لو پھر پر اباندہ کر ان دونوں کے مقابل آؤ۔“

”وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعَلَى۔ اور یقیناً آج وہی کامیاب ہوگا جو غالب آجائے۔“

قِيلَ كَانُوا سَبْعِينَ أَلْفًا مَعَ كُلِّ مِّنْهُمْ حَبْلٌ وَعَصَا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِقْبَالَةً وَاحِدَةً۔

ساحروں کی تعداد پر ایک قول تو یہ ہے کہ وہ ستر ہزار تھے اور ہر ایک رسی اور عصا لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آئے

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تن تنہا یہ نفس نفیس ان کے مقابل تھے۔

ایک قول ہے کہ کَانُوا إِثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ سَاحِرًا إِثْنَانِ مِنَ الْقِبْطِ وَالْبَاقِي مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ وہ بہتر



جادو گر تھے دو قوم قبیلہ سے اور باقی بنی اسرائیل سے۔

ایک قول ہے کہ تسع مائة ثلثمائة من الفرس و ثلثمائة من الروم و ثلثمائة من الاسكندر يتدوسو تھے۔ تین سو سوار تین سو رومی تین سو اسکندر یہ کے۔

ایک قول ہے کہ خمسة عشر ألفا۔ پندرہ ہزار تھے۔

ایک قول ہے بضعة و ثلاثين ألفا۔ کچھ اور تیس ہزار تھے۔

اختلاف روایات پر آلوقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَلَا يَخْفَى حَالُ الْأَخْبَارِ فِي ذَالِكَ وَالْقَلْبُ لَا تَنْبِيلُ إِلَى النَّبَالِغَةِ - وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

اور اخبارات کا حال مخفی نہیں خبریں خبریں ہی ہوتی ہیں اور دل مبالغہ کی طرف مائل نہیں ہوتا اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

بہر کیف یہ مقابلہ ضرور ہوا عام اس سے کہ ستر ہزار سے ہوا یا بہتر سے یا نو سو سے ہوا یا پندرہ ہزار سے یا چند اور تیس ہزار سے بہر حال ہوا ضرور۔

لہذا اختلاف اخبار کی بنا پر منصوص قطعی کا انکار نہیں ہو سکتا اور وہ منصوص قطعی یہ ہے کہ حضرت کلیم اللہ حکیم حضرت حق جل و علا فرعون کی طرف مع حضرت ہارون علیہ السلام تشریف لائے اور اس نے آپ سے مقابلہ کرنے کی تاریخ مانگی اور اس دن مقابلہ ضرور ہوا اور جادو گر ایمان لائے۔ سجدے میں گرے اور جادو گروں میں جس طبقہ کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جادو گر نہیں بلکہ مرسل الہی ہیں انہوں نے بوقت مقابلہ ادب ملحوظ رکھا اور اول اجازت طلب کی جیسا کہ ارشاد ہے:

”قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْجِي وَ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ آوَّلَ مَنْ أَلْقَى - جادو گر بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں (اپنا عصا) یا ہم پہلے ڈالیں۔“

یعنی اگر حضرت حکم دیں تو ہم اپنا سامان جو جھیلا ہوا ہے اس پر منتر ڈالیں یا حضور اپنا مجزہ ظاہر فرمائیں۔ جیسی حضرت کی رائے عالی ہو۔ یہ ساتروں نے ادباً عرض کیا تھا اور اس ادب کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دولت ایمان عطا فرمائی۔ اس واقعہ کو تفصیل سے آگے ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔ آپ نے جواب دیا:

”قَالَ بَلَىٰ أَلْقُوا فَإِذَا جِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِمْ مِنْ سُحْرِهِمْ أَنْتَجَاتُ سُلَى - فرمایا بلکہ تمہیں ڈالو۔“

اور ابتداء ان کی طرف سے ہونے کی اجازت حضرت کلیم اللہ نے اس لئے دی کہ جادو کے مکرو کید اول وہ ظاہر کر چکیں اس کے بعد جب بینہ قاہرہ کا ظہور ہو گا تو وہ ان کے تمام باطل چھانٹ دے گا اس سے دیکھنے والوں کو بصیرت و عبرت حاصل ہوگی۔

”تو انہوں نے اپنے منتر پھونکے تو وہ دریاں اور لائٹھیاں ان کے جادو کے منٹروں سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔“ اور نثر بندی اتنی مستولی ہوئی کہ۔

”فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ - موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے جی میں خوف محسوس فرمایا۔“

کہ ارشاد ہوا۔

”قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۝ وَالَّذِي نَسِيتُكَ تَلَقَّفَ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سِحْرٍ وَلَا

يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى۔ ہم نے فرمایا موسیٰ نہ ڈرو بے شک تم ہی بلند و بالا رہو گے۔ اور ڈال دو جو تمہارے سیدھے ہاتھ میں ہے نکل جائے گا جو انہوں نے بنایا ہے وہ کچھ نہیں جو بنایا ہے وہ مکر ہے جادو گر کا اور جادو گر فلاح نہیں پاسکتا جیسے بھی سامنے آئے۔“

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ میدان سانپوں اڑدھوں سے بھر گیا ہے اور میلوں تک میدان میں سانپ ہی سانپ دوڑ رہے ہیں اور دیکھنے والے اس باطل نظر بندی سے مسحور ہیں کہ فرمان الہی عزوجل آیا:

”وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۗ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۗ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى۔ جو عصا آپ کے سیدھے ہاتھ میں ہے ڈال دیجئے۔ نکل جائے گا ان کی نظر بندی کے کرتب کو۔ جزایں نیست کہ وہ دھوکہ جادو گر کا ہے اور جادو گر کسی صورت سے مقابل آئے کامیاب نہیں ہو سکتا۔“

چنانچہ آپ نے اپنا عصا مبارک ڈال دیا اس نے تمام جادو کے فریب کا لقمہ کر لیا اور لوگ اس منظر سے اتنے خائف ہوئے کہ سر اسمیہ و پریشان ہو گئے۔

آخرش آپ نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا کا عصا ہی تھا۔

یہ دیکھ کر جادو گروں کو یقین ہو گیا کہ یہ قطعاً جادو نہیں بلکہ معجزہ ہے اور ایسا معجزہ ہے کہ جس کا جادو مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ اللہ! حق حق ہی ہوتا ہے اب ساحروں کا یہ حال تھا کہ جہاں کفر و شرک کی حمایت میں رسیاں لکڑیاں پھیلائے ہوئے تھے یہ شان حق نمدا دیکھتے ہی سب سر بسجود ہو گئے چنانچہ ارشاد ہے:

”فَأَلْقَى السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ۔ تو سب سجدے میں گرا دیے گئے اور کہنے لگے ہم ایمان لائے رب ہارون و موسیٰ (علیہما السلام) پر۔“

ایک روایت ہے کہ اس سجدہ میں انہیں جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا انہوں نے جنت میں اپنے مقامات بھی دیکھ لئے تاکہ ان کا ایمان کسی مصیبت و ایذاء اور امتحان سے متزلزل نہ ہو۔ آگے ارشاد ہے:

”قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ ۗ إِنَّهُ لَكَبِيرِكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۗ فَلَا يَقْظَعَنَّ آيِدِيكُمْ وَأَنْتُمْ جُلُومٌ مِّنْ خَلْفٍ ۗ وَلَا وَصَلْبَتِكُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ ۗ وَلِتَعْلَمِنَّ آيَاتِنَا أَشَدَّ عَذَابًا وَأَبْلَىٰ۔ بولا فرعون تم ایمان تو لائے ان پر میری اجازت سے قبل (مگر میں بھی سمجھ گیا ہوں) کہ بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا تو مجھے بھی قسم ہے میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تمہیں کھجور کے جھنڈ پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان لو گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے۔“

فرعون بجائے ایمان لانے کے اس گمراہی میں پڑا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہنے لگا کہ تم سب کا بڑا یہ ہے اور یہ تمہارا استاد کامل ہے اور معاذ اللہ تم نے گویا پہلے ملی بھگت کر رکھی تھی۔ اب تم میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہو۔ میں تمہارے ایک طرف سے ہاتھ اور دوسری طرف سے پیر کاٹوں گا اور تمہارے لئے سولی کھجور کے جھنڈ تجویز کروں گا تاکہ تم سمجھ سکو کہ جس خدا کو تم نے مانا ہے اس کا عذاب سخت ہے یا میرا۔ یہ متکبرانہ طور پر اس نے بکواس کی۔ اس پر جادو گروں نے کہا۔

فرعون! تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے تو نے دیکھا نہیں کہ ید بیضا اور عصائے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت نے باطل کو باطل

کردکھلایا اور اپنی حقانیت اس شان سے دکھائی کہ عصا نے اژدہا بن کر رسیوں لکڑیوں کو لقمہ کر لیا اگر وہ جادو ہوتا تو ان کا وجود باقی رہنا ضروری تھا۔

لیکن ان کا وجود ہی نہ رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قطعی معجزہ تھا اور یہ تیری بددماغی ہے کہ اتنی کھلی نشانی دیکھنے کے بعد بھی تو انہیں جادو گروں کا معلم کہتا ہے۔

اور تیرا یہ ڈراو ادینا کہ ہاتھ پیر کاٹ کر بھجور پر سولی دے گا اس کا ہم پر اب کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمیں موسیٰ علیہ السلام کے رب نے ہماری آخرت کی منزلیں دکھادی ہیں چنانچہ سب نے جو کہا وہ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے:

”قَالُوا لَنْ نُؤْتِيَنَّكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيْتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ ۗ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۗ ﴿٤٧﴾ إِنَّا أَمْثَلْنَا بِمَا لِيُغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ وَابْقِي ۗ ﴿٤٨﴾ إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۗ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۗ ﴿٤٩﴾ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۗ ﴿٥٠﴾ جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۗ ﴿٥١﴾“

تائب جادو گر بولے فرعون ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ہمیں قسم ہے اس کی جس نے ہمیں پیدا کیا تو کرنا چاہتا ہے (ہمارے قدم اب استقامت علی الحق سے نہیں ڈگمگاسکتے) ہاں تیرا بس چل سکتا ہے اور جو کچھ تو حکم دے سکتا ہے دنیا کی زندگی تک دے سکتا ہے۔ ہم بے شک اپنے رب پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا اس کے حضور جو مجرم بن کر حاضر آئے تو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے نہ جیے۔

اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے اور اچھے عمل کرے تو اسے وہ بلند درجے عطا فرماتا ہے بسنے والے باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور یہ بدلہ ہے اس شخص کا جو گناہوں سے سہرا ہوا۔“

مِنَ الْبَيْتِ سے مراد بیضا اور عصا ہے یعنی انہوں نے فرعون کو جواب دیا کہ تو جو چاہے کر ہمیں اس کی پرواہ نہیں اس لئے کہ ہم نے توبہ کے بعد سجدہ میں سب کچھ دیکھ لیا اور کھلا معجزہ دید بیضا اور عصا تھا۔

جو تیرے دل میں ہو وہ حکم دے اور ہمیں مصیبتوں میں ڈال لے۔ تیری کرنی حیات دنیا تک ہے آگے تیری مجال ہی نہیں۔ آخرت میں تجھے ذلت ہے اور ہمیں عزت۔ دنیا میں تیرا قبضہ ہے اس کی ہمیں پرواہ نہیں۔

ایک روایت ہے کہ جب جادو گروں کو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے بلایا تو انہوں نے کہا ہم موسیٰ کو سویا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ عصا مبارک پہرہ دے رہا ہے۔

جادو گروں نے فرعون سے کہا کہ وہ جادو گر نہیں ہیں اس لئے کہ جادو گر جب سو جاتا ہے تو اس کا جادو بھی سو جاتا ہے۔ اور یہ سوائے ہوئے تھے مگر ان کا عصا ان کی محافظت کر رہا تھا۔

لیکن فرعون اپنی ضد پر جما رہا اور انہیں جادو کی تیاری کرنے پر مجبور کیا اس حال کو یہاں بیان کیا **إِنَّا أَمْثَلْنَا بِمَا**



لِيُغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ

آگے انہوں نے کہا وہ غفار و ستار فرمانبرداروں کو اجر دے گا۔ نافرمانوں پر عذاب فرمائے گا۔

یعنی جس کا ایمان پر جاتمہ ہو اسے کوئی خطرہ آخرت نہیں۔

اور جو کفر میں ہلاک ہو اس کے لئے عذاب سے رستگاری نہیں۔

آخرش ان پر جو جو سختیاں کیں ان تمام کوائف کا مفصل نقشہ علامہ آلوسی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ وہو هذا۔

وَجَاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا لَمَّا أَمَرَا بِأَيْتَانِهِ وَ قَوْلٍ مَا ذُكِرَ لَهُ جَاءَ الْجَمِيعَا إِلَى بَابِهِ مَا قَامَا

حِينَ لَا يُؤَذْنُ لَهُمَا بَعْدَ حِجَابٍ شَدِيدٍ فَدَخَلَا وَ كَانَ مَا قَصَّ اللَّهُ تَعَالَى۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس آنے کا حکم ہوا اور فقو لا

لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا کا حکم بھی ملا تو دونوں جمع ہو کر اس کے دروازے پر تشریف لائے اور بہت دیر منتظر رہے مگر اس نے اجازت

نہ دی۔ آخرش بہت سے حجاب کے بعد اجازت دی تو آپ داخل ہوئے پھر وہ کچھ ہوا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

وَ أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَ غَيْرُهُ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا أَمَرَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا

أَمَرَ أَقْبَلَ إِلَى فِرْعَوْنَ فِي مَدِينَةٍ قَدْ جَعَلَ حَوْلَهَا الْأَسَدَ فِي غِيْضَةٍ۔ (الخ بطوله)

(پوری روایت کا مفصل ترجمہ)

وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو من جانب اللہ حکم ہوا تو آپ فرعون کی طرف اس

گاؤں میں تشریف لائے جس کے گرد اگر فرعون نے پالتو شیر رکھ چھوڑے تھے اور ان کے نگران ان پر جوتھے وہ جس پر

حملہ کا اشارہ کرتے یہ اسے کھا جاتے۔

اور اس گاؤں کے چار دروازے چھوٹے تھے اور ایک دروازہ بڑا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام بڑے دروازے سے داخل

ہوئے اور فرعون دیکھ رہا تھا تو جب شیروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو لومڑیوں کی طرح وہ چیخنے لگے۔ شیروں

کے نگرانوں نے انہیں خوفزدہ آواز سے روکا۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دروازہ شاہی پر پہنچ گئے اور عصا مبارک سے دروازہ کھٹکھٹایا اس وقت جبہ اونی

اور سردانی زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔

دربان نے جب دیکھا آپ کی اس جزأت پر تعجب کیا اور آگے جانے سے روک دیا اور کہا تمہیں معلوم ہے کس کے

دروازے کو تم نے کھٹکھٹایا ہے یہ دروازہ آپ کے سردار کا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو اور میں اور فرعون ادنیٰ غلام ہیں میرے رب کے اور وہ میرا ناصر و مددگار ہے آخر

دربان نے اپنے قریب کے درباری کو خبر دی اس نے اگلے کو اسی طرح ستر دربانوں تک اطلاع پہنچائی گئی اور یہ دربان وہ

تھے جن کے تحت حکم ایک ایک لشکر تھا۔

مختصر یہ کہ فرعون تک خبر پہنچ گئی اس نے کہا اچھا اسے میرے سامنے لاؤ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے سامنے

پہنچے دیکھتے ہی کہنے لگا ہاں میں نے تمہیں جان لیا۔

آپ نے فرمایا ہاں کیا جان لیا وہ بتا۔

کہنے لگا اَلَمْ نُرَبِّكَ فَيُنَاوِلِيْدًا۔ کیا میں نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کیا۔

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رد فرمایا اور کہا تو کیا پرورش کرتا میرے رب نے تجھ سے خدمت لی ورنہ تو کیا پرورش کرتا اس پر فرعون کو غصہ آ گیا حکم دیا انہیں پکڑ لو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربانوں کے پکڑنے کو آنے سے پہلے اپنا عصا مبارک ڈال دیا وہ ایک اژدھا خونخوار ہو کر پھن پھنانے لگا۔

یہ دیکھ کر حاضرین دربار ایک پر ایک گرتے پڑتے اپنے ہی پیروں سے پہلے کو کھوندتے ہوئے بھاگ پڑے اس بھگدڑ اور سراسیمگی میں پچیس ہزار آدمی مر گئے۔

اور فرعون اپنا خدائی دعویٰ بھول کر بھاگا اور گھر میں پناہ لی۔

اور وہاں سے کہلایا کہ میرے آپ کے درمیان ایک مدت مقرر ہو جائے تاکہ اس دن آپ سے جادو گروں کا مقابلہ ہو جائے۔

آپ نے فرمایا میں مدت مقرر نہیں کرتا تو ہی مقرر کر۔

آخر وحی آئی کہ موسیٰ وقت مقرر کر لو۔ اور اس سے فرما دو کہ تو وقت مقرر کر۔

فرعون نے چالیس دن مقرر کئے لیکن ہر روز چالیس بار رائے بدلتا رہا۔

اور موسیٰ علیہ السلام اس بستی سے باہر تشریف لے آئے جب ان شیروں کے پاس سے گزرے تو وہ دم ہلا کر مشایعت کرنے والوں کی طرح آپ کو ادب سے رخصت کرتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو توبہ کی تلقین کی اور جنت کا وعدہ کیا تھا۔ جس کا ہم اول ذکر کر چکے ہیں۔

چنانچہ فرعون نے حضرت آسیہ سے مشورہ کیا انہوں نے فرمایا آدمی کو ہر بات کا رد کرنا نہیں چاہئے بعض مشورہ مفید بھی ہوتا ہے۔

فرعون عادی تھا مشورہ ہامان پر چلنے کا اس نے ہامان سے استشارہ کیا۔ ہامان سنتے ہی چڑ گیا اور کہنے لگا فرعون میں تو اپنے خیال میں تجھے عقل والا جانتا تھا۔ بھلا سوچ تو سہی آج مالک ہو کر مملوک بنا گوارہ کرے گا۔ رب ہو کر مر یوب بنا پسند کرے گا۔ خبردار ہرگز موسیٰ کی بات پر ملتفت نہ ہو۔ چنانچہ فرعون اپنی اسی خباثت پر جما رہا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کی روایت کا پورا ترجمہ ختم ہوا اب آگے ملاحظہ کریں۔

اس واقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت میں مقدم رکھنا اس امر کی دلیل ہے کہ فضیلت تابع سن و عمر نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے مختص فرمائے وہی افضل ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عمر میں حضرت ہارون علیہ السلام سے چھوٹے ہیں لیکن فضیلت میں حضرت ہارون سے بلند ہیں۔ حیث قال اللوسی۔

وَفِي تَقْدِيمِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ أَنَّهُ أَصْغَرُ سِنًا عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ أَنَّهُ الْأَكْبَرُ

عَلَىٰ أَنَّ الْفَضْلَ غَيْرُ تَابِعٍ لِلسِّنِّ فَاللَّهُ تَعَالَىٰ يَخْتَصُّ بِفَضْلِهِ مَنْ يَشَاءُ۔

اور عصا مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود نہیں ڈالا بلکہ فرعون کے مطالبہ پر ڈالا تھا چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں:  
وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا حِينَ قَالَ لِمُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَآتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٧٦﴾ فَالْتَقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٧٧﴾ وَنَزَعْنَا مِنْهَا آيَةً لِّلنَّظِيرِينَ ﴿١٧٨﴾۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”بے شک ہم نے اسے دکھائیں اپنی نشانیاں۔“ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ”اگر آپ نشانوں کے ساتھ آئے ہیں تو لائیے وہ نشان دکھائیے اگر فی الواقع سچے ہیں۔“

تو حضرت کلیم اللہ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اثر دہا بن کر پھن پھنا اٹھا۔

اور بغل سے ہاتھ نکالا تو وہ سفید چمکتا ہوا تھا دیکھنے والوں کے لئے۔“

چنانچہ روایت ہے کہ۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أَلْقَاهَا انْقَلَبَتْ ثُعْبَانًا أَشْعَرَ فَاغْرُ فَاغْرُ فَاهُ بَيْنَ لَحْيَيْهِ ثَمَانُونَ ذِرَاعًا وَضَعَ لَحْيَهُ الْأَسْفَلَ عَلَى الْأَرْضِ وَالْأَعْلَىٰ عَلَى سُورِ الْقَصْرِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ فِرْعَوْنَ فَهَرَبَ وَأَحْدَثَ فَانْهَزَمَ النَّاسُ مُزْدَحِمِينَ فَمَاتَ مِنْهُمْ خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا مِنْ قَوْمِهِ فَصَاحَ فِرْعَوْنُ يَا مُوسَىٰ انشُدْكَ بِالَّذِي أَرْسَلْتُكَ إِلَّا أَخَذْتَهُ فَآخِذْهُ فَعَادَ عَصَا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مبارک ڈالا وہ عصا سے اثر دہا بن گیا اور اس کے دونوں جڑوں کے درمیان اسی گز کا تقاضا تھا اس نے ایک جڑ زمین میں گاڑ دیا اور اوپر کا جڑ فرعون کے محل کے کنگروں پر رکھ دیا فرعون کی طرف دیکھا تو فرعون گوز مارتا ہوا بھاگا۔ اور لوگ اثر دہام کے ساتھ جو سراسیمگی میں بھاگے تو ان میں سے پچیس ہزار مر گئے۔

تو فرعون چیخا اے موسیٰ تمہیں اس کی ذات کی قسم جس نے تمہیں مبعوث فرمایا ہے اسے پکڑ لیجئے آپ نے فوراً پکڑ لیا تو وہ عصا ہو کر آپ کے دست حق پرست میں آ گیا۔ پھر جو ہوا وہ پہلے بیان کر دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ۔ إِنَّهَا انْقَلَبَتْ حَيَّةً اِرْتَفَعَتْ فِي السَّمَاءِ قَدْرَ مِيلٍ ثُمَّ انْحَطَّتْ مُقْبِلَةً نَحْوَ فِرْعَوْنَ وَجَعَلَتْ تَقُولُ يَا مُوسَىٰ مُرِنِي بِمَا شِئْتَ وَ يَقُولُ فِرْعَوْنُ اُنشُدْكَ۔ الخ

وہ عصا سانپ بن کر ایک میل آسمان کی طرف اڑا پھر فرعون کی طرف اتر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگا۔ موسیٰ جو آپ چاہیں حکم دیں۔ اس کے بعد فرعون بدحواس ہو کر قسم دے کر عرض پیرا ہوا کہ پکڑ لیجئے اس کو۔

اور وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا سے مراد آیات موسیٰ علیہ السلام التسع۔ وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا سے مراد وہ نو معجزات ہیں جو آپ کو عطا ہوئے۔ وہ معجزات

فلق بحر، نطق الجبل، حجر الذی انفجرت منها العيون ہیں وہ عصا کا اثر دہا ہونا، ید بیضا کا ظہور، دریا کا پھٹ جانا، پہاڑ اٹھا کر ان پر رکھ دینا اور پتھر سے بارہ چشمے جاری ہونا وغیرہ ہیں۔

اور نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوْمِي پر ابن ابی حاتم زید سے راوی ہیں اَى مَكَانًا مُسْتَوِيًا مِّنَ الْأَرْضِ لَا وَعُرَ فِيهِ وَلَا جَبَلٌ وَلَا أَكْمَةٌ وَلَا مُطْمِنٌ بِحَيْثُ يَسْتِيرُ الْحَاضِرِينَ فِيهِ۔



مَكَانًا سَوِيًّا۔ سے مراد ایسا میدان ہے کہ جس میں نہ گڑھا ہو نہ پہاڑ نہ ٹیلانہ وہاں چھپنے کی کوئی جگہ ہو کہ اس میں وہاں آئے ہوئے لوگ چھپ سکیں۔

اور قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ هُوَ يَوْمٌ عِيدٌ كَانَ لَهُمْ فِي كُلِّ عَامٍ يَتَزَيَّنُونَ فِيهِ وَيُزَيَّنُونَ أَسْوَاقَهُمْ كَمَا رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَقِيلَ يَوْمَ النَّيْرُوزِ وَكَانَ رَأْسُ سَنَتِهِمْ۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ۔ سے مراد ان کی عید کا روز تھا جو ہر سال وہ منایا کرتے تھے اس میں لباس فاخرہ سے مزین ہو کر آتے اور بازاروں کو مزین کرتے جیسا کہ مجاہد و قتادہ روایت کرتے ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وہ دن نور روز کا تھا جو ہر سال کے شروع میں آتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں إِنَّهُ يَوْمٌ عَاشُورَاءَ۔ وہ عشرہ محرم کا دن تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن کو یوم الزینۃ فرمایا۔ حیث قال۔

مَنْ صَامَ يَوْمَ الزَّيْنَةِ أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ مِنْ صِيَامِ تِلْكَ السَّنَةِ وَمَنْ تَصَدَّقَ يَوْمَئِذٍ بِصَدَقَةٍ أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ مِنْ صَدَقَةِ تِلْكَ السَّنَةِ۔ جو یوم زینت میں روزہ رکھے گا یعنی عشرہ کے دن تو وہ پالے گا جو اس سال کے روزوں کی فضیلت کھو چکا ہے اور جو صدقہ دے اس دن کوئی صدقہ وہ پالے گا جو صدقات کا ثواب کھو چکا ہے اس سال سے۔

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى۔ ایجاس عربی میں اخفاء کو کہتے ہیں وَالْخِيفَةُ الْخَوْفُ۔ خیفہ خوف ہے۔

تَلَقَّفَ مَا صَنَعُوا۔ یہ لقف سے ہے اس کے معنی نالہ۔ یعنی لے گا۔ ہاتھ سے یا منہ سے۔

أَمَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى۔ میں ہارون کو موسیٰ پر مقدم اس لئے کیا کہ جادو گروں کو علم تھا کہ ہارون عمر میں موسیٰ سے بڑے ہیں كَمَا فِي شَرْحِ الْمِفْتَاحِ إِنَّ مُوسَى أَكْبَرُ مِنْ هَارُونَ سَهُوًّا۔ یہ صاحب شرح المفتاح کی بھول ہے جو انہوں نے ہارون سے موسیٰ کو عمر میں زیادہ بتایا۔

لَنْ نُؤْتِكَ۔ یعنی لَنْ نَخْتَارَكَ بِالْإِيمَانِ۔ ہم تجھے ایمان کے مقابل اختیار نہ کریں گے۔

وَالَّذِي فَطَرَنَا۔ ائى ابدعنا وأوجدنا۔ یعنی جس نے ہمیں پیدا کیا اور ایجاد فرمایا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورہ طہ۔ پ ۱۶

اور بے شک ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ راتوں رات چل میرے

بندوں کو لے کر اور ماران کے لئے عصا کہ راستہ نکلے دریا

میں خشک تجھے ڈرنے ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ

توان کے پیچھے لگا فرعون مع لشکر کے اور انہیں گھیر لیا دریا

نے جیسا کہ ڈھانپ لیا

اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور راہ پر نہ چھوڑا

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي

فَأَصْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَفْ

دَرَاكَوًّا لَا تَخَشَى ۝۴۷

فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا

غَشِيَهُمْ ۝۴۸

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَاهَدَى ۝۴۹

يَبْنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكَ مِنْ عَدُوِّكَمْ وَ  
وَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ  
الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَى ۝۸۰

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ  
فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۚ وَمَنْ يَحِلِّ عَلَيْهِ غَضَبِي  
فَقَدْ هَوَى ۝۸۱

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ  
اهْتَدَى ۝۸۲

وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى ۝۸۳  
قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ  
لِتَرْضَىٰ ۝۸۴

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ  
السَّامِرِيُّ ۝۸۵

فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ  
لِقَوْمِ آلِمِ يَعِدُكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا أَفَطَالَ  
عَلَيْكُمْ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ  
غَضَبٌ مِّنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ۝۸۶  
قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمِلْنَا  
أَوْزَارًا مِّنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ  
أَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝۸۷

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ فَقَالُوا  
هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ۝۸۸

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ وَلَا يَمْلِكُ  
لَهُمْ صَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝۸۹

انے بنی اسرائیل بے شک ہم نے نجات دی تمہیں  
تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا ہم نے طور کی داہنی  
طرف اور اتارا ہم نے تم پر من اور سلوی  
کھاؤ پاک جو ہم نے تمہیں روزی دی اور اس میں زیادتی  
نہ کرو کہ تم پر اترے میرا غضب اور جس پر میرا غضب اترا  
وہ بے شک گمراہ ہوا۔

اور بے شک میں بخشنے والا ہوں اسے جو توبہ کرے اور  
ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت پر رہے  
اور کس وجہ سے تو نے جلدی کی اپنی قوم سے اے موسیٰ  
عرض کی وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور جلدی کی میں نے تیری  
طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو

فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو امتحان  
میں ڈالا اور گمراہ کیا انہیں سامری نے

تو پلٹے موسیٰ قوم کی طرف غصہ سے افسوس کرتے فرمایا  
اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا  
تھا کیا تم پر طویل ہو گیا تھا عہد یا تم نے چاہا یہ کہ اترے تم  
پر غضب تمہارے رب کا تو تم نے وعدہ خلافی کی

بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا  
لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے زیورات  
کے تو ہم نے اسے پھینک دیا پھر اسی طرح سامری نے  
ڈال دیا

تو اس نے نکالا ان کے لئے پچھڑا بے جان اس میں گائے  
کے بولنے کی آواز تھی تو کہا یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا  
خدا تو ہم بھول گئے

کیا نہیں دیکھتے کہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور  
ان کے کسی برے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا

## حل لغات چوتھا رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

وَلَقَدْ	اور بے شک	أَوْحَيْنَا	وحی کی ہم نے	إِلَى	الی۔ طرف	مُوسَى	موسیٰ کی
أَنْ	یہ کہ	أَسْرًا	رات کو لے جا	بِعِبَادِي	میرے بندوں کو	فَأَضْرَبُ	تو مار
لَهُمْ	ان کے لئے	طَرِيقًا	راستہ	فِي الْبَحْرِ	سمندر میں	يَبْسًا	خشک
لَا تَخْفُ	نہ ڈرے تو	دَرَاكًا	پالینے سے	وَلَا	اور نہ	تَخْشَى	خوف کھائے
فَاتَّبَعَهُمْ	تو پیچھے لگا ان کے	فِرْعَوْنَ	فرعون	بِجُنُودِهِ	اپنا لشکر لے کر	فَغَشِيَهُمْ	تو ڈھانپ لیا ان کو
مِّنَ الْيَمِّ	سمندر سے	مَا	جس نے	غَشِيَهُمْ	ڈھانپا	وَأَضَلَّ	اور گمراہ کیا
فِرْعَوْنَ	فرعون نے	قَوْمَهُ	اپنی قوم کو	وَمَا	اور نہ	هَدَى	ہدایت دی
يُبَيِّنُ	اے بنی اسرائیل	قَدْ	بے شک	أَنْجَيْنَاكُمْ	نجات دی ہم	وَأَعَدْنَاكُمْ	اور وعدہ دیا
نَمُوتُ	تم کو	مِّنْ عَدُوِّكُمْ	تمہارے دشمن سے	الطُّورِ	طور کی	الْأَيْمَنِ	دائیں
هَمُوتُ	ہم نے تم کو	جَانِبِ	جانب	السَّنَنِ	من	وَالسَّلْوَى	اور سلویٰ
وَنَزَّلْنَا	اور اتارا ہم نے	عَلَيْكُمْ	تم پر	مَا	جو	رَزَقْنَاكُمْ	رزق دیا ہم نے
كُلُوا	کھاؤ	مِنْ طَيِّبَاتِ	پاکیزہ	تَطْعُوا	زیادتی کرو	فِيهِ	اس میں
تَمُوتُ	تم کو	وَلَا	اور نہ	غَضِبِي	میرا غضب	وَمَنْ	اور جس پر
فِيحِلُّ	کہ اترے گا	عَلَيْكُمْ	تم پر	غَضِبِي	میرا غضب	فَقَدْ	سو بے شک
يَحِلُّ	اترے	عَلَيْهِ	اس پر	لَعَفَا	بخشنے والا ہوں	لِمَنْ	اس کو جو
هُوَ	گر گیا	وَأَمِنَ	اور ایمان لایا	وَعَمِلَ	اور عمل کئے	صَالِحًا	اچھے
تَابَ	تائب ہوا	اهْتَدَى	ہدایت پائی	وَمَا	اور کیا چیز	أَعَجَلَكَ	جلدی لائی تجھے
ثُمَّ	پھر	يُؤَدِّي	اے موسیٰ	قَالَ	کہا	هَمْ	وہ
عَنْ قَوْمِكَ	تیری قوم سے	عَلَىٰ أَثَرِي	میرے پیچھے	وَعَجَلْتُ	اور جلدی کی میں نے	لِتَرْضَىٰ	کہ تو راضی ہو
أُولَٰئِكَ	یہ ہیں	رَبِّ	اے میرے رب	فَتَنَّا	آزمایا ہم نے	قَالَ	فرمایا
إِلَيْكَ	تیری طرف	قَدْ	بے شک	وَأَضَلَّهُمْ	اور گمراہ کیا ان کو	قَوْمَكَ	تیری قوم کو
فَانَا	ہم نے	إِلَى	طرف	السَّامِرِيِّ	سامری نے	فَرَجَعَهُ	تو لوٹے
مِنْ بَعْدِكَ	تیرے بعد	قَالَ	کہا	قَوْمَهُ	اپنی قوم کے	غَضِبَانَ	غصے میں
مُوسَى	موسیٰ	رَبُّكُمْ	تمہارے رب نے	يَقُومِ	اے میری قوم	أَلَمْ	کیا نہ
أَسْفَا	افسوس کھاتے	وَعَدَا	وعدہ	حَسَنًا	اچھا	أَمْ	یا
يَعِدُّكُمْ	وعدہ دیا تم کو	العَهْدِ	مدت	يَا			



عَلَيْكُمْ تَمْرٍ	يَجِدُ اترے	اَنْ- یہ کہ	اَرَادْتُمْ- چاہتم نے
مِثْرًا	فَاَخْلَفْتُمْ- تو خلاف کیا تم	مِنْ شَيْءٍ	غَضَبٌ- غضب
مَوْعِدِي- میرے وعدے کا	نہ	مَنْ	قَالُوا- بولے
مَوْعِدِكَ- تیرے وعدے کا	اَخْلَفْنَا- خلاف کیا ہم نے	مَّا- نہیں	بِمَلِكِنَا- اپنے اختیار سے
اَوْ زَارًا- بوجھ	حِينًا- اٹھوائے گئے ہم	وَلَكِنَّا- اور لیکن	مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ- قوم کی زینت کا
فَقَدْ قُمْنَا- تو ڈالا ہم نے اس کو	السَّامِرِيُّ- سامری نے	اَلْقَى- ڈالا	فَكَذَّبَكَ- اور اسی طرح
فَاَخْرَجَهُ- تو نکالا	جَسَدًا- جسم	عِجْلًا- بچھڑے کا	لَهُمْ- ان کے لئے
لَهُ- اس کی	هَذَا- یہ	فَقَالُوا- تو بولے	خَوَارًا- آواز تھی گائے کی
اَللّٰهُمَّ- تمہارا خدا ہے	فَنَسِيَ- سو وہ بھول گیا	مُوسَى- موسیٰ کا	وَ اِلٰهُ- اور خدا ہے
اَفَلَا- کیا پھر نہیں	يَرْجِعُ- لوٹاتا	اَلَا- کہ وہ نہیں	يَرَوْنَ- دیکھتے
اِلَيْهِمْ- ان کی طرف	يَسْئَلُ- مالک ہے	وَلَا- اور نہیں	قَوْلًا- بات
لَهُمْ- ان کے لئے	نَفْعًا- نفع کا	وَلَا- اور نہ	ضَرًا- تکلیف کا

### مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

”وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلَىٰ مُوسَىٰ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِي فَاَضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَفْ دَرًا وَلَا تَخْشَىٰ- اور بے شک ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف یہ کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر روانہ ہو اور ان کے لئے دریا میں عصا مار کر خشک راستہ نکال دے۔ تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے کہ فرعون تمہارا ادراک کر کے تمہیں آلے اور کوئی خطرہ نہ کرو۔“

وحی کی تحقیق ہم اول کر چکے ہیں۔ اَنْ اَسْرِ- اسری کے بحث میں مفصل بتا آئے ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل میں دیکھو کہ اسری عربی میں راتوں رات سفر کرنے کو کہتے ہیں۔

طَرِيقًا- اضرِب کا مفعول بہ ہے۔ اصل عبارت یہ بنتی ہے اِضْرِبِ الْبَحْرَ لِيَصِيرَ لَهُمْ طَرِيقًا۔ دریا میں مار تاکہ ان کے لئے راستہ ہو جائے۔

يَبَسًا- کے معنی یا بسا کے ہیں یعنی خشک۔ اور یہ چونکہ باعتبار اسباب متعدد تھے تو ان کے لئے ایک راستہ کافی نہ تھا چنانچہ بارہ راستے آپ نے عصا مار کر بنا دیئے۔

قاموس میں ہے اَلْيَبْسُ بِالْاِسْكَانِ مَا كَانَ اَصْلُهُ رَطْبًا فَجَفَّ- میں سکون بآء کے ساتھ وہاں بولتے ہیں جہاں اول تری ہو پھر خشکی آئے۔

وَأَمَّا طَرِيقُ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْبَحْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَعْهَدْ طَرِيقًا لَارْطَبًا وَلَا يَابَسًا۔  
وَرَوَى اَنْ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا ضَرَبَ الْبَحْرَ وَانْفَلَقَ حَتَّى صَارَتْ فِيهِ طُرُقٌ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالَى رِيْحَ الصَّبَا فَجَفَّفَ تِلْكَ الطَّرِيقَ حَتَّى يَبَسَتْ۔ ایک روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مارا دریا

میں اور وہ پھٹا حتیٰ کہ اس میں راستے بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے باد صبا کو بھیجا اس نے ان راستوں کو خشک کر دیا۔ اور یہ وحی مصر میں ہوئی کہ راتوں رات مصر سے نکل جاؤ۔ اور بحر قلزم جب راہ میں آئے تو اسے عصا مار کر پھاڑ دو اس میں راستے بن جائیں گے۔

واقعہ یوں ہے جو اجمالاً بیان فرمایا گیا

کہ جادوگر مغلوب ہو گئے اور آیات مفصلات یعنی طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم وغیرہ ان پر رونما ہوئے یہ حالات بیس سال میں پورے ہوئے۔ اسے مفصل دیکھنا ہو تو سورہ اعراف کے بارہویں رکوع کے نصف سے اکیسویں رکوع کی تفسیر تک میں دیکھیں۔ اعراف نویں پارہ میں ہے یہاں اجمالاً اسے دہرایا گیا ہے۔

چنانچہ اِنْ اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ۔ اسی دریا میں عصا مارنے کا تذکرہ ہے۔

لَا تَخْضَبُ دَرَاكًا وَلَا تَخْشَى۔ درک کے معنی زجاج۔ ابو حیوۃ، طلحہ، اعمش رحمہم اللہ فرماتے ہیں دَرَاكًا بِسُكُونِ الرَّاءِ وَ هُوَ اسْمٌ مِنَ الْاِدْرَاكِ اَي اللُّحُوْقِ كَالدَّرَكِ بِالتَّخْرِیْكِ۔ درک بسکون راء یہ اسم ادراک سے ہے جس کے معنی لحوق کے ہیں یعنی ملنے کے۔

اور راعب رحمہ اللہ کہتے ہیں الدَّرَكُ بِالتَّخْرِیْكِ فِي الْاٰیَةِ مَا يَلْحَقُ الْاِنْسَانَ مِنْ تَبَعَهُ۔ درک جیسا کہ آیت میں ہے یہ وہ ملنا ہے جو انسان کسی کا تعاقب کر کے ملے۔ تَوَلَّى تَخْضَبُ دَرَاكًا كَيْهَاهَا يَهَىٰ مَعْنَى هُوْنَ كَيْهَىٰ لَا تَخَافُ تَبَعَهُ۔ تمہیں اس کا تعاقب خوفزدہ نہ کرے۔

وَالْجَمْهُوْرُ عَلٰی الْاَوَّلِ اَي لَا تَخَافُ اَنْ يُدْرِكَكُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهُ مِنْ خَلْفِكُمْ۔ جمہور اس کے یہی معنی کرتے ہیں کہ تمہیں خوف نہ ہو اس کا کہ فرعون اور اس کا لشکر تمہیں آگے تمہارے پیچھے سے۔

وَلَا تَخْشَى۔ اور نہ ہو تمہیں اس کا خطرہ۔ اَنْ يُّغْرِقَكُمْ الْبَحْرُ مِنْ قُدَّامِكُمْ۔ اس کا کہ دریا تمہیں غرق نہ کر دے۔

”فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهِ فَعَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا عَشِيَهُمْ ﴿٥٠﴾ وَ اَصْلُ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَلٰى۔ تو پیچھے لگا فرعون اپنے لشکر کے ساتھ تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسے ڈھانپ لیا اور فرعون نے گمراہ کیا اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔“

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَي تَبَعَهُمْ وَ مَعَهُ جُنُوْدُهُ عَلٰی اَنْ اَتَّبَعُ۔ یعنی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام ستر ہزار امتیوں کو لے کر روانہ ہو گئے تو فرعون بھی اپنے لشکر کے ساتھ چند لاکھ قبطیوں کو لے کر چلا۔

ایک روایت ہے کہ اول روانگی کا حکم ہوا پھر جب ساحل پر آئے تو پیچھے سے فرعونی لشکر آتا نظر آیا تو اس وقت فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا وَّجِي ہوئی۔

رُوِيَ اَنْ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ بِهِمْ اَوَّلَ اللَّيْلِ يُرِيْدُ الْقُلْزَمَ وَ كَانُوْا قَدْ اسْتَعَارُوْا مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ الْحُلِيَّ وَ الدَّوَابَّ لِعِيْدِ يَخْرُجُوْنَ اِلَيْهِ وَ كَانُوْا سِتْمَاةِ اَلْفٍ وَ ثَلَاثَةَ اَلْفٍ وَ نِيْفًا لَيْسَ فِيْهِمْ اِبْنُ سِتِّيْنِ وَ لَا عَشْرِيْنِ۔

کہ جب موسیٰ علیہ السلام اول رات بارادہ قلزم معہ اپنی جماعت بنی اسرائیل کے چلے تو انہوں نے قوم فرعون سے زیور اور سواریاں عید منانے کے لئے عاریتاً مانگی تھیں تو انہیں جب معلوم ہوا تو یہ چھ لاکھ تین ہزار کے اجتماع کے تعاقب میں چلا اور

اس جماعت میں ساٹھ سے کم اور بیس سے زیادہ عمر کے لوگ تھے۔

ایک قول ہے کہ یہ چھ لاکھ ستر ہزار قبیلی تھے۔

اور اپنے ساتھ جسد یوسف علیہ السلام بھی نکال کر لے چلے تھے۔ اس لئے کہ ان کا معاہدہ تھا کہ جب یہ ہجرت کریں گے تو جسد یوسف علیہ السلام اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

اور قبر یوسف علیہ السلام کی انہیں خبر نہ تھی تو ایک بڑھیا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ جنت میں مجھے اپنے ساتھ لیں گے۔ اور اس نے قبر کا پتہ بتایا۔ مختصر یہ کہ

فرعون کو اس کی خبر ملی تو اس نے لشکر جمع کیا اور ستر ہزار سوار آگے آگے دوڑائے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ سات لاکھ سوار تھے۔

بعض کہتے ہیں پانچ لاکھ اور دس ہزار سوار تھے جو بنی اسرائیلی کھوج لینے چلے۔

حتیٰ کہ انہوں نے آیا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل گھبرائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا میں مارا تو اس میں بارہ راستے پھٹ گئے اور بنی اسرائیل کی جمعیت دوسرے کنارے نکل گئی۔

اور فرعون ایک خوبصورت گھوڑے پر جسے حصان کہتے ہیں آگے آگے تھا اور لشکر پیچھے پیچھے تو سب نے دریا دیکھا کہ اس میں راستے بنے ہوئے ہیں لوگوں کو اس پر تعجب ہوا فَقَالَ فِرْعَوْنُ لَهُمْ إِنَّمَا انْفَلَقَ مِنْ هَيْبَتِي۔ یہ دریا میرے رعب و داب سے پھٹا ہے۔

تو سب سے پہلے فرعون حصان پر اس راستے میں اتر اور اس کے آگے آگے روح الامین ایک چالاک اور تیز گھوڑی پر جا رہے تھے کہ آپ نے ملائکہ کو آواز دی جو تینتیس تھے اور حکم دیا کہ آ جاؤ۔ چنانچہ وہ آگے۔ اور جب بنی اسرائیل معہ موسیٰ علیہ السلام صحیح و سالم پار ہو گئے اور فرعون معہ لشکر وسط قلزم میں پہنچا تو فَعَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ تو گھیر لیا دریا کی موجوں نے جو گھیرا ائى غَلَابِهِمْ وَغَمَرَهُمُ مَا غَمَرَهُمُ پانی ان کے سر سے کھیل گیا۔

غرض کہ تمام کا تمام غرق دریا ہو گیا اور فرعون کی لاش ساحل پر موج نے پھینک دی۔ جیسا کہ ارشاد ہے فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَ آيَةً۔

اور اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ بقیہ بندگان فرعون کو اس امر کا یقین ہی نہ تھا کہ فرعون غرق دریا ہو سکتا ہے اس لئے کہ وہ ان کا خدا تھا۔

جب انہوں نے لاش دیکھ لی تو یقین ہوا کہ اس نے ہمیں بھی گمراہ کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”وَاصْلُ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَاهِدِي۔ اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔“

يَعْنِي سَلَكَ بِهِمْ مَسْلَكًا اَدَاهُمْ اِلَى الْخُسْرَانِ فِي الْبَدَيْنِ وَالْدُّنْيَا مَعًا حَيْثُ اُغْرِقُوا فَادْخَلُوا نَارًا۔ یعنی فرعون انہیں ایسے راستے لے گیا جو انہیں نقصان و خسران دینی و دنیاوی میں ڈالنے والا تھا جیسے کہ دنیا میں غرق ہوئے اور آخرت میں جہنم میں گئے۔

اب آگے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو مخاطب فرما کر اپنے احسانات کا ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:



”يَبْنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَى ۝ كَلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۝ وَمَنْ يَحِلِّ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى ۝ وَإِنِّي لَعَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ۝“

اے بنی اسرائیل بے شک ہم نے تمہیں نجات دی تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا ہم نے تم سے طور کی داہنی طرف کا اور تم پر من و سلوی اتارا کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو کہ میرا تم پر غضب اترے اور جس پر میرا غضب اترے شک وہ گرا اور ذلیل ہوا اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے پھر ہدایت پر رہے۔“

نجات دشمن سے دلانا فرعون اور اس کی قوم قبط سے ہے جو انہیں سخت عذاب دیتے ان کی اولاد زینہ قتل کرتے لڑکیاں زندہ رکھتے۔

اور وعدہ طور کی داہنی جانب دینا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا ہوگی جس پر عمل کیا جائے جب آپ مصر سے شام تشریف لائے اور مقام تیبہ میں جوق ودق وادی میں ہے جہاں کوئی ذریعہ روزی کا نہ تھا وہاں من و سلوی نازل فرمایا۔  
مجد میں ہے۔ الْمَنَّاءُ۔ مَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَهُ اللَّهُ بِأَعْجُوبَةٍ فِي الْعَبْرِيَّةِ لِيَقْتَاتُوا بِهِ۔ بنی اسرائیل پر جو من نازل ہوا وہ اللہ تعالیٰ نے جنگل میں عجیب طریقہ پر نازل فرمایا جس سے وہ غذا وغیرہ حاصل کرتے تھے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَنْ۔ التَّرْنَجِينُ وَالسَّمَانِي۔ سمانی پر صاحب مجد لکھتے ہیں:

السَّمَانِي نَوْعٌ مِنَ الطُّيُورِ الْقَوَاطِعِ لِلْوَاحِدِ وَهُوَ الْمَعْرُوفُ فِي بِلَادِ الشَّامِ بِالْفَرِيِّ۔ سمانی ایک قسم کا پرندہ ہے جو بلاد شام میں فری کے نام سے مشہور ہے۔

حَيْثُ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَنَّاءُ وَهُمْ فِي التِّيهِ مِثْلَ الثَّلْجِ مِنَ الْفَجْرِ إِلَى الطُّلُوعِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ صَاعٌ وَبَيْعُ الْجَنُوبِ عَلَيْهِمُ السَّمَانِي فَيَأْخُذُ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ مَا يَكْفِيهِ۔ من اس جنگل میں جسے تیبہ کہا جاتا ہے برف کی طرح صبح سے آفتاب کے طلوع تک اتنا برستا کہ ہر انسان کے لئے ایک صاع جمع ہو جاتا اور صاع آدھ پاؤ کم دو سیر یا تین چھٹانک دو سیر وزن کو کہتے ہیں۔

اور شام کے وقت سمانی بئیر کی طرح کا پرندہ ہے جواز کرا آتا اور ان کی ضرورت کے موافق وہ اسے پکڑ لیتے۔

اور صاحب تفسیر حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جب ان لق ودق بیابانوں میں کھانے کو کچھ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من کو جو ایک قسم کی شیرینی اور خوش ذائقہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جس کی تووں پر روٹیاں پکا پکا کر کھاتے تھے۔

اور سلوی کو یعنی بئیریں جواز خود رات کو ان کے خیموں میں آگرتی تھیں نازل کیا۔ اور ارشاد ہوا:

”كَلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔ کھاؤ پاک چیزوں سے جو ہم نے تمہیں روزی دی۔“

أَيُّ مِنْ لَذَائِذِهِ أَوْ حَلَالَاتِهِ۔ یعنی حلال لذتیں اور حلال چیزیں کھاؤ۔

”وَلَا تَطْغَوْا أَيُّ فِيمَا رَزَقْنَاكُمْ۔ اور زیادتی نہ کرو اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی وہ زیادتی یہی کہ اس میں

سے بچا کر نہ رکھو۔ وَقِيلَ لَا تَدْخُرُوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنِّی لَا یَظْلِمُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَاِخْذُوهُ مِنْ صَاحِبِهِ بِغَیْرِ حَقِّ۔ آپس میں بعض تمہارا بعض پر ظلم کر کے بغیر حق کسی کا حق نہ دبائے اگر ایسا کیا تو

”فَيَحِلُّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي۔ تو تم پر میرا غضب حلال ہو جائے گا۔ یا حلول کرے گا یا اتارے گا۔“

وَأَصْلُهُ مِنَ الْحُلُولِ ثُمَّ اسْتَعِيرَ لِغَيْرِهَا وَشَاعَ۔

”وَمَنْ يَحِلُّ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى۔ وَأَصْلُهُ الْوُقُوعُ مِنْ عُلوِّ كَالْجَبَلِ ثُمَّ اسْتُعْمِلَ فِي الْهَلَاكِ۔“

اور جس پر میرا غضب اترا بے شک وہ گرا یعنی ہلاک ہوا اور اصل میں بلندی سے گرنے میں یہ لغت تھا پھر اس کا استعمال اہل زبان نے ہلاکت کے معنی میں کرنا شروع کر دیا۔

وَقِيلَ اِنِّی وَقَعَ فِي الْهَآوِيَةِ وَآلِيهِ ذَهَبَ الزُّجَاجُ۔ اور ایک قول میں اس کے معنی ہیں ہاویہ جہنم میں گرا اور اسی

طرف زجاج بھی گئے۔

وَفِي بَعْضِ الْاَثَارِ اِنَّ جَهَنَّمَ قَصْرًا يَرْمِي الْكَافِرَ مِنْ اَعْلَاهُ فَيَهْوِي فِي جَهَنَّمَ اَرْبَعِينَ خَرِيْفًا قَبْلَ

اَنْ يَبْلُغَ الصَّلْصَالَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَقَدْ هَوَى۔

بعض احادیث میں ہے کہ جہنم میں ایک مکان ہے جس میں کافر اوپر سے پھینکا جائے گا تو وہ جہنم میں چالیس خریف گہرا گرے گا قبل اس کے کہ اسے صلصال حیم پہنچیں یہ ہے منشاء کلام الہی فَقَدْ هَوَى کا۔

”وَإِنِّي لَعَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ﴿١١﴾۔“

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَإِنِّي لَعَفَّارٌ - كَثِيرُ الْمَغْفِرَةِ لِمَنْ تَابَ مِنَ الشِّرْكِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنِ

ابن عباسٍ وَقِيلَ مِنْهُ وَمِنَ الْمَعَاصِي الَّتِي مِنْ جُمَلَتِهَا الطُّغْيَانُ فِيمَا رُزِقَ وَآمَنَ بِمَا يَجِبُ الْإِيْمَانُ بِهِ وَاقْتَصَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِيمَا يُرْوَى عَنْهُ عَلَى ذِكْرِ الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَعَمَلِ

صَالِحًا اِنِّی عَمَلًا مُسْتَقِيمًا عِنْدَ الشَّرْعِ ثُمَّ اهْتَدَى اِنِّی لَزِمَ الْهُدَى وَاسْتَقَامَ عَلَيْهِ اِلَى الْمُوَافَاةِ۔

اور میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے شرک سے توبہ کی جیسا کہ ابن عباس فرماتے ہیں۔

اور ایک قول ہے شرک اور گناہوں سے توبہ کی اور ایمان لایا ہر اس چیز پر جو ایمان لانے کے لئے ضروری و واجب ہے۔

یا بقول ثانی اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور نیک عمل کے شریعت مطہرہ پر قائم رہ کر جیسے فرض، سنت، نوافل۔

ثُمَّ اهْتَدَى۔ پھر ہدایت اپنے لئے لازم کر لی اور اس پر استقامت کی۔

اب آگے وہ واقعہ بیان ہوتا ہے جو ستر آدمیوں کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام تو ریت لینے تشریف لے گئے اور طور پر آ کر کلام

الہی کے شوق میں ان سے آگے بڑھ گئے اور انہیں پیچھے چھوڑ دیا اور فرمایا تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اس پر باری تعالیٰ

عزاسہ کی طرف سے ارشاد ہوا تھا:

”وَمَا اَعْجَلَك عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوسَى ﴿١٢﴾ قَالَ هُمْ اَوْلَاۤءِ عَلٰی اَثْرِي وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی اور کس چیز

نے تجھے جلدی کرائی اپنی قوم سے اے موسیٰ۔ عرض کی وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی کر کے تیری طرف یوں حاضر ہوا



اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو۔“

صاحب مدارک رحمہ اللہ اس آیت کریمہ سے اجتہاد کی مشروعیت ثابت کرتے ہیں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا طور پر حاضر ہونے کا معہ منتخبہ امراء کے اور آپ ان سے آگے نکل آئے۔ جب فرمایا گیا کہ تم نے عجلت کیوں کی تو عرض کیا تیری رضا حاصل کرنے کو تو یہ موسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد تھا۔ اور اگر اجتہاد مشروع نہ ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام ایسا نہ کرتے۔ آگے جو ارشاد ہے اس میں بھی اس اجتہاد کا رد نہیں بلکہ بنی اسرائیل میں فتنہ برپا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

”قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا۔“  
فرمایا ہم نے تیری قوم کو فتنہ میں ڈالا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام پلٹے قوم کی طرف غضب ناک اور افسوس کرتے۔“

یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو سامری کی فتنہ پردازی سے مطلع فرما دیا اور بتا دیا کہ آپ کے آنے کے بعد سامری نے فتنہ برپا کیا اور وہ یہ کہ ان کے لئے ایک پچھڑے کا مجسمہ نکال کر قوم کو اس کی عبادت کی دعوت دی۔

وَقِيلَ قَالَ لَهُمْ بَعْدَ أَنْ غَابَ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْهُمْ عَشْرِينَ لَيْلَةً إِنَّهُ قَدْ كَمَلَتْ الْأَرْبَعُونَ فَجَعَلَ الْعَشْرِينَ مَعَ أَيَّامِهَا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَ لَيْسَ مِنْ مُوسَىٰ عَيْنٌ وَلَا آثَرٌ وَ لَيْسَ إِخْلَافُهُ مِيعَادُكُمْ إِلَّا لَمَّا مَعَكُمْ مِنْ حُلِيِّ الْقَوْمِ وَ هُوَ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ فَجَمَعُوهُ وَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْعَجَلِ مَا كَانَ۔

روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے بیس راتیں گزریں تو سامری نے قوم سے کہا کہ چالیس پورے ہو گئے اور بیس رات کے ساتھ بیس دن ملا کر چالیس رات بتادیں اور کہہ دیا کہ موسیٰ تو طور پر گئے اور ان کی میعاد بھی پوری ہو گئی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تمہارے ساتھ قوم کے زیورات ہیں اور وہ تم پر حرام ہیں لہذا وہ جمع کرو اس کے بعد پچھڑا ڈھالنے کا واقعہ ہوا۔

اور سبھی چھ لاکھ جو تھے ان میں صرف بارہ ہزار وہ تھے جنہوں نے پچھڑا نہیں پوجا۔

گویا باری تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمایا گیا کہ موسیٰ تمہیں عجلت کر کے آگے نہ آنا چاہئے تھا اس لئے کہ تمہاری قوم ابھی نئی نئی تمہاری تبع ہوئی تھی اور وہ احمق اور بے وقوف اتنی ہے کہ مکر شیطانی ان پر مستولی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس قوم پر آپ اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ کر کے آئے ہیں وہ فتنہ میں مبتلا ہو گئی اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا۔

### تحقیق سامری

کہ یہ کون تھا اور کہاں کارہنے والا تھا۔

سامری کا نام موسیٰ بن طفر تھا۔

اس میں ایک قول ہے کہ مخانا تھا۔

اس کی پیدائش کا واقعہ یہ ہے جو ابن جریر رحمہ اللہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

إِنَّ أُمَّهُ حِينَ خَافَتْ أَنْ يُدْبِحَ خَلْفَتَهُ فِي غَارٍ وَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِ فَكَانَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِيهِ

فَيَعْدُوهُ بِأَصَابِعِهِ فِي وَاحِدِهِ لَبْنَا وَ فِي الْأُخْرَى عَسَلًا وَ فِي الْأُخْرَى سَمْنَا وَ لَمْ يَزَلْ يَعْدُوهُ حَتَّى نَشَأَ



اس کی پیدائش کے موقع پر جب اس کی ماں کو اس امر کا خوف ہوا کہ یہ بھی ذبح کر دیا جائے گا تو اسے ایک غار میں ڈال کر اس کا منہ بند کر آئی۔

تو حضرت روح الامین تشریف لائے اور اپنی انگلیوں سے اسے غذا پہنچائی۔ چنانچہ ایک انگلی سے دودھ۔

دوسری سے شہد۔

تیسری سے گھنی اسے پہنچتا رہا حتیٰ کہ یہ پل پل کر جوان ہو گیا۔

ایک قول ہے کہ سامری نے فتنہ برپا کرنے کا ارادہ کر لیا تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام جائیں گے تو یہ فتنہ اٹھائے گا۔

وَ كَانَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ قَبِيلَةِ تُعْرَفَ بِالسَّامِرَةِ وَ هُمْ إِلَى هَذِهِ الْغَايَةِ فِي الشَّامِ يُعْرَفُونَ بِالسَّامِرِيِّينَ۔

یہ بنی اسرائیل کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا ایک قبیلہ کا جو سامرہ کے نام سے مشہور تھا۔

اور وہ اسی وجہ سے شام میں سامریین کے نام سے مشہور ہیں۔

ایک قول ہے کہ وہ خالہ زاد بھائی تھا موسیٰ علیہ السلام کا۔

ایک قول ہے کہ یہ پھوپھی زاد بھائی تھا۔

ایک قول ہے کہ یہ کرمان کا حکیم تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ اہل باجرما سے تھا یہ ایک قریہ ہے مصر کے قریب۔

یا موصل کے گاؤں میں سے کوئی گاؤں ہے۔

ایک قول ہے کہ وہ قوم قبط سے تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بظاہر ایمان لا کر مصر سے نکلا تھا۔

ایک قول ہے کہ یہ گائے پوجنے والوں میں سے تھا جو مصر میں تھے۔ پھر یہ بنی اسرائیل میں بظاہر داخل ہو گیا اور دل میں

وہی گوسالہ پرستی کا جذبہ تھا۔

چنانچہ اس کے متعلق کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

فَمُوسَى الَّذِي رَبَّاهُ جِبْرِيلُ كَافِرٌ وَ مُوسَى الَّذِي رَبَّاهُ فِرْعَوْنُ مُرْسَلٌ

ایک موسیٰ وہ ہے جسے جبریل نے پرورش کیا اور وہ کافر ہے اور ایک موسیٰ وہ ہے جسے فرعون نے پرورش کیا اور وہ اللہ کا

رسول ہے۔

جمہور کا قول اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ منافق تھا۔ بظاہر ایماندار اور باطن کافر۔

”فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا۔ تو پلٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضب ناک اور افسوس کرتے ہوئے۔“

جب چالیس راتیں ذوالقعدہ اور عشرہ ذی الحجہ کی پوری ہو گئیں۔

”قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدَّ أَحْسَنًا۔ فرمایا اے قوم کیا وعدہ تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ فرمایا

تھا۔“

کہ وہ ہمیں تو ریت عطا فرمائے گا جس میں ہدایت اور نور ہے جو ہزار سورتوں پر مشتمل ہے اور ہر سورت ایک ہزار آیت کی ہے۔

”أَفْطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَادْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمُ غَضَبٌ مِّنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي۔ کیا تم پر لمبی گزری وعدہ کی مدت یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا۔“ اور تم نے وہ ظلم کیا جسے شرک کہتے ہیں۔ اور گائے پوجنے لگ گئے تمہارا وعدہ تو مجھ سے یہ تھا کہ تم میرے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میرے دین پر قائم رہو گے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں أَفْطَالَ عَلَيْكُمُ الزَّمَانُ فَنَسِيتُمْ سَبَبَ ذَلِكَ فَأَخْلَفْتُمْ وَعَدَّكُمْ إِيَّاي بِالثُّبَاتِ عَلَى دِينِي إِلَى أَنْ أَرْجِعَ مِنَ الْمِيقَاتِ نَسِيَانًا أَوْ تَعَمَّدْتُمْ فِعْلَ مَا يَكُونُ سَبَبًا لِحُلُولِ غَضَبِ رَبِّكُمْ عَلَيْكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ وَعَدَّكُمْ إِيَّاي بِذَلِكَ عَمْدًا۔ تو اس پر انہوں نے عرض کیا:

”قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمِلْنَا آوْذَارًا مِّنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَدَّ فَهِيَ فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ۔ بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے زیورات کے تو ہم نے انہیں ڈال دیا تو ایسے ہی ڈال دیا سامری نے۔“

مَلِكِنَا کے معنی سُلْطَانِنَا آلوسی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں إِنَّ الْمُلْكَ بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ وَالْكَسْرِ بِمَعْنَى مَلِكِنَا۔ بفتح میم، بکسر میم، بضم میم تینوں صورتوں میں ایک ہی معنی دیتا ہے یعنی اپنا اختیار و ارادہ۔

وَلَكِنَّا حَمِلْنَا آوْذَارًا مِّنْ زِينَةِ الْقَوْمِ مِیْن لِّكِنَّا اسْتِذْرَاكَ عَمَّا سَبَقَ أَوْ اعْتِذَارًا عَمَّا فَعَلُوا کے لئے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

قبطیوں سے بنی اسرائیل نے عاریتاً زیور لیا اور یوم زینت کی رسم جسے وہ عید کہتے تھے پوری کرنے کے بہانے مصر سے نکلنے سے پہلے یہ کام کیا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

ایک قول ہے کہ انہوں نے شادی کے بہانے زیورات مانگے تھے۔

پھر جب آل فرعون یعنی قبطی غرق بحیرہ قلزم ہو گئے تو یہ سب سامان غنیمت کے طور پر ان کے پاس تھا اور اس سے پہلے غنائم ان پر حلال نہ تھے۔

چنانچہ ظاہر حدیث سے ثابت ہے إِنَّ الْغَنَائِمَ سَوَاءٌ كَانَتْ مِنَ الْمَنْقُولَاتِ أَمْ لَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ غنائم عام اس سے کہ منقولات سے ہوں یا نہ ہوں ہرگز کسی کو حلال نہ تھے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل۔

لیکن ایک روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ زیور مستعار لینے کا حکم دیا تھا اور وہ زیورات مستعار ان کے پاس تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے حَمِلْنَا آوْذَارًا مِّنْ زِينَةِ الْقَوْمِ کہا۔

اس کا فیصلہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی سواریاں استعاراً مانگنے کو فرمایا تھا چنانچہ

انہوں نے بہ تمیل حکم وہ حاصل کیں اور انہیں پر سوار ہو کر مصر سے نکلے۔

وَ قَدْ يُقَالُ إِنَّ أَمْوَالَ الْقِبْطِ مُطْلَقًا بَعْدَ هَلَاكِهِمْ كَانَتْ حَلَالًا عَلَيْهِمْ كَمَا يَقْتَضِيهِ ظَاهِرُ قَوْلِهِ تَعَالَى كَمْ تَرَ كُؤًا مِنْ جَنَّتٍ وَعُيُونٍ وَكُنُوزًا وَمَقَامٍ كَرِيمٍ كَذَلِكَ وَأَوْشَقْنَاهُ بِنَبِيِّ إِسْرَائِيلَ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قبطیوں کے اموال ان کی ہلاکت کے بعد مطلقاً بنی اسرائیل پر حلال تھے کہ آیہ کریمہ کے دلالت النص سے ظاہر ہے۔ کَمْ تَرَ كُؤًا الخ کتنے چھوڑے قوم قبط نے باغیچے اور چشمے اور خزانے اور عزت والے مقام ایسے ہی ہو اور وارث کیا ہم نے ان کا بنی اسرائیل کو۔

اور زیورات کے متعلق بھی ارشاد ہے وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَى مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا۔ اور لیا قوم موسیٰ نے موسیٰ کے بعد ان کے زیوروں سے ایک بچھڑے کا مجسمہ۔ اس میں اقتضاء واضح ہوتا ہے کہ زیورات ملکیت بنی اسرائیل تھے۔

اور اس مخصوص صورت کے ماتحت وہ حدیث، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِحْلَتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، منافی نہیں۔

اس سے یہ مراد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِحْلَتْ لِي الْغَنَائِمُ عَلَى آيٍ وَجِهٍ كَانَتْ وَلَمْ تَحِلَّ كَذَلِكَ لِأَحَدٍ قَبْلِي۔ اسی وجہ میں اسے اوزار کے نام سے بنی اسرائیل نے ظاہر کیا غنیمت نہیں بتایا۔ اور اسے حرام سمجھنا سامری کے گمراہ کرنے یا اپنی جہالت کی بنا پر تھا۔

پھر ان کا اس شبہ میں سامری کے بہکانے سے پڑنا خود ایک گناہ تھا اس لئے کہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حلت کا حکم حضرت ہارون علیہ السلام کی زبان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تشریف لے جانے کے بعد دلویا تھا

حيث قال آللوسی -

وَ قَدْ جَاءَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَيَّنَّ حُكْمَهُ عَلَى لِسَانِ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ذَهَابِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ تو

”فَقَدْ قَامَ فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ۔ ہم نے اسے ڈال دیا اور ایسے ہی سامری نے بھی ڈال دیا۔“

اب رہا یہ سوال کہ وہ کہاں ڈالا اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّ طَرَحْنَاهَا فِي النَّارِ كَمَا تَدُلُّ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ۔ یعنی اسے ہم نے آگ میں ڈال دیا اور سامری نے بھی ڈال دیا مَا كَانَ مَعَهُ مِنْهَا جَوْ كَچھ اس زیور سے اس کے پاس تھا۔

اور آگ میں ڈالنے کی تجویز سامری نے پیش کی تھی اور پہلے اس نے بچھڑے کا سانچہ ٹھپہ ایک جگہ دبا دیا تھا إِنَّهُ قَالَ لَهُمْ إِنَّمَا تَأَخَّرَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْكُمْ لِمَا مَعَكُمْ مِنْ حُلِيِّ الْقَوْمِ وَهُوَ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ فَالْرائِي أَنْ نَحْفِرَ حَفِيرَةً وَنَسْجِرَ فِيهَا نَارًا وَنَقْدِفَ فِيهَا مَا مَعَنَا فَفَعَلُوا وَكَانَ صَنَعٌ فِي الْحَفِيرَةِ قَالِبَ عِجْلٍ۔ بنی اسرائیل کو سامری نے کہا موسیٰ علیہ السلام اسی وجہ سے تشریف نہیں لائے کہ قوم کے زیورات تمہارے پاس ابھی تک ہیں اور وہ تم پر حرام ہیں میری رائے یہ ہے کہ ہم ایک گڑھا کھودیں اور اس میں آگ جلائیں اور اس آگ میں جو کچھ ہمارے ساتھ



زیور ہے ڈال دیں چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا اور سامری پہلے سے اس گڑھے کی جگہ بچھڑے کا قالب بنا چکا تھا۔

### جبریل علیہ السلام کے مرکب (سواری) کے سم کی خاک کا قصہ

وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا فَصَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى رَبِّهِ سُبْحَنَهُ قَالَ لَهُمْ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّكُمْ قَدْ حُمِلْتُمْ أَوْزَارًا آمِنَ زِينَةِ الْقَوْمِ أَيْ فِرْعَوْنَ وَ أَمْتِعْتِهِ وَ حُلِيًّا فَتَطَهَّرُوا مِنْهَا فَإِنَّهَا رِجْسٌ وَ أَوْقَدَ لَهُمْ نَارًا فَقَالَ لَهُمْ اقْدِفُوا مَا مَعَكُمْ مِنْ ذَلِكَ فِيهَا فَجَعَلُوا يَأْتُونَ بِمَا مَعَهُمْ فَيَقْدِفُونَهُ فِيهَا فَجَاءَ السَّامِرِيُّ وَ مَعَهُ تُرَابٌ مِنْ آثَرِ حَافِرِ فَرَسِ جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَقْبَلَ إِلَى النَّارِ فَقَالَ لَهُرُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلْقَى مَا فِي يَدِي فَقَالَ نَعَمْ وَ لَا يَظُنُّ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا أَنَّهُ كَبَعُضَ مَا جَاءَ بِهِ غَيْرُهُ مِنْ ذَلِكَ الْحُلِيِّ وَ الْأَمْتِعَةِ فَقَدَفَهُ فِيهَا فَقَالَ كُنْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ فَكَانَ لِلْبَلَاءِ وَ الْفِتْنَةِ۔

یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حضور طور کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم کو فرمایا تم جو بوجھ زینت قوم کافر عیون کی قوم سے لائے ہو زیور اور دوسرے سامان اس سے پاک ہو جاؤ کہ وہ رِجس ہے۔ اور آگ دہکائی پھر فرمایا:

”اس میں سب کچھ ڈال دو“ تو بنی اسرائیل لاتے تھے اور اس میں ڈال رہے تھے کہ سامری بھی وہ مٹی ہمراہ لایا جو اس نے جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کی اٹھائی تھی اور آگ کی طرف چلا اور حضرت ہارون علیہ السلام سے عرض کی یا نبی اللہ! میرے ہاتھ میں جو ہے وہ بھی ڈال دوں؟

آپ نے فرمایا ہاں اور حضرت ہارون علیہ السلام کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ اس میں کچھ دھوکہ ہے بلکہ آپ یہی سمجھ رہے تھے کہ جیسے اور لوگ اپنے اپنے زیورات لا رہے ہیں یہ بھی اپنے حصہ کا زیور اور سامان لایا ہے اور آگ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ ڈال کا پکارا بچھڑا ہوا جسمہ کی صورت میں کہ آواز دے۔ تو یہ بلا اور فتنہ تھا جس کی ابتداء یوں ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے تشریف لے جانے کے بعد وہ زیورات جمع کرا کر رکھ دیئے اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو جیسا وہ حکم دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ ایک روایت یہ ہے کہ سامری نے اسے گلا کر بچھڑا ڈھال دیا اور اس میں کچھ ایسے سوراخ رکھے کہ ہوا کے آنے پر آواز پیدا ہوتی تھی۔

اور خوار چونکہ بچھڑے کی آواز کو کہتے ہیں تو وہ آواز بچھڑے کی سی آتی تھی۔

اور ابن مردویہ کعب بن مالک سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا وَعَدَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُكَلِّمَهُ خَرَجَ لِلْوَقْتِ الَّذِي وَعَدَهُ فَبَيْنَمَا هُوَ يُنَاجِي رَبَّهُ إِذْ سَمِعَ خَلْفَهُ صَوْتًا فَقَالَ إِلَهِي إِنِّي أَسْمَعُ خَلْفِي صَوْتًا قَالَ لَعَلَّ قَوْمَكَ ضَلُّوا قَالَ إِلَهِي مَنْ أَضَلَّهُمْ قَالَ أَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ قَالَ فِيمَ أَضَلَّهُمْ قَالَ صَاغَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ قَالَ إِلَهِي هَذَا السَّامِرِيُّ صَاغَ لَهُمُ الْعِجْلَ فَمَنْ نَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ حَتَّى صَارَ لَهُ خُورٌ قَالَ أَنَا قَالَ

فَوَعِزَّتِكَ مَا أَضَلَّ قَوْمِي أَحَدٌ غَيْرَكَ قَالَ صَدَقْتَ يَا حَكِيمَ الْحُكَمَاءِ لَا يَنْبَغِي لِحَكِيمٍ أَنْ يَكُونَ أَحْكَمُ مِنْكَ۔

موسیٰ علیہ السلام جب اپنے رب کے حضور مشغول مناجات تھے تو آپ نے اپنی پشت کی طرف سے کچھ آوازیں سنیں۔ عرض کیا الہی میں کچھ آوازیں سن رہا ہوں۔ ارشاد ہوا موسیٰ تمہاری قوم گمراہ ہو گئی عرض کیا الہی اسے کس نے گمراہ کیا؟ فرمایا سامری نے عرض کیا وہ کس طرح؟ ارشاد ہوا اس نے ایک بچھڑا ڈھالا جس میں آواز بچھڑے کی ہے۔ عرض کیا الہی یہ بچھڑا تو سامری نے ڈھالا لیکن اس میں آواز کی روح کس نے ڈالی؟ فرمایا ہم نے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الہی تیری عزت و جلال کی قسم۔ میری قوم کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں مگر جب تو چاہے۔

ارشاد ہوا اے حکیم الحکماء تو نے سچ کہا اور یہ فیصلہ تو ہی کر سکتا تھا۔

”فَقَالُوا هَذَا إِلَهُ مُوسَىٰ قَنَسِي۔ تُو سامری بولا خدا تو یہ ہے تمہارا اور موسیٰ کا وہ بھول گئے۔“

يَعْنِي فَعَفَلَ عَنْهُ مُوسَىٰ وَ ذَهَبَ يَطْلُبُهُ فِي الطُّورِ۔ معاذ اللہ موسیٰ خدا کو ڈھونڈنے طور پر گئے اور خدا یہاں

بول رہا ہے لہذا تم اسے پوجو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فَأَظْهَرَ السَّامِرِيُّ النِّفَاقَ فَتَرَكَ مَا كَانَ فِيهِ مِنْ إِسْرَارِ الْكُفْرِ۔ اب سامری نے اپنا نفاق ظاہر کیا اور کفر پر جو پردے ڈال رکھے تھے سب اٹھادیے اور قوم چوں کہ حدیث الایمان اور قدیم الشریک تھی اس کی پوجا کی طرف جھک گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا۔ تو کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ بچھڑا نہیں کسی

بات کا جواب نہیں دے سکتا اور وہ ان کے برے بھلے کا قطعاً مالک نہیں۔“

یعنی بقول ان کے موسیٰ تو اپنے معبود کو بھول گئے اور بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر طور پر آگئے لیکن یہ بچھڑا ہی سامری نے قوم سے پجوا یا وہ کسی قسم کے نفع و ضرر میں متصرف بھی ہے؟ اور کیا انہیں جواب بھی دے سکتا ہے؟ اور جو خود اپنی مکھی بھی نہ اڑا سکے وہ کسی کے نفع و ضرر کا کیسے مالک ہو سکتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

اور بے شک فرمادیا تھا ہارون نے اس سے قبل ان کو کہ اے میری قوم یوں ہی ہے کہ تم فتنے میں پڑے اس کے سبب اور بے شک تمہارا رب رحمن ہے تو میری پیروی کرو اور اطاعت کرو میرے حکم کی

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ لِقَوْمِ إِسْرَائِيلَ فَتِنْتُمْ بِهِ ۗ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَ أَطِيعُوا أَمْرِي ۝۱۰

بولے ہم تو اسی حال میں ہمیشہ رہیں گے حتیٰ کہ لوٹ کر آئیں ہماری طرف موسیٰ

قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْكَ عِزِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ۝۱۱

فرمایا موسیٰ نے اے ہارون کس چیز نے تمہیں روکا جب دیکھا تم نے انہیں گمراہ ہوتے کہ میرے پیچھے آتے تو کیا

قَالَ لَهُمُ هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ۝۱۲ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۚ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ۝۱۳



قَالَ يَبْنُوهُمْ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۝٩٠

تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی

ہارون نے کہا اے میری ماں جائے نہ پکڑ میری داڑھی اور میرے سر کے بال مجھے ڈر ہوا کہ تم کہو گے تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور نہ انتظار کیا تو نے میرے حکم کا

فرمایا موسیٰ نے اب تیرا کیا حال ہے اے سامری۔

بولتا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا تو میں نے ایک مٹھی فرشتہ کے نشان سے پکڑی تو اسے ڈال دیا میں نے اور میرے دل میں یہی اچھا معلوم ہوا

فرمایا موسیٰ نے تو چلتا بن اب تیرے لئے دنیا کی زندگی میں یہ ہے کہ تو کہے مجھے چھو نہ جائے اور بے شک تیرے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے جو ہرگز خلاف نہ ہوگا اور دیکھ طرف اپنے معبود کی جس کا تو پڑی دے رہا ہے۔ قسم بخدا ہم اسے جلائیں گے پھر اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہادیں گے

تمہارا معبود تو وہی ہے جو اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر شے پر وسیع ہے اس کا علم

ایسے ہی ہم بیان فرماتے ہیں تم پر پچھلی خبریں جو گزر چکیں اور بے شک دیا ہم نے تمہیں اپنے پاس سے ایک ذکر جو منحرف ہو اس سے تو بے شک وہ قیامت کے دن اٹھائے گا اپنا بوجھ

ہمیشہ اس میں رہے اور بہت برا ہے قیامت کے دن کا وہ بوجھ

جس دن پھونکا جائے صور اور اٹھائیں ہم مجرموں کو اس دن وہ نیلی آنکھ والے ہوں گے

خفیہ آپس میں کہتے ہوں گے ہم تو دنیا میں نہ رہے مگر دس رات دن

قَالَ فَبَاخَطْبِكَ يَا مِرْي ۝٩٥

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۝٩٦

قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفَهُ ۚ وَانظُرْ إِلَى إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝٩٧

إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝٩٨

كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۝٩٩

مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ۝١٠٠

خُلِدِينَ فِيهِ ۗ وَ سَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝١٠١

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝١٠٢

يَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝١٠٣



نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٣﴾  
ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جبکہ کہے ان میں بہتر  
رائے والا تم نہ ٹھہرے مگر ایک دن

### حل لغات پانچواں رکوع - سورہ ظہ - پ ۱۶

وَلَقَدْ	قَالَ	لَهُمْ	هَارُونَ
اور بے شک	کہا	ان کو	ہارون نے
مِنْ قَبْلُ	يَقُولُونَ	إِنَّمَا	فِتْنَتُمْ
پہلے	اے میری قوم	یقیناً	تم فتنہ میں پڑے
بِهِ	وَإِنَّ	رَبَّكُمْ	الرَّحْمَنُ
اس کے ساتھ	اور بے شک	تمہارا رب	بخشنے والا ہے
فَاتَّبِعُونِي	وَأَطِيعُوا	وَأَطِيعُوا	أَمْرِي
تو تم میری پیروی کرو	اور اطاعت کرو	اور اطاعت کرو	میرے حکم کی
قَالُوا	لَنْ	نَبْرَحَ	عَلَيْهِ
بولے	ہرگز نہ	ٹلیں گے ہم	اس پر
عَكْفِينَ	حَتَّى	يَرْجِعَ	إِلَيْنَا
بیٹھے رہیں گے	حتیٰ	لوٹے	ہماری طرف
مُوسَى	قَالَ	يَهْرُؤُونَ	مَا
موسیٰ	فرمایا	اے ہارون	کس نے
مَنَعَكَ	إِذْ	رَأَيْتَهُمْ	صَلُّوا
روکا تجھ کو	جب	دیکھا تم نے ان کو	کہ وہ گمراہ ہوئے
أَلَا	تَتَّبِعِينَ	أَفَعَصَيْتَ	يَبْنُوؤُمْ
کیا نہ	پیروی کی تو نے میری	کیا نافرمانی کی	اے میری ماں
تو نے	آمْرِي	يَبْنُوؤُمْ	وَلَا
کے بیٹے	میرے حکم کی	اے میری ماں	اور نہ
بِرَأْسِي	لَا تَأْخُذْ	أَنْ	بَنِي
میرا سر	نہ پکڑ	یہ کہ	بنی اسرائیل
تَقُولَ	إِنِّي	خَشِيتُ	قَوْلِي
تو کہے کہ	بے شک میں	ڈرا	میرے حکم کا
اسرائیل کے	فَرَّقْتَ	بَيْنَ	لِيسَامِرِي
اسرائیل کے	تفرقہ ڈال دیا تو نے	درمیان	اے سامری
قَالَ	وَلَمْ	تَرْقُبْ	لَمْ
فرمایا	اور نہ	انتظار کیا تو نے	نہ
قَالَ	فَمَا	خَطْبُكَ	فَقَبَضْتُ
بولے	پھر کیا	حال ہے تیرا	تو پکڑی میں نے
بُولَا	بَصُرْتُ	بِهَا	فَنَبَذْتُهَا
بولے	میں نے دیکھا	وہ کچھ جو	تو میں نے ڈال دیا اس کو
يَبْصُرُوا	بِهِ	فَقَبَضْتُ	نَفْسِي
دیکھا انہوں نے	اس کو	تو پکڑی میں نے	میرے نفس نے
مِنْ أَثْرِ	الرَّسُولِ	فَنَبَذْتُهَا	لَكَ
نشان قدم	رسول سے	تو میں نے ڈال دیا اس کو	تیرے لئے
وَكذَلِكَ	سَوَّلَتْ	لِي	فَإِن
اور اسی طرح	اچھا جانا	میرے لئے	بے شک
قَالَ	فَاذْهَبْ	تَقُولَ	تَقُولَ
فرمایا	جا	کہے تو	کہے تو
فِي الْحَيَاةِ	أَنْ	لَنْ	تُخْلَفَهُ
زندگی میں	یہ کہ	ہرگز نہ تو	خلاف پائے گا
وَإِنَّ لَكَ	مَوْعِدًا	لَنْ	تُخْلَفَهُ
اور یقیناً تیرے	وعدہ ہے	ہرگز نہ تو	خلاف پائے گا
لئے			اسے
وَإِنظُرْ	إِلَى	إِلَهِكَ	الذِي
اور دیکھ تو	طرف	اپنے معبود کی	وہ جو
ظَلَّتْ	عَلَيْهِ	عَاكِفًا	لَنُحَرِّقَنَّهُ
رہا تو	اس پر	دھرنا مارتا	ہم جلا دیں گے

اس کو	ثُمَّ۔ پھر	لَنَنْسِفَنَّهُ۔ ضرور بہادیں گے اس کو
فِي الْيَمِّ۔ دریا میں	نَسْفًا۔ بہانا	إِنَّمَا۔ سوائے اس کے نہیں
اللَّهُ۔ اللہ ہے	الَّذِي۔ وہ کہ	إِلَّا مگر
هُوَ۔ وہی	وَسِعَ۔ گھیرا اس نے	كُلِّ۔ ہر
عِلْمًا۔ علم سے	كَذَلِكَ۔ اسی طرح	نَقُصُّ۔ بیان کرتے ہیں ہم
مِنْ أَنْبَاءِ خَبَرٍ	مَا۔ جو	قَدْ۔ ضرور
وَقَدْ۔ اور بے شک	اتَّبَعْنَا۔ دیا ہم نے تجھے	مِنْ لَدُنَّا۔ اپنے پاس سے
مَنْ۔ جو	أَعْرَضَ۔ منہ پھیرے گا	عَنْهُ۔ اس سے
يَحْبُلُ۔ اٹھائے گا	يَوْمَ۔ دن	الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے
خَلِيدِينَ۔ ہمیشہ رہیں	فِيهِ۔ اس میں	وَسَاءَ۔ اور برا ہے
يَوْمَ۔ دن	الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے	جَلًّا۔ بوجھ
يُنْفَخُ۔ پھونکا جائے گا	فِي الصُّورِ۔ صور میں	وَنَحْشُرُ۔ اور اٹھا کریں گے ہم
الْمَجْرِمِينَ۔ مجرموں کو	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	ذُرْقًا۔ نیلی آنکھوں والے
بَيْنَهُمْ۔ آپس میں	إِنْ۔ نہیں	إِلَّا مگر
عَشْرًا۔ دس روز	نَحْنُ۔ ہم	بِمَا۔ جو
يَقُولُونَ۔ وہ کہیں گے	إِذْ۔ جب	أَمْثَلَهُمْ۔ بہتر ان کا
طَرِيقَةً۔ راہ میں	إِنْ۔ نہیں	إِلَّا مگر
يَوْمًا۔ ایک دن		

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورہ طہ۔ پ ۱۶

”وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا

أَمْرِي“ (۱)۔ اور بے شک فرمایا ان سے ہارون نے اس سے قبل کہ اے میری قوم ضرور ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں مبتلا ہو

گئے اور بے شک تمہارا رب رحمن ہے تو میرے حکم کی پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔“

آیہ کریمہ میں جملہ قسمیہ موکدہ سے بیان شروع فرمایا گیا گویا ارشاد ہے:

و بِاللَّهِ لَقَدْ نَصَحَ لَهُمْ هَارُونُ وَ نَبَّهَهُمْ عَلَىٰ كُنْهِ الْأَمْرِ مِنْ قَبْلِ رُجُوعِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِلَيْهِمْ۔ یعنی یہ قسم ارشاد ہے کہ بے شک ہارون علیہ السلام نے قوم کو ہدایت فرمائی اور حکم کی کنہ سے مطلع کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام

کے تشریف لانے سے قبل اور گوسالہ پرستی سے روکا تھا اور سمجھا دیا تھا مگر وہ نہ مانے۔

اب تمام رکوع کا خلاصہ اول سمجھ لینا ضروری ہے اس کے بعد ہر آیت کے ماتحت تفسیر ہوگی۔

پھر حضرت ہارون علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے ساتھ بارہ ہزار وہ بھی چلے گئے جنہوں نے پچھڑانہ پوجا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کی سرنائی قرنائی اور رقص و شہنائی کی آواز سن کر فرمایا۔ یہ فتنہ کی آواز ہے یہ لوگ اس ڈھلے ہوئے پچھڑے کے گرد ناچتے اور گاتے بجاتے تھے۔ آپ نے اپنے ہمراہی ستر آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے حضرت ہارون علیہ السلام پر غیرت دینی میں عتاب کیا اور آپ کے سر کے بال اپنے داہنے ہاتھ میں اور داڑھی بائیں ہاتھ میں پکڑ کر کھینچی جیسا کہ دوسری جگہ مفصل ذکر ہے **وَ أَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَى الْمَدِينَةِ** اور فرمایا جب تم نے انہیں گمراہی میں دیکھا تھا تو تم میری طرف کیوں نہ آ گئے۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے عذر کیا اور کہا بھائی جان میں اس سے خائف ہوا کہ تم آ کر یہ کہتے کہ بنی اسرائیل میں تو نے تفرقہ ڈال دیا اور میرے آنے کا انتظار نہ کیا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تو نے یہ کیا کیا وہ بولا مجھے جبریل گھوڑے پر نظر آئے میں نے ان کے گھوڑے کے سم کی مٹی لے کر اس پچھڑے میں ڈال دی تھی۔ کیونکہ وہ فرس حیات تھا میرے خیال میں یہی آیا چنانچہ وہ بولنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب تیرے پچھڑے کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈالوں گا **لَنَنْسِفَنَّ فِي الْيَمِّ نَسْفًا** کا یہی مفہوم ہے اور تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور اور رسوا رہے گا جو تیرے پاس آئے گا اسے بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ جائے گا۔

اور اس تکلیف سے تو خود ہی منادی کرتا پھرے گا **لَا حِسَابَ لَكَ** مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ اور میرے پاس کوئی نہ آئے۔ **وَ إِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخَلَّفَهُ** اور آخرت کی سزا تیرے لئے علیحدہ ایک وقت معین پر ہوگی جس کے خلاف نہ ہوگا۔ اور پھر مخاطب کر کے فرمایا تمہارا معبود تو اللہ ہے جس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ یہ تو رکوع پنجم کی تفسیر کا خلاصہ ہے۔ آخر میں ارشاد ہوا اسی طرح اے محبوب ہم گزشتہ لوگوں کے قصہ آپ کو سناتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنی طرف سے ذکر یعنی قرآن عطا فرمایا۔ تو جو اس سے انحراف کرے اور منہ پھیرے وہ قیامت کے دن اپنی گٹھڑی آپ اٹھائے گا۔ اور جس دن صور پھونکا جائے گا اور یہ زندہ محشور ہوں گے تو ان پر ایسی سراسیمگی طاری ہوگی کہ آنکھیں نیلی پڑ جائیں گی اور دنیا میں جو سالہا سال عیش اڑائے تھے وہ انہیں دس دن کے برابر سمجھیں گے بلکہ ان کے زیادہ سمجھدار تو ایک دن کے برابر جائیں گے اب ہر آیت کی علیحدہ تفسیر ملاحظہ ہو۔

جب حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں سامری کے فتنے سے مطلع فرما کر **فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي** فرمایا تو بنی اسرائیل نہ مانے اور صاف جواب دیا۔

”**قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ**۔ بولے ہم تو اب اسی پچھڑے کی عبادت پر قائم رہیں گے حتیٰ کہ ہماری طرف موسیٰ لوٹ کر آئیں۔“

گویا سامری نے جو انہیں کہہ دیا تھا **هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ** فَنَسِيَ کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے اور موسیٰ معاذ اللہ بھول گئے ہیں۔



اس بیان پر ان کے دل میں یہ نہج گیا تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اس پچھڑے کی پوجا پر متفق ہو جائیں گے۔ معاذ اللہ۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہ جواب ان کے حق سے تھا اور راست روی کے خلاف۔ چنانچہ ان کا یہ جواب سن کر بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان کی معیت میں بارہ ہزار بنی اسرائیل بھی آ گئے جنہوں نے پچھڑا پوجنا گوارا نہ کیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام جب میقات سے واپس تشریف لائے تو فرمایا:

”قَالَ لِيَهْرُؤُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ۖ أَذَلَّتْ بَعْنِ أَفْعَصَيْتَ أَمْرِي ۗ اے ہارون کس چیز نے تمہیں روکا جبکہ تم نے انہیں گمراہ دیکھا تھا اس امر سے کہ تم میرے پیچھے آجاتے کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔“ ابو حیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى مَا مَنَعَكَ مِنْ أَنْ تَلْحَقَنِي إِلَى جَبَلِ الطُّورِ بِمَنْ أَمِنَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا کہ تم میرے پاس جبل طور پر معہ اس جماعت بنی اسرائیل کیوں نہ آگئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت ہارون مصریوں کے محبوب اور رئیس تھے اور موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ رئیس محبوب کی مفارقت قوم کے دلوں پر بہت شاق گزرا کرتی ہے اس وجہ میں فرمایا کہ تم علی الفور ان سے علیحدہ کیوں نہ ہو گئے کہ ان کے لئے وہ زجر و توبخ کا کام کرتا اسی لئے میں سمجھا کر گیا تھا۔

أَخْلَقَنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ۔ تو تم نے میری نافرمانی کی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے جواب دیا:

”قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي۔ فرمایا اے میری ماں جائے میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑو۔“

رَوَى أَنَّهُ أَخَذَ شَعْرَ رَأْسِهِ بِيَمِينِهِ وَ لِحْيَتَهُ بِشِمَالِهِ۔ آپ نے غصہ میں دائیں ہاتھ سے سر کے بال اور بائیں ہاتھ سے داڑھی پکڑ رکھی تھی اس لئے کہ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِيدًا مُتَّصِلًا غَضُوبًا لِلَّهِ تَعَالَى۔ آپ شرعی امور میں بہت سخت متصل اور غضب ناک تھے تو جب قوم کا وہ حال دیکھا تو اسی کو مغضوب بنانا تھا جس پر زور تھا اور وہ ماں جایا بھائی ہو سکتا تھا۔ وَ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ تَقْصِيرُ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے گمان میں حضرت ہارون علیہ السلام کا قصور تھا وَ إِنْ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ دَائِرَةِ الْعِصْمَةِ الثَّابِتَةِ لِلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ اگرچہ یہ قصور ایسا نہ تھا جو موسیٰ علیہ السلام نے گمان کیا کہ وہ ہارون علیہ السلام کو دائرہ عصمت سے بھی خارج کر دیتا جو انبیاء کرام کے لئے ثابت ہے بلکہ تا دیبا یہ اقدام موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھا۔

چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام نے معذرت میں فرمایا:

”إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي۔ مجھے یہ خوف ہوا کہ تم کہتے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔“

حَيْثُ قَالَ الْأَلُوسِيُّ أَيْ خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَهُمْ غَيْرَ مُرَاعِ قَوْلِي۔

اس کے بعد آپ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ- تو تیرا کیا حال ہے اے سامری۔“ اور تو نے یہ شرارت کیوں کی تو وہ بولا:

”قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ- کہنے لگا عَلِمْتُ بِمَا لَمْ يَعْلَمُهُ الْقَوْمُ وَ فَطَنْتُ بِمَا لَمْ يَفْطَنُوا لَهُ- میں نے وہ جانا جو قوم نہیں جان سکی اور میرا گمان ادھر گیا جس طرف قوم کا گمان نہ گیا۔“

”فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ- وَأَثَرِ الْفَرَسِ التَّرَابِ الَّذِي تَحْتَ حَافِرِهِ- تو میں ایک مٹی جبریل کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اٹھالایا۔ ائى الْقَيْتُهَا فِي الْحُلِيِّ الْمُدَابِ وَقِيلَ فِي جَوْفِ الْعِجْلِ- تو میں نے وہ پچھلے ہوئے زیور میں ڈال دی ایک قول ہے کہ وہ میں نے پچھڑے کے سانچہ میں ڈال دی۔ فَكَانَ مَا كَانَ- تو وہ ہو گیا جو ہو گیا۔“

ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں:

رَأَى جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ فَلَقِ الْبَحْرِ عَلَى فَرَسِهِ فَعَرَفَهُ لِمَا أَنَّهُ كَانَ يَغْدُوهُ صَغِيرًا حِينَ خَافَتْ عَلَيْهِ أُمُّهُ فَالْقَتَهُ فِي غَارٍ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِّنْ تَحْتِ حَافِرِ الْفَرَسِ وَالْقَى فِي رَوْعِهِ إِنَّهُ لَا يُلْقِيهَا عَلَى شَيْءٍ فَيَقُولُ كُنْ كَذَا إِلَّا كَانَ-

دریا پھٹنے والے دن سامری نے جبریل علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس نے پہچان لیا کہ یہ وہی ہیں جو میرے لئے میری صغریٰ میں غذا دیتے تھے جبکہ اس کی ماں نے اس کے مارے جانے کے خوف سے ایک غار میں ڈال دیا تھا جس کا مفصل حال اول ہم بیان کر چکے ہیں۔

تو اس نے اس گھوڑے کے سم کی خاک اٹھالی اور اس کے دل میں القاء ہوا کہ یہ خاک کسی شے پر ڈال کر کہا جائے کہ یہ ہو جا تو وہ وہی شے ہو جائے گی۔

وَعَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنَّهُ رَأَاهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاكِبًا عَلَى فَرَسٍ حِينَ جَاءَ لِيَذْهَبَ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْمِيْقَاتِ وَلَمْ يَرَهُ أَحَدًا غَيْرَهُ مِنْ قَوْمِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَ مِنْ مَوْطِي فَرَسِهِ قَبْضَةً مِّنَ التَّرَابِ-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

وَفِي بَعْضِ الْأَثَارِ أَنَّهُ رَأَاهُ كَلَّمَا رَفَعَ الْفَرَسُ يَدَيْهِ أَوْ رَجَلَيْهِ عَلَى التَّرَابِ الْيَبِسِ يَخْرُجُ النَّبَاتُ فَعَرَفَ أَنَّ لَهُ شَأْنًا فَأَخَذَ مِنْ مَوْطِيهِ حَفْنَةً وَ ذَالِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ-

بعض احادیث سے ثابت ہے کہ سامری نے دیکھا کہ جب جبریل علیہ السلام کا گھوڑا گلے اور پچھلے قدم اٹھاتا تو خشک مٹی سے گھاس اگ آتا اس نے سمجھ لیا کہ اس میں شان حیات ہے اسی کا تذکرہ آیہ کریمہ میں ہے۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ- یعنی میں نے جبریل کے گھوڑے کے سم کی مٹی اٹھالی اور وہ اس میں ڈال دی اور یہ کام میں نے بلا کسی کے مشورہ کے کیا تھا۔ جیسا کہ آگے ذکر ہے۔

”وَكَذَلِكَ سَأَلْتَنِي نَفْسِي- ایسا ہی میرے جی میں آیا اور میرے گمان میں اچھا معلوم ہوا۔“



اور بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ جبریل علیہ السلام کے لئے رسول کا اطلاق قرآن کریم میں نہیں اس لئے اس سے جبریل مراد نہیں ہو سکتے یہ صحیح نہیں اس لئے کہ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ میں رسول کریم کا اطلاق جبریل علیہ السلام پر ہو چکا ہے۔

بہر حال اس نے یہ فتنہ برپا کر کے بنی اسرائیل کو فتنہ میں ڈال دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے توخیخ فرماتے ہوئے اس کے لئے دوسزائیں تجویز کیں ایک حیات دنیا میں دوسری عقبی میں اس کا آگے ذکر فرمایا گیا۔

”قَالَ فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ“ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اب تو چلتا ہوا اب تیرے لئے حیوۃ دنیا میں یہ سزا ہے تو کہتا رہے مجھے کوئی نہ چھوئے اور بے شک تیرے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے جو خلاف نہ ہوگا۔“

یعنی دنیا میں اب تو ایسا راندہ ہوا رہے گا کہ تجھ سے جو بھی ملے گا وہ بخار اور شدید بخار میں مبتلا ہو جائے گا اور اس کے ساتھ تجھے بھی سخت بخار ہو جائے گا لہذا پکارتا رہ کہ مجھ سے کوئی نہ ملے۔ اس لئے کہ اب تجھ سے ملنا ملاقات کرنا اور مکالمت۔ خرید و فروخت ہر شے حرام ہے چنانچہ سامری جنگل میں یہی شور مچاتا پھرتا تھا کہ مجھ سے کوئی چھو نہ جائے۔ آخرش وحشیوں اور درندوں میں بقیہ زندگی نہایت تلخ گزار رہا تھا۔ اور آخرت کا عذاب بعد میں علیحدہ ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّ إِنَّ لَكَ مُدَّةَ حَيَاتِكَ أَنْ تَفَارِقَ النَّاسَ مُفَارَقَةً كَلِيَّةً لَكِنْ بِحَسَبِ الْإِخْتِيَارِ بِمَوْجِبِ التَّكْلِيفِ بَلْ بِحَسَبِ الْإِضْطِرَّارِ الْمُلْجِي إِلَيْهَا وَ ذَلِكَ أَنَّهُ تَعَالَى رَمَاهُ بِدَاءِ عُقَابٍ لَا يَكَادُ يَمَسُّ أَحَدًا أَوْ يَمَسُّهُ أَحَدٌ كَائِنًا مَنْ كَانَ الْأَحْمَمُ مِنْ سَاعَتِهِ حُمَّى شَدِيدَةً فَتَحَامَى النَّاسُ وَ تَحَامُوهُ وَ كَانَ يَصِيحُ بِأَقْصَى صَوْتِهِ لَا مِسَاسَ وَ حُرْمَ عَلَيْهِمْ مُلَاقَاتُهُ وَ مُكَالَمَتُهُ وَ مُوََاكَلَتُهُ وَ مُبَايَعَتُهُ وَ غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَعْتَادُ جَرِيَانَهُ فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْمُعَامَلَاتِ وَ صَارَ بَيْنَ النَّاسِ أَوْحَشَ مِنَ الْقَاتِلِ إِلَى الْحَرَمِ وَ مِنَ الْوَحْشِ النَّافِرِ فِي الْبَيْدَاءِ۔

(اس عبارت کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔)

چنانچہ کسی شاعر نے بھی اسے مثال میں بیان کیا:

فَأَصْبَحَ ذَلِكَ كَالسَّامِرِيِّ إِذْ قَالَ مُوسَى لَهُ لَا مِسَاسَ

اور مساس کی لغوی تحقیق یہ ہے۔ وَالْمِسَاسُ مَصْدَرُ مَاسٍ كَقِتَالٍ مَصْدَرُ قَاتِلٍ وَ هُوَ مَنْفَى بِلَاءِ التِّي لِنَفِي الْجِنْسِ وَ أُرِيدَ بِالنَّفْيِ النَّهْيُ أَي لَا تَمَسَّنِي وَلَا أَمَسْكَ۔

وَ إِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ کے یہ معنی ہیں کہ لَنْ يُخْلِفَكَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ الْوَعْدَ۔ اللہ تعالیٰ کبھی آخرت کے عذاب کے وعدہ کے خلاف نہ فرمائے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

”وَ أَنْظُرْ إِلَى إِلْهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُْحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا“ اور دیکھ اپنے معبود کو جس کے اوپر آسن مارے بیٹھا رہتا ہے تم بہ خدا ہم ضرور اسے جلا میں گے پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے۔“

لَنْسِفَنَّهُ۔ أَي لَنُذْرِبْنَهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا - مَصْدَرٌ مُؤَكَّدٌ أَي لَنَفْعَلَنَّ بِهِ ذَلِكَ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى مِنْهُ



عَيْنٌ وَلَا آثَرَ۔

وَلَقَدْ فَعَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا أَقْسَمَ عَلَيْهِ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جیسی قسم فرمائی تھی۔

اور جب آپ سامری کے فتنہ کو مٹا چکے تو بنی اسرائیل سے مخاطب فرمایا:

”إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ عِلْمًا تَهَارًا مَعْبُودًا وَهُوَ يَهْدِي لَكُمْ سُبُلَ الْبِرِّ وَيُخْرِجُكُم مِّنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُّورٍ بِإِذْنِهِ فَكُونُوا لِلَّهِ شَاكِرِينَ ۝۱۶۰“

یعنی تمہارا وہ معبود جو مستحق عبادت ہے وہ اللہ عزوجل ہے ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا علم ہر شے کو محیط ہے۔

اس کے بعد جملہ متانفہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے:

”كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۝۱۶۱ مَن أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ۝۱۶۲ خَلِدًا فِيهِ ۚ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝۱۶۳ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝۱۶۴ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝۱۶۵ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝۱۶۶“

ہم ایسے ہی آپ کے سامنے خبریں گزشتہ سناتے ہیں اور ہم نے آپ کو اے محبوب اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا۔ جو اس سے منحرف ہو تو وہ بے شک اپنے گناہوں کا بوجھ قیامت کے دن اٹھائے گا اور ہمیشہ اس میں رہے اور بہت برا ہے قیامت کے دن وہ بوجھ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا اور محشور کریں گے ہم مجرموں کو اس دن ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ اور آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے ہم تم دنیا میں دس دن سے زائد نہ رہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے تیز رائے دینے والا کہے گا کہ تم صرف ایک دن ہی رہے تھے۔“

یعنی قرآن کریم وہ ذکر عظیم ہے کہ اس میں تمام قصص ماضیہ کا بیان ہے اور وہ ہم نے اے محبوب آپ کی طرف اپنے پاس سے نازل کیا ہے اس میں نجات اور برکتیں ہیں تو جو اس سے منحرف ہو اور ایمان نہ لائے اور اس کی ہدایتوں سے فائدہ نہ اٹھائے اس پر اس کے گناہ کا بوجھ اور بہت بھاری بوجھ ہوگا اور وہ ہمیشہ اس پر رہے گا۔

جب نفل صور ثانی فرما کر ہم سب کو محشور کریں گے اور مجرمین سرا سیمگی سے کالا منہ لئے نیلی آنکھوں سے احوال قیامت سے خوفزدہ دنیا کی عارضی عیش یاد کر کے کہیں گے کہ ہم دنیا میں دس دن سے زائد نہ رہے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ احوال قیامت سے خوفزدہ ہو کر دنیا کے قیام کی مدت بھول جائیں گے اور کہیں گے ہم تو اب تک ایک دن دنیا میں رہے۔

يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ كَالْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَنْخَفِضُونَ أَصْوَاتَهُمْ ۚ سَوْفَ نَسْتَعْتِبُ سَمْعَهُمْ وَنَنبِتُ بِهِنَّ مِثْلًا حَتَّىٰ يُخْرِجُوهُنَّ ۚ لَئِن لَّمْ يَخْرُجْنَ لَبِئْسَ الَّذِيْنَ كَانُوا فِيهَا رَاكِبِينَ ۝۱۶۷“

بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع - سورہ ظہ - پ ۱۶

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝۱۶۸

اور پوچھتے ہیں آپ سے پہاڑوں کو فرما دیجئے ریزہ ریزہ کر دے گا انہیں میرا رب اڑا کر

فَيَذُرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝۱۶

لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝۱۷

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ

الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَبْسًا ۝۱۸

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ

الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝۱۹

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ

بِهِ عِلْمًا ۝۲۰

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۝۲۱ وَقَدْ خَابَ مَنْ

حَصَلَ ظُلْمًا ۝۲۲

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا

يَخْفُ ظُلْمًا وَلَا هَضْبًا ۝۲۳

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ

الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ

ذِكْرًا ۝۲۴

فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۝۲۵ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ

مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ

زِدْنِي عِلْمًا ۝۲۶

وَلَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَسَىٰ وَلَمْ

نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝۲۷

تو چھوڑ دے گا اسے بنجر زمین مساوی اسط

کہ تو اس میں نیچا اونچا نہ دیکھے گا

اس دن پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے کہ اس میں

کجی نہ ہوگی اور خوفزدہ ہوں گی آوازیں رحمن کے حضور تو

تو نہ سنے گا مگر بھنبھناہٹ

اس دن نہ فائدہ دے گی کسی کی سفارش مگر اس کی جسے

رحمن نے اذن دے دیا اور اس کی بات پسند کی

وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے

پیچھے اور ان کا علم اس پر محیط نہیں ہو سکتا

اور جھک جائیں گے سب منہ اس زندہ قائم رکھنے والے

کے حضور اور بے شک نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا

اور جس نے نیک عمل کئے اور وہ مومن تھا تو نہیں خوف

اسے زیادتی کا اور نہ خوف ہے اسے نقصان کا

اور ایسے ہی ہم نے اتارا قرآن عربی اور طرح طرح کے

اس میں عذاب کے وعدے دیئے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں یا

پیدا ہوں کے دلوں میں سوچ

تو سب سے بلند ہے اللہ، سچا بادشاہ اور جلدی نہ کیا کیجئے

قرآن میں اس سے قبل کہ پوری ہو جائے آپ پر وحی اور

عرض کرتے رہیں میرے رب زیادہ کر مجھے علم

اور بے شک ہم نے تاکید حکم دیا تھا آدم کو اس سے

پہلے تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا

حل لغات چھٹارکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

عَنِ الْجِبَالِ - پہاڑوں کے متعلق

وَيَسْأَلُونَكَ - اور پوچھتے ہیں آپ سے

رَبِّي - میرا رب

يَنْسِفُهَا - اڑا دے گا ان کو

فَقُلْ - آپ کہیں

قَاعًا - میدان

فَيَذُرُهَا - پھر چھوڑ دے گا اس کو

نَسْفًا - اڑا دینا

عِوَجًا - گہرائی

فِيهَا - اس میں

لَا تَرَى - نہ دیکھے گا تو

صَفْصَفًا - صاف

يَتَّبِعُونَ - پیچھے لگیں گے

يَوْمَئِذٍ - اس دن

أَمْتًا - ٹیلہ

وَلَا - اور نہ

لَهُ - اس میں

عِوَجٌ - کوئی ٹیڑھ

لَا - نہیں ہوگی

الدَّاعِيَ - پکارنے والے کے

وَخَشَعَتِ - اور خوفزدہ ہوں گی

فَلَا - پھر نہ

يَوْمَئِذٍ - اس دن

مَنْ - جو آدمی کہ

وَمَرْضَى - اور پسند کرے

مَا - جو

خَلْفَهُمْ - ان کے پیچھے ہے

عِلْمًا - علم سے

الْأَصْوَاتُ - آوازیں

إِلَّا - مگر

الشَّفَاعَةُ - سفارش

لَهُ - اس کو

قَوْلًا - بولنا

أَيُّدِيهِمْ - آگے ہے

يُحِيطُونَ - گھیرتے

وَعَنْتِ - اور جھک جائیں

الْوُجُوهُ - چہرے

لِلرَّحْمَنِ - رحمن کے حضور

هَمْسًا - بھنبھناہٹ

إِلَّا - مگر

الرَّحْمَنِ - رحمن

يَعْلَمُ - جانتا ہے

وَمَا - اور جو

بِهِ - اس کو

يَلْحَى - زندہ

الْقَيُّومِ - قائم رکھنے والے کے لئے

مَنْ - جس نے

يَعْمَلْ - عمل کرے

مُؤْمِنٌ - مومن ہو

وَلَا - اور نہ

قُرْآنًا - قرآن

فِيهِ - اس میں

يَتَّقُونَ - پرہیزگار ہوں

ذِكْرًا - سوچ

الْحَقِّ - سچا

مِنْ قَبْلِ - پہلے

وَحِيَّةُ - اس کی وحی

عِلْمًا - علم میں

أَدَمَ - آدم کی

نَجْدًا - پایا ہونے

وَقَدْ - اور بے شک

ظُلْمًا - ظلم

مِنَ الصَّالِحِينَ - نیکوں والے

فَلَا - تو نہ

هَضْبًا - نقصان سے

عَرَبِيًّا - عربی

مِنَ الْوَعِيدِ - عذاب کے وعدے

أَوْ - یا

فَتَعْلَى - تو بلند ہے

وَلَا - اور نہ

أَنْ - اس سے کہ

وَقُلْ - اور کہہ

وَلَقَدْ - اور بے شک

مِنْ قَبْلِ - پہلے سے

لَهُ - اس کا

خَابَ - نامراد ہوا

وَمَنْ - اور جو

وَهُوَ - اور وہ

ظُلْمًا - ظلم سے

أَنْزَلْنَاهُ - اتارا ہم نے اس کو

وَصَرَفْنَا - اور طرح طرح سے بیان کئے ہم نے

لَعَلَّهُمْ - تاکہ وہ

لَهُمْ - ان کے لئے

الْمَلِكُ - بادشاہ

بِالْقُرْآنِ - قرآن میں

إِلَيْكَ - آپ کی طرف

زِدْنِي - زیادہ کر مجھے

إِلَى - طرف

وَلَمْ - اور نہ

يَخْفُ - ڈرے گا

وَكَذَلِكَ - اور ایسے ہی

وَصَرَفْنَا - اور طرح طرح سے بیان کئے ہم نے

مِنَ الْوَعِيدِ - عذاب کے وعدے

يُحْدِثُ - پیدا ہو

اللَّهُ - اللہ

تَعَجَّلْ - جلدی کر

يُقْضَى - پوری کی جائے

رَبِّ - اے میرے رب

عَهْدِنَا - عہد کیا ہم نے

فَنَسِيَ - تو وہ بھول گیا

عَزْمًا - ارادہ

مختصر تفسیر اردو چھٹارکوع - سورۃ طہ - پ ۱۶

”وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۖ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۖ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۚ“ اور آپ سے سوال کرتے ہیں پہاڑوں کے متعلق۔ فرمادیتے ہیں ریزہ ریزہ کر دے گا انہیں میرا رب ریزہ کی صورت میں۔ تو چھوڑے گا انہیں پیڑ ہموار کہ نہ دیکھے گا تو اس میں کوئی بھی نشیب و فراز۔“



اس رکوع میں چند نادر لغات آئے ہیں اول انہیں سمجھ لینا ضروری ہے۔

يَنْسِفُهَا رَبِّي - يَذُرُّهَا قَاعًا صَفْصَفًا - لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا - وَلَا أَمْتًا - خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ - لَا تَسْمَعُ إِلَّا هَهْسًا - وَعَنْتِ الْوُجُوهُ - ظُلْمًا وَلَا هَضْبًا -

يَنْسِفُهَا - يَجْعَلُهَا سُبْحَانَهُ كَالرَّمْلِ ثُمَّ يُرْسِلُ عَلَيْهَا الرِّيَّاحَ فَتُفْرِقُهَا وَالْفَاءُ لِلْمُسَارَعَةِ إِلَى إِزَالَةِ مَا فِي ذَهْنِ السَّائِلِ مِنْ بَقَاءِ الْجِبَالِ - يَعْنِي اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يَمْشِي مِثْلَ رِيْتِ كَرْدَيْ كَا - پھر ہوا بھیج کر انہیں اڑا دے گا۔ یہاں جواب کے موقع پر فقل - فاء تعقیب سے اس لئے فرمایا کہ ذہن سائل بقاء جبال پر قائم نہ رہے۔ مزید تفصیل تفسیر میں آئے گی۔

اور یذُرُّهَا - یعنی ان پہاڑوں کے ظاہر اجسام اجزاء سافلہ کے ساتھ باقی رہیں گے۔

قَاعًا - مَسَطَحٌ هُوَ جَائِزٌ لَإِنَّ الْجِبَالَ إِذَا سُويَتْ وَجُعِلَ سَطْحُهَا مُسَاوِيًا سَطُوحَ أَجْزَاءِ الْأَرْضِ فَقَدْ جُعِلَ الْكُلُّ سَطْحًا وَاحِدًا - اس لئے کہ جب پہاڑ برابر کر دیئے جائیں اور ان کی سطح سطح اجزاء ارض سے مساوی ہو جائے تو سب سطح ایک شکل ہو جائیں۔

ایک قول ہے کہ قاع - سہل یعنی گڑ ہوں کو کہتے ہیں کہ وہ بھی مساوی ہو جائیں۔

جوہری کہتا ہے الْمُسْتَوِيُّ مِنَ الْأَرْضِ - قاع زمین کے ساتھ مستوی ہونے کو کہتے ہیں۔

ابن اعرابی رحمہ اللہ کہتے ہیں الْأَرْضُ الْمَلْسَاءُ لَا نَبَاتَ فِيهَا وَلَا بِنَاءَ - بجز زمین کو قاع کہتے ہیں جس پر نہ گھاس ہو اور نہ کوئی عمارت۔

مکی رحمہ اللہ کہتے ہیں إِنَّهُ الْمَكَانُ الْمُنْكَشِفُ - کھلا میدان قاع کہلاتا ہے۔

ایک قول ہے الْمُسْتَوِيُّ الصَّلْبُ مِنَ الْأَرْضِ - سخت زمین ہموار کو قاع کہتے ہیں وَ جَمْعُهُ أَقْوَعٌ وَأَقْوَاعٌ وَ قِيَعَانٌ -

صَفْصَفٌ - الْأَرْضُ الْمُسْتَوِيَّةُ الْمَلْسَاءُ كَأَنَّ أَجْزَاءَهُ صَفٌّ وَاحِدٌ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ - وہ ہموار زمین جو بجز ہوا اور ہر طرف سے برابر ہو۔

ایک قول ہے الْأَرْضُ الَّتِي لَا نَبَاتَ فِيهَا - وہ زمین جس پر گھاس نہ ہو۔

ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جُعِلَ الْقَاعُ وَالصَّفْصَفُ بِمَعْنَى وَاحِدٍ وَ هُوَ الْمُسْتَوِيُّ - قاع اور صفصف کے ایک معنی ہیں وہ اس زمین کو کہتے ہیں جس پر سبزہ نہ ہو۔

لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا - نہ دیکھے گا تو اس میں نشیب و فراز - عوج کجی کے معنی دیتا ہے - نیچی اونچی زمین میں چونکہ کجی ہوتی ہے اس لئے اس کے حاصل معنی نشیب و فراز کے ہیں۔

وَلَا أَمْتًا - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عِوَجًا مَيْلًا وَلَا أَمْتًا أَثَرًا مِثْلَ الشَّرَاكِ - عوج کسی طرف جھکا ہوا ہونا اور امتا ایک تسمہ برابر بھی کجی نہ ہونا۔

ایک روایت میں ہے عِوَجًا وَلَا أَدْبًا وَلَا أَمْتًا رَأَيْتَهُ - نہ جنگل رہیں نہ نہریں۔

قادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ عَوْجًا صَدْعًا وَلَا أَمْتًا أَكْمَةً۔ عوج بمعنی گڑھا امّا بمعنی ٹیلہ ہے۔

ایک قول ہے کہ الْأَمْتُ الشُّفُوقُ۔ امت زمین میں درزنہ ہونے کو کہتے ہیں۔

خَشَعَتِ۔ خوفزدہ آواز کے معنی دیتا ہے۔

لَا تَسْمَعُ إِلَّا هَسًا۔ نہ سنے تو مگر بھنبھناہٹ ائی صوتًا خَفِيًّا خَافِتًا۔

هَمْسٌ بِقِرَاءَةِ أَبِي يَهْنُوعَ فَلَاحُ يَنْطِقُونَ إِلَّا هَسًا۔ وہ بول نہ سکیں گے مگر نہایت مخفی طور پر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں هُوَ تَحْرِيفُكَ الشَّفَاءِ بِغَيْرِ نَطْقٍ۔ ہونٹوں کا حرکت کرنا بغیر بولنے کے۔

وَعَنْتِ الْوُجُوهُ۔ ائی ذَلَّتْ وَ خَضَعَتْ سِيْنَتْ وَ جُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ چہروں کا ذلیل ہونا یا سیاہ ہونا یعنی

کفار کے منہ کالے ہو جائیں گے۔

ظُلْمًا وَلَا فَضْمًا۔ ظلم ثواب مستحق کو روکنا۔ وعدہ کے خلاف کرنا۔ اور ہضم۔ کسی کے بدلہ میں کمی کر دینا۔ ائی نَقَصَتْ

مِنْهُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اِنَّ الْمَعْنَى فَلَا يَخَافُ اَنْ يُظْلَمَ فَيُزَادَ فِي سَيِّئَاتِهِ وَلَا اَنْ

يُهْضَمَ فَيُنْقَصَ مِنْ حَسَنَاتِهِ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہاں اس کا خوف نہ ہوگا کہ اس پر ظلم کیا جائے کہ اس کے گناہ بڑھا

دیئے جائیں یا ہضم کہ اس کی نیکیاں کم کر دی جائیں۔

وَصَرَفًا فِيهِ۔ ائی كَرَّرْنَا فِيهِ بَعْضَ الْوَعِيدِ۔ بار بار بیان کرتے ہیں طرح طرح سے۔

خلاصہ مفہوم و تفسیر چھٹا رکوع۔ سورہ ظہ۔ پ ۱۶

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ کا شان نزول قبیلہ بنی ثقیف کے آدمی کے متعلق

ہے۔ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ بروز قیامت سب پر انقلاب آئے گا تو ان

پہاڑوں کا کیا ہوگا۔ اس پر ارشاد ہوا۔

”وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ۔ اے محبوب آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔“

کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا تو فوراً جواب دیجئے کہ میرا رب انہیں ریتا کر کے ہوا سے اڑا دے گا اور زمین

قاع صاف رہ جائے گی یعنی بنجر مسطح اور ایسی مسطح کہ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا تہیں اس میں نشیب و فراز اور شقاق

وغیرہ قطعاً نہ ملے گا۔

اس کے بعد احوال قیامت کا احوال بیان فرمایا گیا کہ اس روز بجز اس کے جسے شفاعت کا اذن مل چکا ہو اور اس کی بات

پسندیدہ حق ہوگی کسی کو شفاعت و سفارش کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ خواہ وہ فرضی گھڑے ہوئے بت ہوں جن کے متعلق وہ عقیدہ

رکھتے اور کہتے ہیں هُوَ لَا يَشْفَعُ اَوْلَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِاجْزِئِهِ۔

اور اسے ہر ایک کا اگلا پچھلا حال معلوم ہے اس کے علم کا مساوی نہ کسی کا علم وہی جانتا ہے کہ میدان حشر میں شفاعت و

سفارش کرنے والا کون ہوگا۔ وہ دن وہ ہوگا کہ بڑے بڑے کجگاہ متکبروں کی گردنیں اس کے حضور جھکی ہوں گی۔ اور ظالم و

مشرک کا اپنے کفر و شرک کے باعث کالا منہ ہوگا۔ نیک اعمال والے نیکو کاروں کو ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

وہاں ظلم کے ماتحت بغیر کی ہوئی برائی کسی کے ذمہ نہ لگے گی اور نہ کسی کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو ارشاد ہے کہ ایسے ہی ہماری طرف سے گزشتہ اقوام کے حالات اے محبوب آپ پر طرح طرح کے عنوانات سے عربی میں قرآن کے ذریعہ بیان ہوئے ہیں۔

اور اس قرآن پاک کے دو وصف ہیں ایک عربی زبان میں ہے تاکہ قوم عرب سمجھ سکے دوسرے صَرَفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ اس میں طرح طرح سے مواعد بیان ہوئے تاکہ لوگ پڑھیں گاری اختیار کریں یا سمجھ بوجھ ان میں پیدا ہو۔ اس کے بعد ذات واجب تعالیٰ شانہ کی علوم مرتبت اور ازلیت وابدیت اور سچی ملکیت کا اظہار فرمایا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہو جانے سے قبل تلاوت کلام پاک سے روکا گیا جیسا کہ انیسویں پارہ کی سورۃ قیامہ میں بھی ارشاد ہوا ہے لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ۔

پھر قرآن کریم میں ساتویں رکوع کے اندر چھٹی بار حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کے قصہ کو بیان فرمایا جس میں سجدہ کی بحث ہے۔ وہ رکوع ہفتم میں بیان ہوگی۔

### مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

”وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۖ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۖ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا۔ اور پوچھتے ہیں آپ سے پہاڑوں کو تو فرما دیجئے ریزہ ریزہ کر دے گا انہیں میرا رب ریتے کی شکل میں تو چھوڑے گا انہیں پٹ پر میدان ہموار کہ نہ دیکھے گا تو اس میں کوئی نشیب و فراز نہ کوئی شقاق۔“

یہ سوال کرنے والے منکرین بعث و نشر تھے قریش سے جیسا کہ ابن المنذر ابن جریج سے راوی ہیں قَالُوا عَلَي سَبِيلِ الْاِسْتِهْزَاءِ كَيْفَ يَفْعَلُ رَبُّكَ بِالْجِبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ بطریق استہزاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کا رب قیامت کے روز پہاڑوں کا کیا کرے گا۔

وَ قِيلَ جَمَاعَةٌ مِّنْ ثَقِيفٍ۔ ایک قول ہے کہ قبیلہ بنی ثقیف کی ایک جماعت نے یہ سوال کیا تھا۔  
وَ قِيلَ اُنَاسٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ ایک قول ہے کہ مومنین کی ہی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ استفسار کیا تھا۔

تو ارشاد ہوا فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا۔ يَجْعَلُهَا سُبْحَنَهُ كَالرَّمْلِ ثُمَّ يُرْسِلُ عَلَيْهَا الرِّيحَ فَتُفَرِّقُهَا۔ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ اسے مثل رمل کر دے گا پھر اس پر ایک ہوا بھیجے گا کہ وہ اس سے اڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔  
اور فَقُلْ۔ فاء تعقيب سے اس لئے فرمایا کہ فاء تعقيب مسارعت کے لئے آتی ہے تاکہ ذہن سائل میں بقاء جبال کا جو تصور تھا وہ زائل ہو جائے۔

بِنَاءٍ عَلَي ظَنِّ اَنَّ ذَالِكَ مِّنْ تَوَابِعِ عَدَمِ الْحَشْرِ اَلَا تَرَىٰ اَنَّ مُنْكَرِي الْحَشْرِ يَقُولُونَ بِعَدَمِ تَبَدُّلِ هَذَا النِّظَامِ الْمُشَاهِدِ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ۔ یہ اس بناء پر ہے کہ مشرکین عدم حشر کے معتقد تھے اور منکرین حشر کہتے تھے کہ زمین و آسمان میں جو نظام ہے یہ متبدل نہیں ہوگا۔ تو اس کا جواب بجملة دینا منظور ہوا اس لئے فاء تعقيب سے جواب ہوا اور نہ



يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْبَيْسِرِ - پر بغیر فاء تعقیب جواب ہوا قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ -  
اور وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ - قُلِ الْعَفْوَ - میں بھی بلا فاء تعقیب جواب ہوا۔  
اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ - میں بھی فاء تعقیب نہیں۔  
اور وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ - میں بھی ایسا ہی ہے۔  
اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ -  
اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي -  
اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٣٧﴾ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا -

چونکہ مسئلہ قیامت امہات مسائل و اصول دین سے تھا تو لازم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جائے کہ علی الفور جواب دیں۔ تو فاء تعقیب کے ساتھ عطف فرما کر گویا ارشاد ہوا۔

يَا مُحَمَّدُ أَجِبْ عَنْ ١٥ السُّؤَالِ فِي الْحَالِ مِنْ غَيْرِ تَاخِيرٍ لِأَنَّ الْقَوْمَ يَعْتَقِدُ بِقَدَمِهَا أَوْ جُوبِ بَقَائِهَا وَ هُوَ كُفْرٌ - اے مجھ - اس سوال کا جواب بلا تاخیر بھی دیجئے اس لئے کہ قوم ان کی قدامت اور وجوب بقاء کی معتقد ہے اور یہ کفر ہے۔

فَوَجِبَ أَنْ يَكُونَ مُمْكِنًا فِي حَقِّ كُلِّ الْجَبَلِ فَلَيْسَ بِقَدِيمٍ وَلَا وَاجِبِ الْوُجُودِ لِأَنَّ الْقَدِيمَ لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ التَّغْيِيرُ وَالنَّسْفُ - تو اس جواب کے بعد لازم ہوگا کہ مانیں کہ ممکن کا اطلاق ہو ہر ایک پہاڑ پر اور وہ نہ قدیم ہے نہ واجب الوجود اس لئے کہ قدیم وہ ہے جس پر تغیر اور نسف جائز نہ ہو (روح المعانی)

”فَيَذُرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿٣٧﴾ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا - اس پہاڑ کو پٹ پڑ میدان کر کے چھوڑے گا کہ تو نہ دیکھے گا اس میں نشیب و فراز نہ شقاق۔“

”يَوْمَ يَنْتَبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ - اس دن پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے اس میں کجی نہ ہوگی۔“  
یعنی جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور داعی سے مراد داعی اللہ عزوجل ہے جو محشر کی طرف بلائے گا اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں جو صور منہ میں لئے کھڑے ہیں اور لوگوں کو فحشہ ثانیہ کے بعد پکاریں گے صحرا بیت المقدس پر اور ندا دیں گے اے گلی ہوئی ہڈیو اور سوکھی ہوئی کھال اور منتشر گوشت آ جاؤ۔ رب العزت کی پیشی میں تو سب اس آواز سے جمع ہو کر حاضر ہو جائیں۔ حیث قال اللوسی -

وَالْمُرَادُ بِالذَّاعِي دَاعِيَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَى الْمَحْشَرِ وَ هُوَ إِسْرَافِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَضَعُ الصُّورَ فِي فِيهِ وَيَدْعُو النَّاسَ عِنْدَ النَّفْخَةِ الثَّانِيَةِ قَائِمًا عَلَى صَخْرَةِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَ يَقُولُ أَيَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِيَةُ وَالْجُلُودُ الْمُتَمَرِّقَةُ وَاللُّحُومُ الْمُتَفَرِّقَةُ هَلُمُّوا إِلَى الْعَرْضِ إِلَى الرَّحْمَنِ فَيَقْبَلُونَ مِنْ كُلِّ صَوْبٍ إِلَى صَوْتِهِ -

وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ الْقُرْظِيِّ قَالَ يَحْشُرُ اللَّهُ تَعَالَى النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلْمَةٍ تَطْوِي السَّمَاءَ وَ تَتَنَائِرُ النُّجُومُ وَيَذْهَبُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَ يُنَادِي مُنَادٍ فَيَتَّبِعُ

النَّاسُ يُؤْمِنُونَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ -

لوگ بروز قیامت اندھیرے میں محسوس ہوں گے جب آسمان لپیٹ دیئے جائیں ستارے جھڑ پڑیں، سورج اور چاند جاتے رہیں اور منادی ندا دے تو سب لوگ آواز کے پیچھے چل پڑیں یہ ہے یَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ کا مطلب۔ اور لَا عِوَجَ لَهُ کے معنی اس میں کجی نہ ہوگی یعنی اَيُّ الدَّاعِيَ عَلَى مَعْنَى لَا يَعْوجُ لَهُ مَدْعُوٌّ وَلَا يَعْذِلُ عَنْهُ۔ یعنی پکارنے والے کی ندا پر کوئی کجی نہ کرے گا اور نافرمان نہ ہوگا۔

”وَحَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَبْسًا۔ اور خوفزدہ ہو جائیں آوازیں رحمن کے حضور اور اتنی پست کہ سنی ہی نہ جائے مگر ہمس یعنی گنگناہٹ۔“

ہبسا پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَيُّ صَوْتًا خَفِيًّا خَافِتًا وَهُوَ آوَاذُ جَوَانِبِهَا دَرَجَةُ كَيْفِيَّةٍ هَلْكَى هُوَ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هُوَ تَحْرِيقُ الشَّفَاءِ بِغَيْرِ نَطْقٍ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہمس محض جنبش لب کو کہا جاتا ہے جس میں آواز نہ ہو۔

فَالْمَعْنَى سَكَتَ أَصْوَاتُهُمْ وَانْقَطَعَتْ كَلِمَاتُهُمْ فَلَمْ يُسْمَعْ مِنْهُمْ إِلَّا خَفِقُ أَقْدَامِهِمْ۔ تو خلاصہ معنی

یہ ہوئے کہ آوازیں ٹھہر جائیں اور کلمات منقطع ہو جائیں تو کچھ نہ سنا جائے مگر قدموں کی کسکساہٹ۔ (روح المعانی)

”يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَدْنَى لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔ اس دن کسی کی سفارش و شفاعت نفع نہ دے مگر اس کی جسے اذن دے دیا ہو رحمن نے اور راضی ہو گیا ہو اس کی بات سے۔“

وَالْمُرَادُ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ مِنَ الشُّفَعَاءِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَدْنَى لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا أَيْ وَرَضِيَ لِأَجَلِهِ قَوْلَ الشَّافِعِ أَوْ رَضِيَ قَوْلَ الشَّافِعِ لِأَجَلِهِ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ کسی بت یا بھوت یا جن کی سفارش اس دن نفع نہ دے گی جنہیں مشرکین اپنا سفارش مانے ہوئے ہیں سو ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ مازون بالشفاعت قرار دے دے۔ جیسا کہ پہلے پاروں میں ارشاد ہو چکا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ اور وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ وَغَيْرِهِ۔

تو جس کا قول اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا جیسے انبیاء کرام علیہم السلام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء عظام، غوث، قطب، ابدال، اوتاد یا علماء باعمل یا حفاظ قرآن وغیرہ۔

لیکن یہ بھی اس وقت شفاعت میں مفید ہوں گے جب شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفاعت بالوجاہت کے لئے جلوہ افروز ہوں اور علم شفاعت اٹھائیں ورنہ کسی کی مجال ہی نہ ہوگی کہ کسی کے لئے کوئی شفاعت کی ہمت کر سکے۔

چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَحَاصِلُ الْمَعْنَى عَلَيْهِ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَدْنَى الرَّحْمَنُ فِي أَنْ يَشْفَعَ لَهُ وَكَانَ مُؤْمِنًا۔ خلاصہ معنی یہ ہیں کہ کسی کی سفارش نفع نہ دے گی مگر جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے کہ اس کی سفارش کی جائے اور ہو وہ مؤمن ورنہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفِيعِينَ آچکا ہے۔ سفارش کرنے والوں کی سفارش انہیں نفع نہ دے گی۔

## حکایت عجیب العبرت

میدان حشر میں جب سب پر سراسیمگی و پریشانی طاری ہو اور انبیاء کرام اپنے منابر نوری پر جلوہ افروز ہو کر بھی شان جزوتی سے لرزاں ہوں اور رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ کہہ رہے ہوں تو ایک جماعت مومنین اٹھے اور سب سے پہلے ابوالبشر صغی اللہ علیہ السلام کے حضور حاضر آ کر عرض کریں کہ

”حضور! اللہ نے آپ کو صغی اور ابوالبشر فرمایا ہے ذرا بارگاہ حق میں صرف یہ درخواست کریں کہ جس کے حق میں جو فیصلہ دینا ہے وہ دے دیا جائے۔ دبدہ میں جانوں پر بن گئی ہے۔“

تو حضرت ابوالبشر فرمائیں اِذْهَبُوا اِلَى غَيْرِي کسی اور کے پاس جاؤ میں نے ایسا غضب و جلال اس سے پہلے نہیں دیکھا میں آج کچھ نہیں کر سکتا۔

پھر یہ وفد خلیل اللہ، نجی اللہ، کلیم اللہ علیہم السلام سب کی خدمت میں جائے اور سب سے یہی جواب اِذْهَبُوا اِلَى غَيْرِي۔ سن کر روح اللہ علیہ السلام کے حضور آئے وہ فرمائیں تم کہاں بھٹک رہے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ آج کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ سوائے تاجدار شفاعت جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہی آج محشر میں سب کے دولہا ہیں۔

ہم تو براتی ہیں اگر وہ علم شفاعت اٹھائیں تو ابھی سب کی بگڑی بن جاتی ہے تم ادھر جاؤ اور عرض کرو۔ چنانچہ شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین انیس الفقراء والمساکین محبوب رب العالمین کے حضور یہ وفد پہنچے اور عرض کرے کہ حضور جانوں پر بن گئی ہے اب ہمارا سہارا کہیں نہیں رہا۔ حضور دستگیری فرمائیں۔

تو سرکار ابد قرار رحمت دو عالم تاجدار عرب و عجم ان کی فریاد سنتے ہی ارشاد فرمائیں اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا۔ ہاں ہم اس کام کے لئے ہیں۔

اس کے بعد حضور سراپا نور باوجود مازون شفاعت ہونے کے غایت ادب ملحوظ فرماتے ہوئے عرش الہی کے سامنے رب کے حضور سجدہ فرمائیں کہ دریائے رحمت جوش زن ہو اور ارشاد باری ہو۔

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشْفَعْ

اے محبوب سر مبارک اٹھائیں اور مانگئے آپ دیئے جائیں گے شفاعت منظور ہوگی آپ شفاعت کریں۔ اس کے بعد پھر شفاعت کے حقوق قائم ہوں اور ہر ایک اپنے اپنے وابستگان کی شفاعت کے لئے بارگاہ رحمت پناہ میں معروضات پیش کرے۔

چنانچہ پھر تو اطفال رضیع بھی اپنے والدین کی سفارش کریں بلکہ ساقط شدہ بچے بھی بارگاہ حق میں چل جائے اور والدین کی بخشش مانگے تو ارشاد ہو اِيَّهَا السَّقِطُ الْجَا حِدُ اِذْهَبْ بِابْنِكَ۔ اے ساقط شدہ ضدی بچے جا اپنے والدین کو لے جا۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا

خلیل و نجی و صغی سبھی سے کہی کہیں بھی نہ بنی یہ بے خبری کہ خلق پھرے کہاں کہاں تمہارے لئے

جای رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محشر میں سیہ کاران امت بارگاہ رحمت میں عرض کریں۔

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی



آگے ارشاد ہے۔

”يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا۔“ وہی جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور نہیں احاطہ کر سکتا کسی کا علم اسے۔“

یعنی تمام کائنات کا علم ذات الہی عزوجل کا احاطہ نہیں کر سکتا اس کی ذات کا ادراک علوم کائنات کی رسائی سے برتر ہے وہ اپنے اسماء و صفات میں اور آثار قدرت و شیون حکمت سے پہچانا جاتا ہے۔ چنانچہ کسی عارف نے ذات واجب تعالیٰ شانہ کی صفت ایک رباعی میں خوب بیان کی:

کجا در یابد او را عقل چالاک  
کہ او بالا تر است از حد ادراک  
نظر کن اندر اسماء و صفاتش  
کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش  
صاحب قصیدہ بدء الامالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ بِغَيْرِ كَيْفٍ      وَ اِدْرَاكِ وَ ضَرْبٍ مِّنْ مِّثَالٍ  
اس ذات ستودہ صفات کو قیامت کے دن اہل ایمان بلا کیف اور بلا احاطہ ادراک اور بغیر مثال دیکھیں گے۔  
بعض مفسرین نے اس آئیہ کریمہ کا یہ مفہوم بیان کیا کہ

علوم خلق معلومات الہیہ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ معنی کے اعتبار سے یہ بھی وہی مفہوم ہے جو پہلے بیان ہو چکا۔

”وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۗ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔“ اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور اور بے شک نامراد رہا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں جس نے شرک کیا وہ نقصان و خسران میں رہا اور وَالظُّلْمُ الشِّرْكَ اور ظلم سے مراد شرک ہے اور جو اس ظلم کے بوجھ اٹھائے ہوئے موقف قیامت میں آئے اس سے بڑھ کر نامراد کون ہو سکتا ہے عَنْتِ الْوُجُوهُ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں اَيْ ذَلَّتْ وَ خَضَعَتْ۔ خُضُوعُ الْعِنَاةُ۔ یعنی بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے اور شان جبار سے خائف۔

بعض نے کہا سَيِّئٌ وَ جَوْهُ الدِّينِ كَفَرُوا۔ کالے منہ ہو جائیں گے کافروں کے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَ قَدْ خَابَ اَيْ خَسِرَ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَ لَمْ يَتُبْ۔ وہ ٹوٹے میں رہا جس نے شرک کیا اور توبہ نہ کی۔

آگے بموجب اسلوب بیان قرآن اب صالحین کا تذکرہ فرمایا گیا۔

”وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخْفُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا۔“ اور جو نیک عمل کرے اور ہو وہ مومن تو اسے نہ گناہ کی زیادتی کا خوف ہوگا اور نہ نیکی میں کمی کا۔“

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اعمال صالحہ طاعت و اتباع سب کی قبولیت مشروط بایمان ہے اگر ایمان نہیں تو کوئی عمل صالح موجب اجر نہیں اور بغیر ایمان ہر عمل رائیگاں اور بے کار ہے۔

”وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَ صَرَفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحَدِثْ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۳﴾“

فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔ اور ایسے ہی ہم نے اتارا قرآن کریم عربی میں اور بار بار دہرایا ہم نے وعیدوں کو تاکہ وہ پرہیزگار ہوں یا ان کے دلوں میں یاد پیدا ہو تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ۔“

یعنی قرآن کا عربی میں نازل ہونا اور مکرر سہ کر عذاب کے وعدے دہرانا اسی لئے ہے کہ ان کو نیکیوں کی رغبت ہو اور بدی اور نافرمانیوں سے منافرت اور وہ پسند پذیر ہوں اور نصیحت حاصل کریں اور وہ ذات مستحجہ جمع صفات وذات ہے جو اصل مالک اور سب سے بلند و بالا سچا بادشاہ ہے اس کے سب محتاج ہیں۔

”وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ اور قرآن میں عجلت نہ فرمائیں جب تک اس کی وحی پوری نہ ہو لے اور آپ تو یہی عرض کریں کہ اے میرے رب میرا علم زیادہ کر۔“

اس آیت کریمہ پر ایک بزرگ بے علم نے ایسی عجیب تفسیر بیان کی جو مجھے تو بہت پسند آئی۔ لیکن بلا ثبوت اسے تسلیم کر لینا بھی مشکل تھا اور ان حضرت کے پاس دو ایک تفسیروں کے نام تھے اور غالباً انہوں نے وہ دیکھی نہ تھیں۔ بہر حال اختراع مبارک اور عقیدت کی افراط سے مملو تھا ناظرین کی تفکھ طبع کے لئے نقل کرتا ہوں۔

وہ فرمانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول سے قبل قرآن آتا تھا۔ چنانچہ جبریل جب وحی لاتے اور حضور کے سامنے اس کا ٹکڑا سنا تے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے پڑھنے لگ جاتے تو جبریل امین گھبرائے کہ یہ عجیب و غریب بندہ محبوب ہے جسے سب کچھ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ وہی وحی کے ذریعہ بھیجتا ہے جسے یہ پہلے سے ہی جانتے ہیں۔

آخرش جبریل نے بارگاہ حق میں عرض کیا ارشاد ہوا جبریل تیرے وجود سے قبل وہ ہمارا نبی تھا اور اب خاتم النبیین ہے اسے ہمارے تمام علوم پر عبور ہے وہ صرف قرآن ہی نہیں جانتا بلکہ اسے تو ما عبر و ما غیر کا علم ہے۔ طوبیٰ کا پتہ نہیں ہلتا مگر اسے علم ہوتا ہے زمین کا ذرہ نہیں چمکتا مگر وہ جانتا ہے اسے ہم نے علم ماکان و ما یکون دیا ہے۔

لیکن تمہاری دلجوئی کے لئے ہم نہیں حکم دیتے ہیں کہ جب تک وحی پوری نہ ہو لے آپ قرآن پڑھنے میں عجلت نہ فرمایا کریں چنانچہ یہی اس آیت کریمہ کا شان نزول ہے۔

مریدوں کی طرف سے آواز اٹھی حق حق حضور۔ یہ تو مولوی بے چارہ جان ہی نہیں سکتا یہ حضور ﷺ کے علم باطنی کا فیض ہے۔ مجھ سے نہ رہا گیا میں نے نہایت ادب سے عرض کیا حضرت یہ روایت کس تفسیر میں ہے؟ تو حضرت فرمانے لگے تعجب ہے تم مولوی ہو کر بے خبر ہو۔ کنز الدقائق اور بیضاوی میں موجود ہے یہ جواب سن کر نہایت درجہ مایوسی کے ساتھ وہاں سے رخصت ہو گیا۔

اب اس روایت میں بعض باتیں وہ ہیں جن کی اصل ہے اور بعض بالکل بے اصل محض اختراعی ہیں۔ لیکن جہالت کا بھلا ہوا اور جاہل متوسلین کا بول بالا کہ وہ داد دینے والے اور وہ داد لینے والے۔

بہر حال یہ روایت ہم نے کسی معتبر اور غیر معتبر کتاب میں کہیں نہیں دیکھی خدا کرے کہ ہو اور کوئی ہمیں بھی اس کا ماخذ بتا دے۔ ہماری نظر میں جو شان نزول ہے وہ یہ ہے کہ

جب حضرت روح الامین علیہ السلام قرآن کریم لے کر حاضر دربار رسالت ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے اور جلدی فرماتے تاکہ خوب یاد ہو جائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ آپ مشقت

میں نہ پڑیں۔

اور یہی حکم سورہ قیامہ انتیسویں پارہ میں بھی آیا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۗ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ اس میں جمع قرآن اور اس کے پڑھانے کا ذمہ خود لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی فرما رہے ہیں۔ حیث قال۔

وَ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَلْقَى عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ يَتَّبِعُهُ عِنْدَ تَلْفِظِ كُلِّ حَرْفٍ وَ كُلِّ كَلِمَةٍ خَوْفًا أَنْ يَسْمَعَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَمْ يَحْفَظْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ ذَلِكَ إِذْ رُبَّمَا يُشْغَلُ التَّلْفِظُ بِكَلِمَةٍ عَنْ سَمَاعِ مَا بَعْدَهَا وَ نَزَلَ عَلَيْهِ أَيْضًا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ الْآيَةَ وَ أَمَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْتِيفَاضَةِ الْعِلْمِ وَ اسْتِزَادَتِهِ مِنْهُ وَ قِيلَ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا أَي سَلِ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِدَلِّ الْإِسْتِمَالِ زِيَادَةَ الْعِلْمِ مُطْلَقًا۔

بلکہ اس آیت کریمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت علم پر استدلال کیا گیا اس لئے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے زیادہ ہونے کے سوال کی تلقین فرمائی گئی تو یقیناً وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل بھی ہوا کما قال اللہوسی۔ وَ اسْتَدَلَّ بِالْآيَةِ عَلَى فَضْلِ الْعِلْمِ حَيْثُ أَمَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَلْبِ زِيَادَتِهِ۔

چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَ عَلَّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَ زِدْنِي عِلْمًا وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ حضور یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اور سعید بن منصور عبد بن حمید ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اللَّهُمَّ زِدْنِي إِيمَانًا وَ فِقْهًا وَ يَقِينًا وَ عِلْمًا۔ اور یہ فضیلت علم اور زیادتی علم کے لئے اظہر ہے۔ نَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَرْزُقَنَا الزِّيَادَةَ فِيهِ وَ يُؤَفِّقَنَا لِلْعَمَلِ بِمَا يَقْتَضِيهِ۔ آگے ارشاد ہے:

”وَلَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَسَى وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ اور بے شک ہم نے تاکید دی تھی آدم کو تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔“

یعنی شجر ممنوعہ کے پاس نہ جانے کا حکم وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ میں دیا تھا مگر وہ بھول گئے اور بھول معاف ہوتی ہے۔ البتہ اگر ہم ان کے عزم پاتے تو وہ قصور ہوتا۔ لہذا آپ کی ذات کے متعلق اکل شجر ممنوعہ پر قصور کا الزام لگانا قرآن کریم کی مخالفت ہے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔ سورۃ طہ۔ پ ۱۶

اور یاد کیجئے اے محبوب جب ہم نے فرمایا ملائکہ کو کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس اس نے نہ مانا تو ہم نے کہا اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے تو وہ تمہیں جنت سے نہ نکلوادے سو تم مشقت میں پڑو

وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا اِلَّا اِبٰٓلٰٓسَ ۗ اَبٰٓى ۙ ﴿۱۷﴾  
فَقُلْنَا يَا آدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِرِٔوٰجِكَ فَلَا يُخْرِجُكَ مِّنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۸﴾



إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى ۝۱۱۸

بے شک تیرے لئے وہ مقام ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اس میں  
اور نہ ننگا

وَأَنْتَ لَا تَطْمَؤُا فِيهَا وَلَا تَنْصَحِي ۝۱۱۹

اور یہ کہ تجھے نہ پیاس لگے اس میں نہ دھوپ

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ

تو وسوسہ دیا اسے شیطان نے کہا اے آدم کیا میں بتا دوں

عَلَى شَجَرَةٍ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى ۝۱۲۰

تمہیں ہمیشگی والا درخت اور وہ مملکت کہ پرانی نہ پڑے

فَاكَلَا مِنْهَا فَبَدَتَ لَهَا سَوَاتِحُهَا وَ طَفِقَا

تو کھا لیا دونوں نے اس سے تو کھل گئیں ان کے لئے

يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَاقِ الْجَنَّةِ وَعَصَى آدَمُ

شرم کی چیزیں اور چپکانے لگے اپنے اوپر جنت کے

رَبَّهُ فَعَوَى ۝۱۲۱

پتے اور لغزش کی آدم نے اپنے رب سے تو جو چاہا تھا

اس کی راہ نہ پائی

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى ۝۱۲۲

سو چن لیا اسے اس کے رب نے تو رجوع فرمایا اس پر اپنی

رحمت سے اور راہ دی اپنے قرب کی

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

فرمایا اترو تم دونوں جنت سے یکبارگی تم میں بعض تمہارا

فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ

بعض کا دشمن ہے تو اگر تمہیں آئے میری طرف سے

فَلَا يَضِلْ وَلَا يَشْغَى ۝۱۲۳

ہدایت تو جو پیروی کرے میری ہدایت کی وہ نہ بہکے گا اور

نہ بد بخت ہوگا

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً

اور جو انحراف کرے میرے ذکر سے تو بے شک اس کے

صَنَكًا وَنَحْشَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۝۱۲۴

تنگ معاش ہے اور ہم اسے محسور کریں گے دن قیامت

کے اندھا

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ

کہے گا اے میرے رب مجھے کیوں اندھا اٹھایا میں تو آنکھ

بَصِيرًا ۝۱۲۵

والا تھا

قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَلِكَ

فرمائے یونہی آئیں تیرے پاس ہماری نشانیاں تو بھلایا تو

الْيَوْمَ تُنْسَى ۝۱۲۶

نے انہیں ایسے ہی آج کے دن تو بھلایا گیا

وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ

اور ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم جو حد سے بڑھے اور ایمان

رَبِّهِ ۝ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى ۝۱۲۷

نہ لائے اپنے رب کی آیتوں پر اور بے شک عذاب

آخرت سخت تر اور دیر پا ہے

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ

تو کیا اس سے راہ نہ ملی انہیں کہ ہم نے کتنی بستیاں ہلاک

يَسْكُونُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي

کردیں ان سے پہلے کہ یہ چلتے ہیں ان کے بسنے کی جگہ

النُّهَى ۝۱۲۸

بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو



اٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتیں فَنَسِيتَهَا۔ سو تو بھول گیا ان کو وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح الْيَوْمَ۔ آج  
تُنْسِي۔ تو بھلایا جائے گا وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح نَجْزِي۔ بدلہ دیتے ہیں ہم مَنْ۔ اس کو جو  
اَسْرَفَ۔ حد سے بڑھے وَلَمْ۔ اور نہ يُؤْمِنُ۔ ایمان لائے بِآيٰتِ۔ آیات  
رَبِّهِ۔ اپنے رب کی پر وَلَعَذَابُ۔ اور یقیناً عذاب الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا  
وَاقَلَمٌ۔ کیا نہیں يَهْدِي۔ راہنمائی کی لَهُمْ۔ ان کی کہ  
كَمْ۔ کتنے اَهْلَكْنَا۔ ہلاک کئے ہم نے قَبْلَهُمْ۔ ان سے پہلے  
يَسْتَوْنَ۔ چلتے ہیں وہ فِي مَسٰكِينِهِمْ۔ ان کے گھروں میں اِنَّ۔ بے شک  
فِي ذٰلِكَ۔ اس میں لآيٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں لِاُولِي النُّهْيِ۔ عقل مندوں کے لئے

### خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع۔ سورہ طہ۔ پ ۱۶

یہاں چھٹی بار حضرت آدم صلی علیہ السلام کا قصہ بطور تمہید لایا گیا جو ایک جملہ کے لئے بیان ہوا ہے اور وہ جملہ جو مقصود بالذات ہے یہ ہے فَاَمَّا يٰٓاٰتِيْنٰكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ اَتٰبَعَهُ هَدٰى۔

تمہید اس طرح فرمائی گئی وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ وَرِيَٰدِ كَيْفَ وَه وَوَقْتُ جَبَلُ هَمَ نِي بِنِي اٰدَمَ كِي جَدَامَجِدُ كِي  
لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تھا اور آدم صلی کو تاج خلافت سے نوازا۔

چنانچہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ پھر ہم نے آدم کو ایک ایسے باغ میں رہنے کو جگہ دی جہاں  
کھانے پینے اور لباس کا سب کچھ انتظام تھا اور ہر قسم کی مشقتوں سے وہ محفوظ تھے۔

اور ساتھ ہی ہم نے کہہ دیا تھا کہ اس خبیث سے خبردار رہنا یہ تم دونوں کا دشمن ہے اس کے کہنے میں اگر تم آگے تو ہمیشہ کی  
مصیبت تمہارے سر پڑ جائے گی اور اس باغ جنت سے تمہیں نکلنا پڑے گا اور پھر خراب خستہ ہو جاؤ گے۔

آخرش وہ خبیث کسی طرح روپ بدل کر ان کے پاس پہنچ ہی گیا اور ناصح مشفق بن کر آدم صلی علیہ السلام کے دل میں وسوسہ  
ڈالا کہ اگر تم اس عیش و راحت میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اس باغ میں ایسا درخت بتا دیتا ہوں جس کے کھانے سے  
ہمیشہ زندہ رہو اور بے زوال سلطنت کے تم مالک رہو۔

ورنہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے تم پر کرم کیا ہے مگر تمہاری حیات دوام نہیں اور تمہارے ہمیشہ رہنے کا بھی کوئی ذمہ نہیں ہے۔  
اور یہ درخت وہ ہے جس کا نام شجرۃ الخلد ہے۔ اور اسی کے کھانے سے تمہیں منع کیا ہے تاکہ جب چاہے تمہیں نکال سکے۔  
اور اگر یہ پھل کھا لو گے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں ہمیشہ ہی اس میں رکھے گا۔

تو ارشاد ہے کہ ہم نے اول ہی آدم سے عہد لیا تھا کہ یہ شجر ممنوعہ ہے اس کے کھانے کے بعد انسان اس جگہ رہنے کا اہل  
ہی نہیں رہتا۔ مگر فتنہی آدم بھول گئے اور ہمیشہ رہنے کا خیال غالب آ گیا تو لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ہم نے ان میں استقامت  
و مضبوطی نہیں پائی۔ یا بھولنے کی وجہ سے جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اس میں ان کا کوئی عزم و ارادہ نہ تھا۔

قنادہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّ الْمَعْنٰى لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا عَلٰى اَكْلِ الشَّجَرَةِ۔ یعنی  
درخت کا پھل کھانے کا ارادہ نہ تھا۔









کہیں یہ خبیث ہی سبب نہ بن جائے تمہارے جنت سے نکلنے کا تو تم مصیبت خانہ دنیا میں محنت و مشقت میں پڑ جاؤ جس کی گنتی اور شمار نہیں ہو سکتا۔

”إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ۔ یہاں تو تمہارے لئے یہ انعام ہے کہ نہ بھوک لگے نہ ننگے رہو وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَصْحَىٰ اور یہاں تمہارے لئے یہ کرم ہے کہ نہ پیاس لگے اس میں نہ دھوپ۔“

ظما۔ کہتے ہیں شدت کی پیاس کو۔ اور لَا تَصْحَىٰ۔ یعنی لَا تُصَيِّبُكَ الشَّمْسُ۔ تمہیں سورج کی تیزی نہیں لگتی۔ چنانچہ عمرو بن ربیعہ کہتا ہے۔

رَأَتْ رَجُلًا رُبَّمَا إِذَا الشَّمْسُ عَارَضَتْ فَيَضْحَىٰ وَأَمَّا بِالْعَشِيِّ فَيُخْصِرُ

اور اس جگہ جسے جنت کہا گیا اول حضرت آدم صغی کو معہ حوا کے رہنے کا حکم ہوا اور شجر ممنوعہ سے احتراز کا بھی حکم ہو چکا تھا۔

كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَيَأْتِيهِمْ فِيهَا الشَّجَرَةُ الْأَنْبَسُ وَأَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ۔ اے آدم رہ تو اور تیری بیوی جنت میں اور دونوں رچتا پختا کھاؤ جہاں سے چاہو جو کچھ چاہو اور اس درخت کے قریب بھی نہ جانا نہیں تو تم اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے۔

تو اس کا اثر انسان پر یہ ہوا کہ الْإِنْسَانُ حَرِيصٌ فِيمَا مَنَعَ اسے جس چیز سے روکا جائے اس کی طرف حریص ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں بات یہ تھی کہ یہ سارا انتظام بید قدرت کر چکی تھی۔ کیونکہ

عالم دنیا کی آبادی بہوٹ آدم صغی پر موقوف رکھی گئی تھی۔ لیکن نوشتہ قدرت ہمیشہ مخفی ہوتا ہے اسی وجہ میں جو ہونا تھا وہ ہوا اور اس کا علم صرف اور صرف اسی عالم الغیوب کو تھا۔ اسی وجہ میں جنت سے تشریف لانا آدم و حوا کو بارگزر اگر جانتے کہ ہمارے ہی قدم مہینت لزوم پر دنیا کی آبادی موقوف ہے اور پروگرام علم اللہ میں ہے تو آدم و حوا غمگین ہی کیوں ہوتے۔

بہانہ تو سوس شیطان کا بنا اور آنا علم اللہ میں مقدر تھا۔ دوسرے دنیائے دنی مقام رنج و محن ہے اس لئے رنج و آلام بھی ہونے تھے۔ مہاجرت و موصلت کے نقشے بھی ملاحظہ فرمانے تھے۔ مذوقات وصل اور جرات فصل کے ذائقہ سے بھی واقف ہونا تھا چنانچہ اس پروگرام کی تکمیل اس طرح فرمائی گئی کہ

”فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبُلُ تَوَسَّسَ الشَّيْطَانُ فِي بَيْتِ بَنِي آدَمَ“

اندرو سوسہ ڈالا اور کہا اے آدم کیا میں تمہیں بتا دوں ہمیشہ رہنے والا درخت اور وہ سلطنت جو پرانی نہ پڑے۔“

سوسہ پر راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں الْوَسْوَسَةُ الْخَطَرَةُ الرَّدِيئَةُ وَأَصْلُهَا مِنَ الْوَسْوَاسِ وَهُوَ صَوْتُ الْحُلِيِّ وَالْهَمْسُ الْخَفِيُّ۔ سوسہ خطرہ ردیہ کو کہتے ہیں اور اس کی اصل وسواس ہے اور وہ زیورات کی جھنکار اور کسکساہٹ باریک سے باریک ہے۔

علامہ لیث کے نزدیک الْوَسْوَسَةُ حَدِيثُ النَّفْسِ وَالْفِعْلِ۔ سوسہ دل میں بات کرنا ہے اور کسی فعل کی طرف

متوجہ ہونا۔

وَذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّ وَسْوَسَ فِعْلٌ لَّا يَزِمُ مَا خُوذُ مِنَ الْوَسْوَسَةِ وَهِيَ حِكَايَةُ صَوْتِ كَوَلْوَلَةِ

الشَّكْلِي وَغَوْعَةِ الدَّبِّ وَقَوْعَةِ الدُّجَاجَةِ۔



اور اکثر کے نزدیک وسوس فعل لازم ہے جو وسوسہ سے ماخوذ ہے اور وہ بچہ گم ہونے کے غم میں مجموعی آواز ہے یا بھیریا کا پکارنا یا مرغی کا کٹ کٹ کرنا ہے۔

”قَالَ يَا أَدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ نَادَاهُ بِاسْمِهِ ثُمَّ عَرَضَ عَلَى نَسِيلِ الْإِسْتِفْهَامِ الَّذِي يُشْعِرُ بِالنُّصْحِ - پکارا اور آدم علیہ السلام کے نام سے ندادے کر بطریق استفہام ایسے بولا کہ وہ خیر خواہ معلوم ہوا۔ اور بولا وہ شجرہ خلد ہے۔“

مَنْ أَكَلَ مِنْهَا خَلَدَ وَلَمْ يَمْتْ أَصْلًا سِوَاءَ كَانَ عَلَى حَالِهِ أَوْ بَانَ يَكُونُ مَلَكًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى إِلَّا أَنْ تَكُونُوا مَلَائِكَةً أَوْ تَكُونُوا مِنَ الْخَالِدِينَ۔ جو اسے کھائے ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کبھی نہیں مرتا۔ عام اس سے کہ وہ اپنے حال پر ہے یا فرشتہ ہو جائے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ مگر یہ کہ تم دونوں فرشتے بن جاؤ یا تم ہمیشہ رہو۔

”وَمُلْكٌ لَا يَبْلَى“ کے معنی یہ ہیں لَا يَفْنَى وَلَا يَصِيرُ بَالِيًا خَلْقًا۔ کبھی فنا نہ ہو یا کبھی بوسیدہ اپنی پیدائشی کیفیت سے نہ ہو۔

پھر کیا ہوا اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے

”فَاكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوَاتُهُمَا وَطِفَقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذَرَاةِ الْجِنَّةِ“۔ تو کھالیا دونوں نے اس سے تو کھل گئے ان کے پردہ پوش لباس اور طِفَقَا لَزِمَ اور لازم کیا اپنے لئے يَخْصِفْنَ۔ یہ خَصَفَ خَصْفًا وَآخَصَفَ وَآخْتَصَفَ سے ہے۔ النَّعْلَ أَطْبَقَ عَلَيْهَا مِثْلَهَا وَ خَرَزَهَا بِالْمِغْصَفِ الشَّيْءِ عَلَى الشَّيْءِ الصَّقَّةُ۔ حاصل معنی پتہ پر پتہ رکھ کر بدن پر چپکانا۔ چنانچہ آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے۔ ”اور اپنے اوپر چپکانے لگے جنت کے پتے۔“

”وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى۔ اور لغزش کی آدم نے اپنے رب کے حکم میں تو جو چاہا تھا اس سے وہ بہک گئے۔“

یعنی آپ نے چاہا تو یہ تھا کہ حیات خلد مل جائے وہ نہ ملی يَعْنِي ضَلَّ عَنْ مَطْلُوبِهِ الَّذِي هُوَ الْخُلُودُ۔ اور غَوَى کے معنی ہوئے ائى فَسَدَ عَلَيْهِ عَيْشُهُ تو آپ کا جنت میں رہنا ختم ہو گیا جو عیش یہاں حاصل تھا اس میں فساد آ گیا۔ كَمَا قَالَ الْأَلْوَسِيُّ غَوَى ائى فَسَدَ عَلَيْهِ عَيْشُهُ۔

خلاصہ مسئلہ اکل شجرہ الممنوعۃ

الْمَفْهُومُ مِنْ كَلَامِ الْإِمَامِ فَإِنْ كَانَ صُدُورُهُ بَعْدَ الْبُعْثَةِ تَعَمُّدًا مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ وَلَا تَأْوِيلٍ أَشْكَلَ عَلَى مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الْمُحَقِّقُونَ وَالْأَيْمَةُ الْمُتَقِنُونَ مِنْ وَجُوبِ عِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ بَعْدَ الْبُعْثَةِ عَنْ صُدُورِ مِثْلِ ذَلِكَ مِنْهُمْ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ اکل شجرہ بعد البعثت قصد ہو جس میں کوئی نسیان اور تاویل نہ ہو تحقیق یہ ہے کہ محققین اور ائمہ مجتہدین وجوب عصمت انبیاء علیہم السلام بعد البعثت تسلیم کرنے کی بناء پر اسے ناجائز اور مشکل فرماتے ہیں۔ البتہ یہ عقیدہ خوارج کا ہے جو خود گمراہ ہیں۔

اور اگر اسے سہو و نسیان تسلیم کیا جائے تو آیہ کریمہ سے یہ عقیدہ منطبق ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: فَتَنَسَى وَلَمْ

نَجْدَلَهُ عَزْمًا۔

وَالْأَحْوُطُ نَظْرًا إِلَى مَقَامِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ صُدُورَهُ مَا ذُكِرَ مِنْهُ كَانَ قَبْلَ النَّبُوَّةِ وَكَانَ سَهْوًا۔ اور بہتر تاویل منصب آدم صلی علیہ السلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ہے کہ کہا جائے کہ اکل شجرہ جس کا ذکر ہو چکا وہ قبل نبوت تھا اور وہ سہوا ہی تھا۔

اور یہی شعب الایمان میں حضرت ابو عبد اللہ مغربی سے راوی ہیں تَفَكَّرَ إِبْرَاهِيمُ فِي شَانِ آدَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيهِ مِنْ رُوحِكَ وَاسْجَدْتَ لَهُ مَلَائِكَتَكَ ثُمَّ بَدَنَبَ وَاحِدٍ مَلَائِكَةِ أَقْوَامِ النَّاسِ مِنْ ذِكْرِ مَعْصِيَتِهِ فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ يَا إِبْرَاهِيمُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ مُخَالَفَةَ الْحَبِيبِ عَلَى الْحَبِيبِ شَدِيدَةٌ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شان آدم علیہ السلام پر غور فرما کر عرض کیا الہی تو نے آدم کو اپنے ید قدرت سے پیدا فرمایا اور اس میں اپنی طرف سے نفخ روح کیا اور اپنے ملائکہ کو اس کی طرف سجدہ کے لئے جھکایا پھر محض ایک لغزش کی بناء پر لوگوں کی زبان پر معصیت کا چرچا کروا دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی اے ابراہیم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حبیب کی مخالفت حبیب پر کتنی شدید ہوتی ہے۔

تو اس سے علوشان آدم اور فضیلت و عظمت ثابت ہوتی ہے اور حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ بھی فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے کسی نے خوب کہا ہے

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

آخر محاکمہ فرماتے ہیں لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُنْسَبَ إِلَيْهِ الْعِصْيَانُ۔ بہر حال آج کسی کو نہیں چاہئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ السلام کی ذات کی طرف انتساب کیا جائے کہ اس سے اہانت نبی لازم آتی ہے اور وہ کفر ہے۔ یہ واقعہ جو کچھ ہوا وہ محض قضا و قدر کے مقتضا سے تھا اور اس میں وہی حکمت تھی جو ہم اول بیان کر آئے ہیں اس لئے سب کچھ فرما کر سب کچھ محو کیا جا رہا ہے اور ارشاد ہے۔

”ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَاهُ۔ پھر چن لیا اسے اس کے رب نے تو اپنی رحمت سے اس پر رجوع فرمایا اور راہ دکھائی۔“

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں أَيْ اصْطَفَاهُ سُبْحَانَهُ وَ قَرَّبَهُ إِلَيْهِ بِإِكْمَالِ التَّوْبَةِ وَ التَّوْفِيقِ لَهَا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر انہیں برگزیدہ بنا کر اپنا قرب خاص عطا فرمایا اور توبہ کی توفیق دی۔

اجْتَبَى الشَّيْءَ جَبَاهُ لِنَفْسِهِ أَيْ جَمَعَهُ۔ محاورہ ہے کہ چن لی فلاں چیز یعنی مخصوص کر لی اپنے لئے یعنی جمع کر لیا اسے ”فَتَابَ عَلَيْهِ“ أَيْ رَجَعَ عَلَيْهِ بِالرَّحْمَةِ وَ قَبْلَ تَوْبَتِهِ حِينَ تَابَ وَ ذَلِكَ حِينَ قَالَ هُوَذَا وَجْهَةٌ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ فتاب علیہ کے یہ معنی ہیں کہ رجوع فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اور توبہ قبول کی جب آپ نے توبہ کی اور یہ وہ وقت تھا جب آپ نے معہ حوا کے بارگاہ حق میں عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

”وَهْدَىٰ“ إِلَى الثُّبَاتِ عَلَى التَّوْبَةِ وَالتَّمَسُّكِ بِمَا يَرْضَى الْمَوْلَى سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ۔ یعنی راہ دکھائی توبہ پر ثابت رہنے کی اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اس پر تمسک کرنے کی۔

وَالنِّسَاءُ بُورِي فَسَّرَ الْأَجْتِبَاءَ بِالْإِخْتِيَارِ لِلرَّسَالَةِ۔ نیشاپوری نے تفسیر کی کہ الاجتباء اختیار رسالت کے لئے اختیار فرمانے کو کہتے ہیں۔

وَجَعَلَ الْآيَةَ دَلِيلًا عَلَىٰ أَنَّ مَا جَرَىٰ كَانَ قَبْلَ الْبُعْثَةِ۔ اور اس آئیہ کریمہ کو اس امر کی دلیل فرمایا کہ جو کچھ واقعہ ہوا وہ بعثت سے قبل کا تھا۔

اس کے بعد استیناف فرما کر بتایا گیا

اکل شجرہ ممنوعہ کے بعد کیا ہوا فرمایا گیا ہم نے حکم دیا کہ زمین پر جاؤ اس میں ہمارا زبردست پروگرام مضمر ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

”قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۗ فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ۔ فرمایا اتر دو تم دونوں اس جنت سے یکبارگی بعض تمہارا بعض کا دشمن ہے تو اگر آئے میری طرف سے تم سب کو ہدایت تو جو اتباع کرے ہدایت کا تو وہ نہ بہکے نہ بد بخت ہو۔“

اهبطا۔ کے معنی اتر لانا کے ہیں یعنی اَنْزِلَا مِنْ الْجَنَّةِ إِلَى الْأَرْضِ مُجْتَمِعِينَ۔ یعنی اتر دو تم دونوں جنت سے زمین کی طرف۔

وَقِيلَ الْخَطَابُ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِابْلِيسَ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ فَإِنَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ بَعْدَ مَا قِيلَ لَهُ أُخْرَجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ لِلْوَسْوَسَةِ۔ یہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس علیہ اللعنة کے لئے ہوا اس لئے کہ وہ جنت میں داخل ہو گیا تھا وسوسہ ڈالنے کے لئے بعد اس کے کہ اسے حکم جنت سے خارج ہونے کا ہو چکا تھا۔

”بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۗ۔ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہے۔“

لِمَا أَنَّهُمَا أَصْلُ الذُّرِّيَّةِ وَ مَنَشَأُ الْأَوْلَادِ فَالتَّعَادِي فِي الْحَقِيقَةِ بَيْنَ أَوْلَادِهِمَا۔ اس لئے کہ دونوں سے ذریت پیدا ہوتی تھی اور یہ عداوت درحقیقت دونوں کی اولاد میں تھی۔

دوسری عداوت کی وجہ آدم علیہ السلام اور ابلیس لعین کی ظاہر تھی جو بیان ہو چکی۔

”فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى ۗ۔ تو اگر تم سب کو آئے میری طرف سے ہدایت۔“

يَعْنِي بِنَبِيِّ أَرْسَلَهُ إِلَيْكُمْ وَ كِتَابٍ أَنْزَلَهُ عَلَيْكُمْ۔ یعنی نبی اور کتاب کے ذریعہ جو تمہیں بھیجے جائیں تو فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ۔ تو جو پیروی کرے میری ہدایت کی وہ نہ بہکے نہ بد بخت ہو۔“

دنیا اور آخرت میں اس لئے کہ دنیا میں بھٹکنے کا نتیجہ آخرت سے محفوظ رہے گا۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت کیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی تصحیح کی۔ بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

قَالَ أَجَارَ اللَّهُ تَعَالَىٰ تَابِعَ الْقُرْآنِ مَنْ أَنْ يَضِلَّ فِي الدُّنْيَا أَوْ يَشْقَىٰ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ۔ اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا تابع قرآن کا کہ وہ بچے گا گمراہ ہونے سے دنیا میں اور بد بختی سے آخرت میں۔



دوسری حدیث مرفوع میں ہے مَنْ اتَّبَعَ كِتَابَ اللَّهِ هَدَاهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ سُوءَ الْحِسَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جو کتاب اللہ کا تتبع ہو اللہ اسے ہدایت دیتا ہے مگر اسی سے دنیا میں اور سوء حساب سے محفوظ رہتا ہے قیامت میں۔ اور جو ذرا الہی سے اعراض و انحراف کرے اس کے لئے یہ وعید ہے۔ حیث قال۔

”وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى“ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا۔ اور جو اعراض کرے میری یاد سے تو بے شک اس کے لئے زندگی میں تنگی ہے اور وہ محسور ہوگا قیامت کے دن اندھا تو کہے گا اے میرے رب مجھے کیوں اٹھایا تو نے اندھا حالانکہ تھا میں تو آنکھ والا۔

معیشت ضنک کا ترجمہ ضیق شديده سخت تنگ۔ اور یہ تنگی معاش دنیا میں ہوگی رُوِيَ ذَلِكَ عَنِ عَطَاءِ وَابْنِ جُبَيْرٍ وَوَجْهُ ضَيْقٍ مَعِيشَةِ الْكَافِرِ الْمُعْرِضِ فِي الدُّنْيَا إِنَّهُ شَدِيدُ الْحَرْصِ عَلَى الدُّنْيَا۔ تنگی معاش کی توجیہ عطا نے یہ کی کہ اس سے مراد کافر کی زندگی دنیاوی میں اس لئے کہ وہ دنیا کے لئے شدید الحرص ہوتا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ تِلْكَ الْمَعِيشَةَ لَهُ فِي الْقَبْرِ بَانَ يُعَذَّبُ فِيهِ۔ بعض کہتے ہیں یہ معیشت ضنک عذاب قبر ہے۔

اور ابن مسعود اور ابوسعید خدری، ابوصالح اور ربیع اور سدی اور مجاہد بحر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ آیت اسود بن عبدالاسد مخزومی کے حق میں نازل ہوئی اور وَالْمُرَادُ ضَغْطَةُ الْقَبْرِ حَتَّى تَخْتَلِفَ إِلَيْهِ أَضْلَاعُهُ۔ اس سے مراد ضغطہ قبر ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں گی۔

اور ابن ابی الدنیاذ کرموت میں مرفوعاً اور حکیم ترمذی اور ابویعلیٰ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ وَيُرْحَبُ لَهُ - قَبْرُهُ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيَضِيئُ حَتَّى يَكُونَ كَالْقَمْرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ - هَلْ تَدْرُونَ فِيْمَ أَنْزَلْتُ فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ عَذَابُ الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ يُسَلِّطُ عَلَيْهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ تَنِينًا - هَلْ تَدْرُونَ مَا التَّنِينُ - تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ حَيَّةً لِكُلِّ حَيَّةٍ سَبْعَةُ رُءُوسٍ يَخْدُشُونَهُ وَيَلْسَعُونَهُ وَيَنْفُخُونَ فِي جَسْمِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔

مومن اپنی قبر میں سرسبز باغیچہ میں ہوگا اور اسے مرجبا کی آوازیں سترگز سے آتی ہوں گی اور اس کی قبر چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگی۔ تمہیں معلوم ہے فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا کس لئے نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ فرمایا یہ کافر کا عذاب ہے اس کی قبر میں اس پر ننانوے تینیں مسلط ہوں گے۔ تمہیں معلوم ہے تینیں کیا ہیں؟ یہ ننانوے سانپ ہوں گے ہر سانپ کے سات سر ہوں گے وہ اسے نوچیں، منہ سے بکنے بھریں اور پھونکیں ماریں گے اس کے جسم میں قیامت تک۔

اس کے علاوہ اور بھی احادیث علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں جو اس مضمون کی حامل ہیں۔

”وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى۔ اور اٹھائیں ہم اسے اندھا۔“

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا وَبُكْمًا وَصَبْلًا قِيَامَتِ الدُّنْيَا أَسْفَلَ مِنْ أَسْفَلِ السَّمَاءِ۔ اور انہیں اندھا، گونگا، بہرا اٹھائیں گے۔ تو وہ عرض کرے گا:

”قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا۔ الہی مجھے اندھا کس لئے محسوس فرمایا حالانکہ میں آنکھ والا تھا“  
تو ارشاد ہوگا:

”قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اِيْتَانَا فَنَسِيْتَهَا ۗ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰی۔ ارشاد فرمائے اللہ تعالیٰ ایسے ہی ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں تو تو نے انہیں بھلا دیا ایسے ہی آج کے دن ہم نے تجھے بھلایا اور اندھا اٹھایا ہے۔“  
خلاصہ یہ کہ دنیا میں تو ہماری آیتوں پر ایمان نہ لایا اور ہمارے احکام نسیا منسیا کئے ایسے ہی آج ہم تجھے نسیا منسیا کرتے ہیں اب آگ میں جلتا رہ۔

”وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِ ۗ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی۔ اور ایسا ہی ہم بدلہ دیتے ہیں اسے جو اسراف کرے اور حد سے بڑھ جائے اور ہماری آیتوں پر ایمان نہ آئے اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور دیر پا ہے۔“

یعنی جو رسولوں کی نہ مانے اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی میں حد سے گزر جائے اس کا یہی بدلہ ہے۔

”اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَسْتَوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لٰٰیٰتٍ لِّاُولِي النُّوْحٰی ۝۱۳۸۔“  
تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں کہ یہ اہل مکہ ان کے بسنے کی جگہوں میں چلتے پھرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔“

فہمی۔ روکنے والی۔ چونکہ عقل برے کام سے روکتی ہے بنا بریں تغلیبا اس کے معنی عقل لئے گئے۔

اور وہ قومیں قرون سالفہ کی اصحاب، جو شمود و لوط وغیرہ ہیں جن کے مساکن کے کھنڈرات آج تک ان پر مرثیہ خوان ہیں اور اہل مکہ جب شام وغیرہ کا سفر کرتے ہیں تو ان کے اماکن و مساکن کے کھنڈرات دیکھتے ہیں اگر عقل ہو تو عبرت حاصل کریں مگر پتھروں کے ساتھ سر پھوڑتے اور ان کی پوجا کرتے تھے اُولٰٓئِكَ كَاٰلًا نُّعٰمِرِبٰلٍ هُمْ اَصْلٌ۔ یہی لوگ تھے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ سورہ ظہ۔ پ ۱۶

اور اگر بات تمہارے رب کی مسابقت نہ کر چکی ہوتی تو ضرور لازم ہو جاتا ان پر عذاب اگر مدت مقرر نہ ہوتی تو صبر کرو اس پر جو وہ کہتے ہیں اور تسبیح کرتے رہو اور پاکی بولتے رہو اپنے رب کی سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے قبل اور رات کی گھڑیوں میں تسبیح کرو اور دن کے کناروں میں تاکہ تم راضی ہو

وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزٰمًا وَّ اَجَلٌ مُّسٰی ۝۱۳۹

فَاَصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشُّسُوبِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۗ وَمِنْ اِنۡآءِ الْبَيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ۝۱۴۰

وَلَا تُدۡنِ عَيْنُكَ اِلٰی مَا مَتَعَنَّا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنۡهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنُقَتِّلَهُمْ فِيْهِ ۗ وَرٰزِقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰی ۝۱۴۱

اور اے سننے والے اپنی آنکھیں دراز نہ کر اس طرف جو ہم نے تمتع کے لئے کافروں کو دیا جوڑوں سے تازگی دنیا کی تاکہ اس کے سبب فتنے میں پڑیں اور تیرے رب کا

رزق بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا



اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود اس پر قائم رہ ہم  
تجھ سے نہیں مانگتے رزق ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اور  
انجام پر ہیزاروں کے لئے ہے

اور کافر بولے کہ کیوں نہیں لاتے ہمارے پاس کوئی نشانی  
اپنے رب کی کیا اس میں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں  
میں ہے

اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے کسی عذاب سے رسول  
کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب کیوں  
نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول کہ پیروی کرتے ہم  
تیرے حکم کی قبل اس کے کہ ہم ذلیل ہوتے اور رسوا  
فرما دیجئے سب راہ دیکھ رہے ہیں تو تم بھی راہ دیکھو تو  
عنقریب جان لو گے کہ کون سیدھی راہ والے ہیں اور کس  
نے راہ پائی

وَأُمْرًا هَلَكًا بِالصَّلَاةِ وَأَصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۗ لَا نَسْأَلُكَ  
رِزْقًا ۗ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۝۱۳۲

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۗ أَوَلَمْ تَأْتِهِم  
بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝۱۳۳

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا إِنَّا سَأَلْنَا  
لَوْلَا أُرْسِلَتْ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِّن  
قَبْلِ أَنْ نُنذِرَ لَّ وَنَحْزِي ۝۱۳۴

قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ مَن  
أَصْحَبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى ۝۱۳۵

### حل لغات آٹھواں رکوع - سورہ ظہ - پ ۱۶

وَلَوْ لَا - اور اگر نہ ہوتی	كَلِمَةً - بات جو	سَبَقَتْ - پہلے گزر چکی	مِّن رَّبِّكَ - تیرے رب سے
لَكَانَ - تو ہوتا	لِزَامًا - لازم ہونے والا	وَأَجَلٌ - اور مدت	مُسْتَسِيٍّ - مقرر
فَأَصْبِرْ - تو صبر کرو	عَلَى مَا اسْأَلُكَ - اس پر جو	يَقُولُونَ - کہتے ہیں	وَسَبِّحْ - اور تسبیح بیان کر
بِحَمْدِ - ساتھ حمد	رَبِّكَ - اپنے رب کے	قَبْلَ - پہلے	طُلُوعِ - چڑھنے
الشَّمْسِ - سورج کے	وَقَبْلَ - اور پہلے	عُرُوبِهَا - اس کے غروب ہونے کے	وَأَطْرَافِ - اور کنارے
وَمِنَ انْتَائِي - اور گھڑیوں	الَّيْلِ - رات میں	فَسَبِّحْ - تسبیح بول	وَلَا - اور نہ
النَّهَارِ - دن میں	لَعَلَّكَ - تاکہ تو	تَرْضَى - راضی ہو	مَا - اس کی جو
تَمَدَّنَ - دراز کر	عَيْنَيْكَ - اپنی آنکھیں	إِلَى - طرف	مِّنْهُمْ - ان سے
مَتَّعْنَا - فائدہ دیا ہم نے	بِهِ - اس کے ساتھ	أَرْوَاجًا - جوڑے	لِنَقْتَبَهُمْ - تاکہ ہم ان کو
زَهْرَةً - تازگی	الْحَيَاةِ - زندگی	الدُّنْيَا - دنیا کی	رَبِّكَ - تیرے رب کا
آزمائیں	فِيهِ - اس میں	وَرِزْقٌ - اور رزق	أَهْلَكَ - اپنے گھر والوں کو
خَيْرٌ - بہتر ہے	وَأَبْقَى - اور پائیدار	وَأُمْرًا - اور حکم دے	لَا نَسْأَلُكَ - نہیں مانگتے ہم
بِالصَّلَاةِ - نماز کا	وَأَصْطَبِرْ - اور صبر کر	عَلَيْهَا - اس پر	نَرْزُقُكَ - رزق دیتے ہیں
تجھ سے	رِزْقًا - رزق	نَحْنُ - ہم	



تجھ کو	وَالْعَاقِبَةُ۔ اور انجام	لِلتَّقْوَى۔ پرہیزگاری کا ہے	وَقَالُوا۔ اور بولے
کولا۔ کیوں نہیں	يَا أَيُّهَا۔ لا تا ہمارے پاس	بِآيَةٍ۔ کوئی نشانی	مَنْ رَبِّهِ۔ اپنے رب سے
اولم۔ کیا نہیں	تَأْتِيهِمْ۔ آئی ان کے پاس	بَيِّنَةٌ۔ دلیل	مَا۔ جو
فِي الصُّحُفِ الْأُولَى۔ پہلے صحیفوں میں ہے	وَلَوْ۔ اور اگر	أَنَّا۔ ہم	
أَهْلَكْنَاهُمْ۔ ہلاک کر دیتے ان کو	بَعْدَآپ۔ عذاب سے	مِنْ قَبْلِهِ۔ اس سے پہلے	
لَقَالُوا۔ تو کہتے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لَوْلَا۔ کیوں نہ	أَرْسَلْتَ۔ بھیجا تو نے
إِلَيْنَا۔ ہماری طرف	رَسُولًا۔ رسول	فَنَنْتَبِعَ۔ ہم پیروی کرتے	إِلَيْكَ۔ تیری آیتوں کی
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	أَنْ۔ اس سے کہ	نَذَلَّ۔ ہم ذلیل ہوتے	وَنُحْزَى۔ اور رسوا
قُل۔ کہہ	كُلُّ۔ ہر ایک	مُتَكَبِّرٍ۔ انتظار کرنے والا ہے	
فَتَرَبَّصُوا۔ تو انتظار کرو	فَسَتَعْلَمُونَ۔ تو جلدی جان لو گے تم	مَنْ۔ کون ہے	
أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ۔ سیدھی راہ والا	وَمَنْ۔ اور کس نے	اهْتَدَى۔ ہدایت پائی	

### خلاصہ تفسیر آٹھواں رکوع - سورہ طہ - پ ۱۶

امم ماضیہ کی ہلاکت کی نظیر پیش فرمائی۔ ارشاد ہے:

کہ اگر توشیحہ قضا و قدریہ نہ ہوتا کہ ہم انہیں ایک مقررہ وقت تک دنیا میں رکھیں گے تو ان پر بھی ویسے ہی عذاب آجاتے اور یہ اسی طرح ہلاک کر دیئے جاتے جیسے شموذ و عاد و قوم لوط وغیرہ ہلاک ہوئیں۔

اگر اے محبوب یہ عبرت حاصل نہیں کرتے اور ہدایت پر نہیں آتے تو صبر فرمائیے اور آخرت کی تیاری کرتے رہئے تاکہ وہاں سب خوش وقت رہیں۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ سے مراد اکثر علماء کے نزدیک نماز پنجگانہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے۔ اور قبل غروب بھاسے مراد ظہر و عصر ہے۔

اور وَمِنْ أَنَايِ الْبَيْلِ سے مغرب و عشاء مراد ہے۔

اور ایک قول ہے کہ مِنْ أَنَايِ الْبَيْلِ سے مراد مغرب و عشاء ہے تو أَطْرَافِ النَّهَارِ سے فجر و مغرب مراد ہے۔

جیسے حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى سے مراد عصر ہے۔

اور وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ۔ المد۔ دراز کردن و کشیدن ہیں اور اس سے مراد رغبت اور حسرت کے ساتھ کسی کی نعمت پر

نظر ڈالنے کے ہیں تو مخاطبہ حضور ﷺ سے فرما کر حکم امت کو دیا جاتا ہے۔

اور توشیحہ عقبی کی تیاری کی تعلیم نماز پنجگانہ اور عبادت نافلہ سے دی گئی۔

اس لئے کہ دنیا کے اسباب و آرائش و تجمل جو کفار دنیا داروں کو دیئے گئے ہیں۔ مکان، عمدہ لباس، حسین عورتیں،

سواریاں، عیش و عشرت کے لوازمات ان کی طرف نظر ڈالنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سب فتنہ ہیں ان کے ذریعہ جب ان کا

امتحان ہوتا ہے تو فیل ہو جاتے ہیں اور حرص و آرزو دنیا پر اتنی غالب آتی ہے کہ آخرت کا خیال بھی نہیں رہتا۔ آخرش جب

یہاں سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کی روح کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔ بلکہ ”چشمش نگران است کہ ملکش بدست دگران است“

اور حیات دنیا کی عیش و عشرت چند روزہ میں پھول کر خدا کو بھی بھول جاتے ہیں۔ ظلم و ستم، بے انصافی، ناہنجاری، بدکاری وغیرہ معاصی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم حق بین میں یہ سب ہیچ تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرما کر اوروں کو سنانا اس لئے مناسب تھا کہ سننے والا سمجھ سکے کہ اس ہستی سے ایسا مخاطبہ جسے ان چیزوں کی طرف کبھی التفات نہ ہو خاص اہمیت رکھتا ہے۔

تو سمجھ دار پھر اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ حرص و رغبت و حسرت کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

پھر وَأُمْرًا هَلَكًا بِالصَّلَاةِ وَأَصْطَبِرْ عَلَيْهَا هِيَ اس وجہ سے فرمایا کہ حکم کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے کہ جب معصوم و محبوب سید عالم مالک رقاب ام سید الکل فی الکل ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شان مخاطب ہے تو ماوشا تو کسی شمار میں ہی نہیں ہو سکتے۔ حکم کے تیور اس کی اہمیت واضح کر رہے ہیں وَأُمْرًا هَلَكًا بِالصَّلَاةِ وَأَصْطَبِرْ عَلَيْهَا یعنی اپنے گھر والوں کو حکم نماز دو اور دَاوِمٌ عَلَيْهَا اور خود اس پر مداومت کرو اور صبر بھی مداومت کا مجاز مرسل ہے۔

پھر ارشاد ہوا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا۔ اس سے تمہارا رزق کم نہ ہوگا اس لئے کہ نَحْنُ نَرْزُقُكَ رِزْقًا تو ہم دیتے ہیں اور انجام کار پر ہیزگاری میں ہے۔

اور مشرکین کا یہ کہنا کہ یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے یہ ان کی محض بکواس ہے کیا صحف سماویہ سابقہ انہوں نے نہ دیکھے۔

اور اگر ہم نشانی دکھاتے اور عذاب نازل فرمادیتے رسول کی بعثت سے پہلے تو بھی کہتے کہ اگر اللہ ہمیں رسول کے ذریعہ احکام پہنچاتا تو ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے ان کی پیروی کر لیتے۔

فرمادیتے ایسے ہی ہر ایک انتظار یہ جملے کہتا رہا تم بھی انتظار کرو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صراط مستقیم پر ہے اور ہدایت یافتہ گمراہی سے بچا ہوا۔

### مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع۔ سورہ ظہ۔ پ ۱۶

”وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۶﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿۱۷﴾۔ اور اگر حکم مسابقت نہ کر چکا ہوتا تمہارے رب کا تو ضرور ہو جاتا لازم انہیں عذاب اگر نہ ہوتا ایک میعاد مقررہ کا وعدہ تو صبر فرمائیے ان کی باتوں پر اور تسبیح کرتے رہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے پہلے اور آفتاب کے غروب سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کے کناروں پر تاکہ تم راضی ہو۔“

یعنی اگر قضاء و قدر میں یہ فیصلہ نہ ہو گیا ہوتا اور امت محمدیہ ﷺ کے عذاب میں ایک وقت معین تک تاخیر ہوگی تو ان پر عذاب لازم ہو جاتا اور ام سابقہ کی طرح یہ بھی ہلاک کر دیئے جاتے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وَالْكَلِمَةُ السَّابِقَةُ هِيَ الْعِدَّةُ بِتَاخِيرِ الْعَذَابِ الْإِسْتِيصَالِ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔ یہ یا تو اکرام ہے حضور ﷺ کا جیسا کہ فرمایا

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ یا ان کی نسل سے ایمان لانے والے پیدا کرنے مقدر تھے۔ بہر حال وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ كَمَا مَفْهُومِ مَدَّتْ مَقْرَرَهُ تَحْتَهُ۔

إِنَّمَا أَكْرَمْنَا لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُشْعِرُ بِهِ التَّعَرُّضُ بِعُنْوَانِ الرَّبُوبِيَّةِ مَعَ الْإِضَافَةِ إِلَى ضَمِيرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔  
أَوْ لِأَنَّ مِنْ نَسْلِهِمْ مَنْ يُؤْمِنُ۔

أَوْلِحِكْمَةَ أُخْرَى اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمَ بِهَا - أَيْ لَوْلَا الْكَلِمَةُ السَّابِقَةُ وَالْعِدَّةُ بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ -  
أَيْ لَا زِمًا لِهَؤُلَاءِ الْكُفْرَةِ بِحَيْثُ لَا يَتَأَخَّرُ عَنْ جَنَائِبَاتِهِمْ سَاعَةٌ۔  
”لَكَانَ لِرِزَامًا“ تَوْقِينًا أَنْ يَرْتَدُّوا إِلَى دِينِهِمْ بِرِزَامٍ يَأْتِيهِمْ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

”وَأَجَلٌ مُّسَمًّى“۔ اگر نہ مقرر ہوتی ایک مدت معین یعنی قیامت کا دن۔ اِی لَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لِعَذَابِهِمْ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ۔

بعض کے نزدیک اجل مسمی سے مراد یوم بدر ہے۔ لیکن بدر میں ان کا استیصال تو نہیں ہوا اس لئے کہ بدر کے ہی انتقام پر احد کی تیاری کر کے ابوسفیان دوسو سواروں کا دستہ لے کر خفیہ طور پر مدینہ منورہ کی طرف چلا تھا۔ خلاصہ واقعہ یہ ہے کہ جب دشت بدر میں کفار کو باوجود کثرت تعداد اور قوت کے حضور سید عالم ﷺ کے نہتے، کمزور، روزہ دار، ناتواں جان بازوں کے ہاتھ ہزیمت و شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور اپنی آتش انتقام میں جلنے لگے۔ اس لئے کہ ستر سوراقریش کے یہاں واصل جہنم ہوئے تھے۔

اس دن مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں ماتم نہ ہو آخر قریش نے ابوسفیان بن حرب اموی کو اپنا رئیس منتخب کیا۔ اس نے عرب کی پرانی رسم کے مطابق قسم کھائی کہ جب تک مقتولین بدر کا بدلہ نہ لوں گا سر میں تیل نہ ڈالوں گا۔ اور قریش کو جمع کر کے تلقین کی کہ بدر کے مقتولین پر ماتم و نوحہ محض لغو ہے بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ ہمت نہ ہاریں اور شکست کے بعد اپنے حوصلہ کو اور بلند کریں۔ جنگ کے لئے سربکف تیار ہوں۔

چنانچہ مکہ میں بجائے نوحہ و فغاں کے جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اور ابوسفیان اپنے دوسو سواروں کے دستے کے ساتھ مدینہ پہنچا انہیں مدینہ سے باہر ٹھہرایا خود ابن مشکم کے یہاں شب باش رہا۔ یہ یہودی قبیلہ بنی نضیر کا تھا۔ اس سے مدینہ کے مسلمانوں کے حوصلے اسے معلوم ہو چکے تھے۔ اہل مدینہ پر حملہ کی ہمت نہ پڑی مدینہ سے تین میل ورے عریض نامی ایک قریہ تھا اس پر حملہ کر دیا تاکہ قسم پوری ہو جائے۔ اس حملہ میں سعید بن عمرو انصاری شہید ہو گئے۔

اس قریہ کے مکانات اور گھاس کے ذخائر سب جلا ڈالے۔

جب اس کی خبر حضور ﷺ تک پہنچی دوسو سوار جان نثار ہمراہ لے کر خود حضور ﷺ مدینہ سے نکلے ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے پہلے ہی نکل چکا تھا اور جب اسے تعاقب کا علم ہوا تو سر پر پاؤں رکھ کر سراسیمہ بھاگ پڑا اور راستہ میں جو ستوا آنا اپنے کھانے کو لایا تھا پھینکتا چلا گیا۔

تعاقب کرنے والے مسلمان اسے اٹھالائے اسی وجہ میں اس غزوہ کا نام ہی غزوہ سوتیق ہو گیا۔ اس لئے کہ سوتیق ستوکو



کہتے ہیں۔ انتہی مختصراً۔

غرضیکہ بدر کے بعد مشرکین کی اگرچہ کمر ٹوٹ گئی تھی مگر ان کا استیصال نہیں ہوا تھا۔

اس کے بعد ۳ھ مطابق ۶۲۴ء میں تین ہزار شتر سوار دو سو گھوڑے سوار سات سوزرہ پوش پیادوں کی جمعیت سے ابوسفیان مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کو آیا تھا جسے غزوہ احد کہا جاتا ہے۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد معہ ابن ابی منافق کے تین سو آدمیوں کے ایک ہزار تھی جس میں سے عین وقت پر ابن ابی نے دھوکہ دیا اور اپنے آدمیوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ جان بازان اسلام اب سات سوزرہ گئے تھے۔ غرضیکہ یہ مقابلہ بدر کے بعد ہوا۔ اس جنگ میں مشرکین کی حمایت میں حضرت خالد بن ولید بھی تھے۔

بہر حال وقت معہودہ اور اجل مسمیٰ سے مراد یوم قیامت ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور بطور تسلیہ حضور کو ارشاد ہوا۔

”فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ مِنْ كَلِمَاتِ الْكُفْرِ۔ تَوَكَّفْ بِكَوَأَسْ بِرَأْسِ صَبْرٍ فَرَمَائِيں۔“

اس لئے کہ فَإِنَّ عِلْمَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ۔ حضور کو اس امر کا علم تھا کہ ان پر عذاب آنا ہے اور لامحالہ یہ ہلاک ہوں گے تو اس کے بعد فرمایا:

”وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ أَنَا مِ الْبَيْتِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى۔ اور تسبیح اور حمد اپنے رب کی کرو طلوع شمس سے پہلے اور غروب شمس سے پہلے اور رات کے اوقات میں تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر تا کہ تم راضی ہو۔“

قبل طلوع شمس ظاہر ہے کہ نماز فجر ہی ہو سکتی ہے۔ اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کی تفسیر اسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ائى صَلِّ وَأَنْتَ حَامِدٌ لِرَبِّكَ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی قبل طلوع شمس نماز پڑھو قبل طُلُوعِ الشَّمْسِ ائى صَلَاةِ الْفَجْرِ۔ اور قبل غروب سے مراد نماز ظہر و عصر ہے۔

وَقَدْ أَخْرَجَ تَفْسِيرَ التَّسْبِيحِ فِي هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ بِمَا ذَكَرَ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ جَرِيرٍ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ وَهَبِ بْنِ اللَّيْثِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ حَافِظُ عَلَى الْعَصْرَيْنِ قُلْتُ وَمَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلَاةُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا۔

مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ فضالہ بن وہب لیشی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصرین کی حفاظت کر میں نے عرض کیا حضور عصرین کیا ہیں فرمایا ایک نماز طلوع آفتاب سے قبل کی یعنی فجر اور ایک غروب سے قبل یعنی عصر۔

وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالتَّسْبِيحِ قَبْلَ غُرُوبِهَا صَلَاتَا الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ لِأَنَّ وَقْتَهُمَا قَبْلَ غُرُوبِهَا وَبَعْدَ زَوَالِهَا وَجَمَعَهُمَا لِمُنَاسَبَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ قَبْلَ الْغُرُوبِ وَإِنْ كَانَ بِإِعْتِبَارِ مَعْنَى اللُّغَوِيِّ صَادِقًا عَلَى وَقْتِ الظُّهْرِ وَوَقْتِ الْعَصْرِ۔

ایک قول یہ ہے کہ تسبیح سے مراد قبل غروب دونوں نمازیں ظہر و عصر ہیں اس لئے کہ دونوں کا وقت قبل غروب ہی ہے اور ظہر کا بعد زوال ہے اور دونوں اس مناسبت سے جمع کی گئیں کہ قبل طلوع میں فجر کی نماز آگئی اور تو جانتا ہے کہ قبل غروب باعتبار

معنی لغوی ظہر و عصر ہی ہے۔ ان میں سے ایک دن کے زوال کے بعد دوسری قبل غروب ہے۔

”وَمِنْ آتَايَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ۔ اور رات کی گھڑیوں میں اس کی تسبیح کرو۔“ یعنی مغرب و عشا کی نمازیں پڑھو۔

آنا جمع انی وانو کی ہے اور انا بکسر ہمزہ برتن کے معنی دیتا ہے۔

اور راعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں انا بکسر بھی وقت کے معنی میں مستعمل ہے جیسے فرمایا غَيْرَ نَاطِرِينَ اِنَاہُ اَى وَقْتَهُ۔

نہ دیکھنے والے اس کے وقت کو۔

ثُمَّ يُقَالُ اِنَيْتُ الشَّيْءَ اِنْيَاءً اَى اَخْرْتُهُ عَنْ اَوَانِهِ وَ تَانَيْتُ تَاخْرُتُ۔

وَ فِي الْمِصْبَاحِ اِنْيَتُهُ بِالْفَتْحِ وَالْمَدِّ اَخْرْتُهُ وَالْاِسْمُ اِنْيَاءً بِوَزْنِ سَلَامٍ مَنْصُوبٌ عَلَيِ الظَّرْفِيَّةِ۔

”فَسَبِّحْ“ اَى قُمْ بَعْضَ اِنْيَاءِ اللَّيْلِ۔ تو قیام کرو بعض اوقات شب میں۔

وَالْمُرَادُ مِنَ التَّسْبِيحِ فِي بَعْضِ اِنْيَاءِ اللَّيْلِ صَلَوةُ الْمَغْرِبِ وَ صَلَوةُ الْعِشَاءِ۔ اور تسبیح سے مراد بعض

اوقات شب میں صلوة مغرب اور صلوة عشاء ہے۔

”وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ“۔ عَلَيِ مَا اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ الْمُنْدَرِ عَنْ قَتَادَةَ صَلَوةُ الظُّهْرِ۔ اور دن کے

کناروں میں اس کے متعلق ابن جریر اور ابن منذر کہتے ہیں کہ قتادہ کے نزدیک اس سے مراد نماز ظہر ہے۔

”لَعَلَّكَ تَرْضَى“۔ تاکہ تم راضی ہو۔ اَى سَبِّحْ فِي هَذِهِ الْاَوْقَاتِ رِجَاءً اَنْ تَنَالَ عِنْدَهُ تَعَالَى مَا تَرْضَى

بِهٖ نَفْسُكَ مِنَ الثَّوَابِ۔ وَالْمُرَادُ لَعَلَّكَ تَرْضَى فِي الدُّنْيَا بِحُصُولِ الظَّفَرِ وَ اِنْتِشَارِ اَمْرِ الدَّعْوَةِ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا اور اس کے انعام و اکرام سے یہ ہے کہ آپ کو شفیق امت بنا کر تمہاری شفاعت منظور

فرمائی گئی اور بروز قیامت تمہیں بخشش امت کے ساتھ راضی فرمایا جائے جیسے وعدہ کیا گیا وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کریمہ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ان نعمتوں کو بھی شامل

ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔

جیسے کمال نفس اور علوم اولین و آخرین اور غلبہ کفار پر اور اعلائے کلمہ حق اور فتوحات عامہ جو عہد مبارک میں ہوئیں اور عہد

خلفائے راشدین میں اور تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور حضور ﷺ کی دعوت عام ہونا۔ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَاْفَّةً

لِلنَّاسِ بِبَشِيرٍ اَوْ نَذِيرٍ۔ اور آپ کی تعلیم کے بعد اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیلنا اور آپ کی امت کا خیر الامم ہونا۔

اور آخرت کی عزت و عظمت کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عام و خاص کا مختار بنایا مقام محمود پر فائز کیا۔

مسلم شریف میں ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس اٹھا کر اپنی امت کے لئے روتے ہوئے دعا

فرمائی اور عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ تُوْجِرِيْلِ اَمِيْنِ كُوْحَكُمُ هُوَا كِهْمَا رِے مَحْبُوْبِ كِهْ حُضُوْر حَاضِرُ هُوَا كِرُوْنِ كَا سَبَبِ مَعْلُوْمِ

كِرِے چنانچہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ سبب معلوم کرنا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے غم کا اظہار فرمایا۔

جبریل نے حاضر آ کر قصہ پیش کیا۔ باآنکہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔

لیکن اس استفسار میں حکمت یہ تھی کہ جبریل علیہ السلام پر بھی منصب تقرب مصطفیٰ ﷺ واضح ہو جائے پھر حکم ہوا کہ جا

اور میرے حبیب کو بشارت دے کہ آپ امت کے لئے غم نہ کریں وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى جب تک تم راضی نہ ہو



جاؤ ہم بروز قیامت بس ہی نہ کریں گے۔

اس بشارت کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: إِذَا لَا أَرْضِي وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ - اب میں بھی راضی نہ ہوں اگر ایک امتی بھی جہنم میں رہا۔

آگے ارشاد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے اور حکم امت کے لئے ہے۔

”وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْتَنَاهُ آزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - اور اے سننے والے اپنی آنکھیں لپجائی ہوئی دراز نہ کر اس کی طرف جو ہم نے کافروں مرد و عورت کو برتنے کے لئے دی یہ صرف حسین دنیا کی تازگی ہے۔“  
یعنی انواع و اقسام کی فراخیاں اور وسعتیں جو کفار یہود و نصاریٰ، گبر و ترسا کو دنیوی ساز و سامان سے دی ہیں ان پر تمہاری لپجائی ہوئی حسرت بھری نظریں نہ پڑیں اس لئے کہ وہ صرف اور صرف دنیا کی تازگی اور خوشحالی ہے۔  
حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مومن کو چاہئے کہ دنیاوی طمطراق نہ دیکھے بلکہ یہ دیکھے کہ اس پر معصیت کی ذلت اس کی گردن کو دوبارہ ہی ہے۔

اسی وجہ میں دوسری جگہ فرمایا کہ

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِنِيبِ الْكَافِرِ بِالرَّحْمَنِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ سُقْفًا مِّنْ فَضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَطْفُرُونَ ﴿٢٣﴾ وَلِيُبَيِّنَ لَهُمْ أَبْوَابًا وَسُرًّا عَلَيْهَا يَتَكُونُونَ ﴿٢٤﴾ وَذُخْرًا وَإِنْ كُلُّ لِسَانٍ مَّا مَتَّعْنَاهُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٢٥﴾ -

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں اور کافروں کی عیش اور فراخی کو دیکھ کر سب کافر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمن کے منکروں کے لئے چاندی کی سیڑھیاں اور چھتیں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے اور انواع و اقسام کی دنیاوی آرائش دیتے اگرچہ دنیا اور اس کے سامان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سریعتہ الزوال ہے اور یہ جو کچھ ہے حسین دنیا کا اسباب ہے اور ابدی و دوامی باقی رہنے والی نعمتیں تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ فِي -

وَقِيلَ الْخِطَابُ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْمُرَادُ أُمَّتُهُ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْعَدُ شَيْءٍ عَنِ اطَّالَةِ النَّظَرِ إِلَىٰ زِينَةِ الدُّنْيَا وَزَخَارِفِهَا وَأَعْلَقُ بِمَا عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَائِلُ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى -

اس آیت کریمہ میں خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے لیکن مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف سے بہت بعید تھے اور زینت دنیا اور اس کی آسائشوں کو پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ فرماتے تھے دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر جو دنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ محبوب ہے۔

”زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - تازگی ہے محض حیات دنیا کی۔“

پھر کچھ نہیں اور اس دنیا کی فراخی کا نتیجہ یہ ہے یہ جتنی فراخ ہوتی ہے اتنا ہی اس کا صاحب سرکش و طاغی و لاغی ہو جاتا ہے



حتیٰ کہ سزائے آخرت کا سزاوار ہوتا ہے اسی لئے فرمایا:

”لِنَقْتَبَهُمْ فِيهِ ط وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى۔ تاکہ اس وسعت دنیا کی وجہ سے ہم اسے فتنہ میں ڈالیں۔ اور اسے سرکش اور باغی و طاعنی بنادیں۔ اور تیرے رب کا رزق سب سے بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا۔“

لہذا مومن کو چاہئے کہ وہ کام کرے جس کا ہم آپ کو حکم دیں اور وہ یہ ہے کہ

”وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى۔ یعنی حکم دیجئے

اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود اس کی مداومت فرمائیے لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ط ہم تم سے کچھ روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اور انجام کار کی بھلائی پر ہیزگاروں کو ہے۔“

یعنی مداومت علی الصلوٰۃ تمہیں تمہاری روزی میں نقصان نہیں دے گی اس لئے کہ رزق دینا تو ہمارا کام ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تنگی معاش میں نماز ہی فراخی رزق کا موجب ہوتی ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

إِنَّ الصَّلَاةَ مُطْلَقًا تَكُونُ لِإِذْرَارِ الرِّزْقِ وَ كَشْفِ الْهَمِّ۔ نماز مطلقاً رزق نازل کرنے اور غم مٹانے کا موجب ہوتی ہے۔

حضرت ابو عبید اور سعید بن منصور اور ابن المنذر اور طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم حلیہ میں اور بیہقی شعب الایمان میں بسند صحیح عبد اللہ بن سلام سے راوی ہیں۔

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَتْ بِأَهْلِهِ شِدَّةً لَوْ ضَيَّقُ أَمْرَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَتَلَا وَأَمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ۔ جب کوئی خانگی سختی تو اترے آتی یا مشکل حائل ہوتی تو حضور ﷺ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھواتے۔ اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے۔

وَكَانَتْ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِذَا نَزَلَ بِهِمْ أَمْرٌ فَزَعَوْا إِلَى الصَّلَاةِ۔ انبیاء کرام پر جب کوئی امر لاحق ہوتا تو وہ نماز کی طرف رجوع کرتے۔ اسی لئے ارشاد ہوا۔

”وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى۔ اور انجام کار کی بھلائی پر ہیزگاروں کو ہے۔“

اب مشرکین کے اس لایعنی مطالبے یا اعتراض کا رد ہے جو وہ حاسدانہ طور پر کرتے تھے۔

”وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِنْ رَبِّهِ ط أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى۔ اور بولے کافر یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے۔“

یعنی مشرکین کہتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے جو ان کی صدق نبوت کی دلیل ہو۔ با آنکہ ان کی آنکھوں نے بے گنتی معجزات دیکھے، شق قمر، نطق حجر، سلک شجر وغیرہ وغیرہ نکلی آنکھ کی صحت، ٹوٹی پنڈلی کی بحالی، کئے ہوئے بازو کی درستی، مردہ گوہ کی زبان سے کلمہ شہادت، انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشموں کا اجراء الی غیر النہایت۔

چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جانور سجدے کریں بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہیں!

تو باری تعالیٰ کی طرف سے اجمالی جواب بے نیازانہ طرز سے دے دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

”أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى۔ اور کیا نہیں ہوا روشن بیان معجزات کا جو پہلے صحیفوں میں گزر گیا۔“



## پارہ نمبر ۷۱

## سورہ انبیاء

اس سورہ مبارکہ میں ایک سو بارہ آیات ہیں اور سات رکوع اور ایک ہزار ایک سو چھیاسی کلمے اور چار ہزار آٹھ سو نوے حرف ہیں۔

## بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۷۱

نزدیک ہے لوگوں کا حساب اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں

نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت ان کے رب کی طرف سے مگر اسے سنتے ہیں کھیل بناتے

ان کے دل لہو و لعب میں ہیں اور خفیہ مشوروں میں یہ ظالم کہتے ہیں کیا ہیں یہ مگر تم ہی جیسے بشر تو کیا جادو کی طرف دیدہ و دانستہ جاتے ہو

بن نے فرمایا میرا رب جانتا ہے ہر بات کو آسمان اور زمین میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

بلکہ بولے پریشان خواب ہیں بلکہ محض وہ گھڑنت ہیں بلکہ وہ شاعر ہے تو لائے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسے پہلے رسول لائے

نہیں ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے

اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد جسے وحی کی ہم نے ان کی طرف تو پوچھ لو علم والوں سے اگر تم خود نہیں جانتے

اور نہیں کیا ہم نے انہیں خالی بدن کہ نہ کھائیں کھانا اور نہ رہے وہ دنیا میں ہمیشہ

پھر ہم نے سچا کر دکھایا وعدہ تو انہیں نجات دی اور جسے چاہا ہم نے اور ہلاک کیا ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو بے شک نازل کیا ہم نے تمہاری طرف قرآن کریم جس

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ①

مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَعْوَدُوا وَ هُمْ يَلْعَبُونَ ②

لَا هِيَءَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَ اسْرُوا النَّجْوَى ۗ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۗ هَلْ هَذَا إِلَّا بَشْرٌ مِّثْلُكُمْ أَ فَتَأْتُونَ السَّحْرَ وَ انْتُمْ تُبْصِرُونَ ③

قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ④

بَلْ قَالُوا اِضْغَاتٌ اِحْلَامٍ بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۗ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا اُرْسِلَ الْاَوْلُونَ ⑤

مَا اٰمَنَّا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَفْهُمْ يُؤْمِنُونَ ⑥

وَ مَا اُرْسَلْنَا قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوحِي اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ⑦

وَ مَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا اِلَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوا اٰخِلِيْنَ ⑧

ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنَاهُمْ وَ مَنْ نَّشَاءُ وَ اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۗ اَفَلَا



میں تمہارے لئے نصیحت ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں

تَعْقِلُونَ ⑩

### حل لغات رکوع اول - سورہ انبیاء - پ ۱

اِقْتَرَبَ قَرِيبًا كَمَا فِي غَفْلَةٍ - غفلت میں يَأْتِيهِمْ آتَانِ الْكَافِرِ مُحَدَّثًا - نیا وَهُمْ - اور وہ وَأَسْرُوا - اور چھپایا هَلْ هَذَا - نہیں یہ أَفْتَاتُونَ - کیا آتے ہو تم قَالَ - فرمایا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - آسمان اور زمین میں الْعَلِيمُ - جاننے والا أَحْلَامٍ - خیال ہیں هُوَ - وہ كَمَا جِئْتُمْ أَمِنْتُمْ - ایمان لائی نِيْلًا - اس کو أَرْسَلْنَا - بھیجا ہم نے تُوحًى - وحی کرتے ہم إِنْ - اگر جَعَلْنَاهُمْ - بنایا ہم نے ان کو وَمَا - اور نہ صَدَقْنَاهُمْ - سچا کر دیا ہم نے ان سے نِيْلًا - ان کو ہم نے أَنْزَلْنَا - اتاری ہم نے	لِلنَّاسِ - لوگوں کے لئے مُعْرِضُونَ - منہ پھیرنے والے ہیں مَنْ ذَكَرَ - کوئی ذکر إِلَّا - مگر يَلْعَبُونَ - کھیلتے ہیں النَّجْوَى - مشورہ إِلَّا - مگر السَّحَرِ - جادو کو رَبِّي - میرا رب آسْمَانٍ - آسمان اور زمین میں بَلْ - بلکہ بَلْ - بلکہ شَاعِرٌ - شاعر ہے أُرْسِلَ - بھیجے گئے قَبْلَهُمْ - ان سے پہلے أَفْهَمُ - کیا وہ قَبْلَكَ - تجھ سے پہلے إِلَيْهِمْ - ان کی طرف كُنْتُمْ - ہو تم جَسَدًا - وجود کہ كَانُوا - ہوئے وہ وَمَنْ - اور جسے الْمُسْرِفِينَ - زیادتی کرنے والوں کو إِلَيْكُمْ - تمہاری طرف كُتِبَ - کتاب	حِسَابُهُمْ - ان کا حساب وَهُمْ - اور وہ مَا - نہیں قُلُوبُهُمْ - ان کے دل ظَلَمُوا - جو ظالم ہیں مِثْلِكُمْ - تمہارے جیسا تُبْصِرُونَ - دیکھتے ہو الْقَوْلِ - بات السَّيِّعُ - سننے والا أَصْغَاتٍ - پریشان بَلْ - بلکہ بَلْ - بلکہ بِآيَاتِنَا - کوئی نشانی مَا - نہ أَهْلِكْنَاهَا - جو ہلاک کیا ہم وَمَا - اور نہیں رَجَالًا - مردوں کو أَهْلَ الذِّكْرِ - علم والوں سے وَمَا - اور نہ الطَّعَامِ - کھانا ثُمَّ - پھر فَأَنْجَيْنَاهُمْ - پھر نجات دی ہم وَإِهْلِكْنَا - اور ہلاک کیا لَقَدْ - بے شک فِيهِ - اس میں ہے
---	---	--

ذِکْرُكُمْ - تمہارا ذکر      اَفَلَا - کیا نہیں      تَعْقِلُونَ - سمجھتے تم

مختصر خلاصہ تفسیر رکوع اول - سورہ انبیاء - پ ۷۱

اس سورہ مبارکہ میں بیشتر توحید و نبوت اور عالم آخرت کا بیان ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے عبرت ناک تذکرے ہیں اور نافرمان امتوں کا انجام دکھایا ہے۔ بروز قیامت بارگاہ قاضی حقیقی میں حساب دینے کی حاضری کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

”اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝۱ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ اِلَّا اسْتَبَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝۲ لَّاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۝۳ وَاَسْرُ وَالنَّجْوَى ۝۴ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا ۝۵ هَلْ هَذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝۶ اَفَتَأْتُونَ السَّحَرَةَ اَنْتُمْ تُبْصِرُونَ - نزدیک ہے لوگوں کا حساب اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت ان کے رب کی طرف سے مگر اسے سنتے ہیں کھیل بناتے ہوئے۔ ان کے دل لہو و لعب میں ہیں اور خفیہ مشورہ میں ظالم کہتے ہیں کیا یہ ہیں مگر ہمارے جیسے بشر تو کیا جادو کی طرف دیدہ و دانستہ جاتے ہو۔“

حساب اعمال کا وقت قیامت کو ہے اور اسے بائیں اعتبار قریب بتایا کہ ہر آنے والی چیز دن بدن قریب ہوتی جاتی ہے اور جانے والی دن بدن بعید ہوتی ہے۔

مَا اَقْرَبَ مَا هُوَ اَبَ وَ مَا اَبْعَدَ مَا هُوَ فَاتٍ

شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے کہ منکرین بعث مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنا نہیں مانتے تھے اس لئے اقرب گزرے ہوئے زمانہ کے اعتبار سے فرمایا اس لئے کہ آنے والا دن قریب ہوتا جاتا ہے اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور آنے والے وقت کے لئے کچھ تیاری کرنی لازمی ہے مگر مشرکین ہیں کہ احکام سن کر مذاق بناتے ہیں ان کے دل کھیل میں منہمک ہیں۔

”وَاَسْرُ وَالنَّجْوَى ۝۴ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا ۝۵ - ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی اور بولے۔“

”هَلْ هَذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝۶ - یہ کون ہے ایک تمہیں جیسے بشر ہیں۔“

اس مشورت کو مخفی رکھنے میں کافی مبالغہ کیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا راز فاش کر دیا کہ وہ حبیب کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ بشر نہیں تو کیا ہیں اور یہ مشرکوں کا ایک طریقہ تھا کہ لوگوں کے دل میں یہ بات جمادیتے کہ وہ تم جیسے ہی بشر ہیں ان پر ایمان لانا کیا معنی رکھتا ہے۔

لیکن یہ بات مشرکین علانیہ کہتے ڈرتے تھے۔

آج وہ دور ہے کہ بشریت مصطفیٰ کو موضوع تقریر بنا کر علانیہ کہتے ہیں کہ ہمارے جیسے بشر ہیں۔

حالانکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ بشریت بغیر نبوت کسی جن وغیرہ کو نہیں ملتی۔ مگر یہ کہنا کہ ہمارے جیسے بشر ہیں یہ جہالت خالص ہے۔ اگر ہر بشر موردوحی اور مہبط جبریل علیہ السلام ہو سکتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں ورنہ نقش و نگار بشریت میں نور ذات حق، ذات مصطفیٰ ہے اور اس سے زائد بحث فضول اور گمراہی ہے۔ جامی کہتے ہیں:

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازیں      واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازیں

”اَفَتَأْتُونَ السَّحَرَةَ اَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۝۶ - کیا تم جادو کے پاس جاتے ہو دیدہ و دانستہ۔“

یعنی مشرکین زبانی طور پر معجزات و کمالات نبوت کو جادو سے تعبیر کرتے تھے۔ حالانکہ دل میں سمجھتے تھے کہ جو جادو ہے وہ اور ہے اور جو معجزہ ہے اس کی شان اور ہے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ ہمارے کہنے سے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف نہیں ہو سکیں گے اور کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اپنی مماثل بشریت کو تسلیم کر سکیں گے۔ یہ خفیہ باتیں انہوں نے کیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو تعجب میں رہ گئے کہ یہ گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کیسے پہنچی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب آگے مذکور ہے۔

”قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔“ نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے ہر بات کو آسمانوں سے اور زمین سے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

اس سے کچھ مخفی نہیں تم چھپ کر مشورہ کرو یا علانیہ ہر چیز اس پر منکشف ہے۔ اور اس کلام دائمی کا مقابلہ جب نہ کر سکے تو دوسرا حربہ اختیار کیا وہ یہ کہ اس کلام پاک کو پریشان خواب اور من گھڑت بتانے لگے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہنے لگے اور باوجود براہین ساطعہ قاطعہ دیکھ لینے کے نشان طلب کرنے لگے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”بَلْ قَالُوا أَأَصْغَاتُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۗ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوْلُونَ۔“ بلکہ بولے پریشان خواب ہیں بلکہ من گھڑت مضمون ہے بلکہ یہ شاعر ہیں تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں۔ جیسے اگلے رسول لے کر بھیجے گئے۔“

گویا جب قرآن کریم کی بلاغت و فصاحت سے یہ پریشان ہوئے اور ملک کے مایہ ناز بلغاء، فصحاء، خطباء، ادباء اتنے عاجز و متحیر ہوئے کہ اس کے مقابل دو چار آیتیں بھی اس کے مثل نہ لاسکے تو انہوں نے چند باتیں قرآن کریم کے متعلق گھڑیں۔ اور بولے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے کلام الہی اور وحی سمجھ گئے ہیں درحقیقت یہ دل سے نکالی ہوئی باتیں ہیں جسے پریشان خواب سے زیادہ تعبیر نہیں دی جاسکتی پھر سوچا یہ تو چسپاں نہیں ہوتی اس پر لوگ کہہ دیں گے تم بھی دل سے اتار کر لاؤ تو یہ الزام چھوڑ کر کہنے لگے۔

یہ بشر ہیں اور ہمارے جیسے ہیں پھر خیال ہوا کہ ان کی بشریت اپنے مماثل ہم کہیں گے تو لوگ کہیں گے کہ پھر تم ان کے کلام کا مقابلہ کرو اس لئے کہ وہ بھی بشر اور تم بھی بشر ہو چنانچہ اس سے بھی مایوس ہوئے تو پھر بولے کہ یہ شاعر ہے۔ غرضیکہ انواع و اقسام کی باتیں بناتے رہے اور خود ہی ان پر قائم نہ رہ سکے اور ایسا حال عموماً کذاب و باطل فرق ضالہ مضلہ کا رہا ہے۔

آخر جب ان تمام پہلوؤں پر خود ہی جم نہ سکے تو آخر میں بولے اچھا پہلے رسولوں کی طرح یہ بھی کوئی نشانی نہیں لاتے حالانکہ یہ ان کا اندھا پن تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار ہا معجزات انہیں دکھادیئے۔

شق قمر، سلک شجر، رجعت شمس، ابراء اکمہ، شکستہ ہڈی جوڑنا، کٹاہاتھ اس کی جگہ واپس کر دینا، امساک باراں میں جل تھل کر دینا، ایک لوٹا پانی سے تمام قافلہ کو انگلیوں سے چشمہ بہا کے سیراب کرنا۔ مری گوہ کا زندہ ہو کر کلمہ پڑھنا، کنکریوں کا ابو جہل کی مٹھی میں کلمہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

پھر بھی یہی رٹ لگائے جانا فلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوْلُونَ۔ ان کے حسد و حقدا اور عداوت و محمد پر ہونے کی باتیں تھیں چنانچہ جواب دیا کہ



مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ۔ نہیں ایمان لائیں بستیاں ان سے پہلے بھی جنہیں ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے۔“

یعنی ان سے پہلے لوگوں کے پاس نشانیاں آئیں اور وہ پھر بھی ایمان نہ لائے اور تکذیب ہی کرتے رہے آخر ہلاک کر دیئے گئے تو یہ نشانیاں دیکھ کر ایمان لے آئیں گے با آنکہ ان کی سرکشی ان سے بھی زیادہ ہے اس میں ان کے سابقہ بکواسوں کا رد ہے اور بتایا ہے کہ انبیاء کرام کا صورت بشری میں ظہور فرمانا منافی نبوت سے نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام صورت بشری میں ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

”وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ①  
وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا آلِيًّا كَلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَلِدِينَ۔ اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے مگر مرد جنہیں ہم نے وحی فرمائی تو اے (منکرو) علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں۔“

اس لئے کہ جاہل ناواقف کو چارہ ہی نہیں کہ واقف سے دریافت کرے اور مرض جہل کا علاج بھی یہی ہے کہ جاننے والے سے سوال کرے اور اس کی تعلیم پر عالم ہو۔

### إِفَادَةٌ مَزِيدٌ

اس آیت کریمہ سے تقلید کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ فَسَلُّوا امر ہے اور امر وجوبی ہے جو اہل علم سے پوچھنے اور معلوم کرنے کی طرف تکلف کرتا ہے اور فرمایا دریافت کرو کہ اللہ کے رسولوں کا ظہور صورت بشری میں ہوا یا نہیں اس سے تمہارا تردد ختم ہو جائے گا۔ پھر ارشاد ہوا۔

”ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَأَهْلَكْنَا السُّرِيفِينَ۔ پھر سچا کر دکھایا ہم نے اپنا وعدہ تو نجات دی ہم نے انہیں اور جن کو چاہا اور ہلاک کیا ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو۔“

یعنی انبیاء کرام کے ماننے والوں کو نجات دی اور مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ آگے قریش کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے:  
”لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف (اے گروہ قریش) وہ کتاب اتاری جس میں تمہارا تذکرہ ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں۔“

یعنی اگر عقل رکھتے ہو تو اس پر عمل کرو یہ کتاب تمہاری زبان میں ہے۔  
دوسرے پہلو پر یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اس میں تمہارے لئے نصیحت ہے۔

تیسرے یہ معنی بنتے ہیں کہ اس میں تمہارے دینی و دنیوی امور اور ضروریات کا بیان ہے تو عقل سے کام لو اور ایمان لا کر عزت و کرامت اور سعادت حاصل کرو۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

وَكَمْ قَصَبْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَانَا  
اور کتنی تباہ کر دیں ہم نے بستیاں کہ وہ زیادتی کرنے والی

بَعْدَ مَا آخَرْتَن ۝۱۱

فَلَمَّا أَحْسَبُوا أَنَّنَا إِذَا هُمْ وَمِنْهَا يُرَكَّبُونَ ۝۱۲

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَ

سَكَنْتُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝۱۳

قَالُوا أَيَوِيْلُنَا إِنَّآ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝۱۴

فَمَا زِلْتَ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَسِيدًا

خُودِينَ ۝۱۵

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

لِعِبِينَ ۝۱۶

لَوْ أَرَادْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهُمْ آلًا تَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا

إِن كُنَّا فَعَالِينَ ۝۱۷

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا

هُوَ زَاهِقٌ ۝۱۸ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝۱۹

وَلَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝۲۰ وَمَن عِنْدَا

لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَن عِبَادَتِهِ ۝۲۱ وَ لَا

يَسْتَحْسِرُونَ ۝۲۲

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝۲۳

أَمِ اتَّخَذُوا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ

يُنشِرُونَ ۝۲۴

لَوْ كَانَ فِيهَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۝۲۵

فَسُبْحٰنَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝۲۶

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝۲۷

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا

بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرٌ مِّن مَّعَىٰ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ۝۲۸

تھیں اور پیدا کی ان کے بعد ہم نے دوسری قوم  
تو جب انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب جیسی وہ اس سے  
بھاگنے لگے

نہ بھاگو اور لوٹ آؤ طرف ان آسمانوں کی جو تمہیں دی  
گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تم پوچھے جاؤ  
بولے اے افسوس ہم ہی تھے ظالم کرنے والے

تو وہ اسی حال میں پکارتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کر دیا انہیں  
کانا ہوا بچھا ہوا

اور نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں  
ہے عبث

اگر ہم چاہتے کہ اسے کھیل بنائیں تو بناتے اپنی طرف  
سے اپنے اختیار سے اگر ہمیں کرنا ہوتا

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا  
نکال دیتا ہے تو جیسی وہ پٹ کر رہ جاتا ہے اور تمہارے  
لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو

اور اسی کے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو اس  
کے پاس والے ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے  
اور نہ تنہیں

پاکی بولتے ہیں رات دن اور سستی نہیں کرتے  
کیا انہوں نے بنائے خدا زمین میں کہ وہ کچھ پیدا کریں

اگر ہوتے زمین و آسمان میں خدا اللہ کے سوا تو ضرور وہ  
تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللہ کو جو رب عرش ہے ان باتوں  
سے جو یہ بناتے ہیں

اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سے پوچھا  
جائے گا

کیا اس کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں فرما دیجئے لاؤ اپنی  
دلیل یہ قرآن ذکر ہے میرا معیت والوں کا اور ذکر ان کا

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٤﴾

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ ۗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٥﴾

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٦﴾

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُسْفِقُونَ ﴿٢٧﴾

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾

جو مجھ سے پہلے ہیں بلکہ اکثر ان میں حق نہیں جانتے تو وہ منحرف ہیں

اور نہ بھیجا ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول مگر وحی فرماتے ہیں اسے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ ہی کو پوجو

اور بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا پاک وہ بلکہ وہ بندے عزت والے ہیں

نہیں سبقت کرتے وہ کسی بات میں اس سے اور وہ اس کے حکم پر عامل ہیں

وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کی جسے وہ پسند کرے اور وہ خائف ہیں اس سے

اور جو کہے ان سے میں اللہ ہوں اس کے سوا تو ہم اسے سزا جہنم کی دیں گے ہم ایسی سزا دیتے ہیں ظالموں کو

### حل لغات دوسرا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

وَكَمْ - اور کتنی	قَصَبًا - ہلاک کیں ہم نے	مِنْ قَرِيْبَةٍ - بستیاں	كَانَتْ - جو تھیں
ظَالِمَةً - ظالم	وَأَنشَأْنَا - اور پیدا کیں ہم نے		بَعْدَهَا - اس کے بعد
قَوْمًا - تو میں	آخِرِينَ - دوسری	فَلَمَّا - پھر جب	أَحْسُوا - محسوس کیا انہوں نے
بِأَسْنًا - ہمارا عذاب تو	إِذَا - ناگہاں	هُم - وہ	مِنْهَا - اس سے
يَرْكُضُونَ - بھاگنے لگے	لَا تَرْكُضُوا - نہ بھاگو	وَأَسْرَجُوا - اور لوٹ آؤ	إِلَى مَا - طرف اس کی جو
أَتْرَفْتُمْ فِيهِ - دولت دیئے گئے تم	وَمَسَكِنِكُمْ - اور اپنے گھروں کی طرف		لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم
تُسْأَلُونَ - پوچھے جاؤ	قَالُوا - بولے	يُؤَيِّنَا - اے افسوس	إِنَّا - بے شک
كُنَّا - ہم ہی تھے	ظَالِمِينَ - ظالم	فَمَا زِلْنَا - تو ہمیشہ رہی	تِلْكَ - یہ
دَعَاؤُهُمْ - ان کی پکار	حَتَّى - یہاں تک کہ	جَعَلْنَاهُمْ - کر دیا ہم نے ان کو	حَصِيدًا - کٹے ہوئے
خَبِيرِينَ - بچھے ہوئے	وَمَا - اور نہیں	خَلَقْنَا - پیدا کیا ہم نے	السَّمَاءِ - آسمان کو
وَالْأَرْضَ - اور زمین کو	وَمَا - اور جو	بَيْنَهُمَا - ان کے درمیان ہے	لِلْعَبِيدِ - کھیل
لَوْ - اگر	أَرَادْنَا - چاہتے ہم	أَنْ - یہ کہ	نَتَّخِذَ - بنائیں ہم
لَهُوا - کھیل	لَا تَخْذُلُهُ - تو بناتے ہم اس کو	مِنْ لَدُنَّا - اپنی طرف سے	إِنْ - بے شک



گناہ ہم ہیں

بِالْحَقِّ حَقُّكَ

نکال دیتا ہے

وَلَكُمْ اور تم پر

وَلَهُ اور اسی کا ہے

وَمَنْ اور جو

عَنْ عِبَادَتِهِ اس کی عبادت سے

يُسَبِّحُونَ تسبیح بیان کرتے ہیں

لَا يَفْتُرُونَ نہیں کہی کرتے

الْهَةَ خدا دوسرا

لَوْ كَانَ اگر ہوتے

اللَّهُ اللہ کے

رَبِّ رَب

لَا يُسْأَلُ نہیں پوچھا جاتا

يُسْأَلُونَ پوچھے جائیں گے

الْهَةَ خدا

هَذَا یہ

وَذِكْرُ اور ذکر ہے

أَكْثَرُهُمْ اکثر ان کے

مُعْرِضُونَ منہ پھیرتے ہیں

مِنْ رَسُولٍ کوئی رسول

أَنَّهُ کہ بے شک

میری

وَلِدًا اولاد

مُكْرَمُونَ عزت والے

وَهُمْ اور وہ

مَا جو

خَلَقَهُمْ ان کے پیچھے ہے

فَاعِلِينَ کرنے والے

عَلَى اوپر

فَإِذَا تو ناگہاں

الْوَيْلُ افسوس ہے

مَنْ جو

عِنْدَكَ اس کے پاس ہیں

بَلْ بلکہ

الْبَاطِلِ باطل کے

هُوَ وہ

مِمَّا اس سے جو

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین میں ہے

لَا يَسْتَكْبِرُونَ نہیں تکبر کرتے

وَلَا اور نہیں

الَّيْلِ رات

أَمْ کیا

هُمْ کہ وہ

الْهَةَ خدا

فَسُبْحَانَ تو پاک ہے

عَمَّا اس سے جو

يَفْعَلُ کرتا ہے

اتَّخَذُوا بنائے انہوں نے

هَاتُوا تو لے آؤ

مَنْ ان کا جو

مَنْ قَبْلِي ان کا جو مجھ سے پہلے ہیں

لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے

أَمْ سَلْنَا بھیجا ہم نے

نُوحًا وحی کرتے ہم

إِلَّا أَنَا مگر میں

وَقَالُوا اتَّخَذَ اور بولے بنالی

سُبْحَانَهُ پاک ہے وہ

لَا يَسْبِقُونَهُ نہیں آگے بڑھتے اس سے

بِأَمْرٍ اس کے حکم کی

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ان کے آگے ہے

وَلَا اور نہیں

يَشْفَعُونَ سفارش کرتے

إِلَّا مگر

تَقْدِيفُ ڈالتے ہیں ہم

فَيَدْمَعُهُ تو وہ اس کا بھیجا

زَاهِقٌ برباد ہو جاتا ہے

تَصِفُونَ تم بیان کرتے ہو

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

لَا يَسْتَكْبِرُونَ

يَسْتَحْسِرُونَ تھکتے

وَالنَّهَارِ اور دن

اتَّخَذُوا بنائے انہوں نے

يُنشِرُونَ پیدا کرتے ہیں

إِلَّا سوائے

اللَّهُ اللہ

يَصِفُونَ بیان کرتے ہیں

وَهُمْ اور وہ

مِنْ دُونِهِ اس کے سوا

بُرْهَانِكُمْ اپنی دلیل

مَعِيَ میرے ساتھ ہیں

بَلْ بلکہ

فَهُمْ تو وہ

مِنْ قَبْلِكَ تجھ سے پہلے

إِلَيْهِ اسی کی طرف

فَاعْبُدُونِ تو عبادت کرو

الرَّحْمَنِ رَحْمَن نے

عِبَادًا بندے ہیں

بِالْقَوْلِ بات میں

يَعْلَمُ جانتا ہے

وَمَا اور جو

يَشْفَعُونَ سفارش کرتے

إِلَّا مگر

لَمِنَ - اس کی جسے  
 اِمْرَاتُصِي - وہ پسند کرے  
 وَهَمُّ - اور وہ  
 مِّنْ خَشِيَّتِهِ - اس کے  
 مُشْفِقُونَ - خوفزدہ ہیں  
 وَمَنْ - اور جو  
 يَقْلُ - کہے  
 مِنْهُم - ان میں سے کہ  
 اِنِّى - میں  
 اِلٰهٌ - خدا ہوں  
 مِّنْ دُوْنِهِ - اس کے سوا  
 جَهَنَّمَ - جہنم کا  
 نَجْزِيهِ - بدلہ دیں گے ہم اسے  
 نَجْزِي - بدلہ دیتے ہیں ہم  
 الظَّالِمِيْنَ - ظالموں کو  
 كَذٰلِكَ - اسی طرح

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۷۱

وَ كَمْ قَصَبْنَا تفسیر کشاف میں ہے کہ قصبم اس طرح توڑنے کو کہتے ہیں کہ ریزہ ریزہ ہو جائے بخلاف کسر و قضم کے کہ وہ محض توڑنے کے معنی دیتا ہے۔

پہلے رکوع میں ارشاد ہوا تھا کہ ہم نے مسرفین کو ہلاک کر دیا اب پھر اس کی تشریح فرمائی گئی کہ وہ مسرفین کون تھے اور ان کی عادت و اطوار کیا تھے اور وہ کس طرح ہلاک ہوئے۔

تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ وہ انہیں کی طرح کافر و بدکار تھے۔

اور یہ سمجھ سکیں کہ جیسے ان پر عذاب آیا اور جیسے وہ ہلاک ہوئے ان پر بھی وہی آنا ہے لہذا یہ ڈریں۔

چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَ كَمْ قَصَبْنَا مِنْ قَرْيَةٍ - ہم نے بہت سے شہر اور آبادیاں برباد و ہلاک کر دیں جن کے رہنے والے ظالم اور بدکار تھے اور ان کی جگہ دوسری نئی قوم آباد کر دی۔

چنانچہ جب یہ غارت ہونے والی قوم نے عذاب آتا محسوس کیا اور انبیاء کرام نے جو علامتیں بیان فرمائی تھیں وہ نظر آنے لگیں تو وہ اس سے بھاگنے کے لئے تیار ہوئے۔

اُمْرُكُصْ - عربی میں ایڑ لگانے کو کہتے ہیں جیسے حضرت ایوب علیہ السلام کو اُمْرُكُصْ بوجھلک فرمایا تھا کہ اپنے پائے اقدس سے ایڑ لگائیں۔

تو جب انہیں عذاب آتا نظر آیا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انہیں ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار و مساکن اور سامان عیش سب چھوڑ کر بھاگے۔

یار کفص سے مراد ان کا سرعت بھاگنا بیان کیا گیا ہے تو ارشاد ہوا اور فرشتہ عذاب نے کہا:

لَا تَرْكُصُوا - بھاگتے کیوں ہو اب تم بچ نہیں سکتے لہذا وَ اِمْرُجِعُوا اِلَى مَا اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسْكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ - اپنے مساکن و باغات اور نعمتوں کی طرف ہی واپس لوٹو جہاں تمہارے زن و فرزند اور محبوب عورتیں ہیں۔ جہاں تمہاری عیاشی اور رنگ رلیاں منانے کے اڈے ہیں تاکہ تم ان تمام چیزوں کو پچھتم حسرت دیکھو اور اس حسرت اور مان کی دنیا میں جان دو۔

چنانچہ ارشاد ہے: فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيْدًا خٰوِدِيْنَ تو وہ ایسی حالت میں پکار رہے تھے کہ ہلاک ہو گئے۔ اس وقت پکار کیا رہے تھے اسے فرمایا کہ وہ کہہ رہے تھے اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ اے افسوس ہم ظالم تھے۔



لیکن اب ان کا پکارنا بیکار تھا آخرش بولتے اور پکارتے پکارتے ہلاک ہو گئے۔

دَعُو لَهُمْ۔ دعویٰ مصدر ہے یعنی الدعوة پکارنا جیسے اہل جنت کی شان میں بھی فرمایا وَ اٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

حَصِيدًا۔ کٹی ہوئی کھیتی کو کہتے ہیں۔ یعنی محصور

اور خُدَيْنٍ۔ الخمود بھنا۔

یعنی ان کو ہم نے ایسا کر دیا جیسے کھیتی کٹی ہوئی یا انہیں بھجا دیا جب آگ لگ چکی ہو تو خاک بھادی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انہیں ایسا برباد کر دیا کہ گویا تھے ہی نہیں۔

اس بستی کے متعلق جس کا ذکر اس رکوع میں ہے مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

ایک قول ہے کہ حضور اور سحول یمن کے دو شہر تھے جہاں کا پکڑا نہایت اعلیٰ مشہور تھا، اس پر عذاب آیا۔

ایک قول ہے کہ ملک شام میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَيْرُهُ عَنِ الْكَلْبِيِّ اَنَّهَا حُضُورُ قَرْيَةٍ بِالْيَمَنِ۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ طَرِيقِهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيًّا مِنْ حَمِيْرٍ يُقَالُ لَهُ شُعَيْبٌ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو قوم حمیر پر مبعوث فرمایا۔ جس بستی میں یہ تشریف لائے اس کا نام حضور تھا وہاں کے رہنے والے عرب تھے انہوں نے اپنے نبی کی تکذیب کی حتیٰ کہ ایک شخص نے بڑھ کر انہیں قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بائبل کو مسلط کیا اس نے انہیں قتل کیا اور گرفتار کیا حتیٰ کہ ان کا کوئی آدمی اور ان کے اسباب عشرت کا کچھ باقی نہ رہا تو یہ بستی چھوڑ کر بھاگے تو ملائکہ علیہم السلام نے ان سے بطور طنز کہا لَا تَرْكُضُوا وَاِذَا رَجَعُوا اِلَى مَا اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسْكِنَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝۱۲۔

پھر ارشاد ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ۔ مشرکین اور ان کے حمایتیوں کا یہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور بعثت انبیاء کی اسے کیا حاجت۔ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوایا ہوتا ہے اس میں گناہ و ثواب کو کیا دخل یہ سب اسباب ارضی و سماوی سے ہے اس کا جواب دیا گیا کہ آسمان وزمین اور ان کے اندر کی کائنات از خود تو پیدا ہو ہی نہیں سکتی بلکہ سب کے لئے ایک علت و سبب ہوتا ہے اور اس کی بحث کرتے کرتے بہر حال آخری مرحلہ میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کو ماننا پڑے گا۔ چنانچہ فرمایا کہ

جب ان سب کے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے ہم نے ان چیزوں کو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر مخلوق سے ایک غایت مطلوب ہے پھر جن اشیاء کوئی الجملہ اس غایت اور کمال کو حاصل کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

پھر وہ اختیار جو ملا ہے اسے کام میں نہ لائیں۔ جیسے خلقت انسانی کا مقصد وحید معرفت حق اور عبادت و دیگر مصالح ہیں جیسے صاف فرما دیا گیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔

تو جب مقصد تخلیق کی طرف التفات نہ کریں گے تو نیکے کہلائیں گے اور نیکمی چیز کا جو حشر ہوتا ہے وہ اس کا بھی ہونا ضروری



ہے جیسے سرسبز و شاداب درخت کا مقصد تخلیقِ نرہت اور سایہ اور ہوا ہے اگر یہ خشک ہو کر پتے گرا دے تو اس کا کاٹنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ اس کی جگہ دوسری شاخ پیدا ہو اور یہی فلسفہ **وَيَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ** کا ہے۔ اور یہی مطلب **وَ اَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ** کا ہے۔

اور ہر اسبابِ ارضی و سماوی وہ بھی سب ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ اسباب کا پیدا کرنا ہمارا ہی کام ہے۔ خواہ وہ بربادی و ہلاکت کے لئے ہوں خواہ سعادت کے لئے۔ اس لئے کہ ہم خالقِ کل مالکِ کل اور رازقِ کل ہیں۔

اگر ہمیں دنیا پیدا کرنے سے کھیل تماشا دکھانا ہی منظور ہوتا تو **لَا تَخْذُلُهُ مِنْ لَدُنَّا** تو ہم ہی اپنی طرف سے کرتے اس لئے کہ مجردات اور نورانیات جو ہمارے اسرارِ بوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں۔ بلکہ انبیاء و رسل بھیجنے سے ہماری حکمت ہی یہ تھی کہ توہماتِ باطلہ عاقلہ میں اور حق غالب آئے۔ چنانچہ اس مضمون کو ایک خاص خوبی سے ادا فرمایا کہ

باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسے اس برتن پر پھینک ماریں تو وہ فوراً ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور حق غالب آ جاتا ہے چنانچہ فرمایا **بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ**۔

اور اے منکر و مشرک! **وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ** تم جو کہتے پھرتے ہو اس سے تمہیں خرابی ہے۔ وہ بیاناتِ مشرکین کیا تھے یہ کہ فرشتے خدا عز و جل کی بیٹیاں ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام خدا عز و جل کے بیٹے حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق یہود کا واہمہ تھا کہ وہ بھی خدا کے بیٹے ہیں اس کا ابطال فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہوا:

**وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے اسی کی ملک ہے پھر اسے بیٹے کی کیا حاجت ہے اور جو اس کے پاس یعنی ملائکہ ہیں تو وہ خود رات دن ہماری عبادت کرتے ہیں، تھکتے نہیں اور تکبر بھی نہیں کرتے پھر اس کی بیٹیاں کیونکر ہیں۔

وہ تو ایسے جہل مرکب ہیں کہ زمین کی اشیاء کو انہوں نے خدا بنا لیا ہے **اِمْرًا تَخْذُوْا الْهٰٓءِ مِنْ الْاَرْضِ هُمْ يُنۡشِرُوْنَ**۔ لیکن ان سے یہ بھی تو کوئی پوچھے کہ جنہیں خدا بنا رکھا ہے کیا وہ کسی کو زندہ کر سکے یا وہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد صاف دلیل بیان فرمائی جسے اصولی برہان قاطع کہتے ہیں۔

**لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا**۔ اگر اللہ کے سوا آسمان و زمین میں دو خدا ہوتے تو آپس میں جھگڑ کر فنا ہو جاتے اور نہ آسمان رہتے نہ زمین۔ **فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ**۔ پس اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کو پاکی ہے جو رب عرش مجید ہے جسے کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کر رہا ہے اور وہ پوچھے گا۔ وہ مذموم باتوں سے پاک ہے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے: **لَا يُسۡئَلُ عَمَّا يَفۡعَلُ وَ هُمۡ يُسۡئَلُوْنَ**۔ اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جائے گا۔ **اِمْرًا تَخْذُوْا مِنْ دُوْنِهَا الْهٰٓءِ**۔ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ اس کا رد اس طرح پر فرمایا۔

**قُلۡ هَاتُوْا بُرۡهٰنَكُمْ**۔ فرمادیجئے لاؤ تم اپنی کوئی دلیل اور اگر کوئی دلیل نہیں تو مان لو کہ یہ تمہارا وہم اور فاسد خیال ہے۔ دوسرا رد اس طرح کیا **هٰذَا ذِكْرٌ مِّنۡ مَّعۡيٍ وَّ ذِكْرٌ مِّنۡ قَبۡلِيۡ** کہ اگر تمہارے پاس دلیل عقلی نہیں ہے تو نقل پیش کرو۔ نقلی دلیل کتابِ الہی ہے جو یہ ہے اور اس میں میری معیت والوں کا ذکر ہے اور جو مجھ سے پہلے گزرے ان کا تذکرہ ہے تم بھی اگر لاسکتے ہو تو لاؤ۔

موجودہ کتاب قرآن کریم ہے اور مجھ سے پہلے لوگوں کا تذکرہ توریت، انجیل، زبور اور صحف انبیاء میں سے کسی میں بھی اپنے معبودوں کا حال سنا دو۔

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُونَ۔ اکثر ان کے وہ ہیں جو حق کو نہیں جانتے اور منحرف ہوتے پھر رہے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ اے محبوب آپ سے پہلے جس قدر انبیاء ہم نے بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کی گئی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو میری ہی عبادت کرو۔

عرب میں قبیلہ خزاعہ کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی معاذ اللہ بیٹیاں ہیں۔ چنانچہ فرمایا: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ۔ مشرکین کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا پاک ہے وہ ایسی باتوں سے۔ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ۔ البتہ جنہیں خدا کی اولاد کہتے ہیں وہ عزت والے بندے ہیں مگر حکم کے اتنے پابند ہیں کہ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يُعْمَلُونَ۔ اپنی طرف سے جملہ بھی نہیں کہتے جو حکم ملتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے آگے پیچھے کو جانتا ہے اور وہ شفاعت بھی اس کی کریں گے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مرضی پائیں گے۔ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ۔ اور وہ اس کے جلال سے خائف رہتے ہیں اور جو کہے میں خدا ہوں اللہ کے سوا تو اسے جہنم کی سزا دی جائے گی اور ہم ہر ظالم و مشرک کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

”وَكَمْ قَصَبًا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے توڑ پھوڑ دیں کہ وہ ظالم و مشرک تھیں اور پیدا کی ہم نے ان کے بعد دوسری قوم۔“

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے جو علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِي الْبَحْرِ أَنْ هُوَ لَاءِ كَانُوا بِحَضْرٍ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ إِلَيْهِمْ نَبِيًّا فَقَتَلُوهُ فَسَلَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بُخْتَنَصْرَ كَمَا سَلَطَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ بَعَثَ إِلَيْهِمْ جَيْشًا فَهَزَمُوهُ ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِمْ آخَرَ فَهَزَمُوهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بِنَفْسِهِ فَهَزَمَهُمْ وَقَتَلَهُمْ۔

وَعَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ كَانَ إِسْمُ هَذَا النَّبِيِّ مُوسَى بْنِ مِيشَا۔

وَعَنْ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّ الْآيَةَ فِي قَرْيَتَيْنِ بِالْيَمَنِ أَحَدَاهُمَا حَضْرٌ وَالْآخَرُ قِلَابَةُ بَطْرَ أَهْلِهَا فَأَهْلَكَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى يَدِ بُخْتَنَصْرٍ۔

یہ لوگ قریہ حضور کے تھے ان میں اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث فرمایا ان سرکشوں نے انہیں شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بائبل کو مسلط کیا جیسے اہل بیت المقدس پر مسلط کیا تھا۔

بخت نصر نے ان پر ایک لشکر بھیجا انہوں نے اسے بھگا دیا پھر دوسرا بھیجا اسے بھی بھگا دیا پھر خود بخت نصر بائبل لشکر لے کر ان پر آیا تو انہیں بھگایا اور قتل کیا۔

بعض روایتوں میں یہ ہے کہ یہ نبی موسیٰ بن میثا علیہ السلام تھے۔

ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت دو قریوں کے حق میں نازل ہوئی جو یمن میں تھے ایک کا نام حضور اور دوسری کا نام قلابہ تھا یہاں کے لوگ نہایت بدچلن آوارہ ہو گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخت نصر بابل کے ہاتھوں ہلاک کیا۔

ایک روایت ابن منذر وغیرہ میں کلبی سے ہے کہ **إِنَّهَا حَضُورٌ قَرِيَّةٌ بِالْيَمَنِ**۔ یہ قریہ یمن میں تھا اس کا نام حضور تھا۔  
**وَأَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ طَرِيقِهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيًّا مِنْ حَمِيرٍ يُقَالُ لَهُ شُعَيْبٌ فَوَثَبَ إِلَيْهِ عَبْدٌ فَضْرَبَهُ بَعْصًا فَسَارَ إِلَيْهِمْ بُخْتُ نَضْرَ فَقَاتَلَهُمْ فَقَتَلَهُمْ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ شَيْءٌ وَفِيهِمْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَكَمْ قَصَبْنَا لَكُمْ**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حمیر سے ایک نبی مبعوث فرمائے جن کا نام شعیب تھا تو ایک غلام ان کے مقابل آکود اور اس نے اپنی لاشی سے انہیں شہید کر ڈالا۔

تو ان پر بخت نصر بابل نے چڑھائی کی اور مقاتلہ کیا حتیٰ کہ مارتے مارتے ان میں سے کچھ نہ چھوڑا انہیں کے حق میں **وَ كَمْ قَصَبْنَا** آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

**وَالْقَوْلُ بِأَنَّهَا مِنْ قَبِيلِ قَوْلِكَ كَمْ أَخَذْتُ مِنْ دَرَاهِمٍ زَيْدٍ**۔  
 جیسے کہا جائے **كَمْ أَخَذْتُ مِنْ دَرَاهِمٍ زَيْدٍ** جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کتنے درہم زید نے لے لئے۔ **وَ كَمْ قَصَبْنَا** اس قبیل سے ہے۔

**وَأَلْشَّانَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ أَي لَيْسُوا مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ تَبِيَّةٌ عَلَى اسْتِصَالِ الْأَوَّلِينَ**۔ اور پیدا کی ہے ان کے بعد دوسری قوم یعنی ان میں سے استیصال کے بعد کچھ نہ رہا اس کے بعد دوسری نئی قوم پیدا کی۔ اب اس کی تفصیل بیان فرمائی جاتی ہے۔

**“فَلَمَّا أَحْسُوا أَسَاسًا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ**۔ توجہ محسوس کیا انہوں نے ہمارا عذاب۔“  
**“وَالْإِحْسَاسُ الْإِذْرَاكُ بِالْحَاسَةِ أَي فَلَمَّا أَدْرَكُوا بِحَاسَتِهِمْ عَذَابَنَا الشَّدِيدَ**۔ احساس ادراک بالحاستہ کو کہتے ہیں یعنی جب انہوں نے اپنی حس میں پالیا ہمارا سخت عذاب۔“  
**“إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ**۔ تو وہ اچانک بھاگنے لگے اس قریہ سے۔“

**وَرَكْضٌ مِنْ بَابِ قَتَلَ بِمَعْنَى ضَرْبِ الدَّابَّةِ بِرَجْلِهِ وَهُوَ مُتَعَدٍّ بِمِنْ وَقَدْ يَرُدُّ لَازِمًا كَرَكْضِ الْفَرَسِ بِمَعْنَى جَرِي**۔ رَكْضُ الْفَرَسِ۔ گھوڑے کو ایڑ لگاتے کے وقت بولتے ہیں۔

**وَالرَّكْضُ هُنَا كِنَايَةٌ عَنِ الْهَرَبِ أَي فَإِذَا هُمْ يَهْرَبُونَ مُسْرِعِينَ رَاكِضِينَ دَوَابَّهُمْ**۔ رکض یہاں بھاگنے کے معنی میں ہیں یعنی وہ جلدی جلدی ایڑ لگا کر اپنی سواریاں دوڑا رہے تھے۔ تو ان کی اس حالت پر ملائکہ عذاب نے برسبیل استہزاء کہا:

**“لَا تَرْكُضُوا وَإِنِ اجْعَلُوا إِلَى مَا أْتَرَفْتُمْ فِيهِ وَمَسَكِينِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُونَ**۔ اے ظالمو! نہ بھاگو لوٹ آؤ اپنے تلوذ و نعمت کی طرف۔“

**أَتَرَفْتُمْ** کے معنی کثرت نعمت کے ہیں یعنی اپنے عیش و آرام کی جگہ چھوڑ کر نہ بھاگو اور ان گھروں کو چھوڑ کر کہاں جا



رہے ہو جن پر تم فخر کرتے تھے۔ شاید تم سے تمہاری اماکن و مساکن اور نعمت و دولت حسین عورت محبوب فرزندوزن کے متعلق پوچھا جائے تو وہ یہی کہتے ہوئے بھاگے۔

”قَالُوا يٰ وَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ بولے ہائے افسوس ہم ہی ظالم تھے۔“

اٰیٰ بٰیٰاٰتِ اللّٰهِ مُسْتَوْجِبِيْنَ لِلْعَذَابِ۔ اللہ کی آیتوں کے انکار سے مستوجب عذاب ہو گئے۔  
”فَمَا زِلْتَ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتّٰی جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰبِدِيْنَ۔ تو وہ پکارتے ہی رہے اور ان کے پکارتے پکارتے  
حصید و خاد ہو گئے۔“

حَصِيْدٌ بِمَنْزِلَةِ النَّبَاتِ الْمَحْضُوْدِ۔ گویا کائے ہوئے کھیت کا چارہ بن کر رہ گئے۔

يٰٰ خٰبِدِيْنَ۔ آگ لگنے کے بعد جب اس کی راکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے ایسے وہ ہو گئے۔

صاحب کشف رحمہ اللہ کہتے ہیں اٰی جَعَلْنٰهُمْ مِثْلَ الْحَصِيْدِ كَمَا تَقُوْلُ جَعَلْنٰهُمْ رَمَادًا اٰی مِثْلَ الرَّمَادِ۔ یعنی وہ حصید کی طرح کٹے ہوئے چارہ کی شکل یا راکھ کی صورت ہو گئے۔

”وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِبْدِيْنَ۔ اور نہیں پیدا کئے ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے عبث اور کھیل۔“

اٰی مَا سَوَّيْنَا هٰذَا السَّقْفَ الْمَرْفُوْعَ وَهٰذَا الْمِهَادَ الْمَوْضُوْعَ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ اَصْنَافِ الْخَلَائِقِ  
مَنْعُوْتَةٌ بِضُرُوْبِ الْبَدَائِعِ وَالْعَجَابِ الَّتِي تُسَوِّي الْجَبَابِرَةَ سُقُوْفَهُمْ وَفُرُشَهُمْ وَ سَائِرَ ذَخَارِ فِيْهِمْ  
اللَّهُوُ وَاللُّغَبَ وَاِنَّمَا سَوَّيْنٰهَا لِلْفَوَائِدِ الدِّيْنِيَّةِ وَالْحِكْمِ الرَّبٰنِيَّةِ كَاَنَّ تَكُوْنُ سَبَبًا لِلْاِعْتِبَارِ وَدَلِيْلًا  
لِّلْمَعْرِفَةِ مَعَ مَنَافِعٍ لَا تُحْصَى وَ حِكْمٍ تُسْتَقْصَى۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے یہ بلند چھت اور پچھونازمین کا اور جو کچھ اس میں انواع  
واقسام کی مخلوق ہے جس میں ہمارے بدائع صنائع اور عجائبات ہیں یہ سب ہم نے فضول اور عبث نہیں بنائے جیسے جابر حکام  
اور کجگلاہ حکمران، بیکار بلند چھتیں اور انواع واقسام کے فرش فروش اور اسباب عیش و عشرت بناتے ہیں جن کا فائدہ سوا الہود  
لعب کچھ نہیں ہوتا۔

ہم نے جو کچھ بنایا ہے وہ فوائد دینیہ کے لئے اور ان سے حکمت ربانیہ کے سمجھنے کے لئے بنایا ہے تاکہ ان تمام مکونات سے  
عبرت ہو اور یہ سب دلیل معرفت الہی ہوں اور ان سے بے گنتی بے شمار منافع حاصل ہوں اور ان سے حکمتیں بے شمار نظر آئیں۔  
وَ حَاصِلُهُ مَا خَلَقْنَا ذٰلِكَ خَالِيًا عَنِ الْحِكْمِ وَالْمَصَالِحِ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے یہ جو کچھ بنایا ہے یہ حکم و  
عبر اور مصالح سے خالی نہیں ہے۔

”لَوْ اَرَادْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهُمْ اٰلًا لَّتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَدُنَّا اِنْ كُنَّا فَعٰلِيْنَ۔ اگر ہم چاہتے کوئی بہلاوا اور کھیل تو اپنے  
پاس سے اختیار کرتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔“

وَاجْعَلْ حَاصِلَ الْمَعْنٰی اِنَّا لَوَارِدُنَا ذٰلِكَ لَا تَخْذُنَا فَاِنَّا قٰدِرُوْنَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا اِنَّا لَمْ نُرِذُهُ  
لَاِنَّ الْحِكْمَةَ صَارِفَةٌ عَنْهُ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہم اس پر بھی قادر تھے اگر چاہتے تو ایسا بھی کر سکتے تھے کہ سب کچھ الہود لعب ہی ہو





مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِنَّ الْحَقَّ الْقُرْآنُ وَالْبَاطِلُ الشَّيْطَانُ۔ حق قرآن کریم ہے اور باطل شیطان رجیم ہے۔  
 وَقِيلَ الْحَقُّ الْحُجَّةُ وَالْبَاطِلُ سِبْهُهُمْ۔ ایک قول ہے کہ حق حجت الہی ہے اور باطل شبہات کفار۔  
 ”فِي دَمْعِهِ“ اِیْ يَمْحَقُهُ بِالْكَلِمَةِ كَمَا فَعَلْنَا بِأَهْلِ الْقُرَى الْمُحْكَمَةِ۔ وَأَصْلُ الدَّمْعِ كَسْرُ  
 الشَّيْءِ الرَّخْوِ الْأَجْوَفِ وَقَدْ أُسْتَعِيرَ لِلْمَحْقِ۔ یدمغہ کے معنی بالکل مٹانے کے ہیں جیسے اہل قریہ سے ہم نے کہا  
 کہ مٹا دیا۔ اور دمغ محاورہ میں کسی پولی چیز کے توڑنے کو کہتے ہیں اور اس کے استعاری معنی مٹانے کے لئے کئے ہیں۔  
 ”فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ“ اِیْ ذَاهِبٌ بِالْكَلِمَةِ۔ یعنی جانے والا کلیۃً۔

اِذَا۔ فجائیہ ہے بمعنی اچانک۔

”وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ“ وَعَيْدٌ لِقُرَيْشٍ أَوْ لِجَمِيعِ الْكُفَّارِ مِنَ الْعَرَبِ۔ یہ قریش یا تمام کفار مکہ  
 کے لئے وعید شدید ہے۔

وَيْلٌ۔ مُسْتَقْرُّ لَكُمْ۔ الْوَيْلُ الْهَلَاكُ۔ مستقر کفار و یل ہے اور و یل ہلاکت کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے  
 جو ایسی ایسی باتیں بناتے ہو جو اس کے لائق نہیں اس کے بدلہ میں تمہیں ہلاکت ہے۔

اور ”وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“ اور اس کی ملک ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔  
 ”وَمَنْ عِنْدَا“ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ مُطْلَقًا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ اور جو اس کے پاس ہیں۔ اس سے مطلقاً ملائکہ علیہم  
 السلام مراد ہیں۔

اور یہ عنایت شرف ہے نہ کہ عنایت مکان وَالْمُرَادُ بِالْعِنْدِيَّةِ عِنْدِيَّةُ الشَّرْفِ لَا عِنْدِيَّةُ الْمَكَانِ۔  
 ”لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي“ وہ اللہ کی عبادت کے مقابل اپنے کو بڑا نہیں سمجھتے۔  
 وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ۔ اور وہ نہیں تھکتے۔ اِیْ لَا يَكْلُونُ وَلَا يَتَعَبُونَ يُقَالُ حَسَرَ الْبَعِيرُ وَاسْتَحْسَرَ كَلٌّ وَ  
 تَعَبٌ۔ محاورہ میں بولتے ہیں حَسَرَ الْبَعِيرُ اَوْتَتْ تَهَكَرَ۔

”يَسْبَحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ“ تسبیح کرتے ہیں رات دن سستی نہیں کرتے۔  
 وَالْمَعْنَى يُنَزَّهُونَ اللَّهَ تَعَالَى وَ يُعْظَمُونَهُ وَ يُمَجِّدُونَهُ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ لَا يَتَخَلَّلُ تَسْبِيحُهُمْ  
 فِتْرَةٌ أَصْلًا بِفِرَاغٍ أَوْ شُغْلِ آخَرَ۔ وہ بلائکہ عظمت شان اور مجد حق ہر آن اور ہر لمحہ کرتے ہیں ان کی تسبیح و تہلیل میں زمانہ کا  
 تخلل واقع نہیں ہوتا۔

جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور حضور سید انام صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین زمانہ فترہ واقع ہوا یعنی وہ زمانہ جس میں نبی تشریف فرما  
 نہ رہے۔ گویا خالی زمانہ تو لَا يَفْتُرُونَ کے معنی یہ ہوئے کہ تسبیح و تہلیل کرتے کرتے وہ سست نہیں ہوتے تو جو سست بھی نہ ہو وہ  
 ترک تسبیح کیسے کر سکتا ہے۔ یعنی ان کی تسبیح و تہلیل ایسی ہے جیسے انسان کا سانس کہ کسی وقت رکتا ہی نہیں۔ اب آگے ارشاد ہے:  
 ”أَمْرًا تَخَذُوا إِلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ“ کیا انہوں نے خدا بنائے زمین سے تو کیا وہ کچھ پیدا بھی کر سکتے  
 ہیں۔

یعنی مشرکین نے خدا زمین سے بنائے ہیں یعنی جو اہر ارضیہ سے یعنی سونے چاندی سے یا پتھروں سے تو کیا وہ کچھ پیدا



بھی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے جب وہ خود بے جان اور جماد محض ہیں وہ کسی چیز کے آفریدگار کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ خود بے جان ہو کر کسی کو جان دینا کیوں کر مسلم ہو تو ایسے کو معبود ٹھہرانا کتنا کھلا باطل ہے اللہ عزوجل تو وہی ہو سکتا ہے جو ہر ممکن پر قادر ہو اور جو خود ہی جماد اور بے حس ہو وہ الہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

یُنشِرُونَ۔ کے معنی پر قَالَ قَطْرُبُ هُوَ بِمَعْنَى يَخْلُقُونَ وَ يُنشِرُونَ يَبْعَثُونَ هُوَ الْمَشْهُورُ وَ عَلَيْهِ الْجَمْهُورُ۔ یُنشِرُونَ کے معنی قطرب کے نزدیک پیدا کرنے کے ہیں اور یَبْعَثُونَ مر کر اٹھانے کے معنی مشہور ہیں جس پر جمہور کا اتفاق ہے۔

اس کے بعد اب وہ آیہ کریمہ بیان ہو رہی ہے جسے ارباب کلام برہان تمنع کہتے ہیں۔

”لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ۔ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان صفتوں سے جو ہر شرک بیان کرتے ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اِبْطَالٌ لِتَعَدُّدِ الْإِلَهِ۔ وَ ضَمِيرٌ فِيهِمَا لِلسَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْمُرَادُ فِيهِمَا الْعَالَمُ كُلُّهُ عُلْوِيَّةٌ وَ سَفَلِيَّةٌ۔ اس آیہ کریمہ میں تعدد الہ کا ابطال ہے اور ضمیر ”فِيهِمَا“ جو ہے وہ آسمان اور زمین کے لئے ہے اور اس سے تمام عالم مراد ہے علوی ہو یا سفلی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنَّهُ ظَرَفٌ لَا لِإِلَهَةٍ عَلَى حَدِّ قَوْلِهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَ فِي الْأَرْضِ إِلَهٌ وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَ فِي الْأَرْضِ۔ اس میں آسمان و زمین فرما کر ظرف قرار دیا ایک الہ کے لئے جیسے فرمایا وہ ذات وہ ہے کہ آسمان کا بھی خدا ہے اور زمین کا بھی خدا ہے۔

اور فرمایا وہ اللہ وہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ایک خدا ہے۔

اور شرح مقاصد میں اس کی تشریح یوں کی گئی:

وَهَذَا الْبُرْهَانُ يُسَمَّى بُرْهَانَ التَّمَانُعِ وَالْيَهِ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى لَوْ كَانَ فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ۔ اس آیہ کریمہ کو برہان تمنع کے نام سے موسوم کیا گیا اور اسی طرف اشارہ ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ تو اس کی تقریر اس طرح ہے اِنَّهُ لَوْ تَعَدَّدَتِ الْإِلَهِ لَكَانَ بَيْنَهُمَا التَّنَازُعُ وَ التَّغَالُبُ۔ اس لئے کہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کے بت پرست معتقد ہیں تو فساد عالم کا لزوم ظاہر ہے کیونکہ وہ جمادات ہیں اور تدبیر عالم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے۔

اور اگر تقسیم کی جائے تو بھی لزوم فساد یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہوں گے۔

یا وہ دونوں متفق ہوں گے۔

یا مختلف۔

اگر دونوں شے واحد پر متفق ہوئے تو لازم آئے گا کہ ایک چیز دونوں کے مقدور میں ہو اور دونوں کی قدرت سے ظہور

میں آئے اور یہ مجال ہے۔

اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شے کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاوٰقح ہوں گے بلکہ ایک ہی وقت میں موجود و معدوم ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ ایک وجود کی طرف ہوگا تو دوسرا عدم کی طرف تو بنانے والا بنائے گا اور بگاڑنے والا اسی بنی ہوئی کو مٹائے گا تو لَفَسَدَتَا۔ لازمی طور پر فساد ہوگا۔

یاد دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شے نہ موجود ہونہ معدوم۔

یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ دونوں کے ماننے کے بعد فساد بہر تقدیر لازم ہے۔

اور یہ توحید کا نہایت قوی برہان ہے۔

اس بحث کو روح المعانی اور تفسیر کبیر میں نہایت بسط سے بیان کیا ہے اور آئمہ کلام کی کتابوں میں وضاحت سے یہ بحث کی گئی ہے۔ یہاں ہم نے ناظرین کے ذہن کے محدود ہونے کو ملحوظ رکھ کر انتشار کے خوف سے اختصار کو ہی مناسب تصور کیا۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ اِنِّى نَزَّهُوْهُ اَكْمَلَ تَنْزِيْةٍ عَنۢ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ تَعَالٰى الْهٰٓةُ كَمَا يَزْعُمُوْنَ۔ کامل تنزیہ ہے اس واجب الوجود کو اس کے سوا دوسرے خدا ہونے سے۔

”لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ وہ ایسا قادر و مختار ہے کہ اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا جو چاہے کرے اور ان کے بنائے ہوئے خدا پوچھے جائیں گے۔“

حتیٰ کہ مسیح علیہ السلام سے سوال ہوگا: اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّى الْهَيْبِىْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تو آپ علی الفور بارگاہ حق میں تبریٰ عرض کریں گے۔

اور جو مالک حقیقی ہے اس سے سوال کرنے والا کون ہو سکتا ہے وہ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے جسے چاہے سعید کرے جسے چاہے شقی وہ سب پر مختار اور حاکم ہے اس پر کوئی مختار اور حاکم نہیں جو اس سے پوچھ سکے۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ۔ جو تم میں سے بھلائی پائے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور جو اس کے خلاف پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔

”اَمْرًا تَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ الْهٰٓةِ لِقُلِّ هٰتُوَابِرْ هٰاَنْكُمْ۔ کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں فرما دیجئے لا واپنی دلیل۔“

یہ بطریق استفہام تو بیجا فرمایا کہ اللہ کے سوا انہوں نے اور خدا بنا رکھے ہیں تو اے حبیب آپ ان مشرکین سے فرمائیں کہ تم اپنے ان باطل دعوؤں پر کوئی دلیل دے کر حجت قائم کرو خواہ وہ عقلی دلیل ہو یا نقلی لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ نقلی۔

اس لئے کہ براہین عقلیہ تمہارے ابطال میں ہیں اور نقلی یوں نہیں کہ تمام کتب ساویہ میں توحید الہی کا بیان ہے اور سب میں شرک کے ابطال پر دلائل موجود ہیں۔

”هٰذَا ذِكْرٌ مِّنْ مَّعٰى وَذِكْرٌ مِّنْ قَبْلِىْ ط بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهَمُّ مُعْرِضُوْنَ۔ یہ قرآن ذکر ہے

میرے معیت والوں کا اور مجھ سے پہلوں کا تذکرہ بلکہ اکثر ان کے حق کو نہیں جانتے اور وہ منحرف ہیں۔“

معیت والوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے قرآن کریم میں اس کا ذکر اس طرح ہے کہ انہیں اس اطاعت کا کیا اجر ملے گا اور انحراف و نافرمانی پر کیا سزا ملے گی۔ اور ذِکْرُ مَنْ قَبْلِي سے مراد انبیاء سابقہ کی امتوں کا حال ہے کہ ان کے ساتھ دنیا میں کیا ہوا اور آخرت میں کیا کیا جائے گا۔

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ۔ سے مراد احکام و آیات پر غور تامل نہ کرنا ہے اور انحراف سے مراد ایمان نہ لانا ہے جو ان کے لئے لازمی تھا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں جو ہمارے مضمون کا مؤید ہے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ۔ عَلَى مَا تَدْعُونَهُ مِنْ جِهَةِ الْعَقْلِ الصَّرِيحِ أَوْ النُّقْلِ الصَّحِيحِ فَإِنَّهُ لَا يُصِحُّ الْقَوْلُ بِمِثْلِ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ۔

هَذَا ذِكْرٌ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرٌ مَنْ قَبْلِي إِنْ أَرَادَ لِبُرْهَانِهِ وَإِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ مِمَّا نَطَقْتُ بِهِ الْكُتُبُ الْإِلَهِيَّةُ قَاطِبَةً۔

أَيُّ هَذَا الْوَحْيِ الْوَارِدُ فِي شَأْنِ التَّوْحِيدِ الْمُتَضَمِّنِ لِلْبُرْهَانِ الْقَاطِعِ ذِكْرَ أُمَّتِي وَ عِظَتَهُمْ وَ ذِكْرَ الْأُمَّمِ السَّالِفَةِ فَاقِيمُوا أَنْتُمْ أَيْضًا بُرْهَانَكُمْ۔

پھر آگے مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

وَ قِيلَ الْمُرَادُ بِالذِّكْرِ الْكِتَابُ أَيْ هَذَا كِتَابٌ أَنْزَلَ عَلَى أُمَّتِي وَ هَذَا كِتَابٌ أَنْزَلَ عَلَى أُمَّمِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنَ الْكُتُبِ الثَّلَاثَةِ وَالصُّحُفِ فَرَاغِعُوهَا وَانظُرُوا هَلْ فِي وَاحِدٍ مِنْهَا غَيْرُ الْأَمْرِ بِالتَّوْحِيدِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشْرَاقِ فِيهِ بِتَكْذِيبِهِمْ۔  
”وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ“

أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْدَرِ وَابْنُ أَبِي خَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَتْ الْيَهُودُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ صَاهِرَ الْجِنِّ فَكَانَتْ مِنْهُمْ الْمَلِكَةُ۔

وَالْآيَةُ مُشْنَعَةٌ عَلَى كُلِّ مَنْ نَسَبَ إِلَيْهِ سُبْحَانَهُ ذَلِكَ كَالنَّصَارِيِّ الْقَائِلِينَ عِيسَى ابْنُ اللَّهِ وَالْيَهُودِ الْقَائِلِينَ عَزِيرًا ابْنُ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُونَ عَلُوًّا كَبِيرًا۔

اب آگے جو آیتیں آرہی ہیں یہ بنی خزاعہ کے متعلق ہیں جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ⑩ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ ⑪ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ⑫ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهُ يَعْمَلُونَ ⑬“۔

اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول مگر ہم نے اسے وحی کی کہ نہیں کوئی سوا میرے تو مجھی کو پوجو۔ اور مشرک بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے ایسی باتوں سے بلکہ بندے ہیں عزت والے۔ نہیں سبقت کرتے اس سے کسی بات میں اور وہ اسی کے حکم پر کار بند ہیں۔“

سابقہ انبیاء کرام میں اور عزیر و عیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توحید کی وحی آئی۔ ان جاہلوں نے انہیں



خدا عزوجل کا بیٹا اور ملائکہ علیہم السلام کو خدا کی بیٹیاں قرار دیا اس کا رد فرمایا کہ بیٹا بیٹی سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور مبرا ہے۔ البتہ جنہیں یہ اللہ کا بیٹا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں وہ اللہ کے مقرب بندے اور اس کے مطیع ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ آئندہ کریں گے وہ حکم الہی کے ماتحت ہوا تھا اور ہوگا۔ اور ذات واجب تعالیٰ شانہ علام الغیوب اس شان سے ہے کہ

”يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشِيَّتِهِ مُسْفِقُونَ۔“

جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ سفارش بھی نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے اور وہ سب اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔“

یعنی انبیاء کرام اگرچہ شفاعت کے منصب پر ہیں لیکن اطاعت الہی عزوجل میں اتنے جھکے ہوئے ہیں کہ بلا رضاعت کسی کے لئے شفاعت و سفارش کی بھی جرأت نہیں کرتے اور اس کے جباری و قہاری کی شان سے وہ خائف رہتے ہیں۔

”وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهِ مِّنْ دُونِهٖ فَاِنَّكَ نَجَزِيهِ جَهَنَّمَ ۗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۔“ اور جو کہے ان میں سے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ظالم مشرکوں کو۔“

یہ کہنے والا نمرود و فرعون، ہامان و قارون، شداد و شیطان ہے جو اپنی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ملائکہ یا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نہیں جو ایسا دعویٰ کرتا۔

### بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

کیا نہ دیکھا انہوں نے جو کافر ہیں کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا اور کیا ہم نے پانی سے ہر شے کو زندہ تو کیوں نہیں ایمان لاتے اور بنائے ہم نے زمین میں لنگر کہ ان کی وجہ سے نہ کانپے اور کر دیں ہم نے زمین میں کشادہ راہیں تاکہ وہ راہ پائیں

اور کیا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ اس کی نشانیوں سے منحرف ہیں

اور وہ اللہ وہ ہے جس نے بنائے رات دن اور سورج اور چاند ہر ایک ایک دائرہ میں تیر رہا ہے

اور نہیں کیا ہم نے کسی بشر کو تم سے پہلے ہمیشہ دنیا میں رہنے والا تو کیا تم انتقال فرماؤ تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے

ہر جان کو ذائقہ چکھنا ہے موت کا اور ہم آزمائش کرتے ہیں تمہاری برائی اور بھلائی سے چاہنے کو اور ہماری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۗ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۗ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيًاۢ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۗ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًاۢ سُبُلًاۢ لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۲۱

وَجَعَلْنَا السَّمٰوٰءَ سَفَافًاۢ مَّحْفُوْطًا ۗ وَهُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا مُعْرِضُوْنَ ۝۲۲

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ فِيۢ فَلَكٍۭ يَّسْبَحُوْنَ ۝۲۳

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍۭ مِّنۡ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۗ اَفَاۤءِنۡ مَّتَّ فَهُمۡ الْخٰلِدُوْنَ ۝۲۴

كُلُّ نَفْسٍۭ ذٰۤاۤئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنًا ۗ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۲۵

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۗ أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ إِلَهُكُمْ ۚ وَهُمْ يَذْكُرُونَ ۚ الرَّحْمَنُ هُمْ كَفَرُوا ۚ ۝۳۱

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ ۗ سَأُوْرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝۳۲

وَ يَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۳

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكْفُونَ عَنْ وُجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝۳۴

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝۳۵

وَلَقَدْ أَسْتَهْزِئُ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝۳۶

اور جب دیکھتے ہیں تمہیں وہ جو کافر ہیں تو نہیں بناتے تم کو مگر تمسخر کیا یہ ہیں وہ جو ذکر کرتے ہیں تمہارے خداؤں کا اور وہ رحمن کی یاد سے منکر ہیں

آدمی پیدا کیا گیا جلد باز عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلد بازی نہ کرو اور کہتے ہیں کب یہ وعدہ آئے گا اگر تم سچے ہو

کسی طرح کافر جانتے اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے اپنے مونہوں سے آگ اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ وہ مدد کئے جائیں

بلکہ وہ ان پر اچانک آئے گی تو انہیں مبہوت کر دے گی اور نہ وہ پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے اور بے شک استہزاء کیا گیا رسولوں کا آپ سے پہلے تو گھیر لیا مسخری کرنے والوں کو ان کے استہزاء نے

### حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ انبیاء - پ ۱

أَوْلَمْ - کیانہ	یَر - دیکھا	الَّذِينَ - انہوں نے جو	كَفَرُوا - کافر ہیں
أَنَّ - کہ بے شک	السَّمَاوَاتِ - آسمان	وَالْأَرْضِ - اور زمین	كَانَتَا - تھے دونوں
رَاقِبًا - بند	فَفَتَقْنَهُمَا - تو ہم نے ان کو جدا کر دیا	وَجَعَلْنَا - اور بنایا ہم نے	وَجَعَلْنَا - اور کیا ہم نے
مِنَ الْمَاءِ - پانی سے	كُلٌّ - ہر	شَيْءٍ - شے کو	حَيٍّ - زندہ
أَفَلَا - کیا نہیں	يُؤْمِنُونَ - ایمان لاتے	وَجَعَلْنَا - اور بنایا ہم نے	فِي الْأَرْضِ - زمین میں
رَأَوِصَى - میخیں	أَنَّ - یہ کہ	تَمَيِّدًا بِهِمْ - نہ کانپیں ان سے	وَجَعَلْنَا - اور کر دیں ہم نے
فِيهَا - اس میں	فَجَاجًا - گلیاں	سُبُلًا - راہیں	
لَعَلَّهُمْ - تاکہ وہ	يَهْتَدُونَ - راہ پائیں	وَجَعَلْنَا - اور بنایا ہم نے	السَّمَاءَ - آسمان کو
سَقْفًا - چھت	مَحْفُوظًا - محفوظ	وَهُمْ - اور وہ	عَنِ آيَاتِنَا - ہماری آیتوں سے
مُعْرِضُونَ - منہ پھیرنے والے ہیں		وَهُوَ - اور وہ	الَّذِي - وہ ہے جس نے
خَلَقَ - پیدا کیا	اللَّيْلِ - رات کو	وَالنَّهَارِ - اور دن کو	وَالشَّمْسِ - اور سورج کو
وَالْقَمَرَ - اور چاند کو	كُلٌّ - ہر ایک	فِي فَلَكٍ - آسمان میں	يَسْبَحُونَ - تیرتے ہیں





ہونا۔ فَفَتَقْنَاهُمَا - فتق بافتح۔ جدا کرنا۔ کھولنا ہے۔

چنانچہ مفسرین نے اس کے معنی چند طریقہ سے بیان کئے ہیں۔ مگر سید المفسرین ابن عباس اور حسن بصری اور اکثر مفسرین اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا مینہ کا ان پر نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا اس سے سبزہ پیدا نہ ہونا ہے۔ اور آسمان کا کھلنا بارش ہے اور زمین کا کھلنا سبزہ اگنا ہے۔

تو فرمایا گیا کہ یہ کافر کیا نہیں دیکھ چکے بلکہ موسم صیف وشتا میں دیکھتے رہتے ہیں کہ بارش نہیں ہوتی زمین خاک اڑانے لگتی ہے گویا آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انہیں کھولتا ہے ادھر بارش آتی ہے ادھر ہر قسم کا سبزہ اگتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ ان آیات میں ابتداء آفرینش عالم کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔

یہاں جملاً بیان فرمایا کہ ایتھر سب ایک جگہ جمع تھا یعنی آسمانوں اور زمین کا مادہ مجتمع تھا اس میں سے ہم نے آسمان جدا کر دیئے اور زمین جدا بنادی۔

یعنی اس میں سے آسمان بنا کر زمین بنائی۔ پھر زمین کی مخلوقات حیوانات، نباتات کو زندہ کیا۔ کُلُّ شَيْءٍ سے بھی مراد مخلوقات ہے۔ اور یہی ایک قسم کی حیات ہے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جمادات کا انعقاد بھی پانی سے ہی ہوا ہے اور ان کا اپنی صورت نوعیہ پر قائم ہونا یہ ان کی حیات ہے۔ چنانچہ اس کے بعد فرمایا:

”وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا“

صاحب تفسیر کشاف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جَعَلْنَا یا تو مفعول کی طرف متعدی ہوگا یا دونوں کی طرف۔

پہلی صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ ہم نے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہ بھی ارشاد ہو چکا ہے۔

وَ اللَّهُ خَلَقَ ذَرِيَّةً مِّنْ مَّاءٍ۔ اس ماء سے مراد یا نطفہ ہے جس سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں اور نطفہ بھی ایک قسم کا پانی ہے۔ یا انہیں پانی کی احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی نہیں اس لئے ان کی زندگی کو پانی کی طرف منسوب کیا جیسے فرمایا۔ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ انسان میں جلدی ہونے کو جلدی سے پیدا ہونے کے ساتھ تعبیر کیا۔ یہ عربی محاورہ میں بولا جاتا ہے۔

دوسری صورت میں یہ معنی ہوں گے وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا۔

أَيُّ بِسَبَبِ الْمَاءِ۔ ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا ہے مِنَ الْمَاءِ مفہوم ثانی کُلُّ شَيْءٍ موصوف حَيًّا۔ صفت مجموعہ مفعول اول۔ مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کی وجہ سے ہوگا۔

اور بعض نے حَيًّا بالنصب بھی پڑھا ہے۔ انہوں نے اسے کُلُّ کی صفت قرار دی ہوگی جس کے معنی یہ ہوں گے کہ کل شے جو حی ہے اسے پانی سے پیدا کیا ہے۔

یابہ مفعول ثانی ہوگا تو یہ معنی ہوں گے کہ ہر ایک شے کو پانی سے زندہ کیا۔

اس صورت میں ہر شے سے مراد حیوان یا نباتات ہوں گے۔

## دفع دخل مقدر

اگر یہ شبہ کسی کے دل میں پیدا ہو کہ جن آگ سے پیدا ہوئے اور فرشتے نور سے خَلَقَهُ مِنْ نُورٍ۔ آدم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام گارے سے پرند بنا کر اس میں پھونک مارتے وہ اڑنے لگتا تھا تو ثابت ہوا کہ سب جاندار پانی سے پیدا نہیں ہوئے۔

اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اَوْلَمَ يَدْرِ فَرَمَا كَرِاشِيَا مَرِي كِي تَخْصِيصَ فَرَمَا كِي ہے اور جو انہیں نظر ہی نہیں آتیں وہ اس میں شامل نہیں۔

تو یہ اکثریت پر فرمایا گیا جسے محاورہ میں تغلیبا کلیہ کہہ دیتے ہیں۔

اور وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَاوِاسِيَا أَنْ تَبْيُذَّ بِهَمَّ۔ کے معنی یہ ہیں كَمِي لَا تَبْيُذَّ۔ یہاں لاعدم التباس کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ راسیہ زمین میں گڑی ہوئی شے کو کہتے ہیں اس کی جمع رواسی ہے جس سے مراد پہاڑ ہیں جو کرۂ ارضی پر جمے ہوئے ہیں اگر یہ نہ ہوتے اور ہوا پانی کی طرح سبک اور خفیف ہوتی تو (زمین) متحرک رہتی پھر اس پر مکان و مکین دونوں نہ رہتے یہ بہت بڑا انعام الہی عزوجل ہے۔

وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَا جَا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ۔ زمین میں تمہارے راہ پانے کو کشادہ راستے رکھے اگر اس کے برعکس سخت اور ناہموار اور دشوار گزار ہی تمام زمین ہوتی جیسے پہاڑ ہیں تو دنیا اس سہولت اور آرام و آسائش سے نہ بستی۔

الْفُجْ۔ الطَّرِيقُ الْوَاسِعُ۔ فُجْ کی جمع فجاج ہے۔ کشادہ راستے کو کہتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا۔ میں آسمان کو چھت سے فوقیت کے لحاظ سے فرمایا اب رہا اس کا محفوظ ہونا۔ یہ چند وجوہ سے ہے۔

ایک یہ کہ وہ گرنے اور بوسیدہ ہونے سے محفوظ ہے۔ گھروں کی چھتوں کی طرح نہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا: وَ يُسَبِّحُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَّ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

دوسرے وہ شیاطین کی آمد و شد سے محفوظ ہے جیسے فرمایا: وَ حَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَاجِيْمٍ۔

تیسرے زمین گویا آنگن ہے اور آسمان چھت اس طرح یہ ایک محفوظ گھر ہے جس میں روشنی کے لئے آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں ہیں اور اسی طرح ثوابت و سیارے۔

تو اس گھر میں جتنے مہمان ہیں سب اس کی نعمت کھاپی رہے ہیں تو ایسا وسیع گھر کس نے بنایا پھر آسمان کی گردش سے صدہا انقلابات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص نشان ہیں جو اس کی سطوت و جبروت پر دلالت کرتے ہیں یہ کافر غور نہیں کرتے بلکہ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهِ مُعْرِضُونَ وہ ہماری نشانیوں سے انحراف ہی میں لیل و نہار گزار رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان تھوڑی دیر بھی ان عجائبات قدرت پر غور کرے جو اس نے آسمانوں میں رکھی ہیں تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس پردہ زنگاری میں کوئی فَعَالٌ لِمَا يَرِيْدُ نہ معلوم کیا کیا کار پردازیاں کر رہا ہے چنانچہ خود یہاں بھی ارشاد ہے جس سے چند نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٣١﴾۔

اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا فرمائے جو اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں اور

یہ کافران سے سبق عبرت نہیں لیتے اور اعراض کرتے ہیں۔ اول تو رات دن کا آگے پیچھے آنا جانا اس میں بے شمار فوائد ہیں۔ رات سونے کے لئے دن کام کرنے کے لئے رات تھکے دماغ کو تازہ کرنے کے لئے دن تلاش معاش کے واسطے۔ رات میں پھلوں کی نشوونما دن میں ان کا پکنا اس کے علاوہ ہزار ہا فوائد ہیں۔ ایسے ہی ماہتاب کا گھٹنا بڑھنا، طلوع وغروب ہونا اس میں تواریخ اور تقویم عمر مرتب ہوتی ہے۔ دنوں کے حساب بنتے ہیں۔

حکمائے قدیم کی ایک بڑی جماعت اس امر کو تسلیم کر چکی ہے کہ آسمان سات ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور ماہتاب پہلے آسمان پر اور ان کی گردشیں گردش فلک کے ساتھ ہیں۔ پھر فلک الافلاک کی گردش ان افلاک میں مختلف حرکات پیدا کرتی ہے۔ انہیں حرکات کا اثر ہے کہ کہیں سردی کہیں گرمی کہیں مرطوب ہوا کہیں خشک پھر

فلک کو سب ہے سلیقہ ستم شعاری میں  
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

پھر آفتاب و ماہتاب اور دیگر ارکان بیان فرما کر پھر انبیاء علیہم السلام سے لے کر تمام مخلوق کا ہمیشہ دنیا میں رہنا نہ رہنا بیان فرماتے ہوئے اصل کائنات، علت تخلیق عالم، موجب تکوین آدم ﷺ کی شان ارفع کا مظاہرہ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:  
وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۗ أَلَّا يَمُوتَ فَهُمْ الْخُلْدُ ۗ وَنَ۔ اور نہیں ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ دنیا میں قیام کیا۔ اے محبوب آپ کو تو دنیا سے رحلت فرمانا ہوا اور وہ سب ہمیشہ دنیا میں رہ جائیں۔ یعنی تمام انبیاء کرام کا دنیا میں ورود آپ کا صدقہ ہے۔ آپ علت تکوین عالم اور سبب تخلیق آدم ہیں اور سب معلول ہیں تو وجود معلول وجود علت پر موقوف ہے تو جب علت ہی نہ رہے تو معلولات کیسے رہ سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر گویا یہ فرمایا کہ آپ دولہا ہیں کائنات کے اور تمام برائی تو دولہا ہی جب نہ رہیں تو برائی کیسے رہ سکتے ہیں۔

تو یہ غافلین عذاب اور مفتونین دنیا بجائے اس کے کہ ہمارے حبیب کا اتباع کریں ہر وقت تمسخر اور استہزاء کرتے رہتے ہیں اور بار بار مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کی رٹ لگا رہے ہیں کہ وہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر سچے ہو تو جلدی قیامت لاؤ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ۔ عنقریب میں اپنی نشانیاں تمہیں دکھاؤں گا جلدی نہ کرو۔“

اس وقت ان کے منہ جھلس رہے ہوں گے یہ اپنے منہ بچانے کی بھی استطاعت نہیں رکھیں گے اور نہ ان کی طرف سے مدد ہوگی۔

اور یہ عذاب اچانک ان پر آئے گا۔

رہا ان کا استہزاء کرنا یہ نئی بات نہیں آپ سے پہلے رسولوں کا بھی اے محبوب استہزاء ہوتا رہا ہے لیکن ان کے استہزاء نے انہیں کو گھیر لیا اور ہلاک کر دیا۔



## مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

”أَوَلَمْ يَرِ الْيَتِيمَ كَثُرُوا أَنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا مَتَاعًا لَّهُمَا“ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے جو کافر ہیں کہ آسمان و زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا اور بتائی ہم نے ہر جاندار شے پانی سے تو کیا اور ایمان نہ لائیں گے۔“

بند ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

یاریہ کہ زمین و آسمان ایک صورت میں ملے ہوئے تھے ان میں رقی یعنی تقاضا حاصل پیدا کیا اور انہیں کھولا۔  
یاریہ معنی ہیں کہ آسمان بائیں معنی بند تھا کہ وہ پرستمانہ تھا اور زمین بائیں معنی بند تھی کہ اس میں سبز و نہاگتا تھا۔  
تو آسمان کا کھولنا بائیں معنی ہوا کہ اس سے بارش کی اور زمین کا کھولنا بائیں معنی ہوا کہ اس میں سبز و اگایا۔  
رقی اور رقی کے لغوی معنی بند ہونے اور کھلنے کے ہیں تفصیل آگے آئے گی۔

”وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ“ کے یہ معنی ہیں کہ پانی کو ہر جاندار شے کے لئے حیات کا سبب بنایا۔  
بعض نے کہا ہر جاندار پانی سے پیدا کیا ہوا ہے۔

بعض کے نزدیک پانی سے نطفہ مراد ہے جس سے جاندار کی پیداوار ہے۔  
چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں:

أَوَلَمْ يَرِ الْيَتِيمَ كَثُرُوا تَجْهِيلٌ لَّهُمْ بِتَضْيِرِهِمْ عَنِ التَّدْبِيرِ فِي الْآيَاتِ التَّكْوِينِيَّةِ الدَّالَّةِ عَلَى عَظِيمِ قُدْرَتِهِ وَتَضَرُّفِهِ وَكَوْنِ جَمِيعِ مَا سِوَاهُ مُتَبَوِّرًا تَحْتَ مَلَكُوتِهِ عَلَى وَجْهِ يَنْشَعُونَ بِهِ وَيَعْلَمُونَ إِنَّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَدَلَ عَنْ عِبَادَتِهِ إِلَى عِبَادَةِ حَجَرٍ أَوْ نَحْوِهِ بِمَا لَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ وَالرُّؤْيَا قَلْبِيَّةٌ أَيْ أَلَمْ يَتَفَكَّرُوا وَلَمْ يَعْلَمُوا۔

آیات کریمہ میں مشرکین کی مقبور تدبیر کی تجہیل ہے جو آیات تکوینیہ کی طرف خیال نہیں کرتے جو صاف قدرت قادر کی عظمت و تصرف پر دل ہے اور صاف واضح کرتی ہے سوائے ذات قادر سب اس کی قدرت کے آگے مقبور ہیں اور سب اسی ذات سے منتفع ہیں اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب قدرت قادر علی الاطلاق اس عظمت و جبروت والی ہے تو انہیں ایسا نہیں چاہئے کہ واجب الوجود اور پتھر دونوں کو برابر معبود ٹھہرائیں اور مثل اس کے ماسوائے حق جنہیں معبود سمجھ رہے ہیں وہ نفع و ضرر کے مالک نہیں ہیں۔

اس لئے ”أَوَلَمْ يَرِ الْيَتِيمَ“ میں رویت قلبی مراد ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ کیا یہ غور نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ

”أَنْ لِّلسَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا مَتَاعًا لَّهُمَا“۔ آسمان اور زمین دونوں رقی تھے تو ہم نے ان میں فتن فرمایا۔“  
اى ذاتى رقى وهو فى الاصل الضم والالتحام خلفة كان ام صنعة ومنه الرتقاء الملتحمة محل الجماع۔ یعنی ملے ہوئے تھے وہ۔ اصل میں ضم اور اتحام کے معنی میں مستعمل ہے اور ضم والتمام ملنے کو کہتے ہیں۔  
پیدائش میں ہوں یا بنانے میں۔ اور اس سے رتقاء ملتحمہ محل جماع میں بھی مستعمل ہے۔

فَفَتَقْنَاهُمَا أُرِيدَ بِالْفَتْقِ وَأَصْلُهُ الْفُضْلُ۔ یہاں ارادہ فتن سے جدا کرنے کا ہے فرمایا جیسے فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ فَرَمَايَا بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْفَطْرَ الشَّقُّ - اس لئے کہ فطر بمعنی پھاڑنا اور چیرنا ہے۔

علامہ کورانی رحمہ اللہ اپنی تالیف جلاء الفہوم میں اس کے معنی معدوم کے بھی کرتے ہیں تو اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے اَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا مَعْدُومَتَيْنِ فَأَوْجَدْنَهُمَا - آسمان وزمین دونوں کتم عدم میں تھے تو ہم نے انہیں منصہ شہود پر لا کر ظاہر فرمایا۔

وَجَاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي رَوَايَةٍ عِكْرِمَةَ وَالْحَسَنِ وَ قَتَادَةَ وَابْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا شَيْئًا وَاحِدًا مُلتَزِمَتَيْنِ فَفَصَّلَ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَهُمَا وَرَفَعَ السَّمَاءَ إِلَى حَيْثُ هِيَ وَأَقْرَبَ الْأَرْضَ -

آسمان اور زمین ایک تھے ملے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں علیحدہ علیحدہ کیا اور آسمان کو اتنا بلند کیا جتنا کہ اب ہے اور زمین کو قائم فرمایا۔

وَ قَالَ كَعْبٌ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مُلتَصِقَتَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ رِيحًا فَتَوَسَّطَهُمَا فَفَتَقْنَهُمَا - کعب اہبار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان ملے ہوئے پیدا فرمائے پھر ہوا پیدا کی اس نے دونوں کے مابین حلول کیا تو دونوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

وَ عَنِ الْحَسَنِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَرْضَ فِي مَوْضِعِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ كَهَيْئَةِ عَلِيَّهَا دُخَانٌ مُلتَصِقٌ بِهَا ثُمَّ أَصْعَدَ الدُّخَانَ وَ خَلَقَ مِنْهُ السَّمَوَاتِ وَأَمْسَكَ الْفَهْرَ فِي مَوْضِعِهَا وَبَسَطَ مِنْهَا الْأَرْضَ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَهُمَا فَجَعَلَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَكَذَلِكَ الْأَرْضُ كَانَتْ مُرتَقَّةً طَبَقَةً وَاحِدَةً فَفَتَقْنَهَا فَجَعَلَ سَبْعَ أَرْضِينَ -

اللہ تعالیٰ نے زمین بیت المقدس میں مثل پتھر کے مکان کے پیدا فرمائی اس پر دھواں تھا جو اس چٹان سے ملا ہوا تھا پھر اس دھویں کو اڑا کر آسمان بنایا اور اس چٹان کو پھیلا کر اس سے زمین بنائی تو سات آسمان بنا کر ایسے ہی زمین ایک طبقہ تھی اس کے بھی سات طبقے فرمائے۔

”وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ - یہاں جَعَلْنَا کے معنی خَلَقْنَا کے ہیں۔ اور پیدا کیا ہم نے۔ تو خلاصہ معنی یہ ہوئے۔ خَلَقْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ حَيَّوَانٍ - یعنی ہر جاندار کو ہم نے پانی سے پیدا فرمایا۔  
قنادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْمَعْنَى خَلَقْنَا كُلَّ نَامٍ مِنَ الْمَاءِ فَيَدْخُلُ النَّبَاتُ وَيُرَادُ بِالْحَيَوَةِ النَّمُو - خلاصہ معنی یہ ہیں کہ ہر بڑھنے والی چیز پانی سے پیدا فرمائی تو اس میں نباتات بھی داخل ہیں اور حیات سے مراد نمو یعنی بڑھنا ہیں۔  
اور قطرب اور ایک جماعت اس طرف ہے الْمُرَادُ بِالْمَاءِ النُّطْفَةُ وَلَا بُدَّ مِنَ التَّخْصِيصِ بِمَا سِوَى الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالْجِنِّ أَيْضًا - پانی سے مراد نطفہ ہے اور لازمی طور پر یہاں ملائکہ اور جنوں کے علاوہ یہ پیداوار فرمائی گئی۔

أَفَلَا يُؤْمِنُونَ - تو یہ کیوں ایمان نہیں لاتے يَعْنِي يَعْلَمُونَ ذَلِكَ فَلَا يُؤْمِنُونَ یہ جان بوجھ کر ایمان کیوں

نہیں لاتے۔

”وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًا أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ- اور کیس ہم نے زمین میں میخیں۔“  
 ائی جبلاً ثوابت جمع راسیة من رسا الشیء اذا ثبت ورسخ۔ یعنی پہاڑوں کو ہم نے قائم کیا۔ لنگریا  
 میخ کی طرح رواسی راسیة کی جمع ہے۔ رسا الشیء عرف میں جب بولتے ہیں جب کہ اسے قائم اور مضبوط کر دیں۔  
 ”أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ- یہ کہ حرکت نہ کرے۔“ ائی کراهة أن تتحرك و تضطرب بهم۔  
 ”وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ- اور بنائے ہم نے اس زمین میں میدان اور راستے تاکہ وہ راہ  
 پائیں۔“

فِجَاج- فِج کی جمع ہے راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں دو پہاڑوں کے درمیانی میدان کونج کہتے ہیں۔  
 زجاج رحمہ اللہ کے نزدیک ہر دو پہاڑوں کے مابین جو راستہ ہو وہ فِج ہے۔  
 بعض کہتے ہیں ہر مطلق میدان فِج ہے عام اس سے کہ دو پہاڑوں کے مابین ہو یا نہ ہو۔  
 ”سُبُلًا-“ دوسری جگہ سورہ نوح میں بھی ارشاد ہے۔ لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا۔ دونوں میں فرق صرف یہ ہے  
 کہ اگر کشادہ ہو تو سبل ہے اور گلی کی صورت میں ہو تو فِج ہے جیسے فرمایا مِنْ كُلِّ فِجٍّ عَمِيقٍ۔ گہری گلیوں سے۔  
 ”لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ- تاکہ ہماری کمال قدرت کا معائنہ کر کے راہ پائیں۔“  
 ”وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا- اور ہم نے آسمان کو بنایا محفوظ چھت۔“  
 کہ اتنے طویل زمانہ میں اس پر کوئی تبدل و تغیر نہیں آیا اور وَلَا يُنَافِيهِ أَنَّهَا تُطْوَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَطَيِّ السَّجْلِ  
 لِلْكَتُبِ۔ اور آسمان کے پھٹنے کی خبر اس سقف محفوظ کے منافی نہیں اس لئے کہ جب تک یہ ہے محفوظ ہے جب لپیٹا جائے گا  
 جب اور کیفیت ہوگی۔

فراء کے نزدیک سقف محفوظ سے مراد استراق سم بالرجوم شیطین جب اڑ کر گفتگو ملائکہ کو چرانا چاہتے ہیں تو انہیں رجم کیا  
 جاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ إِنَّ  
 السَّمَاءَ سَقْفٌ مَرْفُوعٌ وَ مَوْجٌ مَكْفُوفٌ تَجْرِي كَمَا يَجْرِي السَّهْمُ مَحْفُوظَةٌ مِنَ الشَّيَاطِينِ۔  
 ”وَهُمْ عَنِ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ- اور مشرک ہماری ان نشانیوں سے منحرف ہیں۔“

یعنی آسمانی کائنات۔ سورج۔ ستارے۔ چاند اور اپنے اپنے دائروں میں ان کی حرکات کی کیفیت اور اپنے اپنے مطالع  
 سے ان کا طلوع و غروب اور ان کے احوال و عجائبات جو صانع مطلق کے وجود اور ان کی وحدت و کمال قدرت و حکمت پر  
 دلالت کرتے ہیں کفار ان سب سے انحراف و اعراض کرتے ہیں اور ان دلائل قدرت سے وجود باری کا اعتراف نہیں کرتے۔  
 حَيْثُ قَالَ الْأَلْوَيْسِيُّ:

بأنه لما كان كل واحد مما فيها كافيًا في الدلائل على وجود الصانع و صفات كماله۔  
 ”وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ- اور وہی خدا تھا جس نے



بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند ہر ایک ایک دائرہ میں پھر رہا ہے۔“  
رات اس لئے بنائی کہ اس میں آرام کریں۔ سکون لیں۔ تھکا دماغ بحال کریں اور دن اس لئے کہ اس میں تلاش معاش ہو اور اپنے لوازمات حیات حاصل کریں پھر اتنا مضبوط نظام کہ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ۔ سورج چاند کو نہیں پکڑ سکتا۔

اب اگلی آیت کا شان نزول یہ ہے کہ دشمنان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ضلال و عناد میں یہ کہتے تھے کہ ہم حوادث زمانہ کے منتظر ہیں عنقریب وہ وقت آئے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی اور یہ سب نظام درہم برہم ہو جائے گا اس کا جواب دیا گیا کہ  
”وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۗ أَفَأَنْ يَمُوتَ فَهُمْ الْخُلْدُ ۗ وَنَ ۙ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبَلُّوْكُمْ بِاللَّسْرِ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَالْإِنْتَانُ تُرْجَعُونَ۔ اور نہیں کیا ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ دنیا میں رہنا تو کیا تم اگر دنیا سے انتقال فرماؤ گے تو یہ رہ جائیں گے۔ ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور پھر ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔“

خلد سے مراد خلود اور بقاء ہے دنیا میں جو حکمت تکوینیہ کے خلاف ہے اور اسی طرح حکمت تشریحیہ کے بھی مخالف ہے۔  
وَقِيلَ الْخُلْدُ الْمَكْتُ الطَّوِيلُ۔ ایک قول ہے کہ خلد سے مراد بہت لمبی عمر تک دنیا میں رہنا ہے۔  
اور اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے حیات خضر کو بھی بعض نہیں مانتے اگرچہ اس پر بحث بھی کی گئی ہے اور استدلال کو صحیح قرار نہیں دیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون تکوینیہ اور حکمت شرعیہ کے ماتحت اکثر یہ فرمایا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کلیہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بھی ہاتھ اٹھالیا۔ باوجود قانون حکمت و تکوین کے وہ قادر علی الاطلاق ہے۔

چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھانا بھی حکمت تکوینیہ سے بالاتر تھا لیکن ایسا ہوا اور اس نے کیا اس پر کسی کو اعتراض کی مجال نہیں۔ آگے ارشاد ہے:

”أَفَأَنْ يَمُوتَ فَهُمْ الْخُلْدُ ۗ وَنَ ۙ كَمَا أَنَّهُ قِيلَ أَفَأَنْ يَمُوتَ فَهُمْ الْخُلْدُ ۗ وَنَ ۙ حَتَّى يَشْتَمُوا بِمَوْتِكَ۔ گویا یہ فرمایا کہ اے محبوب آپ کے انتقال کا یہ جب انتظار کریں جبکہ خود ہمیشہ دنیا میں رہیں نہیں بھی اسی راستے جانا ہے تو باتیں بنانا اور بغلیں بجانا لغو ہے۔ اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

تَمَنَّى رِجَالٌ أَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمْتُ فَتِلْكَ سَبِيلٌ لَسْتُ فِيهَا بِأَوْحَدٍ  
فَقُلْ لِلدِّيِّ يَبْغِي خِلَافَ الدِّيِّ مَضَى تَزْدَدُ لِأَخْرَى مِثْلِهَا فَكَانَ قَدْ

لوگ میرے مرنے کی آرزو کرتے ہیں اگر میں مر گیا تو یہ وہ راستہ ہے کہ اس میں ہی تنہا جانے والا نہیں کہو اسے جو چاہتا ہے خلاف اس کے جو گزرا۔ جمع کر لے آخرت کے لئے مثل اس کے کہ اسے بھی وہ ہی راہ

ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا:

”كُلُّ نَفْسٍ ذَا آيَةٍ الْمَوْتِ هِرْجَانٌ كَمَوْتِ كَا مَزْرَهٍ چکھنا ہے۔“

یہ برہان ہے ان پر جو اپنے خلود اور دوسروں کے انتقال کے منتظر ہیں۔ گویا وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ پر تاکید اور شاد ہوا۔

اور موت شیخ اشعری کے نزدیک اس کیفیت و جود کی کا نام ہے جو حیات کے متضاد ہو حیث قال۔

وَالْمَوْتُ عِنْدَ الشَّيْخِ الْأَشْعَرِيِّ كَيْفِيَّةٌ وَجُودِيَّةٌ تُضَادُّ الْحَيَاةَ۔

اور علامہ اسفرائینی فرماتے ہیں إِنَّهُ عَدَمُ الْحَيَاةِ عَمَّا مِنْ شَأْنِهِ الْحَيَاةُ بِالْفِعْلِ فَيَكُونُ عَدَمُ تِلْكَ الْحَيَاةِ كَمَا فِي الْعَمَى الطَّارِي عَلَى الْبَصْرِ لَا مُطْلَقُ الْعَمَى فَلَا يَلْزَمُ كَوْنُ عَدَمِ الْحَيَاةِ عَنِ الْجَنِينِ عِنْدَ اسْتِعْدَادِهِ لِلْحَيَاةِ مَوْتًا۔ وہ حیات کا عدم ہے شان حیات سے بالفعل تو ایسی حیات کا عدم ایسا ہے جیسے بصر پر غمی کا طاری ہو جانا نہ کہ مطلق غمی تو عدم حیات لازم نہیں آتی جبکہ اس جنین میں استعداد حیات ہوتی ہے جو ابھی شکم مادر میں ہے۔

وَعَنِ الْأُسْتَاذِ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَوْتِ الْأَخِرَةَ وَالْحَيَاتِ الدُّنْيَا۔ استاذ سے ایک قول ہے کہ موت سے مراد آخرت ہے اور حیات سے مراد دنیا ہے۔

اور افاضل فلاسفہ کے نزدیک موت کیا ہے إِنَّهُ تَعَطُّلُ الْقُوَى لِانْطِفَاءِ الْحَرَارَةِ الْغَرِيزِيَّةِ الَّتِي هِيَ التُّهَّا فَإِنَّ كَانَ ذَلِكَ لِانْطِفَاءِ الرُّطُوبَةِ الْغَرِيزِيَّةِ فَهُوَ الْمَوْتُ الطَّبَعِيُّ وَالْأُفْهُوَ الْغَيْرُ الطَّبَعِيُّ۔ وَالنَّاسُ لَا يَعْرِفُونَ مِنَ الْمَوْتِ إِلَّا انْقِطَاعَ تَعَلُّقِ الرُّوحِ بِالْبَدَنِ التَّعَلُّقُ الْمَخْصُوصُ وَ مُفَارَقَتُهَا إِيَّاهُ۔

موت نام ہے قوی کے معطل ہونے کا بہ سبب انطفاء حرارت غریزی جو آلہ حیات ہے تو اگر یہ انقطاع رطوبت غریزیہ کا ہو تو وہ موت طبعی ہے ورنہ غیر طبعی۔

اور عامۃ الناس موت کو صرف اس طرح جانتے ہیں کہ اگر انقطاع تعلق روح بدن سے ہو جائے تو موت ہے ورنہ حیات ہے۔

پھر اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ ہر زندہ کے لئے موت ہے یا نہیں مثلاً ملائکہ اور حوران بہشتی کے تو اس پر بعض نے تو کہا إِنَّ الْكُلَّ يَمُوتُونَ وَلَوْ لَحْظَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ سب کو مرنا ہے اگرچہ وہ ایک لحظہ اور آن کے لئے ہی کیوں نہ ہو بہ سبب فرمان الہی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کے۔

بعض کہتے ہیں إِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ لِذِلَالَةِ بَعْضِ الْأَخْبَارِ عَلَى ذَلِكَ۔ ملائکہ اور حوران نہیں مرے گئے بدلیل اخبار جو اس پر وارد ہیں۔

اور وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ۔ یہاں صعق کے متعلق کہتے ہیں۔ كُلُّ صَعِقٍ مَوْتٌ۔ ہر صعق موت ہے تو آسمان زمین میں جو بھی ہے وہ ضرور موت پائے گا۔ چنانچہ انبیاء کرام کا مرتبہ چونکہ ملائکہ سے بلند ہے ان کی موت پر اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں۔ منقول از حدائق بخشش۔

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے

مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

پھر مثل سابق دینی حیات جسمانی ہے

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس پر بہت لمبی بحث کی ہے بقدر ضرورت ہم نے مختصر پراکتفا کیا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

”وَنَبَلُّوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ۔ اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

اور ہم آزمائش کرتے ہیں شر و خیر سے یعنی راحت و تکلیف تندرستی و بیماری اور ناداری اور دولت مندی سے نفع اور نقصان سے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ صبر کے موقع پر تم کیسے رہے صبر کیا یا نہیں اور شکر کے مدارج میں تمہارا کیا مقام ہے اور جب تم ہماری طرف لوٹو گے تو تمہیں جزا سزا مل جائے گی۔

خیر و شر پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ چند قول نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا الشَّدَّةُ وَالرِّخَاءُ۔ خیر و شر سے مراد سختی اور فراخی ہے۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَالْغِنَى وَالصِّحَّةُ۔ خیر و شر سے مراد تنگ دستی اور بیماری اور وسعت و غنی اور صحت ہے۔

علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے کبھی آسانیاں رکھیں تاکہ شکر کریں اور کبھی مضار و تکالیف رکھیں تاکہ وہ صبر کریں۔

تو بخ و کرم اور محنت و بلا دونوں امتحان ہیں۔

جب بخ و کرم ہو تو اس کا امتحان ہوتا ہے کہ شاکر رہتا ہے یا دولت کی خوشی میں پھول کر ہم کو بھول جاتا ہے۔

اور محنت و بلا میں وہ صبر کرتا ہے یا کفور میں ہو جاتا ہے۔

اور اگر دیکھا جائے تو محنت و بلا کے مقابل بخ و کرم اعظم بلا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بُلِينَا بِالضَّرِّاءِ فَصَبْرُنَا وَبُلِينَا بِالسَّرَّاءِ فَلَمْ نَصْبِرْ تَكْلِيفٌ مِّنْ جِبِّ

ہمارا امتحان ہو تو ہم صبر کرتے ہیں اور فراخی و وسعت میں ہمارا امتحان ہو تو صبر نہیں کرتے۔

چنانچہ حضرت اسد اللہ شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مَنْ وَسِعَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ فَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ مُكْرِبُهُ فَهُوَ

مَخْدُوعٌ عَنِ عَقْلِهِ۔ جس پر دنیا وسیع ہو اور وہ نہیں جانتا کہ وہ دھوکے میں ہے تو اس کی عقل مخدوع ہے آگے ارشاد ہے:

”وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۗ أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ إِلَهُكُمْ ۗ وَهُمْ يَذْكُرُونَ الرَّحْمٰنِ

هُمْ كَفَرُوا ۗ ﴿٣٠﴾ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۗ سَأُوْرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣١﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٢﴾

گنتم صدیقین ﴿٣٢﴾

اور جب دیکھتے ہیں آپ کو کافر تو آپ کے ساتھ مذاق بناتے ہیں (اور بکتے ہیں) کیا یہی وہ ہیں جو تمہارے خداؤں کو

برا کہتے ہیں اور وہ رحمن کی یاد سے منکر ہیں۔ آدمی بنایا گیا ہے جلد باز اب میں عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا تو جلد

بازی نہ کرو اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔“

ان آیات میں پہلی آیت ابو جہل کے حال پر آئینہ داری فرماتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ تشریف لے جا رہے



تھے تو ابو جہل نے دیکھا اور ہنسنے لگا۔ پھر بولابنی عبد مناف کے نبی ہیں پھر آپس میں بکواس کرنے لگا کہ ہم رحمٰن کو تو نہیں جانتے اس جہل و ضلال پر مبتلا ہونے کے باوجود وہ آپ سے تمسخر کرتے ہیں شرماتے اور سوچتے نہیں کہ یہ تمسخر انہیں اپنے حال پر کرنا چاہئے کہ پتھروں درختوں اور اللہ کے بندوں کو معبود بنائے ہوئے ہیں۔

اور دوسری آیت خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ نضر بن حارث کے جواب میں ہے یہ کہتا تھا کہ عذاب جب واقعہ میں آنا ہے تو جلدی کیوں نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا کہ اگر آپ کی پیش گوئی صحیح ہے۔ تو مَتَى هَذَا الْوَعْدُ۔ کب تک وہ پوری ہوگی۔

اس پر ارشاد ہوا کہ انسان جلد باز ہی بنایا گیا ہے۔ ہم عنقریب انہیں دنیا میں اول اپنا عذاب دکھائیں گے چنانچہ بدر کا منظر ان کی نظر کے سامنے آ گیا۔

اور جلدی نہ کرو آخرت کا عذاب بھی عنقریب آیا ہی سمجھو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ سَبَبُ نَزُولِ الْآيَةِ عَلَى مَا أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ السُّدِيِّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى أَبِي سُفْيَانَ وَ أَبِي جَهْلٍ وَ هُمَا يَتَحَدَّثَانِ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو جَهْلٍ ضَحِكَ وَقَالَ لِأَبِي سُفْيَانَ هَذَا نَبِيُّ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ فَغَضِبَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ مَا تُنْكِرُ أَنْ يَكُونَ لِبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ نَبِيٌّ فَسَمِعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى أَبِي جَهْلٍ فَوَقَعَ بِهِ وَ خَوْفَهُ وَقَالَ مَا أَرَاكَ مُنْتَهِيًا حَتَّى يُصِيبَكَ مَا أَصَابَ عَمَّكَ الْوَلِيدَ بْنَ الْمُغِيرَةَ وَقَالَ لِأَبِي سُفْيَانَ أَمَا إِنَّكَ لَمْ تَقُلْ مَا قُلْتَ إِلَّا حَمِيَّةً وَأَنَا أَرَى أَنْ أَنْقَلِبَ لَا يُثَلِّجُ لِكُونَ هَذَا سَبِيًّا۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ خُلِقَ الْإِنْسَانُ سے مراد نضر بن حارث ہے اور یہ آیت اسی کے حق میں نازل ہوئی جب اسْتَعْجَلَ الْعَذَابَ بِقَوْلِهِ اللَّهُمَّ إِنَّ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ جبکہ اس نے عذاب مانگنے میں عجلت کی اور کہا الہی اگر یہ سچے ہیں تیری طرف سے تو برسادے ہم پر پتھر آسمان سے یا لاکوئی دردناک عذاب۔

وَقِيلَ الْعَجَلُ الطِّينُ بُلْغَةَ حَمِيرٍ۔ وَأَنْشَدَ أَبُو عُبَيْدَةَ لِبَعْضِهِمْ۔

النَّبْعُ فِي الصَّخْرَةِ الصَّمَاءِ مُنْبَتَةٌ وَالنَّخْلُ مُنْبَتَةٌ فِي الْمَاءِ وَالْعَجَلُ

چشمہ ٹھوس چٹان سے نکلتا ہے اور درخت کا نکلنا پانی اور کچھڑ میں سے ہے۔

تو محاورہ حمیر سے عجل کے معنی کچھڑ کے ہیں۔

علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں يَكُونُ الْقَصْدُ عَلَيْهِ تَحْقِيرُ شَانِ جِنْسِ الْإِنْسَانِ تَتِمِيمًا لِمَعْنَى

التَّهْدِيدِ۔ علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس میں انسان کی تحقیر شان مقصود ہے اور اس طرح اتمام تہدید فرمایا گیا چنانچہ فرمایا:

”سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ۔ وَالْحِطَابُ لِلْكَفَرَةِ الْمُسْتَعْجِلِينَ۔“ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں

دکھاؤں گا جلدی نہ کرو۔“ اس میں ان کافروں کو خطاب ہے جو عذاب آنے میں جلدی کرتے تھے۔

وَتِلْكَ الْإِرَاءَةُ فِي الْآخِرَةِ۔ اور یہ دکھانا آخرت میں ہوگا۔

وَقِيلَ فِيهَا وَفِي الدُّنْيَا۔ ایک قول ہے کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انہیں دکھایا جائے گا۔

”وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔“ اِى وَقْتُ وَقُوعِ السَّاعَةِ الْمَوْعُودِ بِهَا وَ كَانُوا يَقُولُونَ ذَالِكَ اسْتَعْجَالًا بِمَجِيئِهِ بِطَرِيقِ الْاِسْتِهْزَاءِ وَالْاِنْكَارِ۔ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو۔ یعنی عذاب قیامت جس کا وعدہ ہے وہ کب آئے گی اور یہ کہنا ان کا استعجالاً بطریق استہزاء اور انکار کے تھا چنانچہ اس کا جواب دیا گیا:

”لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينٍ لَا يَكْفُونُ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝“ اگر جان لیتے کافر اس وقت کو جب کہ نہ روک سکیں گے اپنے چہروں سے آگ اور نہ اپنی پشت سے اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔ یعنی اگر یہ کافر و منکرین اس عذاب کی کیفیت جان لیتے تو کفر پر قائم ہی نہ رہتے اور عذاب میں بھی جلدی نہ کرتے یہ عجلت اپنی جہالت کی بنا پر کر رہے ہیں وَهُوَ الْوَقْتُ الَّذِي تُحِيطُ بِهِمُ النَّارُ فِيهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَ تَخْصِيصُ الْوُجُوهِ وَالظُّهُورِ بِالذِّكْرِ بِمَعْنَى الْقُدَامِ وَالْخَلْفِ لِكُونِهِمَا أَشْهَرَ الْجَوَانِبِ وَاسْتِلْزَامِ الْاِحَاطَةِ بِهِمَا۔ وہ ایسا وقت ہوگا کہ گھیر لے گی انہیں آگ ہر جانب سے اور ذکر میں تخصیص چہرے اور پشت کی بہ معنی آگے پیچھے ہیں اس وجہ میں منہ اور پشت جانب مشہور ہے اور اس سے احاطہ مستلزم ہے اس کے بعد اس عذاب کے آنے کا حال فرمایا جاتا ہے۔

”بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ۔“ (وہ اس عذاب کا وقت پوچھ رہے ہیں) بلکہ وہ ان کے پاس اچانک آئے گا اور ایسا آئے گا کہ انہیں مبہوت اور بدحواس اور متحیر کر دے گا۔ کہ ان میں کوئی اسے رد کرنے کی قوت نہ رکھیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

بَغْتَةً کے معنی فَجَاءَةٌ ہیں۔ اور فِجَاءَةٌ اچانک بے خبری میں آنے کو کہتے ہیں۔

فَتَبْهَتُهُمْ کے معنی تَدْهَشُهُمْ وَ تُحَيِّرُهُمْ کے ہیں تو انہیں مبہوت اور بدحواس اور متحیر کر دے گا۔

وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ اِى لَا يُمْهَلُونَ لِيَسْتَرِيحُوا طَرْفَةَ عَيْنٍ۔ لَا هُمْ يُنظَرُونَ کے معنی نہ ڈھیل دیئے جائیں گے یعنی پلک جھپکنے کی مدت بھی انہیں استراحت و آرام نہ ملے گا جیسے دنیا میں مہلت ملی ہوئی ہے توجہ کے لئے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے ان کے استہزاء اور جھٹلانے پر چنانچہ ارشاد ہے:

”وَلَقَدْ اِسْتَهْزِئُ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔“ اور بے

شک آپ سے قبل اگلے رسولوں کے ساتھ بھی استہزاء کیا گیا تو گھیر لیا انہیں ان کے استہزاء نے انہی کو۔“

حَاقَ کے معنی اِحَاطَ یا حَلَّ کے ہیں یعنی گھیر لیا گیا ان پر عذاب۔ وَ الْحَقِيقُ مَا يَشْتَمِلُ عَلَى الْاِنْسَانِ مِنْ مَّكْرُوهِهِ فِعْلُهُ۔ ضَمٌّ وَهُوَ جَوَانِسَانِ پَر تَكْلِيفِ كِي صَوْرَتِ مِيں اِسْ كِي فَعْلِ كِي بَدَلِ مِيں هُو۔

خلاصہ معنی یہ ہیں

اِى فَنزَلَ بِهِمْ جَزَاءَ اِسْتِهْزَائِهِمْ عَلَى بِنَاءِ ظُهُورِ الْاَعْمَالِ۔ یعنی ان پر بدلہ استہزاء کا عذاب کی صورت

میں نمودار ہو گیا۔

## بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

اے محبوب انہیں فرمائیے کہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات دن رحمن سے بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منحرف ہیں کیا ان کے چند خدا ہیں جو روکتے ہیں ان سے ہمارا عذاب حالانکہ وہ اپنی جان بھی نہیں بچا سکتے اور نہ وہ ہماری طرف سے اس کی یاری کریں

بلکہ ہم نے متمتع کیا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو حتیٰ کہ دراز کی ان پر عمران کی کیا نہیں دیکھتے کہ ہم لارہے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے اس کے کناروں سے یعنی مسلمانوں کو فتح دے رہے ہیں تو کیا وہ غالب ہوں گے فرما دیجئے کہ میں تو صرف تمہیں ڈراتا ہوں وحی سے اور نہیں سنتے بہرے آواز جب ڈرائے جائیں

اور اگر چھو جائے انہیں ہوا عذاب کی تمہارے رب کی طرف سے تو یقیناً کہیں ہائے خرابی ہم بے شک ظالم تھے اور رکھیں گے ہم عدل کی ترازوئیں بروز قیامت تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر چہ ہورائی کے دانے کے برابر تو ہم لائیں گے اسے اور ہم کافی ہیں حساب کو اور بے شک دیا ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ اور روشنی اور نصیحت ان پر ہیزگاروں کو

جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بغیر دیکھے اور وہ قیامت سے خوفزدہ ہیں

اور یہ ہے ذکر برکت والا کہ ہم نے اتارا تو کیا تم اس سے منکر ہو

قُلْ مَنْ يَّكَلِّمُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۗ  
بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۳۳﴾  
أَمْ لَهُمُ إِلٰهَةٌ تَنْعَمُ لَهُمْ مِنْ دُونِنَا ۗ لَا يَسْتَطِيعُونَ  
نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُونَ ﴿۳۴﴾

بَلْ مَتَّعْنَا هَؤُلَاءِ وَاٰبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ  
الْعَمْرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا  
مِّنْ أَطْرَافِهَا ۗ أَفَهُمُ الْغٰلِبُونَ ﴿۳۵﴾

قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۗ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ  
الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنَادِرُونَ ﴿۳۶﴾

وَلِيِّنْ مَّسَّتْهُمُ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ  
لَيَقُولُنَّ يُوَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِينَ ﴿۳۷﴾

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا  
تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۗ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ  
خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَٰحِسِينَ ﴿۳۸﴾

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءًا  
ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۳۹﴾

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِّنْ  
السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿۴۰﴾

وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۗ أَفَأَنْتُمْ لَهُ  
مُنْكَرُونَ ﴿۴۱﴾

## حل لغات چوتھا رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

يَّكَلِّمُكُمْ - نگہبانی کرتا ہے تمہاری  
مِنَ الرَّحْمٰنِ - رحمن سے بلکہ  
رَبِّهِمْ - اپنے رب سے  
مُعْرِضُونَ - منہ پھیرنے

مَنْ - کون  
وَالنَّهَارِ - اور دن  
عَنْ ذِكْرِ - یاد

قُلْ - کہہ  
بِاللَّيْلِ - رات  
هُمْ - وہ



والے ہیں	اَمْرٌ - کیا	لَهُمْ - ان کے	الِیْهَةِ - خدا ہیں
تَمَنَعُوْهُمْ - جو بچائیں ان کو	مِنْ دُوْنِنَا - ہمارے سوا	لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ - نہیں طاقت رکھتے وہ	ہُمْ - وہ
نَصْرًا اَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کی مدد کی	وَلَا - اور نہ	یُصْحَبُوْنَ - یاری کئے جائیں	بَلْ - بلکہ
مِنَّا - ہم سے	وَاٰبَاءَهُمْ - اور ان کے باپوں کو	عَلَيْهِمْ - ان پر	اَنَا - ہم
هُوَ لَا اِیَّانَ کُو	طَالَ - لمبی ہوگی	یَرُوْنَ - دیکھتے کہ	نَنْقُصُهَا - کم کرتے ہیں ہم اس کو
اَقْفَهُمْ - کیا وہ	الْغَلْبُوْنَ - غالب ہوں گے	قُلْ - کہہ	اِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں
اَنْذِرْكُمْ - ڈراتا ہوں میں تمہیں	بِالْوَحْيِ - وحی سے	وَلَا - اور نہیں	اِذَا مَا - جبکہ وہ
یَسْمَعُ - سنتا	الصُّمُّ - بہرا	مَسْتَهْمٌ - پہنچے ان کو	نَفْحَةٌ - لپک
یُنْذِرُوْنَ - ڈرائے جائیں	وَلٰیۡنٌ - اور اگر	لِیَقُوْلُنَّ - تو ضرور کہیں گے	یُوۡیَلِّنَا - ہائے افسوس
مِّنْ عَذَابٍ - عذاب	رَآبِکَ - تیرے رب کی	ظَلَمِیۡنٌ - ظالم تھے	وَنَضَعُ - اور رکھیں گے ہم
اِنَّا - بے شک	کُنَّا - ہم ہی	لِیَوْمِ - دن	الْقِیَمَةِ - قیامت کے
الْمَوَازِیۡنِ - ترازو	الْقِسْطِ - انصاف کی	شَیْءًا - کچھ بھی	وَاِنْ - اور اگرچہ
فَلَا تُظَلَمُ - تو نہ ظلم کیا جائے گا	نَفْسٌ - کوئی آدمی	حَبَّةٌ - ایک دانہ	مِّنْ خَرَدٍ - رائی کے
کَانَ - ہو	مِثْقَالٍ - برابر	وَکَفٰی - اور کافی ہیں	بِنَا - ہم
اَتٰیۡنَا - تو لائیں گے ہم	بِهَا - اس کو	اَتٰیۡنَا - دیئے ہم نے	مُوسٰی - موسیٰ
حَسِبٰۡنَ - حساب لینے والے	وَلَقَدْ - اور بے شک	وَضِیَآءٌ - اور روشنی	وَذِکْرًا - اور نصیحت
وَهٰرُوْنَ - اور ہارون کو	الْفُرْقَانَ - معجزے	الَّذِیۡنَ - وہ جو	یَخْشَوْنَ - ڈرتے ہیں
لِلْمُتَّقِیۡنَ - پرہیزگاروں کے لئے	رَبَّهُمْ - اپنے رب سے	وَهُمْ - اور وہ	مِّنَ السَّاعَةِ - قیامت سے
مُشْفِقُوْنَ - خوفزدہ ہیں	وَهٰذَا - اور یہ	ذِکْرٌ - ذکر ہے	مُبٰرَکٌ - برکت والا
اَنْزَلْنٰهُ - اتارا ہم نے اس کو	اَفَاَنْتُمْ - کیا تم	لَهُ - اس کے	مُنْکِرُوْنَ - منکر ہو

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ انبیاء - پ ۱

يَكَلِّمُكُمْ - اے ای یحفظکم من الرحمن من ناسہ۔ یصحبون بقول ما زین اصبح الرجل اذا منعتہ۔ سے ہے یہاں صحبت کے معنی نہیں۔

بعض کا قول ہے کہ اگر صحبت کے معنی یہاں لئے جائیں تو نصرت و معاونت کے معنی میں لیا جائے گا۔

## خلاصہ

پہلے رکوع میں عذاب کا آگے پیچھے سے محیط ہونا فرمایا تھا جسے کفار روکنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔ اب فرمایا کہ اگر دنیا میں بھی رات دن میں ان پر کوئی بلا نازل ہو جائے تو اسے بھی یہ کب روک سکتے ہیں۔ بجز رحمن و رحیم کے کہیں ان کا کوئی محافظ نہیں ہو سکتا تو ان سے پوچھئے کہ

مَنْ يَكْفُرْكُمْ - يَعْنِي مَنْ يَحْفَظُكُمْ مِنَ الرَّحْمَنِ مِنْ بَأْسِهِ - کوئی نگہبانی کرنے والا ہے عذاب رحمن سے تمہاری اور اس کا تمہیں بھی اقرار ہے کہ ہر عذاب سے نجات دینے والا اللہ ہی ہے۔

اور رحمن کے ساتھ اپنی ذات پاک کا تعارف کرانے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ محافظت محض اقتضاء رحمت سے ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں ہیں۔

دوسرے یہ بھی ظاہر فرمانا مقصود ہے کہ جنہیں تم پوجتے ہو ان میں کون ہے جو ہماری بھیجی بلا کو روک سکے۔

پھر اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ جنہیں تم پوج رہے ہو وہ تو اپنی حفاظت بھی کرنے کے قابل نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں دیدہ و دانستہ کر رہے ہیں گویا بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ۔ ہماری یاد سے اعراض و انحراف کر رہے ہیں۔

پھر اس کی وجہ بھی بیان فرمائی گئی کہ ان کا یہ اعراض و تمرد کچھ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ہم نے اس دار دنیا میں جس کا آنگن اور صحن زمین ہے جس کی چھت آسمان ہے جس کی قدیلیں چاند اور سورج ہیں۔ ان کی پشتہا پشت کو اپنے فضل و کرم سے انواع و اقسام کی نعمتوں سے متمتع کیا جن سے متمتع حاصل کرتے کرتے یہ لوگ یہ سمجھنے لگ گئے کہ یہ سب کچھ ہمارے مساعی اور جدوجہد کا نتیجہ ہے اور ہمیشہ سے یہ نظام ایسے ہی چل رہا ہے اور اسی طرح چلتا رہے گا۔ غرضیکہ ہماری نعمتیں کھا کر مست و مغرور ہو گئے ہیں۔

تو اب ہم انہیں مٹادیں گے اور اپنے پرہیزگار بندوں کو غالب کریں گے اور اس پر آگے ارشاد ہوا:

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا - جس کے خلاصہ معنی یہی ہیں کہ متمردين و مشرکین جو عذاب مانگ رہے ہیں اور عجلت کر رہے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ سرزمین عرب کو ہم نے اس کے کناروں سے کم کرنا شروع کر دیا ہے حتیٰ کہ مکہ معظمہ کے ارد گرد دور دور تک بڑے بڑے سرکش مر رہے ہیں اور اسلام ترقی کر رہا ہے زمین سے کفر و ضلالت کم ہوتی جا رہی ہے اسلام پھیل رہا ہے۔

سید المفسرین ابن عباس اور مقاتل و کلبی علیہم رضوان کہتے ہیں نَنْقُصُهَا سے مراد اسلام کے لئے شہروں کا فتح ہونا ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا مراد ہے۔

اور ہر دو اقوال میں پہلے قول کو ترجیح ہے۔

لیکن ایک شبہ یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ

اگر یہ سورہ کی ہے تو جہاد بعد ہجرت فرض ہوا ہے اور زمین کفر میں کمی بلا جہاد نہیں ہو سکتی۔

تو نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا کیونکر صحیح ہوگا اس کا جواب علامہ سیوطی نے اتقان میں یہ دیا ہے کہ یہ آیات مدنی ہیں۔





رات کے کسی حصہ میں آتے ہیں اور مِنَ الرَّحْمٰنِ۔ رحمانیت کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ وہ ہوش کریں اور سمجھیں کہ حفاظت ان کے لئے اگر ہوتی ہے تو رحمت حق تعالیٰ سے ہوتی ہے ورنہ وہ اس حفاظت کے متعلق نہیں ہیں۔

”بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ۔ بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منحرف ہیں۔“

اور اس انحراف ہی کی وجہ سے ان کے دل عذاب الہی سے بے خوف ہیں اور اس انحراف کی بناء پر وہ اپنے محافظ حقیقی کو نہیں پہنچاتے۔

”أَمْ لَهُمُ الْإِهَّةُ تَتَّبِعُهُمْ مِنْ دُونِنَا۔ کیا ان کے چند معبود ہیں جو انہیں ان کے خیال میں بچائے ہوئے ہیں ہمارے سوا ہم سے۔“ حالانکہ وہ

”لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ۔ اتنی استطاعت بھی نہیں رکھتے کہ اپنی جانوں کو بھی بچا سکیں۔“

”وَلَا هُمْ مِّنَّا يَصْحَبُونَ۔ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَيَدْفَعُوا عَنْهَا مَا يَنْزِلُ بِهَا وَلَا هُمْ مِّنَّا يَصْحَبُونَ بِنَصْرِ أَوْ بِمَنْ يَدْفَعُ عَنْهُمْ ذَلِكَ مِنْ جِهَتِنَا فَهُمْ فِي غَايَةِ الْعِجْزِ۔ اور نہ انہیں وہاں وہ ملیں جن کی صحبت ان کی مدد کر سکے اور وہ ان کے ذریعہ بلا و مصیبت کو دفع کر سکیں تو وہ غایت عجز اور مجبوری میں ہوں گے۔“

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں إِنَّهَا لِلْكَفَرَةِ عَلَى مَعْنَى لَا يَسْتَطِيعُ الْكُفَّارُ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ بِالْهَيْتِهِمْ وَلَا يَصْحَبُهُمْ نَصْرٌ مِّنْ جِهَتِنَا۔ یہ حال کفار کا ہوگا کہ وہ اپنی جانوں کی بھی مدد نہ کر سکیں گے اور نہ اپنے معبودوں کی مدد انہیں کچھ فائدہ دے سکے گی یہ ان کی غلط فہمی کی بنا ہے کہ

”بَلْ مَتَّعْنَاهُمُ لَّا يَرَوْا بَاءَ آبَائِهِمْ الَّذِينَ ظَلَمُوا حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ۔ ہم نے انہیں اور ان کے آباء و اجداد کو دنیاوی نعمتوں سے متمتع کیا حتیٰ کہ ان کی عمریں بھی دراز کیں۔“

تو یہ اس ورطہ تو ہم باطل کا شکار ہو گئے کہ ہمیشہ دنیا میں ہم اسی طرح رہیں گے اور ہماری صحت جسمانی اور عمارات بدن میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا اور اسی گمان میں وہ اعراض عن الحق کرنے لگ گئے اور خواہشات نفسانی کے پیرو بن گئے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاعْلَمَ أَنَّهُمْ أَنَّمَا وَقَعُوا فِي وَرْطَةٍ ذَلِكَ التَّوَهُّمُ الْبَاطِلِ بِسَبَبِ أَنَّا مَتَّعْنَاهُمْ بِمَا يَشْتَهُونَ حَتَّىٰ طَالَتْ بِهِمْ أَعْمَارُهُمْ وَ أَبْدَانُهُمْ بِالْحَيَاةِ فَحَسِبُوا أَنَّ ذَلِكَ يَدُومُ فَاعْتَرَوْا وَاعْرَضُوا عَنِ الْحَقِّ وَ أَحْبَبُوا مَا سَوَّلَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ۔

”أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝“

”أَيُّ الْآلَاءِ يَنْظُرُونَ فَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ أَيْ أَرْضَ الْكُفْرَةِ أَوْ أَرْضَهُمْ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا بِتَسْلِيْطِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهَا وَ كَانَ الْأَصْلُ يَأْتِي جُيُوشَ الْمُسْلِمِينَ۔“

یعنی کیا وہ نہیں دیکھتے اور انہیں نظر نہیں آتا کہ زمین کفر یا کافروں کی بستیاں اپنے کناروں سے مسلمین کے تسلط سے کم ہوتی جا رہی ہیں اور ان کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمانوں کے لشکر چاروں طرف سے بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

پھر یہ بحث آتی ہے کہ یہ سورہ مدینہ میں جہاد فرض ہونے کے بعد نازل ہوئی یا قبل فرضیت جہاد مکہ میں تو ظاہر ہے کہ سورہ

مبارکہ مکیہ ہے اور جہاد بعد میں فرض ہوا۔ اس کا ایک جواب تو ہم خلاصہ تفسیر میں دے چکے ہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ  
 اِنَّ الْمُرَادَ نَقْضُهَا بِاِذْهَابِ بَرَكَتِهَا كَمَا جَاءَ فِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -  
 اَوْ بِتَخْزِيبِ قَرَاهَا وَ مَوْتِ اَهْلِهَا كَمَا رَوَى عَنْ عِكْرِمَةَ -  
 وَ قِيلَ نَقْضُهَا بِمَوْتِ الْعُلَمَاءِ -

بقول ابن عباس اس سے مراد برکت کا ختم ہو جانا ہے اور  
 بقول عکرمہ اس کا مطلب بستیوں کی تباہی اور ان کے باشندوں کی ہلاکت ہے  
 ایک قول ہے کہ اس سے مراد علماء کی موت ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نَقْضُهَا سے مراد ان میں سے برکت کا چلا جانا ہے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس  
 سے مراد ان کی بستیوں کا خراب ہونا اور اس کے رہنے والوں کی موت ہے جیسے کہ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ ان کے یعنی  
 یہود و نصاریٰ کے علماء کی موت مراد ہے آگے ارشاد ہے:

”أَفْهَمُ الْغَلْبُونَ-“ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُرَادُ انْكَارُ تَرْتِيبِ الْعَالِيَةِ عَلَى مَا ذَكَرَ مِنْ  
 نَقْصِ أَرْضِ الْكُفْرَةِ بِتَسْلِيْطِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهَا -

”کیا وہ غالب آسکتے ہیں۔“ اللہ کے رسول اور مومنین پر۔ گویا تعریضاً ارشاد ہے کہ کیا تم اس وہم میں ہو کہ مسلمانوں پر  
 غالب آسکو گے۔ پھر صاف ارشاد فرمانے کا حکم حضور کو ہو رہا ہے۔ جس میں ان سنتے ہوؤں کو بہرا فرمایا گیا۔  
 ”قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۗ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ-“ فرمادیتے ہیں تو تمہیں ڈر سنا تا  
 ہوں وحی الہی کے ذریعہ اور تم بہرے ہو آوازہ حق سننے سے جب تمہیں ڈر سنا یا جائے۔“

اس پر آلوسی فرماتے ہیں اَمْرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنْ يَقُولَ لَهُمْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ مَا تَسْتَعْجِلُونَهُ مِنَ السَّاعَةِ  
 بِالْوَحْيِ الصَّادِقِ النَّاطِقِ بِإِبْتَاتِهَا وَ فَظَاعَتِهِ مَا فِيهَا مِنَ الْأَهْوَالِ أَيْ إِنَّمَا شَأْنِي أَنْ أُنذِرَكُمْ بِالْإِخْبَارِ  
 بِذَلِكَ لِإِبْتَاتِهَا بِهَا فَإِنَّهُ مُزَاجِمٌ لِلْحِكْمَةِ التَّكْوِينِيَّةِ وَالتَّشْرِيْعِيَّةِ فَإِنَّ الْإِيْمَانَ بُرْهَانِيٌّ لَا عِيَانِيٌّ -

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ فرمادیں کہ میں تمہیں جو ڈر سنا رہا ہوں جس کی تم عجلت کرتے ہو قیامت کے  
 متعلق وہ سچی وحی بولنے والی ہے اس کا ثبوت اسی وحی سے ہے اور جو کچھ اس میں تمہارے لئے ذلت ہیں اور جو خوف ہیں اور  
 میری شان تو یہ ہے کہ میں تمہیں اس کی خبر سے ڈراؤں اور بتاؤں کہ وہ حکمت تکوینیہ سے رکی ہوئی ہے اور یہ وعدہ الہی شرعی کے  
 تحت ابھی نہیں آئی اور ہمارا ایمان برہانی ہے نہ کہ عیانی۔

اور تمہارا بہراپن ہدایت اور انداز سننے میں ہے اس سے تم نفع نہیں اٹھاتے بہروں کی طرح سننے سے قاصر ہو جب تمہیں  
 ڈر سنا یا جاتا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ

”وَلَيْنَ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ-“ اگر انہیں عذاب کی ہوا بھی چھو  
 جائے تمہارے رب کی طرف سے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے۔“

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر کان نہ لگایا اور اس پر ایمان نہ لائے آلوسی رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں:







اور افرادِ قسط کو جمع کرنا جائز ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں وَأَفْرَادُ الْقِسْطِ صِفَةُ الْجَمْعِ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَوُصِفَ بِهِ مُبَالَغَةً وَأَفْرَادُ قِسْطِ جَمْعٍ كِي صِفَتِهِ كِيُونَكِهِ وَهُوَ مَصْدَرٌ هُوَ أَوْ مَبَالِغَةٌ كَسَاتِمُهُ مَتَصِفٌ هُوَ لِذَلِكَ مُوَازِينَ كِي صِفَتِهِ هُوَ سَكْتًا هُوَ جِيسَا كِهِ هُوَ أَوْلَى لَكِهِ حَكِي هُوَ۔

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا مِّنَ الظُّلْمِ فَلَا يُنْقَضُ ثَوَابُهَا الْمَوْعُودُ وَلَا يُزَادُ عَذَابُهَا الْمَعْهُودُ۔ اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْمِيزَانُ حَقٌّ وَلَا يَكُونُ فِي حَقِّ كُلِّ أَحَدٍ بِدَلِيلِ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ الْحَدِيثِ۔

میزان حق ہے لیکن ہر مومن کے لئے میزان پر توازن عمل نہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ بروز قیامت ارشاد ہوگا اے محبوب! جنت میں اپنی امت کے ان لوگوں کو لے جائیں جن پر حساب نہیں ہے جنت کے بابِ ایمن سے۔ پھر انبیاء کرام بھی بلا حساب ہی داخل جنت ہوں گے۔

اور قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے: يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسَيِّئِهِمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ مجرم پہچانے جائیں گے اپنی پیشانیوں سے تو وہ پکڑے جائیں گے چوٹیوں اور قدموں سے۔ پھر ارشاد ہے: فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔

اور پھر ارشاد ہے: وَقَدْ مَنَّآ إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا۔ وَأِنَّمَا يَبْقَى الْوِزْنُ لِمَنْ شَاءَ اللَّهُ سُبْحٰنَهُ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ۔ وزن تو قائم ہوگا مگر اس کے عمل کا جسے اللہ تعالیٰ چاہے۔

وَذَكَرَ الْقَاضِي مُنْدِرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْبُلُوْطِي أَنَّهُ أَهْلُ الصَّبْرِ لَا تُوزَنُ أَعْمَالُهُمْ وَإِنَّمَا يُصَبُّ لَهُمُ الْآجُرُ صَبًّا۔ اہل صبر کے اعمال وزن نہ کئے جائیں گے بلکہ ان پر اجر و ثواب کا انصباب رحمت سے ہوگا۔ وَظَوَاهِرُ أَكْثَرِ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ تَقْتَضِي وَزْنَ أَعْمَالِ الْكُفَّارِ۔ اور اکثر آیات و احادیث کا ظاہر مقتضی یہ ہے کہ اعمال کفار کا وزن ہوگا باقی کا جسے اللہ تعالیٰ چاہے۔

”وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَاحِسِيْنِ۔ أَي الْعَمَلِ الْمَدْلُولِ عَلَيْهِ بِوَضْعِ الْمِيزَانِ فَلَا تُظْلَمُ جَزَاءُ عَمَلٍ مِّنَ الْأَعْمَالِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ وَالْمُرَادُ وَإِنْ كَانَ فِي غَايَةِ الْقِلَّةِ وَالْحِقَارَةِ فَإِنَّ حَبَّةَ الْخَرْدَلِ مِثْلٌ فِي الصَّغْرِ۔

”اگرچہ وہ عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو، ہم لے آئیں گے اسے اور حساب کے لئے ہم کافی ہیں۔“ یعنی ہر عمل میزان میں رکھا جائے گا اور اس کا بدلہ دینے میں رائی کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا جس کے صاف معنی ہیں کہ وہ عمل کتنا ہی قلیل و ذلیل کیوں نہ ہو اس لئے کہ رائی کے دانہ صغر میں مثل ہے۔

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝ وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ ۝ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ۔ اور بے شک ہم نے دیا موسیٰ و

ہارون کو فیصلہ دینے والا قانون اور روشنی اور پرہیزگاروں کو نصیحت۔ وہ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے خوفزدہ ہیں اور یہ ہے ذکر برکت والا کہ ہم نے اتارا تو کیا تم اس کے منکر ہو۔“

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو تورات عطا فرمائی جو حق و باطل میں تفریق کرنے والی ہے۔ اور ایمان کے لئے روشنی جس سے راہ نجات نظر آتی ہے پرہیزگاروں کو اور وہ اس سے پسند پذیر ہوتے ہیں اور امور دین کا علم حاصل کرتے ہیں اور یہ قرآن کریم مبارک ذکر ہے جو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جو کثیر الخیر ہے اور مومنین کے لئے اس میں برکتیں ہیں تو تعجب ہے کہ تم اس قرآن سے بھی منکر ہو۔

### بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

اور بے شک عطا کی ہم نے ابراہیم کو نیک راہ پہلے اس سے اور ہم تھے اس سے خبردار

جب کہا اس نے اپنے باپ اور قوم سے کیا ہیں یہ صورتیں جن کے آگے تم آسن مارے ہوئے ہو

بولے پایا ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ان کی پوجا کرتے کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہو

بولے کیا تم لائے ہو ہمارے پاس حق یا یوں ہی تم کھیل رہے ہو

کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب سماوات اور ارض ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور میں اوپر اس کے گواہ ہوں اور مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں خفیہ تدبیر کروں گا تمہارے بتوں سے بعد اس کے کہ تم پیٹھ پھیرو

تو کر دیا ان کو چورا مگر اس کو جو ان سب کا بڑا تھا شاید کہ وہ اس سے کچھ پوچھیں

بولے کس نے کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام بے شک وہ ظالموں میں سے ہے

بولے ہم نے سنا ہے کہ ایک جوان کو جو انہیں برا کہتا ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں

بولے تو اسے لاؤ لوگوں کے سامنے کہ وہ گواہی دیں

وَلَقَدْ اتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدًا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَلِيْمِيْنَ ﴿٥١﴾

اِذْ قَالَ لِاٰبِيْهٖ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمٰثِيْلُ الَّتِيۡ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾

قَالُوْا وَاَجَدْنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾

قَالُوْا اٰجُنَّتْ بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ التَّعٰبِيْنَ ﴿٥٥﴾

قَالَ بَلْ سَآءَ لَكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيۡ فَطَرَهُنَّ وَاَنْ اَعْلٰى ذٰلِكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾

وَتَاللّٰهِ لَا كِيْدَانَ اَصْنٰمَكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾

فَجَعَلَهُمْ جُذٰٓءًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهٖ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاِلٰهِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾

قَالُوْا سَبِعًا فَاْتٰى يَدُّكُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمٌ ﴿٦٠﴾

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾

قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَانِ يَا بَرِّهِمْ ۝۱۳

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَيْدُهُمْ هَذَا فَسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝۱۴

فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ۝۱۵

ثُمَّ نَكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ۝۱۶

قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝۱۷

أَفِ لَكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۱۸

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۝۱۹

قُلْنَا إِنَّا لَمُؤْمِنُونَ بِرَدِّ أَوْسُلْمَاءِ إِبْرَاهِيمَ ۝۲۰

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْآخِزِينَ ۝۲۱

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْآرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝۲۲

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۝۲۳

جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝۲۴

وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا الْتَاغِبِينَ ۝۲۵

وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَ ۝۲۶

سَوِّءِ فَسِيقِينَ ۝۲۷

بولے کیا تم نے کیا ہے یہ کام ہمارے خداؤں کے ساتھ  
اے ابراہیم

فرمایا بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا یہ پوچھو ان سے اگر  
ہیں وہ بولنے والے

تو لوٹے اپنے جی میں (شرمندہ) اور کہنے لگے بے شک  
تم ہی ظالم ہو

پھر اپنے سروں کے بل اوندھائے گئے کہ بے شک تمہیں  
خود معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں

فرمایا ابراہیم نے کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو تمہیں  
کچھ نفع نہ دے سکے اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکے تف ہے

تم پر اور ان بتوں پر جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا  
نہیں عقل سے کام لیتے

بولے نمرودی جلاڈالو ابراہیم کو اور اپنے خداؤں کی مدد  
کرو اگر ہو تم کچھ کرنے والے

فرمایا ہم نے اے آگ ہو جا سرد اور سلامتی والی ابراہیم پر  
اور انہوں نے چاہا مکر کرنا تو کر دیا ہم نے انہیں زیانکار

اور نجات دی ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو اس زمین کی  
طرف جس میں ہم نے برکت رکھی جہاں والوں کے لئے

اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب پوتا اور ہم  
نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار بنایا

اور بنایا ہم نے ان کو امام کہ ہمارے حکم سے بلا تے ہیں  
اور وحی کی ہم نے ان کی طرف اچھے کام کرنے اور نماز

قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور تھے وہ ہمارے  
عابدین سے

اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا اور اسے اس بستی سے  
نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی بے شک وہ بری قوم

بے حکم والی تھی  
اور داخل کیا ہم نے اسے اپنی رحمت میں بے شک وہ



صالحین سے تھے

### حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ انبیاء - پ ۱

وَلَقَدْ	اور بے شک	اتَّبَيْنَا	دی ہم نے	رَبِّهِمْ	ابراہیم کو	رُشِدًا	اس کی بھلائی
مِنْ قَبْلُ	اس سے پہلے	وَكُنَّا	اور تھے ہم	إِلَيْهِ	اس کو	عَلِيمِينَ	جاننے والے
إِذْ	جب	قَالَ	کہا اس نے	لِأَبِيهِ	اپنے باپ	وَقَوْمِهِ	اور اپنی قوم کو
مَا هَذِهِ	کیا ہیں یہ	الَّتِي	جو	الَّتِي	جو	أَنْتُمْ	تم
لَهَا	ان پر	عِكْفُونَ	دھرنا مارے ہو	قَالُوا	بولے	وَجَدْنَا	ہم نے پایا
أَبَاءَنَا	اپنے باپوں کو	لَهَا	ان کی	عِبَادِينَ	پوجا کرتے	قَالَ	کہا
لَقَدْ	بے شک	كُنْتُمْ	تھے	أَنْتُمْ	تم	وَأَبَاءَكُمْ	اور تمہارے باپ
فِي ضَلَالٍ	گمراہی	مُبِينٍ	ظاہر میں	قَالُوا	بولے	أَجْتَنَّا	کیا لایا تو ہمارے
بِاس		بِالْحَقِّ	حق	أَمْ	یا ہے	أَنْتِ	تو
مِنَ الْعَبِيدِ	کھینے والوں میں سے	قَالَ	کہا	قَالَ	کہا	بَلْ	بلکہ
رَبُّكُمْ	تمہارا رب	السَّمَوَاتِ	آسمانوں	وَالْأَرْضِ	اور زمین کا	عَلَى	اوپر
الَّذِي	جس نے	وَأَنَا	اور میں	وَتَاللَّهِ	اور اللہ کی قسم		
ذَلِكُمْ	اس کے	مِنَ الشُّهَدَائِنِ	گواہوں سے ہوں	أَصْنَامَكُمْ	تمہارے بتوں سے		
لَا كَيْدَانَ	ضرورت دہیر کروں گا	تَوَلَّوْا	پھرو تم	مُدْبِرِينَ	پیٹھ دے کر		
بَعْدَ	بعد	إِلَّا	مگر	كَبِيرًا	بڑا		
فَجَعَلَهُمْ	تو کر دیا ان کو	إِلَيْهِ	اس کی طرف	يَرْجِعُونَ	لوٹیں		
لَهُمْ	ان کا	فَعَلَ	کیا	هَذَا	یہ		
قَالُوا	بولے	إِنَّهُ	بے شک وہ	لَمِنَ الظَّالِمِينَ	ظالموں		
بِالْهَتَانَا	ہمارے خداؤں سے	سَمِعْنَا	ہم نے سنا ہے	فَتَى	ایک جوان		
سے ہے		يُقَالُ	کہا جاتا ہے	لَهُ	اس کو		
يَذُكُرُهُمْ	جوان کا ذکر کرتا ہے	قَاتُوا	لاؤ	إِلَيْهِ	اس کو		
إِبْرَاهِيمَ	ابراہیم	أَعْيُنِ النَّاسِ	بندوں کی مجلس کے	لَعَلَّهُمْ	تا کہ وہ		
عَلَى	اوپر	قَالُوا	کہنے لگے	فَعَلْتَ	کیا ہے		
يَشْهَدُونَ	گواہ رہیں	ءَأَنْتِ	کیا تو نے	يَا إِبْرَاهِيمَ	اے ابراہیم		
هَذَا	یہ	بِالْهَتَانَا	ہمارے خداؤں سے				

قَالَ - فرمایا	بَلْ - بلکہ	فَعَلَهُ - کیا ہے یہ	كَبِيرُهُمْ - ان کا بڑا ہے
هَذَا - یہ	فَسَعَلُوهُمْ - تو پوچھو ان سے	اِنْ - اگر	كَانُوا - ہیں وہ
يَنْطِقُونَ - بولتے	فَرَجَعُوا - تولوٹے	اِلَى - طرف	اَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کی
فَقَالُوا - تو کہنے لگے	اِنَّكُمْ - بے شک	اَنْتُمْ - تم ہی	الظالمون - ظالم ہو
ثُمَّ - پھر	نَكِسُوا - الٹائے گئے	عَلَى رُءُوسِهِمْ - اپنے سروں پر	لَقَدْ - بے شک
عَلِمْتَ - تو جانتا ہے	مَا - نہیں	هَؤُلَاءِ - یہ	يَنْطِقُونَ - بولتے
قَالَ - فرمایا	اَفَتَعْبُدُونَ - کیا پوجتے ہو	مِنْ دُونِ - سوا	اللّٰهِ - اللہ کے
مَا - جو	لَا - نہیں	يَنْفَعُكُمْ - نفع دے تمہیں	شَيْءًا - کچھ بھی
وَلَا - اور نہ	يَضُرُّكُمْ - نقصان دے تمہیں	اِفٍ - تف ہے	لَكُمْ - تم پر
وَلِيَا - اور ان پر	تَعْبُدُونَ - پوجتے ہو تم	مِنْ دُونِ - سوا	اللّٰهِ - اللہ
اَفَلَا - کیا نہیں	تَعْقِلُونَ - تم سوچتے	قَالُوا - بولے	حَرِّ قُوَّةً - جلاد و اس کو
وَاَنْصُرُوْا - اور مدد کرو	اِلٰهَتِكُمْ - اپنے خداؤں کی	اِنْ - اگر	كُنْتُمْ - ہو تم
فَعِلِيْنَ - کرنے والے	قُلْنَا - ہم نے فرمایا	يٰۤاَيُّهَا - اے آگ	كُوْنِي - ہو جا
بَرْدًا - ٹھنڈی	وَسَلْمًا - اور سلامتی والی	عَلَى - اوپر	اِبْرٰهِيْمَ - ابراہیم کے
وَاَسْرَادُوْا - اور ارادہ کیا انہوں نے		بِهَا - اس سے	كَيْدًا - تدبیر کرنے کا
فَجَعَلْنٰهُمْ - تو کر دیا ہم نے ان کو		اِلَّا خَسِرٰتِيْنَ - خسارے والے	
وَنَجِيْنَةً - اور نجات دی ہم نے اس کو		وَلُوْطًا - اور لوط کو	اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي - اس
زَمِيْنِ كِي طرف کہ	بِرْكَنًا - برکت رکھی ہم نے	فِيْهَا - اس میں	لِلْعٰلَمِيْنَ - جہان والوں کیلئے
وَوَهَبْنَا - اور عطا کیا ہم نے لے۔ اس کو		اِسْحٰقَ - اسحاق	وَيَعْقُوْبَ - اور یعقوب
نَافِلَةً - پوتا	وَكُلًّا - اور ہر ایک کو	جَعَلْنَا - بنایا ہم نے	صٰلِحِيْنَ - نیکو کار
وَجَعَلْنٰهُمْ - اور بنایا ہم نے ان کو	اٰيَةً - امام	يَهْدُوْنَ - ہدایت دیتے	
بِاَمْرِنَا - ہمارے حکم سے	وَاَوْحَيْنَا - اور وحی کی ہم نے	اِلَيْهِمْ - ان کی طرف	فِعْلًا - کام
الْخَيْرَاتِ - بھلائی کے	وَاِقَامَ - اور قائم کرنا	الصَّلٰوةَ - نماز کا	وَ اِيْتَاءَ - اور دینا
الزَّكٰوةَ - زکوٰۃ کا	وَ كَانُوا - اور تھے وہ	لَنَا - ہماری	عِبَادِيْنَ - عبادت کرتے
وَلُوْطًا - اور لوط	اَتَيْنٰهُ - دیا ہم نے اس کو	حُكْمًا - حکم	وَعِلْمًا - اور علم
وَنَجِيْنَةً - اور نجات دی ہم نے اس کو		مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي - اس بستی سے	
كَانَتْ - کہ تھی وہ	تَعْمَلُ - کام کرتی	الْخَبِيْثَ - گندے	اِنَّهُمْ - بے شک وہ
كَانُوا - تھے	قَوْمَ سَوْءٍ - بری قوم	فٰسِقِيْنَ - بد کردار	وَ اَدْخَلْنٰهُ - اور داخل کیا ہم

نے اس کو  
سے تھا

فِي رَحْمَتِنَا۔ اپنی رحمت میں اِنَّكَ۔ بے شک وہ

مِن الصّٰلِحِيْنَ۔ نیکوں

### خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورہ انبیاء - پ ے ا

قرآن کریم میں یہ دوسری بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس میں اس امر کو واضح کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ابتداء عمر سے ہی موحد تھے اور آپ اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنی مفروضہ عید کے لئے جنگل کو نکل گئے تو آپ نے ان کے بت خانہ کے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا اور بڑے بت کے ہاتھ میں ہتھوڑا دے دیا تاکہ اگر بات چھڑے تو فرما سکیں کہ ان کے بڑے بت سے پوچھو اور جب وہ جواب دینے سے قاصر رہے گا تو وہ خود ذلیل ہو جائیں گے۔

مختصر یہ کہ جب وہ لا جواب ہو گئے اور ان پر بے جان کو معبود ماننا اور جہالت کرنا ثابت ہو گیا تو وہ غضب ناک ہو گئے تو آگ میں جلانا تجویز کیا۔

پھر رحمت الہی عزوجل نے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پاک باز بندوں کے ساتھ رہتی ہے آپ کی معاونت کی اور آگ کو سرد کر دیا تو وہ سخت نخل اور منفعیل ہوئے۔

اس میں مشرکین مکہ سے تعریض بھی ہے کہ تم کیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ہو انہوں نے بت شکنی فرمائی تھی اور تم وہی بت پرستی پر جمے ہوئے ہو اگر باپ دادا کی تقلید میں پائنا بول رہے ہو تو یہ بھی غلط ہے تمہارے جدا مجد تو بت شکن تھے اور تم بت پرست ہو تو رکوع کے شروع پر ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ اَتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدًا مِّنْ قَبْلُ۔ یہاں رشد سے مراد نبوت ہے جس پر کُتَابُ عَلِيْمِيْنَ کا قرینہ دلالت کرتا ہے۔

رشد پر مفسرین کے چند قول ہیں:

ایک قول ہے کہ رشد سے مراد نور ہدایت ہے یا باطنی روشنی ہے جس میں نبوت بھی آگئی اور مِّنْ قَبْلُ سے مراد موسیٰ علیہ السلام سے پیشتر ہے۔

بعض کا قول ہے کہ رشد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا غار میں پوشیدہ پرورش پانے کا جو زمانہ تھا انہیں ایام میں آثار رشدان میں نمایاں تھے۔

تماثیل۔ جمع تماشال کی ہے خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان یا کسی چیز کی صورت جسم دار ہو خواہ وہ پتیل کی ہو خواہ لوہے، پتھر، لکڑی کی ہو جسے ہندی میں مورت کہتے ہیں۔

### حالات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

آپ شہر بابل یا ہواز کے باشندے تھے۔ اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو ستاروں اور دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے بعضوں کے مطابق ان کی مورتیں بنا کر ان کی پرستش کیا کرتے تھے۔ خاص بابل شہر میں اس قوم کا ایک



عالیشان مندر تھا جس کی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سن کر حیرت ہوتی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام لڑکپن سے ہونہار اور موحد قوم کے پیش رو ہونے والے علم الہی عزوجل میں مقرر ہو چکے تھے انہیں بت پرستی سے فطرتاً نفرت تھی۔

چنانچہ باپ اور اقارب سے اس معاملہ میں مناظرے ہونے لگے۔

آپ نے سب سے پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے ان کی الوہیت باطل کر کے قوم کو الزام دیا اور یہ بھی فرما دیا کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کر دوں گا۔

چنانچہ جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی رواجی عید منانے چلے گئے اور آپ اپنی سقیم فرما کر بہانہ مرض سے رہ گئے اور موقعہ پا کر ان کے بت خانہ میں جا کر ان کے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ دیا اور ایک بت جو سب سے بڑا تھا اسے نہ توڑا۔ جب قوم کے لوگ اپنے میلے سے واپس آئے تو اپنے معبودوں کا یہ حال دیکھ کر طیش میں آئے۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کام ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے۔

اس لئے کہ وہی ساری قوم میں ان کی اہانت کرتے اور انہیں بنظر حقارت دیکھا کرتے تھے قرینہ سے سب نے سمجھ لیا کہ یہ کام انہی کا ہے لیکن قومی مجلس میں آپ کو بلا کر سوال کرنا باقی تھا چنانچہ وہ بھی کیا اور آپ سے سب کے سامنے پوچھا کہ یہ کام کس کا ہے۔

آپ نے فرمایا تمہارے عقیدہ میں یہ تمہارے معبود ہر قسم کی قدرت رکھتے ہیں لہذا انہیں سے دریافت کرو کہ یہ کام کس کا ہے اگر جواب دیں تو ٹھیک ہے اور اگر جواب دینے پر بھی قدرت نہ رکھیں تو اتنا سمجھ لو کہ جنہیں کسی نے توڑ ڈالا اور وہ کچھ نہ کر سکے تو انہیں معبود ماننا کس عقل سے ہے۔

یایوں ہی سمجھ لو کہ ان میں باہمی جھگڑا ہوا ہوگا تو بڑے نے چھوٹوں کو توڑ دیا ہوگا۔

اس جواب سے وہ اور بھی نادم اور اپنے جی میں نخل اور شرمندہ ہوئے۔

اور بجائے اس کے کہ حق کو مانتے آپس میں عناد و حسد کی آگ میں جل کر مشورہ کیا کہ انہیں آگ میں جلا دو اس لئے کہ اس قوم کی وحشت و بربریت میں جرم کی سزا یہی ہوتی تھی کہ آگ میں ڈال کر جلا دیتے تھے۔

لیکن ان کا یہ مقصد بھی پورا نہ ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار کر دیا اور آپ صیح و سلامت اس آگ سے نکل آئے۔ اس معجزہ نما شان کو دیکھ کر انہیں اور بھی حیرت ہوئی۔

ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی بھائی تھا اور

حضرت لوط علیہ السلام اس کے بیٹے تھے۔ ہاں اپنے باپ تارو کے روبرو جسے آزر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں مر گیا تھا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بحکم رب العالمین وہاں سے ہجرت فرما کر روانہ ہو گئے۔

اور حضرت لوط علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور آپ پر ایمان لا چکے تھے آپ ہی کے ساتھ روانہ

ہو گئے۔

جب ملک شام میں آئے تو دیکھا یہاں اللہ تعالیٰ نے پھلوں پھولوں اور انہار و انثار اور ہر قسم کی شادابی اس سرزمین میں

رکھی ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام جیسا فرزند عطا فرمایا اور پھر حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام عطا ہوئے جنہیں نافلہ فرمایا ہے یعنی نفع میں اس لئے کہ آپ کی التجا بیٹے کے لئے تھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹا بھی ملا اور پوتا بھی۔

اور پھر ان کی نسل سے انبیاء علیہم السلام اور بزرگزیدہ لوگ پیدا ہوئے یہ درحقیقت دنیا میں خدا پرستی کا نتیجہ تھا۔ اور لوط علیہ السلام کو اس گندی جھیل کے پاس رہنے کا حکم ہوا جہاں کی آبادی قوم سدوم اور عمورہ وغیرہ سے تھی یہ بڑی ناپاک قوم تھی جس میں لواطت کا خاص عیب تھا۔

ان پر غضب الہی عزوجل نازل ہوا اور ہلاک کی گئی اور لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہاں سے سلامت نکال لیا۔ اب تفسیر مختصر اردو ملاحظہ ہو۔

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

”وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدًا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ۔ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی ابراہیم کو اس کی نیک راہ اور ہم اس سے خبردار تھے۔“

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام قبل بلوغ ہی نیک راہ پر تھے اور بت پرستی وغیرہ کو پسند نہیں فرماتے تھے اور ہم نے انہیں جان لیا تھا کہ وہ ہدایت و نبوت کے اہل ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ أَي الرُّشْدَ اللَّائِقَ بِهِ وَبِأَمثَالِهِ مِنَ الْمُرْسَلِ الْكِبَارِ وَهُوَ الرُّشْدُ الْكَامِلُ أَعْنَى الْإِهْتِدَاءِ إِلَى وُجُوهِ الصَّلَاحِ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا بِالنُّوَامِيسِ الْإِلَهِيَّةِ وَقِيلَ الصُّحُفُ وَقِيلَ الْحِكْمَةُ وَقِيلَ التَّوْفِيقُ لِلْخَيْرِ صَغِيرًا۔

مِنْ قَبْلُ أَي مِنْ مُوسَى وَهَارُونَ وَقِيلَ مِنَ قَبْلِ الْبُلُوغِ حِينَ خَرَجَ مِنَ السَّرْبِ۔ وَقِيلَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُوَلَّدَ حِينَ كَانَ فِي صُلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقِيلَ مِنْ قَبْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رشد عطا ہونے کے چار معنی ہو سکتے ہیں۔

اول وہ رشد جو آپ کے لائق تھا یا آپ کے مثل انبیاء و مرسل کبار کو ملا اور یہ رشد کامل ہے جس سے مراد صلاحیت کے ساتھ ہدایت دین و دنیا میں تعلیم الہی عزوجل کے مطابق۔

دوسرا قول ہے کہ رشد سے مراد صحیفوں کا عطا فرمانا ہے۔

تیسرا قول ہے کہ رشد سے مراد حکمت عطا ہونا ہے۔

چوتھا قول ہے کہ رشد سے مراد بھلائیوں کی توفیق عطا ہونا۔

مِنْ قَبْلُ۔ جو فرمایا اس سے بھی چار پہلو مراد ہیں۔

اول موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے قبل

دوسرا قول ہے کہ اس سے مراد قبل بلوغ ہے جبکہ آپ غار سے باہر تشریف لائے۔

تیسرا قول ہے کہ آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کو رشد عطا ہو چکا تھا جب کہ آپ ابھی صلب آدم علیہ السلام میں تھے۔  
چوتھا قول ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہی آپ رشد پر تھے۔

اور ایک قول یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اس طرف کنا یہ ہے جو آپ کے آگ میں ڈالنے کے وقت حضرت روح الامین علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ سَلِّ مِنْ رَبِّكَ۔ حضور اگر آپ ہماری مدد نہیں چاہتے تو آپ رب سے ہی مدد طلب کیجئے تو آپ نے فرمایا تھا عِلْمُهُ بِحَالِي يُغْنِي عَن سُوَالِي اَسے میرے حال کا علم ہے اور وہ میرے سوال سے مستغنی ہے۔

”اِذْ قَالَ لِاٰبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِي اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ۔ جب فرمایا آپ نے اپنے باپ اور قوم کو کہ کیا ہیں یہ مور تیں جن کے آگے آسن مارے بیٹھے ہو۔“

اُوْرَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا هَذِهِ الْاَصْنَامُ اِلَّا اِنَّهُ عَبَّرَ عَنْهَا بِالتَّمَاثِيْلِ تَحْقِيْرًا لِشَانِهَا فَاِنَّ التَّمَثَالَ الصُّوْرَةَ الْمَصْنُوْعَةَ مُشَبَّهَةً لِمَخْلُوْقٍ مِنْ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ حضرت کا مقصد اس سے ان کے بتوں کی مخالفت تھی مگر تماثیل سے تعبیر بغرض تحقیر فرمائی اس لئے کہ تمثال بنی ہوئی صورت کو کہتے ہیں جو مشابہ مخلوق الہی ہوں۔

وَ كَانَتْ عَلٰی مَا قِيْلَ صُوْرُ الرِّجَالِ يَعْتَقِدُوْنَ فِيْهِمْ وَقَدْ اَنْقَرَضُوْا وَقِيْلَ كَانَتْ صُوْرُ الْكُوَاكِبِ صَنَعُوْهَا حَسْبَمَا تَخَيَّلُوْا۔ اور یہ مور تیں ان آدمیوں کی تھیں یعنی ان کی صورتوں پر ہوتی تھیں جن سے یہ عقیدہ رکھتے تھے اور ان کی شبہت پر تراشی ہوئی تھیں جو پہلے گزر چکے تھے۔

اور ایک قول ہے کہ ستاروں کی تصویریں تھیں وہ اپنے خیال کے مطابق بنا کر پوجتے تھے خواہ پتھر کی ہوں یا کسی اور دھات کی۔

وَالْعَكُوْفُ الْاِقْبَالُ عَلٰی الشَّيْءِ وَ مُلَازِمَتُهُ عَلٰی سَبِيْلِ التَّعْظِيْمِ لَهٗ۔ عكوف عربی میں کسی شے کے سامنے جانا۔ اور بر سبیل تعظیم اس کے سامنے بیٹھنے کو کہتے ہیں اس کے خلاصہ معنی یہ ہوتے ہیں عَاكِفُوْنَ عَلٰی عِبَادَتِهَا۔ اس کی عبادت پر جم کر بیٹھنا اس کو ہندی میں آسن مار کر بیٹھنا کہتے ہیں۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا:

”قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عِبِدِيْنَ ۝۵۰ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فِيْ صُلٰى مُّبِيْنٍ۔ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کی عبادت کرتے پایا۔“ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا ابطال فرمایا۔ ”فرمایا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں تھے۔“

اس پر آپ کی قوم بولی:

”قَالُوْا اِحْتَنَبْنَا بِالْحَقِّ اَمْرًا نَّتَمَنَّى مِنَ اللّٰعِبِيْنَ۔ بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یوں ہی ہم سے کھیلتے ہو۔“ اس لئے کہ ان کے گمان میں وہ اپنے طریقہ کو گمراہی نہیں جانتے تھے اور اس طریقہ سے انکار کرنے کو بری بات سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ جو مخالفت کر رہے ہیں کیا واقعی یہ صحیح ہے یا یوں ہی کھیل کے طور پر کہہ رہے ہیں اس کا جواب آپ نے جم کر دیا اور فرمایا:

”قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ ۗ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِنَ الشّٰهِيْدِيْنَ ۝۵۱ وَتَاللّٰهِ لَا كِيْدَانَ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲۔“



فرمایا (میں مذاق اور کھیل نہیں کرتا) بلکہ تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا رب رب سماوات اور رب ارض ہے اور وہ وہ ہے جس نے زمین آسمان بنائے اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں اور مجھے قسم میرے اللہ کی میں ضرور خفیہ تدبیر کروں گا تمہارے بتوں سے بعد اس کے کہ تم واپس جاؤ پیٹھ پھیر کر۔“

یعنی آپ نے جواب میں حضرت ملک علام کی ربوبیت اور الوہیت کا اظہار فرمایا اور انہیں بتایا کہ زمین و آسمان کا خالق وہ ایک ہے اور میں اس کی شہادت دیتا ہوں اور تمہارے بتوں کی حقیقت جب تم اپنے میلے سے واپس آؤ گے تو واضح کر دوں گا۔ میلے کا واقعہ یہ ہے کہ اس قوم کا سالانہ ایک میلہ لگتا تھا جس کے لئے یہ سب مل کر جنگل میں جاتے اور صبح سے شام تک وہاں لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے پھر واپس آتے ہوئے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر کے پھر اپنے اپنے گھروں میں جایا کرتے تھے۔

چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ایک جماعت سے بتوں کے معاملہ میں مناظرہ کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ کل ہماری عید ہے آپ وہاں چلیں دیکھیں کہ ہمارے دین اور طریقے میں کیسی پر لطف بہاریں ہیں۔ چنانچہ جب میلے کا دن آیا اور آپ سے میلے میں چلنے کو کہا تو آپ عذر کر کے رہ گئے جس کا ذکر ﴿فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ۔ سورہ صفت میں ہے۔

جب وہ لوگ چلے گئے اور کمزور ضعیف لوگ آہستہ آہستہ جا رہے تھے تو آپ نے انہیں فرمایا تَاللّٰهِ لَا كَيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ۔ خدا کی قسم میں تمہارے بتوں سے خفیہ تدبیر کروں گا۔

اسے بعض نے سنا اور بعض اپنی دھن میں چلے گئے اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بت خانہ کی طرف تشریف لائے اور ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا اِلَّا كَبِيرًا﴾ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُونَ۔ تو کیا ان کو پاش پاش مگر ایک بت کو جو ان سب سے بڑا تھا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں اور پوچھیں۔“

اسے سالم رکھا اور اس کے ہاتھ میں تیشہ یا ہتھوڑا دے دیا یا اس کے کندھے پر رکھ دیا اور تشریف لے آئے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَتَاللّٰهِ لَا كَيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ۔ قسم بہ خدا میں کوشش کروں گے تمہارے بتوں کے توڑنے میں ایسی لا جتھدن فی کسرہا۔ وَأَصْلُ الْكَيْدِ الْاِحْتِيَالُ فِي اِيْجَادِ مَا يَضُرُّ مَعَ اَظْهَرِ خِلَافَةٍ۔ کید اصل میں اس حیلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ نقصان پہنچ سکے۔

مَا رَوَى عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَالِكَ مِنْ حَيْثُ لَا يَسْمَعُونَ وَ قِيلَ سَمِعَهُ رَجُلٌ وَاَحَدٌ مِنْهُمْ۔

وَ قِيلَ قَوْمٌ مِّنْ ضَعْفَتِهِمْ مِمَّنْ كَانَ يَسِيرُ فِي الْاِخْرِ النَّاسِ يَوْمَ خَرَجُوا اِلَى الْعِيدِ وَ كَانَتْ الْاَصْنَامُ سَبْعِينَ وَ قِيلَ اثنین و سبعین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لَا كَيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ ایسے طریقہ سے فرمایا کہ کوئی نہ سن سکے۔

ایک قول ہے کہ یہ جملہ ان کی قوم کے ایک آدمی نے سن لیا تھا۔

ایک قول ہے کہ آپ کی قوم کے ضعیف آدمی جو آہستہ آہستہ میلے کو جا رہے تھے انہوں نے سن لیا تھا۔

اور یہ بت مندر میں ستر تھے اور ایک قول ہے کہ بہتر تھے۔

فَوَلُّوا فَاتِي اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَصْنَامَ فَجَعَلَهُمْ جُذًا اَي قِطْعًا۔ وہ میلے میں گئے اور ابراہیم علیہ السلام بتوں کی طرف تشریف لائے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جذا کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔

اور ابن محیض ابن مقسم اور ابو حیوۃ و حمید اور اعمش رحمہم اللہ کی روایت میں جذا بکسر جیم ہے اور ابن ہبیک ابن عباس اور ابو اسحاق علیہم رضوان جذا فتح جیم اور بضم جیم بتاتے ہیں۔

روایت ہے کہ آذرقوم کے ساتھ عید کے لئے نکلا تو پہلے مندر میں آ کر بتوں کو سجدہ کیا اور ان میں بھوگ رکھ کر چلاتا کہ جب واپس آئے تو اس بھوگ کو تبر کا تقسیم کرے اور ابراہیم علیہ السلام بھی اس کے ساتھ تھے کہ راستہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا اِنِّی سَقِیْمٌ مجھے تکلیف ہے جب سب چلے گئے تو آپ مندر میں بتوں پر تشریف لائے اور سب کو توڑ ڈالا۔

پھر ایک بڑا بت تھا جو مندر کے دروازے پر تھا اور سونے کا تھا اس کی آنکھیں ہیرے کی تھیں جو رات میں خوب روشن ہوتی تھیں آپ نے سب بت تو تیشہ سے توڑ ڈالے جو آپ کے ہاتھ میں تھا مگر یہ بڑا بت سالم رکھا اس کے گلے میں یا ہاتھ میں وہ تیشہ لگا دیا۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی قصہ سناتے ہیں:

رَوَى اَنَّ اَزَرَ خَرَجَ بِهٖ فِی عَیْدِ لَھُمْ فَبَدَّءَ وَا بَیْتِ الْاَصْنَامِ فَدَخَلُوْا فَسَجَدُوْا لَھَا وَ وَضَعُوْا بَیْنِھَا طَعَامًا خَرَجُوْا بِهٖ مَعَھُمْ وَ قَالُوْا اِلَیْ اَنْ نَّرْجِعَ بَرَکَۃَ الْاِلَہِۃِ عَلٰی طَعَامِنَا فَذَہَبُوْا فَلَمَّا کَانَ اِبْرَہِیْمٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الطَّرِیْقِ ثَنٰی عَزْمَہٗ عَنِ الْمَسِیْرِ مَعَھُمْ فَفَعَدَّ وَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ فَدَخَلَ عَلٰی الْاَصْنَامِ وَھِیْ مُصْطَفٰۃٌ وَ ثَمَّ صَنَمٌ عَظِیْمٌ مُسْتَقْبِلُ الْبَابِ وَ کَانَ مِنْ ذَہَبٍ وَ فِی عَیْنِیْہِ جَوْھَرَتَانِ تَضِیْئَانِ بِاللَّیْلِ فَکَسَرَ الْکُلَّ بِفَاسٍ کَانَ فِیْ یَدِہٖ وَ لَمْ یُبْقِ اِلَّا بِکَبِیْرٍ وَ عَلَّقَ الْفَاسَ فِیْ عُنُقِہٖ وَ قِیْلَ فِیْ یَدِہٖ۔  
”لَعَلَّھُمْ اِلَیْہِ یَرْجِعُوْنَ۔ تاکہ وہ لوٹیں۔“

اَیْ یَرْجِعُوْنَ اِلَیْ اِبْرَہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا اِلَیْ غَیْرِہٖ۔ یعنی وہ بتوں کی یہ حالت دیکھ کر دین ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹ آئیں۔

ایک قول ہے الضمیر لِلّٰہِ تَعَالٰی اَیْ لَعَلَّھُمْ اِلَیْہِ یَرْجِعُوْنَ اِلَیْ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ تَوْحِیْدِہٖ۔ لَعَلَّھُمْ اِلَیْہِ یَرْجِعُوْنَ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی شاید وہ لوٹ آئیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی توحید کی جانب۔  
”قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِالْہِتٰنَا اِنَّہٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ بولے یہ کام جس نے ہمارے خداؤں سے کیا بے شک وہ ظالموں سے ہے۔“

یعنی بے جا کام کرنے والا اس لئے کہ وَالظّٰلْمُ بِمَعْنٰی وَضَعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ۔ ظلم غیر موضع پر شے رکھنے کو کہتے ہیں۔ تو مشرکین کے نزدیک بتوں کے ساتھ یہ کام بے مناسب تھا اس وجہ میں انہوں نے ایسے کام کرنے والے کو ظالم کہا۔

”قَالُوْا سَمِعْنَا قَتٰی یَذْکُرُھُمْ یُقَالُ لَہٗ اِبْرَہِیْمٌ۔ ان میں سے بعض بولے ہم نے ایک جوان کو کہتے سنا ہے ان

بتوں کی مخالفت میں اس کا نام ابراہیم ہے۔“

وہ کہہ رہا تھا لَا كَيْدَ لَنَا صَنَامِكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ۔ میں ضرور تمہارے بتوں کے ساتھ خاص طور پر خفیہ تدبیر کر کے براچا ہوں گا جب تم میلے میں جاؤ گے۔

”قَالُوا فَاتُوا بِهِ عَلَىٰ عَيْنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ﴿۱۱﴾۔ بولے تو اسے لاؤ لوگوں کے رو برو تا کہ شہادت دیں کہ یہی وہ ہے۔“

چنانچہ آپ کو لایا گیا اور کہا:

”قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَانِ يَا بُرْهَيْمُ۔ بولے کیا تو نے ہی کیا ہے یہ ہمارے خداؤں کے ساتھ اے ابراہیم۔“

”قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَسْتَأْذِنُوا مِنْهُمْ إِنْ كَانُوا يَظُنُّونَ۔ فرمایا بلکہ یہ کیا ہے ان کے بڑے نے تو پوچھو ان سے اگر وہ بولنے پر قادر ہیں۔“

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ قَدْ سَلَكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْجَوَابِ مَسْلَكًا تَعْرِيفِيًّا يُؤَدِّي بِهِ إِلَى مَقْصِدِهِ الَّذِي هُوَ الزَّمَامُهُمُ الْحُجَّةَ عَلَى الطِّفِّ وَجِهٍ وَأَحْسَنِهِ يَحْمِلُهُمْ عَلَى التَّأَمُّلِ فِي شَأْنِ الْهَيْتِهِمْ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ التَّرَقِّيِّ مِنَ الْكِذْبِ فَقَدْ أَبْرَزَ الْكَبِيرُ قَوْلًا فِي مَعْرَضِ الْمُبَاشِرِ لِلْفِعْلِ بِإِسْنَادِهِ إِلَيْهِ كَمَا أَبْرَزَهُ فِي ذَلِكَ الْمَعْرَضِ فِعْلًا يَجْعَلُ الْفَاسَ فِي عُنُقِهِ أَوْ فِي يَدِهِ۔

قوم کے سوال پر سیدنا خلیل علیہ السلام نے جواب میں تعریفی پہلو اس شان کا اختیار فرمایا جس سے نہایت لطیف طریقہ کا الزام تھا اور نہایت حسین پہلو تھا ان کے خداؤں کی شان عجز کے اظہار کا کہ تیشہ بتوں کے بڑے بت کی گردن یا ہاتھ میں ہے اور تم سوال مجھ سے کر رہے ہو۔ گویا یہ فرمایا فَعَلَهُ هَذَا الْكَبِيرُ عَلَى مُقْتَضَى مَذْهَبِكُمْ تَمَّارِے مَذْهَبِ كے مطابق یہ کام اس بڑے خدا نے کیا ہے اس لئے کہ هَذَا غَضِبَ أَنْ يُعْبَدَ مَعَهُ هَذِهِ وَ هُوَ اكْبَرُ مِنْهَا۔ یہ غصہ ہو گیا تھا تمہاری اس بات پر کہ اس کے ہوتے تم اوروں کو پوج رہے ہو حالانکہ یہ سب سے بڑا ہے۔

اس میں انہیں تنبیہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا غضب تم پر کیوں نہ آئے جب کہ تم اس کا شریک بتوں کو بنا رہے ہو۔ اب اگر یہ بول سکتا ہے تو اس سے پوچھو کہ واقعہ کیا ہے۔

دوسرا پہلو جواب یہ بھی تھا الْوَقْفُ عَلَى كَبِيرِهِمْ وَ ارَادَ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفْسَهُ لِأَنَّ الْإِنْسَانَ اكْبَرُ مِنْ كُلِّ صَنَمٍ۔ کہ بڑائی کا لحاظ ہی اگر کیا جائے تو حضرت خلیل علیہ السلام نے اپنی ہی طرف اشارہ فرمایا اس لئے کہ انسان ہر شے سے بڑا ہے۔ اگرچہ اس توجیہ کو آلوسی نے پسند نہیں کیا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ انسان سب سے افضل ہے۔

”فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۲﴾۔“

فَتَفَكَّرُوا وَتَدَبَّرُوا وَتَدَكَّرُوا إِنَّ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَى دَفْعِ الْمَضْرَّةِ عَنْ نَفْسِهِ وَلَا عَلَى الْإِضْرَارِ بِمَنْ كَسَرَهُ بِوَجْهِهِ مِنَ الْوُجُوهِ يَسْتَحِيلُ أَنْ يَقْدِرَ عَلَى دَفْعِ مَضْرَّةٍ عَنْ غَيْرِهِ أَوْ جَلْبِ مَنْفَعَةٍ لَهُ فَكَيْفَ يَسْتَحِقُّ أَنْ يَكُونَ مَعْبُودًا۔ تو وہ دل میں بولے اور دل ہی دل میں سوچنے لگے اور تدبیر و تدکر کے ساتھ سوچنے



بیٹھے کہ جو دفع مضرت اپنی جان کے لئے بھی نہ کر سکے اور جو اسے نقصان پہنچے اس سے بدلہ لینے پر بھی قادر نہ ہو اور کسی طریقہ پر وہ انتقام کی قوت نہ رکھے اور کسی سے منفعت پر قادر نہ ہو وہ کیسے اس امر کا مستحق ہو سکتا ہے کہ اسے معبود بنایا جائے اور اس کی پرستش کی جائے چنانچہ وہ بول پڑے اور آپس میں ایک دوسرے کو کہہ بیٹھے جیسے قرآن کریم ان الفاظ میں ناطق ہے:

”فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۳﴾“

اِیْ قَالْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فِیْمَا بَیْنَهُمْ اِنَّكُمْ اَنْتُمْ الظَّالِمُونَ اِیْ بِعِبَادَةِ مَا لَا یَنْطِقُ۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے کہنے پر مجبور ہو گیا کہ بے شک تم ہی بے جا کام کر رہے ہو کہ اسے معبود بنا رہے ہو جو بول لینے پر بھی قادر نہیں۔

”ثُمَّ نَكِسُوا عَلٰی رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هٰؤُلَاءِ یَنْطِقُونَ پھر اوندھائے گئے اپنے سروں کے بل کہ تمہیں خوب علم ہے کہ یہ بولنے پر قادر نہیں۔“

یعنی کلمہ حق کہہ کر گوا عتراف حقیقت پر ان کے سر جھکے لیکن ان کی بدبختی ان پر سوار ہوئی اور وہ کفر کی طرف پلٹے اور بے جا مجادلہ و مکابره حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے کرنے پر آمادہ ہوئے۔

اور آج تک عموماً ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ

باطل جماعت جب اپنا پلہ ہلکا دیکھتی اور اپنے کو لاجواب پاتی ہے تو بجائے تسلیم کرنے کے تھوک بندی کی طرف اس کا میلان و رجحان ہوتا ہے جس کا نتیجہ فوجداری اور ضمانتوں تک ہوتا ہے۔ پھر مقدمہ بازی میں فریقین مدتوں خراب حال اور شکستہ مال ہوتے ہیں۔

اس بنا پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے موجودہ دور کے مناظرہ کو حرام فرمایا اس لئے کہ حق کی حمایت کی بجائے اور تسلیم صدق کی جگہ اپنی اپنی پارٹیوں کی جنبہ داری غالب آجاتی ہے۔

ورنہ مناظرہ نام ہے حق و باطل میں بہ نظر انصاف غور کرنے کا۔ جس سے جدھر حق نظر آئے ادھر جھک جانا۔ اہل نظر اصحاب بصیرت کے لئے لازمی ہو جاتا ہے۔

آج مناظرہ کی بجائے مکابره و مجادلہ ہوتا ہے جس کا نتیجہ احقاق حق قطعی نہیں ہوتا بلکہ فساد بین المسلمین بڑھ جاتا ہے۔ لہذا دور موجودہ میں مہذب و معتدل پیرایہ سے تقریر و تحریر ہی بہتر ہے مناظرہ کے نام سے مجادلہ اور مکابره کا اکھاڑا قائم کرنا قرین عقل نہیں۔

تبلیغ میں مبلغ کو شائستہ بیان شستہ زبان سلجھے ہوئے بیان کا مالک ہونا چاہئے تاکہ سنانے والے کا دامن گندہ دہنی سے پاک رہے اور سننے والے کا خیال صحیح اور صریح دلائل کا حامل ہو سکے۔

اور یہی سنت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے

چنانچہ آپ کی طرف سے جو خطابت قوم کو ہوئی اس میں شستگی، شائستگی کے تمام پہلو ملحوظ تھے جیسا کہ آئندہ مضمون سے واضح ہوگا کہ آپ نے قوم کے آگے کس شان سے دلائل عقلی رکھے۔

اول نکس کی مفصل بحث سمجھ لیں۔

أَصْلُ النُّكْسِ قَلْبُ الشَّيْءِ بِحَيْثُ يَصِيرُ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ۔ نکس اصل میں کسی شے کے بدلنے کو کہتے ہیں اس

حیثیت سے کہ اعلیٰ اسفل ہو جائے۔

وَقَدْ يُسْتَعْمَلُ النَّكْسُ لُغَةً فِي مُطْلَقِ قَلْبِ الشَّيْءِ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ أُخْرَى وَ بِذِكْرِ الرَّأْسِ لِلتَّصْوِيرِ وَ التَّقْبِيحِ۔ اور کبھی نکس لغوی حیثیت سے مطلق ایسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں کسی شے کو ایک حال سے دوسرے حال پر بدلیں اور سر کا ذکر تصویر حال اور تقبیح مال کے لئے کیا گیا۔

اور علامہ زمخشری رحمہ اللہ نکس سے تین قسم کے معنی مراد لیتے ہیں۔

اول رجوع فکر مستقیمہ صالحہ سے اپنے ظلم نفس اور فکر کا سد میں غور کی طرف کرنا اور اصلاح کی طرف آنا۔ دوسرے جدال سے رجوع کر کے باطل کا ترک کر دینا۔

تیسرے نکس بمعنی مبالغہ استعمال ہو اور خجالت سے سر جھکا دینے میں اس کو لیا جائے۔

جیسے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے الزام دینے پر وہ خجل ہو کر دل میں غور و تدبر کرنے لگے کہ فی الواقع جس میں قوت نطق بھی نہیں اور اپنے مقابل سے طاقت مقاومت نہیں رکھتا اور مخالف کو ضرر اور موافق کو نفع بھی نہیں پہنچا سکتا وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کی خجالت محسوس فرما کر اپنے دلائل پر اڈر زور دیا چنانچہ اس کا تذکرہ قرآن کریم اس طرح فرماتا ہے:

”قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۚ“

يَعْنِي قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُمْ أَفَتَعْبُدُونَ أَي تَعْلَمُونَ ذَلِكَ فَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَي مُجَاوِزِينَ عِبَادَتَهُ تَعَالَى مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا مِنَ النِّفَعِ شَيْءٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ فَإِنَّ الْعِلْمَ بِحَالَةِ الْمُنَافِقَةِ لِلْأُلُوْهِيَّةِ فَمَا يُوجِبُ الْإِجْتِنَابَ عَنْ عِبَادَتِهِ قَطْعًا أَفَ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ تَضَجَّرُ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ إِضْرَارِهِمْ عَلَى الْبَاطِلِ بَعْدَ انْقِطَاعِ الْعُذْرِ وَ وُضُوحِ الْحَقِّ۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان صنم پرستوں کو فرمایا کہ کیا تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اور جانتے ہو کہ یہ بے حس جماد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تجاوز کر کے ان اشیاء کی پوجا کرتے ہو جو ذرہ بھر تمہیں نفع نہ دے سکیں اور ان کے ترک کر دینے پر وہ کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں تو اس کا تمہیں علم ہے کہ ان کی کیفیت منافی الوہیت ہے اور ایسی حالت ہے کہ جس سے عقلاً اجتناب لازم آتا ہے تو تم پر افسوس ہے کہ ان حالات کے جاننے کے باوجود بھی تم ان کی پوجا پر مبصر ہو اور باطل کی پرستش کرتے ہو۔

وَ أَصْلُ أَفٍ صَوْتُ الْمْتَضَجِّرِ مِنْ اسْتِقْدَارِ شَيْءٍ۔ اف اس آواز کا نام ہے جو کسی گندی چیز سے بچنے کے موقع پر نکالی جاتی ہے۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ أَي أَلَا تَتَفَكَّرُونَ فَلَا تَعْقِلُونَ قُبْحَ صَنِيعِكُمْ۔ کیا تم فکر اور غور سے کام نہیں لیتے اپنی ان قبیح حرکات پر۔

تو جب جواب دینے سے عاجز آگئے اور اپنے افعال قبیحہ شنیعہ رذیلہ کی صحت پر حجت قائم نہ کر سکے اور حیلہ سازی کی راہیں ان پر بند ہو گئیں اور مبہوت ہو کر رہ گئے تو آپس میں ضد و کد کے ماتحت تجاویز شروع کیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فاعِلِينَ۔ بولے آپس میں انہیں جلاڈالو اور انتقام میں اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر کچھ کرنا چاہتے ہو۔“

اس تجویز پر نمرود بن کنعان بن سنجاریب بن نمرود بن کوس بن حام بن نوح علیہ السلام سب سے پہلے راضی ہوا۔ اور ابن جریر مجاہد سے راوی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر حضرت مجاہد نے یہ آیت تلاوت کی تو آپ نے فرمایا اَتَدْرِى يَا مُجَاهِدُ مِنَ الَّذِي اَشَارَ بِحَرْيِقِ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّارِ قُلْتُ لَا قَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَعْرَابِ فَارِسَ يَعْنِي الْاَكْرَادَ۔

مجاہد تم جانتے ہو وہ کون تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ میں جلانے کی تجویز پیش کی تھی؟ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں تو فرمایا وہ ایک آدمی اعراب فارس سے تھا جو قبیلہ کرد سے متعلق تھا۔ علامہ محمود شکاری اس کی تعلیقات پر لکھتے ہیں:

هَذَا ظَاهِرٌ فِيَّ اَنَّ الْاَكْرَادَ مِنَ الْفَارِسِ وَقَدْ ذَهَبَ كَثِيرٌ اِلَى اَنَّهُمْ مِنَ الْعَرَبِ وَ ذِكْرُ اَنَّ مِنْهُمْ اَبَا مَيْمُونٍ جَابَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

یہ تو ظاہر ہے کہ کرد فارسی قوم میں سے ہیں لیکن اکثر اس طرف گئے ہیں کہ وہ عرب قوم سے تھا اور اسے حضرت ابامیمون صحابی سے نقل کیا گیا۔

اور جس شخص نے ایسا کیا اور نمرودی کی رائے دی اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور دھنستا ہی رہے گا قیامت تک اور اس کا نام

عَلَى مَا اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْجَبَّارِيِّ ۔ هَيُونَ وَ قِيلَ هَدِيرٌ وَ فِي الْبَحْرِ اَنَّهُمْ ذَكَرُوا لَهُ اِسْمًا مُّخْتَلِفًا فِيهِ لَا يُوقَفُ مِنْهُ عَلَى حَقِيقَتِهِ۔  
ابن جریر اور ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ اس کا نام ہیون اور بروایت ثانی ہدیر تھا۔  
اور بحر میں ہے کہ اس کے نام پر مختلف روایات ہیں ایک نام صحیح نہیں مل سکا۔

مکمل و مفصل حالات احراق خلیل اللہ علیہ السلام

رَوَى اَنَّهُمْ حِينَ هَمُّوا بِاِحْرَاقِهِ حَبَسُوهُ ثُمَّ بَنَوْا بَيْتًا كَالْحَظِيرَةِ بِكُوْتَى قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْاَنْبَاطِ فِي حُدُودِ بَابِلَ فِي الْعِرَاقِ وَ ذَالِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُيُوتًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ۔

جب قوم نمرود حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے جلانے اور آگ میں ڈالنے کے لئے آمادہ ہو گئی تو انہوں نے حضرت خلیل کو قید کر لیا پھر ایک مکان مثل حظیرہ کے مقام کوئی میں بنایا یہ ایک قریہ ہے جو انباط کے قریوں سے ہے اور انباط حدود بابل میں عراق کے قریب ہے۔



اسی واقعہ کو قرآن کریم میں فرمایا گیا ایک جگہ **فَالْقَوْلُ فِي الْجَحِيمِ** تک فرمایا گیا ہے **قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ**۔ بولے سب بناؤ اس کے لئے ایک مکان تو ڈال دو انہیں آگ میں اور اس کے آگے اسی رکوع میں ارشاد ہے **وَ أَسْرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ**۔ خلاصہ واقعہ اول پڑھ لیں پھر اصل روایت نقل کی جائے گی۔

نمرود اور اس کی قوم حضرت خلیل علیہ السلام کے جلانے پر متفق ہو گئی اور انہوں نے آپ کو ایک مکان میں قید کر دیا اور قریہ کوٹ یا کوٹی میں ایک عمارت تعمیر کی جس میں چالیس دن تک لکڑیاں جمع کیں اور ایسی زبردست آگ جلائی کہ اس کی پیش سے ہوا میں پرواز کرنے والے پرند بھی جل کر جاتے تھے۔

پھر آپ کو آگ میں ڈالنے کی تدبیر شیطان نے بتائی کہ منجنيق قائم کیا جائے جسے اردو میں گویا کہتے ہیں اس میں آپ کو باندھ کر آگ کی طرف پھینکا اس حالت میں آپ کی زبان مبارک پر **حَسْبِيَ اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ** جاری تھا۔ ملا اعلیٰ میں اس منظر خونی سے کھل بلی تھی۔ ملائکہ بارگاہ بے نیاز میں عرض کر رہے تھے الہی تیری زمین میں یہی ایک بندہ ہے جو تیری پرستش کرتا ہے اور وہی صرف تیری اطاعت کی وجہ سے جلایا جا رہا ہے لہذا ہمیں اجازت دے کہ اس کی مدد کریں۔ حضرت بے نیاز کی طرف سے انہیں اجازت ملی اور حکم ہوا کہ اگر وہ تم میں سے کسی کی مدد چاہے تو جاؤ مدد کرو اور اگر وہ میرے سوا کسی کی اعانت نہ چاہے تو میں اس کی حالت جانتا ہوں اور میں ہی اس کا معاون ہوں تو میرے اور ابراہیم کے معاملہ میں دخل نہ دو۔

وہ یقیناً میرا خلیل ہے اور میرا کوئی خلیل اس کے سوا نہیں اور میں اس کا معبود ہوں میرے سوا اس کا کوئی معبود نہیں۔ غرض کہ اول خازن ریاح حاضر آیا پھر خازن میاہ آیا اجازت طلب کی آگ کے بجا دینے اور اس کو اڑا دینے کی۔ خلیل علیہ السلام نے انہیں فرمایا **لَا حَاجَةَ لِي إِلَيْكُمْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ** مجھے تمہاری مدد کی حاجت نہیں میرے لئے میرا اللہ جل و علا کافی ہے اور وہ میرا بہترین وکیل ہے۔

اصل عبارت روح المعانی یہ ہے:

**فَجَمَعُوا لَهُ أَصْلَابَ الْحَطَبِ مِنْ أَصْنَافِ الْخَشَبِ مُدَّةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَأَوْقَدُوا نَارًا عَظِيمَةً لَا يَكَادُ يَمُرُّ عَلَيْهَا طَائِرٌ فِي أَقْصَى الْجَوْ شِدَّةَ وَ هَجَّهَا فَلَمْ يَعْلَمُوا كَيْفَ يُلْقُونَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهَا فَاتَى أَبَلَيْسُ وَ عَلَّمَهُمْ عَمَلِ الْمُنْجِنِيقِ مُقَيَّدًا مَغْلُولًا فَصَاحَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِلَيْنَا مَا فِي أَرْضِكَ أَحَدٌ يَعْبُدُكَ غَيْرَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَنَّهُ يُحْرَقُ فِيكَ فَادِّنْ لَنَا فِي نُصْرَتِهِ فَقَالَ جَلَّ وَ عَلَا إِنِ اسْتَعَاثَ بِأَحَدٍ مِنْكُمْ فَلْيَنْصُرْهُ وَ إِن لَّمْ يَدْعُ غَيْرِي فَأَنَا أَعْلَمُ بِهِ وَ أَنَا وَ إِلَيْهِ فَخَلُّوا بَيْنِي وَ بَيْنَهُ فَإِنَّهُ خَلِيلِي لَيْسَ لِي خَلِيلٌ غَيْرُهُ وَ أَنَا إِلَهُهُ لَيْسَ لَهُ إِلَهٌ غَيْرِي . فَاتَاهُ خَازِنُ الرِّيَّاحِ وَ خَازِنُ الْمِيَاهِ يَسْتَأْذِنَانِهِ فِي إِعْدَامِ النَّارِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا حَاجَةَ لِي إِلَيْكُمْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ .**

حضرت کعب رحمہ اللہ راوی ہیں جب آپ کو مضبوط باندھ دیا تاکہ آگ میں ڈالیں تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی زبان پر **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَ لَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ** جاری تھا۔

پھر آپ کو آگ میں پھینکا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا **يَا إِبْرَاهِيمُ أَلَيْكَ حَاجَةٌ**

اے ابراہیم آپ کچھ چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا۔ حاجت تو ہے مگر تجھ سے نہیں تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا فَاسْأَلْ رَبَّكَ تو آپ اپنے رب سے سوال کیجئے فَقَالَ حَسْبِي مِنْ سُوَالِي عِلْمُهُ بِحَالِي۔ تو فرمایا وہ میرے سوال سے مستغنی ہے اور اسے میرے حال کا سب علم ہے۔

بعض روایتوں میں ہے اِنَّ الْوُزْغَ وَالْبُغْلَ وَالْخَطَّافَ وَالضَّفْدَعَ وَالْعَضْرَفُوْطَ كَانَ يَنْفُخُ فِي النَّارِ۔ کہ گرگٹ جسے بوقلمون بھی کہتے ہیں اور خچر اور چمگاڈر اور مینڈک وغیرہ نے آگ دھکانے میں پھونک ماری تھی واللہ اعلم بحقیقة الحال۔

اس کے بعد پھر کیا ہو اس کے متعلق علیحدہ علیحدہ روایتیں ہیں

فَلَمَّا وَصَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَظِيْرَةَ جَعَلَهَا اللهُ بِبِرْكَةِ قَوْلِهِ رَوْضَةً۔ جب آپ اس مکان میں پہنچے جہاں آگ دہک رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کی دعا کی برکت سے باغیچہ بنا دیا۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ۔ ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا سرد اور سلامتی والی ابراہیم پر۔“

اَيُّ كُوْنِي ذَاتَ بَرْدٍ وَسَلَامٍ اَيُّ اَبْرِدِي بَرْدًا غَيْرَ ضَارٍ وَلِذَا قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ فَيَمَّا اَخْرَجَهُ عَنْهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهُ لَوْلَمْ يَقُلْ سُبْحٰنَهُ وَسَلَامًا تَقْتُلُهُ بَرْدُهَا۔ آگ کو حکم رب العزت ہوا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو اور سلامتی سے ہو یعنی سرد غیر مضرت رساں ہو۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ وَسَلَامًا نہ فرماتا تو یقیناً سردی آپ کو ہلاک کر دیتی۔

رُوِيَ اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَخَذُوْا بِضَبْعِيْ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَقْعَدُوْهُ عَلٰى الْاَرْضِ فَاِذَا عَيْنُ مَاءٍ عَذْبٍ وَوَرْدٌ اَحْمَرٌ وَنَرَجِسٌ وَلَمْ تُحْرِقِ النَّارُ اِلَّا وَثَاقَةً۔

روایت ہے کہ ملائکہ علیہم السلام آپ کا بازو تھامے ہوئے تھے تو انہوں نے زمین پر آپ کو بٹھا دیا کہ یک لخت شیریں چشمہ ابلنے لگا اور گلاب اور زنگس کے پھول کھل گئے اور آپ کے بندھن آگ نے جلا ڈالے اور آپ پر کچھ اثر نہ ہوا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آگ میں چالیس دن رہے یا پچاس دن رہے۔

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا كُنْتُ اَطِيْبَ عَيْشًا مِنْ اِذْ كُنْتُ فِيْهَا۔ حضرت خلیل علیہ السلام فرماتے ہیں پاکیزہ عیش کبھی مجھے وہ حاصل نہ ہوا جیسا کہ ان چالیس یا پچاس دنوں میں حاصل ہوا۔

وَ بَعَثَ اللهُ مَلِكَ الظِّلِّ فِيْ صُوْرَةِ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُؤْنِسُهُ قَالُوْا وَ بَعَثَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ جِبْرِیْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرِ الْجَنَّةِ وَطَنْفَسَةٍ فَاَلْبَسَهُ الْقَمِيْصَ وَاَقْعَدَهُ عَلٰى الطَّنْفَسَةِ وَاقْعَدَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس کا نام ملک الظل تھا اور وہ شبیہ خلیل اللہ علیہما السلام میں تھا تا کہ آپ اس سے مانوس رہیں اور روح الامین علیہ السلام کو جنت کی ریشمی قمیص اور کرسی کے ساتھ بھیجا آپ نے حضرت کو وہ قمیص پہنا دیا اور آپ کو کرسی پر بٹھا دیا اور پھر جبریل آپ سے باتیں کرتے رہے۔

وَ قَالَ جِبْرِیْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا اِبْرٰهِيْمُ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ النَّارَ لَا تَضُرُّ اَحْبَابِيْ۔ پھر

حضرت جبریل علیہ السلام نے بشارت دی کہ اے ابراہیم آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آگ میرے دوستوں کو نقصان نہیں پہنچاتی۔

ثُمَّ أَشْرَفَ نَمْرُودٌ وَنَظَرَ مِنْ صَرْحٍ لَهُ۔ پھر نمرود اس منارہ پر چڑھا جو اس نے آپ کے اس منظر کو دیکھنے کے لئے بنوایا تھا اور آپ کو دیکھنے لگا تو نظر آیا کہ آپ ایک باغیچہ میں تشریف فرما ہیں اور ایک فرشتہ آپ کے پاس ہے اور آگ کی لپٹیں چاروں طرف ہیں تو

نمرود گھبرا کر پکارا یا ابراہیم کبیر الہک الذی بلغت قدرته۔ اے ابراہیم تمہارا رب بھی بڑی قوت والا ہے جس کی قدرت تم تک پہنچی۔ اور آگ کے اور تمہارے درمیان حائل ہوئی۔

ابراہیم کیا تم اس کی بھی طاقت رکھتے ہو کہ اس آگ سے نکل آؤ آپ نے فرمایا ہاں نمرود بولا کیا آپ اس سے خائف ہیں کہ اگر آپ اس باغیچہ میں سو جائیں تو یہ آگ نقصان دے گی فرمایا نہیں۔  
تو نمرود نے کہا تو اچھا اٹھ کر آگ سے نکل کر دکھائیں۔

آپ اٹھے اور خراماں خراماں باہر تشریف لے آئے تو نمرود آپ کے سامنے آیا اور پوچھنے لگا ابراہیم وہ کون تھا جو آپ کا ہم شبیہ آپ کے پہلو میں بیٹھا تھا۔

فرمایا وہ فرشتہ تھا جسے ملک الظل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے پاس موانست کے لئے بھیجا تھا۔  
نمرود کہنے لگا ابراہیم میں بھی آپ کے رب سے تقرب چاہتا ہوں کہ میں نے اس کی یہ قوت و قدرت دیکھی اور میں اس کے نام پر چار ہزار گائیں قربان کروں گا۔

تو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا اِنَّهُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْكَ مَا كُنْتَ عَلَىٰ دِيْنِكَ حَتّٰى تُفَارِقَهُ وَ تَرْجِعَ اِلٰى دِيْنِي۔ اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہ فرمائے گا جب تک تو اپنا دین چھوڑ کر میرے دین پر نہ لوٹ آئے۔  
تو نمرود کہنے لگا لَا اَسْتَطِيْعُ تَرْكُ مَلِكِي و لٰكِنْ سَوْفَ اَذُبُهَا لَهٗ فَذَبَحَهَا۔ مجھ میں یہ ہمت تو نہیں کہ میں اپنا ملک ترک کر دوں لیکن یہ قربانی ضرور دوں گا۔ چنانچہ اس نے وہ گائیں قربان کیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے اس نے ہاتھ روک لیا۔

وَ كَانَ اِبْرٰهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ ذَاكَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام سولہ سالہ عمر میں تھے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جب نمرودیوں نے دیکھا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر آتش گلزار ہو گئی ہے تو وہ کہنے لگے یہ جادو ہے تو انہوں نے ایک بڑھے کو اس آگ میں پھینکا تو وہ علی الفور جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔  
اخیر میں فرماتے ہیں علاوہ اس کے بہت سی روایتیں قصہ خلیل اللہ میں ہیں۔

لیکن وَالَّذِي صَحَّ هُوَ مَا ذَكَرَهُ تَعَالٰى مِنْ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُلْقِيَ فِي النَّارِ فَجَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَرْدًا وَّ سَلَامًا۔ وہ واقعہ صحیح اور قطعی صحیح ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا کہ آپ آتش نمرود میں ڈالے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو برد و سلام کر دیا۔



اور یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت ہے کہ دفع اذیٰ جس کے لئے چاہے فرمادے جیسے سمندر کیڑے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ میں ہی حیات رکھی ہے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ کا برد و سلام ہو جانا اعظم خوارق سے ہے وَ قِيلَ كَانَتْ عَلَىٰ حَالِهَا لَكِنَّهُ سُبْحَنَهُ جَلَّتْ قُدْرَتُهُ دَفَعَ إِذَا هَا لِمَا تَرَىٰ فِي السَّمْنَدِرِ كَمَا يُشْعِرُ بِهِ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔

اور اس قسم کے خوارق عادات امور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بطور کرامت بہ اتباع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر ہوئے ہیں اور ان کا مشاہدہ بعض منتسبین حضرت ولی کامل شیخ احمد رفاعی قدس سرہ سے ہوا ہے۔

پھر اکثر فساق و فجار بھی ایسا کرتے ہیں اور وہ اسے جادو بتاتے ہیں پھر وہ منتر جو پڑھے جاتے ہیں ان میں بعض کفر خالص ہوتے ہیں بعض محض الفاظ مجہولہ بے معنی کہتے ہوئے آگ میں چلے جاتے ہیں۔ اور بعض نے بتایا کہ وہ یہ الفاظ کہتے ہیں:

تَلَسَّفَ تَلَسَّفَ هَيْفَ هَيْفَ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا النَّارُ۔ اور اگر تلو اور غیرہ کا مقابلہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں اَيُّهَا السَّلَاحُ بِحَقِّ حَيِّ حَيٍّ وَ نُوْرٍ يَحْيٰ وَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَضُرِّي۔ یا دوسروں کے لئے ہو تو کہتے ہیں لَا تَضُرُّ غُلَامَ الطَّرِيقَةِ۔

حالانکہ شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ کے زمانہ میں یہ باتیں نہ تھیں چنانچہ اب بھی اکثر اس خاندان کے بزرگ قبیح سنت ہیں اور اس قسم کے مظنہ بدعت سے مجتنب ہیں۔

اور اکثر وہ ہیں کہ دخول نار کے وقت کچھ نہیں پڑھتے صرف یہ کرتے ہیں کہ جب آگ دہک جاتی ہے تو دف بجاتے ہوئے یہ پکارتے جاتے ہیں يَا شَيْخَ اَحْمَدُ يَا رَفَاعِي اور آگ میں گھس جاتے ہیں اور ان پر آگ اثر نہیں کرتی۔

اسی قسم کے معائنہ سے اکثر عقیدت مند ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ استدراج و ابتلاء ہے۔

اور اکثر دوائیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ انہیں جہاں لگا لیا جائے وہاں آگ اثر نہیں کرتی جیسے مینڈک کی چربی وغیرہ۔ بہر حال معجزانہ شان خاص ہوتی ہے اور شعبدات علیحدہ ہیں۔

”وَ اَمَّا اُوْدُوْدُ وَاِبُوْهُ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ الْاٰخِسْرِيْنَ۔ اور انہوں نے زبردست مکر حضرت خلیل کے لئے چاہا تھا تو ہم نے انہیں نقصان اٹھانے والوں سے بھی زیادہ نقصان میں کر دیا۔“

اور اس قوم پر مچھر مسلط کر دیئے کہ جو ان کا گوشت اور خون کھاپی گئے اور انہیں ایسا ذلیل کیا کہ نمرود پر ایک مچھر ایسا مسلط کیا کہ اس کی جان ہی لے کر ٹلا لے اللہ تعالیٰ۔ آگے ارشاد ہے:

”وَ نَجَّيْنٰهُ وَاَوْطَا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۱ وَ هَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ ۝۱۲ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۝۱۳ وَ كَلَّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝۱۴ وَ جَعَلْنٰهُمْ اٰيَةً يُّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاٰتٰءَ الزَّكٰوةِ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝۱۵۔“

اور نجات دی ہم نے اسے اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی جہاں والوں کے لئے اور عطا فرمایا

ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب پوتا اور ہم نے سب کو بنایا صالح اور ہم نے کیا انہیں امام کہ ہدایت کریں ہمارے حکم کی اور ہم نے وحی کی انہیں اچھے کام کرنے کی اور نماز قائم رکھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرنے والے تھے۔“  
یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے ہاران کے فرزند حضرت لوط علیہ السلام انہیں دونوں کو نمرود اور ان کی قوم سے نجات دی۔

إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا۔ سے مراد ارضِ شام ہے۔

ایک قول ہے کہ ارضِ مکہ مراد ہے۔

ایک قول ہے کہ ارضِ مصر مراد ہے لیکن صحیح قول پہلا ہے۔

اس کی توصیف برکت سے اس لئے بھی صحیح ہے کہ زمین شام میں اکثر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور وہاں سے پھر منتشر ہو کر اپنی شریعتیں جاری کیں جو مبادی کمالات و خیرات تھیں اور جن سے منافع دینی و دنیوی حاصل ہوئے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ مِنَ الْعِرَاقِ وَ مَعَهُ لُوطٌ وَ سَارَةُ بِنْتُ عَمِّهِ هَارَانَ الْأَكْبَرَ وَقَدْ كَانَ مُؤْمِنِينَ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْتَمِسُ الْفِرَارَ بِدِينِهِ فَنَزَلَ حَرَّانَ فَمَكَتْ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب عراق سے نکلے تو آپ کے ساتھ حضرت لوط اور سارہ بنت ہاران الاکبر تھے اور یہ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے تو یہ دونوں اپنے دین کی محافظت کے لئے یہاں سے نکل کر جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہ حران میں جا کر ٹھہرے اور جب تک خدا نے چاہا وہاں رہے۔

وَ زَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّ سَارَةَ بِنْتُ مَلِكِ حَرَّانَ تَزَوَّجَهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ هُنَاكَ وَ شَرَطَ أَبُوهَا أَنْ لَا يُغَيِّرَهَا عَنْ دِينِهَا۔ وَالصَّحِيحُ الْأَوَّلُ۔

ثُمَّ قَدِمَ مِصْرَ ثُمَّ خَرَجَ مِنْهَا إِلَى الشَّامِ فَنَزَلَ السَّبْعَ فِي أَرْضِ فَلَسْطِينَ۔ وَ نَزَلَ لُوطٌ بِالْمُوتَفَكَةِ عَلَى مَسِيرَةِ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ مِنَ السَّبْعِ أَوْ أَقْرَبُ۔

پھر آپ مصر تشریف لائے پھر مصر سے شام میں مقام سبع میں آگئے جو فلسطین کی زمین میں ہے اور لوط علیہ السلام موتفکہ میں مقیم ہوئے جو سبع سے ایک دن رات کے بعد مسافت پر ہے۔

پھر آپ کی دعا کے بموجب حضرت اسحاق عطا کئے گئے۔

اور حضرت اسحاق کو حضرت یعقوب ملے جو ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے یہ نافلہ اس وجہ سے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور زائد بخشش ہوئی۔

اور كَلَّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ سے مراد حضرت ابراہیم اور لوط اور اسحاق و یعقوب علیہم السلام ہیں۔

اور صَالِحِينَ سے مراد بَانَ وَفَقَّنَاهُمْ لِلصَّلَاحِ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا فَصَارُوا كَامِلِينَ یعنی انہیں اللہ نے

صلاحیت دی دین و دنیا کی اور وہ کاملین سے ہوئے۔

یہ صالحین بمعنی حقیقی صالحین ہیں اور بقیہ صالحین ظاہر ہے کہ کون ہیں اور کیسے ہیں۔

اور وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً اور ہم نے انہیں امام بنایا کہ امور دین میں ان کی اقتدا کی جائے۔ يَهْدُونَ اور راہ پائیں حق کی طرف بِأَمْرِنَا ہمارے مرسلین سے حکم لے کر۔

”وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ۔ اور انہیں ہم نے وحی کی اچھے کام کرنے کی۔“

”وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ۔ اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی۔“

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ ام سابقہ میں بھی نماز اور زکوٰۃ تھی۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض ہے اور وہ سب ہمارے پرستار تھے۔

”وَلَوْ طَا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَاتِ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا سَوِيًّا فَيَسْقِيَنَّ ۗ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۗ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ اور لو ط کو ہم نے عطا کی حکومت اور علم دیا اور اسے اس بستی سے نجات دی جو گندے کام کرتی تھی بے شک وہ برے لوگ فاسق تھے اور ہم نے لو ط کو اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ صالحین سے تھا۔“

وہ بستی جس میں گندے کام کرنے والی قوم تھی اس کا نام سدوم تھا۔

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَقَدْ أَخْرَجَ إِسْحَاقُ بْنُ بَشِيرٍ وَابْنُ عَسَاكِرٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرُ خِصَالٍ عَمِلَتْهَا قَوْمٌ لَوْ طِ بِهَا أَهْلِكُوا۔ دس خصلتیں قوم لو ط میں تھیں جس کی وجہ سے وہ ہلاک کی گئی۔

۱- اِتِّيَانُ الرِّجَالِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ یعنی اغلام بازی اور لواطت۔

۲- وَرَمِيَّتُهُمْ بِالْجَلَاهِقِ وَالْخَذْفِ۔ غلہ بازی یا ٹھیکریاں مارنا۔

۳- وَلَعْبُهُمْ بِالْحَمَامِ۔ کبوتر بازی۔

۴- وَضَرْبُ الدُّفُوفِ۔ دف طبلہ بجانا۔

۵- وَشُرْبُ الْخُمُورِ۔ شراب نوشی۔

۶- وَقَصُّ اللَّحْيَةِ۔ داڑھی چھوٹی کرنا جسے خشخاشی کہتے ہیں۔

۷- وَطُولُ الشَّارِبِ۔ مونچھیں دراز کرنا۔

۸- وَالصَّفْرُ۔ منہ سے سیٹی بجانا۔

۹- وَالتَّصْفِيقُ۔ صفقہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر تالیاں بجانا۔

۱۰- وَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ۔ ریشم پہننا۔

وَتَزْيِيدُهَا أُمَّتِي بِخُلْبَةِ اِتِّيَانِ النِّسَاءِ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا۔ اور اس سے زائد میری امت میں چپٹی کا بھی عیب ہوگا۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع۔ سورہ انبیاء۔ پ ۷۱

وَنُوحًا إِذْ نَادَى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۶۱﴾ اور نوح جب اس نے پکارا اس سے پہلے تو ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی تو ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو



بڑی مصیبت سے نجات دی

اور مدد کی ہم نے اس کی اس قوم کے مقابل جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا بے شک وہ بدکردار قوم تھی تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا

اور داؤد اور سلیمان جب فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کے متعلق کہ اس کو قوم کی بکریاں چر کر اجاڑ گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے نگران تھے

تو ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھایا اور ہر ایک کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نے فرمانبردار بنائے داؤد کے لئے پہاڑ وہ پہاڑ اور پرندے تسبیحات کہتے اور یہ ہمارے کام تھے

اور ہم نے سکھائی اس کو صنعت اسلحہ سازی کی تاکہ بچائے تمہیں تمہاری لڑائی سے تو کیا تم شکر و کرو گے

اور سلیمان کے تابع کی تیز ہوا وہ چلتی تھی ان کے حکم سے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں

اور جنوں میں سے کچھ وہ تھے جو اس کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے علاوہ اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کی حفاظت کرنے والے تھے

اور ایوب جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کی تکلیف کو دور کر دیا اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے ساتھ اتنے اور عطا کئے اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی والوں کے لئے نصیحت

اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے

اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ

وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا  
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا سَوْفًا غُرُوقَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٤﴾

وَدَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمُونَ فِي الْحَرْثِ إِذْ  
نَفَسَتْ فِيهِ غَمُّ الْقَوْمِ ۗ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ  
شَاهِدِينَ ﴿٤٥﴾

فَقَهَرْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۗ وَ كَلَّمْنَا هَبْشًا وَ عِلْمًا وَ  
سَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ۗ وَ  
كُنَّا فاعِلِينَ ﴿٤٦﴾

وَ عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ  
بَأْسِكُمْ ۗ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ﴿٤٧﴾

وَ لِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى  
الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا ۗ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ  
عَلِيمِينَ ﴿٤٨﴾

وَ مِنَ الشَّيْطَانِ مَنْ يَعْصُونَ لَهُ وَ يَعْمَلُونَ  
عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ ۗ وَ كُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٤٩﴾

وَ أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ أَنْتَ  
أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٥٠﴾

فَأَسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرِّهِ ۗ وَ أَتَيْنَاهُ  
أَهْلَهُ وَ مِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَاحَةً ۗ مِنْ عِنْدِنَا وَ  
ذِكْرًا لِلْعَبِيدِينَ ﴿٥١﴾

وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ۗ كُلٌّ مِّنَ  
الصَّابِرِينَ ﴿٥٢﴾

وَ أَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۗ إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٣﴾

وَذَا التُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا وَقَنَّ أَنْ لَنْ  
تُقَدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
أَنْتَ سُبْحَانَكَ ۗ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٨٤﴾

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ ۗ وَكَذَلِكَ  
نُجِّي الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾

وَرَكْرَكِيَا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا  
أَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ﴿٨٦﴾

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۗ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ  
زَوْجَهُ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ  
وَيَدْعُونََنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۗ وَكَانُوا لَنَا  
خُشِعِينَ ﴿٨٧﴾

وَالتِّي أَحْصَيْتُ فَرْجَهَا فَتَفَحْنَا فِيهَا مِنْ  
رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٨﴾

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۗ وَأَنَا رَبُّكُمْ  
فَاعْبُدُونِ ﴿٨٩﴾

وَ تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۗ كُلُّ إِلَهِنَا  
لِرَاجِعُونَ ﴿٩٠﴾

ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں  
اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا ہوا تو گمان  
کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے اور اندھیروں میں پکارا  
کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ  
سے بے جا ہوا

تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات بخشی اور  
ایسے ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو

اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے  
رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے

تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور  
اس کے لئے اس کی بی بی سنواری بے شک وہ بھلے

کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید  
اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑ گڑاتے تھے

اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی تو ہم نے  
اس میں اپنی روح پھونکی اور اسے اور اس کے بیٹے کو

سارے جہان کے لئے نشانی بنایا  
بے شک تمہارا دین یہ ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا

رب ہوں تو میری عبادت کرو  
اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے

سب کو ہماری طرف پھرنا ہے

### حل لغات چھٹارکوع - سورة انبیاء - پ ۱

نَادَى - اس نے پکارا  
مِنْ قَبْلُ - اس سے پہلے  
فَنَجَّيْنَاهُ - تو ہم نے نجات دی اس کو

مِنَ الْكُوفِ - مصیبت  
الْعَظِيمِ - بڑی سے  
مِنَ الْقَوْمِ - اس قوم سے  
الَّذِينَ - جنہوں نے

إِنَّهُمْ - بے شک وہ  
كَانُوا - تھے  
فَأَغْرَقْنَاهُمْ - تو ہم نے غرق کر دیا ان کو

وَسُلَيْمَانَ - اور سلیمان  
إِذْ - جب

وَنُوحًا - اور نوح کو  
إِذْ - جب  
فَاسْتَجَبْنَا - تو ہم نے قبول کی  
لَهُ - اس کی (دعا)

وَأَهْلَهُ - اور اس کے گھر والوں کو  
وَنَصَرْنَاهُ - تو ہم نے مدد کی اس کی

كَذَّبُوا - جھٹلایا  
قَوْمَهُمْ - قوم  
بِالْبَيْتِ - ہماری آیتوں کو  
سَوْءٌ - بری

وَدَاوُدَ - اور داؤد  
أَجْعَلِينَ - سب کو



يَحْكُمِينَ - فيصلہ کر رہے تھے فِي الْحَرْثِ - ایک کھیتی میں اِذْ - جبکہ  
 فِيهِ - اس میں غَنَمٌ - بکریاں الْقَوْمِ - قوم کی وَكُنَّا - اور تھے ہم  
 لِحُكْمِهِمْ - ان کے فیصلے پر شَهِدِينَ - گواہ فَفَهَّمْنَاهَا - تو ہم نے سمجھایا وہ مقدمہ  
 سُلَيْمَانَ - سلیمان کو وَكَلَّا - اور ہر ایک کو اَتَيْنَا - دی ہم نے  
 وَعِلْمًا - اور علم وَسَخَّرْنَا - اور فرمانبردار کئے ہم نے  
 دَاوُدَ - داؤد کے الْجِبَالَ - پہاڑ يُسَبِّحُونَ - تسبیح کہتے  
 وَكُنَّا - اور تھے ہم فَعِلِينَ - کرنے والے وَعَلَّمْنَاهُ - اور سکھائی ہم نے اس کو  
 صَنْعَةَ - صنعت لَبُوسٍ - لباس کی لَكُمْ - تمہارے لئے لِيُحْصِنَكُمْ - تاکہ بچائے تم کو  
 مِّنْ بَأْسِكُمْ - تمہاری لڑائی سے فَهَلْ - تو کیا اَنْتُمْ - تم  
 شُكْرًا وَنَ - شکر کرنے والے ہو وَلِسُلَيْمَانَ - اور سلیمان کیلئے الرِّيحَ - ہوا  
 عَاصِفَةً - تیز (مسخر کی) بِأَمْرٍ - اس کے حکم سے تَجْرِي - وہ چلتی  
 زَمِينَ كِي طَرَفٍ بِرُكْنًا - کہ برکت رکھی ہم نے فِيهَا - اس میں  
 بِجَلِّ - ہر شَيْءٍ - چیز کو غَلِبِينَ - جاننے والے  
 شَيْطَانُونَ مِّنْ - وہ بھی تھے جو يَغْوُصُونَ - غوطہ لگاتے  
 وَيَعْمَلُونَ - اور کرتے دُونَ - سوائے لَهْ - اس کے لئے  
 وَكُنَّا - اور تھے ہم حَفِظِينَ - حفاظت کرتے ذَلِكْ - اس کے بھی  
 اِذْ - جب رَأَى - اپنے رب کو وَأَيُّوبَ - اور ایوب  
 مَسْنِيٍّ - پہنچی مجھے رَابَّةً - اپنے رب کو  
 وَاللَّهِ - والا ہے وَأَنْتَ - اور تو  
 لَهُ - اس کی دعا الرَّحِيمِينَ - رحم کرنے والوں سے  
 وَأَتَيْنَاهُ - اور دیئے ہم نے اس کو فَكَشَفْنَا - تو دور کی ہم نے  
 مَعَهُمْ - ان کے ساتھ مَا بِهِ - جو اسے  
 وَذِكْرًا - اور نصیحت أَهْلَهُ - اس کے گھر والے  
 وَذَالنُّكْفَلِ - اور ذوالنکفل مِّنْ عِنْدِنَا - ہماری طرف سے  
 وَادْرِيسَ - اور ادریس وَاللُّعَادِيْنَ - عبادت گزاروں کو  
 وَذَالنُّكْفَلِ - اور ذوالنکفل مِّنَ الصَّابِرِينَ - صبر کرنے والوں سے تھے  
 وَادْخَلْنَاهُمْ - اور داخل کیا ہم نے ان کو فِي رَحْمَتِنَا - اپنی رحمت سے اِنَّهُمْ - بے شک وہ  
 مِّنَ الصَّالِحِينَ - نیک لوگوں سے تھے وَذَالنُّونِ - اور ذوالنون کو اِذْ - جب  
 ذَهَبَ - وہ گیا وَقَطَنَ - تو اس نے خیال کیا اِنْ - یہ کہ  
 لَنْ نَقْدِرَ - ہرگز نہ تنگی ڈالیں گے ہم عَلَيْهِ - اس پر فَنَادَى - تو پکارا



فِي الظُّلُمَاتِ - اندھیروں میں اُن۔ یہ کہ  
 اَنْتَ - تو  
 سُبْحٰنَكَ - پاک ہے تو  
 اِنِّي - بے شک میں ہی  
 كُنْتُ - تھا  
 مِنَ الظَّالِمِيْنَ - ظالموں میں سے  
 وَنَجَّيْنٰهُ - اور نجات دی ہم نے اس کو  
 نُوْحِيْ - نجات دیں گے ہم  
 الْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کو  
 نَادٰى - پکارا اس نے  
 رَبَّهُ - اپنے رب کو  
 فَرَادَا - اکیلا  
 وَاَنْتَ - اور تو ہے  
 خَيْرٌ - بہتر  
 الْوَارِثِيْنَ - وارث  
 فَلَسْتَجِبْنٰا - تو ہم نے قبول کیا  
 لَهُ - اس کی دعا کو  
 وَوَهَبْنٰا - اور عطا کیا ہم نے  
 لَهُ - اس کے لئے  
 وَاصْلَحْنٰا - اور درست کیا ہم نے  
 اِنَّهُمْ - بے شک وہ  
 كَانُوْا - تھے  
 يُسْرِعُوْنَ - جلدی کرتے  
 فِي الْخَيْرَاتِ - نیکیوں میں  
 وَيَدْعُوْنَآ - اور پکارتے تھے ہمیں  
 وَرَاهِبًا - اور خوف سے  
 وَكَانُوْا - اور تھے وہ  
 لَنَا - ہم سے  
 وَالتِّي - اور وہ عورت جس نے  
 فَفَخَّخْنَا - تو پھونکی ہم نے  
 فِيْهَا - اس میں  
 مِنْ رُّوْحِنَا - اپنی روح  
 وَابْنَهَا - اور اس کے بیٹے کو  
 اِيَّةٌ - نشانی  
 لِّلْعٰلَمِيْنَ - جہان والوں  
 اِنَّ - بے شک  
 وَاحِدَةٌ - ایک ہے  
 اُمَّةٌ - امت  
 فَاَعْبُدُوْنَ - تو عبادت کرو میری  
 اَمْرَهُمْ - اپنا کام  
 بَيْنَهُمْ - آپس میں  
 رٰجِعُوْنَ - رجوع کرنے والے ہیں  
 اِلَيْنَا - ہماری طرف  
 كُلٌّ - سب ہی

### خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع - سورۃ انبیاء - پ ۱

یہ تیسرا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

جب آپ کی قوم نے آپ کو تکلیفیں پہنچائیں تو انہوں نے رب تعالیٰ شانہ کے حضور کرب عظیم کی حالت میں پکارا جب آپ کی قوم نے آپ کو تکلیفیں پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے کنبے کے متبعین کو کشتی کے ذریعہ اس بلائے عظیم سے نجات دی اور سرکش و باغی و طاغی قوم کو اپنے قہر سے پانی میں غرق کر دیا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ سنا کر تسلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلی امتوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ایسی تکلیفیں دی ہیں کہ غضب الہی عزوجل ان پر ٹوٹ پڑا اور وہ اس عذاب میں پکڑے گئے۔ آپ کے مخالفین اس مہلت اور تاخیر

و تعویق عذاب سے بے خوف نہ ہوں۔

پھر چوتھا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا بیان فرما کر یہ دکھلایا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کی نسل سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت و تاج پیدا ہوئے اور یہ سب کچھ ان کی خدا پرستی کا پھل تھا۔

دوسرے یہ کہ کفار قریش اپنی تھوڑی سی آسودگی پر جو غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہ ان کی کم ظرفی ہے انہیں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کو دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی حکومت و ثروت بخشی تھی کہ ہوا، پہاڑ، جن و شیاطین ان کے زیر حکومت تھے لیکن باوجود اس کے وہ خدا ترس اور خدا پرست تھے اور انصاف کے محور پر قائم تھے۔ جس کی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجود نبی ہونے کے ایک فیصلہ میں لغزش ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کر دینے کے متعلق تھا۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے کہنے کو مان گئے۔

اور سلیمان علیہ السلام باوجود اس کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے تھے لیکن غلط فیصلہ پر باپ کی پیروی نہ کی اور صاف جتادیا کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔

تو ان مشرکین مکہ کو کیا ہو گیا کہ اپنے جاہل باپوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ہوش نہیں کرتے۔ پھر آگے بکریوں کے چرنے کا قصہ فرمایا گیا۔

إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ - سے شروع ہوا۔

ابن سکیت رحمہ اللہ کہتے ہیں نقش عربی محاورہ میں بغیر چرواہے کے بکریوں کا چرنا ہے۔

یہ قصہ ابن مسعود، مقاتل رحمہما اللہ نے اس طرح نقل کیا ہے کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد حکومت میں ایک رات کسی چرواہے کی بے خبری میں بکریاں کسی کے انگور کے کھیت میں جا پڑیں بکریوں نے بیل چرلی اور انگوری خوشے خراب کر دیئے۔

صبح یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے آیا۔ حضرت نے اس کے نقصان کا تخمینہ کرایا تو اس بکریوں کی مالیت سارے کھیت کی مالیت کے برابر ہوئی۔

آپ نے تمام بکریاں انگور والے کے سپرد کرادیں۔

فریقین جب باہر آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلے کی بابت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا فیصلہ سن کر آپ نے فرمایا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہونا چاہئے تھا۔

یہ خبر حضرت داؤد علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے علی الفور حضرت سلیمان کو بلا کر فرمایا کہ اس سے بہتر فیصلہ کیا ہو سکتا تھا۔

سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا اس سے بہتر میری رائے میں یہ فیصلہ تھا کہ کھیت والے کو بکریاں دے کر حکم دیا جاتا کہ جب تک تیرا کھیت صحیح ہو کر اپنی حالت پر نہ آجائے ان کی اون اور ان کا دودھ تو استعمال کر اور بکری والا اس کے کھیت کی درستی کرے حتیٰ کہ وہ کھیت صحیح ہو جائے تو بکریاں بکری والے کو واپس مل جائیں اور کھیت کھیت والے کے سپرد ہو۔

اس پر فریقین نے بھی اظہار رضامندی کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی بہت خوش ہوئے۔

آگے چل کر ان انعامات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو منجانب اللہ عزوجل حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئے۔

پہاڑوں اور پرندوں کا آپ کے ساتھ تسبیح کرنا۔

مقاتل رحمہ اللہ راوی ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام جنگل میں تلاوت زبور فرماتے اور روتے تو آپ کے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی تسبیح کرتے۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تسبیح کی ہمنوائی سے یہ مطلب ہے کہ پہاڑ آپ کی تسبیح سے گونج جاتے اور پرندے پرے باندھ کر آپ کے گرد جمع ہو کر حمد و ثنا کرتے تھے۔

داؤد علیہ السلام کو لوہا نرم کر کے زرہ بنانی سکھائی آپ سے پہلے زرہ بنانا کوئی نہ جانتا تھا حرب و جدال میں اس زرہ سے بہت مدد حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ نعمت داؤد علیہ السلام کے ذریعہ عطا فرمائی۔

آج کل کی دماغی اختراع میں توپ، مشین گن، ایٹم بم، ٹینک اور کیا کیا ایجاد ہوئے جو تمام کے تمام انسان کو ہلاک کرنے والے ہیں لیکن انسان کی محافظت کی کوئی چیز ایجاد نہ ہو سکی۔

اس لئے ارشاد ہوا صُنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ ۖ هُمْ نَزَرَهُ بِنَانَا سَكَّهَ يَأْتَاكُمْ مَحْفُوظًا رَهْ سَكَّوْا رَحْمَةً تَعَالَى كَا شُكْرٍ كَرُوْا۔ پھر سلیمان علیہ السلام کے متعلق جو نعمتیں ہیں ان کا ذکر ہے۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً۔ ہم نے سلیمان کے لئے ریح مسخر کی جس سے اپنی مرضی کے مطابق ملک شام کی سیر فرماتے تھے۔ سورہ ص میں اسی نعمت کا تذکرہ دوسرے الفاظ میں فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۗ وَالشَّيْطَانَ كُلَّهُ يَبَئِئًا وَغَوَّاصًا ۗ وَالْآخِرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۗ اور سبائیں فرمایا وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً وَرَأَوْا كُنُوزَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۗ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً۔ سلیمان کے لئے ہم نے ہوا تابع کر دی تھی جس کی صبح و شام کی رفتار ایک ماہ کا راستہ تھا۔

سورہ ص میں ہوا کو نرم بتایا اور سورہ انبیاء میں تند و تیز دکھایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہوا تیز ہی تھی لیکن اگر مرضی سلیمان ہو تو نرم بھی ہو جاتی تھی۔ جس میں آپ کو تکلیف نہ ہو۔

ان آیات میں یہ تذکرہ نہیں کہ آپ اس ہوا پر کس قسم کی سواری پر جاتے تھے۔

وہ کوئی تخت تھا جس پر تنہا تشریف فرما ہوتے تھے یا معہ مصاحبین اور وزراء کے جاتے تھے ایک ماہ کا راستہ کیسے صبح و شام طے ہوتا تھا۔ مقام اصطر یا کسی مشرقی صوبہ سے سوار ہو کر دوپہر تک شام اور خاص یروشلم کیسے پہنچتے تھے۔

یہ کیفیت سفر مفسرین اسلام اور مورخین یہود میں مشہور اور مسلم ہے جس میں تذکرہ ہے کہ اس تخت کے چار کونوں پر وزراء اور بیچ میں آپ جلوہ افروز ہوتے تھے۔

علاوہ بریں اہل اسلام معجزے اور کرامت کو حق مانتے چلے آ رہے ہیں بنا بریں آپ کی معجزانہ سواری ایسی ہو جیسے مفسرین و مورخین کا کہنا ہے تو عقلاً ممنوع یا محال نہیں۔

پھر یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سلیمان علیہ السلام نبی تھے اور نبی سے شان معجزانہ کا ظہور قطعی اور یقینی ہے انبیاء کرام سے ہر زمانہ میں عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا رہا ہے۔

اور موجدین نے مادیات سے ایسے ایسے عجیب و غریب صنائع اختراع کئے کہ ان کے اب تذکرے دوران عقل اور محض



افسانہ بن کر رہ گئے ہیں۔

آج ایروپلین اور اس پر گرین فورس اور مشین گن اور بم نائیٹروجن وائرلیس سے دنیا کے اس کنارے کی خبر اس کنارہ پر حاصل کرنا تمام ممالک سے دوسرے ممالک میں مقررین کی تقاریر، خطباء کے خطبہ، گویوں کے گانے براڈ کاسٹ ہونا گھروں میں بیٹھ کر ریڈیو کے ذریعہ تمام آوازیں جہاں سے چاہیں اور جہاں کی چاہیں سن لینا یہ بھی شاید ایک دور ایسا آئے کہ افسانہ کے طور پر سن کر مستبعد قرار دینا پڑے یا اتنی ترقی ہو جائے کہ اسے دقیانوسی ایجاد قرار دے دیا جائے۔

جیسے بیل گاڑی سے ترقی ہوئی تو ٹانگہ، فنٹن، وکٹوریہ یا نظر آنے لگیں۔ اس سے ترقی ہوئی تو سائیکل نے محو حیرت کر دیا۔ پھر اس سے ترقی ہوئی تو سائیکل وغیرہ لغو نظر آنے لگے۔ موٹر سائیکل سامنے آگئی۔ ٹانگہ، فنٹن، بیل گاڑی، رتھ، بہل، سگروہ دقیانوسی ایجاد ہو گئے اب موٹر کاریں نظر میں چھ گئیں۔

آئندہ معلوم نہیں کیا کیا یہ آنکھیں دیکھیں گی یا پہلی چیزوں کے دیکھنے کو ترسیں گی۔

بہر حال حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوائی سواری کا نقشہ آج ایروپلین میں کچھ نظر آتا ہے۔ اس میں بھی لاسکی پیام و کلام ہے۔ پائیلٹ بتاتا جاتا ہے کہ اب ہم زمین سے اتنی بلندی پر پرواز کر رہے ہیں ہوا کا یہ حال ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہر آبادی کا کلام فرداً فرداً ایک ایک کی گفتگو مسومع ہوگئی تو اس میں کوئی استبعاد عقلی نہیں۔ پھر جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ کہانی کہہ کر محض افسانہ کا درجہ دے دیتے ہیں وہ اپنی موجودہ ایجادات سے تو انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔

لیکن معجزہ سلیمانی کے متعلق انہیں جب کہیں سے تاویلی پہلو نہ ملا تو کتاب السلاطین کے پانچویں باب سے ایک افسانہ نکال کر معجزہ سے انکار کی جرأت کر ڈالی اور صاف کہہ دیا کہ قرآن تو صرف ہوا مسخر ہونا ہی بتاتا ہے۔ اور سلیمان علیہ السلام کا ایک جہازی بیڑہ تھا جسے حیرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑیاں لانے کو بنایا تھا اور تجویری بامردہ رخاء میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا یروشلم کی طرف آیا کرتا تھا۔

اور قَالَتْ نَمَلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطَبُكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔

پھر وَ مِنَ الْجِنَّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ میں جو شیاطین یعنی جنوں کا تذکرہ ہے کہ یہ سب حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے اور ان کی سرکشی کی وجہ میں انہیں بیڑیوں میں قید کر رکھا تھا۔ اور ان میں بہت سے جنوں کو مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا۔ بعض کو سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالنے کی خدمت پر مامور کیا ہوا تھا۔ یہ تمام تذکرہ سورہ سبأ میں موجود ہے۔

اور یہ قوم محض قدرت خداوندی عزوجل سے سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے وَ كُنَّا لَهُمْ حَفِظِينَ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قوم جن آتشی مخلوق ہے۔ اسی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہے اور ان کا قدرت خداوندی عزوجل سے کسی بابرکت انسان کے قبضہ میں آکر اس کے حکم کے مطابق کام کرنا مستبعد نہیں۔

پھر عالمین کا ملین کے عجائبات ایسے نادر ہیں کہ عقل ماننے میں تامل کرتی ہے لیکن صحیح روایات کا کہاں تک رد کیا جائے چنانچہ ہم بعض عجائبات معتبر روایات سے پیش کرتے ہیں جسے امام اہل سنت مجدد مایۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی شاہکار تصنیف ”الدولۃ المکیۃ“ میں نقل فرمایا۔

اس میں بسط زمان پر عارف جامی قدس سرہ السامی سے تتمہ روایات پر بغرض افہام عوام فرماتے ہیں کہ بسط زمان کی قوت بعض اولیاء کرام کو حاصل ہو جاتی ہے تو برسہا برس کے کام لمحہ بھر میں کر لیتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کا ایک قصہ نقل فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ كَانَ لِشَيْخِ الشُّيُوخِ ابْنِ سَكِيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُرِيْدًا صَائِعٌ وَكَانَتْ وَظِيْفَتُهُ اَنْ يَذْهَبَ بِسَجَادَاتِ الصُّوْفِيَّةِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ وَيَسْطُهَا فَاِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ جَاءَ بِهَا اِلَى الْخَانِقَاهِ۔ الخ

### پوری طرح مفصل ترجمہ

میزان کبریٰ میں عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف نامی سید عبدالرحمن جامی بسط زمان کے دلائل بیان کرتے ہوئے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں شیخ الشیوخ حضرت ابن سکینے رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید رنگریز تھے ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ صوفیاء کرام کے لئے جمعہ کے روز جامع مسجد میں جا نمازیں لے جا کر بچھائیں اور جب وہ فارغ ہو جائیں تو تمام مصلے خانقاہ میں واپس لا کر محفوظ کر دیں۔

ایک جمعہ کا واقعہ ہے کہ مصلے جمع کر کے انہیں باندھ کر مسجد میں لے جا رہے تھے کہ جمعہ کے غسل کے لئے دجلہ پر آئے اور کپڑے اتار کر غوطہ مارا جب سر نکالا تو اس جگہ کے علاوہ کہیں اور تھے پوچھا یہ کیا جگہ ہے بتایا گیا یہ مصر ہے سخت متعجب ہو کر باہر نکلے تب بند سے ہی شہر کی طرف آئے اور ایک رنگریز کی دکان دیکھ کر کھڑے ہو گئے اس رنگریز نے فراست سے جانا کہ شاید یہ بھی رنگریز ہے پوچھنے پر تصدیق ہو گئی کہ یہ رنگریز ہی کے فن کا ماہر ہے۔

دکاندار نے اسے احترام سے بٹھایا اور اپنے ساتھ گھر لے گیا اور اپنی لڑکی کا اس کے ساتھ عقد کر دیا۔ اس سے سات سال میں تین بچے ہوئے کہ

ایک روز دجلہ پر آیا اور غوطہ لگا یا سر نکالا تو اپنے کو اسی مقام پر دجلہ کے پایا جہاں سے وہ مصر آیا تھا۔ اور سات سال گزار کر دریا پر نہانے آیا تو اس کے کپڑے ساحل پر ویسے ہی رکھے ہوئے تھے اس نے وہ کپڑے پہنے اور خانقاہ کی طرف آیا تو مصلوں کا وہی حال پایا جیسا کہ اس نے لپیٹا تھا۔

اور اس کے ساتھی کہنے لگے جلدی چلو کہ بعض لوگ جامع مسجد جا چکے ہیں یہ مصلے لے کر مسجد پہنچے نماز جمعہ پڑھی پھر خانقاہ پر آئے پھر جلدی جلدی گھر پہنچے تو بیوی کہنے لگیں آپ کے وہ مہمان کہاں ہیں جن کے لئے مچھلی آپ نے تلوائی تھی میں نے مچھلی تل رکھی ہے یہ ان مہمانوں کو ساتھ لے کر آئے اور مچھلی کھائی۔

پھر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر آ کر سب قصہ سنایا اور عرض کیا مصر میں سات سال گزار کر آیا ہوں وہاں میرے بچے بھی ہیں۔ حضرت ابن سکینے رحمۃ اللہ نے حکم دیا کہ مصر جا کر بیوی بچے لے آئے۔

چنانچہ یہ گئے وہاں سے معہ بیوی بچوں کے واپس آئے تو حضرت ابن سکینہ رحمہ اللہ نے تصدیق فرمائی اور پوچھا جس دن تو دجلہ سے مصر پہنچا تھا اس دن تیرے دل میں کیا وسوسہ تھا۔ عرض کیا حضور گانَ مَقْدَامًا حَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ سے میرے دل میں خلجان واقع ہو گیا تھا۔

حضرت ابن سکینہ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ تیرا خلجان دفع فرما دیا اور تیرے ایمان کو صحیح کر دیا اسے بسط زمان کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ چاہے بسط زمان فرما دیتا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ چاہے قبض زمان کر دیتا ہے۔ پھر اس قسم کی دوسری حکایت فتوحات میں ہے کہ ایک جوہری اپنے گھر سے آٹا گوندھ کرتور پر آیا اور اسے غسل جب کرنا تھا آٹا دے کر نیل پر آیا غوطہ لگایا سر نکالا تو سب بھول گیا اور دیکھا کہ وہ بغداد میں ہے۔ یہاں اس نے نکاح کیا اور چھ سال بعد ادراہا بچے ہوئے پھر ایک دن دریا پر آیا غسل کیا کہ واپس نیل پر اپنے کو پایا اور کپڑے پہن کرتور پر آیا اور روٹیاں لے کر گھر آ گیا۔ جب چند ماہ گزر گئے تو بغداد والی بیوی معہ بچوں کے آئی اور جوہری کا گھر پوچھتے پوچھتے آ پہنچی۔ جوہری نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ پہلی بیوی متعجب ہو کر کہنے لگی تم نے یہ عقد کب کیا تھا جوہری نے کہا چھ سال گزرے یہ دونوں روایتیں نجات الانس فارسی سے نقل کی گئیں۔

ایسے ایسے چند عجیب و غریب واقعات اور بھی ہیں جو سبع سنابل وغیرہ سے منقول ہیں۔

منجملہ اس کے عہد سلطان ہمایوں کا ایک قصہ سیساوی کا بھی نقل کیا ہے جو شمس آباد میں ہوا کہ وہاں ایک شخص سیساوی تھا جو لوگوں کو عجائبات دکھایا کرتا تھا۔

ایک روز شیخ احمد فرملی اور شیخ احمد استاذ جو وہاں کے اجلہ علماء سے تھے دونوں اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لوگوں کو عجائبات دکھاتا ہے ہمیں بھی کچھ دکھا اس نے انہیں بٹھایا۔

اور ایک سرکنڈا جسے پنجابی میں کانا کہتے ہیں لے کر اسے دروازہ کی طرح زمین میں گاڑ دیا اور کہا کہ حضرت فرملی آپ اس میں سے داخل ہوں۔

جب آپ نے اس سرکنڈے کے دائرہ میں قدم رکھا ان کے ذہن سے سب نسیا منسیا ہو گیا اور خیال میں آیا کہ میں گجرات جانے کے لئے گھر سے چلا ہوں۔ مختصر یہ کہ طے مراحل و قطع منازل کرتے کرتے ایک مدت بعد گجرات آ گئے۔ یہاں ایک باغ نظر آیا آپ نے اس سے کچھ پھل چنے تھے کہ اچانک مالی آ گیا اس نے چیخنا شروع کیا کہ یہ باغ یہاں کے حاکم کا ہے تم نے بلا اجازت یہ پھل کیوں لئے آخر گرفتار کر لیا اور حاکم کے روبرو پیش کر دیا حاکم نے اپنی فراست سے سمجھا کہ یہ شریف آدمی ہیں۔

مالی کو دھمکایا۔ زجر و توبیخ کیا اور حضرت شیخ فرملی رحمہ اللہ سے پوچھا آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔

حضرت فرملی رحمہ اللہ نے کہا میں ایک مسافر ہوں، فرملی ہوں۔ اس وقت میرا وطن قنوج ہے ادھر میں اس غرض سے آیا ہوں کہ ملازمت کروں۔ حاکم گجرات خوش ہوا اور کہا آپ میری مصاحبت میں رہیں آپ کو دو گھنٹے پیش کئے اور کھانا مقرر کر دیا مکان رہنے کو دے دیا۔

چنانچہ شیخ وہاں برسوں رہے اور نکاح بھی کیا اولاد بھی ہوئی اور سلطانی مصاحبوں میں رہے ایک روز شکار یا پولو کے لئے



بادشاہ کے ساتھ نکلے تو یہاں پانچ سال گزر چکے تھے حتیٰ کہ اب آپ کے بال بھی سفید ہو چکے تھے کہ اچانک گھوڑے پر سے آپ کو وہی سرکنڈا نظر آیا اس میں سے چند قدم آگے بڑھے کہ شیخ احمد استاذ رحمہ اللہ نظر آئے انہوں نے معانقہ کر کے پوچھا آپ گجرات کب آئے۔

استاذ نے فرمایا کیسی گجرات ہم تو شمس آباد میں ہیں۔ سیمیاوی کے گھر آئے تھے اور ابھی آپ اس سرکنڈے کے دروازے میں گئے تھے اور ابھی واپس آئے ہو۔ تو فرمائی کو یاد آیا۔ پھر اپنے کو دیکھنے لگے تو ویسے ہی عنفوان شباب میں تھے۔

” پھر ابریز شریف میں بھی ایسا ہی عجیب و غریب قصہ مذکور ہے۔ انتہی مختصراً

بہر حال یہ سب ایسے امور ہیں جن کے تسلیم کرنے کے لئے عقل آسانی سے تیار نہیں ہوتی۔ لیکن یہ سب کتابیں معتبر اور اتنی صحیح ہیں کہ اس کے مولفین پر گمان بھی ممکن نہیں۔

بہر حال یہ واقعات ہوں یا کرامات و معجزات روشنی جدید کی تاریکیوں کی نابینا سفہاء الاحلام مادہ پرست افراد تو نہ مانے ہیں نہ مانیں گے۔

ایک گریجویٹوں ابناء فرنگ کے سر اور سردار نے تو اتنی سختی سے تاویلات رکیکہ پر زور دیا کہ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا كَوْبِي** کہہ دیا کہ یہ ایک قوم تھی جس کا نام نمل تھا۔ عام اس سے کہ تاریخ و سیر میں نمل کسی قوم کا نام بھی نہ ملا ہو لیکن اسی تحریر پر مٹنا مرنا انگریزی زدہ افراد کے لئے لازمی ہے۔ باآنکہ انہیں انگلش زدہ افراد میں بڑے بڑے انگریزی خواں ایسے بھی ایمانی قوت کے شیر ہیں انہوں نے ان اندھوں کی آنکھوں میں تاریخی دلائل کا سرمہ ڈالا اور سمجھایا کہ آنکھیں کھول کر اس سرمہ کے ذریعہ روشنی پیدا کرو۔

ان میں سید سلیمان صاحب تاریخ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اکبر الہ آبادی ہیں۔ اور ایسے ایسے بہت ہیں۔ لیکن جن کی آنکھوں میں نیچریت اور دہریت والحاد کے جالے چھا گئے ہیں وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت نہر فرات سے لے کر زمین فلسطین تک تھی ادھر مصر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار قسح سے لے کر غرہ تک کے تمام حکمران تاجدار اور رؤسا آپ کے باجگذار تھے اور اس کی سند کتاب السلاطین کے چوتھے باب سے لیتے ہیں۔

اور جنوں کے چونکہ ماننے میں عقل کے ماتے تامل کرتے ہیں اس لئے کہ اس کی توجیہ اس طرح کرتے ہیں کہ قوم عمالقہ کو اس کی سرکشی، تنومندی اور قوت کی وجہ سے کبھی جن کبھی شیاطین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے آج کل بھی سرکش بد معاش آدمی کو شیطان اور نہایت طاقتور انسان کو جن کہہ دیتے ہیں اسی طرح اس زمانہ کے قوی ہیکل آدمی کو جن اور بد معاش کو شیطان کہتے تھے۔

اللہ عزوجل ہدایت دے اور عقل کے ناخون کاٹ دے تو انہیں یہ حقیقت تو غالباً ماننی پڑے گی کہ ایک اصل مسمی ہوتا ہے اور ایک مشبہ بہ مسمی۔ تو کیا جب بولا جاتا ہے کہ فلاں تو دیو ہے فلاں تو جن ہے فلاں بڑا شیطان ہے تو لوگ اسے اصل دیو یا جن یا شیطان سمجھ لیتے ہیں۔

ارباب معانی کے یہاں اسی وجہ میں معنی لازمہ بینہ کی تعریف میں مسمی کا نام لینے سے اس کا تصور ذہن میں آنا لکھتے ہیں۔



سب شہید ہو گئے۔

آپ کی ملک میں سات ہزار بھیڑیں

تین ہزار اونٹ

پانچ سو جوڑی بیل

اور پانچ سو گدھیاں تھیں

ایک روز ایسا ہوا کہ ملک سب کے لوگ آپڑے اور سب چھین کر لے گئے اور آدمی مارے گئے جو باقی بچے ان پر آگ کا شعلہ آسمان سے آیا جس سے بچے ہوئے سب ہلاک ہو گئے۔

پھر ایک زور کی آندھی آئی جس نے تمام مکان اڑا دیئے۔

اور ان تمام حالات کی خبر ایک ہی وقت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو ملی آپ نے سن کر سجدہ شکر ادا فرمایا اور فرمایا میں شکم مادر سے ننگا آیا تھا اور قبر میں ننگا ہی جاؤں گا جس نے دیا تھا اسی نے لے لیا اس پر شکوہ کیسا ناشکری کیسی۔

شیطان نے اپنی حسد و رزی سے کہا کہ مال و منال ہی گیا ہے اس پر وہ شکر کیوں نہ کریں تندرستی ہزار نعمت ہے یہ بھی چھین جائے تو دیکھیں پھر صبر و شکر کیسے کرتے ہیں۔

ارشاد ہوا جا جسمانی صحت پر بھی تجھے جو کرنا ہے وہ کرنے لے میرا شا کرو صابر بندہ صابر و شاکر ہی رہے گا۔

چنانچہ شیطانی تسلط نے آپ کی صحت جسمانی پر بھی اثر ڈالا تمام بدن ایسا معلوم ہونے لگا کہ خارش سے خراب ہو گیا ہے۔ شیطان کی ذریت کیڑوں کی شکل میں جسم پر پھیلی۔ لوگوں کے طعن و تشنیع علیحدہ شروع ہوئی آخر ایک دن آپ نے بارگاہ حق میں رو کر عرض کیا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔

اور وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصِيبٍ وَعْدَابٍ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحمت فرمائی اور پہلی دولت و ثروت و نعمت سے دو گنی دولت و نعمت عطا فرمادی وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

مقاتل، قتادہ، ابن عباس اور ابن مسعود علیہم رضوان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلا ہلاک شدہ کنبہ زندہ کیا اور سات بیٹے تین بیٹیاں اور عطا فرمائیں۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَاحِبَةٌ مِّنَّا کے یہ معنی ہیں کہ ہر نعمت اولاد بیوی مال و منال بھیڑ، گائے، بیل، باغ و بہار سب دو چند عطا کیا۔

اس کے بعد آپ ایک سو چالیس سال زندہ رہے اپنی چار پشت دیکھیں یہ مضمون کتاب ایوب کے باب ۴۲ درس ۱۰ تا ۱۶ میں ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کس زمانہ میں تھے اس میں بھی اختلاف ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حضرت رومی تھے انوص آپ کے والد کا نام تھا وہ عمیس کے بیٹے تھے جو حضرت



اسحاق علیہ السلام کی نسل سے تھے۔

اور آپ کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تھیں جن کا نام رحمہ تھا۔

چونکہ عرب میں بنی اسماعیل جا کر بس گئے تھے اور حضرت ایوب علیہ السلام کی ان سے بہت قریب قرابت تھی اور آپ ان کے ہم زبان بھی تھے اس سے خیال کیا گیا ہے کہ آپ بھی عرب میں ہی مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن یہ متعین نہیں ہو سکا کہ عرب کی کس بستی میں تھے۔

آپ کے ایام ابتلاء و مصائب میں بھی اختلاف ہے کسی نے سات برس بتائے کسی نے کم اور کسی نے زیادہ بھی لکھے ہیں چونکہ اس وقت کی تاریخ مکمل نہ تھی بنا بریں اس سے زیادہ تحقیق مشکل ہے۔

صاحب معالم وَ تِلْكَ حُجَّتُنَا آتِيهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام رومی تھے اور تیسری پشت میں عیص بن اسحاق علیہ السلام سے جا ملتے ہیں۔

اور صاحب انوار التنزیل سورہ ص میں وَ اذْكَرْنَا عَبْدَنَا أَيُّوبَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایوب حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور عیص کے بیٹے ہیں۔

بعض حضرت لوط علیہ السلام کا نواسہ لکھتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک ان میں سے صابر تھا ان پر بھی مصائب و محن آئے۔ اور حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس کے حالات تو اپنے موقع پر آئیں گے۔

البتہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا تعارف یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حضرت زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کفل حصہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے پٹھوں پر ڈالتے ہیں۔ بہر حال اس میں مختلف بیان ہیں کہ آپ کو ذوالکفل کیوں کہا گیا۔

بعض کہتے ہیں ذوالکفل سے مراد حضرت زکریا علیہ السلام ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام کو ہی ذوالکفل کہا گیا۔

اور اس قول میں باعتبار سند قوت معلوم ہوتی ہے کہ آپ کو الیاس علیہ السلام مانا جائے۔

آپ کو ذوالکفل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ

آپ نے بنی اسرائیل کا تکفل اپنے ذمہ لے لیا تھا۔

آپ غربا و مساکین کا تکفل فرمایا کرتے تھے۔

اس وجہ میں اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد باہو ہے جو حضرت ایسح کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کی بت پرستی دور کی اور اس کا تکفل اس نے کیا تھا۔

یہ نیک بندہ تھا، بادشاہ تھا، نبی نہیں تھا۔

آگے حضرت ذوالنون علیہ السلام کا نواں قصہ ہے جو حضرت یونس علیہ السلام ہی ہیں۔

نون مچھلی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ مچھلی نے آپ کو نکل لیا تھا اس لئے آپ کو ذوالنون کہا جانے لگا۔

إِذْ ذُهِبَ مُغَاضِبًا۔ جب وہ غصہ ہو کر گئے قوم سے نہ کہ اللہ تعالیٰ عزا سمہ سے۔

فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ۔ یہاں ظن بمعنی القضا ہے۔ یعنی حضرت یونس علیہ السلام کو یہ گمان ہوا کہ قوم پر من جانب

اللہ سختی نہ ہوگی تو آپ قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کا مختصر حال یہ ہے کہ

آپ شہر غنیویٰ کی طرف بھیجے گئے تھے۔ یہاں کے لوگ بت پرست بدکار تھے انہوں نے جب حضرت یونس علیہ السلام

کی ہدایت قبول نہ کی تو آپ نے عذاب الہی عزوجل ان پر نازل ہونے کی خبر دی اور بغیر حکم الہی عزوجل آپ نے اس عذاب

کا وقت بھی مقرر فرما دیا۔

وہاں کے لوگوں کو جب آثار عذاب معلوم ہونے لگے تو سب مل کر صحرا کی طرف نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و

زاری کے ساتھ توبہ کرنا شروع کر دی جس سے وہ عذاب ٹل گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے جو وقت عذاب کا فرمایا تھا اس وقت عذاب نہ آنے سے آپ کو شرمندگی ہوئی اور اسی شرم میں

آپ وہاں سے چل نکلے راستہ میں دریا حائل تھا۔ آپ اول کشتی میں آئے پھر کشتی سے دریا میں کود پڑے اور مچھلی نے لقمہ کر لیا۔

مچھلی کی شکمی اندھیروں میں جب آپ پھنس گئے اور فی الظلمت جمع کے صیغہ میں فرمانے کی یہ وجہ ہے کہ ایک تو مچھلی

کے پیٹ کا اندھیرا، دوسرا دریائے شور کا اندھیرا، تیسرا رات کا اندھیرا۔

اور مِنَ الظَّالِمِينَ فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا اپنے رب عزوجل کے حضور عجز ظاہر کرنا تھا اور نہ درحقیقت نبی اس

سے معصوم ہوتے ہیں مفصل حال اصل تفسیر میں آئے گا۔

پھر وَزَكْرِيَّا فرما کر دسواں قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے جس میں اولاد کی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یحییٰ

علیہ السلام فرزند بخشے۔

اور وَالتِّي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا میں گیارہواں قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا ہے وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً

لِّلْعَالَمِينَ۔ میں تصریح ہے کہ سچ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے جس میں قدرت حق کا اظہار تھا۔

اس کے بعد اہل اسلام کو فرمایا إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً

جس پر صاحب کشف رحمہ اللہ کہتے ہیں امت بمعنی ملتا ہے یہ بمعنی ملت اسلام ہے جس پر تم قائم ہو اور تمہیں اس پر قائم

رہنا چاہئے یہی وہ ملت ہے جسے ملت واحدہ سے تعبیر کیا گیا۔

اس میں گویا یہ ہدایت مضمحل ہے کہ تم میں اختلاف نہ ہونا چاہئے اور میں ہی تمہارا معبود ہوں سو تم میری ہی عبادت کرو۔

ایک قول میں اس امر کی تصریح ہے کہ اس سے مراد تمام انبیاء کرام ہیں کہ یہ سب ایک اصول پر قائم تھے۔

مختصر تفسیر اردو چھٹار کوع۔ سورہ انبیاء۔ پ ۱

”وَنُوحًا إِذْ نَادَى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٤١﴾ وَنَصْرَانَهُ مِنَ الْقَوْمِ

الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَيْتِ إِذْ كَانُوا قَوْمًا سَوِيًّا فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٢﴾۔

اور نوح کو جب اس نے پہلے ان سے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو زبردست

سختی سے نجات بخشی اور مدد دی ہم نے اس قوم پر جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بے شک وہ برے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔“

آلوسی رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں اَمَىٰ وَاذْكُرْ نُوحًا وَنَبَأَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ یاد فرمائیے۔

ایک قول میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قصہ ابراہیم علیہ السلام کا بیان فرما دیا تو وہ ابو العرب تھے تو اس کے بعد قصہ ابو البشر جو ابو الثانی ہیں بیان فرمانا ضروری تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام اب اول ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام اب ثانی ہیں یعنی طوفان کے بعد جو پیدا ہوئے وہ آپ کی ذریت ہی تھی۔

### آپ کا شجرہ نسب یہ ہے

آپ متوٰخ بادشاہ کے بیٹے ہیں۔

اور متوٰخ اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام کا بیٹا تھا۔

اور آپ نے تمام انبیاء کرام میں طویل عمر پائی۔

مستدرک میں نوح کی وجہ تسمیہ کثرت بکا لکھی ہے۔

اور جو ایسی رحمہ اللہ کہتے ہیں لفظ نوح اعجمی ہے جو معرب کر لیا گیا ہے

کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے معنی سریانی میں ساکن کے ہیں۔

اور اِذْ نَادَىٰ يٰعَنِي دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى اِنِّي مَغْلُوْبٌ فَاَنْتَصِرْ مِيْنْ دُسْمٰنِيْنَ مِيْنْ مَغْلُوْبِ

ہوں میری مدد فرما اور عرض کیا رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ عَلٰى الْاَرْضِ مِّنْ الْكٰفِرِيْنَ دَيّٰرًا۔ الہی ان کافروں میں کسی کو زمین پر چلتا

نہ چھوڑ۔ مِّنْ قَبْلُ۔ یعنی جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں ان سے پہلے۔ تو

”فَاَسْتَجَبْنَا لَهٗ“ دُعَاؤُهٗ۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

فَجَبَّيْنَاهُ وَاَهْلَهٗ مِّنَ الْكُرْبِ الْعَظِيْمِ تو نجات دی ہم نے انہیں اور اہل ان کے کو کرب عظیم سے اور وہ طوفان تھا یا

اذیت قوم وَاَصْلُ الْكُرْبِ الْعَمُّ الشَّدِيْدُ۔ کرب شدید غم کو کہتے ہیں۔

وَنَصَرْنَاهُ مِّنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا۔ اور ہم نے مدد کی نوح کی اس قوم سے جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

وَنَصَرْنَاهُ کے معنی حَمِيْنَاهُ مِنْهُمْ بِاَهْلَاكِهِمْ ہیں یعنی محفوظ کر لیا ہم نے نوح کو ان سرکشوں سے انہیں ہلاک کر کے۔

بعض نے نصرت کے معنی اعانت کے لئے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا سُوْٓءًا۔ بے شک وہ بری قوم تھی مِنْهُمْ مَكِيْنٌ فِي السُّرِّ۔ شرارت میں منہمک تھی۔

فَاَغْرَقْنَاهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ تو غرق کر دیا ہم نے سب کو۔ اس لئے کہ تکذیب حق اور انہماک فی الشر کا نتیجہ تو ہلاکت ہی ہے۔

”وَدَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ۔ اور داؤد اور سلیمان کا قصہ یاد کرو جب وہ فیصلہ دیتے تھے ایک کھیتی کے

جھگڑے کا۔“



یعنی حضرت داؤد بن ایثاب بن عبور بن باعر بن سلمون بن نحشیثون بن عمر بن یارب بن حضرون بن فارض بن یہودا بن یعقوب علیہ السلام کا تذکرہ یاد دلایا گیا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سرخ رنگ، بڑا سر، گورا جسم، پوری داڑھی والے، گھونگھریا لے بال رکھتے تھے اور آپ کی آواز نہایت دلکش تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ میں نبوت و ملک اور سلطنت جمع فرمائے تھے کما قال آلوسی فی روح المعانی۔  
أَحْمَرُ الْوَجْهِ ، بَسِيطُ الرَّأْسِ ، أَبْيَضُ الْجِسْمِ ، طَوِيلُ اللَّحْيَةِ فِيهَا جَعُودَةٌ حَسَنُ الصُّوْتِ وَ جُمِعَ لَهُ بَيْنَ النَّبُوَّةِ وَالْمُلْكِ۔

و نَقَلَ النَّوَوِيُّ عَنْ أَهْلِ التَّارِيخِ أَنَّهُ عَاشَ مِائَةَ سَنَةٍ وَ مُدَّةَ مُلْكِهِ أَرْبَعُونَ سَنَةً وَ كَانَ لَهُ اثْنَا عَشَرَ ابْنًا وَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَدُ أَبْنَائِهِ وَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُشَاوِرُ فِي كَثِيرٍ مِنْ أُمُورِهِ مَعَ صِغَرِ سِنِهِ لَوْفُورِ عَقْلِهِ وَ عِلْمِهِ۔

نووی از باب تاریخ سے ناقل ہیں کہ آپ کی عمر مبارک سو سال ہوئی اور آپ کی سلطنت چالیس سال رہی آپ کے بارہ صاحبزادے تھے ان میں حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ایک صاحبزادے تھے جن سے حضرت داؤد علیہ السلام اپنے امور مملکت میں مشورہ لیا کرتے تھے با آنکہ آپ صغیر السن تھے اس لئے کہ صغریٰ میں آپ کا علم اور عقل کا وفور تھا۔

اور آپ بھی بقول کعب سرخ و سفید جسم و وسیم، حسین وضع، خاشع متواضع تھے آپ کو اللہ عز و جل نے سلطنت تیرہ سال کی عمر میں عطا کی اور آپ کا انتقال تیرہ سال میں ہو گیا۔

إِذْ يَحْكُمِينَ فِي الْحَرْثِ۔ سے مراد وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے دیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشورہ سے اس فیصلہ کو بدلا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مقدمہ انگور کے باغ کے متعلق تھا۔  
بعض کہتے ہیں کہ حرث مطلق کھیت کو کہتے ہیں۔

”إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ۔“ جب پڑ گئیں رات میں بکریاں لوگوں کی اور ہم ان کے فیصلہ کے وقت موجود تھے۔“

نفس عربی محاورہ میں بغیر چرواہے کے رات میں بکریوں کے چرنے کو کہتے ہیں وَ كَانَ أَصْلُهُ الْإِنْتِشَارُ وَ التَّفَرُّقُ أَيْ إِذَا تَفَرَّقَتْ۔

واقعہ یہ ہے کہ عہد داؤد میں ایک قوم کی بکریاں بغیر چرواہے کی نگرانی کے کسی کھیت میں پڑ گئیں عام اس سے کہ وہ انگور کی بیلوں کا کھیت تھا یا کسی اور چیز کا۔ وہ چر گئیں اور انگور وغیرہ خراب کر گئیں۔

یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پیش ہوا آپ نے فیصلہ میں یہ تجویز کیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں اس لئے کہ نقصان اس کھیت کا بکریوں کی مالیت کے برابر تھا۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ اس واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

أَنْ دَخَلَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلَانِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِنَّ غَنَمَ هَذَا دَخَلَتْ فِي حَرْثِي لَيْلًا فَأَفْسَدَتْهُ فَقَضَى لَهُ بِالْغَنَمِ فَخَرَجَا فَمَرًّا عَلَى سُلَيْمَانَ وَكَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ الْخُصُومُ۔

فَقَالَ كَيْفَ قَضَى بَيْنَكُمَا أَبِي۔ فَأَخْبَرَاهُ۔

فَقَالَ غَيْرَ هَذَا أَرْفُقُ بِالْجَانِبِينَ فَسَمِعَهُ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ بِحَقِّ النُّبُوَّةِ وَالْأَبُوَّةِ إِلَّا أَخْبَرْتَنِي بِالَّذِي هُوَ أَرْفُقُ۔

فَقَالَ أَرَى أَنْ تَدْفَعَ الْغَنَمَ إِلَى صَاحِبِ الْأَرْضِ يَنْتَفِعُ بِعَرِيهَا وَنَسْلِهَا وَصُوفِهَا وَالْحَرْثَ إِلَى صَاحِبِ الْغَنَمِ لِيَقُومَ عَلَيْهِ حَتَّى يَعُودَ كَمَا كَانَ ثُمَّ لِيَتْرَادَا۔

فَقَالَ الْقَضَاءُ مَا قَضَيْتَ وَأَمْضَى الْحُكْمَ بِذَلِكَ وَكَانَ عُمُرُهُ إِذْ ذَاكَ إِحْدَى عَشْرَةَ سَنَةً وَ مَالَ كَثِيرًا إِلَى أَنْ حُكِمَ لَهَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَ بِالْإِجْتِهَادِ وَهُوَ جَائِزٌ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَمَا بَيَّنَّ فِي الْأُصُولِ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمی حاضر آئے ان میں سے ایک بولا کہ اس شخص کی بکریوں نے میرے کھیت میں داخل ہو کر رات کے وقت تمام کھیتی خراب کر ڈالی۔

آپ نے فیصلہ دیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں اس لئے کہ اس کا نقصان بکریوں کی قیمت کے برابر تھا فیصلہ سن کر دونوں فریق باہر آئے تو راہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام دروازہ پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا تم دونوں میں ابا جان نے کیا فیصلہ دیا۔

انہوں نے سب فیصلہ سنایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس کے علاوہ اگر اور فیصلہ کوئی ہوتا تو زیادہ مفید ہوتا۔ یہ خبر حضرت داؤد علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے فرمایا سلیمان کو بلاؤ جب آپ حاضر ہوئے تو فرمایا بیٹا تمہاری رائے میں کیا فیصلہ ہونا مناسب تھا۔

سلیمان علیہ السلام نے عرض کی میری رائے میں بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں کہ وہ ان کا دودھ پئے، اون اور بچوں سے فائدہ اٹھائے اور کھیتی بکری والے کے ذمہ کی جائے کہ وہ اسے درست کرے جب کھیتی اپنی اصلی حالت میں آجائے تو وہ کھیتی کھیتی والے کے سپرد کر دی جائے اور بکریاں بکری والے کو واپس کر دی جائیں۔

داؤد علیہ السلام نے فرمایا فیصلہ یہی ہے اس وقت آپ کی عمر مبارک گیارہ سال کی تھی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا آپ کی طرف اتنا میلان ہو گیا کہ وہ فیصلہ میں ان کا مشورہ لیتے۔

یہ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اجتہاداً سنایا تھا اور کیہ اجتہاد انبیاء علیہم السلام کو جائز تھا چنانچہ اصول میں واضح کیا جا چکا ہے۔

درحقیقت فیصلہ داؤد علیہ السلام اور تجویز سلیمان علیہ السلام دونوں اجتہادی تھے۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں فیصلہ داؤد کی اس مسئلہ کا حکم تھا اور تجویز سلیمانی میں صورت صلح کی تھی۔

اس لئے فرمایا کہ **وَكَلَّا اتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا**۔ اور دونوں کو ہم نے حکومت و علم عطا فرمایا کہ اجتہاد و طریق دونوں جانتے

تھے۔

اسی بناء پر یہ شرعی مسئلہ ہے کہ جن علماء کو اجتہاد کی اہلیت حاصل ہو انہیں ان امور میں اجتہاد کا حق ہے جن میں وہ کتاب و سنت کا حکم نہ پائیں۔ پھر اگر اجتہاد میں خطا بھی ہو جائے تو بھی ان پر مواخذہ نہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حکم کرنے والا اجتہاد کے ساتھ حکم کرے اور اس میں وہ مصیب ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو ایک اجر ہے چنانچہ فرمایا:

**”فَقَهْمَا سَلِيمًا ۚ وَكَلَّا اتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا**۔ ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا اور دونوں کو ہم نے حکومت و علم عطا

فرمایا۔“ آگے ارشاد ہے:

**”وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۗ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۙ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ**

**مِّنْ بَأْسِكُمْ ۚ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ**۔ اور مسخر فرمادیئے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ کہ تسبیح کرتے اور پرندے اور زیہ ہمارے کام تھے اور ہم نے سکھائی اسے ایک پہناوے کی صنعت کہ بچائے تمہیں تمہاری لڑائی میں تو کیا تم شکرگزار کری گے۔“

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کے پتھر اور پرندے آپ کے ساتھ ہمنوا ہو کر تسبیح کرتے اور زرہ سازی ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سکھائی اس سے پہلے لوہے کی زرہ بنانا کوئی نہ جانتا تھا **وَأَلْتَمَّاهُ الْحَدِيدَ** اسی وجہ میں دوسری جگہ فرمایا کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ** شروع فی بیان ما یختص بکل منہما علیہما السلام من کراماتہ تعالیٰ یُسَبِّحْنَ یُقَدِّسْنَ اللہ تعالیٰ بِلِسَانِ الْقَالَ كَمَا سَبَّحَ الْحَصَا فِي كَفِّ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَ سَمِعَهُ النَّاسُ وَ كَانَ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللہ تعالیٰ وَ كَانَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ حُدَّهُ يَسْمَعُهُ عَلَى مَا قَالَ يَحْيَىٰ بِنُ سَلَامٍ۔

وَ قِيلَ يَسْمَعُهُ كُلُّ أَحَدٍ۔

وَ قِيلَ بِصَوْتٍ يَظْهَرُ لَهُ مِنْ جَانِبِهَا۔

یعنی داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کئے ہم نے یہ اس بیان کا شروع ہے جو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختص فرمایا آپ کے اعزاز میں زبانی قال سے پہاڑ تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جیسے کنکریاں دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تسبیح کرتی تھیں اور لوگ اس تسبیح کو سنتے تھے اور اکثر کا قول ہے کہ وہ سبحان اللہ تعالیٰ کہتی تھیں۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ جو پہاڑ تسبیح کرتے تھے بقول یحییٰ بن سلام رحمہ اللہ وہ تسبیح صرف حضرت داؤد علیہ السلام ہی سنتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس تسبیح کو ہر ایک سنتا تھا۔

اور ایک قول ہے کہ آپ کے پہلو والے سنتے تھے۔

اور بعض نے کہا **يُسَبِّحْنَ** کے معنی **يَسِرْنَ مِنَ السَّبَاحَةِ**۔ **يُسَبِّحْنَ** کے معنی ساتھ چلنے کے ہیں یعنی اسے سباحت



سے لیا گیا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا ہی کرشمہ قدرت تھا۔

آگے ارشاد ہے:

”وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ“ اِى عَمَلِ الدِّرْعِ وَاصْلُهُ كُلُّ مَا يُلْبَسُ۔ ”اور سکھایا اس کو ہم نے زرہ بنانا۔

لبوس محاورہ میں ہر اس لباس کو کہتے ہیں جو پہنا جائے۔

وَ قِيلَ هُوَ اسْمٌ لِلْسَّلَاحِ كُلِّهِ كَانَ دِرْعًا اَوْ غَيْرَهُ۔ ایک قول ہے کہ لبوس نام ہے ہر سلاح کا عام اس سے کہ

وہ زرہ ہو یا کچھ اور

قنادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں كَانَ الدِّرْعُ قَبْلَ ذَالِكَ صَفَائِحُ فَاوَّلُ مَنْ سَرَدَهَا وَ حَلَقَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ

السَّلَامُ۔ پہلے زرہ پہن پتھروں کی ہوتی تھیں تو اول جس نے اسے بنا اور کڑیاں بنائیں وہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔

ایک روایت ہے اِنَّهُ نَزَلَ مَلَكًا مِّنَ السَّمَاءِ فَمَرَّ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ نِعْمَ

الرَّجُلُ دَاوُدُ اِلَّا اِنَّهُ يَأْكُلُ مِّنْ بَيْتِ الْمَالِ فَسَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّرْزُقَهُ مِنْ كَسْبِهِ فَاَلَنَ لَهٗ الْحَدِيْدَ

فَصَنَعَ مِنْهُ الدِّرْعَ۔ دو فرشتے آسمان سے اترے اور دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو ایک دوسرے

سے کہنے لگا۔ داؤد بہت اچھے آدمی ہیں مگر یہ بیت المال سے کھاتے ہیں تو آپ نے باری تعالیٰ میں دعا کی کہ وہ کسب حلال

سے روزی عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لوہا نرم فرمایا جس سے آپ زرہ بناتے۔

لِيُحْصِنَكُمْ تَاكِدُ وَه زَرَهُ تَهَارِي حَفَاظَت كَرِي مِّنْ بَاْسِكُمْ قِيْلَ اِي مِنْ حَرْبٍ عَدُوِّكُمْ۔ دشمن کے مقابلہ

میں اِي مِنْ اِلَهٍ بَاْسِكُمْ كَالسِّيْفِ۔ یعنی تکلیف دینے والے آلہ سے جیسے تلوار سے۔

”فَهَلْ اَنْتُمْ شَاكِرُوْنَ“ تو کیا تم شکر گزار ہو گے۔

”وَلَسَلِيْمَانَ الرِّيْحُ عَاصِفَةٌ تَجْرِيْ بِاَمْرِهِ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمِيْنَ۔ اور

سليمان کے لئے تيز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی تھی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر شے

جاننے والے ہیں۔“

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِي فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ فَاِنْ تَسَخِيْرًا مَا سُخِّرَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ

بِطَرِيْقِ الْاِنْقِيَادِ وَالْكُلِّ لَهُ وَالْاِمْتِثَالِ بِاَمْرِهِ وَنَهْيِهِ۔ یعنی ہم نے سليمان عليه السلام کے لئے ہوا مسخر کی۔ اس لئے

کہ یہ تسخیر جو آپ کے لئے ہوئی وہ بطریق انقیاد کی تھی آپ کے حکم کے ماتحت چلنے اور ٹھہرنے میں تھی۔

عَاصِفَةٌ۔ باوجود اس کے تیز و تند چلتی تھی۔

اور یہ تیزی کی صفت دوسرے بیان کے منافی نہیں جیسے فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ كَبْرِيْ بِاَمْرِهِ رُخَاءً اس لئے کہ

اس کا تیز و تند ہونا اور شدید الہوب ہونا اس لئے تھا کہ قطع مسافت بعیدہ تھوڑی سی مدت میں کر سکے اور رُخَاءً کے معنی طيبة

لينة کے ہیں تو فی نفسہا عاصف اور شدید الہوب تھی اور طيبة لينة باعتبار ذہاب تھی جاتے وقت اور بصورت ایاب یعنی واپسی

کے وقت سریع و شدید تھی۔ چنانچہ تَجْرِيْ بِاَمْرِهِ رُخَاءً اس کا عاصف و رخاء ہونا بامر سليمان عليه السلام تھا۔

چنانچہ فرماتے ہیں اِي بِمَشِيَّتِهِ وَ عَلِيٌّ وَ فِقِيْ اِرَادَتِهِ گویا وہ ہوا آپ کی مرضی کے ماتحت نرم و شدید چلتی تھی۔

جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی درخت کو اپنی طرف آنے کا حکم دیتے تو وہ بموجب حکم حاضر آتا تھا۔

سَلَكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِإِشَارَتِهِ

اسی طرح اس زمین کی طرف جس میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی تھیں۔ یعنی ملک شام

ابن عساکر سدی سے راوی ہیں وَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَسْكَنُهُ فِيهَا وَالْمُرَادُ أَنَّهَا تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الشَّامِ رَوَا حَا سَارَتْ بِهِ مِنْهَا بُكْرَةٌ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسکن شام تھا تو آیہ کریمہ میں یہ مراد ہے کہ وہ ہوائی سواری آپ کے حکم سے شام کی طرف شام کے وقت روانہ ہوتی اور صبح کے وقت وہاں سے چلتی تھی۔

وَ قِيلَ كَانَ مَسْكَنُهُ إِصْطَخِرَ وَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرْكَبُ الْبَرِّيْحَ مِنْهَا فَتَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الشَّامِ۔ ایک قول ہے کہ آپ کا مسکن اصطر تھا اور آپ ہو اور سوار ہو کر ہوا کو حکم دے کر شام کی طرف روانہ ہوتے۔

ثُمَّ الظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالرِّيْحِ هَذَا الْعَنْصَرُ الْمَعْرُوفُ الْعَالِمِ بِجَمِيعِ اصْنَافِهِ الْمَشْهُورَةِ وَ قِيلَ الْمُرَادُ بِهَا الصَّبَا۔ ریح سے ظاہر مراد یہی عنصر ہے جو مشہور ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد ریح صبا ہے۔

سلیمانی سواری کی کیفیت روایات کتب سیر سے

فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ مَا ظَاهِرُهُ ذَلِكَ۔

فَعَنْ مُقَاتِلٍ أَنَّهُ قَالَ نَسَجَتْ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الشَّيَاطِينُ بَسَاطًا مِنْ ذَهَبٍ وَ أَبْرِيْسَمٍ فَرَسَنًا فِي فَرَسٍ وَ وَضَعَتْ لَهُ مِنْبَرًا مِنْ ذَهَبٍ يَقْعُدُ عَلَيْهِ وَ حَوْلَهُ كُرَاسِيٌّ مِنْ ذَهَبٍ يَقْعُدُ عَلَيْهِ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ كُرَاسِيٌّ مِنْ فِضَّةٍ يَقْعُدُ عَلَيْهَا الْعُلَمَاءُ وَ حَوْلَهُمْ سَائِرُ النَّاسِ وَ حَوْلَ النَّاسِ الْجِنُّ وَالشَّيَاطِينُ وَالطَّيْرُ تَطْلُغُهُ مِنَ الشَّمْسِ وَ تَرْفَعُ رِيْحَ الصَّبَا الْبَسَاطَ مَسِيرَةَ شَهْرٍ مِنَ الصَّبَاحِ إِلَى الرَّوَّاحِ وَ مِنَ الرَّوَّاحِ إِلَى الصَّبَاحِ۔

مقاتل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شیاطین نے ایک چادر بنی سونے اور ریشم کے تاروں سے مربع ایک فرسخ کی عریض و طویل اس کے بیچ میں ایک سونے کا منبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے رکھا اور اس کے گرد سونے کی کرسیاں رکھیں جس پر انبیاء کرام تشریف فرما ہوتے اور چاندی کی کرسیاں لگاتے جس پر علماء بیٹھتے اور ان کے گرد تمام لوگ اور جن و شیاطین ہوتے اور پرند پر ملا کر سورج سے سایہ کرتے۔

پھر باد صبا اس چادر کو اٹھا کر صبح کی سیر میں ایک ماہ کی بعد مسافت تک لے جاتی اور ایسے ہی شام کی سیر میں ایک ماہ کے بعد مسافت طے کرتی۔

بعض اوقات اس چادر کے ذریعہ آپ سیر فرماتے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ آپ کا ایک مرکب لکڑی کا تھا جس میں ایک ہزار رکن تھے اور ہر رکن میں ایک ہزار گھربنے ہوئے تھے۔

تو آپ کے ساتھ جن و انس سوار ہوتے اور ہر رکن میں ایک ہزار شیاطین ہوتے جو اس مرکب کو اوپر اٹھاتے پھر ہوا آتی جو نرم نرم طریقہ سے لے کر چلتی تو جو دیکھتا اسے نظر آتا کہ لشکر اور فوج آپ کو سایہ کئے جا رہا ہے حیث قال۔

ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَكَبٌ مِنْ خَشَبٍ وَ كَانَ فِيهِ أَلْفُ



رُكْنٍ فِي كُلِّ رُكْنٍ أَلْفٌ بَيْتٍ يَرْكَبُ مَعَهُ فِيهِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَحْتَ كُلِّ رُكْنٍ أَلْفٌ شَيْطَانٌ يَرْفَعُونَ ذَلِكَ الْمَرْكَبَ فَإِذَا ارْتَفَعَ أَتَى الرِّيحُ الرُّخَاءَ فَسَارَتْ بِهِ فَسَارُوا مَعَهُ فَلَا يَدْرِي الْقَوْمُ إِلَّا وَقَدْ أَظْلَهُمْ مِنْهُ الْجِيُوشُ وَالْجُنُودُ۔

اور یہ اکرام اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تسخیر ریح سے یوں فرمایا کہ آپ نے گھوڑوں کے ملاحظہ میں انہماک فرماتے ہوئے عصر کے وقت کو تنگ کر دیا حتیٰ کہ عصر کی نماز فوت ہو گئی تو آپ نے تمام قیمتی گھوڑے ذبح کر ڈالے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے معاوضہ میں اس سے بہتر سواری عطا فرمائی جو سر بیع السیر اور راحت بخش تھی۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ أَكْرَامَ اللَّهِ تَعَالَى لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِتَسْخِيرِ الرِّيحِ لَمَّا فَعَلَ بِالْخَيْلِ حِينَ فَاتَتْهُ بِسَبَبِهَا صَلَوةُ الْعَصْرِ وَذَلِكَ أَنَّهُ تَرَكَهَا لِلَّهِ تَعَالَى فَعَوَّضَهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ خَيْرًا مِنْهَا مِنْ حَيْثُ السَّرْعَةُ مَعَ الرَّاحَةِ۔

اس کے بعد اپنے زمانہ کے اعتبار سے فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ سواری دی جس میں سرعت و راحت دونوں تھیں۔

آج اہل لندن اپنی جانیں ہلاک کر رہے ہیں اور ایسی کشتی کی ایجاد میں محو ہیں جو ہوا میں اڑے اور جہاں وہ چاہیں لے جائیں اور اس میں بخارات تختیس کر کے غبارہ کی شکل میں بنانا چاہ رہے ہیں آخر میں فرماتے ہیں وَلَا أَظُنُّهُ يَتِمُّ حَسَبَ إِرَادَتِهِمْ۔ میرا گمان ہے کہ شاید وہ ارادہ میں کامیاب نہ ہوں۔

### أَقُولُ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ

آج اگر آلوسی ہوتے تو دیکھتے کہ مَنْ جَدَّ وَجَدَّ کے اصول کے مطابق آج اہالیان لندن کامیاب ہو گئے اور انہوں نے آج ایلو پلین بنالیا جس میں ہوا کے اندر جہاں چاہیں اڑ کر پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ كِتَابُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ کا ظہور ہے۔ یعنی اس کے معنی یہ ہیں فَمَا أَعْطَيْنَاهُ مَا أَعْطَيْنَاهُ إِلَّا لِمَا نَعْلَمُهُ مِنَ الْحِكْمَةِ یعنی ہم نہیں دیتے کسی کو جو کچھ دیتے ہیں وہ حکمت سے سکھا دیتے ہیں۔

تاکہ جو لوگ کرامت و معجزہ کے منکر ہیں وہ سمجھ سکیں کہ جب مادی قوتوں سے یہ کام کیا جاسکتا ہے اور کر لیا گیا تو روحانیت کی قوتوں سے بطریقہ اولیٰ ہو سکتا ہے اور ہوا۔ آگے ارشاد ہے:

”وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَنْ يَغْوُصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَفِظِينَ۔ اور شیطانوں میں سے وہ بھی تھے جو غوطہ لگاتے اس کے لئے اور کام کرتے اس کے سوا اور ہم ان کے خود نگران تھے۔“

بعض شیاطین وہ بھی مسخر تھے جو سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر آپ کے لئے جواہرات نکال کر لاتے اور اس کے علاوہ عجیب عجیب صنعتیں، عمارتیں، محل، برتن، شیشے کے ظروف اور اشیاء صابون وغیرہ بناتے اور چونکہ شیاطین تھے تو ان کی نگرانی اللہ تعالیٰ فرماتا تاکہ وہ سرکشی نہ کر سکیں۔





”وَإِيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ۔ اور یاد فرمائیں واقعہ ایوب جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے پہنچی تکلیف اور تو بہت مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔“  
حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

ارباب لغت نے تصریح کی ہے کہ الضُّرُّ بِالْفَتْحِ شَائِعٌ فِي كُلِّ ضَرَرٍ وَبِالضَّمِّ خَاصٌّ بِمَا فِي النَّفْسِ مِنْ مَرَضٍ وَهُزَالٍ وَنَحْوِهِمَا۔ ضاد کی فتح سے ضرعام ہے ہر تکلیف کے لئے اور ضاد کے ضم سے خاص ہو جاتا ہے جو اپنی جان میں مرض اور کمزوری ہو۔

اور واو حالیہ سے عطف فرما کر أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ فرما کر یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ أَنْتَ أَعْظَمُ رَحْمَةً مِّنْ كُلِّ مَنْ يُتَّصَفُ بِالرَّحْمَةِ وَالْأَفْلا رَاحِمٌ فِي الْحَقِيقَةِ سِوَاهُ جَلَّ شَانُهُ وَعَلَاهُ۔ تو ہی سب سے بڑا رحیم ہے اس سے جو بھی متصف بالرحمة ہے ورنہ حقیقتاً سوائے تیرے کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے۔ بروایت ابن جریر

### آپ کا شجرہ نسب یہ ہے

ایوب بن اموص بن زراح بن عیص بن اسحاق علیہ السلام  
اور ابن عسا کر رحمہ اللہ سے مروی ہے إِنَّ أُمَّهُ بِنْتُ لُوطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ أَبَاهُ مِمَّنْ آمَنَ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ آپ کی والدہ لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والوں سے تھے۔ اسی بناء پر کہا گیا کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے۔  
وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کے بعد ہوئے۔

وَقَالَ ابْنُ خَيْثَمَةَ كَانَ بَعْدَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ ابن خیثمہ کہتے ہیں کہ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الْكَلْبِيِّ قَالَ أَوَّلُ نَبِيِّ يُعْتَدُ إِدْرِيسُ ثُمَّ نُوحٌ ثُمَّ إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ إِسْمَاعِيلُ وَاسْحَقُ ثُمَّ يَعْقُوبُ ثُمَّ يُوسُفُ ثُمَّ لُوطٌ ثُمَّ هُودٌ ثُمَّ صَالِحٌ ثُمَّ شُعَيْبٌ ثُمَّ مُوسَى وَهَارُونَ ثُمَّ الْيَاسُ ثُمَّ الْيَسَعُ ثُمَّ يُونُسُ ثُمَّ أَيُّوبُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَقَ الصَّحِيحُ إِنَّهُ كَانَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ يُصَحَّ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ إِسْمَ أَبِيهِ أَمْوَصُ۔ صحیح یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل سے تھے اور آپ کے نسب میں صرف اتنا محقق ہوا ہے کہ آپ کے والد کا نام اموص ہے۔

### آپ کا حلیہ مبارک

وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى مَا أَخْرَجَ الْحَاكِمُ مِنْ طَرِيقِ سَمُرَةَ عَنْ كَعْبٍ۔  
طَوِيلًا جَعْدَ الشَّعْرِ وَاسِعَ الْعَيْنَيْنِ حَسَنَ الْخُلُقِ قَصِيرَ الْعُنُقِ عَرِيضَ الصَّدْرِ غَلِيظَ السَّاقَيْنِ





میں اس سے عرض کروں حالانکہ میری مدت بلا مدت وسعت کے برابر نہیں پہنچی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس علیہ اللعنة آپ کی بیوی کے پاس آیا ایک حکمران کی ہیئت میں اور کہنے لگا: اَنَا اِلٰهُ  
الْاَرْضِ فَعَلْتُ بِزَوْجِكَ مَا فَعَلْتُ لِاِنَّهُ تَرَكَنِي وَ عَبْدَ اِلٰهِ السَّمَاۗءِ فَلَوْ سَجَدَ لِيْ سَجْدَةً رَدَدْتُ عَلَيْهِ  
وَ عَلَيْكَ جَمِيعَ مَا اَخَذْتُ مِنْكُمْ۔

میں زمین کا خدا ہوں تیرے خاوند کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ میں نے کیا ہے اس لئے کہ اس نے مجھے چھوڑ کر آسمان کے خدا  
کی پرستش شروع کر دی ہے اگر وہ مجھے سجدہ کر لے تو میں سب کچھ اسے واپس کر دوں جو میں نے تم دونوں سے لیا ہے۔  
ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا اگر مجھے ایک سجدہ ایوب کر لیں تو میں ضرور ان کا مال اور ان کی اولاد سب واپس کر  
دوں اور تیرے خاوند کو شفا بخش دوں۔

تو حضرت رحمۃ یا مانحہ بنت میثا ایوب علیہ السلام کے پاس آئیں آپ بیت المقدس کے ایک کناسہ میں تھے (کناسہ اس  
مقام کو کہتے ہیں جہاں بھیڑ بکریاں بند کی جاتی ہیں یعنی باڑہ) کہ وہاں کوئی آپ کے قریب نہ جاتا تھا اور یہ سب قصہ سنایا۔  
حضرت ایوب علیہ السلام نے سن کر فرمایا شاید تم بھی کسی امتحان میں مبتلا ہونے والی ہو یہ شیطانی باتیں ہیں اگر اللہ تعالیٰ  
نے مجھے شفا بخش دی تو میں تمہیں سو کوڑوں کی سزا دوں گا اور اب مجھ پر حرام ہے کہ تمہارے لائے ہوئے کھانے پینے سے کچھ  
کھاؤں۔

پھر آپ نے ان کو جھڑک کر نکال دیا اور تنہا اس کناسہ میں رہے کوئی آپ کا وہاں نہ نگران تھا نہ خبر گیر اسی حال میں آپ  
سجدہ میں گرے اور عرض کیا:

رَبِّ اِنِّيْ مَسْنِي الضُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ

اے میرے رب مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

ابن عساکر حسن سے راوی ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام اسی حال میں تھے کہ دو آدمی گزرے اور کہنے لگے اگر اللہ  
تعالیٰ ان کی حاجت اور سوال کو پورا کرتا تو یہ اس حال کو نہ پہنچتے۔ یہ جملہ سن کر آپ نے سخت محسوس کیا اور جناب باری میں عرض  
کیا رَبِّ اِنِّيْ مَسْنِي الضُّرِّ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ایک بار جھکنے لگے کہ نماز میں رکوع کریں تو آپ نہ جھک سکے اس  
وقت آپ نے رَبِّ اِنِّيْ مَسْنِي الضُّرِّ عرض کیا۔

نبی کسی ایسے مرض میں ہرگز مبتلا نہیں ہوتا جس سے لوگوں کو نفرت ہو یا وہ کسی کا محتاج ہو۔ جیسے پھوڑے پھنسی، مواد کا  
بہنا، کیڑوں کا پڑنا، نابینا ہونا، لیکن عارضی امتحان میں ایسا ہو تو مستبعد نہیں جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں بیاض  
آجانا جیسے حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان میں ابتلا۔

چنانچہ ابن جریر و ہب بن منبہ سے نقل ہیں قَالَ كَانَ يَخْرُجُ فِيْ بَدْنِهِ مِثْلُ نَذِي النِّسَاءِ ثُمَّ يَتَفَقَّأُ۔ آپ  
کے جسم پر ایسے دنبل بنتے جو عورتوں کی چھاتیوں جیسے ہوتے پھر وہ پھوٹ کر مواد دیتے۔

وَ اَخْرَجَ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ قَالَ مَا كَانَ بَقِيَ مِنْ اَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا عَيْنَاهُ وَ

قَلْبُهُ وَ لِسَانُهُ فَكَانَتِ الدَّوَابُّ تَخْتَلِفُ فِي جَسَدِهِ۔ آپ کے جسم مبارک میں سے سوا آنکھ اور دل اور زبان کے کوئی حصہ خالی نہ تھا اس پر کیڑے ادھر ادھر جسم پر پھرتے۔

وَ أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ وَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْهُ أَنَّ الدُّوْدَةَ لَتَقَعُ مِنْ جَسَدِ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُعِيدُهَا إِلَى مَكَانِهَا وَيَقُولُ كُلِّي مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَعَالَى۔ جب کوئی کیڑا جسدا طہر سے گر جاتا آپ اسے اٹھا کر وہیں رکھ دیتے جہاں سے گرا ہوتا اور فرماتے کھا اللہ کے رزق سے۔

ثُمَّ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا سَجَدَ فَقَالَ ذَلِكَ فَقِيلَ لَهُ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقَدْ اسْتَجِيبَ لَكَ أَرْكَضُ بِرِجْلِكَ فَرَكَضَ فَنَبَعَتْ مِنْ تَحْتِهِ عَيْنٌ مَاءٍ فَاغْتَسَلَ مِنْهَا فَلَمْ يَبْقَ فِي ظَاهِرِ بَدَنِهِ دَابَّةٌ إِلَّا وَلَا جَرَا حَةٌ إِلَّا بَرْنَتْ۔

پھر جب ایوب علیہ السلام نے سجدہ کیا تو ارشاد ہوا ایوب سر اٹھائیے آپ کی دعا قبول ہو گئی اپنا پائے مبارک ماریے چنانچہ آپ نے پائے اقدس مارا تو پیر کے نیچے سے ایک چشمہ گرم جاری ہوا آپ نے غسل فرمایا تو تمام بدن پر نہ کوئی کیڑا تھا نہ زخم انار کے دانہ کی طرح جسم مبارک ہو گیا۔

ثُمَّ رَكَضَ مَرَّةً أُخْرَى فَنَبَعَتْ عَيْنٌ أُخْرَى فَشَرِبَ مِنْهَا فَلَمْ يَبْقَ فِي جَوْفِهِ دَاءٌ إِلَّا خَرَجَ وَ عَادَ صَحِيحًا وَ رَجَعَ إِلَيْهِ شَبَابُهُ وَ جَمَالُهُ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى۔

پھر آپ نے دوبارہ پائے اقدس مارا تو سرد چشمہ جاری ہو گیا اس سے آپ نے پیا تو اندرون جسم سے سب تکلیف نکل گئی اور پھر سے آپ تندرست ہو گئے اور آپ کا شباب و جمال لوٹ آیا اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرِّهِ۔ ہم نے ایوب کی دعا قبول کی اور جو اسے تکلیف تھی وہ کھول دی۔“

اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے حلیہ اصطفاء سے نواز کر مقام بلند عطا فرمادیا اور آپ کی بیوی کو اس کا علم نہ تھا وہ آپ کی طرف سے اسی مرض کا گمان کر رہی تھیں۔

تو ان کے دل میں رقت آئی اور اپنے دل میں کہنے لگیں اگرچہ ایوب علیہ السلام نے مجھے دھتکار کر نکال دیا سہی لیکن اگر میں بھی ان کی پرواہ نہ کروں گی تو وہ بھوکوں مرجائیں گے اور انہیں کوئی درندہ کھا جائے گا مجھے چاہئے کہ میں ان کی خبر لوں۔

چنانچہ وہ کناسہ پر آئیں اور آپ کو وہاں نہ پایا اب یہ ادھر ادھر پھرنے لگیں اور وہ زار و قطار رو رہی تھیں اور لوگوں سے پوچھنے لگیں۔ اور اس سے خائف ہوئیں کہ ایوب علیہ السلام کہاں گئے۔

آخرش خود ایوب علیہ السلام نے انہیں بلا کر فرمایا مَا تُرِيدِينَ يَا أُمَّةَ اللَّهِ اے اللہ کی بندی تو کیا چاہتی ہے؟ وہ رونے لگیں اور کہا اس کناسہ میں ایک مریض تھا میں اس کی تلاش میں ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا اس سے کیا تعلق تھا تو آپ پھر روئیں اور فرمایا بَعْلِي وَهُوَ مِيرَاخَا وَنَدَّتْهَا۔

حضرت نے فرمایا اَتَعْرِفِينَهُ إِذَا رَأَيْتَهُ تو کیا تو اسے پہچان لے گی اگر دیکھے گی۔

وہ کہنے لگیں وَ هَلْ يَخْفَى عَلَيَّ۔ ان کا کیا مجھ سے چھپا ہوا ہے۔

فَتَبَسَّمْ تُو حضرت ایوب علیہ السلام متبسم ہوئے اور فرمایا أَنَا ذَلِكَ مِثْلُ هَذِهِ فَعَرَفْتَهُ بِضُحِكِهِ فَاغْتَنَقْتُهُ



تو آپ کے تبسم سے انہوں نے پہچانا اور معاف ہو گئیں۔ آگے ارشاد ہے:

”وَآتَيْنَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَاحَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرًا لِلْعَبِيدِينَ۔ اور عطا فرمائے ہم نے اس کے گھر والے اور مثل ان کے اتنے ہی اور عطا کئے رحمت سے اپنی طرف سے اور نصیحت عبادت کرنے والوں کے لئے۔“

اس آیت کریمہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَدَّ اللَّهُ تَعَالَىٰ اِمْرَاتَهُ اِلَيْهِ وَزَادَ فِيْ شَبَابِهَا حَتَّىٰ وَلَدَتْ لَهٗ سِتًّا وَ عَشْرِيْنَ ذَكَرًا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیوی عطا کی اور عمر شباب لوٹادی یہاں تک کہ چھبیس لڑکے ان سے ہوئے۔

ابن مسعود، حسن اور قتادہ سے ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْسٰى لَهٗ اَوْلَادَهٗ الَّذِيْنَ هَلَكُوْا فِيْ بَلَائِهٖ وَ اُوْتِيَ مِثْلَهُمْ فِي الدُّنْيَا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ اولاد بھی زندہ فرمائی جو ابتلا میں ہلاک ہو گئی تھی اور اتنی ہی اور دنیا میں بخشی۔

اور ایک حدیث میں ہے اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ اَنْدَرَانِ اَنْدَرٌ لِلْقَمْحِ وَاَنْدَرٌ لِلشَّعِيْرِ فَبَعَثَ اللّٰهُ سَحَابَتَيْنِ فَاَفْرَعَتْ اِحْدَاهُمَا فِيْ اَنْدَرِ القَمْحِ الذَّهَبَ حَتَّىٰ فَاَضَ وَاَفْرَعَتْ الْاُخْرٰى فِيْ اَنْدَرِ الشَّعِيْرِ الْوَرَقَ حَتَّىٰ فَاَضَ۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے دو میدان کھلیان کے تھے ایک گندم اور ایک جو کا اللہ تعالیٰ نے دو ابر بھیجے جن سے گندم کے کھیت میں سونے کی گندم برسی اور جو کے کھیت میں چاندی برسی۔ اور وہ دونوں کھیت سونے چاندی سے بھر گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ بَيْنَمَا اَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ غُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ الْجِرَادُ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَحْتِىٰ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ سُبْحٰنَهُ يَا اَيُّوبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنِيْكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَ عَزِيْزَتِكَ لٰكِنْ لَا غِنٰى لِىْ عَنْ بَرَكَتِكَ ۔ وَ عَاشَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْخَلَاصِ مِنَ الْبَلَاءِ عَلٰى مَا رَوٰى عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سَبْعِيْنَ سَنَةً۔

ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ آپ پر سونے کی ٹڈیاں گریں تو حضرت ایوب علیہ السلام اُجھلے بھر بھر کر کپڑے میں ڈال رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوئی اے ایوب کیا ہم نے تمہیں غنی نہیں کر دیا اس سے جو تم دیکھ رہے ہو عرض کی بے شک اے میرے رب تیری عزت و جلال کی قسم لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز ہونا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ستر سال زندہ رہے۔

یہ ہے رَاحَةً مِّنْ عِنْدِنَا کا مفہوم وَ ذِكْرًا لِلْعَبِيدِينَ سے مراد اللہ تعالیٰ کے ماننے اور اس کی عبادت کرنے والوں کو ایسی ہدایت ہے کہ اسے پوجنے والے اس طرح رحمت سے متمتع ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

”وَاسْمِعِيْلُ وَاِدْرِيسُ وَذَا الْكِفْلِ۔ اور یاد فرمائیں قصہ اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو۔“

یہاں حضرت ذوالکفل کا تذکرہ سلک انبیاء کرام سے منسلک فرمایا حالانکہ اس میں مختلف روایات ہیں اور نام میں بھی اختلاف ہے۔

فَقِيْلَ بَشْرٌ وَ هُوَ اِبْنُ اَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَهُ اللّٰهُ نَبِيًّا بَعْدَ اَبِيْهِ وَ سَمَّاهُ ذَا الْكِفْلِ وَ اَمْرَهُ سُبْحٰنَهُ بِالْذُّعَاۤءِ اِلٰى التَّوْحِيْدِ وَ كَانَ مُقِيْمًا بِالشَّامِ عُمُرَهُ وَ مَاتَ وَ هُوَ اِبْنُ خَمْسِيْنَ وَ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَ اَوْصٰى



إِلَى ابْنِهِ عَيْدَانَ ثُمَّ بَعَثَ اللَّهُ شُعَيْبًا۔

ایک قول ہے کہ یہ بشر تھے اور ایوب علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں اللہ نے انہیں بعد ایوب علیہ السلام نبی کیا اور ان کا نام ذوالکفل رکھا اور انہیں توحید الہی کی طرف دعوت دینے کا حکم تھا اور آپ تمام عمر شام میں رہے آپ کا انتقال پچھتر سال کی عمر میں ہوا اور آپ نے اپنے بیٹے عیدان کو توحید کی وصیت کی ان کے بعد حضرت شعیب کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔

دوسرا قول: وَأَخْرَجَ ذَالِكَ الْحَاكِمُ عَنْ وَهْبٍ - وَقِيلَ هُوَ الْيَاسُ بْنُ يَاسِينَ بْنِ فَنْحَاصِ بْنِ عَيْزَارَ بْنِ هَرُونَ أَخِي مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ ذوالکفل الیاس بن یاسین بن فنحاص بن عیزار بن ہارون برادر موسیٰ بن عمران علیہم السلام ہیں۔

تیسرا قول: وَقِيلَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَقِيلَ اسْمُهُ ذُو الْكِفْلِ۔ وہ یوشع بن نون ہیں کہا گیا ہے کہ انہیں کا نام ذوالکفل ہے۔

چوتھا قول: وَقِيلَ هُوَ زَكْرِيَّا۔ ذوالکفل حضرت زکریا علیہ السلام کو ہی کہا گیا ہے یہ سب روایتیں کرمانی نے عجائب میں بیان کیں۔

پانچواں قول: وَقِيلَ هُوَ الْيَسَعُ بْنُ أَخْطُوبِ بْنِ الْعَجُوزِ۔ ذوالکفل حضرت الیسع بن اخطوب بن عجوز ہیں۔ چھٹا قول: وَزَعَمَتِ الْيَهُودُ أَنَّهُ حِزْقِيَالُ وَجَاءَتْهُ النَّبُوءَةُ وَهُوَ وَسَطُ سَبِي بُحْتِ نَصْرَ عَلِي نَهْرٍ خُوبَارَ۔ یہ اسرائیلی روایت ہے اور یہود کا گمان ہے کہ وہ حزقیل علیہ السلام ہیں جو نبی تھے اور جنہیں بخت نصر نے بابل میں نہر خوبار میں روکا تھا۔

ساتواں قول: ابوموسیٰ اشعری سے ہے اور مجاہد بھی اسی طرف ہیں کہ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا وَكَانَ عَبْدًا صَالِحًا اسْتَخْلَفَهُ الْيَسَعُ۔ ذوالکفل نبی نہیں تھے یہ ایک نیک آدمی تھے اور یہ خلیفہ حضرت الیسع ہیں۔

آٹھواں قول: أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ الْيَسَعُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشَرَطٍ أَنْ يَصُومَ النَّهَارَ وَ يَقُومَ اللَّيْلَ وَلَا يَغْضَبَ فَفَعَلَ وَلَمْ يَذْكُرْ مُجَاهِدٌ اسْمَهُ۔ حضرت الیسع نے اس شرط پر اپنا نائب ذوالکفل کو کیا کہ صائم النہار اور قائم اللیل رہیں اور کسی پر غصہ نہ کریں تو آپ نے ایسا ہی کیا اور مجاہد نے نام کا ذکر نہیں کیا۔

نواں قول: أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ قَاضِيًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَحَضَرَتْهُ الْمَوْتُ فَقَالَ مَنْ يَقُومُ مَقَامِي عَلَى أَنْ لَا يَغْضَبَ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يُسَمَّى ذُو الْكِفْلِ۔ الخ۔ بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھے جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے کہا میری جگہ کون قائم ہوتا ہے تو ایک شخص جس کا نام ذوالکفل تھا اس شرط کے ساتھ قائم ہوئے کہ وہ غضب ناک نہ ہوں گے۔

دسواں قول: أَخْرَجَ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ الْأَكْبَرِ كَانَ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَحَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَاتَاهُ رَءُوسُ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا اسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا مَلِكًا نَفْرَعُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَنْ تَكْفُلُ لِي بِثَلَاثِ فَاءٍ دِي إِلَيْهِ مُلْكِي فَلَمْ يَتَكَلَّمْ إِلَّا فَتَى مِنْ الْقَوْمِ قَالَ أَنَا فَقَالَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَهَا ثَانِيَةً فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ إِلَّا الْفَتَى فَقَالَ تَكْفُلُ لِي بِثَلَاثِ وَأُولِيكَ مُلْكِي تَقُومُ اللَّيْلَ فَلَا تَرْقُدُ وَ تَصُومُ فَلَا تُفْطِرُ وَ تَحْكُمُ فَلَا

تَغَضَّبُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَ لَيْتُكَ مُلْكِي۔

ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں سے تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو سرداران بنی اسرائیل اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے لئے کوئی اپنا خلیفہ مقرر کر دے اس نے کہا جو تین باتوں کا ذمہ لے اسے میں اپنے ملک پر مقرر کر دوں گا۔ اس پر کوئی نہ بولا سوائے ایک جوان کے اس نے کہا میں ذمہ لیتا ہوں اس نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور دوبارہ پھر وہی شرطیں پیش کیں تو کوئی نہ بولا مگر وہی جوان تو بادشاہ نے کہا وہ تین شرطیں یہ ہیں جن پر میں اپنے ملک پر متولی کروں گا۔

قائم اللیل رہنا ہوگا رات میں قطعاً نہ سونا ہوگا۔

صائم الدھر ہونا ہوگا۔ دن میں کھانا قطعاً نہ ہو۔

اور قوم کے فیصلہ کرنے میں غضب ناک نہ ہو۔

جوان بولا مجھے منظور ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے اپنی مملکت کا تجھے متولی کیا۔ یہ ہیں ذوالکفل

اور کفل کفالت سے ہے یا حصہ سے یا دو چند لینے سے۔ یہاں یہ نام اس بناء پر رکھا گیا کہ انہوں نے ہر سہ شرائط کا ذمہ پورا کیا۔

اور جس نے حضرت زکریا علیہ السلام کو ذوالکفل کہا وہ اس بناء پر کہ آپ نے حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کا ذمہ لیا تھا۔

سب روایتیں نقل فرما کر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فِي تَسْمِيَةِ ذِي الْكِفْلِ اقْوَالٌ مُضْطَرِبَةٌ لَا تُصِحُّ وَاللَّهُ تَعَالَى اَعْلَمُ۔ یعنی شخصے شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا۔ آگے ارشاد ہے:

”كُلُّ مَنْ الصَّالِحِينَ۔ یعنی ہر ایک ان میں سے صالح تھا۔“

یعنی شدید و تکالیف و ابتلا کی برداشت میں۔

”وَ اَدْخَلْنَهُمْ فِي رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا کہ وہ صالحین میں سے تھے۔“

یعنی وہ کامل تھے صلاح اور عصمت میں ذنوب سے۔ اس کے بعد حضرت ذوالنون کا تذکرہ ہے۔

”وَذَا النُّونِ۔“ یعنی اذکر صاحب الحوت یونس علیہ السلام ابن متی و هو اسم ابیه علی ما فی صحیح البخاری و غیرہا۔ اور یاد کیجئے ذکر صاحب حوت یونس بن متی علیہ السلام کو یہ نام متی حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔“

وَالْيَهُودُ قَالُوا بِمَا تَقَدَّمَ اِلَّا اَنَّهُمْ سَمَوْهُ يُونَهُ ابْنُ بَيْتَا وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ يُونَانَ ابْنُ اَمَاتِي وَالنُّونُ الْحَوْتُ كَمَا فِي الْقَامُوسِ۔ اور یہود مذکورہ ناموں میں کہتے ہیں یونس بن متی کی جگہ یونہ ابن بیتا اور بعض کہتے ہیں یونان ابن اماتی اور نون مچھلی کو کہتے ہیں جیسا کہ قاموس میں ہے۔

”اِذْ ذَهَبَ مُغَاظِبًا۔“ ائی غضبان علی قومہ۔ اپنی قوم سے ناراض ہو کر گئے۔

وَ قِيلَ غَضَبَانَ عَلَى الْمَلِكِ حَزَقِيلَ۔ ایک قول میں ہے کہ آپ ملک حزقیل سے غضب ناک ہو کر گئے۔

ابن عسا کر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں:

كَانَ يُؤْنَسُ وَقَوْمُهُ يَسْكُنُونَ فَلَسْطِينٍ فَغَزَاهُمْ مَلِكٌ وَ سَبَى مِنْهُمْ تِسْعَةَ أَسْبَاطٍ وَ نِصْفًا  
فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى شُعَيْبِ النَّبِيِّ أَنْ اذْهَبْ إِلَى حَزَقِيلَ الْمَلِكِ وَقُلْ لَهُ يُوجِبُ خَمْسَةَ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ  
لِقِتَالِ هَذَا الْمَلِكِ وَوَجْهَ يُؤْنَسَ بْنِ مَتَّى فَإِنَّهُ قَوِيٌّ أَمِينٌ فَدَعَاهُ الْمَلِكُ (الِىٰ آخِرِهِ)۔

اب مفصل ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

یونس علیہ السلام اور آپ کی قوم فلسطین میں رہتے تھے تو ایک بادشاہ نے ان پر چڑھائی کی اور بنی اسرائیل کے نو قبیلے پورے اور دسواں آدھا قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے شعیا نبی کی طرف وحی فرمائی کہ بادشاہ حزقیل کے پاس جاؤ اور اسے حکم دو کہ اس بادشاہ سے لڑائی کرنے کے لئے ایک ایسا لشکر روانہ کرے جس میں پانچ نبی بھی ہوں اور شعیا نے کہا کہ یونس بن متی کو ان میں ضرور شامل کرو کہ وہ طاقت ور اور امین ہے۔

تو بادشاہ نے یونس علیہ السلام کو بلایا اور لشکر کشی کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے متعلق حکم دیا ہے؟ بادشاہ نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے تو اس نے کہا نہیں تو یونس علیہ السلام نے فرمایا یہاں میرے علاوہ اور بھی کافی نبی ہیں۔

جب بادشاہ نے زیادہ اصرار کیا تو آپ غصے کی حالت میں وہاں سے نکل آئے۔ آپ بحیرہ روم پر آئے تو یہاں انہوں نے دیکھا کچھ لوگ کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہونے والے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ سوار ہو گئے جب گہرے سمندر میں پہنچے تو کشتی ہچکولے کھانے لگی اور غرق ہونے کے آثار نظر آنے لگے۔

تو ملاحوں نے کہا ہمارے ساتھ کوئی اپنے مالک سے بھاگا ہوا بے فرمان غلام ہے اور ہمارا یہ طریقہ ہے کہ جب ہم پر ایسی مصیبت آتی ہے تو ہم قرعہ ڈالتے ہیں پھر جس کے نام قرعہ نکلے ہم اس کو سمندر میں پھینک دیتے ہیں کہ ایک آدمی کا غرق ہو جانا ساری کشتی کے غرق ہونے سے بہتر ہے۔

پھر انہوں نے تین مرتبہ قرعہ ڈالا تو تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا تو آپ نے فرمایا میں ہی نافرمان اور بھاگا ہوا غلام ہوں تو آپ سمندر میں کود گئے ایک مچھلی نے آکر ان کو نگل لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ ان کو ذرہ بھر بھی تکلیف نہ دینا ہم نے تیرا پیٹ ان کا قید خانہ بنایا ہے یہ تیرا کھانا نہیں ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے پیٹ سے نجات دی اور اس نے آپ کو کنارے پر اگل دیا۔ آپ کی کھال بہت نرم ہو چکی تھی اللہ تعالیٰ نے کدو کی بیل آپ پر اگادی آپ اس کے سایہ میں رہتے اور پھل کھاتے۔ پھر جب بیل خشک ہو گئی تو آپ غم ناک ہوئے تو وحی ہوئی کہ آپ کو ایک درخت کا غم تو ہوا لیکن وہ ایک لاکھ یا اس سے بھی زائد بندے جو دشمن کی قید میں ہیں ان کا آپ کو کچھ نہ ہو اور آپ ان کی رہائی کے لئے گئے کہ وہ بھی آرام پاتے۔

مختصر یہ کہ آپ کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کی طرف جائیں۔ اس میں ارباب سیر نے بہت مختلف روایات لکھی ہیں آخر اس میں سب متفق ہیں کہ قوم آپ پر ایمان لائی اور جس عذاب سے آپ نے انہیں خوف دلایا تھا۔ وہ رک گیا اور سب کی توبہ قبول ہوئی۔



روایات اسرائیل سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نبیوی تشریف لائے اور یہاں آپ کی تبلیغ ہوئی اس تذکرہ کو اجمالاً فرمایا گیا۔  
 ”فَقَطَّنَ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ“ کے معنی یہ ہیں کہ یونس یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب قوم پر عذاب نہیں آئے گا تو ارشاد ہے اس نے سمجھا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے تو آخر خود شکم ماہی میں چلے گئے۔

”فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“ تو پکارا اندھیروں میں کہ نہیں کوئی معبود سوا تیرے پاکی ہے تیری وجہ منیر کو بے شک میں بے جا طریق پر چلا۔“

”فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ“ وَكَذَلِكَ نُجِي الْمُؤْمِنِينَ“ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دی۔“ یعنی مچھلی کو حکم دیا کہ وہ یونس علیہ السلام کو کنارہ دریا پر اگل دے چنانچہ اس نے اگل دیا۔  
 ”وَكَذَلِكَ نُجِي الْمُؤْمِنِينَ“ اور ہم ایسے ہی مومنین کو نجات دیتے ہیں۔“

اگر وہ ہمارے حضور فریاد کریں ہر قسم کی تکلیف اور مصیبتوں سے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ هُوَ فِي بطنِ الحوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ۔ حضرت ذوالنون کی شکم ماہی میں جو دعائی وہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ تھی اس کا فائدہ قیامت تک یہ ہے کہ کوئی مسلمان اس آیت کریمہ کے ساتھ دعا نہیں کرتا مگر ضرور قبول ہوتی ہے۔

”وَذَكَرَ يَا اذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ“ ۸۵ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۗ وَكَانُوا لَنَا خَشِعِينَ ۝۱۱۔“

اور زکریا کا قصہ یاد کیجئے جب کہ وہ پکارا اپنے رب کو اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لئے اس کی بیوی سنواری بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے حضور گڑ گڑاتے تھے۔“

یعنی حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے اولاد طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے صاحبزادے عطا فرمائے۔ حالانکہ آپ کی بیوی آکسہ ہو چکی تھی۔ لیکن انہیں اس کی صلاحیت پیدا فرمائی کہ بچہ ہو۔

”وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابِنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝۱۱ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۗ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝۱۲ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۗ كُلُّ إِلَهِنَا مَرِجُونَ ۝۱۳۔“

اور وہ خاتون جس نے اپنی پارسائی کو نگاہ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اسے اور اس کے بیٹے کو تمام عالم کے لئے نشانی بنایا بے شک یہ دین تمہارا ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو میری ہی عبادت کرو اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے کر لئے سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔“

یعنی حضرت مریم جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا پاک دامن رکھا کہ بغیر مرد کے مس کے آپ سے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی صورت خاص میں صرف ماں سے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا فرمانا یہ تمام جہان کے لئے ایک ایسی علامت بنا دی کہ جو مدعی مسیحیت نظر آئے قوم اس کی تصدیق و تکذیب آسانی سے کر سکے گی جب وہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کرے۔ عام اس سے کہ

قادیاں ہو یا یونان یا مہدی سوڈانی اسے یہ دیکھو اس کا باپ ہے یا نہیں اگر باپ ہے تو وہ جھوٹا ہے و جال ہے۔ مفتری ہے کذاب ہے اور اگر صرف ماں سے ہے تو لوگ خود ہی فیصلہ کر سکیں گے کہ یہ محض والدہ سے اپنے کو کیسے کہہ رہا ہے۔ یہ درجہ رفیع تو صرف اور صرف حضرت مسیح موعود کو ہی عطا ہوا کہ معجزانہ ولادت ہوئی اور قوم و رطہ حیرت میں پڑنے کے بعد مطمئن بھی ہو گئی اور آج تک آپ کو بنظر عظمت دنیا جہان دیکھ رہا ہے اس کے بعد وحدت اسلامی کی تعلیم دے کر ارشاد ہے کہ یہود و نصاریٰ نے سب سے پہلے دین کے ٹکڑے کئے۔

آج جو اہل سنت تبع مصطفیٰ ہو کر دین کے ٹکڑے کرے۔ پرویز کی طرح حدیث مصطفیٰ کے خلاف آواز اٹھائے۔ چکڑ الوی کی طرح قرآن پر ہی دار و مدار مذہب قائم کرے حضور ﷺ کے بعد بے انتہائی تسلیم کرے۔ خاتمیت کا منکر ہو۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ کو ملا کی رسم بتائے اس قسم کے سب فرقی مرتد اور اسلام کے دشمن ہیں انہیں روز قیامت اس کی سزا ملے گی۔

### بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ انبیاء - پ ۱

تو جو عمل کرے نیک اور ہو وہ مومن تو اس کی کوشش رائیگاں نہیں اور ہم اسے لکھ رہے ہیں۔

اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کیا یقیناً وہ واپس نہ آئے گی

حتیٰ کہ جب کھولے جائیں گے یا جوج و ماجوج اور وہ ہر بلندی سے لڑھکتے ہوں گے

اور قریب آیا وعدہ سچا تو جہی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی کافروں کی کہ ہائے افسوس بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے

تم اور جو پوجتے ہو اللہ کے سوا سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے

اگر ہوتے یہ خدا تو جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے

وہ اس میں ریگیں گے اور وہ اس میں کچھ بھی نہ سن سکیں گے اور وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہے یہ اس سے دور رکھے جائیں گے

نہیں سنیں گے وہ اس کی کسکساہٹ اور وہ اپنی من مانی خواہشات میں رہیں گے ہمیشہ

نہیں غم میں ڈالے گی انہیں بڑی گھبراہٹ اور ملیں گے انہیں

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا  
كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿١٣﴾

وَحَرَمٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٥﴾

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَا جُوجُ وَمَا جُوجُ وَهُمْ مِمَّنْ  
كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ﴿١٦﴾

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ إِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ  
أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ يَوِيلْنَا قَدْ كُنَّا فِي  
غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿١٧﴾

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ  
جَهَنَّمَ ۗ أَنْتُمْ لَهَا وَرَدُونَ ﴿١٨﴾

لَوْ كَانَ هُوَ إِلَّا إِلَهًا مَّا وَّرَادُهَا ۗ وَكُلٌّ فِيهَا  
خَالِدُونَ ﴿١٩﴾

لَهُمْ فِيهَا زُفَيْرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ  
عَنَّا مُبْعَدُونَ ﴿٢١﴾

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۗ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ  
أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿٢٢﴾

لَا يَحْرُفُهُمْ ۗ الْفَرْعُ إِلَّا كَبُرُوا تَتْلُقُهُمْ السُّلَيْكَةُ ۗ



فرشتے پیشوائی میں یہ ہے تمہارا دن جس کا تم وعدہ دے گئے وہ دن جب ہم آسمان لپیٹیں گے جیسے لپیٹتا ہے سبل نامہ اعمال کو جیسے پہلے بنایا تھا پیدائش میں لوٹا دیں گے ہم وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم ہیں کرنے والے

اور بے شک لکھا ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے بے شک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کی فرمادیتے مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک اللہ ہے تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو

تو اگر انحراف کریں تو فرمادو کہ میں نے تمہیں برابر کا اعلان لڑائی میں دے دیا اور میں نہیں جانتا کہ قریب ہو یا بعید جس کا تم سے وعدہ ہے

بے شک وہ جانتا ہے پکار والی آواز اور جانتا ہے جو پوشیدہ رکھتے ہو

اور میں نہیں جانتا شاید وہ فتنہ اور متاع ہو ایک مدت کو عرض کی نبی نے اے میرے رب فیصلہ کر دے حق اور میں اپنے رب رحمن ہی کی مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو کرتے ہو

هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٣﴾  
يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ كَمَا  
بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ يُعِيدُهُ وَعُدَّا عَلَيْنَا إِنَّنَا  
كُنَّا فَعَلِينَ ﴿١٤﴾

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ  
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٥﴾  
إِنَّ فِي هَذَا بَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٦﴾  
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٧﴾  
قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنبِيَآءِ إِلَهٍ وَاحِدٍ  
فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسَلِّمُونَ ﴿١٨﴾

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ إِيذْنُكُمْ عَلَىٰ سَوَآءٍ ۗ وَإِنْ  
أَدْرَىٰ أَقْرَبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٩﴾

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا  
تَكْتُمُونَ ﴿٢٠﴾

وَإِنْ أَدْرَىٰ لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٢١﴾  
قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ  
الْبُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

### حل لغات ساتواں رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

فَمَنْ - جو کوئی	يَعْمَلْ - عمل کرے	مِنَ الصَّالِحَاتِ - نیک	وَهُوَ - اور وہ
مُؤْمِنٌ - مومن ہو	فَلَا - تو نہیں	كُفْرَانَ - بے قدری	لِسَعْيِهِ - اس کی کوشش کی
وَأَنَّا - اور ہم	لَهُ - اس کو	كَاتِبُونَ - لکھنے والے ہیں	وَحَرَامٌ - اور حرام ہے
عَلَى - اوپر	قَرِيَّةٍ - بستی والوں کے	أَهْلَكْنَاهَا - کہ ہلاک کیا ہم نے اس کو	حَتَّى - یہاں تک کہ
أَنَّهُمْ - بے شک وہ	لَا يَرْجِعُونَ - نہیں لوٹ کر آئیں گے	يَا جُوجُ - یا جوج	وَمَا جُوجُ - اور ما جوج
إِذَا - جب	فَتَحَتْ - کھولے جائیں گے	كُلٌّ - ایک	حَدَابٍ - ٹیلے سے
وَهُمْ - اور وہ	مِنْ - ہر	الْوَعْدُ - وعدہ	الْحَقِّ - سچا
يَنسِلُونَ - لڑھکتے ہوں گے	وَاقْتَرَبَ - اور قریب آیا		



فَإِذَا تَوَاجَاكَ الَّذِينَ - ان کی كُنَّا - ہم تھے بَلْ - بلکہ وَمَا - اور جن کی حَصْبُ - ایندھن ہو وَرَادُونَ - داخل ہوگے الِهَةَ - خدا وَكُلُّ - اور سب فِيهَا - اس میں لَا يَسْمَعُونَ - نہ سنیں گے لَهُمْ - ان کے لئے عَنْهَا - اس سے وَهُمْ - اور وہ أَنْفُسُهُمْ - ان کی جانیں الْفَرْعُ - گھبراہٹ الْمَلِكَةُ - فرشتے تُوْعَدُونَ - تم وعدے دیئے گئے السَّمَاءِ - آسمان کو كَمَا - جیسے تُعِيدُكَ - لوٹائیں گے ہم اس کو كُنَّا - ہم ہی تھے فِي الزُّبُورِ - زبور میں الْأَرْضِ - زمین الصَّالِحُونَ - نیک لَبَلَّغَا - تبلیغ ہے أَمْ سَأَلْنَاكَ - بھیجا ہم نے تجھ کو لِلْعَالَمِينَ - واسطے جہان کے قُلْ - کہہ	هِيَ - وہ كَفَرُوا - جو کافر ہیں فِي - بیچ كُنَّا - ہم تھے تَعْبُدُونَ - عبادت کرتے ہو تم جَهَنَّمَ - جہنم کا لَوْ - اگر مَا - تو نہ فِيهَا - اس میں زَفِيرٌ - گدھے کی آواز إِنَّ - بے شک مِنَّا - ہم سے مُبْعَدُونَ - دور رہیں گے فِي - بیچ خَلِدُونَ - ہمیشہ رہیں گے الْأَكْبَرُ - بڑی هَذَا - یہ كُطِي - مانند لپٹنے بَدَأْنَا - شروع کی ہم نے وَعْدًا - وعدہ ہے فَاعِلِينَ - کرنے والے مِنْ بَعْدٍ - بعد يَرِثُهَا - وارث ہوں گے اس کے إِنَّ - بے شک لِقَوْمٍ - واسطے قوم إِلَّا - مگر إِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں	أَبْصَارًا - آنکھیں قَدْ - بے شک مِنْ هَذَا - اس سے إِنَّكُمْ - بے شک تم اللَّهُ - اللہ کے لَهَا - اس میں هَؤُلَاءِ - یہ وَرَادُوهَا - داخل ہوتے اس میں خَلِدُونَ - ہمیشہ رہیں گے وَهُمْ - اور وہ الَّذِينَ - وہ جو الْحُسْنَى - بھلائی لَا يَسْمَعُونَ - نہ سنیں گے مَا - اس کے جو لَا يَحْزَنُهُمْ - نہ غمناک کرے گی ان کو وَتَتَلَقَّوهُمْ - اور استقبال کریں گے ان کا يَوْمَكُمْ - تمہارا وہ دن ہے يَوْمَ - جس دن السَّجِّلِ - نامہ نویس کے أَوَّلٍ - پہلی عَلَيْنَا - ہم پر وَلَقَدْ - اور بے شک الذِّكْرِ - نصیحت کے عِبَادِي - میرے بندے هَذَا - اس کے وَمَا - اور نہیں رَاحَةً - رحمت يُوحَى - وحی کی گئی
---	--	--

إِلَىٰ - میری طرف	أَنْتُمْ - صرف یہ بات ہے	إِلَهُكُمْ - تمہارا معبود	إِلَهُ - معبود ہے
وَاحِدٌ - ایک	فَهَلْ - تو کیا	أَنْتُمْ - تم	مُسْلِمُونَ - ماننے والے ہو
فَإِنْ - پھر اگر	تَوَلَّوْا - منہ پھیریں	فَقُلْ - تو کہہ	أَذْنُتُكُمْ - اطلاع دی میں
نَمْ - تم کو	عَلَىٰ - اوپر	سَوَاءٌ - برابری کے	وَإِنْ - اور نہیں
أَدْرِي - جانتا میں	أَقْرَبٌ - کیا قریب ہے	أَمْ - یا	بَعِيدٌ - دور ہے
مَا - جو	تُوعَدُونَ - تم وعدہ دیئے جاتے ہو	إِنَّهُ - بے شک وہ	وَيَعْلَمُ - اور جانتا ہے
يَعْلَمُ - جانتا ہے	الْجَهْرَ - ظاہر	مِنَ الْقَوْلِ - بات کو	وَيَعْلَمُ - اور جانتا ہے
مَا - جو	تَكْتُمُونَ - تم چھپاتے ہو	وَإِنْ - اور نہیں	أَدْرِي - جانتا میں
لَعَلَّهُ - شاید وہ	فِتْنَةٌ - آزمائش ہو	لَكُمْ - تمہارے لئے	وَمَتَاعٌ - اور سامان
إِلَىٰ - طرف	حِينَ - ایک مدت کے	قُلْ - کہا	رَبِّ - اے میرے رب
أَحْكُمُ - فیصلہ کر دے	بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ	وَرَبُّنَا - اور ہمارا رب	الرَّحْمَنِ - رحمن ہی
الْمُسْتَعَانُ - مدد چاہا گیا ہے	عَلَىٰ مَا - اس پر جو	تَصِفُونَ - تم بیان کرتے ہو	

### خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

رکوع شروع ہوتا ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ اس رکوع میں۔

شَاخِصَةٌ - حَصْبٌ - زَفِيرٌ - حَسِيْسَةٌ - فَرْعٌ اَكْبَرٌ - حِزْبٌ - نَطْوِي - يَنْسِلُونَ - طَيِّ السَّجَلِ - خاص نادر لغت ہیں۔

شَخِصٌ شَخُوصًا الشَّيْءُ اِرْتَفَعُ - کسی شے کا اونچا ہونا شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا - آنکھیں پتھرا جائیں گی کافروں کی یا پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

حَصْبٌ - الْحِجَارَةُ الصَّغَارَةُ اَوْ كُلُّ مَا يُرْمَى فِي النَّارِ - نکر، پتھر، لکڑی اور ہر وہ چیز جو آگ میں ڈالی جائے۔ زَفِيرٌ - هُوَ صَوْتُ نَفْسِ الْمَغْمُومِ يَخْرُجُ مِنْ اَقْصَى الْجَوْفِ - مغموم کے سانس کے ساتھ جو آواز جوف بطن سے نکلے۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں - اَصْلُ الزَّفْرِ تَرْدِيدُ النَّفْسِ حَتَّى تَنْفَخَ مِنْهُ الصُّلُوعُ - دم گھٹنے میں جو آواز پیدا ہوتی ہے اسے زفیر کہتے ہیں۔

حَسِيْسٌ - صَوْتُهَا الَّذِي يُحَسُّ مِنْ حَرَكَتِهَا - گھنے کھکنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اسے کسکساہٹ کہتے ہیں یا آہٹ۔

فَرْعٌ - گھبراہٹ - فَرْعٌ فَرْعًا - خَافٌ - خوف اور اس کی گھبراہٹ۔

حَدَبٌ - ضِدُّ قَعْرِ - گڑھے کے خلاف ابھرا ہوا جسے ٹیلہ کہتے ہیں۔

نَطْوَى - طَوَى يَطْوَى لِيُنَا -

يُنْسِلُونَ - يَسْرِعُونَ - جلدی کرنا وَأَصْلُ النَّسْلَانِ الْخَطْوُ مَعَ الْإِسْرَاعِ - تیز قدم چلنا -  
سَجَلٌ - كِتَابُ الْعُهُودِ - اعمال نامہ وَقِيلَ إِنَّ السَّجَلَ اسْمُ مَلِكٍ - ایک فرشتہ کا نام ہے - بعض نے کہا وہ  
موکل ہے - حَيْثُ قَالَ إِنَّهُ مُوَكَّلٌ بِالصُّحُفِ فَإِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ رُفِعَ كِتَابُهُ إِلَيْهِ فَطَوَاهُ وَرَفَعَهُ إِلَى  
الْقِيَمَةِ - یہ وہ موکل ہے جسے محافظ دفتر کہا جاسکتا ہے جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا اعمال نامہ اس کے پاس آتا ہے وہ اسے  
لیٹ کر قیامت کے دن کے لئے رکھ دیتا ہے -

### اب خلاصہ تفسیر پڑھیے

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ - جو کوئی نیک عمل کرے اور ہو وہ ایمان والا اس کی سعی کا بدلہ ضرور ملے گا -  
وَحَرَّمَ عَلَى قَرِيْبَةٍ - یہاں خبر مقدم کر کے فرمایا کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اَنْهُمْ لَا يَرْجِعُونَ مبتدا مؤخر کر کے فرمایا  
وہ کبھی دنیا میں لوٹ کر نہ آئیں گے -

اور بعض نے لا کو زائد نہیں مانا اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ ان کا واپس لوٹنا حرام ہے -  
حَتَّىٰ اِذَا فُتِحَتْ يَا جُوجُ وَمَا جُوجُ - حتیٰ کہ جب کھول دیے جائیں یا جوج و ما جوج - ان کی تحقیق ہم سورہ کہف میں  
بالتفصیل بیان کر چکے ہیں اور جب وعدہ قیامت قریب آجائے اور ان کے گروہ بلندیوں سے پے در پے اترنا شروع ہوں -  
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝۱۱ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - تو  
قیامت کا وعدہ حق قریب آجائے تو کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں اور پکاریں يُوَيْلِنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ  
هٰذَا اَبْلُ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ - اے افسوس ہم تو غفلت میں ہی رہے بلکہ ہم پورے ظالم نکلے -

یہاں سے منکرین معاد کے لئے مسئلہ معاد شروع فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ  
انبیاء و مرسلین سلام اللہ علیہم اجمعین دنیا میں گمراہوں کی رہنمائی کے لئے آئے تاکہ وہ عذاب آخرت اور نعم باقیہ کی اطلاع  
دیں اور بتائیں کہ دنیا ایک معین وقت تک تمہارے تمتع حاصل کرنے کو ہے پھر یہ فنا ہو جائے گی -

اور اس کے فنا ہونے کی ابتداء خروج یا جوج و ما جوج سے ہے اس کے بعد وعدہ قیامت بہت قریب آجائے گا اور  
قیامت قائم ہو جائے گی - آج تم انکار کر لو استہزاء کر لو ہمارے انبیاء و مرسلین کی تکذیب کر لو اس وقت کی ہیبت و ہول دیکھ کر  
تمہاری آنکھیں پتھر جائیں گی یا خیرت میں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی -

پھر تم خود اقرار کرو گے اور کہو گے يُوَيْلِنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا اَبْلُ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ - ہائے خرابی ہم اپنی شہوت  
پرستی میں غافل رہے بلکہ ہم ظالم ہی تھے -

اور تم مع اپنے حجر و مدر معبدوں کے جہنم کے ایندھن ہو گے اور جہنم میں داخل ہو جاؤ گے -  
لَوْ كَانَ هُوَ اِلٰهًا مَّا وَّرَدُوْهَا وَاكُلُّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ - اگر تمہارے معبود پتھر بت جماد واقع میں خدا ہوتے تو  
ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہ جاتے -

البتہ بعض ہمارے عباد مکر مون کو بھی جو تم نے خدا بنا رکھا ہے وہ تمہارے ملامت کریں گے اور تمہارے باطل عقیدہ کو



مردود قرار دیں گے جیسے یہود کے عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ کے عیسیٰ علیہ السلام اور جو ملائکہ علیہم السلام کو معبود بنا رہے ہیں وہ سب تمہارے عقائد باطلہ فاسدہ کاسدہ رذیلہ خبیثہ کا رد کریں گے اور تم ہمیشہ کے لئے جہنم میں جاؤ گے۔

لَهُمْ فِيهَا زُفَيْرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ۔ ان کے لئے جہنم میں جو شور ہوگا وہ بھی نہ سن سکیں گے۔ بے شک وہ جن کے لئے ہماری طرف سے بہتری مسابقت کر چکی ہے وہ اس جہنم سے دور رہیں گے اور جہنمیوں کے حال کی بھنک بھی وہ نہ سنیں گے اور اپنی من مانی نعمتوں اور خاطر خواہ عیشوں میں ہمیشہ رہیں گے نہیں پریشان کرے گی انہیں وہ حشر کی گھبراہٹ اور فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے کہ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اس کے بعد قیامت کے قائم ہونے کا نقشہ کھینچا گیا جس میں ارشاد ہے:

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ۔ جس دن ہم لپیٹیں گے آسمانوں کو مثل لپیٹنے کاغذ کے مٹھے کے۔ یہاں سجل کے متعلق بعض اس طرف گئے ہیں کہ یہ وہ مؤکل فرشتہ ہے جس کے پاس اعمال نامے سب لوگوں کے ہوں گے۔

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ۔ جیسے ہم نے اول پیداوار کی تھی اسی طرح سب کو دوبارہ پیدا کریں گے اور یہ وعدہ ہمیں پورا کرنا ہے اور ہم ضرور ایسا کریں گے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ۔ اس پر سعید بن جبیر، مجاہد اور کلبی و مقاتل اور ابن زید علیہم رضوان کہتے ہیں کہ زبور سے مراد وہ کتابیں ہیں جو دنیا میں انبیاء و رسل پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے جہاں سے نقل ہو کر وہ کتابیں آئیں گویا یہ ارشاد ہے کہ ہم نے کتب منزلہ اور لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے اور زمین سے مراد جنت ہے جس میں بجز نیک بندوں کے کوئی وارث نہ ہوگا۔

اور قنادہ و شععی کے نزدیک زبور سے قرآن کریم مراد ہے اور ذکر سے تورات مراد ہے۔

بعض اس طرف گئے کہ زبور سے مراد ہی زبور ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ذکر سے قرآن کریم مراد ہے۔

اور بعض اَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ میں زمین سے مراد دنیا کی حکومت کہتے ہیں اور حکومت سے غلبہ اسلام مقصود ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ ارض سے مراد بیت المقدس اور شام ہے چنانچہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں مومنین کے قبضہ میں آئیں۔ آج نہ عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ہیں نہ غلبہ مسلمانوں کا ہے۔

اس کے بعد صاف ارشاد ہے کہ منکروں کو فرما دیجئے:

”قُلْ إِنِّي أُوْحِي إِلَىٰ أَنِّي إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک

ہے تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو اور اس کی وحدانیت مانتے ہو۔“

”فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرَأَيْتُمْ أَقْرَبَ أَمَّ بَعِيدًا مَا تُوعَدُونَ“ اور اگر انحراف

کریں تو فرما دیجئے میں تم سے برابر مقابلہ کا اعلان کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ تمہارا قریب پورا ہوگا یا دیر میں۔“ نہ مجھے اس

کی ضرورت کہ میں تمہاری خاطر بتاؤں۔

وہ اللہ تعالیٰ علانیہ و خفیہ سب کا عالم ہے اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ تمہارا امتحان ہے اور چند روزہ تمتع ایک مدت کے لئے۔ اس بے نیازانہ جواب کے بعد حضور بارگاہ میں عرض پیرا ہوئے جس کا تذکرہ فرمایا گیا۔

قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ۔ عرض کی اے میرے رب ان کے انحراف و سرکشی کا حق حق فیصلہ فرمادے اور میرا رب رحمن و مددگار ہے تمہاری بکواسوں پر، یعنی تم پر لازماً بلا آئے گی اور تم پچھتاؤ گے۔

### مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورہ انبیاء - پ ۱

”فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ ۗ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ۔“  
وہ مومن ہو تو اس کے عمل رائیگاں نہ ہوں گے اور ہم وہ اس کے لئے لکھنے والے ہیں۔“

اس میں من تبغیضیہ ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ جزاء عمل صالح خواہ بعض ہوں یا تمام بشرطیکہ عمل کرنے والا مومن ہو اس لئے کہ عمل صالح کافر و مشرک بھی کر سکتا ہے لیکن اگر وہ مومن و موحد نہ ہو تو اس کے لئے ارشاد فلن یقبل من احدہم مئلۃ الا ارض ذہبا و کواقتلای بہ۔ روئے زمین سونے سے بھر کر بھی اگر وہ خیرات کرے جو عمل صالح ہے تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحات سے مقدم صلاحیت ایمان ہے ورنہ تمام صالحات کا عدم ہیں اول ایمان واجب ہے پھر اعمال کی قدر و قیمت ایمان کے صحیح ہونے کے بعد۔

فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ۔ ارشاد ہے جس کے معنی ہیں لَاحِرْمَانَ لِثَوَابِ عَمَلِهِ یعنی پھر وہ اپنے عمل کے بدلے سے محروم نہیں ہوگا وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ۔ ائی لِسَعْيِهِ مُثَبُّونَ فِی صَحِيفَةِ عَمَلِهِ بِوَجْهِ مَا۔ یعنی اس کی سعی ہمارے یہاں صحیفۂ اعمال میں بہر صورت موجود ہوگی۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَاسْتَدَلَّ بِالْآيَةِ عَلَىٰ أَنَّ قَبُولَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ مُطْلَقًا مَشْرُوطٌ بِالْإِيمَانِ۔ اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ قبول عمل صالح مطلقاً مشروط بالایمان ہے۔ آگے ارشاد ہے: ”وَحَرَّمَ عَلَىٰ قَرِيْبَةٍ“ ائی عَلَىٰ اَهْلِ قَرْيَةٍ۔ ”اور حرام ہے ہر بستی پر۔“ ”أَهْلُهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔“ جسے ہم نے ہلاک کیا وہ لوٹ کر آنے والی نہیں۔“

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں الْحَرَامُ الْمَمْنُوعُ مِنْهُ۔ حرام اسے کہتے ہیں جو ممنوع ہو اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

إِمَّا بِمَنْعِهِ۔ یا وہ ممنوع ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ واپس آنا ممنوع کر دیا ہو۔

إِمَّا بِمَنْعِ قَهْرِي۔ یا اللہ تعالیٰ کے قہر سے وہ ممنوع ہو۔

إِمَّا بِمَنْعٍ مِنْ جِهَةِ الْعَقْلِ۔ یا ہلاک ہونے کے محال عقلی ہو۔

أَوْ مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ۔ یا قانون شرع میں اس کا واپس آنا ممنوع ہو۔

أَوْ مِنْ جِهَةِ مَنْ يُرْتَسَمُ أَمْرُهُ۔ یا اس کے لئے مرسم ہو چکا ہے کہ وہ حکماً نہیں آسکتا جیسے مفسرین نے اس کے یہ



معنی بھی کئے ہیں کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ان کا شرک و کفر سے واپس آنا محال ہے یہ معنی برائیں تقدیر ہوں گے کہ لا کو زائد قرار دیا جائے۔

اور اگر لازماً نہ مانا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ دار آخرت میں ان کا زندہ نہ ہونا ناممکن ہے اس میں منکرین بعثت کے دعاوی کا ابطال ہے اور اوپر جو ارشاد ہے **كُلُّ الْيَنَابِرِ جُوعُونَ** اور **لَا كُفْرَانَ لِسَعِيدٍ** یہ اس کی تاکید ہے (تفسیر کبیر) چنانچہ اسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **لَا فِي الْمُنْفِيِّ اَيُّ مُمْتَنِعٍ الْبَتَّةَ عَدَمُ رُجُوعِهِمُ الْيَنَابِرِ لِلْجَزَاءِ**۔ لافنی کا اس لئے لایا گیا کہ یہ معنی محقق ہو جائیں کہ یقیناً ان کا عدم رجوع الی الآخرت جزاء عمل کے لئے ممتنع ہے یعنی لازمی طور پر انہیں آنا ہے **لَا نَهُمُ الْمُنْكَرُونَ لِلْبَعْثِ وَالرُّجُوعِ** اس لئے کہ کفار بعثت اور رجوع الے اللہ کے منکر تھے۔

اور مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں **لَا يَرْجِعُونَ اِلَى الدُّنْيَا**۔ دنیا میں واپس نہ آئیں گے۔ **اهلكنها**۔ جسے ہم نے ہلاک کیا یا اس کی ہلاکت مقدر ہے یا ہم نے اس کی ہلاکت کا حکم دے دیا ہے۔ **حَتَّىٰ اِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ**۔ حتیٰ کہ جب کھولے جائیں یا جوج و ماجوج اور وہ ہر بلندی سے پے در پے اترتے ہوں گے۔

گویا ارشاد ہے کہ وہ اپنی بے دینی اور تمرد میں ہی ہوں گے سدا یا جوج و ماجوج (جس کا مفصل تذکرہ ہم سورہ کہف میں بیان کر چکے ہیں) جب کھل جائے اور انہیں آنے کا راستہ مل جائے۔

ایک قول ہے کہ یہ قوم انسان کی ہی جنس کے ہیں۔ ان میں چھوٹے بڑے قد والے لوگ ہیں یہ لوگ شرار الناس قوم ہیں۔

**مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ**۔ ہر بلندی پہاڑوں ٹیلوں سے اتر آئیں گے۔

**يَنْسِلُونَ**۔ اسی **يَسْرَعُونَ**۔ تیز تیز قدم چل کر جلدی جلدی اتریں گے۔

**وَأَصْلُ النَّسْلَانِ بِفَتْحَيْنِ مُقَارَبَةُ الْخَطْوِمَعَ الْأَسْرَاعِ**۔ قدم پر قدم رکھتے ہوئے تیزی سے آنے کو نسلان

کہتے ہیں۔

**وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ**۔ اسی **قُرْبٍ**۔ قریب آ گیا سچا وعدہ۔

اور یہ وعدہ حق ما بعد فتح ثانی اور بعثت اور حساب اور بدلہ اعمال کے بعد ہوگا۔

**فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا**۔ تو اچانک آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی کافروں کی۔

قیامت کے ہول اور خوف سے اور کہیں گے۔ یہاں اذا مفاجات کے معنی میں ہے جیسے **إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ** بھی دوسری

جگہ ارشاد ہے۔ پھر اس سرا سیمگی اور پریشانی میں وہ پکاریں گے:

**يُؤَيِّنَا قَدْ كُنَّا فِي عَفْوَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ**۔ ہائے خرابی بے شک ہم دنیا میں غفلت میں تھے بلکہ ہم

ظالم تھے۔

کہ ہم نے انبیاء و مرسلین کی بات نہ مانی اور انہیں جھٹلاتے رہے چنانچہ ارشاد ہے۔

**إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ** **أَنْتُمْ لَهَا وَرِدُونَ** ۝۱۸۔ بے شک تم اور جو چیزیں تم پوجتے

ہو سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔



یہاں صَا اور مَنَّ کا لطیف فرق واضح ہے۔ اس لئے کہ مشرک بتوں، پتھروں اور درختوں کے ہی پجاری تھے اور یہود عزیر علیہ السلام کو خدا مانتے اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور اللہ ماننے والے تھے جن کے حق میں دوسرے مقام پر بَلَّ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ فرمایا ہے۔

تو یہاں اگر مَنَّ استعمال ہوتا تو صَب جہنم ہونے میں سب داخل ہوتے اس لئے یہ بلاغت کلام ہے کہ مَا تَعْبُدُونَ فرمایا جس سے واضح ہو جائے کہ جمادو بے جان پتھر، درخت جنہیں یہ پوج رہے ہیں وہ ان کے ساتھ جہنم میں بہ غرض تذلیل ڈالے جائیں گے۔

اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی زبان سے وہاں انہیں ملامت کرائی جائے گی وہ ان کے ایسے باطل معتقدات کا رد کریں گے۔ اور انہیں فرمادیا بَلَّ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ۔ وہ ہمارے عزت والے بندے ہیں وہ صَب جہنم نہیں۔

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں کہ لا یعقل جماد کو جہنم میں ان کے ساتھ ڈال دیا جائے گا کہ وہ بے حس ہیں بے عقل ہیں۔ فَلَا يَرُدُّ أَنَّ عَيْسَىٰ وَ غَزِيرًا وَالْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَبْدُوهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ تَعَالَىٰ جَلَّ جَلَالُهُ۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عبد اللہ بن زبیری قرشی نے قبل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی اعتراض کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا يَا غُلَامُ مَا أَجْهَلَكَ بِلُغَةِ قَوْمِكَ لِأَنِّي قُلْتُ وَمَا تَعْبُدُونَ وَمَا لِمَا لَمْ يَعْقِلْ وَلَمْ أَقُلْ وَمَنْ تَعْبُدُونَ۔

حضور پر ابن زبیری نے اعتراض کیا کہ خدا کے سوا جو پوجے جاتے ہیں کیا وہ سب جہنم کے ایندھن ہیں۔ تو حضور نے فرمایا اے لڑکے! کیا تو اپنی قوم کے محاورہ سے بھی جاہل ہے میں نے تو مَا تَعْبُدُونَ کہا ہے اور مَا ہمیشہ جماد لا یعقل پر استعمال ہوتا ہے میں نے مَنْ تَعْبُدُونَ تو نہیں کہا تھا بلکہ مَا تَعْبُدُونَ کہا ہے اور ظاہر ہے کہ ما کا اطلاق لا یعقل اور غیر ذی روح پر ہوتا ہے۔

تو بت، حجر و مدر اور شجر کے لئے حَصَبٌ جَهَنَّمَ فرمانا محقق ہوا۔ اور جن نبیوں علیہم السلام کی جو قوم پرستار ہے وہ جہنمی ہے اور جنہیں پوج رہے ہیں وہ اس سے بری ہونے کی وجہ میں جہنم سے مبرا ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کعبہ معظمہ میں تشریف لائے اس وقت قریش کے سردار حطیم میں جمع تھے اور کعبہ معظمہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے کہ نضر بن حارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور بولا کہ یہ علی الاطلاق سب کو جہنم کا ایندھن بنایا گیا تو یہود و نصاریٰ عزیر و عیسیٰ کو پوجتے ہیں اور قبیلہ بنو خزاعہ ملائکہ کو پوجنے والا ہے تو کیا یہ بھی اسی حکم میں ہیں۔

اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اور ما کی بحث سے واضح فرما کر اسے ساکت کر دیا اور آیت کریمہ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ تلاوت فرمائی کہ تم اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہو وہ سب جہنم کے ایندھن ہیں۔ اس پر عبد اللہ بن زبیری آیا۔

اسے ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی وہ کہنے لگا قسم بخدا اگر میں ہوتا تو ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا کہ جس کو لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کیا وہ سب جہنم کے ایندھن ہیں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے مدعو کیا اور ابن زبیری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس جس کو لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کیا وہ سب جہنم کے ایندھن ہیں۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

تو ابن زبیری بولا یہود عزیر کو پوجتے ہیں نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش کرتے ہیں اور بنی ملیح یعنی قبیلہ بنی خزاعہ ملائکہ کو پوجتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ يَأْتُونَكَ بِكُلِّ قَوْمٍ مَّبْعُوثٍ لِّئَلَّا يُفْتَنُوا فِي دِينِهِمْ وَأَلَّا يُكَلِّمُوا فِيهِمُ الْمُجْرِمِينَ لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَتَةً مَّا جَاءَكَ مِنَ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ لِيُتَمَكَّنَّ بِهِمْ لِيَكُونَ لَهُمْ قَدَرٌ مِّمَّا يَدْعُونَ لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَتَةً مَّا جَاءَكَ مِنَ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ لِيُتَمَكَّنَّ بِهِمْ لِيَكُونَ لَهُمْ قَدَرٌ مِّمَّا يَدْعُونَ لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَتَةً مَّا جَاءَكَ مِنَ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ لِيُتَمَكَّنَّ بِهِمْ لِيَكُونَ لَهُمْ قَدَرٌ مِّمَّا يَدْعُونَ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ درحقیقت شیطان کو پوجتے ہیں اس لئے کہ اس کے تو سوس اور اتباع میں عزیر و مسیح کو وہ معبود بناتے تھے حالانکہ انہوں نے اپنا اور ان کا معبود ایک اللہ تعالیٰ ہی کو بتایا تھا۔

ان جوابوں کے بعد ابن زبیری کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت ہو گیا اور درحقیقت اس کا اعتراض مبنی بر عناد تھا۔ پھر ما عربی زبان میں غیر ذوی العقول کے لئے مستعمل ہے اور وہ یہ سمجھتا تھا لیکن اپنی جہالت اور اندھے پن سے معترض تھا جو اہل زبان پر واضح و لائح تھا۔ آگے جو ارشاد ہے:

”لَوْ كَانَ هُوَ آلَٰهَةً مَّا وَّرَدُوْهَا وَّكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَمَا تَزْعُمُوْنَ اِيَّهَا الْعٰبِدُوْنَ اِيَّاهَا مَا وَّرَدُوْهَا۔ یعنی اے پوجنے والو غیر خدا کو اگر فی الواقع یہ خدا ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے۔ چنانچہ الشَّيَاطِيْنُ الَّتِي تَعْبُدُ دَاخِلَةٌ فِيْ حُكْمِ النَّصِ۔ شیاطین حکم نص سے اس میں داخل ہیں۔ یا اس سے مراد وہ تمام بت ہیں جو پوجے جاتے ہیں۔

”لَهُمْ فِيْهَا زَوٰجٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ۔ ان کے لئے ان میں ریینگنا ہے اور اس جہنم میں کچھ نہ سنیں گے۔“

یعنی جہنم کے شدت جوش و خروش کی وجہ سے انہیں کچھ مسموع نہ ہوگا۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں جب جہنم میں وہ لوگ رہ جائیں گے جنہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے تو وہ آگ کے آہنی صندوقوں میں بند کئے جائیں گے اور وہ صندوق دوسرے صندوقوں میں اور پھر ان پر ایک اور آہنی صندوق رکھ کر ان میں آگ کی میخیں جڑی جائیں گی تو وہ کچھ نہ سنیں گے اور نہ کوئی دیکھے گا۔

حَيْثُ قَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّهُ قَالَ اِذَا بَقِيَ فِي النَّارِ مَنْ يَخْلُدُ فِيْهَا جَعَلُوْا تَوَابِيْتٍ مِّنْ حَدِيْدٍ فِيْهَا مَسَامِيْرٌ مِّنْ حَدِيْدٍ ثُمَّ جُعِلَتْ تِلْكَ التَّوَابِيْتُ فِي تَوَابِيْتٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ثُمَّ قُدِّفُوْا فِيْ اَسْفَلِ الْحَجِيْمِ فَمَا يَرٰى اَحَدُهُمْ اِنَّهُ يُعَذَّبُ فِي النَّارِ۔

اب جنتیوں کا ذکر فرمایا۔

”إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ۔ بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا پہلے ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔“

اس میں اہل ایمان کو بشارت ہے۔ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا مِنْهُمْ وَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرُ مِنْهُمْ وَ عُثْمَانُ مِنْهُمْ وَ الزُّبَيْرُ مِنْهُمْ وَ طَلْحَةُ مِنْهُمْ وَ سَعْدُ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مِنْهُمْ كَذَا رَأَيْتُهُ فِي الدَّرِّ الْمَنْشُورِ وَ رَأَيْتُ فِي غَيْرِهِ عَدَّ الْعَشْرَةَ الْمُبَشِّرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔

فرمایا میں ان میں سے ہوں اور ابو بکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر اور سعد اور عبد الرحمن بن عوف بھی ان میں سے ہیں ایسا ہی در منشور میں ہے اور دوسری کتابوں میں عشرہ مبشرہ تمام گنائے گئے ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اور أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ۔ یہ اس سے دور رہیں گے لِأَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَ شَتَانٌ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ النَّارِ۔ اس لئے کہ جنت اور جہنم میں بعد بہت ہوگا۔

”لَا يَسْمَعُونَ حَسِيصَهَا وَ هُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ۔“ وہ اس کی بھنک بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے۔“

یعنی جنتی ہمیشہ تنعم میں رہیں گے اور منازل جنت میں ان تک ان کی زفیرو شہیق کی آوازیں نہیں پہنچیں گی۔  
”لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَ تَتَلَقَّوْنَهُمُ الْمَلَائِكَةُ ۗ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔“ انہیں غمگین نہ کریں گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کریں گے اور (کہیں گے) یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔“  
فزع اکبر سے نوحہ صور ثانی مراد ہے اور ملائکہ علیہم السلام کی ملاقات اور پیشوائی قبروں سے نکلتے وقت ہوگی وہ مبارکباد دیتے، تہنیت پیش کرتے اور کہتے ہوئے ملیں گے کہ یہ وہ دن ہے جس کی بشارت تمہیں دی گئی تھی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو ارشاد ہوا ہے نَحْنُ أَوْلِيَاكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ۔

ایک قول ہے تَتَلَقَّوْنَهُمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْهَدَايَا أَوْ بِالسَّلَامِ۔ ملائکہ دروازہ جنت پر مبارک سلامت کہتے ملیں گے۔

اب نقشہ قیامت یا مبادیات ساعت کا بیان شروع فرمایا جاتا ہے۔

”يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ ۗ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ۗ وَعَدَا عَلَيْنَا ۗ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ۔“ جس دن کپٹیں گے ہم آسمان کو جیسے کاغذ کا مٹھا لپیٹتے ہیں یا جیسے سجل فرشتہ نامہ اعمال کو لپیٹتا ہے جیسے پہلے اسے بنایا تھا وہی پھر کر دیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے ہمیں اسے ضرور کرنا ہے۔“

الطُّيِّ۔ ضدُّ النَّشْرِ۔ بکھری ہوئی چیز کو مجتمع کرنے کے موقع پر کہتے ہیں۔ طی

وَ قِيلَ الْإِفْنَاءُ وَ الدِّرَاسَةُ۔ ایک قول ہے کہ طی کے معنی فنا کرنے اور مٹانے کے ہیں۔

كَطَيِّ السِّجْلِ۔ وَ هُوَ الصَّحِيفَةُ عَلَى مَا أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ غَيْرُهُ عَنْ مُجَاهِدٍ وَ نَسَبَهُ فِي مَجْمَعِ الْبَيَانِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَ قَتَادَةَ وَ الْكَلْبِيَّ۔ كَطَيِّ السِّجْلِ سے مراد اعمال نامہ کی طرح لپیٹنے کے ہیں۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد صحیفہ عہد ہے۔

وَ قِيلَ هُوَ فِي الْأَصْلِ حَجْرٌ يُكْتَبُ فِيهِ ثُمَّ سُمِّيَ بِهِ كُلُّ مَا يُكْتَبُ فِيهِ مِنْ قِرْطَاسٍ۔



ایک قول ہے کہ سبل ایک پتھر ہے جس پر سب کچھ لکھا جاتا ہے۔ پھر سبل ہر اس کاغذ کو بھی کہا گیا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہو۔  
وَ أَخْرَجَ عَبْدُ بَنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنَّ السَّجِلَ اسْمُ مَلِكٍ - سبل ایک فرشتے کا نام ہے۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ غَيْرُهُ عَنِ السُّدِّيِّ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ مُوَكَّلٌ بِالصُّحُفِ فَإِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ دُفِعَ كِتَابُهُ إِلَيْهِ فَطَوَاهُ وَ رَفَعَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - وہ ایک موکل فرشتہ ہے جو تمام صحیفوں کا محافظ ہے۔ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا اعمال نامہ اسے مل جاتا ہے وہ لپیٹ کر قیامت کے دن کے لئے رکھ دیتا ہے۔

”کما بدأنا أول خلق نعيدها“ - یعنی ہم نے جیسے پہلے عدم سے منصفہ شہود پر ظاہر کیا تھا ویسے ہی معدوم کرنے کے بعد پھر پیدا کریں گے۔“

قَالَ الطَّالِقَانِيُّ مَذْهَبُ الْأَكْثَرِينَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يُعَدِّمُ لِدَوَاتِ بِالْكَلْبَةِ ثُمَّ يُعِيدُهَا وَ هُوَ قَوْلُ أَهْلِ السُّنَّةِ - اہل سنت اور اکثر کا مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ذوات کو معدوم فرما کر پھر زندہ فرمائے گا۔  
وَ قَالَ بَعْضُهُمُ الْحَقُّ وَ قُوعُ الْأُمُورِ جَمِيعًا إِعَادَةٌ مَا انْعَدَمَ بِعَيْنِهِ وَ إِعَادَةٌ مَا تَفَرَّقَ بِأَعْرَاضِهِ - الحق اس میں کوئی شک نہیں کہ قدرت الہی کے تحت دونوں باتیں ہیں معدوم بالکلید فرما کر بھی وہ لوٹا سکتا ہے اور انعدام اعراض کے بعد بھی لوٹانے پر قادر ہے۔

وَ أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ الْأَخْبَارَ صَحَّتْ بِبَقَاءِ عَجَبِ الذَّنْبِ مِنَ الْإِنْسَانِ فَإِعَادَةُ الْإِنْسَانِ لَيْسَتْ كَبَدْنِهِ وَ كَذَا رُوِيَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ وَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ عِنْدَ ابْنِ الْعَرَبِيِّ وَ قَالَ غَيْرُهُ صَحِيحٌ -

اور یہ تو جانتا ہے کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ عجب الذنب میت کی باقی رہتی ہے تو انسان کا واپس لوٹنا اول تخلیق کے مقابل آسان ہوا۔

ایسا ہی احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجساد انبیاء علیہم السلام حرام فرمادئے ہیں اور یہ حدیث ابن عربی کے نزدیک حسن ہے اور ان کے سوا اوروں نے صحیح مانا ہے۔

وَ جَاءَ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الْمُؤَدِّينِ أَحْتِسَابًا وَ حَدِيثُهُمْ فِي الطَّبْرَانِيِّ - اور ایسا ہی مؤدین کے بارے میں ان کے اجر میں بھی آیا ہے یہ حدیثیں طبرانی میں ہیں۔

وَ رَجَّحَ كَوْنُ الْمُرَادِ نُعِيدُ مِثْلَ الَّذِي بَدَأْنَا فِي أَوَّلِ خَلْقٍ بِمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدِي عَجُوزٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ الْعَجُوزُ يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ إِحْدَى خَالَاتِي فَقَالَتْ أَدْعُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا الْعَجُزُ فَآخِذِ الْعَجُوزَ مَا أَخَذَهَا فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُنْشِئُهُنَّ خَلْقًا غَيْرَ خَلْقِهِنَّ ثُمَّ قَالَ تُحْشَرُونَ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُلْفًا فَقَالَتْ حَاشَ لِلَّهِ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ

خَلْقٍ نُعِيدُهُ۔

اور نُعِيدُ کے مفہوم کو ابتدائی تخلیقی معنی میں لینا یوں قابل ترجیح ہے جسے ابن جریر رحمہ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ صدیقہ نے فرمایا میرے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس ایک بڑھیا قبیلہ بنی عامر کی بیٹھی ہوئی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑھیا کون ہیں۔

میں نے عرض کیا میری خالائیں میں سے ایک ہیں۔

تو بڑی بی بی نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں داخل کرے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں تو یقیناً بڑھیا داخل نہ ہوں گی۔

تو یہ سن کر اس پر جو گزری سو گزری۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس حالت کے علاوہ نئی تخلیق فرمائے گا۔ پھر فرمایا تم سب میدان محشر میں ننگی

محشور ہوگی۔

تو بڑی بی بی حاش اللہ کہنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ

خَلْقٍ نُعِيدُهُ جیسے پہلے پیدا کیا تھا ہم نے ایسے ہی محشور ہونا ہے۔

”وَعَدًّا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ۔ یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے ہم ضرور ایسا ہی کریں گے۔“

اس پر آلوسی رحمہ اللہ تفسیر فرماتے ہیں: تَوَعُّدًا لِأَزْمَا عَلَيْنَا الْبَتَّةَ۔ یہ وعدہ لازم ہے ہمارے اوپر اور ہم ایسا کریں

گے۔ آگے ارشاد ہے:

”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ۔ اور بے شک لکھا ہم نے زبور میں۔“

اس پر چند قول ہیں:

الظَّاهِرُ أَنَّهُ زُبُورُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَوَى ذَلِكَ عَنِ الشَّعْبِيِّ۔ ظاہر معنی کے اعتبار سے تو زبور وہی

ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اور یہ معنی شعبی نے فرمائے۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ الْكُتُبُ وَالذِّكْرُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ التَّوْرَةَ

وَرَوَى تَفْسِيرُهُ بِذَلِكَ عَنِ الضُّحَاكِ أَيْضًا۔

زبور سے کتب منزلہ مراد ہیں اور ذکر سے توریت۔

وَ قَالَ فِي الزُّبُورِ الْكُتُبُ مِنْ بَعْدِ التَّوْرَةِ۔ ایک قول ہے کہ توریت کے بعد کی کتب منزلہ مراد ہیں۔

وَ أَخْرَجَ عَنِ ابْنِ جَبْرِ أَنَّ الذِّكْرَ التَّوْرَةَ وَالزُّبُورَ الْقُرْآنَ۔ ابن جبیر کہتے ہیں ذکر سے توریت مراد ہے

اور زبور سے قرآن کریم۔

وَ أَخْرَجَ عَنِ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّ الزُّبُورَ الْكُتُبَ الَّتِي أَنْزَلَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالذِّكْرُ أُمَّ

الْكِتَابِ الَّتِي يُكْتَبُ فِيهِ الْأَشْيَاءُ قَبْلَ ذَلِكَ وَ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ كَذَا فِي بَعْضِ النَّاسِ۔ زبور سے

مراد وہ کتب منزلہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر اتریں اور ذکر سے مراد وہ ام الكتاب ہے جن میں ان سے قبل لکھا گیا اور وہ لوح



محفوظ ہے جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے۔

”أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ بے شک زمین کے وارث میرے صالح بندے ہیں۔“

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَغَيْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَرْضِ أَرْضَ الْجَنَّةِ۔  
ارض سے مراد ارض جنت ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ وَ يُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَ أَوْرَثْنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوا مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ۔ دوسرا قول جو ہے اس کی تائید آئیہ کریمہ سے بھی ہوتی ہے کہ وَ أَوْرَثْنَا الْأَرْضَ الْحَيَّةَ۔  
وَ أَنَّهَا الْأَرْضُ الَّتِي تَخْتَصُّ بِهَا الصَّالِحُونَ لِأَنَّهَا لَهُمْ خُلِقَتْ۔ اور وہ زمین وہ ہے جو صالحوں کے لئے مختص ہے اس لئے کہ وہ صالحین کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے اور وہ یقیناً جنت میں ہے۔

### نوٹ

دور موجودہ میں جو صالحین کی ایک جماعت بنی ہوئی ہے یہ بشارت ان کے لئے معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ بنے ہوئے صالحین ہیں یہ بشارت ان کے لئے ہے جو حقیقتاً صالحین سے ہیں۔ انہیں سیاسیات اور پولیٹیکل معاملات سے کچھ واسطہ نہیں ہوگا وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہوں گے۔

یہ صالح جماعت نام نہاد صالح ہے اسے دین اور ارباب دین سے خدا کرے واسطہ ہو جائے تاکہ بمعنی حقیقی صالحین بن جائیں اور ہم جیسے مسلمان تو محض مسلمان ہیں ورنہ ہمیں ان حقیقی صلحاء سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے مگر

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي صَالِحًا

اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے:

إِنَّ الْمُرَادَ بِهَا أَرْضَ الدُّنْيَا يَرِثُهَا الْمُؤْمِنُونَ وَيَسْتَوْلُونَ عَلَيْهَا وَ هُوَ قَوْلُ الْكَلْبِيِّ وَ آيِدَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى لِيَسْتَخْلِفَهُمْ فِي الْأَرْضِ۔ اس سے مراد زمین دنیا ہے جو مومنین کے ورثہ میں آئے گی اور وہ اس پر مستولی ہوں گے یہ کلبی کا قول ہے اور اس کی تائید آئیہ کریمہ لِيَسْتَخْلِفَهُمْ فِي الْأَرْضِ سے لیتے ہیں۔

وَ أَخْرَجَ أَبُو مُسْلِمٍ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَ إِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِي۔

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے آگے زمین لپیٹی تو میں دیکھ رہا ہوں اس کے مشرق و مغرب کو اور بے شک میرے امتی قریب ہے کہ وہاں تک اپنی مملکت پہنچائیں گے جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ هَذَا وَ عَدَّ مِنْهُ تَعَالَى بِإِظْهَارِ الدِّينِ وَ إِعْزَازِ أَهْلِهِ وَ اسْتِيْلَاتِهِمْ عَلَى أَكْبَرِ الْمَعْمُورَةِ الَّتِي يَكْثُرُ تَرَدُّدُ الْمَسَافِرِينَ إِلَيْهَا وَ أَلَّا فَمِنْ الْأَرْضِ مَا لَمْ يَطَّأَهَا الْمُسْلِمُونَ كَالْأَرْضِ الشَّهِيرَةِ بِالْدُّنْيَا



الْجَدِيدَةِ وَالْبَلَدِ الْغَرَبِيِّ-

یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا غلبہ دین اور اعزاز مسلمین اور ان کے مستولی ہونے کا ہے جو اکثر آبادیوں پر ہوگا جہاں جہاں مسلمان وہاں سے گزریں یا اس زمین سے ہے جس پر مسلمان نہ پہنچے جیسے مشہور زمین دنیائے جدیدہ کی ہے یا ہند غربی کی۔ آگے ارشاد ہے:

”إِنَّ فِي هَذَا بَلَدِ الْقَوْمِ عِبَادِينَ- بے شک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو۔“

یعنی جو اس کا اتباع کریں اور اس کے مطابق عمل کریں وہ یقیناً جنت پائیں گے اور اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

عبادت والوں سے مراد تمام عبادات مکتوبہ ہیں اس پر چند قول ہیں:

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ الْحَسَنِ إِنَّهُمْ الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ بِالْجَمَاعَةِ- ایک قول یہ

ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو صلوٰۃ خمسہ جماعت سے ادا کرنے والے ہیں۔

أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ذَلِكَ فَقَالَ هِيَ

الصَّلَاةُ الْخَمْسُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ جَمَاعَةً- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت تلاوت فرما کر سوال کیا تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز پنجگانہ مسجد حرام میں بہ جماعت ادا کرنا ہے۔

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ- اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔“

اس میں جن و انس مومن کا فرسب شریک ہیں۔ اس پر آلوسی رحمہ اللہ نے سات قول نقل فرمائے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الرُّحْمَةَ فِي حَقِّ الْكُفَّارِ أَمْنُهُمْ بِبُغْضِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَسْفِ

وَالْمَسْخِ وَالْقَذْفِ وَالْإِسْتِيصَالِ-

بعض نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا حق کفار میں رحمت ہونا بایں معنی ہے کہ انہیں خسف و مسخ اور قذف و

استیصال سے امن ہو گیا اب وہ امم ماضیہ کی طرح اس مصیبت سے مامون ہیں۔

وَ أَخْرَجَ ذَلِكَ الطُّبْرَانِيُّ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ-

دوسرا قول و ذکر انہا فی حَقِّ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْاٰمَنُ مِنْ نَحْوِ مَا ابْتُلِيَ بِهِ هَارُوْتُ وَ

مَارُوْتُ وَ اٰيِدُ بِمَا ذَكَرَهُ صَاحِبُ الشُّفَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

هَلْ اَصَابَكَ مِنْ هَذِهِ الرُّحْمَةِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَخْشَى الْعَاقِبَةَ فَاَمِنْتُ بِسَنَاءِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيَّ فِي

الْقُرْآنِ بِقَوْلِهِ سُبْحٰنَهُ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ-

یہ حق ملائکہ علیہم السلام میں بھی امن ہے جیسے ہاروت و ماروت کا ابتلا ہوا اب نہیں ہوگا اور اس کی تائید پر جیسا کہ صاحب

شفائے نقل کیا یہ قول صادق آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ کیا تمہیں بھی اس رحمت

سے کچھ ملاحظہ کیا جی ہاں مجھے اپنے انجام کی فکر تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری تعریف میں ذی قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ

مُطَاعٍ تَمَّ اَمِيْنٍ فرما کر مامون کر دیا۔

تیسرا قول یہ ہے وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْعَالَمِينَ جَمِيعُ الْخَلَائِقِ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى وَ صِفَاتِهِ جَلَّ شَانُهُ-

عالم سے مراد تمام مخلوقات ہے اس لئے کہ عالم ماسوی اللہ تعالیٰ اور صفات حق کے سوا سب کچھ مراد ہے۔  
چوتھا قول وَ كَوْنُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِلْجَمِيعِ بِإِعْتِبَارِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَاسِطَةُ الْفَيْضِ الْإِلَهِيِّ عَلَى الْمُمْكِنَاتِ عَلَى حَسَبِ الْقَوَابِلِ وَلِذَا نُورُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ  
الْمَخْلُوقَاتِ فِي الْخَبَرِ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى نُورَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ۔  
وَ جَاءَ، اللَّهُ تَعَالَى الْمُعْطَى وَأَنَا الْقَاسِمُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا تمام خلاق کے لئے رحمت ہونا بانیں اعتبار ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ  
فیض الہی عزوجل ہیں تمام ممکنات پر بہ حسب قابلیت اسی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بھی اول مخلوقات ہے چنانچہ  
حدیث میں ہے کہ اول جسے پیدا فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔  
اور حدیث میں آیا کہ اللہ عطا فرمانے والا ہے اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں۔

پانچواں قول مفتاح السعادة لابن قیم میں ہے أَنَّهُ لَوْلَا الْبُنُوتُ لَمْ يَكُنْ فِي الْعَالَمِ عِلْمٌ نَافِعٌ الْبَتَّةَ وَلَا  
عَمَلٌ صَالِحٌ وَلَا صَلَاحٌ فِي مَعِيشَةٍ وَلَا قِوَامٌ لِمَمْلَكَةٍ وَلَكَانَ النَّاسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَهَائِمِ وَالسَّبَاعِ الْعَادِيَةِ  
وَالْكِلَابِ الضَّارِيَةِ الَّتِي يَعْذُو بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ - وَ كُلُّ خَيْرٍ فِي الْعَالَمِ فَمِنْ أَثَارِ النَّبُوءَةِ وَ كُلُّ شَرٍّ  
وَقَعَ فِي الْعَالَمِ أَوْ سَيَقَعُ فَبِسَبَبِ خِفَاءِ أَثَارِ النَّبُوءَةِ وَ دُرُوسِهَا فَالْعَالَمُ جَسَدٌ رُوحُهُ النَّبُوءَةُ وَلَا قِيَامٌ  
لِلْجَسَدِ بِدُونِ رُوحِهِ۔

وَ لِهَذَا إِذَا انْكَسَفَتْ شَمْسُ النَّبُوءَةِ مِنَ الْعَالَمِ وَلَمْ يَبْقَ فِي الْأَرْضِ شَيْءٌ مِّنْ أَثَارِهَا الْبَتَّةَ  
إِنْشَقَّتْ سَمَاءُهُ وَ انْتَشَرَتْ كَوَاكِبُهُ وَ كَوَّرَتْ شَمْسُهُ وَ خَسَفَ قَمَرُهُ وَ نُسِفَتْ جِبَالُهُ وَ زُلْزِلَتْ أَرْضُهُ  
وَ أَهْلِكَ مَنْ عَلَيْهَا فَلَا قِيَامَ لِلْعَالَمِ إِلَّا بِأَثَارِ النَّبُوءَةِ۔

مفتاح السعادة میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر نبوتیں نہ ہوتیں تو عالم میں کوئی علم نافع نہ ہوتا۔  
کوئی عمل صالح نہ ہوتا۔

قطعاً صلاحیت معاش نہ رہتی۔

بالکل قوام مملکت نہ رہتا۔

اور لوگ چار پائے اور بہائم کی طرح اور کتوں کی طرح رہ جاتے کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے۔

اور ہر خیر عالم میں آثار نبوت سے ہے۔

اور ہر شر جو عالم میں واقع ہوا یا ہوگا وہ بہ سبب خفاء آثار نبوت کے ہے۔

اور در سہائے نبوت کے بند ہونے سے ہے۔

تو عالم جسم ہے اور اس کی روح نبوت ہے اور ظاہر ہے کہ قیام جسم ناممکن ہے بغیر روح کے۔

یہی وجہ ہے کہ جب نبوت کا سورج کائنات سے چھپ جائے گا اور نبوت کے آثار میں سے زمین میں قطعی طور پر کچھ  
باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا ستارے جھڑ جائیں گے۔ سورج لپیٹ دیا جائے گا چاند بے نور کر دیا جائے گا پہاڑ

ریزہ ریزہ ہو جائیں گے زمین میں زلزلہ آئے گا تو جو زمین پر ہوں گے سب ہلاک ہو جائیں گے تو ثابت ہوا کہ عالم کا قیام آثار نبوت سے ہے۔ اور پھر آگے فرماتے ہیں۔

وَإِذَا سُلِّمَ هَذَا عَلِمَ مِنْهُ بِوَأَسْطَةِ كَوْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلَ النَّبِيِّينَ - وَمَا جَاءَ بِهِ رَجُلٌ مِمَّا جَاءَ وَابِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْأُصُولِ إِخْتِلَافٌ وَجِدَ كَوْنُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَرْسِلَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ -

جب یہ امر مسلم ہے کہ نظام عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے واسطے سے ہے اس لئے آپ اکمل النبیین ہیں۔ شعر

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے  
وَالَّذِي اخْتَارَهُ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بُعِثَ رَحْمَةً لِكُلِّ فَرْدٍ فَرُدِّ مِنَ الْعَالَمِينَ  
فَمَا لَتَكْتُهُمْ وَإِنْسُهُمْ وَجَنُّهُمْ وَلَا فَرَقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ مِنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ فِي ذَلِكَ وَالرَّحْمَةُ  
مُتَفَاوِتَةٌ وَبَعْضُ مِنَ الْعَالَمِينَ وَالْمُعَلَّى وَالرَّقِيبُ مِنْهَا -  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر فرد مخلوق کے لئے رحمت مبعوث ہوئے ملائکہ علیہم السلام اور انس و جن سب کے لئے۔ اور شان رحمت سے مستفیض ہونے میں کافر مومن انس و جن میں کوئی فرق نہیں البتہ افاضہ رحمت میں تفاوت ہے جتنی رحمت کا جو مستحق ہے اتنی ہی رحمت اس پر ہے۔

چنانچہ اس پر ذیل کی حدیث ہماری دلیل ہے

مَا أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ عَلَيَّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَمْ  
أُبْعَثْ لِعَانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً -

عرض کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار پر بددعا فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لعنت کرنے والا مبعوث نہیں ہوا میں تو سب کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

دوسری حدیث میں بیہقی رحمہ اللہ دلائل سے نقل فرماتے ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ - میں رحمت اور ہدایت ہی ہوں۔ آگے ارشاد ہے:

”قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ ۚ فَهَلْ أَنتُمْ مُسْلِمُونَ - فرمادیجئے مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا  
خدا نہیں مگر ایک اللہ تو کیا تم اسلام لاتے ہو۔“

وَالْمَعْنَى مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا إِخْتِصَاصُ اللَّهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ - اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے وحی نہیں ہوئی مگر یہی کہ  
اللہ کی ذات پاک کی وحدانیت خصوصیت سے بیان ہو۔

”فَهَلْ أَنتُمْ مُسْلِمُونَ - تو کیا تم اتباع کرو گے اس کا جو تم پر وحی ہوئی۔“  
”فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۗ وَإِنْ آذَيْتُم مِّنْ بَعِيدٍ مَّا تُوَعَدُونَ ۗ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ  
مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۗ وَإِنْ آذَيْتُم لَعَلَّكُمْ فَتَنَّهُ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۗ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ“



وَرَبَّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿۱۳۷﴾ -

تو اگر وہ انحراف کریں تو فرمادیجئے میں نے تمہیں برابری کے مقابلہ کا اعلان کر دیا اور میں نہیں جانتا کہ قریب ہے یا بعید تو تم سے وعدہ ہوا ہے۔ بے شک وہی جانتا ہے بات علانیہ اور مخفی اور میں کیا جانوں شاید وہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک وقت کے لئے تمتع۔ نبی نے عرض کی اے میرے رب فیصلہ فرمادے اور ہمارے رب رحمن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بنا رہے ہو۔“ یعنی اگر وہ ایمان نہ لائیں اور اپنے انحراف پر جسے رہیں تو انہیں فرمادیجئے کہ جیسے چاہو مقابلہ کر لو۔

اور ان نافیہ ہے یعنی کیوں بتاؤں کہ وہ عذاب جو تم پر آنے والا ہے کب آئے گا جلدی آئے گا یادیر میں یعنی بغیر خدا کے بتائے محض عقل و قیاس سے میں کوئی بات نہیں کہا کرتا۔ یہاں درایت کے معنی اندازے اور قیاس کے ہیں اور اذہری درایت سے ماخوذ ہے اور درایت پر لغت میں لکھا ہے کہ یہ شطن و فطن اور اٹکل اور قیاس کے موقعہ پر مستعمل ہے کذافی الراغب ورد المحتار۔

اس لئے یہاں اذہری فرمایا تا کہ سمجھنے والا سمجھ سکے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار علم سے نہیں بلکہ اٹکل و قیاس سے یہاں فرمانے پر انکار ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو جواب میں یہ فرمایا کہ میں اٹکل اور قیاس سے کوئی بات نہیں کہتا جو کہتا ہوں بہ اعلام الہی کہتا ہوں اور یہی معنی دوسری آیتوں میں بھی ہیں مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاٰيٰتٰنِ۔ اور مَا اَذْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا يَكْفُرُ۔

اور حدیث میں جو ارشاد ہے وَاللّٰهِ لَا اَذْرِي وَاللّٰهِ لَا اَذْرِي وَاَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا يَكْفُرُ۔ وغیرہ میں یہی معنی مراد ہیں۔

گویا یہاں عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی اور مطلق علم کی نفی ہو بھی نہیں سکتی جب کہ اسی رکوع میں وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقِّ بھی فرمایا جا چکا ہے۔

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ۔ وہ تمہاری علانیہ باتیں جانتا ہے جو تم طعن دیتے ہوں۔

وَيَعْلَمُ مَا تُكْتُمُونَ۔ وہ تمہاری خفیہ باتیں بھی جانتا ہے۔

وَ اِنَّ اَذْرِي۔ یہاں بھی ان نافیہ ہے اور اذہری معنی درایت ہے لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ شٰیْدَ تَمْبَارًا حَسَدًا وَعِنَادًا تَمْبَارًا۔ امتحان میں ہو۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ حق عزوجل میں عرض پیرا ہیں جس کا ذکر ہے۔

قُلْ رَبِّ احْكُمْ۔ عرض کی اے میرے رب فیصلہ فرمادے حق حق اور میرے رب رحمن کی مدد درکار ہے تمہاری ان باتوں پر جو تم بناتے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی اور بدر و حنین و احزاب میں وہ بتلائے عذاب ہوئے۔

## سُورَةُ الْحَجِّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورہ حج - پ ۱

اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے بے شک قیامت کا زلزلہ  
بڑی زبردست چیز ہے

جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے  
دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال  
دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا نشہ میں اور وہ نشہ میں نہ  
ہوں گے لیکن عذاب اللہ کا سخت ہوگا

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں  
بغیر علم کے اور قبیح ہوتے ہیں ہر شیطان سرکش کے

لکھ دیا اس پر جو اس سے دوستی کرے گا تو وہ ضرور اسے  
گمراہ کر دے گا اور ہدایت کرے گا طرف عذاب جہنم کے

اے لوگو! اگر ہو تم شک میں مر کر اٹھنے سے تو ہم نے تمہیں  
پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھنک

سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بغیر نقشہ بنی تاکہ  
ہم ظاہر کریں تمہیں اپنی نشانیاں اور ہم ٹھہرائے رکھتے

ہیں رحموں میں جو چاہیں ایک مقرر میعاد تک پھر نکالتے  
ہیں ہم تمہیں بچہ پھر تاکہ پہنچو تم اپنی جوانی کو اور تم میں سے

وہ ہے جو مر جاتا ہے اور تم میں سے وہ ہے جو ڈالا جاتا ہے  
ذلیل عمر کی طرف تاکہ نہ جانے کچھ جاننے کے بعد اور

دیکھے تو زمین کی طرف کہ مرجھائی ہوئی ہے تو جب اتارا  
ہم نے اس پر پانی تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور اگلائی ہر

جوڑا رونق والا

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ زندہ کرے گا  
مردے اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے

اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں اور

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ  
شَيْءٌ عَظِيمٌ ①

يَوْمَ تَرُؤْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا  
أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى  
النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ  
اللَّهِ شَدِيدٌ ②

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ  
يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيدٍ ③

كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَ  
يَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ④

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا  
خَلَقْنَاكُمْ مِّن تُّرَابٍ ثُمَّ مِّن لُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّن عِلْقَةٍ  
ثُمَّ مِّن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنَبِّئَنَّ

كُنَّ ۗ وَنُقَرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجَلٍ  
مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا  
أَسْدَٰكُمُ ۗ وَمِنْكُمْ مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَّن يُرَدُّ

إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ  
شَيْئًا ۗ وَتَرَىٰ الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا  
عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَرَّتْ وَرَبَّتْ ۖ وَانْبَتَتْ مِن كُلِّ

رَوْحٍ بَّهِيجٍ ⑤

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُخَيِّمُ الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ  
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ①

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا ۗ وَأَنَّ اللّٰهَ

یہ کہ اللہ اٹھائے گا اسے جو قبروں میں ہے اور بعض آدمی وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور نہ کوئی دلیل کے اور نہ روشن نوشتہ کے کندھے پھیرے ہوئے تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ ہو اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور چکھائیں ہم اسے قیامت کے دن عذاب آگ کا

یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا

يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ①  
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ②

ثَانِي عَطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ③ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ نُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ④

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَ أَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ⑤

### حل لغات پہلا رکوع - سورہ حج - پ ۱

يَا اے	أَيُّهَا تمام	النَّاسِ لوگو	اتَّقُوا ڈرو
رَبِّكُمْ اپنے رب سے	إِنَّ بے شک	زَلْزَلَةً زلزلہ	السَّاعَةِ قیامت کا
شئی۔ چیز ہے	عَظِيمٌ بہت بڑی	يَوْمَ جس دن	تَرَوْنَهَا دیکھو گے تم اس کو
تَذْهَلُ بھول جائے گی	كُلُّ ہر ایک	مُرْضَعَةٍ دودھ پلانے والی	عَمَّا جس کو
أَرْضَعَتْ دودھ پلایا	و۔ اور	تَضَعُ گر جائے گا	كُلُّ ہر ایک
ذَاتِ حَمْلٍ حمل والی	حَمَلَهَا اپنا حمل	و۔ اور	تَرَى دیکھے گا تو
النَّاسِ لوگوں کو	سُكْرَى نشہ میں	و۔ اور	مَا نہیں
هُم ہوں گے وہ	بِسُكْرَى نشہ میں	و۔ اور	لَكِنَّ لیکن
عَذَابِ عذاب	اللَّهِ اللہ کا	شَدِيدٌ سخت ہے	و۔ اور
مِنَ النَّاسِ کچھ لوگ	مَنْ وہ ہیں	يُجَادِلُ جو جھگڑتا ہے	فِي بیچ
اللَّهِ اللہ کے	بِغَيْرِ بغیر	عِلْمِ علم کے	و۔ اور
يَتَّبِعُ پیروی کرتا ہے	كُلُّ ہر ایک	شَيْطَانِ شیطان	مَرِيدٍ مردود
كُتِبَ لکھا گیا ہے	عَلَيْهِ اس پر	أَنَّهُ کہ بے شک وہ	مَنْ جس سے
تَوَلَّاهُ دوستی کرے گا	فَأَنَّهُ تو یقیناً وہ	يُضِلُّہُ اسے گمراہ کرے گا	و۔ اور
يَهْدِيہُ راہ دکھائے گا اسے	إِلَى طرف	عَذَابِ عذاب	السَّعِيرِ دوزخ کی
يَا اے	أَيُّهَا تمام	النَّاسِ لوگو	إِنَّ اگر
كُنْتُمْ ہو تم	فِي بیچ	رَأَيْبِ شک کے	مِنَ الْبَعْثِ اٹھنے سے
فَانَا تو ہم نے	خَلَقْنٰكُمْ پیدا کیا تم کو	مِن تَرَابِ مٹی سے	



ثُمَّ مِنْ - پھر	نُطْفَةٍ - نطفہ سے	ثُمَّ مِنْ - پھر	خون سے
مِنْ عُلُقَةٍ - جسے ہونے	مِنْ مُمْضَغَةٍ - گوشت کے لوتھڑے سے	ثُمَّ - پھر	مُخَلَّقَةٍ - نقشہ بنے ہوئے
	غَيْرِ - نہ	وَ - اور	لِنَبِيْنٍ - تاکہ بیان کریں ہم
مُخَلَّقَةٍ - نقشہ بنے	وَ - اور	لَكُمْ - تمہارے لئے	فِي - بیچ
نُقِرُّ - ٹھہراتے ہیں ہم	مَا - جو	الْاَرْحَامِ - رحموں کے	اِلَى - طرف
نَشَاءُ - ہم چاہیں	مُسَيُّ - مقرر کے	اَجَلٍ - مدت	نُخْرِجُكُمْ - نکالتے ہیں ہم تمہیں
ثُمَّ - پھر	طِفْلًا - بچہ	اَشَدَّ - جوانی	لِتَبْلُغُوْا - تاکہ تم پہنچو
ثُمَّ - پھر	كُم - اپنی کو	مَنْ - وہ ہے	مِنْكُمْ - بعض تم سے
وَ - اور	يُتَوَفَّى - جنوفت کیا جاتا ہے	مَنْ - وہ ہے جو	مِنْكُمْ - بعض تم سے
وَ - اور	يُرَدُّ - لوٹایا جاتا ہے	العُمُرِ - عمر کے	اَحْزَالٍ - نکمی
اِلَى - طرف	لِكَيْلَا - تاکہ نہ	عِلْمٍ - جاننے کے	مِنْ بَعْدٍ - بعد
يَعْلَمَ - جانے	شَيْئًا - کچھ بھی	الْاَرْضِ - زمین کو	تَرَى - دیکھتا ہے
وَ - اور	هَامِدَةً - مرجھائی ہوئی	عَلَيْهَا - اس پر	اَنْزَلْنَا - اتارتے ہیں ہم
فَاِذَا - پھر جب	المَاءِ - پانی	رَابَتْ - بڑھتی ہے	وَ - اور
اهْتَزَّتْ - تو حرکت کرتی ہے	وَ - اور	زَوْجٍ - جوڑا	مِنْ كَلٍّ - ہر ایک
اَنْبَتَتْ - اگاتی ہے	بَهِيْجٍ - بارونق	اللّٰهَ - اللہ	بِاَنَّ - اس لئے ہے کہ
ذٰلِكَ - یہ	هُوَ - وہی ہے	اَنَّهُ - بے شک وہ	وَ - اور
الْحَقُّ - سچا	يُحْيِي - زندہ کرتا ہے	اَنَّهُ - بے شک وہ	وَ - اور
المَوْتِ - مردوں کو	عَلَى - اوپر	قَدِيْرٍ - قادر ہے	شَيْءٍ - چیز کے
كُلِّ - ہر	وَ - اور	اِتِيَّةٌ - آنے والی ہے	السَّاعَةِ - قیامت
اَنَّ - بے شک	لَا - نہیں	وَ - اور	فِيْهَا - اس میں
رَاَيْبٍ - شک	اَنَّ - بے شک	مَنْ - ان کو جو	يَبْعَثُ - اٹھائے گا
اللّٰهَ - اللہ	فِي - بیچ	مِنَ النَّاسِ - بعض لوگ	وَ - اور
القُبُوْرِ - قبروں کے ہے	مَنْ - وہ ہے جو	اللّٰهَ - اللہ کے	فِي - بیچ
يُجَادِلُ - جھگڑتا ہے	بِغَيْرِ - بغیر	لَا - نہ	وَ - اور
عِلْمٍ - علم کے	هُدًى - ہدایت کے	كِتٰبٍ - کتاب	لَا - نہ
وَ - اور	مُنِيْرٍ - روشن کے	لِيُضِلَّ - تاکہ گمراہ کرے	عَظْفَمٍ - اپنے پہلو کو
ثَانِيٍ - پھیرنے والا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اللہ کے رستہ سے		

لَهُ۔ اس کے لئے	فِي۔ بیچ	الدُّنْيَا۔ دنیا کے	خِزْمِيٍّ۔ خواری ہے
وَأُور	نُذِيْقُهُ۔ چکھائیں گے ہم اسے	الْحَرِيْقِيَّ۔ جلنے کا	يَوْمَ۔ دن
الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے	عَذَابٍ۔ عذاب	يَدَاكَ۔ تیرے ہاتھ نے	ذَلِكَ۔ یہ
بِهَا۔ بدلہ اس کا ہے جو	قَدَّمَتْ۔ آگے بھیجا	لَيْسَ۔ نہیں ہے	وَأُور
أَنْ۔ بے شک	اللَّهِ۔ اللہ	بِظُلْمٍ۔ ظلم کرنے والا	
لِلْعَبِيدِ۔ بندوں پر			

### خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورہ حج۔ پ ۷۱

بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رضی اللہ عنہ یہ سورہ مکہ ہے اس میں چند آیتیں مکی نہیں ہیں جو ہٰذِنِ خَصْلِنِ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس سورہ میں دس رکوع ۷۸ آیتیں ایک ہزار دو سو اکانوے کلمات اور پانچ ہزار چھتر حروف ہیں۔

أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا نَزَلَتْ بِالْمَدِينَةِ۔ حضرت ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ یہ سورہ مدینہ میں نازل ہوئی اور یہی قول ضحاک رحمہ اللہ کا ہے۔

وَقِيلَ كُلُّهَا مَكِّيَّةٌ۔ ایک قول ہے کہ تمام سورہ مکہ ہے۔

وَأَخْرَجَ أَبُو جَعْفَرٍ النَّحَّاسُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهَا مَكِّيَّةٌ سِوَى ثَلَاثِ آيَاتٍ۔ ایک قول ہے سوائے آیت کے تمام سورت مکہ ہے وہ تین آیتیں ہٰذِنِ خَصْلِنِ سے شروع ہیں۔ یہ آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔

اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما چار آیتیں ہٰذِنِ خَصْلِنِ سے۔ عَذَابِ الْحَرِيْقِيَّ تک مکی نہیں ہیں۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهَا مَدِينِيَّةٌ غَيْرَ أَرْبَعِ آيَاتٍ۔ وَمَا أُرْسِلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ عَذَابٍ يَوْمَ عَقَبِمْ تک یہ مکہ ہیں۔

وَأَصَحُّ الْقَوْلِ أَنَّهَا مُخْتَلَطَةٌ فِيهَا مَدَنِيٌّ وَ مَكِّيٌّ وَأَنَّ اخْتِلَافَ فِي التَّعْبِينِ وَهُوَ قَوْلُ الْجَمْهُورِ وَعَدَدُ آيَاتِهَا ثَمَانٌ وَ تِسْعُونَ فِي الْكُوفِيِّ وَ سَبْعٌ وَ تِسْعُونَ فِي الْمَكِّيِّ وَ خَمْسٌ وَ تِسْعُونَ فِي الْبَصْرِيِّ وَ أَرْبَعٌ وَ تِسْعُونَ فِي الشَّامِيِّ۔

اصح قول یہ ہے کہ اس میں آیات مختلط ہیں۔ مدنی بھی ہیں اور مکی بھی ہیں اور ان کی تعیین میں اختلاف ہے یہی جمہور کا قول ہے۔

اور ان کی گنتی یوں کی گئی کہ ۹۸ آیات کوئی ہیں۔

۹۷ آیات مکی ہیں۔

۹۵ آیات بصری ہیں۔

۹۴ آیات شامی ہیں۔

اس کے فضائل میں احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن مردویہ، بیہقی اپنی سنن میں عقبہ بن عامر سے راوی ہیں کہ قَالَ قُلْتُ يَا

رَسُولَ اللَّهِ أَفْضَلَتْ سُورَةَ الْحَجِّ عَلَى سَائِرِ الْقُرْآنِ بِسَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ فَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ لَهُمَا فَلَا تَقْرَأْهُمَا۔ ابن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ سورۃ حج تمام قرآن کریم میں دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے فرمایا ہاں تو جو دو سجدے نہ کرے وہ اس سورۃ کو نہ پڑھے۔

وَالرُّوَايَاتُ فِي أَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ مُتَعَدَّدَةٌ مَذْكُورَةٌ فِي الدَّرَجَاتِ الْمَنْشُورِ۔ دو سجدوں کی روایات درمنثور نے بھی بیان کی ہیں۔

مگر ابن ابی شیبہ نے عربان الجاشعی کی روایت میں ابن عباس سے کہا فی الْحَجِّ سَجْدَةٌ وَاحِدَةٌ وَهِيَ الْأَوَّلُ۔ اس کا پہلا سجدہ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنْ مُكْرِمٍ وَلَا سَجْدَةٍ هِيَ اِحْتِافٌ كِي تَحْقِيقٍ مِیْ هِ۔ اور آخری سجدہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْكُوعُوا اسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں ہے احناف کے یہاں ثابت نہیں۔

### خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ حج۔ پ ۱

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ مبارکہ میں علوم خمسہ مذکور ہیں:

- ۱۔ آفرینش عالم کا بھی ذکر ہے۔
- ۲۔ معاد کا بھی بیان ہے۔
- ۳۔ احکام میں واقعات امم سابقہ کے عذاب و ثواب کا بھی ذکر ہے۔
- ۴۔ مسئلہ رسالت بھی اس میں واضح کیا گیا ہے۔
- ۵۔ احکام بھی مذکور ہیں۔

ابن مبارک اور امام شافعی احمد و اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک اس سورۃ مبارکہ کے دونوں سجدے کرنے لازم ہیں۔ ابن عباس اور ابرہیم اور نخعی اور حضرت سفیان ثوری اور امام ہمام ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس سورۃ مبارکہ میں پہلا سجدہ ہی ہے۔

سورۃ انبیاء کے خاتمہ پر مسئلہ معاد کا ذکر ہوا تھا۔ اس سورۃ مبارکہ میں اس سے ابتدا فرمائی گئی تاکہ انسان تقویٰ اور خدا ترسی اور عبادت کی طرف راغب ہو۔ اور اپنے دل میں خوف خدا پیدا کرے۔

اور جن انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ سورۃ انبیاء میں ہوا۔ سورۃ حج کا بیان پڑھ کر اس کی تصدیق اور ان کی پیروی کرنے کی طرف رغبت پیدا ہو۔

اس لئے کہ دار آخرت کا مسئلہ اور اس علم کے مفید و مضر کام بغیر انبیاء کرام معلوم نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ اس سورۃ میں اول ہی اس ہولناک واقعہ کی خبر ایک ہیبت ناک عنوان سے بیان فرمائی اور بیان سے قبل اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ۔ اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو۔“

یہاں لفظ رب کا مقتضی یہ ہے کہ اس مرئی حقیقی سے ڈرنا اور اس کی اطاعت کرنا بندے پر لازم ہے جو ہر آن اور ہر لحظہ ہمارا رب ہے۔ اور ایک دن ہولناک آنے والا ہے اس کا تصور رکھتے ہوئے بھی ہمیں تقویٰ طہارت اور اطاعت کرنی لازم



ہے گویا

”إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے“ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس ہیبت ناک زلزلہ ساعت سے اگر کوئی امان کا ذریعہ ہے تو وہ تقویٰ ہی ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور لوگوں کا اس سے کیا حال ہوگا۔ جو **يَوْمَ تَرَوْنَهَا** سے شروع ہے جس میں بتایا کہ

اس روز حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔

اس روز دودھ پلانے والیاں باوجود اس کے کہ بچہ سے محبت خاص رکھتی ہیں لیکن اس پریشانی اور سراسمیگی و بدحواسی کی وجہ میں انہیں فراموش کر دیں گی۔

اور لوگ اس سے متوحش ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے بدمست نشہ والے ہوتے ہیں حالانکہ وہ نشہ نہ ہوگا بلکہ عذاب الہی عزوجل ہوگا۔

یہ کس دن ہوگا۔ فرمایا قیامت کے دن ہوگا۔ اور قیامت کب ہوگی جس دن صور پھونکا جائے گا۔

اور پہاڑ ایسے اڑتے ہوں گے جیسے روئی کے گالے۔

اور زمین لرز جائے گی۔

ہر ایک اپنی اپنی پریشانی میں ہوگا۔ سب آپادھانی میں بدحواس ہوں گے۔

اس سے قبل اہل ایمان میں سے روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا۔

شرار الناس، اشرار بد کردار ناہنجار ہی باقی رہ جائیں گے جو اس زلزلہ عظیم کا نقشہ دیکھیں گے۔

اس پر تمام دنیا نابود ہو جائے گی پھر نئے صور ثانی سے سب ایک جدید عالم کی شکل میں پیدا ہوں گے نیا آسمان نئی زمین بنے گی لوگ جی اٹھیں گے اور حشر برپا ہوگا اس حال کے متعلق

**وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ**۔ مشرکین مکہ اور بعض بے ایمان اس معاملہ میں جھگڑتے ہیں کہ ایسا کیوں کر ہوگا اور جھگڑا کرنے والا جاہل ہے اس کے پاس اس کے ابطال پر کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔ وہ محض تو سوس شیطانی کاشکار ہے۔

ابن ابی حاتم ابی مالک سے راوی ہیں کہ یہ آیت کریمہ نصر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ امر الہی اور قیامت کے متعلق جاہلانہ بحث و تبحص کرتا اور قیامت سے انکار کرنے میں مصرتھا چنانچہ فرمایا:

**وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ**۔ کہ وہ شیطان سرکش کی پیروی میں مردود بارگاہ ہو چکا ہے اور اس حکم میں گمراہ اور گمراہ کنندہ سب داخل ہیں۔

اور اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اتباع شیطانی کا نتیجہ جہنم ہے اور اس سے جہنم کی راہ کی طرف ہی ہدایت ہوتی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ قیامت کے قائم ہونے پر دو دلیلیں قائم فرماتا ہے:

(۱) پہلی دلیل **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ**۔ اے

غفلت شعارو اگر شک میں ہو اس میں کہ مر کر کیسے اٹھو گے تو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر قطرہ منی سے بنایا اور وہ

غذاؤں سے بنتا ہے اور غذائیں مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔

پھر وہی نطفہ جو درحقیقت مٹی سے بنا ہے ہم نے خون کی پھٹک کی شکل دی پھر اس پھٹک کو ہم نے گوشت کیا پھر اس سے جس کو جیسا چاہا بنایا کسی کو ناقص الاعضاء بنایا اور کسی کو صحیح و سالم۔

غیر مخلقہ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اس مضعہ کا اخراج کر دیا جسے اسقاط کہتے ہیں اور مخلقہ کے معنی یہ کہ مکمل بنا کر پیدا کیا تو اصل تم سب کی مٹی ہی ہوئی۔

اس سے تم پر اظہر من الشمس ہو گیا کہ یہ ہماری کمال صنعت کا کرشمہ ہے۔

ہم نے طبیعت کو آلہ بنایا جس نے باختلاف حال اس مٹی سے بنے ہوئے نطفہ، خون، مضعہ سے کسی حصہ کو ہڈی کے لئے چھانٹا کسی کو اعصاب کے لئے کسی حصہ کو سر کے لئے کسی کو ہاتھ کے لئے غرضکہ آنکھ، ناک، کان وغیرہ بنا کر اسے مکمل بچہ کر کے شکم مادر سے باہر لائے۔ پھر ہماری ہی قدرت کے ماتحت وہ بچہ رہ کر ختم ہو کر یا جوان ہو کر یا ارذل عمر تک پہنچ کر بہر حال اسے مرنا اور مٹی میں ملنا ضروری ہے۔ تو جو قادر علی الاطلاق ان تمام کیفیات کی قدرت رکھتا ہے اسے تمہارے رمیم و حمیم بن جانے کے بعد پھر زندہ کر دینا کیوں خلاف عقل ہے۔

(۲) دوسری دلیل وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً آخ۔ تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک بنجر ہوتی ہے اسے ہم اپنی قدرت سے سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں۔ چند بوند پانی برسا کر خاک اڑانے والی زمین لہلہا اٹھتی ہے۔ گونا گوں جڑی بوٹیاں پھول اور پھل دینے لگتی ہے۔

تو کیا ہم ماء الحیات برسا کر انسان کو نباتات کی طرح دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے اس کے بعد پھر نہیں بے ہودہ کالا نعام کے مجادلہ اور ہٹ دھرمی کا جواب دیا گیا اور ارشاد ہوا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ۝ ثَانِي عَظِيمٍ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ۔ یہ آیتیں نصر بن حارث اور ابو جہل کے متعلق اتریں۔ گویا یہ بتایا کہ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا ہے یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے تو وہ یا تو علم بدیہیات کے ذریعہ اس پر جمتا ہے یا استدلال و نظر سے مضبوط ہوتا ہے یا وحی والہام سے۔

پھر اگر تینوں ذریعہ اس کے پاس نہ ہوں اور وہ کسی امر میں جھگڑے تو یہ جہالت خالص اور محض نادانی ہے چنانچہ قرآن کریم میں مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فرما کر بدیہیات کے ذریعہ کار دفرمایا اور وَلَا هُدًى فرما کر نظریات کے ذریعہ کا فقدان ظاہر کیا اور وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ فرما کر الہام حق اور وحی سے انہیں محروم بتایا۔

پھر فرمایا جب ہر سہ ذرائع انہیں حاصل نہیں تو ان کا یہ انکار بے دلیل محض تکبر و نخوت حسد و عناد سے تھا۔ چنانچہ ثَانِي عَظِيمٍ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ارشاد ہوا اس لئے کہ

ثَنَى الْعِطْفَ۔ محاورہ عربی میں تکبر اور عناد کے معنی میں مستعمل ہے پھر فرمایا اس تکبر و نخوت کی سزا کیا ہے۔

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ انہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا کرے گا۔

چنانچہ نصر بن حارث اور ابو جہل کس ذلت سے غزوہ بدر میں کتوں کی طرح مارے گئے اور مرداروں کی طرح ان کی نعشیں قلب بدر میں ڈلوادی گئیں۔ اسی طرح بقیہ سرکش بھی ذلیل ہوں گے اور پھر اسی پر بس نہیں ہو جائے گی بلکہ

وَنذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ قیامت کے دن بھی عذاب جہنم ہوگا۔  
اور یہ ان کے کرتوتوں کی سزا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورہ حج - پ ۷۱

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۖ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ“۔ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے بے شک زلزلہ

قیامت زبردست شے ہے۔

صاحب تفسیر نسفی رحمہ اللہ جلد ثالث میں آیت کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

أَمَرَ بَنِي آدَمَ بِالتَّقْوَى ثُمَّ عَلَّلَ وَجُوبَهَا عَلَيْهِمْ بِذِكْرِ السَّاعَةِ وَوَصَفَهَا بِأَهْوَلِ صِفَةٍ بِقَوْلِهِ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ لِيَنْظُرُوا إِلَى تِلْكَ الصِّفَةِ بِبَصَائِرِهِمْ وَيَتَصَوَّرُوا مَا يَعْقُولِيهِمْ۔ الخ  
بنی آدم کو مخاطب فرما کر تقویٰ کا حکم دیا بعد اس کے وجوب کی علت ذکر ساعت اور اس کی ہولناکی کے ظاہر کرنے کے اور فرمایا بے شک قیامت کا زلزلہ زبردست شے ہے اور اس سے نجات سوائے تقویٰ کے کسی سے نہیں ہو سکتی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْمَأْمُورُ بِهِ التَّقْوَى هُوَ التَّجَنُّبُ عَنْ كُلِّ مَا يُؤْتِيهِ مِنْ فِعْلٍ وَتَرْكِ۔ اس میں تقویٰ کے ساتھ بندے کو مامور کیا ہے مطلقاً اور تقویٰ نام ہے ہر گناہ سے تجنب کرنے کا۔

اور یہ زلزلہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما فتحہ ثانیہ کے بعد ہوگا اس پر ایک طویل حدیث روح المعانی نے نقل کی۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَ سَعِيدُنِ بْنِ مَنْصُورٍ وَ عَبْدُنِ بْنِ حُمَيْدٍ وَ النَّسَائِيُّ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَاهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۖ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (الِ) وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ (وَذَلِكَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ) فَقَالَ اتَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذَلِكَ يَوْمَ يَقُولُ اللَّهُ لِأَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْعَثْ النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ مَا بَعَثَ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَ تِسْعَةٌ وَ تِسْعِينَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَاثْنَا الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوءَةً قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ فَتُؤَخَذُ الْعِدَّةُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنْ تَمَّتْ وَالْأَكْمَلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَمَا مِثْلُكُمْ فِي الْأُمَّةِ إِلَّا كَمِثْلِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا قَالَ وَلَا أَدْرِي قَالَ التُّلْثِينَ أَمْ لَا وَحَدِيثُ الْبَعْثِ مَذْكُورٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرما کر فرمایا کیا تم سمجھتے ہو یہ دن کب ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا

رسول ہی جانیں اور یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت کا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دن وہ ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا۔ کہ جہنم کی طرف بھیجو آدم

عرض کریں گے الہی جہنم کی طرف کیا بھیجنا ہے ارشاد ہوگا ہر ہزار سے نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں تو لوگ رونا شروع



ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ روؤ اور قریب آؤ اور بشارت سنو۔

نبوت کے زمانہ سے دوسری نبوت تک درمیانی درجہ جاہلیت کا ہوگا وہ لوگ اس شمار سے جہنم میں جائیں گے اور اگر ان سے پورے نہ ہوں گے تو منافقین کی گنتی سے پورے کئے جائیں گے۔

اور تمہاری مثل کسی امت میں نہ ہوں گے مگر مثل کوہان اونٹ یا اقل قلیل حصہ کے یا مثل پائین روخ اونٹ کے پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم آدھے تمام جنتیوں سے ہو تو لوگوں نے نعرہ تکبیر لگایا پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم ثلث اہل جنت سے ہو اس پر لوگوں نے تکبیر کہی۔

راوی کہتے ہیں میرا خیال نہیں کہ دو ثلث اہل جنت کا بھی فرمایا۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں ہے۔

اور زلزلہ کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قیامت کے قائم ہونے سے قبل ہی ہوگا۔

### زلزلہ کیوں آتا ہے؟

اس کے علل و اسباب کیا ہیں؟ عَلِي مَا رَوَى أَنَّ فِي الْأَرْضِ عُرُوقًا تُبْنِي إِلَى جَبَلٍ قَافٍ وَ هِيَ بِيَدِ مَلِكٍ (وَتَحْدُثُ هَذِهِ الْحَرَكَةُ بِتَحْرِيكِ مَلِكٍ) فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَمْرًا أَمْرَهُ أَنْ يُحَرِّكَ عِرْقًا فَإِذَا حَرَكَهُ زُلْزَلَتِ الْأَرْضُ۔

زمین میں رگیں ہیں جو کوہ قاف پر بنتی ہوتی ہیں اور وہ ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہیں اور یہ حرکت فرشتہ دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے تو اس فرشتہ کو حکم ہوتا ہے جب وہ اس رگ کو حرکت دیتا ہے تو اس سے زمین متزلزل ہو جاتی ہے۔

### اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ

جب بخارات زمین میں تختہس ہو کر غلیظ ہو جاتے ہیں اور وہ مجاری زمین سے بوجہ غلظت و تکاثف نہیں نکل سکتے تو زور دیتے ہیں اس وجہ میں زمین ہل جاتی ہے۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بخارات شدید غلیظ ہو کر جب نکلتے ہیں تو زمین دھنس بھی جاتی ہے اور اس سے آگ بھی نکل آتی ہے بوجہ شدید حرکت ان بخارات میں آگ لگ جاتی ہے کیونکہ اکثر بخارات دھنیت سے مخرج ہو جاتے ہیں اور کبھی ان بخارات میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ شق ارض کو ہلا دیتی ہے تو اس سے خوفناک آواز پیدا ہوتی ہے۔

تو اسباب زلزلہ حدیث سے بھی واضح ہیں اور فلاسفہ کا جو خیال ہے وہ بھی واضح ہے اس پر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں إِذَا صَحَّ حَدِيثٌ فِي بَيَانِ سَبَبِ الزَّلْزَلَةِ لَا يَنْبَغِي الْعُدُولُ عَنْهُ۔ جب صحیح حدیث سے اسباب زلزلہ ثابت ہو گئے تو ہمیں اس سے انکار کرنا زیبا نہیں۔

وَالْأَفْلَابُاسَ بِالْقَوْلِ بِرَأْيِ الْفَلَّاسِفَةِ فِي ذَلِكَ وَهُوَ لَا يُنَافِي الْقَوْلَ بِالْفَاعِلِ الْمُخْتَارِ۔

اور فلاسفہ کے قول کے مان لینے میں بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ بھی منافی قدرت مختار علی الاطلاق نہیں ہے۔ آگے

ارشاد ہے:

”يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ۔ وہ دن وہ ہوگا کہ تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی

اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی۔“

وَالذُّهُولُ شُغْلٌ يُورِثُ حُزْنَآ وَ نِسْيَانًا۔ ذہول محاورہ عربی میں ایسے از خود رفتگی کو کہتے ہیں جس سے غم کے ساتھ نسیان بھی غالب ہو۔

آیہ کریمہ میں یَوْمَ تَرَوْنَهَا کے مخاطب ناظر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اللہ تعالیٰ اس امر کا اظہار فرما رہا ہے کہ وہ دن جس دن زلزلہ قیامت آئے گا اس سے سرا سیمگی و بدحواسی سب پر طاری و ساری ہوگی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ چنانچہ صاحب تفسیر نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَتَرَى النَّاسَ أَيُّهَا النَّاطِرُ سُكَارَى عَلَى التَّشْبِيهِ لِمَا شَاهَدُوا بِسَاطِ الْعِزَّةِ وَسَلْطَنَةِ الْجَبْرُوتِ وَسَرَادِقِ الْكِبْرِيَاءِ حَتَّى قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ نَفْسِي نَفْسِي۔

اے ناظر آپ لوگوں کو دیکھیں گے نشہ میں جبکہ وہ تخت عزت اور سلطنت حق و جبروت اور سرادق کبریائی کا مشاہدہ کریں گے حتیٰ کہ ہر نبی کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا۔ مگر وہ ناظر و شاہد و مبشر و نذیر اور داعی الی اللہ باذنہ وہ سراج منیر اس سے محفوظ رہ کر تمام حال ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور جن پر وہ ذہول طاری و ساری ہوگا ان کا پھر یہ حال ہوگا کہ

”وَتَصْعَقُ كُلُّ ذَاتٍ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَ مَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ۔ اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے نشہ میں اور وہ نشہ نہ ہوگا لیکن یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔“

اس کی تفسیر میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ تُلْقِي ذَاتٌ جَنِينَ جَنِينَهَا لِغَيْرِ تَمَامٍ۔ یعنی حاملہ کے پیٹ کے نامکمل بچے بھی گر جائیں گے۔

ذات حمل کی تعریف قاموس میں یہ ہے: الْحَمْلُ مَا يُحْمَلُ فِي الْبَطْنِ مِنَ الْوَلَدِ جَمْعُهُ حِمَالٌ وَ أَحْمَالٌ وَ حَمَلَتِ الْمَرْأَةُ۔ حمل اسی کو کہتے ہیں جو پیٹ میں اولاد کا رہنا ہوتا ہے اس کی جمع حمال اور احمال ہے اور حَمَلَتِ الْمَرْأَةُ کے معنی عورت کا حاملہ ہونا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی وَ تَرَى النَّاسَ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہونا فرماتے ہیں۔

وَ جَوَّزَ بَعْضُهُمْ كَوْنَ الْخِطَابِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ بعض نے اس میں تسلیم کیا ہے کہ یہ مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو۔

اس کے بعد شان نزول بیان کر کے دلائل بعث بعد الموت بیان فرمائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کے معاملہ میں بغیر علم کے اور ہر سرکش شیطان کے تابع ہو جاتے ہیں۔“

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نَزَلَتْ كَمَا أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ وَ كَانَ جَدًّا يَقُولُ الْمَلِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بَنَاتُ اللَّهِ سُبْحَنَهُ وَالْقُرْآنُ أَسَاطِيرُ الْأَوْلِيَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ اللَّهُ تَعَالَى شَأْنَهُ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بِلْيَ وَ صَارَ تَرَابًا۔

یہ آیت نصر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو بڑا جھگڑالو تھا اور فرشتوں علیہم السلام کو خدا عزوجل کی بیٹیاں کہتا

اور قرآن کریم کو پرانے قصے بتانا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ گل سڑ جانے کے بعد پھر زندہ کرنے پر قادر نہیں۔

وَقِيلَ فِي أَبِي جَهْلٍ - بعض نے کہا یہ آیت ابو جہل کی مذمت میں اتری۔

وَقِيلَ فِي أَبِي بِنِ خَلْفٍ - ایک قول ہے کہ یہ ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ عام طور پر ہر جائز ناجائز امور میں جھگڑتا رہتا تھا اور ہمیشہ صفات و افعال الہی عزوجل پر کج بھجی کیا کرتا تھا۔

تو ارشاد ہوا کہ بعض ان خبیثاء میں سے اجبث ترین ایسے بھی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں بھی لایعنی بے معنی اعتراضات اور جھگڑنے میں مزہ آتا ہے۔ اور وہ ایسے ہی شیطان مرید (مردود و مطرود) کے پیرو ہو جاتے ہیں۔

مَرِيدٌ - عربی میں مُتَجَرِّدٌ لِلْفَسَادِ وَتَعَرَّى مِنَ الْخَيْرِ کو کہتے ہیں یعنی فساد کے لئے جو تنہا ہو اور بھلائیوں سے

خالی ہو۔

اور شجرۃ مَرْدَاءٍ - لَا وَرَقَ لَهَا - شجرۃ مراد اس درخت کو کہتے ہیں جس میں پتے نہ ہوں۔ اور بالکل کورا جھنڈ ہو اور

رَمْلَةٌ مَرْدَاءٌ إِذَا لَمْ تُنْبِتْ شَيْئًا - رملہ مراد اس زمین کو کہتے ہیں جو بنجر ہو اور اس پر کچھ نہ اگے۔

اور اسی سے امرد ہے۔ امرد اس آدمی کو کہتے ہیں جو بالوں کے اگنے سے محروم ہو۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں أَصْلُ الْمَرِيدِ وَالْمَارِدِ الْمُرْتَفِعُ الْأَمْلَسُ وَفِيهِ مَعْنَى التَّجَرُّدِ وَالتَّعَرَّى وَالْمَرَادُ بِهِ إِمَّا ابْلِيسُ وَجُنُودُهُ وَإِمَّا رَاءُ وَسَاءُ الْكُفْرَةِ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَى الْكُفْرِ - مرید اور ناروہ ہے جو بے حیا اور مایوسی میں تنہا اور یکہ و تاز ہو اور اس سے مراد یا ابلیس اور اس کا لشکر ہے یا رؤسائے کفار میں سے وہ جو اللہ کے سوا کفر کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔

”كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَإِنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ - جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس کی دوستی کرے گا تو یہ ضرور اسے گمراہ کر دے گا اور اسے راہ دکھائے گا جہنم کے عذاب کی۔“

یہ تو بخ و زجر کے طور پر ارشاد ہے کہ جو ایسوں سے محبت رکھے گا گویا ارشاد ہے اِنِّى كُتِبَ عَلَى الشَّيْطَانِ اِىُّ اِنْسَانٍ مَّنْ تَوَلَّاهُ اِىُّ اِتَّخَذَهُ وِلِيًّا وَتَبِعَهُ يُهْلِكُهُ فَاِنَّهُ يُضِلُّهُ عَنْ طَرِيقِ الْجَنَّةِ وَثَوَابِهَا وَ يَهْدِيهِ اِلَى طَرِيقِ السَّعِيرِ وَ عَذَابِهَا۔

یعنی یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ شیطان وہ راندہ درگاہ ہے کہ جو اس سے محبت و رابطہ کرے گا اور اسے اپنا دوست بنا کر اس کا پیرو ہوگا وہ اسے ہلاک کر کے جنت کے راستے سے بھٹکا دے گا اور ثواب سے محروم کر کے اسے جہنم کی راہ پر لگا دے گا اور عذاب میں ڈال دے گا۔

اس کے بعد دلائل بعثت بیان ہوتے ہیں۔

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ - اے غفلت شعار لوگو! اگر ہو تم شک میں مرنے کے بعد جی اٹھنے

سے۔“

اس میں مخاطبہ ناس کے ساتھ ان جھگڑالو کافروں سے ہے جو منکر بعثت تھے۔ ریب عربی محاورہ میں شک کو کہتے ہیں اور اس عقیدہ کا اظہار دوسری جگہ بھی کیا گیا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ - گویا فرمایا گیا کہ بعثت بعد الموت یقینی، قطعی،



ازعانی عقیدہ ہے اس میں تمہیں اگر شک ہے تو ہم دو دلیل عقلی تمہارے آگے رکھتے ہیں انہیں پڑھو، سوچو، سمجھو اور اپنی گمراہی چھوڑ دو وہ دو دلیل یہ ہیں:

(پہلی دلیل) ”فَانَا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ“ فَانظُرُوا اِلَى مَبْدِئِ خَلْقِكُمْ لِيَزُولَ رَيْبُكُمْ۔ تو ہم نے تمہیں مٹی

سے پیدا کیا۔ یعنی تمہارا مبداء تخلیق مٹی سے ہے۔ خواہ وہ مٹی یا نطفہ سے ہو خواہ وہ علقہ اور جمے ہوئے خون سے وہ مضغہ سے ہو یا قطعہ گوشت سے۔ مخلوق یعنی مکمل طور پر تمہیں بنایا یا غیر مخلوق یعنی ناتمام ہی پیدا کیا۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَعْنِي اِنْ اَرْتَبْتُمْ فِي الْبَعْثِ فَمُزِيلٌ رَيْبِكُمْ اِنْ تَنْظُرُوا فِي بَدِئِ خَلْقِكُمْ وَ قَدْ كُنْتُمْ فِي الْاِبْتِدَاءِ تُرَابًا وَ مَاءً وَ لَيْسَ سَبَبُ اِنْكَارِكُمْ الْبَعْثِ اِلَّا هَذَا وَ هُوَ صَيْرُورَةُ الْخَلْقِ تُرَابًا وَ مَاءً۔

اگر تم بعث بعد الموت میں شک کر رہے ہو تو تمہارا شک رفع کرنے کو یہی کافی ہے کہ تم اپنی ابتداء تخلیق کو دیکھو اس لئے کہ تم ابتداء میں مٹی اور پانی تھے اور سبب انکار سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم اول بے جان جماد نہ ہو اور جب تم اول ہی جماد تھے تو جماد کو جس نے زندہ کیا وہی آج بھی بعد الموت تمہیں زندہ کرے گا۔ چنانچہ فرمایا:

فَانَا خَلَقْنَاكُمْ اَى اَبَاءَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ خُلِقْتُمْ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ اَى قِطْعَةٍ دَمٍ جَامِدٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ وَ هِيَ لَحْمَةٌ صَغِيرَةٌ قَدْرًا مَا يُمَضَّغُ مُخَلَّقَةٌ وَ غَيْرُ مُخَلَّقَةٍ الْمُخَلَّقَةُ الْمُسَوَّرَةُ الْمَلْسَاءُ مِنَ النُّقْصَانِ وَالْعَيْبِ كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَخْلُقُ الْمُضْغَةَ مُتَفَاوِتَةً مِنْهَا مَا هُوَ الْكَامِلُ الْخَلْقَةِ اَمْلَسُ مِنَ الْعُيُوبِ وَ مِنْهَا مَا هُوَ عَلِيٌّ عَكْسِ ذَالِكٍ لِتَبَيَّنَ لَكُمْ بِهَذَا التَّدْرِيجِ كَمَالُ قُدْرَتِنَا وَ حِكْمَتِنَا۔

یعنی ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ یعنی تمہارے آباء و اجداد کو مٹی سے بنایا پھر تم پیدا کئے گئے نطفہ سے پھر علقہ یعنی خون مکمل بلا کسی نقصان اور کمی بیشی کے اور غیر مخلوق یا نامکمل تو یہ تدریجی شان ہمارے کمال قدرت و حکمت کی دلیل ہے۔

پھر یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ نطفہ، علقہ، مضغہ ان سب کی پیداوار غذاؤں سے ہے اور غذائیں سب مٹی سے بنتی ہیں تو مٹی اصل انسان ہوئی اور علقہ اور مضغہ اس کی فرع۔

تو جب ہم نے مٹی سے سب کچھ بنا دیا تو اب تمہارے مرجانے کے بعد دوبارہ تمہیں بنا لینے میں کون سا استبعاد عقل ہے اسی لئے فرمایا تھا:

”فَانَا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ثُمَّ نَخْرُجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِيَبْلُغُوا اَشْدَّكُمْ وَ مِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى وَ مِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلَى اَسْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا۔“

کہ ہم نے تمہیں پیدا فرمایا مٹی سے پھر نطفہ کے ماء صافی سے پھر علقہ سے یعنی جمے ہوئے بے جان خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے مخلوق مکمل یا غیر مخلوق ناتمام پھر تمہیں نکالا بچہ بنا کر شکم مادر سے پھر تمہیں جوانی تک پہنچایا۔

عربی میں اشد کا لفظ کمال پر پہنچنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَشْدُّكُمْ اَى كَمَالِكُمْ فِي الْقُوَّةِ وَالْعَقْلِ وَ التَّسْخِيرِ۔ اور قاموس میں ہے:

حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ أَيْ قُوَّتَهُ وَ هُوَ مَا بَيْنَ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً إِلَى ثَلَاثِينَ - حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ - کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی قوت کو پہنچا اور یہ اٹھارہ سال سے تیس سال تک ہے۔

وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى - یہ بیان اقسام اخراج ہے جو رحم سے نکلنے میں ہوتا ہے۔ یعنی بعض تم میں سے پیدا ہوتے ہوئے اور بعض اٹھارہ تیس سال کے بعد مر جاتا ہے۔

وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى آثَرِ ذَلِّ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا - اور بعض تم میں سے پہنچ جاتے ہیں بے کار عمر تک تاکہ وہ سب کچھ سمجھ بوجھ رکھتے ہوئے بالکل انجان بن کر کچھ نہ جانے جیسا کہ عام ذلیل عمر والے بڑھے ہو جاتے ہیں۔ پہلی دلیل مفصل بیان فرما کر اب دوسری دلیل بیان فرمائی جاتی ہے۔

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَّتْ وَانْتَبَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ - اور تم دیکھتے ہو زمین کو خشک مری ہوئی۔ محاورہ میں بولتے ہیں:

هَمَدَتِ الْأَرْضُ إِذَا يَبَسَتْ وَ دَرَسَتْ وَ هَمَدَ الثُّوبُ إِذَا بَلِيَ وَأَصْلُهُ مِنْ هَمَدَتِ النَّارُ إِذَا صَارَتْ رَمَادًا - جب زمین پوری طرح خشک ہو جائے وَ دَرَسَتْ اور اس پر سبزہ کا اثر نہ رہے اور هَمَدَ الثُّوبُ جب کپڑا گل جائے اور هَمَدَتِ اصل میں آگ پر بولتے ہیں جب وہ رما د (راکھ) ہو کر دہم جائے۔ آگے فرمایا:

فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ - تو ہم اس پر پانی برساتے ہیں جس سے اهْتَزَّتْ یعنی لہلہا کر سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے وَرَبَّتْ یعنی خوب سبزہ گنجان ہو جاتا ہے۔

وَانْتَبَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ - اور پیدا ہوتا ہے ہر قسم کا پھل پھول سبزہ خوش منظر۔ یہ دوسری دلیل بیان فرما کر ارشاد ہے:

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝

یہ دونوں دلیلیں اس پر ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ہے اور حق ہے اپنی ذات و صفات میں اور اسی کی یہ شان ہے کہ مردہ کو مائ الحیات ڈال کر یا جیسے چاہے زندہ کر سکتا ہے اور وہی ذات قادر علی الاطلاق ہے اور بے شک قیامت آئے گی اس میں کوئی شک نہیں اور بے شک اللہ اٹھائے گا انہیں زندہ کر کے جو قبروں میں ہیں۔

تو خلاصہ تفسیر کلام یہ ہوا کہ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى هُوَ الْحَقُّ الثَّابِتُ الْمَوْجُودُ وَأَنَّهُ قَادِرٌ عَلَى أَحْيَاءِ الْمَوْتَى عَلَى كُلِّ مَقْدُورٍ وَأَنَّهُ حَكِيمٌ - بے شک اللہ تعالیٰ ہی حق ثابت اور موجود ہے اور وہ احیاء موتی پر قادر ہے اور تمام مقدر پر قابض اور حکمت والا ہے۔

اور بعض نے کہا: الْمَعْنَى ذَلِكَ لِيَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ فِيهِ تَلْوِيحٌ إِلَى مَعْنَى الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ الْمَشْهُورِ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَ فِي كُتُبِ الصُّوفِيَّةِ وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ - وَ هُوَ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ - إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ کے تلویحاً یہ معنی ہیں جو حدیث قدسی سے ثابت ہیں۔

یہ حدیث مشہور الاسنہ ہے اور صوفیائے کرام کی کتابوں سے ثابت ہے اگرچہ محدثین میں یہ ثابت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کنز مخفی تھا تو میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ پہچانا جاؤں، تو یہ دلائل بھی اس لئے بیان فرمائے گئے کہ اسے لوگ جانیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ۔ اور بعض لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر علم اور بلا دلیل اور بغیر نوشتہ روشن کے۔

یہ آیت کریمہ بروایت محمد بن کعب اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور بروایت ابن عباس ابو جہل کے متعلق اتری۔ اور اکثر کے نزدیک نصر بن حارث کی بابت نازل ہوئی۔

یہ خبیثاء کفار وہ تھے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں جھگڑتے اور اس کی طرف ایسے اوصاف کی نسبت کرتے جو اس کے شایان شان نہ تھے۔

اس میں بتایا گیا کہ انسان کو کوئی بات بغیر علم اور دلیل کے نہیں کہنی چاہئے یا اس کے پاس وحی یا الہام ہو یہ تین باتیں جس کے پاس نہیں وہ یقیناً گمراہ یا باطل پرست ہے۔

یہاں بغیر علم سے مراد علم ضروری ہے۔

اور ہڈی سے مراد استدلال اور نظر صحیح ہے جو معرفت حق کی طرف ہدایت کرے۔

کتاب منیر سے مراد وحی ہے جو مظہر حق ہے۔

گویا یوں ارشاد ہوا کہ اَيُّ يُجَادِلُ فِي شَأْنِهِ تَعَالَى مِنْ غَيْرِ تَمَسُّكِ بِمُقَدِّمَةِ الضَّرُورِيَّةِ وَلَا بِحُجَّةٍ وَلَا بِبُرْهَانٍ سَمْعِيٍّ۔ یہ جھگڑنے والے اللہ تعالیٰ کی شان میں بلا تمسک مقدمہ ضروریہ اور بغیر حجت اور برہان کے جھگڑتے ہیں۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ضَرُورِيٍّ وَلَا هُدًى اَيُّ اسْتِدْلَالٍ لِاَنَّهُ يَهْدِي اِلَى الْمَعْرِفَةِ وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ اَيُّ وَحْيٍ۔ وَالْعِلْمُ لِلْاِنْسَانِ مِنْ اَحَدِ هَذِهِ الْوُجُوهِ الْثَلَاثَةِ۔

یعنی جو جھگڑتے ہیں بغیر علم ضروری اور بلا استدلال کے جو معرفت کی ہدایت کرے یا بغیر وحی کے اس لئے کہ علم انسان کے لئے تینوں امور مذکورہ میں سے ایک پر موقوف ہیں۔

ثَانِي عَظْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۗ وَنَذِيْقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۗ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَكَ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعٰبِدِيْنَ۔ حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے ہے تا کہ اللہ کی راہ سے بھٹکا دے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور بروز قیامت ہم اسے جلانے کا عذاب چکھائیں گے۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ثَانِي عَظْفِهِ۔ کے معنی محاورہ میں لَا وِيَا بِيْجَانِبِهِ کے ہیں ایک طرف گردن موڑ لینا۔ وَ هُوَ كِنَايَةٌ عَنْ عَدَمِ قَبُوْلِهِ يَهْ كِنَايَةٌ قَبُوْلٍ نَهْ كَرْنِي كِي طَرْفِ هِي۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق اس کے معنی متکبرانہ انکار کے ہیں۔



اور ضحاک رحمہ اللہ کے نزدیک کسی کے قول پر ناک چڑھانا ہیں۔  
 اور ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں حق سے اعراض کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔  
 اور قرأت حسن میں عِظْفِهِ بِفَتْحِ الْعَيْنِ ہے۔ اَي مَانِعًا لِتَعَطُّفِهِ وَتَرْحُمِهِ۔ یعنی تعطف و رحم سے روکنا مراد ہے۔  
 لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ۔ تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کرے۔

اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے چنانچہ بدر میں وہ ذلت و خواری سے مارے گئے۔ اور  
 وَنَذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اور قیامت کے دن انہیں آگ کے عذاب کا ذائقہ چکھایا جائے گا۔  
 حَرِيقُ كَيْ مَتَعَلَّقِ اَلْوَسَى رَحِمَهُ اللّٰهُ فَرَمَاتے ہیں یہ ایک طبقہ ہے طبقات جہنم سے۔  
 آخر میں فرمایا:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْت يَدَكَ۔ یہ جو کچھ ہے وہ تیرے ہاتھوں کی کر توت کا بدلہ ہے۔

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعٰبِدِیۡنَ۔ اور بے شک اللہ بندے پر ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی کرنی ہی اسے بھرتی ہوتی

ہے۔

### بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

اور بعض لوگ وہ ہیں کہ اللہ کو پوجتے ہیں ایک کنارہ پر اگر  
 پہنچ گئی انہیں بھلائی تو مطمئن ہیں اس پر اور اگر پہنچا نہیں  
 کوئی امتحان پلٹ جاتے ہیں اپنے منہ کے بل نقصان  
 میں ہیں دنیا اور آخرت میں یہ ہے نقصان کھلا ہوا

پوجتے ہیں اللہ کے سوا اس چیز کو جو نہ نقصان دے سکے اور  
 نفع یہ ہے گمراہی دور کی

ایسے کو پوجتے ہیں جس سے نقصان قریب ہے نفع کے  
 مقابل بے شک برا ہے دوست اور برا ہے رفیق

بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور نیک  
 عمل کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں بے

شک اللہ کرتا ہے جو چاہے

جو یہ گمان کرتا ہو کہ نہیں مدد کرے گا اللہ دنیا میں اور  
 آخرت میں تو اسے چاہئے کہ تانے آسمان کی طرف رسی

پھراپنے کو پھانسی دے پھر دیکھے کہ اس کا مکر کچھ لے گیا  
 اس بات کو جس کا اسے غصہ ہے

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۚ فَاِنْ  
 اَصَابَهُ خَيْرٌ اَطْمَآنَنَّا بِهِ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ  
 اِنْقَلَبَ عَلٰی وُجُوْهِہٗ ۗ خَسِرَ الدُّنْيَا وَاٰخِرَةَ ۗ  
 ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّہٗ وَمَا لَا  
 يَنْفَعُہٗ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۲

يَدْعُوْا لِمَنْ ضُرُّہٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِہٖ ۗ لَيْسَ  
 الْهٰوِلٰی وَّلَيْسَ الْعَشِيْرُ ۝۱۳

اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَعْمَلُوْا  
 الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْهٰرُ ۗ اِنَّ  
 اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَرِيْدُ ۝۱۴

مَنْ كَانَ يُّظُنُّ اَنْ لَّنْ يَنْصُرَہٗ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَا  
 الْاٰخِرَةِ فَلْيَبْدُدْ بِسَبَبٍ اِلٰی السَّمٰوٰتِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ  
 فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُدْہِبْنَ كَيْدُہٗ مَا يَغِيْظُ ۝۱۵

۝۱۵

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّوَّ أَنَّ اللَّهَ يَهْدِيَ  
مَنْ يُرِيدُ ⑪

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِغِينَ وَ  
النَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ  
اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ شَهِيدٌ ⑫

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ  
فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ  
وَالشَّجَرُ وَالنَّاسُ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ  
وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ  
فَمَا لَهُ مِنْ مَّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ⑬

هَذِهِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ قَالَ الَّذِينَ  
كَفَرُوا قَطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ  
مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ⑭

يُصْهِرُ بِهِمْ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ⑮ وَلَهُمْ مَقَامِعٌ  
مِّنْ حَدِيدٍ ⑯

كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ  
أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ⑰

اور ایسے ہی اتارا ہم نے یہ قرآن روشن آیات اور بے  
شک راہ دکھاتا ہے جسے چاہے

بے شک وہ جو ایمان لائے اور یہودی اور ستارہ پرست  
اور نصرانی اور آتش پرست اور وہ جو مشرک ہیں بے شک  
اللہ فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن بے شک اللہ  
ہر شے کا دیکھنے والا ہے

کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں جو  
آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے  
اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی اور  
بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسے  
اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک  
اللہ جو چاہے کرے

یہ دو جھگڑالو ہیں اپنے رب کے معاملہ میں جو جھگڑتے  
ہیں تو جو کافر ہوئے ان کیلئے بیونٹے گئے کپڑے آگ  
کے۔ ڈالا جائے گا ان کے سر پر گرم پانی کھولتا

گل جائے گا اس سے جو ان کے پیٹوں میں ہے اور ان  
کی کھالیں اور ان کے لئے گرز لوہے کے ہیں

جب چاہیں کہ نکلیں اس سے اس کی گھٹن کے سبب لوٹا  
دیئے جائیں گے اس میں اور حکم ہو گا کہ چکھو آگ کا

عذاب

### حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ حج - پ ۱

و۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ بعض لوگ	مَنْ۔ ایسے ہیں جو	يَعْبُدُ۔ عبادت کرتے ہیں
اللہ۔ اللہ کی	عَلَى۔ اوپر	حَرْفٍ۔ کنارے کے	فَإِنْ۔ پھر اگر
أَصَابَهُ۔ پہنچے اسے	خَيْرٌ۔ بھلائی	أَطْبَانٌ۔ تو مطمئن ہو جاتا ہے	أَصَابَتْهُ۔ پہنچے اسے
بہ۔ اس سے	و۔ اور	إِنْ۔ اگر	وَجْهَهُ۔ اپنے چہرے کے
فِتْنَةٌ۔ آزمائش	أَنْقَلَبَ۔ پلٹ جاتا ہے	عَلَى۔ اوپر	الْآخِرَةَ۔ آخرت کا
خَسِرَ۔ خسارہ اٹھایا	الدُّنْيَا۔ دنیا	و۔ اور	

ذٰلِكَ - یہ ہے	هُوَ - وہ	الْحُسْرَانُ - خسارہ	الْمُبِينُ - ظاہر
يَدْعُوًا - پکارتا ہے	مِنْ دُونَ - سوا	اللَّهُ - اللہ کے	مَا - اس کو جو
لَا - نہ	يَصْرُكَ - نقصان دے اسے	وَأُور - اور	لَا - نہ
يَنْفَعُهُ - نفع دے	ذٰلِكَ - یہ ہے	هُوَ - وہ	الضَّلُّ - گمراہی
الْبَعِيدُ - دور کی	يَدْعُوًا - پکارتا ہے	لَمَنْ - اس کو	ضُرًّا - جس کا نقصان
أَقْرَبُ - زیادہ قریب ہے	مِنْ نَّفْعِهِ - اس کے نفع سے	لِبُئْسَ - برا ہے	الْمَوْلَى - دوست
وَأُور - اور	لِبُئْسَ - برا ہے	العَشِيرُ - رفیق	إِنَّ - بے شک
اللَّهُ - اللہ	يَدْخُلُ - داخل کرے گا	الَّذِينَ - ان کو جو	أَمَنُوا - ایمان لائے
وَأُور - اور	عَمِلُوا - عمل کئے	الصَّالِحَاتِ - اچھے	جَنَّتْ - باغوں میں کہ
تَجْرِي - رواں ہیں	مِنْ تَحْتِهَا - ان کے نیچے	الْأَنْهَارُ - نہریں	إِنَّ - بے شک
اللَّهُ - اللہ	يَفْعَلُ - کرتا ہے	مَا - جو	يُرِيدُ - چاہے
مَنْ - جو	كَانَ - ہے	يُظُنُّ - گمان کرتا	أَنْ - یہ کہ
لَنْ - ہرگز نہ	يَنْصُرَا - مدد کرے گا اس کی	اللَّهُ - اللہ	فِي - بیچ
الدُّنْيَا - دنیا	وَأُور - اور	الْآخِرَةِ - آخرت کے	فَلْيَبْذُ - تو وہ لٹکائے
بِسَبَبٍ - ایک رسی	إِلَى - طرف	السَّمَاءِ - آسمان کے	ثُمَّ - پھر
لَيَقْطَعَنَّ - کاٹ دے	فَلْيَنْظُرْ - پھر دیکھے	هَلْ - کیا	يُنْذِرُ - لے جاتا ہے
كَيْدُهُ - اس کا مکر	مَا - اس کو جسے	يَغِيظُ - غصہ کھاتا ہے	وَأُور - اور
كَذٰلِكَ - اسی طرح	أَنْزَلْنَاهُ - اتارا ہم نے اس کو	آيَاتٍ - آیتیں	بَيِّنَاتٍ - کھلی کھلی
وَأُور - اور	أَنْ - بے شک	اللَّهُ - اللہ	يَهْدِي - ہدایت دیتا ہے
مَنْ - جسے	يُرِيدُ - چاہے	إِنَّ - بے شک	الَّذِينَ - وہ جو
أَمَنُوا - ایمان لائے	وَأُور - اور	الَّذِينَ - وہ جو	هَادُوا - یہودی ہوئے
وَأُور - اور	الصَّبِيْنِ - ستارہ پرست	وَأُور - اور	النَّصْرَى - عیسائی
وَأُور - اور	الْمَجُوسِ - آتش پرست	وَأُور - اور	الَّذِينَ - وہ جو
أَشْرَكُوا - مشرک ہیں	إِنَّ - بے شک	اللَّهُ - اللہ	يَفْصِلُ - فیصلہ کرے گا
بَيْنَهُمْ - ان کے درمیان	يَوْمَ - دن	الْقِيَامَةِ - قیامت کے	إِنَّ - بے شک
اللَّهُ - اللہ	عَلَى - اوپر	كُلِّ - ہر	شَيْءٍ - شے کے
شَهِيدًا - گواہ ہے	آ - کیا	لَمْ - نہ	تَرَ - دیکھا تو نے
أَنْ - بے شک	اللَّهُ - اللہ	يَسْجُدُ - سجدہ کرتے ہیں	لَهُ - اس کو



مَنْ جُو	فِي سَج	السَّمَوَاتِ - آسمانوں کے ہیں وَ - اور
مَنْ جُو	فِي سَج	الْأَرْضِ - زمین کے ہیں وَ - اور
الشَّمْسِ - سورج	وَ - اور	القَمَرِ - چاند وَ - اور
النُّجُومِ - ستارے	وَ - اور	الْجِبَالِ - پہاڑ وَ - اور
الشَّجَرِ - درخت	وَ - اور	الدَّوَابِّ - جانور وَ - اور
مِنَ النَّاسِ - لوگ بھی	وَ - اور	كَثِيرٌ - بہت سے وہ ہیں کہ حَقٌّ - حق ہوا
عَلَيْهِ - ان پر	الْعَذَابِ - عذاب	وَ - اور
يُهِنُّ - ذلیل کرے	اللَّهُ - اللہ	فَمَا - تو نہیں لَهْ - اس کو
مِنْ مُكْرِمٍ - کوئی عزت دینے والا	مَا جُو	إِنَّ - بے شک اللَّهُ - اللہ
يَفْعَلُ - کرتا ہے	مَا جُو	يَشَاءُ - چاہے هَذَا - یہ
خَصِينٍ - دو جھگڑنے والے ہیں	مَا جُو	اِخْتَصَبُوا - جو جھگڑے فِي سَج
رَأَيْبِهِمْ - اپنے رب کے	فَالَّذِينَ - پھر وہ جو	كَفَرُوا - کافر ہوئے قَطَعَتْ - کاٹے جائیں گے
لَهُمْ - ان کے لئے	ثِيَابٌ - کپڑے	مِنْ نَّارٍ - آگ کے يُصَبُّ - گرایا جائے گا
مِنْ فَوْقٍ - اوپر	رُءُوسِهِمْ - ان کے سروں کے	الْحَمِيمِ - گرم پانی فِي سَج
يُصْهِرُ - گل جائے گا	بِهِ - اس کے ساتھ	مَا جُو
بُطُونِهِمْ - ان کے پیٹوں کے ہے	وَ - اور	الْجُلُودِ - چمڑے
وَ - اور	لَهُمْ - ان کے لئے	مَقَامِعٌ - گرز ہیں
كَلِمًا - جب بھی	أَرَادُوا - ارادہ کریں گے	أَنْ - یہ کہ يَخْرُجُوا - نکل جائیں
مِنْهَا - اس سے	مِنْ غَمٍّ - گھٹن سے	أَعْيَدُوا - لوٹائے جائیں گے فِيهَا - اس میں
وَ - اور	ذُوقُوا - چکھو	عَذَابِ - عذاب الْحَرِيقِ - جلنے کا

### خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

عربی محاورہ میں حرف طرف کو کہتے ہیں اور کنایہ اس کے معنی شک اور تردد کے ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرما کر انسان کو دار آخرت کی بھلائی دکھا کر اپنی طرف بلا تے تھے اور حماقت مآب بعض وہ تھے کہ دین اسلام کو دنیا کے فوائد حاصل کرنے کی غرض سے قبول کرتے اور ظاہر ہے کہ دنیا میں نفع و نقصان تو ہر حال میں ہوتا ہے۔

عہد رسالت ﷺ میں بھی بعض بے وقوف اسلام میں اس لئے داخل ہوئے کہ اگر اس میں آنے سے فائدہ ہوا تو مسلمان رہیں گے ورنہ مرتد ہو جائیں گے۔ ان کی حقیقت اور ناعاقبت اندیشی اس رکوع میں ظاہر فرمائی گئی اور ارشاد ہوا وَ

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّبِعُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ۔ بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو اللہ کی پرستاری کرتے ہیں ایک کنارے سے۔ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو اسلام قبول کرتے اور فیصلہ کرتے کہ اگر اس کے لڑکا پیدا ہوا یا اس کے مویشی کے بچے ہو گئے تو یہ دین اچھا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر دین یہ اچھا نہیں۔ یہ ہے شان نزول اس آیت کریمہ کا۔

تو جب انسان پر بمقتضائے قضا و قدر مصیبت آتی ہے تو وہ خدا سے بھی منحرف ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دنیا بھی جاتی رہتی ہے اور دین بھی۔ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ یہ بہت بڑا نقصان و خسران ہے تو ایسا مذہب ادھر سے ہٹ کر بتوں کی طرف جب رجوع ہوتا ہے اور ان کی پرستاری میں چڑھاوے بھوگ چڑھاتا ہے تو یہ اضاعت مال کے سوا اور کیا ہے ادھر بت پرستی کا وبال و نکال سر پر لیتا ہے تو یہ خسارہ پر خسارہ اور نقصان پر نقصان ہی ہے۔

ان پتھروں میں معبود ہونے کی اہلیت ہی کہاں ہے وہ نفع و نقصان کے مالک تو کہاں اپنی مکھی بھی اڑانے کی قوت نہیں رکھتے۔ تو ایسے جماد محض بے جان بے حسن جن کو پوجتے ہیں ضرر پر ضرر ہے۔

پھر منافقوں کی عبادت اور ان کے معبودوں کا حال بیان فرما کر سچے ایمانداروں کی عبادت کا حال بیان فرمایا گیا اور ان کے معبود حقیقی قادر علی الاطلاق کی صنعت بیان کی اور بشارت دی کہ وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن میں نہریں رواں ہیں اس کے بعد یہ بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور باطل معبودوں کو نفع و ضرر کا کوئی اختیار نہیں۔

پھر فرمایا مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ جُورًا مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ جُورًا اس گمان باطل میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر مدد کرے تو اسے مانیں ورنہ بتوں کی طرف مائل ہو جائیں ان پر تو بیجا ارشاد ہے کہ

ان سے جو کچھ ہو سکے کر لیں حتیٰ کہ فَلْيَبْذُؤْا إِلَى السَّمَاءِ وہ رسی لٹکائیں سما کی طرف یہاں سماء سے مراد سماء البیت ہے یعنی گھر کی چھت میں رسی لٹکا کر پھانسی دے دیکھیں اور اس پر دیکھیں ان کا غصہ نکلتا ہے۔ گویا فرمایا کہ ہزار تدا بیر کر لیں پھر بھی ان سے کچھ نہ ہو سکے گا۔

یہ معنی برائیں تقدیر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر مَنْ کی طرف رجوع کی جائے جیسا کہ سیاق مضمون کا مقتضا ہے۔ لیکن ابن عباس، بکلی، مقاتل، ضحاک، قتادہ، ابن زید، سدی، فراء، زجاج رحمہم اللہ اس کی ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں مدد فرما کر ان کا بول بالا نہ کرے گا اور اسی وجہ میں وہ متردد ہو کر اسلام قبول نہیں کرتا۔

چنانچہ مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت قبیلہ غطفان اور بنی اسد کے چند لوگوں (کے حق) میں نازل ہوئی وہ کہتے تھے کہ ہمیں خوف ہے کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا مدد نہ کرے تو ایسی صورت میں ہم اپنے حلیفوں سے بھی گئے گزرے ہو جائیں گے۔ یا ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد رکھتے تھے انہیں تو بیجا فرمایا کہ تم جیسے چاہو تدبیر کر لو اور داؤ چلاو حتیٰ کہ رسی لٹکا کر اس سے گلا گھونٹ کر مر جاؤ یا رسی کے ذریعہ آسمان پر پہنچنے کی سعی کر لو لیکن تمہارا کچھ نہ بنے گا جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا اس لئے کہ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ

اور لِيَقْطَعُ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ سب عربی زبان میں رسی اور سیاہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات اور غلبہ میں جب تاخیر ہوتی تو وہ دل تنگ ہو جاتے اور ان پر بددلی غالب آجاتی تھی چنانچہ اس آئیہ کریمہ میں ان کی طرف اشارہ اور عتاب ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے جب چاہتا ہے کرتا ہے وہ تمہاری مرضی کے ماتحت نہیں۔

پھر تمام قرآن پاک کو آیات بینات فرما کر بتایا کہ ہم نے نازل کیا ہے رہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں اللہ جسے چاہے ہدایت دے۔

دنیا میں چھ قسم کے فریق کا ذکر فرمایا۔ اول مسلمان جنہیں الَّذِينَ آمَنُوا کہا۔

دوسرے یہودی۔ تیسرے صابی یعنی ستارہ پرست۔ چوتھے نصاریٰ یعنی عیسائی پانچویں مجوسی یعنی آتش پرست چھٹے مشرکین۔

اور بتایا ہے کہ ہر ایک اپنے کو ہدایت پر کہتا ہے۔ مگر دراصل ہدایت پر وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ اہل اسلام ہیں۔

رہی ان کی قیل وقال تو اس کا فیصلہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کرے گا اس سے کچھ بھی مخفی نہیں وہ سب کچھ جانتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

”وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ“

عَلَىٰ طَرَفٍ مِّنَ الدِّينِ لَا فِي وَسْطِهِ وَ قَلْبِهِ وَ هَذَا مَثَلٌ لِّكَوْنِهِمْ عَلَىٰ قَلْقٍ وَ اضْطِرَابٍ فِي دِينِهِمْ لَا عَلَىٰ سَكُونٍ وَ طَمَآنِيَةٍ۔ اور بعض وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ایک پہلو سے یعنی دین کے ایک کنارہ سے نہ کہ دل سے اور یہ اس امر کی مثال ہے کہ ان کی عبادت کرنا قلق و اضطراب سے ہونہ کہ سکون و اطمینان سے (نسفی)

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شُرُوعٌ فِي حَالِ الْمُدْبَذِّبِينَ يَهْدِي بَيْنَ فِي الْاسْلَامِ كَالْحَالِ كَالشَّرُوعِ بَيَانٌ هُوَ اَيُّ وَ مِنْهُمْ مَن يَعْْبُدُ اللَّهَ كَاِنَّا عَلَىٰ طَرَفٍ مِّنَ الدِّينِ لَا ثَبَاتَ لَهُ بِهِ كَالَّذِينَ يَكُونُ فِي طَرَفِ الْجَيْشِ فَاِنْ اَحْسَ بَظْفَرٍ قَرٌّ وَ اِلَّا قَرٌّ۔ یعنی منافقین و مذہب بین میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کی عبادت کو آتے ہیں دین کے ایک پہلو سے (حرف) کنارہ کو کہتے ہیں انہیں ثبات نہیں بلکہ وہ اس کی طرح اسلام میں آتے ہیں جیسے لشکر میں شریک ہونے والا ایک طرف آ کر ملے تاکہ اگر وہ کامیابی دیکھے تو جمار ہے اور اگر ناکامی نظر آئی تو فرار اختیار کر لے تو یہی حال ان منافقانہ مسلمان بننے والوں کا ہے۔

”فَاِنْ اَصَابَهُ خَيْرٌ اَطْبَقَ بِهِ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ اَنْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ“ خَيْرٌ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةُ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱۔

تو اگر پہنچے اسے بھلائی تو اسلام کے ساتھ مطمئن ہوتا ہے اور اگر پہنچے اسے کوئی امتحان والی بات تو وہ پلٹ جاتا ہے اپنے منہ کے بل نقصان و خسران میں ہے دنیا اور آخرت میں اور یہ ہے کھلا نقصان۔

آیت کریمہ میں خیر سے مراد خیر دنیا ہے فراخی رزق، صحت اور اولاد وغیرہ یا جو کچھ اسے دنیا میں مطلوب ہو تو مسلمان ہونے کے بعد اگر اسے دنیاوی بھلائیاں حاصل ہوں تو مطمئن ہو کر اس پر ثابت قدم رہتا ہے۔ لیکن یہ ثابت قدمی مومنین کی





أَحْبَابَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ۔ یہ آیت ایک یہودی کے متعلق نازل ہوئی اس لئے کہ قوم بت پرست نہ ہوتے ہوئے بھی احبار اور رہبان کو اللہ عزوجل کے سوا اپنا رب مانتے تھے۔

اور بظاہر یہ امر واضح ہے کہ مشرکین کے مدعو اصنام تھے جو ایک جگہ قائم کئے ہوئے تھے ان میں سے کسی کو وہاں سے ہٹنے تک کی بھی طاقت نہیں تھی تو وہ نفع و ضرر کسی کو کیا پہنچا سکتے تھے۔ اسی لئے فرمایا مَا لَا يَنْفَعُهُ وَلَا يَضُرُّكَ۔

اور یہاں دعا سے مراد عبادت ہے۔ اَيُّ يَعْبُدُ مُتَجَاوِزًا عِبَادَةَ اللَّهِ تَعَالَى مَا لَا يَضُرُّهُ اِنْ لَّمْ يَعْبُدْهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ اِذَا عَبَدَهُ۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے متجاوز ہو کر اس بے جان کی عبادت کرتے ہیں جنہیں اگر نہ پوجیں نقصان نہ پہنچا سکیں اور اگر پوجیں تو نفع نہ دیں۔

اور وَجُوزًا اَنْ يُرَادَ بِالِدُّعَاءِ النَّدَاءِ اَيُّ يُنَادِي لِاجْلِ تَخْلِيصِهِ مِمَّا اَصَابَهُ مِنَ الْفِتْنَةِ جَمَادًا لَيْسَ مِنْ شَانِهِ الضَّرُورَةُ وَالنَّفْعُ۔

اور یہ بھی جائز مانا گیا کہ دعا سے مراد ندا ہو یعنی وہ پکارتے ہیں خلاصی فتنہ کے لئے جو انہیں پہنچا اور وہ جماد محض ہیں ان میں نفع و ضرر کی کوئی صفت ہی نہیں تو ایسے کی پوجا پاٹ کرنا۔

ذَلِكَ هُوَ الصَّلُّ الْبَعِيدُ۔ یہ حق سے بعد اور گرا ہی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

يَدْعُو الْمَنَ ضَرًّا اَوْ اقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ۔ ایسے کو پوجتے ہیں جس کے نفع سے نقصان زیادہ قریب ہے۔

لَيْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَيْسَ الْعَشِيرُ۔ بے شک بہت برا ہے ان کا حمایتی اور بہت برا ہے ان کا رفیق۔

اس لئے کہ بے جان اور بے حس کی پوجا پاٹ میں اضاعت مال اور وقت ہے اور بروز قیامت جنہیں وہ لوگ هُوَ لَاءِ شَفَعَاءُ وَنَاعِدَا اللَّهِ۔ کہتے تھے وہ بروز قیامت ان کو پکار پکار کر تھک جائیں گے کہ آج ہمیں جہنم سے بچاؤ لیکن وہ کب سن سکتے تھے بلکہ مشرکین کے جہنم میں جانے کا سبب بنے نہ یہ ان کو پوجتے نہ وہ جہنم میں جاتے۔

اب بموجب اسلوب بیان قرآن کریم جہنمیوں کا تذکرہ فرما کر جنتیوں کا مقام بیان فرمایا جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

يُرِيْدُ۔ بے شک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں بے

شک اللہ جو چاہے وہ کرتا ہے۔

یہ مومنین کا حال بیان فرمایا گیا کہ وہ نعیم دائم میں ہوں گے وہ باغوں میں ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں جیسے

نافرمان مشرک جہنم میں ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ چنانچہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں انہیں

جنت دے گا اور جو تکذیب کرنے والے ہیں انہیں جہنم میں ڈالے گا۔

اس کے بعد اپنے حبیب پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ نَاصِرٌ لِّرَسُوْلِهٖ فِی

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَمَنْ ظَنَّ مِنْ اَعَادِيْهِ غَيْرَ ذٰلِكَ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ناصر

ہے تو جو عداوت سے اس کے خلاف گمان رکھے اور کہے کہ اللہ اپنے رسول کا ناصر و مددگار نہیں حیث قال۔



مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - جو منافق یا مشرک اس گمان میں ہے کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا دنیا اور آخرت میں۔ (نفسی)

اس میں ضمیر یَنْصُرُهُ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے جیسا کہ ابن عباس، کلبی، مقاتل، ضحاک، قتادہ، ابن زید، سدی، فراء، زجاج سے مروی ہے۔ آلوسی

فَالْمَعْنَى أَنَّهُ تَعَالَى نَاصِرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَاءِ كَلِمَتِهِ وَإِظْهَارِ دِينِهِ وَ فِي الْآخِرَةِ بِإِعْلَاءِ دَرَجَتِهِ وَإِدْخَالِ مَنْ صَدَّقَهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَالْإِنْتِقَامِ مِمَّنْ كَذَّبَهُ وَأَذَاقَتْهُ عَذَابَ الْحَرِيقِ لَا يَصْرِفُهُ سُبْحَنَهُ عَنْ ذَلِكَ صَارِفٌ وَلَا يُعْطِفُهُ عَنْهُ عَاطِفٌ فَمَنْ كَانَ يَغِيظُهُ ذَلِكَ مِنْ أَعَادِيهِ وَحُسَادِهِ وَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَفْعَلَهُ تَعَالَى بِسَبَبِ مُدَافَعَتِهِ بِبَعْضِ الْأُمُورِ وَ مُبَاشَرَةِ مَا يَرَوُهُ مِنَ الْمَكَائِدِ فَلْيَبَالِغْ فِي اسْتِفْرَاحِ الْمَعْبُودِ وَ التَّجَاوُزِ فِي الْجِدِّ كُلِّ جِدِّ مَعْهُودٍ فَقَصَارَى أَمْرِهِ خَبِيَّةٌ مَسَاعِيهِ وَ عَقْمٌ مُقَدِّمَاتِهِ وَ مَبَادِيهِ وَ بَقَاءٌ مَا يَغِيظُ عَلَى حَالِهِ وَ دَوَامٌ شَجْوِهِ وَ قَدْ وَقَعَ مَقَامٌ هَذَا بِحَزَائِمَا - (روح المعاني)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کا دنیا میں اعلاء کلمہ حق اور غلبہ دین کے ساتھ ناصر ہے اور آخرت میں بلندی درجات سے معاون ہے اور جو اس کی تصدیق کرے اسے اس جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں اور اسی طرح ہی اپنے رسول کی مدد فرمائے گا کہ جو جھٹلانے والے ہیں انہیں عذاب نار کا ذائقہ چکھائے گا اور اس انتقام سے کوئی قوت اسے نہیں روک سکے گی اور نہ کوئی اسے امن دے سکتا ہے تو جو غیظ و غضب کی آگ سے جل کر عداوت و حسد کر کے یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی طرف سے مدافعت نہیں کرے گا اسے چاہئے کہ اپنی پوری کوشش کرے تو اس کی سعی کا سب سے کم نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی کوشش رائیگاں جائے گی اور اس کے تمام مقدمات اور ان کے مبادی سب بے نتیجہ رہیں گے اور اس کا غصہ اپنے حال پر قائم رہے گا اور وہ ہمیشہ غمگین رہے گا۔

فَلْيَبْدُؤْ بِسَبَبِ إِلَى السَّمَاءِ - وہ کھینچے رسی اپنے گھر کی چھت میں۔ سبب عربی میں رسی کو کہتے ہیں۔

ثُمَّ لِيَقْطَعْ - پھر اس رسی سے گلے میں پھانسی دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قَطَعَ إِذَا اخْتَنَقَ - قطع کے معنی پھانسی کے ہیں اور اس کی اصل قطع نفس ہے۔

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُدْهِبَنَّ كَيْدُكَ مَا يَغِيظُكَ - پھر دیکھے کہ اس کا مکر جس میں وہ جل رہا ہے ختم ہوایا کہ نہیں۔

یہ محاورہ عربی کا ہے جب کسی کو سخت ناراضگی کا جواب دیا جائے تو فُلْيَبْدُؤْ بِسَبَبِ إِلَى السَّمَاءِ اور ثُمَّ لِيَقْطَعْ

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُدْهِبَنَّ كَيْدُكَ مَا يَغِيظُكَ بولتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَةً بَيِّنَةً وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ - اور ایسے ہی ہم نے نازل فرمایا قرآن کریم جس میں

دلائل واضح ہیں اور بے شک اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔

یعنی مثل اس کے حکم بالغ اور واضح تمام قرآن پاک میں دلائل واضح کے ساتھ نازل فرمایا۔ لیکن ہدایت دلائل واضح اور



آیات باہرہ پر موقوف نہیں بلکہ لَانَ اللّٰہَ یَهْدِیْ بِہِ اِبْتِدَاءً اَوْ یُثَبِّتْ عَلٰی الْہُدٰی اَوْ یَزِیْدُ فِیْہِ مَنْ یُّرِیْدُ ہِدٰیۃَہٗ اَوْ ثُبٰتَہٗ اَوْ زِیَادَۃَہٗ فِیْہَا۔ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت اول ہی دے دے یا اس کو ہدایت پر قائم کر دے یا اس ہدایت میں زیادتی فرمادے جس کے لئے چاہے ورنہ نہیں۔ گویا یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ مبداء فیاض کی طرف سے ودیعت ہوتی ہے۔

اس کے بعد پانچ مذاہب کا تذکرہ فرما کر ایک مذہب کو حق اور باقی کو باطل ظاہر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ  
 اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَادُوْا وَالصّٰبِیْنَ وَالنّٰصِرٰی وَالْمَجُوسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْۤا اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ  
 بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۗ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ۙ بے شک وہ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور وہ جو ستارہ  
 پرست ہوئے اور نصاریٰ اور آتش پرست اور وہ جنہوں نے شرک کیا بے شک اللہ فیصلہ کرے گا ان کے اندر بروز قیامت بے  
 شک اللہ ہر شے سے واقف ہے۔

صاحب تفسیر نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الْاَدِیَانُ خَمْسَةٌ اَرْبَعَةٌ لِلشَّیْطٰنِ وَوَاحِدٌ لِلرَّحْمٰنِ وَالصّٰبِیُّوْنَ  
 نَوْعٌ مِّنَ النَّصٰرِیِّ فَلَا تَكُوْنُ سِتَّةً۔

دین کل پانچ ہیں چار شیطانی اور ایک رحمانی اور صابیون نصاریٰ کی ایک قسم ہے لہذا چھ دین نہیں بلکہ پانچ ہیں۔  
 ایمان والے مسلمان اور یہ دین رحمانی ہے۔

اور یہودی اور صابین و نصاریٰ اور مجوس اور مشرک۔ یہ چاروں دین شیطانی ہیں ان کے حق میں وعید شدید فرمائی اور  
 ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ ان میں اور ایمان والوں میں بروز قیامت اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا۔ اس  
 لئے کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ۙ بے شک اللہ ہر شے کا عالم ہے اور ان کا حافظ ہے۔ لِهٰذَا فَلِیَنْتَظِرُ کُلُّ اَمْرِیِّ  
 مُعْتَقَدَہٗ۔ دیکھ لے گا ہر شخص اپنے اپنے اعتقادات کی جزا و سزا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استفہام انکاری فرمایا گیا  
 جس میں مذکورہ ادیان اربعہ کے عقائد کا بطلان فرمایا گیا اور ارشاد ہوا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَ  
 الشَّجَرُ وَالْاَنْۢبَیُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ۔ اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں  
 ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چار پائے اور بہت سے لوگ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ چار دین شیطانی جو ہیں ان میں سے کسی نے ہدایت نہ پائی چنانچہ کوئی آسمانوں پر اپنا معبود بنا بیٹھا اور  
 چاند، سورج، ستاروں کا پرستار ہو گیا کوئی ملائکہ کا پجاری ہو گیا کوئی زمین پر پہاڑوں کے روڑے پتھر پوجنے لگا کوئی درختوں میں  
 پھیل، تارابن، تلسی جی مہاراج کا پجاری ہو گیا، کوئی گوماتا اور بندر کو لنگور کو ہاتھی کو سانپ کو پوجنے لگ گیا۔ کوئی آگ کو یزدان کہہ  
 بیٹھا اور اس کے برعکس اہرمن بنا بیٹھا تو یہ تمام اشیاء عالم گنا کر اپنے حبیب لبیب رحمت دو عالم، عالم ماکان و ما یکون سے مخاطبہ  
 بطریق استفہام انکاری فرمایا اَلَمْ تَرَ۔ یَعْنٰی اَلَمْ تَعْلَمْ یَا مُحَمَّدٌ عَلِمًا یَقُوْمُ مَقَامَ الْعِیَانِ اِنَّ الْکُلَّ یَسْجُدُ لَہٗ۔  
 وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ۔ اٰی وَیَسْجُدُ لَہٗ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ بِسُجُوْدٍ طَاعِیۃٍ وَ عِبَادَۃِہٖ۔

وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو ان اشیاء کا علم آنکھوں دیکھا نہیں۔ تو استفہام انکاری سے یہ معنی ہو گئے کہ آپ کو علم بالمشاہدہ ہے کہ مذکورہ اشیاء تمام کی تمام ہمیں سجدہ کرتی ہیں تو یہ شیطانی دین والے ساجدوں کے ساجد ہیں حالانکہ عقل سلیم کسی ساجد کو سجدہ کرنا گوارا نہیں کرتی بلکہ اسی کے لئے سجدہ منظور کرتی ہے جو مسجود عالم ہے کسی نے خوب کہا ہے:

نہ مرو تم ان پر مضطر کہ یہ بت ہیں چند روزہ تم اس خدا کو پوجو کہ جسے اجل نہ آئے اور کَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ یعنی بہت سے وہ انسان ہیں جن پر عذاب مقرر و مقدر ہو چکا ہے یہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیر خدا کو جو مخلوق ہے سجدہ کرتے اور اسے پوجتے ہیں تو ان کے کفر کی وجہ میں ان پر عذاب مقرر ہو گیا۔  
وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿١٨﴾۔ جسے اللہ ذلیل فرمائے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّبِيَّانَ يَرْفَعُونَ: هُمْ عَلَىٰ مَا أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ قَتَادَةَ قَوْمٌ يَعْبُدُونَ الْمَلَائِكَةَ وَيُصَلُّونَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَيَقْرَأُونَ الزُّبُورَ۔ یہود اور صابی ایک قوم ہے کہ ملائکہ کی پرستش کرتی ہے اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتی ہے اور زبور کی تلاوت کرتی ہے۔

اور قاموس میں ہے کہ یہ وہ قوم ہے جو اپنے زعم میں دین نوح نجی اللہ علیہ السلام پر ہے اور ان کا قبلہ شمال کی طرف ہے اور وہ نصف النہار کے وقت عبادت کرتی ہے۔

اور کتاب الملل والنحل للشہرستانی میں ہے کہ صابی عہد ابراہیم علیہ السلام سے ہیں اور ان کے مقابلہ میں خفاء تھے اور وہ کہتے تھے کہ ہم معرفت الہی اور معرفت طاعت اور امر حق اور اس کے احکام میں واسطہ روحانی کے محتاج ہیں نہ کہ جسمانی کے۔ اور جب واسطہ روحانی سے اعیان حقائق کا عرفان میسر نہ ہوا تو یہ ہیکل کی طرف رجوع ہوئے اور ہیکل سے مراد سبع سیارات تھے یعنی قمر، عطارد، زہرہ، شمس، مریخ، مشتری اور زحل۔ اور اس کے ساتھ کچھ ثوابت کی طرف رجوع ہو گئے۔ چنانچہ صابیہ رومی تو سیاروں کو ماننے لگے اور صابیہ ہند ثوابت کی پوجا کرنے لگے۔ اور اکثر ہیکل سے تنزل کر کے تصویر اشخاص کے پجاری بن گئے جو نہ سن سکتی ہیں نہ دیکھ سکتی ہیں تو ان میں ایک فرقہ تو عبدة الکوکب ہو گیا۔

اور دوسرا فرقہ عبدة الاصنام ہو گیا۔

اور ان دونوں فرقوں سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مناظرہ فرما کر ان پر حجت قائم کی۔

اس فرقہ کا ظہور سنہ اول میں طمورث بادشاہ فارس کے زمانہ میں ہوا۔

اور صابیہ لفظ عربی ہے صبا سے جیسے منع اور کرم اور صبا و صبا۔ یہ لوگ دین ابراہیم علیہ السلام سے نکل کر بے دین ہو گئے۔

وَالنَّصْرِي وَالْحَبَشِيُّ۔ یہ بروایت قتادہ رحمہ اللہ قوم ہے جو سورج قمر اور آگ پوجتی ہے۔

ایک قول ہے کہ یہ قوم نصاریٰ سے نکل کر ٹاٹ کا لباس پہنتی ہے۔

ایک قول ہے کہ یہ وہ قوم ہے جس نے کچھ نصاریٰ کے اصول لئے اور یہود کے طریقے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ عالم کے

دو اصل ہیں نور و ظلمت۔

اور کتاب الملل والنحل میں ہے کہ یہ ایک جماعت یہود سے پہلے کی ہے اور نصاریٰ سے بھی قبل تھی اور یہ دین شریعت صابیہ سے بھی علیحدہ بنائے ہوئے تھے اور ان کے پاس کتاب سے مشابہ کچھ ہے (جسے ژند اور پاژند کہتے ہیں) اور یہ آگ کو معظم مانتے ہیں۔

اور ان کے آتش کدے مجوسیت کے بہت سے ہیں۔

پہلا آتش کدہ جسے افریدون نے بنایا وہ بیت نار یطوس ہے۔

دوسرا آتش کدہ بخارے میں ہے جسے بردسون کہتے ہیں۔

تیسرا بہن نے آتش کدہ بنایا جو بھستان میں ہے جسے کرکو کہتے ہیں۔

چوتھا آتش کدہ اور بخارے میں ہے جسے قبادان کہتے ہیں۔

پانچواں آتش کدہ کونشہ کے نام سے ہے فارس اور اصفہان کے باہن جسے کخسرو نے بنایا۔

چھٹا آتش کدہ بقومش کے نام سے ہے جسے جریر بھی کہتے ہیں۔

ساتواں آتش کدہ کیکدر ہے جو مشرقی چین میں ہے۔

آٹھواں آتش کدہ فارس میں ہے جسے بارجان کہتے ہیں اسے ارجان جد کشاسف نے بنایا اور یہ تمام آتش کدے

زردشت سے پہلے کے ہیں۔

پھر زردشت نے ایک آتش کدہ بنایا۔ کشاسف کے بعد اس کا نام بنیہ رکھا اور اس کے لئے وہ آگ لایا جس کی ان کے

یہاں بہت عظمت تھی اور وہ خوارزم میں تھی اسے دارا میں رکھا اور مجوس اس آتش کدہ کو تمام آتش کدوں سے زیادہ عظمت کی نظر

سے دیکھتے ہیں اور جب افراسیاب نے ان پر چڑھائی کی تو اس آتش کدہ کو سجدہ بھی کرنے لگے۔

اور مشہور ہے کہ انوشیرواں وہی ہے جس نے اس آتش کدہ کو کارشان میں بدلا اور کچھ یہاں چھوڑ کر باقی کو بلاد روم میں

دروازہ قسطنطنیہ پر رکھا۔

پھر گیارہواں آتش کدہ شاپور بن ازد شیر نے بنایا۔

اب یہ سب آتش کدے ظہور امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان تک رہیں گے۔

بارہواں آتش کدہ باسفیہ مدینۃ السلام کے قریب ہے یہ بوران بنت کسری کا ہے۔

تیرہواں آتش کدہ ہند میں بھی ہے جسے مجوس بہت تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آگ ہمیں جہنم کی آگ سے نجات دلائے گی اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہی عقیدہ شاید عذاب کا موجب

ہوگا۔

### لفظ مجوس کی تحقیق

قاموس میں ہے کہ مجوس بروزن صبور۔ یہ ایک آدمی چھوٹے کانوں والا تھا اس نے یہ دین وضع کیا اور لوگوں کو اس کی

طرف بلایا یہ نام مجوس معرب ہے میخ گوش سے۔

اور صحاح میں ہے مجوسیہ ایک مکھی ہے اس کی طرف ان کی نسبت ہے۔



اور بعض نے کہا کہ مجوس موگوش سے معرب ہے اور اس قوم کو موگوش اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سر کے بال کانوں تک بڑھاتے تھے۔

اور بحر میں ہے کہ یہ قوم نجاست استعمال کرتی تھی تو نون کو میم سے بدل کر مجوس کر لیا ورنہ نجوس گندگی والی قوم تھی۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا - الْمَشْهُورُ إِنَّهُمْ عَبْدَةُ الْأَوْثَانِ - بت پرستوں نجوم پرستوں سب کو مشرک کہتے ہیں۔  
هَذَانِ خَصْمِينَ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ - یہ دونوں جھگڑتے ہیں اپنے رب کے معاملہ میں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَالْمُرَادُ بِهَذَا فَرِيقُ الْمُؤْمِنِينَ وَ فَرِيقُ الْكُفْرَةِ الْمُنْقَسِمِ إِلَى الْفَرِيقِ الْخَمْسِ - اس سے مراد مؤمنین کی جماعت اور پانچ فرقہ کفار کے مابین جو خاصہ کرتے تھے وہ ہیں۔ چنانچہ ابن جریر اور ابن مردودہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا شان نزول یہ بیان کرتے ہیں:

تَخَاصَمَتِ الْمُؤْمِنُونَ وَالْيَهُودُ فَقَالَتِ الْيَهُودُ نَحْنُ أَوْلَى بِاللَّهِ تَعَالَى وَأَقْدَمُ مِنْكُمْ كِتَابًا وَ نَبِيًّا قَبْلَ نَبِيِّكُمْ وَقَالَ الْمُؤْمِنُونَ نَحْنُ أَحَقُّ بِاللَّهِ أَمْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْنَا بِنَبِيِّكُمْ وَبِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ كِتَابٍ وَأَنْتُمْ تَعْرِفُونَ كِتَابَنَا وَنَبِيَّنَا ثُمَّ تَرَكْتُمُوهُ وَ كَفَرْتُمْ بِهِ حَسَدًا فَ نَزَلَتْ -

مسلمانوں اور یہود کے مابین خاصہ ہوا تو یہود بولے ہم اولیٰ ہیں ایمان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور از روئے کتاب بھی ہم مقدم ہیں اور باعتبار نبوت بھی ہم پہلے ہیں اس پر مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم زیادہ حقدار ہیں اللہ کی رحمت کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور تمہارے نبی صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم کو بھی ہم نے مانا اور اس پر ہمارا ایمان ہے جو تم پر اللہ تعالیٰ نے کتاب میں نازل کیا اور تم خوب جانتے ہو ہماری کتاب اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر تم حسد و عناد سے سب سے منکر ہو کر کافر ہوئے ہو تو یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت تین آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی جو بدر والے دن مشرکوں کے مقابلہ کو نکلے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور حضرت عبیدہ بن حارث اور حضرت علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ان کے مقابلہ میں مشرکین کی طرف سے عتبہ اور شیبہ ابنائے ربیعہ اور ولید بن عتبہ آئے اور ان کے مابین جو خاصہ ہوا اس کا ذکر فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَطَعْتُمْ لَهِمْ شِيَابًا مِنْ نَارٍ - تو جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے بیونٹے گئے کپڑے آگ کے۔“  
جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے لئے جہنمی لباس تیار کیا گیا ہے اور قطع شیبہ استعارہ فرمایا گیا حقیقتاً قطع ثوب مراد نہیں بلکہ جہنمی لباس مراد ہے چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں إِنَّ هَذَا الشِّيَابَ مِنْ نَحَاسٍ مُذَابٍ وَ لَيْسَ شَيْءٌ حَمِيٍّ فِي النَّارِ أَشَدُّ حَرَارَةً مِنْهُ فَلَيْسَتْ الشِّيَابُ مِنْ نَفْسِ النَّارِ بَلْ مِنْ شَيْءٍ يُشَبِّهُهَا وَ تَكُونُ هَذَا الشِّيَابُ كِسْوَةَ لَهُمْ وَ مَا أَقْبَحُهَا كِسْوَةَ -

یہ کپڑے پھلے ہوئے تانبہ کے ہوں گے اور اس سے شدید ترین گرم کوئی لباس نہ ہوگا تو وہ آگ کے کپڑے نہ ہوں گے بلکہ آگ ہی لباس کے مشابہ ان پر محیط ہوگی۔ اس سے قبیح ترین اور کیا لباس ہوگا۔ چنانچہ اس کی مزید وضاحت فرمائی گئی۔

”يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ۔ بہایا جائے گا ان کے سر پر کھولتا پانی۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَوْ سَقَطَ مِنَ الْحَمِيمِ نَفْطَةٌ عَلَى جِبَالِ الدُّنْيَا لَأَذَابَتْهَا۔ اگر ماء حمیم کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر ڈالا جائے تو وہ سب کو پگھلا دے۔

يُصَهَّرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ۔ گل جائے جو کچھ ان کے پیٹوں میں امعاء و احشاء سے ہو۔  
يُصَهَّرُ۔ کے معنی يُذَابُ کے ہیں اور يُذَابُ گل جانے کے معنی میں مستعمل ہے چنانچہ

عبد بن حمید اور ترمذی اور عبد اللہ بن احمد زوائد الزہد میں اور ایک جماعت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ  
إِنَّهُ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْحَمِيمَ يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ فَيَنْفَدُ الْجُمُجُمَةُ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلُتُ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يَمْرُقَ إِلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ۔

حضرت ابو ہریرہ نے یہ آیت تلاوت فرما کر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کھولتا پانی جہنمیوں کے سروں پر جب ڈالا جائے تو وہ دماغ تک نفوذ کر کے کھوپڑی کا مغز نکال دے حتیٰ کہ وہ جوف میں سے ہوتا ہوا پاؤں تک پہنچے اور سب کچھ گلا ڈالے پھر از سر نو ایسا ہی ہو جائے جیسا کہ تھا۔

يُصَهَّرُ کے معنی يُنْضِجُ بھی کئے گئے ہیں یعنی پکاوے۔ اس پر عطف فرمایا۔

وَالْجُلُودُ۔ اور کھالیں بھی گلا دے۔ جلود جلد کی جمع ہے اور جلد کھال کو کہتے ہیں۔

وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ۔ اور ان کے لئے گرز ہوں گے لوہے کے۔ مَقَامِعُ جمع ہے اس کا مفرد مَقْمَعٌ ہے وَ حَقِيقَتُهَا مَا يُقْمَعُ بِهِ أَيْ يُكْفُّ بِعَنْفٍ۔ مَقْمَعٌ اس کو کہتے ہیں جس سے کوٹا جائے۔

وَ فِي مَجْمَعِ السِّبَانِ هِيَ مَدَقَّةُ الرَّأْسِ مِنْ قَمْعَةٍ قَمْعًا إِذَا رَوَّعَهُ۔ وہ سر کوٹنے کا آلہ ہے جس سے سر کو کچل دیا جائے۔

ضحاک وغیرہ نے مطارق ترجمہ کیا یعنی ہتھوڑے۔

بعض نے کہا وہ سیاط ہیں یعنی کوڑے اس کا واحد سوط ہے۔

چنانچہ حدیث میں بھی یہی مضمون لیا گیا حَيْثُ قَالَ لَوْ وُضِعَ مَقْمَعٌ مِنْهَا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الثَّقَلَانِ مَا أَقْلَوْهُ مِنَ الْأَرْضِ۔ اگر ایک گرز زمین میں رکھا جائے اور ثقلین کو جمع کیا جائے تو زمین سے کچھ باقی نہ رہے۔ آگے ارشاد ہے:

كَلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ جب گھٹن کے سبب اس

میں سے نکلنا چاہیں شدت تکلیف سے اسی میں لوٹا دیئے جائیں اور حکم ہو چکھو عذاب جلانے والا۔

آلوسی فرماتے ہیں: أَيْ أَشْرَفُوا عَلَى الْخُرُوجِ مِنَ النَّارِ وَ دَنُوا مِنْهُ حَسَبًا يُرْوَى أَنَّهَا تَضْرِبُهُمْ بِلَهْبِهَا فَتَدْمَغُهُمْ فَإِذَا كَانُوا فِي أَغْلَاهَا ضَرَبُوا بِالْمَقَامِعِ فَهَوُّوا فِيهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا۔ جب وہ ارادہ کریں گے آگ سے نکلنے کا تو شرارہ ہائے جہنم انہیں اٹھالیں جب وہ بلندی پر آئیں تو گرز مارے جائیں تو وہ اس میں ستر خریف

گہرائی میں چلے جائیں اور انہیں کہا جائے اب تم چکھتے رہو جہنم کا عذاب۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ تَعَالَى مِنَ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ۔

### بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

بے شک اللہ داخل کرے گا ایمان والوں کو جنہوں نے نیک عمل کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں پہنائے جائیں اس میں سونے کے کنگن اور موتی اور ان کا لباس ریشم ہو

اور ہدایت ہوئی انہیں پاکیزہ بات کی اور ہدایت ہوئی تعریف کی راہ کی

بے شک وہ جو کافر ہوئے اور روکا انہوں نے اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جسے ہم نے کیا سب لوگوں کے لئے برابر رہنے والے وہاں کے اور پردہ سی اور جو چاہے اس میں الحاد و زیادتی سے، چکھائیں گے ہم اسے عذاب دردناک

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿١٣﴾

وَهُدًى وَآيَاتٍ إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖ وَهُدًى وَإِلَى صِرَاطٍ الْحَمِيدِ ﴿١٤﴾

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۖ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ يُظْلِمُ نَفْسَهُ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ ﴿١٥﴾

### حل لغات تیسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

إِنَّ - بے شک	اللہ - اللہ	يُدْخِلُ - داخل کرے گا	الَّذِينَ - ان کو جو
آمَنُوا - ایمان لائے	و - اور	عَمِلُوا - عمل کئے	الصَّالِحَاتِ - اچھے
جَنَّاتٍ - باغوں میں	تَجْرِي - چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا - ان کے نیچے	الْأَنْهَارُ - نہریں
يُحَلَّوْنَ - پہنائے جائیں گے	و - اور	فِيهَا - اس میں	مِنْ أَسَاوِرَ - کنگن
مِنْ ذَهَبٍ - سونے کے	و - اور	لُؤْلُؤًا - موتی	و - اور
لِبَاسُهُمْ - ان کا لباس	فِيهَا - اس میں	حَرِيرٌ - ریشم ہوگا	و - اور
هُدًى - ہدایت کئے گئے	إِلَى - طرف	الطَّيِّبِ - پاکیزہ	مِنْ الْقَوْلِ - بات کی
و - اور	هُدًى - ہدایت کئے گئے	إِلَى - طرف	صِرَاطٍ - راہ
الْحَمِيدِ - تعریف کئے گئے کی	إِنَّ - بے شک	الَّذِينَ - وہ جو	كَفَرُوا - کافر ہوئے
و - اور	يَصُدُّونَ - روکتے ہیں	عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ - اللہ کی راہ سے	و - اور
و - اور	الْمَسْجِدِ - مسجد	الْحَرَامِ - حرام سے	الَّذِي - وہ جو
جَعَلْنَاهُ - بنایا ہم نے اس کو	لِلنَّاسِ - لوگوں کے لئے	سَوَاءً - برابر ہے	الْعَاكِفُ - رہنے والا



فِيهِ اس میں      وَ اور      الْبَادِ پر دیسی      وَ اور  
 مَنْ جو      يُرْدُ - ازادہ کرے      فِيهِ اس میں      بِالْحَادِ الحاد کا  
 يُظْلِم ظلم سے      نُزِقَهُ چکھائیں گے ہم اسے      مِنْ عَذَابِ عذاب      إِلَيْمِ - دردناک

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّونَ فِيهَا مِنْ  
 أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسَهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿١٣﴾ -

پہلے رکوع میں فالذین کفروا قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ الایہ کافروں کے لئے جو تیاریاں ہیں ان کا ذکر فرمایا تو اسلوب بیان قرآن کے مطابق ان کی جزا و سزا کے بیان کے بعد ایمان والوں کا مقام بھی بیان کرنا لازمی تھا اس لئے کہ قرآن کریم میں تمام مواقع پر یہی طرز بیان رہا ہے کہ اگر اول اہل جنت کا بیان کیا گیا تو بعد میں اہل جہنم کا اور اگر اول اہل جہنم کا تو بعد میں اہل جنت کا ذکر ضرور کیا گیا۔

اس میں لف و نشر مرتب نہیں ہوتا کہ ایک ہی طور پر اول جہنمی بعد میں جنتیوں کا ذکر ہو یا پہلے جنتیوں کا ذکر کیا جائے بعد میں جہنمیوں کا۔ بلکہ ذکر دونوں فریق کا کرنا غیر مرتب طور پر لازمی ہوتا ہے۔ اسے لف و نشر غیر مرتب کہتے ہیں۔ چنانچہ اس اسلوب پر یہاں اب جنتیوں کا حال بتانا لازم تھا۔ اس لئے کہ پہلے رکوع میں جہنمیوں کے لباس جہنم قطع فرمانا ظاہر کیا گیا تھا۔

تو اب اہل جنت کا حال فرمایا کہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہ اس میں جڑاؤ زیورات اور موتیوں کی چیزیں ریشمی لباس کے ساتھ پہنیں گے۔

اور وَهُدً وَاِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ - اور ان کے اخلاق دنیا داروں کے سے ذلیل نہ ہوں گے۔ کہ ایک دوسرے کو سب و شتم کر کے اپنی یگانگت کا مظاہرہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام خصائل رذیلہ سلب فرما کر انہیں اچھے اخلاق، شستہ کلام کی ہدایت فرمادے گا۔

بعض نے قول طیب سے کلمہ شہادت مراد لیا۔

بعض نے قرآن کریم فرمایا۔

اور وَهُدً وَاِلَى صِرَاطِ الْحَيِّدِ سے اچھا راستہ اسلام مراد لیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے جنت کی راہ مراد لی۔

بہر حال جنتی روحانی و جسمانی نعمتوں سے متمتع ہوں گے۔

اس کے بعد پھر نافرمان فرقہ کے چند اوصاف بیان کئے اور ارشاد ہوا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَصْذُقُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الایہ - یہ عہد رسالت ﷺ کے کفار کا ذکر

ہے جو کفر کے علاوہ اللہ عزوجل کے راستے بھی روکتے تھے اور جو اسلام لے آئے ان پر سخت ظلم و ستم کرتے انہیں دین چھوڑنے

پر مجبور کرتے اور مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ سے بھی منع کرتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوسفیان کے متعلق ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے سال مسلمانوں کو عمرہ سے روکا اور واقعہ حدیبیہ چونکہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد ہوا ہے اس بنا پر یہ عام شرائطوں کی طرف ہی اشارہ ہے۔ اس کے بعد مسجد حرام پر مسلم حقوق کی مساوات ظاہر کی گئی کہ اس میں عاکف یعنی مقیم و متوطن اور باد یعنی مسافر سب کے حقوق مساوی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ کی سکونت میں وہاں کے متوطن اور پردیسی سب مساوی الحقوق ہیں اور یہی مذہب قتادہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کا ہے بلکہ ان کے نزدیک تو باہر والوں سے اہل مکہ کے لئے مکانات کا کرایہ لینا بھی جائز نہیں اور وہاں کی زمین بیع کرنے کا بھی حق نہیں اور اسی پر ابن عمر، عمر بن عبدالعزیز اور امام ہمام ابوحنیفہ اور اسحاق حنظلی رحمہم اللہ کا اتفاق ہے۔ اس کی مزید توضیح تفسیر رکوع سوم میں ملاحظہ کریں۔ ان کی دلیل یہی آیت کریمہ ہے۔ اور بعض احادیث سے ثابت ہے کہ اس سے مراد مکہ معظمہ ہے۔ لیکن علماء محققین کہتے ہیں کہ اس سے مراد صرف اور صرف حرم ہے کہ وہ کسی کی ملکیت نہیں۔ اس میں ہر مقیم و مسافر عبادت اور ادائے نماز میں مساوی حق رکھتا ہے۔ اور مکہ کے مکانات کی بیع تو عہد رسالت مآب میں بھی ہوتی ہے اس بنا پر سَوَاءَ الْعَاكِفِ فِيهِ وَالْبَادِ اس کے متعلق مقیم اور مسافر برابر کے حقدار ہیں کہ شعائر کا احترام کریں۔

وَمَنْ يُدْفِئْ فِيهِ بِالْحَاظِ الْجَادِ لِدَسِ مَشْتَقٍ هِ اس کے معنی کچی کے ہیں اس پر چند قول ہیں:

بعض کے نزدیک اس سے شرک مراد ہے۔

بعض کے نزدیک حرم میں شکار کرنا ہے۔

بعض کہتے ہیں کسی کو مارنا یا ستانا۔

صحیح قول یہ ہے کہ عام ممنوعات مراد ہیں ان کے مرتکب کو وعید ہے۔

لُنْفِقُهُ مِنْ عَذَابِ آلِ يَمِيمٍ ہم اس کو دردناک عذاب کا ذائقہ چکھائیں گے۔

اس کے بعد مسجد حرام کی تعمیر اور اس کے احترام کا تذکرہ آئندہ رکوع میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔

### مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورہ حج - پ ۱

”إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ۔ بے شک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں سجے ہوئے ہوں اس میں کنگنوں سے جو سونے کے اور موتیوں کے ہوں اور ان کا لباس ریشمی ہو۔“

یہاں سے بیان حسن حال مومنین شروع ہے کفار کے سوء حال کا تذکرہ فرما کر۔ اس میں وہ مومنین جن کے اعمال صالحہ ہیں انہیں جنت کی بشارت دے کر ارشاد ہے يُحَلَّوْنَ فِيهَا پهنائے جائیں اس جنت میں۔ یہ تحلیہ بالکل ہے یعنی

تَحْلِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِأَمْرِ تَعَالَى۔ سجادیں فرشتے علیہم السلام باذن الہی جنتیوں کو زیورات سے مینِ آساوراً من ذہبِ ائی یحلون حلیاً او شیئاً من آساور۔ یہ من تبغیضیہ ہے یعنی جنتی آراستہ کئے جائیں جنت میں زیورات سے اور کچھ سونے کے کنگنوں سے۔

اور حلی محاورہ میں سجانے اور حسین بنانے کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ چنانچہ یحلی اور استحسنۃ اور یہ اصل میں حلاوت سے ہے جیسے مٹھاس اچھی معلوم ہوتی ہے ایسے ہی زیور بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور  
وَلَوْلُؤًا۔ عطف ہے محل آساور پر اس کے معنی یہ ہوں گے و یوتون لؤلؤا۔ سنہری زیورات کے ساتھ موتی بھی دیے جائیں۔

یا خلاصہ معنی یوں سمجھے جائیں کہ زیورات موتیوں سے جڑے ہوئے اس لئے کہ آسواراً قد یكون من ذہبِ مُرَصَّعٍ بِلؤلؤٍ وَقَدْ یكون من لؤلؤٍ فقط۔ کنگن کبھی تو سونے کے موتیوں سے مرصع ہوتے ہیں اور کبھی فقط موتیوں کے ہوتے ہیں۔

لیکن جنت کے موتیوں کی چمک دمک ایسی ہوگی کہ اس سے مشرق و مغرب روشن ہو جائیں گے۔ (ترمذی)  
اور وہ ریشم جو جنت میں حلال اور دنیا میں مردوں کو حرام ہے بھی انوکھی ہی شان کا ہوگا۔  
وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ۔ اور ان کا لباس جنت میں ریشم ہوگا۔

چنانچہ نسائی اور ابن حبان ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَبَسَهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَمْ يَلْبَسْهُ۔ جو دنیا میں ریشم پہنے گا آخرت میں اسے ریشم نہ ملے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو جائے تو اور جنتی ریشم پہنیں گے لیکن یہ ہرگز ریشم نہ پہن سکے گا۔ اور ظاہر ہے کہ استعمال حریر مردوں کو حرام ہے اور اس کی تکفیر بھی کی گئی جو ریشم مردوں کے لئے حلال کرے اور بیہتھی نے اپنی سنن میں بھی یہ حدیث نقل کی۔ آگے ارشاد ہے:

وَهَذَا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ۔ اور وہ ہدایت کئے جائیں پاک قول کے ساتھ۔

یعنی جنت میں مہذب شستہ باتیں اہل جنت میں ہوں چنانچہ دنیا میں قول طیب کلمہ طیبہ ہے یعنی لا الہ الا اللہ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فرمایا۔ اور جنت میں الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَاةً وَأَوْسَاتًا الْآرْضِ تَتَّبِعُونَ مِنَ الْجَنَّةِ ہے۔ یعنی وہاں حمد اس طرح ہوگی۔

وَهَذَا إِلَى صِرَاطِ الْحَيِّدِ۔ اور وہ ہدایت کئے جائیں سرا ہے گئے راستہ کی طرف اِی الْمَحْمُودِ جِدًّا۔ اس پر چند قول ہیں:

وَالْمُرَادُ بِهِ الْإِسْلَامُ فَإِنَّهُ صِرَاطٌ مَّحْمُودٌ۔ اس سے مراد اسلام ہے کہ وہ صراط محمود ہے۔

ایک قول ہے کہ وہ جنت ہے۔

ایک قول ہے إِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْحَمِيدِ هُوَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُسْتَحَقُّ لِذَاتِهِ لِغَايَةِ الْحَمْدِ۔ حمید سے مراد

اللہ تعالیٰ ہے کہ وہ مستحق غایت حمد ہے۔ آگے ارشاد ہے جس میں کفار کی کیفیت اور مسجد حرام کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔



إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيُصَدِّقُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ - وہ لوگ جو کافر ہوئے اور جو روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور مسجد حرام سے جسے کیا لوگوں کے لئے برابر مقیم متوطن اور پردیسی کے لئے برابر۔

اس کے شان نزول میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي أَبِي سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَأَصْحَابِهِ حِينَ صَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَكَّرَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنْ يُقَاتِلَهُمْ وَكَانَ مُحْرِمًا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ صَالَحُوهُ عَلَى أَنْ يَعُودَ فِي الْعَامِ الْقَابِلِ -

یہ آیت ابوسفیان بن حرب اور اس کی جماعت کے متعلق نازل ہوئی جبکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم رضوان کو مقام حدیبیہ میں مسجد حرام سے روکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے مقاتلہ گوارا نہ ہوا اس لئے کہ آپ محرم تھے عمرہ کے لئے پھر ان سے مصالحت ہو گئی آئندہ سال کے لئے آنے پر۔

اور اس سے مراد مکہ معظمہ ہے حَيْثُ قَالَ وَالْمُرَادُ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مَكَّةُ اور الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ یعنی وہ مکہ مکرمہ وہ ہے کہ اسے ہم نے برابر کیا ہے مکی اور آفاقی کے لئے یعنی متوطن مقیم اور مسافر کے لئے اس میں حقوق مساوی ہیں۔

اور اس بنا پر بعض ائمہ نے اس آیت سے استشہاد کیا عدم جواز بیع مکانات مکہ کا اور کرایہ پردینے کا اس لئے کہ یہاں حقوق سب کے مساوی ہیں۔

اور اس کی تصریح بعض احادیث سے ملتی ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَكَّةُ حَرَسَهَا اللَّهُ تَعَالَى لَا يَحِلُّ بَيْعُ رِبَاعِهَا وَلَا إِجَارَةُ بُيُوتِهَا - مکہ اللہ نے حرام فرمایا اس میں مکانات کی فروخت حرام اور کرایہ مکانات کا لینا حرام ہے۔

پھر ابن لبابہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ کے مکانات بغیر دروازوں کے ہوتے تھے حتیٰ کہ چوریاں ہونے لگیں تو ایک شخص نے اپنے گھر کا دروازہ لگا لیا اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اتَّغْلِقُ بَابًا فِي وَجْهِ حَاجِ الْبَيْتِ فَقَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ حِفْظَ مَتَاعِهِمْ مِنَ السَّرْقَةِ فَتَرَكَهُ فَاتَّخَذَ النَّاسُ الْأَبْوَابَ -

کیا تو حاجیوں کے لئے دروازہ بند کرتا ہے تو اس نے عرض کی میں نے تو ان کے سامان کی محافظت کی ہے تاکہ ان کی چوری نہ ہو تو حضرت فاروق نے اسے چھوڑ دیا تو پھر اور لوگوں نے بھی دروازے لگانے شروع کر دیئے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ غَلْقَمَةَ ابْنِ نَضْلَةَ قَالَ تُوْفِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَمَا فِيهِ مِنْ رِبَاعِ مَكَّةَ إِلَّا مِنْ اِحْتِاجِ سَكْنٍ وَمِنْ اسْتُغْنِيَ اسْكَنَ - جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے وہ مکانات جو مکہ میں تھے تنگ دستوں کو دے دیئے اور حاجت مند ان میں رہتے اور مال دار لوگ انہیں رکھتے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو مکہ معظمہ کے مکانات کا کرایہ کھائے اس نے اپنے پیٹ میں آگ بھری اس لئے کہ

مکہ کے اندر ہر آدمی برابر ہے انتفاع میں خواہ مسافر ہو یا مقیم۔

اس قسم کی اکثر روایتیں ہیں چنانچہ دارقطنی میں بھی ہے لیکن انہوں نے اتنا سہارا دیا کہ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ بِنَاءِ مَكَّةَ وَيُكْرَهُ بَيْعُ أَرْضِهَا۔ مکانات بیچنا جائز ہے لیکن زمین فروخت کرنا مکروہ ہے۔ پھر اس میں شوافع وغیرہ کے بہت سے اختلاف ہیں۔ حالانکہ مکہ مکرمہ میں زمین و مکان بیچ ہوتے ہیں۔

بہر حال اقوال فقہاء سے بھی سہارا ملتا ہے چنانچہ تنویر الابصار شرح درالمختار میں ہے:

وَجَازَ بَيْعُ بِيُوتِ مَكَّةَ وَأَرْضِهَا بِلَا كِرَاهَةٍ وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَبِهِ يُفْتَى - عینی۔ روح المعانی۔ بیوت مکہ اور اس کی زمین بیچنا بلا کراہت جائز ہے اور اسی پر شافعی ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور مختارات النوازل میں ہے ہدایہ سے ہے لَا بَأْسَ بِبَيْعِ بِنَائِهَا وَاجَارَتِهَا لَكِنْ فِي الزَّيْلَعِيِّ وَغَيْرِهِ يُكْرَهُ اجَارَتُهَا۔ مکانات بیچنا اور کرایہ پر دینا مکہ میں جائز ہے البتہ علامہ زیلیعی رحمہ اللہ نے مکروہ فرمایا کرایہ کھانا مکانات کا۔ اس قسم کے اختلاف اقوال اور بہت سے ہیں۔

لیکن علامہ آلوسی رحمہ اللہ آخر میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِي تَحَرَّأَ مِمَّا رَأَيْنَاهُ مِنْ أَكْثَرِ مُعْتَبَرَاتٍ كُتِبَ سَادَاتِنَا الْحَنْفِيَّةِ أَنَّ جَوَازَ بَيْعِ بِنَاءِ الْبُيُوتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ لِمَلِكٍ لِمَنْ بَنَاهُ كَمَنْ بَنَى فِي أَرْضِ الْوَقْفِ بِإِذْنِ الْمُتَوَلَّى۔

اور جو کچھ اس کے متعلق معتبر کتب سادات حنفیہ سے ہم نے دیکھا اس میں جواز بیع بناء بیوت پر سب کا اتفاق ہے اس لئے کہ بناء بنانے والے کی وہ ملک ہے جیسے متولی کی اجازت سے ارض موقوفہ پر جو عمارت بنائی وہ اس کی ملک ہوتی ہے۔ اور شوافع یہ کہتے ہیں کہ

إِنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فِي الْمَطَافِ وَالْعَاكِفِ فِي الْمُعْتَكِفِ لِلْعِبَادَةِ الْمَعْدُودِ مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ بِمَلَازِمَتِهِ لَهُ أَظْهَرَ۔ مسجد حرام مطاف میں ہے اور عاکف مقام اعتکاف میں مقررہ عبادت کے لئے ہوتا ہے تو اہل مسجد کے لئے ہے یہ ظاہر حکم ہے۔ تو

سَوَاءٌ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ مِنْ مَسَاوَاتِ مَقِيمٍ وَمَسَافِرٍ صَرَفَ مَسْجِدَ حَرَامٍ فِي عِبَادَتِهِ كَمَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا:

مَنْ أَعْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ۔ جو دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے اور جو دار ابوسفیان میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔

وَ بَأَنَّهُ قَدْ اشْتَرَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَارَ السَّجْنِ اتْرَى أَنَّهُ اشْتَرَى مِنْ مَالِكِيهَا أَوْ غَيْرِ مَالِكِيهَا۔ اور بیع وشری اس لئے بھی جائز مانی جائے گی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جیل خانہ کے لئے زمین خریدی تو کیا وہ مالک زمین سے لی یا نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ حد حرام کتنی ہے اس پر یہ رباعی کافی ہے۔ جو حد و حرم کی وسعتوں کو واضح کر رہی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

وَلِلْحَرَمِ التَّحْدِيدُ مِنْ أَرْضِ طَيْبَةَ ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ إِذَا رُمَتْ اتِّقَانَهُ

و سَبْعَةُ أَمْيَالٍ عِرَاقٍ وَ طَائِفٍ  
و مِنْ يَمَنِ سَبْعٌ بِتَقْدِيمِ سِينِهِ  
حدود ارض طیبہ سے حرم کی تین میل ہے۔

عراق اور طائف کی طرف سے سات میل  
اور جدہ کی طرف سے دس میل  
اور جعرانہ کی طرف سے نو میل  
اور سمت یمن سے سات میل

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حد مسجد حرام آخر مسعی تک ہے۔

اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں مسجد حرام کی بنیاد جو ابراہیم علیہ السلام نے رکھی وہ مروہ سے مخرج مسیلن جیاد تک تھی۔

اور انہوں نے بتایا کہ مسجد حرام کا طول اس وقت چار سو چار ذراع تھا اور عرض تین سو ذراع اور ذراع ہمارے مروجہ گز سے گیارہ گرہ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے تین سو گز سے کم طول اور دو سو پچیس گز کے قریب عرض نکلتا ہے۔ اور موجودہ صورت میں مسجد حرام عہد رسالت مآب ﷺ میں نہ تھی۔ حرم کی دیواریں بھی نہ تھیں۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو مسجد حرام وسیع کی گئی۔ آپ نے اس کے گرد کے مکان خرید کئے، انہیں گرایا اور دیواریں بنوائیں لیکن یہ دیواریں مثل منڈیر کے چھوٹی تھیں قد آدم بھی نہ تھیں اور اس زمانہ میں چراغ حرم کی روشنی کے لئے ان دیواروں پر رکھے جاتے تھے۔

پھر جب عہد عثمان رضی اللہ عنہ آیا تو آپ نے اور مکانات گرد حرم کے خرید کئے اور حرم کو وسیع کیا۔ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۶۰ھ سے زائد کے بعد کے عہد میں اس میں کافی وسعت ہو گئی۔ اور آپ نے دار الرزاقی سات ہزار دینار میں خرید کر حرم میں داخل کئے۔

پھر اس کی تعمیر عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ نے کی لیکن حرم کو بجائے بڑھانے کے دیواروں کو اونچا کر دیا اور ستون سنگین حجر رخام کے قائم کرائے۔

پھر عہد منصور میں شق شامی کی طرف وسعت دی گئی اور ستون سنگ رخام کے بڑھائے۔

پھر عہد مہدی میں دوبارہ تعمیر کی گئی اس وقت تک کعبہ مکرمہ حرم کی ایک سمت تھا اس نے اتنا صحن وسیع کیا کہ بیت اللہ وسط میں آ گیا اور بہت سے مکانات خرید کر حرم میں داخل کئے کما ذکرہ النووی۔

اور عہد مہدی میں مصلے حنفی کے پیچھے دار الندوہ تھا اسے بھی حدود مسجد میں ملا دیا گیا۔

حتیٰ کہ جب عہد حکومت سلاطین آل عثمان آیا تو انہوں نے حرم کے تمام وکمال شان تعمیر کو مکمل کیا اس کے بعد آخر آیت رکوع میں ارشاد ہے:

وَمَنْ يُؤَدِّ فِيهِ بِالْحَادِ يُظْلِمُ نَفْسَهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ۔ اور جو الحاد چاہے اور ظلم کرے اسے ہم دردناک عذاب کا



ذائقہ دیں گے۔

الحاد کے معنی نافرمانی کے ہیں جو قصداً کی جائے۔

اور الحاد اصل میں حافر یعنی گڑھا کھودنے والوں کو کہتے ہیں۔

اور الحاد کے حاصل معنی مَيْلًا عَنِ الْحَقِّ إِلَى الْبَاطِلِ کے ہیں جو تمام معاصی پر بول سکتے ہیں۔

بعض نے کہا الحاد شرک ہے۔

اور الحاد حد سے ہے ملحد کھودنے والا ملحد جو حد میں رکھا جائے۔

اس کا شان نزول بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن انیس کے ساتھ دو آدمیوں

کو بھیجا تھا ان میں ایک مہاجر تھا اور دوسرا نصاریٰ ان لوگوں نے اپنے اپنے نسب پر فخر کرنا شروع کیا۔ عبد اللہ بن انیس کو غصہ آیا

اس نے نصاریٰ کو قتل کر دیا اور خود فرار ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ

بِالْحَادِ يُظْلِمُ نَفْسَهُ مِنْ عَذَابِ آلِيمٍ۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورہ حج - پ ۷۱

اور یاد فرمائیے جبکہ ہم نے ٹھکانا کر دیا ابراہیم کا مکان

بیت کو اور حکم دیا کہ نہ شریک کرنا میرا کسی کو اور میرا گھر

ستھرا رکھو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع

سجدے کرنے والوں کے لئے

اور اعلان کر لوگوں میں حج کا آئیں گے لوگ پیادہ اور ہر

دہلی اونٹنی پر آتی ہیں ہر دور کی راہ سے

تاکہ وہ پائیں اپنا فائدہ اور اللہ کی یاد کریں جانے ہوئے

دنوں میں اس پر کہ انہیں رزق دیا بے زبان چوپایوں کا تو

کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو

پھر اتاریں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور

طواف کریں آزاد گھر کا

یہ ہے حکم اور جو تعظیم کرے اللہ کی حرمتوں کی تو وہ اس کے

لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے اور حلال کئے گئے تم

پر چوپائے بے زبان مگر جو پڑھی جاتی ہے تم پر ممانعت تو

بچو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ

بِي شَيْءٍ وَأَظْهَرُ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَ

الرُّكَّعِ السُّجُودِ ①

وَإِذْ نَفَخْنَا فِي نَافِثَاتِ الْوَالِدِ الَّذِي يُجَادِلُكَ فِي

دِينِكَ إِذْ يَدْعُوكَ لِتُكْفِرَ بِهِ وَلَوْ ظَنَّ

اللَّهُ لَأَبْلَغَ عِلْمًا فَرْتَضَىٰ لَكَ الْبَيْتَ فَاسْرِعْ

بِإِحْسَانٍ وَإِذْ يُرَادُ بِكُمُ الضَّرَبُ لَمَلَّ

بِكُمْ فَاسْرِعُوا بِاللَّيْلِ مِنَ الْمَكَّةِ لِقَابِ رَبِّكُمْ

وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ②

ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُؤْفُوا نُذُورَهُمْ وَ

لِيُطَوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ③

ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَةَ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمْ الْآنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ

عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَ

اجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ④

ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا کسی کو ساجھی نہ کرو اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ اسے اچک لے جاتے ہیں پرندے یا ہوا سے کسی دور جگہ پھینکتی ہے یہ ہے بات اور جو اللہ کے نشانوں کی تنظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے تمہارے لئے اس میں فائدے ہیں ایک مقررہ مدت تک پھر پہنچنا ہے ان کا آزاد گھر تک

حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيبٍ ﴿٣١﴾  
ذَلِكَ ۗ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾  
لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَىٰ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾

### حل لغات چوتھا رکوع - سورہ حج - پ ۱

و۔ اور	إِذْ - جب	بَوَّأْنَا - جگہ دی ہم نے	لَا بُرْهَانًا - ابراہیم کو
مَكَانٍ - جگہ	الْبَيْتِ - بیت اللہ کی	أَنْ - یہ کہ	لَا - نہ
تُشْرِكُ - شریک بنا	بِي - میرے ساتھ	شَيْئًا - کسی کو	و۔ اور
طَهْرًا - سٹھرا کر	بَيْتِي - میرا گھر	لِلطَّائِفِينَ - طواف کرنے والوں	
و۔ اور	الْقَائِمِينَ - اعتکاف کرنے والوں		و۔ اور
الرُّكْعِ - رکوع کرنے والوں	السُّجُودِ - سجدہ کرنے والوں کے لئے		و۔ اور
أَذُنْ - آواز دے	فِي - بیچ	التَّائِسِ - لوگوں کے	بِالْحَجِّ - حج کے لئے
يَأْتُوكَ - آئیں گے تیرے پاس	كُلِّ - ہر ایک	رِجَالًا - پیدل	و۔ اور
عَلَى - اوپر	فِجْ - راہ	ضَامِرٍ - لاغراوٹنی کے	يَأْتِينَ - آئیں گی
مِنْ كُلِّ - ہر ایک	لَهُمْ - اپنے کو	عَبِيقٍ - گہری کے	لِيَشْهَدُوا - تاکہ حاضر ہوں
مَنَافِعَ - منافع	اللَّهِ - اللہ کا	و۔ اور	يَذْكُرُوا - یاد کریں
اسْمَ - نام	عَلَى - اوپر	فِي - بیچ	أَيَّامٍ - دنوں
مَعْلُومَةٍ - مقررہ کے	بِهَيْبَةٍ - چارپائے	مَا - اس کے جو	رَزَقَهُمْ - ان کو رزق دیا
مِنْ - کچھ	و۔ اور	الْأَنْعَامِ - جانوروں سے	فَكُلُوا - تو کھاؤ
مِنْهَا - اس سے	ثُمَّ - پھر	أَطْعِمُوا - کھلاؤ	الْبَائِسِ - بھوکے
الْفَقِيرِ - محتاج کو	لِيُؤْفُوا - چاہئے کہ پورا کریں	لِيَقْضُوا - چاہئے کہ دور کریں	تَقْتُلُوا - اپنی میل کچیل
و۔ اور	و۔ اور	نُذُورَهُمْ - اپنی نذریں	و۔ اور
لِيَطُوفُوا - چاہئے کہ طواف کریں		بِالْبَيْتِ - گھر	الْعَتِيقِ - آزاد کا
ذَلِكَ - یہ ہے	و۔ اور	مَنْ - جو	يُعْظِمُ - عزت کرے

حُرْمَتِ- نشانوں	اللہ- اللہ کی	فَهُوَ- تو وہ	خَيْرٌ- بہتر ہے
لَهُ- اس کے لئے	عِنْدًا- نزدیک	رَبِّهِ- اس کے رب کے	وَ- اور
أُحِلَّتْ- حلال کئے گئے	لَكُمْ- تمہارے لئے	الْأَنْعَامِ- جانور	إِلَّا- مگر
مَا- جو	يُثَلَّى- پڑھے جاتے ہیں	عَلَيْكُمْ- تم پر	فَاجْتَنِبُوا- تو بچو
الرِّجْسِ- گندگی	مِنَ الْآوْتَانِ- بتوں کی سے	وَ- اور	اجْتَنِبُوا- بچو
قَوْلٍ- بات	الزُّورِ- جھوٹی سے	حُنْفَاءَ- ایک رنخ ہو کر	بِاللَّهِ- اللہ کے لئے
غَيْرٍ- نہ	مُشْرِكِينَ- شرک کرنے والے		بِهِ- اس کے ساتھ
وَ- اور	مَنْ- جو	يُشْرِكْ- شرک کرے	بِاللَّهِ- اللہ کے ساتھ
فَكَانَمَا- تو گویا	خَزًّا- گر پڑا	مِنَ السَّمَاءِ- آسمان سے	فَتَخَطَّفَهُ- پھرا چک لے
گئے اس کو	الطَّيْرُ- پرندے	أَوْ- اور یا	تَهْوَى- گرا دیں
بِهِ- اس کو	الرِّيحُ- ہوائیں	فِي- بیچ	مَكَانٍ- جگہ
سَجِيْقٍ- گہری کے	ذَلِكَ- یہ ہے	وَ- اور	مَنْ- جو
يُعْظِمُ- تعظیم کرے	شَعَائِرَ- نشانیوں	اللَّهِ- اللہ کی	فَانْهَأ- تو وہ ہے
مِنَ تَقْوَى- پرہیزگاری	الْقُلُوبِ- دلوں کی	لَكُمْ- تمہارے	فِيهَا- اس میں
مَنَافِعُ- فائدے ہیں	إِلَى- طرف	أَجَلٍ- مدت	مُسَيِّئٍ- مقرر کے
ثُمَّ- پھر	مَجْلُهَا- پہنچنا ہے اس کو	إِلَى- طرف	الْبَيْتِ- گھر
الْعَبِيْقِ- آزادی			

### حل نادر لغات

اس رکوع میں نادر لغات یہ ہیں ان کی تصریح سمجھ لیں  
 بَوَانَا- محاورہ میں کہتے ہیں بَوَاهُ مَنْزِلًا إِذَا أَنْزَلَهُ فِيهِ- جب کسی مکان میں کسی کو ٹھہرائیں تو کہتے ہیں بعض نے  
 مرجع کون سی جگہ کے لئے کئے۔

قَائِمِينَ- مُقِيمِينَ- یعنی رہنے والے

طَائِفِينَ- طَائِرِينَ- جلدی پہنچنے والے- یا طواف کرنے والے۔

رُكْعِ السُّجُودِ- رکوع وسجدہ کرنے والے

أَذِنَ- نَادٍ فِيهِمْ- اعلان عام فرمادیں۔

ضَامِرٍ- بَعِيرٍ مَهْزُولٍ- اہل۔ اونٹ اور اونٹنی اس کا اطلاق مذکر و مؤنث پر عام ہے۔

كُلِّ فَجٍّ عَبِيْقٍ- فُجٍّ- راستہ۔ عمیق بعید۔

بِهَيْمَةِ الْاَنْعَامِ- چار پایہ۔ انعام بے زبان۔



بَانِسَ۔ اَيِّ الَّذِي اَصَابَهُ بُؤْسٌ اَيُّ شِدَّةٍ۔ وہ جو تنگدستی کا پورا شکار ہو۔

فَقِيْرٌ۔ محتاج۔

تَفْتَهُمْ۔ هُوَ فِي الْاَصْلِ الْوَسْخُ وَالْقَدْرُ۔ اصل میں تفت میل کچیل کو کہتے ہیں۔

بَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ اِنَّمَا سَمِيَ اللّٰهُ بَيْتِ الْعَتِيْقِ لِاَنَّهُ اَعْتَقَهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَلَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَارٌ قَطُّ۔ کعبہ

معظمہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر جابر سے آزاد کیا۔

فَاَجْتَنِبُوا۔ بچو۔ یعنی پرہیز کرو۔

اَوْثَانٍ۔ بتوں سے۔ وَثْنٌ كِي جَمْعِ اَوْثَانٍ ہے۔

قَوْلِ الزُّوْرِ۔ جھوٹ بکواس۔

حُنْفَاءً۔ مَاثِلِيْنَ عَنْ كُلِّ دِيْنٍ زَائِعٍ اِلَى الدِّيْنِ مُخْلِصِيْنَ لَهُ۔ منحرف ہونا ہر باطل دین سے دین حق کی

طرف خالص اللہ جھکنا۔

فَتَحَطَّفُهُ الطَّيْرُ۔ اَصْلُ النَّحْطَفِ الْاِخْتِلَاسُ بِسُرْعَةٍ۔ جھپٹ کر اچک لینا پرند کا۔

تَهْوِيْ۔ گر ادینا یا اڑا کر پھینک دینا۔

مَكَانٍ سَجِيْقٍ۔ مقام بعید۔

مَجْلُهَا۔ مقام حل۔ جہاں قربانی کرتے ہیں۔

### خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورہ حج۔ پ ۱

وَ اِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ۔ سے تعمیر مسجد حرام اور اس کے احترام اور فرائض کا بیان شروع فرمایا۔

اس لئے کہ بیت اللہ جسے بیت عتیق اور کعبہ مکرمہ کہا جاتا ہے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ اس گھر کی تعمیر کا حکم ابراہیم علیہ

السلام کو ہم نے ہی دیا اور عبادت الہی کے لئے اس جگہ کو ہم نے ہی مخصوص فرمایا۔

تاکہ لوگ اطراف عالم سے آئیں اور اس کا طواف کریں اور معبود غیر مجسم پر اس طرح قربان ہوں جیسے پروانے شمع

پر گرتے ہیں۔

اور اس کے چاروں طرف گول صفیں بنا کر کھڑے ہوں۔ نمازیں ادا کریں کبھی رکوع میں ہوں کبھی سجدہ میں اور اس گھر کو

اضنام و اوثان اور طاغوت کی نجاستوں سے پاک اور ستھرا رکھیں اس میں سوا واحد ذوالجلال کے غیر کی پرستش نہ ہو۔

اس میں کفار مکہ پر تعریض بھی ہے کہ تم ایسے نا اہل مجاور کعبہ ہو کہ تم نے اس بیت عتیق کو خلاف منشاء رب کریم بت خانہ بنا

ڈالا اور بتوں کی نجاست سے اسے گندہ کر دیا۔

حالانکہ ہم نے اپنے خلیل کے ذریعہ یہ حکم دیا تھا کہ **وَ اِذْ نَفَخْنَا فِي النّٰبِیِّنِ اَنْ يَّحٰجُّوْا لَوْ كُنُوْا عٰلَمٰنٌ**۔ لوگوں کو اعلان کر دو حج کا تاکہ ہر سمت

اور کوچہ سے تنگ گھاٹیوں سے یہاں آئیں چاہے پیادہ پا ہوں یا کمزور سوار یوں پر۔

چنانچہ حضرت خلیل علیہ السلام نے عرفات کی گھائی پر چڑھ کر اعلان فرمایا۔ اس کے بعد سے یہ جشن خدا پرستی کی بنیاد قائم ہوئی۔

اگرچہ عرب کے جاہل اسے بت پرستی کا میلہ بناتے تھے مگر درحقیقت یہ جشن عبادت و تعظیم شائے ہے۔ آگے ارشاد ہے:

لَيْسَ هَذَا وَمَنْ فَاعِلُهُمْ - چنانچہ حج میں منافع دو قسم کے ہیں:

ایک منفعت دنیا جس کے ذرائع حج کے ذریعہ بے شمار ہیں:

۱- تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہونا، آپس میں میل جول بڑھانا ایک قوم کا دوسری قوم سے علم و ہنر حاصل کرنا، تجارتی ذرائع پیدا کرنا۔

۲- دور دراز کے صحیح صحیح حالات حاصل کرنا۔

۳- بیرونی ممالک کے لوگوں سے ربط و ضبط پیدا کرنا۔

۴- قوت اجتماعیہ اور اخوت اسلامیہ و دینیہ کا استوار کرنا، اسلامی بلاک بنا کر ایک آواز پر لبیک کہنا۔

۵- سفر کا عادی ہونا، ریاضت و مشقت کا خوگر ہونا، بہت سے تجربات حاصل کرنا۔

دوسرے فوائد دینیہ بھی بے شمار حاصل ہوتے ہیں:

۱- لاکھوں خدا پرستوں کے اجتماع میں خاصان حق سے مل جانے کا امکان۔

۲- آسمانی سلطنت حقہ کا نمونہ آنکھوں سے دیکھنا۔

۳- باہمی صحبت صلحاء سے اپنے پران کے انوار و برکات منعکس کرنا۔

۴- سنت رئیس الموحدين سيدنا ابراهيم خطيب الانبياء کی یادگار کا جلسہ دیکھنا۔

۵- خلیل اللہ علیہ السلام کی اتباع میں والہانہ لباس پہن کر عاشقانہ ہیئت میں تہلیل و تکبیر پہاڑوں اور ٹیلوں پر پکارنا۔ تلبیہ

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ پکارتے پھرنا۔

۶- ان کے فرزند ذبیح اللہ علیہ السلام کی سنت ادا کرنے کو قربانی کرنا منیٰ میں پہنچنا۔

۷- سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی سنت ادا کرنے کو سعی صفا و مروہ کرنا۔

۸- شیطان رجیم پر سنت خلیل و ذبیح اور ہاجرہ ہجرت کشیدہ کے اتباع میں ہر سہ منارہ ہائے شیطانی پر ری جمار کرنا۔

۹- حلق و قصر منیٰ میں کرنا۔

۱۰- دنیا میں دنیا کو دکھا دینا کہ دنیا میں بھی موحدين و تبعين کی ایک بڑی جماعت جو خاص سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

ہے اور اسی کی دنیا پر توحید و خدا پرستی کا ایک خاص ولولہ ہے۔

انہیں خصائص و فضائل کی طرف اجمالاً لَيْسَ هَذَا وَمَنْ فَاعِلُهُمْ میں اشارہ ہے۔

اور بعض فضائل و فوائد کی طرف تفصیل سے بھی اشارہ فرمایا گیا جیسے فرمایا:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ - چند معین دنوں میں اللہ کو یاد کریں اور

عَلَىٰ مَوَازِدَ قَوْمٍ مِّنْ بَهِيمَةٍ الْأَنْعَامِ - بے زبان چار پائیوں پر بھی اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔

چنانچہ ذبح میں بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ ہی پڑھا جاتا ہے۔

اور قربانی کے ذبح میں اللَّهُمَّ مِنْكَ وَ إِلَيْكَ اور إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَعِيَّايَ وَ مَوَاتِي لِلَّهِ رَبِّ

الْعَلَمِينَ ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ

آيَاتِ مَعْلُومَاتٍ سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے۔

اور آيَاتِ مَعْدُودَاتٍ سے ایام تشریق مراد ہیں۔ چنانچہ مجاہد، قتادہ، عطاء، حسن، سعید بن جبیر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اسی طرف ہیں۔

اور امام ہمام حضرت ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما بھی اس کے مؤید ہیں۔

پھر بَہِيمَاتٍ فرمانے سے یہ استفادہ ہوتا تھا کہ چار پائے کی قربانی کا حکم ہے خواہ وہ بری ہو یا بحری لیکن اِلَّا نَعَامٍ نے تعین کر دی کہ اونٹ، گائے، بیل، دنبہ، بکری، بکرا، بھیڑ، مینڈھا ہی قربانی ہو سکتے ہیں دوسرے جانور نہیں۔ (کشاف) فَكُلُوا مِنْهَا فرما کر رسم یہود کا ابطال فرما دیا وہ قربانی کے جانور سے کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس کی اجازت مل گئی اگرچہ یہ امر وجوبی نہیں بلکہ امر اباحت ہے۔

لہذا اگر کوئی تمام قربانی کا گوشت غرباء کو کھلا دے تو ممنوع نہیں۔

چنانچہ ہدی تمتع وقران میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور غرباء میں بھی تقسیم کر سکتا ہے۔

اس کے مستحسن احکام میں تصریح ہے کہ نصف خود کھائے نصف غرباء میں تقسیم کرے۔

بعض نے کہا تین حصہ کرے ایک حصہ اپنے لئے ایک احباب و اقارب کے لئے اور ایک مساکین کے لئے۔

البتہ جو دم دیئے جاتے ہیں یعنی وہ قربانیاں جو نذریا کفارات یا جنایات حج کے لئے کی جائیں ان میں سے بالاتفاق کھانا ممنوع ہے بلکہ تمام تصدق کر دیا جائے کہ وہ صرف مساکین کا حق ہے۔

حج کے فلسفہ میں چند امور اور بھی ہیں جو بغرض رفاہ ناظرین عرض ہیں۔

حج درحقیقت جیتے جی موت کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

اول۔ گھر سے نکلنا۔

دوم۔ اولاد، مال و منال سب چھوڑ کر چلنا گویا دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد

چلے گا بنجارہ۔

سوم۔ یلملم کے محاذ سے احرام باندھنا گویا کفن بردوش ہو جانا یہ بھی موت ہی کے نقشہ کا معائنہ کرنا ہے۔

چہارم۔ حدود حرم میں ایام احرام کے اندر شکار، جماع وغیرہ مرغوبات کا ترک بھی ایسا ہی ہے جیسے مرنے کے بعد جملہ

مرغوبات دنیا ختم ہو جاتے ہیں۔

پنجم۔ اس سفر میں زاد راہ کا خاص خیال رکھنا ایسے ہی ہے جیسے مرنے کے بعد توشیحہ عمل۔

ششم۔ میدان عرفات میں کھڑے ہونا عرصات محشر کی یاد تازہ کرنا ہے۔

ہفتم۔ قربانی کر کے احرام کھولنا محاسبہ محشر کی سرخروئی کا نقشہ ہے۔

ہشتم۔ نہانا، دھونا، حلق و قصر کرنا دخول جنت کا نمونہ دیکھنا ہے۔



نہم۔ طواف وداع کے بعد واپس جدہ آنا۔ عرصات محشر سے مغفور ہو کر باغ بہشت کی عیشوں کا نمونہ ہے۔  
 وہم۔ واپسی کا سفر ختم کر کے اعزہ و اقربا سے ملنا۔ استقبال ہونا۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوا خِلْدَانًا كَانُمُونَهُ  
 ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ۔ مبرد کہتے ہیں تفت کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں۔ تو بعد قربانی احرام کھولنے کے بعد حکم ہے  
 نہاؤ، حجامت کراؤ، میل کچیل جسم سے دور کرو۔ یہی ا قضاء تفت ہے۔

وَلْيُؤْفُوْا اَنْذُوْرَهُمْ۔ جو جو نذریں مانی ہیں وہ سب پوری کرو۔  
 وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ اس کے بعد منیٰ سے واپس آ کر طواف بیت اللہ کرو یہ طواف زیارت اور طواف افاضہ  
 ہے اور یہ واجب ہے۔

اور اسے بیت عتیق پرانے گھر ہونے کے اعتبار سے بھی کہا گیا ہے کہ یہ گھر سب سے پہلے ابراہیم خلیل اللہ نے بنایا تھا۔  
 اس کے بعد ذٰلِكَ فَرَمَاكَ وَمَنْ يُعْظِمُ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ فَرَمَا۔ یہ سب کام کر کے محرمات سے  
 رکے رہو اس لئے کہ جو محرمات سے باز رہے اس کے لئے بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔  
 پھر حکم ہوا:

وَاَحَلَّتْ لَكُمْ اِلَّا نَعَامًا اِلَّا مَا يُثَلٰى عَلَيْكُمْ۔ تمہارے لئے سب چار پائے حلال ہیں انہیں ذبح کر کے کھا سکتے ہو مگر  
 جو تفصیل ہم نے سورہ مائدہ میں کی ہے وہ ممنوع ہیں۔ اور وحشی جانوروں کا شکار بھی محرم کو جائز نہیں۔ البتہ اگر غیر محرم شکار کر  
 کے لائے تو کھانا جائز ہے۔

پھر ہدایات ہیں:

فَاَجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ۔ گندگی اور بت پرستی کی نجاست سے اجتناب کرو۔  
 وَاَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ جھوٹ اور لغو باتوں سے پرہیز کرو اس لئے کہ اب تم نئی زندگی میں آئے ہو اور جو کفر و شرک  
 میں مبتلا ہو اور قول زور سے بھی مجتنب نہ رہے اس کی مثال فرمائی جاتی ہے۔

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَانَ كَاَنْبَاخٍ مِّنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهٖ الرِّيحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔ جو اللہ کے  
 ساتھ شریک کرے وہ گویا آسمان سے گرا اور اسے پرندے اچک لے گئے یا ہوانے اڑا کر کسی دور جگہ پھینک دیا۔

مقام حقیق۔ دور مقام کے معنی دیتا ہے آگے فرمایا جو شعائر الہی کی تعظیم کرے وہ دل کی پرہیزگاری ہے۔ پھر ارشاد ہوا:  
 لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ یعنی وہ ہدی، اونٹنی، بیل، گائے، بکری میں  
 تمہارے لئے منافع ہیں ایک مدت معین تک یعنی اس پر سوار ہو جانا اس کا دودھ پی لینا وغیرہ تمہیں جائز ہے حتیٰ کہ ذبح کے  
 وقت وہ سب ختم ہو جاتا ہے۔ آخری نفع اس کی کھال کا ہے جسے تم اپنے استعمال میں لا سکتے ہو یعنی مصلیٰ پوستین وغیرہ بنا سکتے ہو یا  
 اللہ واسطے کسی کو دے سکتے ہو۔

لیکن قربانی کے جانور کا دودھ جو پیا جائے اس کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ دینا چاہئے۔ (ہدایہ)  
 باقی احکام حج و قربانی کے آئندہ رکوع میں بیان ہوں گے۔

## مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورہ حج - پ ۱

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ - اور یاد فرمائیے جب کہ ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا دیا بیت اللہ میں آلوسی فرماتے ہیں:  
 أَذْكَرٌ لِهَؤُلَاءِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَدْ جَعَلْنَا مَكَانَ  
 الْبَيْتِ مَبَاءً ؕ بَجَدِّهِمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْ مَرْجَعًا يَرْجِعُ إِلَيْهِ لِلْعِمَارَةِ وَالْعِبَادَةِ - اے محبوب وہ واقعہ  
 یاد فرمائیے جبکہ کفار مکہ اللہ کے رستہ سے اور مسجد حرام سے روک رہے تھے اس وقت ہم نے مکان بیت کو ان کے جدا ابراہیم علیہ  
 السلام کے لئے مرجع بنایا اور آپ اس کی تعمیر کے لئے اور اس میں عبادت کرنے کو آئے۔

محاورہ میں بولتے ہیں جب کسی کو کسی مکان میں اتاریں تو بَوَّأَهُ مَنْزِلًا کہتے ہیں۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں الْمَعْنَى بَيْنًا لَهُ مَكَانَ الْبَيْتِ لِيَبْنِيَهُ وَيَكُونَ مَبَاءً ؕ لَهُ - اس کے معنی ہیں ظاہر کر دیا  
 ہم نے ابراہیم علیہ السلام پر بیت اللہ کا مقام تاکہ وہ اس کی تعمیر کریں اور یہ ان کے لئے مباءۃ یعنی قیام گاہ ہوگی۔

اور لِإِبْرَاهِيمَ جو فرمایا اس میں لام علت ہے اس کے معنی لِأَجْلِ إِبْرَاهِيمَ ہوئے کہ یعنی ابراہیم علیہ السلام کے  
 اعزاز میں یہ مقام انہیں عطا فرمایا۔ حَيْثُ قَالَ لَأَمْ الْعِلَّةِ أَيْ لِأَجْلِ إِبْرَاهِيمَ أَيْ كِرَامَةً لَهُ۔

وَأَصْلُ الْبَيْتِ مَاوَى الْإِنْسَانِ بِاللَّيْلِ - بیت انسان کی شب باشی کے مقام کو کہتے ہیں۔

پھر رات کی قید نکال کر ہر قیام گاہ انسان کو بیت کہا جانے لگا۔

اس کی جمع بیوت اور ایبات ہوتی ہے لیکن مسکن کے لئے بیوت ہی جمع رکھی گئی اور ایبات اشعار کے لئے مختص ہے۔

اور یہ پتھروں اور مٹی سے بھی بن جاتا ہے اور صوف و وبر سے بھی بنایا جاتا ہے۔

اور یہاں بیت سے مراد بیت اللہ شریف ہے جسے کعبہ مکرمہ کہتے ہیں۔

## بناء کعبہ کی مکمل تاریخ

کعبہ معظمہ پانچ بار تعمیر کیا گیا۔

اول:- ملائکہ علیہم السلام نے آدم علیہ السلام سے پہلے سرخ یا قوت کا بنایا ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ الْبِنَاءُ إِلَى السَّمَاءِ  
 أَيَّامَ الطُّوفَانِ - پھر یہ عمارت طوفان نوح علیہ السلام کے موقع پر آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔

دوسری بار حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمایا لَمَّا أَمَرَهُ بِبِنَاءِ الْبَيْتِ - جب کہ آپ کو تعمیر کعبہ کا حکم ہوا۔

لَمْ يَدْرِ أَيْنَ يَبْنِي - مگر آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ کس طرح اور کس جگہ تعمیر کیا جائے فَأَرْسَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ الرِّيحَ  
 الْخَبُوجَ فَكَشَفَ عَنْ رَسْمِ الْقَدِيمِ - تو اللہ تعالیٰ نے ریح خبوج بھیجی اس نے اس کی بنیادیں کھول دیں۔

ریح خبوج اس شدید ہوا کو کہتے ہیں جو زمین کی مٹی اڑادے۔ فَبَنَى عَلَيْهِ - تو حضرت خلیل علیہ السلام نے انہی بنیادوں  
 پر تعمیر فرمائی۔

ایک قول ہے کہ ایک ابراس حد میں آکر چھا گیا جس سے آپ نے تعمیر کیا۔

تیسری بار زمانہ جاہلیت میں قریش نے تعمیر کیا اور اس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوان تھے چنانچہ تعمیر کرتے کرتے

جب حجر اسود رکھنے کا موقع آیا تو آپس میں جھگڑا ہو گیا۔

ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ ہمارا سردار حجر نصب کرے۔

آخرش اس پر فیصلہ ہوا کہ ان کے اندر وہ فیصلہ کرے جو صبح اس راہ سے پہلی بار نکلے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے ان پر ظاہر ہوئے چنانچہ سب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فیصلہ موقوف کر

دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کملی بچھا کر اس پر حجر اسود رکھ کر فرمایا کہ تمام قبائل کے سردار اسے اٹھائیں۔ چنانچہ سب نے اٹھایا جب مقام پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس سے اٹھا کر پتھر دیوار پر رکھ دیا اور یہ لوگ اس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہتے تھے۔

یہ زمانہ بعثت سے پندرہ سال قبل کا تھا۔

چوتھی بار بناء کعبہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد میں ہوئی۔

پانچویں بار حجاج کے دور میں تعمیر ہوئی اور یہ وہی عمارت ہے جو آج تک موجود ہے۔

اس کی بلندی سو استائیس ذراع ہے۔

اور ذراع چوبیس انگلی کا ہوتا ہے اور انگلی سات جو کی مقدار کی ہوتی ہے اور ایک جو سات بالوں کے برابر چوڑا ہوتا ہے۔

برزون کے بالوں سے اور برزون تر کی گھوڑے کو کہتے ہیں۔

اور بیت اللہ شریف کا طول زمین پر رکن یمانی سے رکن اسود تک پچیس ذراع ہے۔

اور ایسے ہی رکن یمانی اور رکن غربی تک پچیس ذراع ہے۔

اور رکن یمانی سے رکن اسود تک بیس ذراع ہے۔

اور دروازہ کا طول چھ ذراع ہے اور دس انگل۔

اور عرض چار ذراع۔

دروازہ دیوار مشرقی پر ہے اور وہ سال کی لکڑی کا ہے جس پر چاندی کا پترا چسپاں ہے۔

اور دروازہ کی بلندی مقام عتبہ یعنی دہلیز دروازہ زمین سے چار گز اور تین انگلی ہے۔

اور میزاب زر یعنی کعبہ شریف کی چھت کا پرناہ وسط دیوار حجر میں ہے۔

اور ملتزم کا عرض دروازہ سے اور حجر کے مابین چار ذراع ہے۔

اور حجر اسود کی بلندی زمین سے سات انگلی کم تین ذراع ہے۔

اور حجر اسود کا عرض ایک بالشت اور چار انگلی ہے۔

اور مستجاد کا عرض رکن یمانی سے بند دروازہ پشت کعبہ تک ملتزم کے مقابل چار ذراع اور پانچ انگلی ہے۔

باب مسدود کا عرض تین ذراع اور نصف ہے۔

اور اس کا طول پانچ ذراع سے کچھ زیادہ ہے۔



اور وہ حجر جسے حطیم کہتے ہیں اور حظیرہ یہ نصف دائرہ کی شکل میں ہے (یہ رکن عراقی اور شامی کے مابین ہے) اور ایک دیوار وہ جدار کعبہ کی ہے جو میزاب زر سے جدار حجر تک ہے سترہ گز اور آٹھ انگلی ہے۔

یہ تفصیل پیمائش امام حسین بن محمد ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ میں فرمائی۔ جسے علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر روح المعانی میں نقل کیا۔ آگے ارشاد ہے:

أَنَّ لَا تُشْرِكُ بِئِيَّ شَيْئًا۔ اور فرمایا کہ میرے ساتھ کچھ شرک نہ کریں۔ آئیہ کریمہ کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ یہ خطاب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے۔

ایک قول ہے کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

وَطَهَّرَ بَيْتِي لِطَائِفَيْنِ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعَ السُّجُودِ۔ اور پاک کرو میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور ٹھہرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔

طہارت کی دو قسم ہیں حسی اور معنوی تو اس حکم میں دونوں طہارتوں کے لئے حکم ہے اِنِّى طَهَّرْتُ بَيْتِي مِنَ الْاَوْثَانِ وَالْاَقْدَارِ لِمَنْ يَطُوفُ بِهِ وَيُصَلِّيْ عِنْدَهُ۔ یعنی میرا گھر بتوں کی نجاست معنوی اور ظاہری گندگیوں سے پاک رکھوان کے لئے جو یہاں طواف کریں اور نماز پڑھیں۔

وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ۔ اور اعلان کرو لوگوں میں حج کے لئے۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں اور ابن جریر ابن منذر اور حاکم و بیہقی اپنی سنن میں ابن عباس سے راوی ہیں لَمَّا فَرَعَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بِنَاءِ الْبَيْتِ قَالَ رَبِّ قَدْ فَرَعْتُ فَقَالَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا يَبْلُغُ صَوْتِي قَالَ اَذِّنْ وَ عَلَيَّ الْبَلَاغُ قَالَ رَبِّ كَيْفَ اَقُولُ قَالَ قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ فَسَمِعَهُ اَهْلُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَلَا تَرَى اَنَّهُمْ يَجِئُوْنَ مِنْ اَقْصَى الْبِلَادِ وَيَلْبُوْنَ۔

جب خلیل اللہ علیہ السلام بناء بیت سے فارغ ہوئے تو عرض کی الہی میں تمیر بیت سے فارغ ہو گیا تو ارشاد باری ہوا لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔

عرض کی الہی میری آواز سب تک کیسے پہنچے گی؟

ارشاد ہوا تم اعلان کرو اس کا سب میں پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی الہی کہوں کیا؟ ارشاد ہوا! فرمائیے اے لوگو تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض فرمایا ہے بیت اللہ کا۔ تو اس اعلان کو اہل سماء و ارض نے سنا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمام ملکوں سے لوگ تلبیہ کرتے اس آواز پر جمع ہوتے ہیں اور تلبیہ کہتے آتے ہیں اور تلبیہ یہ ہے:

اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل البقیس پر چڑھے اور انگشت سبابہ کانوں میں ڈال کر اعلان فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَاجِئُوا رَبَّكُمْ۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض فرمایا تو اس کا اتباع کرو فَاجِئُوهُ بِالتَّلْبِيَةِ فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَأَرْحَامِ النِّسَاءِ۔ تو قبول کیا تلبیہ کہتے ہوئے مردوں کی اصلاب میں



کریمہ میں ہر ہدی سے کھانے کی اجازت ہے۔

اس کے علاوہ جنایات حج کے دم ہیں ان کے گوشت سے کھانا ممنوع ہے جس کی تصریح خلاصہ میں بیان ہو چکی۔

(تفسیر احمدی)

ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نُدْوَاهُمْ وَيُطَوُّوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿١١﴾ ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ۔ پھر اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منین نذریں پوری کریں اور اس پرانے آزاد گھر کا طواف کریں یہ ہے حکم اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔

تفث کی تشریح اول بیان ہو چکی ہے یہاں اس سے مراد مونچھیں کترانا ناخن اتروانا بغل اور موئے زہارا تارنا مراد ہے۔ جو حج کے بعد حلق و قصر کرا کے کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد منیٰ سے آکر طواف زیارت کرتے ہیں اسی طرف اس طواف کا اشارہ ہے باقی مسائل حج پوری تفصیل سے سورہ بقرہ پارہ دوم میں بیان ہو چکے ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ۔

اور مَنْ يُعْظِمِ شَعَاءَ بِرِ اللَّهِ سے مراد مناسک حج، بیت الحرام، مشعر حرام، شہر حرام، بلد حرام اور مسجد حرام ہے۔  
أَحَلَّتْ لَكُمْ الْأَنْعَامَ إِلَّا مَا يُثَلِّ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿١٢﴾  
حَقًّا لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿١٣﴾ ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَاءَ بِرِ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿١٤﴾ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَىٰ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿١٥﴾۔

اور حلال کئے گئے تمہارے لئے بے زبان چوپائے سوا ان کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے تو تم اجتناب کرو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے ایک اللہ کے ہو کر اس کا ساجھی کسی کونہ کرو اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے یہ ہے حکم اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ تمہارے لئے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقرر میعاد تک پھر ان کا پہنچنا ہے بیت عتیق تک۔

چوپایوں کی حلت بیان کر کے استثناء جو کیا گیا اس کی تفصیل سورہ مائدہ کی آیت کریمہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ میں بیان ہو چکی ہے۔

پھر بتوں کی پرستش کی نجاست جو بدترین گندگی ہے اس سے آلودہ ہونا حرام فرمایا اور جھوٹ بدترین اخلاقی مرض ہے دونوں سے بچنے کا حکم ہوا۔

پھر فرمایا ایمان کے بعد مشرک ہونا ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گرے اور اس کی بوٹی بوٹی کر کے پرند کھا جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شرک ایسی بدترین حرکت ہے کہ مشرک اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے تو وہ ایمان کے بلند آسمان سے گویا ایسا گرا کہ اس کی خواہش نفسانی کے پرند اس کی بوٹی بوٹی کر کے منتشر کر دیتے ہیں اور شیطانی پرندے اسے وادی ضلالت میں پھینکتے ہیں اور ہوا سے تشبیہ بھی اس صورت میں دی کہ بدکا انجام بدی ہوتا ہے۔

مَكَانٍ سَحِيقٍ۔ بعید جگہ کو کہتے ہیں۔



آگے فرمایا یہ ہے حکم۔ اور شعائر اللہ سے مراد ہدی اور بدنہ ہے اس کے متعلق حکم ہے سَمِنُوا ضَحَايَاكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ۔ تو قربانی کا جانور بدنہ یعنی گائے بیل ہو یا دنبہ خوبصورت فریبہ ہونا تعظیم شعائر ہے۔  
 آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ تَعْظِيمُهَا أَنْ تَخْتَارَ حَسَنًا سِمَانًا غَالِيَةً الْأَثْمَانَ۔ شعائر کی تعظیم یہ ہے کہ ایسا جانور لے جو خوبصورت فریبہ قیمتی ہو۔

اور شعائر کے متعلق زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الشَّعَائِرُ سِتٌّ - الصَّفَا وَالْمَرْوَةُ وَالْبُدْنُ وَالْجَمَارُ وَالْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَ عَرَفَةُ وَالرُّكْنُ وَ تَعْظِيمُهَا اِتِّمَامُ مَا يُفْعَلُ بِهَا۔

شعائر چھ ہیں: صفا، مروہ اور ذیل دار جانور اور رمی جمار اور مسجد حرام اور یوم عرفہ اور رکن اور ان کی تعظیم یہ ہے کہ جو یہاں کرنے کا حکم ہے وہ کیا جائے۔ اور

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ سے یہ مراد ہے کہ بوقت ضرورت ان پر سوار ہونا بھی ایک فائدہ ہے اور ان کا دودھ پینا بھی ایک فائدہ

ہے۔

إِلَى أَجَلٍ مُّسَيٍّ سے یہ مراد ہے کہ ذبح کرنے تک یہ مفاد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

ثُمَّ مَجْلُهَا۔ اس سے مراد حل ہے یعنی حرم شریف اور بیت عتیق یعنی کعبہ معظمہ کے قریب منیٰ میں جہاں ذبح کئے جاتے

ہیں۔

### بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

اور امت کے لئے کیا ہم نے ایک منک یعنی قربانی تاکہ اللہ کا نام لیں اس پر جو رزق مقرر کیا بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے تو اسی کے حضور جھکوا اور اے محبوب خوشخبری دو متواضعین کو

وہ جو اللہ کے ذکر کرتے وقت دل سے ڈرتے ہیں اور ان صبر والوں کو کہ جن پر جو افتاد پڑے سہتے ہیں اور نماز قائم رکھنے والے اور جو رزق ہم دیں اس سے خرچ کرتے ہیں۔

اور ذیل دار جانور اونٹ گائے ہم نے کی تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے تو یاد کرو نام اللہ کا اس پر ایک پاؤں باندھے اور تین پر کھڑے تو جب اس کی کروٹیں گر جائیں تو کھاؤ اس سے اور کھلاؤ صبر والے کو اور بھیک مانگنے والے کو یونہی ہم نے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ قَالَهُمْ إِنْ هِيَ إِلَّا آيَاتُنَا وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ إِلَّا وَاجِدُفَةً ۗ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٦﴾

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمُ وَالْبُقِيَّةِ الصَّلَاةِ ۗ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٧﴾

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا حَيْرٌ ۗ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ ۗ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۗ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾

انہیں مسخر کیا تاکہ تم شکر گزار بنو

ہرگز نہیں پہنچتا اللہ کو ان کا گوشت اور نہ خون لیکن پہنچتا ہے اسے تمہارا تقویٰ ایسے ہی مسخر کیا انہیں اللہ نے تاکہ بڑائی بیان کرو اللہ کی اس پر کہ تمہیں ہدایت دی اور نیکی والوں کو خوشخبری دو

اور بے شک اللہ تعالیٰ دور فرماتا ہے بلائیں مسلمانوں سے بے شک دوست نہیں رکھتا ہر دغا باز اور ناشکرے کو

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاؤها وَلَكِنْ يَنَالُهُ  
التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۗ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتَكْبُرُوا  
اللَّهُ عَلَىٰ مَا هَدٰكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۶﴾

إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا  
يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿۳۷﴾

### حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ حج - پ ۱

و۔ اور	لِكُلِّ - واسطے ہر	أُمَّةٍ - امت کے	جَعَلْنَا - بنائی ہم نے۔
مَنْسَكًا - قربانی	لِيَذْكُرُوا - تاکہ یاد کریں	اسْمٍ - نام	اللَّهُ - اللہ کا
عَلَى - اوپر	مَا - اس کے جو	رَزَقَهُمْ - رزق دیا ان کو	مِنْ بَهِيمَةٍ - چوپائے
الْأَنْعَامِ - جانوروں سے	فَالَهُكُمْ - سوتہارا خدا	إِلَهُ - خدا ہے	وَاحِدًا - ایک
فَلَهُ - تو اسی کے لئے	أَسْلِمُوا - جھکو	و۔ اور	بَشِيرٍ - خوشخبری دو
الْمُخْتَلِفِينَ - تو اضع کرنے والوں کو	ذُكِرَ - ذکر کیا جاتا ہے	الَّذِينَ - وہ کہ	إِذَا - جب
و۔ اور	اللَّهُ - اللہ کا تو	وَجِلَّتْ - ڈر جاتے ہیں	قُلُوبُهُمْ - ان کے دل
مَا - اس کے جو	الصَّابِرِينَ - صبر کرنے والے	و۔ اور	عَلَى - اوپر
الصَّلَاةِ - نماز کو	أَصَابَهُمْ - پہنچے ان کو	مِنَّا - اس سے جو	الْبُقِيئِينَ - قائم کرنے والے
ان کو	و۔ اور	يُنْفِقُونَ - خرچ کرتے ہیں	رَزَقَهُمْ - رزق دیا ہم نے
جانور	و۔ اور	جَعَلْنَاهَا - بنایا ہم نے اس کو	الْبُدْنَ - ڈیل جسم والے
مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ - اللہ کی نشانیوں سے	جَعَلْنَاهَا - بنایا ہم نے اس کو	لَكُمْ - تمہارے لئے	لَكُمْ - تمہارے لئے
خَيْرٍ - بھلائی ہے	فَاذْكُرُوا - تو یاد کرو	اسْمٍ - نام	فِيهَا - اس میں
عَلَيْهَا - اس پر	صَوَافٍ - تین پاؤں پر کھڑے	فَكُلُوا - تو کھاؤ	اللَّهُ - اللہ کا
وَجَبَتْ - گر پڑیں	جُنُوبُهَا - اس کی کروٹیں	الْقَائِمَ - صبر والے کو	فَإِذَا - پھر جب
و۔ اور	أَطْعِمُوا - کھلاؤ	سَخَّرْنَاهَا - تابع کر دیا ہم نے اس کو	مِنْهَا - اس سے
الْمُعْتَرَّ - مانگنے والے کو	كَذٰلِكَ - اسی طرح	تَشْكُرُونَ - شکر کرو	و۔ اور
لَكُمْ - تمہارے لئے	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	لَنْ - ہرگز نہیں	لَنْ - ہرگز نہیں

یَنَالُ۔ پہنچتا	اللہ۔ اللہ کو	لِحَوْمِهَا۔ اس کا گوشت	و۔ اور
لَا۔ نہ	دِمَاؤُهَا۔ اس کا خون	و۔ اور	لَکِنُّ لَکِن۔ لیکن
یَنَالُهُ۔ پہنچتا ہے اس کو	التَّقْوَى۔ تقویٰ	مِنْکُمْ۔ تم سے	کَذَلِکَ۔ اسی طرح
سَخَّرَهَا۔ تابع کیا اس کو	لَکُمْ۔ تمہارے لئے	لِتُکَذِّبُوا۔ تاکہ بڑائی بیان کرو تم	
اللہ۔ اللہ کی	عَلَى۔ اوپر	مَا۔ اس کے جو	هَذَا۔ ہدایت دی
کُمْ۔ تم کو	و۔ اور	بِشَرِّ۔ خوشخبری دے	الْمُحْسِنِينَ۔ نیکی کرنے
والوں کو	إِنَّ۔ بے شک	اللہ۔ اللہ	يُدْفِعُ۔ دور کرتا ہے
عَنِ الْذِينَ۔ ان لوگوں سے جو		آمَنُوا۔ ایمان لائے	إِنَّ۔ بے شک
اللہ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يُحِبُّ۔ پسند کرتا	كُلُّ۔ ہر
خَوَانٍ۔ خیانت کار	كُفُورًا۔ ناشکرے کو		

### حل نادر لغات

مَنْسُكًا وَالْمَنْسُكُ مَوْضِعُ النُّسْكِ - وَ فَسَّرَ مُجَاهِدٌ هُنَا بِالذَّبْحِ وَإِرَاقَةِ الدِّمَاءِ۔ نَسْكَ سَمَّيْنَاكَ فَمَنْسُكًا مَوْضِعُ النُّسْكِ - وَ فَسَّرَ مُجَاهِدٌ هُنَا بِالذَّبْحِ وَإِرَاقَةِ الدِّمَاءِ۔ نَسْكَ سَمَّيْنَاكَ فَمَنْسُكًا مَوْضِعُ النُّسْكِ۔  
 مُنْجِبِينَ۔ الْمُخْبِتُونَ الْمُطْمَئِنُّونَ۔ الْمُتَوَاضِعُونَ۔ ایمان اطمینان سے لانے والے اور خدا کے حضور جھکنے والے۔  
 وَجَلَّتْ۔ خَافَتْ۔ خُوفٌ كَرِيحٌ۔  
 وَالْبُدَانُ۔ ذُلٌّ دَارُ جَانُورٍ۔ جوہری رحمہ اللہ کہتے ہیں نَاقَةٌ أَوْ بَقْرَةٌ وَ فِي الْقَامُوسِ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ۔  
 صَوًّا قَدْ آتَى قَائِمَاتٍ قَدْ صُفِفْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَأَرْجُلُهُنَّ۔ تین پیر باندھ کر کھڑا کرنا۔  
 وَجَبَّتْ جُنُوبُهَا۔ آتَى سَقَطَتْ عَلَى الْأَرْضِ وَ هِيَ كِنَايَةٌ عَنِ الْمَوْتِ۔ جب وہ جانور زمین پر گر جائے یعنی مر جائے۔

قَانِعٍ۔ رَاضٍ بِمَا عِنْدَهُ۔ جو کچھ اس کے پاس ہو اس پر راضی رہنے والا۔  
 مَعْتَرٍ۔ بھکاری۔

يُدْفِعُ۔ دور فرماتا ہے تم پر سے بلائیں۔

خَوَانٍ۔ خَائِنٌ۔ خیانت کرنے والا۔

كُفُورًا۔ کفرانِ نِعْمَتٍ كَرِهًا۔

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

عرب عوام جاہل محض کوتاہ اندیشی سے اعتراض کرتے تھے اور آج بھی عیسائی، ہنود معترض رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیا جانور ذبح کرنے پر ہی موقوف ہے جو ناحق جانوروں کو مارتے ہیں۔ یہ نئی رسم صرف اسلام میں ہے۔



اس کا تحقیقی جواب اللہ تعالیٰ دو آیتوں میں دے رہا ہے۔ پہلا جواب رکوع کے شروع میں یہ ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ قَالَ لَهُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَلَهُ  
 أَسْلَبُوا ۗ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم سے پہلے بھی ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی کی رسم اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرنے کے لئے جاری کی ہے یہ آج کی نئی رسم نہیں ہے بلکہ حضرت موسیٰ اور یعقوب واسحق و ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی جاری تھیں چنانچہ آج بھی اہل کتاب میں پائی جاتی ہے اور ہنود میں بھی قربانیاں قدیم سے چلی آتی ہیں اور ظاہر ہے کہ رب حقیقی سب کا ایک ہے۔ ان کے گھریلو خدا جو یہ کفار کہتے ہیں وہ باطل ہیں۔ لہذا انہیں چاہئے کہ اللہ کے نام پر ہی قربانی کریں اور اسی کے فرمانبردار رہیں چنانچہ جنہیں بشارت کا حکم ہے انہیں تختین فرمایا اور اس کے آگے تختین کے اوصاف بیان کئے اور فرمایا کہ اے محبوب ان تختین کو بشارت دیجئے جن کے دل اللہ کی یاد سے کانپ جاتے ہیں اور سختیوں پر صبر کرتے ہیں اور

وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا آصَابَهُمْ ۗ سے اس کی تصریح فرمائی۔

وَالْبُقِيَّةِ الصَّلَاةِ۔ اور صفات محبت یہ بھی ہے کہ نماز قائم رکھیں۔ اور

مِمَّا رَزَقَهُمْ يَنْفِقُونَ۔ یہ بھی ان کی تیسری صفت ہے کہ وہ ہمارے دیئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں اور اسی میں قربانی ہے چنانچہ آگے قربانی کا ذکر فرمایا۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا حَبِيرٌ۔ وَالْبُدْنُ جَمْعُ بَدَنَةٍ۔ جیسے خشب اور خشبۃ۔ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بدنہ سے مراد وہ اونٹ ہے جو قربانی کے لئے حرم کی طرف لے جایا جائے۔ اور اسے بدنہ بڑا بدن ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ گائے بیل کو بھی بدنہ کہہ سکتے ہیں اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے اگرچہ بکرا بکری، بھیردنبہ، مینڈھا بھی قربانی میں جائز ہیں لیکن ان کے صغیر الجسم ہونے کی وجہ میں انہیں بدنہ نہیں کہہ سکتے۔ (کبیر)

یہاں بدنہ فرما کر اس سے مراد اونٹ ہی لیا ہے اس لئے کہ یہ جانور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَىٰ الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔ خصوصیت سے اسی کے لئے ارشاد ہوا۔

پھر یہ منشا الارض بھی ہے یعنی زمین کی کرزت۔

بارکش بھی ہے۔

عرب کا محبوب جانور ہے۔

تو محبوب ترین کی قربانی افضل ہے۔ دوسرے اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں جیسے بیل گائے وغیرہ میں اس لئے لَكُمْ فِيهَا حَبِيرٌ فرمایا کہ اس میں تمہارے لئے بھلائیاں ہیں۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوًّا قَدِيدًا۔ تو اسے اللہ کا نام لے کر صواف یعنی اس کے تین پاؤں باندھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہو اس قربانی کو نحر کہتے ہیں۔

صاحب ہدایہ نے تصریح کی ہے کہ وَالْأَفْضَلُ فِي الْبُدْنِ النَّحْرُ وَفِي الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ الدَّبْحُ بدنہ یعنی اونٹ میں

نحر افضل ہے اور گائے بکری میں ذبح۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی فَصَلْ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ارشاد ہے یعنی نحر کر۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کہا چنانچہ

صحیح بخاری میں ہے کہ اونٹ اگر بٹھا کر بھی ذبح کر لے تو جائز ہے لیکن افضل نحر ہے کہ تین پاؤں باندھ کر نیزہ آگے مارا جائے پھر جب وہ گر جائے تو ذبح کرو۔ پھر جب جان نکل جائے بمعنی فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا جیسی وہ زمین پر گر جائے وَجَبَتْ الْجُنُوبُ کے معنی زمین پر گر جانے کے ہیں وَجَبَتْ الْحَائِطُ وَجَبَتْهُ إِذَا سَقَطَتْ عَلَى الْأَرْضِ۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ تو پھر اس سے کھاؤ اور کھلاؤ قانع اور معتر کو۔

قانع اس محتاج کو کہتے ہیں جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا نہ پھرے۔

معتر اس تنگ دست فقیر کو کہتے ہیں جو مانگنے پر مضطر ہو جائے۔ آگے فرمایا كَذَلِكَ سَخَّرْنَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

اب دوسرا جواب مشرکین کے اعتراض پر یہ ہے:

لَنْ يَبْنِيَّ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَبْنِيَّ اللَّهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ۔ ہرگز نہیں پہنچتا اللہ کو ان قربانیوں کا گوشت نہ

خون بلکہ اسے پہنچتا ہے تمہارا تقویٰ اور پرہیزگاری۔

معالم التنزیل میں اس آئیہ کریمہ کا شان نزول اس طرح لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کر کے اس کا گوشت

اور خون بتوں کے آگے بھوک چڑھاتے تھے اور خون اس بت کے دل دیتے تھے حتیٰ کہ دیوار ہائے کعبہ پر بھی خون مل دیتے تھے۔

اس کے رد میں ارشاد ہوا کہ یہ طریقہ ان کا باطل اور لغو ہے اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون اور گوشت مطلوب نہیں اور اسے

نہیں پہنچتا البتہ تقویٰ اور اخلاص جو قربانی کر کے اپنی نیت میں قربان کنندہ رکھتا ہے وہ پہنچتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ قربانی میں جو فلسفہ ہے وہ صرف یہ ہے کہ طبائع عوام اور خیال جہال کو اس کا درد محسوس ہوتا ہے کہ اتنے

جانور ذبح کرنے کی بجائے اگر ان کی قیمت سے یتیم خانہ یا مسافر خانہ بن جاتا تو ہمارے ابنائے جنس کو کافی فائدہ پہنچ جاتا۔

تو فرمایا کہ محبت مال کے مقابلہ میں ہمارے متقی پرہیزگار اسی میں اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں کہ اپنے رب کے حکم کی

تعمیل کر کے اپنی جان اور مال تک کو اس پر فدا کر دیں جانور مثل پروانہ کے شمع پر فدا ہو کر یہ کبھی نہیں سوچتا کہ اس سے کیا فائدہ

ہوگا۔ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ پیاموز کاں سوختہ را جان شد و آواز نیامد

ایں مدعیان در طلبش بے خبران اند کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

چنانچہ حقیقی قربانی تو وہ ہے جسے فانی اللہ کہتے ہیں لیکن یہ خاصان حق کے لئے خاص ہے۔

ہمارے لئے یہی قائم مقام فنا ہے کہ اپنی محبوب ترین چیز اس کی راہ میں قربان کر دیں اور مادہ پرستوں کے جل میں نہ

آئیں کہ وہ اسے بند کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مالی مفاد ابنائے وطن میں حاصل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

انسان اگر غور سے دیکھے تو اس کی محبوب دنیا میں دو چیزیں خاص ہیں۔

اولاد اور مال۔ اولاد حضرت خلیل اللہ نے قربان کی اور یہ انہیں کے شایان شان کام تھا۔ ہمارے لئے اونٹ گائے بیل

بکر ادنیٰ ان کی ہی قربانی اتباع خلیل میں کافی قرار دیدی اور ارشاد ہوا:

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَلْدَكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ۔ اس لئے یہ جانور تمہارے لئے مسخر کر دیئے کہ ذبح یا خر کے موقع پر اللہ کی تکبیر کرو اور اے محبوب ان نیک بندوں کو خوشخبری دے دو۔

آخر میں وعدہ فرمایا گیا کہ ہم ایمان والوں سے مصائب دفع کریں گے اور بے شک اللہ خائن ناشکروں کو پسند نہیں فرماتا۔

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا۔ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک منک رکھا۔

وَالْمَنْسَكُ مَوْضِعُ النُّسُكِ۔ منک موضع نسک کو کہتے ہیں وَ فَسْرَهُ مُجَاهِدٌ هُنَا بِالذَّبْحِ وَإِرَاقَةِ الدِّمَاءِ عَلَى وَجْهِ التَّقَرُّبِ إِلَيْهِ تَعَالَى۔ مجاہد رحمہ اللہ منک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ذبح کرنے کا مقام اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو خون بہانے کی جگہ کو منک کہتے ہیں۔

اور اگرچہ اصل میں منک مطلق عبادت کو کہتے ہیں لیکن یہ مشہور اعمال حج میں ہو گیا۔

فراء رحمہ اللہ کے نزدیک منک اس مقام کو کہتے ہیں جہاں نیکی اور بھلائی کی جائے۔

بعض نے منک کی تفسیر عید سے کی۔

قائدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں منک سے مراد حج ہے۔

ابن عرفہ رحمہ اللہ کے نزدیک منک مذہب کے معنی میں مستعمل ہے۔

زمخشری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے وہی اوفق ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے شَرَعَ لِكُلِّ أَهْلِ دِينٍ أَنْ يَذْبَحُوا لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ التَّقَرُّبِ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دین والے کے لئے یہ مشروع کیا کہ وہ علی وجہ التقرب اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرے۔

لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ كَاسٍ پُرَّ جُورُوزِي كِي ان كو چوپائے

بے جان سے۔

وَ فِيهِ تَنْبِيَةٌ عَلَىٰ أَنَّ الْقُرْبَانَ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْأَنْعَامِ فَلَا يَجُوزُ بِالْخَيْلِ وَنَحْوِهَا۔ بَهِيمَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ كَاسٍ پُرَّ جُورُوزِي كِي ان كو چوپائے بارہ سنگا وغیرہ بھی نہیں۔

قَالَ هُكْمٌ ۗ اللَّهُ وَاحِدٌ فَلَمْ يَسَلِمُوا۔ تو تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے تو اسی کی طرف جھکو۔

یعنی غیر اللہ کے نام پر قربانی نہ کرو بلکہ اس ہی واحد قہار کے حضور جھکو اور اسی کے لئے منک پورا کرو۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ۔ اور خجبتین کو خوشخبری دو۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ خجبت سے متعدد معنی مراد ہیں۔

الْمُخْبِتُونَ الْمُطْمَئِنُّونَ۔ خجبت مطمئن علی الایمان کو کہتے ہیں جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے۔

الْمُخْبِتُونَ الْمُتَوَاضِعُونَ كَمَا رَوَى عَنِ الضُّحَاكِ۔ خجبت متواضع کو کہتے ہیں جیسا کہ ضحاک کا قول ہے۔



وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ هُمْ الَّذِينَ لَا يَظْلِمُونَ النَّاسَ - محبت وہ ہیں جو لوگوں پر ظلم نہیں کرتے۔

وَقَالَ سُفْيَانُ الرَّاضُونَ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى - محبت وہ ہے جو راضی بقضاء الہی ہوں۔

وَقَالَ الْكَلْبِيُّ هُمُ الْمُجْتَهِدُونَ فِي الْعِبَادَةِ - عبادت حق میں سعی و جہد کرنے والا محبت ہے۔

وَأَصْلُهُ كَمَا قَالَ الرَّاعِبُ نَزُولُ النَّخْبِ وَهُوَ الْمُطْمَئِنُّ مِنَ الْأَرْضِ - اور اس کی اصل جیسا کہ امام راغب

رحمہ اللہ نے کہا محبت وہ زمین ہے جو مطمئن ہو۔

اور اس جگہ محبت سے مراد حاجی لینا مناسب موقع ہے۔

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ - وہ محبت جن کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر

جائیں۔ وَجِلَتْ کے معنی خافت ہیں۔ لِأَشْرَاقِ أَشْعَةِ الْجَلَالِ عَلَيْهَا - یعنی ظہور تجلیات جلال سے خوف زدہ ہو کر

ڈرنے والے۔

وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ مِنْ مَشَاقِ التَّكَالِيفِ وَ مَوْنَاتِ النَّوَائِبِ كَالْأَمْرَاضِ وَ الْمَحَنِ وَالْغُرَبَةِ

عَنِ الْأَوْطَانِ - اور صبر کرنے والے اس پر جو انہیں پہنچیں تکالیف سے مثل امراض اور محنت کے اور مسافرت میں اپنے وطن

سے علیحدہ ہو کر۔

وَالظَّاهِرُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى الْمَكَارِهِ مُطْلَقًا - ہر قسم کے مکارہ اور تکالیف پر صبر کرنے والا صابر ہے۔

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَجِبُ الصَّبْرُ عَلَى مَا كَانَ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَّا عَلَى مَا يَكُونُ

مِنْ قِبَلِ الظُّلْمَةِ فَغَيْرُ وَاجِبٍ بَلْ يَجِبُ دَفْعُهُ عَلَى مَنْ يُمَكِّنُهُ ذَلِكَ وَلَوْ بِالْقِتَالِ - جو مصیبت منجانب اللہ آئے

اس پر صبر کرنا واجب ہے اور جو کسی ظالم کے ظلم سے تکلیف پہنچے اس کا دفع کرنا واجب ہے اگرچہ مقاتلہ ہی کرنا پڑے۔

وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَ مِمَّا رَزَقْتَهُمْ يَفْقَهُونَ - اور نماز قائم رکھنے والے اور جو ہم روزی دیں اس سے خرچ کریں۔

یعنی نماز اس کے وقت پر قائم کرنے والے اور اللہ کی راہ میں دینے والے۔

مقیمی اصل میں مقیمین تھا۔ یہاں تخفیف کے لئے نون حذف کر دیا گیا۔ اور ابن مسعود اور امش قرأت میں وَ

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ کی بجائے وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ہے۔ اور

مِمَّا رَزَقْتَهُمْ يَفْقَهُونَ کے معنی وجوہ خیر میں اہداء ہدایا مراد ہیں۔ جیسے حاجی حج سے واپس آتے ہیں تو اپنے دوست

احباب کے لئے تحفہ تحائف لاتے ہیں یا غرباء میں کھانا پینا تقسیم کرتے ہیں۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا حَبِيرٌ - اور بدن کو ہم نے کیا تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں تمہارے

لئے اس میں بھلائی ہے۔ بدن جمع بدنہ کی ہے اور وہ بقول جوہری ناقہ اور بقرہ ہے جسے مکہ میں بطریق نحر ذبح کرتے ہیں۔

وَفِي الْقَامُوسِ هِيَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كَالْأَضْحِيَةِ مِنَ الْغَنَمِ يُهْدَى إِلَى مَكَّةَ وَ تُطْلَقُ عَلَى الذَّكَرِ وَ

الأنثى وَ سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِعَظَمِ بَدَنِهَا لِأَنَّهَا كَانُوا يُسَمِّنُونَهَا ثُمَّ يُهْدُونَهَا۔

قاموس میں ہے کہ بدن اونٹ اور گائے ہے جیسے قربانی کے لئے بکرا بکری ہدیہ کرتے ہیں مکہ کو اور لفظ بدن نر اور مادہ

دونوں پر استعمال ہوتا ہے اور اسے بدن بوجہ جسم البدن ہونے کے کہا گیا اس لئے کہ وہ اسے اول فریبہ کرتے ہیں پھر ہدیہ

کرتے ہیں۔

24

عبد بن حمید اور ابن منذر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں لَا تُعْلَمُ الْبُذُنُ إِلَّا مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ۔ بدن سے اونٹ اور گائے ہی سمجھی جاتی ہے۔

وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُنَّا نَنْحَرُ الْبِدْنَةَ عَنْ سَبْعَةِ فُقَيْلٍ وَالْبَقَرَةَ فَقَالَ وَهَلْ هِيَ إِلَّا مِنَ الْبُذُنِ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم بدنہ کا نحر کرتے سات آدمیوں کی طرف سے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا اور گائے بھی؟ تو فرمایا گائے بھی تو بدن سے ہے۔

اور ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت بھی اس کی موید ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِدْنَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ بھی سات کی طرف سے نحر ہو سکتا ہے اور گائے بھی سات کی طرف سے۔

وَالظَّاهِرُ أَنَّ اسْتِعْمَالَ الْبِدْنَةِ فِيمَا يَكُونُ مِنَ الْإِبِلِ أَكْثَرُ وَإِنْ كَانَ أَمْرًا لِأَجْزَاءِ مُتَّحِدًا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ استعمال لفظ بدنہ عام طور پر اکثر اونٹ پر ہی ہوتا ہے اگرچہ امر شرعی میں اونٹ اور گائے دونوں اس میں متحد ہیں۔ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ۔ جو فرمایا وہ ظاہر ہے اَي نَفْعٌ فِي الدُّنْيَا وَأَجْرٌ فِي الْآخِرَةِ۔ یعنی دنیاوی نفع یہ ہے کہ سات پر سے فرض اتر جاتا ہے اور اخروی یہ کہ وہاں سب کو برابر ثواب ملے گا۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوًّا فَاذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَا لَكُمْ لَعْنَتَكُمْ تَشْكُرُونَ۔ تو ذکر کرو اللہ کا نام اس پر اس کے تین پیر باندھ کر تو جب وہ زمین پر گر پڑے اور مرجائے تو اس سے کھاؤ اور کھلاؤ بلا سوال قانع اور مضطر مسکین کو ایسے ہی مسخر کرتے ہیں ہم تمہارے لئے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ یعنی ذکر اسم اللہ عزوجل یہ ہے کہ اسے ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ مِنْكَ وَلَكَ كَبْرٌ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ذبح کے وقت اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ مِنْكَ وَالْيَكُ كَبْرٌ۔

اور صواف کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَي قَائِمَاتٍ قَدْ صُفِنَ أَيْدِيَهُنَّ وَأَرْجُلُهُنَّ فَهُوَ جَمْعُ صَافٍ۔ یعنی اونٹ کھڑا رکھ کر اس کے اگلے اور پچھلا ایک پاؤں باندھنا صواف ہے اور وہ جمع صافہ کی ہے۔ اور اعمش صواف کی بجائے صوافن نون جمع کے ساتھ کہتے ہیں۔

وَهُوَ أَمَّا مِنْ صَفْنِ الرَّجُلِ إِذَا صُفِّ قَدَمَيْهِ فَيَكُونُ بِمَعْنَى صَوَّافٍ أَوْ مِنْ صَفْنِ الْفَرَسِ إِذَا قَامَ عَلَى ثَلَاثٍ وَطَرِيفُ سُنْبِكِ الرَّابِعَةِ۔ لِأَنَّ الْبِدْنَةَ عِنْدَ الذَّبْحِ يُعْقَلُ إِحْدَى يَدَيْهَا فَتَقُومُ عَلَى ثَلَاثٍ وَعَقْلُهَا عِنْدَ النَّحْرِ سُنَّةٌ۔ یعنی صفن فرس یہ ہے جب کہ وہ تین پیروں سے کھڑا کیا جائے لیکن اونٹ کو ذبح کے وقت باندھا جاتا ہے اور یہ ذبح میں سنت ہے۔

أَقُولُ

وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ۔ جب کہ مجھے شرف زیارت حرم اور روضہ مقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ملا تو ہمارا قافلہ تیس چالیس



احباب لاہور کا تھا ہم نے منیٰ میں قربانیاں کیں اور اونٹ بھی قربانی کیا تو ہم نے دیکھا کہ بدواونٹ لائے اور جو ٹیکل بندھی ہوئی تھی اسے جھٹکا دیا اونٹ چیختا چلاتا بیٹھ گیا۔ پھر ایک بالشت سے کچھ لمبی چھری ان کے پاس تھی اس سے اسے ذبح کر دیا۔ اور اس کا گوشت شاید پندرہ منٹ کے اندر معہ کھال کے اس طرح حصہ بخرہ کیا گیا کہ ہمیں اس کی ایک بوٹی بھی میسر نہ آئی۔ آج عقل بھیر اور تصویف کی سنت قطعاً مروج نہیں۔

چنانچہ بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اِنَّهٗ رَاى رَجُلًا قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ وَ هُوَ يَنْحَرُهَا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اونٹ کا اناخ کیا یعنی اسے بٹھایا اور ذبح کر دیا تو آپ نے فرمایا مجھے پیر باندھ کر سنت محمدی ﷺ کے مطابق ذبح کا حکم ہے اور اکثر بایاں پاؤں باندھنے کے حق میں ہیں۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ ابن بساط رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بایاں پیر باندھ کر کھڑے ہوئے اونٹ کا بخر کرتے تھے۔

وَ اَخْرَجَ عَنِ الْحَسَنِ قِيلَ لَهُ كَيْفَ تُسَخَّرُ الْبَدَنَةُ قَالَ تُعْقَلُ يَدُهُ الْيُسْرَى اِذَا اُرِيدَ نَحْرُهَا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیسے اونٹ کو ذبح کیا جائے فرمایا اس کا بایاں پاؤں باندھا جائے جب اس کا بخر چاہے۔

فَاِذَا وَجِبَتْ جُنُوبُهَا۔ اَي سَقَطَتْ عَلَى الْاَرْضِ وَ هُوَ كِنَايَةٌ عَنِ الْمَوْتِ۔ تَوْجِبُ وَهٗ لَازِمٌ كَرَلِ اِنِّهٗ يَهْلُو كُو۔ یعنی جب وہ گر جائے زمین پر اس سے کنایہ اس کے ٹھنڈے ہونے سے ہے۔

فَكُلُوْا مِنْهَا۔ تُو اس سے کھاؤ یعنی قربانی کرنے والے سے لے کر مستحقین فقراء غریب سب کھا سکتے ہیں۔

وَ اَطْعِمُوْا الْقَائِمَ وَ الْمُعْتَرَّ۔ اور کھلاؤ قانع کو اور معتر کو۔

قَانِعٌ اَي الرَّاضِ بِمَا عِنْدَهٗ وَ بِمَا يُعْطَى مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ۔ قانع وہ ہے جو راضی ہو اس پر جو اس کے پاس ہے یا جتنا اسے بلا سوال مل جائے۔

وَ الْمُعْتَرَّ۔ اَي الْمُعْتَرِضَ لِلسُّوَالِ۔ معتر وہ ہے جو سوال کر کے مانگتا ہو۔

وَ فِي الْهِدَايَةِ يَسْتَحِبُّ لَهٗ اَنْ يَّا كُلَّ مِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَ الْمُتَمَعَةِ وَ الْقِرَانِ وَ كَذَا يَسْتَحِبُّ اَنْ يَتَصَدَّقَ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي عُرِفَ فِي الضَّحَايَا۔

ہدایہ میں ہے کہ تمتع اور قرآن اور تطوع کی ہدی سے کھانا مستحب ہے اور قربانی سے لوگوں میں صدقہ دینا بھی مستحب ہے۔

كَذٰلِكَ سَخَّرْنَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ایسے ہی ہم نے مسخر کئے جانور تمہارے لئے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

آگے مشرکین کی رسوم کا رد فرمایا گیا کہ وہ بتوں پر جو قربانی کرتے اس کا خون دیوار کعبہ پر مل دیتے اور گوشت کو قطعاً نہ

چھوتے تھے۔ اس پر ارشاد ہوا:

لَنْ يَّبَالَ اللهُ لِحَوْمِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَّبَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ ۗ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَا لَكُمْ لَتَتَّقُوا اللهَ عَلَى مَا هَدٰكُمْ ۗ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣١﴾ اِنَّ اللهَ يُدْفِعُ عَنِ الْاٰمِنُوْا ۗ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾۔

ہرگز نہیں پہنچتا اللہ کو ان کا گوشت اور نہ خون لیکن پہنچتا ہے اللہ کو تمہارا تقویٰ۔ ایسے ہی اللہ مسخر کرتا ہے ان چوپایوں کو

تمہارے لئے تاکہ بڑائی بولو اللہ کی اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی (اور اے محبوب) بشارت دے دو نیکو کاروں کو۔ بے شک اللہ



ثالث ہے بلائیں ان سے جو ایمان والے ہیں بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا دغا باز خائن ناشکرے کو۔  
یعنی قربانی والے کی صرف نیت اور اخلاص اور پرہیزگاری ہماری رضا کی موجب ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی قربانیوں کے خون سے بیت اللہ شریف کی دیواریں رنگتے اور اسے سبب تقرب جانتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور شکر گزاروں کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بولنے کی تعلیم دیتا ہے اور بشارت ثواب اس کے بعد اعانت و حمایت کی بشارت دے کر فرماتا ہے کہ کفار جو خائن اور ناشکرے ہیں وہ اللہ کو پسند نہیں۔

### بامحاور ترجمہ چھٹا رکوع - سورہ حج - پ ۷۱

اجازت دی گئی انہیں جن سے کافر مقاتلہ کرتے ہیں اس وجہ میں کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد پر ضرور قادر ہے

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا ۗ وَإِنَّ  
اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿۳۱﴾

وہ جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ناحق صرف اس وجہ میں کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ نہ دفع کرتا لوگوں کو ایک کو دوسرے سے تو ضرور ڈھا دیتے خانقاہیں اور گرجا اور کلیسیا اور مسجدیں جن میں ذکر ہوتا ہے اللہ کا نام بہت اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے بے شک اللہ قوت والا غالب ہے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ  
يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ  
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَدَّامَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ  
وَ مَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَ  
لَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ  
عَزِيزٌ ﴿۳۲﴾

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیتے تو نمازیں قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور حکم کریں معروف باتوں کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے لئے ہے انجام کاموں کا اور اگر یہ جھٹلائیں تمہیں تو بے شک اس سے پہلے جھٹلا چکی ہے قوم نوح اور عاد و ثمود

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ  
وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ  
الْمُنْكَرِ ۗ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿۳۳﴾  
وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَ  
عَادُ وَثَمُودُ ﴿۳۴﴾

اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور اصحاب مدین اور جھٹلائے گئے موسیٰ تو میں نے ڈھیل دی کافروں کو پھر انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب

وَ قَوْمِ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَ قَوْمِ لُوطٍ ﴿۳۵﴾ وَ أَصْحَابِ  
مَدْيَنَ ۚ وَ كَذَّبَ مُوسَىٰ فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ  
ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۳۶﴾

اور کتنی بستیاں ہلاک کیں ہم نے کہ وہ ظالم تھیں تو وہ اونڈھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنویں بے کار

فَكَأَيُّ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ  
خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَ بِنْرِ مُعَطَّلَةٌ وَ قَصِيرٌ

مَسِيِدًا ۳۵

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ  
يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا  
تَعْبَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْبَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي  
الصُّدُورِ ۳۶

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ  
وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ  
مِمَّا تَعُدُّونَ ۳۷

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمَلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ لَّمْ  
أَخَذْنَاهَا وَإِلَىٰ الصَّيْرِ ۳۸

پڑے ہیں اور کتنے محل گنج کئے ہوئے

کیا نہیں سیر کرتے زمین میں تو ہوں ان کے دل کہ  
سمجھیں یا کان جس سے سنیں تو یہ آنکھیں اندھی نہیں  
ہوتیں لیکن ان کے دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں  
میں ہیں

اور تم سے جلدی کرتے ہیں عذاب کی اور ہرگز خلاف نہ  
کرے گا اللہ اپنا وعدہ اور بے شک ایک دن تمہارے  
رب کے پاس ہے مثل ہزار برس کے جیسے تم لوگوں کی گنتی  
میں ہوتا ہے

اور بہت سی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ڈھیل دی اور وہ  
ظالم تھیں اس پر پکڑا میں نے انہیں اور میری طرف ہی  
پلٹ کر آنا ہے

### حل لغات رکوع چھٹا - سورہ حج - پ ۱

أَذِنَ - اجازت دی گئی	لِلَّذِينَ - ان کو جن سے	يُقْتَلُونَ - لڑائی کی جاتی ہے	بِأَنَّهُمْ - کہ وہ
ظَلِمُوا - ظلم کئے گئے	وَأُورِ	إِنَّ - بے شک	اللَّهُ - اللہ
عَلَى - اوپر	نَصْرِهِمْ - ان کی مدد کے	لَقَدِيرٌ - یقیناً قادر ہے	الَّذِينَ - وہ جو
أُخْرِجُوا - نکالے گئے	مِنْ دِيَارِهِمْ - اپنے گھروں سے	بِغَيْرِ - بغیر	يَقُولُوا - انہوں نے کہا
حَقِّ حَقِّ كَيْ	إِلَّا مَكْرًا	أَنْ - یہ کہ	لَوْ لَا - اگر نہ ہوتا
رَبَّنَا - ہمارا رب	اللَّهُ - اللہ ہے	وَأُورِ	بَعْضَهُمْ - ان کے بعض کو
دَفَعُوا - روکنا	اللَّهُ - اللہ کا	النَّاسِ - لوگوں کو	وَأُورِ
بِبَعْضٍ - بعض سے	لَهُمْ مَتَّ - تو گرائی جاتیں	صَوَامِعُ - خانقاہیں	وَأُورِ
بِئْسَ - گر بے	وَأُورِ	صَلَوَاتٌ - کلیے	وَأُورِ
مَسْجِدًا - مسجدیں	يُذَكَّرُ - جو ذکر کیا جاتا ہے	فِيهَا - ان میں	اسْمُ - نام
اللَّهُ - اللہ کا	كَثِيرًا - بہت	وَأُورِ	لِيَنْصُرَنَّ - ضرور مدد کرے گا
اللَّهُ - اللہ	مَنْ - اس کی جو	يَنْصُرُكَ - مدد کرے گا اس کی	إِنَّ - بے شک
اللَّهُ - اللہ	لَقَوِيٌّ - طاقتور ہے	عَزِيزٌ - غالب	الَّذِينَ - وہ کہ
إِنْ - اگر	مَكَّنَّهُمْ - ہم جگہ دیں ان کو	فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین کے





لَهَا۔ ان کو  
 وَ۔ اور  
 وَ۔ وہ  
 آخَذَتْهَا۔ میں نے ان کو پکڑا  
 وَ۔ اور  
 إِلَى۔ میری طرف ہی  
 ظَالِمَةٌ۔ ظالم تھیں  
 ثُمَّ۔ پھر  
 الْبَصِيرُ۔ پھر نا ہے

### نادر لغات

أَذِنَ۔ اِنی رُخِصَ۔ اجازت دی گئی۔  
 هَدِمْتُ۔ تَهْدِيمُ بِنَاءِ مُعْبَدَاتٍ۔ عبادت خانے گرا دیئے جائیں۔  
 صَوَامِعُ۔ یہ صومعہ کی جمع ہے بروزن فَوْعَلَهُ۔ بِنَاءِ مَرْتَعٍ جَدِيدِ الْأَعْلَى۔ آہنی عمارت بلند۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ صومعہ قبل اسلام مختص ہوتا تھا رہبان نصاریٰ کے لئے اور بعد میں مسلمانوں کے میز نہ کو بھی کہنے لگے۔ تفصیل تفسیر میں آئے گی۔  
 بَيْعٌ۔ بیع مصلابے نصاریٰ ہے اس میں رہبان کا تعلق نہیں۔  
 صَلَوَاتٌ۔ جمع صلوة کی ہے۔ یہ کنیسہ یہود ہے۔  
 أَصْحَابُ مَدْيَنَ۔ یہ مخصوص وہ قوم ہے جس نے حضرت شعیب علیہ السلام کی شدت سے مخالفت کی۔  
 فَأَمَلَيْتُ۔ اِنی فَاْمَهْلُهُمْ۔ مہلت دینے کے معنی میں آتا ہے۔  
 نَكِيرٌ۔ سزائے انکار۔  
 خَاوِيَةٌ۔ اوندھے پڑے ہوئے۔  
 عَلَى عُرُوشِهِمْ جَهْتُونَ۔  
 بِئْرِ مَعْطَلَةٍ۔ کنویں جن سے پانی لینے والا کوئی نہ ہو۔  
 قَصْرٍ مَّشِيدٍ۔ وہ محل جو گچ سے تعمیر کر کے مستحکم و مضبوط بنایا گیا ہو۔

### خلاصہ تفسیر چھٹارکوع۔ سورہ حج۔ پ ۷۱

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا۔ جب کفار قریش ظلم و ستم میں سب سے آگے بڑھ گئے اور مسلمان زخمی ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے لگے اور ان کی شکایات لائے اور اجازت مقابلہ مانگنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا جب تک مجھے اجازت نہ ہو میں مقابلہ کا حکم نہیں دے سکتا۔  
 آخرش مدینہ منورہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اجازت جہاد میں بعض کے نزدیک یہ پہلی آیت ہے۔  
 مقاتل کی تحقیق یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ان لوگوں کو اجازت دی گئی جو مشرکین کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ہجرت پر آمادہ تھے لیکن جب وہ مکہ سے نکلنا چاہتے تو کفار انہیں زبردستی روکتے چنانچہ آیت کریمہ میں اجازت جہاد کی وجہ۔

بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا۔ بتائی گئی کہ یہ اجازت اس لئے ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور وعدہ فرمایا کہ  
 وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ اللہ ان کی مدد پر قادر ہے یعنی اللہ انہیں غالب کرے گا۔ چنانچہ اس کے بعد جب

مظلوم مسلمانوں نے تلوار سونپی تو مشرکین کو زیر کر دیا۔ اس کے بعد ان مسلمانوں کی کیفیت مظلومی کا اظہار فرمایا گیا۔  
 الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقِّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ۔ جنہیں اجازت دی گئی ہے یہ وہ مظلوم ہیں  
 جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ان کا قصور ان کی اندھی نگاہوں میں یہی تھا کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے تھے اور کسی غیر کو اللہ کا  
 شریک نہیں مانتے تھے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْلَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَيَّامَتْ صَوَامِعُ۔ اگر اللہ دفع نہ فرماتا مشرکین کے شر کو مومنین کے  
 ہاتھوں تو یقیناً وہ منہدم کر دیتے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے عبادت خانے جو صومعہ کے نام سے تھے۔ مجاہد اور ضحاک کے  
 نزدیک صومعہ رہبان کے عبادت خانہ کو کہتے ہیں۔

وَبَيْعُ۔ یہ جمع بیعہ کی ہے نصاریٰ کے گرجوں کو کہتے تھے اور

صَلَوَاتٌ۔ یہود کی عبادت گاہ کا نام تھا اور

مَسْجِدٌ۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں۔

تو یہ فرمایا کہ سابقہ نبیوں علیہم السلام کی عبادت گاہیں اور بعد کے نبیوں علیہم السلام کے عبادت خانے سب ہی منہدم کر  
 دیتے لیکن اللہ عزوجل نے ان کا شر دفع فرمایا اور

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ۔ اور اللہ اس کی مدد فرماتا ہے جو اللہ کی مدد کرے یعنی اس کے دین کی محافظت کرے۔

آگے ان دین کے مددگاروں کی صفت بیان فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا  
 بِالنَّعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔ وہ جنہیں اگر ہم زمین میں  
 متمکن کر دیں تو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں اور اللہ کے لئے ہے انجام  
 کاموں کا۔

اس آیت کریمہ میں ان مومنین کی صفات بیان فرمائیں کہ وہ زمین پر نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، نیک کاموں کا حکم دیں  
 اور برائیوں سے روکیں

خلاصہ یہ کہ جب اللہ عزوجل کہیں مسلمانوں کو غلبہ اور تسلط عطا فرمائے تو انہیں مذکورہ بالا کام کرنے چاہئیں نہ کہ ان  
 مہاجرین کی طرح جو ہندوستان سے آکر پاکستان میں سینما لہو و لعب میں پڑ گئے۔ جو رولڈ و بد امنی پھیلانے لگے ایسے بد اعمال  
 کبھی چین سے نہیں رہ سکتے۔ یہ امور اللہ تعالیٰ نے بطور پیش گوئی بیان فرمائے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے اربعہ علیہم رضوان نے دین الہی عزوجل کی مدد کی۔ جہاد کے مخالفوں کو  
 سرنگوں کیا اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی انہیں ان کے اماکن پر مسلط فرمایا آخر میں ارشاد ہوا:

وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔ یعنی ہر معاملہ کا انجام اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پھر مکذبین رسالت کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو تسلی دی جاتی ہے۔

وَإِنْ يَكْذِبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ ۖ وَقَوْمٌ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمٌ لُوطٍ ۗ وَأَصْحَابُ









اگر ظالموں کا ظلم دفع نہ کیا جاتا تو حکام کے ذریعے تو صومعے اور بیچے اور کنیسے گرا دیئے جاتے۔

تیسرا قول: اَيُّ لَوْلَا دَفْعُ الْعَذَابِ عَنِ الْاَشْرَارِ بِدُعَاءِ الْاَخْيَارِ۔ اگر عذابِ اشرار دعاءِ اخیار سے دفع نہ کیا جاتا تو صوامع اور بیچے اور صلوات اور مساجد منہدم کر دیئے جاتے۔

چوتھا قول: قطرب کا یہ ہے اَيُّ لَوْلَا الدَّفْعُ بِالْقِصَاصِ عَنِ النُّفُوسِ۔ اگر قصاص کا قانون نہ ہوتا تو اشرار بے خوف ہو کر تمام عبادت خانے منہدم کر دیتے۔

صَوَامِعُ۔ صومعہ کی جمع ہے یہ لوہے کی بلند عمارت بنائی جاتی تھی۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر بلند عمارت کو جو اوپر سے متصمیع الرأس ہوا سے صومعہ کہتے ہیں وَ كَانَتْ قَبْلَ الْاِسْلَامِ۔

قنادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ مُخْتَصَّةٌ بِرُهْبَانِ النَّصَارَى وَ بَعَادَةِ الصَّابِيَةِ ثُمَّ اسْتُعْمِلَتْ فِي مِثْلَةِ

الْمُسْلِمِينَ۔ صومعہ رہبانِ نصاریٰ کے رہنے اور صابیہ کے عبادت کے لئے جو مکان ہوتا اسے کہتے تھے۔ پھر مسلمانوں کے اذان دینے کے منارہ کو بھی کہنے لگے۔

اور پیچے جس کا واحد بیچہ ہے یہ نصاریٰ کے مصلے کو کہتے ہیں چنانچہ فرمایا يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا۔ جس میں اللہ کا ذکر بہت کیا جاتا ہے۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں مختصر مگر جامع تصریح فرمائی وہ ہذا۔

لَهَّيْمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيْعٌ وَ صَلَوَاتٌ وَ مَسْجِدٌ اَيُّ لَوْلَا اِظْهَارُهُ وَ تَسْلِيْطُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى الْكُفَّارِ بِالْمُجَاهِدَةِ لَا اسْتَوْلَى الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى اَهْلِ الْمِلَلِ الْمُخْتَلِفَةِ فِيْ اَزْمِنَتِهِمْ وَعَلٰى مُتَعَبِدَاتِهِمْ فَهَدَمُوْهَا وَلَمْ يَتْرُكُوْا لِنَصَارَى بِيْعًا وَلَا لِرُهْبَانِ صَوَامِعَ وَلَا لِلْيَهُودِ صَلَوَاتٍ اَيُّ كَنَائِسَ وَ سَمِيَتْ الْكَنِيسَةُ صَلْوَةً لِاَنَّهَا يُصَلَّى فِيْهَا وَلَا لِلْمُسْلِمِيْنَ مَسَاجِدَ۔

یعنی اگر مسلمان غالب نہ کئے جاتے اور ان کا تسلط نہ ہوتا باقی کفار پر تو مشرکین مستولی ہو کر تمام ملل مختلفہ کے معابد منہدم کر دیں اور اپنے دور میں نہ نصاریٰ کے بیچے چھوڑتے نہ رہبان کے صومعہ نہ یہود کے صلوات یعنی کنیسے اور کنیسے کو صلوات اس لئے کہا گیا کہ اس میں وہ عبادت کرتے تھے اور نہ مسجدیں جو مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَيَبْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَبْصُرُكَ ۗ اِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ اور ضرور اللہ مدد کرتا ہے اس کی جو اللہ کے دین کی مدد کرے بے شک اللہ قوت والا ہے اور غالب۔

یعنی اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرمائے وہ کر سکتا ہے اور ایسا غالب ہے کہ اس کا ارادہ کوئی نہیں روک سکتا اور نہ اس کا عذاب دفع کرنے کی کسی میں طاقت ہے۔

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنْهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوْا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَ لِلَّهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ وہ ایمان والے ہیں کہ اگر ہم انہیں متمکن کریں زمین میں نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کا حکم دیں منکرات سے منع کریں اور انجام کار اللہ کے لئے ہے۔

اولیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ التَّمْكِيْنُ السَّلْطَنَةُ وَ نَفَاذُ الْاَمْرِ۔ تمکین فی الارض سے مراد سلطنت اور نفاذ احکام کی

قوت ہے اور امر بالمعروف سے توحید کی تعلیم مراد ہے اور نہی عن المنکر سے مراد شرک سے روکنا ہے اور صلوة سے مراد فرائض پنجگانہ ہیں اور ایسے ہی زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے۔

زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ أَمْرِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔ اس آیت کریمہ میں خلافت خلفاء راشدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم منہاج النبوة ہونے کی دلیل ہے۔

اور حسن بصری اور ابوالعالیہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں إِنَّهُمْ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَالْتَّابِعُونَ۔ آیت کریمہ میں جن کی تعریف ہے وہ مہاجرین و انصار اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور آخر میں ارشاد ہوا کہ تمام امور کا انجام اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اس کے بعد مشرکین کی حسد ورزی اور عناد پروری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی جاتی ہے۔

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ ۗ وَقَوْمٌ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمٌ لُوطٍ ۗ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ۔ اور اگر اے محبوب وہ آپ کو جھٹلائیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) ان سے پہلے نبی بھی جھٹلائے گئے۔ چنانچہ قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی اور قوم عاد اور قوم ثمود نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور اصحاب مدین نے تکذیب کی۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تَسْلِيَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظرِ ماضیہ سنا کر تسلیہ کیا ہے۔ گویا یوں فرمایا گیا:

وَإِنْ يُكَذِّبُكَ قَوْمُكَ فَأَعْلَمْ أَنَّكَ لَسْتَ بِأَوْحِدِي فِي ذَلِكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَ تَكْذِيبِ قَوْمِكَ إِيَّاكَ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ ۗ وَقَوْمٌ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمٌ لُوطٍ ۗ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۗ وَكَذَّبَ مُوسَىٰ فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۗ۔

اے محبوب اگر آپ کو آپ کی قوم جھٹلا رہی ہے تو آپ کو جاننا چاہئے کہ اس معاملہ میں آپ تنہا نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے انبیاء کرام بھی جھٹلائے گئے۔ نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے جھٹلایا اور لوط علیہ السلام کو ان کی قوم نے۔ قوم عاد و ثمود نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور ابراہیم خلیل کو ان کی قوم نے جھٹلایا اور اہل مدین نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف سے جھٹلا دیئے گئے۔

فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ۔ اُمّی اَمَهَلْتُهُمْ۔ تو میں نے ان کو مہلت دی۔

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ۔ پھر ان کی گرفت کی اور ہر مذبذب پکڑا گیا۔

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ۔ تو کیسی رہی ہماری گرفت کہ ان کی تمام عیش و عشرت۔ مکان و باغات سب ختم ہو گئے۔ آگے

ارشاد ہے:

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فِيهَا خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبِئْسَ مَعْطَلَةٌ وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ۔ اور کتنی

بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں کہ وہ ظالم تھیں تو اب وہ اوندھی پڑی ہیں اپنے گھروں کی چھتوں پر اور کتنے کنویں معطل پڑے ہیں اور کتنے مضبوط محل خالی پڑے ہوئے ہیں۔



خَاوِيَةٌ۔ خَوَاء سے ہے اس کے معنی یا تو گر جانے کے ہیں جیسے خَوَى النُّجْمُ بولتے ہیں جبکہ تارا گرتا ہے یا انہدام کے معنی میں ہے یا بمعنی خلو ہے جیسے خَوَتِ الدَّارُ بولتے ہیں۔ جبکہ وہ گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو جائے اور خَوَى البَطْنُ کہتے ہیں جبکہ شکم کھانے سے خالی ہو۔

عُرُوشٌ۔ جمع عرش کی ہے۔ چھت کے معنی میں مستعمل ہے۔

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ۔ یعنی وہ کنویں جن سے پانی لینے والا نہ رہے۔

وَقَصْرِ مَشِيدٍ۔ چونہ سے جو مکان پختہ بنے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: إِنَّ الْقَصْرَ بِنَاهُ عَادُ الثَّانِي۔ مضبوط محل کے بنانے کی رسم عاد ثانی کے

زمانہ میں جاری ہوئی۔

اور ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِنَّ الْقَصْرَ عَلَى قَلَّةِ جَبَلٍ بِحَضْرٍ مَوْتٍ وَالْبَيْرِ وَأَنَّ صَالِحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ عَلَيْهَا مَعَ أَرْبَعَةِ آلَافٍ نَفَرٍ مِّمَّنْ آمَنَ بِهِ وَنَجَّاهُمْ اللَّهُ مِنَ الْعَذَابِ وَ سَمِيَتْ حَضْرٍ مَوْتٌ لِأَنَّ صَالِحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ حَضَرَهَا مَاتَ فَالظَّاهِرُ أَنَّ قَبْرَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُنَاكَ وَعِنْدَ الْبَيْرِ بِلَدَةِ إِسْمَہَا حَاضِرَاءَ بِنَاهَا قَوْمٌ صَالِحٌ وَأَمَرُوا عَلَيْهَا جَلَسَ بَنُ جَلَّاسٍ وَأَقَامُوا بِهَا زَمَانًا ثُمَّ كَفَرُوا وَ عَبَدُوا صَنَمًا وَأَرْسَلَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَنْظَلَةَ بَنَ صَفْوَانَ نَبِيًّا فَفَقَتَلُوهُ فِي السُّوقِ فَأَهْلَكَهُمْ اللَّهُ عَنْ إِخْرِهِمْ وَ عَطَّلَ سُبْحَانَهُ بَيْرَهُمْ وَ قَصَرَهُمْ۔

سب سے اول محل حضر موت کے پہاڑ کی چوٹی پر اور اس کے میدان میں کنواں بنایا گیا اور حضرت صالح علیہ السلام چار ہزار مومن امتیوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے اور انہیں عذاب سے نجات دلائی اس جگہ کا نام حضر موت اس وجہ سے ہے کہ جب صالح علیہ السلام یہاں تشریف لائے تو آپ کا انتقال ہو گیا اور یہاں ہی آپ دفن ہوئے اور نیچے جہاں کنواں تھا اس جگہ ایک آبادی تھی جس کا نام حاضوراء تھا۔ یہ شہر قوم صالح نے بنایا اور اس کا حاکم جلس بن جلاس تھا یہاں ایک مدت رہے پھر یہ قوم کافر ہو گئی اور بت پوجنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حنظلہ بن صفوان نبی مبعوث کئے انہیں اس قوم نے بازار میں شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا ہلاک کیا کہ ان کے محل اور کنویں سب ویران ہو گئے۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ۔ تو کیا نہیں سیر کی زمین میں کہ ہو جائیں ان کے دل سمجھ کے لائق یا کان سننے کے قابل تو یہ نہیں اندھی ہوتی آنکھیں لیکن اندھے ہوتے ہیں وہ دل جو سینوں کے اندر ہیں۔

یعنی کفار کو آمادہ کیا گیا کہ وہ زمین کی سیر کر کے کفار کے ان حالات کا مشاہدہ کریں کہ انبیاء کرام کی تکذیب کا کیا انجام ہوا اور اس سے یہ عبرت حاصل کریں اور پچھلی امتوں کے حالات اور ان کی ہلاکت اور ان کی بستیوں کی ویرانی دیکھ کر ہوش کریں لیکن ان کافروں کی ظاہری حس باطل نہیں ہوئی وہ ظاہری آنکھوں سے ہر چیز کو دیکھتے ہیں مگر دل کی بصارت سے اندھے ہو چکے ہیں اور دل کا اندھا ہونا ہی خطرناک ہے جس کے بعد وہ دین کی راہ پانے سے محروم ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۗ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا





تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کروے امتحان ان کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک خاتم لوگ اجنبائی جھگڑا لو ہیں

اور اس لئے کہ جان جائیں وہ جنہیں علم ملا ہے کہ وہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تو ایمان لائیں اس پر تو جھک جائیں اس کے لئے ان کے دل اور بے شک اللہ ایمان والوں کو ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی

اور کافر ہمیشہ شک میں رہیں گے اس سے حتیٰ کہ آئے ان پر قیامت اچانک یا آئے ان پر عذاب اس دن کا جس کا انجام برا ہو

بادشاہی اس دن اللہ کی ہے فیصلہ دے گا ان میں تو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ نعمتوں کے باغوں میں ہیں اور وہ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو وہ ذلت کے عذاب میں ہیں

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ قِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَمٌ ۗ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٧﴾

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَكَنَادٍ لِّلَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ حِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٨﴾

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مَرِيَّةٍ مِنَّهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً ۖ أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يُّرِيدُ حَقِيمٌ ﴿٥٩﴾

أَلَمْ لِكَ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۗ قَالَ الَّذِينَ آمَنُوا أَوْ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي حَسْبِ النَّعِيمِ ﴿٦٠﴾  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٦١﴾

### حل لغات ساتواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

قُلْ كَيْفَ	يَا أَيُّهَا	إِنَّمَا	إِنَّمَا
أَنَا	لَكُمْ	مُؤْمِنِينَ	مُؤْمِنِينَ
قَالَ	آمَنُوا	عَمِلُوا	عَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ	لَهُمْ	وَأَنَّ	وَأَنَّ
رِزْقٍ	كَرِيمٍ	الَّذِينَ	الَّذِينَ
سَعَوْا	فِي	مُعْجِزِينَ	مُعْجِزِينَ
وَالَّذِينَ	أُولَٰئِكَ	الْبَاطِلِينَ	الْبَاطِلِينَ
وَأَنَّ	مَا	مِن قَبْلِكَ	مِن قَبْلِكَ
مِن مَّرْسُولٍ	وَأَنَّ	نَبِيٍّ	نَبِيٍّ
إِلَّا مَر	إِذَا	الَّتِي	الَّتِي
الشَّيْطَانِ	فِي	فَيَسْخُ	فَيَسْخُ
وَمَا	اللَّهُ	يُلْقِي	يُلْقِي



الشَّيْطَانُ - شيطان	ثُمَّ - پھر	يُحْكِمُ - مضبوط کرتا ہے	اللَّهُ - اللہ
آيَاتِهِ - اپنی آیتیں	وَ - اور	اللَّهُ - اللہ	عَلَيْمٌ - جاننے والا
حَكِيمٌ - حکمت والا ہے	لِيَجْعَلَ - تاکہ بنائے	مَا - جو	يُلْقِي - ڈالتا ہے
الشَّيْطَانُ - شيطان	فِتْنَةً - آزمائش	لِلَّذِينَ - ان کے لئے کہ	فِي - بیچ
قُلُوبِهِمْ - ان کے دلوں کے	مَرَضٌ - بیماری ہے	وَ - اور	الْقَاسِيَةِ - سخت ہیں
قُلُوبُهُمْ - جن کے دل	وَ - اور	إِنَّ - بے شک	الظَّالِمِينَ - ظالم
لَفِي - یقیناً میں ہیں	شِقَاقٍ - بدبختی	بَعِيدٍ - دور کی	وَ - اور
لِيَعْلَمَ - جانتے ہیں	الَّذِينَ - وہ جو	أَوْثُوا - دیئے گئے	الْعِلْمَ - علم
أَنَّهُ - بے شک وہ	الْحَقُّ - حق ہے	مِن رَّبِّكَ - تیرے رب سے	فَيُؤْمِنُوا - تو وہ ایمان
لاتے ہیں	بِهِ - ساتھ اس کے	فَتُخْبِتَ - تو جھک جاتے ہیں	وَ - اور
لَهُ - اس کے لئے	قُلُوبُهُمْ - ان کے دل	وَ - اور	إِنَّ - بے شک
اللَّهُ - اللہ	لِهَادٍ - ہدایت دینے والا ہے	الَّذِينَ - ان کو جو	آمَنُوا - ایمان لائے
إِلَى - طرف	صِرَاطٍ - راہ	مُسْتَقِيمٍ - سیدھی کے	وَ - اور
لَا يَزَالُ - ہمیشہ رہیں گے	الَّذِينَ - وہ جو	كَفَرُوا - کافر ہوئے	فِي - بیچ
مَرِيَّةٍ - شک کے	مِنْهُ - اس سے	حَتَّى - یہاں تک کہ	تَأْتِيَهُمْ - آئے ان کے پاس
السَّاعَةِ - قیامت	بَعَثْنَا - ناگہاں	أَوْ - یا	يَأْتِيَهُمْ - آئے ان کے پاس
عَذَابٍ - عذاب	يَوْمٍ - دن	عَقِيمٍ - جڑ کاٹنے والے کا	الْمَلِكُ - بادشاہی
يَوْمَئِذٍ - اس دن	لِلَّهِ - اللہ کی ہوگی	يُحْكِمُ - فیصلہ کرے گا	بَيْنَهُمْ - ان میں
فَالَّذِينَ - تو وہ جو	آمَنُوا - ایمان لائے	وَ - اور	عَمِلُوا - عمل کئے
الصَّالِحَاتِ - اچھے	فِي - بیچ	جَنَّتِ - باغوں	النَّعِيمِ - نعمت والوں کے
ہوں گے	وَ - اور	الَّذِينَ - وہ جو	كَفَرُوا - منکر ہوئے
وَ - اور	كَذَّبُوا - جھٹلایا	بِآيَاتِنَا - ہماری آیتوں کو	فَأُولَئِكَ - تو یہ لوگ ہیں
لَهُمْ - ان کے لئے	عَذَابٌ - عذاب ہے	مُهِينٌ - ذلیل کرنے والا	

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا آتَاكُمُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ۔ پہلے رکوع میں مشرکین کے سرغنہ نصر بن حارث جیسے عذاب میں جلدی کرتے اور استہزاء کرتے تھے اس کا جواب وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ؕ فِي اللَّهِ تَعَالَىٰ كِي طرف سے دے دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ انہیں فرمادیتے کہ جس عذاب کا تمہیں وعدہ دیا ہے وہ منجانب اللہ ہے اور وہی اسے تم پر نازل کرے گا مجھ سے کیوں مطالبہ کرتے ہو میں تو تمہیں مطلع کرنے والا ہوں کہ جو نیک عمل کرے گا اس کی معفرت ہوگی اور وہ

دنیا و آخرت میں عزت پائے گا اور جو احکام شریعت کی مخالفت کرے گا وہ جہنم میں جائے گا میں تو نذیر و بشیر ہوں۔  
چنانچہ ایک بار حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت فرما کر ایسے ملک میں تشریف لے گئے جہاں نخلستان ہے۔

اس خواب کی تعبیر میں واہمہ نے ملک یمامہ کی طرف ہجرت کی تعبیر تجویز کی۔ حالانکہ درحقیقت اس ملک سے مراد مدینہ منورہ تھا۔

ایسے ہی ایک خواب میں ظاہر ہوا کہ حلق و قصر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں قوت واہمہ کی تعبیر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ اس سال ہی یہ واقعہ پیش آئے گا۔ حالانکہ کئی سال بعد اس خواب کی تعبیر سامنے آنا مقدر تھی۔

اس سے ضعیف الایمان اور کمزور عقیدہ والے آزمائش اور فتنے میں پڑ جاتے ہیں ان کے قدم محور صداقت سے ڈگمگاتے ہیں۔ لیکن راسخ العقیدہ اہل ایمان و ایقان اس سے شبہ میں جانے کے بجائے ایمان پختہ کرتے اور خائف ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس واہمہ کی آمیزش دور کر کے جو حق ہوتا ہے وہی واضح فرما دیتا ہے چنانچہ ارشاد ہے: **فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾**۔

آیات سے مراد وہی احکام حقہ ہیں جو رسول اور نبی پر القاء ہوتے ہیں اس سے آمیزش وہم دور فرما کر اسے صاف اور مستحکم کر دیتا ہے۔ باقی آیات کا مطلب صاف ہے۔

بعض نے کچھ احتیاط سے کام لیا تو یوں لکھ دیا کہ شیطان نے اثناء قرأت میں یہ جملہ ملا دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ علامہ بیہقی نے اس روایت کے رد میں ایک رسالہ لکھا امام رازی اور صاحب مدارک اور قاضی بیضاوی رحمہم اللہ نے اس روایت کا ابطال فرمایا کہ یہ محض اسرائیلیات ہیں اور پادری لوگ اپنے تعصب کی بناء پر ایسی چیزوں کو خاص طور پر ہوا دیتے ہیں۔

غرضیکہ اُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ تک اسی بیان کا تمہ ہے پھر اگلے رکوع میں **وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ** سے لے کر **إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ** تک اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں اور ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہونے والوں کے درجات اخروی کا بیان ہے اور دنیا میں مجاہدین کے گروہ کی اعانت کا وعدہ ہے جس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

### مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

**قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ**۔ فرمادیجئے اے لوگو! میں تو تمہارے لئے کھلا نذیر ہوں۔ اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**إِنَّ الْمُرَادَ بِالنَّاسِ الْمُشْرِكُونَ فَإِنَّ الْحَدِيثَ مَسْوقٌ لَهُمْ فَكَانَهُ قِيلَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْمُشْرِكُونَ الْمُسْتَعْجِلُونَ بِالْعَذَابِ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ لَكُمْ إِذَارًا بَيْنًا بِمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مِنْ أَنْبَاءِ الْأُمَمِ الْمُهْلَكَةِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ لِي دَخَلٌ فِي إِيْتَانِ مَا تَسْتَعْجِلُونَ مِنَ الْعَذَابِ الْمَوْعُودِ حَتَّى تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ**۔  
یہاں لفظ ناس سے جنہیں ندا دی گئی وہ مشرکین ہیں اس لئے کہ حدیث میں جو بیان ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے گویا

باری تعالیٰ عزا سہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ آپ مشرکین کو فرمادیں کہ تم جو عذاب چاہنے میں جلدی کر رہے ہو سمجھ لو کہ وہ عذاب لانے والا میں نہیں ہوں بلکہ میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھلے الفاظ میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ام ماضیہ کی خبروں میں ان کی ہلاکت کے متعلق وحی کی گئی اور اس میں میرا دخل نہیں کہ جب تم جلدی کرو تو موعودہ عذاب تم پر نازل کر دوں۔

البتہ وہ عذاب ضرور آئے گا جب اور جس وقت اللہ تعالیٰ چاہے گا انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں اور بموجب اسلوب بیان قرآن اس کے بعد مومنین کی مغفرت اور عزت والے رزق کی بشارت فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

قَالِذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَزْوَاقٌ كَرِيمٌ۔ اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت والارزق۔

گویا دونوں آیتوں میں دونوں فریق کی جزا و سزا بیان فرمادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ اے محبوب ان کافروں کو فرمادیجئے کہ جو مصر علی الکفر ہے اس کی سزا یہ ہے اور جو ایمان لا کر نیک عمل کرے گا اس کی جزا یہ ہے۔ بعض محققین اس طرف گئے ہیں کہ ناس سے مراد مومن اور کافر دونوں ہیں اور اِنَّمَا آتَاكُمُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ میں یوم قیامت سے ڈرانا ہے اور احادیث میں بھی جو مضمون ہے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نذیر مبین ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ میں کھلم کھلا تمہیں ڈر سنانے والا ہوں۔

اور مغفرت کے بعد رزق کریم جو فرمایا اس سے مراد جنت ہے اس لئے کہ مغفرت کے بعد ہی جنت ہے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ یہی کہتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِالرِّزْقِ الْكَرِيمِ هُنَا الْجَنَّةُ كَمَا يُشْعِرُ بِهِ وَقُوعُهُ بَعْدَ الْمَغْفِرَةِ۔ اور کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَذَلِكَ فِي جَمِيعِ الْقُرْآنِ عَلَى مَا أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ فِي صِفَاتِ غَيْرِ الْأَدَمِيِّينَ الْفَائِقِ۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔ اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ائی بدلو الجہد فی ابطالها فسموها تارة سحرًا و تارة شعرا و تارة أساطير الأولين۔ یعنی وہ لوگ جن کی تمام تر کوششیں اسی میں صرف ہوتی ہیں کہ وہ آیات الہی کا ابطال کریں کبھی اسے جادو کہیں کبھی شعر سے تشبیہ دیں کبھی کہہ دیں کہ پرانے قصہ کہانی ہیں اور اس قسم کی باتوں سے اپنے گمان میں یہ سمجھتے تھے کہ ہم ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

”یہ لوگ جہنم والے ہیں۔“ سعی کے معنی ہیں اسراع فی المشی کے یعنی چلنے میں جلدی کرنا اور اس کا اطلاق افساد پر بھی ہوتا ہے یعنی فساد پھیلانا۔

چنانچہ محاورہ میں بولتے ہیں سعی فی امر فلان إذا أصلحہ أو أفسدہ بسعیہ فیہ فلاں شخص نے سعی کی فلاں کے معاملہ میں جبکہ وہ صلح کر دے یا فساد کرائے اپنی کوشش سے تو یہ عرف میں صلح اور فساد دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اور مُعْجِزِينَ پر صاحب لوامع فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ هُنَا ظَانِينَ أَنَّهُمْ يُعْجِزُونَنا۔ معجزین سے مراد یہ ہے کہ انہیں اس امر کا گمان ہوتا ہے کہ وہ عاجز کر لیں گے اپنی فتنہ پروری سے۔

اور جحیم کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ هُوَ اسْمٌ دَرَكَةٌ مِنْ دَرَكَاتِ النَّارِ۔ جحیم جہنم کے درجوں میں سے ایک



درجہ کا نام ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَلَّقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ۔ جتنے رسول یا نبی ہم نے بھیجے تم سے پہلے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو اللہ مٹا دیتا ہے اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو۔

وَمَا أَرْسَلْنَا۔ میں مانا فیہ نہیں ہے۔ بلکہ موصولہ ہے اس ہی وجہ میں یہاں ”اور جتنے رسول“ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ میں معطوف معطوف علیہ اس لئے کیا کہ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ چنانچہ محقق قول یہی ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ رسول واضح شریعت کو کہتے ہیں اور نبی حافظ و نگہبان کو۔

اس بحث پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَ عَطْفُ نَبِيِّ عَلَى رَسُولٍ يُدُلُّ عَلَى الْمُغَايِرَةِ بَيْنَهُمَا۔ نبی کا رسول پر عطف مغایرت پر دلالت کرتا ہے یعنی دونوں یکساں نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: أَنَّهُ سُئِلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ مِائَةٌ أَلْفٍ وَ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا۔ حضور ﷺ سے نبیوں کے متعلق سوال ہوا کہ وہ کتنے ہیں تو حضور نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ قِيلَ فَكَمْ الرَّسُولُ قَالَ ثَلَاثٌ مِائَةٌ وَ ثَلَاثَةٌ عَشْرًا جَمًّا غَفِيرًا۔ عرض کیا گیا حضور رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو تیرہ۔

اسے علامہ سیوطی رحمہ اللہ اور ابن راہویہ نے اپنی مسندوں میں حدیث ابو امامہ سے نقل کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں لکھا اور حاکم نے مستدرک میں حدیث ابی ذر سے روایت کیا۔

وَ زَعَمَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ وَ لَيْسَ كَذَلِكَ۔ اور صرف ابن جوزی نے اس کے موضوع ہونے کا گمان کیا۔ لیکن ایسا نہیں ہے جبکہ مستدرک نے حاکم اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں اور علامہ سیوطی ابو امامہ سے روایت فرما رہے ہیں۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی سند میں کسی پہلو سے ضعف ہو۔ پھر ایک روایت میں تین سو پندرہ رسولوں کی بھی خبر ہے۔

اب وہ اختلافی اقوال سمجھ لیں جن سے نبی رسول کے فرق کی بحث صاف ہوتی ہے۔

الرَّسُولُ ذَكَرَ حُرْبَعَةُ اللَّهِ تَعَالَى بِشَرْعٍ جَدِيدٍ يَدْعُو النَّاسَ إِلَيْهِ وَالنَّبِيُّ يَعْمُهُ وَ مَنْ بَعَثَهُ لِتَقْرِيرِ شَرْعٍ سَابِقٍ كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ الَّذِينَ كَانُوا بَيْنَ مُوسَى وَ عِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

رسول مرد اور آزاد ہوتا ہے جسے اللہ شریعت جدید کے ساتھ مبعوث فرماتا ہے اور وہ لوگوں کو اپنی طرف بلا تے ہیں۔

اور نبی عام ہے یعنی نبی وہ بھی ہے جو مبعوث ہو پہلے انبیاء کرام کی شریعت پر تقریر فرمانے کو جیسے انبیاء بنی اسرائیل جو

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے درمیانی زمانہ میں مبعوث ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ الرَّسُولُ ذَكَرَ حُرْبَعَةُ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى قَوْمٍ بِشَرْعٍ جَدِيدٍ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَدِيدًا فِي نَفْسِهِ كَأَسْمَعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ بُعِثَ لِجُرْهُمَ أَوْلَادًا وَالنَّبِيُّ يَعْمُهُ وَ مَنْ بُعِثَ بِشَرْعٍ غَيْرِ جَدِيدٍ كَذَلِكَ۔

رسول مرد آزاد ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ قوم کی طرف شریعت جدیدہ کے ساتھ ان کے ہی نسب سے بھیجتا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ جدید نہ ہو جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام قبیلہ بنی جرہم سے اول مبعوث ہوئے اور نبی رسول کو بھی کہتے ہیں اور اس کو بھی جوئی شریعت سے مبعوث نہ ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ الرَّسُولُ ذَكَرَ حُرًّا لَهُ تَبْلِيغٌ فِي الْجُمْلَةِ وَإِنْ كَانَ بَيَانًا وَتَفْصِيلًا لِشَرْعٍ سَابِقٍ وَالنَّبِيُّ مَنْ أُوحِيَ إِلَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِتَبْلِيغٍ أَصْلًا أَوْ أَعْمٌ مِنْهُ وَمِنَ الرَّسُولِ۔

رسول مرد آزاد ہوتا ہے اس کے ذمہ تبلیغ ہوتی ہے اگرچہ شرائع سابقہ کا بیان اور تفصیل ہی وہ کرے۔

اور نبی وہ ہے جس کی طرف وحی تو ہوتی ہے مگر اسے تبلیغ کا اصلاً حکم نہ ہو یا وہ عام ہو رسول اور نبی میں۔

ایک قول یہ ہے الرَّسُولُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَنْ جَمَعَ إِلَى الْمُعْجَزَةِ كِتَابًا مُنَزَّلًا عَلَيْهِ وَالنَّبِيُّ غَيْرَ الرَّسُولِ مَنْ لَأَكْتَابَ لَهُ۔ رسول انبیاء میں سے وہ ہے جو معجزہ اور کتاب کے ساتھ تشریف لائے اور نبی وہ جو صاحب کتاب نہ ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ الرَّسُولُ مَنْ لَهُ كِتَابٌ أَوْ نَسَخٌ فِي الْجُمْلَةِ وَالنَّبِيُّ مَنْ لَأَكْتَابَ لَهُ وَلَا نَسَخٌ۔ رسول وہ ہے جس کے ساتھ کتاب ہو یا ناسخ شریعت سابقہ اور نبی وہ ہے جو صاحب کتاب بھی نہ ہو اور ناسخ شریعت سابقہ بھی نہ ہو۔

ایک قول امام رازی رحمہ اللہ نے جو نقل کیا وہ یہ ہے الرَّسُولُ مَنْ يَأْتِيهِ الْمَلَكُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْوَحْيِ يَقْظَةً وَالنَّبِيُّ يُقَالُ لَهُ وَلَمْ يُوْحَى إِلَيْهِ فِي الْمَنَامِ لَا غَيْرَ۔ رسول وہ ہے جس کے پاس فرشتہ بیداری کی حالت میں وحی لے کر آتا ہو اور نبی رسول کو بھی کہتے ہیں اور اسے بھی جس کے پاس وحی خواب میں ہو۔

اور عرف شرع میں مشہور قول یہ ہے کہ أَنَّ النَّبِيَّ فِي عُرْفِ الشَّرْعِ أَعْمٌ مِنَ الرَّسُولِ فَإِنَّهُ مَنْ أُوحِيَ إِلَيْهِ سِوَاءَ أَمْرٍ بِالتَّبْلِيغِ أَمْ لَا۔ نبی عرف شرع میں رسول سے عام ہے وہ وہ ہے جس کو وحی ہو عام اس سے کہ اسے تبلیغ کا حکم ہو یا نہ ہو۔

وَالرَّسُولُ مَنْ أُوحِيَ إِلَيْهِ وَأَمْرٌ بِالتَّبْلِيغِ۔ اور رسول وہ ہے جسے وحی بھی ہو اور وہ تبلیغ کے لئے مامور بھی ہو۔

إِلَّا إِذَا تَمَنَّى۔ مگر یہ کہ جب وہ پڑھے۔

تَمَنَّى۔ کے معنی ابو مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک نہایت تقدیر کے ہیں اور اسی سے مَنِيَّةٌ ہے کہ وفات انسان کے اس وقت کو کہا جاتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا اور اُمْنِيَّتِهِمُ کے معنی علامہ راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں الصُّورَةُ الْحَاصِلَةُ فِي النَّفْسِ مِنَ التَّمَنِّيِ۔ وہ صورت حاصلہ جو نفس انسان میں ہوتی ہے۔

وَقَالَ غَيْرٌ وَاحِدِ التَّمَنِّيِ الْقِرَاءَةُ وَكَذَا الْأُمْنِيَّةُ۔ اور اکثر کا قول یہ ہے کہ تمنی کے معنی قراءت کے ہیں اور ایسے ہی اُمْنِيَّةٌ ہے جیسے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قول میں ہے:

تَمَنَّى كِتَابَ اللَّهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ تَمَنَّى دَاوُدُ الزُّبُورَ عَلَى رِسْلِ

وہ (رسول) اللہ کی کتاب کو شروع رات میں پڑھتا ہے جیسا کہ داؤد (علیہ السلام) زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

آگے فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِذَلِكَ هُنَا عِنْدَ كَثِيرِ الْقِرَاءَةِ - وَالْآيَةُ مَسْوُوقَةٌ لِتَسْلِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَانَ السُّعَى فِي ابْطَالِ الْآيَاتِ أَمْرٌ مَعَهُودٌ وَأَنَّهُ سَعَى مَرْدُودٌ۔ اکثر کے نزدیک تمنی کا معنی قراءت ہے۔ آیت کے سیاق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے جس میں یہ فرمایا گیا کہ ابطل آیات میں امر معہود کے ماتحت یہ ان کی سعی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سعی محض مردود ہے تو آیت کریمہ کے یہ معنی ہوں گے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رَسُولًا وَلَا نَبِيًّا إِلَّا وَحَالَهُ أَنَّهُ إِذَا قَرَأَ شَيْئًا مِنَ الْآيَاتِ الْقِي الشَّيْطَانُ الشُّبَّةَ وَالتَّخِيلَاتِ فِيمَا يَقْرَأُ وَهُ عَلَى أَوْلِيَانِهِ لِيُجَادِلُوهُ بِالْبَاطِلِ وَيَرُدُّوهُ مَا جَاءَ بِهِ۔ اے محبوب آپ سے پہلے رسول اور نبی جو ہم نے بھیجے ان کے ساتھ ایسا ہوا کہ جب انہوں نے کسی آیت کی تلاوت کی تو شیطان نے اس میں شبہ اور تخیلات اپنے پیروؤں کے دل میں ڈال دیئے تاکہ وہ باطل پر مجادلہ کر کے جو حکم آیا ہے اس کا رد کریں۔

کما قال اللہ تعالیٰ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِيُؤْحُوْنَ إِلَى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ بِشَكِّ شَيْطَانٍ اِپْنِ يَارُوْنَ اور حمایتیوں کی طرف ایسا القاء کرتے ہیں جس کے ساتھ وہ تم سے مجادلہ کریں اور ارشاد ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِيْ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ زُخْرَفِ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ ایسے ہی ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن رکھے شیاطین انسانوں اور جنوں سے کہ وہ آپس میں خفیہ طور سے خرافات کی باتیں ڈالتے ہیں۔

چنانچہ ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قراءت کے استماع پر وہ خباثت کرتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ۔ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو ان کا زخرف قول از روئے غرور و تکبر اور عناد و حسد یہ ہوا کہ کہنے لگے إِنَّهُ يُحِلُّ ذَبِيْحَ نَفْسِهِ وَيُحَرِّمُ ذَبِيْحَ اللّٰهِ۔ یہ عجیب بات ہے کہ اپنے ذبح کئے ہوئے کو حلال کہا جاتا ہے اور اللہ کے مارے ہوئے کو حرام بتایا جا رہا ہے یعنی مردار کو حرام کہتے ہیں اور چھری سے ذبح کر کے کھانا حلال بتاتے ہیں۔

اور بعض روایات میں ان کے اعتراضات میں سے یہ بھی ہے کہ جب مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ تَوَاثُرًا لِّمَنْ لَّگے کہ اَنَّ عَيْسَى عَبْدٌ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَبْدُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ عیسیٰ بھی اللہ کے سوا پوجے جا رہے ہیں اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ کے سوا پوجے جا رہے ہیں تو بموجب آیہ کریمہ معاذ اللہ یہ بھی جہنم کے طب یعنی ایندھن ہوئے۔

فَيَسْخُ اللّٰهُ مَا يَلْقٰى الشَّيْطٰنُ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے باطل کر دیا جو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا تھا ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ پھر اللہ تعالیٰ نے محکم حکم نہیں دے دیا کہ ان کا پوجنا صرف پوجنے والے پر وبال ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اور جانتا ہے کہ یہ عباد مکر مون ہیں وہ ان کی پوجا سے بیزار ہیں البتہ مشرکین کے لئے یہ تو سوس شیطانی بلا و امتحان ہے جس سے وہ بتلائے عذاب ہوں گے۔ حیث قال۔

لِيَجْعَلَ مَا يَلْقٰى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْقٰاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ تَاكُرُ اللّٰهُ اس و سوسہ کو جو شیطان نے مشرکوں کے دل میں ڈالا عذاب و نکال ان کے حق میں جن کے دل بیمار ہیں اور جو سنگین دل ہیں۔ یعنی وہ کفار مجاہر جو علانیہ تعلیم اسلام و قرآن مجید کے مخالف ہیں۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد عامہ کفار اولین ہیں اور آخرین بھی امن و عید کے تحت ہیں سابقہ مشرکین میں ابو جہل، نصر



بن حارث، عتبہ بن ربیعہ وغیرہ ہیں اور آخرین میں تمام منافقین اسلام ہیں۔

وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ۔ اور بے شک ظالم مشرکین اپنی عداوت شدیدہ میں انتہائی بعد میں ہیں۔  
علامہ نسفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں مختصر مگر واضح طور پر لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ سے اول کے جملوں پر تفسیر فرماتے ہیں  
وہو ہذا۔

إِلَّا إِذَاتَمْثَى - قَرَأَ - قَالَ حَسَانٌ۔

تَمَنَّى كِتَابَ اللَّهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ تَمَنَّى دَاوُدُ الزُّبُورَ عَلَى رِسْلِ  
أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ تَلَاوَتِهِ - قَالُوا إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ فِي نَادِي قَوْمِهِ يَقْرَأُ وَالنَّجْمُ فَلَمَّا  
بَلَغَ قَوْلَهُ تَعَالَى وَمَنُوءَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى جَرَى عَلَى لِسَانِهِ۔

تِلْكَ الْغَرَائِيقُ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَى  
وَلَمْ يَفْطِنْ لَهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعِصْمَةُ فَتَنَّبَهُ عَلَيْهِ - وَقِيلَ نَبَّهَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ  
ذَلِكَ كَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَهَذَا الْقَوْلُ غَيْرُ مَرْضِيٍّ لِأَنَّهُ لَا يَخْلُوْا إِمَّا أَنْ يَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
عَمْدًا وَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ لِأَنَّهُ كُفِّرَ لِأَنَّهُ بُعِثَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَاعِنًا لِلْأَصْنَامِ لَا مَادِحًا لَهَا۔

إِلَّا إِذَاتَمْثَى - کے معنی ہوتے ہیں مگر جب پڑھا۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر نظیر میں موجود ہے  
کہ وہ اول شب میں اللہ کی کتاب پڑھتا ہے جیسا کہ داؤد علیہ السلام ٹھہر ٹھہر کر تورات پڑھتے تھے أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي  
أُمْنِيَّتِهِ۔ یعنی شیطان نے ڈالا اپنا کلام ان کی تلاوت میں۔

اسرائیلیات والوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت میں اپنی قوم کے سورۃ نجم تلاوت فرمائی۔ تو جب  
آپ وَمَنُوءَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى پر پہنچے تو معاذ اللہ حضور کی زبان مبارک پر تِلْكَ الْغَرَائِيقُ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ  
لَتُرْتَجَى۔ جاری ہو گیا یعنی یہ بھی بلند و بالا ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے اور یہ جملے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو  
(معاذ اللہ) محسوس ہی نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ کی عصمت نبوت نے سنبھالا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر متنبہ ہوئے۔

اور ایک روایت ہے کہ روح القدس نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا اور ان جملوں کی خبر دی کہ وہ یہ جملے  
شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے نکلوائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو فرمایا کہ یہ جملے شیطانی تھے۔  
لیکن یہ روایت کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتی اس لئے کہ یہ فرمانا دو حال سے خالی نہیں۔ یا یہ کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے قصداً ایسا فرمایا اور یہ خیال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا کفر ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی  
ذمت کے لئے مبعوث ہوئے نہ کہ ان کی مدحت کے لئے۔

دوسری صورت یہ ہوگی کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شیطان نے جبراً یہ کلمے نکلوائے اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم ان جملوں کو نکالتے وقت مجبور تھے معاذ اللہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ممتنع ہے اس لئے کہ  
شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ قدرت ہی نہیں رکھ سکتا جیسا کہ قرآن پاک میں خاصان امت کے حق میں ارشاد  
ہے: إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ میرے خاص بندوں پر تجھے کوئی قدرت نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات سے عدم قدرت سے شیطان اولیٰ ہونی چاہئے۔ لہذا یہ روایت قطعاً زنادقہ کی گھڑی ہوئی ہے۔

اب ایک صورت اور ہو سکتی ہے کہ اَوْ جَرَى ذَلِكْ عَلَى لِسَانِهِ سَهْوًا وَغَفْلَةً وَهُوَ مَرْدُودٌ أَيْضًا۔ یہ جملے زبان فیض ترجمان پر معاذ اللہ سہوا جاری ہو گئے ہوں یہ احتمال بھی مردود ہے۔

لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ مِثْلَ هَذِهِ الْغَفْلَةِ عَلَيْهِ فِي حَالِ تَبْلِيغِ الْوَحْيِ وَلَوْ جَازَ ذَلِكَ لَبَطَلَ الْإِعْتِمَادُ عَلَى قَوْلِهِ وَلِأَنَّهُ تَعَالَى قَالَ فِي صِفَةِ الْمُنزَلِ عَلَيْهِ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ وَقَالَ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

اس لئے کہ نبی کے لئے اس قسم کی غفلت جائز نہیں اس حال میں جبکہ وہ مبلغ وحی ہو اور اگر معاذ اللہ جائز ہو تو پھر شریعت مطہرہ کا اعتماد باطل ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن پاک میں ارشاد ہے: إِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ۔ بے شک یہ کتاب عزت والی ہے اس میں باطل آگے پیچھے سے نہیں آسکتا اور ارشاد ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ بے شک ہم نے ہی اس کلام کو نازل فرمایا اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ جب وجوہات مذکورہ کے ماتحت احتمالات مذکورہ باطل ہو گئے تو صرف ایک احتمال باقی رہ جاتا ہے۔

وَهُوَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَكَتَ عِنْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى "وَمِنَ اللَّيْلِ إِذَا أَنَا فِي أَرْبَابٍ مُتَمِصَّاتٍ لِقَاءِ رَبِّي فَمَا يَنبَغِي لِي أَنْ أَكَلِمَةً يَكْتُمُهَا بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ" فَتَكَلَّمَ الشَّيْطَانُ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ مُتَّصِلًا بِقِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهَا فَيَكُونُ هَذَا الْقَاءُ فِي قِرَاءَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ الشَّيْطَانُ يَتَكَلَّمُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيُسْمَعُ كَلَامُهُ فَقَدْ رَوَى أَنَّهُ نَادَى يَوْمَ أُحُدٍ أَلَا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ وَقَالَ يَوْمَ بَدْرٍ "لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ" "فَيَسْخُ اللَّهُ مَا يَلْقَى الشَّيْطَانُ" أَيْ يَذْهَبُ بِهِ وَيُطْلَعُهُ وَيُخْبِرُ أَنَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ "ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ أَيْتَهُ" أَيْ يُثَبِّتُهَا وَيَحْفَظُهَا مِنْ لُحُوقِ الزِّيَادَةِ مِنَ الشَّيْطَانِ "وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ" بِمَا أَوْحَى إِلَى نَبِيِّهِ وَبِقَصْدِ الشَّيْطَانِ حَكِيمٌ لَا يَدْعُهُ حَتَّى يَكْشِفَهُ وَيُزِيلَهُ۔

اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وَمِنَ اللَّيْلِ إِذَا أَنَا فِي أَرْبَابٍ مُتَمِصَّاتٍ لِقَاءِ رَبِّي فَمَا يَنبَغِي لِي أَنْ أَكَلِمَةً يَكْتُمُهَا بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ کے ساتھ پڑھی ہیں تو شیطان نے یہ کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سے متصل کہنے شروع کر دیئے تِلْكَ الْغَرَائِيقُ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَى۔

تو بعض کو شبہ پڑا کہ یہ (خرافات) بھی (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کے ساتھ پڑھی ہیں تو یہ ہی وہ القاء فی القرأت ہے جسے فرمایا اِلَّا إِذَا تَمَسَّتْ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ یعنی جب آپ تلاوت فرماتے ہیں تو شیطان آپ کی تلاوت میں اپنی آواز ڈال کر یہ کلمہ ڈال دیتا ہے۔

اور عہد رسالت میں شیطان بولتا تھا اور لوگ اس کا کلام سنتے تھے چنانچہ واقعہ احد میں بھی وہ پکارا تھا اِلَّا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ۔ خبردار رہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور بدر والے دن بھی اس ابلیس نے کہا تھا جس سے کفار کو جرات ہو گئی تھی لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ۔ آج تم پر کوئی لوگوں میں سے غالب نہیں آسکتا اور







ہے اور باطل کا ازالہ فرمادیتا ہے اور یہ کام جو شیطان کرتا ہے اسے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا نام ابیض ہے۔ اور وہ جو شیطان ڈالتا ہے اسے اس کے تبعین کے لئے فتنہ کر دیتا ہے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بیشک ظالم لوگ اپنی عداوت و مخالفت میں حق سے بعید ہیں اس کے بعد ایمان والوں کے حق میں ارشاد ہے:

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اور تا کہ جان لیں وہ جن کو علم عطا ہوا کہ وہ تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں اور جھک جائیں اس کے لئے ان کے دل اور بے شک ہدایت فرماتا ہے اللہ انہیں جو ایمان لائے سیدھی راہ کی۔ فَتُخْبِتَ۔ کا ترجمہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَتَطْمَئِنُّ۔ یعنی اطمینان حاصل کریں۔

اور آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ بِالْإِنْقِيَادِ وَالْخَشْيَةِ لِلْقُرْآنِ تَوَانِ كَدَلِ اتِّبَاعِ أَوْ خَوْفِ كِي طَرَفِ جَهْكَ جَائِنِ قُرْآنِ كَلْنِ۔

یعنی علم والے جان لیں کہ قرآن کریم حق ہے اور منزل من اللہ ہے اور اس پر ایمان لا کر مطمئن ہوں ان کے دل یا ان کے دل جھک جائیں اتباع کی طرف اور خوف و خشیت سے قرآن کے پیرو ہوں اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ تاویلات صحیح اور ایمان کامل کی ہدایت فرماتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اب آگے ارشاد باری ہے:

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ اور ہمیشہ کافر لوگ شک میں رہیں گے حتیٰ کہ ان پر قیامت اچانک آجائے یا آجائے ان پر ایسا عذاب جس میں کشادگی نہ ہو اور جس سے وہ نجات نہ پاسکیں۔

بَغْتَةً۔ کے معنی فَجَاءَةٌ ہیں یعنی اچانک بے خبری کے حال میں۔

عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ۔ یعنی وہ عذاب جو کبھی نہ ٹلے۔ یعنی بدر کی شکست سے کہ وہ عقیم تھی اس کی تعریف میں علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عَنْ أَنْ يَكُونَ لِلْكَافِرِينَ فِيهِ فَرْجٌ أَوْ رَاحَةٌ۔ وہ دن جس دن کافروں کو کشادگی اور آرام نہ میسر آئے اور عقیم کے متعلق مختلف اقوال ہیں:

الْمُرَادُ بِيَوْمٍ عَقِيمٍ يَوْمٌ مَوْتِهِمْ۔ کفار کی ہلاکت کا دن مراد ہے۔

الْمُرَادُ بِهِ يَوْمٌ حَرْبٍ يُقْتَلُونَ فِيهِ۔ وہ گھمسان کا دن جس میں قتل و غارت ہوں۔

رِيحٌ عَقِيمٌ۔ اس ہوا کو کہتے ہیں جس میں نہ بارش ہو اور اس کے زور سے درخت قائم نہ رہیں۔ اب آگے ارشاد باری

ہے:

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۗ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۗ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ ملکیت اور سلطنت اس دن صرف اللہ ہی کی ہے وہ ان میں فیصلہ

کرے گا تو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے

رہے ان کے لئے عذاب ہے ذلت کا۔

یعنی آخر ارشاد ہوا کہ سلطنت قاہرہ اور استیلائے تامہ اس دن ان پر ظاہر ہوگا جب قیامت قائم ہو جائے گی اور تمام شک

ان کے رفع ہو جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان میں محاکمہ فرما کر فیصلہ دے گا تو وہ مومن جماعت جن کے دلوں میں شک و شبہ نہیں ہے نعمتوں میں مقیم ہو جائے گی اور وہ کافر جو شک و شبہ کی بیماری میں ہی رہے وہ ذلت کے عذاب میں ہوں گے اس کے بعد اگلے رکوع میں مہاجرین فی سبیل اللہ کے مدارج علیا بتائے جا رہے ہیں۔

### بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں پھر قتل ہوئے یا مر گئے تو ضرور اللہ انہیں روزی دے گا اچھی روزی اور بے شک اللہ بہترین روزی دینے والا ہے

ضرور داخل کرے گا انہیں اس جگہ جسے وہ پسند کریں اور بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے

یہ ہے وہ بات اور جو بدلہ لے مثل اس کے کہ جتنی اسے تکلیف دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے تو بے شک اللہ اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو ڈالتا ہے رات کے حصہ میں اور بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

یہ اس لئے کہ اللہ حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے ہیں وہی باطل ہے اور اس لئے کہ اللہ ہی بلندی اور بڑائی والا ہے کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی تو صبح زمین ہری بھری ہو گئی بے شک اللہ باریک بین خبردار ہے اسی کے لئے ہے جو زمین اور آسمان میں ہے اور بے شک اللہ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ

مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ

لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ

ذَلِكُمْ وَمَنْ عَاقَبَ بِسُلْبٍ مَا عُوِّبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ

عَلَيْهِ لَيَنْصُرَهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ﴿٥٩﴾

ذَلِكُمْ بِأَنَّ اللَّهَ يُوَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَلِّجُ

النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿٦٠﴾

ذَلِكُمْ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ

دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦١﴾

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ

الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿٦٢﴾

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦٣﴾

### حل لغات آٹھواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

و۔ اور	الَّذِينَ۔ وہ جنہوں نے	هَاجَرُوا۔ ہجرت کی	فِي۔ فی۔ بیچ
سَبِيْلٍ۔ رستے	اللَّهِ۔ اللہ کے	ثُمَّ۔ پھر	قُتِلُوا۔ قتل ہوئے
أَوْ۔ یا	مَاتُوا۔ مرے	لَيَرْزُقَنَّهُمُ۔ ضرور روزی دے گا ان کو	و۔ اور
اللَّهُ۔ اللہ	رِزْقًا۔ روزی	حَسَنًا۔ اچھی	

خَيْرٌ - بہتر	لَهُوَ - وہ ہے	اللہ - اللہ	إِنَّ - بے شک
مُدَّخَلًا - ایسی جگہ میں	لِيُدْخِلَهُمْ - ضرور داخل کرے گا ان کو	اللہ - اللہ	الرِّزْقَيْنِ - روزی دینے والا
اللہ - اللہ	إِنَّ - بے شک	وَاللہ - اللہ	يَرْضَوْنَہُ - پسند کریں گے جسے
وَاللہ - اللہ	ذَلِكَ - یہ ہے	وَاللہ - اللہ	لَعَلَّيْمٌ - جاننے والا
مَا - اس کے جو	بِشْئٍ - مثل	وَاللہ - اللہ	مَنْ - جو
بُغْيٍ - زیادتی کی جائے	ثُمَّ - پھر	وَاللہ - اللہ	عُوقِبَ - ظلم ہوا
اللہ - اللہ	لِيَنْصُرَانَهُ - تو ضرور مدد کرے گا اس کی	وَاللہ - اللہ	عَلَيْهِ - اس پر
عَفْوًا - بخشنے والا	لَعَفْوًا - معاف کرنے والا	وَاللہ - اللہ	إِنَّ - بے شک
يُؤَلِّجُ - داخل کرتا ہے	اللہ - اللہ	وَاللہ - اللہ	ذَلِكَ - یہ اس لئے
وَاللہ - اللہ	النَّهَارِ - دن کے	وَاللہ - اللہ	اللَّيْلِ - رات کو
وَاللہ - اللہ	فِي - بیچ	وَاللہ - اللہ	يُؤَلِّجُ - داخل کرتا ہے
النَّهَارِ - دن کے	فِي - بیچ	وَاللہ - اللہ	وَاللہ - اللہ
سَمِيعٌ - سننے والا	اللہ - اللہ	وَاللہ - اللہ	بَصِيرٌ - دیکھنے والا ہے
اللہ - اللہ	بِأَنَّ - کہ بے شک	وَاللہ - اللہ	هُوَ - وہی ہے
أَنَّ - بے شک	وَاللہ - اللہ	وَاللہ - اللہ	مَا - جنہیں
هُوَ - وہی	مِنْ دُونِهِ - اس کے سوا	وَاللہ - اللہ	الْبَاطِلُ - باطل ہے
اللہ - اللہ	أَنَّ - بے شک	وَاللہ - اللہ	هُوَ - وہی ہے
أَلَمْ - کیانہ	الْكَبِيرُ - بڑا	وَاللہ - اللہ	تَرَ - دیکھا تو نے
أَنْزَلَ - اتارا	اللہ - اللہ نے	وَاللہ - اللہ	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے
الْأَرْضِ - زمین	فَتُصْبِحُ - تو ہوگی	وَاللہ - اللہ	مُخَضَّرَةً - سرسبز
لَطِيفٌ - باریک بین	اللہ - اللہ	وَاللہ - اللہ	خَبِيرٌ - خبردار ہے
فِي - بیچ	مَا - جو	وَاللہ - اللہ	السَّمَوَاتِ - آسمانوں
فِي - بیچ	مَا - جو	وَاللہ - اللہ	الْأَرْضِ - زمین کے ہے
اللہ - اللہ	إِنَّ - بے شک	وَاللہ - اللہ	لَهُوَ - وہی ہے
	الْحَيِّدُ - تعریف کیا گیا	وَاللہ - اللہ	الْغَنِيُّ - بے پروا

خلاصہ تفسیر آٹھواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا - فرما کر فضیلت خاص کے ساتھ ایک فریق کو مختص فرمایا۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فرمایا یعنی وہ لوگ جو اپنے وطنوں سے جہاد کرنے کو نکلے ثُمَّ قَاتَلُوا پھر جہاد میں شہید ہو گئے أَوْ مَاتُوا یا اپنی موت ہی مر گئے



لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا۔ انہیں ضرور اللہ وہ روزی دے گا جو کبھی منقطع نہ ہو۔ رزق حسن پر علامہ نسفی فرماتے ہیں:

الرِّزْقُ الْحَسَنُ الَّذِي لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ رزق حسن وہ ہے جو کبھی ختم نہ ہو۔ اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے کہ وہ روزی مخلوق کے لئے اس طرح پیدا فرمانے والا ہے کہ اس کی نظیر ہی نہیں۔ دنیا میں اہل دنیا کو روزی دینے والا ملو بھی ہو سکتا ہے روزی لینے والے کو ملال بھی ہو سکتا ہے لیکن خیر الرازقین اپنی مخلوق کو بلا ملال روزی پہنچاتا ہے اور دوست دشمن سب کا متکفل ہے

اے کریمے کہ از خزانہ غیب مگر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری

اب روزی کے ساتھ مسکن بھی چونکہ لازم تھا اس لئے فرمایا لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ۔ ضرور ہم ان کو ایسی جگہ میں داخل کریں گے جس سے وہ راضی رہیں اور وہ جنت ہی ہو سکتی ہے اس لئے وہاں سے زیادہ خوشی کا مقام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہاں مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ نَعْمَتِينَ ہیں اور مَا تَشْتَبِيهِ إِلَّا نَفْسٌ وَتَلْذُّ الْأَعْيُنُ أَشْيَاءَ ہیں۔

وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ۔ اور اللہ جانتا ہے ہر مجاہد کا حال جس نے اللہ کے لئے جان دی اور جو اس کے علاوہ میدان میں کسی غرض سے شریک ہو اور اللہ جانتا ہے حلیم ہے اس کے لئے جو مقابلہ میں کسی سے عناد کے لئے آیا چنانچہ آئیہ کریمہ کا شان نزول ظاہر کرتا ہے کہ ایک جماعت صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد میں مقاتلہ کیا ہم انہیں جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے گا اور ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا ہے تو اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مارے گئے تو ہمیں کیا اجر ملے گا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوِّبَ بِهِ شُمُّهُ بَعِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ۔ یعنی بات یہ ہے کہ جو بدلے لے اتنا جتنی اسے تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر زیادتی کی جائے اس پر تو بے شک اللہ اس کی مدد فرمائے گا یعنی کوئی مومن کسی مشرک سے اس کے ظلم کا بدلہ لے اور ظالم اول سے بے وطن کر دے تو مظلوم کے ساتھ اللہ کی مدد ہوگی۔

شان نزول آیت یہ ہے کہ مشرکین نے ماہ محرم میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں نے حرمت محرم کا خیال کر کے ان سے لڑنا نہ چاہا لیکن مشرک باز نہ آئے اور قتال شروع کر دیا مسلمان ان کے مقابل جبرے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ یعنی مظلوم مسلمانوں کی اعانت ہوئی اس لئے کہ مشرکین ظالم تھے جو بے جا ظلم کر رہے تھے۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

یعنی گناہ کے آثار مٹانے والا اور انواع عیوب چھپانے والا جیسے ارشاد ہے: فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ۔ جو معاف کر کے مصالحت کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور ارشاد ہے: وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَإِنْ كُنْتُمْ مَعَانِي دُونَ تُوِيهِ پر ہیزگاری کے بہت قریب ہے۔ اور ان صفات عفو اور بخشش کا بیان فرما کر ارشاد ہوا:

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۗ وَأَنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ بِصِيرٌ۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں ملاتا ہے اور دن کو رات میں ڈالتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

یہ مثال اس لئے موزوں ہے کہ اس کی بے نیازی منکشف رہے وہاں ظالم و مظلوم کے معاملہ میں مومن و کافر کا امتیاز نہیں

اس لئے کہ اسلام میں کافر پر بھی ظلم ناروا ہے عدل اور انصاف میں بھی یہی شان ہے کہ اگر مقدمہ میں کافر سچا اور مومن جھوٹا ثابت ہو تو قاضی پر انصاف لازم ہے وہاں یہ دیکھنا صحیح نہیں کہ عدل میں اگر مسلمان کا نقصان یا تذلیل ہے تو بے انصافی روا ہو جائے اسی لئے آگے ارشاد ہے:

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ یہ بات اس لئے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے ہیں وہ باطل محض ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی بلند ہے اور وہی بڑائی والا ہے۔ اس آیت کریمہ میں **أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ** کے ترجمہ سے بے ربط سیاق جو معنی لئے جاتے ہیں کہ اللہ علی ہے بڑا اور اس سے یعقوبیہ فرقہ جو استدلال کرتا ہے وہ بالکل بے معنی اور بے ربط ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اس پر فرماتے ہیں: **وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ** عَلَى جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ عَنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ سُبْحَنَهُ شَرِيكَ لَا شَيْءٌ أَعْلَى مِنْهُ تَعَالَى شَانًا وَأكْبَرُ سُلْطَانًا۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی بلند و بالا ہے تمام اشیاء پر اس سے اس ذات کا کوئی شریک ہو یا اس سے سلطنت و حکومت میں بڑا ہو۔ اس کے بعد ارشاد ہوا:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٠١﴾ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ اتارتا ہے آسمان سے پانی تو صبح کو زمین ہری بھری ہو جاتی ہے بے شک اللہ پاک خبردار ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہی غنی ہے اور تمام خوبیوں سے سراہا گیا۔

### مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ حج - پ ۷۱

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَاتَلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَبِيرُ الرِّزْقِينَ۔ اور وہ جنہوں نے اپنا وطن چھوڑا اللہ کی راہ میں پھر شہید ہوئے یا مر گئے انہیں ضرور اللہ رزق حسن عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ بہترین رزاق ہے۔

ہَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ سے جہاد مراد ہے اور قَاتَلُوا کے معنی شہید ہونے کے ہیں اور مَاتُوا کے معنی بلا مجاہدہ میدان جہاد میں کسی مرض یا تکلیف سے مر جانے کے ہیں ان دونوں کے لئے وعدہ لام قسمیہ کے ساتھ فرمایا گیا کہ ہم ضرور اسے جو میدان جہاد سے برزخ میں آئے رزق حسن سے نوازیں گے اس کی تائید میں ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا أُجِرَى عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَأَمِنْ مِنَ الْفِتَانَيْنِ وَأَقْرَأُ وَإِنْ شِئْتُمْ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الخ۔

یعنی حضرت سلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو سفر جہاد میں بھی مر جائے تو اسے اس مخصوص رزق کا اجر ملے گا اور وہ دونوں فتنوں سے امن میں رہے گا یعنی فتنہ قبر اور فتنہ حشر اور آیت مذکورہ تلاوت فرمائی۔

اور رزق حسن کی تعریف میں فرماتے ہیں **وَالْمُرَادُ بِهِ مَا لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا مِنْ نَعِيمِ الْجَنَّةِ**۔ اس سے مراد وہ

رزق ہے جو کبھی منقطع نہ ہو جنت کی نعمتوں سے۔

علامہ کلبی رحمہ اللہ کے نزدیک رزق حسن سے مراد غنیمت کا مال ہے۔

علامہ اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **هُوَ الْعِلْمُ وَالْفَهْمُ كَقَوْلِ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا**۔ رزق حسن سے مراد علم و فہم ہے جیسے شعیب علیہ السلام نے فرمایا: **وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا** اور مجھے اللہ نے رزق دیا رزق حسن اور وہ علم و فہم تھا۔

اس پر یہ ایراد لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق حسن بدلہ قتل و موت مجاہد کا فرمایا ہے جو ہجرت کے بعد ہو تو یہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ اسے دنیا میں تسلیم کیا جائے۔ بلکہ یقیناً وہ اجر آخرت میں ملے گا۔

البتہ آیہ کریمہ میں اس امر کی ضرورت تصریح ہے کہ مجاہد خواہ شہید ہو خواہ اپنی موت مرے اجر میں مساوی ہے چنانچہ شان نزول سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے۔

**لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ وَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَفْضَلُ مِمَّنْ مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهِ فَنَزَلَتِ الْآيَةُ مُسْتَوِيَةً بَيْنَهُمْ**۔

جب حضرت عثمان بن مظعون اور ابو سلمہ بن عبدالاسد کا انتقال ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ مجاہدوں میں سے جو شہید ہوں وہ افضل ہیں ان سے جو اپنی موت مرے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے دونوں کا اجر مساوی قرار پایا۔

ایک روایت میں شان نزول یہ ہے جو ایک جماعت صحابہ علیہم رضوان سے مروی ہے۔

**قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ هُوَ لَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا قَدْ عَلِمْنَا مَا أَعْطَاهُمُ اللَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَنَحْنُ نُجَاهِدُ مَعَكَ كَمَا جَاهَدُوا فَمَا لَنَا إِنْ مِتْنَا مَعَكَ فَنَزَلَتْ**۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جو اصحاب شہید ہوئے ہم جانتے ہیں کہ ان کا اجر اللہ تعالیٰ کیا عطا فرمائے گا اور ہم جہادوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں گے لیکن اگر ہم آپ کے ساتھ رہیں اور بغیر شہادت مر گئے تو آخرت میں ہمارے لئے کیا اجر ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ**۔

اس لئے کہ وہ ذات جل و علا اپنے بندوں کو بے حساب رزق دیتا ہے اور امام راغب رحمہ اللہ تو کہتے ہیں **الرِّزَاقُ لَا يُقَالُ إِلَّا لِلَّهِ تَعَالَى**۔ رزاق کسی کو نہیں کہا جاتا سوائے اللہ تعالیٰ کے آگے ارشاد ہے:

**لَيَدْخُلْنَهُمْ مَدْخَلَ رِضْوَانِهِ**۔ ضرور انہیں داخل فرمائے گا ایسی جگہ جسے وہ کریں پسند۔ **وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ**۔ اور بے شک اللہ علم و حلم والا ہے۔

یہاں **مَدْخَلَ** اسم ظرف مکانی ہے جس سے مراد جنت ہے۔ ایک قول ہے کہ

**هُوَ خَيْمَةٌ مِّنْ دُرَّةٍ بَيْضَاءَ لَا فَصْمَ فِيهَا وَلَا وَصْمَ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مِصْرَاعٍ**۔ وہ ایک خیمہ ہوگا سفید موتی کا نہ اس میں بال ہونہ جو اس کے ستر ہزار بسترے ہوں۔

**يَرُضُونَهُ لِمَا أَنَّهُمْ يَرَوْنَ إِذَا أُدْخِلُوا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ**۔ اس لئے کہ وہ جب داخل ہوں تو وہ نعمتیں انہیں ملیں کہ نہ کسی آنکھ نے وہ دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی دل میں اس





یعنی یہ قدرت بھی اس قادر قدیم کو ہی ہے کہ سوکھی روکھی زمین پر شب میں پانی برسائے اور صبح سرسبز و شاداب ہو جائے یہ دنیا میں کسی فرد کو قدرت نہیں۔

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۗ اسی کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور بے شک اللہ ہی بے نیاز سب خوبیوں والا سراہا گیا ہے۔

یعنی کائنات کا ہر ذرہ از روئے تخلیق و ملک اور از روئے تصرف اسی ذات واحد کے قبضہ میں ہے اور وہ ایسا غنی ہے کہ اس کی طرف فقر کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اور ایسا حمید ہے کہ اس کی صفات اور افعال کی تعریف تمام مخلوق قالا اور حالاً کر رہی ہے۔

### بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے مسخر کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور روک رکھا ہے آسمانوں کو کہ زمین پر نہ گریں مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ لوگوں پر بڑی مہر والا مہربان ہے

اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا بے شک انسان ناشکرا ہے

ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کے طریقے بنائے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ جھگڑانہ کریں تم سے اس معاملہ میں اور بلاؤ اپنے رب کی طرف بے شک تم سیدھی راہ پر ہو اور اگر وہ جھگڑیں تم سے تو کہہ دو اللہ تمہارے کام خوب جانتا ہے

اللہ تم میں فیصلہ کرے گا قیامت کے دن جس بات میں تم اختلاف کر رہے ہو

کیا تو نے نہ جانا کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں اور زمین میں ہے بے شک یہ سب کچھ ایک کتاب میں ہے بے شک یہ اللہ پر آسان ہے

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا جس کی سند اس نے نہ اتاری اور ایسوں کو جس کا خود انہیں علم نہیں اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۗ وَيُؤَسِّسُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ۝

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ وَاذْعُرْ إِلَىٰ رَبِّكَ ۗ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٌ ۝

وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ يَسِيرٌ ۝

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا ۗ وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ۝



اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو پہچانو گے ان کے چہروں پر جو کافر ہیں بگڑنے کے آثار قریب ہے کہ لپٹ پڑیں ان پر جو پڑھتے ہیں ان پر ہماری آیتیں فرمادیتے ہیں کیا میں تمہیں بتا دوں جو شریتر ہے اس سے وہ آگ ہے وعدہ کیا ہے اس کا اللہ نے انہیں جو کافر ہیں اور بری جگہ ہے پلٹنے کی

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ  
الَّذِينَ كَفَرُوا التُّسْكُرًا ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ  
بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ كُنْتُمْ  
بَشِيرًا مِّنْ ذِكْمِ الْآثَارِ ۗ وَعَدَاهَا اللَّهُ الَّذِينَ  
كَفَرُوا ۗ وَيَسَّ السَّيِّئِينَ

### حل لغات نواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

الْمُ - کیا نہ	تَرَ - دیکھا تو نے	أَنَّ - بے شک	اللَّهُ - اللہ نے
سَخَّرَ - تابع کیا	لَكُمْ - تمہارے لئے	مَا - جو کچھ	فِي - فی
الْأَرْضِ - زمین کے ہے	وَ - اور	الْفُلْكَ - کشتی کو جو	تَجْرِي - چلتی ہے
فِي - فی	الْبَحْرِ - دریا کے	بِأَمْرِ - اس کے حکم سے	وَ - اور
يُسَبِّحُ - روکتا ہے	السَّمَاءِ - آسمان کو	أَنَّ - کہ وہ	تَقَعُ - گر پڑے
عَلَى - اوپر	الْأَرْضِ - زمین کے	إِلَّا - مگر	بِأَذْنِ - اس کے حکم سے
إِنَّ - بے شک	اللَّهُ - اللہ	بِالنَّاسِ - لوگوں پر	لَرَأَوْفٍ - مہربان
رَاحِيمٍ - رحم والا ہے	وَ - اور	هُوَ - وہ	الَّذِي - وہ ہے جس نے
أَحْيَا - زندہ کیا	كَمْ - تم کو	ثُمَّ - پھر	يُيَبِّتُكُمْ - مارتا ہے تم کو
ثُمَّ - پھر	يُحْيِيكُمْ - زندہ کرے گا تم کو	إِنَّ - بے شک	الْإِنْسَانَ - انسان
لَكَفُورًا - ناشکرا ہے	لِكُلِّ - ہر ایک	أُمَّةٍ - امت کے لئے	جَعَلْنَا - بنائے ہم نے
مَنْسَكًا - عبادت کے طریقے کے	فَلَا - تو نہ	هُمُ - وہ	نَاسِكُونَ - اس پر چلنے
والے ہیں	الْأَمْرِ - اس معاملے کے	يُنَازِعُكَ - جھگڑا کرے تجھ سے	ادْعُ - بلاؤ
فِي - فی	رَبِّكَ - رب اپنے کی	وَ - اور	لَعَلَّ - اوپر
إِلَى - طرف	مُسْتَقِيمٍ - سیدھی کے ہے	إِنَّكَ - بے شک تو	إِنْ - اگر
هُدًى - راہ	جَدَلُوكَ - جھگڑا کریں تجھ سے	فَقُلْ - تو کہو	اللَّهُ - اللہ
أَعْلَمُ - جانتا ہے	بِئْسَ - جو	تَعْمَلُونَ - تم کرتے ہو	اللَّهُ - اللہ
يَحْكُمُ - فیصلہ کرے گا	بَيْنَكُمْ - تمہارے درمیان	يَوْمَ - دن	الْقِيَامَةِ - قیامت کے
فِيئسًا - اس میں کہ	كُنْتُمْ - تھے تم	فِيهِ - اس میں	تَخْلِفُونَ - جھگڑا کرتے



اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔	أَنَّ۔ بے شک	تَعَلَّم۔ جانتا تو نے	أَلَمْ۔ کیانہ
السَّمَاءِ۔ آسمان	فِي۔ بیچ	مَا۔ جو	يَعَلَّم۔ جانتا ہے
ذَلِكَ۔ یہ سب کچھ	إِنَّ۔ بے شک	الْأَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور
ذَلِكَ۔ یہ	إِنَّ۔ بے شک	كِتَابِ۔ کتاب کے ہے	فِي۔ بیچ
وَ۔ اور	يَسِيرٌ۔ آسان ہے	اللهِ۔ اللہ کے	عَلَى۔ اوپر
مَا۔ جو	اللهِ۔ اللہ کے	مِنْ دُونَ۔ سوا	يَعْبُدُونَ۔ پوجتے ہیں
سُلْطَانًا۔ کوئی دلیل	بِهِ۔ اس کی	يُنزَّلُ۔ اتاری	لَمْ۔ نہ
لَهُمْ۔ ان کو	لَيْسَ۔ نہیں	مَا۔ جو	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	وَ۔ اور	عِلْمٌ۔ کوئی علم	بِهِ۔ اس کا
إِذَا۔ جب	وَ۔ اور	مِنْ نَصِيرٍ۔ کوئی مددگار	لِلظَّالِمِينَ۔ ظالموں کا
بَيِّنَاتٍ۔ کھلی کھلی	أَيُّتِنَا۔ ہماری آیتیں	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	تُنزَلُ۔ پڑھی جاتی ہیں
الَّذِينَ۔ ان کے	وَجُودًا۔ چہروں	فِي۔ بیچ	تَعْرِفُ۔ پہچانے گا تو
يَسْطُونَ۔ حملہ کر دیں	يَكَادُونَ۔ قریب ہیں کہ	النُّكْرَ۔ برائی	كَفَرُوا۔ جو کافر ہیں
أَيُّتِنَا۔ ہماری آیتیں	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	يَتَلَوْنَ۔ پڑھتے ہیں	بِالَّذِينَ۔ ان پر جو
بَشِيرٌ۔ بری چیز	وَاعْدَاهَا۔ وعدہ کیا اس کا	أَفَأَنْبِتْكُمْ۔ کیا بتلاؤں میں تمہیں	قُلْ۔ کہو
اللَّهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	الْثَّامِرُ۔ وہ آگ ہے کہ	مِنْ ذَلِكُمْ۔ اس سے
بِئْسَ۔ برا ہے	وَ۔ اور	كَفَرُوا۔ کافر ہیں	الَّذِينَ۔ ان سے جو
			الْبَصِيرُ۔ ٹھکانہ

### خلاصہ تفسیر نواں رکوع۔ سورہ حج۔ پ ۷۱

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے مسخر فرمایا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے جانور وغیرہ جن پر تم سوار ہوتے ہو اور جن سے تم کام لیتے ہو۔ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرٍ وَأَنْتُمْ لَا تعلمون اس کے حکم سے چلتی ہے یعنی تمہارے لئے اس کے چلانے کے واسطے ہو اور پانی مسخر کیا وَيُسَبِّحُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَّ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَشَهِيدٌ ۗ اور وہ رو کے ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ لوگوں پر بڑی مہر والا مہربان ہے کہ اس نے ان کے لئے منافعتوں کے دروازے کھولے اور طرح طرح کی مضر توں سے ان کو محفوظ کیا۔

وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ۗ اور وہی ہے جس نے تم کو زندہ کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا بے شک آدمی بڑا ناشکر ہے۔ یعنی وہ ذات قادر بے جان نطفہ سے تمہیں پیدا فرما

کر پھر تمہاری عمر پوری ہو جانے پر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں بعث و نشر ثواب و عذاب کے لئے زندہ فرمائے گا اور انسان باوجود ان تمام انعامات کے کفران نعمت کر کے اس کی عبادت و اطاعت سے منہ پھیرتا ہے اور بے جان پتھروں کو پوجتا ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُونَكَ فِي الْأَمْرِ وَاذْعُرْ إِلَىٰ رَبِّكَ ۗ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ۔ ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کے قاعدے بنائے ہیں کہ وہ ان پر چلیں اور عمل پیرا ہوں تو وہ ہرگز اس معاملہ میں آپ سے جھگڑانہ کریں یعنی امور دین یا احکام ذبیحہ میں اپنی آرائیں نہ داخل کریں آئیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ارباب بدیل بن ورقاء اور بشیر بن سفیان اور یزید بن حنیس نے صحابہ کرام پر اعتراض کیا کہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ جو جانور تم ذبح کرو اسے حلال کہتے ہو اور جسے اللہ مارے اسے حرام سمجھتے ہو یعنی ذبیحہ حلال کہتے ہو اور مردار کو حرام کہتے ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ احکام دین اور امور ذبح میں تم اپنی رائے داخل نہ کرو تو مورد آیت تو خاص ہوا لیکن اس کا حکم قیامت تک عام ہے۔

آج بھی تو احکام قربانی میں اقتصادیات کے مریض جیراچیوری سے لے کر پاکستان تک آدازیں اٹھا رہے ہیں کہ قربانی کر کے اتنا گوشت پوست ضائع کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہمیں اس سے اقتصادی نقصان نظر آتا ہے ہمیں چاہئے کہ اس حکم میں ترمیم کر لیں اور قربانی کی بجائے اس کی رقم جمع کر کے کارخانہ، مسافر خانہ، یتیم خانہ بنائیں جس سے قوم فارغ البال ہو اور لاکھوں روپیہ جو بے کار ضائع ہوتا ہے وہ کسی مفید کام میں صرف ہو۔

اس پر ارشاد ہوتا ہے: لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُونَكَ فِي الْأَمْرِ وَاذْعُرْ إِلَىٰ رَبِّكَ۔ ان جاہلوں کو بتادو کہ ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کے قاعدے اور طریقے رکھے ہیں تاکہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے دینی معاملات میں جھگڑانہ کریں اور آپ انہیں اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔ یعنی وعدہ ایمان دے کر قبول اسلام کی طرف انہیں مائل کرو تا کہ وہ اپنے عقل کے خرننگ پر سوار ہو کر راہ نہ بھٹکیں۔

چنانچہ عہد جاہلیت کے مشرک اسی عقل کج خرام کے تتبع میں گمراہ رہے اور آج چودھویں صدی کے بعض کج خرام پھر اسی عقل کی کج روی کا شکار ہو رہے ہیں۔

چنانچہ آج کل چند تہی دست بے مایہ علم افراد اہل علم کی صف میں کھڑے ہو کر پکار رہے ہیں اور اسلم جیراچیوری کی اتباع میں کہہ رہے ہیں کہ مروجہ قربانی قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ یہ محض ان احادیث سے ملاں نے پیش کی ہے جن کا جمع ہونا حضور کے بہت دن بعد ثابت ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جمع ہو اس کا اعتبار کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

حالانکہ قرآن کریم بھی عہد رسالت میں موجودہ صورت میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی جمع ہوا ہے تو بموجب اصول بے وصول اس خیال کے انسان نما حیوان کو قرآن کریم سے بھی انکار کر دینا چاہئے پھر اس سے یہ سوال کرنا حق بجانب ہو کہ آپ جہاں احادیث کے منکر ہیں وہاں قرآن کے قرآن ہونے پر آپ اپنے پاس کیا دلیل رکھتے ہیں۔

اور اگر روایات متواترہ مشہورہ کے ماتحت قرآن کریم کو کتاب اللہ ماننے پر مجبور ہیں تو متواتر اور مشہور کی اصطلاح بھی انہیں لوگوں کی اختراع ہیں جنہوں نے صحیح اور حسن مشہور و متواتر، شاذ و غریب، مرفوع، معلق، متصل وغیرہ اصطلاحات مقرر کیں۔

یہ خالص بے انصافی اور ظلم ہے کہ مطلب براری کو انہیں کے اقوال کی مدد لے لی جائے اور جہاں اپنے مقصد کے خلاف

ان کی مصطلحات نظر آئیں انہیں چھوڑ دیا جائے۔ مزاجب تھا کہ جن کی اختراعی اصطلاحات واجب العمل نہ تھیں وہاں تمام واجب العمل نہ ہوتیں یہ خالص یہودیت ہے کہ **أَفْتَوْا مِنْوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ**۔ ان کا رویہ تھا۔ مسلم وہی ہے جو اصول پر عامل ہو اور **أَسْلِمَ تَسْلِمًا** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اصول وہ ہیں جو قرآن کریم فرمائے اور اس کی تصریح و تشریح زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہمیں حاصل ہوتی ہے چنانچہ قرآن کریم نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے فرمایا:

**مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ**۔ جس نے ہمارے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اطاعت قول و فعل مطاع کا نام ہے اور مطاع عالم جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کا قول و فعل ہمیں ان کے فرمان سے یا صحابہ کرام کے ارشاد سے معلوم ہوا۔ اور اسی کا نام حدیث ہے۔

تو جب قرآن کریم نے ان کی اطاعت کو اطاعت حق فرمادیا تو ثابت ہو گیا کہ حدیث پر عمل کرنا ہی بعینہ عمل بالقرآن ہے۔ اور اس پر کلام رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام معجز نظام میں غیر مبہم طور پر صاف فرمادیا کہ ان کا کلام میرا کلام ہے۔ **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ** ہمارا حبیب بولتا ہی نہیں کبھی اپنی خواہش سے اس لئے کہ اسے ہماری وحی ہوتی ہے اور اس کے ماتحت وہ بولتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اسی وجہ سے معلم کتاب قرار دیا اور فرمایا **وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ** ہمارا حبیب انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

تو رسول ﷺ کو معلم کتاب قرار دینے کے یہی معنی ہیں کہ بغیر بیان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم قرآن سمجھنا چاہو تو ناممکن ہے۔

بلکہ اہل زبان صحابہ کرام علیہم رضوان کے دور میں ارشاد ہوا: **وَلَوْ سَادُوا كَأَيِّ الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ**۔ انہیں اپنی رائے سے قرآن سمجھنا نہیں چاہئے بلکہ ہمارے احکام ہمارے رسول کی طرف لوٹائیں یا ان کی طرف احکام رسالت کو لوٹائیں جو ارباب حکم ہیں تاکہ وہ انہیں اس کا روئے سخن واضح کریں اور تم اس استنباط سے صحیح مفہوم سمجھ سکو۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس قانون کی تشریح دنیا میں موجود نہ ہو وہ قانون ہی کیا ہو سکتا ہے اور اس سے عامۃ الناس کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ رسول ﷺ معلم کتاب ہیں اور ان کی پیروی ہر مسلمان پر فرض ہے ان کا بولنا وحی الہی عزوجل ہے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ان کا فرمانا قرآن کریم کی تفسیر و تشریح ہے اور جب تک کلام کی تشریح حاصل نہ ہو وہ کلام مفید للعوام نہیں ہو سکتا۔

پھر اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واضعین و کاذبین کی روایات کا ذبہ موضوعہ بھی کافی ہم تک پہنچیں لیکن یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ بے پناہ ظلمت وضع و کذب کے باوجود رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں چمک و دمک اہل بصیرت کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو سکی۔



ایک جماعت حق پرست نے اسے پرکھ لیا اور موضوع حدیث کو غیر موضوع سے اور صحیح حدیث کو ضعیف سے ممتاز کر کے رکھ دیا۔

اور کذب و افتراء کی تاریکیوں میں بھی اس نور مجسم کی ہدایت روز روشن کی طرح تابندہ رہیں۔ اور علم اسماء الرجال اور اصول حدیث سے ادنیٰ مس رکھنے والا اس بیان میں شک نہیں کر سکتا۔ راویان حدیث کی چھان بین اور شرائط صحت کی پابندی اور محدثین کرام کی احتیاط پر تفصیل سے بحث کی جائے تو ایک دفتر ضخیم بن جائے۔ یہاں بخوف طوالت اتنا ہی عرض کروں گا کہ محبوب عالم سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و حرکات کی اداؤں کو محفوظ رکھنا قانون قدرت کے مطابق تھا اس لئے قدرت نے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے وہ انتظام کیا کہ پانچ لاکھ مومن مقدس متورع انسانوں کو ادائے محبوب کا نقشہ اتارنے کے لئے متعین کر دیا۔ اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ سابقہ آسمانی کتابوں کے محفوظ رکھنے کا وہ سامان مہیا نہیں کیا گیا جو سیرت رسول پاک کی حفاظت کے لئے اسباب پیدا کئے تو غلط نہیں۔

اس کی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ تمام کتب سابقہ کی حقیقتیں بھی قرآن کریم میں رکھ دی گئی تھیں اور قرآن پاک پر عمل اس وقت تک ناممکن تھا جب تک معلم قرآن حبیب رحمان کی سیرت سامنے نہ ہو اس لئے سیرت رسول ﷺ کا تحفظ ضروری تھا اور جو قرآن لے کر صرف قرآن پر عمل پیرا ہونے کو دین قرار دے وہ درحقیقت قرآن کریم کا بھی مخالف ہے۔

اس لئے کہ قرآن پاک وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا اعلان عام فرما کر ہر مسلمان کو اتباع مطلق رسول اکرم کی دعوت دے رہا ہے۔

تو جو حدیث کا انکار کرے اور مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ کہہ کر اپنا دین مکمل کرنا چاہے وہ خالص بے دین منکر قرآن ہے۔ اقبال خوب کہہ گئے یہ وہی اقبال ہیں جن کے مطیع مطلق طلوع اسلام کے مدیر پرویز صاحب بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

بہ مصطفیٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است  
پھر اس تقریر سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ جب قرآن کا سمجھنا حدیث پر موقوف ہے تو قرآن حدیث کا محتاج قرار پائے گا یہ خیال خام محض خام ہے اس لئے کہ قرآن کریم محتاج حدیث نہیں بلکہ قرآن کریم پر عمل کرنے کے لئے ہم محتاج حدیث ہیں۔ اس لئے کہ کوئی قانون عمل کرنے والوں کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ عمل کرنے والے قانون کے محتاج ہوتے ہیں جیسے معرفت الہی عزوجل رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔

تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی معرفت کرانے میں رسولوں علیہم السلام کا محتاج ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ معرفت الہی عزوجل حاصل کرنے کے لئے ہم مرسلین عظام کے محتاج ہیں۔

حتیٰ کہ جبر اچوری مذہب والے بھی اس امر کے تسلیم پر مجبور ہیں کہ جو حدیث موافق قرآن ہو وہ مانی جائے گی اور جو روایت نص قرآن کے خلاف ہو وہ نامقبول ہوگی۔ یہ اصول کے مطابق ہے ان کا قول ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ جو روایت خلاف نص ہو وہ یقیناً قابل قبول نہیں۔

لیکن اس امر کا تعین کیسے ہوگا کہ موافق قرآن کون سی حدیث ہے اور مخالف قرآن کون سی۔ اگر یہ کہا جائے کہ جس بات

کا ذکر قرآن میں نہیں اور حدیث میں ہے وہی مخالف قرآن کریم ہے تو یہ مفہوم قطعاً حتماً یقیناً غلط ہے۔

ہمارے اعتقاد میں حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لتسليم قرآن کریم کی تفسیر ہے اور ظاہر ہے کہ جس متن کی تفسیر و شرح انہیں الفاظ میں کر دی جائے جو متن میں تھے تو تفسیر بے معنی کے سوا اسے اور کیا کہا جائے گا۔

مثلاً متن میں ہو اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ تو حدیث میں بھی یہی لفظ ہوں اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ تو یہ تفسیر بے معنی ہی کہلائے گی۔

البتہ قرآن کریم میں اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ہو اور حدیث میں لَا تُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ آئے تو یہ حدیث یقیناً مخالف قرآن قرار پائے گی اور اس پر عمل جائز نہ ہوگا۔

لیکن جب قرآن کریم اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فرمائے اور حدیث میں اس کی تفسیر یہ ہو کہ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي اَصْلِيٰ تو یہ یقیناً تفسیر کلام ہوگی۔

چنانچہ قرآن پاک نے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فرمادیا اس کی تفسیر حدیث میں جب دیکھی گئی تو تمام تر تفصیلات احکام نماز بیان ہو گئیں۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ کس وقت کتنی رکعت میں پڑھی جائے گی فجر کو کتنی ظہر عصر کو کتنی مغرب کو کتنی عشا کو کتنی۔ پھر اس نماز کا حلیہ کہ کیسے پڑھی جائے یہ حدیث سے معلوم ہوا اسی کو تفسیر متن کہا جاتا ہے۔ اسی طرح قربانی کا معاملہ ہے کہ قرآن کریم نے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاَنْحَرْ فرمادیا۔ اب حدیث میں نحر کے معنی متحقق ہوئے ورنہ اصطلاح کے اعتبار سے تو نحر کے ایک معنی متحقق ہی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ اَنْحَرْ کے معنی دو سجدوں کے درمیان ایسے بیٹھنا کہ سینہ ظاہر ہو جائے۔

دوسرے معنی نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا۔

تیسرے معنی نماز میں رفع یدین کرنا۔

چوتھے معنی قربانی کرنا ہیں۔

اس پر علامہ رازی رحمہ اللہ نے جو بحث کی ہے اس سے صرف قربانی کے معنی راجح قرار پاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اَنْحَرْ کے معنی عامہ مفسرین کے نزدیک قربانی کے ہیں اور یہ معنی پانچ وجوہ سے تمام معانی پر راجح ہیں۔

اول یہ کہ تمام قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی نماز کا حکم فرمایا وہاں زکوٰۃ کا بھی ساتھ ہی حکم دیا اور آیہ کریمہ میں فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاَنْحَرْ بیان فرمانے میں یہی حکمت ہے کہ عبادت جانی کے ساتھ عبادت مالی بھی ہو تو زکوٰۃ بھی عبادت مالی ہے اور نحر یعنی قربانی بھی عبادت مالی ہے جو بمنزلہ زکوٰۃ ہے تو ثابت ہوا کہ نحر سے قربانی ہی معنی لینا افضل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کے لئے صلوٰۃ و نحر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کام اپنے لئے خاص فرمائے اور ظاہر ہے کہ وَاَنْحَرْ کے معنی قربانی نہ لئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے یہ خاص عبادت ثابت نہ ہوگی۔

تیسری وجہ یہ کہ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا، رفع یدین وغیرہ کرنا یہ سب نماز کے آداب سے ہیں اور وَاَنْحَرْ فَصَلِّ کا معطوف ہے اور کسی شے کے بعض کا عطف۔ اس کے جمیع پر امر بعید ہے۔ لہذا وَاَنْحَرْ سے قربانی ہی مراد لینا ضروری ہوا تاکہ کلام الہی عزوجل میں یہ قباحت لازم نہ آئے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ فَصَلِّ میں امر الہی عزوجل کی تعظیم اور وَاَنْحَرْ میں شفقت علی خلق اللہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ



حقوق عبودیت ان دو اصولوں سے خارج نہیں اس لئے کہ قربانی شفقت علی خلق اللہ اور تعظیم ذات واجب تعالیٰ دونوں لوازمات عبدیت ہیں۔

پنجم یہ کہ لفظ نحر کا استعمال تمام معانی مذکورہ کی بہ نسبت قربانی کے معنی میں زیادہ مشہور ہے۔  
پھر جلالین میں **وَإِنْ حَرَّ بِرِئْسِكَ** لکھا ہے:

صاوی حاشیہ جلالین میں بھی ایسا ہی ہے **وَإِنْ حَرَّ نُسُكُكَ** ائى هَذَا يَأْكُ وَضَحَا يَأْكُ۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں **الْمُرَادُ بِهَا صَلَوةُ الْعِيدِ وَبِالنَّحْرِ التَّضْحِيَةُ وَ**  
**الْأَكْثَرُونَ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّحْرِ نَحْرُ الْأَضَاحِيِّ۔** اکثر کے نزدیک نحر سے مروجہ قربانی مراد ہے۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ قرآن کریم میں **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَإِنْ حَرَّ بِرِئْسِكَ** موجود ہے اس کی تفسیر احادیث میں موجود ہے۔

پھر لطف یہ کہ منکرین حدیث بھی اپنی مطلب براری کے لئے مطلب کی حدیث لے کر باقی سے انکار کرتے ہیں۔ صحاح میں سے وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اپنی قربانی کے جانور مکہ بھیجتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت لاتے ہیں کہ سال حدیبیہ بہت سے اونٹ مکہ کو بھیجے اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بھیجے ہوئے اونٹ جہاں مذکور ہیں وہاں اضحیہ اور ہدی کا فرق بھی واضح ہے۔

اور جو آیتیں سورہ مائدہ اور حج اور بقرہ میں ہیں ان میں ایام حج کی قربانیوں کا تذکرہ ہے اور یہ اضحیہ نہیں بلکہ ہدی ہے۔  
ہدی اور اضحیہ میں جو فرق ہے اسے جب تک نہ سمجھ لیا جائے منکرین حدیث کے دام تزویر سے ایک عامی کا بچنا مشکل ہے۔

ہدی اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کے لئے کعبہ اللہ کی طرف بھیجا جائے۔ پھر عربی محاورات میں اس لفظ کا  
اطلاق ہر اونٹ پر ہونے لگ گیا عام اس سے کہ وہ کعبہ بھیجا جائے یا نہ بھیجا جائے۔

مجمع البحار میں ہے: **الْهَدْيَةُ بِالتَّشْدِيدِ كَالْهَدْيِ مُخَفَّفَةً وَهُوَ مَا يُهْدَى إِلَى الْكَعْبَةِ لِيُنْحَرَ فَأُطْلَقَ**  
**عَلَى جَمِيعِ الْإِبِلِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هَدْيًا۔**

اور اضحیہ لغت میں اس جانور کا نام ہے جو ایام اضحیٰ میں ذبح کیا جائے یہ تسمیہ از قبیل **تَسْمِيَةِ الشَّيْءِ بِاسْمِ وَقْتِهِ** ہے  
اور اصطلاح شرع میں اضحیہ ایسے حیوان مخصوص کے ذبح کو کہتے ہیں جو وقت مخصوص میں بہ نیت قربت ذبح کیا جائے۔

در مختار جلد اول میں ہے: **الْأَضْحِيَّةُ اسْمٌ لِمَا يُذْبَحُ أَيَّامَ الْأَضْحَى مِنْ تَسْمِيَةِ الشَّيْءِ بِاسْمِ وَقْتِهِ**  
**وَشَرْعًا ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَخْصُوصٍ۔**

اس تشریح سے واضح ہوا کہ ہدی کے مفہوم میں مکان مخصوص (الی الکعبہ) معتبر ہے۔

اور اضحیہ میں مخصوص زمانہ ایام النحر ۱۰-۱۱-۱۲ ذی الحجہ کا اعتبار ہے۔ مروجہ قربانی اضحیہ ہے نہ کہ ہدی۔

منکرین حدیث جن آیتوں کو سند لاتے ہیں ان میں قربانی، دم احصار، دم تمتع یا دم جنایت کا ذکر ہے جسے بعض حالتوں  
میں ہدی بھی کہہ دیتے ہیں مگر اضحیہ نہیں کہہ سکتے۔

اور وہ قربانی جس کو اضحیہ کہا جاتا ہے اس کا ذکر ان آیات میں نہیں بلکہ سورہ کوثر میں ہے۔ **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَإِنْ حَرَّ۔** اے

محبوب نماز پڑھو اور قربانی کرو۔



چنانچہ قربانی کی حدیثوں میں کعبہ یا منیٰ لے جانے کا ذکر نہیں بلکہ جہاں ہو وہاں ہی قربانی کرنا ہے۔  
ابن عمر فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے اور قربانی کرتے رہے اَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَةَ سِنِينَ يُضَحِّي (ترمذی)۔

امام احمد اور ابن ماجہ زید بن دارم سے راوی ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا  
تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ۔  
بخاری و مسلم براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ قربانی کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہمیں خطبہ دیا  
اور فرمایا قربانی کے دن ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں پھر واپس آ کر قربانی کریں جس نے ایسا کیا وہ ہماری شریعت اور  
سنت کو پہنچ گیا إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبَدُّ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرُ۔ بخاری۔ مشکوٰۃ شریف  
اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تو وہ اپنے اہل و عیال کے لئے گوشت حاصل کرنے کی نیت ہے قربانی سے اس  
کا کوئی تعلق نہیں۔

بخاری میں ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں عید گاہ کے پاس اونٹ اور دوسرے جانور قربانی  
فرماتے تھے۔

بخاری و مسلم میں ہے حضرت جناب بن عبد اللہ راوی ہیں کہ میں عید اضحیٰ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
حاضر آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی تو ملاحظہ کیا کہ چند قربانیاں نماز سے قبل ہو چکی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جس نے نماز سے قبل قربانی کی اسے چاہئے پھر قربانی کرے۔ انتہی مختصراً

ان شاء اللہ تعالیٰ اس موضوع پر ایک رسالہ علیحدہ مرتب کر کے اس پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔ آگے ارشاد ہے:  
وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ  
تَخْتَلِفُونَ۔ اور اگر وہ (باوجود آپ کی چشم پوشی کے بھی) آپ سے جھگڑیں تو فرمادیں اللہ تمہارے کرتوت خوب جانتا ہے  
اللہ ہی تم میں فیصلہ کرے گا قیامت کے دن جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو۔

اور کہتے پھرتے ہو کہ قربانی صرف مکہ میں ہونی چاہئے یا قربانی سے مالی نقصان ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ یہ رقم جمع کر کے  
کوئی کارخانہ بنایا جائے ان تمام امور کی حقیقت تم پر قیامت کے دن ظاہر ہو جائے گی۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ ۗ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔ کیا تو نہیں  
جانتا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک یہ سب کچھ ایک کتاب میں ہے (یعنی لوح محفوظ میں) بے  
شک یہ اللہ پر آسان ہے۔

اس کے بعد کفار کی جہالت پروری کا ذکر ہے کہ وہ ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو مستحق عبادت نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ۔ اور  
مشرکین ایسوں کی پوجا کرتے ہیں (یعنی بتوں کی) جن کی کوئی سند اس نے نہ اتاری اور ایسوں کو پوجتے ہیں جن کا خود انہیں

کچھ علم نہیں (یعنی ان کے پاس ان کے ان افعال شیعہ پر کوئی دلیل عقلی و نقلی نہیں محض جہالت و نادانی کا شکار ہو کر گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں) اور یہ مشرک ظالم ہیں ان کا کوئی مددگار نہیں جو انہیں عذاب الہی سے بچائے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْمُنْكَرِ طَيِّكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَثْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ بِشِرِّ مِّنْ ذَلِكُمْ طَالْتَارًا طَوَعَدَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا طَوَيْسُ الْمَصِيدِ ۝۷

اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری روشن آیتیں (یعنی قرآن کریم انہیں سنایا جائے) تو تم ان کے چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے جو کافر ہیں قریب ہے کہ لپٹ پڑیں (یَسْطُونَ کے معنی بگڑنے کے ہیں) ان سے جو ہماری آیتیں پڑھتے ہیں۔ فرمادیتے ہیں کہ کیا میں تمہیں بتا دوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے (یعنی حق سننے سے جو تمہارے غیظ و غضب کی انتہا ہو جاتی ہے اس سے بھی بدتر ہے) وہ آگ ہے اس کا وعدہ اللہ نے کافروں کو دیا ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔

### مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ طَوَيْسُكَ السَّمَاءِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ط إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے مسخر کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی کہ چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور روکے ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ آدمیوں پر مہر والا مہربان ہے۔

أَلَمْ تَرَ - استفہام انکاری ہے۔ جس کے معنی ہوتے ہیں تم نے دیکھا کہ تمہارے لئے جو کچھ زمین کی چیزیں ہیں سب مسخر فرمادیں تاکہ تم جانوروں پر سوار ہو اور اس کے لوازمات پر قبضہ دیا کہ ہر کام میں جس کی ضرورت ہو وہ تمہارے لئے مسخر ہو اور کشتی کہ دریا میں چلتی ہے اور اس کے چلانے کے لئے ہو اور پانی مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے اس کے چلنے میں تمہیں مدد ملے اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہر والا اور مہربان ہے کہ اس نے ان کی منفعتوں کے دروازے کھول دیئے اور انواع و اقسام کی مضر توں سے انہیں محفوظ کیا۔

وَيْسُكَ السَّمَاءِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ - اور روکے رکھا ہے آسمان کو کہ گر نہ پڑے زمین پر۔

أَلَوْسِي فرماتے ہیں: ائى وَيَمْنَعُ وَقُوعِ السَّمَاءِ عَلَى الْأَرْضِ یعنی آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے۔  
راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: يُقَالُ أَمْسَكَ عَنْهُ كَذَا ائى مَنَعَهُ - روکا اس کو یعنی اس کو گرنے سے روکا۔ قرآن کریم میں دوسرے مقام پر بھی یہی معنی لئے گئے ہیں۔

هَلْ هُنَّ مُسْبِكٌ رَّحْمَتِهِ - کیا وہ ہیں روکنے والے اس کی (اللہ کی) رحمت کو یہاں اسماک بمعنی بجل ہے۔

اور زختری اور قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ إِنَّ اللَّهَ يُسْبِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا - اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو گرنے سے۔

اور فلاسفہ کے نزدیک آسمان نہ ثقیل ہے نہ خفیف

اور اسی وجہ میں ان کے زعم میں قبول حرکت مستقیمہ آسمان کے لئے محال ہے۔

اور اسی بنا پر مزاج سماوی پر بھی وہ کہتے ہیں کہ إِنَّهُ لَا حَارٌّ وَلَا بَارِدٌ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ آسمان نہ خار ہے نہ بارود نہ رطب ہے نہ یابس اور اسی بنا پر قبول حرکت مستقیمہ آسمان کے لئے محال کہتے ہیں۔ اس بحث پر آلوسی رحمہ اللہ نے روح الحانی میں مفصل بحث کی ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيهِ۔

إِلَّا بِإِذْنِهِ فرمانا یہاں ضروری تھا کہ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السَّجْلِ لِلْكَتْبِ وغیرہ آیات بھی ہیں تو اِذَا بِإِذْنِهِ نے استثناء کر دیا کہ جب مشیت حق ہوگی تو وہ لپیٹ بھی لیا جائے گا۔

اور إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَشَهِيدٌ لَمْ يَرْحَمِمْ اس بنا پر ارشاد ہوا کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندوں پر احسان ہے کہ اس کے قائم کرنے سے اسباب معاش مہیا فرمائے اور ابواب منافع کھولے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ۔ وہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں زندہ کیا۔

حالانکہ تم جمادِ عنصر تھے اور نطفہ کی شکل میں بے جان اور بے حرکت تھے اس نے تم پر یہ احسان کیا کہ تمہیں زندہ کیا۔ متحرک بنایا اسباب معاش پیدا کرنے کے قابل بنایا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ اب یہ حیات تمہاری دوائی ہے بلکہ کچھ مدت تمہیں زندہ رکھ کر باقتضاء تم تراخی سے۔

ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ۔ پھر موت دے گا تم کو۔

جب تمہاری مدت حیات پوری ہو جائے گی لیکن موت کے بعد یہ خیال نہ کر لینا کہ اب مرے ہی رہو گے نہیں بلکہ باقتضاء تم پھر تم زندہ کئے جاؤ گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا۔

عِنْدَ الْبُعْثِ۔ یوم بعثت والے دن اور اس کے بعد ارشاد ہوا۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ۔ بے شک انسان ہماری نعمتوں سے منکر اور ناشکر ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الْمُرَادُ بِالْإِنْسَانِ الْكَافِرُ۔ اس سے مراد وہی انسان ہے جو نعمت الہی کا منکر ہو وَرَوَى ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُجَاهِدٍ۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا أَنَّهُ قَالَ هُوَ الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ وَ أَبُو جَهْلٍ وَ أَبِي بَنْ خَلْفٍ۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ سے مراد اسود بن عبد الاسد اور ابو جہل اور ابی بن خلف ہیں۔

اس کے بعد کلام متانف بطریق زجر فرمایا گیا عہد رسالت ﷺ کے ان لوگوں کو جو اہل ادیان سماوی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منازعت کرتے تھے۔ یعنی یہود و نصاریٰ چنانچہ فرمایا گیا:

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ۔ ہر امت کے لئے ہم نے ایک منسک یعنی طریق عبادت رکھا ہے جس پر وہ عمل پیرا ہوں تو منازعت و مخالفت نہ کریں امور دین میں یعنی ہم نے ہر امت کے لئے وضع کر دیا ہے ایک طریق عبادت یعنی ہر ایک کی شریعت مخصوص ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تو حاصل معنی آئیہ کریمہ کے یہ ہوئے کہ عَيْنَهَا كُلُّ شَرِيْعَةٍ لِأُمَّةٍ مُّعَيَّنَةٍ مِّنَ الْأُمَمِ بِحَيْثُ لَا تَتَخَطَّى أُمَّةٌ مِّنْهُمْ شَرِيْعَتَهَا الْمُعَيَّنَةَ لَهَا إِلَى شَرِيْعَةٍ أُخْرَى۔ ہم نے ہر شریعت میں معین کئے ہیں طریقے ہر امت معینہ کے لئے



کوئی امت اس سے خطانہ کرے اپنی شریعت معینہ سے دوسری شریعت کے ساتھ۔

هُمْ نَاسِكُونَ۔ کہ وہ اس پر چلیں اور عامل ہوں۔

یہاں ایک امت تو وہ ہے جو مبعوث موسیٰ علیہ السلام سے مبعوث عیسیٰ علیہ السلام تک تھی ان کا منک وہ تھا جو توریت میں انہیں بتایا وہ اس پر عامل تھے اور امت موجودہ مبعوث سید اکرم سے لے کر قیامت تک امت واحدہ ہے ان کا منک وہ ہے جو قرآن کریم میں ہے۔

اور مبعوث عیسیٰ علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبعوث تک وہ امت تھی جن کا منک انجیل میں تھا وہ اس پر عامل تھے۔

تو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے تو توریت و انجیل میں ان کا منک تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ادیان سابقہ منسوخ ہو گئے تو اب سب کے لئے قرآن کریم سے ہی منک حاصل کرنا تھا لیکن وہ انواع و اقسام کے نزاع کرتے تھے تو ارشاد ہوا:

فَلَا يُتَارَعُكَ فِي الْأَمْرِ۔ تو وہ نہ جھگڑیں تم سے احکام میں۔

نزاع کے معنی جذب کے بھی ہیں اور ابن جنی رحمہ اللہ کہتے ہیں فَلَا يَسْتَخِفُّكَ عَنْ دِينِكَ إِلَىٰ آذْيَانِهِمْ تُو نہ استخفاف کریں تمہارے دین کا اپنے دین کے مقابلہ میں۔

کشاف میں ہے إِنَّ الْمَعْنَىٰ أَثْبَتَ فِي دِينِكَ ثَبَاتًا لَا يَطْمَعُونَ أَنْ يَجْذِبُوكَ لِيزِيلُوكَ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دین میں ثابت قدم رہو تا کہ وہ خیال ہی نہ کریں کہ تمہیں اپنی طرف جذب کریں اور تمہیں مجبور دین سے ہٹادیں۔

اور منک کے معنی عبادت کے ہیں۔

اور فِي الْأَمْرِ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْأَمْرُ الْمُتَنَازَعُ فِيهِ أَمْرُ الدَّبَائِحِ لِمَا ذُكِرَ مِنْ أَنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ بِسَبَبِ قَوْلِ الْخَزَاعِيِّينَ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ وَبَشْرِ بْنِ سُفْيَانَ وَيَزِيدَ بْنِ حُنَيْسٍ لِلْمُؤْمِنِينَ مَا لَكُمْ تَأْكُلُونَ مَا قَتَلْتُمْ وَلَا تَأْكُلُونَ مَا قَتَلَ اللَّهُ۔

امر متنازع ذبیحہ تھا جیسا کہ اول ذکر ہو چکا اور یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بدیل بن ورقاء اور بشر بن سفیان اور یزید بن حنیس کے واقع میں نازل ہوئی کہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم اپنا ذبیحہ کھاتے ہو اور جسے اللہ مارے اسے نہیں کھاتے تو اس میں وہ مسلمانوں سے نزاع کرتے تھے۔ اس پر جواب دیا گیا:

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا۔ جس کے یہ معنی ہوتے ہیں لِكُلِّ أُمَّةٍ شَرِيعَةٌ شَرَعْنَاهَا وَاعْلَمْنَاكَ بِهَا فَكَيْفَ يُنَازِعُونَ بِمَا لَيْسَ لَهُ عَيْنٌ وَلَا آثَرٌ فِيهَا۔ ہر امت کے لئے ایک شریعت ہے جسے ہم نے جاری کیا اور تمہیں ہم نے بتا دیا تو کیوں وہ ایسی بات میں جھگڑتے ہیں جن پر ان کی نظر ہے نہ ان کی باتوں کا کوئی اثر۔

ایک قول یہ ہے کہ الْمَعْنَىٰ عَلَيْهِ لَا تَلْتَفِتُ إِلَىٰ نِزَاعِ الْمُشْرِكِينَ فِي أَمْرِ الدَّبَائِحِ فَإِنَّا جَعَلْنَا لِكُلِّ أُمَّةٍ مِّنْ أَهْلِ الْأَدْيَانِ ذَبْحًا هُمْ ذَابِحُوهُ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مشرکوں کی باتوں پر التفات نہ کرو جو وہ امر ذبائح میں کرتے

ہیں اس لئے کہ ہم نے ہر امت کے لئے ان کے مذہب کے موافق ایک ذبح کا طریقہ رکھا جس پر وہ ذبح کرتے تھے۔  
پھر آلوسی رحمہ اللہ حاصل معنی آیہ کریمہ کا یوں بتاتے ہیں: وَحَاصِلُهُ لَا تَلْتَفِتُ إِلَى ذَلِكَ فَإِنَّ الذَّبْحَ شَرْعٌ قَدِيمٌ لِلْأُمَّمِ غَيْرُ مُخْتَصٍ بِأُمَّتِكَ وَهَذَا مِمَّا لَا شَكَّ فِي صِحَّتِهِ۔ حاصل مفہوم آیت یہ ہے کہ تم اس قربانی اور ذبح کے معاملہ میں اصلاً التفات نہ کرو اس لئے کہ ذبح قدیم سے مشروع ہے بلا خصوصیت کسی جماعت اور امت کے اور یہ وہ قانون ہے جس کی صحت میں کسی کو شک نہیں۔

البتہ جو لوگ اس سے بیزار ہو چکے ہیں وہ مثل اسلم جیرا چپوری اور پرویز اور عبد اللہ چکڑا لوی تو وہ ایسی ایسی باتیں نکالتے ہیں جیسی زمانہ جاہلیت میں مشرکین نکالا کرتے تھے۔

چنانچہ انہیں اور کچھ بات نہ ملی تو اقتصادی سوال اٹھا کر لوگوں کے خیالات منتشر کرنے شروع کر دیئے اور ہدی لے جانی والی آیتوں کو قربانی پر منطبق کر ڈالا۔

نخر اور ہدی کا فرق عوام چونکہ سمجھ نہ سکتے تھے وہی ماہہ النزاع بنا ڈالا اللہ عزوجل انہیں ہدایت دے آگے ارشاد ہے:  
وَادْعُ إِلَى سَبِيلِكَ ۗ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ۔ اور ان جھگڑنے والوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک آپ طریقہ موصل الی الحق اور سیدھی راہ پر ہیں۔

وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ اور باوجود آپ کی چشم پوشی فرمانے کے بھی وہ آپ سے مجادلہ کریں تو فرمادیں اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کرتوت۔

اس آیت کریمہ کا حکم آیات قتال سے منسوخ ہے۔

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔ اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے اندر بروز قیامت جس بات میں تم اختلاف کر رہے ہو۔

اور اس دن پھر حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ فرمایا کہ آپ غمگین نہ ہوں ہم آپ کی مخالفت کا قیامت کے دن فیصلہ کریں گے اس دن یہ پچھتائیں گے کہ ہم نے امور دین میں مسلمانوں سے رسولوں سے کیوں مخاصمہ کیا یَلِيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ۔ کاش ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے اس کے بعد استینافاً مضمون ماقبل پر استفہام تقریری فرمایا گیا۔

أَلَمْ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ ۗ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔ وہ جانتے ہیں اور یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے (اس سے کچھ مخفی نہیں حتیٰ کہ اقوال کفار اور اعمال سب اس پر واضح ہیں) اور یہ سب کچھ اس کتاب میں ہے جو علم اللہ میں قیامت تک کا حال ہے۔

ابو مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں الْمُرَادُ مِنَ الْكِتَابِ الْحِفْظُ وَالضَّبْطُ أَيُّ إِنَّ ذَلِكَ مَحْفُوظٌ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى۔ کتاب سے مراد حفظ و ضبط ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کچھ مشکل نہیں۔ آگے مشرکین کی مذمت ہے:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ۔ اور



پوجتے ہیں اللہ کے سوا سے جس کی کوئی سند اس نے نہ اتاری اور ان کے متعلق انہیں کچھ علم نہیں اور ظالم مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں کہ وہ مشرک دین کے اندھے ہیں چنانچہ آگے ان کا تعصب ظاہر فرمایا اور ارشاد ہوا:

وَإِذَا تَنَلَّ عَلَيْهِمُ الْإِتْنَا بَيَّنَّتْ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْمُنْكَرُ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمُ الْإِتْنَا قُلْ أَفَأَنْبِيئِكُمْ بِشِرِّ مِنْ ذَلِكُمْ أَلْتَأْمُرُونَ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَوْبَسَ الْبَصِيرُ۔ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں (اور قرآن کریم انہیں سنایا جائے) تو تم ان کے چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے جنہوں نے کفر کیا قریب ہے کہ یَسْطُونَ لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں فرمادیتے کیا میں تمہیں بتا دوں تمہارے اس حال سے جو بدتر ہے اور وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا کافروں کو اور وہ بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

یَسْطُونَ کے معنی آلو سی فرماتے ہیں: أَيْ يَثْبُونَ وَيَبْطِشُونَ بِهِمْ مِنْ فَرْطِ الْغَيْظِ وَالْغَضَبِ۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

اے لوگو سنائی جاتی ہے تمہیں ایک مثال تو سنو کان لگا کر بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکیں گے مکھی بھی اگرچہ سب جمع ہو کر آجائیں اور اگر چھین لے ان سے مکھی کچھ تو اسے واپس نہ لے سکیں کتنا کمزور طالب و مطلوب ہے

نہ جانیں اللہ کی قدر جیسے چاہئے تھی بے شک اللہ قوت والا غالب ہے

اللہ جن لیتا ہے فرشتوں سے رسول اور آدمیوں میں سے بے شک اللہ سنتادیکھتا ہے

جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف رجوع ہیں

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو رکوع کرو سجدہ کرو اور اپنے رب کو پوجو اور نیک کام کرو تا کہ تم فلاح پاؤ

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ حق ہے جہاد کا اس نے تمہیں پسند کیا اور نہیں کیا تم پر دین میں حرج کہ وہ دین ہے تمہارے باپ ابراہیم کا اللہ نے تمہارا نام رکھا مسلمان

اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ ہو رسول تمہارا گواہ تم پر اور ہو تم گواہ لوگوں پر تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا اچھا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٤٧﴾

مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٨﴾

اللَّهُ يُصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ بَصِيرٌ ﴿٤٩﴾

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٥٠﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾

وَاجْتَنِبُوا حَتَّىٰ جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ

مَنْ قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٨﴾



مَوْلٰیكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۸۱﴾

مولیٰ اور کتنا اچھا مددگار ہے

حل لغات دسواں رکوع - سورہ حج - پ ۱

یٰۤاَیُّهَا اے	النَّاسُ۔ لوگو	ضُرِبَ۔ بیان کی جاتی ہے	مَثَلٌ۔ ایک مثال
فَاَسْتَبَعُوا۔ تو غور سے سنو	لَهُ۔ اس کو	اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
تَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہیں	مِنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے	لَنْ۔ ہرگز نہیں
یَخْلُقُوْا۔ پیدا کر سکتے	ذُبَابًا۔ ایک مکھی	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ
اجْتَبَعُوْا۔ اکٹھے ہو جائیں	لَهُ۔ اس کے لئے	وَ۔ اور	اِنَّ۔ اگر
یَسْئَلُهُمْ۔ چھین لے جائے ان سے	لَا۔ نہیں	الدُّبَابُ۔ مکھی	شَیْئًا۔ کوئی چیز
ضَعْفٌ۔ کمزور ہے	یَسْتَنْقِذُوْهُ۔ بچا سکتے اس کو	وَ۔ اور	مِنْهُ۔ اس سے
مَا۔ نہ	الطَّالِبُ۔ طالب	وَ۔ اور	الْمَطْلُوْبُ۔ مطلوب
قَدْرًا۔ اس کے قدر کا	قَدْرُوا۔ قدر کی انہوں نے	اللّٰهِ۔ اللہ کی	حَقِّ۔ حق
عَزِیْزٌ۔ غالب ہے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهِ۔ اللہ	لَقَوِیُّ۔ طاقتور
رُسُلًا۔ رسول	اللّٰهُ۔ اللہ	یَصْطَفِیْ۔ چن لیتا ہے	مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔ فرشتوں سے
اللّٰهُ۔ اللہ	وَ۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں سے	اِنَّ۔ بے شک
مَا۔ جو	سَبِیْعٌ۔ ستا	بَصِیْرٌ۔ جانتا ہے	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے
مَا۔ جو	بَیِّنَ اٰیٰتِیْهِمْ۔ ان کے آگے ہے	وَ۔ اور	وَ۔ اور
اللّٰهِ۔ اللہ کی	خَلْفَهُمْ۔ ان کے پیچھے ہے	اَلْاُمُوْرُ۔ سب کام	اِلٰی۔ طرف
الَّذِیْنَ۔ لوگو جو	تُرْجِعُوْا۔ لوٹائے جاتے ہیں	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	یٰۤاَیُّهَا اے
اَسْجُدُوْا۔ سجدہ کرو	وَ۔ اور	اَعْبُدُوْا۔ عبادت کرو	وَ۔ اور
وَ۔ اور	اَفْعَلُوْا۔ کرو	الْخَیْرُ۔ نیکی	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی
تُقْلِحُوْنَ۔ فلاح پاؤ	وَ۔ اور	جَاهِدُوْا۔ جہاد کرو	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
اللّٰهِ۔ اللہ کے	حَقِّ۔ حق	جِهَادٍ۔ جہاد کرنے کا	فِی۔ سچ راہ
اجْتَبٰكُمْ۔ چن لیا تم کو	وَ۔ اور	وَ۔ اور	هُوَ۔ اس نے
جَعَلَ۔ بنائی	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	فِی۔ سچ	مَا۔ نہیں
مِنْ حَرْجٍ۔ کوئی تنگی	مِلَّةً۔ دین	اٰیٰتِیْكُمْ۔ تمہارے باپ	الدِّیْنِ۔ دین کے
هُوَ۔ اس نے	سَمَّیْكُمْ۔ نام رکھا تمہارا	الْمُسْلِمِیْنَ۔ مسلمان	اِبْرٰهَیْمَ۔ ابراہیم کا
			مِنْ قَبْلُ۔ پہلے بھی



کے لئے یہ حکم عام ہے۔

بہر حال دونوں کمزور اور ضعیف ہیں جو کبھی اڑانے کی قوت بھی نہ رکھیں اور کبھی اگر شیرہ میں پھنس جائے تو اڑ نہ سکے تو ایسے بے حس و بے جان جماد کی پوجا بے وقوفی بے عقلی نہیں تو کیا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں: وَالطَّالِبُ عَابِدٌ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْمَطْلُوبُ الْإِلَهَةُ كَمَا رُوِيَ عَنِ السُّدِّيِّ وَالضُّحَاكِ وَ كَوْنُ عَابِدٍ ذَلِكَ طَالِبًا لِدَعَائِهِ إِيَّاهُ وَاعْتِقَادُهُ نَفْعَهُ وَضَعْفُهُ لِطَلْبِهِ النَّفْعَ مِنْ غَيْرِ جِهَةٍ وَ كَوْنُ الْأَخْرِ مَطْلُوبًا ظَاهِرًا كَضَعْفِهِ۔

وَقِيلَ الطَّالِبُ الدُّبَابُ لِطَلْبِ مَا يَسْتَلْبُهُ عَنِ الْإِلَهَةِ وَالْمَطْلُوبُ الْإِلَهَةُ عَلَى مَعْنَى الْمَطْلُوبِ فِيهِ مَا يَسْتَلْبُهُ۔

وَ اخْتَارَ الزُّمَخْشَرِيُّ أَنَّ الطَّالِبَ الْأَصْنَامُ وَالْمَطْلُوبَ الدُّبَابُ۔ چنانچہ تاسفا ارشاد ہوا کہ  
مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ درحقیقت یہ انسان نما حیوان اللہ کی قدر نہ جان سکے کہ  
إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ۔ بے شک وہ قوت والا غالب ہے۔

اسے چھوڑ کر بتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں با آنکہ بتوں کی حقیقت تو ان پر اظہر من الشمس تھی اب رہے وہ لوگ جو اللہ عزوجل کے برگزیدہ ہیں یعنی ملائکہ و انبیاء علیہم السلام انہیں بھی جو پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر ان کے درجات مانتے ہیں ان سے حاجتیں مانگتے ہیں جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور ملائکہ علیہم السلام کو پوجتے ہیں۔ ہنود اپنے پرانے مرے کھروں کو، عرب کے مشرکین صاحبین ملائکہ کو پوجتے تھے ان کی نسبت فرمایا:

اللَّهُ يُصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ۔ ملائکہ میں سے ہوں یا انسانوں میں اللہ نے جسے ممتاز فرمایا اور رسول بنایا ان کے متعلق یہ بھی تو خیال رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے برگزیدہ ہیں وہ معبود نہیں بلکہ عابد ہیں وہ مسجود نہیں بلکہ ساجد ہیں پھر ان کے کمالات و معجزات اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں تو جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ لفظ رُسُلًا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ علیہم السلام یا انسانوں میں جو بھی برگزیدہ اور مقدس ہستیاں ہیں وہ اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور بھیجا ہوا معبود نہیں ہو سکتا۔

دوسرے یہ بھی اس تصریح سے واضح ہوا کہ رسول پیام الہی عزوجل بندوں کی طرف لانے والا ہوتا ہے اور اس پیام میں لوگوں کو بتاتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو معبود نہ بنانا تو پھر جو معبود ماسوی اللہ کو بنانے سے منع کرنے والے ہیں انہیں کو معبود بنانا جہالت نہیں تو کیا ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ۔ بے شک اللہ سنا دیکھتا ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو ان کے آگے پیچھے ہے اور اسی کی طرف تمام کام لوٹنے والے ہیں۔

اس لئے کہ ہر بات کا منتہی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور ہر شے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اب بت پرستی اور شرک کی





ان کی بے چینی، بے بسی، عاجزی اور بے قدری کا یہ عالم ہے کہ وہ ہماری مخلوقات میں سے چھوٹی سے چھوٹی اور ذلیل مخلوق بھی پیدا نہیں کر سکتے۔

لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ - ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سب اس پر مجتمع ہو جائیں۔  
تو عاقل ایسی چیز کو پوجنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہو سکتا اور ایک ذی عقل انسان کو یہ شایان شان بھی نہیں کہ ایسے مجبور محض اور بے جان عاجز کو معبود ٹھہرائے اور بتوں کا پجاری بنے اور انہیں الہ قرار دے ایسے کرنے والے جاہل اور عقل کے اندھے ہی ہو سکتے ہیں۔

وَإِنْ يَسْأَلُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا - اور اگر کچھ چھین لے مکھی ان سے۔  
یعنی بتوں پر یہ جاہل جو شہد اور زعفران وغیرہ ملتے ہیں ان پر کھیاں بھکتی ہیں اور ان کے سر اور منہ سے وہ شہد و زعفران لے جاتی ہیں تو ان بتوں میں اتنی بھی قوت نہیں کہ اسے بھی واپس لے سکیں۔  
لَا يَسْتَنْقِذُ وَكُفْرًا - اس سے نہیں چھڑا سکتے۔

استنقاذ چھڑانے کو کہتے ہیں تو ایسے بے بس اور بے چین کو خدا بنانا معبود ٹھہرانا کتنی جہالت اور بے عقلی کا فعل ہے درحقیقت بات یہ ہے کہ

ضَعْفُ الطَّالِبِ وَالْبَطْلُوبُ - کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی۔  
یہاں طالب سے مراد مشرک ہے اور مطلوب سے مراد بت ہے۔  
یا طالب مکھی ہے جو بت سے زعفران اور شہد لے جاتی ہے اور مطلوب وہ بت ہے جس سے مکھی وہ چھین لے جاتی ہے۔  
اور بت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اس کے بعد تو بیجا ارشاد ہے کہ اے جاہل مشرک  
مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ - تم نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے چاہئے تھی۔  
اور اس کی عظمت شان نہ پہچانی اور ایسے جماد محض کو اس کے مقابلہ میں معبود ٹھہرایا جو مکھی سے بھی کمزور ہے۔ معبود وہی ہے جو اپنی قدرت کاملہ میں کامل ہے اور وہ اللہ ہی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۱۹﴾ اللَّهُ يُصْطَفَى مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ - بے شک اللہ قوت والا غالب ہے اور وہ اللہ جن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے۔

فرشتوں میں سے جبریل میکائیل وغیرہ ملائکہ علیہم السلام کے رسول چنے گئے اور آدمیوں میں سے حضرت خلیل خطیب الانبیاء اور موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

### آیت کا شان نزول

کفار میں سے بعض اس عقیدہ کے مالک تھے کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا اس کے رد میں ارشاد ہوا کہ اپنا رسول ملائکہ اور بشر میں سے ہی چنتے ہیں اور اس امر کا اظہار فرمایا کہ ہم مالک مطلق ہیں جسے چاہیں اپنا رسول بنا لیں حتیٰ کہ خاتم الانبیاء کی بعثت کے بعد ہم نے یہ سلسلہ ختم فرمادیا اور اعلان کر دیا کہ  
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ - محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ ان پر نبوت ختم کر دی گئی ہے۔

چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي فِي آخِرِي نَبِي هُوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔  
 إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۝ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔ بے شک اللہ سنتا  
 دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور سب کاموں کا رجوع اللہ کی طرف ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ان کے آگے کے تمام معاملات جانتا ہے یعنی امور دنیا سے بھی واقف ہے اور ان کے پیچھے کے حالات  
 بھی جانتا ہے یعنی امور آخرت بھی اس کے علم میں ہیں اور اسی کی طرف تمہارے اعمال نامے پیش ہونے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْكُتُوا اسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اے ایمان والو  
 رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کو پوجو اور نیک کام کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

چونکہ عہد اول میں نماز بلا رکوع و سجود تھی تو امت مرحومہ کو اس آئیہ کریمہ کے ذریعہ نماز کے اندر رکوع و سجود کی تعلیم دی اور  
 فرمایا کہ یہ رکوع اور سجدہ خالص اللہ کے لئے ہونا چاہئے غیر خدا کے لئے یہ دونوں کام کسی نیت سے بھی جائز نہیں اگر رکوع سجدہ  
 اللہ تعالیٰ کے لئے کرو گے تو کامیاب رہو گے۔

یہی وہ آیت ہے جس پر امام شافعی اور احمد سجدہ تلاوت لازم فرماتے ہیں اور اس سورۃ میں دو سجدے اس اعتبار سے ہیں  
 پہلا وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ ۝ پر اور دوسرا سجدہ عند الشافعی اس جگہ۔ لیکن ہمارے امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ  
 اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ سجدہ نہیں تو اس اعتبار سے اس سورۃ میں بھی ایک ہی سجدہ ہوا آگے ارشاد ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۝ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد  
 کرو جیسا کہ حق ہے جہاد کرنے کا اس نے تمہیں چن لیا اور تمہیں کی تم پر دین میں کچھ بھی تنگی۔

یعنی حق یہ کہ اعلاء کلمۃ الحق کے لئے خالص نیت سے جہاد کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دین کے لئے چن لیا ہے تاکہ  
 عبادت کرو اور تمہارے دین میں تنگی سختی اور شدت بھی نہیں رکھی بلکہ ہر عمل جو تم پر فرض کیا وہ مشروط باستطاعت و قدرت تم پر  
 فرض کیا۔ قیام نماز میں کب فرض ہے جب تم میں استطاعت ہو۔

وضو جب فرض ہے جب استطاعت ہو ورنہ تیمم کافی ہے۔

غسل جنابت کی استطاعت نہیں تو تیمم سے پاک ہو سکتے ہو۔

سفر میں چار رکعت کی بجائے قصر کر لو یعنی دو رکعت ہی فرض ہیں۔

اور روزہ جو فرض تھا بحالت سفر نہ رکھنے میں گناہ نہیں بلکہ اس کی قضاء بعد میں ہوگی۔

اور انہیں فرما دیجئے کہ یہ دین نیا دین نہیں ہے بلکہ

مِلَّةَ آبَائِكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۝ هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ ۝ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا يَكُونُ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا  
 شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔ یہ دین تمہارے باپ ابراہیم کا ہے اس نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس  
 قرآن میں تاکہ یہ رسول تمہارا نگہبان اور گواہ ہو اور تم گواہی دو اور لوگوں پر۔

یعنی دین محمدی میں داخل ہی وہ مسلمان ہے اور اسے ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کہا یا اللہ تعالیٰ نے اس کا نام مسلمان  
 رکھا اور یہ نام پہلی کتابوں سے لے کر اس قرآن پاک تک سب میں موجود ہے اور تمہیں یہ شرف خاص حاصل ہے کہ تم بروز



قیامت شہادت دینے والوں میں ہو گے کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا پیام پہنچا اور امم سابقہ پر ان کے مرسلین عظام نے پیام پہنچا دیئے۔ یہ عزت و کرامت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی تو

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا دِينَ الَّذِي كَانَتْ اَبْوَابُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَخْرُجًا مِنْهُ ۗ وَهُوَ يُعْطِي السُّلٰتِ وَالرَّكُوٰتِ ۗ وَهُوَ مُوَلِّكُمُ الْمُلٰكُوتَ ۗ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کتنا اچھا مولیٰ اور کتنا اچھا مددگار ہے۔

یعنی نماز پر مداومت کرو اور اعتصام بحبل اللہ کرو اور اس کے دین پر قائم رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو جب تم صاحب نصاب ہو جاؤ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا جب تمہاری ملکیت میں ایک سال رہ جائے اور قرض تمہارے اوپر نہ ہو تو اس کا چالیسواں حصہ کسی مسلمان کو ادا کرنا تم پر فرض ہے۔

آج ۳۱/ جولائی ۱۹۵۵ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ ہے آج یہ سورۃ مبارکہ ختم ہوئی  
بفضلہ تعالیٰ ستر ہواں پارہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)  
بحرمت نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

پارہ نمبر ۱۸

## سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ

كَمَا أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -

وَفِي الْبَحْرِ هِيَ مَكِّيَّةٌ بِإِخْلَافٍ -

وَاسْتَشْبَهِي مِنْهَا كَمَا فِي الْإِتْقَانِ قَوْلُهُ تَعَالَى حَتَّىٰ إِذَا آخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ سُبْحٰنَهُ مُبْلِسُونَ  
وَاسْتَشْبَهِيَ الْحُكْمَ عَلَىٰ مَا عَدَاهُ بِكُونِهِ مَكِّيًّا لِمَا فِيهِ مِنْ ذِكْرِ الزَّكٰوةِ وَهِيَ إِنَّمَا فَرِضَتْ بِالْمَدِيْنَةِ -  
وَهِيَ كَمَا فِي كِتَابِ عَدَدِ اللَّذَوَانِي وَمَجْمَعِ الْبَيَانِ لِلطَّبْرَسِيِّ مِائَةٌ وَثَمَانِي عَشْرَةَ آيَةً فِي الْكُوْفِيِّ وَ مِائَةٌ وَسَبْعَ عَشْرَةَ آيَةً فِي الْبَاقِي -

وَقَدْ مَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْهَا -

فَقَدْ أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالحَاكِمُ وَصَحَّحُوهُ أَيضًا فِي الْمُخْتَارَةِ وَغَيْرِهِمْ عَنْ  
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ إِذَا نَزَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْوَحْيَ نَسْمَعُ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدْوِي النَّحْلِ فَاَنْزَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَّنْنَا سَاعَةً فَسَرَّيْنَا عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ  
فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ:

اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَآكِرْمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضَ عَنَّا  
وَآرْضِنَا ثُمَّ قَالَ:

لَقَدْ أَنْزَلْتَ عَلَيَّ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَقَامِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ -

## بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ مومنون - پ ۱۸

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں

اور وہ جو بیہودہ بات کی طرف سے اعراض کرتے ہیں

اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں

مگر اپنی بیویوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کی ملک ہیں تو ان پر کوئی ملامت نہیں

تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے تو وہی حد سے بڑھنے والے ہیں

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کیا کرتے ہیں

اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

یہی لوگ ہیں جو وارث ہیں جو فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

اور بے شک ہم نے انسان کو بنایا خمیرہ شدہ مٹی سے

پھر اسے کیا ہم نے نطفہ ایک مضبوط قرار گاہ میں

پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کی پھٹک کیا پھر پھٹک کو گوشت

کی بوٹی بنایا پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں کیا پھر ہڈیوں کو

گوشت پہنایا پھر اسے اٹھان دی ایک اور صورت میں تو

بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا

پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو

پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے

اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں

اور ہم خلق سے بے خبر نہیں

اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازہ پر تو اسے

زمین پر ٹھہرایا اور بے شک ہم اس کے لے جانے پر

قادر ہیں

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ ۝۱۲

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝۱۳

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُونَ ۝۱۴

وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوْحِهِمْ حٰفِظُونَ ۝۱۵

اِلَّا عَلَىٰ اَرْوَاحِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِيْنَ ۝۱۶

فَمَنْ اَبْتٰغٰی وَّرَاٰ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُونَ ۝۱۷

وَالَّذِينَ هُمْ لِاٰمٰنٰتِهِمْ وَعٰهْدِهِمْ رٰعُونَ ۝۱۸

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلٰوةِهِمْ يُحٰفِظُونَ ۝۱۹

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُونَ ۝۲۰ الَّذِينَ يَرِثُونَ

الْفِرْدٰوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُونَ ۝۲۱

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۲۲

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۲۳

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً وَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا ثُمَّ

اَنْشَاْنُهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۝۲۴ فَتَبٰرَكَ اللهُ اَحْسَنُ

الْخٰلِقِيْنَ ۝۲۵

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَبٰئِثُونَ ۝۲۶

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَبْعُونَ ۝۲۷

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ سَمَاوٰتٍ ۝۲۸ وَمَا كُنَّا

عَنِ الْخٰلِقِ غٰفِلِيْنَ ۝۲۹

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنْنٰهُ فِى

الْاَرْضِ ۝۳۰ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابِ بِهٖ لَقٰدِرُونَ ۝۳۱

فَأَشَانَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتِ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهٌ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿١٦﴾

تو اس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں اور انگوروں کے تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْأَكْلِينَ ﴿١٧﴾

اور وہ پیڑ جو پیدا کیا طور سینا سے اگتا ہے تیل کے ساتھ اور سالن کھانے والوں کے لئے

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً لِنُسْقِيَكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿١٨﴾

اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لئے اس میں بہت نفع ہے اور اس سے تم کھاتے ہو

وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿١٩﴾

اور ان پر اور کشتی پر سوار ہوتے ہو

### حل لغات پہلا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

الَّذِينَ - وہ	الْمُؤْمِنُونَ - مومن	أَفْلَحَ - مراد پائے گئے	قَدْ - بے شک
خَسِعُونَ - ڈرتے ہیں	صَلَاتِهِمْ - اپنی نمازوں کے	فِي - بیچ	هُمْ - جو
عَنِ اللَّغْوِ - بیہودہ باتوں سے	هُمْ - جو	الَّذِينَ - وہ	وَأُورِ - اور
هُمْ - جو	الَّذِينَ - وہ	وَأُورِ - اور	مُعْرَضُونَ - منہ پھیرتے ہیں
الَّذِينَ - وہ	وَأُورِ - اور	فَاعِلُونَ - ادا کرتے ہیں	لِلزَّكَاةِ - زکوٰۃ
إِلَّا - مگر	حَافِظُونَ - حفاظت کرتے ہیں	لِفُرُوجِهِمْ - اپنی شرم گاہوں کی	هُمْ - جو
مَا - وہ جو	أَوْ - یا	أَزْوَاجِهِمْ - اپنی بیویوں کے	عَلَى - اوپر
غَيْرُ - نہیں ہیں	فَأَنَّهُمْ - تو یقیناً وہ	أَيَّانَهُمْ - ان کے دائیں ہاتھ	مَلَكَتْ - مالک ہیں
وَرَاءَ - سوا	ابْتِغَى - ڈھونڈے	فَمَنْ - تو جو	مَلُومِينَ - ملامت کئے گئے
الْعُدُونَ - حد سے بڑھنے والے	هُمْ - وہ ہیں	فَأُولَئِكَ - تو یہ	ذَلِكَ - اس کے
لِأَمَانَتِهِمْ - اپنی امانتوں کی	هُمْ - جو	الَّذِينَ - وہ	وَأُورِ - اور
وَأُورِ - اور	رَاعُونَ - رعایت کرتے ہیں	عَهْدِهِمْ - اپنے عہد کی	وَأُورِ - اور
يُحَافِظُونَ - حفاظت کرتے	صَلَاتِهِمْ - اپنی نمازوں کے	عَلَى - اوپر	الَّذِينَ - وہ جو
الْوَارِثُونَ - وارث	هُمْ - وہ ہیں	أُولَئِكَ - یہ ہی	ہیں
هُمْ - وہ	الْفِرْدَوْسِ - فردوس کے	يَرِثُونَ - وارث ہوں گے	الَّذِينَ - وہ جو
لَقَدْ - بے شک	وَأُورِ - اور	خَالِدُونَ - ہمیشہ رہیں گے	فِيهَا - اس میں



مِنْ طِينٍ - مٹی سے فِي - بیچ	مِنْ سُلَّةٍ - خمیر شدہ نُطْفَةٌ - نطفہ	الْإِنْسَانَ - انسان کو جَعَلْنَاهُ - بنایا ہم نے اس کو	خَلَقْنَا - ہم نے پیدا کیا ثُمَّ - پھر
خَلَقْنَا - بنایا ہم نے الْعَلَقَةَ - پھسکی کو عِظًا - ہڈیاں	ثُمَّ - پھر فَخَلَقْنَا - پھر بنایا ہم نے الْمُضْغَةَ - بوٹی کو	مَكِينٍ - مضبوط کے عَلَقَةً - خون کی پھسکی فَخَلَقْنَا - تو بنایا ہم نے	قَرَأَ - جگہ النُّطْفَةَ - نطفہ کو مُضْغَةً - گوشت کی بوٹی
ثُمَّ - پھر اٰخِرَتِي - آخری الْخَلْقِيْنَ - پیدا کرنے والا	لَحْمًا - گوشت خَلَقًا - پیدائش اٰحْسَنُ - بہتر	الْعِظَمَ - ہڈیوں کو اَنْشَانَهُ - ہم نے پیدا کیا اس کو فَتَبَرَكْتَ - تو برکت والا ہے	فَكَسَوْنَا - تو پہنایا ہم نے اَنْشَانَهُ - ہم نے پیدا کیا اس کو فَتَبَرَكْتَ - تو برکت والا ہے
ذٰلِكَ - اس کے يَوْمَ - دن لَقَدْ - بے شک	بَعْدَ - بعد اِنَّكُمْ - یقیناً تم وَاور	اللّٰهُ - اللہ اِنَّكُمْ - یقیناً تم ثُمَّ - پھر يُبْعَثُوْنَ - اٹھائے جاؤ گے	ثُمَّ - پھر لَيَبْيُثُوْنَ - مرنے والے ہو الْقِيَامَةِ - قیامت کے
طَرَا يَتَى - راستے عَنِ الْخَلْقِ - مخلوق سے مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے	سَبْعَ - سات كُنَّا - ہم اَنْزَلْنَا - اتارا ہم نے	فَوْقَكُمْ - تمہارے اوپر مَا - نہیں ہیں وَاور	خَلَقْنَا - ہم نے بنائے وَاور غَفْلِيْنَ - بے خبر مَاءٍ - پانی
اِنَّا - بے شک ہم لَقَدْ رَمٰوْنَ - البتہ قادر ہیں جَنَّتْ - باغ	وَاور يٰٓهٗ اَسْكَنُكَ يٰٓهٗ اَسْكَنُكَ اَعْنَابٍ - انگوروں سے	بِقَدَرٍ - اندازے سے الْاَرْضِ - زمین کے ذَهَابٍ - لے جانے لَكُمْ - تمہارے لئے	فَاَنْشَانَا - پھر پیدا کئے ہم نے مِّنْ مَّخْيَلٍ كَهجوروں کے فِيهَا - اس میں
شَجَرَةً - ایک درخت جو تَنْبُتٌ - اگتا ہے لِّالْكَلْبِئِنَ - کھانے والوں کیلئے	وَاور صِبْغٍ - سالن لَكُمْ - تمہارے لئے	فَوَاكِهَ - پھل ہیں تَأْكُلُوْنَ - تم کھاتے ہو مِنْ طُورٍ سَيْنَاءَ - طور سیناء سے	فِيهَا - اس میں مِنْهَا - اس سے تَخْرُجُ - نکلتا ہے بِالدُّهْنِ - تیل کے ساتھ
فِي - بیچ مِمَّا - اس سے جو لَكُمْ - تمہارے لئے	وَاور نُسْقِيْكُمْ - پلاتے ہیں ہم تم کو وَاور	اِنَّ - بے شک لَعِبْرَةٌ - عبرت ہے بُطُوْنَهَا - ان کے پیٹوں کے	وَاور اِنَّ - بے شک لَعِبْرَةٌ - عبرت ہے بُطُوْنَهَا - ان کے پیٹوں کے
وَاور وَعَلَى - اور اوپر	وَاور كَثِيْرَةٌ - بہت وَعَلَيْهَا - اور اس پر	مَنَافِعُ - فائدے ہیں تَأْكُلُوْنَ - تم کھاتے ہو	فِيهَا - اس میں مِنْهَا - اس سے

الْفُلْكِ كَشْتِيوں کے تَحْمَلُونَ۔ تم سوار ہوتے ہو

## خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ مومنون۔ پ ۱۸

اس سورۃ کا نام سورۃ مومنون ہے۔

یہ سورۃ مکی ہے۔

اس سورۃ میں چھ رکوع اور ایک سو اٹھارہ آیتیں ہیں۔

پہلی سورۃ مبارکہ حج کے ساتھ سورۃ مومنون کا یہ ربط ہے کہ اس کے اخیر میں فرمایا گیا تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اللہ نے برگزیدہ کیا تاکہ تم اور لوگوں پر دنیا اور آخرت میں نیکی بدی کی شہادت دو اور ہمارا رسول تمہاری شہادت دے گا۔ اور ظاہر ہے کہ شاہد کا عادل اور نیک ہونا ضروری ہے اگر وہ عادل نہ ہو تو اس کی شہادت ہی کیا۔ چنانچہ آخری آیت میں سورۃ حج کے **وَاعْتَصِمُوا بِاللهِ اور فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاْتُوا الزَّكٰوةَ** فرما کر اجمالاً اصولی حسنات بیان فرمادیے اور سورۃ مومنون اول دس آیتوں میں اس اجمال کی پوری طرح تشریح کر دی گئی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان کو فرمادیا کہ اس کی اول آیتوں پر جو قائم رہے وہ نجات یافتہ جنتی ہے اس حدیث کو احمد و ترمذی نے اور نسائی رحمہم اللہ نے بھی ذکر کیا۔

اور وہ دس آیتیں بیان فرمانے سے اول لفظ قد لا کر بشارت کو محقق فرمایا اور بشارت یہ دی کہ فلاح و کامرانی ہے اسے جو مندرجہ سات صفات اپنے میں پیدا کر کے مکارم اخلاق کا پیکر بن جائے۔ اس لئے کہ یہ سات صفتیں اصل الاصول مکارم اخلاق ہیں۔

ان میں ہی دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری، عملی اور تہذیب اخلاق، سیاست مدن، تدبیر منزل سب مضمون ہیں۔

چنانچہ **قَدْ اَفْلَحَ** سے شروع فرما کر بشارت دی گئی کہ بے شک یقیناً کامیاب و فلاح یافتہ ہیں **الْمُؤْمِنُونَ** وہ ایمان والے یہاں ایمان کو پہلے لانے میں یہ حکمت ہے کہ تالی کلام اول یہ سمجھ لے کہ تمام نیکیوں کی جڑ ایمان ہے اور ایمان وہی ہے جو اللہ عزوجل اور اس کی صفات پر ہو اور اس کے ملائکہ پر ہو انبیاء و رسل پر ہو کتب اور آخرت پر ہو اور قدر جزا و خیر و شر پر ہو بعث بعد الموت پر ہو یعنی۔

**اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ بَشَرِهٖ مِنَ اللّٰهِ وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ**۔ اور یہی حکمت نظریہ کا نچوڑ اور لب لباب ہے۔

**الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ**۔ یہ حکمت عملی ہے اور مومن کی دوسری صفت ہے اور اس میں سب سے مقدم نماز ہے لیکن نماز بھی وہی نماز ہے جو خشوع و خضوع سے پڑھی جائے خشوع کے معنی مختلف ہیں۔

بعض کے نزدیک دل سے ڈرنا خشوع بتاتے ہیں۔

بعض کے نزدیک اعمال بالا زکان کا نام خشوع ہے بشرطیکہ سکون سے کھڑا ہو کر کسی طرف التفات نہ کرے کپڑے اور

داڑھی یا کسی اور چیز سے نہ کھیلے۔

اور صحیح حدیثوں میں دونوں تعریفوں پر عمل پیرا رہنا خشوع قرار دیا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ تیسری صفت یہ ہے کہ مومن وہ ہیں جو لغو اور بیہودہ باتوں سے کنارہ کش رہیں اور اعراض کریں۔

لغو، حرام اور مکروہ اور اس مباح فعل کو بھی کہتے ہیں جس کی طرف انسان کو حاجت یا ضرورت نہ ہو جیسے ناچ رنگ شادی بیاہ کی فضول رسوم، آتشبازی وغیرہ۔ مزارات اولیاء کرام پر ناچ رنگ محرم میں تعزیہ ماتم وغیرہ وغیرہ۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ۔ یہ چوتھی صفت مومنین کی ہے کہ اپنے مال میں سے اللہ عزوجل کے لئے زکوٰۃ یعنی چالیسواں حصہ حوالان حول کے بعد دینا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْتَابِهِمْ حَفِظُونَ ﴿۱۰﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ۔ اور وہ جو اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا سب سے اپنی شرم گاہیں محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ چوتھی صفت مومنین کی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ۔ چھٹی صفت مومن کی یہ ہے کہ وہ اپنی امانت اور عہد کا بھی خیال رکھتے ہیں، امانت میں مال، آبروبات سب کی حفاظت آگئی۔ اور عہد میں عہد الہی عزوجل سے لے کر باہمی معاہدے آگئے۔ آگے صفت واضح فرمائی۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ۔ اور یہ ساتویں صفت ہے کہ مومن اپنی نمازوں کی پابندی وقت کے ساتھ محافظت کرتا ہے اس کے حق میں فرمایا گیا أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿۱۱﴾ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ یعنی ان سات خصلتوں کا جو مالک ہے وہی اللہ کے فضل سے جنت کے تمام درجات پر وارث ہوگا جسے جنت الفردوس کہا جاتا ہے اور وراثت جنت کی بشارت کے ساتھ خلود کی بھی بشارت دی گئی۔

اس کے بعد منکرین حشر و نشر کا رد فرمایا جو کہتے تھے کہ مرکز زندہ ہونا محال ہے چنانچہ فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلْطَةٍ مِّنْ طِينٍ۔ بے شک ہم نے انسان کو قطرہ منی سے پیدا فرمایا جو وہ مٹی سے ہے اس لئے کہ وہ غذائیں جن سے منی بنتی ہے وہ مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔

ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ۔ پھر کیا ہم نے نطفہ کو ایک قرار گاہ یعنی رحم میں قائم کیا۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً۔ پھر بنایا ہم نے نطفہ کو خون کی پھٹک۔

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً۔ پھر کیا ہم نے اس مضغہ کو گوشت۔

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا۔ پھر کیا خون کی پھٹک کو ہڈیاں۔

فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا۔ پھر پہنایا ہم نے ہڈیوں کو گوشت۔

ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ۔ پھر پیدا کیا ہم نے اس کو نئی پیداوار میں۔

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ تو برکت والا ہے بہترین بنانے والا۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَنَبِيتُونَ۔ پھر تمہیں اس کے بعد ضرور مرنا ہے۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَبْعُونَ۔ پھر تم بروز قیامت اٹھائے جاؤ گے۔



گویا جواب میں منکرین کو فرمایا کہ بے جان نطفہ کے قطرہ سے تم کیسے بنے غور کرو کہ قطرہ منی خون میں ہم نے بدلا پھر خون کو علقہ ہم نے بنایا پھر علقہ کو مضغہ بنا کر پھر ہڈیاں پیدا کیں پٹھے بنائے ان سے ہاتھ پاؤں بنا کر ایک شکل انسانی بخشی پھر اس میں جان ڈالی پھر شکم مادر سے باہر لائے تو جو ایک بے جان قطرے سے سب کچھ کر سکتا ہے اور جلا کر پھر مار سکتا ہے تو اس مجسمہ کو مرنے کے بعد پھر زندہ کر دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ یہ تو دلائل النفس بیان فرمائے۔

اس کے بعد دلائل آفاق یعنی انسان سے علاوہ جو شواہد خالقیت ہیں وہ شروع کئے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۚ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ۔ اور بے شک ہم نے بنائے تم پر سات طرائق اور ہم نہ تھے ان کے بنانے سے بے خبر۔

طَرَائِقَ جمع طریقہ کی ہے۔ آسمانوں کو طرائق یا تو اس وجہ میں کہا گیا کہ ان میں ہلانگہ کے آنے جانے کے راستے ہیں۔ یا سبع سیاروں کی چال کے راستے ہیں۔ اس وجہ میں طرائق کہا۔

یا تطارق کی وجہ میں طرائق فرمایا جس کے معنی تہ بہ تہ اوپر تلے ہونے کے ہیں۔

محاورہ میں طَارِقَ الرَّجُلُ نَعْلِيهِ إِذَا أَطْبَقَ نَعْلًا عَلَى نَعْلٍ وَطَارِقَ بَيْنَ الثُّوبَيْنِ إِذَا لَبَسَ ثُوبًا فَوْقَ ثُوبٍ كَمَا قَالَ الْخَلِيلُ وَالزُّجَاجُ وَالْفَرَّاءُ۔ (کبیر) آگے ارشاد ہوا:

وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ۔ یعنی ہم نے اس تخلیق میں بے جوڑ تخلیق نہیں فرمائی بلکہ ہر تخلیق میں صد ہا حکمتیں رکھی ہیں اور ابتداء سے لے کر انتہا تک ان کے تمام مصالح مد نظر رکھے گئے چنانچہ

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْآرْضِ۔ اور ہم نے نازل کیا آسمانوں سے پانی ایک اندازہ کے ساتھ نہ کہ یوں ہی دہانہ کھول کر برسایا جاتا کہ دنیا غرقاب ہوتی۔

فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْآرْضِ ۚ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِنَّ لَقَدِيرُونَ۔ پھر اس پانی کو زمین میں رکھا اگرچہ ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ اس پانی کو لے جائیں۔ لیکن

فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّاتٍ مِّنْ نَّجِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاحِشٌ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔ ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے باغیچے بنائے کھجور اور انگور کے تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں اور اس سے تم کھاتے ہو۔ یعنی اس بارش کے پانی سے ہم نے باغ لگائے جس میں انواع و اقسام کی جڑی بوٹیاں وغیرہ میوے پیدا کئے پھر کھجور و انگور تر و خشک میوے گرمی سردی میں تم کھاتے ہو۔

صاحب کشف رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مِنْهَا تَأْكُلُونَ کے یہ معنی ہیں کہ یہی باغ تمہاری معاش اور روزی کا بھی ایک ذریعہ ہیں اور

وَشَجَرَةٍ تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْأَعْيُنِ۔ اور ہم نے ہی زیتون کا درخت بھی پیدا کیا جو اکثر کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے تیل کے ساتھ جو تیل اور ترکاری دیتا ہے کھانے والوں کو۔

یہاں شجرہ جنات پر معطوف ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ أَنْشَأْنَا لَكُمْ شَجَرَةً۔ اس درخت سے مراد زیتون ہے جو ہمیشہ کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے اسی لئے تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ فرمایا۔

تفسیر کشاف میں ہے کہ طُور یا تو سَيْنَاء کی طرف مضاف ہے جسے سَيْنِين بھی کہتے ہیں یا طُور مضاف اور سَيْنَاء مضاف الیہ ہے دونوں مل کر ایک پہاڑ کے نام سے موسوم ہو گئے۔

تَثَبَّتْ بِالذُّهْنِ۔ یعنی وہ پیدا ہوتا ہے اس میں تیل ہے۔

وَصِبْغٌ لِلْأَكْلِيْنَ۔ اور اس کے کھانے والوں کے لئے یہ سالن بھی ہے یہ اس لئے کہ زیتون کا تیل سب نہیں کھاتے اور جو کھاتے ہیں ان کے لئے یہ سالن ہے۔

اس کے بعد حیوانات کے اکل و شرب پر ارشاد ہے:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿١٨﴾ وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ۔ اور بے شک تمہارے لئے چار پايوں میں بھی بہت سی عبرت ہے ان سے دودھ کے سوا تمہارے لئے اور بھی فوائد ہیں ان کے اون اور جلد سے بھی کام لیتے ہو اور انہیں تم کھاتے بھی ہو اور ان پر سواری کرتے ہو یا کشتیوں پر دریا عبور کرتے ہو۔

تو جو قادر ذوالجلال ان تمام کاموں کی قدرت رکھتا ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد نئی زندگی نہیں دے سکتا تَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ۔

### مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ مومنون۔ پ ۱۸

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ بے شک فلاح یافتہ ہیں مومن۔

وَالْفَلَاحُ الْفَوْزُ بِالْمُرَادِ۔ فلاح مراد کو پہنچنے کے معنی میں آتی ہے۔

ایک قول ہے الْبَقَاءُ فِي الْخَيْرِ۔ بھلائیوں میں رہنے کے معنی میں مستعمل ہے اور اِفْلَاحٌ اس بھلائی میں داخل

ہونا ہے۔

اور مومن وہ ہے جو مصدق ہو اس امر کا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے اور توحید و نبوت اور حشر جسمانی اور

جزا و سزا حق ہیں چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِينَ قَبْلُ وَمَا يُصَدِّقُونَ بِمَا عَلِمَ ضَرُورَةً أَنَّهُ مِنْ دِينِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّوْحِيدِ وَالنَّبُوَّةِ وَالْحَشْرِ الْجِسْمَانِيِّ وَالْجَزَاءِ وَنظَائِرِهَا۔

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خِشْعُونَ۔ وہ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

یہ پہلی صفت مومن ہے۔ خشوع کی متعدد تعریفات ہیں۔

الْخِشْوَعُ۔ التَّدَلُّلُ مَعَ خَوْفٍ وَ سُكُونٍ لِلْجَوَارِحِ۔ خشوع انتہاء تدلل اور خوف اور سکون اعضاء کو کہتے ہیں

اسی وجہ میں سید المفسرین رضی اللہ عنہ کا قول ابن جریر وغیرہ نے نقل کیا خِشْعُونَ خَائِفُونَ سَاكِنُونَ۔

مجاہد کہتے ہیں: إِنَّهُ هُنَا غَضُّ الْبَصْرِ وَ خَفْضُ الْجَنَاحِ۔ خشوع آنکھیں نیچی کر کے عاجزی سے جھکنے کے ہیں۔

مسلم بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں تَنْكِيْسُ الرُّءُوسِ۔ سر جھکانے کے معنی میں خشوع آتا ہے۔

حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: تَرْكُ الْإِلْتِفَاتِ خُشُوعٌ - خشوع ہر طرف سے التفات ترک کرنا ہے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اِعْظَامُ الْمَقَامِ وَإِخْلَاصُ الْمَقَالِ وَالْيَقِينُ التَّامُّ وَجَمْعُ الْإِهْتِمَامِ وَيَتَّبِعُ ذَلِكَ تَرْكُ الْإِلْتِفَاتِ وَهُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ - خشوع نام ہے عظمت مقام ذات کے ساتھ اخلاص مقال حاصل کرنا اور پورے یقین سے تمام عظمتوں کا اہتمام کرنا اور اس کے ماتحت ترک التفات ہے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور نسائی میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے: قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ إِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ - صدیقہ فرماتی ہیں میں نے حضور سے نماز میں التفات کے متعلق سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اختلاس شیطان ہے جو بندے کی نماز میں وسوسہ کے ذریعہ آتا ہے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي مَرَضِهِ أَقْعَدُونِي أَقْعَدُونِي فَإِنَّ عِنْدِي وَدِيعَةَ أَوْدَعَيْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْتَفِتُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَأَعْلَا فَفِي غَيْرِ مَا افْتَرَضَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَتَرَكَ الْعَبَثَ بِشَيْبِهِ أَوْ شَيْءٍ مِّنْ جَسَدِهِ وَانْكَارُ مُنَافَاتِهِ لِلْخُشُوعِ مُكَابَرَةٌ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض میں فرمایا مجھے بٹھاؤ مجھے بٹھاؤ اس لئے کہ میرے پاس ایک امانت ہے جو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

فرمایا تم میں سے اپنی نماز میں کوئی ادھر ادھر ملتفت نہ ہو اور اگر ضروری ہو تو فرائض سے علیحدہ ہو کر اور عبث اور بے کار حرکت کپڑوں سے یا اپنے جسم سے نہ کی جائے اور منافات شریعت سے انکار خشوع میں مکابرہ ہے۔

اور نوادر الاصول میں حکیم ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی سے عبث حرکت کر رہا ہے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ خَشَعَ قَلْبُهُ هَذَا خَشَعَتْ جَوَارِحُهُ وَتَرَكَ رَفْعَ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ وَإِنْ كَانَ الْمُصَلِّيُ أَعْمَى - اگر اس کا دل خاشع ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خاشع ہوتے اور اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھانے سے روکتا اگرچہ نمازی نابینا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کی نہیں وارد ہو چکی ہے۔

اور خشوع میں اختلاف ہے کہ فرائض صلوٰۃ سے ہے یا فضائل نماز سے تو صحیح یہی ہے کہ فرائض سے ہے۔

وَفِي الْبَحْرِ نَقْلًا عَنِ التَّحْرِيرِ أَنَّهُ اُخْتَلِفَ فِي الْخُشُوعِ هَلْ هُوَ مِنْ فَرَائِضِ الصَّلَاةِ أَوْ مِنْ فَضَائِلِهَا وَمُكْمَلَاتِهَا عَلَى قَوْلَيْنِ وَالصَّحِيحُ الْأَوَّلُ - وَمَحَلُّهُ الْقَلْبُ -

اور احناف کے نزدیک یہ ہے جو علامہ ابن حجر نے منہاج اور اس کی شرح میں فرمایا:

وَيُسْنُ الْخُشُوعُ فِي كُلِّ صَلَاتِهِ بِقَلْبِهِ - اور مسنون ہر نماز میں دل سے خشوع ہے۔

اور اگر بلا خشوع نماز ہی نہ ہو تو باستثناء چند کے کسی کی بھی نماز نہ ہوگی۔



چنانچہ حدیث میں ہے جسے حاکم نے عبادہ بن صامت سے نقل کیا قَالَ يُوشِكُ أَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَلَا تَرَى فِيهِ رَجُلًا خَاشِعًا۔ فرمایا عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ تو مسجد میں داخل ہوگا تو کسی کو خاشع نہ پائے گا۔  
وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَ الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ أَوَّلُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الْخُشُوعُ وَ آخِرُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الصَّلَاةُ الْإِسْلَامُ عُرْوَةٌ عُرْوَةٌ۔ الخ  
اول جو چیز تمہارے دین سے گم ہوگی وہ خشوع ہے اور آخر جو تمہارے دین سے گم ہوگی وہ نماز ہے پھر کمزور اسلام ہی رہ جائے گا یہاں تک کہ عروہ عروہ رہ جائے۔

عربی میں عروہ اس درخت کو کہتے ہیں جس کے پتے گرمی میں گرنے کے قابل ہی نہ رہیں۔  
اور عُرْوَةٌ مِّنْهُ أَيْ خُلُوٌّ۔ خالی رہ جائے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا مَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا رَسْمُهُ وَ مَا يَبْقَى مِنَ الْأَعْمَالِ إِلَّا إِسْمُهُ۔ اسلام محض نام کا رہ جائے اور اعمال محض اسم بن کر رہ جائیں آگے ارشاد ہے:  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ اور وہ جو لغو سے اعراض کریں۔  
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لغو کی تفسیر باطل ہے۔ اور یہ لغا سے ہے اور لغا چڑیوں اور اس کی مثل پرندوں کی آواز کو کہتے ہیں۔

وَقَدْ يُسْمَى كُلُّ كَلَامٍ قَبِيحٍ لَغْوًا۔ اور کبھی لغو ہر اس کلام کو کہا جاتا ہے جو قبیح ہو۔  
مُعْرِضُونَ۔ اعراض کرتے ہیں۔ عام اوقات میں گو وہ لہو میں سے حال کے اندر بھی نہیں پڑتے آگے ارشاد ہے:  
وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ۔ اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔  
بظاہر یہ ہے کہ زکوٰۃ کے معنی مصدری یہاں مراد ہیں یعنی تزکیہ اس لئے کہ تزکیہ فعل سے متعلق ہے۔  
اور دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ مقدار معین مزکی نکالے تو عبارت یوں بنے گی أَيْ لِأَدَاءِ الزَّكَاةِ فَاعِلُونَ۔  
يَعْنِي مُؤَدُّونَ۔ اس لئے کہ جب کہا جائے فَعَلْتُ الزَّكَاةَ تو اس کے معنی ہوں گے اَدَيْتُهَا تو اول عبادت بدنی کا اظہار اوصاف مومن میں فرمایا پھر عبادت مالی یعنی زکوٰۃ کا اظہار فرمایا۔

اور ابی مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّ الزَّكَاةَ هُنَا بِمَعْنَى الْعَمَلِ الصَّالِحِ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا وَ اخْتَارَ الرَّاعِبُ إِنَّ الزَّكَاةَ بِمَعْنَى الطَّهَارَةِ۔

اس جگہ زکوٰۃ بمعنی عمل صالح ہے جیسے قرآن کریم میں بھی ہے خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَ أَقْرَبَ رُحْمًا۔ اور علامہ راغب رحمہ اللہ نے بھی یہی معنی لئے اور کہا تفسیر زکوٰۃ بمعنی عمل صالح ہے اور بمعنی طہارت ہے تو عبارت یوں بنی وَالَّذِينَ يَفْعَلُونَ مَا يَفْعَلُونَ مِنَ الْعِبَادَةِ لِيُزَكِّيَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَوْلِيئُ كَوَا أَنْفُسِهِمْ۔ وہ جو کچھ عبادتیں کرتے ہیں وہ اس غرض سے کرتے ہیں کہ اللہ انہیں پاک کر دے یا وہ اپنے نفسوں کو پاک کرتے ہیں۔

اور اس کی تائید میں آیات کریمہ بھی ہیں قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ﴿١٠﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى اور قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۔ اس لئے قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم سے بھی ملتی ہے۔

اور یہ معنی اس وجہ سے بھی مناسب ہیں کہ یہ سورۃ مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ منورہ میں فرض ہوئی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿۱۰﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ

محافظة کرتے ہیں سوا اپنی بیویوں اور شرعی باندیوں کے۔ ایمان کی صفتوں میں عفت بھی ایک اہم صفت ہے۔ اگرچہ یہ بھی عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ میں آگیا تھا لیکن اسے علیحدہ بیان فرمانے میں یہ حکمت ہے۔ کہ مقتضیات شہوت انسان کو قضاء شہوت کی طرف خصوصیت سے مائل کرتے ہیں اس لئے علیحدہ فرمایا جس کے یہ معنی ہوئے وَانَّهُمْ حَافِظُونَ لَهَا عَنِ ابْتِغَاءِ مُقْتَضَاهَا۔ مومنین مقتضیات شہوات کے اجبار پر محافظت بھی کرتے ہیں۔ مگر خَالَ كُونِهِمْ وَالْيَنَ وَقَوَّامِينَ عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ۔ جبکہ وہ مالک و قوام ہوں اپنی بیوی یا شرعی باندی پر تو اس کا حکم یہ ہے۔

فَانَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ عَلَىٰ تَرْكِ حِفْظِهَا مِنْهُنَّ۔ اس پر وہ ملامت نہیں کئے جائیں گے ترک حفظ فروج میں۔ اس حکم میں جمع بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ بھی داخل ہیں اگرچہ وہ باندی ہو یعنی شرعی لونڈی دو بہنیں ہوں تو ان میں سے ایک جائز ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا فَانَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ۔ تو وہ اپنی ازواج و اماء میں ملامت نہیں کئے جائیں گے۔ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ۔ تو جو اس کے خلاف کرے وہی نافرمانی میں کامل ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيَدْخُلُ فِيْمَا وَرَاءَ ذَلِكَ الزِّنَا وَاللُّوَاطُ وَ مَوَاقِعَةُ الْبَهَائِمِ فَقَالَ الْجَمْهُورُ وَ هُوَ دَاخِلٌ فِيْمَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَيضًا فَيَحْرُمُ۔ يَعْنِي فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فِي زِنَا، لَوَاطُتٍ أَوْ جَانُورٍ كَمَا فِي مَوَاقِعِ الْبَهَائِمِ فَتَحْرُمُ مَعَهُ مِثْلُ مَا فِي مَوَاقِعِ الْبَهَائِمِ۔ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فِي زِنَا، لَوَاطُتٍ أَوْ جَانُورٍ كَمَا فِي مَوَاقِعِ الْبَهَائِمِ فَتَحْرُمُ مَعَهُ مِثْلُ مَا فِي مَوَاقِعِ الْبَهَائِمِ۔ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فِي زِنَا، لَوَاطُتٍ أَوْ جَانُورٍ كَمَا فِي مَوَاقِعِ الْبَهَائِمِ فَتَحْرُمُ مَعَهُ مِثْلُ مَا فِي مَوَاقِعِ الْبَهَائِمِ۔

اور اسی آیت کریمہ سے حرمت متعہ بھی نکلتی ہے چنانچہ عبدالرزاق، ابوداؤد قاسم بن محمد رحمہم اللہ سے راوی ہیں اِنَّهُ سِئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ هِيَ مُحْرَمَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَلَا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِغُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ۔ آپ سے متعہ کے بارے میں سوال ہوا فرمایا وہ حرام ہے کتاب اللہ میں اور وَالَّذِيْنَ هُمْ لِغُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ تلاوت فرمائی۔ اور اس پر یہ دلیل فرمائی: اِنَّ الْمُسْتَمْتَعَ بِهَا لَيْسَتْ مِلْكُ الْيَمِيْنِ وَلَا زَوْجَةٌ فَوَجِبَ اَنْ لَا تَحِلَّ لَهٗ اَمَّا اِنَّهَا لَيْسَتْ مِلْكُ الْيَمِيْنِ فَظَاهِرٌ وَاَمَّا اِنَّهَا لَيْسَتْ زَوْجَةٌ لَهٗ فَلَا نَهْيًا لَّا يَتَوَارَثَانِ بِالْاِجْمَاعِ وَلَوْ كَانَتْ زَوْجَتَهُ لَحَصَلَ التَّوَارُثُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكُنَّ وَلَدٌ۔ علاوہ ازیں یہ امر واضح ہے کہ مستمتع اگر بعد متعہ مر جائے تو مستمتعہ کو میراث نہیں ملتی اور مستمتعہ کی اولاد بھی اسی طرح وارث نہیں بنتی جس طرح مرنیہ کی اولاد کو حصہ نہیں ملتا۔

تو واضح ہو گیا کہ متعہ بمنزلہ زنا ہے اگر زنا حلال ہوتا تو متعہ بھی حلال ہوتا اور جب ایسا نہیں تو متعہ بھی حلال نہیں۔ اس لئے کہ متعہ کر کے مستمتعہ کو عرف میں بیوی نہیں کہتا اور اس سے ان اسرار کا قصد بھی نہیں ہوتا جو مشروعیت نکاح میں ہے تو والد و تاسل اور بقاء نوع ملحوظ ہوتی ہے بلکہ مجرد قضاء و طری یعنی خواہش اور تسکین دغدغہ منی ہوتی ہے۔

كَمَا قَالَ الْاَلُوْسِيُّ فِي رُوْحِ الْمَعَانِي۔ الْاٰيَةُ ظَاهِرَةٌ فِي تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ فَاِنَّ الْمُسْتَمْتَعَ بِهَا لَا يُقَالُ لَهَا زَوْجَةٌ فِي الْعُرْفِ وَلَا يُقْصَدُ مِنْهَا مَا هُوَ السِّرُّ فِي مَشْرُوعِيَةِ النِّكَاحِ مِنَ التَّوَالِدِ وَالتَّنَاسُلِ



بِقَاءِ النَّوْعِ بَلْ مُجْرَدُ قَضَاءِ الْوَطْرِ وَ تَسْكِينِ دَغْدَغَةِ الْمَنِيِّ وَ نَحْوِ ذَلِكَ۔  
اور صحیحین میں ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْمُتْعَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
متعہ یوم خیبر میں حرام فرمایا۔

اور مسلم شریف میں ہے: إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَرَّمَهَا يَوْمَ الْفَتْحِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح پر اس کی حرمت  
کا حکم صادر فرمایا۔

ان دونوں حدیثوں میں ابن ہمام یوں توفیق فرماتے ہیں۔

بِأَنَّهَا حُرِّمَتْ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً يَوْمَ خَيْبَرَ وَمَرَّةً يَوْمَ الْفَتْحِ وَ ذَلِكَ يَقْتَضِي أَنَّهَا كَانَتْ حَلَالًا قَبْلَ  
هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ۔ متعہ کی حرمت دو بار نافذ ہوئی یوم خیبر پر ایک بار اور فتح مکہ پر دوبارہ اور اس سے بھی اقتضاء ثابت ہوتا ہے  
کہ یہ ان دونوں سے قبل حلال تھا۔

وَرَوَى ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَ الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔  
لَزِمَ أَنْ تَكُونَ مُحَرَّمَةً بِمَكَّةَ يَوْمَ نَزَلَتْ الْآيَةُ وَ هُوَ قَبْلَ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ فَتَكُونُ قَدْ حُرِّمَتْ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ۔ لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ یہ حرمت مکہ معظمہ میں اس آیت کے نزول پر نافذ ہوئی۔ بالاتفاق  
اور اس آیت کریمہ کا نزول خیبر و فتح مکہ سے قبل ہوا تو لازمی طور پر اس کی حرمت کے احکام تین بار نافذ ہوئے۔  
اور صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استمتاع بالنساء کی اجازت دی تھی پھر  
حکم صریح حرمت کا دے دیا۔

حَيْثُ قَالَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْأَسْتِمَاعِ مِنَ النِّسَاءِ  
وَ قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اجازت استمتاع بالنساء دی  
تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک حرام فرما دیا ہے۔

پھر ایک واقعہ علامہ حازی رحمہ اللہ اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: خَرَجْنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا كُنَّا عِنْدَ الْعَقْبَةِ مِمَّا يَلِي الشَّامَ جَاءَتْ  
نِسْوَةٌ فَذَكَرْنَا تَمْتَعْنَا وَ هُنَّ يَطْعَنَنَّ فِي رِحَالِنَا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَيْهِنَّ  
وَ قَالَ مَنْ هُوَ لَاءِ النِّسْوَةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ نِسْوَةٌ تَمْتَعْنَا مِنْهُنَّ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَ تَمَعَرَتْ وَجْهَهُ وَ قَامَ فِينَا خَطِيْبًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَ اثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ نَهَى عَنِ  
الْمُتْعَةِ۔ فتوادعنا يومئذ الرجال والنساء ولم نعد ولا نعود اليها ابداً۔

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے تھے کہ جب ہم ملک شام کے قریب ایک عقبہ پر پہنچے تو عورتیں آ  
گئیں ہم نے متعہ کا ذکر کیا تو وہ رضامند ہو گئیں اور ہمارے رحال یعنی کجاووں میں آگئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان  
عورتوں کو ہمارے رحالوں میں ملاحظہ کیا تو فرمایا یہ کون سی عورتیں ہیں۔ ہم نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیر عورتیں ہیں  
جن سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے غضب ناک ہوئے کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔



وَتَمَعَّرَ وَجْهَهُ۔ اس پر منجد میں ہے۔ تَمَعَّرَ وَجْهَهُ تَغَيَّرَ وَ عَلَّتُهُ صُفْرَةٌ۔ چہرہ اقدس پر تغیر آ گیا اور ہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد بیان میں متعہ سے منع فرمایا تو ہم نے عورتوں کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد ہم نے نہ ان کی طرف التفات کیا نہ وہ عورتیں کبھی ہماری طرف ملتفت ہوئیں۔

اور حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے بھی حرمت متعہ ثابت ہے۔

اور صحیح مسلم میں اجماع صحابہ علیہم رضوان اس پر ہے کہ متعہ حرام ہے۔

اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حرمت متعہ پر رجوع ثابت ہے۔

اور بعض نے امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف بھی ایسی ہی روایت منسوب کی ہے جس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ افْتِرَاءٌ عَلَيْهِ۔ یہ افتراء محض ہے۔

اب زلق وغیرہ افعال مذمومہ کی تصریح بھی ضروری ہے۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَا ذَكَرَهُ الْمَشَائِخُ مِنْ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مشائخ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتایا ہے۔

نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ۔ ہاتھ سے زلق کرنے والا ملعون ہے۔

وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَدَّبَ اللَّهُ تَعَالَى أُمَّةً كَانُوا يَعْبَثُونَ بِمَذَا كَبِيرِهِمْ۔ اللہ نے اس امت کو عذاب فرمایا جو اپنی شرمگاہوں کو عبث طریقہ مثل زلق وغیرہ کے استعمال کرتے تھے۔

وَعَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ قَوْمًا يُحْشِرُونَ وَأَيْدِيَهُمْ حُبَالِي وَأَظُنُّ أَنَّهُمُ الَّذِينَ يَسْتَمْنُونَ بِأَيْدِيهِمْ۔ ایک قوم عرصات محشر میں آئے گی کہ ان کے ہاتھ حاملہ ہوں گے اور فرماتے ہیں میرا گمان ہے وہ منی نکالنے والے ہیں اپنے ہاتھوں سے۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ۔ یعنی اور مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت رکھیں۔ یعنی امانت اور عہد کی رعایت کریں۔

اصل میں رعی حیوانات کی محافظت پر مستعمل ہے چنانچہ داعی الغنم بکریوں کے نگران کو کہتے ہیں عام اس سے کہ چارہ کی محافظت کی جائے یا اس کی جان کی یاد دہن کے چرانے سے محافظت ہو۔

ثُمَّ اسْتُعْمِلَ فِي الْحِفْظِ مُطْلَقًا۔ پھر یہ مطلقاً ہر چیز کی نگرانی پر مستعمل ہونے لگ گیا۔

اور امانات۔ جمع ہے امانت کی یہ اصل میں مصدر ہے لیکن اس سے مراد وہ چیز لی جاتی ہے جو امانت رکھی جائے۔

اور ایسے ہی عہد بھی مصدر ہے اس سے مراد وہ امور ہیں جن کا عہد کیا جائے۔

اور آیت کریمہ اکثر مفسرین کے نزدیک عام ہے ہر قسم کی امانت اور ہر عہد کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ہو یا لوگوں سے جیسے تکالیف شرعیہ اور اموال مودعہ اور قسم اور نذر اور تمام عقود وغیرہ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ۔ اور مومنین کی یہ شان بھی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

یعنی فرائض۔ جگاہ جیسا کہ ابن منذر ابو صالح اور عبد بن حمید رحمہم اللہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں تَأْدِيتُهَا



حضرت ربیع بنت نضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئیں ان کے صاحبزادے حارث بن سراقہ بدر میں کاری تیر سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے تھے اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حارث کی مجھے خبر دیں اگر وہ جنت میں پہنچا تو میں ثواب کی امید پر صبر کروں اور اگر وہ جنت میں نہیں پہنچا تو میں اس کے لئے دعا میں کوشش کروں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَيُّ اُمَّ حَارِثٍ اِنَّهَا جَنَّانٌ فِى جَنَّةٍ وَاِنَّ ابْنَكَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلَى وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ۔ جنت میں بہت سے باغیچے ہیں باغبانے جنت سے اور تمہارا بیٹا وہ تو فردوس اعلیٰ میں پہنچا اور فردوس اعلیٰ جنت کے ایک بلند مقام کو کہتے ہیں۔

سعید بن منصور اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر وغیرہ رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَلَهُ مَنزِلَانِ مَنزِلٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنزِلٌ فِي النَّارِ فَإِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنزِلَهُ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی دو منزل ہیں ایک منزل جنت میں اور ایک منزل جہنم میں تو جب کوئی مرتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہوتا ہے تو مومن اس کے جنتی مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ تو یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ۔

وَقِيلَ الْإِرْثُ اسْتِعَارَةٌ لِإِسْتِحْقَاقٍ۔ لِأَنَّ الْإِرْثَ أَقْوَى اسْبَابِ الْمَلِكِ۔ اور کہا گیا کہ ارث استعارہ ہے استحقاق کے لئے اس لئے کہ ارث اسباب ملک میں اقوی ہے۔

هُمُ فِيهَا خَالِدُونَ۔ وہ اس فردوس میں ہمیشہ رہیں گے کبھی نہ نکالا جائیں گے۔  
بعض نے کہا لَا يَمُوتُونَ وَلَا يُخْرَجُونَ وہ فردوس میں داخل ہونے کے بعد نہ کبھی مریں اور نہ اس سے نکالے جائیں۔

اس کے بعد مشرکین کے اس عقیدہ کا رد ہے کہ مرکز زندہ ہونا محال ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:  
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلْطَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَاقَةً وَخَلَقْنَا الْعَاقَةَ مُضْغَةً وَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۝ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ط۔

اور بے شک ہم نے انسان کو تمام مٹیوں سے جن کر بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر کیا ہم نے اسے یعنی پانی کے قطرہ کو خون کی پھٹک پھر کیا اس خون کی پھٹک کو ایک گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں بنایا پھر ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر نسفی میں فرماتے ہیں: یہاں انسان سے مراد حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام ہیں اور مِنْ سُلْطَةٍ سے مراد وہ مٹی ہے جس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی جو خلاصہ اور چنی ہوئی مٹی ہے کچھڑ سے۔

اور ایک قول ہے کہ وہ مٹی جس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی وہ سلالہ تھی یعنی چنی ہوئی مٹی تھی۔ لِأَنَّهُ سُلٌّ مِنْ كُلِّ تَرْبَةٍ۔ اس لئے کہ وہ ہر مٹی سے چنی گئی۔



مِنْ سُلَّةٍ۔ میں من ابتداء کے لئے ہے اور مِنْ طِينٍ میں مَنْ بِيَان کے لئے ہے۔

پھر ثُمَّ جَعَلْنَاهُ يَعْنِي پھر کیا ہم نے آدم کو یعنی ان کی نسل کو اس لئے کہ آدم علیہ السلام کا نطفہ نہیں ہوا جیسا کہ فرمایا: وَ بَدَا خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۖ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ اور ابتداء کی ہم نے انسان کی مٹی سے پھر کیا اس کی نسل کو نطفہ سے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ الْإِنْسَانُ بَنُو آدَمَ وَالسُّلَّةُ النُّطْفَةُ وَالْعَرَبُ تُسَمَّى النُّطْفَةَ سُلَّةً۔ انسان سے مراد بنی آدم ہے اور سلالة سے مراد نطفہ ہے اور عرب اپنے محاورہ میں نطفہ کو سلالة کہتے ہیں تو گویا مقصود بیان یہ ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَّةٍ يَعْنِي مِنْ نُّطْفَةٍ مُّسَلُولَةٍ مِّنْ طِينٍ أَيْ مَخْلُوقٍ مِّنْ طِينٍ وَهُوَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو چینی ہوئی مٹی یعنی نطفہ سے جو چنا ہوا ہے مٹی سے یعنی وہ مٹی سے بنایا ہوا ہے اور اس سے مراد آدم علیہ السلام ہیں۔

اور نطفہ سے مراد ماء قلیل ہے فِي قَرَارٍ يَعْنِي مُسْتَقَرٍّ يَعْنِي الرَّحِمَ مَكِينٍ حَصِينٍ۔ محفوظ مقام پر اور وہ رحم ہے۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ يَعْنِي صَيَّرْنَاهَا عِلْقَةً قِطْعَةً دَمٍ۔ پھر بنایا ہم نے نطفہ کو یعنی کیا ہم نے اسے علقہ یعنی جما ہوا خون۔

وَالْمَعْنَى أَحَلَّنَا النُّطْفَةَ الْبَيْضَاءَ عِلْقَةً حَمْرَاءَ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس سپید نطفہ کے قطرہ کو ہم نے محلول کر دیا علقہ حمراء یعنی جما ہوا خون سرخ۔

فَخَلَقْنَا الْعِلْقَةَ مُضْغَةً أَيْ قَدْرًا مَا يُمَضَّغُ۔ پھر بنایا ہم نے اس جے ہوئے خون کو لو تھڑا گوشت کا۔ فَخَلَقْنَا الْبُضْغَةَ عِظْمًا۔ فَصَيَّرْنَاهَا عِظَامًا۔ یعنی پھر کیا ہم نے اس گوشت کو ہڈیاں یعنی اس میں ہڈیاں بنائیں۔ فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا يَعْنِي فَانْبَتْنَا عَلَيْهَا اللَّحْمَ فَصَارَ لَهَا كَاللِّبَاسِ۔ عِظْمًا۔ یعنی ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا تو وہ ہڈیوں پر مثل لباس کے چڑھ گیا۔

ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۖ أَيْ خَلَقْنَا مُبَايِنًا لِلْخَلْقِ الْأَوَّلِ حَيْثُ جَعَلْنَاهُ حَيَوَانًا وَكَانَ جَمَادًا وَ نَاطِقًا وَ سَمِيعًا وَ بَصِيرًا۔ پھر پیدا کیا ہم نے اس گوشت منڈھے ہوئے پتلے کو ایسی پیدائش میں جو پہلی تخلیق کے بالکل مباین اور خلاف ہے۔

اس طرح کہ اسے حیوان کیا حالانکہ وہ بے جان جماد تھا اور بولنے والا اور سننے والا اور دیکھنے والا بنا دیا۔

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ تو وہ برکت والا ہے بہترین پیدا کرنے والا۔

روایت ہے کہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا تو وہ لکھتے لکھتے جب یہاں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے پہلے ان کی زبان سے فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ نکل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی لکھ دے اس لئے کہ آیت کے ساتھ ایسا ہی نازل ہوا ہے۔

اس پر عبد اللہ بن ابی سرح کے دل میں وسوسہ آیا کہ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَّبِيًّا يُوحَىٰ إِلَيْهِ فَإِنَّا نَبِيٌّ يُوحَىٰ إِلَيْنَا فَارْتَدُّ وَلِحَقِّ بِمَكَّةَ ثُمَّ أَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتْحِ۔ اگر حضور نبی ہیں اور انہیں وحی آتی ہے تو میں بھی نبی ہوں میری طرف بھی



اس کا عطف باغوں پر ہے اور وہ زیتون کا درخت مراد ہے اور طُورِ سَيْنَاءَ پاطورِ سَيْنَيْنِ یہ طور کی طرف مضاف ہے اور وہ ایک مبارک بقعہ ہے جس کا نام سَيْنَاءَ یا سَيْنَيْنِ ہے یہ یا تو پہاڑ کا نام ہے اور یہ مضاف مضاف الیہ ہے جیسے امراء القیس۔

اور فلسطین کا ایک پہاڑ ہے۔ سَيْنَاءَ غیر منصرف ہے جو ہر حال میں مکسور السین ہے اور یہ صحراء کے وزن پر ہے۔ تَنْبُتٌ بِالدُّهْنِ۔ پرزجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں الْبَاءُ لِلْحَالِ اَي تَنْبُتُ وَ مَعَهَا الدُّهْنُ۔ اس میں باء حال کے لئے ہے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ زیتون کا درخت وہ ہے جس کے ساتھ تیل بھی آگتا ہے۔

وَصِبْغٌ لِلْاَكْلَيْنِ۔ اَي اِدَامٌ لَّهُمْ۔ یعنی کھانے والوں کے لئے وہ ترکاری ہے۔ قَالَ مُقَاتِلٌ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي هَذِهِ اِدَامًا وَ دُهْنًا فَالِادَامُ الزَّيْتُونُ وَ الدُّهْنُ الزَّيْتُ۔ مقاتل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس درخت میں ترکاری اور تیل پیدا فرمائے ترکاری تو زیتون ہے جو اس میں پھل ہے۔ اور زیت وہ تیل ہے جو اس سے نکلتا ہے۔

وَ قِيلَ هِيَ اَوَّلُ شَجَرَةٍ تَنْبُتُ بَعْدَ الطُّوفَانِ وَ خُصَّ هَذِهِ الْاَنْوَاعُ الثَّلَاثَةُ لِانِّهَا اَكْرَمُ الشَّجَرِ وَ اَفْضَلُهَا وَ اَجْمَعُهَا لِلْمَنَافِعِ۔ کہتے ہیں کہ یہ اول درخت ہے جو طوفان نوح کے بعد پیدا ہوا اور اس میں تین خوبیاں خاص ہیں:

اول تمام درختوں سے یہ عزت والا ہے اور دوسرے سب درختوں سے افضل ہے اور تیسرے سب سے زائد اس میں منافع ہیں۔

یہ وہ درخت ہے کہ تمام درختوں سے اس کی عمر زائد ہے فِی التَّذْکِرَةِ اِنَّهَا تَدُوْمُ اَلْفَ عَامٍ۔ تذکرہ میں ہے کہ یہ درخت ایک ہزار سال تک عمر پاتا ہے۔

اور تفسیر خازن میں ہے تَبْقَى ثَلَاثَةُ الْاَلْفِ سَنَةً۔ تین ہزار سال تک اس کی عمر ہے (روح المعانی) آگے ارشاد ہے:

وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً لِّتُسْقِيَكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعٌ كَثِيْرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ﴿١٦٦﴾ وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ۔ اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں بھی عبرت ہے۔ پلاتے ہیں ہم تمہیں ان کے شکم سے اور تمہارے لئے اس میں بہت سے منافع ہیں اور اس سے تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو۔ انعام۔ نعم کی جمع ہے اس سے مراد اونٹ گائے بکری ہیں۔

اور تَسْقِيَكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا۔ کے یہ معنی ہیں اَي نُخْرِجُ لَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِهَا لَبْنَا سَائِغًا۔ نکالتے ہیں ہم تمہارے لئے ان کے شکموں سے دودھ صاف ستھرا۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعٌ كَثِيْرَةٌ۔ یعنی سوائے دودھ کے تمہارے لئے ان میں اور بھی منافع بہت سے ہیں یعنی اون کھال وغیرہ بھی حاصل کرتے ہیں۔

وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ۔ اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو اور خشکی میں ان پر سواری بھی کرتے ہو اور دریا میں کشتی کے ذریعہ سفر



کرتے ہو۔

## بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

اور بے شک بھیجا ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف تو کہا انہوں نے اے میری قوم اللہ کو پوجو نہیں تمہارا کوئی خدا اس کے سوا تو کیا تم ڈرتے نہیں

تو بولے وہ سردار جو کافر تھے اس کی قوم سے یہ تو نہیں مگر ایک بشر ہے تم جیسا چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور اتارنا فرشتے نہیں سنا ہم نے یہ اپنے باپ دادا سے جو پہلے تھے

وہ تو نہیں مگر ایک آدمی ہے جنونی تو کچھ دن انتظار کرو کچھ زمانہ گزرے گا

بولے نوح اے میرے رب میری مدد کر ان کے جھٹلانے پر

تو ہم نے وحی کی اس کی طرف کہ ایک کشتی بنا ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی سے تو جب آئے ہمارا حکم اور تنورا بلے تو بٹھالے اس کشتی میں ہر جوڑے سے دو دو اور اپنے اہل کو مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی اور ان ظالموں کے معاملے میں مجھ سے مخاطب نہ کرنا یہ ضرور غرق کئے جائیں گے

اور جب برابر بیٹھ جائے تو اور تیرے ساتھی کشتی میں تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی

اور عرض کر اے میرے رب اتار مجھے برکت والی جگہ اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں اور بے شک ہم ضرور جانچنے والے ہیں

پھر ہم نے پیدا کئے ان کے بعد کئی زمانے دوسرے تو بھیجا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِ  
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۗ أَفَلَا  
تَتَّقُونَ ﴿۱۳﴾

فَقَالَ الْمَلِكُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا  
إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لَا يُرِيدُ أَنْ يَتَّقِضَلَ عَلَيْكُمْ ۗ وَ  
لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً ۚ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي  
آبَائِنَا الْأَوْلِيَيْنِ ﴿۱۴﴾

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهٖ حِجَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهٖ حَتَّىٰ  
حُجِّنَ ﴿۱۵﴾

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كُنتَ بَدُونَ ﴿۱۶﴾

فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحِّينَا  
فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورَ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ  
كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ  
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۗ وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ  
ظَلَمُوا ۗ إِنَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۱۷﴾

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِكِ  
فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ  
الظَّالِمِينَ ﴿۱۸﴾

وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبْرَكًا ۚ وَأَنْتَ خَيْرُ  
الْمُنْزِلِينَ ﴿۱۹﴾

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَبَدِّلِينَ ﴿۲۰﴾

لَهُمْ أَنْسَابٌ مِنْ بَعْدِهِمْ قَدَرْنَا الْآخِرِينَ ﴿۲۱﴾

فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا  
لَكُمْ مِنْ آلِهَةٍ غَيْرُهُ ۗ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٨﴾  
ہم نے ان میں رسول ان سے کہ اللہ کی بندگی کرو نہیں  
تمہارا اس کے سوا کوئی معبود تو کیا تم نہیں ڈرتے

### حل لغات دوسرا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

و۔ اور	لَقَدْ	بے شک	وَأَرْسَلْنَا	بھیجا ہم نے
إِلَى	طَرَفٍ	اس کی قوم کی	فَقَالَ	تو کہا
اعْبُدُوا	عِبَادَتِ	اللہ کی	مَا	نہیں
مِنْ	إِلَٰهٍ	غَيْرُهُ	أَفَلَا	کیا نہیں
فَقَالَ	تو کہا	الْمَلَائِكَةُ	الَّذِينَ	جو
مِنْ	قَوْمِهِ	اس کی قوم میں سے	مَا	نہیں
إِلَّا	مَنْ	بَشَرٌ	مِثْلِكُمْ	مثل تمہاری
أَنْ	يَكُونَ	يَتَفَضَّلُ	عَلَيْكُمْ	تم پر
لَوْ	أَنَّ	شَاءَ	اللَّهُ	اللہ
مَلَائِكَةً	فَرِشَتَةً	مَا	سَمِعْنَا	سنا ہم نے
فِي	سَبْعِ	أَبَائِنَا	الْأَوْلِيَّيْنَ	پہلووں کے
هُوَ	وَهُوَ	إِلَّا	رَجُلٌ	ایک آدمی ہے
جَنَّةٍ	جَنُونَ	فَتَرَبَّصُوا	بِهِ	اس کے متعلق
حِينَ	وَقْتُ	قَالَ	رَبِّ	اے میرے رب
بِنَا	بَدَلَهُ	كَذَّبُونَ	جَوْجِ	مجھے انہوں نے جھٹلایا
إِلَيْهِ	اس کی طرف	أَنْ	يَكُونَ	یہ کہ
بِأَعْيُنِنَا	ہماری نگرانی میں	وَأَرْسَلْنَا	فِيهِمْ	میں سے
جَاءَ	آیا	أَمْرُنَا	فَأَسْلَمْنَا	تو سوار کر
التَّائِبِينَ	تو نے	الَّذِينَ	دَوَّوْا	دو دو
زَوْجَيْنِ	جوڑے	مَنْ	جَسَ	پر
إِلَّا	مَنْ	مِنْهُمْ	ان میں سے	
الْقَوْلِ	بات	فِي	سَبَقِ	پہلے گزری
تَخَاطَبْتَنِي	مخاطب کر مجھے	الَّذِينَ	ان کے جو	
إِنَّهُمْ	بے شک وہ	فَأَذَا	پھر جب	

نُوحًا نوح کو  
يَقُولُ اے میری قوم  
لَكُمْ تمہارے لئے  
تَتَّقُونَ تم ڈرتے  
كُفْرًا کافر تھے  
هَذَا یہ  
يُرِيدُ چاہتا ہے  
و۔ اور  
لَا نُزِّلَ تو اتار دیتا  
بِهَذَا یہ  
إِنْ نہیں  
بِهِ کہ اس کو  
حَتَّىٰ ایک  
أَنْصُرْتَنِي مدد کر میری  
فَأَوْحَيْنَا تو وحی کی ہم نے  
الْفُلْكَ ایک کشتی  
فَإِذَا توجب  
فَأَمَّا جوش مارا  
مِنْ كُلِّ ہر چیز کے  
أَهْلِكَ اپنے گھروالوں کو بھی  
عَلَيْهِ اس پر  
لَا نہ  
ظَلَمُوا ظالم ہیں  
أَسْتَوِيَّتْ برابر ہو جائے

أَنْتَ تَوَعَّلَىٰ - اوپر	وَأَوَّلَىٰ - اور	مَنْ جُو قُلِّ - تو کہہ	مَعَكَ تیرے ساتھ ہیں
لِلَّهِ - اللہ کے لئے ہیں	الَّذِينَ - وہ جس نے	نَجَّيْنَا - نجات دی ہم کو	مِنَ الْقَوْمِ - قوم
الظَّالِمِينَ - ظالم سے	وَأَوَّلَىٰ - اور	قُلِّ - کہہ	رَبِّ - اے میرے رب
أَنْزَلْنِي - مجھے اتار	مُنزلاً - اتارنا	مُبْرَكًا - برکت والا	وَأَوَّلَىٰ - اور
أَنْتَ تَوَعَّلَىٰ - تو ہے	خَيْرٌ - بہتر	الْمُنزِلِينَ - اتارنے والا	إِنَّ - بے شک
فِي - بیچ	ذَلِكَ - اس کے	لآيَاتٍ - نشانیاں ہیں	وَأَوَّلَىٰ - اور
إِنَّ - بے شک	كُنَّا - ہم ہیں	لِبَيِّنَاتٍ - آزمانے والے	ثُمَّ - پھر
أَنْشَأْنَا - پیدا کئے ہم نے	مِنْ بَعْدِهِمْ - ان کے بعد	قَرْنًا - زمانے	آخِرِينَ - اور
فَأَنْرَسَلْنَا - تو بھیجے ہم نے	فِيهِمْ - ان میں	رَسُولًا - رسول	مِنْهُمْ - ان میں سے
أَنْ - یہ کہ	اعْبُدُوا - عبادت کرو	اللَّهِ - اللہ کی	مَا - نہیں
تَكْفُرُونَ - تم ڈرتے	مِنَ إِلَهِ كَوْنِي مَعْبُودٍ	غَيْرُهُ - سوا اس کے	أَفَلَا - کیا نہیں

### خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلَهِ غَيْرُهُ ۗ أَفَلَا تَتَّقُونَ - یہاں سے چند انبیائے کرام کے تذکرے شروع ہیں۔ ان اذکار سے مندرجہ ذیل امور ظاہر فرمانے مقصود ہیں۔

اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جائے کہ محبوب آج آپ کی قوم اگر آپ سے کج بحثیاں کر رہی ہے تو یہ نئی بات نہیں آپ سے پہلے نبیوں پر بھی لایعنی شبہات کرتی رہی ہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان انبیائے کرام کے ذریعہ بڑے بڑے معجزات ان کی صداقت پر ظاہر فرمائے اور جب بھی وہ نہ مانے تو آخرش ہلاک کر دیئے گئے اسی طرح آپ کے مخالف بھی اگر سیدھے نہ ہوئے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔

تیسرے یہ کہ سابقہ تمام انبیائے کرام تو حید کی تعلیم دیتے رہے ہیں اور جو قوم اپنے آباء و اجداد کی تقلید میں بت پرستی کرتی رہے وہ محض باطل اور لغو ہے۔

چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قرن یعنی ہر زمانہ کی مخالفت کرنے والی جماعتوں کو ہلاک کر کے دوسری جماعت پیدا کی ہے اسی طرح اگر آپ کے مخالف باز نہ آئے تو ان کی ہلاکت کے بعد بھی دوسری قوم پیدا کی جائے گی۔

یہاں تذکار انبیاء میں سب سے پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جس میں کلام سابق سے یہ ربط ہے کہ پہلے رکوع میں آسمان سے پانی اتارنے کا ذکر فرمایا اور ظاہر کیا کہ وہ رحمت تھا پھر رحمت کو زحمت کر دینا ہماری قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے۔ جیسے قوم نوح کی ہلاکت اسی رحمت کے بعد زحمت کی صورت میں ہوئی یعنی وہی پانی جو بشر کی زندگی اور مرغزار کا موجب تھا وہی



پانی اس کی ہلاکت کا سبب ہو گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی اور شرک سے روکا تو قوم کے سردار بولے یہ تو تم جیسے ہی بشر ہیں انہیں فضیلت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر ہماری ہدایت چاہتا تو فرشتے نازل کرتا ہمارا طریق عبادت وہی ہے جو ہمارے باپ دادا سے ہم نے دیکھا ہم نے ایک خدا کی عبادت کسی سے نہیں سنی ان کی باتیں خلاف عقل ہیں یہ دیوانے معلوم ہوتے ہیں یہ ہمیں کہتے ہیں کہ عذاب آئے گا لہذا انتظار کرو کہ کب آتا ہے اور آتا بھی ہے کہ نہیں۔

چونکہ یہ تمام شبہات بے بنیاد تھے ان کے جواب کی طرف التفات نہ کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرمایا۔ اس پر کشتی بنانے کا حکم ملا جس میں متبعین کے جوڑے سوار ہوں مگر وہ جن کے بے ایمان ہونے پر تقدیر الہی مسابقت کر چکی تھی جس میں ان کا بد بخت بیٹا کنعان بھی تھا سب کو غرق کر دیا۔ اس کی مفصل تشریح پہلے گزر چکی ہے اور قاصد التلوٰی کی تفسیر بھی بیان ہو چکی ہے۔

اس کے بعد دوسرا قصہ دوسرے رکوع میں بیان فرمایا جو تیسرے رکوع میں آئے گا۔ بعد کے جو نبی آئے انہوں نے بھی توحید کی دعوت دی۔

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ بے شک ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو فرمایا انہوں نے اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو نہیں تمہارا اس کے سوا کوئی معبود تو کیا تمہیں ڈر نہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی عبادت اور اسی کی توحید کا اعتراف کرو اس لئے کہ اس ایک وحدہ لا شریک لہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں۔

أَفَلَا تَتَّقُونَ۔ کے معنی یہ ہیں أَفَلَا تَخَافُونَ عِقَابَ اللَّهِ الَّذِي هُوَ رَبُّكُمْ وَخَالِقُكُمْ إِذَا عَبَدْتُمْ غَيْرَهُ۔ یعنی کیا تمہیں خوف نہیں عذاب الہی کا جو تمہارا رب اور خالق ہے جب تم اس کی پوجا کرتے ہو جو حقہ عبادت نہیں۔ نسفی

فَقَالَ الْمَلِكُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۚ تُو بولے سردار کافران کی قوم کے یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر ہے چاہتا ہے کہ تم پر بڑائی حاصل کرے۔ علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّ أَشْرًا فَهُمْ لِعَوَامِهِمْ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَا كُلُّ وَ يَشْرَبُ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ أَيُّ يَطْلُبُ الْفَضْلَ عَلَيْكُمْ۔

یعنی ان کے اشراف قوم عوام سے بولے یہ کوئی انوکھے نہیں مگر تمہارے جیسے بشر ہیں کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں یہ صرف اس لئے اپنی نبوت جتارے ہیں کہ تم پر بڑائی اور فضیلت حاصل کریں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً ۚ وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً ۚ وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً ۚ وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً ۚ

يَعْنِي وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ عِبَادَتَهُ وَحْدَهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً يُبَلِّغُونَا ذَلِكَ عَنْهُ عَزَّ وَجَلَّ ۚ اگر اللہ چاہتا اپنی

عبادت تنہا تو ضرور فرشتے نازل کرتا کہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت کی تبلیغ کرتے نہ کہ یہ جو ہمارے جیسے بشر ہیں۔ روح المعانی  
 مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ۔ یہ طریقہ عبادت تو ہم نے اپنے پہلے باپ داداؤں میں بالکل نہیں سنا ہے۔  
 یعنی ان کی بعثت سے قبل ایسی توحید کی تعلیم ہم نے اپنے باپ دادا سے نہیں سنی جو حضرت نوح علیہ السلام سنا رہے ہیں  
 لہذا ہمارے خیال میں

إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهٖ حَتَّىٰ حِينٍ۔ یہ تو نہیں مگر ایک مجنون آدمی معلوم ہوتے ہیں تو کچھ دن صبر  
 کرو۔

إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ مگر ایک آدمی ہے جسے جنون ہے معاذ اللہ تو تحمل اور صبر کرو  
 یہ قول منکرین کا از روئے عناد و مکابره تھا اس لئے کہ هُمْ يَعْرِفُونَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا  
 وَأَصْدَقُهُمْ قَوْلًا۔ وہ دل سے جانتے تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام عقل میں سب سے زیادہ عقیل تھے اور از روئے کلام  
 بہت سچے تھے۔

يا صابِ الرأى۔ منجد میں ہے الرزین اصیل الرأى۔ اس پر دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا۔ یعنی آپ نے قوم کو ساڑھے نو  
 سو برس تبلیغ فرمائی۔ پھر ان کے عناد اور مکابره کی حد ہی نہ رہی اور اپنی ابا طیل پر اڑے رہے تو ان کی ہلاکت کی دعا فرمائی اور  
 کہا: رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَيًّا رَا۔ الہی ان سرکشوں کو زمین پر چلتا نہ چھوڑ۔

اسی کو بطریق استیناف فرمایا گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ہم سے عرض کیا۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبْتَنِي۔ الہی ان کی تکذیب پر میری مدد فرما۔

یعنی آپ نے گویا یوں عرض کیا: انصُرْنِي بِالَّذِينَ كَذَبُوا لِي بِهِ وَهُوَ الْعَذَابُ الَّذِي وَعَدْتُهُمْ اِيَّاهُ۔ الہی  
 ان لوگوں پر جو مجھے جھٹلا رہے ہیں میری مدد فرما اور وہ عذاب نازل کر جس کا ان کے لئے میں نے وعدہ کیا ہے اور کہا ہے: اِنِّى  
 آخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ تو ارشاد ہوا۔

فَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ اَنْ اصْنَعِ الْفُلَكَ بِاَعْيُنِنَا وَاَوْحَيْنَا۔ تو ہم نے وحی کی نوح علیہ السلام کی طرف کہ ہماری نگرانی میں  
 ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔

یعنی جیسے اس کی بنانے کی ترکیب ہم وحی کے ذریعہ تمہیں بتائیں ویسی کشتی تیار کرو۔

فَاِذَا جَاءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ فَاَسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثنَيْنِ وَاَهْلِكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ  
 مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّعٰرِقُوْنَ۔ تو کشتی تیار ہونے کے بعد جب ہمارا حکم آئے اور تنور پانی  
 سے ابل اٹھے تو داخل ہو کشتی میں ہر امت سے دو دو اور آپ کے اہل جو ایمان لائے ہیں مگر جس پر ہمارا فیصلہ مسابقت کر چکا۔  
 ان کے معاملہ میں ہم سے کوئی سفارش نہ کرنا جو ظالم اور مشرک ہیں بے شک وہ غرق ہوں گے۔

یہاں امر سے مراد عذاب ہے کما قال الالوسى وَالْمُرَادُ بِالْاَمْرِ الْعَذَابُ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَا  
 عَاقِبَةَ لِيَوْمٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ یہاں بھی امر اللہ سے مراد عذاب ہے۔



وَقَارَ النَّوْرُ ۱۔ اور جوش میں آئے نور رُوِيَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا فَرَ النَّوْرُ إِرْكَبَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَكَانَ تَنْوُرُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَارَ إِلَى نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا نَبَعَ مِنْهُ الْمَاءُ أَخْبَرَتْهُ امْرَأَتُهُ فَرَكِبُوا۔

روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو منجانب اللہ حکم ہو چکا تھا کہ جب تنور جوش میں آئے تو تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں سوار ہو جائیں۔

اور یہ تنور حضرت آدم علیہ السلام کا تھا جو نوح علیہ السلام کو ملا تھا تو جب اس سے پانی ابلنے لگا۔ آپ کی بیوی نے خبر دی تو سب کشتی میں سوار ہو گئے۔

یہ تنور کہاں تھا اس میں اختلاف ہے

فَقِيلَ كَانَ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ أَيْ فِي مَوْضِعِهِ عَنِ يَمِينِ الدَّاخِلِيِّ مِنْ بَابِ الْكَنْدَةِ الْيَوْمَ۔ یہ تنور مسجد کوفہ میں تھا جو اندر کے حصہ میں داہنی طرف باب کندہ سے تھا۔

منجد میں ہے الْكَنْدَةُ الْقِطْعَةُ مِنَ الْجَبَلِ۔ پہاڑ کے کنارہ کو کہتے ہیں۔

وَقِيلَ كَانَ فِي عَيْنٍ وَرْدَةٍ مِنَ الشَّامِ۔ بعض کے نزدیک شام میں عین وردہ میں تھا۔

وَقِيلَ بِالْجَزِيرَةِ قَرِيْبًا مِنَ الْمَوْصِلِ۔ بعض نے کہا موصل کے قریب ایک جزیرہ میں تھا۔

وَقِيلَ النَّوْرُ وَجْهَ الْأَرْضِ۔ ایک قول ہے کہ تنور سے مراد زمین ہے۔

وَ عَنِ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنَّهُ فَسَّرَ فَارَ النَّوْرِ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا فَارَ النَّوْرِ سے مراد طلوع فجر ہے۔

فَأَسْأَلُكَ فِيهَا۔ ائى اَدْخُلُ فِيهَا۔ محاورہ میں ہے سَلَّكَ فِيهِ ائى دَخَلَ فِيهِ۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ۔ اس کے معنی داخل ہونے کے ہیں یعنی ان سے سوال ہوگا کہ کس وجہ میں تمہیں جہنم میں داخل کیا۔ تو آیہ کریمہ کے معنی یہ ہوئے:

أَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى وَاحِدَيْنِ مَزْدُوجَيْنِ رُوِيَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَحْمِلْ فِي الْفُلْكِ إِلَّا مَا يَلِدُ الْبَيْضَ وَأَمَّا مَا يَتَوْلَدُ مِنَ الْعَفْوَنَاتِ كَالْبَقِ وَالذَّبَابِ وَالذُّودِ فَلَمْ يَحْمِلْ شَيْئًا مِنْهُ۔

داخل ہو جاؤ۔ ہر ایک گروہ سے نرمادہ ایک ایک بے فکر ہو کر

روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اس وقت تک کشتی میں سوار نہ ہوئے جب تک جو اندھے کا بچہ تھا وہ بھی سوار نہ ہو گیا اور جو گندگی سے پیدا ہونے والے تھے جیسے مچھر مکھی اور کیڑے مکوڑے یہ کشتی میں سوار نہ ہوئے۔

وَأَهْلَكَ۔ اور تیرے اہل سوار ہوں اس سے مراد امت اجابت ہے جس نے آپ پر ایمان لا کر آپ کا اتباع کیا۔

آگے ان کا استثناء فرمایا گیا جن کی گمراہی ازل سے متحقق تھی یا تخلیق دنیا سے پہلے ہی وہ لوح محفوظ میں کافر تھے۔ چنانچہ

ارشاد ہے:

إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۗ وَلَا تُخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۗ إِنَّهُمْ مُعْرِقُونَ۔ مگر وہ جن پر ہمارا



فرمان مسابقت کر چکا ہے۔

وَلَا تُخَاطِبُنِي۔ يَعْنِي لَا تُكَلِّمُنِي فِيهِمْ بِشَفَاعَةٍ وَإِن جَاءَتْهُمْ مِنَ الْغَرَقِ۔ ان کے حق میں ہمارے حضور سفارش نہ کرنا جو ظالم کافر ہیں وہ یقیناً غرق کئے جائیں گے۔

یعنی بلا اذن الہی کسی کو شفاعت کا حق نہیں اور جن کے حق میں ہمارا حکم اول ہی معتوب ہونے کا ہو چکا ہے ان کے لئے تم ہرگز سفارش و شفاعت نہ کرنا کہ وہ غرق سے بچائے جائیں بلکہ وہ یقیناً غرق ہی کئے جائیں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِّ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّسَنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ جب تم سب مع اہل و اتباع کے برابر سوار ہو جاؤ تو کہو تمام حمد اس کے وجہ منیر کو جس نے ہمیں نجات دی قوم مشرکین سے۔

اس لئے کہ نجات جب حاصل ہو جائے تو بندہ کے فرائض سے ہے کہ حمد الہی عز و جل کرے خواہ اپنی نجات پانے پر یا قوم ظالمین کی ہلاکت پر پھر ارشاد ہے:

وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبْرَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ۔ اور یوں عرض کرو اے میرے رب ہمیں اتار اس کشتی سے برکت والے مقام پر اور تو بہترین برکت والا اتارنے والا ہے۔

یہ دعا امت نوح علیہ السلام کو تعلیم دی گئی تھی لیکن امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی یہ قیامت تک دعا مشروع ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَبَتِلِينَ ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ فَأَمْرًا سَلَّمْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ۔ اس طوفانی واقعہ میں اصحاب بصیرت کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اور ہماری شان یہی ہے کہ ہم ایسی قوم کو ابتلاء و مصائب اور عذاب شدید میں مبتلا کرتے ہیں پھر ہم نے ہلاکت قوم نوح کے بعد دوسری سنگت قوم عاد اور ثمود پیدا کی تو بھیجا ہم نے ان میں ان کی برادری سے رسولوں کو یعنی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کو ان دونوں قوموں کا حال سورہ اعراف اور ہود میں آچکا۔

تو ان مرسلین کرام نے ہمارا پیام پہنچایا اور فرمایا اے قوم اللہ کی پوجا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں خوف نہیں۔

### بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورہ مومنون۔ پ ۱۸

بولے سردار اس قوم کے جو کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی حاضری کو اور جنہیں دیا ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں نہیں یہ مگر تم جیسا بشر کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اس سے اور پیتا ہے جو تم پیتے ہو

اور اگر پیروی کی تم نے اپنے جیسے بشر کی تو بے شک تم ضرور نقصان میں ہو گے

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِيقَاعِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ لَا يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝

وَ لَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشْرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذَا لَخَسِرُونَ ۝

أَيُّدُكُمْ أَنْكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا  
أَنْكُمْ مُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾

هِيَئَاتِ هِيَئَاتِ لِمَا تُوْعَدُونَ ﴿٢٦﴾

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا  
نَحْنُ بِبَعُوثِينَ ﴿٢٧﴾

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا  
نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٢٨﴾

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ﴿٢٩﴾

قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لِيُصِيبُ مَنْ نَدِمِينَ ﴿٣٠﴾

فَأَخَذْتَهُمُ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ فَمَا جَعَلْنَاهُمْ غُنَاءً  
فَبَعْدَ اللِّقْوَمِ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٣٢﴾

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٣٣﴾

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ  
رَّسُولَهَا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَ  
جَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبَعْدَ اللِّقْوَمِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٤﴾

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَى وَ أَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا  
سُلْطٰنٍ مُبِينٍ ﴿٣٥﴾

إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا  
عَالِينَ ﴿٣٦﴾

فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا  
عِبَادُونَ ﴿٣٧﴾

فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٣٨﴾

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣٩﴾

کیا وعدہ دیتا ہے تمہیں کہ جب تم مر جاؤ گے اور ہو جاؤ  
گے مٹی اور ہڈیاں تو تم نکالے جاؤ گے

بعید ہے بعید ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے

یہ تو نہیں مگر زندگی ہماری دنیا کی ہے کہ ہم مرتے جیتے ہیں  
اور نہیں ہمیں اٹھنا

یہ نہیں مگر ایک آدمی ہے جس نے افتراء باندھا ہے اللہ پر  
جھوٹا اور ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں

عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انہوں  
نے مجھے جھٹلایا

فرمایا اللہ نے کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے ندامت  
کے ساتھ

تو انہیں آلیا چنگھاڑنے جو حق تھی تو کر دیا ہم نے کوڑا تو  
دور ہوں ظالم لوگ

پھر پیدا کیں ہم نے ان کے بعد اور تو میں

نہیں پہلے جائے گی کوئی امت اپنے وقت سے اور نہ پیچھے

پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول پے در پے جب کبھی آیا کسی

امت کے پاس ان کا رسول تو جھٹلایا اسے تو ہم نے

انگلوں سے پچھلے ملا دیئے اور انہیں ہم نے کر دیا افسانے تو

بعد ہے انہیں جو بے ایمان ہیں

پھر بھیجا ہم نے موسیٰ کو اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی

آیتوں کے ساتھ اور روشن سند دے کر

فرعون کی طرف اور اس کے درباریوں کی طرف تو تکبر کیا

سب نے اور تھی وہ قوم سرکش

تو بولے کیا ہم ایمان لائیں دو آدمیوں پر جو ہمارے جیسے

ہیں اور ان کی قوم ہماری بندگی کرتی ہے

تو جھٹلایا انہوں نے انہیں تو ہلاک شدہ ہو گئے

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب تاکہ انہیں

ہدایت ہو

اور کیا ہم نے ابن مریم کو اور اس کی ماں کو نشانی اور انہیں  
ٹھکانا دیا ہم نے بلند زمین پر جو بسنے کے لائق ہے اور  
بہتے ہوئے پانیوں والی تھی

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى  
رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿١٨﴾

### حل لغات تیسرا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

و۔ اور	قَالَ۔ کہا	الْمَلَأُ۔ سرداروں نے	مِنْ قَوْمٍ۔ اس کی قوم سے
الَّذِينَ۔ وہ جو	كَفَرُوا۔ کافر ہوئے	و۔ اور	كَذَّبُوا۔ جھٹلایا
بِلِقَائِهِ۔ ملاقات	الْآخِرَةِ۔ آخرت کو	و۔ اور	أَتَرَفْنَاهُمْ۔ دولت دی ہم
نَے ان کو	فِي۔ بیچ	الْحَيَاةِ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کے
مَا۔ نہیں	هَذَا۔ یہ	إِلَّا۔ مگر	بَشَرًا۔ آدمی ہے
مِثْلَكُمْ۔ تمہارے جیسا	يَأْكُلُ۔ کھاتا ہے	مِمَّا۔ اس سے	تَأْكُلُونَ۔ جو تم کھاتے ہو
مِنْهُ۔ اس سے	و۔ اور	يَشْرَبُ۔ پیتا ہے	مِمَّا۔ اس سے جو
تَشْرَبُونَ۔ تم پیتے ہو	و۔ اور	لِيُنَّ۔ اگر	أَطَعْتُمْ۔ کہا مانا تم نے
بَشَرًا۔ ایک آدمی	مِثْلَكُمْ۔ اپنے جیسے کا	إِنَّكُمْ۔ تو یقیناً تم	إِذَا۔ اس وقت
لَا خَيْرَ لَكُمْ۔ کھانا اٹھانے والے ہو		أ۔ اور	يَعِدُّكُمْ۔ وعدہ دیتا ہے تم کو
إِنَّكُمْ۔ کہ تم	إِذَا۔ جب	مِثُّمُ۔ مر جاؤ گے	و۔ اور
كُنْتُمْ۔ ہو جاؤ گے	تُرَابًا۔ مٹی	و۔ اور	عِظَامًا۔ ہڈیاں
أَنْتُمْ۔ بے شک تم	مُخْرَجُونَ۔ نکالے جاؤ گے	هِيَكَاتٍ۔ بعید ہے	هِيَكَاتٍ۔ بعید ہے
لِيَمَّا۔ جو	تُوَعَّدُونَ۔ وعدے دیئے جاتے ہو		إِنْ۔ نہیں
هِيَ۔ وہ	إِلَّا۔ مگر	حَيَاتِنَا۔ ہماری زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کی
نَبُوتٌ۔ ہم مرتے ہیں	و۔ اور	نَحْيًا۔ جیتے ہیں	و۔ اور
مَا۔ نہیں	نَحْنُ۔ ہم	يَبْعَثُونَنَا۔ اٹھائے گئے	إِنْ۔ نہیں
هُوَ۔ وہ	إِلَّا۔ مگر	رَاجُلٌ۔ ایک آدمی ہے کہ	أَفْتَرَى۔ باندھا اس نے
عَلَى۔ اوپر	اللَّهُ۔ اللہ کے	كَذِبًا۔ جھوٹ	و۔ اور
مَا۔ نہیں	نَحْنُ۔ ہم	لَهُ۔ اس پر	بِشُكٍّ۔ ایمان لانے
وَالِے	قَالَ۔ کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب	أَنْصُرْنِي۔ مدد کر میری
بِهَا۔ جو	كَذَّبُونَ۔ انہوں نے مجھے جھٹلایا		قَالَ۔ فرمایا
عَبَا۔ تھوڑی	قَلِيلٍ۔ مدت کے بعد	لَيُصِيبُكُمْ۔ ہو جائیں گے	لِدَائِبِنَّ۔ افسوس کرنے والے



فَجَعَلْنَاهُمْ تَوْبَانِيَا هُمْ نِي ان كو	بِالْحَقِّ حَقِّ كِي سآتھ	الصَّيْحَةُ چنگھار نِي	فَأَخَذْتَهُمْ تَو پكڑا ان كو
الظَّالِمِينَ ظالم كو	لِلْقَوْمِ قوم	فَبَعْدًا تودوري هے	عُنَاءً كوزا
قُرُونًا زمانے	مِنْ بَعْدِهِمْ ان كے پيچھے	أَنْشَأْنَا پيدا كيا هُمْ نِي	ثُمَّ پھر
مِنْ أُمَّةٍ كوني امت	تَسْبِقُ آگے بڑھتي	مَا نِي	اٰخِرِينَ دوسرے
يَسْتَأْخِرُونَ پيچھے رھتے	مَا نِي	وَ اور	أَجَلَهَا اپني مدت سے
تَتَرَا پے در پے	رُسُلَنَا اپنے رسول	أَمْ سَلْنَا بيچھے هُمْ نِي	ثُمَّ پھر
رَأْسُوهَا كَذَّبُوهُ اس كا	أُمَّةً كسي امت كے پاس	جَاءَ آيا	كَلِمًا جب بهي
بَعْضًا بعض كے	بَعْضُهُمْ اس كے بعض	فَاتَّبَعْنَا تويچھے لگائے هُمْ نِي	رسول تويچھلایا اس كو
فَبَعْدًا تودوري هے	أَحَادِيثُ داستانیں	جَعَلْنَاهُمْ بنایا هُمْ نِي ان كو	وَ اور
ثُمَّ پھر	يُؤْمِنُونَ ايمان لاتے	لَا نِي	لِقَوْمٍ اس قوم كو جو
أَخَاهُ اس كے بھائی	وَ اور	مُوسَى موسى	أَمْ سَلْنَا بيچھا هُمْ نِي
سُلْطِينَ غلبے	وَ اور	بِأَيَّتِنَا اپني آيتوں	هُرُونَ هارون كو
وَ اور	فِرْعَوْنَ فرعون	إِلَى طرف	مُصِيبِينَ ظاھر كے سآتھ
فَأَسْتَكْبَرُوا تويكبر كيا انھوں نِي	قَوْمًا قوم	كَانُوا تھے وہ	مَلَائِيَةً اس كے سرداروں كي
عَالِينَ غلبے كرنے والي	نُومٍ ايمان لائیں هُمْ	آ كيا	وَ اور
لِبَشَرَيْنِ دو آدميوں	قَوْمَهُمَا ان كي قوم	وَ اور	فَقَالُوا توبولے
لَنَا ہماری	فَكَذَّبُوهُمَا تويچھلایا انھوں نِي ان كو	عِبْدُونَ خدمت كرنے والے هیں	مِثْلَنَا اپنے جيسوں پر
وَ اور	مِنَ الْهٰكِلَيْنِ ہلاك ہونے والوں سے	فَكَانُوا تويھو گئے	عِبْدُونَ خدمت كرنے والے هیں
الْكِتَابِ كتاب	مُوسَى موسى كو	لَقَدْ بے شك	فَكَانُوا تويھو گئے
جَعَلْنَا بنایا هُمْ نِي	وَ اور	لَعَلَّهُمْ تاكه	لَقَدْ بے شك
أُمَّةً اس كي ماں كو	وَ اور	ابن بيٹے	لَعَلَّهُمْ تاكه
أَوْ يَنْهَيَا جگہ دي هُمْ نِي ان كو	وَ اور	آيَةً نشاني	ابن بيٹے
ذَاتِ قَرَارٍ جو ٹھہرنے كي جگہ تھی	وَ اور	إِلَى طرف	آيَةً نشاني
		مَعِينٍ چشموں والي	إِلَى طرف
			وَ اور

## لغات نادره

مَلَائِيَةً سردار۔ درباری۔ اشراف قوم۔

أَشْرَفْنَاهُمْ چين ديا هُمْ نِي۔ فراخي دي۔

هَيَّاتَ - اِسْمٌ لِبَعْدٍ - بعید ہے - محال ہے - ناممکن ہے -

الصَّيْحَةُ - جَجَّ جَجَّاهُ -

عُثَاءٌ كُفْتَاءِ السَّيْلِ - پر نالہ کا کوڑا - توڑی - بھس -

قُرُونًا - جماعتیں -

عَالِيَيْنَ - مُتَكَبِّرِيْنَ مُتَطَاوِلِيْنَ بِالْبُعْيِ وَالظُّلْمِ - بلندی پسند کرنے والے -

تَشْتَرًا - متواتر سے ہے - یعنی ایک کے بعد ایک - پے در پے -

رَابُوعًا - مَا ارْتَفَعَ مِنَ الْأَرْضِ دُونَ الْجَبَلِ - بلکہ زمین سے بلند علاوہ پہاڑ کے -

أَوْ يَنْهَبًا - جَعَلْنَهُمَا يَأْوِيَانِ - پناہ دی ہم نے - ٹھہرایا ہم نے -

ذَاتِ قَرَارٍ وَأَوْ مَعِينٍ - مُسْتَقَرٌّ مِنْ أَرْضٍ مُنْبِطَةٌ - اونچے مقام پر وسیع میدان - جہاں قدرتی چشمے جاری ہوں -

### خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

اس رکوع میں جو قصہ بیان ہوا ہے اس سے حضرت ہود یا صالح علیہما السلام مراد ہیں انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید اور خدا پرستی کا حکم دیا اور مرکز زندہ ہونے پر بھی ایمان لانے کا اعلان فرمایا اس پر ان کی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور توحید سے کفر کرنے والے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ترف یعنی دولت و ثروت اور معاش میں وسعت دی تھی اور

أَشْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - فرمانے کی وجہ بھی یہی معلوم ہوئی ہے کہ آفات مال و تمول میں پہلی آفت یہی آتی ہے کہ متمول دنیا دار لوگ غرور و تکبر میں آ کر کسی کی بات آسانی سے قبول نہیں کرتے اور جو منہ میں آئے وہ بد ہضمی کے ڈکاروں کے ساتھ انواع و اقسام کے لایعنی اعتراضات و شبہات پیدا کیا کرتے ہیں چنانچہ ان کی قوم کے متمول یہ کہنے لگے -  
یہ تو ہمارے جیسے بشر ہیں -

یہ تو جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی کھاتے پیتے ہیں -

یہ بھی وہی کھاتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں -

لہذا ایسے شخص کی پیروی کرنا اور اس کے حکم پر چلنا جو ہر پہلو سے بظاہر ہمارے جیسا ہے یقیناً نقصان و خسران میں پڑنا

ہے -

ان سفہاء جمعاء کے زعم باطل میں رسول نوع انسانی سے علیحدہ کچھ ہونا ضروری تھا -

اور ان بیوقوفوں کو اس امر کا ناممکن ہونا یقینی تھا کہ مر جانے کے بعد ہڈی اور مٹی رہ جانے کے بعد دوبارہ زندگی ہو -

وہ اسے اپنے ذہن باطل اور اپنے عقیدہ عاقل میں محال جانتے تھے حالانکہ نطفہ کی مثال دے کر دلیل عقلی سے مرکز زندہ

ہونا نہایت آسان ثابت کر دیا گیا جو سورہ مومنون کے پہلے رکوع میں بیان ہو چکا -

وہ کہتے تھے کہ جو مر کر بوسیدہ مٹی اور ہڈی کا زندہ ہونا کہتا ہے وہ عقل نہیں مانتی بنا بریں اس کے کئی قول کا ماننا بھی

صحیح نہیں -





بَشَرٍ مِّثْلِكُمْ يَا كُلُّ مِمَاتَا لَكُنْ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٢٤﴾

اور بولے اس قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے ملنے کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے انہیں فراخی دی تھی دنیا کی زندگی میں کہ یہ تو نہیں مگر تمہارے جیسے ہی بشر ہیں کھاتے ہیں اسی میں سے جس سے تم کھاتے ہو اور پیتے ہیں وہی جو تم پیتے ہو۔ یعنی ان کی قوم کے کافر سردار جو متمول اور عیش و عشرت میں تھے اپنے نبی کی شان میں بولے کہ یہ نبی کیسے ہو سکتے ہیں یہ تو کھاتے پیتے ہیں اگر نبی ہوتے تو کھانے پینے سے مثل ملائکہ پاک ہوتے۔ یہ بد باطن اس قسم کے لایعنی اعتراضات کر کے اپنی قوم کو بھی اپنے ساتھ خراب کرتے تھے اور کمالات نبوت دیکھنے سے اندھے تھے۔ اس بناء پر بشر ہی کہتے رہے۔ حالانکہ نبی اگر بشر کے مثل نہ ہوتا تو بشروں کو تبلیغ کیوں کر کرتا۔ شرائط تبلیغ میں مجانست صوری و صوتی لازمی ہوتی ہے۔ ان کی نظریں انوار نبوت اور باطنی کمالات نہ دیکھ سکیں یہ ان کے عناد اور کفر اور گمراہی کی بنیادیں تھیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء میں عیب دیکھے تو یہ دیکھے کہ

یہ ہمارے جیسے بشر ہیں ان کا بشری نقشہ ہمارے جیسا ہے۔

یہ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں۔

پھر بکتے بکتے یہاں تک بڑھے کہ اتباع کرنے والوں کو کہہ بیٹھے کہ

وَلَيْنِ اطَّعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذَا الْخُسْرٰوْنَ۔ اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو گے تو ضرور نقصان و خسران میں ہو گے۔

اس لئے کہ ہماری ہدایت اللہ چاہتا تو فرشتے نازل کر دیتا جیسا کہ اس سے پہلے رکوع میں ذکر ہے تو اپنے جیسے کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔ پھر تم غور کرو کہ

اَيَعِدُّكُمْ اَنْتُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا اَنْتُمْ مُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾ هَيَّاتَ هَيَّاتَ لِمَا تُوْعَدُونَ۔ کیا تمہیں یہ نبی بتاتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے کتنی بعید از عقل اور کتنی دور کی بات ہے جو تمہیں کہہ رہا ہے۔

يَعْنِي اَيَعِدُّكُمْ اَنْتُمْ اِذَا مِتُّمْ اَوْ لَا اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا۔ کیا تم اپنی قبروں سے ایسے ہی زندہ نکلو گے جیسے اول تھے جب مر جاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے۔ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ آگے کچھ نہیں بس یہی دنیا کی زندگی ہے کہ اس سے ہم مر جاتے ہیں اور پھر ہم اس موت کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے۔

یعنی جب ہم موت کے بعد معدوم ہو جائیں گے پھر ہم دوبارہ مبعوث نہیں ہو سکتے۔ یعنی جب مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے یہ بعید از عقل بات ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ

اِنَّ هُوَ اِلَّا سَاجِدٌ لِّعَلِيِّ اللّٰهِ كَنِبَا۔ یہ نہیں مگر ایسا آدمی ہے جو افتراء کرتا ہے اللہ پر جھوٹا اور کہتا ہے کہ وہ اللہ قادر و قیوم تمہیں دوبارہ زندہ اٹھائے گا لیکن یہ ہزار کہے ہم تو وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ ہم کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے۔

آخر نبی علیہ السلام ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے تو

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونَ ﴿١٦﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصِيبُ حُنَّ نَدِيمِينَ۔ بارگاہ حق میں ان کے رسول نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ان کی تکذیب پر تو ارشاد الہی ہوا تھوڑی مدت گزرتی ہے کہ یہ صبح کریں گے ندامت کی حالت میں۔

یعنی ان کی مدت مہلت ختم ہونے کے بعد ان پر ایسی صبح آئے گی کہ یہ سب پچھتاتے ہوئے ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ بموجب وعدہ

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۖ فَبَعْدَ اللَّقْوِمِ الظَّالِمِينَ۔ پکڑ لیا انہیں چنگھاڑنے حق کی طرف سے تو ظالموں کو کوڑے کی صورت کر دیا تو بعد ہے رحمت حق سے ظالم لوگوں کو۔

غُثَاءً۔ عربی محاورہ میں پرنا لے کے کوڑے کو کہتے ہیں جو سوکھے پتے اور گلے سڑے تنکے بہا کر لاتا ہے۔ غُثَاءُ السَّيْلِ وَهُوَ مَا يَحْمِلُهُ مِنَ الْوَرَقِ وَالْعِيدَانِ الْبَالِيَةِ۔

اور فَبَعْدَ۔ یہاں بعد ضد قرب کے معنی میں ہے اور ہلاکت کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور صَيْحَهُ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

أَي صَيْحَةَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِ بِهِمْ فَدَمَّرَهُمْ۔ آگے ارشاد ہے:

ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد ہم نے چند جماعتیں پیدا فرمائیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک وہ جماعتیں قوم صالح اور قوم لوط اور قوم شعیب ہے۔ جن کے حالات پہلے بیان ہو چکے۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ۔ نہیں مسابقت ہوتی کسی جماعت پر اس کی مدت سے قبل اور نہ مؤخر ہوتی ہے۔

یعنی عذاب کا جو وقت مقرر ہے اس سے مقدم و مؤخر نہیں ہو سکتا وقت پر ہی نزول عذاب ہوتا ہے تو مشرکین کا عذاب میں عجلت کرنا بیکار ہے۔

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ۖ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولَهَا كَذَّبُوا كَذَّبُوا فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ آحَادِيثًا ۖ فَبَعْدَ اللَّقْوِمِ لَا يُؤْمِنُونَ۔ پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول متواتر جب بھی آیا کسی امت کے پاس اس کا رسول انہوں نے اس کی تکذیب کی تو ملا دیئے ہم نے انہوں سے پچھلے اور انہیں کہانیاں کر ڈالا تو دوری ہے اس قوم کو جو ایمان نہیں لاتی۔

عربی عرف میں تَتْرًا۔ متواتر سے ہے۔

قاموس میں ہے ابو علی رحمہ اللہ کہتے ہیں: الْمُتَوَاتِرَةُ أَنْ يُتَّبَعَ الْخَبْرُ الْخَبْرَ وَالْكِتَابُ الْكِتَابَ فَلَا يَكُونُ بَيْنَهُمَا فَضْلٌ شَيْءٍ۔

اور صاحب بحر کہتے ہیں: إِنَّ الْمُتَوَاتِرَةَ التَّتَابُعُ بِغَيْرِ مُهْلَةٍ۔ بہر حال اس کے خلاصہ معنی متواتر کے ہی ہوتے ہیں۔

چنانچہ علامہ راغب رحمہ اللہ بھی مفردات میں یہی معنی مراد لیتے ہیں ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا مُتَوَاتِرِينَ۔

اور تشریح ثلاثی مجرد تر سے ہے تو واو کو خلاف قیاس ت سے بدل دیا جیسے تکلان کہ اصل میں وکلان تھا خلاف قیاس ت سے بدل کر تکلان کیا گیا۔ اور تجاہ اصل میں وجاہ تھا خلاف قیاس ت سے بدل دیا تجاہ ہو گیا۔

اور وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ کا مفہوم یہ ہے کہ اس قوم کو ایسا تباہ کیا کہ ان کے قصے ہی زبان زد عوام رہ گئے۔ چنانچہ لوگوں میں ان کے افسانے ہی باقی ہیں پھر تَمَّ فَرَمًا کر تعقیب بالترانی مراد لے کر ارشاد ہوا:

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٢٥﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ۔ پھر کچھ ترانی سے بھیجا ہم نے موسیٰ کو اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں کے ساتھ اور واضح دلائل سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے پیروی کرنے میں تکبر کیا اور وہ متکبر قوم سے تھے۔

یعنی ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں کے ساتھ یہ آیتیں وہی نو معجزے تھے جن کی تفصیل اول بیان ہو چکی اور سُلْطٰنٍ مُّبِينٍ سے مراد حجت واضحہ یا مظہر حق رموز ہیں اور آپ کو چونکہ حکم ہوا تھا اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طٰغٰی۔ چنانچہ یہاں بھی اسی کا اظہار فرمایا کہ حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف ہم نے بھیجے اور انہیں نو معجزے مع عصا کے اور دلائل واضحہ اور حج قاطعہ عطا فرمائے۔

تو جب اس کے درباریوں کو دعوت توحید و ایمان دی گئی تو انہوں نے اتباع کرنے میں تکبر کیا چنانچہ سورہ نازعات میں اس کا تذکرہ آئے گا اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طٰغٰی ﴿٢٥﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰی اَنْ تَزْكٰی ﴿٢٦﴾ وَاَهْدِيْكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَحْشٰی ﴿٢٧﴾ فَالْاٰیةُ الْكُبْرٰی ﴿٢٨﴾۔ تو درباری تکبر میں مخمور اور بغاوت و ظلم کے پتلے بولے۔

فَقَالُوا اَنْتُمْ مِثْلُنَا وَقَوْمُهُمْ لَنَا عٰبِدُونَ۔ کیا ہم اپنے جیسے بشر پر ایمان لائیں با آنکہ ان دونوں کی قوم ہماری خادم اور غلام ہے۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں اِنَّ الْعٰبِدَ بِمَعْنٰی الْخٰدِمِ۔ عابد۔ خادم کے معنی میں مستعمل ہے۔ فَاِنَّ فِرْعَوْنَ كَمَا يَدْعٰی الْاِلٰهِيَّةَ فَاَدْعٰی لِلنَّاسِ الْعِبَادَةَ۔ اور چونکہ فرعون الوہیت کا مدعی تھا تو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلاتا تھا۔ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ۔ تو فرعونوں نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہو گئے۔ یعنی غرق بحر قلزم کر دیئے گئے۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی کہ وہ کس طرح غرق ہوا اور اس کے اسباب کیا بنے۔

وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ یعنی بعد ہلاکت فرعون اور نجات بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب یعنی تورات عطا فرمائی تاکہ طریق حق علمی و عملی انہیں حاصل ہو۔ اس سے ثابت ہو کہ بعد غرق فرعون اور نجات بنی اسرائیل تورات عطا فرمائی گئی۔

اور دوسری جگہ آیہ کریمہ بھی اس کی مؤید ہے حیث قال تعالیٰ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَا اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُولٰٓئِ۔ اور قرون اولیٰ کی ہلاکت سے مراد فرعون سے قبل قوم نوح علیہ السلام اور قوم ہود ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّةً اٰیةً وَاَوْيٰنَهُمَا اِلٰی رَبِّوْتَا ذٰلِكَ قُرٰنًا وَّصٰحِيْنًا۔ اور کیا ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو نشانی اور انہیں ٹھکانا دیا ہم نے ایک بلند زمین پر جو بسنے کا مقام اور بہتے ہوئے پانیوں والی جگہ تھی۔

یعنی ابن مریم حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام دونوں کو نشانی بنایا کہ ان سے بغیر



باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور یہ قیامت تک نشانی ہے کہ کوئی بغیر اس نشانی کے پورا دکھائے مسیح نہیں بن سکتا خواہ وہ کوئی ہو۔

اور آپ کی والدہ ماجدہ یوں نشانی ہیں کہ کنواری اور پاک بغیر خاوند کے روح اللہ کو جنی وہی ہیں۔ ولادت روح اللہ کا ذکر سورہ مریم میں مفصل آچکا یہاں اس امر پر مہر تصدیق ثبت فرمائی گئی کہ یہ طریق ولادت نشانی بنایا گیا ہے۔

پھر کلام فی المہد دوسری نشانی ہوئی پھر احیاء موتی، ابراء اکمہ و ابرص، تیسری نشانی اور بلا مسیسی بشر ولادت روح اللہ یہ آپ کی والدہ کے لئے نشانی ہے۔

پھر قرآن کریم ہر مولود کو باپ کی طرف منسوب کرتا ہے سوائے حضرت روح اللہ کے کہ آپ کو ماں کی طرف منسوب کیا اور تمام اہل اسلام اس امر پر متفق ہیں اور سب کا اجماع ہے کہ إِنَّهُ لَيْسَ لِمَرْيَمَ ابْنٌ سِوَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا کوئی بیٹا نہیں ہو سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔

اور یہ خیال فاسد کہ آپ کا عقد یوسف نجار سے ہو اور تین بیٹے متولد ہوئے یہ صرف نصاریٰ کا زعم باطل ہے یا مرزائی جماعت کے فرضی نبی کا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَزَعَمَ بَعْضُ النَّصَارَى قَاتَلَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهَا بَعْدَ أَنْ وَلَدَتْ عِيسَى تَزَوَّجَتْ بِيُوسُفَ النَّجَّارِ وَوَلَدَتْ مِنْهُ ثَلَاثَةَ أَبْنَاءَ۔ نصاریٰ قاتلہم اللہ تعالیٰ (اللہ انہیں تباہ کرے) کا یہ زعم باطل ہے کہ حضرت مریم نے بعد ولادت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار سے عقد کر لیا تھا اور اس سے آپ کے تین بیٹے ہوئے۔ معاذ اللہ

البتہ بعض معتبر روایات اس طرف ضرور ہیں کہ اَنَّهَا كَانَتْ فِي حَالِ الصِّغْرِ خَطِيْبَةً بِيُوسُفَ النَّجَّارِ وَعَقَدَ عَلَيْهَا وَلَمْ يَقْرَبْهَا وَلَمَّا رَأَى حَمْلَهَا بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَمَّ بِتَخْلِيَّتِهَا فَرَأَى فِي الْمَنَامِ مَلَكًا أَوْقَفَهُ عَلَى حَقِيقَةِ الْحَالِ فَلَمَّا وَلَدَتْ بَقِيَتْ عِنْدَهُ مَعَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَعَلَ يُرَبِّيهِ وَيَتَعَهَّدُهُ مَعَ أَوْلَادِهِ مِنْ زَوْجَةٍ غَيْرِهَا فَمَا هِيَ فَلَمْ يَكُنْ يَقْرَبُهَا أَصْلًا وَالْمُسْلِمُونَ لَا يُسَلِّمُونَ أَنَّهَا كَانَتْ مَعْقُودًا عَلَيْهَا لِيُوسُفَ وَيُسَلِّمُونَ أَنَّهَا كَانَتْ خَطِيْبَةً وَأَنَّهُ تَعَهَّدَهَا وَتَعَهَّدَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَقُولُونَ كَانَ ذَلِكَ لِقَرَابَةِ مَنَاهَا۔

یعنی اتنا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ صغریٰ میں آپ مخطوبہ یوسف نجار تھیں حتیٰ کہ عقد بھی ہو گیا تھا۔ لیکن مقاربت قطعاً نہیں ہوئی اور جب یوسف نجار نے حمل کی صورت دیکھی تو وہ علیحدگی کی طرف مائل ہو گیا تو اس نے خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جس نے حقیقت حال سے اسے واقف کیا۔

جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام ہو گئی تو یوسف آپ کے پاس رہنے لگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش کرنے لگا اور اپنی دوسری بیوی سے جو اولادیں تھیں ان کے ساتھ پرورش کیا اور حضرت مریم سے قطعاً مقاربت نہیں ہوئی۔

اور اجماع مسلمین اس پر ہے کہ آپ اگر معقود تھیں یوسف کے ساتھ اور یوسف آپ کا قرابتی تھا لیکن اور تمام باتیں عیسائیوں کے افتراء ہیں۔ (روح المعانی)

اور ربوۃ اس مقام کو کہتے ہیں جو زمین سے مرتفع ہو اور پہاڑ نہ ہو۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:



ایام میں ظاہر ہوا ہے تو انہیں بیت لحم کی طرف بھیجا اور کہا خوب تحقیق کر کے اس بچے کو معلوم کرو۔ جب تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ بچہ وہی ہے جسے تم نے پایا ہے تو مجھے خبر دو تا کہ میں بھی تمہارے ساتھ اسے سجدہ کروں۔

غرض کہ وہ گئے اور انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ انہیں پایا تو سب نے سجدہ کیا۔ پھر انہوں نے خواب میں معلوم کیا کہ انہیں منع کیا گیا ہے کہ ہیروڈوس کی طرف واپس نہ جائیں چنانچہ وہ نہ گئے بلکہ اور کسی بستی میں چلے گئے۔

ادھر یوسف نجار نے خواب دیکھا کہ کوئی فرشتہ کہہ رہا ہے کہ کھڑا ہو اور اس بچے کو معہ اس کی والدہ کے لے کر مصر کی طرف بھاگ جا اور وہیں رہ جب تک میں تجھے حکم نہ دوں۔

اس لئے کہ ہیروڈوس اس بچے کے تجسس میں ہے تاکہ اسے قتل کر دے۔

غرض کہ یوسف اٹھا اور بچے کو معہ اس کی والدہ کے لے کر راتوں رات روانہ ہو گیا حتیٰ کہ مصر پہنچ گیا اور ہیروڈوس کے مرنے تک وہیں رہا۔

جب وہ مر گیا تو یوسف نے وہی فرشتہ خواب میں دیکھا کہ کہہ رہا ہے اٹھ اور اپنے ساتھ بچے کو معہ اس کی والدہ کے لے کر ارض اسرائیل میں جا اب ہیروڈوس مر گیا ہے جو اس کی جان کا دشمن تھا۔

اب یوسف دونوں کو لے کر ارض اسرائیل آ گیا تو جب وہ وہاں پہنچا اس نے سنا کہ ہیروڈوس تو مر گیا مگر اس کا بیٹا ارشلاؤس بادشاہ یہود ہو گیا ہے۔

تو یہ خائف ہوئے اور وہاں سے بھاگنے کا خیال کیا تو اسے خواب میں بشارت ہوئی کہ بھاگو نہیں چنانچہ وہ ایک آبادی میں ٹھہرے جسے ناصرہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ قصہ انجیل متی کا صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ ربوہ پنجاب وغیرہ میں نہیں ہو سکتا وہ تو ارض مصر میں تھا یا ناصرہ میں جو ملک شام میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علامہ آلوسی کی عربی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا۔ اور یہ ہے ربوہ کی تفصیل تحقیق۔ اس کے بعد جس کا جہاں جی چاہے ربوہ بنا لے۔

ما را چه ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

آگے ذاتِ قرآں جو فرمایا اس کے معنی ہیں ائی مُسْتَقَرًّا مِّنَ الْأَرْضِ مُبْسَطَةً وَالْمُرَادُ أَنَّهَا وَاذِ فَسِيحٌ۔

یعنی ٹھہرنے کا مقام وسیع زمین میں وَمَاءٍ مَّعِينٍ یعنی ماء جاری۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور عمل صالح کرو میں جو کچھ تم کرتے ہو جاننا ہوں

اور بے شک یہ تمہارا دین دین واحد ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو

تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اپنا کام انہوں نے ہرگز وہ جو اس کے پاس ہے خوش ہے

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ٥١

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ٥٢

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ٥٣



قَدَرَهُمْ فِي غَمَرَاتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٥٢﴾  
 أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَ  
 بَنِينَ ﴿٥٣﴾

نَسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٤﴾  
 إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُسْفِقُونَ ﴿٥٥﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٦﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٧﴾  
 وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ  
 إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٥٨﴾

أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ هُمْ لَهَا  
 سَابِقُونَ ﴿٥٩﴾  
 وَلَا تَكُلِفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ  
 يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمَرَاتٍ مِّنْ هَذَا وَ لَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ  
 دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ ﴿٦١﴾  
 حَتَّىٰ إِذَا آخَذْنَا مَثَرًا فِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ  
 يَجْعَرُونَ ﴿٦٢﴾

لَا تَجْعَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تَنْصَرُونَ ﴿٦٣﴾  
 قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُثَلِّ عَلَيْكُمْ فَلَنْتُمْ عَلَىٰ آعْقَابِكُمْ  
 تَنْكَبُونَ ﴿٦٤﴾  
 مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَبِرَاتِهِمْ جَعَرُونَ ﴿٦٥﴾

أَقَلَّمْ يَدَابِرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ  
 آبَاءَهُمْ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٦﴾  
 أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿٦٧﴾  
 أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَ  
 أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ﴿٦٨﴾

تو تم چھوڑو انہیں ان کے نشہ میں ایک وقت تک  
 کیا یہ گمان کر رہے ہیں کہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں  
 مال اور بیٹوں سے

یہ جلدی ان کے لئے بھلائیاں ہیں بلکہ وہ بے شعور ہیں  
 بے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں  
 اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں  
 اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے  
 اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے  
 ہیں اس لئے کہ انہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے  
 یہی ہیں وہ جو جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہی  
 اس بھلائی کی طرف سبقت کرتے ہیں

اور انہیں تکلیف دیتے ہم کسی جان کو مگر اس کی وسعت  
 قدرت تک اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حق بولتی  
 ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا

بلکہ ان کے دل نشہ میں ہیں اس سے اور ان کے کام ان  
 کاموں سے جدا ہیں جنہیں وہ کر رہے ہیں  
 حتیٰ کہ جب ہم نے پکڑا ان کے امیروں کو عذاب میں تو  
 وہ فریاد کرنے لگے

آج فریاد نہ کرو تم ہماری طرف سے مدد نہ کئے جاؤ گے  
 بے شک میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تم پر تو ہو تم اپنی  
 ایڑیوں پر الٹے پلٹتے تھے  
 بڑائی مارتے خدمت حرم پر رات کو وہاں کہانیاں بکتے ہو،  
 حق کو چھوڑ کر

کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں کیا ان کے پاس وہ آیا جو  
 نہ آیا ان کے باپ دادا کے پاس  
 یا نہیں جانتے اپنے رسول کو تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں  
 کیا کہتے ہیں اسے جنون ہے بلکہ لائے ان کے پاس حق  
 اور اکثر ان کے حق سے کراہت کرتے ہیں

اور اگر پیروی کرتا حق ان کی خواہشوں کی توجہ ہو جاتے  
آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں بلکہ لائے ہم ان کے  
پاس وہ چیز جس میں ان کی ناموری تھی تو وہ اس ناموری  
سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں

کیا تم مانگتے ہو ان سے اپنا خرچ تو خرچ تمہارے رب  
کی طرف سے بہتر ہے اور وہ بہترین رزاق ہے  
اور بے شک تم انہیں بلاتے ہو سیدھی راہ کی طرف  
اور بے شک جو نہ ایمان لائے آخرت پر وہ سیدھی راہ  
سے ضرور کترائے ہوئے ہیں

اور اگر ہم رحم کریں ان پر اور کھول دیں ہم وہ مصیبت تو  
ضرور ہٹ دھری کر کے اپنی سرکشی میں اندھے رہیں گے  
اور بے شک ہم نے پکڑا انہیں عذاب میں تو نہ جھکے وہ  
اپنے رب کے لئے اور نہ تضرع و زاری کی  
حتیٰ کہ جب ہم نے کھولا ان پر دروازہ سخت عذاب کا تو  
وہ اب ناامید پڑے ہیں

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ بَلْ أَنْتِنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ﴿٤١﴾

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا وَخَرَجُكَ خَيْرٌ لَّهُمْ ۗ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٤٢﴾

وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾  
وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَيِّبُونَ ﴿٤٤﴾

وَلَوْ رَأَيْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَجُوفِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٤٥﴾

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٦﴾

حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذْ هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٤٧﴾

### حل لغات چوتھا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

يَأْتِيهَا - اے	الرُّسُلُ - رسولو	كُلُوا - کھاؤ	مِنَ الطَّيِّبَاتِ - پاکیزہ چیزیں
و - اور	اعْمَلُوا - عمل کرو	صَالِحًا - نیک	إِنِّي - بے شک میں
بِهَا - اس سے جو	تَعْمَلُونَ - کرتے ہو تم	عَلَيْكُمْ - خبردار ہوں	و - اور
إِنَّ - بے شک	هَذِهِ - یہ	أُمَّتِكُمْ - تمہاری امت	أُمَّةٌ - امت ہے
وَاحِدَةً - ایک	و - اور	أَنَا - میں	رَبُّكُمْ - تمہارا رب ہوں
فَاتَّقُونَ - تو مجھ سے ڈرو	فَتَقَطَّعُوا - تو ٹکڑے کر ڈالے انہوں نے	كُلُّ - ہر	أَمْرَهُمْ - اپنے کام کے
بَيْنَهُمْ - آپس میں	زُبْرًا - الگ الگ	كُلُّ - ہر	حِزْبٍ - فرقہ
بِهَا - جو	لَدَائِهِمْ - اس کے پاس ہے	فَرِحُونَ - خوش ہے	فَذَرَاهُمْ - تو چھوڑ ان کو
فِي - بیچ	غَمْرَتِهِمْ - ان کی مستی کے	حَتَّى - ایک	حِينَ - وقت تک
آ - کیا	يَحْسَبُونَ - خیال کرتے ہیں	أَنْبَاءٌ - بے شک	و - اور
نُيِّدُهُمْ بِهِ - ہم مدد دیتے ہیں ان کو	مِنْ مَالٍ - مال	و - اور	





جَاءَهُمْ - آيا ان کے پاس	مَا - جو	لَمْ - نہ	يَأْتِ - آيا
أَبَاءَهُمْ - ان کے باپ دادا	الْأَوَّلِينَ - پہلوں پر	أَمْ - یا	لَمْ - نہ
يَعْرِفُوا - پہچانا انہوں نے	رَأَسُو لَهُمْ - اپنے رسول کو	فَهُمْ - تو وہ	لَهُ - اس کے
مُنْكَرُونَ - منکر ہیں	أَمْ - کیا	يَقُولُونَ - کہتے ہیں کہ	بِهِ - اس کو
جِنَّةً - دیوانگی ہے	بَلْ - بلکہ	جَاءَهُمْ - آيا ان کے پاس	بِالْحَقِّ - حق
وَ - اور	أَكْثَرُهُمْ - اکثر ان کے	لِلْحَقِّ - حق کو	كِرْهُونَ - ناپسند کرتے ہیں
وَ - اور	لَوْ - اگر	اتَّبَع - پیروی کرے	الْحَقِّ - حق
أَهُوَ آءَهُمْ - ان کی خواہشوں کی	لَفَسَدَتِ - تو بگڑ جائیں	السَّمَوَاتُ - آسمان	وَ - اور
وَ - اور	الْأَرْضُ - زمین	وَ - اور	مَنْ - جو
فِيهِنَّ - ان میں ہے	بَلْ - بلکہ	أَتَيْتَهُمْ - لائے ہم ان کے پاس	وَ - اور
بِذِكْرِ - ناموری	هِمْ - ان کی	فَهُمْ - تو وہ	عَنْ ذِكْرِ - ناموری
هِمْ - اپنی سے	مُعْرِضُونَ - منہ پھرتے ہیں	أَمْ - کیا	أَمْ - کیا
تَسَاءَلُهُمْ - مانگتا ہے تو ان سے	خَرَجًا - خرچ	وَ خَرَجٌ - تو خرچ	رَبِّكَ - تیرے رب کا
خَيْرٌ - بہتر ہے	وَ - اور	هُوَ - وہ	خَيْرٌ - بہتر ہے
الرِّزْقِينَ - رزق دینے والا	وَ - اور	إِنَّكَ - بے شک تو	لَتَدْعُوهُمْ - بلاتا ہے ان
كُوَيْفِيًا	إِلَى - طرف	صِرَاطٍ - راہ	مُسْتَقِيمٍ - سیدھی کے
وَ - اور	إِنَّ - بے شک	الَّذِينَ - وہ جو	لَا - نہیں
يُؤْمِنُونَ - ایمان لاتے	بِالْآخِرَةِ - قیامت پر	عَنِ الصِّرَاطِ - وہ راہ سے	لَنُكَبِّرُونَ - پھر جاتے ہیں
وَ - اور	لَوْ - اگر	رَأَيْنَاهُمْ - ہم رحم کریں ان پر	وَ - اور
وَ - اور	كَشَفْنَا - دور کریں ہم	مَا - جو	بِهِمْ - ان کو
مِنْ صُرٍّ - تکلیف ہے	لَلْجُؤِ - تو داخل ہو جائیں	فِي - بیچ	طُغْيَانِهِمْ - اپنی سرکشی کے
يَعْبَهُونَ - حیران پھرتے ہیں	وَ - اور	وَ - اور	لَقَدْ - بے شک
أَخَذْنَاهُمْ - ہم نے پکڑا ان کو	بِالْعَذَابِ - عذاب میں	فَمَا - تو نہ	وَ - اور
اسْتَكْبَرُوا - جھکے وہ سامنے	لِرَبِّهِمْ - اپنے رب کے	وَ - اور	مَا - نہ
يَنْصَرَعُونَ - زاری کی	حَتَّى - یہاں تک کہ	إِذَا - جب	فَتَحْنًا - ہم نے کھولا
عَلَيْهِمْ - ان پر	بَابًا - دروازہ	ذَاعَذَابٍ - عذاب	شَدِيدٍ - سخت کا تو
إِذَا - ناگہاں	هُم - وہ	فِيهِ - اس میں	مُبْلِسُونَ - ناامید تھے

## لغات نادرہ

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ - یعنی ملت و شریعت اُمّتکم ائی ملتکم و شریعتکم۔

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ - تو کاٹ ڈالے انہوں نے القَطْعُ التَّفْرِقُ یعنی فَتَفَرَّقُوا وَتَحَزَّبُوا فِي أَمْرِهِمْ۔

بَيْنَهُمْ زُبْرًا - جَمْعُ زُبُورٍ بِمَعْنَى فِرْقَةٍ - زُبْرَةٌ بِمَعْنَى قِطْعَةٍ۔

فِي عَمَرَتِهِمْ - وَالْعَمْرَةُ الْمَاءُ الَّذِي يَغْمِرُ الْغَاصَّةَ وَأَصْلُهَا مِنَ السُّتْرِ وَالْمُرَادُ بِهَا الْجِهَالَةُ۔

أَنْبَأْتُهُمْ - أَيْ الَّذِي نُعْطِيهِمْ آيَاهُ وَنَجْعَلُهُ مَدَدًا لَهُمْ۔

مُسْفِقُونَ - خَائِفٌ هِيَ۔

وَجِلَّةٌ - خَائِفَةٌ۔

عَمْرَةٌ - عَمْرَةُ الْجِهَالَةِ۔

مُتَرَفِّعِيهِمْ - وَسِيعُ الْمَالِ - كَثِيرُ النِّعَمِ - التَّرْفُ التَّوَسُّعُ فِي النِّعْمَةِ۔

يَجْرُونَ - الْجَوَارُ مِثْلُ الْخَوَارِ يُقَالُ جَارَا الثَّوْرُ - كَأَوْكَارِ يَتَكَنَّأُ، يَعْنِي يَخْتِنَا - بِمَعْنَى تَضَرَّعَ۔

تَتَكَبَّرُونَ - تُعْرِضُونَ عَنْ سَمَاعِهَا - قَبُولِ كَرْنِ أَوْ سَمْعِ سَمْعٍ كَرْنَا۔

سِيرًا تَهْجُرُونَ - قَالَ الرَّاعِبُ سَمَرٌ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ - رَاتِ كِي اِنْدِهِي رِي ثُمَّ أُطْلِقَ عَلَيَّ الْحَدِيثِ

بِاللَّيْلِ - رَاتِ مِيں كِهَانِي كِهَانَا۔

تَهْجُرُونَ - بَهْكَ بَهْكَ بَاتِيں كَرْنَا، يَعْنِي هِدْيَانِي كَيْفِيَّتِ۔

بِهَجْرَةٍ - جَنُونَ۔

بِيذِكْرِهِمْ - فخر و شرف سے۔

مُعْرِضُونَ - اعراض کرنا۔

خَرَجًا وَخَرَجًا بِرَبِّكَ - خَرَجٌ - رِزْقٌ۔

لَنْكِبُونَ - لَعَادِلُونَ - يَعْنِي مَنْحَرَفٌ۔

لَلْجَوَا - لِمَتَمَادُوا لَجَاجَهُمْ فِيمَا هُمْ عَلَيْهِ وَفِيهِ مِنَ الْبُعْدِ۔

فَمَا اسْتَكَانُوا - فَمَا خَضَعُوا - تَوَنُّهُ جَهْلٌ

مُبْلِسُونَ - مُتَحَيِّرُونَ - اَيْسُونَ - بِمَعْنَى يَاسٌ وَنَا اَمِيْدِي۔

### خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

پہلے رکوعوں میں رسولوں کا ذکر فرما کر اب مشرکین کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا جو وہ کہتے تھے کہ ان رسولوں میں ہم

سے کیا فوقیت ہے جو ہم کھاتے پیتے ہیں نہ بھی وہی کھاتے پیتے ہیں یعنی یہ رسول ملائکہ کی مانند کیوں نہیں چنانچہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّو مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا - اے میرے مرسلین کرام ان کی بکواس کی طرف التفات نہ کرو

اور طیب و حلال و پاک چیزیں کھاؤ ہم نے یہ سب نعمتیں تمہارے لئے اور تمہارے تبعین کے لئے پیدا کی ہیں اور گندی اشیاء سے جو حرام ہیں پرہیز رکھو وہ نہ کھاؤ اس لئے کہ مدار بزرگی پاک اور حلال چیزوں کے ترک میں نہیں۔ جیسا کہ بعض سمجھتے ہیں اور ان نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ

وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔ نیک کام کرتے رہو بے شک میں تمہارے افعال و اعمال دیکھ رہا ہوں

پھر فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ۔ اے رسولو! تم سب کا ایک ہی طریقہ ہے تو حید الہی بھی ایک۔ طریق عبادت بھی ایک۔ معبود بھی ایک اسی طرح تم سب کی امتیں بھی ایک ہی ہیں تو تمہیں سب کو مجھ سے ہی ڈرنا چاہئے۔ بری باتوں سے پرہیز اور نیکی کی طرف سرعت یہ تمہارا کام ہے۔ لیکن انبیاء کرام کے بعد ان کی امتوں نے افراط و تفریط کر کے علیحدہ علیحدہ فرقے بنا ڈالے اور ہر فرقہ اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہے۔ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔

یہودی حضرت عزیز کو ابن اللہ کہہ کر بھی سمجھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں نصاریٰ مسیح ابن مریم کو خدا یا ابن اللہ مان کر اپنے کو ہدایت پر جانتے ہیں مشرکین اور مجوس اپنے خیال فاسد اور وہم باطل کو حق سمجھے ہوئے ہیں تو ارشاد ہوا:

فَدَرَأَهُمْ فِي غَمَرَاتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ۔ انہیں ان کے حال پر ان کی جہالت اور گمراہی میں چھوڑ دیجئے ایک مدت تک ان کی غفلت کا دریا انہیں غلطاں و پیچاں رکھے گا۔

پھر جب اسلام اپنی پوری شوکت پر آئے گا اس وقت تہدید کے چابک سے انہیں ہوشیار کر دیا جائے گا۔

بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الہی کے وقت تک انہیں چھوڑ دو پھر انہیں آپ معلوم ہو جائے گا اور ہر کافر کہے گا  
يَلَيْتُنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ۔

بعض مشرکین اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جانے کی وجہ ظاہر کرتے تھے کہ فلاں دیوتا فلاں دیوی کی ہم نے یہ بھینٹ چڑھائی تو ہمارا فلاں کام ہو گیا اس کا رد فرمایا گیا۔

أَيَحْسَبُونَ أَنَّنَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَيْنِينَ۔ کیا ان کا گمان یہ ہے کہ یہ مال اور اولاد سے جو ہم نے مدد فرمائی و ان کی سعی سے ملا۔

نَسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۗ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ۔ ہم ہی عجلت فرماتے ہیں بھلائیوں میں مگر وہ بے شعور ہیں۔  
در حقیقت ہماری طرف سے ان پر رحمت ہوتی ہے جو

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشِيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ۔ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ۔ اور جو اپنے رب کا شریک نہیں بناتے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ۔ اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ان

کے دل ڈرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف جانا ہے۔



أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ۔ یہی وہ ہیں جو نیکی کی طرف سبقت کرتے ہیں اور وہ اس کے لئے آگے بڑھنے والے ہیں۔

یہ اہل ایمان کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرما کر بشارت دی گئی کہ یہی لوگ نیکیوں میں مسابقت کرنے والے ہیں۔

پھر مخالفوں کو ڈرایا جاتا ہے اور اپنا کرم اول فرمایا جاتا ہے۔

وَلَا تَكْلَفْ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يُّنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی حد استطاعت تک اور ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو سچ بولتی ہے اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمَرَةٍ مِّنْ هَذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَمَلُونَ۔ بلکہ یہ کج بخت منکرین ان نیکیوں میں پیچھے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بے فائدہ ہے جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہی ٹھیک ہے اور آخرت میں حساب کتاب کا یقین نہیں رکھتے حالانکہ

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يُّنطِقُ بِالْحَقِّ۔ ہمارے پاس سب لکھا ہوا ہے جو اس دن انہیں بتا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ پھر آگے ارشاد ہے:

حَتَّىٰ إِذَا آخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ بِالْعَدَابِ إِذَا هُمْ يَجْرُونَ۔ جب ہم گرفت کریں گے ان کے متمول مالداروں کی تو وہ چیخیں گے دہائی دیں گے تو انہیں فرمایا جائے گا۔

لَا تَجْرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تَنْصُرُونَ۔ آج نہ چیخو اور دہائی نہ دو تم ہماری طرف سے مدد نہ کئے جاؤ گے۔ قَدْ كَانَتْ آيَتِي تُشَلِّي عَلَيْكُمْ فَلَنْتُمْ عَلَىٰ آعْقَابِكُمْ تَنْكُصُونَ۔ اس لئے کہ تم پر میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو تم ایڑیوں کے بل لوٹ جاتے تھے۔

مُسْتَكْبِرِينَ<sup>۱</sup> بِهِ سِيرَاتُهُمْ جُرُونَ۔ اور تکبر کے ساتھ انہیں چھوڑ کر سزایں رات کی کہانیوں میں مشغول ہو جاتے تھے۔ تَهَجُّرُونَ۔ ہجر سے ہے۔ جدائی کے معنی دیتا ہے اور ہجر بفتح ہذیان کے معنی میں مستعمل ہے اور ہجر بضم کعبہ کے ارد گرد بیٹھ کر قریش قصہ خوانی کرتے تھے اور قرآن کریم کی ہجو کرتے تھے۔ اس کے جواب میں کہتے ہیں:

أَقْلَمُ يَدًا بَرًّا وَالْقَوْلُ أَمْ جَاءَهُمْ مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمْ الْأَوَّلِينَ۔ کیا وہ فرمان مصطفیٰ یا قرآن کریم پر تدبر و غور نہیں کرتے یا ان کے پاس ان کے آباء و اجداد نئی بات لائے ہیں جو پہلے انبیاء نہ لائے یا یہ کہ وہ رسول کے منصب سے ناواقف ہیں حالانکہ ہمارے حبیب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل اظہار نبوت سچا دیانت دار، خدا ترس جانتے تھے پھر وہ سوچیں کہ بعد اظہار نبوت انہیں کذب بیانی سے کیا غرض تھی۔

أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ۔ یادہ اپنے رسول سے انجان ہیں اور اس وجہ سے ان کے منکر ہیں۔ وہ تمہیں راست بازی، خدا ترسی کی تعلیم دے رہے ہیں اور دنیاوی تکالیف برداشت فرما کر آنے والی مصیبتوں سے تمہیں اطلاع دے رہے ہیں یہ باتیں بتانا کسی دیوانہ اور مجنون آدمی کا کام نہیں چنانچہ ارشاد ہے:

أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ۔ کیا کہتے ہیں انہیں جنون ہے۔

بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمُ لِلْحَقِّ لِكُفْرَانٍ۔ بلکہ وہ تو ان کے پاس سچی بات لائے البتہ اکثر ان کے حق بات

سے کراہت کرتے ہیں۔

وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ بَلْ أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ۔ اور اگر حق ان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے تو یقیناً آسمان اور زمین میں فساد آجائے اور جو ان میں ہیں سب کے سب تباہ ہو جائیں بلکہ وہ حق جو ان کے پاس آیا وہ ان کی ناموری کو آیا کہ وہ بلندی حاصل کریں مگر وہ اس بھلے کے ساتھ ہی اعراض کر رہے ہیں۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا وَقَرْجًا بَعْضُهُمْ خَيْرٌ لَّهُمْ وَهُوَ خَيْرٌ لِّلرَّزِقِينَ۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ اس ہدایت پر ان سے کچھ طلب کرتا ہے بلکہ ان آجری الا علی اللہ ان کا اعلان ہے کہ ہماری اجرت اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور اللہ بہتر رزاق اور اجر دینے والا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد خداوندی عزوجل ہوا:

وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ اے محبوب آپ تو ان کو سیدھی راہ پر بلارہے ہیں۔

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكِبُونَ۔ اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ سیدھی راہ سے منحرف ہیں۔

وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَّجُوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ۔ اور اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور ان کی تکلیف دفع کر دیں تو بھی وہ اپنی گمراہی پر پڑے رہیں گے اور آخرت پر ایمان نہ لائیں گے۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿١٨﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذْ هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ۔ اور ہم نے پکڑا انہیں عذاب میں اور مکہ میں سات سال قحط ڈالا جس میں وہ چلا اٹھے کتے اور مردار تک کھانے کی نوبت آگئی دہائی دینے لگے مگر فَمَا اسْتَكَانُوا۔ اس پر بھی اپنے رب کی طرف نہ جھکے۔

اسْتَكَانَ۔ اسْتَفْعَلَ۔ کے وزن پر کون سے ہے اس کے معنی یہ ہوئے اِنْتَقَلَ مِنْ كَوْنٍ اِلَى كَوْنٍ۔ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذْ هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ۔ حتیٰ کہ جب دوسرا دروازہ سخت عذاب کا ہم نے کھولا تو وہ اور بھی ناامید ہی ہوئے۔

مُبْلِسُونَ۔ مِنَ الْاِبْلَاسِ وَهُوَ الْيَاسُ۔ مُبْلِسُونَ۔ ابلاس سے ہے اور وہ مایوسی ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورہ مومنون۔ پ ۱۸

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۗ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔ اے رسولو! کھاؤ پاک چیزوں سے اور نیک عمل کرو میں جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہوں۔

اس آیت کریمہ میں انبیائے ورسل کو مخاطب فرما کر اباحت طیبات کا حکم نافذ فرمایا ہے اس لئے کہ طیب اشیاء کی اباحت شرع قدیم سے ہے اور وہ تمام انبیائے کرام میں جاری تھی۔ گویا رسول کو حکم دیا گیا کُلُّ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔ بعض نے کہا کہ اس میں نداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہے جیسا کہ حدیث مرسل میں حفص بن ابی جبلہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ اذْذَاتِ عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ غَزَلِ امِّهِ۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ۔ میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام منادئی ہیں کہ وہ اپنی والدہ کا کاتا ہی کھاتے تھے۔

اور حسن و مجاہد اور قتادہ اور سدی اور کلبی رحمہم اللہ کہتے ہیں إِنَّهُ نِدَاءٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ خِطَابُهُ. وَالْجَمْعُ لِلتَّعْظِيمِ۔ یہ نداء صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مخاطبہ ہے اور جمع کے ساتھ جو نداء فرمائی وہ تعظیم کے لئے ہے۔

وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔ اور نیک عمل کرو۔

اس میں احمد زہد میں اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم ام عبد اللہ اخت شداد بن اوس رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں  
أَنَّهَا بَعَثَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ يَعْنِي عِنْدَ فِطْرِهِ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ أَنِّي لَكَ هَذَا اللَّبَنُ قَالَتْ مِنْ شَاةٍ لِي فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُولُهَا أَنِّي لَكَ الشَّاةُ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَشَرِبَ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

شداد بن اوس کی بہن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم افطار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس فرما دیا اور پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا آپ نے عرض کیا میری بکری کا دودھ ہے آپ نے پھر واپس کر دیا اور فرمایا بکری کہاں سے آئی عرض کی وہ میں نے خریدی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا۔ دوسرے دن ام عبد اللہ حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دودھ حاضر کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس فرما دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم پاک کے سوا کسی شے مشکوک کا استعمال نہ کریں اور سوانیک عمل کے کوئی عمل نہ کریں۔

اور ایسا ہی مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلُّوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغَدَى بِالْحَرَامِ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہے وہ پاک کے سوا کچھ قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم فرمایا جو مرسلین کو حکم دیا پھر یہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔ اور یہی حکم دیا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ پھر فرمایا ایک شخص طویل سفر کرے اور غبار آلودہ بال اور کپڑے کر لے اور اس کا کھانا حرام ہو اور پینا حرام سے ہو اور اس کی نشوونما حرام سے ہو اور وہ ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف پکارے اے میرے رب اے میرے رب تو وہ کب مستجاب الدعوات ہوگا۔

اس لئے کہ احکام میں اکل حلال مقدم ہے کہ وہی معین عمل صالح ہے۔

چنانچہ بعض احادیث میں آیا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ عِبَادَةَ مَنْ فِي جَوْفِهِ لُقْمَةٌ مِّنْ حَرَامٍ۔ بے شک اللہ اس شخص کی عبادت قبول نہیں فرمایا جس کے شکم میں لقمہ حرام ہو۔

اور صحیح حدیث میں ہے أَيُّمَا لَحْمٍ نَبَتْ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَىٰ بِهِ۔ جو گوشت رشوت ستانی سے بڑھے تو اس



کے لئے آگ ہی بہتر ہے یعنی وہ گوشت آگ میں جلنے والا ہے یا آگ کا مستحق ہے۔

اور اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلَیْمٌ۔ کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر اعمال اور باطن اعمال سب کا نگران ہے اور انہی اعمال کے مطابق تمہیں اجر و جزا فرمائے گا۔ اس میں مخاطب انبیاء علیہم السلام ہیں اور اس سے مراد اتباع انبیاء ہیں۔

وَ اِنَّ هٰذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنَ۔

وَ اِنَّ هٰذِهِ۔ اور بے شک یہ ملت و شریعت۔

اُمَّتُكُمْ۔ تمہاری ملت ہے اور تمہاری یہ شریعت ہے اور میں تمہارا رب و وحدہ لا شریک ہوں۔

فَاتَّقُوْنَ۔ تو مجھ سے ہی ڈرو۔

جیسے مناطقہ صغریٰ کبریٰ مرتب کر کے بولتے ہیں الْعَالَمُ حَادِثٌ لِاِنَّهُ مُتَغَيِّرٌ۔ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ

حَادِثٌ۔ ایسے ہی یہاں ارشاد ہوا کہ میں تمہارا رب ہوں اس لئے کہ قدیم ہوں اور جو قدیم ہے وہی رب ہے تو نتیجہ نکلا کہ رب قدیم ازلی وابدی ہے ایک ہے۔

فَتَقَطَّعُوا اَمْرَهُمْ۔ تو قطع کر دیئے انہوں نے اپنے کام۔

یَعْنِیْ فَتَفَرَّقُوا وَ تَحَزَّبُوا فِیْ اَمْرِہُمْ۔ انہوں نے تفریق و تخریب کر ڈالی اپنے کام میں۔

بَیْنَهُمْ زُبُرًا۔ اِیْ قِطْعًا۔ زبیر جمع زبور کی ہے اور زبیر بمعنی قطع ہے اِیْ قِطْعًا اِیْ اَمْرٍ دِیْنِہُمْ۔ یعنی امور دینیہ کو

ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْہُمْ فَرِحُوْنَ۔ ہر جماعت جس امر کو پسند کر چکی اس میں خوش ہے۔

یعنی جو بات جن کے رسوم میں ہے اسی پر وہ جے ہوئے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہی اعتقاد صحیح ہے حیث قال

الآلوسی:

وَالْمُرَادُ اِنَّہُمْ مُعْجِبُوْنَ بِہِ مُعْتَقِدُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ۔ یعنی وہ اس پر خوش ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہی

طریقہ حق ہے۔

فَقَدَّرَہُمْ فِیْ غَمْرَاتِہُمْ حَتّٰی حَبِیْنٌ۔ تو اے محبوب انہیں ان کی جہالت میں ایک مدت کے لئے چھوڑ دیجئے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ قریش نے جو امور دینیہ میں کتر بیونت کی ہے انہیں چھوڑ دیجئے۔

غَمْرَاتٌ۔ عربی میں کہتے ہیں الْمَاءُ الَّذِیْ یَغْمِرُ الَّذِیْ یَغْمِرُ الْغَاصَّةَ وَ اَصْلُہَا مِنَ السُّتْرِ وَ الْمُرَادُ بِہَا

الْجِهَالَةُ بِجَامِعِ الْغَلْبَةِ وَ الْاِسْتِہْلَاكِ۔ غمرہ اس پانی کو کہتے ہیں جو ایک جگہ ٹھہرا رہے اور یہاں اس کے معنی آڑ ہیں

اور اس سے مراد جہالت کفار ہے جس میں وہ مغلوب ہیں اور ہلاک ہو رہے ہیں۔

حَتّٰی حَبِیْنٌ۔ ایک مدت مقررہ تک۔ اس سے مراد ان کا وہ قتل ہے جو بدر میں ہوا۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد موت ہے جو کفر پر ہوئی جس کے بعد ان پر عذاب ہوا۔ آگے ارشاد ہے:

اَیْحَسِبُوْنَ اَنْ یَّمْلُکُوْہُمْ بِہِ مِنْ مَّالٍ وَ بَنِیْنٍ۔ کیا ان کا یہ گمان ہے کہ جو ہم مدد کریں انہیں اور عطا فرمائیں مال

اور بیٹوں سے اس پر وہ سمجھتے ہیں کہ

نَسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ۔ جلدی کرتے ہیں ان کے لئے بھلائیوں میں بلکہ ان کو شعور نہیں ہے۔  
یعنی یہ امر اور نہیں تھی یعنی بتوں کی اعانت سے ان کے کام ہوتے ہیں یہ خیال ان کے محض جہالت ہیں انہیں شعور ہی  
نہیں اس لئے کہ وہ کالانعام حیوان ہیں انہیں محسن حقیقی کا شعور ہی نہیں وہ بتوں کی بھینٹوں پر ہی اپنی کارگزاری سمجھتے ہیں اس  
کے بعد ایمان والوں کی تعریف فرمائی۔

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ۔ بے شک وہ اللہ کے خوف سے جھکے ہوئے ہیں۔ اور سہمے ہوئے ہیں۔  
وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ۔ اور اپنے رب کی آیتوں پر وہ ایمان لائے۔ یعنی کتب الہی اور قرآن کریم پر  
ایمان لاتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ۔ اور وہ اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ جیسے مشرکین کا طریقہ تھا۔  
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَٰرْجِعُونَ۔ اور وہ دیتے ہیں جو انہیں دولت ملے زکوٰۃ  
وصدقات سے اور ان کے دل ڈر رہے ہیں انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔  
أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ۔ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور وہ اس کے لئے  
مسابقت کرتے ہیں۔

وَلَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا مَكْتُبٌ بِمَا يَطَّيَّرُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے  
مگر اس کی وسعت و طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے کہ حق بول دیتی ہے۔ یعنی اس میں سچ سچ تمام اعمال مندرج  
ہیں۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ یعنی نہ کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی اور نہ کسی کی بدی بڑھائی جائے گی۔  
اس کے بعد کفار کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:  
بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا۔ بلکہ ان کے دل جہالت میں ہیں اس دین اور قرآن سے نشئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
بَلْ قُلُوبُ الْكُفْرَةِ فِي غَفْلَةٍ غَامِرَةٍ لِّهَا مِمَّا عَلَيْهِ هُوَ لَاءِ الْمَوْصُوفُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی کافروں کے دل  
غفلت میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مؤمنین کی صفات کو نہیں سمجھتے۔

وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ۔ اور ان کے عمل ان عملوں سے جدا ہیں جنہیں وہ کر رہے ہیں۔ یعنی  
جو صفات ایمان والوں کی بیان کی گئیں یہ ان سے اعمال میں بھی بالکل جدا ہیں۔  
حَتَّىٰ إِذَا آخَذْنَا مَثَرًا فِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْرُونَ۔ حتیٰ کہ ہم نے ان کے امیروں کو عذاب میں پکڑا تو وہ  
فریاد کرنے لگے۔

مَثَرًا فِيهِمْ پرا لوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الْمَثَرُ الْمُتَوَسِّعُ فِي النِّعْمَةِ۔ مالدار کے معنی میں اس کا استعمال ہے  
اور ان کے چیخنے اور دہائی دینے کا یہ جواب ہے۔  
لَا تَجْرُوا وَالْيَوْمَ لَكُمْ مَثَلًا لِّتَنْصَرُوا۔ آج چیخوں پکاروں سے کام نہ چلے گا اور تم کو ہماری طرف سے مدد نہیں  
ملے گی۔







تو باوجود ان تمام امور کے جاننے کے وہ انہیں بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُم لِلْحَقِّ كِرْهُونَ - کیا اس ہستی کو کہتے ہیں کہ انہیں جنون ہے بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لائے اور ان میں اکثر کو حق برا لگتا ہے۔

بلکہ انہیں معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دانا اور کامل العقل دوسرا دنیا میں دنیا نے نہ دیکھا اور وہ دین حق لائے۔ قرآن لائے جو توحید اور احکام دین پر مشتمل ہے۔ البتہ ان کی خواہشات نفسانیہ کے مخالف ضرور ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہیں ہر حق بات سے نفرت ہے۔

وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ بَلْ أَتَيْنَهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ - اور اگر حق ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے۔

حق سے مراد قرآن کریم ہے اور ان کی خواہشات کا اتباع یہ کہ قرآن کریم میں وہ مضامین مذکور ہوتے جن کی کفار خواہش کرتے ہیں جیسے ایک وحدہ لا شریک کی بجائے چند خداؤں کا وجود تسلیم کرنا اور خدا کے بیٹا بیٹیاں ماننا وغیرہ۔

بَلْ أَتَيْنَهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ - بلکہ ہم تو ان کے پاس وہ چیز لائے۔ یعنی قرآن کریم۔ جس میں ان کی ناموری تھی تو وہ اپنی عزت سے ہی منحرف ہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالذِّكْرِ الْقُرْآنُ الَّذِي هُوَ فَخْرُهُمْ وَشَرَفُهُمْ حَسْبَمَا يَنْطِقُ بِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ أَيْ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِفَخْرِهِمْ وَشَرَفِهِمْ الَّذِي كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَقْبَلُوا عَلَيْهِ - ذکر سے مراد وہ قرآن کریم ہے جس میں ان کے لئے فخر و شرف ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ یعنی ہم نے تو ان کا فخر و شرف ایسی شان سے بیان فرمایا کہ ان پر لازم تھا کہ اسے قبول کر لیں۔ آگے ارشاد ہے:

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا وَخَرَجُكَ خَيْرٌ ۗ وَهُوَ خَيْرٌ الرَّزْقِينَ ﴿٤٠﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - کیا آپ ان سے کچھ اجرت طلب کرتے ہیں یعنی انہیں ہدایت کرنے اور راہ حق بتانے پر معاوضہ طلب فرماتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں اور وہ کیا دے سکتے ہیں اگر آپ ان سے لینا چاہیں۔

فَخَرَجُكَ خَيْرٌ ۗ وَهُوَ خَيْرٌ الرَّزْقِينَ - تو تمہارے رب کی طرف سے جو معاوضہ اور اجرت ہے وہ سب سے بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزاق ہے۔

اور اس کا فضل آپ پر عظیم ہے اور جو جو نعمتیں اس نے آپ کو عطا فرمائیں وہ بہت کافی وافی ہیں تو آپ کو ان کی کیا پرواہ ہے پھر جب وہ آپ کے اوصاف و کمالات سے بھی واقف ہیں اور قرآن کریم کا اعجاز بھی ان کی نگاہوں میں ہے اور آپ ان سے تعلیم و ہدایت اور تبلیغ کا اجر و عوض بھی طلب نہیں فرماتے تو اب انہیں ایمان لانے میں کیا عذر ہو سکتا ہے سو اس کے کہ ”بے شک آپ انہیں سیدھی راہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔“ تو ان پر لازم ہے کہ حق کی دعوت کو قبول کریں اور داخل اسلام ہو جائیں۔

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَيِّبُونَ - اور بے شک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور وہ

سیدھی راہ سے بہکے اور منحرف ہیں۔ محاورہ ہے قَدْ نَكِبَ عَنِ الصِّرَاطِ۔ یعنی وہ راہ سے منحرف ہو گیا۔ آگے ارشاد ہے:  
 وَلَوْ رَأَوْهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَلَجُؤَانِي تَطْعِيَانِهِمْ يَعْتَهُونَ۔ اور اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور جو مصیبت  
 ان پر پڑی ٹال دیں تو ضرور ہٹ دھرمی کریں گے اور اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں گے۔

إِنَّ الْمُرَادَ بِالضَّرِّ الْقَحْطُ وَالْجُوعُ الَّذِي أَصَابَهُمْ بِدَعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی  
 جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قریش سات برس کے قحط عظیم میں مبتلا ہوئے اور حالت بہت ابتر و خراب ہو گئی تو انہوں  
 نے ابوسفیان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور عرض کرایا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں رحمۃ للعالمین ہوں۔

تو ابوسفیان نے کہا آپ نے بڑوں کو تو بدر میں تہ تیغ کر ڈالا اور جوان کی اولاد بچی اسے بددعا کر کے اس حال میں کر دیا  
 کہ قحط کی وجہ سے فاقوں میں پریشان ہیں۔ بھوک میں ہڈیاں چاہتے ہیں۔ مردار تک کھا رہے ہیں۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا  
 ہوں اور خیرات کا واسطہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم سے اس قحط کو دور فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی قریش نے اس بلا سے نجات پائی اس کا تذکرہ ان آیتوں میں ہے۔ ابن عباس رضی  
 اللہ عنہما سے ہے:

وَقَدْ دَعَا عَلَيْهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فِي مَكَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْمُشْرِكُونَ وَهُوَ قَائِمٌ  
 يُصَلِّي فِي الْبَيْتِ سَلَى جَزُورٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَاتِكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ  
 كَسِنِي يُوسُفَ وَ دَعَا بِذَلِكَ أَيْضًا بِالْمَدِينَةِ فَقَدَرُوا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَكَّةَ شَهْرًا إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ  
 مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ قَوْلِهِ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ انجِ الْوَلِيدَ بْنَ  
 الْوَلِيدِ وَسَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَكَّةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ  
 وَطَاتِكَ۔ الخ

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قحط کی دعا مکہ میں فرمائی جس دن  
 مشرکوں پر یہ بلا نازل کی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز میں کھڑے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی  
 الہی اپنی سختی قبیلہ مضر پر زیادہ کرا الہی ان پر قحط ڈال یوسف علیہ السلام جیسا۔

اور یہی دعا مدینہ میں بھی فرمائی۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ ٹھہرے کہ ایک روز رکعت ثانی میں  
 صبح کی نماز میں سمع اللہ لمن حمدہ فرما کر دعا کی اللھم انج الولید بن الولید۔ الہی ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام  
 اور عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ کو مشرکین سے نجات دے۔ ضعیف مؤمنین کو اور انہیں مکہ والوں سے بچالے الہی ان پر اپنی پکڑ  
 عذاب سخت فرما۔

اور ایک روایت میں ہے جس کا ترجمہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ جَاءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
 أَلَسْتُ تَزْعَمُ أَنَّكَ بُعِثْتَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَقَدْ قَتَلْتَ الْأَبَاءَ بِالسَّيْفِ وَالْأَبْنََاءَ بِالْجُوعِ إِنَّكَ تَأْمُرُ  
 بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَأَنْتَ قَدْ قَطَعْتَ أَرْحَامَنَا۔ الخ



اور علامہ برہان الدین حلی رحمہ اللہ اپنی سیرت میں فرماتے ہیں:

أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أَثَالِ الْحَنْفِيِّ جَاءَتْ بِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ سَرِيَّةُ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ حِينَ بَعَثَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي بَكْرٍ بْنِ كِلَابٍ فَأَسْلَمَ بَعْدَ أَنْ اِمْتَنَعَ مِنَ الْإِسْلَامِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَلَمَّا قَدِمَ بَطْنَ مَكَّةَ لَبَّى وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ دَخَلَهَا مُلَبِّيًا وَمِنْ هُنَا قَالَ الْحَنْفِيُّ-

وَمِنَّا الَّذِي لَبَّى بِمَكَّةَ مُعَلِّنًا بِرَغْمِ أَبِي سُفْيَانَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرْمِ فَأَخَذَتْهُ قُرَيْشٌ فَقَالُوا لَقَدْ اجْتَرَأَتْ عَلَيْنَا وَقَدْ صَبَوْتَ يَا ثُمَامَةَ قَالَ أَسْلَمْتُ وَاتَّبَعْتُ خَيْرَ دِينٍ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصِلُ إِلَيْكُمْ حَبَّةٌ مِّنَ الْيَمَامَةِ وَكَانَتْ رِيْفَالًا هَلِ مَكَّةَ شَيْئًا حَتَّى أَضْرَبِيهِمُ الْجُوعُ وَأَكَلْتُ قُرَيْشُ الْعَلْهَزَ-

فَكَتَبَ قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ بُعِثْتَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَقَدْ قَتَلْتَ الْأَبَاءَ بِالسِّيفِ وَالْأَبْنَاءَ بِالْجُوعِ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَأَنْتَ قَدْ قَطَعْتَ أَرْحَامَنَا- فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ثُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَلِّ بَيْنَ قَوْمِي وَبَيْنَ مِيرَتِهِمْ فَفَعَلَ-

ثمامہ بن اثال حنفی مدینہ پر سریہ محمد بن مسلمہ کے مقابل آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سریہ بنی بکر بن کلاب پر بھیجا تھا تو ثمامہ اسلام لے آئے صرف تین دن مقابلہ کیا تھا اور اس کے بعد عمرہ کرنے مکہ مکرمہ آئے تو جب مکہ کے اندر پہنچے تو تلبیہ فرمایا اور یہ ثمامہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مکہ معظمہ میں اول تلبیہ کیا اور اسی وقت کا یہ شعر ان کا مشہور ہے:

وَمِنَّا الَّذِي لَبَّى بِمَكَّةَ مُعَلِّنًا بِرَغْمِ أَبِي سُفْيَانَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرْمِ (اور ہم ہی میں سے وہ آدمی ہے جس نے مکہ میں علی الاعلان تلبیہ کہا اور حرمت کے مہینوں میں تلبیہ کہہ کر ابوسفیان کو ذلیل کیا۔)

تو قریش نے آپ کو گھیر لیا اور کہا تم نے ہم پر جرات کی با آنکہ تم تو اسلام کے خلاف تھے۔ ثمامہ نے فرمایا میں اسلام لایا اور بہترین دین دین محمد کا اتباع کیا۔ اب تمہیں یمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں ملے گا اور ثمامہ اہل مکہ کے قریبی تھے۔ حتیٰ کہ مکہ والوں پر بھوک پڑی اور قحط اتنا مسلط ہوا کہ وہ گندگی کھانے پر مجبور ہو گئے۔

تو قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک عریضہ بھیجا جس میں لکھا کہ آپ کا گمان ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ نے ہمارے آباء تلوار سے کاٹ دیئے اور ان کی اولاد کو قحط سے ہلاک کر رہے ہیں۔ آپ تو صلہ رحمی کا حکم دینے والے ہیں اور خود قطع رحم فرما رہے ہیں۔

یہ نامہ پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم آ گیا اور ثمامہ کو حکم بھیج دیا کہ میری قوم میں جو رکاوٹ ڈالی ہے وہ ختم کر دو چنانچہ ثمامہ نے غلہ وغیرہ یمامہ سے ان پر کھول دیا۔

اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِلرَّبِّهِمْ وَمَا يَبْصُرُ عُنُونُ- اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا



تو بھی وہ نہ جھکے اپنے رب کے لئے اور تضرع نہ کی۔

استکانہ کی تصریح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ۔ حتیٰ کہ جب ہم نے عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو وہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔

مُبْلِسُونَ۔ مُتَخَيِّرُونَ۔ اِسْئُونَ۔ کے معنی دیتا ہے یعنی تمام بھلائیوں سے مایوس ہو گئے جیسا کہ دوسری جگہ قرآن پاک میں ہے: وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ - لَا يُفْقَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بہت ہی کم ہیں تم میں شکر گزار اور وہی جس نے پھیلایا تمہیں زمین میں اور اسی کی طرف اٹھنا ہے

اور وہی ہے جو جلانے اور مارے اور اسی کے لئے ہے رات دن کی تبدیلیاں کیا تمہیں عقل نہیں بلکہ کہا انہوں نے وہی جو کہا پہلوں نے

بولے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے

بے شک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا تو یہ نہیں مگر وہی اگلی داستانیں ہیں

فرمادیتے کس کا ہے جو زمین میں ہے اور جو اس میں ہے اگر تم جانتے ہو

فوراً کہیں گے کہ اللہ کے لئے فرمادیتے کیا تم نہیں سوچتے فرمادیتے کون ہے رب ساتوں آسمان کا اور مالک عرش عظیم کا

فوراً کہیں گے اللہ۔ فرمائیے تو کیوں نہیں ڈرتے فرمادیتے کون ہے جس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی ملکیت

اور وہ پناہ دیتا ہے اور وہ پناہ نہیں لیتا اگر تم جانتے ہو فوراً کہیں گے اللہ ہی ہے فرمائیے تو پھر کس جادو میں مسور ہو

بلکہ ہم لائے ان کے پاس حق اور بے شک وہ جھوٹے ہیں

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾  
وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٤٩﴾

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٠﴾  
بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٥١﴾

قَالُوا إِذَا مَا مِثْلًا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ۗ إِنَّا لَبَعُوثُونَ ﴿٥٢﴾  
لَقَدْ وَعَدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ ۖ إِن هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٥٣﴾

قُلْ لِيِنَّ الْأَرْضِ وَمَنْ فِيهَا ۖ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٥٤﴾

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۗ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٥٥﴾  
قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٥٦﴾

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۗ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾  
قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ ۖ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٥٨﴾

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۗ قُلْ فَأَلِيُّ سِحْرُونَ ﴿٥٩﴾  
بَلْ آتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٦٠﴾

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ  
إِذْ أَذْهَبَ كُلَّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَعَلَىٰ بَعْضُهُمْ  
عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿١١﴾  
عَلِيمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعَلَىٰ عَمَّا  
يُشْرِكُونَ ﴿١٢﴾

نہیں بنا لیا اللہ نے کوئی بچہ اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا  
ہے۔ یوں ہوتا تو لے جاتا ہر خدا اپنی مخلوق کو اور ضرور  
بلندی چاہتا ایک دوسرے پر پاک ہے وہ ان صفتوں سے  
جاننے والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا بلندی ہے اسے ان  
کے شرک سے

### حل لغات پانچواں رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

و۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِي۔ وہ ہے جس نے	أُنْشَأ۔ پیدا کئے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	السَّمْعِ۔ کان	و۔ اور	الْأَبْصَارِ۔ آنکھیں
و۔ اور	الْأَقْدَاةَ۔ دل	قَلِيلًا۔ تھوڑے ہیں	مَا۔ جو
تَشْكُرُونَ۔ شکر کرتے ہو تم	و۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِي۔ وہ ہے جس نے
ذَمًّا۔ پھیلایا	كُم۔ تم کو	فِي۔ بیچ	الْأَرْضِ۔ زمین کے
و۔ اور	إِلَيْهِ۔ اس کی طرف	تُحْشَرُونَ۔ تم اکٹھے کئے جاؤ گے	
و۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِي۔ وہ ہے جو	يُحْيِ۔ زندہ کرتا ہے
و۔ اور	يُمِيتُ۔ مارتا ہے	و۔ اور	لَهُ۔ اسی کے لئے ہے
اِخْتِلَافٍ۔ تبدیلی	الَّيْلِ۔ رات	و۔ اور	النَّهَارِ۔ دن کی
آ۔ کیا	فَلَا۔ پھر نہیں	تَعْقِلُونَ۔ سوچتے تم	بَلْ۔ بلکہ
قَالُوا۔ کہنے لگے	مِثْلَ۔ مثل	مَا۔ اس کی جو	قَالَ۔ کہا
الْأَوْلَادِ۔ پہلوں نے	قَالُوا۔ کہنے لگے	عَإِذَا۔ کیا جب	مِثْلًا۔ ہم مرجائیں گے
و۔ اور	كُنَّا۔ ہو جائیں گے	تُرَابًا۔ مٹی	و۔ اور
عِظَامًا۔ ہڈیاں	عَ۔ کیا	إِنَّا۔ ہم	لَمَبْعُوثُونَ۔ اٹھائے جائیں گے
لَقَدْ۔ بے شک	وَعِدْنَا۔ وعدہ دیئے گئے ہیں	نَحْنُ۔ ہم	و۔ اور
أَبَاؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا	هَذَا۔ اس کا	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے	إِنْ۔ نہیں
هَذَا۔ یہ	إِلَّا۔ مگر	أَسَاطِيرُ۔ کہانیاں ہیں	الْأُولَئِينَ۔ پہلوں کی
قُلْ۔ کہو	لِيْنِ۔ کس کی ہے	الْأَرْضِ۔ زمین	و۔ اور
مَنْ۔ جو	فِيهَا۔ اس میں ہے	إِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم
تَعْلَمُونَ۔ جانتے	سَيَقُولُونَ۔ جلدی کہیں گے	بِاللَّهِ۔ اللہ کی	قُلْ۔ کہہ
أَفَلَا۔ کیا پھر نہیں	تَذَكَّرُونَ۔ نصیحت پکڑتے تم	قُلْ۔ کہہ	مَنْ۔ کون ہے

و۔ اور	السَّمَوَاتِ۔ آسمانوں	رَبُّ۔ رب
سَيَقُولُونَ۔ ضرور کہیں گے	الْعَرْشِ۔ عرش	رَبُّ۔ رب
فَلَا۔ پھر نہیں	قُلْ۔ کہہ	يَلِيهِ۔ اللہ
مَنْ۔ کون ہے جس کے	قُلْ۔ کہہ	تَتَّقُونَ۔ تم ڈرتے ہو (اللہ سے)
شَيْءٍ۔ چیز کی	كُلٌّ۔ ہر	بِيَدِهِ۔ ہاتھ میں ہے
و۔ اور	يُجِيرُ۔ پناہ دیتا ہے	و۔ اور
إِنْ۔ اگر	عَلَيْهِ۔ اس کے خلاف	لَا۔ نہیں
يَلِيهِ۔ اللہ کی	سَيَقُولُونَ۔ ضرور کہیں گے	كُنْتُمْ۔ ہو تم
بَلْ۔ بلکہ	تُسْحَرُونَ۔ جادو کئے جاتے ہو	قُلْ۔ کہو
و۔ اور	بِالْحَقِّ۔ حق	أَتَيْنَهُمْ۔ لائے ہم ان کے پاس
اللَّهُ۔ اللہ نے	اتَّخَذَ۔ بنائی	لَكذِبُونَ۔ جھوٹے ہیں
كَانَ۔ ہے	مَا۔ نہیں	و۔ اور
لَذَهَبَ۔ لے جاتا	إِذَا۔ تو اس وقت	مِنْ۔ کوئی اولاد
خَلَقَ۔ اس نے پیدا کیا	بِمَا۔ جو	مَعَهُ۔ ساتھ اس کے
عَلَى۔ اوپر	بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا	كُلٌّ۔ ہر
عَمَّا۔ اس سے جو	اللَّهُ۔ اللہ	و۔ اور
و۔ اور	الْغَيْبِ۔ غیب	بَعْضٍ۔ بعض کے
يُشْرِكُونَ۔ شرک کرتے ہیں	عَمَّا۔ اس سے جو	يَصِفُونَ۔ بیان کرتے ہیں
		الشَّهَادَةِ۔ حاضر کا

### خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔ سورہ مومنون۔ پ ۱۸

اس رکوع میں اول اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ساتھ اپنا تعارف کراتا ہے اور فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَنشأكم السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لئے کان، آنکھ اور دل بنائے، تم بہت ہی کم شکر گزار ہو۔

کان اگر نہ دیئے جاتے تو تم سننے کی نعمت سے محروم رہ جاتے۔ آنکھ اگر نہ ملتی تو دنیا تمہارے لئے تاریک تھی۔ دل نہ ہوتا تو تم کچھ سمجھ ہی نہ سکتے۔ دینی دنیاوی منافع کا تمہیں علم ہی نہ ہوتا۔ اور تم میں شکر گزار بندے بہت ہی کم ہیں کہ تم نے ان نعمتوں کی قدر نہ جانی اور آنکھ کان دل سے فائدہ نہ اٹھایا اگر فائدہ اٹھاتے تو آیات الہی سن کر معرفت الہی حاصل کرتے اور اپنے منعم حقیقی کا حق پہچان کر شکر گزار بنتے اور نفع اٹھاتے۔ آگے دوسری نعمت بیان فرمائی اور ارشاد ہوا:

وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔ اور وہی اللہ ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔ قیامت کے دن۔ پھر تیسری نعمت ارشاد فرمائی اور ارشاد ہوا:



وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ اور وہی قادر علی الاطلاق ہے جو جلائے اور مارے اور اسی کے لئے ہیں رات دن کی تبدیلیاں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی بے جان قطرہ کو بڑھا کر جاندار بنانا اور جاندار بنا کر اشرف مخلوق کرنا پھر چڑھا بڑھا کر موت دے دینا یہ سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہے جس سے تم بھٹکتے پھر رہے ہو پھر رات دن کی تبدیلی، تاریکی کے بعد روشنی، دن کے بعد رات پھر کبھی دن بڑا ہونا کبھی رات یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے ہیں اگر تم عقل کی روشنی سے دیکھو ورنہ اوراق لیل و نہار گردان کر مثل بہائم و حمار مرنا ضرور ہے۔

یہ وہ نعمتیں ہیں جن پر انسان قدرت نہیں رکھتا۔ مگر باوجود ایسی بے مثل نعمتوں کے عطا کے تمہارے سرکش باغی کافر وہی کہتے ہیں جو پہلی ہلاک شدہ قومیں کہہ کر ہلاک ہو گئیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

بَلْ قَالُوا امِثْلَ مَا قَالِ الْاَوَّلُونَ۔ بلکہ یہ کافر بھی پہلے کافروں کی طرح کہتے ہیں وہ کیا کہتے تھے یہی کہ قَالُوا اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اِنَّا لَبَعُوثُونَ ﴿۸۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ وہ بولے کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے بے شک یہی وعدہ جو ہمیں دیا ہے ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا اور یہ کچھ نہیں مگر وہی پرانی داستانیں ہیں۔

کفار کے اس خیال خام کارد فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ ان سے چند سوالات فرمائیں چنانچہ فرمایا:

قُلْ لِيَمِنَ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ فرمائیے کس کی ملک ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو۔

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۗ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔ فوراً کہیں گے کہ اللہ کا۔ اس لئے کہ بغیر اس کے کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے مقرر ہیں تو آپ فرمائیں پھر کیوں نہیں سوچتے اور ان سے سوال کیجئے۔

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ فرمائیے کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور عرش عظیم کا۔ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ۔ فوراً کہیں گے سب اللہ کے لئے ہے۔

قُلْ اَفَلَا تَتَّقُونَ۔ فرمائیے تو کیوں نہیں ڈرتے۔

اس لئے کہ جب ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب وہی زمین اور آسمانوں اور سب کائنات کو ابتدا پیدا کرنے والا ہے تو پھر مرنے کے بعد زندہ کرنے پر وہ قادر کیوں نہیں۔ پھر ان سے دریافت فرمائیے۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهَا مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيزُ وَّلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ فرمائیں بتاؤ کس کے ہاتھ میں تمام اشیاء کا قابو ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تم جانتے ہو یعنی حقیقی قدرت و اختیار تمام عالم پر کس کا ہے۔

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ۔ فوراً کہیں گے اللہ کا۔

قُلْ فَإِنِّي تُسْحَرُونَ۔ آپ فرمائیں پھر کس جادو کے دھوکے میں مسحور ہو۔

یعنی کس شیطانی دھوکے میں ہو کہ توحید و طاعت الہی چھوڑ کر حق کو باطل سمجھ رہے ہو اس لئے کہ تم خود مقرر ہو کہ قدرت حقیقی اسی واحد قہار کے یہ قدرت میں ہے حتیٰ کہ وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے سوا کوئی پناہ دہندہ نہیں تو جو پناہ دہندہ نہیں اس کی عبادت قطعاً غلط ہے پھر ارشاد ہے:

بَلْ آتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بے شک جھوٹے ہیں۔  
مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذْ أَذَىٰ إِلَهُ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ  
سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۝ عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَلَّىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

اللہ تعالیٰ کی نہ اولاد ہو سکتی نہ اس کا شریک۔ وہ اس سے منزہ ہے۔

اور اولاد وہی ہو سکتی ہے جو ہم جنس ہو۔

اور ہم جنس اپنی جنس کے مقابلہ میں اپنی برتری اور غلبہ چاہتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ دوسرا خدا ہونا باطل ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَٰهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ اسے برہان تمنع کہتے ہیں۔

### مختصر تفسیر اردو پانچوں رکوع۔ سورہ مومنون۔ پ ۱۸

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ اور وہی ذات قادر علی الاطلاق ہے جس نے پیدا فرمائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل۔ تم میں بہت کم ہیں جو شکر کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔ پہلے سماعت پھر بصارت پھر دل۔

ہر سہ نعمتوں میں سے سمع کو مقدم رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ سماعت کے ذریعہ منافع زیادہ حاصل ہوتے ہیں اور اسے مفرد اس لئے کیا کہ وہ مصدر ہے اور مصدر کو جمع کرنا خلاف فصاحت ہے۔

بعض نے کہا اس کے افراد کی وجہ یہ ہے کہ سماعت ایک قسم کی مدرک کا ادراک کرتی ہے اور وہ صرف اصوات ہیں۔ بخلاف بصر کے کہ وہ ادراک کرتی ہے روشنیوں اور الوان و اکوان اور اشکال وغیرہ سب کا۔

اور دل کا جمع بھی اس حکمت سے ہوا کہ وہ مدرک انواع عشتی ہے تصورات اور تصدیقات سب اس سے ہی متعلق ہیں اور آیت کریمہ مشیر ہے دلیل حسی و عقلی کی طرف۔

بنابریں سمع کا افراد اور بصر و فواد جمع ہی مناسب تھا۔

اب قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ اس لئے فرمایا کہ اور نعمتیں تو اتنی ہیں کہ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا فرما کر بتا دیا کہ تم ہماری نعمتوں کا احصاء و شمار نہیں کر سکتے۔

لیکن ان نعمتوں پر غور کرو تو تمہیں ظاہر و باہر ہو سکتا ہے کہ تمام نعمتیں اور ان کا سمجھنا انہیں تین نعمتوں پر موقوف ہے۔

اگر یہ تین نعمتیں نہ ہوں تو تمہارا جو ہر عقل بھی بے کار ہو کر رہ جائے اس لئے کہ وہ عقل جو مملکت انسانی پر حکمران ہے اس کی کا بینہ کے وزراء اعلیٰ یہی تین ہیں۔

سامعہ اگر بائیکاٹ کر دے اور اپنے فرائض سے دستبردار ہو جائے تو عقل جو گورنر جنرل حکومت جسم ہے محض بیکار رہ جائے۔ مسوعات ہی وہ محکمہ ہے جس کے بھروسے عقل کی تمام اچھل کود ہے۔

اسی طرح باصرہ کا حال ہے کہ اس کی مدد اور تعاون کی بدولت ہی عقل مبصرات میں اپنے تصرفات کرتی ہے اگر یہ اپنا دروازہ بند کر لے تو عقل ٹوٹتی رہ جائے اور مملکت کے نظام میں اندھی بن کر خود بھی اندھی ہو جائے۔

یہی حال فواد کا ہے جسے دل کہتے ہیں اگر یہ حضرت محسوسات و تصورات اور تصدیقات میں اپنی رائے نہ دیں تو بے چاری عقل کو ری عقل ہی رہ جائے۔ اور کچھ مملکت جسم و جسمانیات میں تصرف نہ کر سکے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سمع و بصر اس لئے نعمت ہے۔

لِتَحْسُوا بِهَا الْآيَاتِ التَّنْزِيلِيَّةِ وَالتَّكْوِينِيَّةِ وَالْأَفْئِدَةَ لِتَتَفَكَّرُوا بِهَا فِي الْآيَاتِ وَتَسْتَدِلُّوا بِهَا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَنَافِعِ وَقَدْ مَ السَّمْعَ لِكثْرَةِ مَنَافِعِهِ وَأَفْرَدَ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ فِي الْأَصْلِ وَلَمْ يَجْمَعُهُ الْفَصْحَاءُ فِي الْأَكْثَرِ۔

وَقِيلَ أَفْرَدَ لِأَنَّهُ لَا يُدْرِكُ بِهِ نَوْعٌ وَاحِدٌ مِنَ الْمُدْرَكَاتِ وَهُوَ الْأَصْوَاتُ بِخِلَافِ الْبَصْرِ فَإِنَّهُ يُدْرِكُ بِهِ الْأَصْوَاءَ وَالْأَلْوَانَ وَالْأَكْوَانَ وَالْأَشْكَالَ وَبِخِلَافِ الْفَوَادِ فَإِنَّهُ يُدْرِكُ بِهِ أَنْوَاعَ شَتَّى مِنَ التَّصَوُّرَاتِ وَالتَّصَدِيقَاتِ وَفِي الْآيَةِ إِشَارَةٌ إِلَى الدَّلِيلِ الْحِسِّيِّ وَالْعَقْلِيِّ۔

قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ۔ اِي شُكْرًا قَلِيلًا تَشْكُرُونَ تِلْكَ النِّعَمَ الْجَلِيلَةَ۔

اس کے بعد چوتھی نعمت کا ذکر فرمایا گیا حیث قال:

وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور بعد مرنے کے تمہیں اسی طرف اٹھنا ہے۔

یعنی تم اس میں استبعاد عقلی سمجھے ہوئے ہو لیکن جب تمہیں زمین میں ہم نے پھیلایا اس وقت تمہاری عقل کیا کہتی تھی جب تم ایک قطرہ سے خون بنے پھر مضغ بنے پھر ہڈیاں ہوئے اور پھر جاندار بن کر انسان کی شکل میں آگئے پھر تم جب مر جاؤ گے تو زندہ ہونا تمہارا ہماری قدرت سے کیوں باہر ہے۔

پھر پانچویں نعمت کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ اور وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں لیل و نہار کا تغیر و تبدل ہے کیوں نہیں غور و فکر کرتے کیا بے عقل ہو۔

زندہ رکھنا اور موت دے دینا یہ تمہارے قبضہ قدرت سے باہر ہے ایسے ہی رات دن کی تبدیلیاں پھر ان میں کبھی دن بڑا ہونا کبھی رات کا بڑا ہونا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے یہ قدرت میں ہے ان تمام شیوں کی قدرت پر غور کرنے سے تمہیں واضح ہو سکتا ہے کہ اس قادر علی الاطلاق کے تحت قدرت جمیع ممکنات ہیں اور جس کے تحت قدرت جمیع ممکنات ہیں وہی معبود حقیقی الہ حقیقی ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ان پانچوں نعمتوں کا جواب ان کے پاس کچھ نہیں۔



بَلْ قَالُوا امِثْلَ مَا قَالِ الْاُولُوْنَ۔ بلکہ وہ وہی کہیں گے جو ان کے پہلے آباء و اجداد کہتے تھے۔

اس لئے کہ یہ بھی بے دین ہیں اور وہ بھی بے دین تھے اور بے دین اپنی بے دینی میں لایعقل کا لانعام ہی ہوتے ہیں۔

قَالُوْا اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ

هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاُولٰٓئِیْنَ ﴿۸۸﴾۔

وہ بولے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ بے شک یہی وعدہ

دیئے گئے ہم اور ہمارے باپ دادا پہلے یہ کچھ نہیں مگر پرانی کہانیاں ہیں۔

یہ انہوں نے اس بنا پر کہا کہ انبیاء کرام بعث بعد الموت کی پہلے بھی خبر دیتے رہے ہیں تو ان کے گمان باطل میں یہ محض

اکاذیب کا مجموعہ تھا۔ اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا:

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَاَمَّنْ فِیْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ان سے فرمائیں اچھا یہ تو بتاؤ یہ زمین کس کی ہے اور جو کچھ اس

میں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو۔

یعنی اگر تم اہل علم و عقل ہو اور سمجھ رکھتے ہو تو بتاؤ۔ تو ارشاد ہے:

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۗ۔ فوراً کہیں گے سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

یعنی ان کی عقل بداہتہ مجبور و مضطر کر کے یہی جواب کہلائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تو کوئی اور مالک نہیں ہے۔ تو اے

محبوب پھر انہیں فرمائیے:

قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ تم کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے۔ پھر ان سے پوچھئے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اور فرمائیے کون رب سماوات سب سے ہے اور کون رب ہے

عرش عظیم کا۔ اس پر بھی

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ۔ فوراً بولیں گے یہ بھی سب اللہ کے لئے ہے۔ تو اس پر انہیں تو بیجا فرمائیں:

قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ تو کیوں نہیں ڈرتے۔ پھر ارشاد ہوا:

قُلْ مَنْ بِيَدِهَا مَلٰٓئِكُتٌ كُلٌّ شَيْءٌ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَاِلٰی جَاۤءِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ فرمائیے کون ہے جس کے

دست قدرت میں ملکیت ہے ہر شے کی اور وہی پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دے سکتا اس سے کوئی اگر تم جانتے ہو۔ تو وہ

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ۔ فوراً کہیں گے یہ قدرت سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں۔ تو آپ انہیں فرمائیں:

قُلْ قَاتِلُوْا نَفْسَ النَّفْسِ الْوٰجِدَةِ۔ تو پھر کہاں سے مسحور ہو کر دھوکے میں پڑے ہوئے ہو۔

مسحور مخل العقول کو کہتے ہیں۔ اس کے بعد محاکمہ فرما کر ارشاد ہے:

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ بلکہ لائے ہم ان کے پاس حق اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلٍ وَّاَمَّا كَانَ مَعَهُ مِنَ الْاِلٰهِ اِذَا ذٰلَہٗبَ كُلُّ الْاِلٰہِ بِمَا خَلَقَ وَّلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عَلِيْمِ الْغَيْبِ وَالشَّہَادَةِ فَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾۔

نہیں پکڑا اللہ نے کوئی بیٹا اور نہیں اس کے ساتھ کوئی معبود (اگر ایسا ہوتا) تو ضرور لے جاتا ہر خدا سے جو اس نے پیدا کیا

اور ہر ایک دوسرے پر بلندی چاہتا پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو صفات بیان کرتے ہیں۔ غیب اور حاضر کا عالم ہے تو بلند ہے اس سے جو شرک کرتے ہیں۔

مشرکین و نصاریٰ اور یہودی حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ پر افتراء کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اس کا رد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نہ اولاد ہے اس لئے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اپنی تمام صفات میں چنانچہ ارشاد ہے:

کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا خدا ہوتا تو وہ خدا اپنی مخلوق کو لے جاتا اور پہلے خدا سے اپنی بلندی چاہتا اور پہلا خدا اپنے کو غالب کرتا آخرش نتیجہ یہی ہوتا کہ عالم میں فساد واقع ہو جاتا۔ چنانچہ برہان تمانع کے طور پر ارشاد ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر ہوتے چند خدا سوا ایک وحدہ لا شریک لہ کے تو یقیناً سب کچھ فاسد ہوتا یعنی کچھ بھی نہ رہتا۔ آگے تزییہ ذات واجب تعالیٰ پر مبالغہ ارشاد ہوا:

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ⑩۔ وہ پاک ہے ایسی صفتوں سے۔

عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ وہ عالم ہے ہر نہاں اور عیاں کا تو بلند ہے اس کی ذات شرک وغیرہ

۔

### بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

عرض کیجئے اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو ان کو وعدہ دیا جاتا ہے

تو اے میرے رب مجھے نہ کر اس ظالم قوم کے ساتھ اور بے شک ہم تمہیں دکھا دیں گے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں بے شک ہم قادر ہیں

دفع کر ایسی بھلائی سے اس برائی کو ہم خوب جانتے ہیں جو یہ باتیں بناتے ہیں

اور آپ عرض کریں اے میرے رب تیری پناہ مانگتا ہوں دوسوں سے شیطانوں کے اور پناہ مانگتا ہوں تیری اے

میرے رب کہ وہ میرے پاس آئیں حتیٰ کہ جب آئے ان میں کسی کو موت تو کہتا ہے اے میرے رب کاش مجھے واپس پھیر دے

کہ نیک عمل کروں جو کچھ ترک کیا میں نے ہرگز نہیں وہ ایک بات ہے جو کہہ رہا ہے اور ان کے آگے ایک برزخ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے

قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيدُنِي مَا يُوعَدُونَ ⑪

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑫

وَإِنِّي أَعْلَىٰ أَنْ تُدْرِكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدْ أُرْوُونَ ⑬

إِذْ فَعِمَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ ⑭ نَحْنُ أَعْلَمُ

بِمَا يَصِفُونَ ⑮

وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ⑯

وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ ⑰

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ

ارْجِعُونِ ⑱

لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا

كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ

يَوْمِ يُبْعَثُونَ ⑲



تو جب صور پھونکا جائے تو کوئی رشتے نہ رہیں اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے جائیں

تو جن کی تو لیں بھاری ہوئیں وہی مراد کو پہنچے

اور جن کی تو لیں ہلکی پڑیں تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے  
لیٹ مارے گی ان کے مونہوں پر اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے

کیا تم پر نہ پڑھی جاتی تھیں میری آیتیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے

کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے

اے ہمارے رب ہمیں نکال اس جہنم سے تو اگر ہم لوٹ کر وہی کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں

رب تعالیٰ فرمائے دھتکارے پڑے رہو اس آگ میں اور مجھ سے بات نہ کرو

بے شک تھا ایک گروہ میرے بندوں کا کہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے

تو تم نے انہیں مسخر بنا لیا حتیٰ کہ بھول گئے میری یاد اور رہے تم ان سے مسخری کرتے۔ ٹھٹھا کرتے

بے شک آج میں بدلہ دوں گا انہیں ان کے صبر کا یہی کہ وہ کامیاب ہیں

بولے ہم زمین میں کتنے ٹھہرے برسوں کی گنتی سے بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا کچھ حصہ تو پوچھو گنتی

والوں سے فرمایا تم نہ ٹھہرے تم مگر بہت اگر تمہیں علم ہوتا

تو کیا اس گمان میں ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار بنایا اور

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَاءَلُوْنَ ۝۱۱

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۲  
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝۱۳

تَلْفَحُ وُجُوْهُهُمْ النَّارُ وَّهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝۱۴

اَلَمْ تَكُنْ اِيْتِيْ تَتْلٰى عَلٰیكُمْ فَاَنْتُمْ بِهَا تُكٰذِبُوْنَ ۝۱۵

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضٰلِّيْنَ ۝۱۶

رَبَّنَا اٰخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۷

قَالَ اٰخِسُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ ۝۱۸

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقًا مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيْمِيْنَ ۝۱۹

فَاَتَّخَذْتُوْهُمْ سَخِرِيًّا حَتّٰى اَنْسُوْكُمْ ذِكْرِيْ وَاَنْتُمْ مِنْهُمْ تَصْحٰكُوْنَ ۝۲۰

اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا اِنَّهُمْ هُمُ الْفٰرِزُوْنَ ۝۲۱

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝۲۲  
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِ الْعٰدِيْنَ ۝۲۳

قُلْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۴

اَفَحَسِبْتُمْ اَنْنَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا



تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾  
 فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ  
 الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١٦﴾  
 وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ  
 فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ  
 الْكَافِرُونَ ﴿١٧﴾  
 وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ  
 الرَّاحِمِينَ ﴿١٨﴾

تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں  
 تو بلند ہے اللہ سچا بادشاہ نہیں کوئی معبود مگر وہی عزت  
 والے عرش کا مالک  
 اور جو پوجے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بلا دلیل تو اس کا  
 حساب اس کے رب کے پاس بے شک نہیں چھٹکارا  
 کافروں کو  
 اور آپ عرض کریں اے میرے رب بخش دے اور رحم  
 فرما اور تو سب سے برتر رحم والا ہے

### حل لغات چھٹارکوع - سورة مومنون - پ ۱۸

قُلْ - کہہ	رَبِّ - اے میرے رب	إِنَّمَا - اگر	تُرْجَعُونَ - دکھائے تو مجھے
مَا - جو	يُوعَدُونَ - وہ وعدے دیئے جاتے ہیں	رَبِّ - تو اے میرے رب	تُرْجَعُونَ - دکھائے تو مجھے
فَلَا - نہ	تَجْعَلَنِي - کر مجھ کو	فِي - بیچ	الْقَوْمِ - قوم
الظَّالِمِينَ - ظالموں کے	و - اور	إِنَّمَا - بے شک ہم	عَلَى - اوپر
أَنْ - اس کے کہ	تُرِيكَ - دکھائیں تجھ کو	مَا - جو	نَعِدُهُمْ - وعدہ دیتے ہیں
ہم ان کو	لَقَدِيرُونَ - البتہ قادر ہیں	إِدْفَعُ - روک	بِالَّتِي - ایسی چیز سے کہ
ہی - وہ	أَحْسَنُ - اچھی ہو	السَّيِّئَةِ - برائی کو	نَحْنُ - ہم
أَعْلَمُ - خوب جانتے ہیں	بِنَا - جو	يَصِفُونَ - وہ بیان کرتے ہیں	و - اور
قُلْ - کہہ	رَبِّ - اے میرے رب	أَعُوذُ - میں پناہ لیتا ہوں	بِكَ - تیری
مِنْ هَمَزَاتٍ - وساوس	الشَّيْطَانِ - شیطانوں سے	و - اور	أَعُوذُ - پناہ لیتا ہوں
بِكَ - تیری	رَبِّ - اے میرے رب	أَنْ - یہ کہ	يَحْضُرُونَ - وہ حاضر ہوں میرے پاس
حَتَّى - یہاں تک کہ	إِذَا - جب	جَاءَ - آتی ہے	أَحَدَهُمْ - ان میں سے ایک کو
الْمَوْتِ - موت تو	قَالَ - کہتا ہے	رَبِّ - اے میرے رب	أُرْجَعُونَ - مجھے واپس کر
لَعَلِّي - تاکہ میں	أَعْمَلُ - عمل کروں	صَالِحًا - نیک	فِيهَا - اس میں جو
تَرَكْتُ - میں چھوڑ آیا	كَلَّا - ہرگز نہیں	إِنَّهَا - بے شک وہ	كَلِمَةٌ - ایک بات ہے
هُوَ - کہ وہ	قَالَ لَهُلَّا - کہنے والا ہے اس کو	و - اور	مِنْ وَرَاءِ بِيْهِمْ - ان کے پیچھے
بُرْزَخٍ - پردہ ہے	إِلَى - طرف	يَوْمٍ - دن	يُبْعَثُونَ - قیامت کی
فَإِذَا - تو جب	تُفْعَخُ - پھونکا جائے گا	فِي الصُّورِ - قرناء	فَلَا - تو نہ
أَنْسَابٍ - نسب ہوگا	بَيْنَهُمْ - ان کے درمیان	يَوْمَئِذٍ - اس دن	و - اور

لَا نَهْ نَقَلْتْ بھاری ہوا  
 مَوَازِينُهُ وَزَنَ اور  
 الْمَفْلُحُونَ مراد پانے والے  
 مَوَازِينُهُ تَوَلَّی  
 أَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں کو  
 تَتَفَاحُ جھلس دے گی  
 هُمْ وَهْ  
 لَمْ نَهْ  
 عَلَيْكُمْ تم پر  
 قَالُوا کہیں گے  
 شَقَوْنَا ہماری بدبختی  
 ضَالِّينَ گمراہ  
 قَانِ پھر اگر  
 قَالَ فرمائے گا  
 لَا نَهْ  
 فَرِيقٌ ایک فرقہ  
 رَبَّنَا اے ہمارے رب  
 وَ اور  
 خَيْرٌ سب سے زائد  
 سَخِرِيًّا ٹھٹھا  
 ذِكْرِي میری یاد سے  
 تَصْحَكُونَ ہنستے  
 بِمَا بدلہ  
 الْفَآيِزُونَ کامیاب  
 فِي بَيْحِ  
 قَالُوا کہیں گے  
 بَعْضُ البعض حصہ  
 قُلْ کہے گا  
 يَتَسَاءَلُونَ آپس میں پوچھیں گے  
 فَأُولَئِكَ تَوَلَّوْا  
 مَنْ جَسَّ جَسَّ  
 الَّذِينَ وَهِيَ جَنُّوْنَ  
 جَهَنَّمَ دوزخ کے  
 النَّارِ آگ  
 كَلِحُونَ بد شکل ہوں گے  
 اِيْتِيْ ميري آیتیں  
 بِهَا ان کو  
 غَلَبَتْ غالب آئی  
 كُنَّا تھے ہم  
 اَخْرَجْنَا نکال ہم کو  
 قَانَا تو ہم  
 فِيهَا اس میں  
 اِنَّهُ بے شک  
 مِنْ عِبَادِيْ میرے بندوں سے  
 اٰمَنَّا ہم ایمان لائے  
 اٰرْحَمْنَا رحم کر ہم پر  
 الرَّحِيْمِيْنَ رحم کرنے والا ہے  
 حَتَّىٰ یہاں تک کہ  
 وَ اور  
 اِنِّيْ بے شک میں نے  
 صَبِرُ وَا ان کے صبر کا  
 قُلْ فرمائے گا  
 الْاَرْضِ زَمِيْنَ کے  
 لَيْسْنَا ہم ٹھہرے  
 يَوْمِ دن کا  
 اِنْ نہیں  
 فَمَنْ تَوَجَّسَ كَا  
 هُمْ وَهِيَ هِي  
 حَقَّتْ ہلکا ہوا  
 خَسِرُوا خسارہ دیا  
 خَلِدُونَ ہمیشہ رہیں گے  
 وَ اور  
 اٰ كِيَا  
 تُثَلَّى پڑھی جاتی  
 تُكذِّبُونَ جھٹلاتے  
 عَلَيْنَا ہم پر  
 قَوْمًا قوم  
 مِنْهَا اس سے  
 ظَالِمُونَ ظالم ہوں گے  
 وَ اور  
 كَانَتْ  
 يَقُولُونَ کہتے تھے  
 لَنَا ہم کو  
 اَنْتَ تُو  
 فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ تو پکڑا تم نے ان کو  
 اَنْسُو بھلایا  
 كُنْتُمْ تھے تم  
 جَزِيَّتُهُمْ بدلہ دیا ان کو  
 اَنْهَمُ بے شک وہ  
 كَمْ كَتْنَا  
 عَدَدَ گنتی  
 يَوْمًا ایک دن  
 فَسَلِّ تُو پوچھ  
 لَيْسْتُمْ ٹھہرے تم  
 اَوْ يَا  
 الْعَادِيْنَ گنتی کرنے والوں سے  
 اِلَّا مگر

قَلِيلًا تَهَوَّرَا	لَوْ كَاشَ كَه	أَنْتُمْ تَم	كُنْتُمْ هَوْتُمْ
تَعْلَمُونَ جَانْتُمْ	أَفَحَسِبْتُمْ كِيَا خِيَال كِيَا تَم نِي		أَنْتُمْ كَه هَم نِي
خَلَقْنَاكُمْ پيدا كيا تَم كو	عَبَثًا بے فائدہ	وَ اور	أَنْتُمْ تَم
إِلَيْنَا هَمَارِي طَرَف	لَا نَه	تُرْجَعُونَ پھيرے جاؤ گے	فَتَعْلَى تُو بَلَد ہے
اللَّهُ اللہ	الْمَلِكُ بادشاہ	الْحَقُّ سچا	لَا نَه نِي
إِلَهَ كُوِي مَعْبُود	إِلَّا مگر	هُوَ وَہي	رَبُّ رِب
الْعَرْشِ عَرش	الْكَرِيمِ عَزت والے	وَ اور	مَنْ جُو
يَدْعُ پكارے	مَعَ ساتھ	اللَّهُ اللہ كے	إِلَهًا مَعْبُود
آخَرَ دوسرا	لَا نِه نِي	بُرْهَانَ ديل	لَهُ اس كے لے
بِهِ اس كِي	فَإِنَّمَا تُو سوائے اس كے نِه نِي	حِسَابُهُ اس كَا حَسَاب	عِنْدًا نَزْدِيك
رَبِّهِ اس كے رِب كے	إِنَّهُ بے شك	لَا نِه نِي	يُقْلِحُ كَامِيَاب هَوْتُمْ
الْكَافِرُونَ كافر	وَ اور	قُلْ كہ	رَبِّ اے ميرے رِب
اغْفِرْ بَخش	وَ اور	الرَّحِيمِ رَحْم كَر	وَ اور
أَنْتَ تُو	خَيْرٌ بَہتر	الرَّحِيمِينَ رَحْم كَر نِي	والا ہے

### خلاصہ مفہوم چھٹا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيْبِي مَا يُوعَدُونَ - آپ یہی فرمائیں کہ اے میرے رب اگر وہ عذاب جس کا ان کافروں کو وعدہ دیا گیا ہے دنیا میں ہی آنا ہے اور وہ مجھے دکھانا ہوتو

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - مجھے اے میرے رب ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور ان کافرین نہ بنانا۔ یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے کا حکم بہ طریق تواضع ہے جس سے اظہار عبدیت مقصود ہے ورنہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کافرین بنانا تو محال ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں تمام انبیاء کرام معصوم ہیں اور باوجود معصوم ہونے کے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

اور یہ استغفار وہ اس حال میں کرتے ہیں کہ انہیں اپنی مغفرت اور اکرام الہی عزوجل کا یقینی علم ہوتا ہے تو یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعاً بطریق تواضع ہے اور بغرض اظہار عبدیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرما رہا ہے:

وَإِنَّا عَلَىٰ أَنْ نُثْرِيكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدِيرُونَ - اور بے شک ہم اس پر قادر ہیں کہ تمہیں دکھادیں جو انہیں وعدے دے رہے ہیں (اگرچہ تمہیں محفوظ رکھیں کہ تمہاری ہستی مامون و محفوظ و معصوم ہے۔)

اس میں مشرکین کے اس خیال کا رد ہے جو عذاب موعود کے منکر ہی نہ تھے بلکہ اس کا استہزاء کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم غور کرو تو سمجھ لو گے کہ جب اللہ تعالیٰ اس وعدہ کے پورا کرنے پر قادر ہے تو پھر وجہ انکار اور سبب استہزاء کیا ہے۔



البتہ نزول عذاب میں جو تاخیر و تعویق ہے وہ حکمت الہی کے ماتحت ہے۔

جو ایمان والے ہیں انہیں یقین ہے اور جن کی نسلیں ایمان لانے والی ہیں وہ پیدا ہو لیں لہذا۔

إِذْ قَامَ بِاللَّيْلِ هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ۔ دفع فرمائیں اچھی بھلائی سے ان کی برائی کو یہ جملہ جمیلہ اپنے معنی میں بہت وسعت رکھتا ہے۔

اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ توحید کے ذریعہ شرک کی برائی دفع فرمائیں تو توحید بہتری ہے جس سے شرک جو برائی ہے دفع کیا جائے۔

دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ طاعت و تقویٰ کو رواج دے کر معصیت و گناہ کی برائی دفع فرمائیں۔

تیسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اپنے مکارم اخلاق سے خطا کاروں کی اس طرح عفو و رحمت فرمائیں جس سے دین میں کوئی سستی نہ رہے۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ۔ ہم خوب جانتے ہیں جو یہ لوگ باتیں بناتے ہیں۔

اور اللہ جل و علا اور اس کے رسول مجتبیٰ کی شان میں بکو اس کرتے ہیں تو ہم اس کا انہیں بدلہ دیں گے اور اے محبوب آپ تو

وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ﴿١٤﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ۔ یہی عرض کریں کہ اے

میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری شیطانی وسوسوں سے جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو فریب دے کر معاصی و گناہ کا مرتکب بناتا ہے۔ اور اے میرے رب میں پناہ لیتا ہوں تیری کہ وہ میرے پاس آئیں۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿١٥﴾ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ

هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ حتیٰ کہ ان میں کسی کو موت جب آئے تو کہتا ہے اے میرے رب

مجھے واپس پھیر دے۔ یعنی کافر اپنے مرنے کے وقت تک اس کفر و سرکشی اور تکذیب احکام رسول اور مخالفت حکم الہی اور مرنے

کے بعد زندہ ہونے کے انکار پر مصر رہتا ہے اور جب بوقت مرگ جہنم میں اپنا مقام دیکھتا ہے اور وہ مقام بھی کہ اگر ایمان لے

آتا تو اسے ملتا تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے واپس دنیا میں پھیر دے۔

شاید اب میں کچھ نیک عمل کر سکوں جو میں نے چھوڑے تاکہ میں اپنے اعمال نیک بجالا کر اپنی تقصیرات کا تدارک

کروں۔ اس پر اسے جواب ملے گا۔

کَلَّا۔ ہرگز نہیں یہ تو وہ بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے۔ حسرت و ندامت کی بنا پر ورنہ اسے وہ کرنا ہے جو کر کے آیا

ہے اور ایک برزخ ان کے آگے ہے اس دن تک جب یہ اٹھائے جائیں گے اور یہ برزخ ہی وہ ہے جو انہیں دنیا کی طرف

واپس ہونے سے مانع ہے۔ (خازن)

بعض کے نزدیک وہ برزخ موت کے وقت سے بعثت کی مدت تک ہے۔

فَإِذَا نْفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ۔ تو جب صور پھونکا جائے تو نہ ان میں نسبی رشتہ

رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھی جائے۔

نَفَخَ صور سے مراد نفخ اولیٰ ہے اور نسب سے مراد وہی نسب ہیں جن پر یہ دنیا میں فخر کیا کرتے تھے اور آپس میں نسبی

تعلقات پر بحث کرتے تھے اس دن یہ سب منقطع ہو جائیں گے۔ قریش کو اوس پر اور اوس کو خزرج پر کوئی فخر نہ ہوگا۔ بلکہ ذات بھانت نہ پوچھے کوئی۔ ہر کو بچے سوہر کا ہونے

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ۔ کا وہاں ظہور ہوگا جو پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے وہی عزت والا ہو گا چنانچہ ارشاد ہے:

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ تو جن کے اعمال کا وزن بھاری ہو اور وہی اپنی مراد کو پہنچے۔

وہاں ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں مبتلا ہوگا اور بعد حساب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو جس کے اعمال وزنی اور مقبول ہوں گے وہی کامیاب ہو کر فائز المرام ہوگا وہاں اعمال صالحہ اور نیکیاں دیکھی جائیں گی اور

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ۔ جس کے عمل کا وزن ہلکا رہا اور نیکیاں اسے وزنی نہ کر سکیں جیسے کفار کہ ان کے پاس اعمال صالحہ کا وزن نہ ہوگا۔ تو وہ وہی ہوں گے جو اپنی جانیں نقصان و خسران میں ڈالیں گے اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

تَتَفَحَّمُ وَجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ۔ لُحْ عربی میں آگ کی لپیٹ کو کہتے ہیں تو تَتَفَحَّمُ کے معنی ہوئے جھلس دے گی ان کے منہ آگ۔

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ۔ کُلْح بسور وجہ کو کہتے ہیں جھلس جانے کے بعد چہرے پر جو آبلے پڑ جاتے ہیں یعنی ان کے منہ آگ جھلس دے گی اور وہ اس آگ میں آبلوں کی شدت سے مضطرب ہوں گے۔

ترندی شریف میں ہے کہ آگ انہیں بھون ڈالے گی اور اوپر کا ہونٹ تمد سے سر کے نصف حصہ تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک جائے گا اور دانت ننگے کھلے کے کھلے رہ جائیں گے اس وقت انہیں کہا جائے گا:

أَلَمْ تَكُنْ أَلَيْسَ لِي تُبَلَىٰ عَلَيْكُمْ فَلَمْنُم بِهِ تَكْذِبُونَ۔ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں اور تم دنیا میں انہیں نہ جھٹلاتے تھے۔ اس پر وہ پکاریں اور عرض کریں:

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٧﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ۔ اور کہیں اے ہمارے رب غالب آئی ہم پر ہماری بدبختی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہمیں دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم لوٹ کر وہی کام کریں تو ہم ظالم ہیں۔

حدیث میں ہے کہ دوزخی جہنم کے داروغہ کو چالیس برس تک پکارتے رہیں اس کے بعد وہ کہے پکارنا بیکار ہے جہنم میں پڑے رہو۔ پھر وہ رب العزت کو پکاریں اور کہیں اے ہمارے رب اب ہمیں دوزخ سے نکال یہ پکار ان کی دنیا کی عمر سے دو چند مدت تک ہو اس کے بعد انہیں وہ جواب ملے جو آئندہ آیات میں ہے۔ (خازن)

اور دنیا کی عمر کے متعلق ایک قول ہے کہ سات ہزار برس ہو۔

بعض نے کہا بارہ ہزار برس۔

بعض نے کہا تین لاکھ ساٹھ برس (منقول از تذکرہ قرطبی) واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ احْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونَ۔ فرمایا جائے گا دھتکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ یہ جواب سن کر



ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ اہل جہنم کا آخری کلام ہوگا۔ اس کے بعد انہیں کلام کرنا نصیب نہ ہوگا۔ اور اسی حال میں وہ روتے چیختے ڈکراتے بھونکتے رہیں گے۔

مذکورہ آیات کفار قریش کے حق میں نازل ہوئیں یہ وہ خبیثاء قوم تھے جو حضرت بلال حضرت عمار بن یاسر حضرت صہیب رومی حضرت خباب رضوان اللہ علیہم اجمعین اجلہ صحابہ کا محض اس وجہ میں تمسخر اڑاتے تھے کہ یہ فقراء صحابہ سے تھے اور دولت ایمان کے اعتبار سے اکرم و اعظم تھے۔ آگے ارشاد ہے جو خاصان بارگاہ کی فضیلت میں ہے۔

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمِنًا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١﴾  
فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنْسَوَكُمُ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١٢﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا ۗ إِنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿١٣﴾

بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ تھا جو کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

تو تم نے ان سے ٹھٹھا کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس تمسخر کی وجہ سے میری یاد بھول گئے اور ایسے بے شعور ہوئے کہ تم اس استہزاء و تمسخر ہی میں رہے اور نہ سمجھ سکے کہ ان سے کتنی بڑی نعمت اللہ کی یاد میں چھن گئی۔ بے شک میں نے آج انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں۔

آیہ متلوہ پر حضرت رومی قدس سرہ عجیب شان سے خاصان حق کے تصرف پر استدلال فرماتے ہیں کہ حَتَّىٰ أَنْسَوَكُمُ ذِكْرِي کے معنی یہ ہیں کہ جب میرے محبوبان خاص کا تم نے استہزاء کیا تو انہوں نے تمہیں نا اہل قرار دے کر نعمت ذکر سلب فرمائی اور تم استہزاء ہی کرتے رہے چنانچہ فرماتے ہیں:

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادر اند برہمہ دل ہائے خلقاں قاہر اند

اولیائے حق کو جب تذکیر و نسیاں پر قدرت عطا فرمائی گئی ہے تو ثابت ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے دلوں پر تصرف کی قوت عطا فرمائی ہے۔

قُلْ كَمْ لَبِئْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١٤﴾ قَالُوا الْبَيْتُ أَيُّومًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِّ الْعَادِينَ۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ کفار سے تم زمین میں کتنے ٹھہرے یعنی دنیا اور قبر میں برسوں کی گنتی سے کہیں ہم ایک دن رہے یا دن کا کچھ حصہ۔ یہ جواب وہ اس وجہ میں دیں گے کہ اس دن کی بہشت اور عذاب کی ہیبت سے انہیں اپنا دنیا میں قیام یاد ہی نہ رہے گا۔ ارشاد ہوا کہ تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑی مدت بہ نسبت آخرت۔

قُلْ إِنْ لَبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٥﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنبَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنْتُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ۔ کیا یہ گمان ہے تمہارا کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہمارے حضور واپس نہیں آنا ہے۔

یعنی آخرت میں جزا و سزا کے لئے اٹھنا نہیں ہے یہ تمہارا خیال غلط ہے بلکہ تمہیں ہم نے دنیا میں عبادت کے لئے پیدا فرمایا تاکہ تم عبادت کر کے جب ہماری طرف آؤ تو تمہیں اس کی جزا دی جائے۔

فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَبِيمِ ﴿١٦﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ



لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُقْلِحُ الْكٰفِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٥﴾۔  
 تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے  
 خدا کو پوجے بے دلیل اور سند کے یعنی غیر اللہ کی پرستش محض باطل اور بے سند ہے تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے  
 بے شک کافر فلاح یافتہ نہیں اور اے محبوب آپ تو یہی عرض کریں کہ اے میرے رب بخش دے ایمان والوں کو اور رحم فرما اور  
 بے شک تو سب سے برتر رحم فرمانے والا ہے۔

### مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورہ مومنون - پ ۱۸

قُلْ رَبِّ اِمَّا تُرِيْبِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿١٦﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ اے محبوب آپ تو یہی عرض کریں  
 کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جس کا وعدہ ان مشرکوں کو دیا جاتا ہے تو اے میرے رب نہ کرنا مجھے ظالم لوگوں میں۔  
 علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اَيُّ اِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنْ اَنْ تُرِيْبِيْ اَيِّ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ مِنَ الْعَذَابِ الدُّنْيَوِيِّ الْمُسْتَصِلِ۔ اس آیت  
 کریمہ کا یہ مفہوم ہے کہ اگر ضروری یہی ہے کہ وہ عذاب دنیا میں دکھانا ہی ہے جس کا وعدہ ان مشرکوں کو دیا گیا ہے جو انہیں جڑ  
 سے اکھاڑ پھینکے گا تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں میں نہ کرنا۔

یہ حکم حضور ﷺ کو بغرض اظہار کمال عبودیت دیا گیا۔ ورنہ اِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْ حِرْزِ عَظِيْمٍ  
 حضور اللہ تعالیٰ کے عظیم حرز و صیانت میں ہیں۔ قطع نظر اس کے تمام انبیاء علیہم السلام جب معصوم ہیں تو نبی الانبیاء علیہ التحیة  
 والثناء تو بطریق اولیٰ معصوم و محفوظ اور مصون ہیں۔ تو یہ دعا محض اظہار اہتہال و تضرع اور شان عبودیت کے مظاہرہ کے لئے تعلیم  
 دی گئی ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔

وَ اِنَّا عَلٰى اَنْ تُرِيْبِكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدِ اٰرَمُوْنَ۔ اور ہم اس دکھانے پر جس کا وعدہ دیا گیا ہے بے شک قدرت رکھتے  
 ہیں۔

یعنی وہ عذاب جس کا وعدہ مشرکین کو دیا ہے اس پر ہم قدرت رکھتے ہیں وَ لٰكِنَّا لَا نَفْعَلُ بَلْ نُوَخِّرُهُ عَنْهُمْ۔ لیکن  
 ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ اس عذاب کو ان سے مؤخر کریں گے لِعَلِمْنَا اَنَّ بَعْضَهُمْ اَوْ بَعْضٌ اَعْقَابِهِمْ سَيُوْمِنُوْنَ  
 اَوْ لِاَنَّا لَا نَعْدِبُهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جو عنقریب ایمان لے آئیں گے یا  
 ہم نے وعدہ فرمایا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ہماری یہ شان نہیں کہ آپ جیسے رحمۃ للعالمین ان میں جلوہ  
 افروز ہوں اور ہم ان پر عذاب کریں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَرَاہُ سُبْحٰنَهُ ذٰلِكَ وَهُوَ مَا اَصَابَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ اَوْ فَتْحِ مَكَّةَ۔ بے شک اللہ تعالیٰ  
 نے بدر میں اور فتح مکہ میں وہ عذاب مشرکین کو دکھا دیا۔ آگے ارشاد ہے:

اِذْ فَعَّمْنَا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّنِيَةِ۔ دفع فرمائیں ایسے طریقہ احسن سے ان کی برائیوں کو۔ یعنی نیکیوں سے جو احسن  
 الحسنات ہیں ان کی برائیوں کو دفع فرما دیجئے۔

اس پر مفسرین کے چند قول ہیں جو باعتبار مفہوم ایک ہیں اور بہ اعتبار الفاظ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ چنانچہ آجوسی فرماتے ہیں:

وَفِي ذَلِكَ مِنَ الْحِثِّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَا يَلِيْقُ بِشَانِهِ الْكَرِيمِ مِنْ حُسْنِ الْأَخْلَاقِ مَا لَا يَخْفَى۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفع سیدہ کے لئے آمادہ کیا ہے اس شان سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان ہے حسن اخلاق سے جو مخفی نہیں۔

بعض نے کہا: الْمُفَاضَلَةُ بَيْنَ الْحَسَنَةِ وَالسَّيِّئَةِ عَلَى مَعْنَى أَنَّ الْحَسَنَةَ فِي بَابِ الْحَسَنَاتِ أَزِيدُ مِنَ السَّيِّئَةِ فِي بَابِ السَّيِّئَاتِ۔ حسنات کو سیئات پر اس وجہ میں بھی فضیلت ہے کہ حسنہ باب حسنات سے بہت زیادہ ہے سیدہ کے مقابل جو باب سیئات سے ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا: يَقُولُ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ مَا لَيْسَ فِيهِ فَيَقُولُ إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَإِنَّا أَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَغْفِرَ لَكَ وَإِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَإِنَّا أَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَغْفِرَ لِي - اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ کا یہ معنی ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کہے کہ اگر تو جھوٹا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے معاف کرے اور اگر تو سچا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے معاف کرے۔

اور ایک قول ہے کہ اَلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالسَّيِّئَةُ الشِّرْكَ۔ احسن یہ ہے کہ گواہی دے لا الہ الا اللہ کی اور سیدہ شرک ہے۔

عطاء وضحاک کے نزدیک اَلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ سے مراد مہتر آدمی ہے اور سیدہ سے مراد فحش کاری۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ یعنی آپ کے متعلق جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کا ہمیں علم ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیہ فرمایا گیا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کا بدلہ ہم انہیں دیں گے۔

وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ﴿١٠﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ۔ اور آپ عرض کریں اے میرے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں تو سوس شیاطین سے اور تیری پناہ لیتا ہوں اے میرے رب ان کے میرے گرد آنے سے۔ ہمزات عربی میں وساوس کو کہتے ہیں یہ ہمزہ کی جمع ہے اور ہمزختی اور دفع بالید کے معنی میں مستعمل ہے یعنی کسی چیز کو ہاتھ سے دفع کر دینا تو انسان کے نیک خیال کو شیطان اپنی قوت ہمز سے دفع کرتا ہے اس لئے اسے ہمز سے تعبیر کیا۔ اور ہمزات اس کی جمع یہاں یوں لائے تو اس سے وسوسے ہی مراد ہوتے ہیں اور اَنْ يَحْضُرُونِ میں جو پناہ لینے کی تعلیم دی گئی ہے وہ اس لئے کہ نماز میں خنزب نامی شیطان اور وضو میں ولہان شیطان آکر انواع واقسام کے شبہات پیدا کرتا ہے۔ وضو میں کہتا ہے ابھی ہاتھ نہیں دھلا اور دھونا چاہئے ابھی منہ اچھی طرح نہیں دھلا اور دھونا چاہئے حتیٰ کہ ولہان زدہ کا وضو نماز کا وقت فوت ہو جانے تک بھی مکمل نہیں ہوتا۔

ایسے ہی خنزب نمازی کے دل میں وساوس پیدا کر کے محض تکبیر تحریمہ میں اتنے شبہات پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ اکبر بار بار کہتے کہتے مقتدی کی ایک دو رکعت ضائع ہو جاتی ہیں کہیں شبہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ کا ہمزہ ادا نہیں ہوا کہیں وہم پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ کی ہادائیں ہوئی۔ غرض کہ خنزب زدہ نمازی بار بار نیت توڑتا ہے اور باندھتا ہے اسی میں اس کی ایک دو رکعت ضائع ہو جاتی





حسرت سے کہے گا الہی مجھے واپس کرتا کہ میں یہ نیکیاں کروں جو میں نے چھوڑیں چنانچہ جواب ملے گا۔

كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۚ يَرْجِعُ فِيهَا كَلِمَةً هِيَ جَوَابُ مَا كَرِهَتْهَا ۚ

یعنی کلا فرما کر رد فرمایا جائے گا اس کی طلب رجعت کا جواب وہ کہے گا رَبِّ ارْجِعُونِ اور اِنَّهَا كَلِمَةٌ سے یہ مراد ہے کہ استیلاء حسرت اور تسلط ندامت میں لازمی یہی کہنا ہوتا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ مَعْنَى ذَلِكَ أَنَّهُ لَا يُجَابُ إِلَيْهَا وَلَا يُسْمَعُ مِنْهُ بِتَنْزِيلِ الْإِجَابَةِ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی یہ آرزو قبول نہ کی جائے گی اور اس کی آواز نزول اجابت کے لئے نہ سنی جائے۔

وَمِنْ وَرَاءِ آيِهِمْ بَرْدٌ نَّحْوِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ اور اس کے آگے ایک آڑ ہے بعثت کے دن تک۔ جو انہیں دنیا کی طرف واپس ہونے سے مانع ہے اور وہ موت ہے (خازن)

بعض مفسرین نے فرمایا کہ برزخ سے مراد موت کے وقت سے بعثت تک کی مدت ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں: مِنْ قُبُورِهِمْ وَهُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - وَ هَذَا تَعْلِيْقٌ لِرَجْعَتِهِمْ إِلَى الدُّنْيَا بِالمُحَالِ كَتَعْلِيْقِ دُخُولِهِمُ الْجَنَّةَ بِقَوْلِهِ سُبْحٰنَهُ حَتَّىٰ يَلْبِغَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔

یہ برزخ قبور سے قیامت تک کا ہے اور یہ تعلق رجعت الی الدنیا محال ہے جیسے تعلق دخول جنت پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے جیسے نہیں جاسکتا ویسے ہی جہنم والے جنت میں نہیں جاسکتے۔

اور ابن زید فرماتے ہیں: إِنَّ الْمُرَادَ مِنْ وَرَائِهِمْ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمَوْتِ وَالْبَعْثِ فِي الْقِيَامَةِ مِنَ الْقُبُورِ بَاقٍ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ - مِنْ وَرَاءِ آيِهِمْ بَرْدٌ نَّحْوِ سے مراد وہ آڑ ہے جو موت اور بعثت کے مابین ہے یعنی قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کے دن تک کی مدت ہے۔ آگے ارشاد ہے:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ۔ توجب صور پھونکا جائے گا۔

یعنی پہلا نغمہ صور جسے نغمہ اولیٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی فرماتے ہیں: آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِقِيَامِ السَّاعَةِ وَهِيَ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ الَّتِي يَقَعُ عِنْدَهَا الْبَعْثُ وَالنُّشُورُ قِيَامَتِ قَائِمِ هُونِ كَلِمَةٍ لِنِهَا وَرَوَاهُ ثَانِيَةً هِيَ حَسْبُ سَاتِحِ بَعْثِ وَنَشْرِ هُو۔

فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ۔ تو ان میں نہ نسب اور رشتے رہیں اور نہ وہ ایک دوسرے کو آپس میں پوچھیں۔

یعنی جب نغمہ صور ہو جائے تو بڑے بڑے سینوں پر فخر کرنے والے اتنے سراسیمہ و پریشان ہو جائیں کہ کوئی کسی کی بات بھی نہ پوچھے اور ان کے نسب اور تعلقات انہیں نفع نہ دے سکیں۔ خوف عظیم اور ہول قیامت کے سبب ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں ہو اور یَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۗ وَأُمُّهُ وَأَبِيهِ۔ کا ظہور ہو۔

اور ابن مبارک زہد میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ۔ جب قیامت قائم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے۔

اور ایک روایت میں ہے: يُؤْخَذُ بِيَدِ الْعَبْدِ أَوْ لِأَمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْأُولَى وَالْآخِرِينَ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ أَلَا إِنَّ هَذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَمَنْ كَانَ لَهُ حَقٌّ قَبْلَهُ فَلْيَاتِ إِلَى حَقِّهِ۔ بندہ یا بندگی کا ہاتھ پکڑ کر بروز قیامت اولین و آخرین کے سامنے اعلان ہوگا کہ یہ فلاں، فلاں کا بیٹا ہے تو جس کسی کا کوئی حق اس کے ذمے ہو وہ اپنا حق پیش کرے۔

اور ایک روایت میں ہے: مَنْ لَهُ مَظْلَمَةٌ فَلْيَجِيءْ لِيَأْخُذَ حَقَّهُ فَيَفْرُحَ وَاللَّهِ الْمَرْءُ أَنْ يَكُونَ لَهُ حَقٌّ عَلَى وَالِدِهِ أَوْ وَلَدِهِ أَوْ زَوْجَتِهِ وَإِنْ كَانَ صَغِيرًا۔ اعلان ہو کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہے وہ آئے تاکہ اپنا حق لے لے اس وقت آدمی خوش ہوں گے اس سے کہ ان کا حق باپ یا اولاد یا بیوی پر ہوا اگرچہ وہ کم عمر ہی کیوں نہ ہو۔

تو قرآن کریم میں اس واقعہ پر فَاذْأَنْفِخْ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ فرمایا گیا اور یہ کافر مومن سب کے لئے ہوگا۔ ایک قول سے یہ ضرور ثابت ہے کہ لَا يَنْفَعُ نَسَبٌ يَوْمَئِذٍ إِلَّا نَسَبُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنِي نَسَبٍ نَفَعَنِي دَعَاكَ نَسَبَ عَالِي جَنَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چنانچہ بزار اور طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم اور حاکم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي وَ نَسَبِي۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام سبب و نسب بروز قیامت منقطع ہو جائیں مگر میرا سبب و نسب کہ وہ ضرور نفع دے گا۔

اور یہ سبب و نسب إِنَّمَا هُوَ بِالنِّسْبَةِ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ تَشْرَفُوا بِهِ۔ یہ مخصوص ان مومنوں کے لئے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت با ایمان سے مشرف ہو چکے ہوں وَ أَمَّا الْكَافِرُ وَالْعَيَاذُ بِاللَّهِ فَلَا نَفْعَ لَهُ بِذَلِكَ۔ لیکن کافر پناہ بخدا سے اس سبب و نسب کا کوئی فائدہ نہیں۔

اور يَتَسَاءَلُونَكَ مَنِ هُوَ أَوْلَىٰ بِشَيْءٍ مُّذْمُومٍ أَمْ الْكُفْرُ وَالنَّفْسُ الْأَمَّارَةُ بِالْإِثْمِ أَمْ حَالُ الْعَسْرِ أَمْ حَالُ الْبُؤْسِ أَمْ حَالُ الْفَقْرِ أَمْ حَالُ الْبُؤْسِ أَمْ حَالُ الْفَقْرِ۔ اس لئے کہ وہ اپنی اپنی مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔

وَ حِكْمِي عَنِ الْجُبَائِي أَنِ الْمُرَادُ إِنَّهُ لَا يُفْتَخَرُ يَوْمَئِذٍ بِالنَّسَابِ كَمَا يُفْتَخَرُ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَإِنَّمَا يُفْتَخَرُ هُنَاكَ بِالْأَعْمَالِ وَالنَّجَاةِ مِنَ الْآهْوَالِ فَحَيْثُ لَمْ يُفْتَخَرُ بِهَا ثَمَّتْ كَانَتْ كَانَتْ لَمْ تَكُنْ۔

جہائی کہتے ہیں کہ فلاں انساب بینہم سے یہ مراد ہے کہ اس دن انساب کے ساتھ فخر نہیں ہو سکے گا۔ جیسا کہ دنیا میں فخر کیا جاتا ہے کہ ہم اس خاندان سے ہیں ہمارا نسب اتنا بلند ہے ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں بلکہ وہاں تو فخر اگر کیا جائے گا تو اعمال صالحہ اور احوال قیامت سے نجات پر کیا جائے گا اور وہاں بس فخر والے ایسے ہو جائیں گے کہ گویا وہ کسی نسب میں نہیں تھے۔

بعض اس طرف گئے کہ أَنْ يَكُونَ فِيهِ صِفَةٌ مُّقَدَّرَةٌ أَيْ فَلَا أَنْسَابَ نَافِعَةً۔ اس میں صفت مقدر ہے تو گویا یہ مفہوم ہے کہ کوئی نسب وہاں نفع نہ دے گا۔ البتہ نسب و سبب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور وَلَا يَتَسَاءَلُونَكَ مَنِ هُوَ أَوْلَىٰ بِشَيْءٍ مُّذْمُومٍ أَمْ الْكُفْرُ وَالنَّفْسُ الْأَمَّارَةُ بِالْإِثْمِ أَمْ حَالُ الْعَسْرِ أَمْ حَالُ الْبُؤْسِ أَمْ حَالُ الْفَقْرِ۔ اس کا پرسان حال نہ ہوگا چنانچہ ارشاد ہے:

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ تو جس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا وہ ہی فلاح یافتہ ہوگا۔

آلوسی اس آیت کریمہ پر فرماتے ہیں: أَيْ مَوَازِينًا حَسَنَاتُهُ مِنَ الْعَقَائِدِ وَالْأَعْمَالِ۔ یعنی اس کی نیکیوں کا



وزن عقائد و اعمال سے اور مُفْلِحُونَ سے مراد الْفَائِزُونَ بِكُلِّ مَطْلُوبِ النَّاجُونَ عَنْ كُلِّ مَهْرُوبِ كَامِيَاب ہوں گے اپنے کل مطلوب پر اور نجات یافتہ ہیں ہر مصیبت سے۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ۔ اور جس کے وزن اعمال ہلکے ہوں گے وہ نقصان و خسران میں اپنی جانوں کو ہمیشہ جہنم میں ڈالیں گے۔

یعنی جس کے عمل حسنہ ہلکے اور اعمال سیدہ بھاری ہوں گے وہ ان میں سے ہوں گے جنہوں نے اپنی زندگی دنیا میں ضائع کی وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

تَلْفَحُ وُجُوهُهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ۔ بھلے ہوئے ہوں ان کے منہ آگ سے اور ہونٹ گل کر گرے ہوئے ہوں جہنم میں۔

وَاللَّفْحُ مِنَ لَهَبِ النَّارِ۔ لفح محاورہ عرب میں آگ کے شعلوں سے بھلنے کو کہتے ہیں۔

اور چہرہ کو اس آگ میں مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اشرف اعضاء ہے۔

اور كَالِحٌ سے كَالِحُونَ ہے۔ اس کے معنی مُتَقَلِّصِي الشَّفَاءِ کے ہیں یعنی ہونٹ بھلس کر دانتوں کو ظاہر کر دے۔

اور بروایت ترمذی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُشَوِّيه النَّارُ فَتَقْلَصُ شَفْتَهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي الشَّفَّةَ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ۔ آگ ایسا بھونے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر نصف سر پر چڑھ جائے اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف پر آ پڑے۔

أَلَمْ تَكُنْ أَلَيْسَ لِي بِكُمْ آيَاتٍ تَتْلُوهَا تُكْفِرُونَ۔ کیا نہیں تھیں میری آیتیں جو تم پر پڑھی گئیں تو تم ان کی تکذیب ہی کرتے رہے۔

یہ اضمار قول ہے یعنی ان جہنمیوں کو تو بیخا اور تیز کیرا ارشاد ہوگا کہ جس عذاب میں تم مبتلا ہو گئے اس کی وجہ تمہیں معلوم ہونی چاہئے کہ تم نے میری آیتوں کی تکذیب کی اور دنیا میں جھٹلاتے رہے۔ اس کی آج سزا تمہیں مل گئی ہے۔

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے جس میں آئندہ آیہ کریمہ کے متعلق مذکور ہے کہ جہنمی لوگ داروغہ جہنم کو چالیس برس تک پکاریں گے تو وہ جواب دے گا کہ تم عبث پکار رہے ہو تمہیں ہمیشہ جہنم میں ہی رہنا ہے تو اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے چنانچہ ارشاد ہے:

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِن عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ۔ اے ہمارے رب ہمیں اس جہنم سے نکال دے تو اگر ہم لوٹ کر ویسے ہی افعال کریں تو یقیناً ہم ظالم ہیں۔

یہ پکار ان کی دنیا کی عمر کے حساب سے دو چند عمر تک رہے۔ آخرش جواب ملے جو آئندہ آیت کریمہ میں ہے اور دنیا کی عمر کے متعلق چند قول ہیں:

بعض کے نزدیک سات ہزار سال۔



بعض کے نزدیک بارہ ہزار سال۔

بعض نے کہا ایک لاکھ ساٹھ ہزار سال (از تذکرہ قرطبی و خازن)

قَالَ احْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ذلت میں دھتکارے ہوئے پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ اس کے بعد ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی۔

ابن ابی الدنیاصفۃ اہل النار میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اِذَا قَالَ لِاَهْلِ النَّارِ احْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ عَادَ وُجُوهُهُمْ قِطْعَةً لِّحْمٍ لَيْسَ فِيهَا اَفْوَاهٌ وَلَا مَنَاحِرَ يَتَرَدَّدُ النَّفْسُ فِيْ اَجْوِافِهِمْ۔ جب اللہ تعالیٰ جہنمیوں کو احسوا فیہا و لا تکلمون فرمائے گا تو ان کے منہ ایک گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں بدل جائیں گے اور ان میں نہ منہ ہوں گے نہ مناخر کہ جس سے وہ سانس لیں۔

اور طبرانی اور بیہقی بحث بحث میں اور عبد اللہ بن احمد زوائد الزاہد میں اور حاکم اور ایک جماعت حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے راوی ہیں کہ اِنَّ اَهْلَ جَهَنَّمَ يُنَادُوْنَ مَا لِكَا لِيَقْضِيْ عَلَيْنَا رَبُّكَ فَيَذَرُهُمْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا لَا يُجِيبُهُمْ اِنْكُمْ مَا كَثُوْنَ۔ جہنمی مالک جہنم کو پکارتے رہیں گے کہ تمہارا رب ہم پر کوئی حکم فرمان تو دے تو وہ چالیس برس تک انہیں جواب نہ دے گا پھر جواب دے گا کہ تمہیں اسی آگ میں رہنا ہے۔

ثُمَّ يُنَادُوْنَ رَبَّهُمْ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ فَيَذَرُهُمْ مِثْلَى الدُّنْيَا لَا يُجِيبُهُمْ ثُمَّ يُجِيبُهُمْ اِحْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ۔ پھر وہ اپنے رب کے حضور پکاریں اور عرض کریں رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ تو ان کی پرواہ نہ کی جائے دنیا کی دو چند زندگی کے برابر پھر انہیں جواب دیا جائے قَالَ احْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ۔ تو پھر وہ مایوس ہوں کہ کچھ نہ سنیں سوازیرو شہیق کے۔

اور سعید بن منصور اور ابن منذر وغیرہ محمد بن کعب سے راوی ہیں کہ لِاَهْلِ النَّارِ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُجِيبُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْ اَرْبَعَةٍ فَاِذَا كَانَتِ الْخَامِسَةُ لَمْ يَتَكَلَّمُوا بَعْدَهَا اَبَدًا۔ جہنمی پانچ بار اپنے رب کو پکاریں گے چار بار انہیں جواب ملے جب پانچویں بار پکاریں گے تو اس کے بعد وہ قطعاً کلام کرنے پر قادر نہ رہیں گے۔

پہلی بار پکاریں رَبَّنَا اَمْتِنَا اثنین و اَحْيَيْتَنَا اثنین فَاَعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلَىٰ خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ۔ اے ہمارے رب ہمیں تو نے دوبار مارا اور دوبار زندہ کیا تو اب ہم اپنے تصور کے معترف ہیں تو کیا اب جہنم سے نکلنے کی کوئی راہ ہے۔

تو انہیں جواب ملے ذَلِكُمْ بِاَنَّهُ اِذَا دَعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُشْرِكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْنَ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔ یہ سزا اسی کی ہے کہ جب تم بلائے گئے اللہ تعالیٰ کی وحدت کی طرف تو تم نے کفر کیا اور جب شرک کی دعوت دی گئی تو تم ایمان لائے تو آج حکم اللہ تعالیٰ کا ہے جو بلند و بالا ہے۔

پھر دوسری بار جہنمی پکاریں رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَاَسْمِعْنَا فَاَنْرَجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُوْنَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا تو اب ہمیں پھیر دے دنیا کی طرف کہ نیک عمل کریں اب ہم نے یقین کر لیا۔

تو انہیں جواب ملے فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا اِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ تو اب چکھو مزہ اس کا جو تم نے بھلایا اس دن کی ملاقات کو آج ہم تمہیں بھولتے ہیں اور چکھو ہیشگی کا عذاب جیسا تم کرتے تھے۔

تیسری بار جنہی پکاریں رَبَّنَا آخِرْنَا اِلَىٰ اَجَلٍ قَرِيْبٍ لَّجِبِّ دَعْوَتِكَ وَنَتَّبِعِ الرَّسُوْلَ۔ اے ہمارے رب ایک مدت کے لئے اس عذاب کو موخر کرتا کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور مرسلین کرام کے تتبع ہوں۔  
تو انہیں جواب ملے اَوْلَمْ تَكُوْنُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔ کیا تم قسمیں نہ کھاتے تھے کہ تمہیں کبھی زوال نہ آئے گا۔

پھر چوتھی بار عرض کریں رَبَّنَا آخِرْ جَنَانَعْمَلٍ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ۔ اے رب ہمارے ہمیں نکال کہ ہم نیک عمل کریں سوا ان عملوں کے جو ہم نے کئے۔

تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے اَوْلَمْ نَعْمِرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ ط فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِّنْ نَّصِيْرٍ۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا حاصل کر لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والے آئے تو اب سزا چکھو ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔

پانچویں بار آخری عرض یہ ہو رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ﴿١٦﴾ رَبَّنَا آخِرْ جَنَانِمَا قَانِ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال اگر ہم پھر ویسے ہی کام کریں تو یقیناً ہم لوگ ظالم ہوں گے۔

تو اس کا جواب ملے اِحْسُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ۔ اپنی خسران میں دھتکارے پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

فَلَا يَتَكَلَّمُوْنَ بَعْدَهَا اَبَدًا۔ تو پھر اس کے بعد قطعاً کلام نہ کر سکیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ارشاد ہو:

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقًا مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَاٰمُرَ اٰحْسَنًا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيْمِيْنَ۔ بے شک دنیا میں

ایک جماعت میرے بندوں کی تھی جو کہتی تھی اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور رحم فرما بے شک تو خیر الراحمین ہے۔

یعنی وہ جماعت مومنین کی تھی۔

ایک قول ہے کہ وہ صحابہ کرام تھے۔

ایک قول ہے یہ اصحاب صفہ کی شان میں ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

یہ اپنی دعاؤں میں جمع کا صیغہ لا کر سب کو دعا میں شریک رکھتے تھے اور اللہ کے خاص مقرب بندے تھے لیکن تم نے ان کی قدر نہ کی۔

فَاَتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِحْرِيًّا۔ تم نے ان سے تمسخر کیا یعنی كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ بِالَّذِيْنَ اَعْيَنَ۔ تم ان سے استہزاء

کرتے رہے۔

حَتّٰى اَنْسُوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضَحِكُوْنَ۔ حتیٰ کہ تم استہزاء و تمسخر میں اتنے مشغول ہوئے کہ میرا خوف عقاب

بھی بھول گئے اور ہنسی مذاق میں ہی پڑے رہے۔

حضرت جلال الدین رومی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ پر فرماتے ہیں کہ اس استہزاء و تمسخر نے اللہ کی یاد سے تمہیں غافل کر دیا۔ یا ان اولیاء کرام نے تمہیں نا اہل قرار دے کر ذکر الہی تمہارے دلوں سے بھلا دیا۔ چنانچہ دفتر سوم میں فرماتے ہیں:

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادر اند برہمہ دلہائے خلقاں قاہر اند  
اللہ کا ولی جب تذکیر و نسیان پر عطاء الہی قادر ہے تو ثابت ہوا کہ مخلوق کے دلوں پر ان کی حکومت ہے۔  
مولانا نووی رحمہ اللہ بھی اپنی شرح میں یہی مضمون لکھ گئے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: إِنَّمَا خَسَّنَاكُمْ كَالْكَلْبِ وَلَمْ نُجِبْكُمْ إِذَا دَعَوْتُمْ  
لِأَنَّكُمْ اسْتَهْزَأْتُمْ غَايَةَ الْاسْتَهْزَاءِ بِأَوْلِيَائِي حِينَ دَعَوَا وَاسْتَمَرَّ ذَلِكَ مِنْكُمْ حَتَّى نَسِيتُمْ ذِكْرِي  
بِالْكَلْبِيَّةِ لَمْ تَخَافُوا عِقَابِي فَهَذَا جَزَاءُكُمْ۔

اِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْفَاعِلُونَ۔ بے شک میں انہیں آج کے دن بدلہ دوں گا اس صبر کا یہ کہ  
وہ کامیاب ہیں۔

یعنی مشرکین کے استہزاء و اذیت پر انہوں نے صبر کیا اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج وہ شاد کام اور فائز المرام ہیں۔ اب اس  
کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا مالک جہنم کی جانب سے جہنمیوں سے سوال ہو اور

قُلْ كَمْ لَبِيتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ۔ ارشاد ہو تم زمین میں برسوں کے حساب سے کتنے دن رہے جس پر تم پھر  
واپس جانے کے متمنی ہو تو عرض کریں:

قَالُوا لَبِيتْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِ الْعَادِثِينَ۔ الہی ہم دنیا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے یہ اور رہنے  
والوں سے بھی پوچھ لے۔

یہ جواب ان کی سرا سیمگی اور پریشانی کے اندر ہو اور وہ قیام دنیا کی مدت بھول چکے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے:

قُلْ إِنْ لَبِيتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ فرمایا جائے تم نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر کم اگر تم ہو جانے والے۔

چنانچہ ایک حدیث مرفوعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام قیام کی مدت ایک دن ڈیڑھ دن جنتی جہنمی دونوں ہی تصور

کریں گے اس پر باری عزاسمہ کی طرف سے جنتیوں کو بشارت اور جہنمیوں کو سزا سنائی جائے گی۔ حیث قال

إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَدْخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ قَالَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ كَمْ لَبِيتُمْ فِي الْأَرْضِ  
عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِيتْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ لِنِعْمَ مَا أَنْجَزْتُمْ فِي يَوْمٍ أَوْ بَعْضِ يَوْمٍ رَحْمَتِي وَرِضْوَانِي  
وَجَنَّتِي أَمْكُثُوا فِيهَا خَالِدِينَ مُخَلَّدِينَ۔

اللہ تعالیٰ جب جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل فرمادے تو ارشاد فرمائے گا اے جنت والو تم دنیا میں  
بجسب سنین و شہور کتنے دن رہے تو وہ عرض کریں ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے تو ارشاد ہوگا تمہارا یہ دنیا میں رہنا مبارک  
ہے جس پر میں تمہیں ڈیڑھ دن کا بدلہ دیتا ہوں میری رحمت و رضا کے ساتھ میری جنت میں رہو اور ہمیشہ ہمیش رہو۔

ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ النَّارِ كَمْ لَبِيتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِيتْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَيَقُولُ



بِسْمَا أَنْجَزْتُمْ فِي يَوْمٍ أَوْ بَعْضِ يَوْمِ نَارِي وَسَخَطِي أَمْكُثُوا فِيهَا خَالِدِينَ مُخَلَّدِينَ۔ پھر ارشاد ہوا ہے جہنمیو! تم کتنے دن دنیا میں رہے برس اور دنوں کی گنتی سے وہ بولیں رہے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے تو ارشاد ہو بری ہے وہ مدت جو تم نے ڈیڑھ دن یا ایک دن گزاری میری آگ اور میرے غضب میں رہو ہمیشہ ہمیش تک۔

اس کے بعد بہ انداز خطابت ارشاد ہے کہ تم دنیا میں رہ کر ہماری طرف آنے کا بھی خیال رکھو چنانچہ ارشاد ہے:  
أَفَحَسِبْتُمْ أَنبَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنْتُمْ لَا تَرْجِعُونَ۔ کیا تم اس گمان میں ہو کہ تمہیں ہم نے بلا حکمت بالغہ پیدا فرمایا ہے اور تم ہماری طرف بعثت کے بعد لوٹ کر نہ آؤ گے۔

یعنی تم دنیا میں بلا حکمت حقہ پیدا کئے گئے ہو اور اس گمان باطل میں پڑ کر تم یہ سمجھ چکے ہو کہ تمہیں ہماری طرف رجوع کر کے آنا ہی نہیں ہے بلکہ یاد رکھو فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ۔ حکیم کا کوئی فعل عبث نہیں ہوتا اس کا ہر فعل پر از حکمت ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَعْنِي أَفَحَسِبْتُمْ ذَلِكَ وَحَسِبْتُمْ أَنَّكُمْ لَا تُبْعَثُونَ۔ اس کے بعد استعظاما ارشاد ہے:

فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَرْشُ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔ تو بلند و بالا ہے اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ نہیں کوئی معبود مگر وہی جو رب ہے عرش کریم کا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسْتِعْظَامٌ لَهُ تَعَالَى وَلِسُؤْنِهِ تَعَالَى الَّتِي يُصَرِّفُ عَلَيْهَا عِبَادَهُ جَلًّا وَعَلَا مِنْ الْبَلَاءِ وَالْإِعَادَةِ وَالْإِثَابَةِ وَالْعِقَابِ بِمُوجِبِ الْحِكْمَةِ الْبَالِغَةِ أَيْ اِرْتَفَعَ سُبْحَانَهُ بِذَاتِهِ وَتَنَزَّاهُ عَنْ مُمَاثِلَةِ الْمَخْلُوقِينَ فِي ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ وَعَنْ خُلُوقِ أَفْعَالِهِ عَنِ الْحِكْمِ وَالْمَصَالِحِ الْحَمِيدَةِ مَلِكُ الْحَقِّ أَيْ الْحَقِيقُ بِالْمَالِكِيَّةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ اِيْجَادًا وَاِعْدَامًا بَدَأُ وَاِعَادَةُ اِحْيَاءٍ وَاِمَاتَةٍ عِقَابًا وَاِثَابَةً وَكُلُّ مَا سِوَاهُ مَمْلُوكٌ مَقْهُورٌ تَحْتَ مَلِكُوْتِيَّتِهِ۔

خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اپنی عظمت شان کا مظاہرہ فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ذات مماثلت مخلوقات سے منزہ ہے باعتبار ذات و صفات اور باعتبار افعال عذاب و ثواب میں وہی مطلقاً مختار ہے اور اعدام و ایجاد اسی کے تحت قدرت ہے وہی مارتا جلاتا ہے وہی معبود مطلق ہے اس کے سوا کسی کی عبادت کرنا شرک ہے اور وہی رب عرش کریم ہے۔

### عرش عظیم کی تعریف

وَهُوَ جِزْمٌ عَظِيمٌ وَرَاءَ عَالَمِ الْأَجْسَامِ وَالْأَجْرَامِ وَهُوَ أَعْظَمُهَا۔ عرش عظیم ایک جرم عظیم ہے۔ عالم

اجسام و اجرام سے بالا اور وہ سب سے بڑا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١٥﴾ وَقُلْ

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ۔ اور جو پوجے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بلا دلیل تو اس کا بدلہ اور حساب اس کے رب کے پاس ہے بے شک وہ کافروں کو فلاح نہیں دیتا اور اے محبوب آپ فرمائیں اے میرے رب بخش اور رحم فرما اور تو بہترین رحم والا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیہ کریمہ پر فرماتے ہیں: وَمَا اللَّطْفُ افْتِتَاحُ هَذِهِ السُّورَةِ بِتَقْدِيرِ فَلَاحِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِبْرَادِ عَدَمِ فَلَاحِ الْكَافِرِينَ فِي اخْتِتامِهَا۔ اس سورہ مبارکہ میں کیا لطیف شان سے افتتاح فرمایا فلاح مؤمنین کے ساتھ جیسا کہ ارشاد ہوا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ اور عدم فلاح کافرین کا ایراد اختتام سورہ میں کیا۔

### فضائل آیات آخر سورہ مبارکہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعلیم دی کہ وہ اپنی نماز میں یہ آیتیں پڑھا کریں۔ بخاری و مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اِنَّهٗ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْا فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَاَرْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیں جو میں نماز میں پڑھ لوں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ دعا تعلیم فرمائی اور یہ التحیات و درود شریف کے بعد آخری قعدہ میں پڑھی جاتی ہے۔ اور قرأت میں اَفْحَسِبْتُمْ سے آخر سورہ تک پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ آیات دفع بلاء و مصیبت کے لئے عظیم النفع ہیں۔

اور بحالت سفر یہ آخر حصہ کی مداومت اَفْحَسِبْتُمْ سے آخر تک پڑھنا ہر مصیبت و تنگی کے دفع میں عجیب الاثر ہے۔ محمد بن ابراہیم الحرث اپنے والد سے راوی ہیں کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں بھیجا اور ہمیں حکم دیا کہ صبح و شام اَفْحَسِبْتُمْ سے آخر تک پڑھیں۔ تو ہم نے پڑھا۔ فَغَنِمْنَا وَ سَلِمْنَا تو ہم غنیمت کا مال بھی لائے اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے۔

### سورۃ النور

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے یہ ایک سورۃ ہے کہ نازل کی ہم نے اور فرض کئے ہم نے اس کے احکام اور نازل کیں ہم نے اس میں روشن آیتیں تاکہ تم نصیحت پکڑو

زانیہ عورت اور زانی مرد تو مارو اسے ہر ایک کو ان میں سے سو کوڑے اور نہ کرو ان پر ترس اللہ کے دین میں اگر ہو تم ایمان لائے ہوئے اللہ اور آخرت پر اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنٰ فِيْهَا آيٰتٍ  
بَيِّنٰتٍ لِّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا  
مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ  
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ  
وَلَيْسَ هٰذَا بِعَدَابٍ عَسِيْبٍ ۝۱

زانی مرد نکاح نہ کرے مگر زانیہ عورت سے یا مشرک سے  
اور زانی عورت سے نہ نکاح کرے مگر زانی مرد یا مشرک  
اور یہ کام حرام ہے مومنین پر

اور وہ جو عیب لگائیں پارسا عورتوں پر پھر چار گواہ معائنہ  
والے نہ لائیں تو انہیں اسی اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی  
گواہی نہ قبول کرو کبھی یہ فاسق ہیں

مگر وہ جو توبہ کر لیں اس کے بعد اور اپنی اصلاح کر لیں تو  
اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اور وہ جو عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور ان کے پاس اپنے  
سوا گواہ نہ ہوں تو گواہی ان کی یہ ہے کہ چار بار گواہی  
دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے

اور پانچویں باریہ کہ اللہ کی لعنت اس پر اگر جھوٹا ہو

اور سزا اٹالنے کو عورت یوں کہے کہ شہادت دیتی ہوں اللہ  
کی چار شہادت کہ مرد جھوٹا ہے

اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب اس پر اگر مرد سچا ہے

اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی رحمت اور بے  
شک اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے

### حل لغات پہلا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

سُورَةٌ - یہ سورۃ ہے	أَنْزَلْنَاهَا - کہ ہم نے اسے اتارا	وَأَنْزَلْنَاهَا - اور
فَرَضْنَاهَا - اس کے حکم فرض کئے	وَأَنْزَلْنَاهَا - اتاریں ہم نے	وَأَنْزَلْنَاهَا - اتاریں ہم نے
فِيهَا - اس میں	بَيِّنَاتٍ - روشن	لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - تاکہ تم
تَذَكَّرُونَ - نصیحت پکڑو	وَأَنْزَلْنَاهَا - اور	الزَّانِي - زنا کار مرد
فَأَجْلِدُوا - تو کوڑے لگاؤ	وَاحِدٍ - ایک کو	مِنْهُمَا - ان میں سے
مِائَةً - سو	وَأَنْزَلْنَاهَا - اور	لَا - نہ
تَأْخُذُ - پکڑے	بِهِمَا - ان پر	رَأْفَةً - رحم
فِي - بیچ	اللَّهِ - اللہ کے	إِنْ - اگر
	دِينٍ - دین	

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ②

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ③

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ④

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ⑤

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ⑥

وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ⑦

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ⑧

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ⑨



و۔ اور	بِاللّٰهِ۔ اللّٰهُ	تُوْمِنُوْنَ۔ ایمان رکھتے	كُنْتُمْ۔ ہو تم
لِيَشْهَدُوا۔ حاضر ہوں	و۔ اور	الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر	الْيَوْمِ۔ دن
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والوں کا	يَنْكِحُ۔ نکاح کرتا	طَآئِفَةً۔ ایک گروہ	عَذَابُهُمَا۔ ان کی سزا کو
اِلَّا مَكَرَ	مُشْرِكَةً۔ مشرک عورت سے	لَا۔ نہیں	الزَّانِي۔ زنا کار مرد
و۔ اور	يَنْكِحُهَا۔ نکاح کرتا اس سے	اَوْ۔ یا	زَانِيَةً۔ زنا کار عورت
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے	مُشْرِكٌ۔ مشرک	لَا۔ نہیں	الزَّانِيَةُ۔ زنا کار عورت
الْمُحْصَنَاتِ۔ پاک عورتوں کو	عَلَى۔ اوپر	اَوْ۔ یا	زَانٍ۔ زانی مرد
بِاَرْبَعَةٍ۔ چار	يَرْمُونَ۔ عیب لگائیں	ذٰلِكَ۔ یہ	حُرْمٍ۔ حرام کیا گیا ہے
ثَمَانِيْنَ۔ اسی	يَاْتُوْا۔ لائیں	الذّٰنِيْنَ۔ وہ جو	و۔ اور
تَقْبَلُوْا۔ قبول کرو	هُمُ۔ ان کو	لَمْ۔ نہ	ثُمَّ۔ پھر
و۔ اور	لَا۔ نہ	فَاَجْلِدُوْا۔ تو کوڑے مارو	شُهَدَآءَ۔ گواہ
اِلَّا مَكَرَ	اَبَدًا۔ کبھی بھی	و۔ اور	جَلْدَةً۔ کوڑے
ذٰلِكَ۔ اس کے	الْفٰسِقُوْنَ۔ بد کردار لوگ	شَهَادَةً۔ گواہی	لَهُمْ۔ ان کی
اللّٰهِ۔ اللّٰهُ	مِنْ بَعْدِ۔ پیچھے	هُمُ۔ وہ ہیں	اُولٰٓئِكَ۔ یہی
الذّٰنِيْنَ۔ وہ جو	فَاِنَّ۔ تو بے شک	تَابُوْا۔ توبہ کریں	الذّٰنِيْنَ۔ وہ جو
لَمْ۔ نہ	و۔ اور	اَصْلَحُوْا۔ درست ہو جائیں	و۔ اور
اِلَّا مَكَرَ	اَزْوَاجَهُمْ۔ اپنی بیویوں کو	سَّحِيْمٌ۔ رحم کرنے والا ہے	عَفُوْرًا۔ بخشنے والا
اَرْبَعٍ۔ چار	شُهَدَآءَ۔ گواہ	و۔ اور	يَرْمُونَ۔ عیب لگائیں
لَمِنْ۔ ہے	اَحَدِهِمْ۔ ان کے ایک کی	اَزْوَاجَهُمْ۔ اپنی بیویوں کو	يَكُنْ۔ ہوں
اَنَّ۔ بے شک	اِنَّهُ۔ کہ بے شک وہ	لَهُمْ۔ ان کے پاس	اَنْفُسُهُمْ۔ ان کی اپنی جانیں
اِنْ۔ اگر	الْخَامِسَةَ۔ پانچویں بار	بِاللّٰهِ۔ اللّٰهُ کے نام سے	شَهَدَاتٍ۔ گواہیاں
و۔ اور	عَلَيْهِ۔ اس پر	و۔ اور	الصّٰدِقِيْنَ۔ سچوں سے
اَنْ۔ یہ کہ	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ جھوٹے لوگوں سے	اللّٰهِ۔ اللّٰهُ کی	لَعْنَتٍ۔ لعنت ہے
بِاللّٰهِ۔ اللّٰهُ کے نام سے	عَنْهَا۔ اس عورت سے	و۔ اور	كَانَ۔ ہے
و۔ اور	شَهَدَاتٍ۔ شہادتیں	اَرْبَعٍ۔ چار	يَدْرَاوَا۔ ہٹائے گا
اللّٰهِ۔ اللّٰهُ کا	لَمِنْ الْكٰذِبِيْنَ۔ جھوٹے لوگوں سے ہے	اَنَّ۔ بے شک	تَشْهَدَ۔ وہ شہادت دے
	غَضَبٍ۔ غضب ہو	اَنَّ۔ بے شک	اِنَّهُ۔ کہ بے شک وہ
			الْخَامِسَةَ۔ پانچویں بار

عَلَيْهَا - اس پر  
 وَ - اور  
 إِنَّ - اگر  
 كَان - ہو وہ  
 اللَّهُ - اللہ کا  
 وَ - اور  
 عَلَيْكُمْ - تم پر  
 وَأَنْ - بے شک  
 حَكِيمٌ - حکمت والا ہے  
 مِنَ الصَّادِقِينَ - سچے لوگوں  
 فَضْلٌ - فضل  
 رَحْمَةٌ - اس کی رحمت  
 تَوَابٌ - توبہ قبول کرنے والا

سورۃ نور مدنیہ ہے۔ اس میں نور کو ع چونسٹھ آیتیں ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں مَدَنِيَّةٌ كَمَا أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - وَحَكِي أَبُو حَبِيَّانَ الْإِجْمَاعَ عَلَى مَدَنِيَّتِهَا وَلَمْ يَسْتَشِرْ الْكَثِيرُ مِنْ أَيَّهَا شَيْئًا - اجماع اس کے مدنی ہونے پر ہے اور کسی آیت کا استثناء نہیں۔

اور قرطبی کہتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ سَاءَ آخِرَتِكُمْ مِثْلَهُ وَأَبُو حَبِيَّانَ الْإِجْمَاعَ عَلَى مَدَنِيَّتِهَا وَلَمْ يَسْتَشِرْ الْكَثِيرُ مِنْ أَيَّهَا شَيْئًا - اور قرطبی کہتے ہیں کہ اور ایک قول ہے کہ چونسٹھ آیتیں سب مدنیہ ہیں۔

”وجه اتصال بہ سورۃ مؤمنین“

إِنَّهُ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى لَمَّا قَالَ فِيهَا وَالَّذِينَ هُمْ يُعْرَضُونَ - پہلی سورۃ میں جب اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِينَ هُمْ يُعْرَضُونَ فرمایا تو ذَكَرَ فِي هَذِهِ أَحْكَامَ مَنْ لَمْ يَحْفَظْ فَرْجَهُ مِنَ الزَّانِيَةِ وَالزَّانِي - تو اس سورۃ مبارکہ میں اس کے احکام بیان فرمائے جو محافظت فروج زانیہ اور زانی کے متعلق ہیں۔

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا - فرما کر بتایا کہ یہ سورۃ ہم نے نازل فرمائی ہے اس میں کسی غیر کا دخل نہیں۔

فَرَضْنَاهَا - فرما کر بتایا کہ اس کے احکام ہم ہی نے فرض کئے ہیں نہ کہ کسی غیر نے۔

وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ - سے یہ فرمایا کہ اس میں روشن آیتیں ہیں جو ہم نے نازل فرمائی ہیں جو احکام مفیدہ اس شان سے ہیں کہ ان کے مفید ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ - فرما کر یہ بتایا کہ اس سے ہدایت قبول کریں عقل پکڑیں اس تمہید کے بعد احکام بیان کرنے شروع کئے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي - زانیہ عورت اور زانی مرد نہیں۔

فَأَجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهِدَ عَذَا بَيْهَاتَا بِفَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ① -

دونوں کو علیحدہ علیحدہ سو کوڑے مارو اور اس سزا میں اپنے دل میں ترس نہ آنے دو اگر اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس سزا کے وقت ایک جماعت مؤمنین بھی حاضر رکھی جائے تاکہ وہ اسے دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔

## دوسرا قانون

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً۔ زانی بد نصیب اور ناپاک گروہ پاک عورتوں سے نکاح کے قابل نہیں وہ زانیہ سے یا مشرک سے نکاح کرے۔

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ۔ اور زانیہ عورت نہ نکاح کرے مگر زانی یا مشرک سے۔  
وَحُرْمَةُ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ اور اس قسم کا رشتہ مومنین پر حرام ہو چکا ہے۔

## تعریف زنا

زنا علمائے محققین کے نزدیک یہ ہے کہ مرد اپنا آلہ تناسل شرمگاہ زن غیر میں بلا عقد اور بے ایجاب و قبول داخل کرے اور پیشاب گاہ زن میں آلہ تناسل کے دخول کی قید اس لئے ہے کہ اس کے علاوہ انگلی یا لکڑی داخل کرنے سے زنا کی سزا لازم نہ آئے گی بلکہ اس پر تعزیر دینے کا قاضی مجاز ہے اس لئے کہ یہ ارتکاب بھی حرام اور بے حیائی ہے۔ كَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وطی فی الدبر پر بھی یہی حکم ہے۔ ان کے یہاں زنا کی تعریف قضاء شہوت ہے اور حصول لذت تو جس طرح بھی دونوں باتیں حاصل ہوں وہ اسے زنا کہتے ہیں حتیٰ کہ چوپایہ کے ساتھ بھی اگر ایسا ہو تو ان کے نزدیک زنا لازم آئے گا۔

اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ لذت و قضاء شہوت اس راہ سے کرنا زنا ہے جو طبع سلیم میں مرغوب ہے۔ رہا طبائع خبیثہ کا رجحان اس پر بوجہ حرمت قضاء قاضی ہے خواہ وہ جلانا ہو خواہ چھت سے گرانا یا یونہی مار پیٹ کر چھوڑ دینا۔  
زنا کے متعلق اسلام ہی مخالف نہیں ہے۔

بلکہ عقلاء کی جماعت بھی اولہ عقلیہ سے اسے فحش اور بے حیائی کہتی ہے اور دیگر ادیان و ملل میں بھی یہ برا سمجھا گیا ہے۔  
اسلام میں تو قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کی برائی فرمائی وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَةَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔  
یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ بے حیائی اور فحش کاری اور بہت بری راہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے مجتنب رہنے پر اتنی تاکید فرمائی کہ بدینتی سے کسی عورت کو دیکھنا بھی زنا فرمایا۔  
شہوت سے ہاتھ لگانے کو زنا بتایا۔ حتیٰ کہ ان میں کسی عورت کے ساتھ ایسا خیال کرنا بھی حرام قرار دیا اور اس فعل قبیح کی

شامت پر

سینکڑوں بلاؤں کا نزول بتایا

دشمن کا غلبہ

رزق میں تنگی

عزت و ہیبت کی بربادی

عمر میں کوتاہی



ملک و دولت کی بربادی  
انواع و اقسام کی بیماریوں کی تولید  
روح پر تاریکی آنے سے مرنے کے بعد اندھیری اور عذابِ آخرت آگ کی شکل میں ملنا  
عوام میں مقہور ہونا  
خواص کی نظروں میں اس سے تنفر  
دعا کا بے اثر ہو جانا وغیرہ وغیرہ اثرات و نتائج ہیں۔

”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا“

جان سے مار ڈالنا تھی۔ کتاب احبار باب بستم جملہ عاشر تورات میں ہے:  
”وہ جو دوسرے کی جو رویا اپنے پڑوسی کی جو رو سے زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جائیں۔“  
اور 19 باب کے درس دوم میں ہے:

”غیر کی لونڈی غیر کی منگیتر کے ساتھ زنا کی سزا میں صرف کوڑے مارے جائیں۔“

اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک زنا کار عورت کو مارنے کے لئے لائے تو آپ نے حد نہ ماری نہ حد  
مارنے کا حکم دیا اس لئے کہ عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد نہیں اور شاید اسی اصل کے ماتحت انگریزی قانون میں زنا صرف  
شوہر دار عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کا نام زنا رکھا گیا اور اس کی سزا بھی ہلکی سی رکھ دی گئی۔

اور نئی روشنی کی تاریکی کے ناتے اپنی عیش پرستی میں اسی کو پسند بھی کرتے ہیں۔

حالانکہ انجیل میں یہ واقعہ یَحْرِقُونَ الْكَلِمَةَ عَنْ مَوَاضِعِهِ کے ماتحت ہی ہو سکتا ہے ورنہ ہم اصل انجیل میں اسے  
تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔

چنانچہ قرآن کریم نے اس قسم کی تحریفات کو مٹانے کے لئے اول الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا  
مِائَةً جَلْدًا - فرمایا اور تاکید کی کہ اس سزا میں ہرگز فرو گذاشت اور نرمی اور ترس نہ ہو بلکہ یہ سزا عبرت دلانے کی غرض سے  
ایک جماعت مومنین کی موجودگی میں دی جائے۔

اس میں شک نہیں کہ ابتداء میں زنا کی سزا شادی شدہ کے لئے گھر میں موت آنے تک قید رکھنا تھی اور باکرہ غیر شادی  
شدہ کے لئے محض زجر و توبیخ۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي  
الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّعَنَّ الْمَوْتَ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّهَا مِنْكُمْ فَادُّوهُنَّ فَإِنْ تَابَا  
وَأَصْلَحَا فَغَرِّضُوا عَنْهُمَا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝

اسی طرح لونڈی غلام جو اس قسم کے فواحش کا ارتکاب کرتے تو انہیں جوتے مار کر طمانچے لگا کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔  
لیکن پھر یہ حکم بدل گیا۔ اور زبانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثنا سے شادی شدہ کی سزا رجم یعنی سنگساری مقرر ہوئی اور غیر شادی  
شدہ کی سزا سو کوڑے رکھے گئے اور نفاذ حکم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا جیسا کہ ارشاد ہے:



اب قذف محصنات کا دوسرا حکم بھی اسی رکوع میں بیان ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ - (اور وہ جو پارسا عورتوں پر تہمت لگائیں)

رمی پھینکنے کو کہتے ہیں یہ استعارہ قذف یعنی تہمت کے معنی میں استعمال ہوا اس لئے کہ تہمت لگانا ایک قسم کا پتھر مارنا ہے۔ اور اسی معنی میں قذف آتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ حکم ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر تہمت زنا لگائے اور اس کے ثبوت میں چار گواہ متحد البیان نہ لاسکے تو اسے اسی درے کی سزا دی جائے گی۔

اور اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے نامقبول ہوگی کہ وہ بوجہ فسق مردود الشہادۃ ہو چکا ہے مگر جب وہ توبہ کر لے اور نیک ہو جائے تو وہ داغ دھل جاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہاں چند باتیں سمجھنی ضروری ہیں۔

اول یہ کہ محصنات۔ محصنہ کی جمع ہے یہ احصان سے ہے اور احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ وہ عورت باکرہ ہو خواہ شادی شدہ اگر نیک پاک دامن ہے تو محصنہ ہے۔

اور آئیہ کریمہ کا عموم بھی یہ چاہتا ہے کہ پاک دامن عورت خواہ مسلمہ مومنہ ہو خواہ کافرہ مشرکہ خواہ باندی ہو یا غریب، امیر ہو یا شریف القوم۔ لیکن فقہاء کرام نے احادیث و احکام مصطفوی پر غور کر کے احصان میں پانچ شرطیں مقرر فرمائیں۔

اسلام، عقل، بلوغ، حریت، عفت۔ اس لئے کہ اگر کافرہ پر تہمت لگائی گئی تو وہ پہلے ہی اسلام اور قانون اسلام سے منحرف ہے لہذا اس میں سزا نہیں بلکہ قاضی تعزیر کرے گا۔

لیکن امام زہری اور سعید بن مسیب اور ابن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ کے نزدیک کافرہ بھی اس میں شامل ہے۔ یعنی تہمت لگانے والا اگر ثبوت چار گواہوں سے نہ دے سکے تو کافرہ پر اسے اسی درے لگیں گے۔

باقی سب کے نزدیک دیوانی اور نابالغہ اور لونڈی بلکہ وہ زنا کار عورت جو تائب ہو چکی ہے اس پر تہمت لگانے پر قاضی کو عدم ثبوت میں تعزیر کرنے کا حق حاصل ہے۔

اگرچہ حد نہیں لگائی جائے گی اور اگرچہ آئیہ کریمہ میں محض پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا مذکور ہے لیکن جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں بھی ہے۔

دوسرے وَالَّذِينَ يَزْمُونَ میں عموم حکم مان کر تسلیم کیا ہے کہ مسلمان ہو خواہ کافر عورت ہو خواہ مرد غلام ہو یا آزاد جو تہمت لگائے اس کو سزا دی جائے مگر یہاں بھی علماء نے لڑکے اور دیوانے کو بہ حکم حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ مستثنیٰ رکھا اور ان سے حد اٹھائی البتہ قاضی کو مجاز ہے کہ وہ چاہے تو گوشمالی کر دے۔

تیسرے یہ کہ حکم آیت اپنے عموم کے اقتضاء سے یہی چاہتا تھا کہ جن پر جرم تہمت ثابت ہو سب کو یہی سزا دی جائے۔

مگر امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام ابو یوسف، امام محمد امام زفر وغیرہ رحمہم اللہ غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے کا حکم دیتے ہیں تاکہ دوسری آیت کا خلاف لازم نہ آئے جس میں ارشاد ہے: فَاِذَا اُحْصِنَ فَاِنَّ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ۔ اس آیت کریمہ میں باندی کی سزا نصف تھی لہذا وہی



نصف ہر مقام پر رکھی گئی۔

اور امام جعفر بن محمد اپنے والد سے راوی ہیں کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ اور بعض نے اس میں اختلاف کیا ہے جیسے امام اوزاعی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہ وہ پوری سزا کے حق میں ہیں یہ محض اختلاف ہے جس سے مسئلہ مختلف فیہ ہو گیا۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا۔ پر محققین کا اختلاف ہے۔

چنانچہ شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ استثناء تمام پہلے جملوں سے ہے یعنی فَأَجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً اور لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا۔ یعنی توبہ کے بعد نہ اسے اسی درے لگائے جائیں نہ وہ مردود الشہادۃ رہے نہ وہ فاسق ہے۔

اور ابن عباس اور عمر اور سعید بن جبیر مجاہد و عطاء امام مالک و شافعی علیہم رضوان فرماتے ہیں یہ استثناء آخر کے دو جملوں سے ہے یعنی توبہ کے بعد وہ مقبول الشہادۃ ہو جائے گا اور وہ فاسق نہ رہے گا۔

علامہ نخعی اور امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ استثناء صرف أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ سے ہے جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بعد توبہ وہ فاسق نہ رہے گا لیکن اس پر حد ضرور قائم ہوگی اور أَبَدًا وہ مردود الشہادۃ رہے گا۔ جیسے چوری یا دیگر جرائم توبہ کرنے سے عند اللہ معاف ہو جاتے ہیں۔

لیکن سزا دینا جو قاضی دیتا ہے بدستور رہتی ہے اور مردود الشہادۃ ہونا بھی سزا دینا ہے۔ یہ بدستور رہنی چاہئے۔

عام جرائم میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ کیوں رکھے گئے؟

اس کی دو وجہ بظاہر معلوم ہوتی ہیں:

اول تو پردہ پوشی اور اضاعت جان کی محافظت۔

دوسرے یہ جرم دو کے بغیر متحقق نہیں ہوتا لہذا دو گواہ عورت پر دو مرد پر ہونے چاہئیں۔ تو چار ہی ضروری ہوئے۔

تیسرا حکم اپنی بیوی پر تہمت لگانے کا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ۔

جو اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اسے چار گواہ نہ ملیں۔ تو یہاں بھی قیاس کا اقتضاء یہی تھا کہ اسی درے سے اسے سزا

دی جائے مگر غیر عورت پر تہمت لگانا عداوت ہو سکتا ہے یا اسے رسوا کرنے کی غرض سے بھی ایسا کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اپنی بیوی پر ایسا اتہام لگانے میں اس کی اپنی بھی رسوائی ہے اس لئے کوئی سلیم الفطرت اپنی بیوی پر اس قسم کے

الزامات گوارا نہیں کرتا۔

دوسرے ایسے موقع پر چار گواہ بہم پہنچانا بھی مشکل ہوتا ہے۔

بنا بریں اس معاملہ میں دونوں کی رعایت ملحوظ رکھ کر ایک علیحدہ قانون پیش فرمایا اور اس کا نام رکھا۔

### لعان

لعان کا حکم یہ ہے کہ اس کے بعد زوجین میں بینونت واقع ہو جاتی ہے اور نکاح نہیں رہتا اور کبھی اس مرد کو اس عورت سے

نکاح جائز نہیں۔

اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا جس پر لعان کیا گیا وہ اس مرد کا نہیں کہلائے گا۔

اور امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعان ہی طلاق متصور ہوگی۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فسخ نکاح کہلائے گا۔

امام مالک اور شافعی کے نزدیک لعان میں آزاد، غلام، مسلمان، ذمی سب پر ایک حکم ہے۔

زہری اور اوزاعی اور امام ابو حنیفہ علیہم رضوان فرماتے ہیں کہ لعان مسلمان آزاد میں محدود ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور

عورت کے قاذف پر حد قائم ہو سکتی ہو۔

بخاری و مسلم میں سہل بن سعد سے مروی ہے کہ عویر نے عاصم بن عدی سے کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضر

خدمت ہو کر سوال کرے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پائے تو کیا کرے اسے جان سے مار سکتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ عاصم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو کراہت

کی نظر سے دیکھا اور کوئی جواب نہ دیا۔

عویر کو جب کوئی جواب نہ ملا تو انہوں نے کہا اچھا میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کروں گا۔

چنانچہ عویر نے سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے یہ حکم آیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ کس کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

بعض کہتے ہیں عویر کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

بعض کہتے ہیں بلال بن امیہ کے حق میں اتریں۔

بعض کہتے ہیں پہلے بلال بن امیہ کا مقدمہ آیا پھر اسی وقت عویر بھی یہ سوال لائے۔

رمی محسنہ کہتے ہیں کسی پر اتہام لگانے کو۔

اور وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ

بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ۔ اور وہ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے بجز اپنے کوئی گواہ نہیں تو ان کی

شہادت یہی ہے کہ ہر ایک چار بار اللہ کی قسم کھائے اور کہے بے شک وہ (یعنی میں) سچا ہوں۔

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر (یعنی مجھ پر) اللہ کی

لعنت اگر میں جھوٹا ہوں۔

چونکہ اپنی بیوی پر بلاوجہ تہمت لگانا عادت ممکن نہیں اس لئے کہ اس میں اس کی اپنی بے عزتی ہوتی ہے اس پر اس وجہ میں

اسی دروں کی بجائے یہ قسم رکھی گئی۔ اور یہ چار قسم بمنزلہ چار گواہ کے قرار دی گئی اور پانچویں بار اسے اپنے اوپر لعنت لینی ہوگی۔ تو

اس قسم اور لعنت کے بعد مرد پر سے الزام تہمت اٹھ جائے گا اور اسی درے سے بچ جائے گا۔

اب رہی عورت تو اس کے لئے دو حکم ہیں۔

اول یہ کہ اگر وہ اقرار زنا کر لے تو سنگسار کی جائے گی۔

اور اگر وہ سنگساری سے بچنا چاہے تو یہ حکم ہے۔

وَيَذَرُهَا الْعَذَابَ إِنَّ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِينَ۔ اور دفع کرے عورت اپنے سے حکم رجم اس سے کہ اللہ کو گواہ کرے چار گواہوں سے کہ وہ یعنی اس کا خاوند جھوٹا ہے۔

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِينَ۔ اور پانچویں بار کہے کہ اللہ کا غضب اس پر (یعنی مجھ پر) اگر وہ مرد سچا ہے۔

اس کے بعد دونوں میں قاضی تفریق کر دے گا اور یہ لعان ہی بمنزلہ طلاق ہوگا۔ یہ ہے خلاصہ حکم لعان کا۔ رکوع ختم۔

### مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

سُوْرَةُ ۲۴۔ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی یہ سورۃ ہے۔

أَنْزَلْنَاهَا۔ جسے ہم نے نازل فرمایا۔ گویا ارشاد ہے: أَيْ مِمَّا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ أَوْ فِيمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ کہ جو کچھ تم پر آیات تلاوت کی گئیں اور جو کچھ اے محبوب آپ پر وحی ہوئی اس میں یہ سورۃ مبارکہ دستور و قانون اسلامی کی خصوصیت سے حاصل ہے جس میں

وَقَرَّضْنَاهَا۔ ہم نے احکام نازل کئے وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ اور اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

گویا فرمایا کہ أَنْزَلْنَا السُّورَةَ حَالَ كَوْنِهَا سُورَةً عَظِيمَةً وَفَرَضْنَا أَحْكَامَهَا۔ ہم نے یہ سورۃ عظیمہ نازل فرمائی جس میں خاص احکام لازم و واجب فرمائے اور روشن طریقہ سے تفصیل بیان فرمائی۔ تاکہ تم ان احکام سے تعلیم و تذکیر حاصل کرو۔ اس کے بعد اول احکام زنا صادر ہوئے چنانچہ ارشاد ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهِدَ عِنْدَ ابْهَاتِ بِرْفَةٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ①۔

زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کو سو کوڑے علیحدہ علیحدہ مارو اور ان کی اس سزا میں اپنے دل میں کسی قسم کا ترس نہ کرو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور بوقت سزا لازم ہے کہ ایک جماعت مومنین وہاں حاضر رکھی جاوے۔

آلوسی رحمہ اللہ حکم سزا میں فرماتے ہیں: اَلَّتِي زَنَتْ وَالَّذِي زَنَى فَاجْلِدُوا۔ وہ عورت جو زنا کرے اور وہ مرد جو زنا کرے دونوں کو سو کوڑے مارے جائیں۔

اس پر آلوسی طریقہ تعزیر پر تصریح فرماتے ہیں: فَإِنَّ الْأَخْبَارَ قَدْ دَلَّتْ عَلَىٰ أَنَّ الزَّانِيَةَ وَالزَّانِي يُضْرَبَانِ بِسَوْطٍ لَا عَقْدَةَ فِيهِ وَلَا فَرْعَ لَهُ - وَقِيلَ إِنْ كَوْنَ الْجَلْدِ بِسَوْطٍ كَذَلِكَ كَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِاجْتِمَاعِ الصُّحَابَةِ۔

احادیث سے ثابت ہے کہ زانیہ اور زانی ایسے چابک سے مارے جاتے تھے کہ اس میں کوئی گرہ اور شاخیں نہ ہوتی تھیں۔

اور ایک قول ہے کہ جلد چابک سے کیا جاتا تھا یہی عہد فاروق رضی اللہ عنہ میں بہ اجماع ہوا۔ روح المعانی

وَقِيلَ أَمَّا قَبْلَهُ فَكَانَ تَارَةً بِالْيَدِ وَتَارَةً بِالنُّعْلِ وَتَارَةً بِالْجَرِيْدَةِ الرُّطْبِيَّةِ وَتَارَةً بِالْعَصَا۔

اور کہتے ہیں اس سے قبل جو سزائیں دی جاتی تھیں وہ کبھی ہاتھ سے کبھی جوتے سے کبھی ہری چھٹی (شاخ) سے اور کبھی



ڈنڈے سے۔

اور سزا دیتے وقت سواپا جامہ کے کپڑے اتارے جائیں۔ اور پاجامہ ستر عورت کے لحاظ سے نہیں اتارا جائے گا۔  
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سزا کے وقت اگر ایک یاد دہی ہو تو نہ اتاری جائیں۔

وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِهِ عَنْ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ فِي حَدِّ فَضْرَبَهُ وَعَلَيْهِ  
كَسَاءٌ قُسْطَلَانِيٌّ۔ زمانہ علی کرم اللہ وجہہ میں ایک شخص حد میں گرفتار لایا گیا تو آپ نے اسے سزا دی ایسے حال میں کہ اس  
پر چادر تھی۔

اور عورت سے کپڑے جدا نہ کئے جائیں۔ اس لئے کہ ضرب کا حکم مطلقاً ہے لیکن کوٹ یا لبادہ اگر ہو تو وہ اتارا جائے۔  
وَمِنْ هُنَا قَالَ إِذَا كَانَ مَنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ ضَعِيفٌ الْخِلْقَةَ فَخِيفَ عَلَيْهِ الْهَلَاكُ يُجْلَدُ جَلْدًا  
خَفِيفًا۔ اور جس پر حد لازم ہو اگر وہ ضعیف ہے اور خوف ہلاک ہے تو اسے ہلکے چابک لگائے جائیں۔  
وَ كَذَا قَالُوا يُفَرَّقُ الضَّرْبُ عَلَى أَعْضَاءِ الْمَحْدُودِ لِأَنَّ جَمْعَهُ فِي غَضُو قَدْ يُفْسِدُهُ وَ رَبَّمَا  
يُفْضِي إِلَى الْهَلَاكِ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ضرب متفرق جگہ اعضاء محدود میں مارے اس لئے کہ ایک جگہ کی ضرب فساد جسم  
میں پیدا کرتی ہے اور اکثر ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔

لَأَنَّ الْهَلَاكَ غَيْرُ مَطْلُوبٍ۔ اس لئے کہ سزا میں ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔  
وَ يَنْبَغِي أَنْ يَتَّقَى الْوَجْهَ وَالْمَذَا كَبِيرًا۔ اور چاہئے کہ چہرہ کو ضرب سے بچائے اور مقامات ذکر و خصیتین وغیرہ  
کو بھی۔

لِمَارُوِي مَوْقُوفًا عَنْ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ سَكْرَانَ أَوْ فِي حَدِّ فَقَالَ اضْرِبْ  
وَاعْطِ كُلَّ غَضُو حَقَّهُ وَاتَّقِ الْوَجْهَ وَالْمَذَا كَبِيرًا وَكَذَا الرَّأْسَ لِأَنَّهُ مَجْمَعُ الْحَوَاسِ الْبَاطِنَةِ فَرُبَّمَا  
يُفْسِدُ وَهُوَ الْهَلَاكُ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عدالت میں ایک نشہ میں مجرم لایا گیا یا سزا کے لئے پیش کیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ اسے  
مارو لیکن اعضاء کی محافظت رکھو اور منہ اور مقامات ذکر اور ایسے ہی سر بچاؤ اس لئے کہ وہ حواس باطنی کا خزانہ ہے تو اکثر اتنا فساد  
آجاتا ہے کہ ہلاکت تک نوبت آجائے۔

وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشْنَى الْبَطْنَ وَالصَّدْرَ۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ضرب دینے سے  
شکم اور سینہ بچایا جائے۔ اس لئے کہ

كَانَ الضَّرْبُ فِي زَمَانِهِ كَالضَّرْبِ الَّذِي يَفْعَلُهُ ظَلَمَةُ زَمَانِنَا۔ اس لئے کہ آپ کے زمانہ میں ایسی ضرب  
دی جاتی تھی جیسے ہمارے زمانہ کے ظالم دیتے ہیں۔

چنانچہ میں نے زمانہ جس جن میں جبکہ ہزار ہا جانبازان اسلام قید میں تھے دیکھا کہ ایک مرزائی آئی جی جیل نے فدائے ختم  
نبوت اسیر کوٹکی سے بندھوا کر ان بیدوں سے پٹوایا جو پانی میں بھیگی ہوئی تھیں اور اس نے چیر کر ان میں سیفٹی ریزر لگائے تھے۔  
اس پر ہر ضرب کے ساتھ سرین کی بوٹیاں اڑا کر درختوں میں پناہ لیتی تھیں اور چیل کوؤں کی آغوش شکم میں چھپ جاتی

تھیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس پر کبار صحابہ سیدنا عمر اور سیدنا علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ۔ جب سزا دو تو چہرہ بچاؤ۔

پھر مرد کو کھڑے ہوئے کو سزا دی جائے اور عورت کو بٹھا کر۔

اور اگر مرد سزا کے وقت ضربوں کو روکے اور نہ ٹھہرے یا صبر نہ کرے تو اسے بضرورت باندھنے میں حرج نہیں خواہ کسی ستون سے باندھیں یا کسی اور چیز سے۔

اور زنا عرف لغت میں اور شرع میں کسے کہتے ہیں؟

مرد کا عورت کے ساتھ آگے کی طرف سے وطی کرنا بحالت غیر ملکیت اور اس میں دونوں کا عاقل اور بالغ ہونا شرط ہے اور یہ فعل عورت مرد میں مشترک ہے۔

اسی بناء پر لَا حُدَّ عَلَى الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ وَمَنْ أَكْرَهَهُ السُّلْطَانُ وَلَا عَلَى مَنْ أَوْلَجَ فِي دُبُرِ أَوْفَى فَرْجِ صَغِيرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ أَوْ مَيْتَةٍ أَوْ بَهِيمَةٍ وَلَا عَلَى مَنْ زَنَى فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَا عَلَى مَنْ زَنَى مَعَ شُبْهَةٍ۔ بچہ پر حد نہیں، مجنون پر نہیں اور نہ اس پر جسے اکراہ سلطانی سے زنا کرنا پڑے اور نہ اس پر حد ہے جو دبر میں ایلاج کرے نہ نابالغہ غیر مشتہاۃ سے زنا میں نہ مری ہوئی سے زنا کرنے پر نہ حیوان کے ساتھ ایسی بے حیائی کرنے پر حد ہے اور نہ اس پر حد ہے جو دار الحرب میں زنا کرے اور نہ اس پر کوئی حد ہے جو کسی شبہ میں زنا کرے۔

لیکن اس سے معترض یہ زبان طعن دراز نہیں کر سکتا کہ معاذ اللہ جب حد ہی نہیں تو یہ اسلام میں جائز ہے۔ یہاں یہ اصول سمجھ لینا ضروری ہے کہ جرم دو قسم کا ہے ایک وہ جس پر حد شریعت میں مقرر ہو۔ اور ایک جرم وہ ہے جس پر حد مقرر نہیں لیکن حرام ضرور ہے اور اس جرم پر قاضی تعزیر کرے گا خواہ جلادے خواہ چھت سے گروادے خواہ اسے پٹوائے۔

پھر یہ حکم جلد عام ہے محصنہ اور غیر محصنہ میں لیکن آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَكِنْ نُسِخَ فِي حَقِّ الْمُحْصَنِ قَطْعًا فَإِنَّ الْحُكْمَ فِي حَقِّهِ الرَّجْمُ وَيَكْفِينَا فِي تَعْيِينِ النَّاسِخِ الْقَطْعُ بِأَمْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّجْمِ وَفِعْلِهِ فِي زَمَانِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّاتٍ فَيَكُونُ مِنْ نَسْخِ الْكِتَابِ بِالسُّنَّةِ الْقَطْعِيَّةِ وَقَدْ أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَنْ تَقَدَّمَ مِنَ السَّلَفِ وَعُلَمَاءُ الْأُمَّةِ وَأَيُّمَةُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ الْمُحْصَنَ يُرْجَمُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى يَمُوتَ وَإِنْكَارُ الْخَوَارِجِ ذَلِكَ بَاطِلٌ لِأَنَّهُمْ إِنْ أَنْكَرُوا حُجَّتَهُ إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَجَهْلٌ مُرَكَّبٌ وَإِنْ أَنْكَرُوا وَقُوعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْكَارِهِمْ حُجَّتَهُ خَيْرٌ الْوَاحِدِ فَهُوَ بَعْدَ بَطْلَانِهِ بِالذَّلِيلِ لَيْسَ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ لِأَنَّ ثُبُوتَ الرَّجْمِ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرَةٌ الْمَعْنَى كَشَجَاعَةِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَجُودِ حَاتِمٍ۔

لیکن یہ حکم جلد محصنہ یعنی شادی شدہ کے حق میں قطعاً منسوخ ہو گیا۔



اس لئے کہ اس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم دیا ہے۔

اور ہمارے صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قطعاً نسخ حکم اول ہونے کو کافی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محضہ کو رجم کرنے کا حکم دیا اور اس پر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر چند بار عمل ہوا۔

تو یہ حکم نسخ کتاب ہے اس لئے کہ یہ سنت قطعی ہے۔

پھر میں عرض کروں گا کہ یہ نسخ بھی کتاب اللہ سے ماننا پڑے گا جبکہ کتاب اللہ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ فرما رہی ہے۔

اور اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور متقدمین سلف اور علماء امت اور ائمہ کرام سب متفق ہیں کہ محضہ کو رجم پتھروں سے کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ مر جائے۔

البتہ خوارج کا فرقہ اس سے منکر ہے مگر وہ باطل ہے۔

اس لئے کہ وہ اگر انکار کر رہے ہیں حجیت اجماع صحابہ سے تو جہل مرکب ہے اور اگر اس سے انکاری نہیں کہ یہ واقعہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا ہی نہیں اور خبر احاد اس میں حجیت نہیں تو بغیر بطلان دلیل ہم کہیں گے کہ رجم والی احادیث کا ثبوت متواتر المعنی ہے جیسے شجاعت علی رضی اللہ عنہ اور جو دحاتم متواتر المعنی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر یہی طریقہ تحقیق مان لیا جائے تو تمام مسلمانوں کے اعمال واجبہ جو بجز متواتر المعنی ثابت ہیں انہیں متواتر لفظاً بھی مانا گیا ہے اور ان پر عہد رسالت سے آج تک عمل چلا آ رہا ہے سب بے شمار ہو جائیں گے۔ البتہ جو صحابہ کرام اور عامہ مسلمین کی راہ سے منحرف ہو جائے وہ اپنی جہالت میں پڑا رہے چنانچہ آگے فرماتے ہیں:

وَلِذَا حِينٌ غَابُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْقَوْمِ بِالرَّجْمِ مِنْ كَوْنِهِ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى أَلْزَمَهُمْ بِأَعْدَادِ الرُّكْعَاتِ وَمَقَادِيرِ الزُّكُوتِ فَقَالُوا مِنْ فِعْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ۔

ایسے جب عہد عمر بن عبدالعزیز میں اعتراض ہوا کہ رجم قرآن کریم میں نہیں تو آپ نے الزام دیا کہ صلوٰۃ پنجگانہ کی تعداد رکعات اور حولان حول کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا حکم بھی قرآن کریم میں نہیں تو انہوں نے کہا لیکن یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعال کے ماتحت ہم پر فرض قطعی ہے اور اسی پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک عامہ مسلمین کا عمل ہے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے فرمادیا تھا جو بخاری شریف میں مروی ہے:

حَشِيئَةٌ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ لَأَنْجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَيُضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أُحْصِنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الْإِغْتِرَافُ۔

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ زمانہ طویل ہو جائیں گے بعد لوگوں میں یہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور کہنے

والا کہہ بیٹھے کہ رجم کتاب اللہ میں ہم نہیں پاتے تو اس فرض کے ترک کی وجہ میں گمراہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

خبردار رجم یقیناً حق ہے اس پر جو حصن ہو کر زنا کرے جبکہ اس پر بینہ قائم ہو جائے یا حمل حرام ثابت ہو یا وہ خود اعتراف

زنا کرے۔



اور ابوداؤد شریف میں ہے: اِنَّهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابًا فَكَانَ فِيمَا اُنزِلَ عَلَيْهِ اَيَّةُ الرَّجْمِ يَعْنِي بِهَا قَوْلُهُ تَعَالَى -  
”الْشَيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ“  
فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا اِلَى اَنْ قَالَ وَاِنِّي خَشِيتُ اَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ فَيَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ الْحَدِيثَ بِمَطْرَقِهِ -

اور ابوداؤد میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن کریم نازل کیا اور اس میں جو کچھ اتارا اس میں آیات رجم بھی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الشیخ والشیخة الی آخرہ -

تو اسے ہم نے پڑھا اور یاد رکھا۔ آخر میں فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ مرور زمانہ کے بعد کہنے والا کہے گا کہ ہم نے رجم قرآن کریم میں نہیں پایا۔ الی آخر الحدیث

اور فرمایا: لَوْلَا اَنْ يُقَالَ اِنَّ عُمَرَ زَادَ فِي الْكِتَابِ لَكَتَبْتُهَا عَلٰی حَاشِيَةِ الْمُصْحَفِ الشَّرِيفِ - اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ کہتے کہ عمر نے قرآن کریم میں یہ آیت بڑھادی تو ضرور میں اسے حاشیہ مصحف پر لکھ دیتا۔  
علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ اس بحث کا فیصلہ یوں فرماتے ہیں:

النَّاسِخُ السُّنَّةُ الْقَطْعِيَّةُ اَدْلُ مِنْ كَوْنِ النَّاسِخِ مَا ذَكَرَ مِنَ الْاَيَّةِ لِعَدَمِ الْقَطْعِ بِبُوتِهَا قُرَانًا ثُمَّ نَسِخَ تِلَاوَتُهَا وَاِنْ ذَكَرَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَكَتَ النَّاسُ فَاِنْ كَوْنَ الْاِجْمَاعِ السُّكُوتِيَّ حُجَّةً مُخْتَلَفٌ فِيهِ وَبِتَقْدِيرِ حُجَّتِهِ لَا نَقْطَعُ بِاَنَّ جَمِيعَ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كَانُوْا اِذْ ذَاكَ حُضُوْرًا ثُمَّ لَا شَكَّ فِي اَنَّ الطَّرِيْقَ فِيْ ذٰلِكَ اِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ظَنِّيٌّ وَلِهَذَا وَاللّٰهُ تَعَالَى اَعْلَمُ -

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ حِيْنَ جَلَدَ شَرَاْحَةَ ثُمَّ رَجَمَهَا جَلَدْتُهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَرَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَمْ يُعَلَّلِ الرَّجْمَ بِالْقُرْآنِ الْمَنْسُوْخِ التِّلَاوَةِ - جب شراہ کو حد لگائی گئی تو انہیں کوڑے مارے پھر رجم کیا تو کوڑے بموجب کتاب اللہ لگائے اور رجم بحکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا جو ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلثِّبُ بِالثِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَمَى بِالْحِجَارَةِ -

اور احناف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ

لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الرَّجْمِ وَالْجَلْدِ فِي الْمُحْصَنِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ - رجم اور جلد محسنہ میں جمع نہ کئے جائیں۔

اور ان کی دلیل اس پر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محسنہ میں دونوں سزائیں جمع نہیں کیں بلکہ فرمایا اذْهَبُوا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ - اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔

دوسری حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس کو حکم دیا کہ اس عورت سے پوچھو اگر یہ اقرار کرے تو فَرْجُهَا سے رجم کرنا۔

اور حضرت ماعز کو اول تلقین کی گئی کہ وہ اپنا اعتراف بدل لیں لیکن وہ اقرار ہی کرتے رہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذْهَبُوا بِهِ فَرْجُوهُ۔ اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔

اور ایسے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو بار یا تین بار ہوئے تو کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد کے بعد رجم فرمایا بلکہ صرف رجم ہی کر دیا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جلد کے بعد رجم کیوں کرایا تو اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اول وہ محصنہ نہ ثابت ہوئی ہو پھر جلد کرایا جا چکا تو محصنہ ہونا ثابت ہوا ہو تو رجم کا حکم دیا ہو۔ اس حکم کو کسی نے منظوم کیا ہے۔

شُرُوطُ إِحْصَانٍ أَتَتْ سِتَّةَ فَعُدَّهَا مِنَ النَّصِّ مُسْتَفْهَمًا  
بُلُوغٌ وَ عَقْلٌ وَ حُرِّيَّةٌ وَ رَابِعُهَا كَوْنُهُ مُسْلِمًا  
وَعَقْدٌ صَحِيحٌ وَ وَطْءٌ مُبَاحٌ مَتَى اخْتَلَّ شَرْطٌ فَلَنْ يُرْجَمَا

محصنہ کے لئے چھ شرطیں ہیں جن سے رجم لازم آتا ہے بلوغ، عقل، حریت، اسلام، عقد صحیح، وطی مباح اگر ان میں سے کسی شرط میں اختلال و اشتباہ ہو تو ہرگز رجم نہ کیا جائے۔

اور صحیحین میں عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے: إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَرَجُلًا زَنِيًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفَضَحُهُمْ وَ يُجْلِدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فِيمَا زَعَمْتُمْ أَنَّ فِيهَا الرَّجْمُ فَأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَسَرَدُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فَأَمَرَ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا۔

یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مقدمہ لائے اور عرض کیا کہ ہماری قوم کی ایک عورت اور مرد نے زنا کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رجم کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو۔ تو وہ کہنے لگے ذلیل و رسوا کرنا اور کوڑے مارنا ہے تو عبد اللہ بن سلام نے فرمایا تمہارا خیال غلط ہے تورات میں رجم کا حکم ہے۔ لاؤ تورات چنانچہ لائی گئی اور اسے کھولا گیا تو ایک شخص نے جسے عبد اللہ بن صورتیا کہتے تھے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ کر اول اور آخر پڑھنا شروع کر دیا۔

حضرت ابن سلام نے فرمایا یہاں سے ہاتھ ہٹاؤ جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو آیت رجم نظر آگئی تو یہود بولے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر اسے رجم کا حکم دیا اور دونوں رجم کئے گئے۔

اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ ادیان و ملل سابقہ میں بھی رجم محصنہ موجود تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قانون کو بدستور قائم رکھا۔

دوسرے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ عدالت شرعیہ میں اگر کوئی دوسرے مذہب کا مقدمہ آئے تو بموجب سنت سرور عالم صلی اللہ



علیہ وسلم قاضی کو انہی کے قانون کے مطابق فیصلہ دینا چاہئے آگے ارشاد ہے:

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ اور نہ پکڑے تمہیں ان دونوں کے معاملہ میں لطف اور رحم اور شفقت دین کے حکم میں اگر تم ایمان لائے ہوئے ہو اللہ اور آخرت کے دن پر۔

اس آیت کریمہ سے چند احکام قاضی جج اور مجسٹریٹ اور ہر اس حاکم کے لئے مستنبط ہوتے ہیں جس کا تعلق فریقین کے اندر فیصلہ دینے کا ہے۔

اول یہ کہ ثبوت جرم کے بعد سفارش کرنا بھی ممنوع ہے اور حاکم کو سفارش قبول کرنا بھی حرام ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قَالَ أَبُو مَجَلَزٍ وَمُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَعَطَاءُ الْمُرَادِ النَّهْيُ عَنِ اسْقَاطِ الْعَدِّ بِنَحْوِ شَفَاعَةِ۔ اس آیت کریمہ سے مراد سفارش کی ممانعت ہے ثبوت جرم کے بعد۔

اور ابن جریر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہی فرماتے ہیں: وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الشَّفَاعَةُ فِي اسْقَاطِ الْحَدِّ۔ اس آیت میں اس کی دلیل ہے کہ اسقاط حد میں شفاعت جائز نہیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب غلام حضرت اسامہ بن زید کو فاطمہ بنت الاسود بن عبد الاسد مخزومیہ کے لئے ان کے قبیلہ والوں نے سفارش کے لئے بھیجا جبکہ اس پر کسی زیور یا تھیلی چرانے کا ثبوت ہو چکا تھا تو حضور نے حضرت اسامہ کو فرمایا: اَتَشْفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ قَامَ فَحَطَبَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَأَيُّمُ اللَّهُ تَعَالَى لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ وَحَاشَاهَا لَقَطَعْتُ يَدَهَا - وَكَمَا تَحْرُمُ الشَّفَاعَةُ يَحْرُمُ قَبُولُهَا۔

کیا تم حد میں سفارش کرتے ہو حدود اللہ پر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرما کر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو تم سے پہلے جو گمراہ ہوئے کہ ان میں اگر کوئی شریف قوم چوری کرتا اسے چھوڑ دیتے اور اگر وہ جرم ضعیف پر آتا تو اس پر حد قائم کر دیتے اور قسم بخدا اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے اگرچہ ایسا نہیں ہو سکتا تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: إِذَا بَلَغَ الْحَدُّ إِلَى الْإِمَامِ فَلَا عَفَاَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنْ عَفَا۔ جب امام کے سامنے معاملہ حد کو پہنچ جائے اور پھر بھی وہ مجرم کو معاف کر دے تو اللہ امام کو معاف نہ کرے گا۔

اور إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ تو بیخفا فرمایا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آخرت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ایسا کر ہی نہیں سکتا اور جو ایسا کرے اس کے ایمان میں ضعف و خلل ہے۔ پھر بوقت سزا یہ اور حکم تاکید فرمایا وَلَيْشْهَدَ عَدَايَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور ضرور حاضر رکھوان کی سزا کے وقت ایک جماعت مؤمنین کی۔

تاکہ اسے ذلت حاصل ہو اور آئندہ ایسا فعل شنیع کرنے سے اجتناب کرے اور ہمیشہ کے لئے اسے عبرت حاصل ہو۔ اب طائفہ کا اطلاق کتنے آدمیوں پر ہو سکتا ہے اس کی تحقیق یہ ہے۔

ایک قول ہے جسے عبد بن حمید وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں: الطَّائِفَةُ الرَّجُلُ فِي قَوْمِهِ۔ طائفہ ایک آدمی سے جتنے بھی زائد ہوں وہ طائفہ ہے۔

عطا، عکرمہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کہتے ہیں اِثْنَانِ فَصَاعِدًا۔ دو سے زائد جتنے بھی ہوں وہ طائفہ ہے۔



قادر اور زہری کہتے ہیں **ثَلَاثَةٌ فَصَاعِدًا**۔ تین سے زائد طائفہ ہیں۔

حسن فرماتے ہیں دس آدمی ہونے چاہئیں۔

امام شافعی اور زید کے نزدیک چار پر طائفہ کا اطلاق ہے۔

اور شرح بخاری میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طائفہ کا تذکرہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ہے اور ہر جگہ حسب موقع اس کی تعداد مقرر ہے۔

چنانچہ **فَلَوْ لَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ** جو فرمایا ہے یہاں ایک سے لے کر زائد تک کے لئے ہے اور اسی سے **وَلْيَشْهَدَ عَذَابَهَا طَائِفَةٌ** میں چار تک طائفہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

اور **فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ** میں کم سے کم تین کا عدد طائفہ پر پورا ہوگا۔

لہذا بحسب قرینہ طائفہ کے لئے عدد متعین ہوگا کہیں ذلیل کرنے کے لئے ایک ہی کافی ہوتا ہے کہیں زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

**وَالْحَقُّ إِنَّ الْمُرَادَ بِالطَّائِفَةِ هُنَا الْجَمَاعَةُ** - **يَحْصِلُ بِهِمُ التَّشْهِيرُ وَالزُّجْرُ**۔ صحیح یہ ہے کہ طائفہ سے مراد یہاں جماعت ہے جس کے ذریعہ تشہیر اور زجر ہو سکے۔

**قَرُبَ شَخْصٍ يَّحْصِلُ تَشْهِيرُهُ وَزَجْرُهُ بِثَلَاثَةٍ** وَاخْرُ لَا يَحْصِلُ تَشْهِيرُهُ بِعَشْرَةٍ وَ لِلْعَاقِلِ بِالْأَرْبَعَةِ هُنَّهَا وَجِيَّةٌ وَجِيَّةٌ۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں تین آدمیوں سے بھی ذلت وزجر ہو جاتی ہے۔ اور بہت سے ایسے بھی ہیں جنہیں دس میں بھی ذلت حاصل نہیں ہوتی اور ایک سمجھدار کے لئے تو چار ہی کافی ہیں اور یہ توجیہ و جیہ معلوم ہوتی ہے۔

**الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ**۔ زانی نہیں نکاح کرے گا مگر زانیہ ہی سے یا مشرک سے اور زانیہ عورت نہیں نکاح پسند کرے گی مگر زانی سے یا مشرک سے۔

اس میں تقبیح زانی اور تذلیل زانیہ کا اظہار فرمایا گیا۔ یعنی جب مرد زنا پر راضی ہو گیا تو اسے عقیفہ مومنہ اور پاک دامن سے نکاح کیسے گوارا ہوگا۔ ایسے ہی زانیہ جب غیر مرد سے بے حیا ہو کر زنا پر رضامند ہوگی تو وہ ایک نیک مرد سے جو متورع اور متقی ہو کیونکہ نکاح کرنا پسند کرے گی اور ایک مرد کے ساتھ کس طرح عمر بسر کر سکے گی۔ مثل مشہور ہے چچک اور بدچلن ہو کر نکلے بغیر نہیں رہ سکتی اور

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز!

عقل مندوں کا مقولہ ہے گویا ان دونوں کی تذلیل اور بد عادت کی تقبیح فرمانے کے لئے ارشاد ہوا۔ لہذا ایسے تعلقات جو مومنین پر حرام ہیں ان سے ایسی بدکار فاحشہ عورتیں کیسے راضی رہ سکتی ہیں۔

اور اس قسم کے فحش کار عورتیں اور مرد تماش بین کہلاتے ہیں اور تماش بین مرد تماش بین عورت کے سوا پارسا عقیفہ نیک پاک دامنوں کو پسند نہیں کرتے ایسے ہی اس قسم کی بدکار عورتیں نیک متورع متقی کو پسند نہیں کرتیں۔

چنانچہ تہذیب جدید کے مرد تہذیب قدیم کی عورتوں کو پسند نہیں کرتے اور اولڈ اور بے تہذیب اور بد سلیقہ اسی بنا پر کہتے

ہیں کہ وہ الغافلۃ المؤمنات ہوتی ہیں نہ انہیں سرخی پاؤ ڈر کا شوق ہوتا ہے اور نہ الگاسیات العاریات بننے کی طرف میلان نہ سینما اور تماشوں میں جانے کی وہ شائق نہ ڈانس اور کلبوں سے انہیں تعلق تو ایسی سیدھی سادی خواتین پر وہ نشین آج کل کے ایڈیٹ جنٹلمین بابولوگوں کو بھی پسند نہیں ہیں۔

اور ایسی گریجویٹ لیڈیوں کو ذی لِحیہ (داڑھیوں والے) مسلمان ملاں ہی نظر آتے ہیں ان سے وہ کب مانوس ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا پسندیدہ وہی مرد ہوتا ہے جو انہیں روزانہ ہاتھ بغل میں لے کر واکنگ یعنی گلگشت کرائے بے پردہ پھر اے سینما لے جائے کلبوں کی سیر کرائے سوسائٹیاں اٹینڈ کرائے ہر اپنے پرانے سے ملنے یا رانہ گانٹھنے میں مانع نہ ہو اور یہ سب باتیں مومنین کے لئے حرام ہیں اسی لئے فرمایا:

وَحُرْمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ بلکہ شریعت مطہرہ کے قانون میں تو وہ مرد جو عورت کی نگہداشت نہ رکھے اس کی بدکاریوں آزاد منشیوں سے چشم پوشی کرتا رہے دیوث یعنی بھڑوا کہلاتا ہے۔ تو مومن متورع اور تہذیب مغربی کے ڈھلے ہوئے انسانوں میں بون بعید ہے۔

ورنہ ویسے شریعت مطہرہ میں مشرک ہو یا زانیہ اگر توبہ کر کے اپنی اصلاح کر کے درست ہو جائے تو اس سے عقد ممنوع نہیں بشرطیکہ اس کے سابقہ چلن کی طرف سے یہ مطمئن ہو چکا ہو ورنہ ایسا عقد جس کا انجام خانہ آبادی کی بجائے بربادی ہو اس سے تجرد ہی بہتر ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ کرنے والوں کے لئے فرمایا کہ تم نکاح کرتے وقت مال، جمال حسب اور دین دیکھتے ہو لہذا عَلَيكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ يَدَاكَ۔ مال جمال بھی اگر ہو تو نور ہی نور مگر سب سے مقدم دین کو دیکھنا۔ تاکہ وہ حق زوج سمجھ سکے اور تم حق زوجہ ملحوظ رکھو اور وہ تمہاری رفیق عمر ثابت ہو سکے۔

### رمی محصنہ کا قانون

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَثْبَاتٍ فَعَلِدُوا وَهُمْ ثَلَاثِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔

اور جو پاک دامن عورتوں پر رمی کرے اور چار گواہ نہ لاسکیں تو انہیں اسی درے مارو اور آئندہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ اصل میں فاسق ہیں۔

رمی کے اصل معنی پھینکنے کے ہیں چونکہ پاک دامن پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگانا بلا تحقیق بات پھینکنا ہے اس لئے اسے رمی سے تعبیر کیا گیا۔

اور محصنات احصان سے ماخوذ ہے اور احصان عربی میں عفت یعنی پاک دامن کو کہتے ہیں۔

تو خلاصہ مفہوم منطوق آیت کریمہ یہ ہوا کہ جو ناعاقبت اندیش کسی پاک دامن عقیفہ پارسا عورت کو زنا کی تہمت لگائے اسے چاہئے کہ چار گواہ متحد البیان عینی شہادت والے لائے اور اگر نہ لاسکے تو بے سمجھے سوچے کسی عقیفہ پارسا عورت کو مہتم بالزنا کرنا معمولی بات نہیں اس کی سزا یہ ہے کہ اول تو اسے اسی درے لگائے جائیں۔

اس کے بعد دوسری سزا یہ ہے کہ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے ساقط العدالت کیا جائے یعنی وہ اگر گواہی دینے عدالت

33B

میں آئے تو اس کی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے اس لئے کہ وہ خود بے حکم لوگ ہیں جنہیں فاسق کہا جاتا ہے۔  
 إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کر کے اپنی عادت  
 درست کر لے اور آئندہ ایسی بے احتیاطی نہ کرے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی یہ چونکہ کفر نہیں بلکہ فسق و معصیت ہے تو اگر توبہ کر کے اپنی زبان و بیان کی اصلاح کر لے تو اسے جب اللہ عز و جل  
 بھی معاف کرتا ہے تو بندوں کو بھی معاف کر دینا چاہئے۔

اور یہاں فاسق فرمانا بھی ایسے جملہ اور اتہام کی ناپسندیدگی کا اظہار فرمانے کو کہا گیا ہے گویا یہ ارشاد ہے کہ کسی پر اتہام  
 لگانا ویسا ہی جرم ہے جیسے بدکاری کرنا لہذا توبینا ارشاد ہوا: وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔  
 اس کے بعد وہ خاوند جو اپنی بیوی کو ایسی بے حیائی میں دیکھے یا اتہام زنا لگائے تو اس کے لئے قانون ارشاد ہے۔

### قانون لعان

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ  
 بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ① وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ②۔

اور جو اپنی بیویوں پر رمی بالزنا کریں اور سوا اپنے ان کا کوئی گواہ نہ ہو تو اس کی شہادت یہی ہے کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا  
 کر بیان کرے کہ بلا شک وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔  
 إِلَّا أَنفُسُهُمْ شُهَدَاءُ ۖ كَذِبٌ أَعْمَى۔

اس صورت میں اِلا کے معنی غیر کے ہوں گے۔

اور فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ میں فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ مبتدا ہوگا اور أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ  
 اس کی خبر۔ جو متعلق ہو شہادت کا۔

تو خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ تہمت لگانے کے بعد اگر وہ گواہ نہ لاسکے تو اسے اسی درے سے بچنے کے لئے اس طرح چار قسم  
 کھانی ہوں گی جو بمنزلہ چار گواہ تسلیم کی جائیں گی۔

چار بار وہ کہے خدا کی قسم میں اپنی بیوی کے زنا کی خبر میں سچا ہوں۔

اور پانچویں بار کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں۔

مرد کے اس حلف کے بعد عورت کے لئے بھی حکم ہے تاکہ وہ رجم سے بچ جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ③ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ  
 اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ④۔

اور دفع کرے اپنے سے سزا اور حد کو عورت اس طرح کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ یہ سراسر جھوٹا ہے اور پانچویں  
 باریوں کہے کہ اگر یہ اس اتہام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ہو۔

يَدْرَأُ ۖ ذَرَأُ مِنْهُ مَشْتَقٌ هُوَ أَوْ دَرَأُ كَمَا فِي مَعْنَى دَفْعِ كَرْنِ كَيْفَ هِيَ۔

جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادْرَأْتُمْ فِيهَا ۖ أَمْ يَشْهَدُ الْخَامِسَةَ ۖ وَهِيَ أَوْ يَدْرَأُ



حد زنا دفع کرنے کو چار بار خدا کی قسم کے ساتھ کہے کہ وہ قطعاً جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

اسے اصطلاح شریعت میں لعان کہتے ہیں اس قسم کی قسم تسمی ہو جانے کے بعد دونوں میں تفریق کرادی جائے گی اور طلاق بائنہ کی صورت کی طرح ہوگی جس کے بعد وہ اس خاوند کے نکاح میں نہ رہے گی۔ چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِذَا افْتَرَقَ الْمُتَلَاعِنَانِ فَلَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا وَتَبَتَّ بَيْنَهُمَا حُرْمَةٌ كَحُرْمَةِ الرِّضَاعِ وَبِهِ قَالَتِ الْأَيْمَةُ الثَّلَاثَةُ۔ جب لعان کرنے والے الگ الگ ہو جائیں گے تو پھر وہ کبھی اکٹھے نہ ہو سکیں گے اور ان میں دودھ کی حرمت جیسی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ تینوں اماموں کا یہی مذہب ہے۔ آخر میں ارشاد ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ۔ اور اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا اور وہ اللہ توبہ قبول کرنے والا نہ ہوتا تو تمہیں یہ پراز حکمت طریقہ نہ بتاتا یہ اس کا کرم اور فضل ہے۔

### بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

وہ جنہوں نے افترا باندھا تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اسے برا گمان نہ کرو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں ہر ایک کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور وہ جس نے اس میں بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے کیوں نہ ہو جب تم نے اسے سنا تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے اپنے اوپر بھلائی کا اور کہہ دیتے یہ کھلا بہتان ہے

کیوں نہ لائے وہ اس پر چار گواہ تو جب گواہ نہ لائے تو یہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو ضرور پہنچتا تمہیں اس معاملہ میں جس کے چرچے کر رہے ہو سخت عذاب

جب تم لاتے تھے ایسی بات اپنی زبانوں پر اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے آسان بات گمان کرتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے

اور کیوں نہ ہو جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا ہمیں زیبا نہیں کہ ایسی بات کہیں حاشا وکلا یہ بڑا بہتان ہے

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرًا مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑪  
لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ⑫

لَوْلَا جَاءَ وَعَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَقَدْ وَكَلْتُمُ الْكُذِبُونَ ⑬  
وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑭

إِذْ تَلْقَوْنَهُ بِالسِّنَّتِمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ⑮

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحٰنَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ⑯

اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اب پھر ایسی بات کہی نہ کہنا  
اگر تم مومن ہو

اور اللہ روشن بیان کرتا ہے تمہیں اپنی آیتیں اور اللہ جاننے  
والا حکمت والا ہے

وہ لوگ جو چاہتے ہیں یہ کہ چرچا ہو بری بات کا ایمان  
والوں میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے  
دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ کا فضل اور رحمت اور یہ کہ اللہ تم پر  
نہایت مہربان رحم والا ہے

يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ  
مُؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾

وَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ  
حَكِيمٌ ﴿١٥﴾

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي  
الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا  
تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ  
رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٧﴾

### حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

بِالْإِفْكِ - بہتان	جَاءَ وَ - لائے	الَّذِينَ - وہ جو	إِنَّ - بے شک
تَحْسِبُونَ - خیال کروا سے	لَا - نہ	مِنْكُمْ - تم میں سے	عُصْبَةٌ - جماعت ہے
هُوَ - وہ	بَلْ - بلکہ	لَكُمْ - اپنے لئے	شَرًّا - برا
أَمْرِي - آدمی کے لئے ہے	لِكُلِّ - ہر ایک	لَكُمْ - تمہارے لئے	خَيْرٌ - بہتر ہے
مِنَ الْإِثْمِ - گناہ	اِكْتَسَبَ - اس نے کمایا	مَا - جو	مِنْهُمْ - ان میں سے
كِبْرًا - اس کے بڑے حصے کا	تَوَلَّى - والی ہوا	الَّذِي - وہ جو	وَ - اور
عَظِيمٌ - بڑا	عَذَابٌ - عذاب ہے	لَهُ - اس کے لئے	مِنْهُمْ - ان میں سے
ظَنَّ - تو خیال کیا	سَبِعُمُودًا - تم نے اسے سنا	إِذْ - جب	لَوْلَا - کیوں نہ ہوا کہ
بِأَنْفُسِهِمْ - اپنوں کے متعلق	الْمُؤْمِنَاتُ - مومن عورتوں نے	وَ - اور	الْمُؤْمِنُونَ - مومن مردوں
هَذَا - یہ	قَالُوا - کیوں نہ کہا	وَ - اور	خَيْرًا - بھلائی کا
جَاءَ وَ - لائے	لَوْلَا - کیوں نہ	مُبَيِّنٌ - کھلا ہوا	إِفْكَ - بہتان ہے
فَإِذْ - پھر جب	شُهِدَ آءٌ - گواہ	بِأَرْبَعَةٍ - چار	عَلَيْهِ - اس پر
فَأُولَئِكَ - تو وہی	بِالشُّهَدَاءِ - گواہ	يَأْتُوا - لائے	لَمْ - نہ
الْكَاذِبُونَ - جھوٹے	هُمْ - وہ ہیں	اللَّهُ - اللہ کے	عِنْدَ - نزدیک
اللَّهُ - اللہ کا	فَضْلٌ - فضل	لَوْلَا - اگر نہ ہوتا	وَ - اور
فِي - بیچ	رَاحَتُهُ - اس کی رحمت	وَ - اور	عَلَيْكُمْ - تم پر
لَمَسَّكُمْ - تو پہنچتا تمہیں	الْآخِرَةِ - آخرت کے	وَ - اور	الدُّنْيَا - دنیا

عَذَابٌ عَذَابٌ	فِيهِ اس میں	أَفْضَلُكُمْ مشغول ہوئے تم	فِي مَا اس میں جو
بِالْسِّنِّتِكُمْ اپنی زبانوں سے	تَلَقَّوْنَهُ تم اسے لیتے تھے	إِذْ جب	عَظِيمٌ بہت بڑا
بِأَفْوَاهِكُمْ اپنے مونہوں سے	لَكُمْ تمہیں	تَقُولُونَ کہتے تھے	وَأور
بِهِ اس کا	تَحْسَبُونَهُ خیال کرتے تھے تم اس کو	لَيْسَ نہیں	مَا جو
عِنْدًا نزدیک	هُوَ وہ	وَأور	عِلْمٌ کوئی علم
لَوْلَا کیوں نہ ہوا	وَأور	عَظِيمٌ بہت بڑی ہے	هَيِّئَا معمولی بات
مَا نہیں	قُلْتُمْ کہا ہوتا تم نے	سَبِعُمُودًا تم نے اسے سنا	اللَّهُ اللہ کے
تَتَكَلَّمُ ہم کہیں	أَنْ کہ	لَنَا ہمیں	إِذْ جب
بُهْتَانٌ بہتان ہے	هَذَا یہ	سُبْحٰنَكَ تو پاک ہے	يَكُونُ زبیر دیتا
أَنْ یہ کہ	اللَّهُ اللہ	يُعِظُّكُمْ نصیحت کرتا ہے تم کو	بِهَذَا ایسی بات
إِنْ اگر	أَبَدًا کبھی بھی	لِمِثْلِهِ ایسا کام	عَظِيمٌ بہت بڑا
يُبَيِّنُ بیان کرتا ہے	وَأور	مُؤْمِنِينَ ایمان والے	تَعُودُوا دوبارہ کرو
وَأور	الآيَاتِ آیتیں	لَكُمْ تمہارے لئے	كُنْتُمْ ہو تم
إِنَّ بے شک	حَكِيمٌ حکمت والا	عَلَيْكُمْ جاننے والا	اللَّهُ اللہ
تَشِيْعٌ پھیلے	أَنْ یہ کہ	يُجِبُونَ چاہتے ہیں	اللَّهُ اللہ ہے
أَمْثُوا جو مومن ہیں	الذِّينَ ان کے	فِي بیچ	الذِّينَ وہ جو
فِي بیچ	أَلِيمٌ دردناک	عَذَابٌ عذاب ہے	الْفَاحِشَةُ بے حیائی
وَأور	الْآخِرَةَ آخرت کے	وَأور	لَهُمْ ان کے لئے
أَنْتُمْ تم	وَأور	يَعْلَمُ جانتا ہے	الدُّنْيَا دنیا
لَوْلَا اگر نہ ہوتا	وَأور	تَعْلَمُونَ جانتے	اللَّهُ اللہ
وَأور	عَلَيْكُمْ تم پر	اللَّهُ اللہ کا	لَا نہیں
اللَّهُ اللہ	أَنْ بے شک	وَأور	فَضْلٌ فضل
		رَحِيمٌ رحم والا ہے	رَاحَتُهُ اس کی رحمت
			رَأَوْفٌ مہربان

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

إِقْلَکِ عربی میں بہتان کو کہتے ہیں۔

اور اس بڑے بہتان سے مراد جس کا ذکر اس رکوع میں إِنَّ الذِّينَ جَاءُوا بِالْإِقْلَکِ سے شروع ہے اس سے مراد وہ بہتان ہے جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا۔



واقعہ یہ ہے کہ 5ھ میں غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ مدینہ منورہ کے قریب ایک پڑاؤ پر ٹھہرا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں وہاں آپ کا ہار جو آپ مستعار لائی تھیں گر گیا۔ آپ اس کی تلاش میں مصروف رہیں اور قافلہ نے کوچ کر لیا۔

اس غزوہ میں غذائی قلت کی وجہ سے مجاہدین نہایت ہلکے پھلکے ہو گئے تھے اونٹ پر سیدہ کا ہودج رکھتے وقت کسی کو یہ خیال ہی نہ رہا کہ سیدہ کو معلوم کر لیتے اسی خیال میں رہے کہ آپ ہودج میں ہیں۔

آپ جب تشریف لائیں تو دیکھا قافلہ کوچ کر چکا ہے آپ نے خیال فرمایا کہ میری تلاش میں جو بھی آئے گا اول یہیں آئے گا تو مجھے یہیں بیٹھ جانا چاہئے چنانچہ آپ چادر لپیٹ کر وہاں ہی لیٹ گئیں۔

حضرت صفوان اس ڈیوٹی پر قافلہ میں تھے کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے تشریف لائیں تاکہ گزی پڑی چیز جو قافلہ کی ہو اسے اپنی نگرانی میں لاسکیں۔

غرضیکہ جب یہ یہاں آئے تو دیکھا ام المومنین قافلہ سے رہ گئیں ہیں آپ نے بہ آواز بلند استرجاع فرمایا یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ کہا اور اپنی اونٹنی پر آپ کو سوار کیا اور نکیل تھامی اور خود پایادہ آگے آگے چلنے لگے۔

منافقین بد باطن نے اوہام فاسدہ کا سدہ پیدا کر کے آپ کے متعلق اتہامات گھڑنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ بعض مسلمان بھی ان کے دام فریب میں آگئے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کلمات بے جا کہہ بیٹھے۔ یہ واقعہ جب حضور ﷺ تک پہنچا۔ حضور ﷺ نے آپ کو آپ کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیج دیا۔ آپ حضور ﷺ کی جدائی کے غم میں بیمار ہو گئیں اور مسلسل ایک ماہ بیمار رہیں ابھی آپ کے علم میں یہ بات نہیں آئی کہ حضور ﷺ نے مجھے باپ کے یہاں کیوں بھیجا اور منافقین آپ کی شان میں کیا کیا بکواس کر رہے ہیں اور یہ بات کتنی پھیل چکی ہے۔ ایک روز ام مسطح نے آپ کو اس سانحہ کی خبر دی۔

تو یہ سن کر آپ کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں آپ کا یہ حال ہوا کہ کسی ساعت آپ کا آنسو نہ تھا اور نہ کسی لمحہ آپ کو نیند آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے گاہے گاہے پوچھتے کَيْفَ بِنْتُهُ ان کا کیا حال ہے آپ اس کا جواب علالت کی اطلاع کے ساتھ دے دیتے۔

کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اس سے حضرت سیدہ کا شرف اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآن کریم میں آپ کی طہارت اور پاک دامنی منصوص ہو گئی۔ اب مسلمانوں میں سے جو بھی آپ کی طہارت و پاک دامنی پر شبہ کرے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ علاوہ اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل بھی آپ کے پاک دامن ہونے پر اتنا یقین تھا کہ منبر پر قیام فرما کر بقسم اعلان فرمایا کہ مجھے اپنی بیوی صدیقہ کی پاک دامنی پر یقین ہے جس نے ان کی شان میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے حضور کون معذرت پیش کر سکتا ہے۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ منافقین بالیقین کذاب اور مفتری ہیں اور ام المومنین یقیناً پاک دامن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کو کبھی بیٹھنے سے بھی محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بد عورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تا کہ وہ مقام جہاں آپ کا سایہ گرا کسی کے قدم نہ آئے۔ تو جو قادر مطلق آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔

حضرت علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک جو تک کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا تو جو رب الارباب آپ کی نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔

اس طرح بہت سے صحابہ اور صحابیات نے قسمیں کھائیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے اجلہ صحابہ کے دل بھی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف سے مطمئن تھے۔

اس پر آیات بینات کے نزول نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شرف و عزت اور زیادہ کر دیا۔ اور بد باطن و بد زبان اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک جھوٹے اور ذلیل تھے اور ان پر سخت ترین مصائب آنے والے تھے۔

چنانچہ آیات کریمہ میں بھی لِكُلِّ امْرِيٍّ مِنْهُمْ مَا كَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ۔ فرما کر ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس کی سزا دے گا اور ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت ظاہر فرمائے گا چنانچہ اس معاملہ میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اور لِكُلِّ امْرِيٍّ فرما کر اول بتایا کہ جس نے جتنا حصہ لیا اس کے عمل کی مقدار اسے سزا ملے گی۔ جس نے بہتان کا طوفان اٹھایا اسے اس کی سزا ہوگی۔ جس نے زبانی موافقت کی اسے اس کی۔

اور جو یہ اتہام سن کر ہنس پڑا وہ بھی ضرور سزا پائے گا۔ اور جو سن کر خاموش رہا اور اس نے اس کا رد نہ کیا وہ بھی مستحق سزا ہے۔ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرًا مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور ان میں سے وہ جس نے اس کا بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے جیسے عبد اللہ بن ابی منافق کہ اس نے اس خبر کو بڑی ہوا دی۔

چنانچہ مروی ہے کہ آخرت میں عذاب ہوگا۔

اور ان اتہام تراشنے والوں کو بحکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حد قائم کی گئی اور اسی کوڑے لگائے گئے پھر ارشاد ہے: لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ لَظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِانْفُسِهِمْ خَيْرًا وَاَقَالُوا هَذَا اِفْكًا مُّبِينًا۔ کیوں نہ ہو کہ جب تم نے ایسی بات سنی تھی کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نیک گمان کرتے ہوئے کہتے کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے اس لئے کہ مسلمانوں کو بھی حکم ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھیں اور اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بَدِغْمَانِيٍّ معصیت ہے۔







یعنی وہ بات جو کذب و افتراء سے بھی زائد ہے وہ افک ہے اور اکثر نے اسے مطلقاً جھوٹ سے تعبیر کیا اور کسی نے افک بہتان کے معنی میں لیا۔ وَأَصْلُهُ مِنَ الْإِفْكِ بِفَتْحِ الْفَاءِ فَسَكُونِ وَهُوَ الْقَلْبُ وَالصَّرْفُ لِأَنَّ الْكِبْذَ مَصْرُوفٌ عَنِ الْوَجْهِ الَّذِي يَبْحَثُ۔

افک۔ اصل میں پلٹنا اور پھرنا ہے اس لئے کہ کذب بھی پھیرنا ہے اصل حقیقت کو وَالْمُرَادُ بِالْإِفْكِ مَا أُفْكُ بِهِ الصِّدِّيقَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّامُ فِيهِ لِلْعَهْدِ۔ اور اس رکوع میں افک پر الف لام معہود ذہنی لاکر مخصوص کیا گیا حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف۔

(تمام قرآن کریم میں اس لغت سے مشتق تین مقام پر الفاظ آئے ہیں۔)

1- اَتَيْسُوں پارہ میں ہے: وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ۔ یہ قوم لوط کے قصہ میں ہے چونکہ اس کی بستیاں الٹ دی گئیں تھیں اس لئے انہیں موتفکات فرمایا گیا۔

2- اور دسویں پارہ میں ہے: وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ اس میں وہی الٹی ہوئی قوموں کا ذکر ہے۔

3- اور ستائیسویں پارہ میں ہے: وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَى ۝ فَغَشَّاهَا مَا عَشَّى۔ یہاں بھی الٹی پلٹ ہونے کے معنی ہیں۔

اور یہاں بھی اسی مناسبت سے افک فرمایا جو جھوٹ کے معنی میں لایا گیا۔ اس لئے کہ جھوٹ میں بھی کسی چیز کا اصلیت سے مقلوب ہونا ہوتا ہے اور بہتان لگانے والے اس کی حقیقت کو پلٹ دیتے ہیں اس لئے اسے افک کہا گیا۔

اور ایسے بہتان و افتراء کی حقیقت جب منکشف ہو جاتی ہے تو وہ بہتر ہی ہوتی ہے۔ بنا بریں ارشاد ہوا: لَا تَحْسَبُوهُ شَيْئًا لَّكُم مِّنْهُ نَصْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْإِسْلَامَ وَكُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ اس کی وجہ سے وہ عصبہ جو تم میں ہی ملے ہوئے ہیں پہچان لئے جائیں گے اور اپنے پرانے کو ہر کس و ناکس جان لے گا۔

اس قصہ عظیم کی تفصیل بخاری شریف میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح آئی ہے:

حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی فرماتے پھر جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا اسے اپنے ہمراہ لے جاتے۔

آپ فرماتی ہیں کہ جب غزوہ بنی مصطلق میں 5ھ کو حضور غزا فرمانے تشریف لے گئے تو قرعہ فال میرے نام پر آیا چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئی اور یہ سفر پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد واقع ہوا۔

تو میں اپنے ہودج میں سوار ہو گئی اور غزوہ کے مقام پر جا تری۔ حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ منورہ کے ایک پڑاؤ پر اترے۔ رات گزارنے کے قریب قافلہ کی روانگی کا اعلان ہوا تو میں جنگل میں ایک گوشہ میں تھی آواز سن کر چلی اور لشکر میں پہنچ گئی جب میں اپنے ہودج کے پاس آئی تو میں نے دیکھا کہ میرا ہار گر گیا ہے میں اس کی تلاش میں مصروف رہی اور قافلہ والوں نے میرا ہودج اونٹ پر کس دیا اور وہ یہ خیال کرتے رہے کہ میں اس

ہودج میں ہوں اس لئے کہ اس سفر میں خواتین بہت ہلکی بھلکی ہو گئی تھیں۔

ان میں گوشت کا وزن نہیں رہا تھا کیونکہ ہم سب اس سفر میں ایک ایک لقمہ کھا کر قناعت کرتے تھے۔

تو ہودج کے ہلکے پن پر کسی کو بھی شبہ نہ ہوا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں۔

پھر میں تو ویسے بھی جاریہ حدیث السن تھی یعنی کم عمر لڑکی تھی۔

غرضیکہ جب اونٹ ہانک دیئے گئے اور قافلہ کوچ کر گیا تو میں نے اپنا ہار پالیا اور جلدی سے اپنی منزل پر آئی تو یہاں

سنان میدان تھا کوئی آدمی اور آدم زاد موجود نہ تھا۔

میں نے سوچا کہ جب مجھے ہودج میں نہ پائیں گے تو اسی جگہ مجھے ڈھونڈنے والے آئیں گے میں وہاں ہی بیٹھ گئی کہ

مجھے نیند غالب آئی اور میں سو گئی۔

پیچھے پیچھے قافلہ کے حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی آرہے تھے جو قافلہ کی گری پڑی چیز کی نگرانی پر مقرر تھے انہیں

پر چھائیں نظر آئی اور دیکھا کہ کوئی سو رہا ہے وہ قریب آئے تو انہوں نے پہچانا کہ میں ہوں اور انہوں نے مجھے آیات حجاب

نازل ہونے سے پہلے دیکھا بھی تھا تو انہوں نے آواز سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا ان کی آواز استرجاع سے میں

جاگ اٹھی اور میں نے دوپٹہ سے بکل مار کر جلابا اوڑھ لیا۔

قسم بخدا انہوں نے مجھ سے کسی لفظ سے بھی کلام نہ کیا اور نہ میں نے استرجاع یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے سوا

کچھ سنا اور انہوں نے اناخ ناقہ فرمایا یعنی اونٹ کو سواری کے لئے جھکایا اور ان کے ہاتھ کے سہارے میں ہودج میں چلی گئی

اور وہ مجھے سوار کئے اونٹ کی ٹکیل تھامے آگے آگے چل دیئے۔

حتیٰ کہ ظہر کے وقت ہم لشکر سے آئے۔

پھر جسے ہلاک ہونا تھا بدگمانی میں ہلاک ہوا اور اس میں اتہام تراشی کرنے میں جو پیش پیش تھا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول

منافق تھا۔

پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور پھر میں اتفاقاً بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگوں میں جو چہ بے ہو رہے تھے ان کا مجھے کچھ

علم نہ تھا۔ البتہ اتنا احساس ضرور تھا کہ میری طرف اس بیماری میں وہ الطاف و کرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تھا جو ہوا کرتا تھا

میرے پہلے بیمار ہونے میں

اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسَلِمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ بَيْكُمُ ثُمَّ

يَنْصَرِفُ۔ سو اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تشریف لاتے سلام کے بعد فرماتے تم کس حال میں ہو پھر واپس

تشریف لے جاتے۔

فَذٰلِكَ الَّذِي يُرِيْنِيْ وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ۔ بس یہ بات مجھ پر شاق تھی باقی مجھے اس فتنہ کی خبر بھی نہ تھی۔

حتیٰ کہ میں نہایت کمزور ہو گئی تو میرے ساتھ ایک روز ام سٹح ایک گوشہ کی طرف جہاں ہم قضاء حاجت کو جایا کرتے تھے

اور ہم ہمیشہ رات ہی کو قضاء حاجت کے عادی تھے۔

اور یہ وہ زمانہ تھا کہ بیت الخلاء گھروں میں نہیں ہوتا تھا اور ہمارا طریقہ عرب کے طریقہ کے مطابق ہی تھا کہ مجھے وہاں

تک جانے میں تکلیف ہونے لگی اور گھر میں بیت الخلاء سے ہم اذیت پاتے تھے۔

غرضیکہ میں اور ام مسطح جو ابی رہم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ بنت صخر بن عامر خالہ حضرت ابو بکر صدیق کی تھیں اور ان کے بیٹے مسطح بن اثاثہ تھے۔

تو میں اور ام مسطح گھر کی طرف فارغ ہو کر جب آنے لگے تو ام مسطح افسوس سے کہنے لگیں تَعَسَ مِسْطَحٌ مِسْطَحٌ ہلاک ہو گیا۔

فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتَ اتَسْبِئِينَ رَجُلًا شَهَدَ بَدْرًا۔ تو میں نے انہیں کہا یہ آپ نے بری بات کہی بھلا آپ انہیں برا کہہ رہی ہیں جو بدر میں شریک رہے ہیں۔

تو ام مسطح نے کہا: ائى هنتاه او لم تسمعى ما قال اے بے خبر بھولی بالی! کیا تم نے وہ نہیں سنا جو اس نے کہا۔ فرماتی ہیں میں نے کہا وہ کیا بات ہے جو انہوں نے کہی فَأَخْبَرَ بِنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ تو انہوں نے بہتان تراشوں کی بکو اس سے مجھے مطلع کیا۔

فَارَدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي۔ یہ سن کر تو میرا مرض مرض پر شدت پکڑ گیا۔

جب میں گھر آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: كَيْفَ تَبْكُمُ تَهَارِي طَبِيعَتِ كَيْسِي هے۔ تو میں نے عرض کیا: اَتَاذُنُ لِي اَنْ اَتِيَ اَبُوئِي۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے ہاں چلی جاؤں۔

فرماتی ہیں یہ اجازت اس لئے بھی میں نے طلب کی تھی کہ ام مسطح کی خبر کی تصدیق ہو جائے۔

یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی تو یقیناً وہ خبر صحیح ہے اور اگر اجازت نہ دی تو وہ خبر غلط ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق میرے ساتھ اتنا تھا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے علیحدہ ہونا پسند نہیں فرماتے تھے۔

فَاذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَبُوئِي فَقُلْتُ لِامِّي (هِيَ اُمُّ رُوْمَانَ زَيْنَبُ بِنْتُ وَهْمَانَ)۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے والد کے ہاں جانے کی اجازت دے دی میں اپنے باپ کے یہاں آ گئی تو میں نے اپنی والدہ ام رومان سے کہا:

يَا اَمَتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ۔ اماں جان! لوگ کیا باتیں سنا رہے ہیں؟

قَالَتْ يَا بِنِيَّةُ هَوْنِي عَلَيْكَ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَاةً قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ وَ لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا يَكْثُرُونَ عَلَيْهَا۔ والدہ نے فرمایا: بیٹی یہ معمولی بات ہے قسم بخدا بہت کم عورتیں ہوں گی جو آدمی کی نظر میں وضیئہ ہوں اور عورت کے لئے بہت سے پہلو تکلیف دہ ہوتے ہیں۔

فرماتی ہیں اس پر میں نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا۔ سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے کہ لوگوں میں میرے حق میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں۔

فرماتی ہیں پھر میں رو پڑی اور اتنی روئی کہ رات سے صبح تک ہی روتی رہی اور میرا آنسو نہ رکا اور میری آنکھیں سرمہ



خواب سے ملتا تھا نہ ہوئیں حتیٰ کہ صبح تک رونا نہ رکا۔

ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسد اللہ شیر خدا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور حضرت اسامہ بن زید کو بھی طلب کیا۔ اور وحی آنے میں دیر ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم اپنے اہل کی جدائی میں چاہتے تھے۔ تو

فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَرِيَّةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلَكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بریت اہل کے لئے اشارہ کیا اور جو ان کے دل میں احترام و محبت تھی اس کی بناء پر عرض کیا کہ حضور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاک کے متعلق سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔

وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تُصَدِّقُكَ -

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ ہرگز آپ پر اس سے زیادہ تنگی نہ فرمائے گا اور عورتیں ان کے سوا بہت ہیں۔ اگر آپ کسی بچے سے بھی اس معاملہ میں سوال فرمائیں گے تو وہ بھی تصدیق براءت کریں گے۔

فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيُّ بَرِيرَةَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيْبُكَ قَالَتْ بَرِيرَةُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِضُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثُهُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ -

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو بلا کر فرمایا اے بریرہ تم نے صدیقہ کی کوئی ایسی بات کبھی دیکھی جو تمہیں شک میں ڈالتی حضرت بریرہ نے عرض کیا اس ذات پاک کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے کبھی شبہ میں ڈالنے والی بات نہیں دیکھی۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ ابھی الھد نو عمر ہیں غَافِلَاتُ الْمُؤْمِنَاتِ ہیں نشیب و فراز سے بے خبر ہیں آٹا گوندھتے سو جائیں کہ بکری آکر اسے کھا جائے۔

فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَنِي سَلُولٍ - پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر عبد اللہ بن ابی بن سلول کے متعلق فرمایا کون عذر پیش کرتا ہے اس کے حق میں آج کے دن۔ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور فرما رہے تھے:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي آذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي - فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَ مَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ -

اے مسلمانو! کون میرے آگے عذر کرتا ہے اس آدمی سے جس نے مجھے اذیت دی میرے اہل بیت کے معاملہ میں قسم

بخدا میں اپنے اہل کے متعلق کچھ نہیں جانتا مگر نری نیکی اور بھلائی اور لوگ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے اور (پردہ لازم ہونے کے قبل بھی) کوئی ان کے پاس نہ گیا مگر میرے ساتھ

فَقَامَ سَعْدُنِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْدِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنْقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا أَمْرَ حَقٍّ فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ۔

حضرت سعد بن معاذ انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے کے لئے گویا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں عذر پیش کرتا ہوں اس شخص سے اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہماری برادری خزرج سے ہے تو حکم دیجئے ہمیں ہم حکم کی تعمیل کریں گے۔

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَقَامَ سَعْدُنِ بْنِ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ اِحْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا نَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيَّ قَتْلِهِ۔ تو سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے کھڑے ہو گئے اگرچہ وہ اس سے قبل صالح آدمی تھے لیکن حمیت قبائلی نے انہیں برا بیچختہ کر دیا کہنے لگے: سعد بن معاذ تم غلط کہتے ہو خدا کی قسم اسے ہم قتل نہ کریں گے اور تم بھی اس کے قتل پر قدرت نہیں رکھتے ہو۔

فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلُهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَتَارَ الْحَيَّانِ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتُلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمَنْبَرِ فَلَمَّ يَزُلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْفِضُهُمْ حَتَّى سَكْتُوا وَسَكَّتْ۔

تو حضرت اسید بن حضیر کھڑے ہو گئے یہ چچا کے بیٹے بھائی تھے سعد بن معاذ کے اور سعد بن عبادہ کو کہنے لگے خدا کی قسم تم غلط کہتے ہو ہم ضرور اسے قتل کریں گے اور تو منافق ہے منافقوں کی حمایت میں لڑتا ہے یہاں تک کہ اوس و خزرج میں گرما گرمی ہو گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ قتل پر آمادہ ہو گئے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز تھے اور دونوں کو خاموش ہو جانے کے لئے دبا رہے تھے آخر سب خاموش ہو گئے اور اسید بن حضیر بھی خاموش ہو گئے۔

سیدہ فرماتی ہیں: فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرِقًا لِي دَمْعٌ وَلَا اِكْتَحِلُ بِنَوْمٍ۔ مجھے روتے دن گزر گیا اور میرے آنسو نہ تھے اور میری آنکھیں سرمہ خواب سے بھی مکتحل نہ ہوئیں یعنی میری نیند بھی اڑ گئی۔

آگے حضرت سیدہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں دورات اور ایک دن روتی رہی اور سوئی بھی نہیں اور میرے آنسو بھی نہ تھے تو میرے والدین نے کہا کہ ایسا رونا کبھی کلیجہ نہ پھاڑ دے۔ غرض کہ میں رو رہی تھی اور میرے والدین میرے پاس تھے کہ انصار کی ایک عورت نے حاضری کی اجازت لی جب وہ آگئی تو میرے ساتھ اس نے بھی رونا شروع کیا۔

ہم اسی حال میں تھے کہ رحمت عالم سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سلام عَلَيْكَ کہہ کر قریب آ کر بیٹھ گئے۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے یہ اتہام بازی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما نہیں ہوئے لیکن آج تشریف ارزانی فرمائی اور وحی رکے ایک ماہ گزر چکا۔

اور میرے متعلق کوئی فیصلہ نہیں آیا۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لا کر رونق بخش ہونا اس امر کی شہادت تھا کہ میرے حق میں فیصلہ آئے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا:

أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَ عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيَّبِرُكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتِ الْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللَّهِ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ۔

بعد حمد الہی کے اے عائشہ مجھے تمہارے متعلق ایسے ایسے اتہامات کی خبر ملی ہے۔

لہذا اگر تم اس سے بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری فرمادے گا۔

اور اگر تم کسی غلطی کی مرتکب ہو چکی ہو تو اللہ کے حضور استغفار کرو اس لئے کہ بندہ جب اعتراف گناہ کر کے اللہ کے حضور رجوع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی رجوع فرماتا ہے۔

یہاں اگر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ کی پاک دامنی کا یقین نہ ہوتا تو فاستغفیری نہ فرماتے اس لئے کہ اس اتہام پر تو رجوع تھا مگر چونکہ صدیقہ کی پاک دامنی یقینی تھی تو فاستغفیری فرمایا۔

فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا فرمایا تو قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً میرے آنسو رک گئے اور ایسے خشک ہوئے کہ مجھے آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہوا۔

پھر میں نے اپنے والد سے عرض کیا آپ جو اب دیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو آپ نے فرمایا: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ۔ خدا کی قسم میں اللہ کے رسول کے سامنے کیا جواب دوں یہ میرے ادراک سے باہر ہے۔

فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں وہ بولیں میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔

فرماتی ہیں پھر میں نے ہمت کر کے کہا کہ

أَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ۔ میں ایک لڑکی نو عمر ہوں میں نے قرآن کریم بھی زیادہ نہیں پڑھا اور خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بہتان والی باتیں سنیں اور سنتے سنتے تمہارے دلوں میں وہ جم گئیں اور تم انہیں سچا سمجھ رہے ہو۔

فَلَيْنَ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَيْنَ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ فَتُصَدِّقُونِي وَاللَّهُ لَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔

تو اگر میں تمہیں کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس اتہام سے بری ہوں تو تم میری تصدیق نہ کرو گے اور اگر میں اقرار کروں تم سے کسی امر کا تو اللہ جانتا ہے کہ میں اس اتہام سے بری ہوں تو تم تصدیق کرو گے۔



خدا کی قسم میں تمہارے اور اپنے مابین کوئی مثال نہیں پاتی سوا قول باپ حضرت یوسف علیہ السلام کے کہ انہوں نے فرمایا تھا: فَصَبْرٌ جَبِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔

اس کے بعد میں اپنے بستر پر پڑ گئی اور میں اس وقت بھی جانتی تھی کہ جب میں بری ہوں تو ضرور اللہ تعالیٰ مجھے بری فرمائے گا۔

وَلٰكِنْ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِیْ شَاۤئِبِیْ وَحٰیًا یُّتَلٰی وَلَشَاۤئِبِیْ فِیْ نَفْسِیْ كَاَنَّ اَحْقَرُ مِنْ اَنْ یَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِیْ بِاَمْرِ یُّتَلٰی وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرٰجُوْ اَنْ یَّرٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ رُوْیَا یُبْرِئِ اللّٰهَ بِهَا۔ لیکن میرا یہ ایمان نہ تھا کہ میرے معاملہ میں وحی متلو نازل ہوگی اس لئے کہ میں اپنے خیال میں حقیر تھی اس سے کہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا ایسے طریقہ سے کہ عام طور پر پڑھا جائے لیکن یہ امید ضرور تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں میری براءت فرمادے گا۔

فَوَاللّٰهِ مَا دَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰی اُنْزِلَ عَلَیْهِ۔ فرماتی ہیں قسم بخدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف نہ لے گئے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر نکلا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اقدس سے قطرات پینہ کے ٹپکنے لگے جیسا کہ نزول وحی پر ہوا کرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔

فَكَانَ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ غرض کہ پھر پہلا کلمہ جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کلام فرمایا یہ تھا:

يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّ اَكْب۔ اے عائشہ اللہ نے تجھے بری کر دیا۔

تو میری والدہ نے مجھ سے کہا: قُوْمِيْ اِلَيْهِ حُضُوْرُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كِی طَرْفِ كَهْرٰی هُوَ جَا تُوْمِیْنَ نَیْ كَمَا: وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِیْنَ جَاؤْا وَاِبَالَفِكَ الْعَشْرَ الْاٰیَاتِ كُلَّهَا۔ خدا کی قسم میں کھڑی نہ ہوں گی اور نہ کسی کی حمد کروں گی سوا اپنے اللہ کریم کے کہ اس نے مجھے بری فرمایا اور دس آیتیں میری براءت میں اِنَّ الَّذِیْنَ جَاؤْا وَاِبَالَفِكَ سے آخر تک نازل فرمائیں۔ آگے ارشاد ہے:

عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ۔ ایک جماعت تم میں سے۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعَشْرَةِ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ - وَاَعْصُوْا صَبُوْا اِجْتَمَعُوْا وَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بَنُ اَبِی رَاسِ الْمُنَافِقِیْنَ وَزَیْدُ بَنُ رَفَاعَةَ وَحَسَّانُ بَنُ ثَابِتٍ وَ مِسْطَحُ بَنُ اَثَاثَةَ وَ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ وَمَنْ سَاعَدَهُمْ۔

مِنْكُمْ اٰی مِنْ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَهَمْ ظَنُّوْا اَنَّ الْاِفْكَ وَقَعَ مِنَ الْكُفَّارِ دُوْنَ مَنْ كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

عصبہ دس سے چالیس تک کی جماعت کو کہتے ہیں یہ مجتمع ہو گئے تھے۔ ان میں عبد اللہ بن ابی راس المنافقین تھا اور زید بن رفاعہ اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور کچھ ان کے حمایتی۔

مِنْكُمْ سے مراد جماعت مسلمین ہے صحابہ کرام کا یہ گمان تھا کہ یہ اتہام کفار کی طرف سے اٹھا ہے نہ کہ مومنین کی جانب سے اس گمان کا رد فرمانے کو عَصَبَةُ مِنْكُمْ فرمایا گیا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَقَدْ صَحَّ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَدَّتِ الْمُنَافِقَ - عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَنٍ سَلُولٍ وَحَمْنَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أُخْتِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَزَوْجَةَ طَلْحَةَ بِنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَمِسْطَحَ بْنَ اثَاثَةَ وَحَسَانَ بْنَ ثَابِتٍ۔

بہر حال بخاری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے اِنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَتَكَلَّمْ عَنْ صَمِيمٍ قَلْبٍ کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے دل سے یہ اتہام نہیں مانا اور زبان مبارک سے کوئی کلمہ استعمال نہ فرمایا۔

پھر بھی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابن ابی اور حسان اور مسطح پر حد لگائی گئی۔ کما فی المدارک اور پھر آپ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں یہ اشعار بھی فرمائے:

- |  |  |
|--|--|
| (1) حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تَزَنُّ بَرِيَّةٌ              | و تَصْبِحُ غَرْنِي مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ     |
| (2) حَلِيلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِينًا وَ مَنْصَبًا      | نَبِيَّ الْهُدَى ذِي الْمَكْرَمَاتِ الْفَوَاضِلِ |
| (3) عَقِيلَةُ حَيٍّ مِنْ لُؤَيٍّ بِنِ غَالِبٍ          | كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهُمْ غَيْرُ زَائِلِ    |
| (4) مُهْدَبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللَّهُ خِيَمَهَا          | و طَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَ بَاطِلِ         |
| (5) فَإِنْ كُنْتُ قَدْ قُلْتُ الَّذِي قَدْ زَعَمْتُمَا | فَلَا رَفَعْتُ سَوْطِي إِلَىٰ أَنَامِلِي         |
| (6) وَ كَيْفَ وَوَدَيْ مَا حَيْثُ وَ نُصْرَتِي         | لَالِ رَسُولِ اللَّهِ زَيْنُ الْمَحَافِلِ        |
| (7) لَهُ رَتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ         | تَقَاصِرَ عَنْهُ سُوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ         |
| (8) فَإِنَّ الَّذِي قَدْ قِيلَ لَيْسَ بِلَايِطٍ        | وَلَكِنَّهُ قَوْلُ امْرِئِي بِي مَاجِلِ          |

### ترجمہ اشعار

(1) وہ پاک دامن اور پاکباز ہے جس پر کسی گناہ کا کوئی الزام نہیں ہے اور وہ بے خبر لوگوں کے گوشت سے ہمیشہ بھوکی رہتی ہے۔

(2) وہ بیوی ہے دین اور منصب کے لحاظ سے بہترین انسان کی جو اللہ کا نبی ہے اور تمام بہترین بزرگیوں کا مالک ہے۔

(3) وہ شریف ترین عورت ہے قبیلہ لؤی بن غالب کی وہ جس کے سارے کام شرافت کے ہیں اور ان کی بزرگی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

(4) وہ پاک کر دی گئی ہے اللہ نے اس کی طبیعت کو پاک بنایا ہے اور اسے ہر ایک برائی اور باطل سے پاک و صاف رکھا ہے۔

(5) جو بات تم نے میرے ذمے لگائی ہے کہ وہ میں نے کہی ہے اگر وہ سچ ہو تو خدا کرے میرے ہاتھ شل ہو جائیں اور میرا کوڑا میرے ہاتھ نہ پکڑ سکیں۔

(6) اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میری محبت اور میری مدد زندگی بھر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی مدح کے لئے ہے اور محفلوں کی زینت ہے۔

(7) وہ نبی جس کو تمام لوگوں پر بزرگی حاصل ہے اور دشمن کا حملہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

(8) جو بات میرے متعلق کہی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن وہ ایسے آدمی کی بات ہے جس نے میری چغلی کھائی ہے۔

اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تکرّمه بَعْدَ ذَالِكَ وَتَذْكَرُهُ بِخَيْرٍ۔ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کا احترام ان ابیات کے بعد کرتی تھیں اور ان کا ذکر اچھے الفاظ میں فرماتی تھیں۔

اور ابن سعد محمد بن سیرین سے راوی ہیں کہ جب حسان حاضر ہوتے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے تکیہ منگواتیں اور فرمایا کرتیں لَا تُؤذُوا حَسَانًا فَإِنَّهُ كَانَ يَنْصُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِسَانِهِ۔ حسان کی مذمت کر کے انہیں ایذا نہ دو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اپنے کلام سے کرتے رہے ہیں۔

بلکہ طریق شععی سے ابن جریر راوی ہیں: أَنَّهَا قَالَتْ مَا سَمِعْتُ بِشَيْءٍ أَحْسَنُ مِنْ شِعْرِ حَسَانٍ وَمَا تَمَثَّلْتُ بِهِ إِلَّا رَجَوْتُ لَهُ الْجَنَّةَ قَوْلَهُ لِأَبِي سُفْيَانَ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے حسان کے شعروں سے بہتر کبھی کوئی شعر نہ سنا اور نہ اس کی مثال ملی میں امید کرتی ہوں ان کے لئے جنت کی ان اشعار کے صلہ میں جو ابوسفیان بن حارث کے جواب میں انہوں نے فرمائے:

(1) هَجَوْتُ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَ عِنْدَ اللَّهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءِ

(2) فَإِنَّ أَبِي وَالِدَتِي وَ عِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءِ

(3) أَتَشْتِمُهُ وَلَسْتُ لَهُ بِكُفْرٍ فَشَرُّ كَمَا لَخَيْرٍ كَمَا الْفِدَاءِ

(4) لِسَانِي صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيهِ وَبَحْرِي لَا تُكَدِّرُهُ الدَّلَاءِ

### ترجمہ اشعار

(1) تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی ہے اور ان کی طرف سے میں جواب دیتا ہوں اور اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔

(2) میرا باپ میری ماں اور میری عزت سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہے۔

(3) کیا تو اسے گالی دیتا ہے؟ حالانکہ ان کے برابر کا نہیں تو جو تم دونوں میں سے برا ہے وہ تمہارے بہتر پر قربان ہو۔

(4) میری زبان تیز دھار تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اتنا گہرا ہے جس کو ڈول کی آمد و رفت

مکدر نہیں کر سکتی۔

بہر حال ابن ابی تو وہ تھا جو بظاہر مسلمان تھا لیکن اندرونی طور پر اس کے کافر و منافق ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں اور

لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ فرما کر جو مطمئن کیا کہ اس اتہام تراشی کو تم برا گمان نہ کرو بلکہ یہ تمہارے حق

میں بہتر ہے۔

یہ سید الخا طہین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی صدیق اکبر، صدیقہ

کو اور صفوان رضی اللہ عنہم اجمعین کو۔



چنانچہ ابن ابی حاتم اور طبرانی سعید بن جبیر علیہم رضوان سے راوی ہیں: إِنَّ الْخِطَابَ فِي الثَّانِي لِعَائِشَةَ وَ صَفْوَانَ۔ اس میں مرتبہ ثانی میں خطاب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہے اور صفوان رضی اللہ عنہ کو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ بَلُّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ خَيْرٌ عَظِيمٌ لَّكُمْ لِنَيْلِكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَيْهِ الثَّوَابَ الْعَظِيمَ وَظُهُورِ كَرَامَتِكُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بِانزَالِ مَا فِيهِ تَعْظِيمٌ شَانِكُمْ وَ تَشْدِيدُ الْوَعِيدِ فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِمَا أَحْزَنَكُمْ۔

بَلُّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اس میں آپ کے حق میں خیر عظیم ہے۔ اول یہ کہ اس اتہام پر صبر کیا اس کا اجر عظیم ملا۔

دوسرے سب پر اکرام و اعزاز صدیقہ ظاہر ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

تیسرے اس معاملہ میں اتہام پر صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی شان میں قرآن کریم کی آیات اور وہ بھی پوری دس۔ اور ایک روایت سے اٹھارہ نازل ہوئیں۔

چوتھے یہ کہ جس نے جتنا بھی حصہ لیا اسے اتنی ہی سزا کا وعید آیا جیسا کہ فرمایا:

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا كَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ۔ ہر ایک کو جتنا جس کے ذمہ گناہ ہے اس کی سزا ہوگی۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيْ جَزَاءُ مَا كَسَبَ ذَلِكَ بِقَدْرِ مَا خَاضَ فِيهِ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ تَكَلَّمَ وَ بَعْضُهُمْ ضَحِكَ كَالْمُعْجَبِ الرَّاضِي بِمَا سَمِعَ وَ بَعْضُهُمْ أَكْثَرَ وَ بَعْضُهُمْ أَقَلُّ۔ یعنی ہر ایک ماخوذ ہوگا جس نے سن کر اس میں خوش کیا۔

بعض نے یہ بات دوسروں سے کی۔

کوئی سن کر ہنس پڑا گویا ایسی بات سن کر اظہار رضا مندی کیا اور رونہ کیا۔

کسی نے کم جرم کیا کسی نے زیادہ کیا سب سزا پائیں گے۔

چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جاتی رہیں۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى۔ آنکھ چلی جانے سے زیادہ اور کیا عذاب ہے۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عذاب الیم کے لحاظ سے حسان پر بھی عذاب تو

لازمی ہے تو آپ نے فرمایا أَلَيْسَ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ أَلَيْسَ قَدْ ذَهَبَ بَصْرُهُ كَمَا آتَكَ حَلِي جَانَا عَذَابٌ عَظِيمٌ نَبِيٌّ وَلَسَعَ بِالسَّيْفِ تَعْنِي الضَّرْبَةَ الَّتِي ضَرَبَهَا أَيُّهُ صَفْوَانٌ حِينَ بَلَغَهُ عَنْهُ أَنَّهُ يَتَكَلَّمُ فِي ذَالِكَ۔

اور قریب تھا کہ آپ کو صفوان قتل ہی کر دیتے۔ لیکن جب پہلی ضرب حسان پر صفوان نے ماری تو قیس بن شماس بیچ میں

کو دے اور صفوان کے ہاتھ گردن پر موڑ دیئے اور حسان کو دار بنی الحرث بن خزرج میں لے گئے تو یہاں عبد اللہ بن رواحہ

موجود تھے آپ دیکھ کر بولے یہ کیا ہوا۔ قیس بن شماس بولے صفوان نے تیغ ماری تو عبد اللہ بن رواحہ بولے کیا اس کا علم حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا قیس بولے نہیں۔ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا ضرور خبر کرو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر سب

قصہ عرض کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان اور صفوان کو بلایا۔ صفوان نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہجو کر کے ہمیں ایذا دیتا تھا مجھے غصہ آ گیا میں نے تلوار مار دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو فرمایا تم اسلام لانے کے بعد قوم میں ایسی باتیں کرتے ہو۔

پھر فرمایا اچھا حسان اب اس ضرب کو معاف کر دو۔ حسان بولے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو بیرحاء عطاء فرمایا اور طلحہ بن سہیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سیرین امۃ قبٹیہ پیش کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو وہ بخش دی اس سے حضرت عبدالرحمن بن حسان کی ولادت ہوئی۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں انتہی مختصر اروح المعانی۔

وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرًا مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور وہ جنہوں نے اس اتہام کو بڑھانا چاہا اس کے لئے زبردست عذاب ہے۔

اس سے مراد عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے اور منہ ہے۔ باقی حضرت حسان مسطح وغیرہ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرًا مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ کے تحت معاف کر دیئے گئے۔ ان کے لئے ارشاد ہوا وَخُضُّمٌ كَالَّذِي خَاضُوا اس کے بعد ارشاد ہے۔  
لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ  
لَوْلَا۔ کے معنی ہلا کے ہیں یعنی ارشاد ہے:

کیوں نہ ہو جب سنا انہوں نے تو گمان کرتے مومن اور مومنات اپنے دل میں بھلا اور کہہ دیتے کہ بے شک یہ کھلا بہتان ہے۔

اس لئے کہ مومن اور مومنات کے لئے حسن ظن رکھنے کا حکم ہے اور اس لئے ایسے حادثات میں چار گواہ متحد البیان لانے لازم ہوتے ہیں ورنہ ان کا فرض ہے کہ ایسی ویسی سن کر کہہ دیں هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ۔ یہ محض بہتان و افتراء ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا۔ اسی لئے حکم الہی ہے کہ بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے تو تم کسی کا تجسس نہ کرو۔ گویا حکم کا خلاصہ یہ ہوا کہ

كَانَ الْوَاجِبُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَنْ يُظَنُّوا أَوَّلَ مَا سَمِعُوا ذَلِكَ الْإِفْكَ فَمَنْ اخْتَرَعَهُ بِالذَّاتِ أَوْ بِالْوَسِطَةِ مِنْ غَيْرِ تَلْعُمٍ وَتَرَدُّدٍ بِأَهْلِ مُتَّهَمٍ مِنْ أَحَادِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ فَكَيْفَ بِأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ حَلِيلَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتِ الْمُهَاجِرِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

کہ مومن اور مومنہ پر یہ واجب تھا کہ سنتے ہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا افتراء ہے جو اپنی طرف سے اختراع کیا یا بالواسطہ بلا کسی قسم کے تردد کے یہ تو عامہ مومنین کے حق میں حکم ہے۔ پھر ام المومنین حلیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کی صاحبزادی کے لئے تو بطریق اولیٰ یہی حکم تھا۔

پھر دوسری صورت قانون واضح فرمائی جو ہر مومن اور مومنہ کے لئے ہے:

لَوْلَا جَاءَ وَعُ عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ فَذُكِّرُوا وَلِيكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ كيون نہ لائے وہ چار گواہ شرعی قانون کے مطابق تو جب چار گواہ نہ لائے تو یقیناً وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

یعنی عند اللہ تو وہ کاذب اور منافق تھے لیکن قانون شرعی کے مطابق بھی وہ جھوٹے ہیں کہ چار گواہ نہیں لائے اور ظاہر ہے کہ چار گواہ قذف محصنہ میں جو نہ لائے اس کے لئے قانون میں اسی کوڑے کی سزا ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے ساقط العداوت ہے کبھی اس کی گواہی قبول نہیں البتہ توبہ سے آخرت کا عذاب معاف ہو جاتا ہے پھر ارشاد ہوا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَسَسْتُمْ فِي مَا أَقْسَمْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتا تو بہت تمہارے اس جہل پر عذاب عظیم آجاتا۔

لیکن ابن ابی جور اس المنافقین ہے اس پر عذاب ہے اور مخلد فی الدرک الاسفل ہے آگ میں باقی جو اس کے بہکانے سے اس اتہام میں شبہ میں پڑے ان کی توبہ قبول ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنِّتِمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ۔ جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ بہتان تراشتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے گمان کرتے تھے سہل حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک زبردست بات تھی۔

یعنی تمہارا گمان تھا کہ افواہ اڑانا گناہ نہیں حالانکہ یہ جرم عظیم ہے۔ تمہیں تو یہ چاہئے تھا کہ ایسے بکو اس سن کر فوراً کہنے والے کے منہ پر مار دیتے۔

تَلَقَّوْنَهُ لقی سے ہے یعنی جب ملتے تھے آپس میں منافقین سے اور وَلَقَّ الْكَلَامَ بھی اس کے معنی میں یعنی جھوٹ اور لغو باتیں۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی یہی معنی کرتی ہیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں الْوَلَقُّ - الْكِذْبُ -

اور ابن الانباری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَنْ وَلَقَّ الْحَدِيثَ انْشَاءً وَاخْتِرَاعَهُ - بات گھڑ کر کہنا۔

اور عربی زبان میں تلقی - تلقف اور تلقن متقارب المعنی ہیں۔ البتہ تلقی بمعنی استقبال ہے اور تلقف بمعنی خطف اور بسرعت کسی چیز کا لینا ہے۔ تلقن بمعنی حذق اور مہارت مستعمل ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ لَقُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحٰنَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ اور کیوں نہ ہو جب تم نے یہ بہتان سنا تھا کہہ دیا ہوتا حاشا وکلا یہ بہتان عظیم ہے ہمیں ایسی بات میں ہنموائی زیبا نہیں اس لئے کہ حرم نبوی جو ہماری ماں اور ام المؤمنین ہیں وہ فحور کی آلودگی سے ملوث ہوں اس لئے کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔

اگرچہ وہ بتلائے کفر بھی کیوں نہ ہو جیسے نوح علیہ السلام کی ایک بیوی کافرہ تھی۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی کافرہ تھی لیکن بدکار نہیں اس لئے کہ بدکاری تو ایک ایسا فحش عمل ہے کہ اسے کفار بھی قابل نفرت جانتے ہیں۔ آخر میں ارشاد ہے:

يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِلْإِثْمِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٦٠﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسے اتہامات میں شریک نہ ہونا اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ واضح آیتیں

سناتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔



تاکہ مثل حسان و مسطح وغیرہ کے تم بھی تعزیر نہ پاؤ اور ابن ابی کی طرح مخلد فی النار نہ بنو۔ اب آخر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبیخا ارشاد اور واضح ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں فحش باتوں کا چرچا کرنا ایمان والوں میں ان کے لئے عذاب دردناک ہے دنیا و آخرت میں اور حقیقت حال اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور بات بھی یہی ہے کہ وہ علام الغیوب ہے۔ اس رکوع مبارک میں چند ذیل آیتیں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں نازل ہوئیں۔

- (1) إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ
  - (2) لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝
  - (3) لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ
  - (4) إِلَىٰ۔ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝
  - (5) وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝
  - (6) إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنْتِكُمْ
  - (7) لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝
  - (8) إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ
  - (9) يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لَهَا بَدَأَ۔
  - (10) لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۝
- اور کل آیتیں اٹھارہ ہیں باقی آئندہ رکوع میں آرہی ہیں۔

### بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

اے ایمان والو! نہ پیروی کرو شیطان کی رفتار کی اور جو تم سے ہو شیطان کی چالوں کا تو وہ تو بے حیائی اور بری بات ہی بتائے گا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور رحمت اس کی تو نہ سٹھرا رہتا تم میں سے کوئی کبھی لیکن اللہ سٹھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے

اور نہ قسم کھائیں فضیلت والے تم میں سے اور گنجائش والے اس کی کہ دیں قرابت والوں اور مسکینوں اور ہجرت فی سبیل اللہ کرنے والوں کو اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ  
وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ  
بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ  
مَا زَكَّيْنَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۚ وَلَكِنَّ  
اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۝  
وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ  
يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالسَّكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۚ أَلَا تُحِبُّونَ  
أَنْ يُغْفَرَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

بخشے اور اللہ بخشے والا مہربان ہے

بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن انجان ایمان والیوں پر ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

جس دن گواہی دیں ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیر جو کچھ کرتے تھے

اس دن اللہ انہیں سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے ظاہر

گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندیوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے یہ پاک ہیں ان باتوں سے جو کہہ رہے ہیں ان کے لئے بخشش ہے

اور عزت کا رزق

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ  
الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ  
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَ  
أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

يَوْمَ يَدْعُ يُوْقِيهِمُ اللَّهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ  
اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿١٥﴾

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ  
الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ  
مُبْرَأُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ  
كَرِيمٌ ﴿١٦﴾

### حل لغات تیسرا رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ	لَا	أَمَنُوا	الذین	لوگو جو	يَا أَيُّهَا
تَتَّبِعُوا	الطَّيِّبِينَ	وَالشَّيْطَانَ	الشَّيْطَانَ	الطَّيِّبِينَ	شیطان کی	تَتَّبِعُوا
مَنْ	بِالْفَحْشَاءِ	بِالْفَحْشَاءِ	بِالْفَحْشَاءِ	بِالْفَحْشَاءِ	بے حیائی	مَنْ
قَاتِلُهُ	كَوْلًا	كَوْلًا	كَوْلًا	كَوْلًا	اگر نہ ہوتا	قَاتِلُهُ
الْمُنْكَرِ	وَالشَّيْطَانَ	وَالشَّيْطَانَ	وَالشَّيْطَانَ	وَالشَّيْطَانَ	شیطان کی	الْمُنْكَرِ
اللَّهُ	وَالشَّيْطَانَ	وَالشَّيْطَانَ	وَالشَّيْطَانَ	وَالشَّيْطَانَ	شیطان کی	اللَّهُ
مَا	مِنْكُمْ	مِنْكُمْ	مِنْكُمْ	مِنْكُمْ	تم میں سے	مَا
أَبَدًا	لَكِنْ	لَكِنْ	لَكِنْ	لَكِنْ	لیکن	أَبَدًا
يُرِيكُمْ	يُنشَاءُ	يُنشَاءُ	يُنشَاءُ	يُنشَاءُ	چاہے	يُرِيكُمْ
اللَّهُ	عَلَيْكُمْ	عَلَيْكُمْ	عَلَيْكُمْ	عَلَيْكُمْ	جاننے والا ہے	اللَّهُ
لَا	أُولُوا	أُولُوا	أُولُوا	أُولُوا	صاحب	لَا
مِنْكُمْ	السَّعَةِ	السَّعَةِ	السَّعَةِ	السَّعَةِ	فراخی والے	مِنْكُمْ
يُؤْتُوا	الْقُرْبَى	الْقُرْبَى	الْقُرْبَى	الْقُرْبَى	قرابت	يُؤْتُوا
الْمَسْكِينِ	الْمُهْجِرِينَ	الْمُهْجِرِينَ	الْمُهْجِرِينَ	الْمُهْجِرِينَ	مہاجرین کو	الْمَسْكِينِ

سَبِيلٍ - راه	وَاللّٰهُ - اللہ کے	وَاللّٰهُ - اللہ کے	وَاللّٰهُ - اللہ کے
وَاللّٰهُ - اور	لِيَصْفَحُوا - درگزر کریں	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
أَنْ - یہ کہ	يَغْفِرَ - بخشنے	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
وَاللّٰهُ - اور	الَّذِينَ - وہ جو	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
إِنَّ - بے شک	الْمُؤْمِنَاتِ - مومن عورتوں کو	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
الْعُقُوبَاتِ - بے خبر	لُعِنُوا - لعنت کئے گئے	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
الدُّنْيَا - دنیا	الْآخِرَةِ - آخرت کے	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
لَهُمْ - ان کے لئے	عَذَابٌ عَظِيمٌ - بہت بڑا	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
تَشْهَدُ - گواہی دیں گی	أَلْسِنَتُهُمْ - ان کی زبانیں	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
أَيْدِيَهُمْ - ان کے ہاتھ	أَرْجُلُهُمْ - ان کے پاؤں	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
كَانُوا - جو وہ	يَوْمَئِذٍ - اس دن	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
اللّٰهُ - اللہ	الْحَقُّ - سچا	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
يَعْلَمُونَ - جانتے ہیں	اللّٰهُ - اللہ	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
الْحَقُّ - سچا	الْخَبِيثَاتُ - گندی عورتیں	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
كُلَّ - کے لئے	الْخَبِيثُونَ - گندے مرد	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
كُلَّ - کے لئے	الطَّيِّبَاتُ - پاک عورتیں	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
كُلَّ - کے لئے	الطَّيِّبُونَ - پاک مرد	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
كُلَّ - کے لئے	مُبْرَأُونَ - پاک ہیں	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
يَقُولُونَ - جو وہ کہتے ہیں	مَغْفِرَةٌ - بخشش ہے	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور
رِزْقٍ - رزق	كَرِيمٍ - اچھا	وَاللّٰهُ - اور	وَاللّٰهُ - اور

### خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ - اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم چلنے میں اتباع نہ کرو۔ یعنی وہ جو سو سے تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے اس کی پیروی نہ کرو اور ان کے ماتحت بہتان تراشنے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔ یہ گیارہویں آیت ہے جس میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان ہوئی اور فرمایا:

”جو اس کی پیروی میں چلے گا تو وہ تمہیں بے حیائی اور فحش باتوں میں لگائے گا۔“

”اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی ستمرا نہ رہتا۔“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے تمہیں توفیق توبہ اور حسن عمل کرا کر عفو و مغفرت فرماتا ہے اسی لئے فرمایا:

”لیکن وہی ستمرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔“ یعنی معصیت کے ارتکاب پر تمہاری توبہ قبول فرماتا ہے۔



وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَلِيَعْفُوا وَيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۳﴾

اور نہ قسم کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں اور فراخ دست ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہ دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔  
وَلَا يَأْتَلِ صیغہ واحد نہیں ہے۔

یہ اصل میں لَا يَأْتَلِي تھا۔ یہی حالت جزم میں گر گئی اور اس کی ماضی ائتلی بروزن اجتنبی تھی باب افتعال میں لانے سے ائتلی ہوا جس کے معنی قسم کھانے کے ہوتے ہیں تو لَا يَأْتَلِ کے معنی لا یحلف ہوئے یعنی قسم نہ کھائے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ جو سلوک فرماتے تھے وہ بند کر دیں گے۔ اُولِي الْقُرْبَىٰ اس لئے فرمایا کہ مسطح آپ کی خالہ کے بیٹے نادار مہاجر تھے اور بدری بھی تھے ان کے خرچ کی کفالت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

شامت اعمال کہ آپ بھی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اوپر تہمت لگانے والوں میں مل گئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے جس کے ساتھ سلوک کیا وہ میرے ساتھ ایسا نکلا۔ آپ نے قسم کھالی کہ اب میں مسطح کے ساتھ کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور گویا ارشاد ہوا کہ صدیق رضی اللہ عنہ ہم نے تمہیں صاحب فضیلت علی الخلاق بعد الانبیاء فرمایا ہے اور تمہارا ہاتھ بھی فراخ کیا ہے۔ تم ایسا نہ کرو۔ قسم کا کفارہ دے کر مسطح کے ساتھ بدستور سلوک کرتے رہو۔

چنانچہ جب یہ آیت کریمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق رضی اللہ عنہ کو سنائی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے اور اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اسے کبھی موقوف نہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ان کا مقررہ وظیفہ دوبارہ پھر جاری کر دیا۔

اس آیت کریمہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتنی فضیلت بڑھی کہ اللہ نے آپ کو اُولُو الْفَضْلِ فرمایا۔ یہ بارہویں آیت ہے فضیلت صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ فضائل ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس کے بعد تیرہویں آیت یہ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن انجان بھولی بھالیوں مومنہ خواتین پر ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

محسنہ اس خاتون کو کہتے ہیں جس کا بدکاری اور فجور کی طرف التفات ہی نہ ہو اور ان کے دل میں برا خیال بھی گزرنہ کرتا ہو۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ ازواج مطہرات امہات المومنین کی صفت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس میں تمام ایماندار پاک دامن خواتین کی صفت ہے ان پر اتہام لگانے والا ملعون ہے اور اس کے

لئے عذاب عظیم کا وعید شدید ہے جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو ہوگا کما فی الخازن۔ پھر ارشاد ہے:

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَنْسُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾ يَوْمَ لَا يُفِيئُهُمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿١٤﴾

یہ آیت کریمہ چودھویں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتہام لگانے والوں پر وعید شدید اس شان کا ہے کہ قرآن کریم میں جس سختی سے عذاب کا وعید یہاں بیان ہوا اور کسی گناہ پر ایسا وعید شدید نہیں آیا چنانچہ آیہ کریمہ کا یہ ترجمہ ہے:

”جس دن (یعنی بروز قیامت) ان پر گواہی دیں گے ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے رہے اس دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کی سچی سزا پوری فرمائے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق مبین ہے۔“

زبانوں کا بولنا، گواہی دینا ان کے منہ پر مہر لگانے سے پہلے ہوگا۔ پھر تو اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ کے منہ سر بہر ہوں گے اور اعضاء شہادت دیں گے جیسا کہ ارشاد ہے: وَتَكَلَّمْنَا بِأَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَنْسُلُهُمْ چنانچہ ہر عضو کے ذریعہ جو کام دنیا میں کیا ہوگا وہی عضو اس کی گواہی دے گا۔

پھر اس دن وہ کفار جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر شک کرتے تھے وہ اپنے اعمال کی سزا و جزا پا کر اس کے حق ہونے کا اعتراف کریں گے اگرچہ یہ اعتراف انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا بہر حال اس میں بھی اتہام لگانے والوں پر تہدید ہے۔ اس کے بعد پندرہویں آیت کریمہ بیان ہوئی:

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ - خبیث گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔

جس کا واضح دلائل اور روشن مطلب ہے کہ

کند ہم جنس باہم جنس پرواز  
کبوتر با کبوتر باز با باز

پھر سولہویں آیت میں ارشاد ہے:

وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ - اور پاک خواتین پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔

اس میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان کی پاک دامنی واضح فرمائی گئی۔ پھر سترہویں آیت میں فیصلہ فرمایا:

أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ - یہ پاک ہیں برابر ہیں ان باتوں سے جو یہ بک رہے ہیں۔

یعنی جو تہمت لگانے والے خباثت کر رہے ہیں وہ اس سے مبرا و منزہ ہیں۔

اور اٹھارہویں آیت میں ان کا مرتبہ اور احترام واضح فرما دیا۔

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ - ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔



اس پر علامہ ابن تیمیہ نے ”الصارم المسلمون“ میں ایک بحث کی ہے بغرض مفاد عامہ ناظرین مندرجہ ذیل سطور میں وہ بھی پیش ہے (منقول از صفحہ 571)

فَصَلِّ فِي حُكْمِ سَبِّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فصل۔ حکم میں اس شخص کے جو ازواجِ مطہراتِ امہاتِ المؤمنین کی شان میں گستاخی کرے۔

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں: مَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ مِمَّا بَرَّأَهَا اللَّهُ مِنْهُ كَفَرَ۔ جو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف یعنی اتہام رکھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بری فرمایا وہ کافر ہے بلا خلاف اس پر اجماع عامہ صحابہ و مؤمنین کا ہے۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برا کہے اسے کوڑوں کی سزا دی جائے اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا کہنے والا قتل کیا جائے۔

اور اس پر آیت کریمہ يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا بِالْبَيْتِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ تلاوت فرمائی۔

حضرت ابوالسائب قاضی فرماتے ہیں: ایک دن قاضی حسن بن زید والی طبرستان کے حضور حاضر تھا۔ یہ کبیل پہن کر گزر فرماتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور ہر سال بیس ہزار دینار مدینہ منورہ بھیجا کرتے تھے کہ وہ تمام صحابہ کرام کی اولاد میں تقسیم کیا جائے۔

آپ کے دربار میں ایک شخص حاضر تھا اس نے حضرت سیدہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اتہام منافقین بیان کر کے کچھ قبیح الفاظ بک دیئے۔

تو آپ نے فوراً حکم دیا يَا غُلَامُ اضْرِبْ عُنُقَهُ اس کی گردن مار دے۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جماعت والوں نے عرض کیا هَذَا رَجُلٌ مِّنْ شَيْعَتِنَا يَهْدِي بِنَايَا جَمَاعَتِنَا كَمَا هِيَ۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ هَذَا رَجُلٌ طَعَنَ عَلِيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝۱۱۔

فَإِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ خَبِيثَةً فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبِيثٌ (مَعَاذَ اللَّهِ) فَهُوَ كَافِرٌ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ فَضْرِبُوا عُنُقَهُ وَأَنَا حَاضِرٌ۔

معاذ اللہ یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کر رہا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: الْخَبِيثَاتُ الخ تو اگر صدیقہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ خبیث ہیں تو لازم آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ معاذ اللہ ایسا ہی کہا جائے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہے وہ کافر بے ایمان مرتد ہے۔

لہذا ابھی اس کی گردن مارو۔ چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا اور میں وہاں حاضر تھا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ نور۔ پ ۱۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوبَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوبَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ اے ایمان والو نہ پیروی کرو شیطان کی چالوں کی اور جو شیطان کی چالوں کی پیروی کرے گا تو وہ بے حیائی اور منکر باتوں کا ہی حکم کرے گا۔



علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا تَسْلُكُوا مَسَالِكَهُ - وَالْكَلَامُ كِنَايَةٌ عَنِ اتِّبَاعِ الشَّيْطَانِ وَامْتِنَالِ وَسَاوِسِهِ فَكَانَهُ قِيلَ لَا تَتَّبِعُوا الشَّيْطَانَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأَفَاعِيلِ الَّتِي مِنْ جُمَّلَتِهَا إِشَاعَةُ الْفَاحِشَةِ وَجَهًا - یعنی شیطانی طریقہ پر نہ چلو اور یہ کنایہ ہے اتباع شیطان سے اور پیروی وساوس سے تو گویا یہ فرمایا گیا کہ شیطان کی پیروی کسی بات میں اپنے کاموں میں نہ کرو خلاصہ یہ کہ فواحش و بے حیائی کی اشاعت نہ کرو اور اسے پسند کرنے سے بچو۔

اور خطوات جمع ہے خطوہ کی یہ نام ہے اس حرکت کا جو دو قدموں کے مابین ہوتی ہے۔

اور مَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ - چونکہ شیطان زبان سے آکر کچھ نہیں کہتا تو جو اس کے وساوس کی پیروی کرے اسے وہ بے حیائی اور منکر افعال کے وسوسہ ڈال کر اسے انسان کے دل میں پسندیدہ کر دیتا ہے اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانَهُ قِيلَ مَنْ يَتَّبِعِ الشَّيْطَانَ ارْتَكَبَ الْفَحِشَاءَ وَالْمُنْكَرَ فَإِنَّهُ لَا يَأْمُرُ إِلَّا بِهِمَا وَمَنْ كَانَ كَذَلِكَ لَا يَجُوزُ اتِّبَاعَهُ وَطَاعَتَهُ - گویا یہ فرمایا گیا کہ جو شیطان کا پیرو ہو وہ ضرور فواحش اور منکرات کا مرتکب ہوگا اس لئے کہ وہ فحش و منکرات کے سوا کوئی وسوسہ ہی نہیں ڈالتا اور جب وہ ایسا ہی کرتا ہے تو اس کا اتباع اور اطاعت ناجائز ہے آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا لَكُمْ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَبِيحٌ عَلَيْهِمْ - اور اگر نہ ہو اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی کبھی لیکن اللہ پاک فرما دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ گناہ کے بعد تم اس معصیت سے جو پاک ہو جاتے ہو تو یہ اللہ عزوجل کا فضل اور رحمت ہے اور یہی فضل اور رحمت کا اثر حدود میں ہے کہ سوا مرتد کے سب پر یہ طہارت حاوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس پر فضل ہو وہی اس توفیق کا رفیق ہو کرتا بھوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو اور جو تمہارے دلوں میں ہوتا ہے۔

عَلَيْمٌ بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ الَّتِي مِنْ جُمَّلَتِهَا نِيَاتُهُمْ - وہی تمام معلومات کا علیم ہے جو تمہاری نیتوں میں ہے۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا وَيُصْفَحُوا ۗ لَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَفُوفٌ الرَّحِيمُ ﴿٧٧﴾ -

اور نہ قسم کھائے تم میں دین کے اندر فضیلت والا اور مال میں فراخی والا کہ نہ دے قریبی کو اور مساکین کو اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو اور چاہے کہ معاف کرے اور درگزر کرے کیا وہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ انہیں بخش دے اور بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيْ لَا يَخْلِفُ ائْتِعَالَ مِنَ الْإِلَیَّةِ وَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ وَاخْتَارَهُ أَبُو مُسْلِمٍ أَيْ لَا يَقْصُرُ مِنَ الْأَلْوِ بَوْرِنِ الدَّلْوِ أَوْ الْأَلْوِ بَوْرِنِ الْعَتْوِ - قِيلَ وَالْأَوَّلُ أَوْفَقٌ - یعنی نہ قسم کھائے۔ باب ائتعال سے ہے یہ الیہ سے مشتق ہے۔ اور ابو عبیدہ اور ابو مسلم کہتے ہیں نہ کوتاہی کرے تو یاتل سے الؤ سے ہے بروزن دلو یا الؤ سے ہے بروزن عتو اور پہلا اشتقاق صحیح ہے۔



وَلْيَصْفَحُوا - اور اغضاء بصر یعنی چشم پوشی کریں اور درگزر کریں۔

أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ - کیا تم پسند نہیں کرتے یہ کہ اللہ تمہیں بخش دے۔

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَصَحَّحَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا سَمِعَ الْآيَةَ قَالَ بَلَى وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ يُغْفَرَ لَنَا وَأَعَادَ لَهُ نَفَقَتَهُ۔

اور بروایت صحیح مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ مسوع فرمائی تو کہا بے شک خدا کی قسم اے ہمارے رب ہم ضرور اسے محبوب رکھتے ہیں کہ ہم بخشنے جائیں اور مسطح کا وظیفہ پھر دوبارہ جاری کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم مقاتل سے جو روایت کرتے ہیں اس سے مسطح بری ثابت ہوتے ہیں۔

بَعْدَ أَنْ أَقْبَلَ مِسْطَحٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ مُعْتَذِرًا فَقَالَ جَعَلَنِي اللَّهُ تَعَالَى فِدَاكَ وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَفْتُهَا وَمَا تَكَلَّمْتُ بِشَيْءٍ مِمَّا قِيلَ لَهَا أَيَّ خَالِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَلَكِنْ قَدْ ضَحِكْتَ وَأَعْجَبَكَ الَّذِي قِيلَ فِيهَا فَقَالَ مِسْطَحٌ لَعَلَّهُ يَكُونُ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ۔

جب حضرت مسطح معذرت کرنے حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر آئے تو عرض کیا صدیق اللہ مجھے آپ کی حمایت

میں فدا کرے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا میں نے قذف یعنی تہمت حضرت سیدہ پر

نہیں لگائی۔ اور میں نے کوئی جملہ بھی ان کی شان میں نہ کہا جو ماموں نے کہا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن تم

اس خبر کو سن کر ہنسے اور جو انہوں نے کہا اسے پسندیدہ کانوں سے سنا تو حضرت مسطح نے عرض کیا شاید ایسا ہوا ہو کہ میں بھی ہنس

پڑا ہوں۔

اس آیت کریمہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر استدلال کیا گیا۔ حیث قال

وَاسْتَدَلَّ بِهَا عَلَيَّ فَضْلُ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ دَاخِلٌ فِي أَوْلِي الْفَضْلِ قَطْعًا لِأَنَّهُ وَخَدَهُ۔

اس آیت کریمہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہے اس لئے کہ اولی الفضل قطعاً صدیق ہی ہوئے

اس لئے کہ آپ تہا وہ تھے جو مسطح کی کفالت سے دستبردار ہوئے۔

اور اگر اولوا الفضل میں جمع مانا جائے تو یہ جمع تعظیسی ہوگی۔ پھر بھی آپ ہی تہا اس فضیلت کے حامل ہوئے۔

اب رہا یہ کہ آپ نے قسم جو کھائی اس پر کیا حکم ہے؟

قِيلَ الْحَقُّ إِنَّ الْحَلْفَ عَلَى تَرْكِ الطَّاعَةِ قَدْ يَكُونُ حَرَامًا وَقَدْ يَكُونُ مَكْرُوهًا۔ صحیح یہ ہے کہ قسم

ترک طاعت پر کبھی حرام ہے کبھی مکروہ۔

اور اس میں بحث ہے:

وَذَكَرَ جَمَهُورُ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ إِذَا حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

وَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ۔ تمام فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر قسم کھائی کسی امر پر تو اس کے بعد دوسری بات اس سے بہتر دیکھی تو اسے

اختیار کرے جو بہتر ہے اور پہلی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کا کھانا دے دے۔ چنانچہ حدیث میں ہے إِذَا حَلَفَ فَلْيَأْتِ

الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔



إِنَّ الَّذِينَ يَدْرُمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

بے شک وہ جو محصنات کو مہتمم کرتے ہیں اور ان الہر بھولی بات مومنات پر اتہام لگاتے ہیں لعنت ہوا نہیں دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

یعنی وہ خواتین جن کے خیال میں بھی کبھی فسق و فجور نہ آیا ہو ان پر تہمت لگانے والے اور ان بھولی بھالی خواتین پر اتہام رکھنے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَفَرَعَ عَلَيْهِ كَوْنُ الْمُرَادِ بِذَلِكَ عَالِشَةَ الصِّدِيقَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔ اس سے مراد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اور ابن عباس اور ابن جبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مورد خاص ہے لیکن حکم عام ہے اس لئے کہ إِنَّ رَمِيهَا رَمِي لِسَائِرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ لِاشْتِرَاكِ الْعَمَلِ۔ کہ سیدہ کے ساتھ رمی اور بہتان تراشی تمام امہات المؤمنین پر اتہام تراشی کے برابر ہے اس لئے کہ نزاہت و انتساب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب متفق ہیں۔

وَظَاهِرُهُ أَنَّ لَّا يُقْبَلُ التَّوْبَةُ مَنْ قَذَفَ إِحْدَى الْأَزْوَاجِ الطَّاهِرَاتِ۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ اور ظاہر ہے کہ جو ازواج مطہرات میں سے کسی ایک پر رمی کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔

اس لئے کہ آیہ کریمہ میں لُعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ فرمایا آگے ارشاد ہے۔  
يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ جس دن گواہی دیں گی ان پر ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پیر جو کچھ وہ کرتے تھے۔

يَعْنِي يُظْهِرُ مِنَ الْأَحْوَالِ وَالْأَهْوَالِ مَا لَا يُحِيطُ بِهِ نِطَاقُ الْمَقَالِ عَلَى أَنَّ الْمَوْضُوعَ الْمَذْكُورَ عِبَارَةٌ عَنْ جَمِيعِ أَعْمَالِ السَّيِّئَةِ وَجَنَائِبِهِمُ الْقَبِيحَةِ لِأَنَّ جَنَائِبَهُمُ الْمَعْهُودَةَ فَقَطْ۔ یعنی ان کے تمام احوال و احوال جس پر بیان انسانی احاطہ نہیں کر سکتا جو اس کے اعمال سیرہ اور معاصی قبیحہ سے ہوں گے سب ظاہر ہو جائیں گے۔

اور یہاں شہادت سے مراد یہ ہے کہ جو ارح انسانی کو اللہ عزوجل بولنے کی قدرت عطا فرمادے گا تو ہر عضو سے جو جو کام کیا ہوگا وہ عضو ہی خود بتا دے گا۔ بقول کیف مرحوم

دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھدا خطا کار کہا

الگ الگ ہو گئے سب اعضا مصیبتوں میں پھنسا کے مجھ کو

اور الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ کا یہی مقصد ہے کہ الْمُرَادُ مِنَ الْخَتْمِ عَلَى الْأَفْوَاهِ مَنْعُهُمْ عَنِ التَّكَلُّمِ بِاللِّسَانَةِ الَّتِي فِيهَا۔ ختم افواہ پر یہ ہوگا کہ وہ بول نہ سکیں اور اول بولنے کے بعد ہوگا پھر زبانوں کے بجائے اعضاء و جوارح خود باذن الہی شہادت دیں گے کہ مجھ سے یہ کام لیا اور مجھ سے یہ کام۔

يَوْمَ يَدْعُ يَوْمَ يَقِيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقُّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔ وہ وہ دن ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا جیسے فرمایا: كَمَا تَدِينُ تَدَانُ۔ جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ تو یہ دنہم کے معنی یہ ہیں کہ إِذْ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَعْضَاءُهُمْ

الْمَذْكُورَةَ بِأَعْمَالِهِمْ الْقَبِيحَةِ يُعْطِيهِمُ اللَّهُ تَعَالَى جَزَاءَهُمْ الْمُطَابِقَ بِمُقْتَضَى الْحِكْمَةِ وَإِفِيًا تَامًا -

جب اس پر اعضا کی گواہی ہو جائے ان کے اعمالِ قبیحہ پر تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ مطابق اقتضاء حکمت دے گا۔

وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ - اور جان لیں گے وہ جو دنیا میں شبہ کرتے تھے جزاء اعمال پر کہ بے شک اللہ تعالیٰ حق بین اور روشن حق ہے۔ اس لئے کہ مخلوق کے علم میں صفات حق تعالیٰ شانہ کا ہونا ضروری ہے۔ تو اس امر کا عقیدہ بھی ضروری ہوا کہ

أَنَّ فُجُورَ زَوْجَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مُخِلٌّ لِحِكْمَةِ الْبِعْثَةِ - فجور ازواج انبیاء علیہم السلام کو تسلیم کرنا اور ممکن سمجھنا مخل حکمت بعثت ہے۔ بنا بریں ان کے متعلق ایسا عقیدہ خلاف ایمان ہے۔

چنانچہ امام تقی الدین ابوالعباس احمد بن شیخ عبدالحلیم بن مجد الدین عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم الجرائفی المعروف بابن تیمیہ نے ایک کتاب مسی الصارم المسؤل علی شاتم الرسول اس وقت تالیف کی جبکہ غساق نصرانی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کرنے لگا تھا۔ وہ اس تالیف کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

أَمَا بَعْدُ - فَإِنَّ اللَّهَ هَدَانَا بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجَنَا بِهِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَأَتَانَا بِبَرَكَةِ رِسَالَتِهِ وَ يُمِنُ سَفَارَتِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ مِنْ أَبْعَدِ الْمَنْزِلَةِ الْعُلْيَا الَّتِي تَقَاصَرَتِ الْعُقُولُ وَالْأَلْسِنَةُ عَنْ مَعْرِفَتِهَا وَ نَعْتِهَا - الخ  
پھر اس میں علیحدہ علیحدہ مسائل مرتب کئے ہیں۔

الْمَسْئَلَةُ الْأُولَى فِي أَنَّ السَّابَّ يُقْتَلُ سِوَاءَ كَانَ مُسْلِمًا أَوْ كَافِرًا -  
الْمَسْئَلَةُ الثَّانِيَةُ فِي حُكْمِهِ إِذَا تَابَ -

إِنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ فَإِنَّهُ يَجِبُ قَتْلُهُ -

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷۱ پر فصل فی حکم سب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اس فصل میں وہ مضمون ہے جس کا تعلق اس رکوع سوم سورہ نور سے ہے۔ لہذا اول ہم اس بحث کو مختص کر کے لکھتے ہیں

اور آخر میں رکوع سوم کی آخری دو آیتیں بیان کرتے ہیں۔

فَأَمَّا مَنْ سَبَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَاضِي أَبُو يَعْلَى مَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ بِمَا بَرَّأَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَفَرَ بِلَا خِلَافٍ - جو ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے تو قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں جس نے اتہام رکھا صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جسے اللہ تعالیٰ نے بری فرمادیا وہ کافر ہے بلا خلاف اور اس پر اجماع ہے۔

قَالَ أَبُو السَّائِبِ الْقَاضِي كُنْتُ يَوْمًا بِحَضْرَةِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الدَّاعِي بِطَبْرِسْتَانَ وَكَانَ يَلْبَسُ الصُّوفَ وَيَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُوجِّهُهُ فِي سَنَةِ بَعْشَرِينَ أَلْفَ دِينَارٍ إِلَى مَدِينَةِ السَّلَامِ يُفَرِّقُ عَلَى سَائِرِ وُلْدِ الصَّحَابَةِ وَكَانَ بِحَضْرَتِهِ رَجُلٌ فَذَكَرَ عَائِشَةَ بِذِكْرِ قَبِيحٍ مِّنَ الْفَاحِشَةِ فَقَالَ يَا غُلَامُ اضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ لَهُ الْعَلَوِيُّونَ هَذَا رَجُلٌ مِّنْ شِيعَتِنَا فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ طَعَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -



قاضی ابوسائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ایک دن حسن بن زید داعی طبرستان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا یہ صوف پہنا کرتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرمایا کرتے تھے اور ہر سال بیس ہزار دینار مدینہ منورہ صحابہ کرام کی اولاد میں تقسیم کے لئے بھیجا کرتے تھے (جو آج کل کے حساب سے آٹھ لاکھ روپیہ تخمیناً ہوتا ہے)۔

آپ کی خدمت میں ایک شخص نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں الزام فحش لگا کر کچھ برائی کی آپ نے خادم کو حکم دیا اس کی گردن اڑادے تو علو یوں نے عرض کیا یہ ہماری جماعت کا آدمی ہے آپ نے فرمایا جو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرے وہ واجب القتل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿١١﴾

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں یہ بری ہیں اس سے جو ان کی شان میں بکواس کر رہے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

یہ اٹھارہ آیتیں ہیں جو سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت و طہارت میں نازل فرمائی گئیں۔ چنانچہ حسن بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں تلاوت فرما کر کہا:

فَإِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ خَبِيثَةً (مَعَاذَ اللَّهِ) فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبِيثٌ (مَعَاذَ اللَّهِ) فَهُوَ كَافِرٌ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ فَضْرِبُوا عُنُقَهُ وَأَنَا حَاضِرٌ۔ تو اگر صدیقہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ خبیثہ ہیں تو لازم آئے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی ہوں اعاذنا اللہ تعالیٰ تو ایسی بکواس کرنے والا کافر ہے لہذا اڑادو اس کی گردن چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا۔

یہ نظیرہ قانونی طبرستان کے جج ہائیکورٹ کا ہے جسے شریعت میں قاضی کہتے ہیں اور محمد بن زید حسن بن زید رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ عراق میں ایک شخص آیا جس نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی آپ نے ڈنڈا اٹھا کر اس کے سر پر مارا وہ مر گیا۔ انتہی مختصراً

علامہ آلوسی رحمہ اللہ آیات بینات پر فرماتے ہیں۔

كَلَامٌ مُّسْتَأْنَفٌ مُّؤَسَّسٌ عَلَى السُّنَّةِ الْجَارِيَةِ فِيمَا بَيْنَ الْخَلْقِ عَلَى مُوجِبِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَلِكًا يَسُوقُ الْأَهْلَ إِلَى الْأَهْلِ۔ یہ کلام مستأنف ہے جو سنت جاریہ کے ساتھ مخلوق میں قائم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے ہر اہل کو اہل کے ساتھ چلاتا ہے۔ اسی بنا پر کسی کا شعر ہے:

إِنَّ الطُّيُورَ عَلَى أَشْبَاهِهَا تَفْعُ أَيُّ الْخَبِيثَاتِ مِنَ النِّسَاءِ

یعنی خبیث عورتیں مختص ہیں خبیثوں کے لئے وہ اس سے غیر کی طرف متجاوز نہیں ہو سکتیں۔

وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ مِنْهُنَّ بِحَيْثُ لَا يَتَجَاوَرُونَ نَهْنُ إِلَى مَنْ عَدَاهُنَّ وَحَيْثُ كَلِمَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبَ الْأَطْيَبِينَ وَخَيْرَةَ الْأَوْلِيِّينَ وَالْآخِرِينَ تَبَيَّنَ كَوْنُ الصِّدِّيقَةِ رَضِيَ اللَّهُ



عَنْهَا مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبَاتِ بِالضَّرُورَةِ وَاتَّضَحَ بَطْلَانُ مَا قِيلَ فِيهَا مِنَ الْخُرَافَاتِ۔

خلاصہ یہ کہ حضور اطمین و خیر الاولین والآخرین ہیں تو آپ کی زوجہ پاک بھی اطمینات لازمی طور پر ہوئیں اور منافقین کی بکو اس کا بطلان اس آیت کریمہ میں واضح طور پر ہو گیا بلکہ آگے اور مزید وضاحت فرمادی گئی۔

أُولَئِكَ مُدْرِءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ۔ عَلَىٰ أَنْ الْإِشَارَةَ إِلَىٰ أَهْلِ الْبَيْتِ النَّبَوِيِّ رِجَالًا وَنِسَاءً وَ يَدْخُلُ فِي ذَٰلِكَ الصِّدِّيقَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دُخُولًا أَوْلِيًّا۔

یہ بری ہیں ان باتوں سے جو کہتے ہیں۔ اس میں اہل بیت اطہار نبوی کے مرد اور عورت سب داخل ہیں اور اس میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے مانی جائیں گی۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں اشارہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقہ اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہما کی طرف ہے۔

اور فرما رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِشَارَةٌ إِلَى الصِّدِّيقَةِ وَالصَّفْوَانَ وَالْجَمْعُ يُطْلَقُ عَلَى مَا زَادَ عَلَى الْوَاحِدِ۔ اس میں اشارہ صدیقہ اور صفوان رضی اللہ عنہما کی طرف ہے اس لئے کہ جمع ایک سے زائد پر بھی مانی جاتی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے أُولَئِكَ مُنْزَهُونَ مِمَّا يَقُولُهُ أَهْلُ الْإِفْكِ فِي حَقِّهِمْ مِنَ الْكَاذِبِ الْبَاطِلَةِ۔ یہ منزہ اور مبرا ہیں، ہفوات منافقین اور اہل افک سے یہ سب اکاذیب باطلہ ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ ان کے لئے مغفرت عظیمہ ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ لَا يَخْلُوا النَّبَشْرُ عَنْهُ مِنَ الذَّنْبِ وَحَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتِ الْمُقْرَبِينَ۔ باقتضاء بشریت انسان معصیت سے نہیں بچتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہار کی نیکیاں مقربین کی سیئات کے برابر ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ مقرب کون ہو سکتا ہے اس لئے ان کی عام خطاؤں کی مغفرت بھی فرمادی گئی۔

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ اور عزت کی روزی۔

هُوَ الْجَنَّةُ كَمَا قَالَ أَكْثَرُ الْمُفَسِّرِينَ وَ يَشْهَدُ قَوْلُهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْأَحْزَابِ فِي أَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ - وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا فَإِنَّ الْمُرَادَ بِهِ ثَمَّتِ الْجَنَّةُ بِقَرِينَةِ اعْتَدْنَا وَالْقُرْآنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَ فِي هَذِهِ الْآيَاتِ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَى فَضْلِ الصِّدِّيقَةِ مَا فِيهَا۔

رزق کریم سے مراد جنت ہے جیسا کہ امہات المؤمنین کے فضائل پر سورۃ احزاب میں وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا فرمایا اور چونکہ قرآن کریم اپنی آیت کی تفسیر بعض آیتوں سے فرماتا ہے ایسے ہی اس کی تفسیر سورۃ احزاب میں فرمادی گئی اور اس آیت میں فضیلت صدیقہ خصوصیت سے واضح ہے۔

اگرچہ خبر غریب ہے جسے ابن نجار روایت کرتے ہیں اور حافظ سیوطی بھی درمنثور میں لکھتے ہیں۔ تاریخ بغداد میں ابن نجار کہتے ہیں: لیکن چونکہ دعا کے الفاظ قرین اجابت نظر آتے ہیں۔ لہذا بیان واقعہ کے ساتھ ایک دعا بغرض افادہ ناظرین نقل ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا تاکہ براءت کی امید دلا کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔

اس وقت آپ رورہی تھیں اور فرما رہی تھیں: هَجَرْتَنِي الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ حَتَّى هَجَرْتَنِي الْهَرَّةُ وَمَا غَرَضَ عَلَيَّ طَعَامٌ وَلَا شَرَابٌ فَكُنْتُ أَرْمُدُ وَأَنَا جَائِعَةٌ ظَامِنَةٌ فَرَأَيْتُ فِي مَنَا مِي فَنِي فَقَالَ لِي مَا لَكَ فَقُلْتُ حَزِينَةٌ مِمَّا ذَكَرَ النَّاسُ فَقَالَ ادْعِي بِهِدِهِ الدَّعَوَاتِ يُفَرِّجُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ فَقُلْتُ وَمَا هِيَ فَقَالَ قَوْلِي-

يَا سَابِغَ النِّعَمِ وَيَا دَافِعَ النِّقَمِ وَيَا فَارِجَ الْغَمِّ وَيَا كَاشِفَ الظُّلْمِ يَا أَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ يَا حَسِبَ مَنْ ظَلَمَ يَا وَلِيَّ مَنْ ظَلِمَ يَا أَوَّلَ بِلَا بَدَايَةِ وَيَا آخِرَ بِلَا نِهَائِيَّةٍ يَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجًا وَمَخْرَجًا-

قَالَتْ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَارِيَانَةٌ شَبَعَانَةٌ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فَرَجِي وَيُسَمَّى هَذَا الدُّعَاءُ دُعَاءَ الْفَرَجِ فَلْيَحْفَظْ وَلْيَسْتَعْمِلْ-

مجھے میرے قریب و بعید نے چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ ہرہ نے بھی مجھے چھوڑ دیا تھا اور میرے لئے نہ کھانا آتا تھا نہ پانی تو میں لیٹ گئی اور بھوک پیاسی تھی تو میں نے ایک جوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے صدیقہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا غمگین ہوں ان باتوں سے جو لوگ کر رہے ہیں۔

تو انہوں نے کہا یہ دعا پڑھو اللہ سب غم کھول دے گا۔

میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ دعا بتائی۔

فرماتی ہیں کہ میں جاگی تو میں نے اپنے کو خوش و خرم پایا اور بھوک بھی نہیں رہی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے میری مسرت کی دستیاب بنائی اور آیات تطہیر نازل فرمائیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دعا دعاء الفرج ہے اسے یاد رکھ اور استعمال کر۔

اس کے بعد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

عدو شود سب خیر گر خدا خواہد

کا مظاہرہ یہ ہوا کہ میں اس معاملہ کے ساتھ اپنی ہم جنسوں پر فخر کرتی تھی۔ آپ سے سوال ہوا حضور وہ فخر کیا تھا۔ فرمایا جسے ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

أول تو یہ کہ نَزَلَ الْمَلَكُ بِصُورَتِي وَتَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَبْعِ سِنِينَ وَ أَهْدَيْتُ لَهُ لِسَبْعِ سِنِينَ-

۱- اول فرشتہ میری تصویر کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔

۲- دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سات سال کی عمر میں عقد فرمایا اور نویں سال میں رخصت ہوئی۔

۳- تیسرے وَتَزَوَّجَنِي بِكُرًا لَمْ يَشْرِكُهُ فِي أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ۔ میرا عقد بحالت بکر ہوا۔

۴- چوتھے۔ وَأَتَاهُ الْوَحْيُ وَأَنَا وَأَيَّاهُ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ۔ میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ ہوتے اور وحی آتی۔

۵- پانچویں۔ وَ كُنْتُ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيْهِ۔ اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ترین تھی۔

۶- چھے۔ وَ نَزَلَ فِي آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ كَادَتْ الْأُمَّةُ تَهْلِكُ فِيهِنَّ۔ میری شان میں اٹھارہ آیتیں قرآن کریم کی نازل ہوئیں جبکہ امت قریب بہ ہلاکت تھی ان اتہامات میں۔

۷- ساتویں۔ وَ رَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَرَهُ أَحَدٌ مِّنْ نِّسَائِهِ غَيْرِي۔ میں نے روح الامین کو دیکھا اور میرے سوا ازواج میں سے کسی نے نہ دیکھا۔

۸- آٹھویں۔ وَ قُبِضَ فِي بَيْتِي لَمْ يَلِهِ أَحَدٌ غَيْرَ الْمَلِكِ وَأَنَا۔ اور میرے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ میرے اور فرشتے کے سوا کوئی قریب نہ تھا۔

۹- نویں۔ میری شان میں آسمان سے براءت آئی اور میں پاک تھی اس پاک ذات کے نزدیک۔

۱۰- دسویں۔ وَ لَقَدْ وَعَدْتُ مَغْفِرَةً وَ أَجْرًا عَظِيمًا۔ مجھے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہوا۔

### بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

اے ایمان والو! نہ داخل ہو کسی گھر میں اپنے گھر کے سوا جب تک اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو اس گھر والے کو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھ حاصل کرو

تو اگر نہ پاؤ تم اس گھر میں کسی کو تو نہ داخل ہو اس میں جب تک تمہیں اجازت نہ ہو اور اگر کہا جائے تمہیں واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لئے بہت ستھری بات ہے اور اللہ تمہارے کام جانتا ہے

نہیں کوئی گناہ تم پر اگر داخل ہو ایسے گھروں میں جو کسی کے رہنے کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرو اور جو چھپاتے رہو

فرمادیں مومن مردوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھری بات ہے۔ بے شک اللہ خبردار ہے ان کے کاموں سے

اور فرمادیجئے مسلمان خواتین کو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہو جائے اور مارے رہیں دوپٹہ کا بکل اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر کریں اپنا سنگار مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ دادا پر یا خسر پر یا اپنے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَ تَسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ امْشَوْا فَامْشُوا ۚ هُوَ أَزْكَى لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٥﴾

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٦﴾

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۗ ذَٰلِكَ أَزْكَى لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٢٧﴾

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لِيَضْرِبْنَ بِخُضْرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ ۗ وَ لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ



بیٹے پر یا شوہر کے بیٹے پر یا اپنے بھائی پر یا اپنے بھتیجے پر یا اپنے بھانجے پر یا اپنی اسلامی عورتوں پر یا اپنی کنیزوں پر جو اپنی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ وہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کا علم نہیں اور نہ ماریں اپنے پاؤں زور سے کہ ان کا چھپا ہوا جانا جائے سنگار سے اور توبہ کرواے مسلمانو اللہ کی طرف تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

اور چاہئے کہ بچے رہیں وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے حتیٰ کہ غنی کر دے انہیں اللہ اپنے فضل سے اور تمہاری لونڈیاں جو یہ چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دیں تو لکھ دو اگر تم جانتے ہو ان میں بھلائی اور مدد کرو ان کی اللہ کے مال سے جو تم کو دیا اور نہ مجبور کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر اگر وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بے شک ان کے اکراہ پر مجبوری کی حالت میں معاف کرنے والا مہربان ہے

اور بے شک ہم نے اتاریں روشن آیتیں اور مثالیں تمہاری طرف ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے ہو گزرے اور ڈروالوں کے لئے نصیحت

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ  
أَخْوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَاءِيهِنَّ أَوْ مَمْلُوكَاتِ أَيْمَانِهِنَّ أَوْ  
الْتَّبَعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِثْرَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ  
الْطُّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرْ وَأَعْلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ  
وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ  
زِينَتِهِنَّ ۗ وَ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ  
الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

وَ أَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَ الصَّالِحِينَ مِنْ  
عِبَادِكُمْ وَ إِمَائِكُمْ ۗ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُعْزِمِهِمُ  
اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾

وَلَيْسَتَعْفِىَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى  
يُعْزِمَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَ الَّذِينَ يَبْتَغُونَ  
الْكِتَابَ مِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ  
عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۗ وَ اتُّوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ  
الَّذِي آتَيْنَاكُمْ ۗ وَلَا تَنْكِرُوا فِتْيَتَكُمْ عَلَى الْبِعَاءِ  
إِنْ أَرَادَنْ تَحْصُنَا لِيَتَّبِعُوا عَرْضَ الْحَيَاةِ  
الدُّنْيَا ۗ وَ مَنْ يُكْرِهْنَهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ  
إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٣﴾

وَ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَ مَثَلًا  
مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً  
لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾

### حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ - وہ جو	أَمِنُوا - ایمان لائے ہو	لا - نہ
تَدْخُلُوا - داخل ہو	بِيُوتِكُمْ - گھروں میں	غَيْرَ - سوا	بِيُوتِكُمْ - اپنے گھروں کے
حَتَّى - یہاں تک کہ	تَسْتَأْذِنُوا - اجازت لے لو	وَ - اور	تَسَلِّمُوا - سلام کہو
عَلَى - اوپر	أَهْلِهَا - اس کے رہنے والوں کے		ذَلِكُمْ - یہ
خَيْرٌ - بہتر ہے	لَكُمْ - تمہارے لئے	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	تَذَكَّرُونَ - نصیحت پکڑو

فَانْ۔ پھر اگر	لَمْ۔ نہ	تَجِدُوا۔ پاؤ	فِيهَا۔ اس میں
اَحَدًا۔ کسی کو	فَلَا۔ تو نہ	تَدْخُلُوْا۔ داخل ہو	هَا۔ اس میں
حَتَّى۔ یہاں تک کہ	يُوْذَنَ۔ اجازت دی جائے	لَكُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	قَبِيْلَ۔ کہا جائے	لَكُمْ۔ تم کو	اَمْرًا جَعُوْا۔ واپس جاؤ
فَاَمْرًا جَعُوْا۔ تو واپس آ جاؤ	هُوَ۔ وہ	اَزْكٰى۔ بہتر ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور	اَللّٰهُ۔ اللہ	بِهَا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو
عَلَيْكُمْ۔ جاننے والا ہے	لَيْسَ۔ نہیں ہے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	جُنَاحٌ۔ گناہ
اَنْ۔ یہ کہ	تَدْخُلُوْا۔ داخل ہو	بِيُوْتَا۔ گھروں میں	غَيْرَ۔ جو نہ
مَسْكُوْنَةٍ۔ آباد ہوں	فِيهَا۔ اس میں	مَتَاعٌ۔ سامان ہو	لَكُمْ۔ تمہارا
وَ۔ اور	اَللّٰهُ۔ اللہ	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو
تُبْدُوْنَ۔ تم ظاہر کرتے ہو	وَ۔ اور	مَا۔ جو	تَكْتُمُوْنَ۔ چھپاتے ہو
قُلْ۔ کہہ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایماندار مردوں کو	يُعْضُوْا۔ نیچی رکھیں	مِنْ اَبْصَارِ۔ آنکھیں
هَمْ۔ اپنی	وَ۔ اور	يَحْفَظُوْا۔ حفاظت کریں	فُرُوْجَهُمْ۔ اپنی شرمگاہوں کی
ذٰلِكَ۔ یہ	اَزْكٰى۔ بہت ستھری بات ہے	لَهُمْ۔ ان کے لئے	اِنْ۔ بے شک
اَللّٰهُ۔ اللہ	خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے	بِهَا۔ اس سے جو	يَصْنَعُوْنَ۔ کرتے ہیں
وَ۔ اور	قُلْ۔ کہہ	لِلْمُؤْمِنٰتِ۔ مومن عورتوں کو	يُعْضُضْنَ۔ کہ نیچی رکھیں
مِنْ اَبْصَارِ۔ نظریں	هِنَّ۔ اپنی	وَ۔ اور	يَحْفَظْنَ۔ حفاظت کریں
فُرُوْجَهُنَّ۔ اپنی شرمگاہوں کی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يُبْدِيْنَ۔ ظاہر کریں
زِيْنَتَهُنَّ۔ اپنی زینت	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	ظَهَرَ۔ ظاہر ہو
مِنْهَا۔ اس سے	وَ۔ اور	لِيَضْرِبْنَ۔ چاہئے کہ لپیٹیں	بِخُرِّهِنَّ۔ اپنی چادریں
عَلٰى۔ اوپر	جِيُوْبِهِنَّ۔ اپنے گریبانوں کے	وَ۔ اور	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	يُبْدِيْنَ۔ ظاہر کریں	زِيْنَتَهُنَّ۔ اپنی زینت	اِلَّا۔ مگر
لِيُعُوْلَتِهِنَّ۔ اپنے خاوندوں کے لئے	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا	اَبَا يِهِنَّ۔ اپنے باپوں کیلئے
اَوْ۔ یا	اَبَا عِبَادِيْنَ۔ اپنے بیٹوں کے لئے	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا
اَبْنَا عِبُوْا۔ بیٹوں	بُعُوْلَتِهِنَّ۔ اپنے خاوندوں کے لئے	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا
اِخْوَانِهِنَّ۔ اپنے بھائیوں کے لئے	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا
اِخْوَانِهِنَّ۔ اپنے بھائیوں کے لئے	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا	اَوْ۔ یا

نِسَاءً يَهْنَأْنَ - اپنی عورتوں کیلئے	أَوْ - یا	أَخَوَاتِهِنَّ - اپنی بہنوں کے لئے
أَيَّمَانُهُنَّ - ان کے ہاتھ	مَا - جو	أَوْ - یا
أُولَى الْأَسْرِبَةِ - خواہش والے	التَّابِعِينَ - پیچھے آنے والے	أَوْ - یا
الذَّيْنِ - وہ جو	الطِّفْلِ - بچے	مِنَ الرِّجَالِ - مردوں سے
عَوْرَاتٍ - شرم والی	عَلَى - اوپر	لَمْ - نہیں
يَضْرِبْنَ - ماریں	لَا - نہ	النِّسَاءِ - عورتوں کی باتوں پر
يُخْفِينَ - چھپاتی ہیں	مَا - جو	بِأَمْرِ جُلُوسٍ - اپنے پیر
إِلَى - طرف	تُؤْتُوا - توبہ کرو	مِنَ زِينَتِهِنَّ - اپنی زینت
الْمُؤْمِنُونَ - مومنو	أَيُّهَا - اے	اللَّهُ - اللہ کی
أَنْكِحُوا - نکاح کرو	وَ - اور	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم
الصَّالِحِينَ - نیک	وَ - اور	الْأَيَّامِ - غیر شادی شدہ کے
إِنْ - اگر	إِمَّا بِكُمْ - لونڈیوں کے	مِنَ عِبَادِكُمْ - اپنے غلاموں
اللَّهُ - اللہ	يُعْنِيهِمْ - تو غنی کرے گا ان کو	فُقْرَاءَ - تنگ دست
وَاسِعًا - فراخی والا	اللَّهُ - اللہ	مِنَ فَضْلِهِ - اپنے فضل سے
الذَّيْنِ - وہ جو	لَيْسَتْ عَفِيفٌ - چاہئے کہ بچیں	وَ - اور
حَتَّى - یہاں تک کہ	نِكَاحًا - نکاح کی	يَجِدُونَ - طاقت رکھتے
مِنَ فَضْلِهِ - اپنے فضل سے	وَ - اور	اللَّهُ - اللہ
مِمَّا - ان سے جو	الْكِتَابِ - کتابت	يَتَّبِعُونَ - چاہیں
فَكَاتِبُوهُمْ - تو کتابت کرو ان سے	فِيهِمْ - ان میں	أَيَّمَانِكُمْ - تمہارے ہاتھ
خَيْرًا - بھلائی	مِنَ مَالٍ - مال	عَلِمْتُمْ - جانو تم
اللَّهُ - اللہ سے	وَ - اور	أَتَوْهُمْ - دو ان کو
لَا - نہ	عَلَى - اوپر	أَتَيْتُمْ - اس نے دیا تم کو
الْبِعَاعِ - بدکاری کے	تَحْصِنًا - بچنا	فَتَيْتُمْ - اپنی لونڈیوں کو
لِتَبْتَغُوا - تاکہ چاہو	الدُّنْيَا - دنیا کا	أَمَادِنَ - چاہیں وہ
وَ - اور	الْحَيَاةِ - زندگی	عَرَضَ - سامان
اللَّهُ - اللہ	يُكْرَهُنَّ - مجبور کرے ان کو	مَنْ - جو
عَفْوًا - بخشش والا	إِنْ - تو بے شک	مِنَ بَعْدٍ - بعد
أَنْزَلْنَا - ہم نے اتاریں	لَقَدْ - بے شک	سَرَّحِيمٌ - مہربان ہے



إِلَيْكُمْ تَهَارِي طَرْفَ      آيَاتِ- آيَاتِ      مُبَيَّنَاتٍ- رُوشِنٌ      وَ- اور  
 مَثَلًا- مَثَالِيں      مِّنَ الَّذِينَ- ان لوگوں کی جو      خَلُّوا- گزرے      مِّن قَبْلِكُمْ- تم سے پہلے  
 وَ- اور      مَوْعِظَةً- نصیحت      لِلْمُتَّقِينَ- پرہیزگاروں کے لئے

### خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

اس سورہ مبارکہ میں اول رکوع سے چوتھے رکوع تک نو حکم قانون اسلامی کے نافذ فرمائے ہیں پہلے حکم میں زنا کی قباحت الزانی لا ینکح الا زانیۃ سے بیان کی ہے اور اس فعل کے برے نتائج بیان فرمائے گئے۔ دوسرا حکم وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَشْبَعَةٍ شُهَدَاءٍ میں تہمت زنا کی بابت ہے اور تہمت لگانے والے کی سزا فرمائی ہے۔

تیسرا حکم لعان ہے یعنی اپنی بیوی پر تہمت لگانے کے احکام ہیں۔ چوتھا حکم چوتھے رکوع میں بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کا۔ پانچواں حکم غص بصر ہے کہ غیر عورت کی طرف نظر نہ ڈالیں۔ چھٹا حکم عورتوں کے لئے ہے کہ وہ اپنی زینت اور بناؤ سنگار بھی غیر مرد پر ظاہر نہ کریں۔ ساتواں حکم وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ کا ہے یعنی مجرد عورت اور مرد ضرور نکاح کر لیں۔ آٹھواں حکم کنیر سے کوئی رقم لینی مقرر کر کے اور آزادی لکھ دینا جسے مکاتبت اور مکاتبہ کہتے ہیں۔ نواں حکم وَلَا تَنْكِحُوا الْمُؤْتَمِرِينَ عَلَى الْبَيْعَاءِ کنیر پر جبر کر کے زنا کرنا اگر مال حاصل کرنے کی ممانعت میں ہے۔ اس کے بعد پانچویں رکوع میں نور کی بحث ہے جو اپنی جگہ مفصل بیان ہوگی۔ چوتھے رکوع کی تلخیص تفسیر یہ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٤﴾

میں فرمایا گیا کہ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا کسی گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو۔

اس میں غَيْرَ بُيُوتِكُمْ استثناء ہے بِيُوتِكُمْ سے۔

تَسْتَأْذِنُوا کے معنی تَسْتَأْذِنُوا ہیں یہ استیناس سے ہے جو اِسْتِعْلَام کے معنی میں مستعمل ہے۔

محاورہ میں بولتے ہیں اِنْسَ الشَّيْءِ اَبْصَرَهُ وَاَعْلَمَهُ وَاَحْسَ بِهِ۔

یہی قاموس میں ہے۔

اس لئے کہ مستاذن اس امر کا علم چاہتا ہے کہ اسے داخلہ بیت کی اجازت ہے کہ نہیں۔

اور اگر اِسْتِیْنَاس سے ہی لیا جائے تو استیناس مخالف ہے استیجاش ہے فَإِنَّهُ مُتَوَجِّسٌ أَنْ لَا يُؤْذَنَ فَإِذَا أُذِنَ

اِسْتِیْنَاسَ۔ (بیضاوی)

تو اس کا ربط پہلے رکوع سے یہ ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زنا منع فرمادیا۔

اور رمی و قذف یعنی تہمت و الزام کی بھی سخت ممانعت فرمادی تو ان باتوں سے بھی روکنا ضروری ہوا جن سے بدگمانی اور رمی و قذف کے اسباب ہوں۔

بنابریں اس کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ کسی کے گھر میں بلا اذن و اطلاع چلا جائے اس لئے کہ نہ معلوم گھر والا یا گھر والی کس حال میں ہے اگر یہ بلا اطلاع کسی کے گھر میں چلا گیا اور اسے کوئی بدگمانی پیدا ہوئی تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں یہ مجرم ہوگا اور گواہ ہونے کی شکل میں جس کے گھر میں گیا اس پر مصیبت ڈالے گا۔ اس لئے اس فتنہ سے بچنے کے لئے باہمی ادب سکھایا کہ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بِيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا اور اس کے ساتھ طریق استیذان و استیناس تعلیم فرمایا کہ وَ تَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا۔ اول اہل خانہ کو سلام دو۔ چنانچہ اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دروازہ پر سے السلام علیکم کہو۔ پھر احادیث سے ثابت ہے کہ تین بار اجازت لو اور اگر تیسری بار بھی اجازت نہ ملے تو یہ نہ کرے کہ وہیں جما کھڑا رہے۔ بلکہ واپس لوٹ جائے۔

اور اگر اندر سے تین بار کے بعد بھی جواب نہ ملے تو بھی واپس ہو جائے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن قیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حکم عام ہے اس گھر میں زنا نہ ہو یا مردانہ کیونکہ یہ کسے معلوم ہے کہ مردانہ درون خانہ کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے۔

اسی طرح جس گھر میں خواتین ہیں وہاں بھی عام اس سے کہ محرم ہوں یا نامحرم بلا اجازت جانا نہ چاہئے۔ اس لئے کہ گھروں میں عورتیں ایک حال میں نہیں رہتیں کبھی ننگے سر ہوتی ہیں کبھی بغیر قمیص ہوتی ہیں کبھی سوئی ہوتی ہیں تو محرم کو ننگے کھلے دیکھنا بہتر نہیں اور غیر کے لئے تو حرام ہے۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ گھروں میں عورت نہاتی دھوتی ہوتی ہے اور بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ خاوند پر بھی بعض حالتیں دیکھنا مناسب ہوتا ہے کہ وہ اس حالت کو دیکھ کر متنفر نہ ہو جائے جیسے آبدست یا نورہ وغیرہ۔

اسی لئے مطلق حکم دے کر فرمایا: ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو اسی لئے کسی گھر میں جھانکنے تاکنے کی بھی ممانعت ہے۔ اس کے بعد غیر آباد گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی اور ارشاد ہوا۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ۔ تم پر گناہ نہیں اس میں کہ داخل ہو غیر آباد گھروں میں۔ یعنی جن گھروں میں کوئی بستانہ ہو اس میں بلا استیذان داخل ہونا گناہ نہیں۔

غیر مسکونہ گھروں میں پانچ قول ہیں۔

- ۱- اول یہ کہ غیر مسکونہ مکان وہ ہے جسے ستور کہتے ہیں کہ اس میں اسباب وغیرہ رکھا جاتا ہے اور اسے گودام بھی کہتے ہیں۔
- ۲- بعض نے کہا اس سے مسافر خانہ مراد ہے۔
- ۳- بعض کے نزدیک خرید و فروخت والا ستور مراد ہے۔
- ۴- بعض نے کہا غیر مسکونہ سے غیر آباد ویران مکان مراد ہے۔
- ۵- بعض نے کہا اس سے مراد حمام ہیں۔

مگر آیہ کریمہ میں حکم عام ہے بنا بریں ستور، گودام، دکان، ویران مکان، حمام سب کو حاوی ہے۔ لیکن جن مکانات میں اسباب تجارت ہوں وہاں بلا اجازت جانا ممنوع ہے۔ ہر کس و ناکس اس میں اگر داخل ہو تو چوری اور ملک غیر میں تصرف کا مظنہ ہے لہذا وہاں بھی بلا اجازت داخلہ ممنوع ہے البتہ جو وہاں کانگراں یا مجازیا مالک ہے وہ بلا اطلاع جاسکتا ہے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أْفُرُوجَهُمْ مُؤْمِنِينَ كَوَحْمٍ دِيْبَعِيْ كِه وَه اِنِّيْ اَنكهيں نيچي ركهيں اور اپني شرمگاہ کی محافظت کریں۔

مِنْ اَبْصَارِهِمْ مِّنْ تَبْعِيْضِيْهٖ هٗ۔ لِاِنَّهٗ لَا يَلْزَمُ غَضُّ الْبَصْرِ بِالْكُلِّيَّةِ۔ یعنی بالکل آنکھ بند کرنے کا حکم نہیں ہے۔

بعض کے نزدیک من بیانہ ہے جو بیان جنس کے لئے آیا ہے۔

بعض کے نزدیک من زائدہ ہے۔

چونکہ اسباب زنا میں مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا ہے کہ نظر ہی تو سب سے بڑا سبب مظنہ زنا ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے بھی خوب کہا ہے: ع

برق نگاہ یار مرا کام کر گئی

بنا بریں مؤمنین کو ادب سکھایا گیا اور حکم ہوا يَعْضُوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ غض بصر آنکھ بند کرنے کو کہتے ہیں یہاں مِنْ اَبْصَارِهِمْ فرما کر اس سے مراد آنکھیں نیچی رکھنا لئے گئے۔ یہ پانچواں حکم احکام رکوع چہارم کا ہے۔ اور اچانک اگر نظر پڑ جائے اسے معاف فرمایا۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: لَكَ الْاُولٰٓئِي وَ عَلَيْكَ الْاٰخِرَةُ پہلی نظر تو تجھے معاف ہے دوسری پر گرفت ہے۔

البتہ اپنی بیوی شرعی، کنیز، بیٹی، ماں، بہن، دادی، نانی محرمات کا دیکھنا ممنوع نہیں۔

اور اجنبی کی کنیز کے لئے حکم ہے کہ ناف سے گھٹنے تک نظر نہ ڈالے باقی کا مضائقہ نہیں۔

بعض نے کہا بازو سر وغیرہ جو عضو کام میں کھلنے کا احتمال ہے اس کا مضائقہ نہیں۔

امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف وہی اعضاء ان عورتوں کے دیکھنے جائز ہیں جو کنیز شرعی ہے جو عضو کام کاج کرتے کھل جائیں اس سے جو بعض نا فہم سمجھ بیٹھے ہیں کہ پردہ میں چہرہ سینہ بازو ہاتھ مستثنیٰ ہیں یہ محض نا فہمی اور جہالت خالص ہے۔

اور عورت کو حکم ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کی محافظت کرے یعنی حرام کاری سے اجتناب رکھے۔

آخر میں تو بیجا ارشاد ہے: وَاللّٰهُ حَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ اللہ تمہارے ہر کوتاہی سے باخبر ہے۔

پھر چھٹا حکم مومنات کے لئے ہے کہ وہ اپنی نگاہیں بند رکھیں یہاں بھی من تبعیضیہ کے ساتھ ارشاد ہے۔ جس کے معنی یہی ہوئے کہ نیچی نگاہ رکھیں اور حرام سے اپنے کو بچائیں اس کے ساتھ۔



چھٹا حکم یہ اور دیا کہ اپنے بناؤ سنگار بجز شوہر، سر دادا، نانا، اپنے باپ بیٹے پوتے، بھائی، نواسے خاوند کے وہ بیٹے جو دوسری بیوی سے ہوں اور اس کے نواسے اور عورت کے بھائی، عینی، علائی، اخیانی، رضاعی عورت کے بھتیجے اور بھائیوں کی اولاد اور عورت کے بھانجے، بہن کی اولاد، گھر کی عورتیں، عورت کی مملو کہ کنیز، شرعی اور غلام اور گھر کے وہ خادم جو عورت کی طرف رغبت کرنے کے قابل نہ ہوں بوڑھے اور خواجہ سرانا بالغ لڑکے اور ایسے دیگر محرم کے علاوہ سب سے مخفی رکھیں۔

### اب زینت تین قسم کی ہے

زینت ظاہری انگوٹھی اور لباس ہے۔

زینت خلقی میں ہاتھ منہ اور بعض کے نزدیک وہ اعضاء مراد ہیں جو زیورات سے آراستہ ہوتے ہیں۔

اس میں زینت خلقی لکھنا پڑھنا ہے ان سب کا بلا ضرورت ظاہر کرنا ممنوع ہے۔

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ میں استثنائی فرمایا گیا ظہراً فرما کر۔ اس لئے کہ ظہراً کے معنی ہیں جو خود بخود ظاہر ہو گیا جیسے قد برقع میں رہ کر بھی نہیں چھپ سکتا۔ جسمانی فرہبی اور دبلا پن یا چلتے چلتے پاؤں پھسلا اور عورت گر گئی تو اس میں جو ظاہر ہوا وہ بلا اختیار ہوا اس پر گناہ نہیں ورنہ اتنی تاکید کیوں فرمائی گئی کہ

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَصْبُعِهِنَّ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ وہ پیر مار کر بھی نہ چلیں کہ ان کی آواز سے ان کے زیورات کی جھنکار جانی جائے جو پردہ سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

اور اَوْنِسَا بِهِنَّ فرما کر کافرہ عورتوں سے بھی پردہ لازم کر دیا گیا یعنی اس عورت سے پردہ نہیں جو تم میں سے ہو یعنی مسلمان۔

اس کے بعد ساتواں حکم یہ ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَّامِيَّ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ۔ اور نکاح کرو اے مسلمانو! جو تم میں سے مجرد ہیں خواہ عورت ہو یا مرد کتھا ہو یا بیوہ لفظ ایامی عام ہے جو سب کو شامل ہے۔ بشرطیکہ وہ تم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو۔

ایامی۔ جمع ہے ام کی۔ ذکر ہو یا انثی بکر ہو یا شیبہ سب کے لئے شامل ہے۔

اور ایامی مقلوب ایانم ہے جیسے یتامی۔ وَالصَّالِحِينَ معطوف ہے ایامی پر۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنے کی اس طرح تاکید فرمائی:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفُرُوجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ۔ (متفق علیہ)

اے جوانو! تم میں جو قوت رجولیت رکھے اسے چاہئے کہ نکاح کر لے کہ وہ آنکھ کو غیر سے روک دیتا ہے اور شرمگاہ کو محفوظ کر دیتا ہے۔

اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اسے گناہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ قاطع شہوت ہے۔

اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد مردوں کے لئے سخت فتنہ عورتوں سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے وہ شخص کہ جس کے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی

درخواست کرے تو نکاح کر دو ورنہ زمین میں فتنہ و فساد سخت ہوگا۔ (نسائی، ابن ماجہ)

چنانچہ احکام نکاح میں تین صورتیں ہیں:

اولیٰ یہ کہ ایسا جوان ہو کہ بلا نکاح مرتکب زنا ہونے کا خوف ہو اور نکاح کرنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ نکاح کرے۔

اور اگر متوسط درجہ میں ہے اور مستطیع بھی تو نکاح مستحب ہے۔

اور اگر تنگی ترشی سے نکاح کر کے گزر کے قابل کما سکتا ہے تو جائز ہے۔

اور وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ میں یہ حکم ہے کہ اپنے نیک غلام اور کنیزوں میں جسے نیک دیکھوان کے بھی نکاح کر دو اس لئے کہ نیک غلام اور کنیز ہی بعد نکاح اپنے آقا کی خدمت ملحوظ رکھ سکتے ہیں پھر آگے تسکین کے طور پر فرمایا۔ اگر نکاح کرنے سے اس لئے خائف ہیں کہ فقر و فاقہ نہ ہو تو وہ اللہ پر بھروسہ کریں حَتَّىٰ يُعْزِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

اب آٹھواں حکم یہ ہے کہ وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكِتَابَ بِمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَا تَبَوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا۔ یعنی وہ غلام جو خدا کے فضل پر توکل کر کے اپنے مولیٰ سے براءت چاہے تو اگر ان میں بھلائی دیکھو تو کتابت کر لو۔ یعنی انہیں لکھ دو کہ اتنا روپیہ یا اتنا کام کر دینے کے بعد تو آزاد ہے۔

تو اس پر یہ حکم اور ہوا کہ اپنی مکاتبت کے ذمہ جو رقم مقرر کی ہے اس میں وَآتَوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ اور دو اسے یا معاف کر دو اس مال سے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے یعنی زکوٰۃ کی مدد سے یا خیرات سے اس کا قرضہ کتابت ادا کر کے اس کی مدد کرو یہ تمہارے ثواب کا کام ہے۔

اس کے بعد نواں حکم یہ ہے جس کا تعلق عرب کے دور جاہلیت کے ایک رواج سے ہے وہ یہ کہ عرب کے جاہل اپنی لونڈیوں سے زنا کرواتے اور اس سے روپیہ کھاتے تھے۔

چنانچہ مدینہ میں عبد اللہ بن ابی منافق بھی ایسا ہی کیا کرتا تھا اس پر اسلام نے اس فعل کو بے حیائی قرار دیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَنْكِرُوا الْفَوَاحِشَ الَّتِي كَانَتْ تَكْتُمُونَ وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكِتَابَ بِمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَا تَبَوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ اور انہیں مجبور نہ کرو زنا و حرام کاری پر اِنْ أَسَدْنَ تَحَصَّنَا اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں۔

نوٹ: یہاں اِنْ محض شرطیہ نہیں ہے جس میں پہلے مخالف لینا جائز ہو بلکہ یہ اِنْ شرطیہ علی سبیل الغالب ہے جس کا مفہوم مخالف نہیں ہوتا۔ آخر میں تو بیجا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ اور جو انہیں اکراہا ایسے فعل پر مجبور کرے گا تو ان کے لئے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس لئے کہ مجبور تھیں اور اکراہا و اجبار کرنے والا ماخوذ ہوگا۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ اے ایمان والو نہ داخل ہو اپنے گھر کے سوا غیر کے گھروں میں جب تک اجازت نہ حاصل کرو اور اس گھر والے پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو۔

استیناس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَاسْتِعْمَالُ الْإِسْتِيْنَاسِ بِمَعْنَى الْإِسْتِيْذَانِ بِنَاءً عَلَى أَنَّهُ اسْتِفْعَالٌ مِنْ أُنْسِ الشَّيْءِ بِالْمَدِّ عِلْمَهُ وَأَبْصَرَهُ وَابْصَارَهُ۔ استیناس باب استفعال سے ہے اور یہ بمعنی استیذان مستعمل ہے جیسے محاورہ میں کہتے ہیں اُنْسِ الشَّيْءِ جس کے معنی ہوتے ہیں اس شے کو دیکھ لیا اور جان لیا۔

اور یہ علم حاصل کرنے کا ایک طریق ہے تو استیناس استعلام ہے اور متانس متاذن۔ طالب علم ہر گھر کے اندر والے کا گویا مستکشف احوال ہے کہ اسے دخول بیت کی اجازت ہے یا نہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ استیناس ضد استیجاش ہے اور وہ انس سے ہے یعنی وحشت ضد انس ہے۔

وَالْمُرَادُ بِهِ الْمَاذُونِيَّةُ۔ اس سے مراد ماذونیت ہے۔

فَكَانَهُ قِيلَ حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ۔ گویا فرمایا گیا غیر گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

وَذَهَبَ الطَّبْرِيُّ إِلَى أَنَّ الْمَعْنَى حَتَّى تُؤْنِسُوا أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ أَنْفُسِكُمْ بِالْإِسْتِيْذَانِ۔ علامہ طبری رحمہ اللہ اس طرف ہیں کہ حَتَّى تُؤْنِسُوا کے معنی یہ ہیں کہ حَتَّى تُؤْنِسُوا جب تک موانست نہ حاصل کرو گھر والوں سے اجازت حاصل کر کے۔

پھر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا یا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْتِيْنَاسُ فَقَالَ يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ بِالتَّسْبِيْحَةِ وَالتَّكْبِيْرَةِ وَالتَّحْمِيْدَةِ يَتَخَنَّحُ يُؤْذِنُ أَهْلَ الْبَيْتِ۔ استیناس کیا ہے؟ فرمایا: آدمی سبحان اللہ کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر الحمد للہ کہہ کر کھنکار کر گھر والوں سے اجازت لے۔

اور ابن منذر مجاہد رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں أَنَّهُ قَالَ تَسْتَانِسُوا تَنَحَّحُوا وَتَخَنَّحُوا تَسْتَانِسُوا کے معنی کھنکارنا۔ تخم کرنا ہے۔

وَتَسَلَّمُوا عَلَى أَهْلِهِا۔ یعنی گھر والوں سے سلام کے ذریعہ اجازت داخلہ حاصل کرو۔

ترندی شریف میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گفتگو سے قبل سلام ہونا چاہئے۔

اور ابن ابی شیبہ ابن وہب کتاب المجالس میں زید بن اسلم رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَى ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ أَلْجُ فَقَالَ ادْخُلْ فَلَمَّا دَخَلْتُ قَالَ مَرَحَبًا يَا بَنِي أَخِي لَا تَقُلْ أَلْجُ وَلَكِنْ قُلِ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ فَإِذَا قِيلَ وَعَلَيْكَ فَقُلْ أَدْخُلْ فَإِذَا قَالُوا ادْخُلْ فَادْخُلْ۔

فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے حضرت ابن عمر کی خدمت میں بھیجا تو میں ان کے دروازے پر آیا اور بولا أَلْجُ یعنی کیا میں اندر آ جاؤں مجھے فرمایا آ جاؤ جب میں گھر میں داخل ہو گیا فرمایا جیتے رہو اے بھتیجے اور أَلْجُ نہ کہا کرو بلکہ السلام علیکم کہو جب تمہیں وعلیک السلام جواب مل جائے تو کہا کرو أَدْخُلْ کیا میں اندر حاضر آؤں جب تمہیں اجازت ملے اور جواب میں ادْخُلْ کہا جائے تو اندر آؤ۔



اور قاسم بن اصبح اور ابن عبدالبر تمہید میں فرماتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ اسْتَاذَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ أَيْدُخُلُ عُمَرَ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہونا چاہتے تو فرماتے: السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ کیا عمر حاضر ہو جائے۔

اور بیہقی شعب الایمان میں اور ابن ابی حاتم قتادہ علیہم رضوان سے راوی ہیں: إِنَّهُ قَالَ كَانَ يُقَالُ الْإِسْتِيزَانُ ثَلَاثًا فَمَنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فِيهِنَّ فَلْيَرْجِعْ۔ فرماتے ہیں کہ اجازت تین بار لی جائے تو اگر اندر سے گھر والیاں اجازت نہ دیں تو چاہئے کہ واپس ہو جائے۔

أَمَّا الْأُولَى فَيَسْمَعُ الْحَيُّ۔ پہلی بار کی اجازت کا یہ فائدہ ہوگا کہ سب سن لیں گے۔

وَأَمَّا الثَّانِيَةَ فَيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ۔ اور دوسری بار کی اجازت مانگنے میں یہ مصلحت ہے کہ اندر والے سنبھل کر بیٹھ جائیں گے۔

وَأَمَّا الثَّالِثَةَ فَإِنْ شَاءَ وَاجَابُوا وَإِنْ شَاءَ وَارْتَدُّوا۔ اور تیسری بار کا یہ فائدہ ہے کہ اگر گھر والے چاہیں تو اجازت دیں گے یا اگر چاہیں گے واپس کر دیں گے۔

اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے موطا میں روایت کیا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے کہ أَنْ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاذِنْ عَلَيَّ أُمِّي قَالَ نَعَمْ قَالَ لَيْسَ لَهَا خَادِمٌ غَيْرِي اسْتَاذِنْ عَلَيْهَا كُلَّمَا دَخَلَتْ قَالَ اتَّحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ الرَّجُلُ لَا قَالَ فَاسْتَاذِنْ عَلَيْهَا۔

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لینی چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی اگر میری والدہ کے پاس سوا میرے کوئی خادم نہ ہو تو بھی میں اجازت مانگوں جب بھی جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے کہ اپنی ماں کو ننگا دیکھے عرض کیا نہیں فرمایا تو اجازت لے کر جایا کرو۔

حدیث طیبہ کی احتیاط غایت غیرت کی متحمل ہے فی الواقع تنہائی میں کیا معلوم کہ اس کی والدہ کس حال میں ہیں لہذا اجازت لے کر گھر میں جانا بلا اجازت جانے سے بہتر ہے۔

اسی بناء پر ابن جریر اور بیہقی حضرت ابن مسعود علیہم رضوان سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ أَنْ تَسْتَاذِنُوا عَلَىٰ أُمَّهَاتِكُمْ وَ أَخَوَاتِكُمْ۔ تم پر لازم ہے کہ ماں اور بہن کے پاس بھی جاؤ تو اجازت حاصل کرو۔

ابن ابی حاتم ام ایاس سے راوی ہیں فرماتی ہیں: كُنْتُ فِي أَرْبَعِ نِسْوَةٍ نَسْتَاذِنُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ نَدْخُلُ فَقَالَتْ لَا فَقَالَ وَاحِدَ السَّلَامِ عَلَيْكُمْ أَنْدَخُلُ قَالَتْ أَدْخُلُوا ثُمَّ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بِيَوْمًا غَيْرَ بِيَوْمِكُمْ حَتَّى تَسْتَاذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهِا۔

میں چار عورتوں میں سے ایک تھی کہ جب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حاضر آئی تو میں نے عرض کیا: کیا حاضر ہو

جاؤں تو فرمایا نہیں تو ایک نے عرض کیا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اِنَّدُخُلْ۔ السلام علیکم حضور کیا آ جاؤں تو فرمایا آ جاؤ پھر آیت کریمہ تلاوت کی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا اِلَّا

اور بخاری و مسلم میں ہے: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ النَّظْرِ وَمِنْ هُنَا لَا يَنْبَغِي النَّظْرُ فِي قَعْرِ الْبَيْتِ قَبْلَ الْاِسْتِیْذَانِ۔ اجازت لینی نگاہ ڈالنے کی ممانعت کی بناء پر ہے اسی وجہ میں تا کا جھانگی سوراخ یا درز سے اجازت سے پہلے نہیں چاہئے۔

اور علامہ طبرانی حضرت امام مالک رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَ يَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا يَدْخُلْ عَلٰی اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰی يَسْتَاذِنَ وَيُسَلِّمَ۔ جو مجھ پر کلمہ پڑھ کر ایمان لایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں وہ نہ داخل ہو کسی گھر والے پر جب تک اجازت لے کر سلام نہ کرے۔

فَاِذَا نَظَرَ فِي قَعْرِ الْبَيْتِ فَقَدْ دَخَلَ۔ تو جب دیکھا کسی نے گھر کے جھروکے سے تو وہ گھر میں داخل ہو ہی گیا گویا جھانکنے تاکنے کی بھی ممانعت فرمادی گئی اور یہ اسلامی غیرت کی شان ہے۔

پھر ابوداؤد اور بخاری رحمہما اللہ ادب مفرد میں عبد اللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اِذَا اَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تَلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوْ الْاَيْسَرِ وَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ جب کسی کے دروازے پر آؤ تو ہرگز دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہو بلکہ دائیں بائیں کھڑے ہو کر کہو السلام علیکم۔

صاحب ادب المفرد فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس لئے تھا کہ اس زمانہ میں گھروں کے دروازے نہیں ہوتے تھے تو دروازے کے سامنے کھڑے ہونے سے گھر والوں پر نظر پڑنی یقینی تھی اس وجہ میں یہ حکم فرمایا گیا تھا۔ آگے ارشاد ہے: ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم سمجھو۔ یعنی ان پابندیوں میں تمہارے لئے بہت سے مفاد ہیں۔ اس کی تصریح علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنَ الدُّخُوْلِ بَغْتَةً فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا غَيْرَ بَيْتِهِ يَقُوْلُ حَيْتُمْ صَبَاحًا حَيْتُمْ مَسَاءً فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّجُلَ مَعَ اَمْرَاتِهِ فِي لِحَافِ اِلْحِ فَافْهَمُوا وَتَدَبَّرُوا۔ فَان لَمْ تَجِدُوْا فِيْهَا اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَ اِنْ قَبِلَ لَكُمْ اُرْجِعُوْا فَاِنْ رَجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۔ اگر اس گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے حق میں بہترین ستمرائی ہے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

یعنی اگر گھر آدمیوں سے خالی پاؤ تو بھی داخل نہ ہو جب تک اس کے مالک سے اجازت نہ لے لو۔ اس لئے کہ اِنَّ الدُّخُوْلَ فِي الْبُيُوْتِ الْخَالِيَةِ مِنْ غَيْرِ اِذْنٍ سَبَبٌ لِّلْقَيْلِ وَالْقَالِ۔ اس لئے کہ خالی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا سبب ہو جاتا ہے قیل و قال کا۔

وَ فِيْهِ تَصْرُفٌ بِمِلْكِ الْغَيْرِ بِغَيْرِ رَضَاةٍ۔ اور اس میں تصرف ملک غیر پر بلا رضاء صاحب خانہ لازم آتا ہے اور اس سے فتنہ و غضب پیدا ہونے کا مظنہ ہے۔ تو آئیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے:

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا مِّنَ الْأَذِينِ أَى مِمَّنْ يُمْلِكُ الْأَذْنَ فَلَا تَدْخُلُوهَا۔ کہ اگر تم اس گھر میں اجازت دینے والی یا اجازت دینے والا نہ پاؤ تو نہ داخل ہو۔

البتہ ایسے موقعہ پر داخلہ بلا اذن جائز ہے جبکہ ازالہ منکر کرنا ہو مثلاً آگ بجھانے کو، چور پکڑنے کو، چھت گر جائے تو اس کا مال محفوظ کرنے کو۔

وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ائْتُوا فَاتْرَجُوا هُوَ أَزْكى لَكُمْ۔ اور اگر تمہیں کہہ دیا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ واپسی تمہارے حق میں اطہر و ازکی ہے۔

اور اس کے بعد بھی دروازہ پر قائم رہنا یہ دنائت اور رذالت ہے اور چلا جانا دیانت و امانت دین و دنیا میں نافع ہے۔ اور ایک صورت وقوف علی الباب کی ایسی بھی ہے کہ اس میں دنائت و رذالت نہیں ہوتی اور وہ جائز ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي دُورًا الْأَنْصَارِ لِيَطْلُبَ الْحَدِيثَ فَيَقْعُدُ عَلَى الْبَابِ وَلَا يَسْتَأْذِنُ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَإِذَا خَرَجَ وَرَأَاهُ قَالَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ لَوْ أَخْبَرْتَنِي بِمَكَانِكَ لَقَدْ كُنْتُ أَتِيهِ فَكُنْتُ أَكْثَرَ التَّلَامِذَةِ تَوَاضَعًا وَخِدْمَةً لِلْمَشَائِخِ۔

آپ کی عادت تھی کہ کسی حدیث رسول کے معلوم کرنے کے لئے کسی انصاری کے گھر تشریف لاتے تو باب خانہ پر آ کر بیٹھ جاتے تھے کہ جب بھی صاحب خانہ باہر آتے تو آپ ان سے وہ حدیث لیتے پھر جب گھر سے وہ باہر آتے اور آپ کو دروازہ پر دیکھتے تو کہتے اے نبی کے چچا زاد اگر آپ مجھے مطلع فرمادیتے تو اس میں کیا حرج تھا۔

آپ جواب میں فرمادیتے ہمیں ایسا ہی حکم ہے کہ ہم اسی طرح علم حاصل کریں گویا سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تواضع اور انکساری نے ان پر اسباب علم اتنے مفتوح فرمائے کہ مشہور صحابہ علیہم رضوان میں ہو گئے اور آپ خود بھی یہی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طریقہ کی برکت سے بہت کچھ حصہ علم کا عطا فرمایا اور میں اپنے تلامذہ کے ساتھ اور مشائخ سے اسی تواضع اور انکساری میں رہا ہوں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔ اور اللہ ہر عمل کو جانتا ہے۔

اس کے بعد غیر مسکونہ بیوت کی تصریح فرمائی جا رہی ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں اگر داخل ہو جاؤ تم غیر مسکونہ گھروں میں یا گوداموں میں اور اللہ تمہارے کھلے اعمال اور خفیہ افعال کو جانتا ہے۔

یعنی غیر آباد گھروں میں بلا اجازت داخل ہو جانے پر گناہ نہیں جیسے جنگل میں تبارے، بارہ دریاں مسافر ان راہ گزروں کی ہوتی ہے جسے عربی محاورہ میں رباط، خانات، حوانیت، حمامات وغیرہ کہتے ہیں۔ یعنی مسافر خانے، سرائیں، تبارے، حمام، غسل خانے اس لئے کہ فَإِنَّهَا مُعَدَّةٌ لِمَصَالِحِ النَّاسِ كَافَّةً۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کے آرام حاصل کرنے کی غرض



سے ہی بنائے جاتے ہیں اور فیہا متاع لکم میں صفت بیوت بیان فرمائی جس سے نفی جناح محقق ہوتی ہے۔  
یعنی یہ وہ مقامات ہیں جہاں سردی، گرمی اور محافظت سامان ہر کس و ناکس راہ گزر اور مسافر حاصل کر سکتا ہے لہذا افلا  
بأس بدخولها بغیر استیذان من داخلها من قبل۔ اس میں داخلہ بلا استیذان ممنوع نہیں خواہ تم سے پہلے مسافر  
اس میں موجود ہو اور آیت کریمہ کا شان نزول بھی اسی کا موید ہے۔

ابن ابی حاتم مقاتل سے راوی ہیں کہ جب آیہ کریمہ یٰٰیٰہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتنا۔ نازل ہوئی تو حضرت  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ فکیف بتجار قریش الذین یختلفون من مکة  
والمدينة والشام وبيت المقدس ولهم بیوت معلومة علی الطریق فکیف یستأذنون و یسلمون  
ولیس فیہا سگان فرخص سبحنه و تعالی فانزل قوله تعالی لیس علیکم جناح۔

جب آیہ کریمہ یٰٰیٰہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتنا غیر بیوتکم نازل ہوئی تو  
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاجروں کے لئے کیسی ہوگی قریش عموماً مکہ، مدینہ،  
شام، بیت المقدس وغیرہ جاتے آتے ہیں اور ان کے لئے راستہ میں مکانات ہوتے ہیں جس میں وہ شب باش رہتے ہیں تو وہ  
کیسے اجازت لیں اور کس پر سلام کریں ان تباروں اور سراؤں میں کوئی بھی گھروں کا مالک نہیں ہوتا۔  
تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت کریمہ لیس علیکم جناح ان تداخلوا بیوتنا غیر مسکونہ نازل ہوئی اور  
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مراد انہیں مکاناتوں سے تھی جو تبارے، مسافر خانہ وغیرہ ہوتے ہیں۔  
اور غیر مسکونہ سے ابن حنفیہ مکہ کے غیر آباد ویران مکان مراد لیتے ہیں۔

اس کے بعد اب احکام پردہ شروع فرمائے گئے چنانچہ ارشاد ہوا:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أْفُرُوجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ اَزْكَىٰ لِهٰمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔  
فرمادے مجھے مومنین کو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شرمگاہ کی محافظت کریں یہ ان کے لئے بڑی طہارت ہے بے شک اللہ تمہاری  
کرنیوں سے خبردار ہے۔

## شان نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

مَرَّ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِّنْ طُرُقَاتِ الْمَدِينَةِ فَنَظَرَ إِلَى  
امْرَأَةٍ وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ فَوَسَّوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ أَنَّهُ لَمْ يَنْظُرْ أَحَدٌ بِهِمَا إِلَى الْآخِرِ إِلَّا إِعْجَابًا بِهِ فَبَيْنَمَا  
الرَّجُلُ يَمْشِي إِلَى جَنْبِ حَائِطٍ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا إِذْ اسْتَقْبَلَهُ الْحَائِطُ فَشَقَّ أَنْفَهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَعْسِلُ  
الدَّمَ حَتَّىٰ آتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرُهُ أَمْرِي فَآتَاهُ فَقَصَّ عَلَيْهِ قِصَّتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا عُقُوبَةُ ذَنْبِكَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ الخ

ایک شخص عہد رسالت مآب ﷺ میں مدینہ کی گلیوں میں سے کسی گلی میں گزرا تو اس کی نظر ایک عورت پر پڑی اور  
عورت نے اس کی طرف دیکھا دونوں کی نظریں چار ہو گئیں تو شیطانی تو سوس غالب آیا اس لئے کہ اس نے اسے اور عورت

نے اسے جب دیکھا تھا تو بنظر شہوت و اعجاب ہی دیکھا تھا۔

تو اب یہ مرد دیوار کے تلے پھرنے لگا اور اسے تانکتا رہا کہ جب وہ دیوار کے سامنے آیا تو اس کی ناک زخمی ہو گئی۔ مرد کہنے لگا قسم بخدا میں خون دھوئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں جاتا ہوں چنانچہ وہ حاضر ہوا تو جس نے ناک توڑی تھی وہ بھی حاضر آیا اور اس نے میری سب حالت عرض کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے جرم کی سزا ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔

چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ۔ نظر کے بعد نظر نہ ڈال اس لئے کہ پہلی تو تجھے معاف ہے اور دوسری نظر معاف نہیں۔

اسی وجہ میں اللہ تعالیٰ نے غص بھر سے حکم شروع فرمایا کہ اس سے ہی شرکا دروازہ وا ہو سکتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے فَإِنَّ النَّظْرَ بَابٌ إِلَى كَثِيرٍ مِنَ الشُّرُورِ وَهُوَ يُرِيدُ الزِّنَا وَرَائِدُ الْفُجُورِ۔ اس لئے کہ نظر ہی دروازہ ہے شرور کا اور وہی زنا کا مبداء اور فجور کا بانی ہے چنانچہ شعراء عرب نے بھی اسی کو فساد کی جڑ کہا:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُهَا مِنَ النَّظْرِ      وَ مُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغِرِ الشَّرِّ  
وَالْمَرْءُ مَا دَامَ ذَا عَيْنٍ يُقَلِّبُهَا      فِي أَعْيُنِ الْعَيْنِ مَوْقُوفٌ عَلَى الْخَطَرِ  
كَمْ نَظْرَةً فَعَلَتْ فِي قَلْبٍ فَاعِلُهَا      فِعْلَ السَّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَلَا وَتَرِ

یعنی تمام حوادث کا مبداء نظر ہے۔ آگ چنگاری سے ہی شرارے دینے لگتی ہے۔

اور آدمی جب تک آنکھ رکھتا ہے الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے اور اسی آنکھ کے اندر ہی تمام خطرات ہیں۔

بہت سی نگاہیں قلب انسان میں تیر کا کام دیتی ہیں بلا کمان اور تیر کے۔

اسی بناء پر کسی نے کہا ہے۔

بجیر تم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

غالب کہتا ہے:

کرے ہے قتل لگاوت میں تیرا رو دینا      تری طرح کوئی تیغ نگاہ کو آب تو دے

اور يَحْفَظُوا قُرُوجَهُمْ سے مراد عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ مِنَ الزِّنَا وَاللَّوْاطَةِ ہے۔

پھر آیت کریمہ کا طرز بیان بھی نظر کی اہمیت کو سب سے زیادہ واضح فرما رہا ہے چنانچہ غص بھر کا حکم مقدم کیا حفظ فروج

سے اس میں صاف دلالت ہے کہ اَنَّ أَمْرَ النَّظْرِ أَوْسَعُ نَظَرِ كَافِتْنَةٍ شَدِيدَةٍ ہے۔

ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ۔ یہ ان کیلئے زیادہ سہرا پن ہے۔

شک و شبہ کی گندگی سے اور نفع ترین ہے دین و دنیا میں اس لئے نظر ہی اول آمادہ زنا کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِهَا يَصْنَعُونَ۔ بے شک اللہ خبردار ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

یعنی اس سے کچھ پوشیدہ نہیں وہ تمام حواس اور تحریک جو ارح اور قصد ضمائر سب جانتا ہے۔

اس کے بعد وہی حکم خواتین مومنین کو ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔  
اور مومنہ خواتین کو حکم دیجئے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہو جائے۔

یعنی وہ بھی غیر مردوں کو نہ تاکیں چنانچہ زواج میں علامہ ابن حجر کی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَمَا يُحْرَمُ نَظْرُ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ يُحْرَمُ نَظْرُهَا إِلَيْهِ۔ جیسے مرد کو عورت کی طرف تا کننا حرام ہے عورت کو بھی مرد کی طرف تا کننا جھانکی حرام ہے۔ وَلَوْ بِلا شَهْوَةٍ وَلَا خَوْفِ فِتْنَةٍ۔ اگرچہ یہ دیکھنا بلا شہوت ہی کیوں نہ ہو اور اگرچہ خوف فتنہ بھی نہ ہو تب بھی حرام ہے۔

چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ کی سنن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: اِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مِيمُونَةَ قَالَتْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ أَعْمَى لَا يَبْصُرُ قَالَ أَفَعْمِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا أَلْسْتُمَا تَبْصُرَانِي۔

فرماتی ہیں کہ وہ اور حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پردہ کرو۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو اور کیا تم بھی دیکھ نہیں سکتیں۔

اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اور عورت کو غیر مرد کا دیکھنا حرام ہے۔

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ۔ اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ ان باتوں سے جو انہیں حرام ہے مثل زنا وغیرہ کے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ اور اپنی زینت اور سنگار ظاہر نہ کرو۔

أَيُّ مَا يُتَزَيَّنُ بِهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَ نَحْوِهِ۔ جس سے وہ زینت حاصل کرتی ہیں وہ بھی ظاہر نہ کریں یعنی زیورات وغیرہ بھی نہ دکھائیں مثل انگٹھی، سرمہ، خضاب اور فتح یعنی ٹگینے کی انگٹھی۔ ان کے دکھادینے میں بعض نے کہا مضائقہ نہیں۔

لیکن ان زیورات کا دکھانا جو مخفی زینت میں داخل ہیں ممنوع ہے مثلاً سوار، خلخال، بلج، قلابہ، اکلیل، وشاح، قرط کے یعنی کنگنی، خلخال پیروں میں مثل جھانجن کے، آبلہ کی طرح ابھرا ہوا زیور، ہار، تاج مکمل وشاح موتیوں کا ہار، قرط کان کی بالی، ان کے مخفی رکھنے میں مبالغہ کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ ان مقامات کے زیور ہیں جن کو چھپانا ضروری ہے۔ لیکن

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ میں بلا قصد اگر کھل جائے تو حرج نہیں۔ ذراع، ساق، عضد، عنق، راس، صدر، اذن ان کا ظاہر کر دینا ابداء زینت ہے یعنی بازو، پنڈلی، پہنچا گردن، سر، سینہ، کان، ایسے ہی یہ بھی إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے تحت ہے۔ اگر بلا قصد ہو۔ بدلیل

أَنَّ النَّظْرَ إِلَيْهَا غَيْرُ مُلَابَسَةٍ لَهَا كَالنَّظْرِ إِلَى سِوَارِ امْرَأَةٍ يُبَاعُ فِي السُّوقِ لَا مَقَالَ فِي حِلِّهِ كَانَ



النَّظْرُ إِلَى الْمَوَاقِعِ أَنْفُسِهَا مُتَمَكِّنًا فِي الْحَضَرِ ثَابِتُ الْقَدَمِ فِي الْحُرْمَةِ شَاهِدًا عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ حَقُّهُنَّ أَنْ فِي يَكُنَّ سَتْرَهَا۔ (کشاف)

اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اجانب پر مآظہر منہا پر نظر ڈالنا حرام نہیں۔ بلکہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ کُلُّ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ لَا يَحِلُّ لِغَيْرِ الزَّوْجِ وَالْمَحْرَمِ النَّظْرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهَا إِلَّا لِضَرُورَةٍ كَالْمُعَالَجَةِ وَنَحْوِهِ۔ آزاد عورت کا تمام بدن عورت ہے سوا خاوند اور محرم کے اس کے کسی حصہ پر نظر کرنا جائز نہیں مگر بضرورت جیسے معالجہ میں یا شہادت کے معاملہ میں۔

اور علامہ زنجبیری رحمہ اللہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس طرح نقل کرتے ہیں: أَنَّ مَوَاقِعَ الزَّيْنِ الظَّاهِرَةِ مِنَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ مُطْلَقًا فَلَا يَحْرُمُ النَّظْرُ إِلَيْهَا۔ مواقع زینت ظاہرہ میں چہرہ کے بعد سے ہتھیلیاں اور دونوں پیر عورت مطلقاً نہیں تو ان پر نظر بھی حرام نہیں۔

چنانچہ ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں:

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يُصَلِّحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَ أَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریک لباس پہنے حاضر آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو بہتر نہیں کہ دیکھا جائے اس کی طرف مگر یہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں فرمایا: رَفْعَةُ الْوَجْهِ وَبَاطِنُ الْكَفِّ۔ چہرے کی جھلک اور ہتھیلی۔ روح المعانی

### مزید تصریح إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ لفظی ترجمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مفہوم منطوق آ یہ کریمہ کا یہی ہے کہ ہر چیز کے مخفی رکھنے کے حکم کے بعد ان چیزوں کا استثناء کیا گیا ہے جسے عورت چھپا نہیں سکتی اگر چہ وہ جلاب اور برقع میں ہی کیوں نہ ہو جیسے قد و قامت، جسم و جسامت، چال و ڈھال۔

علاوہ ازیں عورت اپنی طرف سے پورا پردہ رکھنے کے باوجود بھی ایک منوع پر مجبور ہوتی ہے مثلاً چادر پڑی ہوئی ہے۔ قنات لگی ہوئی ہے ہوا کا تیز جھونکا آیا اور اس نے سب کچھ اڑا دیا یا قنات کو گرا دیا تو اس استثنائی میں یہ بھی داخل ہے ایسی مجبوری میں جو ظاہر ہو گیا اس پر گناہ نہیں۔

چنانچہ إِلَّا کے معنی مگر مَا کے معنی جو کچھ ہیں۔ ظہر۔ صیغہ ماضی ہے جس کے معنی ہوئے ظاہر ہوا تو مجموعی معنی إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے یہ ہوئے مگر جو ظاہر ہوا اس زینت سے۔

یہ بلا اختیار واقعہ میں جو واقع ہو جائے نہ کہ گیسو سنوار کر بال کھول کر ربن کے ذریعہ پھندے بنا کر ریشمی لباس سے آراستہ

ہو کر ہونٹوں پر لپٹ لگا کر چہرے پر پاؤ ڈرل کر گلشت کرنے کے لئے باہر نکلنا بھی اس استثناء میں داخل ہے۔ معاذ اللہ پھر اس پر کلب میں جا کر ڈانس کرنے اور کیا کیا خرافات ہیں اس کا مرتکب ہونا مشروع ہو یہ سب تہذیب مغربی کے کرشمے ہیں۔ اقبال خوب کہہ گئے:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی !! ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ !

یہ سب کچھ انگریز کی فسونگری کا نتیجہ ہے اس نے تعلیم تعلیم کا راگ الاپ کر ہندوستانی شریف زادیوں کو بدحواس کر کے انہیں یورپی سانچے میں ڈھال لیا اور متاع حیا و عفت و ایمان پر ڈاکہ ڈال دیا پھر انہیں آزاد بنا کر یہ پینتر ابدلا کہ اسمبلی کے حقوق ممبری مردوں کے بالمقابل دیدئے اور اعلان کر دیا کہ جہاں مرد مہری لے سکتے ہیں وہاں خواتین بھی ممبر بن کر صدر بن سکتی ہیں منسٹر ہو سکتی ہیں مجسٹریٹ اور جج کی کرسی سنبھال سکتی ہیں۔

پس پھر کیا تھا مغربی نخلستان کی تیتریاں تو بن گئی تھیں۔ حرص و آرزو نے انہیں اڑا کر اسلامی ٹہنیوں سے آزاد ڈالیوں پر جا بٹھایا۔ اب تو ایک اڑان میں جرمنی، امریکہ پہنچنے لگیں اور اسلام کی حسین شبیہ کو مسخ کر کے ہندوستان کی لڑکیاں یورپین لیڈیوں کو پیچھے ہٹانے لگیں۔ اقبال کی دور بین نظر نے اسے بھانپ لیا تھا جب ہی وہ کہہ گیا۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں! نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

ایکشن، ممبری، کونسل، صدارت بنائے خوب آزادی کے پھندے

پھر احادیث میں بھی یہی پردہ کی اہمیت واضح ہے۔

ابوداؤد کتاب الجہاد حضرت شماس راوی ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک نقاب پوش خاتون اپنے شہید صاحبزادہ کا حال دریافت کرنے آئیں تو ایک صحابی نے انہیں اس مصیبت میں بھی بانقاب دیکھ تعجب کیا۔ وہ خاتون بولی میں نے اپنا لخت جگر قربان کیا ہے لیکن الحمد للہ شرم و حیا میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے فرزند کو ارجمندی ملی اسے دو شہیدوں کا اجر ملا۔

مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ غزوہ خندق سے ایک صحابی اپنے گھر پہنچے تو اپنی بیوی کو بے حجاب گھر سے باہر دیکھا آپ نے تیر سے انہیں ماردینے کا خیال فرمایا تو بیوی کہنے لگیں گھر میں بستر پر سانپ ہے اس کے خوف سے میں سرا سیمگی میں بے حجاب ہو گئی اس عذر پر انہوں نے درگزر فرمایا۔

صحابیات خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں۔

ابوداؤد باب فی الخضاب النساء میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک صحابیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مردانہ ہاتھ ہے یا زنانہ عورت عرض پیرا ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زنانہ فرمایا تو نے مہندی کیوں نہیں لگائی۔

اس حدیث مبارک سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔

اول یہ کہ صحابیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں۔

دوسرے یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرنا شرعاً ضروری تھا تو استاد و پیر و مرشد سے بے پردگی کیسے روا ہو سکتی ہے۔

تیسرے یہ کہ عورت کو اپنے ہاتھ حنائی رکھنے چاہئیں اور مرد کو بلا حنا۔

بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ کے والد کی ایک شرعی کنیز تھیں۔ اس سے عتبہ کے بھائی سعد اور سودہ کے بھائی عبد کے مابین ایک بچہ کے متعلق تنازعہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ **الْوَالِدُ لِلْفَرَّاشِ وَاللِّعَاقِبِ الْحَجَرُ**۔ ولد صاحب فراش کے لئے ہے اور زانی کے لئے صرف پتھر ہیں۔

لیکن باوجود اس فیصلہ دینے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض شبہ کی بناء پر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بچے سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔

بخاری شریف حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حکم حجاب کے بعد ان کے رضاعی باپ کے فرزند حضرت ارجح نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے استفتاء کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ارجح تمہارے رضاعی بھائی ہیں ان سے حجاب ضروری نہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے عورت سر تا پا عورت ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سر تا پا عورت ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگتا ہے۔

مشکوٰۃ۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیروں میں آمد و رفت سے اجتناب کرو ایک صحابی نے عرض کیا **يَا اَلْحُمُو يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیٹھ دیور کے لئے کیا ارشاد ہے فرمایا **اَلْحُمُو الْمَوْتُ جِيْثُ دِيُوْرٍ** تو اتنا بچو جیسے موت سے بچتے ہو۔

(اب ہم قرآن کریم سے احکام حجاب کی آیتیں یک جا نقل کرتے ہیں:

۱- **غَيْرِ مَرْدَةٍ** سے گفتگو کرنی ہو تو عورت سختی اور کرخگی سے جواب دے: **اِنْ اَتَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ**۔ اگر اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں نرمی اختیار نہ کرو۔ (پ ۱۷۲ ع)

۲- گھروں میں عورتیں رہیں جہالت کے زمانہ کی طرح باہر نہ نکلیں **وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِ**۔ (پ ۱۷۲ ع)

۳- **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا وَّ تَسَلِّمُوْا عَلٰى اٰهْلِهَا**۔ اے ایمان والو اپنے گھر کے سوا غیر کے گھر بلا اجازت و سلام کئے نہ داخل ہو۔ (پ ۱۷۸ ع)

۴- **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَعْضُوْنَ مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْنَ اَفْرُوْجَهُمْ**۔ مومنین کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور حرام سے مجتنب رہیں۔ (پ ۱۷۸ ع)

۵- **قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَعْضُنَّ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ**۔ مومنہ عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ نظریں نیچی رکھیں اور حرام سے اجتناب کریں۔ (پ ۱۷۸ ع)



۶- وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا - اور اپنا سنگار نہ دکھائیں مگر جو خود بخود بلا اختیار ظاہر ہو جائے۔  
(پ ۱۰ع ۱۸)

۷- وَلْيَضْرِبْنَ بِخُرْبِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ - اور بکل مار کر رہیں اپنے گریبانوں پر اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں۔ (پ ۱۰ع ۱۸)

۸- وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَتْرُجِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ - اور زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں کہ جانا جائے ان کا زیور۔ (پ ۱۰ع ۱۸)

۹- وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ - اور اگر کوئی چیز طلب کریں تو پردہ سے طلب کریں۔  
(پ ۴ع ۲۲)

۱۰- اپنی ہم مذہب عورت کے سوا کافرہ سے بھی پردہ کریں اَوْ نِسَاءً بِهِنَّ - اپنی عورتوں سے پردہ نہ کریں۔ (پ ۱۰ع ۱۸)

۱۱- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ - اے نبی اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی جلباب (چادر) میں رہیں۔ (پ ۵ع ۲۲)

احادیث میں بھی پردہ کی تاکید میں مندرجہ مضامین کی حدیثیں ہیں:

- ۱- مصیبت کے موقع پر بھی برقع سنت صحابیات ہے۔
- ۲- امہات المؤمنین اور عام صحابیات پس پردہ لین دین کرتی تھیں۔
- ۳- ادنیٰ بے حجابی بھی صحابہ کو گوارا نہ تھی۔
- ۴- ہر نامحرم سے پردہ ضروری ہے۔
- ۵- منہ بولا رشتہ سے رشتہ دار نہیں ہو سکتا لہذا خواہ منہ بولا بھائی ہو یا اسلامی بیٹا اس سے پردہ لازم ہے۔
- ۶- نامحرم کو دیکھ کر ام المؤمنین نے چہرہ چھپالیا۔
- ۷- راستہ طے کرنے کو صرف ایک آنکھ کھولنے کی اجازت ہے۔
- ۸- مرد نابینا سے بھی پردہ ضروری ہے۔
- ۹- عورت سر تا پا عورت ہے لہذا اس کا مستور رہنا ضروری ہے۔
- ۱۰- عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں جاتا ہے۔

آگے ارشاد ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُرْبِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ  
أَبْنَائِهِنَّ أَوْ آبَائِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَاءً بِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ  
أَوِ الشُّعْبَيْنِ غَيْرِ أَوْلِي الْأَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ  
بِأَتْرُجِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۗ وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۳۱﴾

اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں سے یا اپنے باپ سے یا شوہر کے

باپ سے یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے سے یا اپنے بھائی یا بھتیجے یا اپنے بھانجے سے یا اپنی دیندار عورتوں سے یا اپنی کنیزوں سے یا وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہ ہو ان سے۔ اور نہ مار کر چلیں اپنے پیر زمین پر کہ جانا جائے ان کا مخفی زیور اور توبہ کروا اللہ کی طرف اے ایمان والو سب کے سب تاکہ تم فلاح پاؤ۔

چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم بھیج دیا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان عورتیں پردہ کریں اور حمام میں مسلمان عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ بھی برہنہ نہ ہوں۔ چنانچہ ابن منذر اور بیہقی اپنی سنن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اِنَّهُ كَتَبَ اِلَى اَبِي عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ بَلَّغَنِي اَنْ نِّسَاءَ مَنْ نِّسَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ يَدْخُلْنَ الْحَمَّامَاتِ مَعَ نِسَاءِ اَهْلِ الشِّرْكِ فَاِنَّهُ مِنْ قَبْلِكَ عَنْ ذَالِكَ فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى عَوْرَتِهَا اِلَّا مَنْ كَانَتْ مِنْ اَهْلِ مِلَّتِهَا۔

اور تابعین سے وہ لوگ مراد ہیں جو پیٹ پالنے کے لئے لوگوں میں پڑے رہتے ہیں اور انہیں عورت کی حاجت نہیں ہوتی۔

اور اِزْبَهُ بروزن فعلہ اِزْبَ سے ماخوذ ہے۔ ارب کہتے ہیں حاجت اور حرص اور شہوت کو اربہ عورتوں کی خواہش رکھنے والے کو کہتے ہیں اور اِزْبَهُ عقل اور ارب عقلمند کو کہتے ہیں۔

اور اَوَالِ الطُّفْلِ الذِّينَ لَمْ يَطْهَرُوْا میں طفل اگرچہ واحد ہے مگر جمع میں آکر جنس کا فائدہ دیتا ہے۔ اور آیت کریمہ میں اس امر کی تاکید فرمائی گئی کہ گھر میں بھی پیر مار کر نہ چلیں کہ ان کے زیورات کی جھنکار سنی جائے اسی بنا پر بختاز یور پہننا ممنوع ہوا۔ (تفسیر احمدی ملا جیون علیہ الرحمۃ)

اور جن سے پردہ نہیں وہ محرم ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائی گئی۔ آگے حکم ہے: **وَ اَنْتُمْ حُوَالِ الْاَيَامِ مِنْكُمْ وَالصُّلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاَمَّا بِكُمْ اِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِيْهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ط** **وَ اللّٰهُ وَاَسَعُ عَلَيْنُمْ۔** اور نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہو اور اپنے نیک غلاموں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والاعلم والا ہے۔

یعنی تنگ دست فقیر کا نکاح موجب غنا ہو سکتا ہے۔

یا نکاح کے بعد قانع ہو جائے تو تردد معاش سے بے نیاز ہو جائے گا۔

حدیث میں ہے کہ زوج زوجہ کے دور زق جمع ہو جانا فراموشی ہے۔

اب ابداء زینت کی تصریح و تفسیر ملاحظہ ہو۔

اور اسی ضمن میں عورت کی تشریح آجائے گی۔

اس لئے کہ ماہہ النزاع پردہ دار اور پردہ درخواتین میں یہی دو چیز ہیں۔

فتنی الارب، عورت بائع اندام شرم مردم وَ هُوَ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ اِلَى الرَّكْبَةِ و ہرچہ از دیدن آل شرم آید۔

عورت عربی زبان میں انسان کے اس حصہ جسم کو کہتے ہیں جس کے ظاہر کرتے شرم آئے اور اس کا دیکھنا دکھانا موجب عار و ننگ ہو۔ چنانچہ مرد کی عورت زیر ناف سے گھٹنے تک ہے۔

اور عورت سر تا پا عورت ہے اس کا اظہار اغیار و اجانب کے سامنے کرنا اہل شرم و حیا کے لئے موجب عار ہے۔

مفردات راغب اصفہانی۔ الْعَوْرَةُ سُورَةُ الْإِنْسَانِ وَ ذَالِكَ كِنَايَةٌ وَ أَصْلُهَا مِنَ الْعَارِ وَ ذَالِكَ يَلْحَقُ فِي ظُهُورِهِ مِنَ الْعَارِ أَي الْمَذْمُومَةِ وَ لِذَلِكَ سُمِّيَ النِّسَاءُ عَوْرَةً۔ عورت انسان کی شرمگاہ کا نام ہے اور یہ عار سے مشتق ہے۔

اس لئے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو عار لاحق ہوتی ہے اسی وجہ میں عام نسوانی طبقہ کا نام عورت رکھا گیا اور باوجود انتہائی آزادی کے ابھی تک مغرب زدہ برہمنہ ہونے سے عار کرتے ہیں یہ فطرتاً ان پر اثر ہے ورنہ انگلینڈ میں تو ایک برہمنہ پارٹی پیدا ہو چکی ہے۔

اسی طرح زینت عربی لغت میں اسباب آرائش کو کہتے ہیں۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں۔ اور اس کی تین قسم کرتے ہیں۔

زینت نفس۔

زینت بدنی۔

زینت خارجی۔

زینت نفسی حسن کے لئے علم اور حسن اعتقاد ضروری ہے۔

زینت بدن کے لئے حسن و جمال خدو خال، قوت، موزوں قد ضروری ہے۔

زینت خارجی کے لئے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔

اصل عبارت مفردات کی یہ ہے:

وَالزَّيْنَةُ بِالْقَوْلِ الْمُجْمَلِ ثَلَاثٌ۔

زَيْنَةُ نَفْسِيَّةٌ كَالْعِلْمِ وَالْإِعْتِقَادِ الْحَسَنَةِ۔

وَزَيْنَةُ بَدَنِيَّةٌ كَالْقُوَّةِ وَ طُولِ الْقَامَةِ۔

وَزَيْنَةُ خَارِجِيَّةٌ كَالْمَالِ وَالْجَاهِ۔

اور قرآن کریم میں وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ جو وارد ہے یہ صرف اور صرف خواتین کے لئے ہے۔

اور باختلاف صیغ اور مقامات پر بھی آتا ہے جیسے خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

لیکن خواتین کی زینت کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الزَّيْنَةُ زَيْنَتَانِ۔ زینت مخصوصہ بخواتین دو ہیں:

زَيْنَةُ ظَاهِرَةٌ۔ زینت ظاہری۔

وَبَاطِنَةٌ۔ اور زینت باطنی۔



لَا يَرَاهَا إِلَّا الزَّوْجُ - نہ دیکھے اسے مگر خاوند۔

فَأَمَّا زِينَةُ الظَّاهِرِ فَالثِّيَابُ - زینت ظاہری تو لباس و زیور وغیرہ ہے۔

وَأَمَّا زِينَةُ البَاطِنِ فَالْكُحْلُ وَالسِّوَارُ وَالْخَاتَمُ - اور زینت باطنی کنگن، سرمہ، انگوٹھی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں حکم مطلق ہے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔

اور اصول ہے کہ الْمُطْلَقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ تو یہاں بیان عدم ابداء زینت مطلقاً ہے جو ہر سہ اقسام پر حاوی

ہے۔

رجوع بہ آیہ کریمہ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامِيَّ مِنْكُمْ

اس آیت کریمہ میں نکاح کے لئے حکم فرمایا گیا ہے تاکہ بقاء نوع میں معاونت ہو۔

اور اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے زجر فرمایا گیا سفاح اور زنا پر تاکہ نسب خراب نہ ہو اور آخرت کی سیاہ روئی سے

حفاظت رہے۔ اور انساب مخلوط نہ ہوں۔

اور ایم کی تحقیق نضر بن شمیل رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے كُلُّ ذَكَرٍ لَا أُنْثَى مَعَهُ وَكُلُّ أُنْثَى لَا ذَكَرٌ مَعَهَا

بِكَرٍ أَوْ ثِيْبًا۔ ہر وہ مرد ایم ہے جس کے لئے انٹی نہ ہو اور ہر وہ انٹی اثم ہے جس کے ساتھ مرد نہ ہو بکر ہو یا ثیب۔

اور ایامی اور یتامی دونوں اصل میں ایام اور یتام تھے ان کے مقلوب ہونے کے بعد ایامی اور یتامی ہو گئے۔

اور ایامی جمع ہے ایم کی اور ایم ہر اس مرد کو کہہ سکتے ہیں جس کے ساتھ عورت نہ ہو اور ہر اس عورت کو بھی ایم کہہ سکتے ہیں

جس کا مرد نہ ہو چنانچہ شاعر بھی یہی مراد لیتا ہے:

فَإِنْ تَنْكِحِي أَنْكَحَ وَإِنْ تَتَّيْمِي وَإِنْ كُنْتِ أُخْتِي مِنْكُمْ أَيَامِي

اور ابی خفاف شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف میں کہتے ہیں: الْأَيِّمُ الَّتِي لَا زَوْجَ لَهَا وَأَصْلُهُ هِيَ الَّتِي

كَانَتْ مُتَزَوِّجَةً فَفَقَدَتْ زَوْجَهَا - ثُمَّ قِيلَ فِي الْبِكْرِ مَبْجَازًا لِأَنَّهَا لَا زَوْجَ لَهَا۔ ایم وہ عورت ہے جس کا

خاوند نہ ہو اور دراصل ایم اس عورت کو کہا جاتا تھا جو شادی شدہ ہو کر اپنا خاوند کھو چکی ہو پھر باکرہ پر بھی مجازاً ابولنے لگ گئے۔ اس

لئے کہ اس کا بھی خاوند نہیں ہوتا۔

دیگر لغات میں بھی یہی تشریح ہے۔ ایم عورت کا بغیر نکاح کئے رہنا۔

ایم بے خاوند عورت باکرہ ہو یا ثیبہ۔

آیامی۔ جمع ہے ایم کی مرد بے عورت کنوارا ہو یا رنڈا اور آزاد عورت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ (بیان اللسان)

تبریزی شرح دیوان ابی تمام میں کہتا ہے: قَدْ كَثُرَ اسْتِعْمَالُ هَذِهِ الْكَلِمَةِ فِي الرَّجُلِ إِذَا مَاتَتْ امْرَأَتُهُ

وَفِي الْمَرْأَةِ إِذَا مَاتَ زَوْجُهَا۔ اس کلمہ کا استعمال مرد پر اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کی بیوی مر جائے اور عورت پر جب

ہوتا ہے جبکہ اس کا خاوند نہ رہے۔

شماخ کہتا ہے:

يَقْرُ لِعَيْنِي أَنْ أَحَدَيْتَ أَلَّهَا وَإِنْ لَمْ أَنْلَهَا أَيِّمٌ لَمْ تَزَوْجْ

وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۗ إِنَّ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَرَبُّكَ لَآتِقٌ بِنُورِهِ  
غلاموں کا اور اپنی کنیزوں کا اگر ہوں وہ غیر مستطیع فقیر تو غنی کر دے گا انہیں اللہ اپنے فضل سے۔ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ اور اللہ  
وسعت والا علم والا ہے۔

یعنی ان سے نکاح کر دو جن میں صلاحیت نکاح ہو اور حقوق زوجہ پورے کرنے کی استطاعت بھی رکھتے ہوں۔

اس پر ایک تو یہ ہے کہ یہ حکم وجوبی ہے۔

اور ایک قول ہے کہ استحبابی ہے۔

اور علامہ ابو بکر رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ میں نوعیت حکم پر چار احتمال نکلتے ہیں۔

أَحَدُهَا إِنْ الْإِنكَّاحَ لَوْ كَانَ وَاجِبًا لَكَانَ النُّقْلُ بِفِعْلِهِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
مِنَ السُّلْفِ مُسْتَفِيضًا شَائِعًا لِعُمُومِ الْحَاجَةِ فَلَمَّا وَجَدْنَا عَصْرَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَائِرِ الْأَعْصَارِ بَعْدَهُ قَدْ  
كَانَتْ فِيهِ أَيَّامِي مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَمْ يُنْكَرْ ذَلِكَ ثَبَتَ أَنَّهُ لَمْ يَرُدَّ بِالْأَمْرِ الْإِجْبَابِ۔

پہلا احتمال تو یہ ہے کہ نکاح کر دینا اگر واجب تھا تو ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے اس کی نقل ہونی چاہئے کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور سلف میں یہ طریقہ شائع رہا تو جب عصر نبوت اور دیگر زمانوں میں ایسا نہیں ہوا اور بہت  
سے غیر شادی شدہ مرد و عورت تھے تو اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ کسی زمانہ میں بھی اس حکم کو وجوب کا درجہ نہیں دیا گیا۔

وَ ثَانِيهَا أَنَّهُ أَجْمَعًا عَلَى أَنَّ الْأَيْمَ الثَّيِّبَ لَوْ أَبَتِ التَّرْوِيجَ لَمْ يَكُنْ لِلْوَلِيِّ إِجْبَارُهَا۔ دوسری بات یہ  
ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ بے خاوند والی یا بے بیوی والا اگر نکاح سے انکار کر دے تو ولی پر اجبار لازم نہیں ہے۔

وَ ثَالِثُهَا إِتِّفَاقُ الْكُلِّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَجِبْ عَلَى السَّيِّدِ تَرْوِيجَ أَمَتِهِ وَ عَبْدِهِ فَيَقْتَضِي لِلْعَطْفِ عَدَمُ  
الْوُجُوبِ فِي الْجَمِيعِ۔ تیسرے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ولی پر یہ واجب نہیں کہ کنیز اور غلام کا عقد کرے تو ہر سہ امور  
میں عدم وجوب ثابت ہوا۔

وَ رَابِعُهَا أَنَّ إِسْمَ الْأَيَّامِيِّ يَنْتَظِمُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءَ فَلَمَّا لَزِمَ فِي الرِّجَالِ تَرْوِيجُهُمْ بِأَذْنِهِمْ لَزِمَ  
ذَلِكَ فِي النِّسَاءِ أَنْتَهَى۔ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ایامی مرد و عورت دونوں پر استعمال ہوتا ہے تو جب مردوں میں تزویج  
ان کی اجازت کے بغیر نہیں تو لازمی طور پر یہی حکم عورتوں پر بھی ہوگا۔

إِنَّ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۗ اگر ہوں وہ فقیر غیر مستطیع تو اللہ انہیں غنی کر دے  
گا اپنے فضل سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الظَّاهِرُ أَنَّهُ وَعْدٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالْإِغْنَاءِ۔ آیہ کریمہ کا ظاہر یہی ہے کہ اللہ  
عز و جل وعدہ فرما رہا ہے ان کے غنی کر دینے کا جو بحالت فقر نکاح کر لیں۔

اور ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: وَ لَا يَتَّعَدُ أَنْ  
يَكُونَ فِي ذَلِكَ سَدًّا لِبَابِ التَّعَلُّلِ بِالْفَقْرِ وَ عَدْمَةِ مَا نَبَعًا مِنَ الْمُنَاكَحَةِ۔ اور یہ اللہ کے فضل سے بعید نہیں کہ  
یہ نکاح سد باب فقر کر دے اور اس سے واضح ہوا کہ فقر مانع مناکحت نہیں۔

نہ یہ کہ جو فقیر نکاح کر لے وہ ضرور غنی ہو جائے اس لئے کہ اکثر فقراء وہ ہیں جنہوں نے نکاح کیا مگر انہیں غنا حاصل نہیں ہوا یہ ایسے ہے جیسے ارشاد ہے: **وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ**۔ اگر تم خوف کرتے ہو غریب و محتاج ہونے سے تو عنقریب اللہ تمہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے۔

”اور اللہ غنی ذوسعہ ہے اور علم والا ہے۔“ **يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ** جس پر چاہے رزق فراخ کر دے اور جس پر چاہے مقدار معین سے دے جیسے اس کی حکمت کا مقتضا ہو۔ کبھی کثرت مال کثرت عیال کے ساتھ ہوتی ہے کبھی اس کے برعکس وہ مسبب الاسباب ہے۔

عبدالرزاق، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی رحمہم اللہ اپنی سنن میں نقل فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فقیر کے لئے وعدہ غنی یقینی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین حق اللہ تعالیٰ نے بطور کرم اپنے ذمہ لئے ہیں **حَيْثُ قَالَ ثَلَاثَةٌ حَقُّ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى عَوْنُهُمُ النَّاكِحُ يُرِيدُ الْعَفَافَ وَالْمُكَاتِبُ يُرِيدُ الْإِدَاءَ وَالغَازِي قَبْلَ سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى**۔

جو نکاح چاہے پاک دامن کے لئے اس کی مدد کرنے والا ہے۔

اور مکاتب غلام کی اعانت کرنے والا۔

مقروض کا قرضہ ادا کرنے والا۔ اور غازی فی سبیل اللہ۔

ان تینوں کے حقوق اجر اللہ تعالیٰ نے بطور کرم اپنے ذمہ لئے۔

**وَ أَخْرَجَ الْخَطِيبُ فِي تَارِيخِهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص فقر و فاقہ کی شکایت لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکاح کرنے کا حکم دیا۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: **قَالَ أَطِيعُوا اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ مِنَ النِّكَاحِ لِيَجْزَنَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ مِنَ الْغِنَى قَالَ تَعَالَى إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اتباع کرو جو اللہ کا حکم ہے نکاح کے معاملہ میں اللہ پورا فرمائے گا جو تم سے وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اگر تم فقیر ہو تو اللہ اپنے فضل سے غنی فرمادے گا۔

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: **إِبْتَغُوا الْغِنَى فِي الْبَائَةِ وَ فِي لَفْظِ إِبْتَغُوا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ** غنا حاصل کرو نکاح میں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم فقیر ہو تو اللہ اپنے فضل سے غنی فرمادے گا۔

ثعالبی اور دیلمی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: **أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إلتَمِسُوا الرِّزْقَ بِالنِّكَاحِ**۔ رزق نکاح کے ذریعہ حاصل کرو۔

**وَلَيْسْتَغْفِرَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ** اور وہ عفت پاکدامنی میں رہے جو نکاح کا



اہل نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے اپنے فضل سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِرْشَادٌ لِلتَّالِقِينَ الْعَاجِزِينَ عَنْ مَبَادِي النِّكَاحِ وَاسْبَابِهِ اِلَى مَا هُوَ اَوْلَى لَهُمْ وَاٰخِرَى لَهُمْ اَى وَّلِيَجْتَهِدُ فِي الْعِفَّةِ وَصَوْنِ النَّفْسِ۔ اس آیت کریمہ میں تالقین و عاجزین کے لئے حکم ہے یعنی کمزور غیر مستطیع جو نکاح نہ کر سکتے ہوں یا اس کا انصرام نہ کر سکتے ہوں انہیں چاہئے کہ نیک چلن رہیں اور اپنے نفس کی نگرانی کریں۔ وہ روزہ رکھیں، نماز نوافل وغیرہ کا شغل رکھیں۔

وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكُتُبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَاَتَوْهُمْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِي اٰتٰكُمْ اور وہ غلام کنیزیں جو مکاتب بننا چاہیں تو انہیں لکھ دو اور مکاتب بنا لو اگر تم ان سے بھلائی سمجھتے ہو۔ اس آیت کریمہ میں احکام مکاتب ہیں۔

اس میں اگرچہ ہم پاکستانیوں کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ نہ یہاں جہاد ہے نہ غنیمتیں اور یہ احکام ان لوگوں کے لئے ہیں جو جہاد سے مشرکین کے بیوی بچے لاتے اور ان میں ان کے لئے تصرفات جائز ہیں۔ لیکن چونکہ تفسیر کا سلسلہ اس بحث کو بھی چاہتا ہے لہذا اس پر بھی مختصراً لکھنا ضروری ہے۔

مکاتب اصطلاح شرع میں وہ غلام شرعی اور کنیزک ہے جو اپنے مالک سے تحریری معاہدہ کر لے کہ میں محنت مزدوری کر کے تمہیں اتنا روپیہ ادا کر دوں تو تم مجھے آزاد کر دینا اور مالک اس پر راضی ہو جائے یا اتنی خدمت کر دوں تو مجھے آزادی مل جائے گی ظاہر ہے کہ غلامی از بسکہ عذاب الیم ہے لہذا اس سے جو نجات چاہے اس کے لئے حکم ہے کہ جو اس عذاب سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اس میں بخل نہ کریں بلکہ مکاتب ہو جانے کے بعد خود بھی اس کی مدد کریں وَاَتَوْهُمْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِي اٰتٰكُمْ کا یہی مقصد ہے یعنی اپنے پاس سے روپیہ دے کر اس سے نفع جو لیں وہ شرائط مکاتب میں وضع کر کے اسے جلدی آزاد کر دیں۔

اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا۔ گی شرط اس لئے ہے کہ اگر تم اسے بد وضع، چٹورا فضول خرچ بد دیانت دیکھو تو اپنی رقم نہ پھنساؤ تو مکاتب شرع مطہرہ میں امر مندوب و مستحسن ہے اس کی تصریحات کتب فقہ میں بہت کچھ ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ۔

اس کے بعد اس برے رواج کا رد کیا گیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَجْرِيْهُوَ اِفْتِيْتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَادْنَ تَحْصُنَا لَتَبْتَعُوْا عَرْضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور نہ جبر و اکراہ کرو اپنی کنیزوں پر زنا کے لئے اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں کہ تم انہیں دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی غرض سے حرام کاری پر مجبور کرو۔ اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان کے جبر و اکراہ والے گناہ معاف کرنے والا ہے وہ مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اِنْ اَرَادْنَ تَحْصُنَا سے ذرا دھوکہ سنانہ ہو کہ لونڈی کنیز از خود پاک دامن نہ رہنا چاہے تو اسے زنا اور حرام کاری کی راہ پر ڈال دینا جائز ہے اور اگر وہ خود پاک دامن رہنا چاہے تو اکراہ و جبر نہ کرنا چاہئے۔

یہ طریقہ تفہیم محاورہ عرب کا ہے اس میں صورت وقوعی لازم نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ جب کنیزک خود ہی آوارہ زانیہ ہے تو اس پر اجبار و اکراہ کی ضرورت ہی کیوں ہو لہذا پاک دامن کنیزوں کے لئے ہی یہ حکم ہے۔

دوسرے اصول میں ہے کہ مضمون مخالف بلاصراحت لینا ہمارے لئے جائز بھی نہیں ہے تو یہاں کنیزوں کے مالکوں کو حکم کرنا مقصود ہے کہ وہ اپنے دنیوی مفاد کی خاطر ایسی بے حیائی نہ کریں اور

وَمَنْ يُكْرِهْتُمْ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِمْ۔ میں نحوی قاعدہ کے مطابق دو صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ مصدر کا استعمال کبھی بنی للفاعل ہوتا ہے کبھی بنی للمفعول بہ۔

پہلی صورت میں اِكْرَاهِهِمْ کے معنی ہوں گے کہ مالک کے مجبور کرنے سے جو کنیز زنا کرے اس پر گناہ نہیں۔

اور دوسری صورت میں مالک کی طرف سے لونڈی کا مجبور کیا جانا۔ دونوں صورتوں میں چونکہ اقدام مالک کی طرف سے

ہے لہذا

فَإِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر آیت میں ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا لِّلَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ۔ اور بے شک

ہم نے نازل کیں تمہاری طرف روشن آیتیں اور تم سے پہلے لوگوں کی مثالیں اور حالات اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحتیں۔

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور عبرت پکڑو۔

اکراہ علی الزنا کی رسم مشرکین مکہ میں تھی۔ چنانچہ آیت کریمہ کا شان نزول یہی ہے۔

مسلم ابوداؤد جابر علیہم رضوان سے راوی ہیں: أَنَّ جَارِيَةَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بِنِ سَلُولٍ يُقَالُ لَهَا مُسِيكَةٌ

وَأُخْرَى يُقَالُ لَهَا أُمِيمَةٌ كَانَ يُكْرِهُهُمَا عَلَى الزَّانَا فَشَكَّنَا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے پاس دو کنیزیں تھیں مسیکہ اور امیمہ یہ دونوں زنا سے نفرت کرتی تھیں اور

ابن سلول انہیں مجبور کرتا تھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم سدی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ كَانَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَارِيَةَ تُدْعَى مُعَاذَةَ فَكَانَ إِذَا

نَزَلَ صَيَّفٌ أَرْسَلَهَا لَهُ لِيُؤَاقِعَهَا إِزَادَةَ الثَّوَابِ مِنْهُ وَالْكَرَامَةَ لَهُ فَاقْبَلَتْ الْجَارِيَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ فَشَكَّتْ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِقَبْضِهَا فَصَاحَ ابْنُ

أَبِي مَنْ يُعْذِرُنَا مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْلِبُنَا عَلَى مَمَالِكِنَا فَنَزَلَتْ۔

ابن ابی کی ایک لونڈی معاذہ تھی جسے اس نے اس کام کے لئے رکھا تھا کہ جب کوئی مہمان آتا تو اسے اس مہمان کے

پاس بھیج دیتا تاکہ وہ اس سے زنا کرے اور اس سے وہ مہمان کا اکرام کرتا تھا تو یہ لونڈی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں شکایت لے کر آئی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے روکنے کا حکم دیا۔ اس پر ابن ابی چیخا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں میری کون مدد کرتا ہے وہ ہمارے

مملوکوں پر بھی ہاتھ ڈالنے لگ گئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے: وَقِيلَ لِهَذَا اللَّعِينِ سِتُّ جَوَارٍ مُعَاذَةَ وَمُسِيكَةٌ وَأُمِيمَةٌ وَعَمْرَةٌ وَأَرْوَى وَقَتِيلَةٌ

يُكْرِهُهُنَّ عَلَى الْبِغَاءِ وَضَرْبَ عَلَيْهِنَّ ضَرَائِبَ فَشَكَّتْ ثِنْتَانِ مِنْهُنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ۔



اس لعین کی چھ کنیریں تھیں معاذہ، مسیکہ، امیمہ، عمرہ، اروی، قتیلہ یہ نفرت کرتی تھیں زنا سے اور وہ انہیں مار بھی مارتا تھا تو ان میں سے دو لونڈیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی۔

### بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

اللہ ہی روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمین کو اس کے نور کی مثال یہ ہے جیسے ایک طاق اور اس میں ایک چراغ اور چراغ ایک شیشے کے گلوب میں اور وہ گلوب گویا ستارہ ہے موتی کا جو روشن ہے درخت سے زیتون کے جو نہ شرق میں ہے نہ غرب میں قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہوگا اگرچہ نہ چھوئے اسے آگ نور پر نور ہے ہدایت دیتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہے اور مثالیں دیتا ہے لوگوں کو اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

ان گھروں میں جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور ان میں اس کا نام لیا جائے صبح و شام وہ لوگ جنہیں نہیں مشغول کر سکتا بیع و شراء اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ پلٹ ہو جائیں گے دل اور آنکھیں

تا کہ بدلہ دے انہیں اللہ سب سے بہتر عملوں کا اور زیادہ کرے انہیں انعام اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے حساب

اور وہ جو کافر ہوئے ان کے عمل مثل ریتے کے ہیں جو کسی جنگل میں چمکے کہ گمان کرے پیاسا اسے پانی حتیٰ کہ جب آئے اس کے پاس نہ پائے اسے کچھ اور پائے اللہ تعالیٰ کو اپنے نزدیک تو پورا پورا اس کا حساب دے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے

یا جیسے اندھیریاں اس گہرے دریا میں کہ ڈھانپ رہے اسے موج پر موج اس کے اوپر بادل اندھیریاں ایسی کہ

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ مِثْلُ نُورِ  
كَيْسُكُوَّةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۗ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۗ  
الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ  
شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۗ  
يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۗ نُورٌ  
عَلَى نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَ  
يُضِرُّ اللَّهُ أَشَدَّ مِمَّا تَلْمِزُ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣٥﴾

فِي بُيُوتٍ أُذِنَ لِلَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا  
اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿٣٦﴾  
رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ  
اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۗ يَخَافُونَ  
يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٣٧﴾

لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَ يَزِيدَهُمْ  
مِّنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ  
حِسَابٍ ﴿٣٨﴾

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ  
يُحْسِبُهَا الظَّانُّ مَاءً ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ  
يَجِدْهُ شَيْئًا وَ وَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَقَّعَهُ  
حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ  
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۗ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ



بَعْضٌ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِ يَدِيهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ۝

ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو نظر آتا معلوم نہ ہو اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں

### حل لغات پانچواں رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

اللہ - اللہ	نور - نور ہے	السموات - آسمانوں	و - اور
الأرض - زمین کا	مثل - مثال	نورہ - اس کے نور کی	کسکوۃ - جیسے طاق
فیہا - اس میں ہو	مصباح - چراغ	الصباح - چراغ ہو	فی - بیچ
زجاجۃ - شیشہ کے	الزجاجۃ - شیشہ ہو	کانتھا - گویا کہ وہ	کوکب - ستارہ ہے
دریۃ - چمکتا	یوقد - جلایا جائے	من شجرۃ - درخت	مبارکۃ - برکت والے
زیتونۃ - زیتون سے جو	لا - نہ	شرقیۃ - شرقی ہو	و - اور
لا - نہ	غریبۃ - غربی	یکاد - قریب ہے	زیتھا - اس کا تیل
یضیء - روشنی دے	و - اور	کو - اگرچہ	لم - نہ
تمسۃ - چھوئے اس کو	نار - آگ	نور - نور ہے	علی - اوپر
نور - نور کے	یہدی - ہدایت دیتا ہے	اللہ - اللہ	لنورہ - اپنے نور کی
من - جسے	یسأء - چاہے	و - اور	یضرب - بیان کرتا ہے
اللہ - اللہ	الأمثال - مثالیں	للناس - لوگوں کے لئے	و - اور
اللہ - اللہ	بجل - ہر	شئی - چیز کو	علیم - جانتا ہے
فی - بیچ	بیوت - گھروں کے کہ	آذن - حکم دیا	اللہ - اللہ نے
آن - یہ کہ	ترفع - بلند کئے جائیں	و - اور	یذکر - ذکر کیا جائے
فیہا - اس میں	اسمہ - اس کا نام	یسبح - تسبیح کرتے ہیں	لہ - اس کی
فیہا - اس میں	بالعدو - صبح	و - اور	الأصال - شام
یرجال - ایسے مرد کہ	لا - نہیں	تلیہم - غافل کرتی ان کو	تجارتہ - خرید و فروخت
و - اور	لا - نہ	بیع - لین دین	عن ذکر - یاد
اللہ - الہی سے	و - اور	اقام - قائم کرنے	الصلوۃ - نماز
و - اور	ایتا - دینے	الزکوۃ - زکوٰۃ سے	یخافون - ڈرتے ہیں
یوما - اس دن سے کہ	تقلب - پھر جائیں گے	فیہا - اس میں	القلوب - دل
و - اور	الابصار - آنکھیں	لیجزیہم - تاکہ بدلہ دے ان کو	عملوا - عمل کئے انہوں نے
اللہ - اللہ	أحسن - بہتر	ما - اس کا جو	

و۔ اور	يَزِيدَ۔ زیادہ دے گا	هُم۔ ان کو	مِنْ فَضْلِهِ۔ اپنے فضل سے
و۔ اور	اللَّهُ۔ اللہ	يَرْزُقُ۔ رزق دیتا ہے	مَنْ۔ جسے
يَسْأَلُ۔ چاہے	بِغَيْرِ۔ بغیر	حِسَابٍ۔ حساب کے	و۔ اور
الذِينَ۔ وہ جو	كَفَرُوا۔ کافر ہوئے	أَعْبَاهُمْ۔ ان کے عمل	كَسْرًا۔ جیسے ریت
بِقِيَعَةِ۔ جنگل میں	يَحْسَبُهُ۔ خیال کرتا ہے اسے	الظَّهَانَ۔ پیاسا	مَاءً۔ پانی
حَتَّى۔ یہاں تک کہ	إِذَا۔ جب	جَاءَهُ۔ اس کے پاس آیا	لَمْ۔ نہ
يَجِدُهُ۔ پایا اسے	شَيْئًا۔ کچھ بھی	و۔ اور	وَجَدَ۔ پایا
اللَّهُ۔ اللہ کو	عِنْدَهُ۔ اس کے پاس	فَوْقَهُ۔ توپورا دے گا اس کو	حِسَابَهُ۔ اس کا حساب
و۔ اور	اللَّهُ۔ اللہ	سَرِيعٌ۔ جلدی	الْحِسَابِ۔ حساب لینے والا ہے
أَوْ۔ یا	كُظُلِبَتْ۔ جیسے اندھیرے	فِي۔ بیچ	بِحَرْبٍ۔ سمندر
لُجِّيٍّ۔ گہرے کے کہ	يَعْتَشُهُ۔ ڈھانپنے اس کو	مَوْجٍ۔ موج	مِنْ فَوْقِهِ۔ اس کے اوپر
مَوْجٍ۔ موج ہے	مِنْ فَوْقِهِ۔ اس کے اوپر	سَحَابٍ۔ بادل ہے	كُظُلِبَتْ۔ اندھیرے ہیں
بَعْضُهَا۔ بعض اس کے	فَوْقٍ۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے ہیں	إِذَا۔ جب
أَخْرَجَ۔ نکالا	يَدًا۔ اپنا ہاتھ	لَمْ۔ نہیں	يَكُنُّ۔ قریب کہ
يَرَاهَا۔ دیکھے اسے	و۔ اور	مَنْ۔ جس کے لئے	لَمْ۔ نہ
يَجْعَلِ۔ بنائے	اللَّهُ۔ اللہ	لَهُ۔ اس کے لئے	نُورًا۔ نور
فَمَا۔ تو نہیں	لَهُ۔ اس کے لئے	مِنْ نُورٍ۔ کوئی نور	

### خلاصہ تفسیر یا نچواں رکوع۔ سورہ نور۔ پ ۱۸

پہلے رکوع سے اس رکوع کا ربط یہ ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے آیات بینات نازل فرمائیں تاکہ تم جہل کی تاریکیوں سے نکل کر علم کی روشنی میں آؤ۔

اب اس رکوع میں اپنے اوصاف انوار اور مناعت سیدالابرار کا بیان شروع فرمایا اور بتایا کہ  
اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ منور سماوات وارض ہے۔

نور لغت میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جو چاند، سورج اور آگ سے پیدا ہو کر زمین اور دیوار و اشجار اور ذرہ ہائے زمین اور حجر و مدد کو روشن کر دیتا ہے۔

نور مصدر ہے اور معنی میں فاعل کی جگہ استعمال ہوتا ہے تو عبارت کی صورت یہ ہوئی: اللَّهُ مُنَوِّرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

مَثَلُ نُورٍ۔ اور اس کے نور کی مثال ایسے ہے گیشکوۃ فیہا مصباح۔ مشکوۃ اس طاق کو کہتے ہیں جو دیوار کے پار نہ ہو فیہا مصباح۔ اس طاق میں چراغ ہے۔

نے اسے جب دیکھا تھا تو بنظر شہوت و اعجاب ہی دیکھا تھا۔

تو اب یہ مرد دیوار کے تلے پھرنے لگا اور اسے تانکتا رہا کہ جب وہ دیوار کے سامنے آیا تو اس کی ناک زخمی ہو گئی۔ مرد کہنے لگا قسم بخدا میں خون دھوئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں جاتا ہوں چنانچہ وہ حاضر ہوا تو جس نے ناک توڑی تھی وہ بھی حاضر آیا اور اس نے میری سب حالت عرض کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے جرم کی سزا ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْظُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔

چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں حضرت بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَىٰ وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ۔ نظر کے بعد نظر نہ ڈال اس لئے کہ پہلی تو تجھے معاف ہے اور دوسری نظر معاف نہیں۔

اسی وجہ میں اللہ تعالیٰ نے غص بھر سے حکم شروع فرمایا کہ اس سے ہی شرکا دروازہ وا ہو سکتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے فَإِنَّ النَّظْرَ بَابٌ إِلَىٰ كَثِيرٍ مِنَ الشَّرُورِ وَهُوَ يُرِيدُ الزِّنَا وَرَأَيْدُ الْفُجُورِ۔ اس لئے کہ نظر ہی دروازہ ہے شرور کا اور وہی زنا کا مبداء اور فجور کا بانی ہے چنانچہ شعراء عرب نے بھی اسی کو فساد کی جڑ کہا:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُهَا مِنَ النَّظْرِ      وَ مُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغِرِ الشَّرِّ  
وَالْمَرْءُ مَا دَامَ ذَا عَيْنٍ يُقَلِّبُهَا      فِي أَعْيُنِ الْعَيْنِ مَوْقُوفٌ عَلَى الْخَطَرِ  
كَمْ نَظْرَةٌ فَعَلَتْ فِي قَلْبٍ فَاعِلَهَا      فِعْلَ السِّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَلَا وَتَرِ

یعنی تمام حوادث کا مبداء نظر ہے۔ آگ چنگاری سے ہی شرارے دیئے لگتی ہے۔

اور آدمی جب تک آنکھ رکھتا ہے الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے اور اسی آنکھ کے اندر ہی تمام خطرات ہیں۔

بہت سی نگاہیں قلب انسان میں تیر کا کام دیتی ہیں بلا کمان اور تیر کے۔

اسی بناء پر کسی نے کہا ہے۔

بجیر تم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

غالب کہتا ہے:

کرے ہے قتل لگاؤٹ میں تیرا رو دینا      تری طرح کوئی تیغ نگاہ کو آب تو دے

اور يَحْفَظُوا قُرُوبَهُمْ سے مراد عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ مِنَ الزِّنَا وَاللَّوَاطَةِ ہے۔

پھر آیت کریمہ کا طرز بیان بھی نظر کی اہمیت کو سب سے زیادہ واضح فرما رہا ہے چنانچہ غص بھر کا حکم مقدم کیا حفظ فروج

سے اس میں صاف دلالت ہے کہ اَنَّ أَمْرَ النَّظْرِ أَوْسَعُ نَظَرًا كَافِتَةً شَدِيدَةً ہے۔

ذَلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ۔ یہ ان کیلئے زیادہ سہرا پن ہے۔

شک و شبہ کی گندگی سے اور نفع ترین ہے دین و دنیا میں اس لئے نظر ہی اول آمادہ زنا کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔ بے شک اللہ خبردار ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

یعنی اس سے کچھ پوشیدہ نہیں وہ تمام حواس اور تحریک جو ارح اور قصد ضائر سب جانتا ہے۔



اس کے بعد وہی حکم خواتین مومنین کو ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔  
اور مومنہ خواتین کو حکم دیجئے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہو جائے۔

یعنی وہ بھی غیر مردوں کو نہ تاکیں چنانچہ زواج میں علامہ ابن حجر کی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَمَا يُحْرَمُ نَظْرُ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ يُحْرَمُ نَظْرُهَا إِلَيْهِ۔ جیسے مرد کو عورت کی طرف تا کنا حرام ہے عورت کو بھی مرد کی طرف تا نکا جھانکی حرام ہے۔ وَلَوْ بِلا شَهْوَةٍ وَلَا خَوْفِ فِتْنَةٍ۔ اگرچہ یہ دیکھنا بلا شہوت ہی کیوں نہ ہو اور اگرچہ خوف فتنہ بھی نہ ہو تب بھی حرام ہے۔

چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ کی سنن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مِيمُونَةُ قَالَتْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ أَعْمَى لَا يَبْصُرُ قَالَ أَفْعُمِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا أَلْسُمَا تَبْصُرَانِي۔

فرماتی ہیں کہ وہ اور حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پردہ کرو۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو اور کیا تم بھی دیکھ نہیں سکتیں۔

اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اور عورت کو غیر مرد کا دیکھنا حرام ہے۔

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ۔ اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ ان باتوں سے جو انہیں حرام ہے مثل زنا وغیرہ کے۔  
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ اور اپنی زینت اور سنگار ظاہر نہ کرو۔

أَيُّ مَا يُتَزَيَّنُ بِهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَ نَحْوِهِ۔ جس سے وہ زینت حاصل کرتی ہیں وہ بھی ظاہر نہ کریں یعنی زیورات وغیرہ بھی نہ دکھائیں مثل انگوٹھی، سرمہ، خضاب اور فتح یعنی ننگینی کی انگوٹھی۔ ان کے دکھا دینے میں بعض نے کہا مضائقہ نہیں۔ لیکن ان زیورات کا دکھانا جو مخفی زینت میں داخل ہیں ممنوع ہے مثلاً سوار، خلخال، بلج، قلابہ، اکلیل، وشاح، قرط کے یعنی کنگنی، خلخال پیروں میں مثل جھانجن کے، آبلہ کی طرح ابھرا ہوا زیور، ہار، تاج مکمل وشاح موتیوں کا ہار، قرط کان کی بالی، ان کے مخفی رکھنے میں مبالغہ کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ ان مقامات کے زیور ہیں جن کو چھپانا ضروری ہے۔ لیکن

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ میں بلا قصد اگر کھل جائے تو حرج نہیں۔ ذراع، ساق، عضد، عنق، راس، صدر، اذن ان کا ظاہر کر دینا ابداء زینت ہے یعنی بازو، پنڈلی، پہنچا گردن، سر، سینہ، کان، ایسے ہی یہ بھی إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے تحت ہے۔ اگر بلا قصد ہو۔ بدلیل

أَنَّ النَّظَرَ إِلَيْهَا غَيْرُ مُلَابَسَةٍ لَهَا كَالنَّظَرِ إِلَى سَوَارِ امْرَأَةٍ يُبَاعُ فِي السُّوقِ لَا مَقَالَ فِي حِلِّهِ كَانَ

النَّظْرُ إِلَى الْمَوَاقِعِ أَنْفُسَهَا مُتَمَكِّنًا فِي الْحَضَرِ ثَابِتُ الْقَدَمِ فِي الْحُرْمَةِ شَاهِدًا عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ حَقُّهُنَّ أَنْ فِي يَكُنَّ سَتْرَهَا۔ (کشاف)

اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اجانب پر مآظہر منہا پر نظر ڈالنا حرام نہیں۔ بلکہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ کُلُّ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ لَا يَحِلُّ لِغَيْرِ الزَّوْجِ وَالْمَحْرَمِ النَّظْرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهَا إِلَّا لِضُرُورَةٍ كَالْمُعَالَجَةِ وَنَحْوِهِ۔ آزاد عورت کا تمام بدن عورت ہے سوا خاوند اور محرم کے اس کے کسی حصہ پر نظر کرنا جائز نہیں مگر بضرورت جیسے معالجہ میں یا شہادت کے معاملہ میں۔

اور علامہ زبخری رحمہ اللہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس طرح نقل کرتے ہیں: أَنَّ مَوَاقِعَ الزَّيْنِ الظَّاهِرَةِ مِنَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ مُطْلَقًا فَلَا يَحْرُمُ النَّظْرُ إِلَيْهَا۔ مواقع زینت ظاہرہ میں چہرہ کے بعد سے ہتھیلیاں اور دونوں پیر عورت مطلقاً نہیں تو ان پر نظر بھی حرام نہیں۔

چنانچہ ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں:

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِنَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يُصَلِحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَ أَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَ كَفَّيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریک لباس پہنے حاضر آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو بہتر نہیں کہ دیکھا جائے اس کی طرف مگر یہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں فرمایا: رَفَعَةُ الْوَجْهِ وَبَاطِنُ الْكَفِّ۔ چہرے کی جھلک اور ہتھیلی۔ روح المعانی

### مزید تصریح إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ لفظی ترجمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مفہوم منطوق آ یہ کریمہ کا یہی ہے کہ ہر چیز کے مخفی رکھنے کے حکم کے بعد ان چیزوں کا استثناء کیا گیا ہے جسے عورت چھپا نہیں سکتی اگرچہ وہ جلاب اور برقع میں ہی کیوں نہ ہو جیسے قد و قامت، جسم و جسامت، چال و ڈھال۔

علاوہ ازیں عورت اپنی طرف سے پورا پردہ رکھنے کے باوجود بھی ایک موقع پر مجبور ہوتی ہے مثلاً چادر پڑی ہوئی ہے۔ قنات لگی ہوئی ہے ہوا کا تیز جھونکا آیا اور اس نے سب کچھ اڑا دیا یا قنات کو گرا دیا تو اس استثنائی میں یہ بھی داخل ہے ایسی مجبوری میں جو ظاہر ہو گیا اس پر گناہ نہیں۔

چنانچہ إِلَّا کے معنی مگر ما کے معنی جو کچھ ہیں۔ ظہر۔ صیغہ ماضی ہے جس کے معنی ہوئے ظاہر ہوا تو مجموعی معنی إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے یہ ہوئے مگر جو ظاہر ہوا اس زینت سے۔

یہ بلا اختیار واقعہ میں جو واقع ہو جائے نہ کہ گیسو سنوار کر بال کھول کر رہن کے ذریعہ پھندے بنا کر ریشمی لباس سے آراستہ

ہو کر ہونٹوں پر لپٹ لگا کر چہرے پر پاؤ ڈرل کر گشت کرنے کے لئے باہر نکلنا بھی اس استثناء میں داخل ہے۔ معاذ اللہ پھر اس پر کلب میں جا کر ڈانس کرنے اور کیا کیا خرافات ہیں اس کا مرتکب ہونا مشروع ہو یہ سب تہذیب مغربی کے کرشمے ہیں۔ اقبال خوب کہہ گئے:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی !! ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ  
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ !  
یہ سب کچھ انگریز کی فسوگری کا نتیجہ ہے اس نے تعلیم تعلیم کا راگ الاپ کر ہندوستانی شریف زادیوں کو بدحواس کر کے  
انہیں یورپی سانچے میں ڈھال لیا اور متاع حیا و عفت و ایمان پر ڈاکہ ڈال دیا پھر انہیں آزاد بنا کر یہ پینتر ابلا کہ اسمبلی کے  
حقوق ممبری مردوں کے بالمقابل دیدئے اور اعلان کر دیا کہ جہاں مرد مہمتری لے سکتے ہیں وہاں خواتین بھی ممبر بن کر صدر بن  
سکتی ہیں منسٹر ہو سکتی ہیں مجسٹریٹ اور جج کی کرسی سنبھال سکتی ہیں۔  
پس پھر کیا تھا مغربی نخلستان کی تیریاں تو بن گئی تھیں۔ حرص و آرزو نے انہیں اڑا کر اسلامی ٹہنیوں سے آزاد ڈالیوں پر جا  
بٹھایا۔ اب تو ایک اڑان میں جرمنی، امریکہ پہنچنے لگیں اور اسلام کی حسین شبیہ کو مسخ کر کے ہندوستان کی لڑکیاں یورپین لیڈیوں  
کو پیچھے ہٹانے لگیں۔ اقبال کی دور بین نظر نے اسے بھانپ لیا تھا جب ہی وہ کہہ گیا۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں! نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے  
ایکشن، ممبری، کونسل، صدارت بنائے خوب آزادی کے پھندے

پھر احادیث میں بھی یہی پردہ کی اہمیت واضح ہے۔

ابوداؤد کتاب الجہاد حضرت شماس راوی ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک نقاب پوش خاتون اپنے شہید صاحبزادہ کا حال  
دریافت کرنے آئیں تو ایک صحابی نے انہیں اس مصیبت میں بھی بانقاب دیکھ تعجب کیا۔ وہ خاتون بولی میں نے اپنا لخت جگر  
قربان کیا ہے لیکن الحمد للہ شرم و حیا میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے فرزند کو ارجمندی ملی اسے دو  
شہیدوں کا اجر ملا۔

مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ غزوہ خندق سے ایک صحابی اپنے گھر پہنچے تو اپنی بیوی کو  
بے حجاب گھر سے باہر دیکھا آپ نے تیر سے انہیں مار دینے کا خیال فرمایا تو بیوی کہنے لگیں گھر میں بستر پر سانپ ہے اس کے  
خوف سے میں سرا سیمگی میں بے حجاب ہو گئی اس عذر پر انہوں نے درگزر فرمایا۔  
صحابیات خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں۔

ابوداؤد باب فی الخضاب النساء میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک صحابیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک  
خط پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مردانہ ہاتھ ہے یا زنانہ عورت عرض پیرا ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زنانہ فرمایا تو  
نے مہندی کیوں نہیں لگائی۔

اس حدیث مبارک سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔

اول یہ کہ صحابیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں۔



دوسرے یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرنا شرعاً ضروری تھا تو استاد و پیر و مرشد سے بے پردگی کیسے روا ہو سکتی ہے۔

تیسرے یہ کہ عورت کو اپنے ہاتھ حنائی رکھنے چاہئیں اور مرد کو بلا حنا۔

بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ کے والد کی ایک شرعی کنیز تھیں۔ اس سے عتبہ کے بھائی سعد اور سودہ کے بھائی عبد کے مابین ایک بچہ کے متعلق تنازعہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ **الْوَالِدُ لِلْفَرَّاشِ وَاللِّعَاقِبِ الْحَجَرُ**۔ ولد صاحب فراش کے لئے ہے اور زانی کے لئے صرف پتھر ہیں۔

لیکن باوجود اس فیصلہ دینے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض شبہ کی بناء پر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بچے سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔

بخاری شریف حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حکم حجاب کے بعد ان کے رضاعی باپ کے فرزند حضرت ابلح نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفتاء کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلح تمہارے رضاعی بھائی ہیں ان سے حجاب ضروری نہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے عورت سر تا پا عورت ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سر تا پا عورت ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگتا ہے۔

مشکوٰۃ۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیروں میں آمد و رفت سے اجتناب کرو ایک صحابی نے عرض کیا **يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیٹھ دیور کے لئے کیا ارشاد ہے فرمایا **الْحُمُومُ الْمَوْتُ جِئْهُ دِيورَ سَ تَوَاتَا بِجَوْ جِيسَ مَوْتِ سَ يَحْتَجُّ هُوَ**۔

اب ہم قرآن کریم سے احکام حجاب کی آیتیں یک جا نقل کرتے ہیں:

۱- غیر مرد سے گفتگو کرنی ہو تو عورت سختی اور کرخنگی سے جواب دے: **إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ**۔ اگر اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں نرمی اختیار نہ کرو۔ (پ ۱۴۲۲)

۲- گھروں میں عورتیں رہیں جہالت کے زمانہ کی طرح باہر نہ نکلیں **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى**۔ (پ ۱۴۲۲)

۳- **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا**۔ اے ایمان والو اپنے گھر کے سوا غیر کے گھر بلا اجازت و سلام کئے نہ داخل ہو۔ (پ ۱۰۷۱۸)

۴- **قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أْفُرُوجَهُمْ**۔ مومنین کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور حرام سے مجتنب رہیں۔ (پ ۱۰۷۱۸)

۵- **قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ**۔ مومنہ عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ نظریں نیچی رکھیں اور حرام سے اجتناب کریں۔ (پ ۱۰۷۱۸)

۶- وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا - اور اپنا سنگار نہ دکھائیں مگر جو خود بخود بلا اختیار ظاہر ہو جائے۔  
(پ ۱۰ع ۱۸)

۷- وَلْيَضْرِبْنَ بِخُرُجِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ - اور بکل مار کر رہیں اپنے گریبانوں پر اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں۔ (پ ۱۰ع ۱۸)

۸- وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَسْرَجِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ<sup>۱</sup> - اور زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں کہ جانا جائے ان کا زیور۔ (پ ۱۰ع ۱۸)

۹- وَإِذَا سَأَلْتَهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ - اور اگر کوئی چیز طلب کریں تو پردہ سے طلب کریں۔  
(پ ۴ع ۲۲)

۱۰- اپنی ہم مذہب عورت کے سوا کافرہ سے بھی پردہ کریں اَوْ نِسَاءً بِهِنَّ نِسَاءً عورتوں سے پردہ نہ کریں۔ (پ ۱۰ع ۱۸)

۱۱- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ - اے نبی اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی جلاباب (چادر) میں رہیں۔ (پ ۵ع ۲۲)

احادیث میں بھی پردہ کی تاکید میں مندرجہ مضامین کی حدیثیں ہیں:

- ۱- مصیبت کے موقعہ پر بھی برقع سنت صحابیات ہے۔
- ۲- امہات المؤمنین اور عام صحابیات پس پردہ لین دین کرتی تھیں۔
- ۳- ادنیٰ بے حجابی بھی صحابہ کو گوارا نہ تھی۔
- ۴- ہر نامحرم سے پردہ ضروری ہے۔
- ۵- منہ بولا رشتہ سے رشتہ دار نہیں ہو سکتا لہذا خواہ منہ بولا بھائی ہو یا اسلامی بیٹا اس سے پردہ لازم ہے۔
- ۶- نامحرم کو دیکھ کر ام المؤمنین نے چہرہ چھپالیا۔
- ۷- راستہ طے کرنے کو صرف ایک آنکھ کھولنے کی اجازت ہے۔
- ۸- مرد نابینا سے بھی پردہ ضروری ہے۔
- ۹- عورت سر تا پا عورت ہے لہذا اس کا مستور رہنا ضروری ہے۔
- ۱۰- عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں جاتا ہے۔

آگے ارشاد ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُرُجِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ  
أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَاءً بِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ  
أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ  
بِأَسْرَجِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ<sup>۱</sup> وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۱﴾

اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں سے یا اپنے باپ سے یا شوہر کے

باپ سے یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے سے یا اپنے بھائی یا بھتیجے یا اپنے بھانجے سے یا اپنی دیندار عورتوں سے یا اپنی کنیزوں سے یا وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہ ہو ان سے۔  
اور نہ مار کر چلیں اپنے پیر زمین پر کہ جانا جائے ان کا مخفی زیور اور توبہ کروا اللہ کی طرف اے ایمان والو سب کے سب تاکہ تم فلاح پاؤ۔

چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم بھیج دیا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان عورتیں پردہ کریں اور حجام میں مسلمان عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ بھی برہنہ نہ ہوں۔

چنانچہ ابن منذر اور بیہقی اپنی سنن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: **أَنَّ كَتَبَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ نِسَاءَ مَنْ نِسَاءِ الْمُسْلِمِينَ يَدْخُلْنَ الْحَمَامَاتِ مَعَ نِسَاءِ أَهْلِ الشِّرْكِ فَإِنَّهُ مِنْ قَبْلِكَ عَنْ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى عَوْرَتِهَا إِلَّا مَنْ كَانَتْ مِنْ أَهْلِ مِلَّتِهَا۔**

اور تابعین سے وہ لوگ مراد ہیں جو پیٹ پالنے کے لئے لوگوں میں پڑے رہتے ہیں اور انہیں عورت کی حاجت نہیں ہوتی۔

اور اِزْبَہ بروزن فعلہ اِزْب سے ماخوذ ہے۔ ارب کہتے ہیں حاجت اور حرص اور شہوت کو اربہ عورتوں کی خواہش رکھنے والے کو کہتے ہیں اور اِزْبَہ عقل اور ارب عقلند کو کہتے ہیں۔

اور **أَوِ الْوَلَدِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا** میں طفل اگرچہ واحد ہے مگر جمع میں آ کر جنس کا فائدہ دیتا ہے۔  
اور آیت کریمہ میں اس امر کی تاکید فرمائی گئی کہ گھر میں بھی پیر مار کر نہ چلیں کہ ان کے زیورات کی جھنکار سنی جائے اسی بنا پر بختاز یور پہننا ممنوع ہوا۔ (تفسیر احمدی ملا جیون علیہ الرحمۃ)

اور جن سے پردہ نہیں وہ محرم ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائی گئی۔ آگے حکم ہے:  
**وَآتِكُمْ حُوالِ الْآيَاتِ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۗ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔** اور نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہو اور اپنے نیک غلاموں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والاعلم والا ہے۔

یعنی تنگ دست فقیر کا نکاح موجب غنا ہو سکتا ہے۔

یا نکاح کے بعد قانع ہو جائے تو تردد معاش سے بے نیاز ہو جائے گا۔

حدیث میں ہے کہ زوج زوجہ کے دو رزق جمع ہو جانا فراخی ہے۔

اب ابداء زینت کی تصریح و تفسیر ملاحظہ ہو۔

اور اسی ضمن میں عورت کی تشریح آجائے گی۔

اس لئے کہ ماہہ النزاع پردہ دار اور پردہ درخواتین میں یہی دو چیز ہیں۔

منتہی الارب، عورت بائع اندام شرم مردم و هو ما بین السبورة إلى الركبة و ہرچہ از دیدن آل شرم آید۔



عورت عربی زبان میں انسان کے اس حصہ جسم کو کہتے ہیں جس کے ظاہر کرتے شرم آئے اور اس کا دیکھنا دکھانا موجب عار و ننگ ہو۔ چنانچہ مرد کی عورت زیناف سے گھنٹے تک ہے۔

اور عورت سر تا پا عورت ہے اس کا اظہار اغیار و اجانب کے سامنے کرنا اہل شرم و حیا کے لئے موجب عار ہے۔  
مفردات راغب اصفہانی۔ الْعَوْرَةُ سُورَةُ الْإِنْسَانِ وَ ذَالِكِ كِنَايَةٌ وَ أَصْلُهَا مِنَ الْعَارِ وَ ذَالِكِ يَلْحَقُ فِي ظُهُورِهِ مِنَ الْعَارِ أَيِ الْمُدْمَةِ وَ لِذَلِكَ سُمِّيَ النِّسَاءُ عَوْرَةً۔ عورت انسان کی شرمگاہ کا نام ہے اور یہ عار سے مشتق ہے۔

اس لئے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو عار لاحق ہوتی ہے اسی وجہ میں عام نسوانی طبقہ کا نام عورت رکھا گیا اور باوجود انتہائی آزادی کے ابھی تک مغرب زدہ برہنہ ہونے سے عار کرتے ہیں یہ فطرتاً ان پر اثر ہے ورنہ انگلینڈ میں تو ایک برہنہ پارٹی پیدا ہو چکی ہے۔

اسی طرح زینت عربی لغت میں اسباب آرائش کو کہتے ہیں۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں۔ اور اس کی تین قسم کرتے ہیں۔

زینت نفس۔

زینت بدنی۔

زینت خارجی۔

زینت نفسی حسن کے لئے علم اور حسن اعتقاد ضروری ہے۔

زینت بدن کے لئے حسن و جمال خدو خال، قوت، موزوں قد ضروری ہے۔

زینت خارجی کے لئے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔

اصل عبارت مفردات کی یہ ہے:

وَالزَّيْنَةُ بِالْقَوْلِ الْمُجْمَلِ ثَلَاثٌ۔

زَيْنَةُ نَفْسِيَّةٌ كَالْعِلْمِ وَالْإِعْتِقَادِ الْحَسَنَةِ۔

وَزَيْنَةُ بَدَنِيَّةٌ كَالْقُوَّةِ وَ طُولِ الْقَامَةِ۔

وَزَيْنَةُ خَارِجِيَّةٌ كَالْمَالِ وَالْجَاهِ۔

اور قرآن کریم میں وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ جو وارد ہے یہ صرف اور صرف خواتین کے لئے ہے۔

اور باختلاف صیغ اور مقامات پر بھی آتا ہے جیسے خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

لیکن خواتین کی زینت کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الزَّيْنَةُ زَيْنَتَانِ۔ زینت مخصوصہ بخواتین دو ہیں:

زَيْنَةُ ظَاهِرَةٌ۔ زینت ظاہری۔

وَبَاطِنَةٌ۔ اور زینت باطنی۔

لَا يَرَاهَا إِلَّا الزَّوْجُ - نہ دیکھے اسے مگر خاوند۔

فَأَمَّا زِينَةُ الظَّاهِرِ فَالثِّيَابُ - زینت ظاہری تو لباس و زیور وغیرہ ہے۔

وَأَمَّا زِينَةُ البَاطِنِ فَالْكُحْلُ وَالسَّوَارُ وَالخَاتَمُ - اور زینت باطنی کنگن، سرمہ، انگٹھی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں حکم مطلق ہے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔

اور اصول ہے کہ الْمُطَلَّقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ تو یہاں بیان عدم ابداء زینت مطلقاً ہے جو ہر سہ اقسام پر حاوی

ہے۔

رجوع بہ آیہ کریمہ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامِيَّ مِنْكُمْ

اس آیت کریمہ میں نکاح کے لئے حکم فرمایا گیا ہے تاکہ بقاء نوع میں معاونت ہو۔

اور اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے زجر فرمایا گیا سفاح اور زنا پر تاکہ نسب خراب نہ ہو اور آخرت کی سیاہ روئی سے

حفاظت رہے۔ اور انساب مخلوط نہ ہوں۔

اور ایم کی تحقیق نصر بن شمیل رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے كُلُّ ذَكَرٍ لَا أُنْثَى مَعَهُ وَكُلُّ أُنْثَى لَا ذَكَرٌ مَعَهَا

بِكَرًا أَوْ ثِيَابًا۔ ہر وہ مرد ایم ہے جس کے لئے انٹی نہ ہو اور ہر وہ انٹی اثم ہے جس کے ساتھ مرد نہ ہو بکر ہو یا ثیب۔

اور ایامی اور یتامی دونوں اصل میں ایام اور یتام تھے ان کے مقلوب ہونے کے بعد ایامی اور یتامی ہو گئے۔

اور ایامی جمع ہے ایم کی اور ایم ہر اس مرد کو کہہ سکتے ہیں جس کے ساتھ عورت نہ ہو اور ہر اس عورت کو بھی ایم کہہ سکتے ہیں

جس کا مرد نہ ہو چنانچہ شاعر بھی یہی مراد لیتا ہے:

فَإِنْ تَنْكِحِي أَنْكَحَ وَإِنْ تَتَّيَمِي وَإِنْ كُنْتِ أُخْتِي مِنْكُمْ أَيَّامٍ

اور ابی خفاف شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف میں کہتے ہیں: الْأَيَّامُ الَّتِي لَا زَوْجَ لَهَا وَأَصْلُهُ هِيَ الَّتِي

كَانَتْ مُتَزَوِّجَةً فَفَقَدَتْ زَوْجَهَا - ثُمَّ قِيلَ فِي الْبِكْرِ مَجَازًا لِأَنَّهَا لَا زَوْجَ لَهَا۔ ایم وہ عورت ہے جس کا

خاوند نہ ہو اور دراصل ایم اس عورت کو کہا جاتا تھا جو شادی شدہ ہو کر اپنا خاوند کھو چکی ہو پھر باکرہ پر بھی مجازاً بولنے لگ گئے۔ اس

لئے کہ اس کا بھی خاوند نہیں ہوتا۔

دیگر لغات میں بھی یہی تشریح ہے۔ ایم عورت کا بغیر نکاح کئے رہنا۔

ایم بے خاوند عورت باکرہ ہو یا ثیبہ۔

آیامی۔ جمع ہے ایم کی مرد بے عورت کنوارا ہو یا رنڈا اور آزاد عورت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ (بیان اللسان)

تبریزی شرح دیوان ابی تمام میں کہتا ہے: قَدْ كَثُرَ اسْتِعْمَالُ هَذِهِ الْكَلِمَةِ فِي الرَّجُلِ إِذَا مَاتَ امْرَأَتُهُ

وَفِي الْمَرْأَةِ إِذَا مَاتَ زَوْجُهَا۔ اس کلمہ کا استعمال مرد پر اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کی بیوی مر جائے اور عورت پر جب

ہوتا ہے جبکہ اس کا خاوند نہ رہے۔

شماخ کہتا ہے:

يَقْرُ لِعَيْنِي أَنْ أَحَدَيْتِ أَلْهًا وَإِنْ لَمْ أَنْلَهَا أَيَّامٌ لَمْ تَزَوْجِ

وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۗ إِنَّ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَرَبُّكَ لَآتٍ بِبَدُونَ  
 غلاموں کا اور اپنی کنیزوں کا اگر ہوں وہ غیر مستطیع فقیر تو غنی کر دے گا نہیں اللہ اپنے فضل سے۔ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ اور اللہ  
 وسعت والا علم والا ہے۔

یعنی ان سے نکاح کر دو جن میں صلاحیت نکاح ہو اور حقوق زوجہ پورے کرنے کی استطاعت بھی رکھتے ہوں۔  
 اس پر ایک تو یہ ہے کہ یہ حکم وجوبی ہے۔

اور ایک قول ہے کہ استحبابی ہے۔

اور علامہ ابو بکر رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ میں نوعیت حکم پر چار احتمال نکلتے ہیں۔

أَحَدُهَا أَنَّ الْإِنكَاخَ لَوْ كَانَ وَاجِبًا لَكَانَ النَّقْلُ بِفِعْلِهِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
 مِنَ السَّلَفِ مُسْتَفِيضًا شَائِعًا لِعُمُومِ الْحَاجَةِ فَلَمَّا وَجَدْنَا عَصْرَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَائِرَ الْأَعْصَارِ بَعْدَهُ قَدْ  
 كَانَتْ فِيهِ أَيَّامِي مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَمْ يُنْكَرْ ذَلِكَ ثَبَتَ أَنَّهُ لَمْ يَرِدْ بِالْأَمْرِ الْإِجَابِ۔

پہلا احتمال تو یہ ہے کہ نکاح کر دینا اگر واجب تھا تو ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے اس کی نقل ہونی چاہئے کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور سلف میں یہ طریقہ شائع رہا تو جب عصر نبوت اور دیگر زمانوں میں ایسا نہیں ہوا اور بہت  
 سے غیر شادی شدہ مرد و عورت تھے تو اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ کسی زمانہ میں بھی اس حکم کو وجوب کا درجہ نہیں دیا گیا۔

وَ ثَانِيهَا أَنَّهُ أَجْمَعًا عَلَى أَنَّ الْأَيْمَ الثَّيِّبَ لَوْ أَبَتِ التَّزْوِيجَ لَمْ يَكُنْ لِلْوَالِي إِجْبَارُهَا۔ دوسری بات یہ  
 ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ بے خاوند والی یا بے بیوی والا اگر نکاح سے انکار کر دے تو ولی پر اجبار لازم نہیں ہے۔

وَ ثَالِثُهَا اتِّفَاقُ الْكُلِّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَجِبْ عَلَى السَّيِّدِ تَزْوِيجَ أَمَتِهِ وَ عَبْدِهِ فَيَقْتَضِي لِلْعَطْفِ عَدَمُ  
 الْوُجُوبِ فِي الْجَمِيعِ۔ تیسرے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ولی پر یہ واجب نہیں کہ کنیز اور غلام کا عقد کرے تو ہر سہ امور  
 میں عدم وجوب ثابت ہوا۔

وَ رَابِعُهَا أَنَّ اسْمَ الْأَيَّامِي يَنْتَظِمُ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَلَمَّا لَزِمَ فِي الرِّجَالِ تَزْوِيجُهُمْ بِأَذْنِهِمْ لَزِمَ  
 ذَلِكَ فِي النِّسَاءِ انْتَهَى۔ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ایامی مرد و عورت دونوں پر استعمال ہوتا ہے تو جب مردوں میں تزویج  
 ان کی اجازت کے بغیر نہیں تو لازمی طور پر یہی حکم عورتوں پر بھی ہوگا۔

إِنَّ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ اگر ہوں وہ فقیر غیر مستطیع تو اللہ انہیں غنی کر دے  
 گا اپنے فضل سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الظَّاهِرُ أَنَّهُ وَعَدٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالْإِغْنَاءِ۔ آیہ کریمہ کا ظاہر یہی ہے کہ اللہ  
 عز و جل وعدہ فرما رہا ہے ان کے غنی کر دینے کا جو بحالت فقر نکاح کر لیں۔

اور ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: وَ لَا يَبْعَدُ أَنْ  
 يَكُونَ فِي ذَلِكَ سَدُّ لِبَابِ التَّعَلُّلِ بِالْفَقْرِ وَ عَدْمُهُ مَانِعًا مِنَ الْمُنَاكَحَةِ۔ اور یہ اللہ کے فضل سے بعید نہیں کہ  
 یہ نکاح سد باب فقر کر دے اور اس سے واضح ہوا کہ فقر مانع مناکحت نہیں۔



نہ یہ کہ جو فقیر نکاح کر لے وہ ضرور غنی ہو جائے اس لئے کہ اکثر فقراء وہ ہیں جنہوں نے نکاح کیا مگر انہیں غنا حاصل نہیں ہوا یہ ایسے ہے جیسے ارشاد ہے: **وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ**۔ اگر تم خوف کرتے ہو غریب و محتاج ہونے سے تو عنقریب اللہ تمہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے۔

”اور اللہ غنی ذوسعہ ہے اور علم والا ہے۔“ **يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ**۔ جس پر چاہے رزق فراخ کر دے اور جس پر چاہے مقدار معین سے دے جیسے اس کی حکمت کا مقتضا ہو۔ کبھی کثرت مال کثرت عیال کے ساتھ ہوتی ہے کبھی اس کے برعکس وہ مسبب الاسباب ہے۔

عبدالرزاق، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی رحمہم اللہ اپنی سنن میں نقل فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فقیر کے لئے وعدہ غنی یقینی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین حق اللہ تعالیٰ نے بطور کرم اپنے ذمہ لئے ہیں **حَيْثُ قَالَ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى عَوْنُهُمُ النَّاِكْحُ يُرِيدُ الْعَفَاةَ وَ الْمَكَاتِبُ يُرِيدُ الْاَدَاءَ وَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى**۔

جو نکاح چاہے پاک دہنوں کے لئے اس کی مدد کرنے والا ہے۔

اور مکاتب غلام کی اعانت کرنے والا۔

مقروض کا قرضہ ادا کرنے والا۔ اور غازی فی سبیل اللہ۔

ان تینوں کے حقوق اجر اللہ تعالیٰ نے بطور کرم اپنے ذمہ لئے۔

**وَ أَخْرَجَ الْخَطِيبُ فِي تَارِيخِهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو إِلَيْهِ الْفَاقَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص فقر و فاقہ کی شکایت لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکاح کرنے کا حکم دیا۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: **قَالَ أَطِيعُوا اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ مِنَ النِّكَاحِ لِيُنْجِزَنَّكُمْ مَا وَعَدَكُمْ مِنَ الْغِنَى قَالَ تَعَالَى إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اتباع کرو جو اللہ کا حکم ہے نکاح کے معاملہ میں اللہ پورا فرمائے گا جو تم سے وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اگر تم فقیر ہو تو اللہ اپنے فضل سے غنی فرمادے گا۔

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: **إِبْتَغُوا الْغِنَى فِي الْبَائَةِ وَ فِي لَفْظِ إِبْتَغُوا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ**۔ غنا حاصل کرو نکاح میں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم فقیر ہو تو اللہ اپنے فضل سے غنی فرمادے گا۔

ثعلبی اور دیلمی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: **أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْتَسُوا الرِّزْقَ بِالنِّكَاحِ**۔ رزق نکاح کے ذریعہ حاصل کرو۔

**وَلَيْسَتْ تَعْفُفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ لِحَا حَاتِي يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ**۔ اور وہ عفت پاکدامنی میں رہے جو نکاح کا

اہل نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے اپنے فضل سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِرْشَادٌ لِلتَّالِقِينَ الْعَاجِزِينَ عَنْ مَبَادِي النِّكَاحِ وَاسْبَابِهِ اِلَى مَا هُوَ اَوْلَى لَهُمْ وَاٰخِرَى لَهُمْ اَى وَّلِيَجْتَهِدُ فِي الْعِفَّةِ وَصَوْنِ النَّفْسِ۔ اس آیہ کریمہ میں تالقین و عاجزین کے لئے حکم ہے یعنی کمزور غیر مستطیع جو نکاح نہ کر سکتے ہوں یا اس کا انصرام نہ کر سکتے ہوں انہیں چاہئے کہ نیک چلن رہیں اور اپنے نفس کی نگرانی کریں۔ وہ روزہ رکھیں، نماز نوافل وغیرہ کا شغل رکھیں۔

وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكُتُبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَاَتَوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِي اٰتٰكُمْ اور وہ غلام کنیزیں جو مکاتب بننا چاہیں تو انہیں لکھ دو اور مکاتب بنا لو اگر تم ان سے بھلائی سمجھتے ہو۔ اس آیت کریمہ میں احکام مکاتب ہیں۔

اس میں اگرچہ ہم پاکستانیوں کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ نہ یہاں جہاد ہے نہ غنیمتیں اور یہ احکام ان لوگوں کے لئے ہیں جو جہاد سے مشرکین کے بیوی بچے لاتے اور ان میں ان کے لئے تصرفات جائز ہیں۔ لیکن چونکہ تفسیر کا سلسلہ اس بحث کو بھی چاہتا ہے لہذا اس پر بھی مختصراً لکھنا ضروری ہے۔

مکاتب اصطلاح شرع میں وہ غلام شرعی اور کنیزک ہے جو اپنے مالک سے تحریری معاہدہ کر لے کہ میں محنت مزدوری کر کے تمہیں اتنا روپیہ ادا کروں تو تم مجھے آزاد کر دینا اور مالک اس پر راضی ہو جائے یا اتنی خدمت کروں تو مجھے آزادی مل جائے گی ظاہر ہے کہ غلامی از بسکہ عذاب الیم ہے لہذا اس سے جو نجات چاہے اس کے لئے حکم ہے کہ جو اس عذاب سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اس میں بخل نہ کریں بلکہ مکاتبت ہو جانے کے بعد خود بھی اس کی مدد کریں وَاَتَوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِي اٰتٰكُمْ کا یہی مقصد ہے یعنی اپنے پاس سے روپیہ دے کر اس سے نفع جو لیں وہ شرائط مکاتبت میں وضع کر کے اسے جلدی آزاد کر دیں۔

اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا۔ گی شرط اس لئے ہے کہ اگر تم اسے بد وضع، چٹورا فضول خرچ بد دیانت دیکھو تو اپنی رقم نہ پھنساؤ تو مکاتبت شرع مطہرہ میں امر مندوب و مستحسن ہے اس کی تصریحات کتب فقہ میں بہت کچھ ہیں مَن شَاءَ فَلْيَنْظُرْ۔ اس کے بعد اس برے رواج کا رد کیا گیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَكْرِهُوْا فِتْيَانَكُمْ عَلَى الْبِعَاۤءِ اِنْ اَرَادْنَ تَحْصِيْنَ التَّبَتُّغُوْا عَرْضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور نہ جبر و اکراہ کرو اپنی کنیزوں پر زنا کے لئے اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں کہ تم انہیں دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی غرض سے حرام کاری پر مجبور کرو۔ اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان کے جبر و اکراہ والے گناہ معاف کرنے والا ہے وہ مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اِنْ اَرَادْنَ تَحْصِيْنَ سے ذرا دھوکہ سناہ ہو کہ لونڈی کنیز از خود پاک دامن نہ رہنا چاہے تو اسے زنا اور حرام کاری کی راہ پر ڈال دینا جائز ہے اور اگر وہ خود پاک دامن رہنا چاہے تو اکراہ و جبر نہ کرنا چاہئے۔ یہ طریقہ تفہیم محاورہ عرب کا ہے اس میں صورت و قومی لازم نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ جب کنیزک خود ہی آوارہ زانیہ ہے تو اس پر اجبار و اکراہ کی ضرورت ہی کیوں ہو لہذا پاک دامن کنیزوں کے لئے ہی یہ حکم ہے۔

دوسرے اصول میں ہے کہ مضمون مخالف بلاصراحت لینا ہمارے لئے جائز بھی نہیں ہے تو یہاں کنیزوں کے مالکوں کو حکم کرنا مقصود ہے کہ وہ اپنے دنیوی مفاد کی خاطر ایسی بے حیائی نہ کریں اور

وَمَنْ يُكْرِهُهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ - میں نحوی قاعدہ کے مطابق دو صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ مصدر کا استعمال کبھی مبنی للفاعل ہوتا ہے کبھی مبنی للمفعول بہ۔

پہلی صورت میں اِكْرَاهِهِنَّ کے معنی ہوں گے کہ مالک کے مجبور کرنے سے جو کنیز زنا کرے اس پر گناہ نہیں۔

اور دوسری صورت میں مالک کی طرف سے لونڈی کا مجبور کیا جانا۔ دونوں صورتوں میں چونکہ اقدام مالک کی طرف سے

ہے لہذا

فَإِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ - اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر آیت میں ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا لِّلَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ - اور بے شک

ہم نے نازل کیں تمہاری طرف روشن آیتیں اور تم سے پہلے لوگوں کی مثالیں اور حالات اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحتیں۔

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور عبرت پکڑو۔

اگر اہ علی الزنا کی رسم مشرکین مکہ میں تھی۔ چنانچہ آیت کریمہ کا شان نزول یہی ہے۔

مسلم ابوداؤد جابر علیہم رضوان سے راوی ہیں: أَنَّ جَارِيَةَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بِنِ سَلُولٍ يُقَالُ لَهَا مُسَيِّكَةٌ

وَأُخْرَى يُقَالُ لَهَا أُمَيْمَةٌ كَانَ يُكْرِهُهُمَا عَلَى الزَّوْنَا فَشَكَّتَا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ - عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے پاس دو کنیزیں تھیں مسیکہ اور امیمہ یہ دونوں زنا سے نفرت کرتی تھیں اور

ابن سلول انہیں مجبور کرتا تھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم سدی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ كَانَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَارِيَةَ تُدْعَى مُعَاذَةَ فَكَانَ إِذَا

نَزَلَ ضَيْفٌ أَرْسَلَهَا لَهُ لِيُؤَاقِعَهَا إِزَادَةَ الثَّوَابِ مِنْهُ وَالْكَرَامَةَ لَهُ فَأَقْبَلَتْ الْجَارِيَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ فَشَكَّتْ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِقَبْضِهَا فَصَاحَ ابْنُ

أَبِي مَنْ يَعْدِرُنَا مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْلِبُنَا عَلَى مَمَالِكِنَا فَنَزَلَتْ -

ابن ابی کی ایک لونڈی معاذہ تھی جسے اس نے اس کام کے لئے رکھا تھا کہ جب کوئی مہمان آتا تو اسے اس مہمان کے

پاس بھیج دیتا تاکہ وہ اس سے زنا کرے اور اس سے وہ مہمان کا اکرام کرتا تھا تو یہ لونڈی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں شکایت لے کر آئی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے روکنے کا حکم دیا۔ اس پر ابن ابی چیخا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں میری کون مدد کرتا ہے وہ ہمارے

مملوکوں پر بھی ہاتھ ڈالنے لگ گئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے: وَقِيلَ لِهَذَا اللَّعِينِ سِتُّ جَوَارٍ مُعَاذَةَ وَمُسَيِّكَةٌ وَأُمَيْمَةٌ وَعَمْرَةٌ وَأَرْوَى وَقَتِيلَةُ

يُكْرِهُهُنَّ عَلَى الْبِغَاءِ وَضَرَبَ عَلَيْهِنَّ ضَرَابَ فَشَكَّتْ ثِنْتَانِ مِنْهُنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ -



اس لعین کی چھ کنیزیں تھیں معاذہ، مسیکہ، امیمہ، عمرہ، اروی، قتیلہ یہ نفرت کرتی تھیں زنا سے اور وہ انہیں مار بھی مارتا تھا تو ان میں سے دو لونڈیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

### بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

اللہ ہی روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمین کو اس کے نور کی مثال یہ ہے جیسے ایک طاق اور اس میں ایک چراغ اور چراغ ایک شیشے کے گلوب میں اور وہ گلوب گویا ستارہ ہے موتی کا جو روشن ہے درخت سے زیتون کے جو نہ شرق میں ہے نہ غرب میں قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہوگا اگرچہ نہ چھوئے اسے آگ نور پر نور ہے ہدایت دیتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہے اور مثالیں دیتا ہے لوگوں کو اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

ان گھروں میں جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور ان میں اس کا نام لیا جائے صبح و شام وہ لوگ جنہیں نہیں مشغول کر سکتا بیع و شراء اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ پلٹ ہو جائیں گے دل اور آنکھیں

تا کہ بدلہ دے انہیں اللہ سب سے بہتر عملوں کا اور زیادہ کرے انہیں انعام اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے حساب

اور وہ جو کافر ہوئے ان کے عمل مثل ریتے کے ہیں جو کسی جنگل میں چمکے کہ گمان کرے پیاسا اسے پانی حتیٰ کہ جب آئے اس کے پاس نہ پائے اسے کچھ اور پائے اللہ تعالیٰ کو اپنے نزدیک تو پورا پورا اس کا حساب دے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے

یا جیسے اندھیریاں اس گہرے دریا میں کہ ڈھانپ رہے اسے موج پر موج اس کے اوپر بادل اندھیریاں ایسی کہ

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ مَثَلُ نُورِهِ  
كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۗ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۗ  
الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ  
شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۗ  
يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۗ نُورٌ  
عَلَى نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَ  
يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۵﴾

فِي بُيُوتٍ أُذِنَ لِلَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا  
اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿۱۶﴾  
رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ  
اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۗ يَخَافُونَ  
يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿۱۷﴾

لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا ۗ وَيَزِيدَهُمُ  
مِّنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ  
حِسَابٍ ﴿۱۸﴾

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ  
يَحْسَبُهُ الظَّمَانُ مَاءً ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ  
يَجِدْهُ شَيْئًا ۗ وَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ  
حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾

أَوْ كَطَلْبٍ فِي بَحْرِ لَيْلٍ يَعْشُهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ  
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۗ طَلَبْتُ بَعْضَهَا فَوْقَ

بَعْضٌ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِ يَدِيهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ۝

ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو نظر آتا معلوم نہ ہو اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں

### حل لغات پانچواں رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

و۔ اور	السَّمَاوَاتِ - آسمانوں	نُورٌ - نور ہے	اللَّهُ - اللہ
كِبْشُكُوَّةٍ - جیسے طاق	نُورِيهَا - اس کے نور کی	مِثْلٌ - مثال	الْأَرْضِ - زمین کا
فِي - بیچ	الْبُصْبَاخِ - چراغ ہو	مِصْبَاخٌ - چراغ	فِيهَا - اس میں ہو
كَوْكَبٌ - ستارہ ہے	كَانَهَا - گویا کہ وہ	الزُّجَاجَةُ - شیشہ ہو	زُجَاجَةٌ - شیشہ کے
مُبْرَكَةٌ - برکت والے	مِنْ شَجَرَةٍ - درخت	يُوقَدُ - جلایا جائے	دُرِّيٌّ - چمکتا
و۔ اور	شَرْقِيَّةٍ - شرقی ہو	لَا - نہ	زَيْتُونَةٍ - زیتون سے جو
زَيْتُونًا - اس کا تیل	يَكَادُ - قریب ہے	عَرَبِيَّةٍ - عربی	لَا - نہ
لَمْ - نہ	لَوْ - اگرچہ	و۔ اور	يُضِيءُ - روشنی دے
عَلَى - اوپر	نُورٌ - نور ہے	نَارٌ - آگ	تَمَسُّهُ - چھوئے اس کو
لِنُورِيهَا - اپنے نور کی	اللَّهُ - اللہ	يَهْدِي - ہدایت دیتا ہے	نُورِيهَا - نور کے
يَضْرِبُ - بیان کرتا ہے	و۔ اور	يَسْأَلُ - چاہے	مَنْ - جسے
و۔ اور	لِلنَّاسِ - لوگوں کے لئے	الْأَمْثَالَ - مثالیں	اللَّهُ - اللہ
عَلَيْمٌ - جانتا ہے	شَيْءٌ - چیز کو	بِجَلِّ - ہر	اللَّهُ - اللہ
اللَّهُ - اللہ نے	أَذِنَ - حکم دیا	بُيُوتٍ - گھروں کے کہ	فِي - بیچ
يُذَكَّرُ - ذکر کیا جائے	و۔ اور	تُرْفَعُ - بلند کئے جائیں	أَنْ - یہ کہ
لَهُ - اس کی	يُسَبِّحُ - تسبیح کرتے ہیں	اسْمُهُ - اس کا نام	فِيهَا - اس میں
الْأَصَالِ - شام	و۔ اور	بِالْعُدُوِّ - صبح	فِيهَا - اس میں
تِجَارَةً - خرید و فروخت	تُكْفَلُهُمْ - غافل کرتی ان کو	لَا - نہیں	بِرَجَالٍ - ایسے مرد کہ
عَنْ ذِكْرِ - یاد	بَيْعٍ - لین دین	لَا - نہ	و۔ اور
الصَّلَاةِ - نماز	إِقَامٍ - قائم کرنے	و۔ اور	اللَّهُ - الہی سے
يَخَافُونَ - ڈرتے ہیں	الزُّكُوتِ - زکوٰۃ سے	إِيْتَاءِ - دینے	و۔ اور
الْقُلُوبِ - دل	فِيهِ - اس میں	تَتَّقَلَّبُ - پھر جائیں گے	يَوْمًا - اس دن سے کہ
لِيَجْزِيَئَهُمْ - تاکہ بدلہ دے ان کو	مَا - اس کا جو	الْأَبْصَارِ - آنکھیں	و۔ اور
عَمِلُوا - عمل کئے انہوں نے		أَحْسَنَ - بہتر	اللَّهُ - اللہ

و۔ اور	يَزِيدَ۔ زیادہ دے گا	هُمْ۔ ان کو	مِنْ فَضْلِهِ۔ اپنے فضل سے
و۔ اور	اللَّهُ۔ اللہ	يَرْزُقُ۔ رزق دیتا ہے	مَنْ جَسَ۔ جسے
يَسَاءُ۔ چاہے	بِغَيْرِ۔ بغیر	حِسَابِ۔ حساب کے	و۔ اور
الذِينَ۔ وہ جو	كَفَرُوا۔ کافر ہوئے	أَعْبَاهُمْ۔ ان کے عمل	كَسْرًا۔ جیسے ریت
بِقِيَعَةٍ۔ جنگل میں	يَحْسَبُهُ۔ خیال کرتا ہے اسے	الظَّهَانَ۔ پیاسا	مَاءً۔ پانی
حَتَّى۔ یہاں تک کہ	إِذَا۔ جب	جَاءَهُ۔ اس کے پاس آیا	لَمْ۔ نہ
يَجِدَهُ۔ پایا اسے	شَيْئًا۔ کچھ بھی	و۔ اور	وَجَدَ۔ پایا
اللَّهُ۔ اللہ کو	عِنْدَهُ۔ اس کے پاس	فَوَقَّعَهُ۔ توپورا دے گا اس کو	حِسَابَهُ۔ اس کا حساب
و۔ اور	اللَّهُ۔ اللہ	سَرِيْعًا۔ جلدی	الْحِسَابِ۔ حساب لینے والا ہے
أَوْ۔ یا	كَظَلُمْتُ۔ جیسے اندھیرے	فِي۔ بچ	بَحْرٍ۔ سمندر
لُجِّيٍّ۔ گہرے کے کہ	يَغْشَاهُ۔ ڈھانپنے اس کو	مَوْجٍ۔ موج	مِنْ فَوْقِهِ۔ اس کے اوپر
مَوْجٍ۔ موج ہے	مِنْ فَوْقِهِ۔ اس کے اوپر	سَحَابٍ۔ بادل ہے	ظُلُمًا۔ اندھیرے ہیں
بَعْضُهَا۔ بعض اس کے	فَوْقٍ۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے ہیں	إِذَا۔ جب
أَخْرَجَ۔ نکالا	يَدًا۔ اپنا ہاتھ	لَمْ۔ نہیں	يَكْدُ۔ قریب کہ
يَرَاهَا۔ دیکھے اسے	و۔ اور	مَنْ جَسَ۔ جس کے لئے	لَمْ۔ نہ
يَجْعَلِ۔ بنائے	اللَّهُ۔ اللہ	لَهُ۔ اس کے لئے	نُورًا۔ نور
فَمَا۔ تو نہیں	لَهُ۔ اس کے لئے	مِنْ نُورٍ۔ کوئی نور	

### خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

پہلے رکوع سے اس رکوع کا ربط یہ ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے آیات بینات نازل فرمائیں تاکہ تم جہل کی تاریکیوں سے نکل کر علم کی روشنی میں آؤ۔

اب اس رکوع میں اپنے اوصاف انوار اور مناعت سیدالابرار کا بیان شروع فرمایا اور بتایا کہ

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - یعنی اللہ تعالیٰ منور سماوات وارض ہے۔

نور لغت میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جو چاند، سورج اور آگ سے پیدا ہو کر زمین اور دیوار و اشجار اور ذرہ ہائے زمین اور

حجر و مدر کو روشن کر دیتا ہے۔

نور مصدر ہے اور معنی میں فاعل کی جگہ استعمال ہوتا ہے تو عبارت کی صورت یہ ہوئی: اللَّهُ مُنَوِّرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ -

مَثَلُ نُورٍ - اور اس کے نور کی مثال ایسے ہے گیشکوۃ فیہا مصباح - مشکوۃ اس طاق کو کہتے ہیں جو دیوار کے پار نہ

ہو فیہا مصباح - اس طاق میں چراغ ہے۔



مُصْبِحًا۔ صبح کے چراغ کو کہتے ہیں اور چراغ اس لئے کہا کہ صبح کو چراغ میں روشنی ہوتی ہے۔

الْمُصْبِحُ فِي زُجَاجَةٍ۔ اور وہ صبح کا چراغ شیشے کی قندیل یا گلوب میں۔ زجاجہ شیشے کی قندیل ایسی جو شفاف ہو۔ اس میں دو لغت اور ہیں زجاجہ اور زجاجہ یعنی۔ بفتح ز اور بکسر ز۔ لیکن معنی میں تفاوت نہیں۔

الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔ یعنی وہ قندیل ایسی ہے گویا کہ ستارہ موتی کی طرح چمکتا ہو جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّكُمْ لَتَرُونَ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى كَمَا تَرُونَ الْكَوْكَبَ الدَّرِّيَّ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ۔ بے شک تم اعلیٰ درجہ کے جنتیوں کو ایسے دیکھو گے جیسے تم چمکتا ہو ستارہ افق سا پر دیکھتے ہو۔ درمی میں نسبت کی ہے اور اس کی جمع دراری ہے۔

يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ۔ روشن ہوتا ہے برکت والے شجر مبارک سے۔

يُوقَدُ۔ ایقاد سے ہے اور ایقاد کہتے ہیں چراغ یا آگ روشن کرنے کو۔ مِنْ شَجَرَةٍ سے مراد مِنْ زَيْتِ شَجَرَةٍ ہے اور مُبَارَكَةٍ بایں معنی ہے کہ مِنْ زَيْتِ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ أَي كَثِيرُ الْمَنَافِعِ یعنی وہ درخت جس کا تیل بہت سانس دیتا ہے۔

اور زَيْتُونَةٍ۔ شجرہ کابدل ہے یعنی درخت مبارک کیا ہے وہ زیتون ہے۔

لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ۔ وہ زیتون کا درخت شرقی غربی نہیں ہے بلکہ ہر سمت اس کے فضائل کی روشنی ہے۔

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ (چونکہ یہ مثال ہے نور الہی عزوجل کی اور نور الہی عزوجل کو دنیا کا کوئی نور نہیں پاسکتا تو فرمایا) قریب ہے کہ وہ روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔

نُورًا عَلَى نُورٍ۔ یہ نور ایسا ہے کہ نور پر غالب ہے۔

يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ راہ دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی جسے چاہے اور اللہ بندوں کے لئے مثالیں دیتا ہے اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ۔ وہ مصباح ایسے گھروں میں روشن ہے جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کی عظمت کی جائے اور اس میں خدا کا نام لے کر اس کی تسبیح ہو صبح و شام۔

یہ اشارہ ہے مساجد کے صبح و شام کی عبادت کی طرف۔

فِي بُيُوتٍ۔ مُصْبِحًا۔ سے متعلق ہے وَالتَّقْدِيرُ كِشْكُوتَةٌ فِيهَا مُصْبِحًا۔

بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ۔ غدو مصدر ہے اور قاعدہ ہے کہ مصدر ہمیشہ مفرد ہی استعمال ہوتا ہے اس کے معنی ہیں دن کا ابتدائی حصہ۔

آصَالِ۔ جمع ہے اصل کی اور اصل۔ اصیل سے ہے اور اصیل کہتے ہیں دن کے پچھلے حصہ کو۔ مفسرین نے اس سے مراد فجر سے شام تک کی نمازیں مراد لی ہیں۔

رَجَالٌ لَا تُلْمِهِمْ تَجَارَاةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ۔ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں غافل نہیں کرتی کوئی سوداگری اور نہ بیع و شراء اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک روز بازار مکہ میں تھے مسجد میں نماز کے لئے اقامت ہوئی آپ نے دیکھا کہ دکاندار دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا رَجُلٌ لَا تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا يَبِيعُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے۔ اس لئے کہ وہ

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٢٧﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرِزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٨﴾

ڈرتے ہیں اس دن سے جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہوں گی تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر عملوں کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ کرے اور اللہ دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

یعنی وہ دن ایسا ہوگا کہ ہر دل الٹ رہا ہوگا اور ہر آنکھ پلٹی ہوئی ہوگی۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَغْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ يُحْسِبُهُ الظَّمَانُ مَاءً ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَقَّعَهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٢٩﴾

اور جو کافر ہوئے ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا سے پانی سمجھے حتیٰ کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ نہ پائے اور اللہ کو اپنے قریب پائے تو اللہ اس کا حساب پورا پورا کر دے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

بِقِيَعَةٍ۔ اس میں کان محذوف ہے اور یہ قاع کی جمع ہے۔ جنگل بیابان کو کہتے ہیں اور ظمآن پیاسے کو اور سراب چمکتے ہوئے ریتے کو کہتے ہیں ایک مثال تو اعمال کفار کی یہ دی اور دوسری مثال یہ دی جا رہی ہے:

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۗ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ يَخْتَجِبُ فِيهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ أُولَٰئِكَ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ يَخْتَجِبُ فِيهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ أُولَٰئِكَ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ يَخْتَجِبُ فِيهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ

اندھیریاں سمندر کی گہرائیوں میں اور اس پر موج اور موج پر موج اس کے اوپر بادل ایسی اندھیریاں کہ ایک پر ایک گھری ہوئی۔ یعنی اول کافر نیکیوں کے بدلے پانی سمجھ کر چلا تو پانی کا نشان بھی نہ پایا پھر وہ کافر اپنے اعمال کو بھی نیکیاں تصور کر کے امیدوار ہوتا ہے کہ اس کا اجر مجھ سے بھی ملے گا۔

جب عرصات محشر میں پہنچے گا تو ثواب کے بدلے ایسے عذابوں کی ظلمتوں میں پھنسے گا کہ اسے اندوہ و غم کی ظلمتوں پر ظلمتیں گھیر لیں گی جیسے ایک اندھیرا قلم کی گہرائی کا اس پر اور اندھیرا تراکم امواج معصیت کا پھر اور اندھیرا اس کی معصیت شعاوی کا تو جو اس میں پھنس جائے گا وہ

إِذَا أَخْرَجَ يَدَا لَمْ يَكْدِيبْهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۗ

بھی اسے نظر آتا نہ معلوم ہو اور جسے اللہ ایمان کا نور نہ دے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

ہاتھ سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ اعضاء میں یہ سب سے قریب اور جزو جسم ہے تو جب وہ بھی نظر سے نظر نہ آئے تو اور کوئی چیز کیوں کر نظر آسکتی ہے۔

گویا یہ فرمایا کہ کافر اپنے اعتقاد باطل اور اقوال ناحق اور اعمال قبیحہ کی تاریکیوں میں ایسا گرفتار ہوگا جو مثال میں بیان کیا گیا۔

بعض مفسرین نے کہا کہ گہرے دریا سے مراد کافر کا دل ہے اور اس پر موجیں اس کا جہل اور شک و شبہ جو اس کے دل پر چھایا ہوا ہے اور بادلوں سے مراد ختم اللہ علی قلوبہم کی وہ مہر جو ان کے دلوں پر محیط ہے۔

لَمْ يَكْدِ يْرِهَا۔ کا لفظاً منفی ہوتا ہے تو معنا مثبت اور اگر لفظاً مثبت ہوتا ہے تو معنا منفی۔ مثلاً وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ میں لفظاً منفی ہے لیکن بلحاظ معنی مثبت ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا: كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا یہاں لفظاً مثبت ہے مگر معنا منفی ہے اسی طرح لَمْ يَكْدِ يْرِهَا کے معنی ہیں إِنَّهُ رَأَاهَا بَشَرًا وہ دیکھ رہا ہے۔

اب ہم اول بحث نور پر پیش کرتے ہیں:

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ<sup>۱</sup>۔ نور عرف عام میں روشنی کو کہتے ہیں جو ایک عرض ہے اور قائم بالغیر اور یہ اجسام کو عارض ہوتا ہے جیسے آفتاب، کواکب، آگ اس معنی میں نور کا اطلاق واجب تعالیٰ شانہ پر جائز نہیں اس لئے کہ بموجب معنی عرفی وہ عرض ہے اور حادث اور قابل انقسام اور قائم بالغیر بنا بریں وہ الہ نہیں ہو سکتا۔

اس سے اس فرقہ کا بھی رد ہو گیا جو نور اعظم کو اللہ کہتے ہیں اور علماء بتاویل کہتے ہیں کہ نور بمعنی منور ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و ماہتاب اور کواکب اور انبیاء و صلحاء و ملائکہ سے منور کر دیا جیسا کہ ابی بن کعب اور حسن اور ابوالعالیہ نے کہا۔

بعض اس طرف گئے کہ نور بمعنی مدبر السموات والارض ہے جیسے ایک فاضل مرشد کامل کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی فلاں حاکم فلاں بزرگ مدبر مملکت ہے۔ چنانچہ شعراء بھی اس استعارہ کو استعمال کر چکے ہیں جریر کہتا ہے۔ ع  
وَ اَنْتَ لَنَا نُورٌ وَ غَيْثٌ وَ عِصْمَةٌ۔

یہ تحقیق زجاج اور اصم کی ہے۔

سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہے کیونکہ نور سبب ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کا ہادی ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نور کا اطلاق اس پر مبالغہ ہو جیسے عادل کو عدل کہہ دیتے ہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مشکوٰۃ الانوار ایک کتاب تالیف فرمائی ہے اس میں ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس پر اس لفظ کا اطلاق حقیقتاً ہے نہ کہ مجازاً۔ پھر متعدد مقدمات قائم کر کے آخر میں لکھتے ہیں:

کہ وہ ذات پر نور وہ ذات ہے کہ ادراک عقلی و بصری سے ارفع و اشرف ہے اور عقل و بصر کا مقتضی ظہور ہے اور خواص نور میں سے ظہور ہی اشرف ہے اس لئے ادراک عقلی و بصری سے نور بدرجہ اولیٰ اشرف و ارفع و اعلیٰ ہوا۔  
پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں:

ایک وہ جو سلامت الاحوال کے واجبۃ الحصول ہیں یعنی تعلقات نظریہ عالم بالا آسمانوں سے بھی اوپر ہے جہاں عالم حیات نہیں بلکہ عالم مجردات ہے مگر سلامت الاحوال کے وقت واجبۃ الحصول ہے۔



دوسری قسم ہے جسے مکتبہ کہتے ہیں اس کے اکتساب علم میں کبھی غلطی بھی واقع ہو جاتی ہے اس لئے اس کے لئے ہادی و مرشد کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں کلام الہی اور فرامین رسالت پناہی سے زیادہ اور کوئی ہادی نہیں اسی لئے انہیں بھی نور کہا گیا جیسا کہ فرمایا:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ اور ملائکہ بھی نور کہلاتے ہیں اگرچہ مراتب کے اعتبار سے متفاوت ہیں جیسے ان میں نور اعظم وہ روح ہے جو تمام ارواح سے اعلیٰ اور معدن نور ہے۔

پھر یہ سب انوار حسیہ ہوں خواہ سفلیہ یعنی آگ کا نور ہو یا آفتاب و ماہتاب و کواکب کا یہ علویہ ہے یا انوار العقلیہ و السفلیہ ہوں جیسے انوار انبیاء و اولیاء یا علویہ ہوں جیسے ملائکہ۔ یہ سب کے سب فی حد ذاتہ ممکن ہیں اور جو ممکن فی حد ذاتہ ہے وہ حادث جائز الفنا ممکن التبدل و التغیر ہے اور جس کی یہ صفت ہو وہ معدوم ہیں۔

اس لئے کہ ان کا وجود عطا ہے اور وجود نور اور عدم ظلمت ہے۔

اس لئے کہ تمام ممکنات اپنی ذات میں مظلم ہیں اور نور فی حد ذاتہ وہی ہے جس کا وجود ذاتی ہو۔

ممکنات کا وجود اور ان کی صفات اور تمام معارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔

تو واضح و لائح ہو گیا اور روشن ہوا کہ نور مطلق وہی ایک ذات سبحہ و تعالیٰ ہے اور اس کے غیر پر اس لفظ کا جو اطلاق ہوتا

ہے وہ مجازاً ہے۔

کیونکہ ماسوائے اللہ جو کچھ ہے من حیث ہو ہو ظلمت محصنہ ہے اس لئے کہ وہ من حیث ہو ہو عدم محض ہے بلکہ وہ انوار بھی حیث ہی ہی ظلمت ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فرمانے والا ہے نور حقیقی ہے اور ماسوا اس کے جس قدر انوار ہیں اسی کے نور لم یزل کے پر تو اور اسی ذات قدیم کے ظلال و پرتو و عکوس ہیں۔

### مبحث ثانی

نور کی اضافت السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کی طرف کیوں ہوئی؟

نور کو السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کی طرف اس لئے مضاف فرمایا کہ آسمان و زمین انوار مجردہ اور مادیہ سے پر ہیں انوار مادیہ جیسے چاند، سورج ستارے اور ان کی روشنی آسمانوں میں بھی ہے اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہیں جس کی وجہ میں الوان مختلفہ نظر آتے ہیں

اور انوار مجردہ سے عالم بالا پر ہے جنہیں ملائکہ کہتے ہیں۔

اور عالم سفلی میں انوار عقلیہ متعدد صورت میں موجود ہیں جو قوائے نباتیہ حیوانیہ اور انسانیہ کہلاتے ہیں اور نور انسانی سے تمام عالم سفلی کا نظام رکھا گیا اس لئے اسے خلیفۃ اللہ فی الارض کہا گیا۔

چنانچہ نور ملکی سے عالم علوی کا نظام قائم ہے اور نور انسانی سے عالم سفلی کا نظام چل رہا ہے۔

اور یہ ہر دو نور باہم مرتبط ہیں اور ان دونوں کا منتہی اللہ جل شانہ کی طرف ہے اور وہی نور الانوار ہے اس لئے اللَّهُ نُورُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فرمایا گیا۔

## مبحث سوم

مَثَلُ نُورٍ كَمِشْكُوَةٍ - فرما کر یہ تشبیہ کیوں دی گئی۔

اور اپنے نور کو مصباح فرمایا اور اسے مشکوٰۃ میں ظاہر کیا اور اسے زجاجہ کے اندر محدود کیا پھر اس کے لئے زیتون سے نسبت دی پھر زیتون کو لَا شَرْقِيَّةَ وَلَا غَرْبِيَّةَ فرمایا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس پر صبح و شام ہی شعاع نہیں پڑتی کہ وہ خام رہے اور خام کا تیل بھی خام ہی ہو تو یہ شجر میدان یا پہاڑ کی بلندی پر ہے اور تناور اور پختہ ہے اس کا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بہ حیثیت مجموعی اللہ عزوجل کا نور ہیں۔ پھر کلام اس میں ہے کہ اللہ عزوجل کے نور سے کیا مراد ہے اس کے جواب میں۔

جمہور متکلمین یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سے ہدایت مراد ہے تو اس کے یہ معنی نکلیں گے کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے جیسے کوئی چراغ ہو جس کی یہ صفات ہوں جو ہر صفت میں روشنی مصباح کو ترقی دے۔

اس مبحث میں پانچ قول ہیں وہ ہو ہذا

سوال ہو سکتا ہے کہ مشکوٰۃ کی بجائے آفتاب سے تشبیہ کیوں نہ دی گئی اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد اس روشنی سے تشبیہ دینا تھا جو اندھیروں میں سے ظاہر ہو۔

اس لئے کہ ہدایت ایک ایسی روشنی ہے جو شبہات کی اندھیروں میں سے ظاہر ہوتی ہے۔

اور یہ مقصد چراغ کے ساتھ تشبیہ دینے سے ہی حاصل ہو سکتا تھا اس لئے کہ گمراہ کو ہر طرف سے جہالت کی اندھیریاں گھیرے ہوتی ہیں۔

برخلاف آفتاب کے کہ وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو عالم اس کے نور سے معمور ہو جاتا ہے اور کوئی عظمت باقی نہیں رہتی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ نور سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ ارشاد ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ یہ حسن و سفیان بن عیینہ اور زید بن اسلم رحمہم اللہ کا قول ہے۔

اور تیسرا قول عطا کا ہے وہ کہتے ہیں اس سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی صفت بِرَاجًا مَنِيْرًا ہے۔

اور چوتھا قول ابی بن کعب اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس نور سے مراد وہ نور ہے جو قلب مومن میں

ایمان و معرفت کے ساتھ روشن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر فرمایا ہے۔

پانچواں قول حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کا ہے وہ فرماتے ہیں انسان کے قوائے مدرکہ پانچ ہیں۔

اول قوت حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے۔

دوسرے قوت عقلیہ جو حقائق کلیہ کا ادراک کرتی ہے۔

تیسرے قوت خیالیہ جو عقلیہ کے ساتھ کام کرتی ہے۔

چوتھے قوت فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دے کر نامعلوم امور کو دریافت کرتی ہے۔

پانچویں قوت قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے جس سے وہ اسرار غیبیہ اور لواحق ملکوتیہ کا معائنہ کرتے ہیں جس کی نسبت

ارشاد ہے وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نُّهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا۔

یہ پانچوں وہ قوتیں ہیں جن کے ساتھ پانچ نوروں کو تشبیہ دی گئی۔

روح حساس کو گمشکوۃ سے۔

روح عقل کو مصباح سے۔

روح فکر کو زجاجۃ سے۔

روح قدسی کو گوگب دُری سے۔

قوت فالیہ کو من شجرۃ مبرکۃ سے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشکوۃ سے مراد سینہ منور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور زجاجہ سے مراد قلب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور مصباح سے مراد وہ نور نبوت ہے جو قلب پاک میں ہے۔

شجرہ مبارکہ شجرہ ابراہیم علیہ السلام ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی بلکہ اس کا فیضان نبوت عام ہے۔

اور آپ کے نور نبوت پر صد ہا لوگ خود بخود کہہ دیتے تھے کہ نبی برحق ہیں جیسا کہ زیتون کے تیل صافی میں سلگ اٹھنے کا

مادہ تیار ہے وہ نور پر نور ہے۔ مقتبس از روح المعانی للآلوسی۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب جمع کر کے ایک شعر میں فرمایا:

شمع دل، مشکوۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا  
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - اللہ ہی نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: النُّورُ فِي اللُّغَةِ عَلَى مَا قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الضِّيَاءُ وَ هَذَا ظَاهِرٌ فِي عَدَمِ

الْفَرْقِ بَيْنَ النُّورِ وَالضِّيَاءِ - نور لغت میں بقول ابن السکیت ضیاء یعنی روشنی کو کہتے ہیں اور اس تعریف کے بموجب ظاہر

ہے کہ نور اور ضیاء میں کوئی فرق نہیں۔

چنانچہ امام سہلی ورقہ کا شعر روض الانف میں نقل کرتے ہیں:

وَ يَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُورٍ يُقِيمُ بِهِ الْبَرِيَّةُ أَنْ يَمُوجَا

اس شعر میں نور اور ضیاء کے معنی واضح کئے گئے ہیں کہ ضیاء وہ روشنی ہے جو نور سے منتشر ہوتی ہے۔ اور نور..... ہے۔

وَ فِي التَّنْزِيلِ - فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ - اور ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا إِنَّ نُورَ الْقَمَرِ لَا يَنْتَشِرُ عَنْهُ مَا يَنْتَشِرُ عَنِ الشَّمْسِ - اور

قرآن کریم میں ہے۔ جب روشن ہو جاتا ہے ماحول لے جاتا ہے اللہ ان کا نور۔ اور ارشاد ہے وہی ذات ہے جس نے سورج

کو روشن بنایا اور قمر کو نور کیا۔

اس لئے کہ نور قمر اتنا منتشر نہیں ہوتا جتنا نور شمس منتشر ہوتا ہے۔



اور فلاسفہ کہتے ہیں:

الضِّيَاءُ مَا يَكُونُ لِلشَّيْءِ مِنْ ذَاتِهِ وَالنُّورُ مَا يُفِيضُ عَلَيْهِ مِنْ مُقَابَلَةِ الْمُضِيءِ۔ ضياء وہ ہے جو اپنی ذات تک روشنی دے اور نور وہ ہے جو ہر اس شے کو روشن کرتا ہے جو اس کے مقابل آئے۔ اسی وجہ میں قرآن کریم میں ھُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا فرمایا گیا۔

اور مثل نُورِہ فرما کر اس امر کی تصریح کر دی: إِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ هُنَا الْقُرْآنُ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا۔

ایک قول ہے الْمُرَادُ بِهِ الْحَقُّ فَقَدْ جَاءَ اسْتِعَارَةُ النُّورِ كَاسْتِعَارَةِ الظُّلْمَةِ لِلْبَاطِلِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ أَيْ مِنَ أَنْوَاعِ الْبَاطِلِ إِلَى الْحَقِّ۔

یہاں نور سے مراد حق ہے جیسے استعارہ میں باطل کو ظلمت فرمایا اور قرآن کریم میں ارشاد ہوا اللہ ایمان والوں کا ناصر ہے انہیں ظلمت سے نکال کر نور ایمان کی طرف نکالتا ہے۔

ایک قول ہے: الْمُرَادُ بِهِ الْهُدَى۔ نور سے مراد ہدایت ہے۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ اسماء وصفات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: أَنَّهُ قَالَ مَثَلُ نُورِهِ مَثَلُ هُدَاةٍ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ۔ مثل نورہ میں مثال اس ہدایت کی ہے جو قلب مومن میں ہے۔

وَقِيلَ الْمُرَادُ بِهِ الْمَعَارِفُ وَالْعُلُومُ الَّتِي أَفَاضَهَا عَزَّ وَجَلَّ عَلَى قَلْبِ الْمُؤْمِنِ۔ نور کی مثال سے مراد وہی معارف و علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب مومن پر افاضہ کئے جاتے ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ الْمُرَادُ بِنُورِهِ رَسُولُهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَاءَ إِطْلَاقُ النُّورِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔

اور بعض نے نورہ کی ضمیر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع کیا۔

بعض نے اس ضمیر کو قرآن کریم کی طرف راجع کیا۔

بعض نے ایمان کی طرف راجع بتایا۔

گیشکوۃ۔ یعنی اس کی صفت انارت و تنویر مثل نور مشکوۃ کے ہے اور مشکوۃ ثکوۃ بغیر طاق کو کہتے ہیں۔

اور مشکوۃ دراصل مشکوت تھا تو واؤ کو الف سے بدل دیا گیا اور ما قبل مفتوح کر دیا گیا۔ یوں مشکوۃ مشکوۃ ہو گیا۔

فِيهَا مُصْبَاحٌ۔ یعنی اس میں چراغ روشن ہے۔

الْمُصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ۔ اور وہ چراغ قندیل زجاجی میں ہے جو صافی اور چمکتا ہوا ہے۔

الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔ اور وہ زجاجی قندیل ایسی ہے گویا کہ موتی کی طرح ستارہ ہے۔

يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ۔ روشن کیا جاتا ہے درخت سے۔

مُتَبَرِّكَةٌ۔ ائى كَثِيرُ الْمَنَافِعِ۔ یعنی کثیر المنافع اور اسے برکت والا فرما کر اس لئے توصیف کی کہ وہ ایسی زمین میں

ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عالم سے زیادہ برکت دی۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس زمین کو ستر انبیاء کرام سے برکت دی اور انہی میں ابراہیم علیہ السلام ہیں۔  
 زَيْتُونَةٍ۔ یہ بدل ہے مِنْ شَجَرَةٍ کا۔ چنانچہ زیتون کے فضائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پاک کافی ہیں۔  
 أَخْرَجَ عَبْدُ بَنٍ حُمَيْدٍ فِي مُسْنَدِهِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتِدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ۔ روغن زیتون سے  
 ترکاری بناؤ اور اسے بدن پر ملو اس لئے کہ یہ شجرہ مبارکہ سے نکلتا ہے۔

وَ أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا ذَكَرَتْ عِنْدَهَا الزَّيْتُ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ أَنْ يُؤْكَلَ وَيُدَّهَنَ وَيُسْعَطَ بِهِ وَيَقُولُ إِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ وَهُوَ فِي حَدِّ  
 ذَاتِهِ مَمْدُوحٌ۔ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے زیتون کے تیل کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسے کھایا بھی جائے اور مالش بھی کی جائے اور اسے ناک میں سونگھا بھی جائے اور فرمایا یہ شجرہ  
 مبارکہ سے ہے اور وہ اپنی ذات میں ممدوح ہے۔

ایک حدیث میں ہے: إِنَّهُ مُصِحَّةٌ مِنَ الْبَاسُورِ۔ یہ تیل باسور کو بھی صحت دیتا ہے۔  
 وَذَكَرَ الْأَطْبَاءُ مَنَافِعَ كَثِيرَةً۔ اور طبیبوں نے اس کے بہت سے منافع بیان کئے ہیں۔  
 وَ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْخُبْزَ بِهِ وَآكَلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اللِّسَانَ مَطْبُوحًا  
 بِالشَّعِيرِ وَ فِيهِ الزَّيْتُ وَالتَّوَابِلُ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم روٹیاں روغن زیتون سے تناول فرماتے اور زبان اس میں تل کر جو ڈال کر گرم مصالحہ ملا کر ٹرید  
 تناول فرماتے تھے۔

حسب موقعہ روغن زیتون کے خواص بھی مزید بیان کر دیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے۔  
 یہ درخت اکثر شہروں میں پایا جاتا ہے اور طویل العمر ہوتا ہے اور اتنا طویل العمر ہوتا ہے کہ دوسرے درخت اس کی عمر کو  
 نہیں پہنچتے۔ یہاں تک کہ یونانیوں نے جو زیتون لگائے تھے وہ اب تک فلسطین میں موجود ہیں۔  
 اور کہتے ہیں اس کی عمر ہزار سال کی ہے اور یہ چالیس سال کی عمر میں پھل دیتا ہے۔  
 یہ بستانی اور جنگلی ہوتا ہے۔ بستانی درخت بہت بڑا گھن دار ہوتا ہے اور اس کے پتے چکنے اور چمکدار اور سبز سبز ہوتے  
 ہیں بمقابلہ جنگلی کے۔

اس میں گوند بھی ہوتا ہے جو سبزی مائل ہوتا ہے اور اس سے جو قطرات ٹپکتے ہیں وہ سقمونیا کی صورت میں جم کر مائل بسرخی  
 ہو جاتے ہیں۔

اس کے پتے اور لکڑی دونوں سرد اور قابض ہیں۔  
 بعض کی تحقیق ہے کہ یہ درخت تمام درختوں سے زیادہ سرد و خشک اور قابض ہے۔  
 مگر اس کا پھل پکنے کے بعد گرم مائل بہ اعتدال ہوتا ہے۔  
 شیخ کے نزدیک پختہ پھل گرم اور خام بارد ہے۔

اس کے پتے کثرت عرق کو مانع ہیں یعنی جسے زیادہ پسینہ آتا ہو اسے پیس کر ملیں تو پسینہ کم کر دیتا ہے۔

اور اس کے پھل کو پیس کر چربی اور آرد گندم کے ساتھ ضماد کریں تو برص اظفار کو فائدہ مند ہے۔

اور شہد کے ساتھ اس کے کھلانے سے اور ام حارہ کو مفید ہے۔

اور ضماد کرنے سے جمرہ اور شری اور جرب اور ترخارش کو مفید ہے۔

پکداد کے لئے اور ثبور کے واسطے بھی مفید ہے۔

قروح خبیثہ اور آتشک میں اس کا ضماد مفید ہے۔

جدری میں بھی یہ فائدہ دیتا ہے۔

غرضکہ جلے ہوئے کے لئے ضماد مفید ہے۔

داء الثعلب و داء الجنبہ و سعفہ میں اکسیر ہے۔

دافع نسیان ہے تقویت ذہن میں عجیب الاثر ہے۔

صداع شقیقہ میں مفید ہے۔

زکام اور نشف سیلان رطوبت اور کان بہنے میں اس کی خاکستر مفید ہے کرم گوش کو مفید ہے۔

امراض چشم میں اس کی خاکستر فائدہ مند ہے۔

باسور ریحی، دموی میں مفید ہے۔ انتہی مختصراً

درد دندان میں اس کا جو شانندہ لے کر مضمضہ کریں۔

محرق اخلاط ردیہ ہے۔

عرق النساء میں مفید ہے۔

سڑے ہوئے زخموں سے رطوبت نکال کر بالکل خشکی لاتا ہے۔

رحم کے امراض میں اکسیر ہے۔

مدر حیض اور مخرج جنین ہے حمولاً استعمال کیا جاتا ہے۔

قونج کھولتا ہے اس کا حقنہ بھی مفید ہے۔

مسہل ہے اگر ماء الشعیر میں پیاجائے۔

مبھی ہے اگر بعد طعام نمک کے ساتھ کھایا جائے۔

اور سورہ تین میں اس کی قسم فرمائی گئی حیث قال وَالتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ۔

لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ۔ ائی ضاحیۃ للشمس لَا يَظْلُمُهَا جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ لَا يَحْجُبُهَا عَنْهَا شَيْءٌ مِّنْ

جَبِينِ تَطْلُعُ إِلَىٰ أَنْ تَغْرُبَ۔ یعنی وہ سورج کے ساتھ ایسا روشن ہے کہ کوئی پہاڑ اسے سایہ نہیں کرتا اور کوئی درخت اسے نہیں

ڈھانپتا، صبح سے غروب شمس تک سورج میں رہتا ہے۔

اس لئے کہ شرقی و غربی سمت میں زیتون تیل کم دیتا ہے چنانچہ شامی علاقہ مابین المشرق و المغرب ہے اور وہاں کا



زیتون سب سے اجود ہوتا ہے۔

اور ابو حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لَيْسَتْ فِي مَشْرِقَةِ اَبْدَا اَي فِي مَوْضِعٍ لَا يُصِيبُهُ ظِلٌّ وَلَيْسَتْ فِي قِضَاةِ اَبْدَا اَي فِي مَوْضِعٍ لَا تُصِيبُهُ الشَّمْسُ وَحَاصِلُهُ لَيْسَتْ الزَّيْتُونُ تُصِيبُهَا شَمْسٌ خَاصَّةٌ وَلَا الظِّلُّ خَاصَّةٌ۔ خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ زیتون نہ خصوصیت سے وہاں ہوتا ہے جہاں سورج ہی اپنی شعاعیں ڈالتا رہے اور نہ ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں سایہ ہی ہمیشہ رہے۔

يَكَادُ زَيْتُونُهَا يَضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارًا۔ اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ مس نہ کرے۔  
نُورًا عَلَى نُورٍ۔ یعنی وہ نور عظیم نور پر نور ہے۔ اس تشبیہ میں نور الہی بمعنی دلائل ہے اور اس پر نور قرآن کریم ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ كَذَا إِذَا الْمُرَادُ تَشْبِيهُ مَا نَوَّرَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْمَعَارِفِ وَالْعُلُومِ بِنُورِهِ الْمَشْكُورَةِ الْمُنْبِتِ فِيهَا مِنْ مِصْبَاحِهَا۔ اس نور سے مراد قلب مومن ہے جو معارف اور علوم سے مستنیر ہوتا ہے اور مشکوٰۃ وہ سینہ ہے جس میں وہ نور مستنیر ہو کر اسے روشن کر دیتا ہے۔

اور حواشی الطیبة الطیبة میں ہے: إِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ الْهِدَايَةَ بِوَحْيٍ يُنَزِّلُهُ وَرَسُولُهُ يَبْعَثُهُ۔ نور سے مراد وہ ہدایت ہے جو وحی سے ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پھیلاتے ہیں۔ اور اس بحث میں بغایت طویل کلام کہے گئے ہیں چنانچہ ایک تحقیق یہ ہے کہ

إِنَّ الْمُشَبَّهَاتِ الْمُنَاسِبَةَ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى صَدْرُ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَلْبُهُ الشَّرِيفُ وَاللَّطِيفَةُ الرَّبَّانِيَّةُ فِيهِ وَالْقُرْآنُ وَ مَا يَتَأَثَّرُ مِنْهُ الْقَلْبُ عِنْدَ اسْتِمْدَادِهِ۔

تشبیہ مناسب یہاں اس معنی میں منتہی ہے کہ مشکوٰۃ سینہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور قلب شریف اور لطیفہ ربانیہ جس میں قرآن کریم اور اس کی مدد سے قلب اقدس متاثر ہوتا ہے وہ ہو۔ اور اس کو بعض نے یوں مفصل بیان کیا۔

وَالْتَفْصِيلُ أَنَّهُ شَبَّهَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمَشْكُورَةِ۔ سینہ اقدس کو مشکوٰۃ سے تشبیہ دی گئی ہے لِأَنَّهُ كَالْكُورَةِ اس لئے کہ وہ مثل طاق کے ہے۔

فَمَنْ وَجَّهَهُ يَنْقَبِسُ النُّورَ مِنَ الْقَلْبِ الْمُسْتَنِيرِ۔ تو وہ نور حاصل کر رہا ہے قلب مستنیر سے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَقَمْنِي شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ۔ اس کے بعد نقل فرماتے ہیں اور تائید کرتے ہیں۔

وَ هَذَا التَّشْبِيهُ صَحِيحٌ قَدْ اشْتَهَرَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُفَسِّرِينَ رَوَى مُحْيِي السُّنَّةِ عَنْ كَعْبٍ هَذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْكُورَةُ صَدْرُهُ وَالزُّجَاجَةُ قَلْبُهُ وَالْمِصْبَاحُ فِيهِ النُّبُوَّةُ وَالشَّجَرَةُ الْمُبَارَكَةُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ۔

یہ تشبیہ صحیح ہے جو مفسرین کی جماعت میں مشہور ہے۔ محی السنۃ نے حضرت کعب سے نقل فرمایا یہ مثل جو اللہ تعالیٰ نے پیش کی وہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

مشکوٰۃ سے سینہ انور مراد ہے۔ اور

زجاجہ سے قلب منور مراد ہے اور۔

مصباح سے وہ نبوت مراد ہے جو اس میں مستنیر ہے۔

اور شجرہ مبارکہ سے شجر نبوت مراد ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسی مضمون کو نظم فرمایا ہے:

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

اور حقائق اسلامی میں ہے حضرت ابوسعید الخراز سے منقول ہے:

الْمَشْكُوءَةُ جَوْفٌ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مشکوٰۃ سے مراد شکم اقدس ہے۔

وَالزُّجَاجَةُ قَلْبُهُ الشَّرِيفُ - زجاجہ سے مراد قلب انور ہے۔

وَالْمِصْبَاحُ النُّورُ الَّذِي فِيهِ - مصباح سے مراد وہ نور ہے جو اس قلب منور میں ہے۔

وَشَبَّهَ قَلْبَهُ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ بِالزُّجَاجَةِ الْمَنْعُوتَةِ بِالكَوْكَبِ الدَّرِيِّ لِصَفَائِهِ وَإِشْرَاقِهِ وَخُلُوصِهِ عَنِ كَدُورَةِ الْهَوَىٰ وَلَوُثِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ وَأَنْعَكَاسِ نُورِ اللَّطِيفَةِ إِلَيْهِ وَثَبَّتِ اللَّطِيفَةُ الْقُدْسِيَّةُ الزُّهْرَةَ فِي الْقَلْبِ بِالْمِصْبَاحِ الثَّاقِبِ -

اور قلب انور کو زجاجہ سے تشبیہ دے کر اس کی تعریف میں ستارہ اور موتی سے تشبیہ اس لئے دی کہ وہ مصفی اور مجلی ہے اور ہر قسم کی کدورت سے اور ہوائے نفسانی سے پاک اور خالص ہے اور اس پر انعکاس نور لطیف کا ہے اور لطیفہ قدسیہ اس قلب میں مصباح ثاقب کی طرح منور ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ اپنی مسند میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلب چار ہیں اس میں قلب اجود مثل سراج جگمگ رہا ہے۔

اور قلب اجود قلب مومن ہے اور اس کا چراغ جو اس میں ہے وہ اس کا نور ہے۔

وَشَبَّهَ نَفْسَ الْقُرْآنِ بِالشَّجَرَةِ الْمُبَارَكَةِ لِثَبَاتِ أَصْلِهَا وَتَشَعُّبِ فُرُوعِهَا وَتَأْدِئِهَا إِلَى ثَمَرَاتِ لَا نَهَائَةَ لَهَا - اور قرآن کریم کو شجرہ مبارکہ سے تشبیہ دی کہ اس کی جڑ قائم ہے اور اس کی فروع پھیلی ہوئی ہیں اور اس سے اتنے پھل آ رہے ہیں کہ ان کی غایت و نہایت ہی نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفُرُوعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿١٠﴾ تُوْتِي أكلها كل حين بإذن ربها - کلمہ طیبہ یعنی قرآن کریم مثل شجرہ طیبہ ہے اس کی جڑ مضبوط اور فرع آسمان میں اور اس کے پھل ہر آن اللہ کے حکم سے ملتے ہیں۔

ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ سے بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کب دری قلب انور صلی اللہ علیہ وسلم اور شجرہ مبارکہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اور لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ کے یہ معنی ہیں کہ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ بِبَصْرَانِيٍّ فَيُصَلِّي نَحْوَ الْمَشْرِقِ

وَلَا يَهُودِيٌّ فَيُصَلِّي نَحْوَ الْمَغْرِبِ وَالزَّيْتُ الصَّافِي دِينَ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ نصرانی تھے کہ سمت مشرق نماز پڑھتے اور نہ یہودی تھے کہ سمت مغرب سجدہ کرتے اور زیت صافی سے استعارہ ہے دین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے۔

اور حقائق سلمیٰ میں ہے: مَثَلُ نُورِهِ فِي عَبْدِهِ الْمُخْلِصِ وَالْمَشْكُورَةِ الْقَلْبُ وَالْمِصْبَاحُ النُّورُ الَّذِي قَذَفَ فِيهِمْ - وَالْمَعْرِفَةُ تُضِيءُ فِي قَلْبِ الْعَارِفِ بِنُورِ التَّوْفِيقِ يُوقِدُ مِنْ شَجَرَةِ مُبَارَكَةِ يُضِيءُ عَلَى شَخْصٍ مُبَارَكٍ تَتَبَيَّنُ أَنْوَارُ بَاطِنِهِ عَلَى آدَابِ ظَاهِرِهِ وَ حُسْنُ مُعَامَلَتِهِ زَيْتُونَةٌ لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ جَوْهَرَةٌ صَافِيَةٌ لَا لَهَا حَظٌّ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ لِإِخْتِصَاصِهَا بِمُؤَالَاةِ الْعَزِيزِ الْعَفَّارِ۔

نور کی مثال عبد مخلص میں ہے اور مشکوٰۃ اس کا دل اور مصباح وہ نور جو اس کے دل میں ڈالا گیا اور جگمگاہٹ قلب عارف میں نور توفیق ہے۔ یُوقِدُ مِنْ شَجَرَةِ مُبَارَكَةٍ وہ ایمانی چمک ہے جو برکت والے شخص مومن سے ظاہر ہوتی ہے۔ انوار باطن کے آداب ظاہرہ پر اور حسن معاملت سے اور لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ سے اسے ایسا جو ہر صافی فرمایا کہ اسے نہ دنیا سے دلچسپی ہوتی ہے نہ آخرت سے اس لئے کہ اسے اپنے جمیل حقیقی کی محبت کا اختصاص حاصل ہوتا ہے۔

اور فلسفہ الہیات والوں نے یوں وضاحت کی کہ یہ قوائے خمسہ کی طرف اشارہ ہے جو دراکہ ہیں معاش میں۔

اول قوت حساسہ جسے حس مشترک کہتے ہیں الَّذِي يُذْرِكُ الْمَحْسُوسَاتِ بِجَوَاسِيْسِ الْحَوَاسِ الْخَمْسِ الظَّاهِرَةِ۔ یہ محسوسات کا ادراک حواس خمسہ کی مدد سے کرتا ہے۔

پھر قوت الخیالیہ الَّتِي تَحْفَظُ صُورَتَكَ الْمَحْسُوسَاتِ لِتُعْرِضَهَا عَلَى الْقُوَّةِ الْعَقْلِيَّةِ مَتَى شَاءَ۔ قوت خیالیہ وہ ہے جو محسوسات کی صورتیں قوت عقل کے ساتھ محفوظ رکھتی ہے جب چاہے۔

پھر قوت عقلیہ جو ہے مدد کہ ہے حقائق کلیہ کی اور اس کے ساتھ

قوت فکریہ جو ہے معارف عقلیہ کے ساتھ جب چاہے مدد دیتی ہے۔ تاکہ مجہولات کا علم حاصل کرے۔

پھر قوت قدسیہ وہ ہے جو انبیاء کرام کے لئے مختص ہے یا اولیاء عظام کے لئے اس کے ذریعہ لواحق غیب اور اسرار ملکوت

متجلی ہوتی ہیں۔

اب ان پانچ قوتوں کے ساتھ یہ پانچوں مذکورہ مشابہت رکھتے ہیں۔

۱- قوت حساسہ کے ساتھ مشکوٰۃ۔ جس کا مقام جوف مقدم دماغ ہے وہ مثل طاق کے ہے اس میں حواس ظاہرہ ہوتے ہیں۔

۲- اور اسی لئے قوت خیالیہ کو زجاجہ سے تشبیہ دی گئی اس لئے کہ وہ صورت مدد کہ کو قبول کرتی ہے۔

۳- اور قوت عقلیہ کو مصباح سے تشبیہ دی اس لئے کہ اس میں ادراکات اور معارف روشن ہوتے ہیں۔

۴- اور قوت فکریہ کو شجرہ مبارکہ سے تشبیہ دی کہ اس کے ذریعہ نتائج کثیرہ منج ہوتے ہیں۔

۵- اور قوت قدسیہ کو زیت سے تشبیہ دی جو بلا مس نار روشن ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کو حاصل ہے۔

يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ۔ ہدایت کرتا ہے اپنے نور کی طرف جسے چاہے اور بلا مشیت الہی یہ مقام کسی کو حاصل

نہیں۔ چنانچہ کسی شاعر نے بھی یہی کہا:



إِذَا لَمْ يَكُ التَّوْفِيقُ عَوْنًا لَطَالِبٍ طَرِيقَ الْهُدَى أَعِيَتْ عَلَيْهِ مَطَالِبُهُ  
وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ اور مثالیں دیتا ہے اللہ لوگوں کے لئے اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔

فِي بُيُوتِ آذِنِ اللَّهُ أَنْ تَرْفَعَ وَيَذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ لَا يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْعُدْوِ وَالْأَصَالِ۔ ان گھروں میں حکم دیا  
اللہ نے کہ بلند کیا جائے ان میں اللہ کا نام اور اس کی تسبیح کی جائے ان میں صبح و شام۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
وَالْمُرَادُ بِالْبُيُوتِ الْمَسَاجِدُ كُلُّهَا۔ فِي بُيُوتٍ۔ میں بیوت سے مراد تمام مساجد عالم ہیں۔ كَمَا رَوَى عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَتَادَةَ وَمُجَاهِدٍ۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعُ مَسَاجِدَ لَمْ يَبْنِهَنَّ إِلَّا نَبِيُّ الْكَعْبَةِ  
بَنَاهَا إِبْرَاهِيمُ وَإِسْمَاعِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ بَيْتُ الْمُقَدَّسِ بَنَاهُ دَاوُدُ وَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ  
مَسْجِدُ الْمَدِينَةِ وَ مَسْجِدُ قُبَا بَنَاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فی بیوت سے مراد چار مسجد ہیں جنہیں نبیوں نے تعمیر فرمایا۔

کعبہ معظمہ جسے ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا۔

بیت المقدس جسے داؤد و سلیمان علیہما السلام نے تعمیر فرمایا۔

مسجد مدینہ طیبہ جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر فرمایا۔

مسجد قبا سے بھی حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے جسے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا:

إِنَّ الْمُرَادَ بِهَا بَيْتُ الْمُقَدَّسِ وَالْجَمْعُ مِنْ حَيْثُ إِنَّ فِيهِ مَوَاضِعَ يَتَمَيَّزُ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ وَ هُوَ  
بِخِلَافِ الظَّاهِرِ جَدًّا۔ فی بیوت سے مراد بیت المقدس ہے اور بیت کو جمع کر کے بیوت فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں  
بہت سے ممتاز مواقع ہیں۔ لیکن یہ قطعاً خلاف ظاہر آیت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مواضع متعدد متمیز ہونے کے مفہوم منطوق آیت  
سے موافقت نہیں ہوتی لہذا خلاف ظاہر نص فرمانا صحیح ہے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور بریدہ رحمہ اللہ سے راوی ہیں: قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ فِي بُيُوتٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت فی بیوت آذِنِ اللَّهُ أَنْ تَرْفَعَ تلاوت فرمائی فَقَامَ  
إِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ بُيُوتٍ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ بُيُوتُ الْأَنْبِيَاءِ۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا  
کھڑے ہو کر یہ گھر کون سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کے گھر۔

فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْبَيْتُ مِنْهَا لِبَيْتِ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَعَمْ مِنْ أَفْضَلِهَا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان گھروں میں بیت علی کرم اللہ  
وجہہ اور بیت فاطمہ بھی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ اس سے زائد ہیں۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهَذَا إِنْ صَحَّ لَا يَنْبَغِي الْعُدُولُ عَنْهَا۔ یہ روایت اگر صحیح ہو تو اس سے انحراف مناسب نہیں۔ بلکہ ماننا چاہئے۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ میں اطلاق ہے جو ان مساجد و بیوت پر صادق آتی ہے۔ جن میں نماز اور علم کا عمل واقع ہو اور آذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ سے مراد حکم ہے اور تُرْفَعُ سے مراد تعظیم ہے تو اس کی عبارت یوں ہوئی: اَيُّ اَمْرٍ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِتَعْظِيمٍ قَدَرِهَا۔ اللّٰهُ كَا حَكْمِ هِيَ كِه اِن كِي تَعْظِيمِ اِن كِه مَطَابِقِ كِي جَائِي۔

اسی بناء پر ضحاک اور حسن نے فرمایا: کہ جب مسجد ہی اس سے مراد لی گئی تو اس کے مطابق اس کی تعظیم بھی لازم ہوئی۔ كَصِيَانَتِهَا عَنْ دُخُولِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَالنَّفْسَاءِ وَلَوْ عَلَى وَجْهِ الْعُبُورِ۔ جیسے اس میں جنبی کو داخلہ سے روکنا۔ حائضہ نساء کو نہ جانے دینا اگرچہ عبور ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔

### آداب مسجد

حسب موقعہ آداب مسجد بھی یہاں بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

وَقَدْ قَالُوا بِتَحْرِيمِ ذَالِكِ۔ حرمت مساجد پر فقہاء نے فرمایا:

۱۔ مسجد میں جوتی یا خف اگر گندی ہے تو نہیں لے جا سکتا۔ اِحْتِرَازًا عَنْ تَلْوِثِ الْمَسْجِدِ۔

۲۔ مسجد میں میت کا لے جانا بھی ممنوع ہے۔

۳۔ مسجد میں بچوں اور مجانین کا داخلہ حرام ہے اگر نجاست وغیرہ کا غلبہ ہو ورنہ مکروہ ضرور ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ وَاثِلَةَ بِنِ الْاَسْقَعِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ جَنِبُوا مَسَاجِدَكُمْ صَبِيَانِكُمْ وَ مَجَانِيْنِكُمْ وَ شِرَاءَكُمْ وَ بَيْعَكُمْ وَ خُصُومَاتِكُمْ وَ رَفَعَ اَصْوَاتِكُمْ وَ اِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَ سَلِّ سِيُوفِكُمْ وَ اتَّخِذُوا عَلَى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَ جَمِّرُوهَا فِي الْجُمُعِ وَ مَنَعَ اِنْشَادَ الضَّلَاةِ وَ اِنْشَادَ الْاَشْعَارِ۔

اپنی مسجدوں کو بچوں اور مجانین اور بیع و شراء اور جھگڑا لڑائی سے اور بلند آواز سے بولنے اور سزائیں دینے اور تلواریں سوتے سے محفوظ رکھو اور مساجد کے دروازے پاک رکھو اور گمراہ باتیں نہ کرو اور شعر بازی نہ کرو۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں کہ شعر و شاعری کی ممانعت اس حد تک ہے جس میں ہجو مسلم یا تعریف شراب اور عورتوں کے مذاکرہ ہوں کہ یہ شرعاً مذموم ہے اور اگر مدح نبوت، صفات اسلام یا کردار کی اصلاح مکارم اخلاق کی تعلیم پر ہوں تو ممنوع نہیں۔

۴۔ مسجد میں جو تک مارنا مار کر پھینکنا ممنوع ہے۔

۵۔ مسجد میں پیشاب کرنا ممنوع ہے اگرچہ کسی برتن ہی میں کیوں نہ کرے۔

۶۔ مسجد میں فصد کرنا ممنوع ہے (اشباہ والنظائر)

۷۔ مسجد میں تھوکننا ممنوع ہے۔

۸۔ مسجد میں وضو بھی ممنوع ہے اس لئے کہ یہ صفائی کے خلاف ہے (بدائع)

۹۔ مسجد میں ریٹھ سنک ڈالنا ممنوع ہے۔

۱۰- مسجد میں وطی اور مباشرت بھی ممنوع ہے۔

۱۱- مسجد میں بودار چیز لانا مثلاً پیاز لہسن گندنا اور مولی کھا کر آنا ممنوع ہے۔ چنانچہ

حدیث میں ہے: وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجِدَ مِنْهُ رِيحَ الثُّومِ يُؤْخَذُ بِيَدِهِ وَيُخْرَجُ إِلَى الْبَيْعِ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کسی آدمی کے پاس لہسن کی بو بھی پائی جاتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیچ تک نکال دیتے تھے۔

۱۲- اور یہی حکم اس کا ہے جس کے کپڑوں میں بدبو جیسے تیل فروش یا رنگریز یا کھال رنگنے والا وغیرہ انہیں صفوف میں پیچھے رکھا جائے گا بشرطیکہ وہ انہیں کپڑوں سے مسجد میں آئے جن میں بدبو ہو۔

۱۳- مسجد میں سونا، کھانا ممنوع ہے۔ البتہ عاکف اعتکاف کی مدت میں کھا سکتا ہے اور سو سکتا ہے۔

۱۴- مسجد میں دنیا کا کلام اور معصیت شعاری ممنوع ہے۔

۱۵- مسجد میں ادھر سے ادھر گزرنا اور اسے راستہ بنانا ممنوع ہے ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ

إِنَّ اتِّخَاذَهَا طَرِيقًا مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ -

۱۶- وَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ إِيْقَادُ الْقَنَادِيلِ الْكَثِيرَةِ فِيهَا فِي لَيَالِي مَعْرُوفَةٍ مِنَ السَّنَةِ كَلِيلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ - اور یہ چاہئے کہ قندیلیں کافی مسجد میں روشن کرنے ان راتوں میں جو احادیث سے معروف ہیں جیسے ستائیسویں شب رمضان المبارک کی۔

اور اسے ایسے طریق سے غیر محتاط ہو کر کرنا کہ بچے جمع ہو جائیں اور فضول قسم کے لہو و لعب ہوں اور شور و غوغا کیا جائے یہ مسجد میں بدعت منکرہ ہے۔

۱۷- اور مسجد میں داخل ہو کر اول تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ ابو قتادہ رحمہما اللہ سے راوی ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْطُوا الْمَسَاجِدَ حَقَّهَا قِيلَ وَمَا حَقُّهَا قَالَ رَكْعَتَانِ قَبْلَ أَنْ يُجْلِسَ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجدوں کو ان کا حق ادا کرو عرض کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا حق ہے فرمایا دو رکعت بیٹھنے سے پہلے ادا کی جائیں۔

۱۸- مساجد میں رفع صوت ممنوع ہے لیکن اگر تسبیح و تہلیل کے ساتھ ہو تو جائز ہے۔

۱۹- ابن عباس فرماتے ہیں کہ تسبیح سے مراد تو حید الہی ہے جیسے لا الہ الا اللہ -

۲۰- مسجد میں قرآن کریم بہ آواز پڑھنا جائز ہے اگر دوسرے نمازیوں کی نماز میں مخل نہ ہو۔

اب غدو اور آصال کی تحقیق عرض ہے

غدو جمع غداۃ کی ہے جیسے فتاة - صبح کو کہتے ہیں۔

اور ایصال مصدر ہے جس کے معنی دخول کے ہیں وقت اسیل اور آصلیل میں شام کو کہتے ہیں۔

چنانچہ صبح سے شام تک کی نمازوں کا اس میں حکم ہے۔

جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ



صَلَوَةُ الصُّحَى لَفِي الْقُرْآنِ وَمَا يَقُومُ عَلَيْهَا الْأُغْوَاصُ ثُمَّ تَلَا الْآيَةَ حَتَّى بَلَغَ الْأَصَالَ - صَلَوَةُ صُحَى قُرْآنِ  
کریم میں ہے اور جو اس کے ساتھ مل جائیں حتیٰ کہ شام تک۔ (احمد، بیہقی)  
بنابریں صبح سے شام تک جو صلوة مکتوبہ ہیں سب پر اس کا حکم ہے۔

رَجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ - بہت سے وہ لوگ ہیں  
جنہیں مشغول نہیں کرتی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی تسبیح و تحمید سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے۔

چنانچہ احمد اور بیہقی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ مَسَاجِدِ  
النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ - عورتوں کی افضل مسجد ان کے گھروں کی گہرائی ہے۔ کہ وہاں بیع و شری سے بچی رہیں۔  
اس آیت کریمہ کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں: نَزَلَتْ فِيْمَنْ فَرَّغَ عَنِ الدُّنْيَا كَأَهْلِ الصُّفَّةِ - یہ ان لوگوں کے  
حق میں نازل ہوئی ہے جو دنیا سے فارغ ہو چکے ہیں جیسے اہل صفہ۔

اور اقامت صلوة سے مراد ہے اپنے وقت پر نماز قائم کرنا۔

اور ایٹاء زکوٰۃ سے یہ مراد ہے جو فریضہ زکوٰۃ ان پر عائد ہو وہ مستحقین میں خرچ کرنے والے۔

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۗ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ  
فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۰

وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس دن میں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی تاکہ اللہ بدلہ دے ان کے عملوں کا اور  
زیادہ دے اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بلا حساب۔

یہ خوف دنیا میں ہے ان کے دلوں میں مرکوز ہوتا ہے کہ بروز قیامت کیا ہوگا چنانچہ یَوْمًا پر آلوسی فرماتے ہیں:  
وَالْمُرَادُ بِهِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ - اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ کے یہ معنی ہیں  
تَقَلَّبَ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ فِيهِ اضْطِرَابُهَا وَتَغْيُرُهَا أَنْفُسُهَا فِيهِ مِنَ الْهَوْلِ وَالْفَزَعِ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى  
وَإِذَا زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ -

دل اور آنکھوں کا بحالت اضطراب پلٹنا اور ہول قیامت سے جانوں کا منہ کو آجانا ہے جیسا کہ وَإِذَا زَاغَتِ  
الْأَبْصَارُ - میں بھی ارشاد فرمایا۔

لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا - تاکہ اس حال میں اللہ تعالیٰ بہترین عمل والوں کو ان کے بدلے عطا فرمائے۔  
وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ - اور اپنے فضل سے زائد انعام دے جسے مَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا - حتیٰ  
کہ فِي سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ سِتِّ مِائَةٍ كَمَا وَعَدَهُ حَيْثُ قَالَ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَبِيلَةٍ مِّائَةٌ حَبَّةٌ ۗ وَاللَّهُ يُضِعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ -

اور آخر میں وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ فرما کر عطاء بے حساب کا وعدہ فرمایا۔

پھر اسی پر عطف فرما کر کافروں کا نتیجہ اعمال ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً - اور وہ جو کافر ہیں ان کے اعمال مثل ریت کے

ہوں گے۔ جو وہ صلہ رحمی اور سقایت حجاج اور تعمیر بیت الحرام اور غریبوں کی حمایت میں کرتے رہے، وہ ریتا قیع یعنی پٹ پڑ میدان میں ہو جسے ظمان یعنی پیاسا پانی گمان کرے گا۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهُ عَذَابًا - حتیٰ کہ جب پیاس کی شدت میں اس ریتے میں آئے تو نہ پائے کچھ بھی اور اللہ تعالیٰ کو پائے یعنی عذاب الہی دیکھے۔

چنانچہ سدی اپنے غرائب میں راوی ہیں کہ صحابہ کرام سے روایت کیا: إِنَّ الْكُفَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَرَدًا عَطَاشًا فَيَقُولُونَ آيْنَ الْمَاءِ فَيَمْتَلُ لَهُمْ سَرَابٌ فَيَحْسَبُونَهُ مَاءً فَيَنْطَلِقُونَ إِلَيْهِ فَيَجِدُونَ اللَّهَ تَعَالَىٰ فَيُؤْفِقُهُمْ حِسَابُهُمْ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ

کفار جب قیامت کے دن میدان میں آئیں اور پیاس کی شدت سے پریشان ہوں تو کہیں کہاں ہے پانی تو میدان کا ریتا پانی کی مثل سامنے ہو تو اسے وہ پانی گمان کریں اور اس کی طرف چلیں تو وہاں اللہ تعالیٰ کو پائیں۔ تو وہیں ان کا حساب پورا کر دیا جائے اور وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

آئیہ کریمہ کا شان نزول عتبہ بن ربیعہ۔ ابن امیہ کے لئے ہے۔ یہ عابد تھا ٹاٹ کا لباس پہنتا تھا اور دین کی تلاش میں تھا زمانہ جاہلیت میں پھر اس نے کفر کیا۔ اب دوسری مثال دی جاتی ہے۔

أَوْ كَظَلَمْتِ فِي بَحْرِ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۗ ظَلَمْتُ بَعْضَهُمَا فَوْقَ بَعْضٍ - اس کافر کا یہ حال ہو کہ ایسے ہو جیسے ایسے ظلمات میں کوئی پھنس جائے جو گہرے دریا میں ہو۔ لُجِ عربی میں معظم ماء بحر کو کہتے ہیں اسے ڈھانپ لے موج اس دریا کی۔

پھر تراکم امواج یہ شان ہو کہ موج پر موج چڑھ رہی ہوں اوپر سے بادل گھرا ہوا ہو۔ ظلمتیں ایک پر ایک ہو کر ایسی تاریکی کر دے کہ

إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكِدْ يَرَاهَا - جب وہ ہاتھ نکالے تو اپنا ہاتھ بھی نہ دیکھ سکے۔

اس کے اندر یکدگاد سے ہے اس کی تصریح خلاصہ تفسیر میں ہم کر چکے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ - اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے نور نہ رکھا تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ یعنی جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ہدایت و ایمان نہ ملے اس کے لئے کوئی نور مفید نہیں واللہ الہادی۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورہ نور - پ ۱۸

کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرند پر پھیلائے سب نے جان رکھی ہے اپنی عبادت اور اپنی تسبیح اور اللہ ان کے کام جانتا ہے اور اللہ کے لئے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّتْ ۗ كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۳۱﴾  
وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَإِلَى اللَّهِ  
الْبَصِيرُ ﴿۳۲﴾

38B

کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادلوں کو پھر انہیں ملا دیتا ہے آپس میں پھر انہیں تہہ کرتا ہے پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے اور اترتا ہے آسمان سے ان پہاڑوں پر جن میں برف ہے اور اس کے اولے پہنچاتا ہے جسے چاہے اور پھیر دیتا ہے انہیں جس سے چاہے قریب ہے کہ اس کی چمک بجلی سے آنکھ لے جائے اللہ بدل دیتا ہے رات اور دن بے شک اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لئے

اور اللہ نے پیدا فرمایا ہر چلنے والا پانی سے تو ان میں کوئی چلتا ہے پیٹ کے بل اور ان میں کوئی چلتا ہے اپنے دو پیروں پر اور ان میں سے کوئی چلتا ہے چار پیروں سے بناتا ہے اللہ جسے چاہے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے

بے شک اتاریں ہم نے آیتیں صاف بیان کرنے والی اور اللہ دکھاتا ہے جسے چاہے سیدھی راہ اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور اتباع کیا ہم نے پھر پلٹ جاتے ہیں ان میں سے ان کے فریق بعد اس کے اور وہ مسلمان نہیں

اور جب بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ فیصلہ دے ان میں تو وہ ہیں ان کا ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے

اور اگر ہو ان کے حق میں فیصلہ تو آئیں اس کی طرف مانتے ہوئے

کیا ان کے دل بیمار ہیں یا شک رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اس سے کہ ظلم کرے اللہ اور اس کا رسول ان پر بلکہ وہ تو خود ہی ظالم ہیں

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلْفِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ ۗ يَكَادُ سَنَابِرُهُ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۗ

يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۗ

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ ۗ فَمِنْهُمْ مَنْ يَشْتَبِي عَلَى بَطْنِهِ ۗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْتَبِي عَلَى رِجْلَيْهِ ۗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْتَبِي عَلَى آرْبَعٍ ۗ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۗ

لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۗ

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۗ

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ۗ

وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۗ

أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمْ امْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولَهُ ۗ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۗ



## حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

اَلَمْ - کیا نہ	تَرَ - دیکھا تو نے کہ	اِنَّ - بے شک	اللّٰه - اللہ
يُسَبِّحُ - تسبیح کرتی ہے	لَهُ - اس کی	مَنْ - جو کچھ	فِي - بیچ
السَّمَوَاتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضِ - زمین کے ہے	وَ - اور
الطَّيْرُ - پرندے	صَفَّتْ - پر پھیلانے ہوئے	كُلُّ - ہر ایک نے	قَدْ - بے شک
عَلِمَ - جان لی	صَلَاتَهُ - اپنی عبادت	وَ - اور	تَسْبِيحَهُ - اپنی تسبیح
وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	عَلِيمٌ - جانتا ہے	بِمَا - جو کچھ
يَفْعَلُونَ - وہ کرتے ہیں	وَ - اور	بِاللّٰهِ - اللہ ہی کی	مُلْكٌ - بادشاہی ہے
السَّمَوَاتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضِ - زمین کی	وَ - اور
اِلَى - طرف	اللّٰهُ - اللہ کی ہے	الْمَصِيْرُ - پھرنا	اَلَمْ - کیا نہ
تَرَ - دیکھا تو نے کہ	اِنَّ - بے شک	اللّٰهُ - اللہ	يُرْجَى - چلاتا ہے
سَحَابًا - بادل کو	ثُمَّ - پھر	يُوَلِّفُ - ملاتا ہے	بَيْنَهُ - اس کو آپس میں
ثُمَّ - پھر	يَجْعَلُهُ - کرتا ہے اسے	رُكَاْمًا - تہہ بہ تہہ	فَتَرَى - پھر تو دیکھتا ہے
الْوَدْقِ - مینہ کو کہ	يَخْرُجُ - نکلتا ہے	مِنْ خَلَلِهَا - اس کے درمیان سے	وَ - اور
يُنزَّلُ - اتارتا ہے	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے	مِنْ جِبَالٍ - پہاڑوں پر	فِيهَا - اس میں ہوتا ہے
مِنْ بَرَدٍ - ٹالہ	فَيُصِيبُ - پھر پہنچاتا ہے	بِهِ - وہ	مَنْ - جسے
يَسَاءُ - چاہے	وَ - اور	يَصْرِفُهُ - پھیرتا ہے	عَنْ مَنْ - جس سے
يَسَاءُ - چاہے	يَكَادُ - قریب ہے	سَنَا - چمک	بَرَقَةٍ - اس کی بجلی کی
يَذْهَبُ - لے جائے	بِالْاَبْصَارِ - آنکھیں	يُقَلِّبُ - پھیرتا ہے	اللّٰهُ - اللہ
اللَّيْلِ - رات	وَ - اور	النَّهَارِ - دن کو	اِنَّ - بے شک
فِي - بیچ	ذَلِكَ - اس کے	لِعِبْرَةٍ - عبرت ہے	لِاُولِي الْاَبْصَارِ - آنکھ
والوں کے لئے	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ نے	خَلَقَ - پیدا کیا
كُلُّ - ہر ایک	دَاْبَّةٍ - جانور	مِّن مَّاءٍ - پانی سے	فِيْنَهُمْ - پھر ان میں سے
مَنْ - وہ ہیں جو	يَبْسِي - چلتا ہے	عَلَى - اوپر	بَطْنِهِ - اپنے پیٹ کے
وَ - اور	مِنْهُمْ - ان میں سے	مَنْ - وہ بھی جو	يَبْسِي - چلتا ہے
عَلَى - اوپر	رَاَجَلَيْنِ - دو پیروں کے	وَ - اور	مِنْهُمْ - بعض ان میں سے
مَنْ - وہ ہے جو	يَبْسِي - چلتا ہے	عَلَى - اوپر	اَسْبَاقِ - چار پاؤں کے
يَخْلُقُ - پیدا کرتا ہے	اللّٰهُ - اللہ	مَا - جو	يَسَاءُ - چاہے

اِنَّ۔ بے شک	اللہ۔ اللہ	علیٰ۔ اوپر	کلی۔ ہر
شئی۔ چیز کے	قَدِيرٌ۔ قادر ہے	لَقَدْ۔ بے شک	اَنْزَلْنَا۔ ہم نے اتاریں
اٰیٰتِ۔ آیتیں	مُبَيِّنَاتٍ۔ ظاہر	وَ۔ اور	اللہ۔ اللہ
يَهْدِيْ۔ ہدایت دیتا ہے	مَنْ۔ جسے	يَسْأَلُ۔ چاہے	اِلٰی۔ طرف
صِرَاطٍ۔ راہ	مُسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کے	وَ۔ اور	يَقُولُوْنَ۔ کہتے ہیں
اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔ اللہ	وَ۔ اور	بِالرَّسُوْلِ۔ رسول پر
وَ۔ اور	اَطَعْنَا۔ پیروی کی ہم نے	ثُمَّ۔ پھر	يَتَوَلَّوْا۔ پھر جاتا ہے
فَرِيْقٌ۔ ایک فرقہ	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	مِمَّنْ بَعْدِ۔ بعد	ذٰلِكَ۔ اس کے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	اَوْلٰٓئِكَ۔ یہ	بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والے
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	دُعُوْا۔ بلائے جاتے ہیں	اِلٰی۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ	وَ۔ اور	رَسُوْلِهِ۔ اس کے رسول کی	لِيَحْكُمَ۔ تاکہ فیصلہ کرے
بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان	اِذَا۔ تو ناگہاں	فَرِيْقٌ۔ ایک فرقہ	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
مُعْرِضُوْنَ۔ منہ پھرتے ہیں	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	يَكُنْ۔ ہو
لَهُمْ۔ ان کے لئے	الْحَقُّ۔ حق	يَاۤتُوْا۔ تو آئیں گے	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
مُدْعٰٓئِيْنَ۔ سر جھکائے	اِذَا۔ کیا	فِي۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے
مَرَضٌ۔ بیماری ہے	اِمْرًا۔ یا	اِمْرًا۔ شک کرتے ہیں	اِمْرًا۔ یا
يَخَافُوْنَ۔ ڈرتے ہیں	اَنْ۔ یہ کہ	يَجِيْفُ۔ ظلم کرے گا	اللّٰهُ۔ اللہ
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	رَسُوْلُهُ۔ اس کا رسول	بَلْ۔ بلکہ
اَوْلٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	هُمُ۔ وہی ہیں	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم	

### خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع۔ سورۃ نور۔ پ ۱۸

اس رکوع میں وَالطَّيْرُ صَفَّتْ۔ کے یہ معنی ہیں طیر پرند صفتِ باسِطَاتِ اَجْنِحَتِهِنَّ اپنے پر پھیلائے ہوئے  
يُزَجِيْ کے معنی ہیں سَوْفَهُ بِرَفْقٍ۔ آہستہ آہستہ چلانا۔ ہانکنا۔

رُكَاْمًا۔ کے معنی ہیں مُتْرًا كَمَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ۔ ایک دوسرے پر چڑھتے ہوئے۔

وَذِقِ۔ الْمَطْرُ۔ یعنی بارش

بَرْدٍ۔ برف

سَنًا۔ چمک

مُدْعٰٓئِيْنَ۔ گردن جھکائے ہوئے آنا۔

إِرْقَابٌ - شُكٌّ كَرْنِ وَاللَّهِ -

يَحِيْفٌ - حَقٌّ تَلْفِي كَرْنِ وَاللَّهِ -

ربط آیات:

مومنین کے دلوں کے انوار اور کافروں کی بد اعتقادی کے ظلمات بیان فرما کر اس رکوع میں چند دلائل توحید بیان فرمائے جاتے ہیں۔ تاکہ غور کرنے کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ اور اس کی توحید کا نور قلوب مومنین پر متجلی ہو کر نور علی نور ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے چار دلائل قدرت واضح فرمائے۔

(پہلی دلیل) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی نہیں بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی تسبیح و تہلیل بیان کرتے ہیں۔ آسمانوں میں ملائکہ اور روحانیت اور زمین میں انسان و حیوان اور حجر و شجر اور جوہر میں پرند پر کھولے ہوئے اڑ رہے ہیں سب اس کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ

أَلَمْ تَرَ - سے استفہام انکاری فرمایا گیا۔ گویا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا أَلَمْ تَعْلَمُ کیا آپ نہیں جانتے یعنی ضرور جانتے ہیں کہ

أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ - اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اگرچہ عوام کی آنکھیں دیکھنے اور کان سننے سے قاصر ہیں۔ لیکن جن کے ضمیر روشن ہیں جو انوار نبوت و ولایت سے سرفراز ہیں وہ سنتے اور دیکھتے ہیں۔

وَالطَّيْرِ طَعْنَةً - اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔

لیکن تسبیح مخلوق کے متعلق متکلمین کے نزدیک یہ فیصلہ ہے کہ تسبیح سے وجود خالق کل پر ہر شے کا دلالت کرنا مراد ہے جیسے کسی نے کہا:

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید      وحدہ لا شریک لہ گوید  
اور کسی نے بالفاظ دیگر کہا:

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار      ہر ورقے دفتریت از معرفت کردگار  
گویا ہر شے زبان حال سے اپنے خالق کی صفت کر رہی ہے کہ وہ خالق وہ ہے جو نقص سے منزہ اور اپنی صفات کمال اور نعوت جلال سے موصوف ہے اور یہ تسبیح بدلات الحال ہے۔

بعض نے کہا ہر شے اپنی ایک خاص زبان رکھتی ہے جو اسے منجانب اللہ عطا ہوئی ہے اور ہر شے اپنی زبانوں میں تسبیح و تقدیس کرتی ہے چنانچہ جمادات اپنی زبان جمادی سے تسبیح کرتے ہیں اور اسے اولیائے کاملین نے بھی سنا ہے۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو جہل والا واقعہ تو اس پر شاہد عدل ہے جب کہ وہ چھ کنکریاں مٹھی میں لے کر آیا اور پکارا کہ آپ آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں مجھے یہ تو بتادیتے کہ میری مٹھی میں کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو معمولی بات ہے چھ کنکریاں تو مٹھی میں لایا ہے لیکن ان کنکریوں سے میری رسالت



اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بھی سن چنانچہ مثنوی شریف میں حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گفت شش پارہ حجر در دست تست بشنو از ہر یک تو تسبیح درست  
لا الہ گفت الا اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ سفت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ**۔ (بخاری) ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔

اسی طرح نباتات اپنی زبان نباتاتی میں تسبیح کرتے ہیں۔ ستون حنّانہ کا واقعہ شہور ہے۔ یہ خرّمے کا ایک تنہ تھا جو مسجد نبوی میں ستون کی جگہ تھا۔ سردار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم اس کا سہارا لگا کر جمعہ میں خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آج بھی مسجد نبوی میں منبر کے پاس جو سنگین ستون ہے اس پر طغرا لکھا ہوا ہے "أُسْتَوَانَهُ حَنَّانَهُ"۔ بخاری شریف میں حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب صحابہ نے یہ منظوری سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ آرا ہوئے تو مہاجر ت رسول میں وہ ستون رویا اور اس کا رونا حاضرین مجلس نے سنا۔ مثنوی شریف میں ہے:

استن حنّانہ در ہجر رسول نالہ مے زد ہچو ارباب عقول  
در تحیر ماندہ اصحاب رسول کزچہ مے نالد ستوں با عرض و طول  
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں

مسندت من بودم از من تافتی بر سر منبر تو مسند ساختی !  
باقی رہے حیوانات اور پرند و چرند سوان کے عجائبات تو اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص قسم کی گویائی اور ادراک عطا فرمایا ہے۔

چنانچہ حدیث میں بہت سے واقعات منقول ہیں اور عربی میں کسی نے یہ فضائل خوب جمع کئے ہیں:

سَلَكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِإِشَارَتِهِ  
چنانچہ کُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ۔ ہر مخلوق نے یقیناً جان لی اپنی نماز اور اپنی تسبیح۔ یعنی فطری طور پر سب کو اپنے رب کی عبادت اور تسبیح آتی ہے۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ۔ اور وہ علیم جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ ان کا ظاہر باطن اس سے مخفی نہیں اس کے بعد مخلوق کے مبداء و معاد کو واضح فرمایا گیا۔

وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی۔ یعنی ہر چیز کا وجود اس کی مشیت کے ساتھ ہے اور ہر شے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شے اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہی اس کا حقدار ہے۔

وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ۔ اور تمام مخلوق کو اسی واجب تعالیٰ شانہ کی طرف واپس جانا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ اسی کی تقدیس و تسبیح ہر شے کرتی ہے اور ضروری ہے کہ آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ سب عالم اسی کا مسخر ہے اور اسی کے

اقتدار میں ہے یہ دعویٰ بدیہی ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شے مسخر و منقاد ہے وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ موجودات میں وہی واجب الوجود ہے وہی لائق عبادت و پرستش ہے اور جو اس کے سوا غیر کے پرستار ہیں وہ ظلمات متراکمہ میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ ظلمات ان کے تخیلات باطلہ فاسدہ کا سدہ عاطلہ ہیں۔ پھر

دوسری دلیل شروع ہوئی:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا - کیا آپ نے نہ دیکھا یہ بھی استفہام انکاری ہے یعنی آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ جل شانہ بادل کو چلاتا ہے۔

ثُمَّ يُولِّفُ بَيْنَهُ - پھر انہیں جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں ملاتا ہے انہیں گھنگھور گھٹا بنا دیتا ہے۔

ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ - پھر انہیں متراکم کر کے تم دیکھتے ہو کہ بارش برساتا ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ خَلِّهِ - جو انہیں کے بیچ میں سے برستی ہے پھر مزید حکمت بالغہ یہ کہ

وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ - نازل کرتا ہے آسمان سے اور پہاڑوں سے برف برساتا ہے یعنی

انہیں بادلوں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جس طرح مینہ برساتا ہے اسی طرح جسم جامد یعنی اولاً بھی برسا دیتا ہے پھر اس پر اس کی قدرت کاملہ قابل غور ہے کہ

فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ - کہ وہ اولاً پتھر کی طرح کسی کو لگ بھی جاتا ہے جسے اللہ چاہے۔

وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ - اور جس سے چاہے اسے پھیر دیتا ہے اور اس کی ضرب سے محفوظ رکھتا ہے۔

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ - قریب ہے کہ چمک اس کی آنکھیں لے جائے یعنی بجلی کی چمک چونند سے آنکھیں

بند ہو جاتی ہیں یا آنکھ کی روشنی جاتی رہتی ہے۔

دکھانا یہ ہے کہ سرد اور تر جگہ سے جہاں اولے اور مینہ برستا ہے وہاں سے ہی بجلی کی آگ بھی ظاہر ہوتی ہے جو ایک عاقل

فہیم ذکی کے لئے سبق ہے کہ اس قادر حکیم کی یہ سب جلوہ ریزیاں ہیں۔

پھر یہ بلاغت کلام کے تیور ہیں کہ قدرت کمال کا مظاہرہ فرمانے میں مینہ کی بحث کے اندر سارا سماں مینہ کا باندھ دیا۔ اور

آگے فرمایا کہ ہمارے وجود اور قدرت کی یہ تیسری دلیل ہے:

يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ - کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو بدلنے والا

ہے یعنی دن سے رات اور رات سے دن ظاہر فرماتا ہے پھر اس کی مقداریں کم زیادہ کرتا ہے عام اس سے کہ وہ سیرشمس یا

حرکت زمین سے ہو یا کسی اور طرح بہر کیف یہ حرکات بھی اسی کے ید قدرت میں ہیں اور اس میں اہل بصیرت کے لئے

زبردست عبرت ہے۔ اس کے بعد چوتھی دلیل شیون تخلیق کے متعلق ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ - اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا فرمایا۔

فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ - پھر اس میں وہ بھی پیدا کیا جو اپنے پیٹ کے بل چل رہا ہے جیسے چوہا، مچھلی، سانپ،

حشرات الارض کیڑے مکوڑے۔





یہ چند منافق مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے آئندہ آیات میں انہیں کی طرف روئے سخن ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا - اور یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور رسول پر یعنی یہ لوگ منہ سے تو ایمان اور فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں لیکن یہ محض زبانی ایمان ہے اور تصدیق بالبحان نہیں یہی وجہ ہے کہ۔

ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ - پھر ان میں سے منحرف ہو جاتے ہیں بعد اس اقرار کے اور حقیقتاً یہ مومن نہیں ہیں۔ اور موقع امتحان پر منہ موڑ لیتے ہیں جو اس امر کی بین دلیل تھے کہ یہ درحقیقت مومن نہیں ہیں۔

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۸﴾ - اور جب بلائے جاتے ہیں اللہ اور رسول کی طرف تاکہ ان کے مابین فیصلہ دیا جائے تو وہیں ان کا ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے۔

اس واقعہ کی اصل مقاتل کی تحقیق میں یہ ہے کہ بشر منافق کا ایک یہودی سے مقدمہ ہوا اس میں یہودی حق پر تھا اور اس کا اصرار تھا کہ یہ مقدمہ کعب بن اشرف یہودی کے آگے پیش نہ ہو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں دائر ہو اور بشر منافق یہ چاہتا تھا کہ کعب دعا باز راشی ہے وہاں پیش ہو کہ اس سے کچھ دے لے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالوں گا۔

یہودی کو اس امر کا یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمانے میں کسی کی رعایت نہ فرمائیں گے اور حق فیصلہ دیں گے اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مقدمہ کرنے پر مصر تھا۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مابین ایک زمین پر تنازعہ ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے فیصلہ لیا جائے اور مغیرہ نے اس سے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایمان کا جھوٹا دعویٰ کر کے نفاق کرتے ہیں۔ جھوٹی قسمیں بکھا کر ویسے تو کہتے ہیں کہ ہم مطیع اور مطیع ہیں مگر جب حکم ملتا ہے تو منحرف ہو جاتے ہیں۔ البتہ

وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ - اگر ہوا نہیں کے حق میں فیصلہ تو آتے ہیں مُذْعِنِينَ - یعنی گردن جھکائے ہوئے۔ اس پر ارشاد ہے:

أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمْ امْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحْيِفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - کیا ان کے دلوں میں مرض نفاق ہے یا اس شک میں پڑے ہوئے ہیں اور خوف کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول حق تلفی کرے گا بلکہ درحقیقت وہی حق تلف کرنے والے ہیں اور ظالم ہیں۔

### مختصر تفسیر اردو چھٹارکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْبِغُ لَهُ مَنَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَاتٍ كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۹﴾ -

کیا نہ دیکھا تم نے اے محبوب کہ بے شک اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرند پر پھیلائے سب نے جان لیا ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو اور اللہ ان کے اعمال کو جانتا ہے۔

وَالطَّيْرِ صَفَاتٍ مَرْفُوعٍ هِيَ اس لئے کہ اس کا عطف من پر ہے اور وہ بلحاظ تسبیح کے فاعل ہونے کے مرفوع ہے اور

صافات طیر سے حال ہے یعنی عبارت یہ ہوئی: **تُسَبِّحُهُ تَعَالَى حَالًا كَوْنَهَا صَافَاتٍ أَجْنَحَتَهَا وَه طِيرَ اللَّهُ كِي تَسْبِيحٍ** پر پھیلائے کرتے ہیں۔

یہ مضمون مستانف ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے کہ آپ نے اپنے انوار نبوت کی روشنی میں ضرور ملاحظہ فرمایا ہے کہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب ہماری تسبیح کر رہے ہیں اور سما اور فضاء ہوائیہ میں جو پرند ہیں وہ بھی پر پھیلائے ہماری تسبیح میں رطب اللسان ہیں اور سب نے اپنے اپنے طریقہ کی عبادت اور تسبیح جان رکھی ہے اور اللہ ان کے اعمال جانتا ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ تسبیح زبان حال سے ہو رہی ہے یا حقیقتاً؟

اس کی تصریح ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

**وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ**۔ اور ملکیت سماوی اور ارضی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

اور جب تمام موجودات اسی کی تحت ملک و تصرف ہے تو وہی اس کا حقدار ہے کہ اسی کی عبادت ہو اور اسی کو پوجا جائے اس کی ہی تسبیح و تہلیل کی جاوے۔

**أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خَلِيلِهِ**۔ یہ دوسرا مخاطبہ ہے۔ کیا نہ دیکھا آپ نے اے محبوب کہ اللہ ہانکتا اور چلاتا ہے بادلوں کو پھر ملاتا ہے انہیں آپس میں انہیں پھر کر دیتا ہے ٹکڑے ٹکڑے تو دیکھتے ہیں آپ بارش کو کہ برستی ہے اس میں سے۔

عربی میں از جاء کہتے ہیں کسی شے کو نرمی اور سہولت سے چلانے کو اور اسی سے **يُزْجِي** ہے تو چونکہ بادلوں کو نرم نرم چلایا جاتا ہے پھر ان میں تالیف ہوتی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں پھر وہ متراکم ہوتے ہیں یعنی ایک پر ایک گھٹا آتی ہے پھر و دق یعنی مطر شدید یا ضعیف برسنے لگتا ہے تو و دق بارش کو محاورہ عربی میں کہا گیا۔

رکام۔ ر کم سے ہے اس کے معنی ہیں ایک چیز کو ایک پر رکھنا۔

**يَخْرُجُ مِنْ خَلِيلِهِ**۔ یعنی وہ بارش انہیں متراکم ابروں سے نکلتی ہے۔ پھر **وَيُنزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ**۔ اور برساتا ہے انہیں بلند بادلوں سے پہاڑوں سے جو انہیں بادلوں میں ہیں برد اوالے تو پہنچتے ہیں اسے جسے اللہ چاہے اور ہٹا دیتا ہے اس سے جسے چاہے۔

اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جیسے زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمان میں برف کے پہاڑ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اور یہ جو بارش میں اوالے برستے ہیں اسی برفانی پہاڑی کے کنکر ہیں۔

یابہ معنی ہیں کہ آسمان سے اولوں کے پہاڑ کے پہاڑ برسائے جاتے ہیں پھر یہ کسی کو لگ جاتے ہیں اور کوئی ان سے بچ جاتا ہے یہ بھی مشیت الہی پر موقوف ہے (مدارک)

بہر حال سماع عربی میں **كُلُّ مَا عَلَاكَ سَمَاءٌ** جو کچھ ہم سے اوپر ہے وہ سما ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: **إِنَّ**

اللَّهُ تَعَالَى خَلَقَ فِي السَّمَاءِ جِبَالًا مِّنْ بَرَدٍ كَمَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ جِبَالًا مِّنْ حَجَرٍ۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر برف کے پہاڑ پیدا فرمائے ہیں جیسے زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں۔

اس پر فلاسفہ نے بہت طویل بحثیں کی ہیں جو ہم نے نظر انداز کر دی ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

يَكَادُ سَنَابِرُوقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۗ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ۔  
 قریب ہے کہ چمک اس بجلی کی لے جائے آنکھیں۔ اللہ ہی بدلتا ہے رات اور دن کو بے شک اس میں عبرت ہے نگاہ والوں کو۔  
 سناعربی میں روشنی کو کہتے ہیں اور برق بجلی کو۔ تو بجلی کی روشنی اس کے حاصل معنی ہوئے۔ پھر اس کے بعد اپنی دوسری  
 قدرت تخلیق کا مظاہرہ فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہوا:

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْسِي عَلَى بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْسِي عَلَى رِجْلَيْهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ  
 يَّمْسِي عَلَى آرْبَعٍ ۗ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۵﴾  
 اور اللہ نے پیدا کیا ہر چلنے والا پانی سے تو ان میں کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے۔

اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے۔

اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے۔

اللہ بناتا ہے جو چاہے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

پیٹ کے بل چلنے والے سانپ مچھلی اور کیڑے مکوڑے۔

دو پیروں پر چلنے والے جیسے انسان اور پرند۔

چار پیروں پر چلنے والے جیسے گائے، بیل، بھیڑ، بکری، درندے وغیرہ۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِأَنَّ مِنَ الدَّوَابِّ مَا يَتَوَلَّدُ مِنْ نُّطْفَةٍ۔

وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّهَا عَلَى الْأَوَّلِ لِزَامِكْ أَيْضًا بِنَاءٍ عَلَى شُمُولِ الدَّابَّةِ لِلْمَلَكَةِ الْمَخْلُوقِينَ  
 مِّنْ نُورٍ۔ ملائکہ کی تخلیق پانی سے نہیں بلکہ نور سے ہے۔

وَاللِّجَنِّ الْمَخْلُوقِينَ مِنْ نَّارٍ۔ اور جن آگ سے پیدا ہوئے۔

وَأَدْعَىٰ أَيْضًا إِنَّ مِنَ الْإِنْسِ مَنْ لَّمْ يُخْلَقْ مِنْ مَّاءٍ أَيْضًا وَهُوَ آدَمُ وَعِيسَىٰ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَإِنَّ  
 الْأَوَّلَ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ وَالثَّانِي خُلِقَ مِنْ رُوحٍ۔ اور یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ انس میں بھی وہ ہیں جو پانی سے نہیں پیدا  
 ہوئے جیسے آدم علیہ السلام کہ ان کے لئے فرمایا خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ اور عیسیٰ علیہ السلام کہ ان کی تخلیق روح سے ہے۔

اس کا جواب ہم خلاصہ تفسیر میں دے چکے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق پانی پر ہی موقوف رکھی ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اسی  
 لئے فرمایا تو ثابت ہوا کہ ابتداء ہر شے کی پانی پر ہے پھر خواہ وہ عنصر ناری ہو یا نوری تراپی ہو یا ہوائی یا روحی۔

بہر حال پانی پر حیات اشیاء کا موقوف ہونا ضروری ہے۔

لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ بے شک ہم نے روشن آیتیں نازل



فرمائیں اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ کی راہ دکھاتا ہے۔

اس کے بعد اب ان گمراہوں کا ذکر شروع فرمایا جاتا ہے جنہیں سیدھی راہ دکھانا مشیت الہی عزوجل میں نہ تھا چنانچہ یہ آیتیں منافقین کے متعلق ہیں۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ بِالرَّسُولِ وَ أَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۗ وَ مَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور اطاعت کی ہم نے پھر منحرف ہو جاتا ہے ایک فریق ان میں سے بعد اس کہنے کے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مومن ہی نہیں ہیں۔

ابن منذر قتادہ رحمہما اللہ سے راوی ہیں: إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْمُنَافِقِينَ ۚ۔ یہ آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں وَ رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ نَحْوَهُ۔

وَ قِيلَ نَزَلَتْ فِي بَشَرِ الْمُنَافِقِ دَعَاهُ يَهُودِيٌّ فِي خُصُومَتِهِ بَيْنَهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ دَعَا هُوَ الْيَهُودِيُّ إِلَى كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ ثُمَّ تَحَاكَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَكَمَ لِلْيَهُودِيِّ فَلَمْ يَرْضَ الْمُنَافِقُ بِقَضَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ تَحَاكُمُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا ذَهَبَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ قَضَى لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْضَ بِقَضَائِهِ فَقَالَ عُمَرُ لِلْمُنَافِقِ أَكْذَابُكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ مَكَانَكُمْ حَتَّى أَخْرَجَ إِلَيْكُمَا فَدَخَلَ عُمَرُ بَيْتَهُ وَ خَرَجَ بِسَيْفِهِ فَضَرَبَ عُنُقَ ذَلِكَ الْمُنَافِقِ حَتَّى بَرِدَ وَ قَالَ هَكَذَا أَقْضَى لِمَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ فَنَزَلَتْ۔

یہ آیت بشر منافق کے معاملہ میں نازل ہوئی اس کا مقدمہ ایک یہودی سے تھا تو یہودی اسے بارگاہ رسالت ﷺ میں لے جانا چاہتا تھا اور بشر منافق اس پر مصر تھا کہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس یہ مقدمہ ہو۔ آخر دونوں بارگاہ رسالت میں آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ تو بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور بولا اچھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس چل۔ یہودی نے کہا اچھا چل۔

جب وہاں دونوں پہنچے۔ یہودی نے کہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے لیکن یہ اس پر راضی نہیں ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر سے فرمایا کیا ایسا ہی ہے بشر نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا اپنی جگہ ٹھہرو میں آتا ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے تلوار سونتے ہوئے تشریف لائے اور بشر کی گردن اڑادی وہ فوراً ٹھنڈا ہو گیا اور مر گیا فرمایا میں ایسے فیصلہ دیتا ہوں اس کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَ قَالَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ عُمَرَ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَسُمِّيَ لِذَلِكَ الْفَارُوقَ۔ اور روح

الامین اسی وقت حاضر ہوئے اور عرض کیا عمر نے حق و باطل میں فرق کر دیا اسی لئے اب ان کا نام فاروق رکھا گیا۔

دوسرا شان نزول اس طرح ہے جسے ضحاک رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: نَزَلَتْ فِي

الْمُغِيرَةَ بْنِ وَاثِلٍ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ كَرَمَ اللَّهُ وَجْهَهُ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ فَتَقَاسَمَا فَوَقَعَ لِعَلِيٍّ مَا لَا يُصِيبُهُ الْمَاءُ إِلَّا بِمُشَقَّةٍ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بَعْنِي أَرْضَكَ فَبَاعَهَا إِيَّاهُ وَتَقَابَضَا۔

مغیرہ بن وائل اور سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ کے مابین ایک زمین کا خاصہ تھا۔ جب وہ تقسیم ہوئی تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو وہ حصہ ملا جس میں پانی محنت سے پہنچتا تھا۔ مغیرہ نے آپ سے عرض کیا یہ زمین مجھے بیچ دیجئے آپ نے اسے بیچ دی اس پر اس نے قبضہ کر لیا۔

فَقِيلَ لِلْمَغِيرَةِ أَخَذْتَ سَخْبَةَ لَا يَنَالُهَا الْمَاءُ۔ تو مغیرہ کو لوگوں نے کہا تو نے وہ حصہ لیا جسے پانی نہیں پہنچتا۔  
فَقَالَ لِعَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَقْبِضْ أَرْضَكَ فَإِنَّ مَا اشْتَرَيْتُهَا إِنْ رَضِيَتْهَا وَلَمْ أَرْضَهَا فَإِنَّ الْمَاءَ لَا يَنَالُهَا۔ مغیرہ نے حضرت امیر سے کہا اپنی زمین واپس لیجئے میں اسے نہیں خریدتا اور میں اس سے خوش نہیں اس لئے کہ اسے پانی نہیں پہنچتا۔

فَقَالَ عَلِيُّ قَدْ اشْتَرَيْتَهَا وَرَضِيَتْهَا وَقَبَضْتَهَا وَأَنْتَ تَعْرِفُ حَالَهَا لَا أَقْبِلُهَا مِنْكَ۔  
حضرت امیر نے فرمایا تو نے اسے خریدا اور تو اس سے خوش تھا اس پر تو نے قبضہ کر لیا تجھے اس کا حال معلوم تھا اب میں اسے واپس نہیں کرتا۔

وَدَعَاهُ إِلَى أَنْ يُخَاصِمَهُ إِلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور اسے فیصلہ کے لئے بارگاہ رسالت ﷺ میں جانے کے لئے فرمایا۔

فَقَالَ أَمَا مُحَمَّدٌ فَلَسْتُ أَتِيهِ فَإِنَّهُ يُبْغِضُنِي وَأَنَا أَخَافُ أَنْ يُحِيفَ عَلِيَّ فَنَزَلَتْ۔ مغیرہ بولا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاؤں گا اس لئے کہ وہ مجھ سے (معاذ اللہ) بغض رکھتے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ وہ میری حق تلفی کر دیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا:

ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ۔ اول اطاعت کا منافقانہ اقرار کرتے ہیں پھر ان میں کا ایک فریق اس اقرار کے بعد منحرف ہو جاتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ مومن ہی نہیں ہے۔

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ۔ اور جب بلایا جائے انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ فیصلہ دے وہ رسول ان میں تو جہی ایک فریق ان سے اعراض و انحراف کرتا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں بحکم کی ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ ضمیر کو اس طرف ہی عائد کیا جائے جو سیاق کلام سے مستفاد ہوتا ہے تو اس میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طرف ہو سکتی ہے لیکن حکم کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس میں مشارکت تخیم کے لئے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم چونکہ فی الحقیقت حکم الہی ہے بنا بریں دونوں نام لینے ضروری تھے۔

جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا۔ حالانکہ خدع اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناممکن ہے۔

إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ۔ تو ایک فریق ان سے اعراض کرتا ہے بانکہ وہ جانتا ہے بِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْكُمُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق ہی فیصلہ دینے والے ہیں مگر منافقت انہیں اس اتباع سے روکتی ہے۔

وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ۔ اور اگر معلوم ہو کہ انہیں کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ تو متبع بن کر ادھر ہی

جھکے ہوئے آئیں۔ اسی بنا پر فرمایا:

أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمْ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحْيِفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ - کیا ان کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یا شک میں ہیں یا اس امر سے خائف ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول حق تکلفی کرے گا۔  
بَلْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - بلکہ یہی ظالم لوگ ہیں۔

### بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

مسلمانوں کا قول تو یہی ہے کہ جب وہ بلائے جائیں اللہ اور رسول کی طرف تا کہ وہ فیصلہ فرمائے ان میں یہ کہ کہیں ہم نے سنا اور پیروی کی اور یہی لوگ ہیں فلاح یافتہ اور جو پیروی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور ڈرے اللہ سے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں اور قسم کھائی انہوں نے اور پختہ ہوئے اپنی حلف میں کہ اگر تم انہیں حکم دو تو ضرور نکلیں گے (جہاد کو) فرمادیجئے قسمیں نہ کھاؤ۔ اطاعت ہے شرع کے حکم کی بے شک اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے

فرمادیجئے پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی تو اگر تم منحرف ہوئے تو سوا اس کے نہیں کہ جو رسول پر ہے وہ اس کے ذمہ ہے اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ ہے اور اگر پیروی کی تم نے رسول کی ہدایت پا گئے اور رسول پر نہیں مگر پہنچانا حکم کا ہے

وعدہ کیا اللہ نے انہیں جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسے ان سے پہلوں کو دی اور ضرور انہیں متمکن کرے گا ان کا دین جس سے وہ راضی ہے اور ضرور ان کا خوف امن سے بدل دے گا میری عبادت کرو نہ شریک کرو میرے ساتھ کسی شے کو اور جو کفر کرے بعد اس کے وہی فاسق ہے اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور پیروی کرو رسول کی تا کہ تم رحم کئے جاؤ

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۗ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٦﴾  
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٧﴾  
وَاقْسُوا بِاللَّهِ جَهْدَ آيَاتِهِمْ لِيُنْ أَمْرَتَهُمْ لِيَخْرُجُنَّ ۗ قُلْ لَا تُقْسُوا طَاعَةً مَعْرُوفَةً ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٨﴾

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۗ وَإِنْ تُطِيعُوا تَهْتَدُوا ۗ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٩﴾

وَعَدَا اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۗ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَيَسَكُنَنَّ لَهُمْ دِينُهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ ۗ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۗ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾  
وَاقْبُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾



نہ گمان کریں جو کافر ہیں کہ وہ قبضہ سے نکل جائیں گے  
زمین میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ یقیناً برا ٹھکانہ ہے

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي  
الْأَرْضِ وَمَا لَهُمُ النَّارُ وَلَيْسَ الْبَصِيرُ

### حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

إِنَّمَا سِوَا اس کے نہیں	كَانَ تھی	قَوْلَ - بات	الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں کی
إِذَا - جبکہ	دُعُوا - وہ بلائے گئے	إِلَى - طرف	اللَّهِ - اللہ کی
وَ - اور	رَسُولِهِ - اس کے رسول کی	لِيَحْكُمَ - تاکہ فیصلہ کرے	بَيْنَهُمْ - ان میں
أَنْ - یہ کہ	يَقُولُوا - کہیں	سَمِعْنَا - ہم نے سنا	وَ - اور
أَطَعْنَا - مانا	وَ - اور	أُولَئِكَ - یہ لوگ	هُمْ - وہی ہیں
الْمُفْلِحُونَ - فلاح پانے والے	وَ - اور	مَنْ - جو	يُطِيع - پیروی کرنے
اللَّهُ - اللہ کی	وَ - اور	رَسُولَهُ - اس کے رسول کی	وَ - اور
يَخْشَى - ڈرے	اللَّهُ - اللہ سے	وَ - اور	يَتَّقِهِ - پرہیزگاری کرے
فَأُولَئِكَ تَوَيْبٌ لَّوْگ	هُمْ - وہی ہیں	الْفَآئِزُونَ - کامیاب	وَ - اور
أَقْسَمُوا - قسمیں کھائیں انہوں نے	بِاللَّهِ - اللہ کی	جَهْدًا - مضبوط	جَهْدًا - مضبوط
أَيْمَانِهِمْ - قسمیں اپنی	لَيْبِنَ - اگر	أَمْرَتَهُمْ - تو ان کو حکم دے	لِيَخْرُجْنَ - تو ضرور نکلیں
قُلْ - فرمائیے	لَا - نہ	تُقْسِمُوا - قسمیں کھاؤ	طَاعَةٌ - طاعت ہے
مَعْرُوفَةٌ - حکم کے مطابق	إِنَّ - بے شک	اللَّهُ خَبِيرٌ - اللہ خیر جانتا ہے	بِهَذَا - اس کو جو
تَعْمَلُونَ - تم کرتے ہو	قُلْ - کہہ	أَطِيعُوا - کہا مانو	اللَّهُ - اللہ کا
وَ - اور	أَطِيعُوا - کہا مانو	الرَّسُولِ - رسول کا	فَإِنْ - پھر اگر
تَوَلَّوْا - پھر جائیں	فَإِنَّمَا - تو بے شک	عَلَيْهِ - اس پر ہے	مَا - جو
حُكْمٌ - اس کے ذمہ ہے	وَ - اور	عَلَيْكُمْ - تم پر ہے	مَا - جو
حِطَّتُمْ - تمہارے ذمہ ہے	وَ - اور	إِنْ - اگر	تُطِيعُوا - کہا مانو اس نا
تَهْتَدُوا - تو ہدایت پاؤ گے	وَ - اور	مَا - نہیں	عَلَى - اوپر
الرَّسُولِ - رسول کے	إِلَّا - مگر	الْبَلَاغُ - پہنچانا	الْمُبِينُ - ظاہر
وَعَدَ - وعدہ کیا	اللَّهُ - اللہ نے	الَّذِينَ - ان سے جو	آمَنُوا - ایمان لائے
مِنْكُمْ - تم میں سے	وَ - اور	عَمِلُوا - عمل کئے	الصَّالِحَاتِ - نیک
لِيَسْتَخْلِفَهُمْ - ضرور خلیفہ بنائے گا ان کو	وَ - اور	فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین
كَمَا - جیسے	اسْتَخْلَفَ - خلیفہ بنائے	الَّذِينَ - وہ جو	مِنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے تھے



بِنَاتَعْمَلُونَ ﴿۵۷﴾ -

اور وہ قسم کھاتے ہیں اللہ کی پکی قسم کہ اگر آپ حکم دیں گے تو ہم گھرباز چھوڑ کر نکل پڑیں گے یعنی ہم ہر حکم کی تعمیل کو حاضر ہیں۔ فرمادیتے تھے قسمیں نہ کھاؤ قانون شرعی کے موافق اطاعت چاہئے بے شک اللہ خبردار ہے تمہارے کاموں سے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِن تُطِيعُوا تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۵۷﴾ -

فرمادیتے تھے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی تو اگر اس پر بھی وہ منحرف ہوں تو نبی پر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ ہے اور اگر تم پیروی کرو ان کی تو ہدایت یافتہ ہو گے اور رسول پر بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھلم کھلا حکم پہنچادے۔

یعنی اگر تم نے دل سے پیروی کی تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو رسول کے ذمہ حکم مبین پہنچانے کے سوا کچھ نہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا -

وعدہ فرمایا ہے اللہ نے انہیں جو تم میں ایماندار ہیں اور نیک عمل کئے کہ ان کو ضرور ملک کی خلافت و حکومت عطا فرمائے گا جیسے کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی اور ضرور انہیں مستحکم فرمائے گا ان کے لئے وہ دین جو ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کے خوف کو ضرور امن سے بدل دے گا۔

پہلے بیانون میں اخروی کامیابی کا وعدہ دیا گیا اب دنیاوی کامیابی کا وعدہ دیتے ہیں۔ خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ دیا گیا ہے لیکن یہ سب وعدے آمنوا و عملوا الصالحات کی شرط پر ہیں ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ - تم سستی نہ کرو اور غمگین نہ ہو تم یقیناً بلند اور اعلیٰ رہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو۔

آج ہم یہ وعدے تو تلاوت قرآن کے وقت پڑھتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ وعدہ استخلاف الذين آمنوا و عملوا الصالحات کی شرط پر ہے۔

أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ کے ساتھ ہے۔

آہ آج ہم اپنی حالت زبوں پر سو افسوس کے اور کیا کہیں۔ کیا مومن اسی کو کہتے ہیں۔

جو اپنے بھائی کا خون حلال جانے۔

کیا مومن وہی ہے جو رشوت خواری کرے۔

کیا مومن کی یہی شان ہے کہ نماز بھی غائب اور روزہ بھی نذر شرب و اکل۔

حج کو بھی جائے تو بلیک مار کیٹنگ کرے۔

داڑھی بھی رکھے تو لوگوں کو پھانسنے کے لئے۔



سینما بغیر شب خوابی حرام ہو۔

کلبوں کی شرکت بغیر نوالہ حلق سے اترنا مشکل ہو۔

ڈانس میں بیوی کو جب تک ساتھ نہ لے جائے شریف نہ کہلائے۔

جوئے کی آمدنی شیر مادر سے زیادہ محبوب ہو۔

حلال اسے سمجھا جائے جس میں آمدنی اور دولت بڑھے۔

سود خواری کے لئے حیلے ڈھونڈے جائیں۔

جھوٹ دھوکہ بازی کے بغیر عقلمند آدمی بے وقوف کہلائے۔

صَدَقَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَلْ أَنْتُمْ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَفُتَاءِ السَّيْلِ۔ قرب قیامت کے زمانہ میں مسلمان آج سے بہت زیادہ ہوں

گے لیکن جیسے پر نالہ کا بہا ہوا بھوسہ بیکار ہوتا ہے ویسے ہی اس زمانہ کا مسلمان بیکار ایمان و دیانت سے خالی محض بد شعار بد اطوار

رہ جائے گا۔ بنا برائیں سمجھ لو کہ لَيْسَتْخَلْفَتَهُمْ فِي الْأَرْضِ هَمَارے لئے نہیں ہے بلکہ ان کے لئے ہے جن سے وعدہ فرمایا۔

يَعْبُدُونَ نَبِيَّ لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا۔ میری عبادت کریں میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنائیں۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ اور جو اس کے بعد بھی نافرمانی کرے وہ یقیناً فاسق ہے پھر حکم ہے۔

وَاقْبِسُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ نماز قائم رکھو زکوٰۃ دیتے رہو اور ہمارے

اس رسول کی پیروی کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمُ النَّارُ وَلَيْسَ الْبَصِيرُ۔ یہ گمان نہ رکھنا کہ

منکرین ملک میں اپنی فتنہ سازیوں سے ہم کو ہر ادیس گے ان کا ٹھکانا تو آگ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر اقتدار حاصل کر کے بنی اسرائیل کی طرح اگر اللہ اور اس کے رسول سے برگشتہ ہو گئے اور نماز و

زکوٰۃ سب ترک کر دی اور ہمارے رسول کی اتباع کو چھوڑ دیا تو تم فلاح کی بجائے ہلاکت میں پڑ جاؤ گے شوکت و حکومت اور

دبدبہ سب جاتا رہے گا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ میں اگرچہ مومنین کو تسلی ہے لیکن مومنین کو تسلی دی گئی ہے کہ نہ کہ فساق و فجار موجودہ دور

کے نام نہاد مسلمانوں کو۔

چنانچہ آیہ کریمہ کا شان نزول بھی اسی کا شاہد ہے۔

حاکم نے بہ سند صحیح اور طبرانی نے ابی بن کعب سے اس کا شان نزول یہ روایت کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت

فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو تمام بر عرب دشمن تھا مسلمان ہر وقت دشمن کے خوف سے ہتھیار بندرتے تھے۔

اور آرزو کرتے تھے کہ کبھی وہ دن بھی آئیں گے کہ ہم امن کی نیند سوئیں گے اور سو اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف ہمیں مضطر نہ

کرے گا اس پر ان کے لئے وعدہ آیا۔

وَلَيَبْدَأَنَّ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ چنانچہ جنگ احزاب کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو غلبہ دیا۔ پھر عہد

صدیقی و فاروقی میں عرب ہی نہیں بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز و شاداب ملکوں پر تسلط ہو گیا۔  
حتیٰ کہ عہد عثمانی و عہد علی میں بھی مسلمان فتح یاب ہوئے اور وہ فتوحات حاصل ہوئیں کہ صفحات تواریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

### مختصر تفسیر اردو ساتوں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا - جزاں  
نیست کہ قول مومنین یہی ہوتا ہے کہ جب بلائے جائیں وہ اللہ اور رسول کی طرف تا کہ وہ ان میں فیصلہ دے تو وہ کہیں سَمِعْنَا  
وَاطَعْنَا۔

آسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَالْمَعْنَى إِنَّمَا كَانَ مُطْلَقُ الْقَوْلِ الصَّادِرِ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى  
اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خُصُومِهِمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا  
یعنی آیت کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ مومنین کی زبان پر یہی قول رہنا چاہئے جب وہ بلائے جائیں اللہ تعالیٰ اور اس کے  
رسول ﷺ کی طرف کہ ان میں فیصلہ دیں ان کی خصومتوں میں کہ سنا ہے ہم نے اور اطاعت کی ہم نے۔ یعنی ان کے لئے یہ  
طریق ادب لازم ہے۔

وَأُولَئِكَ هُمُ الْبَاقِلُونَ - ایسے ہی مومن فلاح یافتہ جنتی ہیں۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ - اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے  
رسول کی اور ڈرے اللہ سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ جنت کے پانے اور اللہ کے راضی کرنے میں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَا تُقْسِمُوا طَاعَةً مَعْرُوفَةً إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ  
بِمَاتَعْمَلُونَ - اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی اپنی قسم میں حد کی کوشش کی کہ اگر تم انہیں حکم دو گے تو وہ ضرور نکل جائیں گے  
(جہاد کو) آپ فرمادیجئے قسمیں نہ کھاؤ (ہمیں تو) تمہاری فرمانبرداری علانیہ چاہئے اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔

تمہاری زبانی اطاعت اور عملی قلبی مخالفت سب اس پر ظاہر و باہر ہے تمہاری منافقت بھی پوشیدہ نہیں اور ایمان والوں کا  
ایمان بھی اس سے مخفی نہیں آگے صاف صاف حکم دیا گیا:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حَمَلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا  
تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۵۷﴾ -

فرمادیجئے پیروی کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی تو اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا  
گیا اور تم پر وہ جو تم پر بوجھ رکھا گیا اور اگر رسول کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

یعنی سچے دل سے بلا نفاق اطاعت الہی اور اتباع رسالت پناہی کرنا اور سچی نیت سے پیرو ہونا تم پر لازم ہے اس پر بھی  
اگر تم ہمارے رسول علیہ السلام سے انحراف کرو گے تو ان کا اس میں کچھ نقصان نہیں اس لئے کہ ان کے ذمہ اتنا ہی بوجھ تھا کہ وہ  
تمہیں پہنچادیں اور حکم سنادیں یہ انہوں نے اچھی طرح تم تک پہنچا دیا اور وہ اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو چکے۔

ان کا کام یہ نہیں کہ وہ تمہارے پیچھے پیچھے لگے رہیں اور قدم قدم پر تمہاری نگرانی کریں پھر ہماری طرف سے اخروی اجر

پر وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ۔ فرمادیا گیا مزید براں دنیاوی ترقی اور حشمت و شوکت کے لئے بھی ہماری طرف سے وعدہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمُ الَّذِينَ آمَنُوا لِيَرْضَوْهُمُ وَلِيُطِئُوا أَمْرًا۔

وعدہ دیا اللہ نے ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسے ان سے پہلوں کو دی اور ضرور انہیں جمادے گا ان کے لئے اس دین پر جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

### شان نزول

آیات کریمہ کا یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے بعد دس سال مکہ مکرمہ میں مع صحابہ علیہم رضوان قیام فرمایا اور کفار کی ایذاؤں اور ان کے جو رستم پر صبر کیا۔ پھر بحکم الہی عزوجل مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور منازل انصار کو اپنی سکونت سے سرفراز کیا لیکن قریش مکہ کو پھر بھی چین نہ آیا مکہ چھوڑ دینے کے باوجود اہل مکہ کی طرف سے روزانہ اعلان جنگ ہوتا رہا اور انواع و اقسام کی دھمکیاں آتی رہیں۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ان کی طرف سے چاق و چوبند رہتے اور ہتھیاروں سے آراستہ ہوتے۔ ایک روز ایک صحابی بول پڑے کہ کبھی وہ ساعت بھی نصیب ہوگی کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہر وقت ہتھیاروں کا بوجھ ہم سے اترے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ

عنقریب تمہاری فرمانروائی ہوگی۔ تم حکمران ہو گے۔ خلافت، حکومت، امارات تمہیں ملے گی بشرطیکہ تم ایمان میں مضبوط اور اعمال صالحہ میں پختہ ہو جاؤ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ جس جس چیز پر لیل و نہار گزرے ہیں ان سب پر دین اسلام داخل ہوگا اور اس زمین پر پرچم اسلام لہرائے گا اور ویسی حکومت سے تمہیں سرفراز کیا جائے گا جیسی حکومتیں تم سے قبل داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام وغیرہ انبیاء عظام کو ملی تھیں۔

اور جیسی جبارہ مصر و شام کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو متمکن کیا تھا اسی طرح تمہیں بھی حکومت و صولت اور شوکت و بدبہ اور عظمت سے ملکوں کا فرمانروا بنایا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ دین کو تمام ادیان و ملل پر غالب کیا جائے گا۔ چنانچہ سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے دور کی بابت فرماتے ہیں:

قُرْآنُهُ بُرْهَانُنَا نَسَخَا لِلذَّيَانِ مَضَتْ إِذْ جَاءَنَا أَحْكَامُهُ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمُ

اور یہ وعدہ یا پیشگوئی پوری ہوئی۔

اور سرزمین عرب سے کفار مٹا دیئے گئے۔

مسلمانوں کا تسلط ایران و طبران مصر و شام، ترکستان ہندوستان تک ہوا۔

دریائے اطلانتک سے لے کر ہندوستان تک اسلام پھیلا۔



حتیٰ کہ مغرب سے لے کر مشرق تک کے ممالک پر اللہ عزوجل نے فتح دی۔

اکاسرہ کے ممالک و خزان مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

مسلمانوں کا رعب دنیا پر چھایا۔

عہد صدیقی اور عہد فاروقی سے لے کر عہد عثمانی و اسد اللہی تک پرچم اسلام عالم میں لہرا گیا۔

اسی وجہ میں اس آیت کریمہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ہونے والے خلفائے راشدین علیہم رضوان

کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔

کیونکہ ان کے زمانہ حکومت میں ہی فتوحات عظیمہ ہوئیں کسریٰ وغیرہ کجکلاہ ملوک کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ

میں آئے اور امن و سکون اور تمکن فی الارض اور غلبہ دین حاصل ہوا۔

ترمذی ابو داؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر امراء ہوں گے۔

اسے دیکھا جائے تو تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے۔

دو سال تین ماہ

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ

دس سال چھ ماہ

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ

بارہ سال

خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ

چار سال نو ماہ

خلافت علی کرم اللہ وجہہ

چھ ماہ (خازن)

خلافت حسن رضی اللہ عنہ

تیس سال

میزان کل

آگے ارشاد ہے جس میں مومنین کو عام ہدایت ہے:

يَعْبُدُونََنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا  
الزَّكٰوةَ وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ -

میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو بھی نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی پکا فاسق ہے اور نماز قائم

رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمان برداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس کے بعد اہل ایمان کو تسلی دی گئی چنانچہ ارشاد ہوا:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا وَرَآهِنَّ النَّارُ وَلَيُنَسِّ الْهٰصِيْرُ - نہ گمان کریں کافر  
کہ وہ زمین میں مومنین کو زیر کر لیں گے ان کا ٹھکانہ آگ ہے اور یقیناً وہ برا ٹھکانا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

اے ایمان والو! چاہئے کہ تم سے اجازت لیں تمہارے  
مملوک غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین  
وقت نماز فجر سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لِيَسْتَاذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ  
اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ مِّنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ

ثِيَابِكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۖ  
ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ  
جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طُفُوفٌ عَلَيْكُمْ بِعُضُكُمُ عَلَى  
بَعْضٍ ۗ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ  
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾

وَإِذَا بَدَأَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحَمْلَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا  
كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَذَلِكَ  
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا  
فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ  
مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۗ وَأَنْ يَسْتَغْفِنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ  
سَبِيحٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ  
وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَنْفُسِكُمْ أَنْ  
تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ  
أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ  
أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ  
أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ  
مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۗ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ  
أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۗ فَإِذَا دَخَلْتُمْ  
بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
مُبْرَكَةً طَيِّبَةً ۗ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ  
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾

رکھتے ہو دو پہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت ہیں  
تمہاری شرم کے نہیں تم پر نہ ان پر گناہ ان وقتوں کے بعد  
آنے جانے والے ہیں تمہارے پاس بعض تمہارے  
بعض کو اللہ یونہی ظاہر فرماتا ہے تمہارے لئے آیتیں اور  
اللہ علم و حکمت والا ہے

اور جب تم میں لڑکے جو ان ہو جائیں تو وہ بھی اجازت  
لیں جیسے اجازت لیتے ہیں ان سے پہلے ایسے ظاہر  
فرماتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں اور اللہ علم و  
حکمت والا ہے

اور خانہ نشین بوڑھی عورتیں جو نکاح کے قابل نہیں ان پر  
کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں۔ اپنی  
زینت ظاہر کئے بغیر اور یہ کہ اس سے بھی عفت مآب  
رہیں تو بہتر ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے

نہیں اندھے پر پابندی اور نہ لنگڑے سے کوئی مضائقہ  
اور نہ بیمار پر روک ٹوک اور نہ آپس میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی  
اولاد کے گھریا اپنے باپ کے گھریا گھر میں ماں کے یا گھر  
میں بھائیوں کے یا گھروں میں بہنوں کے یا گھروں میں  
چچاؤں کے یا گھروں میں پھوپھیوں کے یا گھروں میں  
ماموؤں کے یا گھروں میں خالاولوں کے یا جن کی ملک  
میں ہوں کنجیاں یا اپنے دوست کے یہاں نہیں تم پر گناہ  
اس میں کہ کھاؤ سب مذکورہ جگہوں میں یا جدا جدا تو جب  
داخل ہو کسی گھر میں تو سلام کرو اپنوں کو ملتے وقت کی اچھی  
دعا اللہ سے مبارک پاک ایسے ہی ظاہر کرتا ہے اللہ  
تمہارے لئے آیتیں تاکہ تمہیں سمجھ آئے

### حل لغات چھٹارکوع - سورة نور - پ ۱۸

يَا أَيُّهَا	الذین۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے ہو	لَيْسَتْ عَلَيْكُمْ	چاہئے کہ
اجازت لیں تم سے	الذین۔ وہ جو	ملكث۔ مالک ہیں	أَيُّهَا	تمہارے ہاتھ
و۔ اور	الذین۔ وہ جو	لم۔ نہیں	يَبْلُغُوا	پہنچے

مَرَاتٍ - وقتوں میں	ثَلَاثٌ - تین	مِنْكُمْ - تم میں سے	الْحُلْمَ - جوانی کو
وَ - اور	الْفَجْرِ - فجر سے	صَلَاةٍ - نماز	مِنْ قَبْلِ - پہلے
مِنَ الظُّهْرِ - دوپہر	ثِيَابِكُمْ - اپنے کپڑے	تَضَعُونَ - اتارتے ہو تم	حِينَ - جب
صَلَاةٍ - نماز	مِنْ بَعْدِ - بعد	وَ - اور	كَلِمَاتٍ - کلمات
لَكُمْ - تمہارے لئے	عَوْرَاتٍ - شرم کے	ثَلَاثٌ - تین وقت ہیں	الْعِشَاءِ - عشاء کے
لَا - نہ	وَ - اور	عَلَيْكُمْ - تم پر	لَيْسَ - نہیں ہے
طُفُونًا - پھرنے والے	بَعْدَهُنَّ - ان کے بعد	جُنَاحًا - گناہ	عَلَيْهِمْ - ان پر
عَلَى - اوپر	بَعْضِكُمْ - بعض تمہارے	عَلَيْكُمْ - تم پر	ہیں وہ
اللَّهُ - اللہ	يُبَيِّنُ - بیان کرتا ہے	كَذَلِكَ - اسی طرح	بَعْضٍ - بعض کے
اللَّهُ - اللہ	وَ - اور	الْآيَاتِ - آیتیں	لَكُمْ - تمہارے لئے
إِذَا - جب	وَ - اور	حَكِيمٌ - حکمت والا ہے	عَلَيْمٌ - جاننے والا
الْحُلْمَ - جوانی کو	مِنْكُمْ - تم میں سے	الْأَطْفَالَ - بچے	بَدَعٌ - جو ان ہو جائیں
اسْتِزْنًا - اجازت لیتے ہیں	كَمَا - جیسے	فَلْيَسْتَأْذِنُوا - تو وہ بھی اجازت لیں	الَّذِينَ - وہ جو
كَذَلِكَ - اسی طرح	مِنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے ہیں	اللَّهُ - اللہ	يُبَيِّنُ - بیان کرتا ہے
آيَاتِ - اپنی آیتیں	لَكُمْ - تمہارے لئے	اللَّهُ - اللہ	وَ - اور
حَكِيمٌ - حکمت والا ہے	عَلَيْمٌ - جاننے والا	الْقَوَاعِدُ - خانہ نشین بوڑھی	وَ - اور
الَّتِي - وہ جو	مِنَ النِّسَاءِ - عورتیں	يَرْجُونَ - امید رکھتیں	لَا - نہیں
فَلَيْسَ - تو نہیں ہے	نِكَاحًا - نکاح کی	جُنَاحًا - گناہ	عَلَيْهِنَّ - ان پر
يَضَعْنَ - اتار دیں غیر ضروری	أَنْ - یہ کہ	غَيْرَ - نہ	ثِيَابَهُنَّ - اپنے کپڑے
مُتَبَرِّجَاتٍ - ظاہر کرنے والی	مُتَبَرِّجَاتٍ - ظاہر کرنے والی	أَنْ - اگر	وَ - اور
يَسْتَعْفِفْنَ - وہ اس سے بھی بچیں تو	يَسْتَعْفِفْنَ - وہ اس سے بھی بچیں تو	لَهُنَّ - ان کے لئے	خَيْرٌ - بہتر ہے
اللَّهُ - اللہ	وَ - اور	عَلَيْمٌ - جاننے والا ہے	سَمِيْعٌ - سننے والا
عَلَى - اوپر	لَيْسَ - نہیں ہے	حَرَجٌ - کوئی تنگی	الْأَعْيُنِ - نابینا کے
لَا - نہ	وَ - اور	الْأَعْرَجِ - لنگڑے کے	عَلَى - اوپر
وَ - اور	حَرَجٌ - کوئی پابندی	عَلَى - اوپر	لَا - نہ
حَرَجٌ - کوئی مضائقہ	الْمَرِيضِ - بیمار کے	لَا - نہ	وَ - اور
أَنْفُسِكُمْ - تمہارے	عَلَى - اوپر	تَأْكُلُوا - کھاؤ تم	أَنْ - یہ کہ
مِنْ بِيوتِكُمْ - اپنے گھروں سے	مِنْ بِيوتِكُمْ - اپنے گھروں سے		





الْمَكَانِ، پھر عورت کا استعمال محاورہ عرب میں اس خلل پر زیادہ ہو گیا جو ایسی چیز میں واقع ہو جس سے حجاب کا اہتمام اور ستر کا نظام زیادہ ہوتا ہے۔

طَوْفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ۔ طوافون سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی گھروں میں آمد و رفت زیادہ ہے جیسے غلام باندی اور اولاد وغیرہ۔

یہ طواف سے لیا گیا ہے اس کے معنی يَطُوفُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِغَيْرِ اِذْنٍ ہوئے۔ ان سے مراد عام خدام خانہ ہیں۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ۔ قواعد ان عورتوں کو کہتے ہیں جو کبرسی کی وجہ سے حیض اور جننے سے بیٹھ جائیں اور انہیں نکاح و جماع کی خواہش نہ رہے۔

یہ جمع ہے قاعد کی۔ محاورہ میں بولتے ہیں: امْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ إِذَا قَعَدَتْ عَنِ الْحَيْضِ۔ قاعد جب حیض بند ہو جائے تو کہیں گے اور جب مطلق بیٹھنے کے معنی میں بولیں گے تو امْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ بولا جائے گا۔

صَدِيقٌ۔ دوست کو کہتے ہیں اس کا استعمال واحد اور جمع میں یکساں ہوتا ہے اگرچہ اصداق اس کی جمع بھی ہے۔ اَشْتَاتٌ۔ جمع ہے شتت کی متفرق کے معنی ہیں۔

اس رکوع میں پہلا حکم یہ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ اے ایمان والو! تمہارے مملوک یعنی شرعی لونڈی غلام جب گھر میں آئیں تو تین وقت ضرور اجازت لے کر آئیں اور

وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ۔ اور تم میں سے جو حد بلوغ کو ابھی نہیں پہنچے وہ بھی ان تین وقتوں میں اجازت لیں وہ تین وقت یہ ہیں۔

مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ۔ فجر کی نماز سے پہلے۔

وَمِنْ الظُّهْرِ۔ اور ٹھیک دوپہر کے وقت جب تم قیلولہ میں مصروف ہو۔

وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ۔ اور نماز عشاء کے بعد۔

ان تین وقتوں کی خاص پابندی کی وجہ یہ ہے کہ یہ اوقات آرام اور تخیلہ کے ہیں اور عموماً جب انسان آرام لیتا ہے تو بے تکلف ہو جاتا ہے اور کپڑے بھی اتار دیتا ہے تو خواہ مملوک غلام لونڈیاں ہوں خواہ نابالغ لڑکے ان سب سے حجاب ضروری ہے اسی لئے فرمایا۔

ثَلَاثَ عَوْرَاتٍ لَكُمْ۔ یہ تین وقت تمہارے لئے خاص حجاب کے ہیں ان وقتوں میں جب داخل ہونا چاہو اول اجازت لے لیا کرو۔

ان اوقات کے سوا بلا اذن ان لوگوں کے چلے آنے میں گناہ نہیں اگرچہ افضل یہی ہے کہ جب آؤ کم از کم اطلاع دی جائے لیکن اگر بلا اذن بھی آ جاؤ تو طَوْفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرَّارًا جانا انہی کی وجہ میں گناہ نہیں ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے:

وَإِذَا بَدَغَ الْإِطْفَالُ مِنْكُمْ الْحَلْمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ اور جب بچے تمہارے جوانی یعنی بلوغ پر آجائیں تو انہیں چاہئے کہ داخلہ کی اجازت لیں اسی طرح جیسے ان سے بڑے پہلے اجازت لے کر آتے تھے۔ تیسرا حکم ہے قواعد کا:

قواعد یعنی وہ عورتیں جو بوڑھی ہو چکی ہوں جنہیں حیض بھی نہ ہوتا ہو اور انہیں شادی کی خواہش بھی نہ ہو۔ ان کے لئے حکم ہے کہ یہ اگر اپنی چادر دوپٹہ اتار کر بیٹھ جائیں تو مضائقہ نہیں بشرطیکہ انہیں اپنی زینت اور بناؤ سنگھار دکھانا مقصود نہ ہو اور اگر وہ بھی احتیاط کریں تو مقتضائے عفت و عظمت یہی ہے اور ان کے لئے بہتر ہے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۗ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ۔ چوتھا حکم اندھے، لنگڑے بیمار کے لئے۔

اندھے لنگڑے مریض کے لئے مضائقہ نہیں اور نہ عموماً تم مسلمانوں کے لئے اس میں کچھ مضائقہ ہے کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھر سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالائوں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار اور قبضہ میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔

پھر اس میں بھی گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ لیکن طریقہ تہذیب یہ ہے کہ جب گھروں میں جانے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو یہ ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے برکت والی عمدہ

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۗ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۗ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ ۗ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١﴾۔

تفسیر کا خلاصہ تو بیان ہو چکا اب دوسرا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

منجملہ اطاعت الہی اور پیروی رسالت پناہی کے احکام کے ایک حکم استیذان و اجازت کا بھی ہے جو آداب انسانی اور تدبیر منزل کا ایک اہم جز ہے اور یہ وہ حکم ہے کہ قرآن کریم سے اول کسی الہامی کتاب میں اس کا ذکر نہیں آیا۔

اس حکم کا شان نزول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وجہ میں ہوا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق کو بلانے ایک انصاری لڑکے کو بھیجا ظہیرہ یعنی دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ قیلولہ میں تھے یہ لڑکا بلا اطلاع گھر میں چلا گیا اور فاروق رضی اللہ عنہ کو جگایا آپ کا کپڑا نیند میں کچھ کھلا ہوا تھا۔

آپ کو خیال آیا کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اگر اجازت لینے کی قید شرعاً آجائے تو اچھا ہو۔

آپ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ احکام فاروق رضی اللہ عنہ کو سنائے۔



معالم میں حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اسماء بنت مرثد رضی اللہ عنہا کا ایک بڑا لڑکا تھا وہ اک بار گھر میں۔  
ایسے وقت داخل ہو گیا کہ آپ کو ناگوار محسوس ہوا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجنبی جوانوں کے لئے تو پہلے اجازت لے کر آنے کا حکم ہو چکا تھا کَمَا قَالَ يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا

اب رہے لڑکے بالے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے جن سے عادتہ پر وہ نہیں کیا جاتا وہ اپنے گھر کے ہوں یا بیگانے۔  
اور اسی طرح اپنے غلام شرعی اور باندیاں ان کے لئے بھی کوئی حکم نہیں آیا اور ان سے آنے جانے میں کوئی عار بھی نہیں کرتا  
کہ یہ خادم ہیں۔ انہیں بار بار آنا جانا پڑتا ہے۔ مگر پھر بھی بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ان کا آنا جانا بھی پسند نہیں ہوتا۔  
چنانچہ ان کے لئے بھی تین وقتوں میں حکم استیذان ہوا۔ صبح کی نماز سے قبل، دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اتار کر سوتے  
بیٹھتے ہیں اور عشاء کے بعد سوتے وقت اور اس سے قواعد مستثنیٰ ہیں۔

اور اس سلسلہ میں باہمی مواصلت و مشاربت کا بھی یہی حکم ہوا۔

عبدالرزاق یحیٰی سے راوی ہیں کہ مسلمانوں میں دستور تھا کہ اپناچ، اندھے، لنگڑے بیمار کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے  
کسی عزیز واقارب کے لے جایا کرتے تھے اس پر بھی مومنین میں سے بعض متردد رہتے تھے کہ بیگانہ کو گھر میں لایا جائے۔  
اس پر اجازت ہوئی کہ مذکورہ اپاہجوں کو مذکورہ گھروں میں لے جا کر کھلا دینے میں مضائقہ نہیں۔

### مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ  
مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَصْعُقُونَ فِي آيَاتِكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ  
عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ ۗ

اے ایمان والو! چاہئے کہ تم سے اجازت لیں تمہارے مملوک غلام اور وہ جو ابھی تم میں جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح  
سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم وستر کے ہیں ان تین کے  
بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے: (روح المعانی)

رُوي أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي مَرْثِدٍ دَخَلَ عَلَيْهَا غُلَامٌ كَبِيرٌ لَهَا فِي وَقْتِ كَرِهَتْ دُخُولَهُ فَاتَتْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ خَدَمَنَا وَغِلْمَانَنَا يَدْخُلُونَ عَلَيْنَا فِي حَالِ نَكَرْهُهَا  
فَنَزَلَتْ - حضرت اسماء بنت ابی مرثد پر ان کا غلام جو جوان تھا ایسے وقت داخل ہوا کہ آپ کو اس کا آنا ناگوار گزرا آپ بارگاہ  
رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نوکر غلام ہم پر ایسی حالت میں آجاتے ہیں کہ ہمیں ناگوار  
ہوتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور تفسیر اتقان سے آلو سی رحمہ اللہ ناقل ہیں: إِنَّ دُخُولَ سَبَبِ النُّزُولِ فِي الْحُكْمِ قَطْعِيٌّ - اس غلام کا داخل  
ہونا قطعاً سبب ہوا اس آیت کریمہ کے نزول کا۔

دوسرا سبب نزول یہ ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ وَقَتَ الظُّهْرِ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غُلَامًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ مُدَلِّجُ بْنُ عَمْرٍو وَكَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَائِمًا فَدَقَّ عَلَيْهِ الْبَابَ وَدَخَلَ فَاسْتَيْقَظَ وَجَلَسَ فَانْكَشَفَ مِنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْ دِدْتُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى نَهَى أَبَانَنَا وَابْنَانَنَا وَخَدَمَنَا عَنِ الدُّخُولِ عَلَيْنَا فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا بِإِذْنِ - فَانْطَلَقَ مَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ هَذِهِ الْآيَةَ قَدْ نَزَلَتْ فَخَرَّ سَاجِدًا - وَهَذَا أَحَدُ مُوَافَقَاتِ رَأْيِهِ الصَّائِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلْوَحْيِ -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک انصار کا لڑکا بھیجا جس کا نام مدج بن عمرو تھا اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے۔ مدج نے دروازہ دھکا دے کر کھولا اور آپ کو جگایا آپ بیدار ہو گئے اس حالت میں آپ کا کچھ حصہ بدن منکشف ہو گیا آپ نے دل میں کہا کہ اگر ہمارے باپ بیٹے اور خدام کو ایسے وقتوں میں بلا اجازت آنے کی ممانعت کر دی جائے تو بہت اچھا ہو۔

پھر آپ مدج کے ساتھ بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر آئے تو آپ نے یہ وحی آئی ہوئی پائی۔ تو آپ وہیں سر بسجود ہو گئے۔ یہ آیت منجملہ دیگر آیات کے ایک ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی صائب رائے سے موافق ہوئی۔

وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۖ - اور وہ جو ابھی بلوغ تک نہیں پہنچے ان کے لئے تین وقت ہیں۔  
حُلُمٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَدْ اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا احْتَلَمَ فَقَدْ بَلَغَ - فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جب لڑکے کو احتلام ہونے لگے تو وہ بالغ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ عمر بلوغ کتنے سال میں آجاتی ہے۔  
ایک قول ہے: إِذَا بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ لَمْ يَحْتَلِمْ - جب پندرہ سال کا ہو جائے اور احتلام نہ ہو تو بھی بالغ مانا جائے گا۔

امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پندرہ سال میں اگر احتلام نہ ہو تو بالغ نہیں حتیٰ یتمّ له ثمانی عشرہ سنۃ۔ حتیٰ کہ اٹھارہ سال پورے ہو جائیں۔ یہی حکم لڑکی کا ہے کہ إِذَا لَمْ تَحْتَلِمْ أَوْ لَمْ تَحِضْ أَوْ لَمْ تَحْبَلْ لَا تَكُونُ بِالْغَةِ عِنْدَهُ حَتَّى يَتِمَّ لَهَا سَبْعَةُ عَشْرَةَ سَنَةً - جب اسے احتلام یا حیض یا حمل نہ ہو تو وہ بالغ نہیں مانی جائے گی حتیٰ کہ سترہ سال کی ہو جائے۔

اور ویسے کبھی لڑکا بارہ سال میں اور لڑکی نو سال میں بھی بالغ ہو جاتی ہے حَيْثُ قَالَ قَدْ يَبْلُغُ الْغُلَامُ فِي اثْنِي عَشْرَةَ سَنَةً وَقَدْ تَبْلُغُ الْجَارِيَةُ فِي تِسْعِ سِنِينَ -

اور ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سے مراد ثلاث اوقات ہیں۔ تین وقت رات میں الْإِسْتِيْدَانُ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ لِظُهُورِ أَنَّهُ وَقْتُ الْقِيَامِ عَنِ الْمَضَاجِعِ وَطَرَحِ ثِيَابِ النَّوْمِ وَلَبْسِ ثِيَابِ الْيَقُظَةِ - فجر سے پہلے کا ایک وقت ہے کہ یہ سو کر اٹھنے کا ٹائم ہوتا ہے اور سونے کے کپڑے اتارنے اور جاگنے کا لباس پہننے کا موقع ہوتا ہے اور ایسے میں انکشاف عورت کا مظنہ ہے۔

دوسرا وقت دوپہر کا ہے کہ اس وقت بھی قبولہ کرنے کے لئے کپڑے اتار کر سویا جاتا ہے۔





يَطْمَعْنَ فِيهِ بِكِبْرِهِنَّ - نکاح کی خواہش بوجہ کبر سنی نہ رکھیں۔ ان کے حق میں یہ حکم ہے کہ  
فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ - ان پر گناہ نہیں اس میں کہ وہ اپنے لباس ظاہری کو اتار رکھیں۔ آلوسی  
رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّ الثِّيَابِ الظَّاهِرَةِ الَّتِي لَا يُفْضَى وَضْعُهَا إِلَى كَشْفِ الْعَوْرَةِ كَالْجِلْبَابِ وَالرِّدَاءِ وَالْقِنَاعِ  
الَّذِي فَوْقَ الْخِمَارِ - یعنی وہ کپڑے اوپر کے جن کے ہٹا دینے سے کشف عورت نہ ہو مثل برقع، چادر اور مقنع کے جو دوپٹہ  
کے اوپر ہوتا ہے اس لئے اس کی وضاحت کر دی گئی۔

غَيْرُ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ - نہ ظاہر کرنے والی ہوں اپنی زینت۔

تبرج اصل میں یہ ہے کہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں التَّبَرُّجُ التَّكْلُفُ فِي إِظْهَارِ مَا يُخْفَى مِنْ قَوْلِهِمْ - تبرج اس  
تکلف کا نام ہے جس کے اظہار میں مخفی چیزیں کھلیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں: سَفِينَةٌ بَارِجٌ لَا غِطَاءَ عَلَيْهَا - کشتی بارج  
ہے جبکہ اس پر پردہ نہ ہو۔

وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ - اور اگر وہ عفت کی پابندی کریں تو بہتر ہے۔

وَاللَّهُ سَبِيحٌ عَلَيْكُمْ - اور اللہ سننے جاننے والا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ  
بُيُوتِكُمْ - نہیں اندھے پر مضائقہ اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ مریض پر مضائقہ اور نہ اپنے آپس والوں پر یہ کہ کھاؤ اپنے  
گھروں سے۔

زہراوی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہیں: إِنَّ هَؤُلَاءِ الطَّوَائِفُ كَانُوا يَتَحَرَّجُونَ مِنْ مَوَاطِنِ  
الْأَصْحَابِ حَذَرًا مِنْ اسْتِقْدَارِهِمْ إِيَّاهُمْ وَخَوْفًا مِنْ تَأْذِيهِمْ بِأَفْعَالِهِمْ وَأَوْضَاعِهِمْ فَنَزَلَتْ -  
آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

عرب کے لوگ اندھے لنگڑے بیمار کے ساتھ کھانے میں کچھ تامل کرتے تھے کہ ان کے ساتھ کھانے میں احتیاط نہیں  
رہے گی تو اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَقِيلَ كَانُوا يَدْخُلُونَ عَلَى الرَّجُلِ لَطَلَبِ الطَّعَامِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُطْعِمُهُمْ ذَهَبَ بِهِمْ إِلَى  
بُيُوتِ آبَائِهِمْ وَأُمَّهَاتِهِمْ أَوْ إِلَى بَعْضِ مَنْ سَمَّاهُمْ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ فَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ مِنْ  
ذَلِكَ وَيَقُولُونَ ذَهَبَ بِنَا إِلَى بَيْتِ غَيْرِهِ وَلَعَلَّ أَهْلَهُ كَارَهُونَ لِذَلِكَ وَكَذَا كَانُوا يَتَحَرَّجُونَ مِنْ  
الْأَكْلِ مِنْ أَمْوَالِ الَّذِينَ كَانُوا إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْغَزْوِ وَخَلَفُوا هَؤُلَاءِ الضُّعَفَاءَ فِي بُيُوتِهِمْ وَدَفَعُوا  
إِلَيْهِمْ مَفَاتِحَهَا وَاذْنُوبًا لَهُمْ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا فِيهَا مَخَافَةَ أَنْ لَا يَكُونُوا إِذْنُهُمْ عَنْ طَيْبِ نَفْسٍ مِنْهُمْ  
وَكَانَ غَيْرُ هَؤُلَاءِ أَيْضًا يَتَحَرَّجُونَ مِنَ الْأَكْلِ فِي بُيُوتِ غَيْرِهِمْ -

ایک قول یہ ہے کہ اپنا کھانا کھانے کسی کے گھر آتے توجہ وہ اپنے گھر کھانا نہ پاتا تو انہیں ساتھ لے کر باپ یا ماں  
کے گھر جاتا جن کا تذکرہ آیت کریمہ میں ہے وہاں کسی گھر میں چلا جاتا تو وہ اپنا کھانا لے کر اپنے گھر

کے علاوہ دوسرے گھر لے جایا گیا ممکن ہے کہ وہ ہمارے جانے سے کراہت کرتا ہو۔

ایسے ہی اکثر یہ ہوتا کہ جب کسی غزوہ میں جاتے تو ان لنگڑے اندھے بیماروں کو اپنے گھر میں محافظت کو چھوڑ جاتے اور گھر کی کنجیاں انہیں دے کر اجازت دے جاتے کہ اپنے کھانے پینے میں وہ گھر سے لے لیں تو یہ انہیں پسند نہ ہوتا بایں خیال کہ شاید یہ اجازت بطیب خاطر نہ دی ہو اور وہ اس گھر میں کھانے سے متردد ہوتے تھے تو یہ حکم نازل ہوا۔

اور وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ سے مراد اپنے قریبی رشتہ دار ہیں۔

تو اس حکم کا خلاصہ یہ نکلا۔

کہ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بِيُوتِكُمْ - مِنْ مَالِ أَوْلَادِكُمْ وَأَزْوَاجِكُمُ الَّذِينَ هُمْ فِي بِيُوتِكُمْ وَ مِنْ جُمْلَةِ عِيَالِكُمْ - تم اپنے گھروں سے اپنی اولاد کے مال یا خاندنوں بیویوں کے پاس سے جو تمہارے گھر میں ہیں کھلا سکتے ہو اور تمام عیال کے گھروں سے بھی خواہ وہ

أَوْ بِيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بِيُوتِ عَمَّتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ خَلَتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ

باپ کا گھر ہو یا ماں کا، بھائی کا گھر ہو یا بہن کا، چچا کا گھر ہو یا پھوپھی کا، ماموں کا گھر ہو یا خالہ کا، یا وہ جگہ جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا دوست کا گھر اس میں تم پر گناہ نہیں کہ مل کر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ ہو کر۔

اشتات جمع ہے شت کی۔ محاورہ میں بولتے ہیں اَمْرٌ شَتٌّ اِیُّ مُتَفَرِّقٍ معاملہ متفرق ہو گیا تو یہاں اشتات کے معنی یہ ہوئے کہ مل جل کر کھاؤ یا متفرق۔ اب داخل خانہ ہونے کے آداب تعلیم فرمائے گئے:

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ ۚ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١﴾

تو جب کسی گھر میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو اور اس کی حیات کے لئے اللہ سے دعا برکت حاصل کرنے اور پاکی لینے کے لئے ایسے ہی اللہ ظاہر فرماتا ہے تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھ حاصل کرو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبدالرزاق حسن بصری رحمہما اللہ سے راوی ہیں اِنَّ الْمَعْنَى فَلْيَسَلِّمَ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ - اس کے یہ معنی ہیں کہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے بعض بعض کو سلام کریں جیسے قرآن کریم میں فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ فرما کر یہی معنی مراد لئے کہ بعض بعض کو قتل کرو۔

وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالسَّلَامِ عَلَىٰ أَهْلِهَا - ایک قول ہے کہ اس سے مراد سلام اہل خانہ کو کرنا ہے۔

لِأَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا رُدَّتْ تَحِيَّةٌ عَلَيْهِ فَكَأَنَّهُ سَلَّمَ عَلَىٰ نَفْسِهِ - اس لئے کہ مسلمان جب سلام کا جواب اکرنا وہ احترام دیتا ہے تو وہ گویا اپنی سلامتی چاہتا ہے۔

بعض نے کہا یہ حکم مسجد میں داخل ہونے کا ہے جب مسجد میں جائے اور کوئی نہ ملے تو کہنا چاہئے السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ -

یہ مسئلہ شرعی ہے کہ خالی مکان میں داخل ہو تو وہاں کہے:

السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ  
السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

شفا شریف میں نضحی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے: السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ خالی مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنا اس لئے ہے کہ  
رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ۔ مسلمانوں کے گھروں میں روح اقدس  
جلوہ فرما ہوتی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مخاطبین کے گھر ہیں تو جب ایسے گھر میں جائے جہاں کوئی نہ ہو تو کہے السَّلَامُ عَلَيْنَا  
مِنْ رَبِّنَا۔

اور اگر وہاں گھر والے ہوں تو کہے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ۔

اور اگر کافر کے گھر ہو تو کہے وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى۔

تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وَجَوَزَ أَنْ يَتَعَلَّقَ بِتَحِيَّةٍ فَإِنَّهَا طَلَبُ الْحَيَاةِ۔ تحیہ سے  
مراد طلب حیات ہے۔

مُبْرَكَةٌ۔ یعنی بُورِكٌ بِالْأَجْرِ۔ ثواب میں برکت دی جائے۔

طَيِّبَةٌ۔ یہ پاک طریقہ ہے۔

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ

تمہیں سمجھ ہو۔

### بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان  
لائے اور جب ہوئے رسول کے ساتھ کسی ایسے کام پر جمع  
ہوئے تو نہ جائیں جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں  
بے شک وہ جو تم سے اجازت چاہتے ہیں یہی وہ ہیں جو  
ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو جب وہ تم سے  
اجازت مانگیں کسی کام کے لئے تو ان میں سے جسے تم  
چاہو اجازت دے دو اور ان کے لئے بخشش مانگو اللہ سے  
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ  
وَ إِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ  
يَسْتَأْذِنُوهُ ۗ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ  
الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا  
اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذْنُ لِمَنْ  
شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ  
عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦﴾



لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ  
بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ  
يَسْتَلْتُونَ مِنْكُمْ لِيُحَذِّرَ الَّذِينَ  
يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ  
يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧﴾

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ  
يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ  
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٨﴾

نہ کرو رسول کے پکارنے کو آپس میں مثل پکارنے کے  
ایک دوسرے کو بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل  
جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو خلاف  
کرتے ہیں اس کے حکم کی کہیں نہ پہنچ جائے انہیں کوئی  
فتنہ یا ان پر دردناک عذاب پڑے

خبردار بے شک اللہ کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے  
بے شک وہ جانتا ہے جس حال میں تم ہو اور اس دن کو  
جس میں پھیرے جاؤ گے اس کی طرف تو وہ بتا دے گا جو  
کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

### حل لغات نواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

إِنَّمَا - اس کے سوا نہیں کہ	الْمُؤْمِنُونَ - مومن	الَّذِينَ - وہی ہیں جو	آمَنُوا - ایمان لائے
بِاللَّهِ - اللہ	و- اور	رَسُولِهِ - اس کے رسول پر	و- اور
إِذَا - جب	كَانُوا - ہوتے ہیں	مَعَهُ - اس کے ساتھ	عَلَى - اوپر
أَمْرٍ - کام	جَامِعٍ - اکٹھے کے تو	لَمْ - نہیں	يَذْهَبُوا - جاتے
حَتَّى - یہاں تک کہ	يَسْتَأْذِنُوهَا - اجازت لیں آپ سے	إِنَّ - بے شک	أُولَئِكَ - یہی
الَّذِينَ - وہ جو	يُؤْمِنُونَ - ایمان رکھتے ہیں	بِاللَّهِ - اللہ	و- اور
رَسُولِهِ - اس کے رسول پر	فَإِذَا - تو جب	اسْتَأْذِنُوكَ - اجازت مانگیں آپ سے	فَإِذَنْ - تو اجازت دو
لِبَعْضٍ - اپنے بعض	شَأْنِهِمْ - کاموں کے لئے	و- اور	لِيَمُنَّ - جسے
شِئْتُمْ - چاہو تم	مِنْهُمْ - ان میں سے	اسْتَغْفِرُوا - بخشش مانگ	و- اور
لَهُمْ - ان کے لئے	اللَّهُ - اللہ سے	إِنَّ - بے شک	اللَّهُ - اللہ
عَفْوًا - بخشنے والا	رَاحِيمٌ - مہربان ہے	لَا - نہ	تَجْعَلُوا - کرو
دُعَاءَ - پکارنا	الرَّسُولِ - رسول کا	بَيْنَكُمْ - آپس میں	كَدُعَاءِ - مثل پکارنے
بَعْضِكُمْ - بعض تمہارے کا	بَعْضًا - بعض کو	قَدْ - بے شک	يَعْلَمُ - جانتا ہے
اللَّهُ - اللہ	الَّذِينَ - ان کو جو	يَسْتَلْتُونَ - کھسک جاتے ہیں	فَلِيحْذِرَ - تو ڈریں
مِنْكُمْ - تم میں سے	لِيُحَذِرَ - چھپ کر	الَّذِينَ - وہ جو	عَنْ أَمْرِهِ - آپ کے حکم کی
يُخَالِفُونَ - مخالفت کرتے ہیں		عَنْ أَمْرِهِ - آپ کے حکم کی	أَنْ - یہ کہ

تُصِيبُهُمْ - پنچے ان کو	فِتْنَةً - کوئی فتنہ	أَوْ - یا	يُصِيبُهُمْ - پنچے ان کو
عَذَابٍ - عذاب	أَلِيمٍ - دردناک	أَلَا - خبردار	إِنَّ - بے شک
لِلَّهِ - اللہ ہی کا ہے	مَا - جو	فِي - فی	السَّمَوَاتِ - آسمانوں
وَأُورِ	الْأَرْضِ - زمین کے ہے	قَدْ - بے شک	يَعْلَمُ - جانتا ہے
مَا - جو	أَنْتُمْ - تم ہو	عَلَيْهِ - اس پر	وَأُورِ
يَوْمَ - جس دن	يُرْجَعُونَ - لوٹیں گے	إِلَيْهِ - اس کی طرف	فَيُنَبِّئُهُمْ - تو بتائے گا ان کو
بِمَا - جو	عَمِلُوا - عمل کئے انہوں نے	وَأُورِ	اللَّهُ - اللہ
بِكُلِّ - ہر	شَيْءٍ - چیز کو	عَلَيْكُمْ - جانتا ہے	

### خلاصہ تفسیر نواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

تَسَلَّلُ - کہتے ہیں عربی میں جماعت کے اندر سے تدریجاً اور خفیہ نکلنے کو تو عبارت یوں ہوئی۔ يَعْلَمُ الَّذِينَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قَلِيلًا قَلِيلًا۔

لِوَاذًا - مصدر ہے باب مفاعلہ کا۔ اس کے معنی ہیں کسی کی آڑ لے کر نکل جانا۔ یعنی مُلَاوِذِينَ يَأْتِلُوذُونَ لِوَاذًا۔

### خلاصہ رکوع یہ ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب کسی ایسی بات کے لئے جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے ہمارے نبی کے پاس ہوتے ہیں اور جب تک ہمارے نبی سے اجازت نہ لیں مجلس سے اٹھ کر نہیں جاتے۔ اے محبوب جو لوگ ایسے مواقع پر تم سے اجازت لے لیتے ہیں حقیقت میں وہی لوگ سچے دل سے ایمان لانے والے ہیں۔

تو جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے تم سے اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں اور اللہ کے حضور ان کی بخشش کی دعا بھی فرمائیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اے ایمان والو! ہمارے نبی کو ایسے نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اللہ انہیں خوب جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر خفیہ مجلس شوریٰ سے بے اجازت سٹک جاتے ہیں تو جو لوگ ہمارے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا ان پر کوئی عذاب دردناک نہ پہنچے۔

خبردار رہو اللہ تعالیٰ کی ہی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمہاری ہر چال اللہ خوب جانتا ہے اور جس روز لوگ بروز قیامت لوٹائے جائیں گے تو جو عمل دنیا میں کرتے رہے اللہ تعالیٰ ان کے نیک و بد سب ان پر واضح کر دے گا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

### مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ نور - پ ۱۸

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوا ۗ

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا أَسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذِّنْ لِمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ -

مومن تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں بے شک وہ جو تم سے اجازت طلب کر کے جاتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے تو جب وہ تم سے اجازت طلب کریں اپنے کسی کام میں تو ان میں سے جسے چاہو اجازت دے دو اور ان کے لئے اللہ سے معافی طلب کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ابن اسحاق اور بیہقی دلائل میں عروہ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے ایام میں ابوسفیان قریش کے ساتھ چڑھ آیا تھا اور مرالظہر ان (جگہ) کے پاس اتر آیا ادھر قبیلہ غطفان نے جبل احد کے نیچے ڈیرے ڈال دیئے اور مدینہ منورہ کو گھیر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع پا کر مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی بہ نفس نفیس اس میں شرکت کی اور مسلمان بھی شریک تھے لیکن منافقین نے پہلو تہی کی ذرا اسی بات کا بہانہ کر کے بلا اجازت و اذن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپکے سے چل دیتے تھے۔

برخلاف مسلمانوں کے کہ انہیں اگر ضرورت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے اور اپنے کام سے فارغ ہو کر فوراً حاضر خدمت ہو جاتے۔ اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی جس میں منافقین کی مذمت اور مومنین کی مدحت فرمائی گئی۔ امر جامع سے مراد وہ موقع خاص ہے جو اجتماع واجب کر دے۔ جمعہ، جماعت عیدین اور جنگ وغیرہ سب امر جامع ہیں۔ مجلس شوریٰ بھی اسی میں ہے اور اس استیذان کو بھی اگرچہ جائز فرمایا لیکن پسند نہیں کیا اسی وجہ میں تو ارشاد ہوا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ان اجازت لے کر جانے والوں کے لئے بھی آپ ہم سے بخشش طلب کریں ہم بخشنے والے مہربان ہیں۔ علامہ آلوسی ان آیات کریمہ سے استناد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مطلقہ سے اور امیر اسلام اور فوجی افسر وغیرہ کی اطاعت پر۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

دَلَالَةٌ عَلَىٰ أَنَّ مَلَكَ ذَٰلِكَ كُتِبَ عَلَيْهِ وَالْمُنْتَفِعُ بِتِلْكَ الْآيَاتِ جَمْعٌ مِّنْ سَلَّمَ نَفْسَهُ لِصَاحِبِ الشَّرِيعَةِ صَلَوَاتُ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ كَالْمَيْتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَاسِلِ لَا يَحْجُمُ وَلَا يَقْدِمُ دُونَ إِشَارَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یہ آیتیں اس حکم پر دلالت کرتی ہیں کہ مومن وہ ہے جو اپنی جان صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دے اور ایسا ہو جائے جیسے میت غسل کے ہاتھ میں ہوتی ہے نہ ابھرے نہ آگے پیچھے ہو جب تک کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ نہ پائے۔

اس پر شیخ شہاب الحق والدین ابو حفص عمر سہروردی قدس سرہ باب ”سیر المرید مع الشیخ“ میں فرماتے ہیں: وَ نَبَّهَ بِذَٰلِكَ إِنَّ كُلَّ مَا يَرُسِمُهُ مِنْ أُمُورِ الدِّينِ فَهُوَ أَمْرٌ جَامِعٌ۔

اس میں تبیین و مومنین کو متنبہ کیا کہ تمام امور دین میں اتباع مطلق اپنے دل میں مرتسم کرنا چاہئے۔



شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جیءَ بِهِ فِي أَوَاخِرِ الْأَحْكَامِ السَّابِقَةِ تَقْرِيرًا لَهَا وَ تَاكِيدًا لِوُجُوبِ مُرَاعَاتِهَا وَ تَكْمِيلًا لَهَا بَيَانِ بَعْضِ آخِرِ مِنْ جِنْسِهَا وَ إِنَّمَا ذَكَرَ الْإِيمَانَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لِلْمَوْضُوعِ الْوَاقِعِ۔

سورہ نور کے آخری احکام میں اس حکم کا لانا تقریر و تاکید ہے اس امر کی کہ مومن پر اتباع مصطفیٰ علیہ السلام کی رعایت اور ان کے فرامین کی تکمیل لازم ہے اس لئے کہ ایمان لانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے رسول پر ایمان لانا لازم رکھا۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ

مُحْضَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لینے سے مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر اپنا ایمان مکمل نہ کرے عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد بقول صحابہ کرام رحمہم اللہ اور ابن سلام رحمہم اللہ یہ ہے: كُلُّ صَلَاةٍ فِيهَا خُطْبَةٌ كَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالْإِسْتِسْقَاءِ۔

اور ابن جبیر کہتے ہیں: هُوَ الْجِهَادُ وَ صَلَاةُ الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ۔ اور اگرچہ آیہ کریمہ کا نزول غزوة خندق پر ہوا لیکن خصوصاً مورد خصوص حکم کو مستلزم نہیں بلکہ مورد خاص ہوتا ہے تو حکم عام ہوتا ہے لہذا اتباع شارع ہر امر جامع میں واجب ہوا۔ حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۗ حتیٰ کہ حضور علیہ السلام سے اجازت نہ طلب کرے۔

جانے یا نبی کی بلا اجازت جانا علامت نفاق سے ہے اس سے ہی مومن اور منافق میں امتیاز ہوتا ہے۔ بلا اجازت جانے والا منافق، اجازت لے کر جانے والا مومن ہے۔ چنانچہ صاف تصریح فرمادی گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُوكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ بَعْدَ أَنْ جَاءَهُمْ مَحَبَّةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ۔

فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذِنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

تو جب آپ سے اجازت طلب کریں اپنی کسی ضرورت کے لئے تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لئے استغفار کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس میں تفویض امر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور رائے پر یعنی جسے چاہیں اجازت دیں اور جسے چاہیں اجازت نہ دیں اِنَّ بَعْضَ الْأَحْكَامِ مَفُوضَةٌ إِلَىٰ رَأْيِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ بعض احکام مفوض ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر۔ اسی بنا پر اصولیوں نے استدلال کیا کہ اَنْ يُفَوَّضَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُجْتَهِدِ۔ حکم مجتہد کی رائے پر ہی موقوف ہونا چاہئے کیونکہ وہ بھی شریعت مطہرہ میں استنباط کرنے والا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ مجتہد جس چیز کا حکم دے یا منع کرے وہ صواب ہے۔

اور وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ پر فرماتے ہیں: فَإِنَّ الْإِسْتِيزَانَ وَإِنْ كَانَ لِعُذْرٍ قَوِيٍّ لَا يَخْلُوا عَنْ شَائِبَةِ تَقْدِيمِ أَمْرِ الدُّنْيَا عَلَىٰ أَمْرِ الْآخِرَةِ وَ تَقْدِيمِ لَهُمْ لِلْمُبَادَرَةِ إِلَىٰ أَنْ الْإِسْتِغْفَارَ لِلْمُسْتَأْذِنِينَ۔ اگرچہ اجازت حاصل کرنا مباح ہے اگرچہ وہ کسی عذر قوی کے ماتحت ہو لیکن اس میں یہ شائبہ ضرور ہے کہ امر دنیا کو امر آخرت پر مقدم رکھا گیا اسی لئے وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ فرمانے میں مبادرت کا حکم آیا کہ ان اجازت لینے والوں کے حق میں بخشش طلب فرمائیں۔

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آگے شان حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر فرمائی جا رہی ہے۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ نہ کرو رسول کے پکارنے کو آپس میں پکارنے کی طرح جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسے پکاریں اس پر تعمیل و اجابت واجب ہے اور قریب حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی جائے اور اجازت ہی لے کر واپس ہو۔

مفسرین میں سے علامہ نسفی رحمہ اللہ نے یہ اور فرمایا: اَيُّ إِذَا أَحْتَاَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى اجْتِمَاعِكُمْ عِنْدَهُ لِأَمْرٍ فَدَعَاكُمْ فَلَا تَقْرُبُوا مِنْهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَ لَا تَقِيْسُوا دُعَاءَهُ إِيَّاكُمْ عَلَى دُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا وَ رُجُوعَكُمْ عَنِ الْمَجْمَعِ بِغَيْرِ إِذْنِ الدَّاعِي أَوْ لَا تَجْعَلُوا تَسْمِيَتَهُ وَ نِدَاءَهُ هُ بَيْنَكُمْ كَمَا يُسَمِّي بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَيُنَادِيهِ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَبَوَاهُ فَلَا تَقُولُوا يَا مُحَمَّدٌ وَلَكِنْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ التَّوْقِيْرِ وَ التَّعْظِيْمِ وَ الصَّوْتِ الْمَخْفُوْضِ۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلانا چاہیں کسی کام کے لئے تو تم بلانے پر حاضر آؤ اور قریب نہ جاؤ جب تک اجازت نہ ہو اور اپنے آپس پر قیاس نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو اور آ کر بلا اذن داعی چلے جاتے ہو۔

یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے حبیب کا نام لے کر ایسے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو یعنی تم یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم و توقیر سے اور دلی ہوئی آواز سے پکارو۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۗ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٣﴾ ۗ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۗ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٤﴾۔

بے شک اللہ جانتا ہے انہیں جو تم میں چپکے چھپاتے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر۔ تو ڈریں وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔ خبردار رہو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ منافقین پر جمعہ کے روز مسجد میں خطبہ سننا گراں گزرتا تھا۔ چنانچہ وہ چپکے چپکے کھسنے کی ٹھانتے تھے یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی آڑ لے کر سرکتے سرکتے مسجد سے نکل جاتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں يَتَسَلَّلُونَ اور لِوَاذًا ذولغت خاص ہیں جن کا سمجھنا ضروری ہے۔

يَتَسَلَّلُونَ۔ کے معنی نسفی رحمہ اللہ يَخْرُجُونَ قَلِيْلًا قَلِيْلًا کرتے ہیں۔

لِوَاذًا۔ حال ہے اَيُّ مُلَا وَ ذِيْنَ اللِّوَاذِ الْمُلَاوِذَةُ وَ اسْتِتَارُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ۔

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَ التَّسَلُّلُ الْخُرُوجُ مِنَ الْبَيْنِ عَلَى التَّدْرِيجِ وَ الْخَفِيَّةِ۔



آہستہ آہستہ مجمع میں سے پوشیدہ نکلنا۔

لِوَاذًا أَى مَلَاوِذَةً بَانَ يَسْتَتِرُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى يَخْرُجَ - کسی کی اوٹ لے کر گناہی کہ باہر نکل جانا۔ چنانچہ ابوداؤد مقاتل سے اپنی مراسیل میں فرماتے ہیں:

لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ لِرُعَافٍ أَوْ إِحْدَابٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَيْهِ بِأَصْبَعِهِ الَّتِي تَلَى الْإِبْهَامَ فَيَأْذِنُ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ وَكَانَ مِنَ الْمَكَانِ مَنْ تَثَقَّلَ عَلَيْهِ الْخُطْبَةُ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ إِذَا اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَامَ الْمُنَافِقُ إِلَى جَنْبِهِ يَسْتَتِرُ بِهِ حَتَّى يَخْرُجَ - فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى - صحابہ کرام میں سے نکسیر یا قضاء حاجت کے لئے بھی نہ جاتا تھا جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لیتا۔

اور اجازت لینے کے لئے انگشت سبابہ یعنی کلمہ کی انگلی اور وسطی یعنی بڑی انگلی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دست اقدس سے انہیں اجازت عطا فرماتے اور منافقین جنہیں خطبہ اور مسجد کا قیام بار تھا وہ جب دیکھتے کہ فلاں صحابی جا رہے ہیں یہ ان کی اوٹ لے کر خفیہ خفیہ کھسکتا حتیٰ کہ نکل جاتا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں ان کی مخادعت و منافقت کے لئے تسلل اور تلوذ استعمال فرمایا۔ اس کے بعد تو بیخا ارشاد ہوا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو مخالفت حکم رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں کہ کہیں انہیں کوئی مصیبت دنیا میں نہ آجائے یا انہیں آخرت میں دردناک عذاب ہو۔

إِنَّا اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ط وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ط وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ - خبردار رہو اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ جانتا ہے جس حال میں تم ہو اور اس دن کو جب تم واپس جاؤ گے تو تمہیں متنبہ فرمائے گا تمہارے عملوں کے نتیجہ سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

### سُورَةُ الْفُرْقَانِ

مکی ہے۔ ۷۷ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔

جمہور کے نزدیک یہ سورت مکی ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام سورت مکی ہے مگر تین آیتیں مدینہ میں نازل

ہوئی ہیں وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ سے وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا تک۔

اور ضحاک رحمہ اللہ کے نزدیک تمام سورت مدنی ہے مگر تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ سے وَلَا نُشَوِّرَا تک مکی ہے۔

### رَبُّطُ السُّورَةِ بِالسُّورَةِ الْأُولَى

حق تعالیٰ شانہ نے سورۃ نور کے آخر میں مومنین پر اتباع الہی اور اطاعت رسالت پناہی کا حکم فرمایا کہ تبیین احکام مصطفیٰ

کی مدحت فرمائی اور منافقین و منافقین پر توبیخ کی۔



تو اسی کی مناسبت سے اس سورۃ الفرقان میں اپنی بلندی شان اور اپنی ذات و صفات و افعال کی شان بیان فرمائی اور مدحت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے اتباع کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۸

برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر تاکہ ہو تمام جہان کو ڈرسانے والا

وہ جس کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور نہیں لیا اس نے بچہ اور نہیں اس کی ملکیت میں کوئی شریک اور پیدا کیا اس نے ہر شے کو ٹھیک اندازہ پر رکھ کر

اور پکڑے اس کے سوا بہت سے خدا لوگوں نے جو نہیں پیدا کر سکتے کچھ اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنی جانوں کے برے بھلے کے اور نہیں مالک موت کے اور نہ زندگی کے اور نہ پھر جی اٹھنے کے

اور کافر بولے نہیں یہ مگر زرا بہتان جو انہوں نے گھڑا ہے اور اس پر اور لوگوں نے انہیں مدد دی ہے بے شک وہ ظالم اور جھوٹ پر ہیں

اور بولے پہلی کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں

فرما دیجئے اسے تو نازل کیا اس نے جو جانتا ہے خفیہ باتیں آسمانوں اور زمین کی بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے اور بولے کیا ہوا اس رسول کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اتارا گیا اس کی طرف کوئی فرشتہ تو ہوتا اس کے ساتھ ڈرانے والا

یا ڈالا جاتا اس کی طرف خزانہ یا ہوتا اس کا باغ جس سے کھاتے اور بولے ظالم تم پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے آدمی کی جو مسحور ہے۔ اے محبوب دیکھو کیسی مثالیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں تو گمراہ ہوئے کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے

تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝۱

الَّذِيْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرًا مَّعَدًّا ۝۲

وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖ الْاِهْتٰمًا ۝۳ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نَسُوْرًا ۝۴

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا افْكٌ اَقْتَرَبُوْهُ وَاَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَاءَ وُظْلُمًا وَّ زُوْرًا ۝۵

وَ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اَكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝۶

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷

وَ قَالُوْا مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَسْتَبِيْئُ فِى الْاَسْوَاقِ ۚ كُوْلًا اَنْزَلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنُ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۸

اَوْ يُنْفِىْ اِلَيْهِ كَنُزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهُ جَنَّةٌ يَّاكُلُ مِنْهَا ۚ وَ قَالَ الظَّالِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۹ اَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَبِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۱۰

## حل لغات پہلا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۸

تَبْرَكَ - برکت والا ہے	الَّذِي - وہ جس نے	نَزَّلَ - اتارا	الْفُرْقَان - قرآن
عَلَى - اوپر	عَبْدِهِ - اپنے بندے کے	لِيَكُونَ - تاکہ ہو	لِلْعَالَمِينَ - جہانوں کو
نَذِيرًا - ڈرانے والا	الَّذِي - وہ کہ	لَهُ - اس کی	مُلْكٌ - بادشاہی ہے
السَّمَوَاتِ - آسمانوں	وَأَرْضِ - اور	الْأَرْضِ - زمین میں	وَأَرْضِ - اور
لَمْ - نہیں	يَتَّخِذُ - پکڑی اس نے	وَلَدًا - اولاد	وَأَرْضِ - اور
لَمْ - نہیں	يَكُنْ - ہے	لَهُ - اس کا	شَرِيكٌ - کوئی شریک
فِي - بیچ	الْمَلِكِ - بادشاہی کے	وَأَرْضِ - اور	خَلَقَ - پیدا کیا
كُلِّ - ہر	شَيْءٍ - چیز کو	فَقَدَّرَ سَرًّا - تو اندازہ کیا	تَقْدِيرًا - ٹھیک
وَأَرْضِ - اور	اتَّخَذُوا - بنائے انہوں نے	مِنْ دُونِهِ - اس کے سوا	الِهَةً - معبود کہ
لَا - نہیں	يَخْلُقُونَ - پیدا کرتے	شَيْئًا - کچھ	وَأَرْضِ - اور
هُم - وہ	يُخْلَقُونَ - پیدا کئے جاتے ہیں	وَأَرْضِ - اور	لَا - نہیں
يَمْلِكُونَ - مالک ہیں	لِأَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کے	ضَرًّا - نقصان	وَأَرْضِ - اور
لَا - نہ	نَفْعًا - نفع کے	وَأَرْضِ - اور	لَا - نہیں
يَمْلِكُونَ - مالک ہیں	مَوْتًا - موت کے	وَأَرْضِ - اور	لَا - نہ
حَيَوَاتٍ - زندگی کے	وَأَرْضِ - اور	لَا - نہ	نُسُورًا - اٹھنے کے
وَأَرْضِ - اور	قَالَ - کہا	الَّذِينَ - انہوں نے	كَفَرُوا - جو کافر ہیں
إِنْ - نہیں	هَذَا - یہ	إِلَّا - مگر	إِفْكٌ - بہتان
اِفْتَرَاهُ - جو بنالیا	وَأَرْضِ - اور	أَعَانَهُ - مدد کی	عَلَيْهِ - اس پر
قَوْمٌ - قوم	اٰخَرُونَ - دوسری نے	فَقَدَّرَ - تو بے شک	جَاءُوا - لائے
ظُلْمًا - ظلم	وَأَرْضِ - اور	زُورًا - جھوٹ	وَأَرْضِ - اور
قَالُوا - بولے	أَسَاطِيرُ - کہانیاں ہیں	الْأَوَّلِينَ - پہلوں کی	اَكْتَتَبَهَا - جو لکھ لیا ان کو
فَهِيَ - تو وہ	تُسَلَّى - پڑھی جاتی ہیں	عَلَيْهِ - اس پر	بِكُرْأَةٍ - صبح
وَأَرْضِ - اور	أَصِيلًا - شام	قُلْ - کہہ	أَنْزَلَهُ - اتارا اس کو
الَّذِي - اس نے جو	يَعْلَمُ - جانتا ہے	السِّرِّ - پوشیدہ کو	فِي - بیچ
السَّمَوَاتِ - آسمانوں	وَأَرْضِ - اور	الْأَرْضِ - زمین کے	إِنَّهُ - بے شک وہ
كَانَ - ہے	عَفُورًا - بخشنے والا	رَحِيمًا - مہربان	وَأَرْضِ - اور





فَقَدَرًا تَقْدِيرًا ①-

وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اس نے ہرگز کبھی بچہ نہ اختیار کیا اور اس کی مملکت و سلطنت میں اس کا کوئی سا جہی نہیں اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی۔

ان آیات میں یہود و نصاریٰ کے اعتقاد باطل کا اول رد ہے کہ جو ان کا خیال فاسد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں یا حضرت عزیز بقول یہود خدا کے بیٹے ہیں معاذ اللہ اس کا رد نفی جحد بلم سے فرمایا کہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اور وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ۔ فرما کر بت پرستوں کا رد کیا اور وہاں بھی نفی جحد بلم سے فرمایا کہ ہرگز ہرگز اس کی مملکت میں کوئی بت کوئی مورتی پاربتی ہو یا سیتارام ہو یا کرشن مہادیو ہو یا کوئی اور بت یہ ہرگز ہمارے شریک نہیں بلکہ بتوں سے لے کر رام و کرشن اور جنہیں دیوتا یہ لوگ مان کر شریک حق جانتے ہیں یہ سب اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور کائنات کی ہر شے اسی نے پیدا کی ہے اور وہ سب اس کے حضور عاجز اور بے قدرت ہیں اور ہر شے کی پیدائش ہماری ہی طرف سے ٹھیک اندازہ پر ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَإِذَا تَوَلَّى سَوَاءً لَّهُمُ الْأَعْيُنُ وَمَنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ أَنْ يُنْفَعُوا وَلَا يُنْفَعُوا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ②-

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا پکڑے کہ وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں اور انہیں اپنی جانوں کے لئے برائی بھلائی کے حاصل کرنے کی قوت نہیں اور وہ نہ اپنے مرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ جینے کا نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ تو بے گنتی اور بے شمار ہیں لیکن یہاں چار قوتوں کے بیان پر ان سے مقابلہ فرمایا گیا۔

اول تخلیق اشیاء۔

دوم اختیار نفع و ضرر۔

سوم اختیار موت و حیات۔

چہارم حشر کے دن نشریعی مار کر زندہ کرنا۔

گویا کہ فرمایا یہ لوگ جنہیں ہمارے سوا غیر کو خدا بنا بیٹھے ہیں وہ اپنی عقل سے سوچیں کہ وہ کس چیز کے پیدا کرنے والے ہیں جب کہ خود کتم عدم سے منصفہ شہود پر آئے انہیں ہم نے نیست سے ہست کیا ہم نے انہیں پیدا فرمایا جو مخلوق ہو وہ خالق کیسے ہو سکتا ہے۔

اور ہم نے ہی ان کے نفع اور نقصان کو اپنے قبضہ میں رکھا ہمارے سوا کوئی بالذات کسی کے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ عام اس سے کہ یہ جماد لا یعقل بت ہوں یا انبیاء اولیاء شہداء ملائکہ جن میں جو قوت بھی ہے وہ ہماری طرف سے عطا کی گئی ہے۔ چنانچہ انبیاء کی جو قوتیں معجزۃ العقل ہیں وہ ہماری طرف سے انہیں ودیعت ہیں اور اس قوت کو معجزہ کہتے ہیں۔ اولیاء میں جو قوتیں عقل سے بالا ہیں وہ ہماری عطا کردہ ہیں اسے کرامت کہتے ہیں۔

اور اگر مشرکین میں کوئی قوت ہو تو وہ بھی ہماری ہی دی ہوئی ہے کہ اس کی رسی ڈھیلی کریں اور پاپ کا گٹھر بہرو پئے اس کا

نام معونت اور استدراج وارہاں ہے۔

دنیا میں کسی کو جلا کر پروان چڑھانا اور نومند کو مارنا یہ ہمارے قبضہ میں ہے اور مرنے کے بعد زندہ کرنا یہ ہماری ہی قدرت میں ہے۔

لیکن ان مشرکین میں ان کا سرغنہ نضر بن حارث اور اس کے ہمنوا سب کچھ دیکھ کر بھی قرآن کریم جو ہمارا کلام ہے اس کی نسبت کہتے ہیں حیث قال:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۖ  
وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اٰكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمَلِّ عَلَيْهِ بُكْرًا ۗ وَآصِيْلًا ۝

اور کافر بولے یہ تو نہیں مگر ایک بہتان ہے جو انہوں نے گھڑ لیا ہے یعنی جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا لیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا کلام کہہ کر پیش کر رہے ہیں (معاذ اللہ) اور اس پر مدد دیتے ہیں ہمنوا یعنی صحابہ کرام اور صدیق و فاروق و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور معاذ اللہ بے شک بے محل جھوٹ پر سب کچھ لائے ہیں۔ یعنی معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان سب نے ایک سوسائٹی بنا کر افک مبین اور زور عظیم کی آواز اٹھائی ہے۔

یہ نضر بن حارث اس المشرکین اور منافقین کے اوہام باطلہ فاسدہ کا سدہ کے نظریات قرآن کریم کے متعلق تھے اور یہ کہتے تھے۔

فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۖ

اور سمجھتے تھے کہ یہودی جماعت سے عداس و یسار بھی ان کی تائید کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ظالم خود زور مہیا کرتے ہیں۔

وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اٰكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمَلِّ عَلَيْهِ بُكْرًا ۗ وَآصِيْلًا ۝

کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں۔  
املا کہتے ہیں لکھنے اور بول کر لکھوانے کو۔ بُكْرًا ۗ وَآصِيْلًا کی تصریح ہم آخر رکوع نور میں کر چکے ہیں۔  
ان جمعاء خبیثاء عبد الجمد عبد الادنان مشرکین کے دماغ میں حسد و عناد کے ساتھ یہ چیز بھی بھری ہوئی تھی کہ یہ سب گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔

اسی خبط نے منتنبیوں کو ابھارا کہ جب ایک جماعت صنادید مشرکین یہ سمجھ رہے تھے تو ہم بھی تجربہ کریں شاید ایسا ہی ہو اور ہماری نبوت کا چرخہ بھی چل جائے۔ چنانچہ

مسلمہ کذاب، اسود غنسی، محمد بن طومرث، حسن بن صباح حتیٰ کہ مرزا قادیانی یہ سب اسی خبط کے مارے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ان کے اقوال و ہنواں رذیلہ بتا کر اب جواب دیا گیا:

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اِنَّهٗ كَانَ عَفُوًّا رَاحِمًا۔ اے حبیب فرمادیتے اے تو

(یعنی قرآن کریم کو) اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا جاننے والا ہے بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔  
یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ انہیں فرمادیتے کہ تمہارا وہم باطل محض خیال فاسد ہے یہ کلام پاک تو علوم غیبی پر مشتمل ہے اور یہی اس کی صداقت کی دلیل صریح ہے اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ یقیناً حضرت علام الغیوب کی طرف

سے ہے اور اس انکار پر مکرین کے لئے عذاب آجاتا لیکن وہ ذات غفور رحیم ہے اس وجہ میں ان سرکشوں کو تھوہق و تاخیر عذاب کی مہلت دیتا ہے اور عجلت نہیں فرماتا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عذاب میں عجلت کی وجہ یہ بھی ہوا کرتی ہے کہ ملزم کہیں ہاتھ سے نکل جائے یہاں یہ واہمہ تو قطعاً نہیں بلکہ

وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ اور إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ خود ہی فرمادیا ہے کہ تمہیں کہیں بھاگنے کی تو گنجائش ہی نہیں بہر حال ہماری طرف ہی آتا ہے لہذا ہم عذاب میں تاخیر کرتے ہیں کہ شاید انہیں ہوش آجائے اور تائب ہو جائیں ورنہ ہماری گرفت میں تمہیں مفر نہیں ہے پھر ان کے نظریات باطل کا رد فرمایا جاتا ہے کہ یہ ایسی لالچنی اور بے معنی بکواس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

- ۱۔ یہ رسول کیسا ہے جو کھانا پیتا ہے۔ گویا رسول کو کھانا پینا نہیں چاہئے۔
- ۲۔ یہ رسول تو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے یعنی ان کے گمان باطل میں وہ رسول نہیں ہو سکتا جو بازار میں چلے پھرے۔
- ۳۔ اس رسول کے ساتھ کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا۔ گویا پہلے رسولوں میں فرشتہ ساتھ آتا رہا ہے۔
- ۴۔ اس رسول کے ساتھ کوئی خزانہ نہیں، یعنی پہلے رسولوں کے ساتھ خزانہ ہوتا تھا۔
- ۵۔ اس رسول کے پاس کوئی باغ نہیں جس کا پھل کھایا جاتا۔ گویا پہلے رسول جو آیا اس کے ساتھ باغ ہوتا تھا جس کے پھل لوگ کھایا کرتے تھے۔

جس رسول میں یہ پانچوں باتیں نہیں وہ رسول نہیں بلکہ رجل مسحور ہے۔

یہ بے ہودہ بے معنی اعتراضات لالچنی اپنے ہم خیالوں میں کرتے تھے چنانچہ وہ کہتے تھے جس کا ذکر فرمایا گیا:

وَقَالُوا إِنَّمَا هَذَا الرَّسُولُ يَأْكُلُ السَّعْمَ وَيَسْمِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرٌ ۚ أَوْ يُلْقَى إِلَيْكَ كَلِمَةٌ أَوْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ يُرْمَى أَتَمَّنًا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنَّا تَتَّبِعُونَ إِلَّا مَرْجُلًا مَّحْجُورًا ۝

اور مشرکین کہہ بولے اس رسول کا کیا حال ہے کہ

کھانا کھاتا ہے۔

اور بازاروں میں چلتا ہے۔

کیوں نہ آتا رہا گیا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ ہوتا اور ڈرناٹا۔

یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا۔

یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس سے کھاتے۔

اور خالموں نے کہا کہ تم بیرونی نہیں کرتے مگر ایک ایسے شخص کی جس پر جاوہ ہوا ہے۔

گویا نبی کا طغرائے امتیاز ان کے ناقص ذہن اور باطل رائے میں یہ تھا کہ جو کھائے پئے وہ نبی نہیں چنانچہ آدم صلی علیہ

السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور آج تک جتنے نبی آئے ان کے نزدیک کوئی نبی ہی نہ تھا اس لئے کہ سب

کھاتے پیتے اور بازار میں آتے جاتے رہے ہیں۔



پھر بولے اگر یہ بھی نہ ہوتا تو ان کی نبوت کی شہادت دینے اور قوم کو ڈرانے ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا گویا ان کے نزدیک پہلے نبیوں کے ساتھ فرشتہ آتا رہا ہے۔

پھر اگر یہ بھی نہ ہوتا تو ان کے ساتھ خزانہ تو ضرور ہوتا تا کہ عیسائیوں مشرکوں آریوں کی طرح معاذ اللہ پیسہ تقسیم کر کے لوگوں کو اپنا ہم نوا بناتے حالانکہ عورت اور پیسہ ہی جب ذریعہ تبلیغ ہو جائے تو احقاق حق کی وہاں حاجت ہی نہیں ہوتی بلکہ تبلیغ کو غلط جان کر بھی عورت اور پیسہ کے لالچ میں لوگ گمراہ ہوتے رہے ہیں جو نبی کی شان سے بہت گرا ہوا طریقہ ہے۔

باغ سے پھل پھول تقسیم کرنے پر تبلیغ موقوف ہوتی تو نبی کو ویزگیہم و یعلیہم الکتاب والحکمة نہ فرمایا جاتا اور ایسی تبلیغ کی جماعتیں خطرات کے مواقع پر ایمان والوں کی طرح جاننازی نہیں کیا کرتیں۔

اسی لئے اسلام نے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ کا اعلان فرمایا کہ اگر ایمان کا جوہر ایقان کا نور لینا چاہتے ہو تو

خوف، جوع، نقص اموال، نقص نفس، نقص ثمرات فواد کے لئے تیار ہو کر اسلام میں آؤ۔ نہ کہ خزانہ، باغ اور فرشتہ کی آوازیں سن کر تعالیٰ اللہ عمّا یصفون۔

چنانچہ جیسے پاگلوں کی بڑ کا جواب یہی ہوتا ہے کہ عقلاء سے کہہ دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ بے وقوف کیا بک رہے ہیں ایسے ہی ارشاد ہوا اور اپنے حبیب پاک کو فرمایا:

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا۔ اے محبوب دیکھو یہ کیسی کیسی مثالیں آپ کے لئے بنا رہے ہیں تو یہ گمراہ ہوئے اور ایسے گمراہ کہ اب کوئی راہ نہیں پاسکتے۔

ہمیشہ تعمر گمراہی میں رہیں گے اور ہدایت سے محروم اس لئے انہوں نے ہمارے حبیب پر لایعنی اور بے معنی اعتراضات کئے ہیں جن کا جواب ہم انہیں دیں گے۔

### خلاصہ تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۸

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔ برکت والا ہے وہ جس نے نازل فرمایا قرآن اپنے بندے پر تا کہ ہو تم عالموں کے لئے ڈرسانے والا۔

تَبَارَكَ بَرُوزِن تَفَاعِلُ ہے۔

اس کا مبداء اشتقاق برکت ہے اور برکت کثرت خیر کے معنی میں آتا ہے۔ قرآن کریم کو آیہ کریمہ میں فرقان فرمایا اس لئے کہ فرقان کہتے ہیں فرق کرنے والے کو تو قرآن کریم کو فرقان اس لئے فرمایا کہ اس نے حق و باطل میں فرق کر دیا اور جدائی کر کے دکھا دیا اور یہ امتیاز موجب ہوا تمام عالموں کو ڈرسانے کا موجب اس بنا پر فرمایا لِيَكُونَ تَا کہ ہو وہ تمام عالموں کو ڈرسانے والا۔

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَاهُ تُقَدِيرًا ۝۱۰۔

یعنی وہ ذات وہ ہے جس کی ملکیت میں تمام آسمانوں اور زمین کی مملکت ہے اور وہ کوئی فرزند بھی نہیں رکھتا اور نہ اس کی

سلطنت میں کوئی شریک ہے اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کے لئے ایک مناسب اندازہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ آدمی کی تخلیق میں ایک خاص وقت مقرر کیا کہ وہ ماں کے پیٹ میں رہے پھر ایک مدت مقرر کی کہ ماں کا دودھ پی کر پرورش پائے پھر دانت نکالے اور کھانے کی قوت دی پھر ایک مدت میں اس کے جسم و عقل کو ترقی دی حتیٰ کہ جو ان ہو کر پروان چڑھا پھر تنزل کا دور آیا اعضاء میں کمزوری آئی حتیٰ کہ مر گیا قبر میں چلا گیا یہ سب فَقَدَّرَ مَا تَقْدِيرًا كَمَا هِيَ كَرْمَةٌ هِيَ۔ ایسے ہی دنیا کی ہر شے اور ہر کیفیت کے لئے ایک معین مقدار رکھی گئی اس سے ذرہ بھر کم یا زیادہ نہیں ہو سکتی۔

رانی گھٹے نہ تل بڑھے بن سائیں کی چاہ  
لَا تَتَحَرَّكَ ذَرَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ  
وَإِتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِنَفْسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نَشُورًا ①۔

اور کافروں نے خدا کے سوا اور معبود ٹھہرائے جو کسی کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہ وہ اپنی جان کے لئے نفع و ضرر کے مالک ہیں اور نہ ان کے قبضہ میں موت و حیات ہے نہ مر کر پھر اٹھنا۔ یوں تو قدرت الہیہ عز و جل اتنی وسیع ہے کہ اس کا شمار انسان نہیں کر سکتا لیکن یہ چار باتیں جو فرمائیں ان سے ہی ایک ذی عقل خیال کر سکتا ہے کہ ان چار قوتوں کا جو مالک نہ ہو وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ اول کسی نابود کو وجود میں لانا معدوم کو ظاہر کرنا جسے شان تخلیق کہتے ہیں وہ سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا تو جن میں یہ طاقت نہ ہو وہ خدا اور خالق نہیں ہو سکتا۔

دوسرے خالق کا وجود مخلوق سے اول ہونا ضروری ہے اسی وجہ میں اس ذات کو اول قدیم ازلی، ابدی، سرمدی کہا جاتا ہے اور ما سوا اللہ جو کچھ ہے وہ تو پیدا کی گئی ہے تو جو خود پیدا کی گئی ہو وہ خالق کیسے ہو سکتی ہے تو ثابت ہوا کہ مخلوق میں سے کسی کو خدا ماننا باطل ہے۔

تیسرے جب تک نفع و ضرر کے تمام اختیارات قبضہ میں نہ ہوں وہ کیسے مالک ہو سکتا ہے اور یہ قوت سوائے ذات واجب تعالیٰ شانہ غیر میں نہیں اور اگر ہو تو وہ بے طائے الہی عز و جل ہے پھر وہ قوت محدود ہے نہ کہ مطلق لہذا جس میں قوت نفع و ضرر مطلق ہے وہ خدا ہے۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلان کی تعلیم دی گئی اور ارشاد ہوا قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا - إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ - اے حبیب فرما دیجئے کہ میں بالذات نفع و ضرر کا مطلق مالک نہیں مگر جتنا خدا نے چاہا تو ثابت ہوا کہ وہ معبود جو اپنی مکھی نہ اڑا سکتا ہو محض فرضی اور گھریلو معبود ہیں حقیقی معبود وہی ذات واجب الوجود ہے جسے اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے۔

چوتھے موت و حیات یہ بھی ایسی قوت ہے کہ اس پر بھی قبضہ صرف اور صرف اسی واجب تعالیٰ شانہ کا ہے۔ بندے میں غیر خدا میں اس کی قوت و طاقت نہیں اور اگر کسی کے ہاتھ سے کوئی ہلاک ہو گیا تو وہ بھی اسی تقدیر کے ماتحت ہے جو وَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا سے ہے۔

پانچویں مرنے کے بعد نشریہ بھی اسی حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ میں ہے کوئی مر کر پھر زندہ اپنے اختیار سے نہیں ہو سکتا۔ خواہ

رام ہو یا کرشن۔

اور جنہیں مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسی زندگی میں رکھا جس کا ہمیں شعور نہیں وہ آج بھی زندہ ہیں انہیں کوئی مار نہیں سکتا جیسے انبیاء کرام یا شہداء عظام جن کی شان میں بَلْ أَحْيَاءٌ فَمَا كَرُّوا لَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ فرمایا۔

اب اس کے بعد مشرکین مکہ کے اوہام باطلہ کا رد ہے جو وہ اپنی حسد و رزی کے ماتحت کہتے تھے حَيْثُ قَالَ تَعَالَى۔  
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٦٠﴾۔  
کافر بولے یہ تو نہیں مگر زرا بہتان ہے جو گھڑ لیا ہے اور مدد کی اس کی اس پر دوسرے لوگوں نے بے شک یہ مشرک بڑے ظالم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: يُرِيدُونَ أَنَّهُ اخْتَرَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَمْ يُنَزَّلْ عَلَيْهِ۔ اس قرآن کریم کے متعلق ان خبیثاء کا یہ خیال تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اترا بلکہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

جس پر قرآن کریم میں ہی نظریات عقل کے ماتحت جواب دیا کہ اگر تمہارے خیال باطل میں یہ بات ہے تو تم اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ انسان کے کلام کا مقابلہ انسان کر سکتا ہے۔

دعبل اپنی بلاغت کے ساتھ میدان فصاحت میں اترا تو ابونواس کے مقابلہ میں آ گیا۔ ابوالعتاہیہ آیا تو اس کے مقابلہ کو دوسرے ابناء جنس آ گئے۔ فرزدق، ابوالفراس، امرأ القیس، ابوزید سروجی، متنبی، حماسہ یہ شہسواران میدان فصاحت گزرے ہیں لیکن ان کا جواب ان کے مقابل نہیں کے زمانہ میں آ گیا۔ مگر قرآن کریم نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا قُلْ لِّدِينِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِشَيْءٍ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِشَيْءٍ وَلَوْ كَانَتْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا اور فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ لَكِنِ آج تِك كُوِي مَدْعَى سَامِنِي نَهْ آيَا اور اس کا مقابلہ نہ کر سکا بنا بریں ثابت ہوا کہ مشرکین کا یہ خیال باطل اور وہم کا سد ہی تھا۔ پھر

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ۔ انہوں نے کہا ان کی اس کتاب کی اعانت دوسرے بھی کرنے کو کھڑے ہو گئے۔

اس میں یہود کے اہل کتاب مثل عداس یا عائش جو غلام آزاد شدہ حویطب بن عبد العزی کے تھے انہیں کہتے ہیں یا یسار جو غلام آزاد شدہ علاء بن حضرمی کے تھے یا جبر مولیٰ عامر کے تھے یہ توریث کے عالم تھے اور مسلمان ہو گئے تھے ان کی تصدیق پر مشرکین بولے: وَ أَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ۔ تو ارشاد ہوا سچی بات کے آگے ہر ایک جھکتا ہے مگر جو عناد و حسد کی بیماری میں مبتلا ہو وہ ایسے ہی الجھار ہتا ہے۔

فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا۔ اے محبوب یہ ظالم ظلم اور جھوٹ کے پلندے ہی لے کر آئے اور آتے رہیں گے۔ وَزُورًا کے معنی کذب عظیم ہیں۔

دوسرے مشرکین جب اس خیال پر کامیاب نہ ہوئے تو دوسرا شاخسانہ یہ اٹھایا اور بولے:

وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اَلْكَتَبَهَا فَيَسْتَلِي عَلَيْهِ بُكْرًا وَآصِيلًا۔ یہ پرانی کہانیاں ہیں جسے انہوں نے لکھ لیا ہے اور وہی صبح و شام پڑھتے ہیں۔



اس پر بھی جب ان کی نہ چلی تو لایعنی پہلو نکالنے لگے اور بولے کہ یہ رسول کھاتا پیتا ہے یہ رسول بازاروں میں آتا جاتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

پہلے تو ہمت کا جواب اللہ تعالیٰ نے زبان مصطفیٰ ﷺ پر یہ دیا:

قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔ اے محبوب فرمادیتے کہ یہ کلام پاک تو اس نے نازل فرمایا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر خفیہ باتیں جانتا ہے بے شک وہ غفور رحیم ہے۔ ورنہ اس مخالفت پر تم کو کبھی کاہلاک کر دیا ہوتا لیکن اپنی شان غفاری اور رحم کے اقتضاء سے وہ تمہارے عذاب میں تاخیر فرماتا ہے۔

پھر مشرکین نے ایک لایعنی پہلو اٹھایا:

وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَنْشِئُ فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا ۚ أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكْوَنُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝۸۔

اور مشرکین بولے کیا ہے اس رسول کا حال کہ کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے کیوں نہ نازل ہو اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ہوتا ڈرانے والا یا اتار جاتا اس کی طرف خزانہ یا ہوتا اس کے لئے باغ کہ اس سے پھل کھاتا اور ظالم بولے تم پیروی نہیں کر رہے مگر ایک آدمی کی جس پر جادو ہوا ہے۔

اب مشرکین نے پانچ باتیں ایسی لایعنی پیش کیں جو اس سے قبل کسی نبی کے متعلق یہ ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً انہوں نے کہا یہ نبی کھاتا پیتا ہے تو اس سے پہلے ایک نبی بھی نہ بتا سکے جو کھاتا پیتا تھا تو جب پہلے نبی بھی کھاتے پیتے تھے اور اب کھاتے پیتے نبی آئے تو کیا اشکال ہے۔

دوسرے انہوں نے کہا کہ یہ بازاروں میں پھرتا ہے تو کیا پہلے نبی بازاروں میں نہیں چلے اگر پہلے بھی بازاروں میں چلتے تھے اور نبی تھے تو ان کے اوپر اعتراضی پہلو کیا ہے۔

تیسرے اگر پہلے نبیوں کے ساتھ فرشتہ آتا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی آنا ضروری تھا اور اگر پہلے نبیوں کے ساتھ نہیں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرشتے کی شرط لگانا محض عناد و حسد نہیں تو کیا ہے۔

چوتھے اگر سابقہ انبیاء کے لئے خزانہ آتا تھا تو یہ سوال صحیح ہے ورنہ یہ بھی حماقت ہی حماقت ہے۔

پانچویں باغ کا بھی یہی جواب ہے اگر کسی پہلے نبی کے ساتھ باغ ثابت ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باغ کا مطالبہ صحیح ہے ورنہ یہ بھی مجنونانہ بات ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے مطالبات پر فرماتا ہے۔

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا۔ اے محبوب دیکھئے یہ کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں تو یہ ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ انہیں راہ پر آنے کی سکت و ہمت ہی نہیں۔

## بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۸

بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے کر دے بہتر اس سے باغیچے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں اور کر دے تمہارے لئے اونچے اونچے محل بلکہ یہ تو جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور تیار رکھی ہے ہم نے اس کے لئے جو جھٹلائے قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ جب وہ دیکھے انہیں دور کی جگہ سے تو سنیں گے اس کا شور اور پکار

اور جب ڈالے جائیں گے اس سے کسی جگہ تنگ میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت مانگیں گے فرمایا جائے گا نہ موت مانگو ایک بلکہ مانگو بہت سی موتیں

فرما دیجئے کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی کے باغ جن کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے۔ ہے وہ ان کا صلہ اور انجام ان کے لئے وہاں جو چاہیں نعمتیں ہیں ہمیشہ رہیں گے۔ ہے یہ تمہارے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ہوا

اور جس دن جمع کرے انہیں اور جنہیں وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا تو فرمائے گا کیا تم ہی نے گمراہ کئے یہ میرے بندے یا خود ہی یہ گمراہ ہوئے

بولیں پاکی ہے تجھے ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں لیکن تو نے انہیں مہلت دی اور ان کے باپ دادوں کو حتیٰ کہ تیری یاد بھول گئے اور یہ قوم ہلاک ہونے والی تھی

تو اب تمہیں جھٹلادیا تمہارے معبودوں نے جو تم کہتے تھے تو اب تم نہیں رکھتے طاقت عذاب پھیرنے کی نہ اپنی مدد کی اور جو تم میں ظالم ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے پہلے کسی رسول کو مگر وہ کھانا کھاتا اور چلتا تھا بازاروں میں اور کیا ہم نے تمہارے

تَبْرِكَ النَّبِيُّ إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا ۝۱۰

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝۱۱

إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَبِعُوا هَاتِعِيظًا وَزَفِيرًا ۝۱۲

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقْرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝۱۳

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝۱۴

قُلْ أَذِلَّكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝۱۵

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خُلْدِينَ ۖ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝۱۶

وَالْيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنْتُمْ أَصْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ صَلَّى السَّبِيلَ ۝۱۷

قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يُبْعَىٰ لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝۱۸

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِمَا تَقُولُونَ ۖ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرَافًا وَلَا نَصْرًا ۝۱۹

وَمَنْ يُظْلِمِ مِنْكُمْ نُدِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝۲۰ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنْهُمْ لِيَاكُلُوا الطَّعَامَ وَيَشْرَبُوا فِي الْأَسْوَاقِ ۖ وَ

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

بعض کو بعض کی جانچ کیا صبر کرو گے اور تمہارا رب دیکھتا ہے

### حل لغات دوسرا رکوع - سورة فرقان - پ ۱۸

تَبْرَكَ - برکت والا ہے	الذی - وہ	إِنْ - اگر	سَاءَ - چاہے
جَعَلَ - بنا دے	لَكَ - تیرے لئے	خَيْرًا - بہتر	مِنْ ذَلِكَ - اس سے
جَنَّتْ - باغ	تَجْرِي - چلتی ہوں	مِنْ تَحْتِهَا - ان کے نیچے	الْأَنْهَارِ - نہریں
وَ - اور	يَجْعَلُ - بنائے	لَكَ - تیرے لئے	قُصُورًا - محل
بَلْ - بلکہ	كَذَّبُوا - جھٹلایا انہوں نے	بِالسَّاعَةِ - قیامت کو	وَ - اور
أَعْتَدْنَا - تیار کیا ہم نے	لِمَنْ - اس کے لئے جو	كَذَّبَ - جھٹلائے	بِالسَّاعَةِ - قیامت کو
سَعِيرًا - بھڑکتی آگ	إِذَا - جب	رَأَوْهُمْ - دیکھے گی ان کو	مِنْ مَكَانٍ - جگہ
بَعِيدٍ - دور سے تو	سَمِعُوا - سنیں گے	لَهَا - اس کا	تَغِيظًا - جوش
وَ - اور	زَفِيرًا - آواز	وَ - اور	إِذَا - جب
الْقُوا - ڈالے جائیں	مِنْهَا - اس سے	مَكَانًا - جگہ	صَيِقًا - تنگ کے
مُقَرَّنِينَ - جکڑے ہوئے	دَعُوا - پکاریں گے	هَذَاكَ - اس جگہ	نُبُورًا - موت
لَا - نہ	تَدْعُوا - مانگو	الْيَوْمَ - آج	نُبُورًا - موت
وَاحِدًا - ایک	وَ - اور	ادْعُوا - مانگو	نُبُورًا - موتیں
كثِيرًا - بہت	قُلْ - کہہ	عَ - کیا	ذَلِكَ - یہ
خَيْرٌ - بہتر ہے	أَمْ - یا	جَنَّةٍ - جنت	الْخُلْدِ - ہمیشہ کا
الَّتِي - وہ جو	وَعَدَ - وعدے دیئے گئے	الْمُتَّقُونَ - پرہیزگار	كَانَتْ - ہے
لَهُمْ - ان کے لئے	جَزَاءً - بدلہ	وَ - اور	مَصِيرًا - جگہ
لَهُمْ - ان کے لئے ہے	فِيهَا - اس میں	مَا - جو	يَسْأَلُونَ - چاہیں
خُلْدِينَ - ہمیشہ رہنے والے	كَانَ - ہے	عَلَى - اوپر	رَبِّكَ - رب تیرے کے
وَعْدًا - وعدہ	مَسْئُولًا - مانگا گیا	وَ - اور	يَوْمَ - جس دن
يَحْشُرُهُمْ - اکٹھا کرے گا ان کو	وَ - اور	مَا - جن کو وہ	يَعْبُدُونَ - پوجتے ہیں
مِنْ دُونِ - سوا	اللَّهِ - اللہ کے	فَيَقُولُ - تو کہے گا	عَ - کیا
أَنْتُمْ - تم نے	أَصْلَلْتُمْ - گمراہ کیا	عِبَادِي - میرے بندوں	هَؤُلَاءِ - ان کو
أَمْ - یا	هُمْ - وہ	صَلُّوا - گمراہ ہوئے	السَّبِيلِ - راہ سے



قَالُوا- کہیں گے	سُبْحٰنَكَ- تو پاک ہے	مَا- نہیں	كَانَ- ہے
يُنْبِئِي- لائق	لَنَا- ہمارے لئے	أَنْ- یہ کہ	تَتَّخِذَ- ہم پکڑیں
مِنْ دُونِكَ- تیرے سوا	مِنْ أَوْلِيَاءَ- کوئی دوست	وَ- اور	لَكِنْ- لیکن
مَتَّعْتَهُمْ- تو نے فائدہ دیا ان کو	وَ- اور	أَبَاءَهُمْ- ان کے باپوں کو	حَتَّى- یہاں تک
نَسُوا- بھول گئے	الذِّكْرَ- ذکر	وَ- اور	كَانُوا- تھے وہ
قَوْمًا- قوم	بُورًا- ہلاک ہونے والی	فَقَدْ- تو بے شک	كَذَّبُوكُمْ- جھٹلادیا انہوں نے تمہیں
بِهَا- جو	تَقُولُونَ- تم کہتے ہو	فَمَا- تو نہیں	تَسْتَطِيعُونَ- طاقت
رکھتے تم	صَرَفًا- پھیرنے کی	وَ- اور	لَا- نہ
نَصْرًا- مدد کرنے کی	وَ- اور	مَنْ- جو	يَظْلِمُ- ظلم کرے
مِنْكُمْ- تم میں سے	نُذِقَهُ- چکھائیں گے ہم اسے	عَذَابًا- عذاب	كَبِيرًا- بڑا
وَ- اور	مَا- نہیں	أَمْ سَأَلْنَا- بھیجا ہم نے	قَبْلَكَ- آپ سے پہلے
مِنَ الْمُرْسَلِينَ- کوئی بھی پیغمبر	إِلَّا- مگر	وَ- اور	إِنَّهُمْ- وہ
لَيَأْكُلُونَ- کھاتے تھے	الطَّعَامَ- کھانا	وَ- اور	يَسْئُونَ- چلتے تھے
فِي- بیچ	الْأَسْوَاقِ- بازاروں کے	وَ- اور	جَعَلْنَا- کیا ہم نے
بَعْضَكُمْ- بعض تمہارے کو	لِبَعْضٍ- بعض کے لئے	فِتْنَةً- آزمائش	أ- کیا
تَصْبِرُونَ- تم صبر کرتے ہو	وَ- اور	كَانَ- ہے	رَبُّكَ- تیرا رب
بَصِيرًا- دیکھنے والا			

### خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورة فرقان - پ ۱۸

تَبْرَكَ الَّذِي أَنْشَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا-  
 بڑی برکت والا ہے وہ اگر چاہے تو تمہارے لئے اس سے بہت بہتر کردے جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور  
 کرے تمہارے اونچے اونچے محل۔

قُصُورًا- قُصُور کی جمع ہے بلند محل کو کہتے ہیں۔

درحقیقت اس رکوع میں نصر بن حارث اور صناید مکہ کے لایعنی اور بے معنی مطالبات کا رد ہے جو پہلے رکوع میں مذکورہ  
 ہو چکے۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ قادر علی الاطلاق ہے یہ تو معمولی مطالبہ کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے کہیں  
 بہتر اور بلند مقامات عطا فرمانے پر قادر ہے لیکن یہ صرف یہی مطالبہ تو نہیں کر رہے بلکہ

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا- یہ تو قیامت کو بھی جھٹلا رہے ہیں حالانکہ ہم نے  
 ان کے لئے جو قیامت کو جھٹلا رہے ہیں سعیر تیار کر رکھا ہے۔

عربی میں سیر شدید آگ کو کہتے ہیں یا احادیث میں سیر نام ہے جہنم کے ایک طبقہ کا۔ جس کی یہ شان ہوگی کہ  
 إِذَا سَأَلْتَهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيْظًا وَ زَفِيرًا۔ جب وہ جہنم نہیں دیکھے گی دور سے تو دیکھتے ہی جوش  
 مارے گی اور یہ اس کا جوش و خروش سنیں گے۔

تَغِيْظٌ۔ شدت غضب کو کہتے ہیں۔ زفیر اس آواز کو کہتے ہیں جو پیٹ کے اندر سے سنی جاتی ہے۔ تو جہنم کے جوش و خروش  
 کی آواز کو شدید غضب انسان کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے۔

وَ إِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَبِيْحًا مُّقْرَنَيْنِ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا۔ اور جب وہ دوزخ کی کسی جگہ میں  
 مشکیں کس کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

مُقْرَنَيْنِ۔ تقرین کہتے ہیں دو چیزوں کو ایک زنجیر میں جکڑ دینا۔ یعنی کفار شیاطین کے ساتھ ایک زنجیر میں کس دیئے  
 جائیں گے۔

ثُبُورًا۔ عربی میں ہلاکت کو کہتے ہیں۔ اور جہنمیوں کی آواز ہوگی وَ اِثْبُورًا۔

اس پر فرشتے نہیں کہیں گے:

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَ اِحْدًا وَ اِدْعُوا ثُبُورًا كَثِيْرًا۔ نہ پکارو آج کے دن ایک ہلاکت اور پکارو بہت سی ہلاکتیں۔  
 ہلاکت پکارنے کے یہ معنی ہیں کہ جب آدمی سخت تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو موت کی آرزو کرتا ہے اور اسے اپنے حق  
 میں ایک قسم کی راحت سمجھتا ہے۔ جس طرح کہ دوزخیوں کا حال دوسری جگہ قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا گیا:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ۔ جب جہنمیوں کی کھالیں جل جل کر اور  
 گلسرور گر پڑیں تو نئی کھال انہیں بدل دی جائے تاکہ عذاب کا مزہ لیں۔ یہ بھی ان کے لئے ایک طرح کی موت ہے۔ تو گویا یہ  
 فرمایا گیا کہ وَ اِثْبُورًا کہہ کر ایک موت کیوں پکارتے ہو بہت سی موتیں پکارو اس لئے کہ اب تمہاری مصیبتوں کا خاتمہ نہیں یہ تو  
 ابدی ہے اور دوائی عذاب ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا:

قُلْ اٰذِلْكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۗ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَّ مَصِيْرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا  
 يَشَاءُوْنَ خُلْدِيْنَ ۗ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿١٦﴾

اے محبوب آپ فرمائیں کہ یہ بہتر ہے (جسے دوزخ کہتے ہیں) یا ہمیشہ رہنے والا باغ (یعنی بہشت) جس کا وعدہ  
 پرہیزگاروں کے ساتھ کیا گیا ہے وہ ہی ان کی نیکیوں کا صلہ اور ان کا آخری ٹھکانا ہے ان کے لئے اس میں سب کچھ ہوگا جو وہ  
 چاہیں ہمیشہ ہمیش یہ وہ وعدہ ہے جس کا ایفاء تمہارے رب نے اپنے ذمہ لیا جو وہ طلب کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں رَبَّنَا اٰتِنَا  
 مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَا لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

وَعْدًا مَّسْئُوْلًا۔ کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ حق کرم لے کر فرماتا ہے کہ تم ہم سے دعا میں اس طرح کہہ سکتے

ہو۔

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَا مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَصْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰؤُلَاءِ ؕ اَمْرُهُمْ صٰلُوْا  
 السَّبِيْلَ ﴿١٦﴾۔

جس دن اللہ تمام مشرکوں اور جنہیں وہ پوجتے ہیں سب کو محشور فرمائے تو کہے ان معبودوں کو کیا تم نے ہی گمراہ کیا میرے ان بندوں کو یا یہ خود راہ بھٹکے۔

یہ سوال ان سے بطور مقدمہ کہا جائے گا ورنہ وہ علام الغیوب ان کی مخفی حقیقتوں کا بھی جاننے والا ہے نہ ان کی کوئی بات چھپی رہ سکتی ہے۔ چنانچہ اس سوال کا جواب مشرکوں کے معبود اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے ساتھ اس طرح دیں:

قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يُنْبِغِي لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاءَ وَلٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى نَسُو الدّٰكِرَةَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُرًا ۝۱۸-

عرض کریں الہی تیرے وجہ منیر کی پاکی ہے ہمیں نہیں تھا زبیا کہ ہم تیرے سوا دوسرے کار ساز بناتے تو ان کا ہم کیونکر کار ساز بننے کا دعویٰ کر سکتے تھے لیکن یہ بات ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے آباء و اجداد کو آسودگیاں دیں حتیٰ کہ وہ (عیش و عشرت کے نشے میں) تیری یاد بھلا بیٹھے اور یہ آپ ہی ہلاک والی قوم تھی۔

بُورُ اَصْفَتْ ہُوَ قَوْمًا کی اور بور مصدر ہے جو بمعنی فاعل یہاں آیا ہے اہل کے معنی ہوئے اُنْی قَوْمًا هٰلِکِیْنَ یعنی ہلاک ہونے والی قوم۔ یا بور بار کی جمع ہے جیسے عوذ عائد کی معنی وہی ہلاک ہونے کے ہیں آگے ارشاد ہے:

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۚ فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صِرَافًا وَّلَا نَصْرًا۔ (اس پر باری تعالیٰ نے ارشاد فرمائے) تو یقیناً جھٹلایا تمہیں (تمہارے معبودوں نے) جو کچھ تم کہتے تھے تو اب تم نہ ہمارا عذاب اوپر سے ٹال سکتے ہو اور نہ کسی کی مدد لے سکتے ہو۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ کسی کی مدد نہ لے سکنے والے مشرکین ہوں گے اور سیہ کاران امت اللہ عزوجل کے مقربوں کی مدد سے رحمت الہی عزوجل کے حقدار ہوں گے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا:

سب نے صف محشر میں دھتکار دیا ہم کو  
حضرت امام اہلسنت والذقلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اے بے کسوں کے آقا! اب تیری دہائی ہے  
سنا ہے یوں تیری رحمت گنہگاروں کا حصہ ہے

میرا حصہ مجھے بھی کہ عصیاں کار میں بھی ہوں  
وَمَنْ يُّظْلِم مِّنْكُمْ نُدِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا۔ تو بیخا ارشاد ہے۔ اور جو تم میں شرک اور ظلم کرے گا ہم اسے بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

اس کے بعد نضر بن حارث اور راس المشرکین جو ضنادید قریش تھے جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کیا تھا کہ یہ کھاتے پیتے ہیں۔ یہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ اب اس کا جواب دیا جا رہا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لِيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَشْرَبُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۙ

اے محبوب ہم نے کوئی رسول آپ سے پہلے نہ بھیجا مگر یہ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض پر آزمائش کا ذریعہ رکھا۔ تو (اے مسلمانو!) کیا اب تو صبر کرو گے (ان کی ایذاؤں پر) اور اے محبوب تمہارا رب دیکھ رہا ہے۔



دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور لوگوں کی حالتیں مختلف رکھیں۔ کسی کو ایمان عطا فرمایا کوئی کافر رہا کسی کو امیر کبیر کیا کوئی غریب و مفلس رہا یہ سب امتحان ہیں۔ اور انبیاء کرام کے ساتھ کوئی تبع ہے کوئی مطیع اس پر ان کا نافرمانوں کی نافرمانی پر صبر کرنا اور تبلیغ رسالت میں قائم رہنا امتحان ہے۔

امت کا امتحان یہ ہے کہ نبی کریم کی تعلیم پر کار بند ہو کر رسم و رواج سے اور امور بدعیہ سے مجتنب رہیں۔ امراء کبراء اور دولت مندوں کا امتحان یہ ہے کہ وہ غریبوں بے کسوں کی خبر گیری کریں۔ غربا و فقراء کا امتحان یہ ہے کہ جب امیر و دولت مند انہیں بہ نظر حقارت دیکھیں تو تنگ دل نہ ہوں اللہ کا شکر کریں۔ بہر حال دنیا دار ارحمن اور امتحان گاہ ہے ہر ایک یہاں کسی نہ کسی طرح امتحان میں ڈالا جاتا ہے۔ اور آخرت میں انہیں اعلیٰ مقام ملیں گے جو یہاں ثابت قدم رہے۔

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۸

تَبْرَكَ الَّذِي أَن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا ۝۱۰  
برکت والا ہے وہ اگر چاہے تو کر دے تمہارے لئے اس سے بہتر باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہوں اور کر دے تمہارے لئے بلند محل۔

یہ مشرکین کے مطالبات لایعنی کا جواب ہے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّ تَكَاثُرٍ خَيْرُ الدِّينِ إِن شَاءَ وَهَبَ لَكَ فِي الدُّنْيَا خَيْرًا لَّكَ مِمَّا اقْتَرَحُوهُ وَهُوَ أَنْ يَجْعَلَ لَكَ مِثْلَ مَا وَعَدَكَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْجَنَّاتِ وَالْقُصُورِ كَذَا فِي الْكَشَافِ۔

یعنی وہ ذات بڑی برکت والی ہے اگر چاہے تو آپ کو دنیا میں بخش دے جو بہتر ہو آپ کے لئے اس سے جو مشرکین کہہ رہے ہیں اور وہ یہ کہ دے آپ کے لئے وہی جس کا وعدہ آخرت میں باغ و قصور کا ہے ایسا ہی کشاف میں ہے۔

اور مشرکین انکار معاد بھی کرتے تھے چنانچہ اس کا رد فرمایا گیا اور ان کی سزا کا نقشہ بتایا۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا۔ بلکہ جھٹلایا انہوں نے قیامت کو اور ہم نے تیار کیا ہے ان کے لئے جو قیامت کو جھٹلاتے ہیں دھکتی آگ کا عذاب۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيُّ هَيْئَتِنَا لَهُمْ نَارًا عَظِيمَةً شَدِيدَةً الْإِشْتِعَالِ شَانَهَا كَيْتٌ وَ كَيْتٌ بِسَبَبِ تَكْذِيبِهِمْ بِهَا۔ یعنی تیار کی گئی ہے ان کے لئے وہ آگ جو زبردست شدت کے ساتھ مشتعل ہے جس کی شان ایسی ہے کہ اس سے ظاہر ہے بہ سبب ان کی تکذیب کے۔

صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ فرمایا: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لِي ذَلِكَ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَرَعَمَ آئِنِي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ۔ (حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم نے مجھے جھٹلایا اور اسے ایسا نہ چاہئے تھا تو میرا جھٹلانا یہ حقیقت ہے کہ اِنَّ الْإِعَادَةَ أَهْوَنُ مِنَ الْإِبْدَاءِ۔ پھر دوبارہ بنانا اول بنانے سے زیادہ آسان ہے۔

إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا هَاتَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا۔ جب وہ جہنم انہیں دیکھے دور سے اتنا غضب ناک ہو کہ جہنمی اس کے غصہ کا جوش و خروش سنیں۔

چنانچہ دوسرے مقام پر بھی ارشاد ہے: يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأَتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ۔ جس دن ہم فرمائیں جہنم کو کیا تو بھر گیا تو وہ عرض کرے اس سے زائد چاہتا ہوں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (صحیح بخاری) شَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ فَأَكَلْ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفْسَيْنِ نَفْسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٌ فِي الصَّيْفِ۔ جہنم کی آگ نے بارگاہ حق میں شکوہ کیا کہ الہی مجھے تو میرے ہی بعض نے میرا بعض کھا لیا تو اسے دو سانس لینے کی اجازت ہوئی ایک سانس سردی میں ایک سانس گرمی میں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گرمی میں ظہر کی نماز سایہ ڈھلنے پر پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس کی وجہ سے ہوتی ہے حَيْثُ قَالَ اَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

اور حدیث کی حجت لازمی طور پر مانی پڑتی ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ مجھ پر جھوٹ قصداً بولنے والا اپنی جگہ جہنم میں تلاش کرے۔ اس حدیث کو طبرانی ابن مردویہ رحمہ اللہ طریق مکحول سے ابو امامہ سے نقل کرتے ہیں: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنْ بَيْنِ عَيْنِي جَهَنَّمَ۔ پھر اس کے آگے راوی کہتے ہیں کہ عرض کیا گیا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِجَهَنَّمَ مِنْ عَيْنٍ قَالَ نَعَمْ أَمَا سَمِعْتُمْ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ فَهَلْ تَرَاهُمْ إِلَّا بِعَيْنَيْنِ كَانَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہنم کی آنکھیں ہوں گی فرمایا ہاں کیا تم نے فرمان الہی نہ سنا إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ۔ جب وہ دیکھے گا دور سے تو وہ دیکھنا آنکھوں سے ہے۔

اور مکان بعید کی مقدار میں تین قول ہیں۔

اول: هُوَ أَقْصَى مَا يُمَكِّنُ أَنْ يُرَى مِنْهُ۔ بعید یہ ہے کہ منہائے نظر جہاں سے دیکھنا ممکن ہو۔

دوسرا قول ہے: إِنَّهُ هُنَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔ اس کا بعد پانچ سو برس کی مسافت ہو۔

تیسرا قول: آدم بن ایسا رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: إِنَّهُ مَسِيرَةُ سَنَةٍ۔ اس کا بعد ایک سال کی مسافت ہے۔

سَمِعُوا هَاتَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا۔ سنیں گے جہنمی اس کا غیظ و غضب۔

راغب رحمہ اللہ غیظ کی تعریف کرتے ہیں الْغَيْظُ أَشَدُّ الْغَضَبِ وَالتَّغِيظُ إِظْهَارُ الْغَيْظِ۔ غیظ سخت غضب کو کہتے ہیں اور تغیظ اس غضب کا اظہار ہے۔

زفیر پر کہتے ہیں: هُوَ اخْرَاجُ النَّفْسِ بَعْدَ مُدَّةٍ۔ سانس کھینچ کر نکالنے کو زفیر کہتے ہیں كَمَا فِي الْقَامُوسِ۔  
راغب رحمہ اللہ مفردات میں لکھتے ہیں: هُوَ تَرْدِيدُ النَّفْسِ حَتَّى تَنْفَخَ الصُّلُوعُ۔ سانس ایسی سختی میں نکالنا کہ

پسلیاں پھول جائیں زفیر ہے۔

پھر زفیر کی آواز کے اثر پر یہ حدیثیں شاہد ہیں:

ابن جریر ابن ابی حاتم رحمہما اللہ اپنی صحیح سند سے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت فرماتے ہیں: اِنَّهَا تَزْفَرُ زَفْرَةً لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا خَافَ۔ اس کی زفیر ایسی ہیبت ناک ہو کہ سب ڈر جائیں۔

ابن منذر ابن جریر عبید بن عمیر رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ فِي قَوْلِهِ سَمِعُوا لَهَا - اِنَّ جَهَنَّمَ تَزْفَرُ زَفْرَةً لَا يَبْقَى مَلَكٌ مُّقْرَبٌ وَ لَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ اِلَّا تَرَعَدُ فَرَائِضُهُ حَتَّى اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيَجْتُوْا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ يَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَسْئَلُكَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ۔

جہنم پہلی بار جب سانس کھینچے گی تو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل ایسا نہ ہوگا مگر لرز جائے گا اور پسلیاں کانپ اٹھیں گی حتیٰ کہ خلیل اللہ علیہ السلام گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کریں الہی میں کچھ نہیں چاہتا مگر اپنی امان۔

ابو نعیم کعب سے راوی ہیں: قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَنَزَلَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ صُفُوْفًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِحَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ بِجَهَنَّمَ فَيَاتِيْ بِهَا تَقَادُ بِسَبْعِيْنَ اَلْفِ زِمَامٍ حَتَّى اِذَا كَانَتْ مِنَ الْخَلَائِقِ عَلٰى قَدْرِ مِائَةِ عَامٍ زَفَرَتْ زَفْرَةً طَارَتْ لَهَا اَفِيْدَةُ الْخَلَائِقِ۔

جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا پھر ملائکہ صف بصف نازل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبریل علیہ السلام سے کہ جہنم پیش کرو تو جہنم ستر ہزار لگاموں میں پیش کی جائے گی اور مخلوق اس سے سو برس کی مسافت پر بعید ہوگی تو جب جہنم پہلا سانس کھینچے گی تو اس سے لوگوں کے کلیجے اڑنے لگیں گے۔

ثُمَّ زَفَرَتْ ثَانِيَةً فَلَا يَبْقَى مَلَكٌ مُّقْرَبٌ وَ لَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ اِلَّا جَثَا لِرُكْبَتَيْهِ ثُمَّ تَزْفَرُ الثَّالِثَةَ فَيَبْلُغُ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَذْهَلُ الْعُقُوْلُ فَيَفْزَعُ كُلُّ امْرِئٍ اِلَى عَمَلِهِ۔

حَتَّى اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ بِخُلَّتِيْ لَا اَسْئَلُكَ اِلَّا نَفْسِيْ۔

وَ يَقُوْلُ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمُنَاجَاتِيْ لَا اَسْئَلُكَ اِلَّا نَفْسِيْ۔

وَ يَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا اَكْرَمْتَنِيْ لَا اَسْئَلُكَ اِلَّا نَفْسِيْ - لَا اَسْئَلُكَ مَرِيْمَ التِّيْ

وَلَدْتَنِيْ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ لَا اَسْئَلُكَ الْيَوْمَ نَفْسِيْ۔

فَيَجِيْبُ الْجَلِيْلُ جَلَّ جَلَالُهُ اِنَّ اَوْلِيَّايْ مِنْ اُمَّتِكَ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ فَوْعِزَّتِيْ

لَا قِرْنَ عَيْنِيْكَ ثُمَّ تَقِفُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بَيْنَ يَدِي اللّٰهِ تَعَالٰى يَنْتَظِرُوْنَ مَا يَوْمُرُوْنَ۔

پھر دوسرا سانس کھینچے تو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہ ہو مگر گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے۔

پھر تیسرا سانس کھینچے تو لوگوں کے کلیجے منہ کو آجائیں اور عقلیں پراگندہ ہو جائیں اور ہر ایک اپنے اپنے اعمال سے

گھبرائے۔

حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام عرض کریں الہی میری شان خلت کا واسطہ میں آج تجھ سے اپنی امان چاہتا ہوں۔

اور موسیٰ علیہ السلام عرض کریں الہی میری مناجات کا واسطہ میں اپنی امان چاہتا ہوں۔



اور عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں الہی ان اعزوا واکرام کا واسطہ جو تو نے مجھے بخشا میں مریم کو نہیں مانگتا جس سے میں پیدا کیا گیا مگر اپنی جان کی امان چاہتا ہوں۔

اور رحمت دو عالم حبیب مکرم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ حق میں عرض پیرا ہوں الہی میری امت اور صرف میری امت مجھے مطلوب ہے۔

میں آج اپنی جان کے لئے کچھ طلب نہیں کرتا۔

تو رب جلیل جل جلالہ اپنے حبیب کو جواب دے گا میرے چہیتے محبوب تیری امت سے میرے دوست اس مرتبہ پر ہیں کہ انہیں کوئی خوف اور حزن نہیں ہے۔

محبوب میری عزت و جلال کی قسم میں ضرور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔

پھر ملائکہ علیہم السلام صف بستہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر آجائیں اور حکم کا انتظار کریں۔

وَإِذَا أَلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقْرَّبِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾

اور جب ڈالے جائیں اس سے تنگ مکان میں زنجیر بستہ تو پکاریں اس وقت ہلاکت اور موت کو (فرشتے کہیں) آج ایک موت نہ پکارو بلکہ بہت سی موتیں مانگو۔

آلوسی رحمہ اللہ ثبور کے معنی فرماتے ہیں آئى هَلَاكًا كَمَا قَالَ الضَّحَّاكُ وَ قَتَادَةُ - دَعُوا ائى نَادُوا ذَلِكَ فَقَالُوا يَا ثُبُورَاهُ عَلَى مَعْنَى اُحْضُرْ۔

ثبور کے معنی ہلاکت ہیں بقول ضحاک اور قتادہ - دَعُوا کے معنی پکارو ہیں یعنی یہ پکارو اور کہو یا ثُبُورًا یعنی اے موت آ جا۔ گویا وہ تمنا کریں گے کہ ہمیں موت آجائے تاکہ اس بلائے عظیم سے نجات پائیں جو موت سے اشد تر ہے۔ چنانچہ

احمد اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بزار اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى حُلَّةَ مِنَ النَّارِ إِبْلِيسُ فَيَضَعُهَا عَلَى حَاجِبِيهِ وَيَسْبُحُهَا مِنْ خَلْفِهِ وَ ذُرِّيَّتُهُ مِنْ بَعْدِهِ وَ هُوَ يُنَادِي يَا ثُبُورَاهُ وَ يَقُولُونَ يَا ثُبُورَاهُمْ حَتَّى يَقِفَ عَلَى النَّارِ فَيَقُولُ يَا ثُبُورَاهُ وَ يَقُولُونَ يَا ثُبُورَاهُمْ الْحَدِيثُ۔

حضرت نے فرمایا سب سے پہلے حلہ نار جسے پہنایا جائے وہ شیطان ہو پھر اس کے پیچھے اس کی ذریت ہو تو وہ پکارے اے موت آ جا اور سب پکاریں اے موت آحتی کہ جہنم پر کھڑے ہوں اور یا ثبور اہ کہتے رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اول جو موت مانگے وہ شیطان ہو پھر اس کے اتباع بھی پکاریں جو جن وانس سے ہوں اور ملائکہ ان کے موت مانگنے پر انہیں کہیں گے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا۔ نہ پکارو آج کے دن ایک موت اور پکارے جاؤ بہت سی موتیں۔

لَتَسْمِيَهُمْ عَلَى خُلُودِ عَذَابِهِمْ وَ انَّهُمْ لَا يُجَابُونَ۔ یہ انہیں تنبیہا کہا جائے گا کہ اب عذاب تمہیں دوامی

ہے اور تمہاری پکار نہیں سنی جائے گی۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ أَذَلِكْ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۗ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَّصِيْرًا۔ اے محبوب فرمائیں کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا وہ ان کا صلہ اور انجام ہے۔

یعنی جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہو ان کی نعمتوں میں بھی خلو و دوام ہے جیسے تمہاری زحماتیں اور مصیبتیں ابدی ہیں یہ تمہاری بد اعمالیوں کا بدلہ ہے اور وہ ان کی پرہیزگاریوں کا صلہ جس کی یہ شان ہے کہ

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خُلْدًا ۗ إِنَّ كَانِ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا۔ ان کے لئے ان باغوں میں منہ مانگی مرادیں ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہیں یہ وعدہ تمہارے رب کے ذمہ ہے مانگا ہوا۔

یعنی یہ وعدہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے مانگنے پر اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا تھا: رَبَّنَا إِنَّا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ اور بارگاہ حق میں ان کی دعا تھی: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اور سعید بن ہلال فرماتے ہیں کہ میں نے ابا حازم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے: إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الْمُؤْمِنُونَ رَبَّنَا عَمِلْنَا بِمَا أَمَرْتَنَا فَأَنْجِزْ لَنَا مَا وَعَدْتَنَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ وَعْدًا مَسْئُولًا۔ جب قیامت ہو تو مومنین عرض کریں الہی ہم نے تیرے لئے عمل کیا تو نے حکم دیا تو اب ہمیں اس کا صلہ دے جو تو نے وعدہ فرمایا تھا تو یہ ہے جو فرمایا کَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا۔

اور ابن ابی حاتم طریق سعید سے راوی ہیں کہ محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں جو ارشاد ہے وہ یہ ہے کہ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تَسْأَلُ ذَٰلِكَ فِي قَوْلِهِمْ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ۔ فرشتے عرض کریں الہی انہیں جنت عدن میں داخل فرما جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ آگے ارشاد ہے:

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنْتُمْ أَعْبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۖ

جس دن انہیں اور جنہیں وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا محشور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرمائے کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں کو یا وہ آپ ہی گمراہ ہوئے۔

اللہ کے سوا جنہیں پوجتے تھے وہ دو قسم تھے۔

ایک اصنام اور جماد

دوسرے انسان جنہیں عباد مکرمون فرمایا گیا جیسے عزیز و عیسیٰ علیہما السلام کہ انہیں بھی لوگ پوجتے تھے۔

ضحاک، عکرمہ اور کلبی کے نزدیک تو وہ اصنام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت سے بولیں گے۔

بعض کہتے ہیں ان کا کلام زبان حال سے ہوگا۔

اور ایک جماعت جس میں مجاہد بھی ہیں اس طرف ہے إِنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْمَلَائِكَةُ وَ عِيسَىٰ وَ عَزِيرٌ وَأَصْرَابُهُمْ

مِنَ الْعُقَلَاءِ الَّذِينَ عُبِدُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَىٰ وَ هُوَ قَوْلُ الْمَجْهُورِ۔ اس سے مراد ملائکہ و عیسیٰ و عزیز

علیہم السلام اور ان کی مثل عقلاء میں سے وہ سب ہیں جنہیں اللہ کے سوا پوجا گیا اور یہ جمہور کا قول ہے۔ تو وہ سب عرض کریں:

قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يُنْبِغِي لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ اَوْلِيَاءَ وَلٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿۱۸﴾

سب عرض کریں اور ان کے اس شرک سے تبری ظاہر کریں لِاِنَّهُمْ مَلٰئِكَةٌ اَوْ اَنْبِيَاءٌ مَّعْصُومُونَ اَوْ اَوْلِيَاءٌ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ مَحْفُوظُونَ۔ اس لئے کہ ملائکہ اور انبیاء تو معصوم ہیں اور وہ اولیاء جنہیں پوجا گیا وہ محفوظ ہیں۔ بہر حال وہ عرض کریں۔

سُبْحٰنَكَ۔ الہی تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے ہمیں زیبا نہیں تھا کہ ہم تیرے سوا کسی کو کارساز ٹھہرائیں لیکن تو نے انہیں وسعت رزق دی ان کے آباء و اجداد کو فراخی عطا فرمائی دولت و عیش میں ایسے مدہوش ہوئے کہ تیری یاد بھول گئے۔ گویا اس کے معنی یہ ہوئے: مَا يَنْبَغِي لَنَا اَنْ نَحْسِبَ مِنْ بَعْضِ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ اِسْمُ الْوَلَايَةِ فَضْلًا عَنِ الْكُلِّ فَاِنَّ الْوَلِيَّ قَدْ يَكُوْنُ مَعْبُوْدًا وَّ مَالِكًا نَاصِرًا وَّ مَخْدُوْمًا۔ ہمیں یہ زیبا نہیں کہ ہم گمان کریں ان کو جس پر اسم ولایت واقع ہو کہ وہ سب سے افضل ہیں اس لئے کہ ولی کبھی معبود حقیقی کو بھی کہتے ہیں (فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْوَلِيُّ) کبھی مالک کے معنی میں اور ناصر کے معنی میں بھی مستعمل ہے یا مخدوم کے معنی بھی دیتا ہے۔

اب لکن استدراک کالا کران کا بیان ظاہر فرمایا کہ

تو نے انہیں اتنی وسعت و فراخی دے دی کہ بجائے اس کے کہ وہ تیرا شکر نعمت بجالاتے وہ شہوات میں غرق ہو گئے اور اسی میں منہمک رہ کر

حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ۔ اِنّٰى غَفَلُوْا عَنْ ذِكْرِكَ وَاَلَيْمَانَ بَكَ۔ بھول گئے اور ایسے غافل ہوئے کہ تیری یاد تجھ پر ایمان لانے کا خیال نہ لائے۔

وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا۔ اور یہ تیرے علم میں پہلے ہی بورا تھے یعنی ہلاک ہونے والے۔

بور مصدر ہے جو بمعنی فاعل مستعمل ہے۔۔

بعض نے ابن جریر مجاہد وغیرہ سے ابن عباس کی روایت نقل کی کہ نافع بن ازرق سے پوچھا تو انہوں نے کہا لغت عمان میں ہلاک ہونے والے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اور لغت یمن میں بھی یہی معنی ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ بورا بمعنی فاسدین ہے یہ لغت ازد میں ہے محاورہ میں بَارَتِ الْبَيْضَةُ بولتے ہیں جبکہ وہ فاسد اور خراب ہو جائے۔

اور حسن کہتے ہیں ارض بور اس زمین کو کہتے ہیں جو بخر ہو جائے۔

ایک قول میں بورا بمعنی عمیا یعنی اندھا آتا ہے یعنی اَمْمٰى عَنِ الْحَقِّ حَقِّ سے اندھے۔

اس سوال و جواب کے بعد حضرت علام الغیوب ان پر حجت قائم فرما کر مکالمہ فرماتے ہیں: قَدْ كَذَّبَكُمْ الْمَعْبُوْدُوْنَ اِيَّهَا الْكُفْرَةُ اے کافرو تمہیں تو تمہارے معبودوں نے جھٹلادیا اَنْ قُلْتُمْ اِنَّهُمْ اِلٰهَةٌ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ تَم



تو کہتے تھے کہ یہ تمہارے اللہ ہیں تو انہوں نے تمہارے دعویٰ کی تکذیب کر دی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا۔ تو بے شک تمہیں جھٹلادیا جو کچھ تم کہتے تھے تو اب

تم ہمارے عذاب کو نہیں ٹال سکتے اور نہ تمہیں مدد مل سکتی ہے۔

اس لئے کہ نصرت انبیاء و اولیاء کے حقدار عصیاں کاران امت ہیں نہ کہ منکرین بعث و نشر اور متکبرین و مشرکین نصر جمع

ہے ناصر کی جیسے صحب جمع ہے صاحب کی۔

وَمَنْ يَظْلِمُ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا۔ اور جو کفر و شرک کرے تم میں سے اور اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرے

چکھائیں گے ہم آخرت میں اسے عذاب کبیر و شدید کا ذائقہ۔

ظلم سے مراد شرک ہے اس لئے کہ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ فرمایا گیا ہے۔

اس کے بعد مشرکین کے ان اعتراضات کے جواب کی طرف رجوع فرمایا گیا جو نصر بن حارث وغیرہ نے کئے تھے جن

کا ذکر اس سے پہلے رکوع میں ہو چکا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا آتَيْنَاكَ مِنْ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الطَّعَامَ وَيَشْرَبُوا فِي الْأَسْوَاقِ۔ اے محبوب نہیں

بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے۔

قِيلَ هُوَ تَسْلِيَةٌ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِمْ مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي

الْأَسْوَاقِ بَانَ لَكَ فِي سَائِرِ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَإِنَّهُمْ كَانَُوا كَذَلِكَ۔

ایک قول یہ ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمانا اپنے حبیب پاک کے لئے تسلی ہے کفار کے اس قول سے جو انہوں نے کہا

کہ مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ تو اس طرح فرما کر بتایا کہ محبوب جیسے تمام انبیاء کرام

کا سوہ صحہ تھا وہ ہی آپ کا ہے وہ کھاتے بازاروں میں جاتے تھے آپ بھی کھاتے اور بازاروں میں جاتے ہیں اس پر جاہل

اعتراض کر سکتا ہے یا حاسد و عاند۔

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا۔ اور کیا ہم نے بعض تمہارے کو بعض کے لئے

آزمائش کہ تم صبر کرتے ہو کہ نہیں اور تمہارا رب دیکھ رہا ہے۔

يَعْنِي وَجَعَلْنَا أَغْنِيَاءَ كُمْ أَيُّهَا النَّاسُ ابْتِلَاءً لِفُقَرَاءِ كُمْ لِنَنْظُرَ أَتَصْبِرُونَ۔ تمہارے اغنیاء اے تنگدستو،

فقیر و تمہاری آزمائش کے لئے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ تم فقر پر ان کے مقابلہ میں صبر کرتے ہو یا شکوہ الہی زبان پر لاتے ہو۔

یہ آیات بروایت کلبی ابو جہل اور ولید بن مغیرہ عاص بن وائل وغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں انہوں نے کہا تھا اگر ہم

اسلام لے آئیں تو ہم سے پہلے عمار، صہیب، بلال اور فلاں فلاں وغیرہ جو ایمان لائے وہی حال ہمارا ہوگا۔

اس کا جواب دیا گیا کہ اسلام میں مال و دولت سے تبدیلی مذہب کا سودا نہیں ہے بلکہ حقانیت کے انوار جس کی نظر میں

سچ گئے وہ مسلمان ہو اور جو دنیا کے خس و خاشاک میں الجھا وہی ایمان سے محروم ہوا۔

آج بجمہ تعالیٰ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز جمعہ اٹھارہواں پارہ ختم ہوا

## پارہ نمبر ۱۹

## بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

اور بولے وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم پر کیوں نہ اتارے گئے فرشتے یاد رکھتے ہم اپنے رب کو بے شک بڑا تکبر کرتے ہیں اپنے جی میں اور بڑی سرکشی پر ہیں

جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو نہیں خوشی ہوگی اس دن مجرموں کو اور کہیں گے (الہی) کوئی آڑ کر دے رکی ہوئی (ہم میں ان میں)

اور متوجہ ہوں گے ان کے عملوں کی طرف تو کر دیں گے ہم انہیں ہبَاءً مِّنْتُنُورًا  
جنت والے اس دن اچھے مقام پر ہوں اور اچھی دوپہر کا ٹھکانا ہوگا

اور جس دن پھٹ جائے آسمان بادلوں سے اور نازل ہوں فرشتے پورے نزول سے

اس دن بادشاہی سچی رحمن کی ہو اور وہ دن ہو کافروں پر سخت

اور جس دن چبائے ظالم مشرک اپنے ہاتھ کہے ہائے میں نے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھ راہ

ہائے خرابی میری کاش میں نے فلاں کو نہ پکڑا ہوتا اپنا دوست

بے شک گمراہ کیا مجھے میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے

اور شیطان تھا آدمی کے لئے بلا مدد چھوڑنے والا

اور عرض کرے رسول اے میرے رب بے شک میری

قوم نے کر دیا اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل

اور ایسے ہی ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیئے مجرموں

میں سے اور کافی ہے تمہارا رب ہدایت اور مدد دینے کو

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلِيكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿۱۹﴾

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلِيكَةَ لَا بُشْرَى يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا ﴿۲۰﴾

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْتُورًا ﴿۲۱﴾

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿۲۲﴾

وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَتُنزَّلُ الْمَلِيكَةُ تَنْزِيلًا ﴿۲۳﴾

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ۗ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿۲۴﴾

وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَلِيَّتِي أَخَذتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿۲۵﴾

يُوَيْلِيَّتِي لِيَّتِي لَمْ أَخَذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿۲۶﴾

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَدُوًّا ﴿۲۷﴾

وَقَالَ الرَّسُولُ يُرَبُّ إِنَّا قَوْمِي أَخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۲۸﴾

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيرًا ﴿۲۹﴾

اور بولے کافر کیوں نہ اتر ان پر قرآن ایک بار ہم نے  
ایسے ہی بتدریج اتارا کہ اس سے مضبوط کریں تمہارے  
دل اور ہم نے آہستہ آہستہ پڑھا اس کو  
اور وہ نہیں لاسکتے کوئی مثال آپ کے آگے مگر ہم سچی اور  
اس سے بہتر لادیں گے  
وہ جو محشور ہوں منہ کے بل جہنم کی طرف ان کا ٹھکانہ سب  
سے برا ہے اور یہی ہوئی راہ

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ  
جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَ  
رَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝۳۱  
وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ  
تَفْسِيرًا ۝۳۲  
الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ  
أُولَٰئِكَ سَرْمَكَانَا وَأَصْلُ سَبِيلًا ۝۳۳

### حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

اور	و۔ اور	قَالَ۔ بولے	الَّذِينَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں
يَرْجُونَ۔ امید رکھتے	لِقَاءِ نَزَلِ۔ ہماری ملاقات کی	لَوْلَا۔ کیوں نہیں	أُنزِلَ۔ اتارے گئے	عَلَيْنَا۔ ہم پر
رَبَّنَا۔ اپنے رب کو	الْمَلَائِكَةُ۔ فرشتے	أَوْ۔ یا	نَرَىٰ۔ دیکھیں ہم	رَتَّلْنَاهُ۔ اپنے رب کو
أَنْفُسِهِمْ۔ اپنے جی کے	لَقَدْ۔ بے شک	أَسْتَكْبَرُوا۔ بڑے بنے وہ	فِي۔ بیچ	أَنْفُسِهِمْ۔ اپنے جی کے
کپیڑا۔ بڑی	و۔ اور	عَتَوْا۔ سرکشی کی	عُتُوًّا۔ سرکشی	کپیڑا۔ بڑی
لا۔ نہیں	يَوْمَ۔ جس دن	يَرُونَ۔ دیکھیں گے	الْمَلَائِكَةَ۔ فرشتوں کو	لا۔ نہیں
و۔ اور	بُشْرَىٰ۔ خوشی ہوگی	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	لِلْمُجْرِمِينَ۔ مجرموں کو	و۔ اور
و۔ اور	يَقُولُونَ۔ کہیں گے	حِجْرًا۔ آڑ ہو	مَّحْجُورًا۔ روکی ہوئی	و۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کئے انہوں نے	قَدْ مَنَّآ۔ متوجہ ہوں گے ہم	إِلَىٰ۔ طرف	مَا۔ اس کی جو	و۔ اور
هَبَاءً۔ غبار	مِنْ عَمَلٍ۔ کوئی عمل	فَجَعَلْنَاهُ۔ تو بنا دیں گے ہم اس کو	أَصْحَابُ۔ صاحبان	و۔ اور
يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	مَنْشُورًا۔ پھیلا ہوا	الْجَنَّةِ۔ جنت	مُسْتَقْرًا۔ ٹھکانے میں	و۔ اور
أَحْسَنُ۔ اچھے ہوں گے	خَيْرٌ۔ بہتر ہوں گے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
تَشْقُقُ۔ پھٹ جائے گا	مَقِيلًا۔ آرام میں	بِالْغَمَامِ۔ بادلوں سے	و۔ اور	و۔ اور
نُزِّلَ۔ اتارے جائیں	السَّمَاءِ۔ آسمان	تَنْزِيلًا۔ پوری طرح	و۔ اور	و۔ اور
يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	الْمَلَائِكَةُ۔ فرشتے	لِلْمُحْسِنِينَ۔ رحمن کی	و۔ اور	و۔ اور
گان۔ ہوگا	الْحَقِّ۔ سچی ہوگی	عَلَىٰ۔ اوپر	و۔ اور	و۔ اور
عَسِيرًا۔ مشکل	يَوْمًا۔ دن	يَوْمَ۔ جس دن	و۔ اور	و۔ اور
الظَّالِمِ۔ ظالم	و۔ اور	يَدِيهِ۔ اپنے ہاتھوں کے	و۔ اور	و۔ اور
	عَلَىٰ۔ اوپر	يَقُولُ۔ کہے گا	و۔ اور	و۔ اور



الرَّسُولِ - رسول کے	مَع - ساتھ	اتَّخَذْتُ - پڑتا میں	لَيِّتَنِي - ہائے افسوس
لَيِّتَنِي - افسوس	وَيَلْتَنِي - کاش	يَا - اے	سَبِيلًا - رستہ
خَلِيلًا - دوست	فَلَانَا - فلاں کو	اتَّخَذْتُ - پڑتا میں	لَمْ - نہ
بَعْدَ - بعد	عَنِ الذِّكْرِ - نصیحت سے	أَصْلَفِي - گمراہ کیا مجھے	لَقَدْ - بے شک
كَانَ - ہے	وَ - اور	جَاءَتْنِي - آئی میرے پاس	إِذْ - اس کے کہ
وَ - اور	خَذُّوْا - ذلیل کرنے والا	لِلْإِنْسَانِ - انسان کو	الشَّيْطَانُ - شیطان
رَبِّ - میرے رب	يَا - اے	الرَّسُولِ - رسول	قَالَ - کہے گا
هَذَا - اس	اتَّخَذُوا - پڑا	قَوْمِي - میری قوم نے	إِنَّ - بے شک
كَذَلِكَ - اسی طرح	وَ - اور	مَهْجُورًا - چھوڑا ہوا	الْقُرْآنِ - قرآن کو
عَدُوًّا - دشمن	نَبِيٍّ - نبی کے لئے	لِكُلِّ - ہر ایک	جَعَلْنَا - بنائے ہم نے
كُفِي - کافی ہے	وَ - اور	هَادِيًا - ہدایت دینے والا	مِنَ الْمَجْرُمِينَ - مجرموں سے
نَصِيرًا - مددگار	وَ - اور	قَالَ - کہا	بِرَبِّكَ - تیرا رب
كَفَرُوا - جو کافر ہیں	الَّذِينَ - انہوں نے	نَزَّلَ - اتارا گیا	وَ - اور
الْقُرْآنِ - قرآن	عَلَيْهِ - اس پر	وَاحِدًا - دفعہ	لَوْلا - کیوں نہ
لِنُثَبِّتَ - تاکہ ثابت رکھیں ہم	كَذَلِكَ - اسی طرح	فَوَادَكَ - تیرا دل	جُمْلَةً - ایک ہی
رَاتِلْنَهُ - آہستہ آہستہ پڑھا	وَ - اور	تَرْتَبِيلًا - پڑھنا، وَ - اور	بِهِ - اس سے
يَأْتُونَكَ - لائیں گے	لَا - نہ	بِمَثَلٍ - کوئی مثال	ہم نے اس کو
جُنُوكَ - لائیں گے ہم	إِلَّا - مگر	بِالْحَقِّ - حق	تیرے پاس
أَحْسَنَ - بہتر	وَ - اور	الَّذِينَ - وہ جو	تیرے پاس
يُحْشَرُونَ - اکٹھے کئے جائیں	وَجُوهِهِمْ - اپنے مونہوں کے	أُولَئِكَ - یہ لوگ	تَفْسِيرًا - تفسیر
إِلَى - طرف	شَرًّا - برے ہیں	أَصْلًا - زیادہ گمراہ	عَلَى - اوپر
مَكَانًا - جگہ میں	سَبِيلًا - رستے میں		جَهَنَّمَ - جہنم کی
			وَ - اور

### خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

يَسْرُجُونَ - رجا سے ہے سواگر امید کے معنی میں مشہور ہے مگر اصل وضع وضع میں اس کے معنی امید و بیم دونوں ہیں۔ یہ لغات اضداد میں سے ہے تو لا يَسْرُجُونَ لِقَاءَنَا کے معنی ہوئے کہ ہمارے سامنے آنے کا انہیں خوف نہیں۔  
 لَا بُشْرَى - بشری بروزن فعلی ہے اور یہ مصدر اصل میں لَا يُبَشِّرُ يَوْمِيذًا لِلْمُجْرِمِينَ ہے۔ بشری کہہ کر مبالغہ کیا گیا اور لا کا کرنی جنس کی گئی ہے۔

وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا۔ میں حجر مصدر ہے جو غیر منصرف ہے اور ان مصادر سے ہے جو منصوب ہوتے ہیں اس کے لغوی معنی روکنا، منع کرنا ہے۔ لیکن محاورہ عرب میں دشمن سے ڈبھیڑ کے موقعہ پر یا ہجوم مصیبت کے وقت اس کلمہ کو بولتے ہیں اور استعاذے کی جگہ بولتے ہیں۔ سیبویہ کے نزدیک یہ وہاں مستعمل ہوتا ہے تو اس کے لفظی معنی روک اور آڑ کے ہوئے یعنی وہ کہیں گے کہ ہم میں اور فرشتوں میں آڑ ہو جائے۔

جب کوئی کہے فَلَانٌ يَفْعَلُ كَذَا وَ كَذَا تو دوسرا شخص کہے حَجْرًا۔ اس سے اس کی مراد ہوتی ہے اَسْأَلَ اللّٰهَ اَنْ يَّمْنَعَ ذَالِكَ مِنْهَا وَيَحْجُرُهُ حَجْرًا۔ اس کے معنی اردو میں دور، دفان ہوئے۔

وَقَدِمْنَا اِلَى مَا عَمِلُوا۔ قَدِمْنَا کے معنی کے قَصَدْنَا کے ہیں قَادِمٌ اِلَى الشَّيْءِ درحقیقت شے کی طرف متوجہ اور قصد کرنے والا کے ہیں مَا عَمِلُوا میں ما مصدر یہ ہے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے اَمَى قَصَدْنَا اِلَى اَعْمَالِهِمْ۔

فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا۔ ہباء اس غبار کو کہتے ہیں جو روشن دان میں سورج کی کرنوں کے ساتھ داخل ہوتا ہے یا وہ غبار جو جانوروں کے سموں سے اڑتا ہے یہ ہبہ سے مشتق ہے اور ہبہ غبار کو کہتے ہیں۔

مَّنْثُورًا۔ صفت ہے ہباء کی اور نثر سے ماخوذ ہے یہ بمعنی انتشار ہے یعنی بکھرا ہوا۔

حَيْرٌ مُّسْتَقَرٌّ اَوْ اَحْسَنُ مَقِيلاً۔ مستقر، مکان استقر کو کہتے ہیں اور مقیل ظرف زمان ہے یعنی وقت قیلولہ جو دوپہر

کو سونا ہوتا ہے۔

وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ۔ تَشْقُقُ اصل تشقق تھا۔ دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا۔ جیسے تطلپی کا

تطلپی ہو گیا۔

بِالْغَمَامِ۔ یعنی بسبب طُلُوعِ الْغَمَامِ۔ اور الْغَمَامِ میں الف لام عہدی ہے۔ یعنی وہ ابر جس کا ذکر آ رہا ہے کریمہ هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا اَنْ يَّاتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلُمٍ مِّنَ الْغَمَامِ۔

اَلْمَلِكِ يَوْمَئِذٍ اَلْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ۔ الملک مبتدا۔ الحق اس کی صفت يَوْمَئِذٍ اَلْحَقُّ کا ظرف لِلرَّحْمٰنِ خبر

یعنی سچی بادشاہی اس دن رحمن کی ہوگی۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ۔ عض یدین اور عض انا مل اور اکل بنان اور حرق سنان یہ سب کنایہ ہیں غیظ و غضب

اور حسرت و ندامت سے۔

مَهْجُورًا۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ ہجران سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ترک کے ہیں اَمَى تَرَكَوْا الْاِيْمَانَ بِهٖ

وَلَمْ يَقْبَلُوْهُ۔

### حل لغات کے بعد خلاصہ تفسیر پڑھئے

جہاں منکرین کھانے پینے بازاروں میں چلنے پھرنے پر اعتراض کرتے تھے اور کیا کیا باتیں بناتے تھے وہاں شروع پارہ

سے ان کی اور لا یعنی باتیں بتا کر اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔ جو

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا۔ سے شروع ہے یعنی منکرین و مشرکین جنہیں ہم سے ملنے ہمارے سامنے آنے کا

خیال اور خوف نہیں بولے۔

لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْمَلِكَةَ أَوْ نَزَّي رَبَّنَا۔ کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھتے ہم اپنے رب کو اور یہ نہیں سمجھتے کہ مر کر جب انھیں گے تو اللہ کے حضور جائیں گے مگر لقاء الہی کو تو مومن مانتے تھے مجرمین مشرکین تو اسے ایک افسانہ تصور کرتے تھے اور استہزاء کہتے تھے کہ فرشتے اگر ہیں تو نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ کا وجود اگر ہے تو سامنے آئے یہی خیال فاسد و کاسد کمیونسٹ پارٹی کا ہے اور عام دہریہ بھی یہی خیال رکھتے ہیں۔ اس پر ارشاد ہے:

لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ۔ بے شک وہ اپنے خیال میں بہت متکبر ہیں۔

جو اپنے کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ ملائکہ ان کے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھنے کی ہمت رکھتے ہیں یہ تکبر ہی نہیں کرتے بلکہ

وَعَتَوْعْتَوْا كِبِيْرًا۔ وَالْعُتُوْ تَجَاوَزُ الْحَدَّ فِي الظُّلْمِ۔ عربی محاورہ میں حد سے از روئے ظلم تجاوز ہونے کو کہتے ہیں۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ عام بشر کی حد یہ ہے کہ انبیاء کرام کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کے احکام سنیں اور عمل کریں۔ نہ یہ کہ اپنے کو ان کا ہمسر سمجھنے لگیں۔ جیسا کہ مولانا رومی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مشرکین

ہم سری با انبیاء برداشتند گفت مایاں ہم بشر ایثاں بشر انبیاء کرام کے ساتھ ہمسری و مساوات کا خطر رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کی شان رفیع یہ ہے کہ بصورت بشر ظہور فرما کر ملائکہ سے نورانیت میں بلند ہوتے ہیں اسی وجہ میں ان کے در کے خادم ملائکہ نہیں بلکہ ملائکہ کا رسول جبریل علیہ السلام بھی ہے۔

عرش است کہیں پایہ ز ایوان محمد ﷺ جبریل امیں خادم دربان محمد ﷺ اور ملائکہ انہی مخصوص ہستیوں کے حضور آتے ہیں ان کی درباری کو اپنا فخر جانتے ہیں اس لئے کہ ان کی روحانیت و نورانیت ان سے بلند ہوتی ہے۔

ایسے ہی اس لطیف و خیر کو دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا خود فرما دیا:

لَا تُدْرِكُهُ اِلَّا بَصَاْرٌ وَّ هُوَ يُدْرِكُ اِلَّا بَصَاْرًا وَّ هُوَ اللّٰطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔

جیسے خفاش اپنی آنکھ سے سورج دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا اسی طرح انسان آفتاب الوہیت کے لئے خفاش چشم ہے وہ اسے نہیں دیکھ سکتا۔

دوسرے وہ ذات واحد چونکہ انسان سے اقرب ہے بنا بریں باصول فلاسفہ غایت قرب انتہاء خفا و استتار کا مقتضی ہے اور اس دعویٰ کا ثبوت عملی ہمارے مشاہدہ میں ہے۔

یہ آنکھ جو ہمیں عطا کی گئی یہ ایک حد سے دیکھتی ہے اور ایک حد تک دیکھتی ہے اور اس سے آگے دیکھنے سے قاصر ہے اور جس حد سے دیکھتی ہے اس سے آگے اگر کوئی اسے دکھایا جائے تو وہ اس کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

مثلاً ایک پڑھے لکھے کی آنکھ سے ایک لکھا ہوا کاغذ لگا کر پڑھوایا جائے تو وہ ہرگز اس کو نہ پڑھ سکے گا اس لئے کہ اس کاغذ کا قرب انتہا کو ہو گیا۔

سرمہ کھل میں نظر آئے گا۔ سرمہ دانی میں نظر آئے گا سلائی میں نظر آئے گا اور جب نظر میں لگا دیا تو نظر سے مخفی ہو گیا اس لئے کہ غایت قرب انتہاء خفا و استتار کا مقتضی ہے۔



بہر حال ثابت ہوا کہ وہ ذات لم یزل ولا یزال نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ اسی بناء پر فرما چکی کہ دیکھنے کی خواہش کرنے والا بہ نظر تفسیر بھی سمجھ لے کہ اس کا نظر نہ آنا ہی اس کے غایت قرب کی دلیل ہے۔

اور جس دن وہ رب جلیل ملائکہ کے دیکھنے کی نظر عطا فرمائے گا اس کا نام قیامت ہے اب اس کے متعلق ارشاد ہے:  
يَوْمَ يَرُونَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَى يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا۔ جس دن دیکھ لیں گے فرشتوں کو تو اس دن مجرمین مشرکین کو خوشی نہ ہوگی اس دن کہیں گے حَجْرًا مَّحْجُورًا۔ دور ہو جائیں یہ ہم سے کہ یہ تو عذاب لے کر آئے ہیں لیکن اس دن حَجْرًا مَّحْجُورًا کہنے سے وہ دور نہ ہوں گے بلکہ

وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا۔ اور لائیں گے ہم ان کے عملوں کو تو کر دیں گے انہیں بکھرا ہوا غبار۔

یعنی کفار بہ نیت حصول ثواب عمل کرتے تھے اور ایمان و اعتقاد باطل رکھتے تھے وہ سب عمل اکارت جائیں گے اور ہباء منثورا ہو جائیں گے کچھ کام نہ آئیں گے۔ البتہ۔

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا۔ جنتی لوگوں کے لئے اس دن بہتر ٹھکانا ہوگا اور بہترین دوپہر میں قیلولہ کرنے کا مقام جس میں وہ بے فکری سے آرام کریں گے۔

اس کے بعد چند اور حالات ہیبت ناک بیان فرمائے جاتے ہیں۔ حَيْثُ قَالَ۔  
يَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا۔ جس دن پھٹ جائیں گے آسمان بادلوں سے اور اتریں گے ملائکہ جوق در جوق۔

اس آیت کریمہ میں قیامت قائم ہونے کا نقشہ دکھایا گیا ہے اور غمام سے مراد ابر ہے یا ملائکہ اور دیگر روحانیت کے انوار جو بصورت ابر سفید دکھائی دیں اور بعد کی آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قیامت قائم ہونے کے وقت تو نیا آسمان اور نئی زمین ہو گی جس پر حشر کے دربار میں عدالت قائم ہوگی۔

اور یہ آسمان قیامت سے پہلے پھٹ چکا ہوگا اور اس حادثے کے آثار میں دھواں اور بادل محیط ہوں تو یَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اب وہ بادل اور بخارات آسمان سے دور کئے جائیں گے پھر آسمان سے جوق در جوق ملائکہ نازل ہوں گے تاکہ حساب و کتاب اعمال ہو۔ پھر

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ۗ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا۔ تو حقیقی سلطنت اس دن رحمن ہی کی ہو اور وہ دن کافروں پر بہت سخت ہوگا۔

وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَلِيَّتِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۗ ﴿١٥﴾ يَوْمَئِذٍ يَلِيَّتِي لَمْ اتَّخَذْ فَلَا نَخْلِفُهَا ۗ ﴿١٦﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَدُوْلًا ۗ ﴿١٧﴾۔

اس دن چبائے گا ظالم اپنے ہاتھ کہے گا اے کاش میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ پاتا۔ ہائے میری خرابی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو مجھے گمراہ کر دیا نصیحت آنے کے بعد اور شیطان تو انسان کے لئے رسوا کرنے والا ہی تھا۔

یہاں فلاں سے مراد وہ ہے جس کی صحبت نے اسے قبول ہدایت سے روکا تھا اسی لئے علامہ رومی رحمہ اللہ نے فرمایا:

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا اطالح کند

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لِلصُّحْبَةِ تَأْتِيرٌ وَلَوْ كَانَ سَاعَةً۔

معالم وغیرہ جلالین اور ابن جریر میں فلاں سے مراد ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط ہے۔

یہ عقبہ وہ ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان قبول کر لیا تھا اس کے بعد ابی بن خلف نے اسے ملامت کی تو پھر

مرد ہو گیا یہ جب عذاب جہنم دیکھے گا تو کہے گا یُوَيْدُكَ لِیَّتَنِي لَمْ آتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا۔

اور جب کفار کی ایذائیں حد سے بڑھ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا جس کا بیان آگے

آتا ہے وَقَالَ الرَّسُولُ۔

اور ابو مسلم اصفہانی کے نزدیک یہاں قال ماضی معنی مضارع ہے یعنی بروز قیامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَرْبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا۔ یعنی رسول عرض کریں الہی بے شک میری قوم

نے تو اس قرآن کریم کو فضول سمجھ رکھا تھا۔

یہ قال بمعنی یقول ہے جیسے دوسری جگہ بھی ہے وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِي

وَأُحْيِ الْهَيْئَةَ الخ اس کے معنی ہیں جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ۔

یہاں مَهْجُورًا اگر ہجر سے لیا جائے تو ہذیان کے معنی دے گا یعنی بہکی بہکی باتیں۔ جیسا کہ اسے مشرکین کبھی جادو کہتے

کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بنایا ہوا بتاتے۔ کبھی اساطیر الاولین سے تشبیہ دیتے تھے۔ آگے ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا وَّاقِنِ الْمُجْرِمِيْنَ ط وَكَفٰی بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا۔ اور ایسے ہی ہم نے تمام انبیاء

کے ساتھ مجرموں کی ایک جماعت دشمن بھی رکھی اور تمہارا رب تمہاری مدد کو کافی ہے اور انبیاء ہدایت کو۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ ان مخالفوں کی مخالفت سے نہ پہلے کچھ ہوا نہ اب کچھ ہوگا آپ اطمینان رکھیں

اس کے بعد مشرکین کا ایک اعتراض بیان فرمایا گیا پھر اس کا جواب دیا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نَزَّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمَّلًا وَّ اَحَدًا ؕ كَذٰلِكَ لِنُنشِئْ بِهٖ فُؤَادَكَ وَاَسْمٰنُہٗ

تَزَيِّدًا۔ اور کافروں نے کہا کیوں نہ اترایے قرآن مجموعی صورت میں (اس کا جواب فرمایا گیا):

كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی نازل ہونا صحیح تھا تا کہ اس سے تمہارا دل متحمل ہوتا اور ہر چیز پختہ ہو کر جم جاتی اس لئے ہم نے ٹھہر ٹھہر

کر سنایا۔

اور یہ حقیقت ہے کہ تھوڑا تھوڑا انجما انجما نزول سے جتنا مضمون مستحضر ہو سکتا تھا ایک لخت نازل ہونے سے اتنا نہیں ہو سکتا

تھا۔ یہ حکمت الہی کا ظہور تھا جسے باقتضاء حسد قابل اعتراض سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تو عین حکمت ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے:

وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا۔ اور اے محبوب نہیں لائیں گے یہ کوئی بات مگر ہم اس کا

صحیح جواب اور بہترین تفسیر سے وضاحت فرمادیں گے۔

اور صاف صاف اس کی توجیہ کریں گے آخر میں تو بیجا ارشاد ہے۔

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ سُوءُ مَكَانٍ وَأَصْلُ سَبِيلًا۔ وہ جو جہنم میں منہ کے بل محشور ہونے والے ہیں ان کا بہت برا مکان اور بہکی ہوئی راہ ہے۔ انہیں اعتراض ہی کرتے گزرے گی حتیٰ کہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

### مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَابِلَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْبَلِيكَةَ ۖ أَوْ بَرِي رَابِنَا ۖ لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْعَتُوا كَبِيرًا ۝۱۱

اور بولے وہ جنہیں ہمارے ملنے کا خیال نہیں کہ کیوں نہ اترے ہم پر ملائکہ یاد رکھتے ہم اپنے رب کو بے شک وہ اپنے جی میں سب متکبر ہیں اور از روئے ظلم حد سے بڑھ چکے ہیں۔

یہ قول مشرکین منجملہ دیگر اقوام باطلہ کے ہے اس میں لفظ رجا سے یَرْجُونَ خاص طور پر قابل تصریح و تحقیق ہے۔  
الرِّجَاءُ فِي الْمَشْهُورِ الْأَمَلِ۔

۱- فروق ابن ہلال میں ہے: الْأَمَلُ الرِّجَاءُ يَسْتَمِرُّ۔

۲- وَقِيلَ الْأَمَلُ يَكُونُ فِي الْمُمْكِنِ وَالْمُسْتَحِيلِ وَالرِّجَاءُ يَخُصُّ الْمُمْكِنَ۔

۳- وَفِي الْمِصْبَاحِ الْأَمَلُ ضِدُّ الْيَأْسِ وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ فِيمَا يَبْعُدُ حُصُولَهُ وَالطَّمَعُ يَكُونُ فِيمَا قَرُبَ حُصُولُهُ وَالرِّجَاءُ بَيْنَ الْأَمَلِ وَالطَّمَعِ فَإِنَّ الرَّاجِيَ يَخَافُ أَنْ لَا يَتَحَصَّلَ مَأْمُولُهُ وَلِذَا اسْتُعْمِلَ بِمَعْنَى الطَّمَعِ۔

۴- وَفَسَّرَهُ أَبُو عُبَيْدَةَ وَقَوْمٌ بِالْخَوْفِ۔

۵- وَقَالَ الْفَرَاءُ هَذِهِ الْكَلِمَةُ تَهَامِيَّةٌ وَهِيَ أَيْضًا مِنْ لُغَةٍ هَذِيلٍ إِذَا كَانَ مَعَ الرِّجَاءِ ذَهَبُوا بِهِ إِلَىٰ مَعْنَى الْخَوْفِ فَيَقُولُونَ فَلَانٌ لَا يَرْجُوا رَبَّهُ سُبْحَنَهُ يُرِيدُونَ لَا يَخَافُ رَبَّهُ سُبْحَنَهُ وَمِنْ ذَلِكَ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا أَيْ لَا تَخَافُونَ اللَّهَ تَعَالَىٰ عَظَمَتَهُ۔

۶- وَإِذَا قَالُوا فَلَانٌ يَرْجُوا رَبَّهُ عَلَىٰ مَعْنَى الرِّجَاءِ لَا عَلَىٰ الْخَوْفِ - قَالَ الشَّاعِرُ:

إِذَا لَسَعَتْهُ النَّحْلُ لَمْ يَرْجُ لَسَعَهَا وَخَالَفَهَا فِي بَيْتِ نَوْبٍ عَوَاسِلِ

۷- وَذَكَرَ أَنَّ الرِّجَاءَ فِي مَعْنَى الْخَوْفِ مَجَازٌ لِأَنَّ الرَّاجِيَ لِأَمْرِ يَخَافُ فَوَاتَهُ۔

۱- وَأَصْلُ اللَّقَاءِ مُقَابَلَةُ الشَّيْءِ وَمُضَادَّتُهُ۔

۲- وَلِقَاؤُهُ تَعَالَىٰ هُنَا كِنَايَةٌ عَنِ لِقَاءِ جَزَائِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

۳- وَالْمَعْنَى عَلَى التَّفْسِيرِ الْمَشْهُورِ لِلرِّجَاءِ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَأْمَلُونَ لِقَاءَ جَزَائِنَا بِالْخَيْرِ وَالْثَوَابِ عَلَى الطَّاعَةِ لِتَكْذِيبِهِمْ بِالْبَعْثِ۔

۴- وَعَلَى التَّفْسِيرِ الْآخِرِ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَخَافُونَ لِقَاءَ جَزَائِنَا بِالشَّرِّ وَالْعِقَابِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ لِتَكْذِيبِهِمْ بِالْبَعْثِ۔



۵- وَقِيلَ الْمُرَادُ بِهِ رُؤْيَتُهُ تَعَالَى فِي الْآخِرَةِ۔

۶- وَقَدْ يُقَالُ نَفَى رَجَاءٍ لِقَائِهِ تَعَالَى كِنَايَةً عَنِ انْكَارِ الْبُعْثِ وَالْحَشْرِ۔

رجاء و لقاء پر مندرجہ بالا جواقوال نقل ہوئے ان میں رجاء پر سات قول ہیں اور لقاء پر چھ اور ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل محض امید کے معنی دیتا ہے اور رجاء کے معنی کبھی اس معاملہ پر آتا ہے جس کا حصول ممکن ہو کہیں مایوسی کی ضد پر کہیں امید و خواہش کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ کہیں محض طمع حصول پر کہیں ایسے موقعہ پر مستعمل ہوتا ہے جہاں خوف بھی شامل ہو لیکن محض خوف لقاء کے موقعہ پر اس کا استعمال ہے۔

تو خلاصہ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَا کے معنی کا یہی نکلا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے موقعہ سے بے خوف ہیں۔

ایسے ہی لقاء میں بھی مختلف معنی ہیں۔ لقاء مقابلہ شے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لقاء کنا یہ ہے جزاء عمل سے جو قیامت کے دن ہو وغیرہ وغیرہ۔

لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْبَلِيكَةَ۔ کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے فَيُخْبِرُونَا بِصِدْقِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ تو وہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے۔

أَوْ تَرَامِي سَابِتًا۔ یا ہم اپنے رب کو دیکھتے تاکہ وہ خود ہمیں بتا دیتا کہ یہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے رسول ہیں اس پر ارشاد ہے:

لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًا كَبِيرًا۔ بے شک یہ اپنے جی میں متکبر ہیں اور عتو پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَالْعُتُوُّ تَجَاوُزُ الْحَدِّ فِي الظُّلْمِ وَهُوَ الْمَصْدَرُ الشَّائِعُ لُغْتًا - أَيْ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي شَأْنِ أَنْفُسِهِمْ وَتَجَاوَزُوا الْحَدَّ فِي الظُّلْمِ وَالطُّغْيَانَ تَجَاوُزًا كَبِيرًا بِالْغَا أَقْصَى غَايَةٍ حَيْثُ كَذَّبُوا الرَّسُولَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

لَقَدْ میں ل قسمیہ ہے گویا فرمایا قسم بخدا یہ اپنے جی میں بہت متکبر ہو گئے ہیں اور عتو یعنی اپنی حد سے ظلم و طغیان میں متجاوز ہو چکے ہیں اور اتنے متجاوز عن الحد ہو چکے ہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جھٹلانے لگ گئے اس تکذیب و ابطال فرمان پر رسالت پر سات پہلو ہیں جن سے ان کی گمراہی و بے دینی ثابت ہوتی ہے۔

اول یہ کہ جب قرآن کریم نے اپنی شان معجزانہ دکھائی اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ کلام انسانی کلام نہیں اور اس کا مقابلہ انسان کی قوت میں نہیں تو جس پر یہ نازل ہوا اس کی نبوت کی صداقت میں وہی انکار کر سکتا ہے جو متکبر اور متجاوز عن الحد ہو۔

دوسرے یہ کہ نزول ملائکہ علیہم السلام بھی معجزانہ شان سے ہی ہوگا اور جب ایک معجزہ کا انکار انہیں آسان تھا تو نزول ملائکہ سے ان کے نازل ہونے کے بعد انکار ہو سکتا ہے اس لئے کہ جب انکار ہی کی ٹھان لی ہو تو نزول ملائکہ کے بعد بھی وہ انکار کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ وہ حقیقت میں ملائکہ ہی نہ تھے لہذا ہم تصدیق نبوت نہیں کرتے۔

تیسرے یہ کہ تصدیق رسالت کو رویت رب جل مجدہ پر موقوف کرنا مفید علم نہیں ہو سکتا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں اگر یہ ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے الہی اگر تو سچا ہے تو اس میت کو زندہ کر دے اور وہ میت زندہ ہو

جاتی۔ یا حضور فرماتے الہی اگر تو سچا ہے تو مجھے سچا ثابت کر تو دونوں پہلو ان منکرین مجرمین کے لئے از روئے عناد مفید نہیں ہو سکتے اس لئے کہ جس نے انکار کی ٹھان لی ہو اسے انکار کا پہلو بنی اسرائیل کی طرح اختیار کر لینا معمولی بات ہے۔

چوتھے یہ کہ غلام کو تو یہی زیبا ہے کہ اپنے مولا کے آگے جھکا رہے۔ اشاعرہ کہتے ہیں کہ حکم مالک کی تعمیل غلام پر لازم اور معتزلہ کہتے ہیں بحکم مصلحت اتباع لازم ہے بہر حال تتبع کو معترض ہونے کا حق نہیں اور منکرین مجرمین چونکہ اعتراف غلامی کرنے سے منحرف تھے انہیں بہر صورت انکار کرنا تھا۔

پانچویں وہ معاند ہو یعنی عناد آپس پشت برا کہتا رہے وہ ادب کے خلاف ہے لہذا منکرین و مشرکین انہیں میں سے ہیں۔ چھٹے یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اس فرمانے سے یہ مقصد ہے کہ اگر ہم جانتے کہ یہ متکبرین اور متجاوز عن الحد و نہیں ہیں تو ضرور ہم ان کا مطالبہ پورا کر دیتے لیکن چونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ یہ مطالبہ بہ سبب مکارہ و عناد کر رہے ہیں لہذا لازمی طور پر ہم اسے پورا نہیں کریں گے۔

ساتویں یہ کہ اہل کتاب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا اور ملائکہ کا نزول بھی عام نہیں ہو سکتا۔ تو از روئے عناد انہوں نے اپنا ایمان ان ناممکن امور پر معلق کیا ہے تو وہ طالب حق نہیں ہیں بلکہ متکبر اور ساخر اور استہزاء کرنے والے ہیں۔ اسی بنا پر انہیں جواب دیا کہ (ماخوذ از روح المعانی)

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا۔ جس دن دیکھیں گے ملائکہ کو تو انہیں کوئی خوشی نہ ہوگی اس دن اور کہیں گے ان کے ہمارے مابین کوئی آڑ ہو جائے۔

لا بُشْرَىٰ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

فَانَّهُ فِي مَعْنَى لَا يَبْشُرُ يَوْمَئِذٍ الْمُجْرِمُونَ وَالْعَدُولُ إِلَى نَفِي الْجِنْسِ لِلْمُبَالَغَةِ فِي نَفِي الْبُشْرَى لَا بُشْرَى۔ کے یہاں یہ معنی ہیں لَا يَبْشُرُ نہیں خوش ہوں گے اس دن مجرمین اور یہ نَفِي جِنْسِ مَبَالَغَةٌ ہے یعنی جنس بشارت ہی ان کے لئے نہ ہو۔

فَكَانَهُ قِيلَ لَا يَبْشُرُونَ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ۔ گویا فرمایا گیا کہ کوئی خوشی نہ ہوگی انہیں جس دن وہ ملائکہ کو دیکھیں گے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومنین کے لئے اس دن بشریٰ ہے جیسا کہ فرمایا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشُرُوا۔ تو عدم بشریٰ ان عصاة و کفار کے لئے ہے جو لقاء الہی سے نہیں ڈرتے۔

وَيُفِيدُ الْكَلَامُ سَلْبَ الْبُشْرَى عَنِ الْكُفَّارِ عَلَى أْتَمِّ وَجْهِ۔ تو کلام الہی سے یہ مستفاد ہوا کہ سلب بشریٰ علی اتم الوجه کفار سے ہے اور وہ جب دیکھیں کہ ملائکہ عذاب لے کر آ رہے ہیں تو بولیں۔

حَجْرًا مَّحْجُورًا۔ انہیں ہم سے اوٹ میں رکھوان کے ہمارے مابین آڑ لگا دو۔

حجر اور مجور۔ ہي كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ عِنْدَ لِقَاءِ عَدُوٍّ مَوْفُورٍ وَ هُجُومٍ نَازِلَةٍ هَائِلَةٍ يَضَعُونَهَا مَوْضِعَ الْإِسْتِعَاذَةِ - حَيْثُ يَطْلُبُونَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَمْنَعَ الْمَكْرُوهَ مِمَّا يَلْحَقُهُمْ۔ یہ ایسا کلمہ ہے جو عرب دشمن کے وفور و هجوم اور نزول بلا کے موقع پر استعاذہ کی جگہ استعمال کرتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس

مصیبت کو ہم سے روک لے۔

بعض نے اس کے معنی کئے: اَى حَرَامٍ عَلَیْكَ التَّعَرُّضُ یعنی مصیبت میں پھنسا ہوا کہتا ہے تجھے حرام ہے مجھ پر تعرض کرنا۔

وَقَدْ مَنَّآ اِلَى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبًا مِّنْثُوْرًا۔ اور قصد کریں ہم ان کے ان اعمال کی طرف جو دنیا میں انہوں نے کئے تو کر دیں گے ہم انہیں ہباً مِّنْثُوْرًا۔

مشرکین منکرین بھی تو اعمال صالحہ کرتے تھے جو باقتضاء انسانیت انہیں کرنے پڑتے تھے جیسے صلہ رحمی حفاظت حرم، سقایۃ الحاج، اعانت مسافرین لیکن ان کے متعلق دوسری جگہ صاف فیصلہ فرما دیا گیا: فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوْ فُتْدٰی بِهٖ اَوْلٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِیْنَ۔ ہرگز ہرگز قبول نہ کیا جائے گا سونا بھری زمین ان سے اگرچہ وہ صدقہ کریں یہ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار۔

تو ان کے اعمال صالحہ اکرام ضیف، صلہ رحمی، سقایۃ الحاج ایسے عمل ہوں گے کہ ان کے انکار بعثت اور تکذیب نبوت، میدان حشر کے حضور کا انکار انہیں ہباً مِّنْثُوْرًا کر دے گا۔

یہ ایسے ہے جیسے ایک شخص کسی کی مدد ایک پیسہ سے کر کے اس کے گھر کا سب مال لوٹ کر گرفتار ہو تو اس ایک پیسہ کی اعانت اسے اس جرم کی سزا سے کیسے محفوظ رکھ سکتی ہے اسی لئے فرمایا: فَجَعَلْنٰهُ هَبًا مِّنْثُوْرًا۔ ہباً حقارت کے موقع پر آتا ہے۔

عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ، علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں: وَهَجَ الْغُبَارُ یَسْطَعُ ثُمَّ یَذْهَبُ غِبَارٌ اِذَا هُوَ اَوْ غَائِبٌ۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تعریف میں فرماتے ہیں: اِنَّ الشَّرَّ الَّذِیْ یَطْبُرُ مِنَ النَّارِ اِذَا اضْطَرَمَّتْ۔ ہباء وہ شرارہ ہے جو آگ میں سے اڑ کر غائب ہو جاتا ہے۔

یعنی بن عباس رحمہ اللہ کہتے ہیں اِنَّ الرَّمَادَ وَهَرِیْتَ كَذَرَاتٍ هِیْنَ۔ اور مجاہد، حسن اور عکرمہ ابی مالک اور عامر علیہم رضوان کہتے ہیں اِنَّ شُعَاعَ الشَّمْسِ فِی الْكُوَّةِ وَكَانَتْهُمْ اَرَادُوْا مَا یُرِیْ فِیْهِ مِنَ الْغُبَارِ كَمَا هُوَ الْمَشْهُورُ عِنْدَ اللُّغَوِیِّیْنَ۔ وہ جھروکے میں جو شعاع شمس کے ساتھ ذرات معلوم ہوتے ہیں اسے ہباء کہتے ہیں۔

بعض نے اس کو غبار سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ اہل لغت میں مشہور ہے۔

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے نہایت واضح تعریف کی وہ کہتے ہیں اَلْهَبَاءُ دِقَاقُ التُّرَابِ وَمَا اُنْبَتَ فِی الْهَوَآءِ فَلَا یَبْدُوْا اِلَّا فِی اَثْنَاءِ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِی الْكُوَّةِ۔ ہباء وہ حصہ غبار ہے جو کوٹنے کے وقت ہوا میں پھیل جاتا ہے اور نظر نہیں آتا مگر جب جھروکے اور روشندان میں شعاع شمس پڑے۔ تو وہ ذرات لائتجزی نظر آتے ہیں مگر انہیں حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اور منشور میں مبالغہ ہے یعنی وہ جو نظر آتے ہیں وہ ہوا کے ساتھ جب منشر ہو جائیں تو نظر سے بھی مخفی ہو جاتے ہیں اور



ان کا جمع کرنا ناممکن اور ان سے نفع لینا محال ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

اس کے بعد بموجب اسلوب بیان قرآن اب جنتیوں کے درجات کا ذکر کیا جاتا ہے اس لئے کہ جہنمیوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا۔ اہل جنت اس دن بہتر قیام گاہوں اور اچھے آرام کے مقام پر ہوں گے۔

اس آیت کریمہ میں مستقر اور مقیل دو لغت قابل تشریح ہیں۔

گویا فرمایا کہ مومنین جو اصحاب جنت ہیں اس دن بہترین مستقر میں ہوں گے۔

عربی میں مستقر اس مکان کو کہتے ہیں جس میں اکثر بیٹھا جائے اور باتیں ہوں جسے اردو میں بیٹھک کہتے ہیں۔

اور مقیل۔ عربی میں مقیل اس مکان کو کہتے ہیں جہاں بے تکلفی سے اپنے بیوی بچوں میں رہا جائے۔

اور مقیل مقام قیلولہ کو کہتے ہیں جہاں دوپہر کے وقت خلوت و استراحت کی جائے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں هُوَ فِي الْأَصْلِ مَكَانُ الْقِيلُولَةِ وَ هِيَ النَّوْمُ نِصْفُ النَّهَارِ۔ وہ قیلولہ

کرنے کے مکان کو کہا جاتا ہے جہاں دوپہر کو سویا جائے۔

بعض نے کہا کہ یہ وہ مکان ہے جہاں بیوی کے ساتھ تخلیہ کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ مکان استراحت کو مقیل کہا جاتا ہے۔

اور وہ جو حدیث میں ہے: لَا نَوْمَ فِي الْجَنَّةِ أَصْلًا۔ جنت میں قطعاً نیند نہ ہوگی اس لئے کہ مَا تَشْتَهِيهِ

الْأَنْفُسُ کے ماتحت اگر جنتی سونا پسند کرے گا تو سو بھی سکے گا۔ قطع نظر اس کے تخلیہ میں سونا ہی شرط نہیں ہوتا استراحت بھی تخلیہ

میں ہوتی ہے۔

وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَ نَزَّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا۔ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور

اتارے جائیں گے فرشتے پوری طرح۔

آلوسی رحمہ اللہ آیہ کریمہ پر فرماتے ہیں: يَجْمَعُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ

وَالْبَهَائِمَ وَالسَّبَاعَ وَالطَّيْرَ وَ جَمِيعَ الْخَلْقِ فَتَشْقُقُ السَّمَاءُ الدُّنْيَا فَيَنْزِلُ أَهْلُهَا وَ هُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ فِي

الْأَرْضِ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَ جَمِيعَ الْخَلْقِ فَيَحِيطُونَ بِجَمِيعِهِمْ فَتَقُولُ أَهْلُ الْأَرْضِ أَفِيكُمْ رَبَّنَا

فَيَقُولُونَ لَا

ثُمَّ تَنْشَقُّ السَّمَاءُ الثَّانِيَةَ فَيَنْزِلُ أَهْلُهَا وَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَمِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَ

جَمِيعَ الْخَلْقِ فَيَحِيطُونَ بِالْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ نَزَلُوا قَبْلَهُمْ وَالْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَ جَمِيعَ الْخَلْقِ۔

ثُمَّ تَنْشَقُّ السَّمَاءُ الثَّلَاثَةَ فَيَنْزِلُ أَهْلُهَا وَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ وَالْإِنْسِ وَ جَمِيعَ

الْخَلْقِ فَيَحِيطُونَ بِالْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ نَزَلُوا قَبْلَهُمْ وَالْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَ جَمِيعَ الْخَلْقِ۔

ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ وَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ الثَّلَاثَةِ وَالْثَّانِيَةِ وَالْأُولَى وَأَهْلِ الْأَرْضِ۔

ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلَ السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ وَهُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ تَقَدَّمَ۔

ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ كَذَلِكَ۔

ثُمَّ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَهُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

ثُمَّ يَنْزِلُ رَبُّنَا فِي ظُلْمٍ مِنَ الْغَمَامِ وَ حَوْلَهُ الْكُرُوبِيُّونَ وَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَالْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَ جَمِيعِ الْخَلْقِ لَهُمْ قُرُونٌ كَكُغُوبِ الْقَنَا وَ هُمْ تَحْتَ الْعَرْشِ لَهُمْ رِجْلٌ بِالتَّسْبِيحِ وَ التَّهْلِيلِ وَ التَّقْدِيسِ لِلَّهِ تَعَالَى مَا بَيْنَ أَحْمَصِ أَحَدِهِمْ إِلَى كَعْبِهِ مَسِيرَةٌ خُمُسِ مِائَةِ عَامٍ وَ مِنْ فَخِذِهِ إِلَى تَرْقُوتِهِ مَسِيرَةٌ خُمُسِ مِائَةِ عَامٍ وَ مِنْ تَرْقُوتِهِ إِلَى مَوْضِعِ الْقُرْطِ مَسِيرَةٌ خُمُسِ مِائَةِ عَامٍ وَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ خُمُسُ مِائَةِ عَامٍ۔

وَ نَزُولُ الرَّبِّ جَلُّ جَلَالُهُ مِنَ الْمُتَشَابِهِ۔

منقولہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان دنیا پھٹے اور اس کے تمام رہنے والے ملائکہ اتریں وہ تمام اہل دنیا اور جن وانس سے زیادہ ہوں۔

اسی طرح دوسرا آسمان پھٹے وہاں کے رہنے والے ملائکہ اتریں اور وہ پہلے آسمان کے رہنے والوں اور جن وانس سے زیادہ ہوں۔

ایسے ہی آسمان پھٹتے جائیں اور ہر آسمان کے ملائکہ کی تعداد پہلے آسمانوں کے ملائکہ اور جن وانس سے زیادہ ہو۔ حتیٰ کہ ساتواں آسمان پھٹے۔

پھر کروبی اتریں اور ان میں رب جل جلالہ کا نزول بلا تشبیہ ہو پھر حاملین عرش اتریں اور قیامت قائم ہو جائے۔

چونکہ نزول اجلال الہی کی تشبیہ کسی نزول سے ممکن نہیں اسی وجہ میں ارباب تاویل فرماتے ہیں:

الْمُرَادُ بِذَلِكَ نَزُولُ الْحُكْمِ وَالْقَضَا فَكَانَهُ قِيلَ ثُمَّ يَنْزِلُ حُكْمُ الرَّبِّ وَ حَوْلَهُ الْكُرُوبِيُّونَ۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نزول سے مراد حکم و قضا ہے گویا یوں فرمایا پھر حکم الہی نازل ہو اور اس کے ساتھ کروبیوں کا

اجتماع ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ۗ وَ كَانَ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا۔ سلطنت قاہرہ اور استیلاء کلی اور حکومت

عام ثابت اور ظاہر و باطن ایسی طرح واضح ہو جسے زوال کبھی نہیں وہ رحمن کے لئے ہی ہو۔

یعنی حکومت قاہرہ تو دنیا میں بھی اسی رحمن ہی کی ہے لیکن ان دن منکر اور معترف سب دیکھ لیں گے اور یقین کریں گے۔

اور وہ دن کافر و مشرک پر سخت ہوگا۔

اور مومن کے لئے اتنا آسان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَهُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّى يَكُونَ أَخْفَ عَلَيْهِ

مِنْ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ صَلَّاهَا فِي الدُّنْيَا۔ مومن پر وہ دن اتنا آسان ہو جیسے ایک فرض نماز دنیا میں ادا کرنا۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ لِيَتَّيَّنِي مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يُوَيْدَتْنِي لِيَتَّيَّنِي لَمْ آتُخِذْ

فَلَانَا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَصَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَ كَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَدُوْلًا ۝

اور جس دن ہاتھ چبائے ظالم اور کہے اے افسوس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ پکڑ لیتا۔ ہائے افسوس میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا بے شک گمراہ کیا مجھے نصیحت سے بعد اس کے کہ وہ نصیحت آئی۔ اور شیطان انسان کے لئے ذلت کا موجب ہے۔

اس آئیہ کریمہ میں ظالم پر جو الف لام ہے وہ جنس کا ہے جس سے ہر ظالم و مشرک کا یہ حال واضح ہوتا ہے۔ اور ابو حبان، مجاہد اور ابو جابر حمہم اللہ سے راوی ہیں کہ لَمْ اتَّخِذْ فَلَانًا خَلِيلًا مِّنْ شَيْطَانِ كَعَلَاوَةَ هِيَ كَوْنِي هِيَ۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِالظَّالِمِ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ۔ ظالم سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے اور فلاں سے مراد ابی بن خلف ہے۔

فَقَدْ رَوَى أَنَّهُ كَانَ عَقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ لَا يَقْدِمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا صَنَعَ طَعَامًا فَدَعَا عَلَيْهِ أَهْلَ مَكَّةَ كُلَّهُمْ وَكَانَ يُكْثِرُ مُجَالَسَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يُعْجِبُهُ حَدِيثُهُ وَغَلَبَ عَلَيْهِ الشَّقَاءُ فَقَدِمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ سَفَرٍ فَصَنَعَ طَعَامًا ثُمَّ دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامِهِ فَقَالَ مَا أَنَا بِالَّذِي أَكُلُ مِنْ طَعَامِكَ حَتَّى تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ۔

عقبہ بن ابی معیط کسی سفر سے نہ آتا تھا مگر کھانا بنا کر تمام اہل مکہ کو بلا کر کھلاتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں زیادہ رہا کرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو بہت پسند کرتا تھا لیکن شقاوت اس پر غالب تھی۔ چنانچہ ایک بار ایک سفر سے آیا اور کھانا بنا کر سب کو دعوت دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تیری دعوت منظور نہیں کریں گے جب تک تو کلمہ شہادت نہ پڑھے۔

ابن ابی معیط نے عرض کی: أَطْعِمُ يَا ابْنَ أَخِي فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنَا بِالَّذِي أَفْعَلُ حَتَّى تَقُولَ فَشْهَدَ بِذَلِكَ وَ طَعِمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ طَعَامِهِ۔ اے میرے بھتیجے کھانا تو کھاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس وقت کھانا نہ کھائیں گے جب تک تو اشهد ان لا اله الا الله نہ پڑھے چنانچہ ابن ابی معیط نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعوت میں شرکت کی۔

فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبِي بَنَ خَلْفٍ فَاتَاهُ فَقَالَ أَصْبَوْتُ يَا عُقْبَةُ وَكَانَ خَلِيلَهُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا صَبَوْتُ وَلَكِنْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَأَبَى أَنْ يُطْعَمَ مِنْ طَعَامِي إِلَّا أَنْ أَشْهَدَ لَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ يُخْرَجَ مِنْ بَيْتِي قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ فَشْهَدْتُ لَهُ فَطَعِمَ۔

اس کی اطلاع ابی بن خلف کو ملی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور بولا اے عقبہ کیا تو بھی صابی ہو گیا یعنی اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام لے آیا اور ابی بن خلف عقبہ کا دوست تھا۔ عقبہ نے کہا میں صابی تو نہیں ہوا مگر بات یہ تھی کہ ایک شخص نے میرے ہاں آ کر کھانا کھانے سے انکار کر دیا جب تک کہ میں کلمہ شہادت نہ پڑھ لوں مجھے شرم آئی کہ وہ میرے ہاں سے بغیر کھانا کھائے چلا جائے تو میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور انہوں نے کھانا کھا لیا۔

فَقَالَ مَا أَنَا بِالَّذِي أَرْضَى عَنْكَ حَتَّى تَأْتِيَةَ فَتَفْعَلَ كَذَا وَ ذَكَرَ فِعْلًا لَا يَلِيْقُ إِلَّا بِوَجْهِ الْقَائِلِ لِلْعَيْنِ فَفَعَلَ عُقْبَةُ۔ ابی بن خلف نے عقبہ سے کہا اب میں تجھ سے راضی نہیں ہوں گا جب تک تو اس دین سے واپس ہو کر



ایسا نہ کرے اور ایسی باتیں کہیں جو کلام نہیں چنانچہ اس نے ویسا ہی کیا اور پھر مرتد ہو گیا۔

قَالَ الضَّحَّاكُ لَمَّا بَزَقَ عُقْبَةُ رَجَعَ بُزَاقُهُ عَلَى وَجْهِهِ لَعَنَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَمْ يَصِلْ حَيْثُ أَرَادَ فَأَحْرَقَ خَدَيْهِ وَبَقِيَ أَثَرُ ذَلِكَ فِيهِمَا حَتَّى ذَهَبَ إِلَى النَّارِ۔

ضحاک فرماتے ہیں جب عقبہ مرتد ہو گیا تو اس کے چہرے پر برص لوٹ آئی اللہ تعالیٰ کی اس پر پھٹکار ہو اور اس نے جہاں کا بھی ارادہ کیا اسے ہرگز افاقہ نہ ہوا پس اس کے دونوں رخسارے جل گئے اور اس کا اثر اس وقت تک باقی رہا جب کہ وہ جہنم واصل ہوا۔

اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَلْقَاكَ خَارِجًا مِّنْ مَّكَّةَ إِلَّا عَلَوْتُ رَأْسَكَ بِالسَّيْفِ۔ میں تجھے مکہ سے خارج نہ بلوں گا مگر تیرا سر تلوار پر لٹکا دوں گا۔

وَفِي رِوَايَةٍ إِنْ وَجَدْتِكَ خَارِجًا مِّنْ جِبَالِ مَكَّةَ أَضْرِبُ عُنُقَكَ صَبْرًا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے تجھے مکہ کے پہاڑوں سے پرے پایا تو تیری گردن مار کر تیرا ڈھیر کر دوں گا۔ صَبْرًا۔ عربی میں ڈھیر کرنے کو کہتے ہیں (بیان اللسان)

چنانچہ وہ اتنا خوفزدہ ہوا کہ

فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ وَخَرَجَ أَصْحَابُهُ أَبِي أَنْ يُخْرَجَ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ أُخْرَجَ مَعَنَا قَالَ قَدْ وَعَدَنِي هَذَا الرَّجُلُ إِنْ وَجَدَنِي خَارِجًا مِّنْ جِبَالِ مَكَّةَ أَنْ يُضْرِبَ عُنُقِي صَبْرًا۔

فَقَالُوا لَكَ جَمَلٌ أَحْمَرٌ لَا يُدْرِكُ فَلَوْ كَانَتْ الْهَزِيمَةُ طَرَتْ عَلَيْهِ۔

فَخَرَجَ مَعَهُمْ فَلَمَّا هَزَمَ اللَّهُ تَعَالَى الْمُشْرِكِينَ رَحَلَ بِهِ جَمَلُهُ فِي جُدَدٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَأَخَذَ أَسِيرًا فِي سَبْعِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَقَدِمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ عَلَيْهِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ۔

جب یوم بدر آیا اور ابی بن خلف کے آدمی نکلے تو انہوں نے عقبہ کو بھی کہا وہ بولا میں اس لئے نہیں چلتا کہ اس شخص نے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں تجھے جبال مکہ سے باہر پاؤں گا تو تیری گردن مار کر ڈھیر کر دوں گا۔

لوگوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے جسے کوئی پکڑ نہیں سکتا تو اگر بھاگنا پڑ جائے تو بھاگ جائیو اس پر۔

غرض کہ وہ ان کے ساتھ نکلا اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہزیمت دی تو وہ اونٹ پر سوار ہو کر کسی گوشہ زمین میں جا چھپا تو اسے ستر قریشی آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ اسے قتل کر دیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ۔ ثابت بن ابی ارح کو حکم دیا کہ اسے قتل کریں۔

تو عقبہ کہنے لگا اَتَقْتُلُنِي مِنْ بَيْنِ هُوَ لَاءِ۔ کیا تو مجھے ان لوگوں کے درمیان قتل کرے گا؟

آپ نے فرمایا ہاں۔ عقبہ کہنے لگا یہ کس لئے؟ ابن ابی ارح نے فرمایا:

بِكُفْرِكَ وَفُجُورِكَ وَعُتُوكَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ۔ تیرے کفر اور فجور اور حد سے متجاوز ہونے کی

وجہ میں۔ اس کے بعد ابی بن خلف نے عقبہ کا قتل سن کر کہا:

وَاللّٰهِ لَأَقْتُلَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلْ أَقْتُلُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى فَأَفْزَعَهُ ذَلِكَ۔

خدا کی قسم اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو کیا قتل کرے گا بلکہ اللہ نے چاہا تو میں اسے قتل کروں گا۔ یہ سن کر ابی بن خلف گھبرایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔

لِمَنْ أَخْبَرَهُ أَنشُدَكَ بِاللّٰهِ تَعَالَى أَسْمِعْتَهُ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ۔ آپ کو کس نے یہ کہا کیا آپ نے اسے کہتے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس پر اس کے دل میں یہ بات جمی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

چنانچہ جب غزوہ احد ہو تو ابی بن خلف موقعہ تلاش کرتا رہا کہ کسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَلُّوا عَنْهُ۔ اسے دفع کر دو فَأَخَذَ الْحَرْبَةَ فَرَمَاهُ فَوَقَعَتْ فِي تَرْفُوتِهِ۔ تو پس حربہ اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ وہ اس کی گدڑی میں یعنی گردن کی ہنسی پر لگا اور اس کا دم گھٹا تو گائے کی طرح خراٹے لیتے لیتے جہنم پہنچ گیا۔

اس کے متعلق یہ آیت کریمہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا:

يَلِيَّتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَيْبِيلاً۔ ہائے افسوس میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ لے لیتا۔

اور عقبہ بن ابی معیط حسرت و ندامت سے عذاب میں مبتلا ہو کر کہے گا:

يُؤْيِدُنِي لِيَّتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿١٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿١٩﴾۔

ہائے خرابی میرے لئے کاش میں فلاں کو یعنی ابی بن خلف کو اپنا دوست نہ بناتا بے شک اس نے مجھے ہدایت و نصیحت سے گمراہ کیا جبکہ وہ ہدایت مجھے مل چکی تھی اور شیطان تو انسان کے لئے ذلت ہی لاتا ہے۔

گویا اس نے تسلیم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح ہے۔

لِلصُّحْبَةِ تَأْتِرُ وَلَوْ كَانَ سَاعَةً۔ صحبت میں بڑا اثر ہے اگرچہ وہ ایک ساعت کی ہی ہو۔

جلال الدین رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

وَقَالَ الرَّسُولُ يُرَبِّ إِنْ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا۔ اور فرمائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے

میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن پاک کو چھوڑنے کے قابل سمجھ لیا۔

کسی نے اسے جادو کہا کسی نے شعر سمجھا کسی نے بہکی باتوں کا مجموعہ کہا۔ اور ایمان سے محروم ہوئے اس پر آئندہ آیتوں

میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

وَكذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيْرًا۔ اور ایسے ہی ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیئے مجرموں میں سے اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت دینے اور مدد کرنے کو۔

گویا یہ ظاہر فرمایا گیا کہ بد نصیب مشرک ہمیشہ انبیاء کے دشمن رہے ہیں اور ایسے ہی آپ کے بھی ہیں۔ اس کی پروا نہ فرمائیں ہم ہدایت اور مدد دینے والے ہیں تو جو ایمان لایا اسے ہم نے ہی ہدایت فرمائی اور جو دشمن ہوا تو اسے ہماری ہی طرف سے بے دینی کی راہ ملی۔ عقیدہ اہل سنت یہی ہے۔

معتزلہ اگرچہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور گمراہی شیطان کی طرف سے اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ پھر دو خدا مانے جائیں گے ایک خدائے ہدایت اور ایک خدائے ضلالت اور یہ باطل ہے مَنْ يَهْدِي اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ يُضِلِّ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

اس کے بعد باطل کفار و یہود کا ایک باطل اعتراض بیان ہو رہا ہے اور اس کا جواب۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَالَّذِيْنَ لَا تُرٰى عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّ اِحْدًا ۗ هٰذَا اُنزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلَيْهِ دَفْعًا وَّ اِحْدًا غَيْرَ مُفَرَّقٍ كَمَا اُنزِلَتِ التَّوْرٰةُ وَاِلَّا نَجِيْلٌ وَاِلَّا نَجِيْلٌ۔ قرآن کریم بھی ایسے ہی کیوں نہ اتر اچھے تو ریت انجیل اور زبور مجموعی اتریں۔ اس پر اگرچہ ایک جماعت متفق ہے کہ وہ مجموعی صورت میں نازل ہوئیں۔

لیکن فضلاء عصر میں سے ابن کمال رحمہ اللہ کہتے ہیں اِنَّ التَّوْرٰةَ اُنزِلَتْ مُنْجَمَةً فِیْ ثَمٰنِيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَّ يَدُلُّ عَلَيْهِ نُصُوْصُ التَّوْرٰةِ۔ توریت اٹھارہ سال میں نجما نجما نازل ہوئی اور اس پر توریت کے نصوص بھی شاہد ہیں۔ علاوہ اس کے مجموعی طور پر نازل ہونے کے بجائے متفرق نزول زیادہ قوی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں انہیں جواب دیتے ہوئے ارشاد ہے:

كَذٰلِكَ اُنزِلَتْ بِهٖ فُوَادِكُمْ وَاَتٰتٰنِيْهَا تَرْتِيْلًا۔ یونہی ہم نے اسے نجما نجما نازل فرمایا تاکہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے ٹھہر ٹھہرا سے پڑھا۔

یعنی ہر موقع پر کفار کے اعتراض کا جواب بھی ملتا رہے اور آسانی سے سب کو یاد ہو سکے اور اس کا حفظ بھی آسان ہو جائے اور یک لخت سنا دینے پر جو یاد رہا وہ رہا اور جو نہ رہا وہ بھول گیا یہی وجہ ہے کہ واعظ کا وعظ اور خطیب کا خطبہ مکمل پادا نہیں رہتا۔

رَاتِلْنٰهُ تَرْتِيْلًا۔ پر چند قول ہیں:

اٰی كَذٰلِكَ نَزَّلْنٰهُ وَاَتٰتٰنِيْهَا تَرْتِيْلًا۔

قَدْرَهُ وَاَتٰتٰنِيْهُ تَفْرِيقُهُ اٰیةٌ بَعْدَ اٰیةٍ قَالَهُ النَّخَعِيُّ وَاَلْحَسَنُ وَقَتَادَةُ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَيِّنًا بَيِّنًا فِیْهِ تَرَسُّلٌ۔

وَقَالَ السُّدِّيُّ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ جَعَلْنٰهُ بَعْضُهُ اٰثَرُ بَعْضٍ۔

وَقِيْلَ هُوَ الْاَمْرُ بِتَرْتِيْلِ قِرَآءَةِ تِهٖ بِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَاَتٰتٰنِيْهَا تَرْتِيْلًا۔



وَ قِيلَ قَرَأْنَاهُ عَلَيْكَ بِلِسَانِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْئًا فَشَيْئًا فِي عَشْرِينَ أَوْ فِي ثَلَاثٍ وَ عَشْرِينَ سَنَةً۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ایسی شان سے اس کا نزول ہوا کہ اس کی کیفیت سمجھ سے بالا ہے۔

آیت کے بعد آیت کا نزول ہوا۔

واضح فرمایا جو پے در پے ہے۔

تفصیل سے مفصل کر کے بیان فرمایا۔

نزول قرآن ایسی شان سے فرمایا کہ بعض کے ساتھ ہی بعض نازل ہوا۔

اس میں تجوید سے پڑھنے کا حکم ہے۔

ہم نے اسے زبان جبریل علیہ السلام سے آپ پر اس قرآن کو پڑھا تھوڑا تھوڑا بیس یا تیس سال میں۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِبَيِّنَةٍ إِلَّا جُنُودٌ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا۔ اور وہ کوئی مثال آپ کے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق

اور اس سے بہتر بیان لائیں گے۔

یعنی مشرکین آپ کے دین کے خلاف یا آپ کی نبوت کے خلاف جو کچھ بھی قدح کریں گے۔ یا کوئی سوال لائیں گے

اس کا جواب بہترین صورت میں پائیں گے۔

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ سُوءُ مَكَانًا وَأَصْلُ سَبِيلًا۔ وہ جو محشور ہوں جہنم کی طرف

اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے برا ہے اور وہ سب سے زیادہ راہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ يُحْشَرُونَ مَا شِينَ عَلٰی وُجُوهِهِمْ۔ یعنی وہ منہ کے بل جہنم کی طرف چلیں۔

رَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تین صورتوں پر لوگ محشور ہوں گے۔

صِنْفًا مُشَاةً۔ ایک پیروں سے چلنے والے۔

وَ صِنْفًا رُكْبَانًا۔ ایک سواریوں پر چلنے والے۔

وَ صِنْفًا عَلٰی وُجُوهِهِمْ۔ اور ایک منہ کے بل چلیں۔

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ يَمْشُونَ عَلٰی وُجُوهِهِمْ۔ عرض کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم منہ کے بل کیسے چلیں

گے۔

قَالَ إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلٰی أقدامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰی أَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰی وُجُوهِهِمْ أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ

بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَذَبٍ وَ شَوْكٍ۔ فرمایا جس نے انہیں پیروں پر چلایا وہ اس پر قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلائے

اگرچہ وہ اپنے منہ گڑھے اور کانٹے سے بچائیں۔

وَ قِيلَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تَسْحَبُهُمْ وَ تَجْرُهُمْ عَلٰی وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ۔ ایک قول میں

ہے کہ ملائکہ علیہم السلام انہیں ہانکیں اور گھسیٹ کر جہنم کی طرف منہ کے بل لے جائیں۔

## بامحاورہ ترجمہ چوتھارکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی اور کیا ہم نے اس کے بھائی ہارون کو وزیر تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے جھٹلائیں ہماری آیتیں تو ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا

اور قوم نوح جب جھٹلایا انہوں نے رسولوں کو تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور انہیں لوگوں کے لئے نشانی کر دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور عاد اور ثمود اور اصحاب رس یعنی کنوئیں والوں کو اور ان کے درمیان کی بہت سی سنگتیں اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا

اور ضروریہ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر برابر ساؤ برسایا تو نہیں تھے کہ اسے دیکھتے بلکہ تھے کہ انہیں جی کر اٹھنے کی امید نہ تھی

اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا

قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے گمراہ کر دیتا اگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم ان پر صبر کرتے اور عنقریب جان لیں گے جس دن دیکھیں گے عذاب کہ کون گمراہ تھا

کیا تم نے اسے دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو خدا بنا لے تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے

یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہ تر

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ آخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝۱۹

فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِالآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝۲۰

وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۝۲۱ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۲۲

وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۝۲۳ وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ إِلَّا مَثَلًا ۝۲۴ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝۲۵

وَلَقَدْ آتَوْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطِرَتْ مَطَرُ السُّوءِ ۝۲۶ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرُونَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝۲۷

وَإِذَا رَأَوْكَ إِذْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُؤًا ۝۲۸ أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝۲۹

إِنْ كَادَ لَيُضِلَّنَا عَنْ الْهَيْبَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۝۳۰ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينْ يَرُونَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝۳۱

أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ۝۳۲ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكَيْلًا ۝۳۳

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۝۳۴ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝۳۵

## حل لغات چوتھارکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

مُوسَى - موسیٰ کو

آتَيْنَا - دی ہم نے

لَقَدْ - بے شک

وَ - اور

و۔ اور	الکِتَاب۔ کتاب
هُرُونَ۔ ہارون کو	آخَاهُ۔ اس کے بھائی
إِلَى۔ طرف	أَذْهَبًا۔ جاؤ
بِأَيْتِنَا۔ ہماری آیتوں کو	كَذَّبُوا۔ جنہوں نے جھٹلایا
و۔ اور	تَدْمِيرًا۔ برباد کر کے
كَذَّبُوا۔ جھٹلایا انہوں نے	لَّمَّا۔ جب
و۔ اور	لَمْ يَأْتِ نَشَانِي
و۔ اور	عَذَابًا۔ عذاب
أَلِيمًا۔ دردناک	و۔ اور
ثَمُودًا۔ ثمود	و۔ اور
و۔ اور	وَالْوَالِدِينَ
كَثِيرًا۔ بہت	ذَلِكَ۔ اس کے
لَهُ۔ اس کے لئے	صَرَبْنَا۔ بیان کیس ہم نے
تَبَّرْنَا۔ ہلاک کیا ہم نے	كُلًّا۔ ہر ایک کو
آتُوا۔ آئے	لَقَدْ۔ بے شک
أَمْطَرَتْ۔ برسائی گئی	الَّتِي۔ ایسی کے جو
فَلَمْ۔ نہیں	آ۔ کیا
كَانُوا۔ تھے وہ	بَل۔ بلکہ
و۔ اور	نُشُورًا۔ اٹھنے کی
يَتَّخِذُونَكَ۔ پڑتے وہ آپ کو	إِنْ۔ نہیں
آ۔ کیا	هُرُورًا۔ ٹھٹھا
اللَّهُ۔ اللہ نے	بَعَثَ۔ بھیجا
لِيُضِلَّنَا۔ گمراہ کرتا ہم کو	كَادَ۔ قریب تھا کہ
أَنْ۔ یہ کہ	لَوْلَا۔ اگر نہ ہوتا
سَوْفَ۔ جلدی	و۔ اور
العَذَابَ۔ عذاب	يَرُونَ۔ دیکھیں گے
آ۔ کیا	سَبِيلًا۔ رستے سے
إِلَهُةً۔ اپنا خدا	اتَّخَذَ۔ بنایا

جَعَلْنَا۔ بنایا ہم نے  
 وَزِيرًا۔ وزیر  
 الْقَوْمِ۔ قوم  
 فَدَامَ مَرْنَهُمْ۔ تو ہم نے ہلاک کر دیا ان کو  
 قَوْمِ۔ قوم  
 الرُّسُلِ۔ رسولوں کو  
 جَعَلْنَاهُمْ۔ بنایا ہم نے ان کو  
 أَعْتَدْنَا۔ تیار کیا ہم نے  
 و۔ اور  
 و۔ اور  
 قُرُونًا۔ زمانے  
 و۔ اور  
 الْأَمْثَالَ۔ مثالیں  
 تَشْبِيرًا۔ برباد کر کے  
 عَلَى۔ اوپر  
 مَطَرًا۔ بارش  
 يَكُونُوا۔ تھے  
 لَا۔ نہ  
 إِذَا۔ جب  
 هَذَا۔ یہ  
 رَسُولًا۔ رسول  
 عَنِ الْهَيْتِنَا۔ ہمارے معبودوں سے  
 صَبَرْنَا۔ صبر کرتے ہم  
 يَعْلَمُونَ۔ جان لیں گے  
 مَنْ۔ کہ کون  
 رَأَيْتَ۔ دیکھا تو نے  
 هُوَهُ۔ اپنی خواہش کو  
 مَعَهُ۔ اس کے ساتھ  
 فَقُلْنَا۔ تو کہا ہم نے  
 الَّذِينَ۔ ان لوگوں کی  
 فَدَامَ مَرْنَهُمْ۔ تو ہم نے ہلاک کر دیا ان کو  
 نُوحٍ۔ نوح کو  
 أَخْرَجْنَاهُمْ۔ غرق کر دیا ہم  
 لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے  
 لِلظَّالِمِينَ۔ ظالموں کے لئے  
 عَادًا۔ عاد  
 أَصْحَابَ الرَّسِّ۔ کنوئیں  
 بَيْنَ۔ درمیان  
 كَلًّا۔ ہر ایک  
 و۔ اور  
 و۔ اور  
 الْقَرِيَّةِ۔ بستی  
 السَّوْعِ۔ بری  
 يَرَوْنَهَا۔ دیکھتے اس کو  
 يَرْجُونَ۔ امید رکھتے  
 رَأَوْكَ۔ دیکھتے ہیں تجھے  
 إِلَّا۔ مگر  
 الَّذِينَ۔ وہ ہے جو  
 إِنَّ۔ بے شک  
 عَنِ الْهَيْتِنَا۔ ہمارے معبودوں سے  
 عَلَيْهَا۔ اس پر  
 حِينَ۔ جب  
 أَضَلُّ۔ گمراہ ہے  
 مَنْ۔ اس کو جس نے  
 أَفَأَنْتَ۔ کیا تو



تَكُونُ - ہوگا	عَلَيْهِ - اس پر	وَ كَيْلًا - کارساز	أَمْ - کیا
تَحْسَبُ - خیال کرتا ہے تو	أَنَّ - بے شک	أَكْثَرُهُمْ - ان کے اکثر	يَسْمَعُونَ - سنتے ہیں
أَوْ - یا	يَعْقِلُونَ - سمجھتے ہیں	إِنْ - نہیں	هُمْ - وہ
إِلَّا - مگر	كَأَنَّ نَعَامٍ - جانوروں کی طرح	بَلْ - بلکہ	هُمْ - وہ
أَصْلًا - گمراہ ہیں	سَبِيلًا - رستے سے		

### خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

رکوع سوم میں توحید و نفی امداد اور اثبات نبوت میں سیر حاصل دلائل آچکے منکرین کے اوہام باطل کا رد بھی ہو گیا اور اہوال قیامت کے احوال منکرین پر وبال نکال بھی بیان ہو چکا۔

اب مجملاً انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ پھر فرمایا گیا تاکہ پڑھنے والوں پر واضح ہو کہ انکار انبیاء پر منکرین کے لئے کیسے کیسے عذاب آتے رہے ہیں اور یہاں سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر معہ ہارون علیہ السلام کے فرمایا۔ اس لئے کہ آپ کی نبوت اہل کتاب میں بہت مشہور تھی۔

پھر اگرچہ نوح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے لیکن ان کا قصہ نظیر میں پیش کیا ان کی قوم کے سرکشوں کا حال اجمالاً فرمایا پھر عاد و ثمود اور اصحاب رس کے حالات بیان فرما کر ان کا انجام ظاہر کیا تاکہ عبرت حاصل ہو اس رکوع میں مندرجہ ذیل لغات قابل وضاحت ہیں۔

فَدَامَرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا - آلو سی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عَجَبًا هَانِلًا لَا يُقَادَرُ قَدْرُهُ وَ يُدْرَكُ كُنْهَهُ وَ الْمَرَادُ بِهِ أَشَدُّ الْهَلَاكِ - یہ ایسی سزا پر ارشاد ہے جس کی کیفیت بیان سے بلا ہے اور جس کی کنہ کا ادراک نہیں ہو سکتا اس سے مراد سخت عذاب ہے یا ہلاک وَ أَصْلُهُ كَسْرُ الشَّيْءِ عَلَى وَجْهِ لَّا يُمَكِّنُ إِصْلَاحَهُ اور اصل میں یہ لغت ایسے توڑنے پر مستعمل ہے جس کی اصلاح ممکن نہ ہو جسے اردو میں چور چور کر دینا کہا جاسکتا ہے۔

أَصْحَابَ الرَّبِّ - عرف عرب میں دفن پر مستعمل ہے رَسَّ الْمَيِّتَ إِذَا دَفَنَ وَ غَيَّبَ فِي الْحُفْرَةِ - میت کو جب قبر میں داخل کر کے اوپر سے مٹی ڈال دی جائے تو رس المیت بولتے ہیں۔ پھر اس کنویں کو رس کہنے لگے جس کی منڈیر اور دہانہ نہ ہو چونکہ قوم شعیب علیہ السلام کنویں کے ارد گرد بستی تھی اس لئے اسے اصحاب الرس کہا گیا ہے۔

تَبْرًا تَتَّبِيرًا - تتبیر کے اصل معنی ہیں کسی چیز کو توڑ پھوڑ کر چور چور کر دینا چاندی سونے کے پتروں کو اسی بنا پر تبر کہتے ہیں۔

تبر من الزر خفی اللحم - جیسے شاعر نے کہا

اور اسی سے پھر شیشے کے ٹکڑوں پر تبر الزجاج بولنے لگ گئے۔

خلاصہ مضمون

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَ جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَ زَيْرًا ۖ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا

بِآيَاتِنَا فَمَا مَرَّنُهُمْ تَدْمِيرًا ۝۳۱ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَبُوا الرُّسُلَ أَخْرَجْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۝۳۲ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۳۳ وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَ قُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۝۳۴ وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ الْآمَثَالَ ۝۳۵ وَكُلًّا تَبَرْنَا تَثْبِيرًا ۝۳۶

ان آیات میں نظیر دے کر فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون کو جو اگرچہ نبی تھے مگر شریعت موسوی کے تابع تھے جیسا کہ دوسری جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہے **وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ نَحْنُ حَبِيبًا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا**۔ تو ارشاد ہے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی اور ان کے بھائی ہارون نبی علیہ السلام کو ان کا وزیر تدبیر بنایا اور ہم نے انہیں حکم دیا کہ اس قوم کی طرف تم دونوں جاؤ جو ہماری نشانیاں جھٹلا رہے ہیں یعنی فرعون اور اس کی قوم آخر انہوں نے ان کے معجزات و دلائل سے انکار کیا اور نہ مانے تو **مَرَّنَاهُمْ تَدْمِيرًا**۔ ایسی شدید ہلاکت میں ہیں کہ اب وہ ابھر بھی نہیں سکتے۔

ان سے پہلے قوم نوح تھی انہوں نے بھی نہ صرف حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا بلکہ عموماً رسولوں کا انکار کیا اگرچہ کسی ایک کی تکذیب یعنی ایک رسول کی تکذیب تو توہین مستلزم کفر و ردة ہے جب ان کی سرکشی اس حد کو پہنچی تو وہ بھی غرق طوفان ہو گئی۔ پھر قوم عاد و ثمود جن پر حضرت ہود اور صالح علیہما السلام مبعوث ہوئے تھے ان کے انکار و تکذیب پر ان کے ساتھ جو ہوا تمہیں معلوم ہے۔

پھر اصحاب رس یعنی کچے کنویں کے گردا گرد بسنے والی قوم۔

ابو عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رس کنویں کو کہتے ہیں۔

لغت میں رس دفن کے معنی میں مستعمل ہے **رَسَّ الْمَيِّتَ إِذَا دَفَنَ**۔ کبیر

ابو مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رس ایک ملک کا نام ہے اور اصحاب رس اس ملک کے بسنے والے اور اگر وادی مراد لیں تو اس وادی والے ہوئے۔

رس میں مفسرین کے مختلف قول ہیں کہ یہ کس نبی کی امت میں تھے۔

اکثر اس طرف ہیں کہ اصحاب رس بت پرست قوم تھی۔ جن کے پاس بہت سے کنویں تھے اور وہ اس سے کاشت کرتے اور مویشی کو پانی پلاتے تھے اور ان کی ہدایت کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے اس قوم نے آپ کی مخالفت کی اور سرکشی پر اتر آئی ایذا میں پہنچائیں آخرش قہر سماوی آیا اور ہلاک ہو گئے۔

یہ مقام عرب کے شمال و مغرب میں شام سے ملحق ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **كَمَا قَالَ الْقَتَادَةُ هُمْ أَهْلُ قَرْيَةٍ مِنَ الْيَمَامَةِ يُقَالُ لَهَا الرَّسُّ وَالْفَلَجُ**۔

یہ یمامہ کا ایک قریہ ہے جسے رس اور فلج کہتے ہیں۔ رس تو کنویں والی آبادی ہے اور فلج چھوٹی ندی والی آبادی۔

**قِيلَ قَتَلُوا نَبِيَّهُمْ فَهَلَكُوا**۔ کہا جاتا ہے کہ اس قوم نے اپنے نبی کو قتل کیا تو ہلاک ہو گئی **وَهُمْ بَقِيَّةُ ثَمُودَ وَ قَوْمَ**

**صَالِحٍ**۔ اور یہ قوم ثمود اور قوم صالح سے بچی ہوئی قوم ہے۔

کعب مقاتل اور سدی کہتے ہیں: **أَهْلُ بَيْرٍ يُقَالُ لَهُ الرَّسُّ بِأَنْطَاكِيَّةٍ بِالشَّامِ قَتَلُوا فِيهَا صَاحِبَ بَيْرٍ وَ**

**هُوَ حَبِيبُ النَّجَّارِ**۔ کنویں جنہیں رس کہتے ہیں شام کے پاس انطاکیہ کی قوم ہے اس میں اس قوم نے حبیب نجار کو قتل کیا۔

ایک قول ہے کہ هُمْ قَوْمٌ قَتَلُوا نَبِيَّهُمْ وَرَسُولَهُ فِي بَيْرِ اَي دَسُوهُ فِيهِ۔ یہ وہ قوم ہے جس نے اپنے نبی کو قتل کر کے کنویں میں ڈالا اور اسے پاٹ دیا۔

وہب اور کلبی رحمہما اللہ کہتے ہیں: اصْحَابُ الرَّسِّ وَاَصْحَابُ الْاَيْكَةِ قَوْمَانِ اُرْسِلَ اِلَيْهِمَا شُعَيْبٌ وَكَانَ اَصْحَابُ الرَّسِّ قَوْمٌ مِّنْ عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاَصْحَابُ اِبَارٍ وَ مَوَاشِي فَدَعَاَهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَتَمَادَوْا فِي طُغْيَانِهِمْ وَفِي اِيْذَانِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَيْنَمَا هُمْ حَوْلَ الرَّسِّ وَ هِيَ الْبِئْرُ غَيْرُ الْمَطْوِيَّةِ۔  
اصحاب رس اور اصحاب ایکہ دو قومیں ہیں جن پر حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اور اصحاب رس بت پرست قوم اور کنوؤں اور مواشی والی تھی تو آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ان کی سرکشی اتنی بڑھی کہ ایذا شعیب علیہ السلام پر اتر آئے۔

ایسے حال میں کہ وہ کچے کنویں کے گرد جمع تھے کہ ہلاک ہو گئے مزید تصریح تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔  
وَقُرُونًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا۔ اور بہت سے زمانے گزر گئے جن میں رسول آئے اور سرکشی و عذاب کی وجہ سے بتلائے عذاب ہوئے۔

وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ اِلَّا مَثٰلًا وَّكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا۔ اور جتنی قومیں گزریں سب کو مثال دے کر سمجھایا اور تمام ہی کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلٰى الْقَرْيَةِ الَّتِي اَمْطَرْنَا مَطْرَ السَّوْعِ ۗ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُوْنَهَاۗ بَلْ كَانُوْا اِلَّا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا۔  
اور بے شک یہ قریش مکہ اس گاؤں سے گزر چکے ہیں جن میں انبیاء کرام آئے اور سرکشی کی وجہ میں ان پر پتھر برسے جیسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بحر مردار کے کنارے تھی جو الٹ دی گئی اور یہ لوگ شام کے سفر کرنے میں اسے دیکھتے ہیں اور عبرت نہ پکڑنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ انہیں مر کر دوبارہ اٹھنے کی امید ہی نہیں ہے۔

اور اے محبوب آپ کے دلائل کے مقابلہ میں جب یہ عاجز آجاتے ہیں تو  
وَ اِذَا سَاوَاكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْكَ اِلَّا هُزُوًا ۗ۔ اور جب یہ آپ کو دیکھتے ہیں تو انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو تمسخر ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

اِهٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا۔ کیا یہی وہ ہیں جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا اور دلائل کی قوت سے عاجز آ کر کہتے ہیں۔

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ الْاِهْتِنَا لَوْلَا اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا۔ اس نے تو قریب تھا کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کر دیا ہوتا اگر ہم اپنی پرانی تعلیم اور ضد پر اڑے اور جمنے نہ رہتے۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملا:  
وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرُوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَصْلُ سَبِيْلًا۔ اور عنقریب یہ جان لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تر ہے۔

اَسْءَبَيْتَ مِّنْ اَتَّخَذَ الْاِلٰهُهُ هُوٰهُ ۗ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكَيْلًا۔ اے محبوب آپ نے دیکھا اسے جس نے اپنی



خواہش نفسانی کو خدا ٹھہرا لیا ہے (آپ پر واہ اور فکر نہ فرمائیں) کیا آپ ان کی ہدایت و گمراہی کے ذمہ دار ہیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے:

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۗ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔ اے محبوب آپ ان کی ظاہری جسم و جسمانیات سے اس گمان میں ہیں کہ اکثر ان کے سنتے سمجھتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ آدمی ہی نہیں ہیں بلکہ آدمی کی صورت میں چار پائیوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں۔

اور چار پایہ چونکہ مکلف نہیں اس بنا پر فقط کالانعام فرمایا کہ جس شکل و شبہت میں یہ ہیں یہ صورت مکلف بالاحکام کی ہے ورنہ ان کی گمراہی پر اُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ فرمانا بجا ہے۔

### مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا۔ اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا ہم نے اس کے بھائی ہارون کو وزیر۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمائی اور بقول ثانی کتاب سے مراد حکم و نبوت ہے اور جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا۔ ان کے بھائی کو ان کے ساتھ جن کا نام گرامی ہارون ہے وزیر بنایا۔

وزیر لغت میں کہتے ہیں: مَنْ يَرْجِعُ إِلَيْهِ الْوِزْرُ وَهُوَ الْمَلْجَأُ۔ جس کی طرف تمام بوجھ رجوع ہو اور دوسرا رعیت ہے۔ وَالْوِزَارَةُ لَا تُنَافِي النُّبُوَّةَ فَقَدْ كَانَ يُبْعَثُ فِي الزَّمَنِ الْوَاحِدِ أَنْبِيَاءٌ وَيُؤْمَرُونَ بِأَنْ يُؤَاذِرَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ (نسفی)

وزارت منافی نبوت نہیں اس لئے کہ ایک وقت میں بہت سے نبی ہو چکے ہیں اور وہ اجراء احکام میں بعض بعض کے وزیر ہوتے تھے اور نبی بھی ہوتے تھے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا يُنَافِي هَذَا قَوْلُهُ تَعَالَى وَوَهَبْنَا لَهُ أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ نَبِيًّا فَالشَّرِيعَةُ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ تَابِعٌ لَهُ فِيهَا كَمَا أَنَّ الْوَزِيرَ مُتَّبِعٌ لِسُلْطَانِهِ۔ کسی نبی کا کسی نبی کے ساتھ وزیر ہونا منافی نبوت نہیں بنا بریں یہ آیت منافی وزارت ہارون نہیں وَوَهَبْنَا لَهُ أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا بنا بریں اگرچہ ہارون علیہ السلام وزیر تھے مگر نبی بھی تھے۔

تو شریعت موسیٰ علیہ السلام کی تھی اور ہارون علیہ السلام ان کی شریعت کے تابع تھے جیسے وزیر تابع ہوتا ہے سلطان کا۔ (روح المعانی)

فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا۔ تو ہم نے فرمایا تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جس نے جھٹلائی ہماری آیتیں تو ہلاک کیا ہم نے انہیں پورا ہلاک۔

وہ قوم فرعون اور خود فرعون تھا جس نے دلائل توحید جھٹلائے یا وہ نو معجزات جن کا تذکرہ دوسرے مقام پر ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ تَوَجَّهَ فِيهَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا۔ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ اسے ایسی ہلاکت شدید میں ڈالا کہ اس کی

کیفیت بیان سے باہر ہے اسی بنا پر باب لغت کہتے ہیں کہ وَ أَصْلُهُ كَسْرُ الشَّيْءِ عَلَى وَجْهِ لَأَيْمِكُنْ إِصْلَاحُهُ - تَدْمِيرٌ۔ اصل میں کسی شے کو ایسا توڑنا کہ اس کی اصلاح ناممکن ہو جائے۔

تو مفہوم آیت یہ ہوا فَ قُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ فَذَهَبَا إِلَيْهِمْ وَ دَعَوْهُمْ إِلَى الْإِيمَانِ فَكَذَّبُوهُمَا وَ اسْتَمَرُّوا عَلَيَّ ذَٰلِكَ فَدَمَرْنَا لَهُمْ فَحَكَمْنَا بِتَدْمِيرِهِمْ۔ ہم نے فرمایا اس قوم سرکش کی طرف جاؤ وہ گئے اور اسے ایمان کی طرف بلایا تو ان دونوں کو جھٹلایا اور اپنی جہالت پر اڑا رہا تو ہم نے ہلاک کر دیا اور حکم دیا کہ ان کی تدمیر ایسی ہو کہ پھر یہ اٹھ ہی نہ سکیں۔ پھر آپ سے قبل جو اقوام تھیں ان کے حالات کو مثال کے طور پر بیان فرمایا۔

وَ قَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَ جَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۗ وَ آَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ۔ اور قوم نوح نے جب جھٹلایا رسولوں کو تو غرق کر دیا ہم نے انہیں اور کیا ہم نے لوگوں کے لئے انہیں نشانی اور ظالموں کے لئے تیار کر رکھا ہے ہم نے دردناک عذاب۔

اس قوم پر حضرت نوح علیہ السلام ہی تشریف لائے تھے لیکن كَذَّبُوا الرُّسُلَ جمع کر کے اس لئے فرمایا کہ تَكْذِيبُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَكْذِيبٌ لِلْكَلِّ لِاتِّفَاقِهِمْ عَلَى التَّوْحِيدِ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے اس لئے کہ ان کا توحید الہی پر اتفاق تھا۔

اور لوگوں کے لئے نشان بایں اعتبار کہ ان کا قصہ سن کر عبرت پکڑیں یہ زبردست نشانیاں ہیں پھر اسی پر عطف فرما کر ارشاد ہے:

وَ عَادًا وَ ثَمُودًا وَ أَصْحَابَ الرَّسِّ وَ قُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا۔ اور ایسے ہی ہلاک کیا ہم نے عاد و ثمود کو عذاب میں مبتلا کیا اور اصحاب رس کو اور بہت سے گروہ اس کے درمیان ہلاک ہوئے۔

اصحاب رس کی مختصر وضاحت خلاصہ تفسیر میں ہو چکی ہے اب مفصل پڑھئے۔ اس کے متعلق اٹھارہ اقوال ہیں:

۱- قنادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ یمامہ کے ایک گاؤں والے تھے جسے رس کہتے ہیں اور ج فلج بھی اس کا نام ہے رس تو کنواں ہے اور ج چھوٹی نہر۔ اور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تو یہ ہلاک ہوئے اور یہ ثمود قوم صالح علیہ السلام کے بقیہ لوگ تھے۔

۲- اور کعب اور مقاتل و سدی رحمہم اللہ کہتے ہیں یہ کنویں والی قوم تھی انطاکیہ میں جو شام کے پاس ہے انہوں نے ظہور اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حبیب نجار کو بھی قتل کیا تھا۔

۳- ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ قوم ہے جس نے اپنے نبی کو قتل کر کے کنویں میں ڈالا اور اس کنویں کو پاٹ دیا۔

۴- وہب اور کلبی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ اصحاب الرس اور ایک دو قوم تھیں جن پر حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اصحاب رس بت پرست تھے اور کنویں چلا کر کھیتی باڑی کرتے اور اپنے مویشی پالتے آپ نے انہیں دعوت اسلام دی وہ قوم برہم ہو کر سرکشی و طغیان میں اتنی بڑھی کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ایذا نہیں دینے لگی ایک روز وہ اپنے کنویں کے گرد جمع تھے اور کنواں کچا تھا سب اس میں دھنس گئے۔

۵- ابی عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ قوم درہم و دنانیر کی بڑی طامع تھی۔

- ۶- حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ثعلبی نقل کرتے ہیں کہ یہ قوم ایک درخت پوجتی تھی جسے شاہ درخت کہتے تھے اور کنواں کھود کر معاش حاصل کرتی تھی۔
- ۷- ایک قول ہے کہ حضرت حنظلہ بن صفوان نبی (علیہ السلام) کی قوم تھی اور عنقاء کو پوجتی تھی۔ یہ جانور تمام پرندوں سے بڑا پرند ہے اور اس میں تمام رنگ ہوتے ہیں اور اسے عنقاء اس لئے کہتے تھے کہ وہ بڑی گردن والا پرند ہے اور یہ جبل فتح اور منقص میں رہتا ہے اور یہ بچوں کو اچک لے جاتا ہے یہ قوم اس کے شکار سے اجتناب کرتی تھی کیونکہ وہ اس کا معبود تھا۔
- ۸- ایک قول ہے وہ نئی نویلی دلہن کو اچک لیتا تھا۔
- ۹- ایک قول ہے کہ اس کا گھونسا مغرب شمس کے پاس ہوتا ہے اسی وجہ سے اسے عنقاء مغرب بھی کہتے ہیں۔ انہیں حضرت حنظلہ نے دعوت اسلام دی انہوں نے قبول نہ کی تو ان پر صعاعقہ محرقہ پڑا تو وہ سب ہلاک ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سرکشی میں انہوں نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو شہید کر دیا تو یہ ہلاک ہوئے۔
- ۱۰- یہ وہ قوم تھی کہ جب ان پر نبی مبعوث ہوا تو اسے کھا گئی۔
- ۱۱- ایک قول ہے کہ اس قوم کی عورتیں چھٹی کھیلتی تھیں۔
- ۱۲- ایک قول یہ ہے کہ یہ قوم ایسی تھی کہ جو نبی ان میں آیا اسے قتل کیا اور ان کی ہڈیاں کنویں میں ڈال دیں۔
- ۱۳- بعض کہتے ہیں اصحاب رس اصحاب الاخدود ہیں جن کا تذکرہ سورۃ بروج میں ہے۔
- ۱۴- ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ کنواں آذربائیجان میں ہے۔
- ۱۵- ایک قول ہے کہ رس نجران یمن سے حضرموت تک ہے۔
- ۱۶- بعض کہتے ہیں بنی اسد کا پانی اور کھجور ہی رس کہلاتا ہے۔
- ۱۷- ایک قول ہے کہ رس ایک شہر کا نام ہے جو بلاد مشرق میں ہے یہاں اولاد ہوذا ابن یعقوب علیہ السلام سے ایک نبی تشریف لائے ایک مدت تک انہیں تبلیغ کی قوم جھٹلاتی رہی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی شکایت کی۔ قوم نے کنواں کھود کر اس کے اندر انہیں ڈال دیا اور کہنے لگے ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک روز انہیں رونے کی آواز آئی تو سب جمع ہوئے وہیں سب مر گئے اور بچے ہوؤں پر ایک کالا ابر آیا اور انہیں ایسا پگھلایا جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔
- ۱۸- عکرمہ محمد بن کعب قرظی حدیث نبی کریم ﷺ سے واقعہ اصحاب رس بیان فرماتے ہیں: إِنَّ أَصْحَابَ الرَّسِّ أَخَذُوا نَبِيَّهُمْ فَرَسُوهُ فِي بئرٍ وَأَطْبَقُوا عَلَيْهِ صَخْرَةً فَكَانَ عَبْدٌ أَسْوَدٌ قَدْ آمَنَ بِهِ يَجِيءُ بِطَعَامٍ إِلَى الْبئرِ فَيُعِينُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى تِلْكَ الصَّخْرَةِ فَيَرْفَعُهَا فَيُعْطِيهِ مَا يُغْذِيهِ بِهِ ثُمَّ يَرُدُّ الصَّخْرَةَ عَلَى فَمِ الْبئرِ إِلَى أَنْ ضَرَبَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى أُذُنِ ذَلِكَ الْأَسْوَدِ فَنَامَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً۔
- اصحاب رس نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنویں میں ڈال کر اوپر سے چٹان ڈھک دی تو ایک عبد اسود تھا جو ایمان لا چکا تھا وہ کھانا لاتا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا وہ اس چٹان کو اٹھالیتا اور کھانا پہنچا دیتا اور چٹان ویسے ہی ڈھک دیتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس عبد اسود کو چودہ سال سلا دیا پھر



وَآخِرَ جِأْتِ أَهْلِ الْقَرْيَةِ نَبِيَّهُمْ فَأَمَنُوا بِهِ۔ پھر اہل قریہ نے اپنے نبی کو کنوئیں سے نکالا پھر اس پر ایمان قبول کر لیا۔  
آخر حدیث میں ہے إِنَّ ذَٰلِكَ الْأَسْوَدَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ یہ عبد اسود وہ ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایتوں سے اس کی تطبیق یوں ممکن ہے کہ اہل الرس ایمان لے آئے ہوں اس کے بعد کفر کرنے لگے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر مہلکین میں فرمایا۔ آگے ارشاد ہے:  
وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا۔ اور بہت سی جماعتیں اس مدت میں گزریں۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَلِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِقْدَارَهَا وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَرَسُولًا لَمْ نَقْضُصْهُمْ عَلَيْكَ لَيْسَ نَصًّا فِي نَفِي الْعِلْمِ بِالْمِقْدَارِ۔ اور کچھ بعید نہیں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان مہلکین کی مقدار جانتے ہوں اور وَرَسُولًا لَمْ نَقْضُصْهُمْ عَلَيْكَ اس پر نفی علم کی نص نہیں ہو سکتی کہ حضور کو ان کی مقدار نہ معلوم ہو۔

وَكَلَّا صَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكَلَّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا۔ اور سب کے لئے ہم نے مثالیں دیں اور سب ہی کو ہم نے کوٹ کر مٹا دیا۔

یعنی اِى ذَكَرْنَا وَانذَرْنَا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمَذْكُورِينَ۔ جتنی ہلاک شدہ اقوام ہیں سب کو ہم نے ڈر سنایا اور دعوت ہدایت دی۔

اِى بَيْنَا لِكُلِّ الْقِصَصِ الْعَجِيبَةِ الزَّاجِرَعَمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِي بِوَاسِطَةِ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ یعنی واضح طور پر سرکشوں کی سرکشی کے حالات اور ان کے کفر و معاصی بیان فرمادیئے اور جب وہ نہ مانے تو كَلَّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا سب کو ہلاک کر دیا۔

أَصْلُ التَّبْرِ التَّفْيِثُ۔ تبراصل میں ریزہ ریزہ کرنے کو کہتے ہیں۔  
قَالَ الزُّجَاجُ كُلُّ شَيْءٍ كَسَرْتَهُ وَفَتَّتَهُ فَقَدْ تَبَّرْتَهُ۔ ہر وہ شے جو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے وہ تبتیر ہے۔  
وَمِنْهُ التَّبْرُ لِفَتَاتِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔ اور اسی سے تبرا ہے جب کہ سونے اور چاندی کو کوٹ کر پتہ کیا جائے۔  
وَالْمُرَادُ بِهِ التَّمْزِيقُ وَالْإِهْلَاكُ اِىْ اَهْلَكْنَا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ اِهْلَاكًا عَجِيبًا۔ اور اس سے مراد اس قوم کا عجیب شان سے ہلاک کرنا ہے۔

اس کے بعد قریش مکہ کو ارشاد ہے کہ تم بھی دیکھ چکے ہو ان علاقوں کو جن پر عذاب آئے ہیں۔  
وَلَقَدْ آتَوْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطِرَتْ مَطَرًا سَوِيًّا ۗ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَتَذَكَّرُونَ لِنُؤْمُرُوا۔  
اور بے شک وہ آچکے ہیں ان قریوں پر جن پر عذاب کی بارش ہوئی کیا انہوں نے نہ دیکھا بلکہ وہ اپنے کفر کی ضد میں مگر اٹھنے کی امید نہیں رکھتے۔

یہ سدوم کا ذکر ہے جو سب سے بڑی آبادی قوم لوط کی تھی۔ اس بستی کو ان کے حاکم وقاضی کے نام کی نسبت سے سدوم کہتے تھے۔ اس بستی میں قوم لوط آباد تھی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اول پتھروں کی بارش سے ہلاک کیا جسے مَطَرُ السَّوِّءِ فرمایا۔ اسی

طرح دوسری بستیاں بھی ہلاک ہوئیں۔

یہ پانچ بستیاں تھیں جن میں سے چار ہلاک کی گئیں اور ایک بستی جسے زغر کہتے تھے ہلاکت سے محفوظ رہی اس لئے کہ اس بستی والے عمل خبیث سے مجتنب تھے۔ کمال قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

تو ارشاد ہوا کیا ان بستیوں کو بحیرہ کابل کے پاس ہلاک شدہ نہ دیکھا ضرور دیکھا مگر وہ مرنے کے بعد کا یقین ہی نہیں رکھتے کہ وہ مر کر اٹھیں گے۔

اب جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ کے جواب سے مشرکین عاجز آ گئے تو استہزاء اور لالیعی بائیں بنانے لگے چنانچہ ارشاد ہے:

وَإِذَا رَأَوْكَ أَنْ يَتَّخِذُوكَ إِلَّا هُزُؤًا ۖ أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۚ أَوْ رَبِّ جَبَّوْهُ ۚ وَأَنْتُمْ كَافِرُونَ ۚ  
نہیں آتی سو اس کے کہ استہزاء کریں (اور کہیں) کیا یہی ہیں جنہیں اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔

آلوسی فرماتے ہیں: خ: وَقَائِلُ ذَالِكَ أَبُو جَهْلٍ وَمَنْ مَعَهُ۔ یہ بات کہنے والا ابو جہل اور اس کی جماعت تھی۔  
وَرُوِيَ أَنَّ الْآيَةَ فِيهِ۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ابو جہل کے حق میں ہی اتری۔ اور حق بات بھی منہ سے نکل گئی  
جو اگلی آیتوں میں ہے گویا یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے دلائل اتنے واضح اور روشن ہیں کہ اگر ہم اپنی ہٹ دھرمی پر نہ جے رہیں تو یقیناً یہ ہم سے ہمارا دین ترک کرادیں۔ حیث قال

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ الْهَيْتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۗ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔ یہاں یہ ان مخففہ ہے گویا عبارت یہ ہوئی: إِنَّهُ كَادَ لَيُضِرِّفْنَا عَنْ عِبَادَتِهَا صَرَفًا كَلِيًّا بِحَيْثُ يُبْعَدُنَا عَنْهَا لَا عَنْ عِبَادَتِهَا فَقَطْ۔

یعنی مشرکین بولے بے شک وہ (ایسے دلائل باہرہ سے ہمارے مقابل ہیں) کہ یقیناً ہمیں ان کی عبادت سے ایسا منحرف کر دیتے کہ ہم اپنے بتوں ہی سے دور ہو جاتے نہ کہ فقط ان کی عبادت سے اگر ہم جے نہ رہتے اپنی پرانی تعلیم پر۔  
گویا یہ انہیں اعتراف تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعوت توحید میں اظہار معجزات میں ہم پر کامیاب ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت حجت اور اظہار بینات اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ ہمیں ہمارے دین میں نہ رہنے دیں لیکن اس پر اپنے عناد میں بولے: لَيُضِلُّنَا كَمَا كُنَّا نَكْفُرُ بِهِمْ۔

اس کا جواب دیا گیا: وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔ عنقریب یہ جان لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تر ہے۔ یعنی مرنے کے بعد ان پر واضح ہو جائے گا کہ گمراہ یہ خود تھے یا ہمارے حبیب جن کی شان میں یہ بک رہے ہیں۔

اب تعجیباً جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مخاطب فرما کر ان کی شفاعت حال اور حکایت قبائح اور اقوال و افعال بیان فرمائے جارہے ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

أَمْ أَمْرًا يَتَّخِذُ مِنَ اللَّهِ هُؤُلَاءِ أَفَأَنْتُمْ تَكُونُونَ عَلَيْهِمْ وَكَيْلًا۔ کیا دیکھا آپ نے جس نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا رکھا ہے تو کیا آپ ان کے وکیل و محافظ ہیں۔

یعنی ان کا ہدایت پر آنا اور ہدایت پانا آپ کے ذمہ پر نہیں۔ یہ آیت حارث بن قیس سہمی کے لئے نازل ہوئی اس کا یہ حال تھا کہ جو پتھرا بھرا ہوا پاتا اسے پوجنے لگتا تھا۔

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہما اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں آپ نے فرمایا یہ ایسے لوگ تھے کہ سپید پتھر کو ایک مدت تک پوجتے رہتے جب اس سے اچھا پتھر مل جاتا اسے پوجنے لگتے اور پہلے پتھر کو پھینک دیتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ بھی ایسا ہی روایت کرتے ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذمہ داری ہٹائی گئی اور فرمایا: **أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا - لَا سُبُعَادَ كَوْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفِيظًا عَلَى هَذَا الْمُتَّخِذِ يَزْجُرُهُ عَمَّا هُوَ عَلَيْهِ مِنَ الضَّلَالِ وَ يُرْشِدُهُ إِلَى الْحَقِّ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا -** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اس ذمہ داری کا استبعاد کیا گیا کہ وہ ان کے نگہبان ہوں یا انہیں زجر فرما کر انہیں ضلالت سے نکالیں اور طوعاً و کرہاً ہدایت پر لائیں۔ پھر ارشاد ہوا۔

**أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۗ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿١٩﴾**

کیا آپ یہ گمان فرما رہے ہیں کہ ان کے اکثر سنتے اور عقل سے سمجھتے ہیں یہ تو نہیں مگر مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں۔

یہاں استفہام انکاری ہے یعنی ان کے سننے اور عقلمند چالاک ہونے سے یہ گمان نہ فرمائیں یہ تو زے جانور ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ اس لئے کہ جانور اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور جو انہیں کھانے کو دے اس کے مطیع رہتے ہیں اور احسان کرنے والے کو پہچانتے ہیں تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں مفید و مضر کو سمجھتے ہیں چراگا ہوں کی راہیں جانتے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں کہ شیطان جیسے دشمن کی ضرر رسانی کو نہیں سمجھتے اور ثواب جیسی عظیم المنفعت چیز کی طرف ملتفت تو کہاں اس کا مذاق اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔

### بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

اے محبوب کیا نہ دیکھا تم نے اپنے رب کو کہ کیسا پھیلا یا سایہ اور اگر چاہتا تو اسے کر دیتا ٹھہرا ہوا پھر کیا ہم نے سورج کو اس پر دلیل

پھر سمیٹا اس سورج کو اپنی طرف آہستہ آہستہ

اور وہی ہے وہ جس نے کیا تمہارے لئے رات کو پردہ اور

نیند کو آرام اور کیا دن کو اٹھنے کے لئے

اور وہی ہے وہ جس نے بھیجی ہوائیں مژدہ دیتی جس

کے آگے اس کی رحمت ہے اور برسایا ہم نے آسمان

سے پانی پاک

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۗ وَ كَوَّ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۗ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿١٩﴾

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٢٠﴾

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنُّوْمَ سُبَاتًا وَ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٢١﴾

وَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَاحَتِهِ ۗ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٢٢﴾



لِنُحْيِي بِهِ بَلَدًا مَّيِّتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا  
وَإِنَّا سَيِّئَاتُ كَثِيرًا ۝۴۹

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيهِمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ  
النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝۵۰

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝۵۱  
فَلَا تُطِيعُ الْكُفْرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا  
كَبِيرًا ۝۵۲

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَ  
هَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَ  
حِجْرًا مَّحْجُورًا ۝۵۳

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَ  
صِهْرًا ۝۵۴ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝۵۵

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا  
يَضُرُّهُمْ ۝۵۶ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝۵۷

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۵۸

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ  
يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝۵۹

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ  
بِحَمْدِهِ ۝۶۰ وَكَفَىٰ بِهِ يَذُنُوبٍ عِبَادَةَ خَيْرًا ۝۶۱

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي  
سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۝۶۲ الرَّحْمَنُ  
فَسَلِّ بِهِ خَيْرًا ۝۶۳

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا  
الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا نَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝۶۴

تا کہ ہم زندہ کریں اس سے کسی مردہ شہر کو اور پلائیں وہ پانی  
اپنے پیدا کئے ہوئے چوپایوں اور سب بے شمار آدمیوں کو  
اور بے شک ہم نے پھیرے رکھے اس پانی میں کہ  
ہدایت پائیں تو انکار کیا بہت سے لوگوں نے مگر ناشکری کا  
اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر بستی میں ڈرسانے والا  
تو نہ مانو کافروں کا کہنا اور جہاد کرو ان پر بڑا جہاد

اور وہی ہے جس نے دو سمندر ملے ہوئے رواں کئے یہ  
ہے میٹھا نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور کیا  
ان دونوں میں پردہ اور آڑ روکی ہوئی

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے بشر تو کیا اس کا  
نسب اور سسرال اور تمہارا رب قدرت والا ہے

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کو جو نہ نفع دے انہیں  
اور نہ نقصان دے سکے انہیں اور کافر تو اپنے رب کے  
مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے

اور نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر بشارت دینے والا اور ڈر  
سنانے والا

فرما دیجئے نہیں مانگتا میں اس تبلیغ پر کوئی بدلہ مگر جو راستہ  
چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے

اور بھروسہ کرو اس حی قدیم کا جو نہ مرے گا اور تسبیح کرو اس  
کی پاکی کی بولو اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہ پر  
خبردار

جس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور زمین کو اور جو کچھ اس میں  
ہے سب چھ دن میں بنائے پھر عرش کی طرف استوا کیا  
رحمن ہے وہ تو پوچھو جاننے والے سے

اور جب کہا جائے سجدہ کرو رحمن کو تو بولتے ہیں کیا ہے  
رحمن کیا ہم سجدہ کریں جسے تم کہو اور ان کا تنفر اور بڑھ گیا

## حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

الرّمٰ - کیانہ	تَرَ - دیکھا تو نے	اِلٰی - طرف	رَبِّكَ - اپنے رب کی
کَيْفَ - کس طرح	مَدًّا - لمبا کیا	الظِّلِّ - سائے کو	وَ - اور
لَوْ - اگر	سَاءَ - چاہتا	لَجَعَلَهُ - تو کرتا اسے	سَاكِنًا - ٹھہرا ہوا
ثُمَّ - پھر	جَعَلْنَا - بنایا ہم نے	الشَّمْسِ - سورج کو	عَلَيْهِ - اس پر
دَلِيلًا - دلیل	ثُمَّ - پھر	قَبَضْنَاهُ - سمیٹ لیا ہم نے اس کو	وَ - اور
اِلَيْنَا - اپنی طرف	قَبَضًا - سینا	يَسِيرًا - آہستہ آہستہ	وَ - اور
هُوَ - وہ	الذَّمِي - وہ ہے جس نے	جَعَلَ - بنایا	لَكُمْ - تمہارے لئے
الَّيْلِ - رات کو	لِبَاسًا - لباس	وَ - اور	النَّوْمِ - نیند کو
سُبَاتًا - آرام	وَ - اور	جَعَلَ - بنایا	النَّهَارِ - دن کو
نُسُورًا - اٹھنے کے لئے	وَ - اور	هُوَ - وہ	الذَّمِي - وہ ہے جس نے
اُرْسَلًا - بھیجا	الرَّيْحِ - ہواؤں کو	بُشْرًا - خوشخبری دیتی	بَيْنَ يَدَيْ - پہلے
رَحْمَتِهِ - اس کی رحمت سے	وَ - اور	اَنْزَلْنَا - اتارا ہم نے	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے
مَاءً - پانی	طَهُورًا - پاک	لِنُحْيِيَ - تاکہ ہم زندہ کریں	بِهِ - اس کے ساتھ
بَلَدًا - شہر	مَيِّتًا - مردہ کو	وَ - اور	نُسْقِيَهُ - پلائیں وہ پانی
مِنَّا - ان کو جو	خَلَقْنَا - پیدا کئے ہم نے	اَنْعَامًا - چارپائے	وَ - اور
اَنَابِيًّا - آدمی	كَثِيرًا - بہت	وَ - اور	لَقَدْ - بے شک
صَرَفْنَاهُ - پھیرا اس کو ہم نے	بَيْنَهُمْ - ان میں	لِيَذْكُرُوا - تاکہ نصیحت لیں	قَابًا - تو ان کا کیا
اَكْثَرًا - اکثر	النَّاسِ - لوگوں نے	اِلَّا - مگر	كُفُورًا - کفر کا
وَ - اور	لَوْ - اگر	شِئْنَا - ہم چاہتے تو	لَبَعَثْنَا - بھیجتے
فِي - بیچ	كُلِّ - ہر	قَرْيَةٍ - بستی میں	نَذِيرًا - ڈرانے والا
فَلَا - تو نہ	تَطِيعَ - کہا مان	الْكَافِرِينَ - کافروں کا	وَ - اور
جَاهِدُهُمْ - جہاد کر ان سے	بِهِ - اس کے ساتھ	جِهَادًا - جہاد	كَبِيرًا - بڑا
وَ - اور	هُوَ - وہ	الذَّمِي - وہ ہے جس نے	مَرْجًا - چلایا
الْبَحْرَيْنِ - دو دریاؤں کو	هَذَا - یہ	عَذَابٌ - میٹھا ہے	فُرَاتٍ - خوشگوار
وَ - اور	هَذَا - یہ	مُدْحًا - نمکین ہے	اُجَابِرَ - کڑوا
وَ - اور	جَعَلَ - بنایا	بَيْنَهُمَا - ان کے درمیان	بَرْزَخًا - پردہ

و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
مَحْجُورًا۔ روکی ہوئی	حَجْرًا۔ آڑ	وہو۔ وہ	الذی۔ وہ ہے جس نے
مِنَ الْمَاءِ۔ پانی سے	خَلَقَ۔ پیدا کیا	بَشَرًا۔ آدمی	فَجَعَلَهُ۔ تو کیا اس کے لئے
و۔ اور	نَسَبًا۔ نسب	وہرا۔ سرال	و۔ اور
رَبُّكَ۔ تیرا رب	كَانَ۔ ہے	قَدِيرًا۔ قدرت والا	و۔ اور
مِن دُونِ۔ سوائے	يَعْبُدُونَ۔ پوجتے ہیں	اللہ۔ اللہ کے ان کو	و۔ اور
يَنْفَعُهُمْ۔ نفع دے انہیں	لَا۔ نہ	کچھ	و۔ اور
يَضُرُّهُمْ۔ نقصان دے ان کو	لَا۔ نہ	و۔ اور	و۔ اور
عَلَى۔ اوپر	الْكَافِرِ۔ کافر	كَانَ۔ ہے	رَبِّهِ۔ اپنے رب کے
مَا۔ نہیں	و۔ اور	ظَهِيْرًا۔ مددگار	أَمْ سَأَلْتَهُم لَمَّا كَانَتْ
مُبَشِّرًا۔ خوشخبری دیتا	إِلَّا مَكْرًا	نَذِيْرًا۔ ڈراتا	و۔ اور
مَا۔ نہیں	قُلْ۔ کہہ	عَلَيْهِ۔ اس پر	أَسْأَلُكُمْ مَا لَكُمْ مِمَّا كُنْتُمْ
إِلَّا مَكْرًا	مِنْ أَجْرٍ۔ کوئی مزدوری	شَاءَ۔ چاہے	مَنْ جَاءَ
يَتَّخِذَ۔ پکڑے	أَنْ۔ یہ کہ	رَبِّهِ۔ اپنے رب کی	إِلَى طَرْفٍ
و۔ اور	سَبِيلًا۔ راہ	عَلَى۔ اوپر	تَوَكَّلْ۔ بھروسہ کر
الذی۔ وہ جو	الْحَيِّ۔ زندہ کے	يَمُوتُ۔ مرے	لَا۔ نہ
سَبِّحْ۔ پاکی بول	و۔ اور	و۔ اور	بِحَمْدِهِ۔ اس کی حمد کی
بِهِ۔ وہ	كَفَى۔ کافی ہے	عِبَادِهِ۔ اپنے بندوں سے	بِذُنُوبٍ۔ گناہوں
الذی۔ وہ جس نے	خَبِيرًا۔ خبردار	السَّمَوَاتِ۔ آسمانوں	خَلَقَ۔ پیدا کیا
الْأَرْضِ۔ زمین کو	و۔ اور	مَا۔ جو	و۔ اور
فِي۔ بیچ	بَيْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	أَيَّامِ۔ دنوں کے	سِتَّةَ۔ چھ
اسْتَوَى۔ قرار پکڑا	ثُمَّ۔ پھر	الْعَرْشِ۔ عرش کے	عَلَى۔ اوپر
فَسَلَّ۔ تو پوچھ	الرَّحْمَنِ۔ وہ رحمن ہے	خَبِيرًا۔ خبر والے سے	بِهِ۔ اس کے متعلق
إِذَا۔ جب	و۔ اور	لَهُمْ۔ ان کو	قِيلَ۔ کہا جائے
لِلرَّحْمَنِ۔ رحمن کو	اسْجُدُوا۔ سجدہ کرو	و۔ اور	قَالُوا۔ بولے
الرَّحْمَنِ۔ رحمن	مَا۔ کیا ہے	نَسْجُدُ۔ ہم سجدہ کریں	آ۔ کیا
تَأْمُرَنَا۔ تو حکم دے ہم کو	لِمَا۔ اس کو جو	زَادَ۔ زیادہ ہوتی ہے	و۔ اور
نُقُوْرًا۔ نفرت	هُمْ۔ ان کو		



## خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

مقلوہ رکوع میں مشرکین کے شبہات کا رد فرما کر ان کی کج روی کا نتیجہ انبیاء کرام کی تکذیب کا انجام دکھا کر اب یہ چند دلائل توحید اور کمال قدرت کے نظائر شروع فرمائے اور ارشاد ہوا:

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

یہ پہلی دلیل ہے کہ تمہارے رب نے اس عالم حس میں نورانی اجسام پیدا کئے جنہیں چاند، سورج، ستارے آگ کی صورت میں ظاہر فرمایا۔

دوسرے یہ کہ سایہ کا کم زیادہ ہونا یہ بھی وجود الہی عزوجل کی دلیل ہے اگرچہ ظاہر سبب اس کا آفتاب ہے مگر آفتاب کے وجود کا سبب وہی رب الارباب ہے تو أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ فرمانا ہی بجا ہے اس لئے کہ اگر وہ چاہتا تو سائے کو ایک ایسی چیز کر دیتا جسے آفتاب سے کچھ تعلق نہ ہوتا تو وہ قادر تھا لیکن آفتاب سے اس سایہ کو متعلق کیا جب وہ طلوع ہوا اور دوپہر تک سر پر آیا تو سایہ بھی آہستہ آہستہ ڈھلتا گیا پھر شام کے قریب خود سورج بھی سمٹ کر غروب ہو جاتا ہے اور ظلمت شب تیسری دلیل ظاہر ہو جاتی ہے چنانچہ فرمایا:

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا - اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن کر دیتا اس میں گھٹنے بڑھنے کی استعداد نہ پیدا فرماتا۔ چنانچہ فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٦٠﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٦١﴾ - اور پھر ہم نے سورج کو اس سایہ کے لئے دلیل بنا کر پھر اسے آہستہ آہستہ سمیٹا۔

پھر چوتھی دلیل بیان فرمائی وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٦٢﴾ - وہی ذات قادر مطلق ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی اور تمہارا پردہ کیا۔

اور پانچویں دلیل یہ کہ نیند تمہارے تازہ دم ہونے کے لئے رکھی اور

چھٹی دلیل قدرت یہ کہ دن تمہارے تروتازہ ہو کر اٹھنے اور کاروبار معاش میں لگنے کے لئے بنا دیا چنانچہ وَالسُّبَاتُ الرَّاحَةُ اس کی تعریف ہے اور اسی سے یوم السبت ہے جس کے معنی یوم الراحة کے ہیں اس لئے کہ اس دن کاروبار سے اہل کتاب فارغ رہتے۔ (قرآن)

پھر ساتویں دلیل وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ - وہی ہے جو بھیجتا ہے وہ ہوا جس کے آگے بشارت اور رحمت ہوتی ہے جیسا کہ سب دیکھتے ہیں پانی برسنے سے پہلے ہوا چلتی ہے جو بادلوں کو جمع کرتی ہے اس سے اس امر کی بشارت ہوتی ہے کہ اب پانی برسے گا۔ یہاں رحمت سے مراد باران رحمت ہے۔

پھر آٹھویں دلیل یہ کہ وہ پانی برسا کر اس سے مردہ بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کر کے زندہ کر دیتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٦٣﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيًّا كَثِيرًا ﴿٦٤﴾ -

اور نازل کیا ہم نے آسمان سے پانی پاک تاکہ زندہ کریں ہم اس کے ساتھ مرے ہوئے شہر اور پلائیں ہم انہیں جو پیدا کئے ہم نے چار پائے اور بہت سے لوگ۔

بشر جمع ہے بشر کی اور رحمت سے مراد بارش ہے تو اس میں بارش آنے سے پہلے جو ہوا آتی ہے وہ بارش کا مزدہ دیتی ہے

اور اسی سے بادل اٹھتے ہیں پھر وہ بارانِ رحمت برساتے ہیں۔ یہ بارانِ رحمت بنجر مردہ زمین کو سرسبز و شاداب کرتا ہے اور چوپایوں کو سیراب کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بموجب اصولِ فلاسفہ کوئی حرکت بلا محرک نہیں ہوتی تو یہ تمام نظام بغیر کسی ناظم کے ممکن نہیں اور وہ ناظم حقیقی خود رب الارباب ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيهِمْ لِيُبَاسِكُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ⑤۔ پھر ہم اس بارش اور بارانِ رحمت کو تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ تم سمجھو لیکن اکثر لوگ ناشکری کے سوا نہیں رہتے اور ایسے ہی ہدایت کے لئے فرمایا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ تَذِيبًا ⑥ فَلَا تُطِيعُ الْكٰفِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا ⑦۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈر سنانے والا مبعوث فرمادیں تو تم نہ سُنو کافروں کی اور ان سے جہاد کرو بڑا جہاد۔

یعنی جیسے ہم نے بارانِ رحمت عام کیا اور برسایا ایسے ہی نبوت بھی جو بارشِ روحانی ہے عام کر دیتے تو ہماری قدرتِ کاملہ سے یہ بعید بات نہ تھی لیکن ہماری حکمتِ بالغہ کے یہ بات خلاف تھی لہذا آپ ان کی آواز کی پرواہ نہ کریں اور ان کی استدعا کی طرف ملتفت نہ ہوں ہمارا نظامِ حکمت جو چاہتا ہے وہی صحیح ہے اور اس سے وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ معارض نہیں اس لئے کہ اس میں من تبعیضیہ ہے تو اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ جہاں ہماری حکمت کا مقتضی تھا وہاں کی کوئی بستی ایسی نہیں ہے جس میں ہم نے اپنا نذیر نہ بھیجا ہو۔

اور آپ ان سے جہادِ اکبر دلائل کے ساتھ افہام و تفہیم کے ساتھ فرمائیں جہدِ عربی میں سعی اور کوشش کو کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ان کے سمجھانے میں سعی فرمائیں۔

پھر نویں شانِ قدرت کا اظہار فرمایا وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ⑧۔ اور وہی ذات ہے جس نے دو دریا باہم ملا دیئے یہ بیٹھا خوشگوار ہے اور یہ کھاری تلخ اور کیا دونوں کے بیچ میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنا دی۔

یعنی یہ اس کی قدرت ہے کہ دو دریا رواں کئے یا یہ کہ دو دریا باہم ملا دیئے ان میں سے ایک دریا شیریں خوشگوار اور دوسرا کھاری تلخ پھر یہ دونوں دریا باہم چلتے ہیں اور شانِ قدرت یہ کہ ملنے نہیں پاتے اور ان کے مابین قدرت نے حدِ فاصل غیر مرئی رکھی ہے۔

چنانچہ جب یہ دریا چلتے ہیں تو دونوں کی دودھاریں علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہیں۔

مرج کہتے ہیں: الْإِرْسَالُ وَالْخَلْطُ كَوَجِيسٍ فَهُمْ فِي أَمْرِ مَرِيحٍ فرمایا گیا تو مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ کے معنی دو دریا ملا دینے کے ہوئے درحقیقت یہ لغاتِ اضداد سے ہے اس کے معنی چھوڑنے اور ملانے کے ہیں۔ چنانچہ فِي أَمْرِ مَرِيحٍ میں چھوڑنے کے معنی ہیں جب جانور کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہیں تو مَرَجَ الدَّابَّةِ بولتے ہیں اور مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ میں دو دریا ملنے کے معنی ہیں۔

عذب شیریں کو کہتے ہیں فرات نہایت شیریں اور اجاج اس کی ضد ہے جس سے پیاس نہ بجھے تو ملح نمک، اجاج نہایت کڑوا معنی ہوئے برزخ پردہ کو کہتے ہیں اور حِجْرًا مَّحْجُورًا کی تحقیق ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہاں اس مناسبت سے یہ معنی ہوں گے کہ ایک دریا دوسرے دریا سے اتنا مختلف ہے کہ ایک دوسرے سے پناہ مانگتا ہے۔

صوفیائے کرام نے اس کے معنی اپنے مذاق کے مطابق کئے ہیں کہ انسان مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ہے اس کے اندر دو دریا آ ملے ہیں ایک قوائے ملکوتیہ کا دریا جو نہایت شیریں اور خوش ذائقہ ہے دوسرا قوائے حیوانیہ کا دریا جو نہایت تلخ ہے ان دونوں کے مابین حد فاصل عقل کامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پھر دسویں شان قدرت ظاہر فرمائی وَ هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَ صِهْرًا ۗ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٢﴾۔ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا پانی سے بشر کو تو کیا اس کا نسب اور سسرال اور تیرا رب قادر مطلق ہے۔

یہاں پانی سے مراد منی ہے اس سے اس قادر نے اپنی قدرت مطلقہ سے عورت اور مرد سب پیدا فرمائے اور فَجَعَلَهُ نَسَبًا یعنی ذونب اور اس سے مراد یہ ہے کہ ذکور کے ساتھ نسب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: الْأُمَّهَاتُ أَوْعَاءٌ وَلِلنَّسَابِ آبَاءٌ۔ مائیں محض برتن ہیں اور نسب کے لئے باپ ہیں۔ اسی بنا پر فلاں ابن فلانہ نہیں کہتے۔ قرآن کریم میں بھی سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی کو ماں سے منتسب نہیں کیا گیا۔ عیسیٰ بن مریم ہی صہر فرمایا اور صہرًا۔ صہر سسرال کے رشتے پر بولتے ہیں۔

اور مودت و قرابت کے دو طریقے عام ہیں ایک نسب دوسرا صہر۔ یعنی ابنیت اور دامادی تو رشتہ اور قبیلہ کے سلسلہ میں نسب و صہریت قائم کی گئی۔ اس کے بعد مشرکین کے لئے نظریات عقلی کے لحاظ سے دلائل بیان فرمائے چنانچہ ارشاد ہوا:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ﴿٥٣﴾۔ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا اسے جو نہ انہیں نفع دے سکے نہ نقصان اور کافر تو اپنے رب کے مقابلہ میں شیطان کی مدد کرتا ہے۔

اس سے مراد ابو جہل ہے جو اپنے رب سے منحرف اور شرک کا حامی ہے۔

ابو مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے مراد پیٹھ پھیرنا ہے جیسے بولتے ہیں: ظَهَرَ فُلَانٌ لِحَاجَتِي إِذْ أَسْنَدَهَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَ هُوَ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وِرَاءَ كُمُ ظَهْرِيًّا۔ اس کے معنی پیٹھ پیچھے ڈالنے کے ہیں یا پیٹھ پھیرنے کے۔ اگرچہ ظہر بمعنی معاون بھی آتا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ کافر اپنے اس رب کا جس کے وہ خدا اور معبود ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اسی کا مددگار ہے یعنی بتوں کی حمایت کو ہی وہ اپنا ایمان سمجھتا ہے۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥٤﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٥﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۗ وَكَفَىٰ بِهِ بَدْنُوبِ عِبَادِهِ خَيْرًا ﴿٥٦﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۗ الرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهٖ خَيْرًا ﴿٥٧﴾۔

اور اے محبوب ہم نے تو آپ کو بشارت دینے اور ڈرسانے کے لئے بھیجا ہے انہیں فرمادیتے تھے کہ میں تم سے اس ہدایت و تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ جو چاہے اپنے رب کی طرف ہدایت لے اور آپ اپنے رب پر بھروسہ کریں جو زندہ ہے قدیم ازلی ہے کبھی نہیں مرتا اور اس کی تسبیح کریں اور ستائش اور اس کا اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونا کافی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں بنایا پھر تخت حکومت پر استوا فرمایا وہ رحمن ہے تو پوچھ لو کسی خبردار سے۔

اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ اگر یہ بے دین کافر ہدایت پر نہ آئیں تو آپ سے اس کا جواب طلب نہ ہوگا۔ کیونکہ آپ تو



مژدہ دینے والے اور ڈرسانے والے ہیں یہ فریضہ آپ ادا کر چکے۔

پھر ارشاد ہوا کہ ان حتماء سے فرمادے کہ میں تم سے اس تبلیغ و ہدایت کا مختار نہ نہیں مانگتا مگر یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں راہ راست ملے میں تمہارا بے غرض بہی خواہ ہوں پھر ایسے خیر اندیش سے سرتابی کرنا کس عقل کے ماتحت ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے کہ آپ اپنے رب حی و قیوم پر بھروسہ کریں اور اس کی ثناء و صفت کرتے رہیں وہ اپنے بندوں کی سیہ کاری سے واقف ہے وہ آپ گرفت کرے گا اس کی قوت کاملہ اتنی زبردست ہے کہ چھ دن میں دنیا و مافیہا بنا ڈالی اور خود تخت حکومت پر قائم ہو گیا اور وہ کون ہے وہ رحمن ہے۔

ان صفات کی تشریح کسی باخبر سے پوچھو کہ اس میں تمہارے معبودوں کا بطلان بھی ہے وہ حی ہے وہ قیوم ہے وہ ازلی، ابدی سرمدی ہے اور تمہارے معبود حادث، فانی، متغیر اور موت کے منہ کے اندر جانے والے ہیں۔

اور وہ اپنے بندوں کے اعمال قبیحہ بھی جانتا ہے اور اچھے اعمال سے بھی واقف ہے تمہارے معبودوں میں یہ صفت کہاں ہے۔

اس نے چھ دن میں آسمان زمین اور مافیہا پیدا کر دی تمہارے معبودوں نے کیا بنایا۔

دوسرے یہاں شان تخلیق میں تدریج بتا کر اس امر کی بشارت بھی دی کہ آپ کا دین بھی بتدریج پروان چڑھے گا اگرچہ ان کی سرکشی اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ

وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ﴿١٦﴾

اور جب انہیں کہا جائے کہ سجدہ کرو رحمن کو تو بولتے ہیں کیا ہے رحمن کیا ہم تمہارے کہے پر سجدہ کریں اور ان کا تنفر اور زیادہ ہو جاتا ہے۔

یعنی اے محبوب آپ ہی سے یہ برگشتہ نہیں ہیں بلکہ وہ رحمن سے بھی پھرے ہوئے ہیں اور ایسے انجان بنے ہوئے ہیں کہ رحمن کا نام سن کر مَا الرَّحْمَنُ کہتے ہیں یعنی رحمن کیا ہے اور تعلیم سن کر ہدایت پکڑنے کی بجائے ان میں نفرت و مخالفت ہی بڑھتی ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿١٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَىٰ بَيْتِ الْقَبْرِ ﴿١٦﴾

اے محبوب کیا نہ دیکھا آپ نے اپنے رب کو کہ کس طرح سایہ پھیلاتا ہے اور اگر چاہتا یقیناً اسے ساکن کر دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا پھر سمیٹا اسے اپنی طرف آہستہ آہستہ۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْخِطَابُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْهَمْزَةُ لِلتَّقْرِيرِ وَالرُّوْيَةُ بَصْرِيَّةٌ لِأَنَّهُ التَّبَعِيُّ تَعَدَّى بِاللَّيْءِ - یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اَلَمْ تَرَ میں ہمزہ تقریر کے لئے ہے اور رویت بصری ہے اس لئے کہ یہ متعدی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ یعنی یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ شمس کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور یہ فرمانا اس لئے کہ صنعت الہی کی طرف نظر کرنا مقصود ہے۔

لَيْسَ الْمَقْصُودُ رُؤْيَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ اس میں رویت الہی عزوجل مقصود نہیں تو گویا مفہوم آیت کا کریمہ کا یہ ہوا  
أَلَمْ يَنْتَه عِلْمُكَ إِلَى أَنْ تَرَا إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ کیا آپ کا علم اس پر منتہی نہیں کہ آپ جانتے ہیں اپنے  
رب کو کہ اس نے کیسے ظلِ شمس کو پھیلا یا۔

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا۔ اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن کر دیتا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنِّى وَلَوْ شَاءَ جَعَلَهُ سَاكِنًا اِىُّ ثَابِتًا عَلٰى حَالِهِ ظِلًّا اَبَدًا كَمَا فَعَلَ عَزَّ وَجَلَّ  
فِي ظِلِّ الْجَنَّةِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اگر چاہتا ساکن کرنا تو ضرور ساکن کر دیتا یعنی ایک حال پر قائم فرمادیتا اور ظلِ ابدی کر دیتا جیسا  
کہ جنت میں سایہ ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں: وَ هُوَ مَعْرِفَةُ اَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِعْتِبَارَ الظِّلِّ فِيهَا  
بِالْاُمَّةِ اَرْدُنَ الْاِنْبِسَاطِ لِمَعْرِفَةِ السَّاعَاتِ وَالْاَوْقَاتِ وَ فِيهِ لَمْحَةٌ مِّنْ مَّعْنٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى يَسْئَلُونَكَ عَنِ  
الْاَهْلِ طَقْلٍ هِيَ مَوَاقِيْتُ النَّاسِ۔ سایہ کی کمی بیشی میں اوقاتِ صلوة کا حاصل کرنا مضمحل ہے اس سے ساعتیں اور اوقات  
معلوم ہوتے ہیں اور لمحاتِ لیل و نہار بھی اس میں ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے چاندوں کے متعلق آپ سے سوال کرتے  
ہیں فرمادیتے وہ مقررہ وقت ہیں لوگوں کے لئے۔

ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝۱۵۱ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيرًا ۝۱۵۲۔ پھر کیا ہم نے سورج کو اس پر دلیل پھر  
سمیٹا ہم نے اسے آہستہ آہستہ۔

گویا سورج کو دلیلِ طلوع فرمایا۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنِّى ثُمَّ جَعَلْنَا طُلُوعَ الشَّمْسِ دَلِيْلًا عَلٰى ظُهُورِهِ لِلْحَيِّ فَاِنَّ النَّاظِرَ اِلٰى  
الْجِسْمِ الْمُطَوَّنِ حَالَ قِيَامِ الظِّلِّ عَلَيْهِ لَا يَظْهَرُ الشَّيْءُ سِوٰى الْجِسْمِ وَلَوْنِهِ۔  
علامہ رازی اور طبری رحمہما اللہ کہتے ہیں: ثُمَّ جَعَلْنَاهَا دَلِيْلًا عَلٰى وُجُوْدِهِ۔  
یعنی پھر ہم نے سورج کے طلوع کو دلیل بنایا ظہورِ حسی پر اس لئے کہ دیکھنے اس کے جسم کو ملون وہاں بھی دیکھتا ہے جہاں وہ  
سایہ میں ہو حالانکہ وہاں کچھ نظر نہیں آتا سوائے رنگ کے۔

ایسے ہی رازی اور طبری رحمہما اللہ نے کہا کہ پھر سورج کو اس کے وجود پر دلیل بنایا۔

پھر اس نے ظاہر کر کے اس کا سایہ پھیلا کر شعاعِ شمسی ڈال کر اسے بتدریج سمیٹا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝۱۵۳۔ اور وہی ہے جس نے تمہارے  
لئے رات کو لباس بنایا۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنِّى وَ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لِنَفْعِكُمْ اللَّيْلَ كَاللِّبَاسِ يَسْتُرُكُمْ  
بِظَلَامِهِ كَمَا يَسْتُرُكُمْ اللَّبَاسُ۔ یعنی اس کے یہ معنی ہیں کہ اس ذات نے تمہارے نفع اور فائدے کے لئے رات کو لباس  
کی طرح بنایا کہ وہ اندھیرے میں تمہیں ایسے چھپاتی ہے جیسے لباس تمہارا ستر کرتا ہے۔

وَالنَّوْمَ سُبَاتًا۔ اور رات کو تمہاری راحت کے لئے تمہارے بدنوں کی تکان دفع کرنے کو تم پر مستولی کیا اور انجرات کا  
استیلا فرما کر تمہیں سلا یا۔



وَأَصْلُ السَّبْتِ الْقَطْعُ۔ اور سبت کی اصل قطع ہے یعنی چھوڑا۔

وَقِيلَ يَوْمَ السَّبْتِ لِمَا جَرَتْ الْعَادَةُ مِنَ الْإِسْتِرَاحَةِ فِيهِ۔ اور یوم سبت کو یوم سبت اسی لئے کہا گیا کہ یہ دن استراحت کے لئے عام کر لیا گیا۔

وَالسَّبْتُ الْإِقَامَةُ فِي الْمَكَانِ فَكَانَ النَّوْمُ سُكُونًا مَّا۔ اور سبت مکان میں اقامت کے معنی دیتا ہے پس نیند تو راحت ہے اس میں خواہ ہو یا نہ ہو۔

وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا۔ اور کیا دن تمہارے اٹھنے کے لئے۔

يَنْتَشِرُ فِيهِ النَّاسُ لِطَلْبِ الْمَعَاشِ فَهُوَ كَقَوْلِهِ تَعَالَى وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۔ کہ اس میں لوگ منتشر ہو کر طلب معاش کریں اور اسی وجہ میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہم نے دن کو معاش کے لئے۔

وَجُوزَ أَنْ يُرَادَ السَّبَاتُ الْمَوْتُ لِمَا فِيهِ مِنْ قَطْعِ الْإِحْسَاسِ أَوْ الْحَيَاةِ وَغَبَّرَ عَنِ النَّوْمِ بِهِ لِمَا بَيْنَهُمَا مِنَ الْمُشَابَهَةِ التَّامَّةِ فِي انْقِطَاعِ أَحْكَامِ الْحَيَاةِ وَعَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَقَوْلُهُ سُبْحَنَهُ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا۔

بعض نے سبت کو موت کے معنی میں جائز رکھا ہے اس لئے کہ اس میں قطع احساس یا قطع حیات ہوتی ہے۔

اور بعض نے نوم بمعنی نیند کو موت کے معنی میں بھی مانا ہے اس لئے کہ سونے والے پر سے احساس اور احکام حیات منقطع ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ فرمایا۔ اور اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا بھی فرمایا اور اس کے مقابل وَجَعَلَ النَّهَارَ زَمَانًا بَعَثَ مِنْ ذَلِكَ الثُّبَاتِ۔ دن کو زمانہ بعث فرمایا۔ آگے ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا لِبَشَرٍ ابْدَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ۔ اور وہی ہے جو بھیجتا ہے ریح کو بشارت والی جس کے بعد بارش ہوتی ہے۔

یہاں ریح اور ریح پر آ لوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّ الرِّيحَ مَتَى وَرَدَتْ فِي الْقُرْآنِ مُفْرَدَةً فَهِيَ لِلْعَذَابِ وَمَتَى كَانَتْ لِلْمَطَرِ وَالرَّحْمَةِ جَاءَتْ مَجْمُوعَةً۔ ریح جب قرآن میں مفرد استعمال کی گئی ہے تو وہ عذاب کے لئے ہوتی ہے۔

اور جب بارش اور رحمت کے لئے استعمال کی ہے تو جمع کے ساتھ۔

اس لئے کہ ریح مطر شاخ در شاخ ہوتی ہے اور ابروں کو پگھلاتی ہے اور نرم نرم طریقہ سے پانی لاتی ہے۔

اور ریح عذاب ایک جسم کے ساتھ آتی ہے اسے بادلوں کے پگھلانے سے تعلق نہیں ہوتا۔

چنانچہ علامہ امانی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں: جُمِعَتْ رِيَا حُ الرُّحْمَةِ لِأَنَّهَا ثَلَاثَةٌ لَوَاقِحُ الْجَنُوبِ وَالصَّبَا

وَالدُّبُورُ۔ ریح جمع کے ساتھ ہوتی ہے رحمت کے لئے اور وہ تین ہیں۔ جنوب، صبا، دبور

اور عذاب کے لئے ایک ہوا ہوتی ہے جسے دبور کہتے ہیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے: إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ يَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَا حًا وَلَا تَجْعَلْهَا



رِيحًا۔ جب ہوا چلتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے الہی اس ہوا کو ریح کر اور ریح نہ کر۔

بَشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ۔ مزدہ دیتی کہ اس کے آگے رحمت ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ریح کو بشارت باران رحمت بنا کر بھیجتا ہے اور محض بشارت ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے آگے آگے باران

رحمت ہی ہوتا ہے جیسے ریح صرصر کے آگے عذاب ہی ہوتا ہے اور ارشاد ہے:

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝۱۸۔ اور اتارتے ہیں ہم آسمان سے پاک پانی۔

باران رحمت پر ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طَاهِرًا فِي نَفْسِهِ مُطَهَّرًا لِغَيْرِهِ۔ یہ پانی خود پاک ہوتا ہے اور اپنے

غیر کا مطہر ہے۔ اسی بناء پر جنت کے شربت پر طہور کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ نجس اور ناپاک اس سے خارج رہے حَيْثُ

قَالَ سَقَّيْتُمْ رَبَّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا۔

چنانچہ مٹی پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طہور کا لفظ فرمایا: التُّرَابُ طَهُورٌ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور جو پاک ہوگا وہ مطہر للغير

ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَا صَلَوةَ إِلَّا بِطَهُورٍ۔

لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيِّتًا۔ تاکہ زندہ کرے اس پانی سے مرے ہوئے شہر۔

وہ بستیاں جہاں سبزہ نہ ہو بنجر زمین پڑی ہو اس پر سبزہ اگنا اس کے زندہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنْ آسَى كَثِيرًا ۝۱۹۔ اور اس پانی سے سیراب کرتے ہیں ہم جنگل کے چار پائے جو ہم

نے پیدا فرمائے اور بہت سے لوگوں کو۔

اناسی جمع ہے انسان کی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيهِمُ لِيَذَّكَّرُوا ۝۲۰ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝۲۱۔ اور بے شک ہم پھرتے ہیں اس بارش کو

لوگوں میں تاکہ عبرت حاصل کریں تو اکثر اس سے منحرف ہی ہوئے مگر کفران نعمت کرنے والے۔

کبھی کسی شہر میں بارش ہو اور کبھی کسی شہر میں کبھی کہیں زیادہ ہو کہیں کم۔

ایک حدیث میں ہے کہ آسمان سے روز و شب کی تمام ساعتوں میں بارش ہوتی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس خطہ کی جانب

چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے اور جس زمین کو چاہتا ہے سیراب کرتا ہے چنانچہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مَا مِنْ عَامٍ بِأَقَلِّ مَطَرًا مِنْ عَامٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَصْرِفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ۔

مشرکین کے عقیدہ میں ستارہ کی مرضی پر بارش ہوتی تھی چنانچہ وہ کہتے تھے: مُطِرْنَا بِنُوءِ كَذَا مُعْتَقِدًا أَنَّ النُّجُومَ

فَاعِلَةٌ لِذَلِكَ وَ مُؤْتِرَةٌ بِذَاتِهَا فِيهِ وَ هَذَا الْإِعْتِقَادُ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى كُفْرٌ۔ بارش کی ہم پر فلاں ستارے

نے اور ایسے ہی وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ فاعل حقیقی یہی ستارے ہیں اور بالذات مؤثر ہیں اور یہ عقیدہ معاذ اللہ صریح کفر ہے۔

اور کشاف میں ہے: مَنْ اعْتَقَدَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَالِقُ الْأَمْطَارِ وَ قَدْ نَصَبَ الْأَنْوَاءَ دَلَائِلَ

وَأَمَارَاتٍ عَلَيْهَا وَ آرَدَ بِقَوْلِهِ مُطِرْنَا بِنُوءِ كَذَا مُطِرْنَا فِي وَقْتِ سُقُوطِ النُّجُومِ الْفَلَانِي فِي الْمَغْرِبِ مَعَ

الْفَجْرِ لَا يُكْفِرُ وَ ظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِمُ۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ عز و جل خالق الامطار ہے اور اس نے ستاروں کو دلائل اور نشانیاں بنایا ہے اور اس بنا پر جو یہ کہے

کہ فلاں ستارہ کے طلوع کی وجہ میں ہم پر بارش ہوئی فلاں وقت سقوطِ نجم مغرب میں فجر کے ساتھ ہوا تو کافر نہ ہوگا بلکہ گنہگار بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ نجوم کو بالذات مؤثر نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں فاعل حقیقی سمجھتا ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۗ فَلَا تُطْعَمُ الْكُفْرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴿٥٧﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں نذیر بھیج دیتے تو آپ کفار کی پرواہ نہ کریں اور تبلیغِ قرآن کے ساتھ کرنے میں کوشش فرمائیں کہ یہ جہاد کبیر ہے۔

یعنی ہر بستی میں نذیر بھیج کر آپ پر سے بار اندازو تبلیغ ہم کم کر سکتے تھے لیکن ہم نے آپ سے پہلے ایسا کیا اور آپ کی رونق افروزی کے بعد تمام بستیوں کے انداز کا بار کلیہ ہم نے آپ پر ہی رکھا تا کہ آپ گَافَةٌ لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ہو کر تمام رسولوں کی فضیلت کے جامع ہوں اور آپ پر نبوت ختم ہو کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی من حیث النبی نہ آئے۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول تو وہ نزول ہوگا نہ بعثت اور اس نزول میں آپ متبع خاتم نبوت ہو کر تشریف لائیں گے اور جو حکم انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مل چکا ہے اس کا اجرا نیا بتا فرمائیں گے تو ان کا نزول ختم نبوت کے خلاف نہ ہوگا۔ بلکہ من حیث المتبع نازل ہو کر اتنا اتباع حکم فرمائیں کہ نبی ہو کر امتی کی اقتدا کریں اور جب امام مہدی علیہ الرحمۃ عرض کریں کہ آپ نبی و رسول تھے لہذا امامت آپ کریں تو آپ جواب دیں جن کا میں آج متبع ہو کر آیا ہوں ان کا حکم ہے: اِمَامُكُمْ مِّنْكُمْ تَكْرِمًا لِّهَذِهِ الْاُمَّةِ۔ بنا بریں مجھے اقتداء کرنی ہے اور آپ امام ہوں گے۔

لہذا اے محبوب! آپ تلاوت کلام پاک فرما کر جو براہین و قوارع و زواجر و مواعظ ہیں اور جو تذکیر احوال امم مکذوبہ ہیں وہ بیان فرمائیں کہ یہ دعوت تمام عالم کے لئے فرماتا ہے جہاد کبیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی قصر رسالت فرمانا ایک جلیلہ و جمیلہ اس شان کی ہے کہ ہم پر اس کا شکر لازم ہے۔

گویا آیت کریمہ میں فرمایا گیا: بَعَثْنَاكَ نَذِيرًا لِجَمِيعِ الْقُرَىٰ وَفَضَّلْنَاكَ وَعَظَّمْنَاكَ وَ لَمْ نَبْعَثْ فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا۔ اے محبوب ہم نے آپ کو تمام بستیوں کی طرف نذیر بنا کر بھیجا اور آپ کی فضیلت و عظمت اتنی بلند کی کہ آپ کے ہوتے ہر بستی میں نذیر نہیں بھیجا۔

اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا ایک اور منظر پیش فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَ هَذَا مِلْحٌ اُجَاظٌ ۗ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَ حِجَابًا مَّحْجُورًا ﴿٥٨﴾۔ اور وہی ہے جس نے دو دریا ملا کر علیحدہ علیحدہ کئے یہ میٹھا خوشگوار اور یہ نمکین کڑوا اور دونوں میں ایک آڑ قدرت کی کردی۔

وَ اَصْلُ الْمَرْجِ كَمَا قَالَ الرَّاعِبُ الْخَلْطُ وَيُقَالُ مَرَجَ امْرُؤُهُمْ اَيِ اخْتَلَطَ وَ سُمِّيَ الْمَرْعَى مَرْجًا لِاخْتِلَاطِ النَّبَاتِ فِيهِ وَ الْمُرَادُ بِالْبَحْرَيْنِ الْمَاءُ الْكَثِيرُ الْعَذْبُ وَ الْمَاءُ الْكَثِيرُ الْمِلْحُ۔ مرج کے معنی راغب ملنے کے کہتے ہیں چنانچہ محاورہ میں بولتے ہیں: مَرَجَ امْرُؤُهُمْ یعنی ان کا کام ملا جلا ہے اور چراگاہ کی سبزی جب مل جائے تو بولتے ہیں: مَرَجَ الْمَرْعَى۔

اور بحرین کے ساتھ مرج سے مراد یہ ہے کہ میٹھا اور کڑوا پانی دریا میں ملا ہوا۔

عَذَابٌ مُّرَاتٌ۔ شدید العذوبت، بہت میٹھا خوشگوار کے معنی دیتا ہے۔  
 مَلْحٌ أُجَاجٌ۔ نمکین اور اجاج شدید الملوحت، بہت کھاری تلخ کے معنی میں مستعمل ہے۔  
 وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا۔ ائى حَاجِزًا وَهُوَ لَفْظٌ عَرَبِيٌّ۔ حاجز آڑ کے معنی میں مستعمل ہے یہ عربی لفظ ہے۔  
 حَجْرًا مَّحْجُورًا۔ کی تعریف اول بیان ہو چکی ہے۔ لیکن دو دریاؤں میں حَجْرًا مَّحْجُورًا سے مراد تیز تار اور عدم  
 اختلاط ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیہ کریمہ کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ  
 اِنَّهٗ تَعَالٰى هُوَ الَّذِى جَعَلَ الْبَحْرَيْنِ مُمْتَلِطَيْنِ فِىْ مَرَاىِ الْعَيْنِ وَمُنْفَصِلَيْنِ فِى التَّحْقِيقِ بِقُدْرَتِهٖ  
 عَزَّوَجَلَّ۔ وہ ذات بلند پایہ وہ ہے جس نے دو دریا ظاہری نظروں میں ملا کر حقیقتاً منفصل کیا جو قدرت الہی کا ایک کرشمہ ہے۔  
 یعنی ایک دریا میں دو دریا دو ذائقہ والے میٹھا اور تلخ جاری فرمایا اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں یہ اس کی کمال قدرت کا کرشمہ ہے۔  
 پھر ایک اور قدرت کاملہ کا اظہار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِى خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿۵۹﴾۔ اور وہی ہے جس نے پانی  
 سے بشر پیدا کیا اور اسے نسب و صہر بنایا اور تمہارا رب قادر مطلق ہے۔

مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا۔ سے مراد حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام ہیں اور بشر اُپرتونین تعظیم کی ہے۔  
 یا یہ تونین جنسی ہے جس میں آدم صغی علیہ السلام اور آپ کی تمام ذریت داخل ہے۔  
 اور پانی سے مراد نطفہ بھی ہو سکتا ہے۔

اور فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔ فرما کر بتایا ہے کہ اسے ہم نے دو قسموں پر تقسیم کیا۔  
 ذی نسب سے ذکور جن کی طرف نسب قائم ہو۔

اور صہر سے مراد اناث کہ ان سے رشتہ زوجیت قائم ہو جیسے قرآن پاک میں فرمایا: فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ  
 وَالْأُنثَى۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اِنَّ النَّسَبَ مَا لَا يَحِلُّ نِكَاحُهُ وَالصَّهْرُ مَا يَحِلُّ نِكَاحُهُ۔  
 دوسرا قول ہے: النَّسَبُ مَا لَا يَحِلُّ نِكَاحُهُ وَالصَّهْرُ قِرَابَةُ الرِّضَاعَةِ۔

نسب وہ ہے جس سے نکاح حلال نہیں اور صہر وہ ہے جس سے نکاح جائز ہے۔  
 اور فرمایا نسب وہ ہے جس سے نکاح حلال نہیں اور صہر قرابت رضاعت ہے۔

اس کے بعد مشرکین کی حمایت اور تعبد غیر اللہ کی مذمت ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيْرًا ﴿۶۰﴾۔ اور پوجتے ہیں اللہ  
 کے سوا ان چیزوں کو جو نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان سے تعاون کرتا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمُظَاهَرَةُ الْمُعَاوَنَةُ ائى يُعَاوِنُ الشَّيْطَانُ عَلَىٰ رَبِّهِ سُبْحٰنَهُ بِالْعَدَاوَةِ  
 وَالشِّرْكَ وَالْمُرَادُ بِالْكَافِرِ الْجِنْسُ۔



ظہیراً۔ سے مراد معاونت ہے یعنی کافر شیطان کی رب جل مجدہ کے مقابلہ میں عداوت و شرک کی وجہ میں مدد کرتا ہے۔  
اب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب جلیل ظاہر فرمایا اور تسلی بھی۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥١﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ  
سَبِيلًا ﴿٥٢﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۗ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿٥٣﴾ الَّذِي  
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۗ الرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهٖ خَيْرًا ﴿٥٤﴾۔

اور اے محبوب ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر بشارت دینے اور ڈرسانے والا۔ فرمادیتے تھے کہ میں تم سے تعلیم قرآن اور تبلیغ  
اسلام پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہی کہ جو ہدایت قبول کر کے رب حقیقی کی راہ اختیار کر لے اور اے محبوب آپ اس پر بھروسہ کریں  
جو حی ہے لایموت ہے اور اپنے رب کی تسبیح و تزیین بیان کریں اور کافی ہے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کو وہ جس نے  
آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پیدا فرمایا۔ پھر استویٰ علی العرش کیا وہ رحمن ہے پوچھ لے اس کی تعریف  
خبر رکھنے والے سے۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بشارت دینے والا مومنین کے لئے کہا اور ڈرسانے والا کافروں کے  
لئے فرمایا۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا لِلْمُؤْمِنِينَ وَنَذِيرًا لِلْكَافِرِينَ فَلَا تَحْزَنُ عَلَيَّ عَدَمَ إِيمَانِهِمْ۔ اس  
میں حصر فرما کر فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ کو نہیں بھیجا مگر مبشر مومنین کے لئے اور نذیر کافروں کے لئے تو آپ ان کافروں کے  
ایمان نہ لانے پر غمگین نہ ہوں بلکہ فرمادیتے تھے کہ مجھے کسی قسم کا تم سے طمع نہیں میں تبلیغ رسالت کر کے تم سے بری ہوں۔

میرا تبلیغ قرآن و احکام دین کا صرف اور صرف یہی بدلہ ہے کہ تم میں سے جو بھی ہدایت قبول کر کے اللہ کی راہ قبول کر  
لے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو تسلیہ فرمایا کہ اے محبوب آپ اس حی و قیوم پر بھروسہ رکھیں جس نے اتنی کم مدت  
میں زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے سب بنا ڈالے جو سننے والے کے ذہن نشین کرنے کو چھ دن کی مدت فرمادی گئی۔

چنانچہ بیہقی شعب الایمان میں عقبہ بن ابی تبست سے راوی ہیں کہ اس نے کہا تو ریت میں لکھا ہوا ہے لَا تَوَكَّلْ  
عَلَىٰ ابْنِ آدَمَ فَإِنَّ ابْنَ آدَمَ لَيْسَ لَهُ قِيَامٌ وَلَكِنْ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ ابن آدم پر بھروسہ نہ کر  
اس لئے کہ ابن آدم کو دوام و قیام نہیں لیکن بھروسہ اس حی پر کر جو مرنے والا نہیں۔

اور اس کی تسبیح و تحمید کر اور اس کی صفات کمال پر ایمان رکھ کر اس سے انعام حاصل کر۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو سُبْحَنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ سمندر  
کی جھاگوں کی مقدار ہی کیوں نہ ہوں۔

اور وہی رب تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہے اسی کو کافی جانو۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے اور کفار کے لئے وعید شدید ہے کہ وہ عزوجل ذنوب عباد سے خبردار ہے اور ہونا  
بھی چاہئے اس لئے کہ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْهَا فَيَجْزِيهِمْ عَلَيْهَا۔ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں تو وہی اس پر سزا  
و جزا دے گا۔

اور وہ رحمن ہے جس کی پہلی صفت حی ہے اور انہیں فرمادیتے اِنْ شَكَّكَتْ فِيْهِ فَاَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ اس پر چند اقوال ہیں:

عَلَى اَنَّ الْخِطَابَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ پہلا یہ کہ یہ مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔  
دوسرا قول ہے: وَالْمُرَادُ غَيْرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس سے مراد غیر سزا کار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔  
اور خبیر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کَمَا قَالَ الْكَلْبِيُّ۔

اور ابن جریج ابن عباس سے نقل ہیں اَلْخَبِيْرُ هُوَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ خبیر سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔  
تیسرا قول ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جنہوں نے کتب قدیمہ توریت، انجیل، زبور پڑھی ہے یعنی وہ اہل کتاب ہیں۔  
اس کے بعد ان کی سرکشی اور بغاوت کی کیفیت ظاہر فرمائی چنانچہ ارشاد ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اسْجُدْ لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿١٠﴾۔

اور جب انہیں کہا جائے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو بولتے ہیں رحمن کون ہے کیا ہم سجدہ کریں اسے جس کا تم حکم کرتے ہو اور ان کی نفرت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اس لئے کہ یمامہ کا کذاب مسلیمہ بھی اپنے کورحمن کہلاتا تھا تو رحمن حقیقی سے اس بنا پر بھی انہیں مخاصمت تھی اور اسی وجہ میں ایمان سے نفور تھے۔

چنانچہ روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سجدہ کرتے تو مشرکین استہزاء کرتے ہوئے دور ہو کر مسخری کرتے تھے۔

### بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے  
اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اس کے  
لئے جو دھیان کرنا چاہے یا ارادہ شکر کا کرے

اور بندے رحمن کے وہ ہیں جو زمین پر نرم چلتے ہیں اور جب  
جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں بس سلام

اور وہ جو رات جاگتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدہ اور  
قیام میں

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب پھیر دے ہم  
سے جہنم کا عذاب بے شک وہ عذاب گلے کا ہار ہے

بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے

تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَجَعَلَ  
فِيْهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيْرًا ﴿١١﴾

وَ هُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ  
أَرَادَ أَنْ يَدَّكُرَ ۖ أَوْ أَرَادَ شُكُوْرًا ﴿١٢﴾

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَتَسَوْنَ عَلَى الْاَرْضِ  
هُوَ نَاوًا ۖ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿١٣﴾

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِربِّهِمْ سُجْدًا وَّ اِقِيَامًا ﴿١٤﴾

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ  
جَهَنَّمَ ۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿١٥﴾

اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿١٦﴾



وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَ  
كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ﴿١٤﴾

اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچ نہیں کرتے اور  
نہ بخل کرتے ہیں اور رہتے ہیں دونوں کے درمیان  
اعتدال پر

اور وہ جو نہیں پوجتے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا اور نہیں قتل  
کرتے اس جان کو جسے حرام کیا مگر حق پر اور نہیں زنا  
کرتے اور جو ایسا کرے وہ گناہ میں پڑا

دو چند کیا جائے گا اس کے لئے عذاب قیامت کے دن  
اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلت سے

مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو  
ایسوں کی برائیاں اللہ نیکوں سے بدل دے گا اور اللہ  
بخشنے والا مہربان ہے

اور جو توبہ کرے اور نیک عمل تو وہ رجوع ہوا اللہ کی طرف  
جیسا چاہئے تھا

اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گزریں بیہودہ  
جگہ سے تو گزر جاتے ہیں اپنی آبرو سے

اور وہ کہ جب پڑھی جائیں آیتیں تمہارے رب کی تو  
نہیں گرتے ان پر بہرے اندھے ہو کر

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب دے ہمیں  
ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی

ٹھنڈک اور ہمیں بنا پر ہیز گاروں کا امام  
یہ ہیں جنہیں ملے گا اونچا جھرو کہ ان کے صبر کے بدلے

اور ملیں گے مجرے اور سلام کے ساتھ  
ہمیشہ اس میں رہیں بہترین ٹھہرنے کا مقام اور بسنے

کی جگہ  
فرما دیجئے نہیں تمہاری قدر میرے رب کے حضور اگر تم

اسے نہ پوجو تو تم نے جھٹلایا تو عنقریب لپیٹ کر رہے گا

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا  
يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا  
يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿١٥﴾

يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخَذُ فِيهِ  
مُهَانًا ﴿١٦﴾

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ  
يَبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ  
عَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٧﴾

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ  
مَتَابًا ﴿١٨﴾

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا  
بِاللَّعْمَرِ وَآكِرَامًا ﴿١٩﴾

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا  
عَلَيْهَا صَبًا وَعُتْبَانًا ﴿٢٠﴾

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا  
ذُرِّيَّتًا قَرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ

إِمَامًا ﴿٢١﴾

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْعُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ  
فِيهَا حَسَنَاتٍ وَسَلَامًا ﴿٢٢﴾

خُلْدِينَ فِيهَا حَسَنَاتٍ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٢٣﴾

قُلْ مَا يَعْبُؤُكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ  
كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٢٤﴾

حل لغات چھٹارکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

تَبَارَكَ - برکت والا ہے      الذی - وہ جس نے      جَعَلَ - بنایا      فی - بیچ



السَّمَاءِ آسَمَانَ كَے	بُرُوجًا۔ برجوں کو	و۔ اور	جَعَلَ۔ بنایا
فِيهَا۔ اس میں	سِرَاجًا۔ چراغ	و۔ اور	قَمَرًا۔ چاند
مُنِيرًا۔ روشن	و۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِي۔ وہ ہے جس نے
جَعَلَ۔ بنایا	الَّيْلِ۔ رات	و۔ اور	النَّهَارِ۔ دن کو
خَلْفَةً۔ بدل	لِيَمُنَّ۔ اس کے لئے جو	أَرَادَ۔ چاہے	أَنْ۔ یہ کہ
يَذْكُرَ۔ نصیحت لے	أَوْ۔ یا	أَرَادَ۔ چاہے	شُكْرًا۔ شکرگزاری
و۔ اور	عِبَادٌ۔ بندے	الرَّحْمَنِ۔ رحمن کے	الَّذِينَ۔ وہ ہیں جو
يَسْتَوْنَ۔ چلتے ہیں	عَلَى۔ اوپر	الْأَرْضِ۔ زمین کے	هُونًا۔ نرم چال
و۔ اور	إِذَا۔ جب	خَاطِبَهُمْ۔ کلام کرتے ہیں ان سے	
الْجَاهِلُونَ۔ جاہل	قَالُوا۔ کہتے ہیں	سَلَامًا۔ سلام	و۔ اور
الَّذِينَ۔ وہ جو	يَبْتَغُونَ۔ رات گزارتے ہیں		لِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے سامنے
سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے	و۔ اور	قِيَامًا۔ قیام کرتے	و۔ اور
الَّذِينَ۔ وہ جو	يَقُولُونَ۔ کہتے ہیں	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	أَصْرَفَ۔ پھیر دے
عَنَّا۔ ہم سے	عَذَابٍ۔ عذاب	جَهَنَّمَ۔ دوزخ کا	إِنْ۔ بے شک
عَذَابَهَا۔ اس کا عذاب	كَانَ۔ ہے	عَرَامًا۔ گلے کا ہار	إِنِّهَا۔ بے شک وہ
سَاءَتْ۔ برا ہے	مُسْتَقْرًا۔ ٹھکانا	و۔ اور	مُقَامًا۔ جگہ
و۔ اور	الَّذِينَ۔ وہ کہ	إِذَا۔ جب	أَنْفَقُوا۔ خرچ کرتے ہیں
لَمْ۔ نہیں	يُسْرِفُوا۔ زیادہ خرچ کرتے	و۔ اور	لَمْ۔ نہ
يَقْتُرُوا۔ بخل کرتے ہیں	و۔ اور	كَانَ۔ ہے	بَيْنَ۔ درمیان
ذَلِكَ۔ اس کے	قَوَامًا۔ اعتدال کی راہ	و۔ اور	الَّذِينَ۔ وہ جو
لَا۔ نہیں	يَدْعُونَ۔ پکارتے	مَعَ۔ ساتھ	اللَّهِ۔ اللہ کے
إِلَٰهًا۔ معبود	آخَرَ۔ دوسرا	و۔ اور	لَا۔ نہیں
يَقْتُلُونَ۔ قتل کرتے	النَّفْسِ۔ کسی جان کو	الَّتِي۔ جو	حَرَّمَ۔ حرام کی
اللَّهُ۔ اللہ نے	إِلَّا۔ مگر	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	و۔ اور
لَا۔ نہیں	يَزْنُونَ۔ زنا کرتے	و۔ اور	مَنْ۔ جو
يَفْعَلُ۔ کرے	ذَلِكَ۔ ایسا	يُنْفِقُ۔ وہ پڑا	أَشَاءًا۔ گناہ میں
يُضَعَفُ۔ دگنا کیا جائے گا	لَهُ۔ اس کے لئے	العَذَابِ۔ عذاب	يَوْمَ۔ دن
الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے	و۔ اور	يَخْلُدُ۔ ہمیشہ رہے	فِيهِ۔ اس میں

مُهَانًا ذلیل ہو کر	إِلَّا مگر	مَنْ جو	تَاب توبہ کرے
و۔ اور	أَمِنَ ایمان لائے	و۔ اور	عَمِلَ عمل کرے
عَمَلًا عمل	صَالِحًا اچھے	فَأُولَئِكَ توبہ لوگ	يُبَدِّلُ بدل دے گا
اللَّهُ اللہ	سَيِّئَاتِهِمْ ان کی برائیاں	حَسَنَاتٍ نیکوں سے	و۔ اور
كَانَ ہے	اللَّهُ اللہ	عَفُورًا بخشنے والا	رَحِيمًا رحم کرنے والا
و۔ اور	مَنْ جو	تَاب توبہ کرے	و۔ اور
عَمِلَ عمل کرے	صَالِحًا نیک	فَائِدَةً تو وہ	يُتُوبُ پھرتا ہے
إِلَى طرف	اللَّهُ اللہ کی	مَتَابًا پورا پھرنا	و۔ اور
الَّذِينَ وہ جو	لَا نہیں	يَشْهَدُونَ گواہی دیتے	الزُّورَ جھوٹی
و۔ اور	إِذَا جب	مَرُّوا گزرتے ہیں	بِاللَّغْوِ بیہودگی سے
مَرُّوا گزرتے ہیں	كِرَامًا شرافت سے	و۔ اور	الَّذِينَ وہ کہ
إِذَا جب	ذُكِّرُوا نصیحت کئے جائیں	بِآيَاتِ آیات	رَأَيْبِهِمْ اپنے رب سے
لَمْ نہیں	يَخِرُّوا گر پڑتے	عَلَيْهَا اس پر	صَبًا بہرے
و۔ اور	عُمِيَانًا اندھے ہو کر	و۔ اور	الَّذِينَ وہ جو
يَقُولُونَ کہتے ہیں	رَبَّنَا اے ہمارے رب	هَبْ عطا کر	لَنَا ہم کو
مِنْ أَرْوَاحِنَا ہماری بیویوں سے	و۔ اور	و۔ اور	ذُرِّيَّتِنَا ہماری اولاد سے
قُرَّةً مُنْذَك	أَعْيُنٍ آنکھوں کی	و۔ اور	اجْعَلْنَا بنا ہم کو
لِلْمُتَّقِينَ پرہیزگاروں کا	إِمَامًا پیشوا	أُولَئِكَ یہ لوگ	يُجْرُونَ بدلہ دیئے جائیں
الْعُرْفَةَ بالاخانے	بِنَا بدلے	صَبْرًا صبر کے	و۔ اور
يُكْفُونَ ملیں	فِيهَا اس میں	تَحِيَّةً تحفے	و۔ اور
سَلَامًا سلام	خَلِدِينَ ہمیشہ رہیں	فِيهَا اس میں	حَسَنَاتٍ اچھے
مُسْتَقْرًا ٹھکانا	و۔ اور	مُقَامًا جگہ	قُلْ کہہ
مَا نہیں	يَعْبُوا پرواہ کرتا	بِكُمْ تمہاری	رَبِّي میرا رب
لَوْلَا اگر نہ ہو	دُعَاؤُكُمْ تمہاری پکار	فَقَدْ توبے شک	كَذَّبْتُمْ تم نے جھٹلایا
فَسَوْفَ تو جلدی ہو	يَكُونُ جائے گا	لِرَأْمَا چمٹنے والا	

### خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

پہلے رکوع میں مشرکین نے وَمَا الرَّحْمٰنُ کہہ کر اظہار منافرت کیا تھا اس کا جواب اس رکوع میں دیا گیا کہ جس کے متعلق تم مَا الرَّحْمٰنُ کہہ رہے ہو وہ برکت والا ہے اور اس قدرت کا مالک ہے کہ اس نے آسمان میں برج بنائے اور سراج یعنی

آفتاب و ماہتاب کی روشنی پھیلائی۔ اگر شمس و قمر نہ بناتا تو دنیا میں ظلمت ہی ظلمت ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ رحمن جسے تم جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کر کے کہتے ہو مَا الرَّحْمٰنُ رحمن کیا ہے سنو وہ ایسی برکت والا ہے جس نے خانہ دنیا میں آفتاب و ماہتاب کے قدیلین آویزاں کر کے چپہ چپہ روشن کر دیا اور تمہاری عیش کے لئے سامان معیشت بہم پہنچایا اس پر بھی وَمَا الرَّحْمٰنُ کہہ کر جہالت سے بکواس کر رہے ہو اور اسے سجدہ کرنے سے منحرف ہوتے ہو۔ پھر اس نے رات تمہارے آرام لینے کو بنائی اور دن معاش کے لئے رکھا تو روزانہ آتا جاتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات۔

مجاہد و قتادہ و کسائی رحمہم اللہ کہتے ہیں: جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً اسی محاورہ سے فرمایا جیسے کہتے ہیں لِكُلِّ شَيْءٍ اِخْتَلَفَا هُمَا خِلْفَانِ فَقَوْلُهُ خِلْفَةٌ اَيُّ مُخْتَلِفَيْنِ هَذَا اَسْوَدُ وَ هَذَا اَبْيَضُ وَ هَذَا طَوِيْلٌ وَ هَذَا قَصِيْرٌ۔ ہر شے بدلتی رہتی ہے ایک کے بعد ایک تو اللہ تعالیٰ کا خِلْفَةٌ فرمانا بایں معنی ہے کہ دونوں مختلف ہیں یہ رات کالی اور یہ دن روشن یہ دن بڑا یہ رات چھوٹی پھر رات بڑی اور دن چھوٹا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمٰوٰتِ بُرُوْجًا وَ جَعَلَ فِيْهَا سِيْرًا جَاوِمًا مُّصْنِعًا ۝۱۱ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّدْكِرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝۱۲۔

جو ان تبدیلیوں اور اوراق لیل و نہار کی ورق گردانیوں سے سمجھنا چاہے وہ سمجھے اور جو شکر گزار ہونا چاہے شکر کرے اور جَعَلَ فِي السَّمٰوٰتِ بُرُوْجًا سے مراد آسمان کے تاروں کے اجتماع کی مختلف صورتیں جو بنائی گئی ہیں ان کا نام بروج ہے۔ جو شیر کی صورت میں ظاہر ہوئی اسے برج اسد کہہ دیا گیا۔

جو ترازو کی شکل میں نظر آئے اسے برج میزان کے نام سے ظاہر کیا۔

جو نیل کی شکل میں نظر آئے اسے برج ثور کہہ دیا۔

جو بچھو کی صورت پر ملا اسے برج عقرب بنا دیا۔

جو مچھلی کی صورت میں واقع ہوئے اس کا نام برج حوت رکھ دیا۔

غرض کہ ہیئت والوں نے ان بروج کے بارہ حصے خیال کئے چنانچہ سب کے نام ارباب ہیئت نے یہ رکھے اور یہ سب فلک ہشتم میں مانے ہیں۔

ان میں تین ربیعہ ہیں وہ حمل، ثور اور جوزا ہیں اور انہیں تو ام مانتے ہیں۔

تین بروج صیفیہ ہیں وہ سرطان، اسد اور سنبلہ ہیں انہیں عذرا کہتے ہیں۔

یہ چھ بروج شمالیہ ہیں۔

تین خریفیہ ہیں وہ میزان، عقرب اور قوس ہیں انہیں رامی کہتے ہیں۔

اور تین برجیں شتویہ ہیں وہ جدی، دلو اور حوت ہیں۔

صاحب تفسیر نسفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هِيَ مَنَازِلُ الْكَوَاكِبِ السِّيَّارَةِ لِكُلِّ كَوْكَبٍ بَيْتَانِ يَقْوِي حَالَهُ فِيْهِمَا وَلِلشَّمْسِ بَيْتٌ وَلِلْقَمَرِ



بَيْتُ فَالْحَمَلُ وَالْعَقْرَبُ بَيْتُ الْمَرِيخِ وَالثَّوْرُ وَالْمِيزَانُ بَيْتَا الزُّهْرَةِ وَالْجُوزَاءُ وَالسُّنْبُلَةُ بَيْتَا عِطَارِدِ  
وَالسَّرَطَانُ بَيْتُ الْقَمَرِ وَالْأَسَدُ بَيْتُ الشَّمْسِ وَالْقَوْسُ وَالْحُوتُ بَيْتَا الْمُشْتَرِيِّ وَالْجَدِيُّ وَالذَّلْوُ  
بَيْتَا زُحَلٍ۔

بروج منازل کو اکب سیارہ کو کہتے ہیں اور ہر کوکب کے لئے دو گھر ہیں جس سے ان کی کیفیات کو قوت ملتی ہے۔

شمس کے لئے ایک گھر ہے جسے قرآن کریم میں فَلَکَ فَرَمَا کُلُّ فِی فَلَکَ یَسْبَحُونَ۔

قمر کے لئے بھی ایک گھر ہے۔

حمل، عقرب کا گھر مرتخ ہے۔

ثور، میزان کا گھر مشتری ہے۔

جوزا، سنبلہ کا گھر عطارد ہے۔

سرطان کا گھر قمر ہے۔

جدی، دلو کا گھر زحل ہے۔

اسد کا گھر شمس ہے۔

قوس اور حوت کا گھر مشتری ہے۔

پھر ان کے مزاج کی تشریح فرمائی اور کہا:

وَهَذِهِ الْبُرُوجُ مَقْسُومَةٌ عَلَى الطَّبَائِعِ الْأَرْبَعِ۔ پھر بروج چار طبیعتوں پر منقسم ہیں۔

فَيُصِيبُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا ثَلَاثَةُ بُرُوجٍ۔ تو ہر طبیعت کے ساتھ تین برج ملتے ہیں۔

فَالْحَمَلُ وَالْأَسَدُ وَالْقَوْسُ مَثَلَةٌ نَارِيَّةٌ۔ برج حمل، برج اسد اور برج قوس یہ تینوں ناری طبیعت رکھتے ہیں۔

وَالثَّوْرُ وَالسُّنْبُلَةُ وَالْجَدِيُّ مَثَلَةٌ أَرْضِيَّةٌ۔ برج ثور، برج سنبلہ اور برج جدی یہ تینوں ارضی ہیں۔

وَالْجُوزَاءُ وَالْمِيزَانُ وَالذَّلْوُ مَثَلَةٌ هَوَائِيَّةٌ۔ برج جوزا، برج میزان اور برج دلو یہ تینوں ہوائی ہیں۔

وَالسَّرَطَانُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُوتُ مَثَلَةٌ مَائِيَّةٌ۔ برج سرطان، برج عقرب اور برج حوت یہ تینوں بروج مائی

ہیں۔

یہ بارہ بروج ہیں۔

سُمِّيَتْ الْمَنَازِلُ بِالْبُرُوجِ الَّتِي هِيَ الْقُصُورُ الْعَالِيَّةُ لِأَنَّهَا لِهَذِهِ الْكَوَاكِبِ كَالْمَنَازِلِ لِسُكَّانِهَا۔

ان کی منزلوں کا نام بروج رکھا گیا۔ اور یہ منزلیں بلند محل کی طرح ہیں۔ اس لئے کہ ان کو اکب کے لئے ان میں رہنے کو منزلیں

ہیں۔

اور بروج کا مبداء اشتقاق تبرج ہے اور تبرج ظہور کو کہتے ہیں۔

اور حسن اور قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ کہتے ہیں: الْبُرُوجُ هِيَ النُّجُومُ الْكِبَارُ لِظُهُورِهَا۔ برجیں یہ بڑے ستارے

ہیں اور چونکہ یہ سب ستاروں پر روشن ہوتے ہیں اس لئے انہیں بروج کہا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چنانچہ تَبْرِكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ⑩ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَرَادَ أَنۢ يُّدۡرِكَ أَوۡ أَرَادَ شُكُورًا ⑪

ان کی مختصر تفسیر مع خلاصہ بیان ہو چکا اب

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَعْشَوْنَ عَلٰى الْاَرْضِ هَوْنًا۔ سے آخر رکوع تک ۹ خواص مومنین کے بیان فرمائے گئے چنانچہ مومن کا پہلا خاصہ تو یہ ہے:

۱- اور رحمن کے بندے وہ ہیں کہ چلتے ہیں زمین پر تو تواضع اور فروتنی اختیار کرتے ہیں تکبر اور غرور اور نخوت اختیار نہیں کرتے جس کی ممانعت دوسری جگہ فرمائی گئی: وَلَا تَمْسِسْ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۗ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلٰكِنْ تَبْلُغُ الْجِبَالَ طُوْلًا۔ زمین پر اکڑ کر نہ چل بے شک تو زمین ہرگز نہ چیر سکے گا اور پہاڑوں سے بلند نہ ہو سکے گا۔

۲- وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۗ۔ اور جب جاہلوں سے مخاطبہ کریں تو سلام کہہ دیتے ہیں۔ یعنی سلامتی اور سکوت اختیار کرتے ہیں جیسے اردو محاورہ میں درشت کلامی کے مقابل بولا کرتے ہیں معاف کرو۔ اور ان سے الجھتے نہیں اور سلامتی و آبرو سے گزر جاتے ہیں۔

۳- وَالَّذِيْنَ يَبۡيۡتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجۡدًا وَقِيَامًا ۗ۔ اور شب بیدار رہتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام کے ساتھ۔

پہلے تمدن اور تدبیر منزل کی دو صورتیں بیان کیں اس تیسری شرط میں تہذیب اخلاق اور عبادت الہی کی کیفیت بیان فرمائی اور بتایا کہ تمام رات کا بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کرتے نماز پڑھتے اور بجز و نیاز کے ساتھ اپنے رب کے حضور سر بسجود رہتے ہیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں اس آیت کریمہ میں تہجد کی طرف اشارہ ہے۔

اور دوسری جگہ بھی اسی مضمون کو قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: تَتَجَافَىٰ جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا۔ الایۃ

۴- وَالَّذِيْنَ يَقُولُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۗ۔ اور وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب عذاب جہنم کو ہم سے دور رکھ کیونکہ وہ عذاب دردناک اور بہت برا ہے۔ یعنی اپنی عبادت و ریاضت پر غرور و تکبر نہیں کرتے اور اپنے رب کی بے نیازی سے خائف ہو کر اس کی رحمت سے دعا کرتے ہیں۔

۵- وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنۡفَقُوۡا لِمۡ يُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ يُقۡتَرُوۡا وَاَوۡكَانَ بَیۡنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۗ۔ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچ ہوں نہ بخل کریں۔ کھانے پینے لباس مکان سب میں درمیانہ روی رکھتے ہیں۔

اسراف کی تعریف کار معصیت میں صرف کرنا کی ہے اور اللہ واسطے دینے میں بخل کرنا اقرار ہے جس کے معنی تنگدلی ہوتے ہیں۔

۶- وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ اور وہ لوگ نہیں پوجتے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود یعنی شرک نہیں کرتے۔

۷- وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفۡسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور اس جان کے قتل کی طرف نہیں جاتے جسے قتل کرنا حرام کیا

گیا ہو مگر حق میں یعنی بلا وجہ قتل پر آمادہ نہیں ہوتے مگر شریعت کے حکم کی تعمیل میں جیسے قتل قصاص وغیرہ۔  
 ۸- وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۖ -  
 اور وہ زنا نہیں کرتے خواہ اس کا نام متعہ ہو اور جو ایسا کرے وہ اپنے گناہ کا خمیازہ بھگتے گا اس کے لئے دو چند عذاب ہے اور ہمیشہ اس میں ذلیل ہوگا۔

اس کے بعد اپنی وسعت رحمت سے استثناء فرمایا گیا۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۖ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۖ -

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لا کر نیک عمل کرے تو یہ وہ ہیں جن کے گناہ نیکوں سے اللہ تعالیٰ بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کر کے نیک عمل کرے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا۔ یعنی توبہ کے بعد سابقہ گناہوں کی گرفت نہیں رہتی التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔ توبہ کرنے والا وہ ہے جو گویا بے گناہ ہے۔ پھر اور علامات ارشاد ہو رہی ہیں۔

۹- وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ - اور نیک بندے وہ ہیں جو زور کے موقع پر نہیں موجود ہوتے یعنی زور جسے جھوٹ کہتے ہیں۔ نیک بندے جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور سچی گواہی سے اعراض نہیں کرتے۔

۱۰- وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۖ - اور مومن جب اتفاقاً کسی بے ہودہ مشغلہ میں سے گزریں تو اپنی وضع داری سے گزر جاتے ہیں اور ان لغو، بے ہودہ خرافات سے بچ جاتے ہیں۔

۱۱- وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صَبًا وَعُمِيَانًا ۖ - اور مومن وہ ہیں کہ جب ان کے آگے اللہ کی آیتیں سنائی جائیں تو اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے۔ یعنی احترام و عظمت سے اسے سنتے ہیں مشرکین کی طرح اندھے بہرے ہو کر بے حس ہو کر نہیں گزرتے۔

۱۲- وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ذُرِّيَّتًا قَرَّةً أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۖ - اور مومن وہ ہیں جو اپنے رب کے حضور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے رب بخش دے ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور کرہمیں پرہیزگاروں کا امام۔ یعنی حلال طریقہ سے بیٹے پوتے ہونے کی دعا کرتے ہیں اور پرہیزگاری میں وہ اعلیٰ مقام مانگتے ہیں جس سے وہ امام الاتقیاء بن جائیں۔  
 اس قسم کے مومنین کے حق میں ارشاد ہے:

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْعُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۖ خُلِدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقْرَرًا وَمَقَامًا ۖ - یہی وہ ہیں جنہیں بخشا جائے گا بہشت میں بلند بالا خانہ اور وہاں دعا و سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا ہمیشہ رہیں گے وہ جنت میں جو بہترین مقام ہے اور نفیس ترین جگہ ہے۔

اس کے بعد منکرین کے لئے توبیح اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

قُلْ مَا يَعْبُوا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۖ - اے محبوب فرما دیجئے کہ اللہ



تمہاری پرواہ نہیں کرتا اگر اس کی پوجا نہ کرو بے شک تم نے جھٹلایا حق کو تو اب تم پر اس کا وبال لازم ہے۔ یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی مثل مشہور ہے لہذا تکذیب رسالت و توحید کا عذاب تم پر لازماً آئے گا۔

### مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ فرقان - پ ۱۹

تَبْرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا  
آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الظَّاهِرُ إِنَّهَا الْبُرُوجُ الْإِثْنَا عَشَرَ الْمَعْرُوفَةُ۔ ظاہر معنی اس کے یہی ہیں کہ وہ بارہ برج ہیں جو مشہور ہیں۔

وَ أَخْرَجَ ذَالِكَ الْخَطِيبُ فِي كِتَابِ النُّجُومِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَ هِيَ فِي الْأَصْلِ الْقُصُورُ الْعَالِيَةُ۔ خطیب کتاب النجوم میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ بروج اصل میں بلند محلوں سے مراد ہے۔

وَ أَطْلَقَتْ عَلَيْهَا عَلَى طَرِيقِ التَّشْبِيهِ لِكُونِهَا لِلْكَوَاكِبِ كَالْمَنَازِلِ الرَّفِيعَةِ لِسَاكِنِهَا ثُمَّ شَاعَ فَصَارَ حَقِيقَةً فِيهَا۔

اور بطریق تشبیہ بروج کا اس پر اطلاق ہو گیا اس لئے کہ سیاروں کے رہنے کی جگہ بلند عمارتوں کی سی ہے پھر یہ بمعنی حقیقی شائع ہو گیا۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِنَّ الْبُرُوجَ كُلَّ مُرْتَفِعٍ فَلَا حَاجَةَ إِلَى التَّشْبِيهِ أَوْ النُّقْلِ وَاشْتِقَاقِهِ مِنَ التَّبْرِجِ بِمَعْنَى الظُّهُورِ۔ برج ہر بلند کو کہتے ہیں تو تشبیہ دینے کی کوئی حاجت نہیں اور اس کا مبدأ اشتقاق برج سے ہے اور تبرج ظاہر و بلند کو کہتے ہیں۔

اور اس کی تفصیل کہ بروج کتنی قسم پر منقسم ہیں مختصراً ہم خلاصہ میں لکھ چکے ہیں اور تفصیلاً اب بیان کرتے ہیں:  
وَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثَةَ مِنْهَا رَبِيعِيَّةً - وَ هِيَ الْحَمْلُ وَ الثَّوْرُ وَ الْجُوزَاءُ وَ تُسَمَّى التَّوَامِينِ أَيْضًا۔ اللہ تعالیٰ نے ان بروج میں سے تین ربیعہ کئے اور وہ حمل، ثور اور جوزاء ہیں اور ان کا نام توامین بھی ہے۔  
وَ ثَلَاثَةٌ صَيْفِيَّةٌ وَ هِيَ السَّرَطَانُ وَ الْأَسَدُ وَ السُّنْبُلَةُ وَ تُسَمَّى الْعُذْرَاءُ أَيْضًا۔ اور تین صیفیہ ہیں اور وہ سرطان، اسد اور سنبلہ ہیں اور عذرا بھی انہیں کہتے ہیں۔

اور یہ چھ برج شمالیہ ہیں۔  
وَ ثَلَاثَةٌ خَرِيفِيَّةٌ وَ هِيَ الْمِيزَانُ وَ الْعَقْرَبُ وَ الْقَوْسُ وَ تُسَمَّى الرَّامِي أَيْضًا۔ تین برج خریفیہ ہیں وہ میزان، عقرب اور قوس ہیں انہیں رامی بھی کہتے ہیں۔

وَ ثَلَاثَةٌ شَتَوِيَّةٌ وَ هِيَ الْجَدِي وَ الدَّلُو وَ الْحُوتُ وَ يُسَمَّى الدَّالِي وَ سَاكِبُ الْمَاءِ أَيْضًا وَ تُسَمَّى السَّمَكِيْنَ۔ اور تین شتویہ ہیں یعنی دشمن پیدا کرنے والے ہیں وہ جدی دلو اور حوت ہیں انہیں دالی اور ساکب الماء بھی کہتے ہیں اور ان بروج کا نام سمکتین بھی ہے۔

یہ چھ برج جنوبیہ ہیں۔

اور حلول شمس کے لئے ان بارہ برجوں سے زمانی کیفیات میں حرارت و برودت رات اور دن اور ان کا بڑا چھوٹا ہونا ہے۔ اور اس سے بموجب عادت عالم کون و فساد آثار جلیلہ کا ظہور ہوتا ہے جیسے پھلوں کا پکنا کھیتوں کا پھلنا پھولنا وغیرہ اور یہی بروج ان کے لئے موجب برکت ہیں۔

وَلَهُمْ فِي تَقْسِيمِهَا إِلَى مُذَكَّرٍ وَ مُؤنَّثٍ وَ لَيْلِيٍّ وَ نَهَارِيٍّ وَ حَارٍ وَ بَارِدٍ وَ سَعِدٍ وَ نَحْسٍ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ كَلَامٌ طَوِيلٌ۔

اور ان کی تقسیم میں مذکر و مؤنث اور لیلی و نہاری اور گرم سرد اور سعد و نحس تک ہے جس پر بہت طویل بحث ارباب ہیئت نے کی ہے۔

اور اس فن کا اول موجد ہر مس ہے اور انہیں کو بعض نے ادریس علیہ السلام کہا ہے۔

اور عبد بن حمید قتادہ سے راوی ہیں کہ إِنَّ الْبُرُوجَ قُصُورٌ عَلَى أَبْوَابِ السَّمَاءِ فِيهَا الْحَرَسُ۔ برجیں یہ بڑے محل ہیں آسمانوں کے دروازوں پر ان میں محافظ ہیں۔ انتہی مختصراً۔ آگے ارشاد ہے:

وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ⑪۔ اور ان برجوں میں آسمانوں پر سراج یعنی سورج اور چاند روشن فرمائے سراج سے مراد سورج تفسیر القرآن بالقرآن کے ماتحت لیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے: وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا چاند کو روشن۔ آیہ کریمہ میں یہی فرمایا گیا اس لئے کہ میر خود روشن ہونے والا ہوتا ہے اور شمس اپنے کمال نور کے سبب خود بھی منور اور اپنے ماسوا کے لئے منور بھی ہے۔ لِكَمَالِ مَرِيَّتِهَا عَلَى مَا سَوَاهَا آگے ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَدَّكُرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ⑫۔ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو آگے پیچھے آنے کے لئے کیا نشان اس کے لئے جو ارادہ کرے سمجھنے کا یا ارادہ کرے شکر گزار ہونے کا۔

وَالْمُرَادُ الْإِخْتِلَافُ فِي الزِّيَادَةِ وَالنَّقْصَانِ۔ خلفتہ سے مراد اختلاف لیل و نہار ہے کمی اور زیادتی کے ساتھ اَوْ فِي الْبَيَاضِ وَالسَّوَادِ۔ یا اندھیری اور چاندنی کا اختلاف مراد ہے۔

وَ فِي الْبَحْرِ يُقَالُ بِفُلَانٍ خِلْفَةٌ وَ إِخْتِلَافٌ إِذَا اخْتَلَفَ كَثِيرًا إِلَى مُتَبَرِّزِهِ۔ محاورہ میں کہتے ہیں فلاں خلف ہے جبکہ وہ ظہور میں مختلف ہو۔

وَ فِي الْقَامُوسِ الْخِلْفُ وَالْخِلْفَةُ بِالْكَسْرِ الْمُخْتَلِفُ۔ قاموس میں خلف اور خلفہ زیر کے ساتھ مختلف کے معنی دیتا ہے۔

بیان اللسان میں ہے خلیفہ اور خلافت جانشین اور نائب کو کہتے ہیں کہ وہ ایک کے بعد دوسرا ہوتا ہے۔

خلف۔ مختلف صورت میں بن کر آنے والا خلف بعد میں آنے والا۔

لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَدَّكُرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا أَنْ يَشْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِأَدَاءِ نَوْعٍ مِنَ الْعِبَادَةِ۔ اس کے لئے جو

ارادہ کرے سمجھنے کا یا ارادہ کرے اس کا کہ شکر گزار ہو اللہ تعالیٰ کا عبادتوں کے ادا کرنے میں۔

مجمع البیان میں ہے: الْمَعْنَى لِمَنْ أَرَادَ النَّافِلَةَ بَعْدَ آدَاءِ الْفَرِيضَةِ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ فرائض کی ادائیگی

کے بعد جو ارادہ عبادت نافلة کا کرے۔

وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَذَكَّرَ وَيَتَفَكَّرَ فِي بَدَائِعِ صُنْعِ اللَّهِ تَعَالَى - جو ارادہ کرے نصیحت حاصل کرنے کا بدائع صنع اللہ سے اور غور کرنے کا انواع صنعت میں تاکہ وہ غور و فکر کے بعد صنائع حکیم واجب الذات ذی رحمت کو پہچانے کہ اس کا کرم بندوں پر کیا کیا ہے۔ پھر علامات عباد الرحمن فرمائیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا - اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر جھک کر۔ عباد عبد کی جمع ہے وَهِيَ أَنْ يَفْعَلَ مَا يَرْضَاهُ الرَّبُّ اور وہ اسے کہتے ہیں جو ایسے کاموں میں رہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

قَالَ الرَّاعِبُ الْعُبُودِيَّةُ إِظْهَارُ التَّذَلُّلِ وَالْعِبَادَةُ أَبْلَغُ مِنْهَا لِأَنَّهَا غَايَةُ التَّذَلُّلِ - راغب کہتے ہیں عبودیت نام ہے اظہار تذلل کا اور عبادت اس کے لئے لفظ بلیغ ہے اس لئے کہ غایت تذلل کا مظاہرہ ہے اور بعض نے کہا: إِنَّ الْعِبَادَةَ فِعْلُ الْمَأْمُورَاتِ وَتَرْكُ الْمَنْهِيَّاتِ رِجَاءَ الثَّوَابِ وَالنَّجَاةِ مِنَ الْعِقَابِ بِذَلِكَ - عبادت اس فعل کو کہتے ہیں جس کا حکم شارع نے دیا اور منہیات سے اجتناب بھی عبادت ہے اس امید پر کہ اس سے ثواب ملے گا اور عذاب آخرت سے نجات حاصل ہوگی۔

وَالْعُبُودِيَّةُ فِعْلُ الْمَأْمُورَاتِ وَتَرْكُ الْمَنْهِيَّاتِ - عبودیت مامورات پر عمل کرنے اور منہیات کے ترک کا نام ہے۔

اور يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا میں ہون مصدر ہے جو بمعنی لین اور رفق کے مستعمل ہے۔ نرم اور بلافتہ قدم اٹھانے کے معنی دیتا ہے۔

وَالْمُرَادُ يَمْشُونَ هَيِّنِينَ فِي تَوَدَّةٍ وَ سَكِينَةٍ وَ وَقَارٍ وَ حُسْنِ سَمْتٍ لَا يَضْرِبُونَ بِأَقْدَامِهِمْ وَلَا يَخْفِقُونَ بِنِعَالِهِمْ - اس سے مراد یہ ہے کہ نرم، آسان ہلکا ملائم قدم محبت و سکون اور عزت و وقار اور حسن سمت سے قدم اٹھا کر چلیں نہ اپنے قدم زور سے ماریں نہ اپنے جوتوں کی آوازیں سنا کر تکبر و تبختر کا مظاہرہ کریں۔ چنانچہ

ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ اور فضل بن عباس رحمہم اللہ وغیرہ امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: إِنَّ الْهُونَ مَشْيُ الرَّجُلِ بِسَجِيَّةِ التِّي جُبِلَ عَلَيْهَا لَا بِتَكْلُفٍ وَ لَا بِتَبَخُّرٍ - ہون ایسے چلنے کو کہتے ہیں جس میں تکلف اور بناوٹ اور تکبر و تبختر نہ ہو۔

آمدی شرح دیوان الاغشی میں اپنی سند سے عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: أَنَّهُ رَأَى غُلَامًا يَتَبَخَّرُ فِي مَشْيِهِ فَقَالَ إِنَّ الْخَبْرَةَ مَشِيَّةٌ تُكْرَهُ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى وَ قَدْ مَدَحَ اللَّهُ تَعَالَى أَقْوَامًا بِقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَ عِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا - وَقَالَ تَعَالَى وَ اقْصِدْ فِي مَشْيِكَ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے کو اکڑ کر چلتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ رفتار میں تکبر و تبختر مکروہ ہے سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے موقعہ کے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مخلصین مومنین کی رفتار کی تعریف میں فرمایا ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا - اور واقصد فی مشیك بھی ارشاد ہوا اور

وَقِيلَ الْمَشْيُ الْهُونُ مُقَابِلُ السَّرِيعِ وَ هُوَ مَذْمُومٌ فَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ أَبِي



هُرَيْرَةَ وَابْنُ النَّجَارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرْعَةُ الْمَشْيِ تَذْهَبُ بِهَاءِ الْمُؤْمِنِ -

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مَهْرَانَ أَنَّ هُونًا بِمَعْنَى حِلْمًا بِالسَّرْيَانِيَّةِ وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ عَرَبِيٌّ بِمَعْنَى اللَّيْنِ وَالرَّفْقِ وَفَسْرَهُ الرَّاعِبُ بِتَدَلُّلِ الْإِنْسَانِ فِي نَفْسِهِ لِمَا لَا يَلْحَقُ بِهِ غَضَاظَةٌ وَهُوَ الْمَمْدُوحُ وَمِنْهُ الْحَدِيثُ الْمُؤْمِنُ هَيِّنٌ لَيِّنٌ -

ایک قول ہے مشی ہون مقابل سریع اور تیز کے ہے اور وہ مذموم ہے۔

چنانچہ حلیہ میں ابن عباس سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رفتار میں تیزی کرنا مومن کی قیمت گھٹا دیتا ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں سریانی میں ہون علم اور درمیانہ روی کو کہتے ہیں۔

اور ظاہر یہ ہے کہ ہون عربی لغت ہے اس کے معنی نرم اور صلح کے ہیں۔

اور علامہ راغب کہتے ہیں کہ ہون کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے میں انکسار و تذلل پیدا کرے اور غضاظت و خضوضت اور سختی اور متکبرانہ اخلاق کا مظاہرہ نہ کرے اور جو اس صفت کا مالک ہو وہ ممدوح ہے اور اسی کی تائید میں حدیث ہے کہ مومن منکسر اور نرم ہوتا ہے۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝۱۳ - اور جب مخاطبہ کریں ان سے جاہل جہالت کے ساتھ تو کہہ دیں باوا معاف کرو تمہیں سلام ہے۔

یہ وہی تعلیم ہے جو دوسری جگہ قرآن کریم میں دی گئی ہے: قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (چچا) کو فرمایا۔ اور سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ۔ چنانچہ إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ اس سے مراد گمراہ بے وقوف بے ادب ہیں اور یہ سلام تو دلچ ہے نہ کہ سلام تجبیہ جو متارکہ اور تبری کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ مَدْحَهُمْ بِالْإِعْضَاءِ عَنِ السُّفَهَاءِ وَتَرْكِ مُقَابَلَتِهِمْ فِي الْكَلَامِ۔ آیت کریمہ کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ سلام کر کے ٹل جانے والوں کی جو مدحت ہے وہ بائیں معنی ہے کہ بے وقوف کج بحث اور جاہلوں سے نیچی نگاہ کر کے گزر جائیں اور ان کے مقابلہ سے اعراض کریں اور کلام نہ کریں۔

۳- وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝۱۴ - اور مومنوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ رات میں اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام کریں۔

بیوتہ یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ عبادت کے ساتھ جگائیں عام اس سے کہ تمام رات جگائیں یا کم۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ مومن يَبِيتُونَ سَاجِدِينَ وَ قَائِمِينَ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ أَيْ يُحْيُونَ اللَّيْلَ كُلًّا أَوْ بَعْضًا بِالصَّلَاةِ۔ جاگتا ہے رات کو سجدے اور قیام میں اپنے رب کے لئے یعنی رات بھر جاگتے ہیں تمام رات یا بعض رات نماز میں۔

ایک روایت میں ہے: مَنْ قَرَأَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ فِي صَلَاةٍ فَقَدْ بَاتَ سَاجِدًا أَوْ قَائِمًا۔ جو قرآن

کریم سے کچھ حصہ رات میں نماز کے اندر پڑھ لے وہ شب بھر ساجد و قائم رہا۔

بعض نے کہا: أُرِيدُ بِذَلِكَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَالرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ

بعد مغرب دو رکعت اور بعد عشاء دو رکعت نفل پڑھنے والا قائم اللیل ہے۔

۴- وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۗ ﴿١٥﴾ اور مومن وہ ہیں جو کہیں اے ہمارے رب پھیر دے ہم سے جہنم کا عذاب بے شک اس کا عذاب بڑی ذلت کا ہے۔

إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۖ ﴿١٦﴾۔ بے شک وہ جہنم بہت برا مقام اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

غَرَامًا سے ہی غریم ہے اور غریم قرض دار کو کہتے ہیں چونکہ قرض دار بھی قرض خواہ کے آگے ذلیل ہوتا ہے۔ اس لئے غریم کہا۔ تو مومن باوجود اس کے کہ اوقات ہنجگانہ پر عامل ہوتا ہے لیکن عذاب الہی عزوجل سے خائف ہوتا ہے کہ باوجود عبادت کے اور اوقات کی پابندی کے یہی دعا کرتا ہے کہ الہی عذاب جہنم ہم سے پھیر دے جیسا کہ بشر بن ابی حاتم کہتے ہیں:

و يَوْمَ النَّسَارِ وَ يَوْمَ الْجَفَارِ كَانَا عَذَابًا وَ كَانَا غَرَامًا

خلاصہ یہ کہ غرام کی تفسیر قطیع شدید سخت ذلت کے معنی میں مستعمل ہے۔

بعض نے غراما کا ترجمہ مہلک ہلاک ہونے کی جگہ کہا۔

اس آئیہ کریمہ میں مومن کی صفت بیان فرمائی کہ وہ باوجود اس کے حسن معاملہ حسن خلق اور اطاعت الہی عزوجل میں کوشش کرتے اور عبادت حق میں سرگرم عمل رہتے ہیں تب بھی عذاب الہی عزوجل سے خوف کرتے ہیں۔

جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ۔

اور وہ جانتے ہیں کہ جہنم بہت بری جگہ اور مقام ہے۔

بعض نے کہا: الْمُسْتَقَرُّ لِلْعَصَاةِ وَالْمُقَامُ لِلْكَفَرَةِ۔ مستقر گنہگار ان امت کے لئے ہے اور مقام کفار و مشرکین کے لئے۔

۵- وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۗ ﴿١٦﴾۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف اور فضول خرچی نہیں کرتے اور بخل بھی نہیں کرتے اور دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيُّ لَمْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْحَدِّ وَلَمْ يُضَيِّقُوا ضَيْقَ الشَّحِيحِ۔ حد جواز سے آگے نہیں بڑھتے اور بخیلوں کی طرح تنگی نہیں کرتے۔

عبدالرحمن انجل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الْإِسْرَافُ هُوَ الْإِنْفَاقُ فِي الْمَعَاصِي۔ اسراف ناجائز کاموں میں صرف کرنے کو کہتے ہیں جیسے شادی بیاہ میں باجہ، آتش بازی یا حیثیت سے زیادہ انصرام قرض دام کر کے کرنا لغویات، سینما، تھیٹر، ناچ رنگ ڈانس میں خرچ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

وَالْقَتْرُ الْإِمْسَاكُ عَنْ طَاعَةٍ۔ قتر عربی میں طاعت حق میں خرچ سے ہاتھ روکنا ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینا۔ حج نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۗ ﴿١٦﴾۔ یعنی مومن کا خرچ اسراف و اقتار کے بین بین رہتا ہے۔

وَالْمُرَادُ بِهِ هَلُنَا مَا يُقَامُ بِهِ الْحَاجَةُ لَا يُفْضَلُ عَنْهَا وَلَا يَنْقُصُ۔ مراد یہ ہے کہ ضرورت جائزہ سے زیادہ بھی خرچ نہ ہو اور کم بھی نہ ہو۔

چنانچہ ایسا ہی قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا۔

احمد و طبرانی ابی الدرداء سے راوی ہیں: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهُ فِي مَعِيشَتِهِ۔ سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنی معاش متوسط رکھے۔

وَحِكْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ حِينَ زَوَّجَهُ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ نَفَقَتِكَ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ الْحَسَنَةُ بَيْنَ السَّيِّئَتَيْنِ ثُمَّ تَلَا۔ عبد الملک بن مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کہا جب انہوں نے اپنی بیٹی کو بیاہا تو فرمایا تمہارا نفقہ کیا ہے تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا دو گناہوں کے بیچ میں نیکی پھر یہ آیت تلاوت کی۔

۶۔ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ۔ اور مومن صالح وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی غیر کو نہ پوجیں۔ یعنی شرک نہ کریں۔

۷۔ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور کسی جان کو قتل نہ کریں جن کا قتل اللہ نے حرام کیا مگر حد شرعی میں یعنی حدود شرع میں مثل زنا یا کفر بعد الایمان کے کسی کے قتل کا ارادہ نہ کریں۔

۸۔ وَلَا يَزْنُونَ۔ اور نہ زنا کریں۔

اور زنا کہتے ہیں فرج محارم میں دخول کو گویا یہ ارشاد ہے کہ وہ جنہیں اللہ نے پاک اور بری کر دیا اشراک و قتل نفس محرمہ اور موؤدہ اور زنا سے۔ موؤدہ زندہ درگور لڑکیاں کرنے کو کہتے ہیں۔

بخاری شریف اور مسلم شریف اور ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ۔ فرماتے ہیں میں نے سوال کیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلْقَكَ۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ کا ہمسر کسی کو بنائے یا آنکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔

قُلْتُ ثُمَّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا گناہ ہے فرمایا یہ کہ اپنی اولاد اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔

قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَانزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ۔ الخ

میں نے عرض کی اس کے بعد کیا گناہ ہے فرمایا یہ کہ اپنے ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے تو اللہ تعالیٰ نے تصدیق کے لئے وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ نَازِلَ فَرْمَانِي۔ اور ارشاد ہوا:

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۖ ۝۱۱۔ اور جو ایسا کرے وہ پڑا گناہ میں جس کا عذاب مضاعف ہے اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

آثام۔ جمع اثم کی ہے یعنی گناہ۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔



ایک قول ہے وہ جہنم میں ایک کنواں ہے۔

ایک قول ہے وہ جہنم کا ایک پہاڑ ہے۔

اور عبد اللہ بن عمر اور مجاہد کہتے ہیں وہ جہنم میں ایک جنگل ہے جسے اٹام کہتے ہیں۔

اور مجاہد کا یہ قول بھی ہے کہ اٹام وہ جگہ جہنم کی ہے جہاں خون اور پیپ جہنمیوں کا جمع ہے۔

ابن مبارک فرماتے ہیں اٹام وہ حصہ جہنم ہے جس میں سانپ اور بچھو ہوں اور ایسے ہوں سترقلہ عرض کا دہانہ ہو اور بچھو

ہوں جو سواری کے نچروں کے برابر ہوں۔

عکرمہ کہتے ہیں جہنم میں ایک جنگل ہے جس میں زانی ہوں گے۔

جس میں عذاب پر عذاب ہو **كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ وَيَخْلُدُ**

**فِيهِ مُهَانًا**۔ اور ہمیشہ اس عذاب مضاعف میں رہیں۔

**مُهَانًا**۔ ذَلِيلًا مُسْتَحْقِرًا فَيَجْتَمِعُ لَهُ الْعَذَابُ الْجِسْمَانِيُّ وَالرُّوحَانِيُّ۔ ذلیل و خوار اس میں رہیں اور

عذاب جسمانی و روحانی دونوں ہوں آگے ارشاد ہے جس میں استثناء فرمایا گیا:

**إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا**

**رَحِيمًا** ۝۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لا کر نیک عمل کرے تو یہ وہ ہیں جن کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکوں سے بدل دے گا اور اللہ

بخشنے والا مہربان ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں: **وَالْمَعْنَى يَغْفُو جَلَّ وَعَلَا عَنْ عِقَابِهِمْ وَيَتَفَضَّلُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمْ بَدَلَهُ بِالثَّوَابِ**

**وَالِي هَذَا ذَهَبَ الْقَفَالُ وَالْقَاضِي**۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما کر اپنے فضل سے

ان کی جگہ ثواب عطا فرمادے اسی طرف قفال اور قاضی ہیں۔

اور سعید بن مسیب اور عمرو بن میمون اور کحول کہتے ہیں: **إِنَّ ذَلِكَ بَانَ تُمَحَّى السَّيِّئَاتُ نَفْسُهَا يَوْمَ**

**الْقِيَامَةِ مِنْ صَحِيفَةِ أَعْمَالِهِمْ وَيُكْتَبُ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتُ لَهُمْ**۔ تبدیل یوں ہوگا کہ گناہ مٹا کر بروز قیامت اس کے

صحیفہ اعمال میں اس کے بدلہ نیکیاں لکھ دی جائیں اور اس پر یہ حدیث حجت میں لاتے ہیں **رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ**

**عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ أَعْرِضُوا**

**عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَيُنْحَى عَنْهُ كِبَارُهَا فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَهُوَ يُقْرَأُ لَا يُنْكَرُ وَ**

**هُوَ مُشْفِقٌ مِنَ الْكِبَائِرِ فَيُقَالُ أَعْطُوهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمَلَهَا حَسَنَةً فَيَقُولُ إِنَّ لِي ذُنُوبًا لَمْ أَرَهَا هُنَا**

**قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ**۔

حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے تو حکم ہو اس کے صغیرہ

گناہ پیش کرو اور کبار ظاہر نہ کئے جائیں تو اس سے کہا جائے فلاں دن تو نے یہ کیا اور یہ کیا اور یہ کیا تو وہ لرزتا ہوا کہتا ہے سے ڈرتا

ہوا اقرار کرے تو حکم ہو اس کے تمام گناہوں کی جگہ اسے نیکیاں دی جائیں۔

تو وہ ہمت کر کے عرض کرے میرے بہت سے گناہ ہیں جو اس جگہ نہیں دکھائے گئے۔ ابو ذر فرماتے ہیں میں نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اتنے ہنسے کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔

اور اسی قسم کی دوسری حدیث ہے جسے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ نَاسٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَذُؤَا أَنَّهُمْ اسْتَكْثَرُوا مِنَ السَّيِّئَاتِ قِيلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ بروز قیامت ایسے ہوں جو یہ چاہیں کہ ہمارے گناہ زیادہ پیش ہوں صحابہ نے عرض کی حضور وہ کون ہوں گے فرمایا جن کے گناہ نیکیوں سے بدلے جائیں گے آگے فرماتے ہیں:

هَذَا التَّبَدُّلُ كَرَمُ الْعَفْوِ۔ یہ تبدیل کرم اور بخشش سے ہوگا۔ ابو نواس کہتا ہے:

تَعْضُ نَدَامَةٌ كَفَيْكَ مِمَّا تَرَكْتَ مَخَافَةَ الذَّنْبِ الشُّرُورًا

وَكَانَ اللَّهُ عَفْوَرًا سَجِيماً ④۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر فرمایا کہ وہ اس تائب کا بدلہ ہے جو تائب ہو کر ایمان لا کر عمل صالح کرے۔ لیکن وہ بھی تو ہیں جنہوں نے توبہ کی اور توبہ کے عمل صالح کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکے ان کے حق میں ارشاد ہے:

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ⑤۔ اور جو توبہ کا عمل صالح کرے تو وہ بھی قبول ہے مقبولیت

کی جگہ۔ آلوسی فرماتے ہیں:

أَيُّ عَنِ جِنْسِ الْمَعَاصِي وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْهُ وَدَخَلَ فِي الطَّاعَاتِ فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ أَيْ يَرْجِعُ إِلَيْهِ سُبْحَانَهُ بِذَلِكَ مَتَابًا أَيْ رُجُوعًا عَظِيمَ الشَّانِ مَرْضِيًّا عِنْدَهُ تَعَالَى مَا حِيًا لِلْعِقَابِ مُحْصِلًا لِلثَّوَابِ۔ یعنی جنس معاصی سے توبہ کرنے کے بعد اگرچہ کوئی اور عمل صالح نہ کر سکا اور طاعت والوں میں آ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اس کی طرف عظیم رحمت کے ساتھ رجوع فرمائے گا کہ یہ توبہ ہی اللہ کی رضا کی موجب ہوگی اور گناہوں کو مٹا کر ثواب دلانے کی موجب بنے گی۔

یابہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی توبہ اس کے لطف واسع کا سبب ہے اس لئے کہ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الثَّوَابِينَ ارشاد ہے۔

اس کے بعد صفات مومنین سے نویں صفت کا بیان ہے:

۹- وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی پر نہیں آتے۔

أَيُّ لَا يُقِيمُونَ الشَّهَادَةَ الْكَاذِبَةَ۔ یعنی جھوٹی گواہی پر کھڑے نہیں ہوتے۔

أَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَيْ لَا يُسَاعِدُونَ أَهْلَ الْبَاطِلِ عَلَى بَاطِلِهِمْ وَلَا يُؤَمِّلُونَ هُمْ فِيهِ۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم کہ اہل باطل کی ان کی باطل باتوں پر مدد نہیں کرتے اور ان میں میلان نہیں کرتے۔

اور مجاہد کہتے ہیں: إِنَّ الْمُرَادَ بِالزُّورِ الْغِنَا۔ زور سے مراد گناہ بجانا ہے۔

اور قتادہ کہتے ہیں: إِنَّهُ الْكِذْبُ۔ وہ جھوٹ بولنا ہے۔

عکرمہ کہتے ہیں: إِنَّهُ لَعَبٌّ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ وہ ایک کھیل تھا زمانہ جاہلیت میں جو کھیلا جاتا تھا۔

ابن عباس فرماتے ہیں إِنَّهُ صَنَمٌ۔ یہ بت کا نام ہے۔

قَالَ الرَّاعِبُ وَ سُمِّيَ الصَّنَمُ الزُّورُ كَانُوا يَلْعَبُونَ حَوْلَهُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ۔ راعب بھی یہی کہتے ہیں کہ بت کا نام زور تھا۔ اس کے گرد سات دن کھیلتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ زور عید مشرکین کو کہتے تھے۔

ضحاک کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے تو مومن ان کے شرک کی تصدیق نہیں کرتا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ زور سے مراد ہر باطل فعل ہے جو جہت حقہ سے منحرف ہو خواہ وہ شرک ہو خواہ کذب غنا ہو خواہ بکھان اور نوحہ سب کو حاوی ہے۔

۱۰۔ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝ اور جب ان کا اتفاقاً گزر ہو کسی لغو کی طرف سے تو بلا مزاحمت عزت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

ابن ابی حاتم لغو کی تعریف معاصی کرتے ہیں۔

ابن عساکر ابراہیم بن میسرہ سے راوی ہیں کہ بَلَغَنِي أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ مَرَّ بِلَهُوَ مُعْرِضًا وَ لَمْ يَقِفْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَصْبَحَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَ أَمْسَى كَرِيمًا ثُمَّ تَلَا إِبْرَاهِيمُ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی لہو و لعب پر سے گزرے تو آپ منہ پھیر کر گزر گئے اور نہ ٹھہرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح ابن مسعود نے کی اور شام کریم ہو کر تو حضرت ابراہیم بن میسرہ نے یہ آیت پڑھی: وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝

ایک قول ہے کہ الْمَرَادُ بِاللَّغْوِ الْكَلَامُ الْبَاطِلُ لغو سے مراد کلام باطل ہے جو ایذا دینے والا ہو۔

۱۱۔ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝ اور مومن وہ ہیں کہ جب ان کے آگے رب کی آیتیں بیان ہوں تو وہ بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

خرور۔ سقوط کے معنی میں آتا ہے۔

گویا اہل ایمان جب اس ذکر کی طرف گرتے ہیں تو سننے کے لئے قبولیت کے کانوں سے اور بصیرت کی آنکھوں سے مشرکوں کی طرح نہیں کہ وہ سن کر ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا انہوں نے نہ سنا نہ دیکھا۔

۱۲۔ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے ہماری بیویوں اور اولادوں سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور کرہمیں پرہیزگاروں کا امام۔

آلوسی فرماتے ہیں کہ مجاہد، عکرمہ، حسن، ابن عباس سے راوی ہیں: إِنَّ الْمُؤْمِنَ الصَّادِقَ إِذَا رَأَى أَهْلَهُ قَدْ شَارَكُوهُ فِي الطَّاعَةِ قُرَّتْ بِهِمْ عَيْنُهُ وَسَرَّ قَلْبُهُ وَتَوَقَّعَ نَفْعَهُمْ لَهُ فِي الدُّنْيَا حَيًّا وَ مَيِّتًا وَ لِحُوقِهِمْ بِهِ فِي الْآخِرَةِ۔ کہ مومن صادق جب اپنے اہل و عیال کو دیکھتا ہے تو انہیں طاعت الہی میں شریک کر کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی



اور دل سرور کرتا ہے اور نفع آخرت و دنیا کی توقع کرتا ہے حیات اور بعد ممات میں اور آخرت میں ان کے ملنے کی۔  
ایک روایت ہے کہ إِنَّهُ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ يَهْتَدِي الْأَبُ وَالْإِبْنُ كَافِرٌ وَالزَّوْجُ مُؤْمِنٌ وَالزَّوْجَةُ  
كَافِرَةٌ فَلَا يَطِيبُ عَيْشُ ذَلِكَ الْمُهْتَدِي فَكَانَ يَدْعُو بِمَا ذُكِرَ۔ ابتداء اسلام میں باپ مسلمان ہو گیا اور بیٹا  
کافر، میاں مومن اور بیوی کافر تو اس تفریق سے ان کی زندگی بدمزہ ہو جاتی تھی تو انہوں نے وہ دعا کی جس کا ذکر آئیہ کریمہ میں  
ہوا۔

وہ قُرَّةٌ أَعْيُنٍ کنایہ ہے سرور سے یا فرحت سے اور یہ قر سے ماخوذ ہے اور قر عربی میں برودت کو کہتے ہیں جیسے لَا حَرَّ  
وَلَا قُرٌّ یعنی نہ گرم نہ سرد۔ لِأَنَّ دَمْعَةَ السَّرُورِ بَارِدَةٌ۔ اس لئے کہ خوشی کے آنسو سرد ہوتے ہیں۔  
اسی بنا پر اس کی ضد میں أَسْخَنَ اللَّهُ تَعَالَى عَيْنَهُ بولا گیا۔ اور ابی تمام مشہور شاعر نے بھی کہا:  
فَأَمَّا عَيْوُنُ الْعَاشِقِينَ فَاسْخَنَتْ وَأَمَّا عَيْوُنُ الشَّامِتِينَ فَفَقِرَتْ  
ایک قول ہے: هُوَ مَا خُوذُ مِنَ الْقَرَارِ لِأَنَّ مَا يُسَرُّ يَقْرُّ النَّظْرُ بِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى غَيْرِهِ۔ یہ ماخوذ ہے۔ قرار  
سے اس لئے کہ جس سے خوشی ہو نظر قرار پکڑتی ہے اور ادھر ادھر نہیں دیکھتی۔

وَقِيلَ فِي الضِّدِّ أَسْخَنَ اللَّهُ تَعَالَى عَيْنَهُ عَلَى مَعْنَى جَعَلَهُ خَائِفًا مُتَرَقِّبًا مَا يُحْزِنُهُ يَنْظُرُ يَمِينًا وَ  
شِمَالًا وَ أَمَامًا وَ وَرَاءَهُ لَا يَدْرِي مِنْ أَيْنَ يَأْتِيهِ ذَلِكَ بِحَيْثُ تَسْخَنُ عَيْنُهُ تَمُرُّ بِهِ الْحَرَكَةُ الَّتِي  
تُورِثُ السُّخُونَةَ۔

قر کے خلاف سخن ہے جیسے بولتے ہیں: سَخَنَ اللَّهُ تَعَالَى عَيْنَهُ۔ اللہ اس کی آنکھ سخت کرے بایں معنی کہ خوفزدہ ہو  
کر غمگین نظریں دائیں بائیں آگے پیچھے ڈالتا ہے یہ نہیں سمجھتا کہ کہاں سے وہ کیفیت آئی جس نے آنکھیں پتھر ا دیں۔ اور نظر  
جب چاروں طرف پھرتی ہے تو سخونت متواتر ہو جاتی ہے۔

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿۱۶۱﴾۔ اور ہمیں متقیوں کا امام کر دے۔

یعنی ہمارا تقویٰ اتنا بڑھا دے کہ ہم سب کے امام ہو جائیں۔

أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَأَوْلَىٰ بِهَا صَبْرًا وَآوِيَلُّقُونَ فِيهَا تَجِيبَةٌ وَسَلَامًا ﴿۱۶۲﴾ خَلِيدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقْرَأًا  
مُقَامًا ﴿۱۶۳﴾۔ یہ ہیں جنہیں دے گا اللہ بلند درجہ اور بلند محل بہ سبب ان کے صبر کے اور ملیں گے انہیں ملائکہ دعا دیتے درازی عمر کی  
اور سلامتی کی ہمیشہ رہیں گے بہترین جگہ ٹھہرنے کی اور اچھے مقام میں۔

عربی میں غرفہ منازل میں درجہ عالی کو کہتے ہیں اور ہر بلند عمارت کو بھی غرفہ کہتے ہیں۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بِيُوتٍ مِّنْ زَبْرٍ جَدِيدٍ وَ يَأْقُوتٍ۔ وہ گھرزبرد اور موتی اور  
یاقوت کے ہوں گے۔

اور حکیم ترمذی نو اور الاصول میں سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غرفہ کی تعریف میں

فرمایا: فِيهَا بِيُوتٌ مِّنْ يَأْقُوتِةٍ حَمْرَاءٍ أَوْ زَبْرٍ جَدِيدٍ خَضْرَاءٍ أَوْ ذُرَّةٍ بَيْضَاءٍ لَيْسَ فِيهَا فَصْمٌ وَلَا وَصْمٌ۔  
جنت میں غرفہ ایک محل ہوگا سرخ یاقوت کا یا سبز زبرد کا یا سفید موتی کا جس میں نہ جوڑ ہونہ درز۔

وَيَلْقَوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ⑤۔ اور پیشوائی کی جائے ان کی تحیہ و سلام سے۔

أَيُّ يُحَيِّهِمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَيَدْعُونَ لَهُمْ بِطَوْلِ الْحَيَاةِ وَالسَّلَامَةِ عَنِ الْآفَاتِ۔ یعنی ملائکہ علیہم السلام ان کا استقبال کریں اور دعا کریں طول حیات اور سلامتی آفات سے۔

خَالِدِينَ فِيهَا۔ ہمیشہ رہیں اس جنت میں۔

لَا يَمُوتُونَ وَلَا يُخْرَجُونَ۔ نہ وہاں مریں نہ جنت سے نکالے جائیں۔

حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا أَوْ مَقَامًا ⑥۔ بہترین جگہ ٹھہرنے کی اور مقام کرنے کی۔

اس کے بعد حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔

قُلْ مَا يَعْبُؤْكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ④۔ اے محبوب فرمادیجئے نہیں پرواہ

تمہاری میرے رب کو اگر تم اس کی پوجا نہ کرو تو یقیناً تم نے تکذیب کی تو عنقریب اس کا عذاب تم پر لازم ہے۔ آ لوسی فرماتے ہیں:

أَمْرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ يُبَيِّنَ لِلنَّاسِ أَنَّ الْفَائِزِينَ بِتِلْكَ النُّعْمَاءِ الْجَلِيلَةِ۔ تم

پر ظاہر کر دیا کہ کامیاب مومنین ان جلیل نعمتوں سے متمتع ہیں۔

يَعْبُؤُ۔ عَبَاء سے ہے وَأَصْلُ الْعَبَاءِ الثَّقَلُ۔ عبء کے اصل معنی بھاری ہونے کے ہیں۔ محاورہ میں بولتے

ہیں: مَا عَبَأْتُ بِهِ مَا اغْتَرْتُ لَهُ مِنْ قَوَادِحِ هَمِّي۔ مجھے بھاری نہیں یا مجھے پرواہ نہیں جو میرے غمگین کرنے کی تیاری

کی ہے۔

تو گویا یوں فرمایا کہ تمہارے اللہ کی طرف نہ جھکنے اور اس کی پرستاری نہ کرنے کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں اللہ تمہارے

جھٹلانے اور تکذیب کرنے پر عنقریب جزا تکذیب تم پر لازم ہوگی حَتَّى يَكْبُكُمُ فِي النَّارِ۔ یہاں تک کہ تم اوندھے جہنم

میں ڈالے جاؤ گے۔

وَصَحَّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّزَامَ قَتْلُ يَوْمَ بَدْرٍ۔ اور یہ پیش گوئی دنیا میں قتل یوم بدر میں پوری ہو گئی تھی۔

### سُورَةُ الشُّعْرَاءِ

اس سورۃ مبارکہ کا نام تفسیر امام مالک میں سورۃ الجامعہ ہے۔

ابن مردویہ ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر علیہم رضوان سے راوی ہیں کہ یہ تمام کی تمام مکی ہے۔

اور دوسری روایت ابن عباس سے یہ بھی ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا نزول مکہ میں ہوا مگر پانچ آیتیں آخر کی مدنی ہیں وَ

الشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ سے آخر تک۔

ایک روایت ہے کہ اَوْلَمَ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ سے مدنی ہے۔

علامہ طبرسی رحمہ اللہ اس سورۃ کی ۲۲ آیتیں شمار کرتے ہیں جو کوئی شامی اور مدنی ہیں اور اس میں کل گیارہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طسّم سے اس کی ابتدا ہے۔ اس پر ابن ابی حاتم محمد بن کعب سے راوی ہیں کہ ”طا“ ذی الطول کے معنی میں ہے۔

”س“۔ قدوس کا ہے۔ ”میم“ رحمن سے ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ الشعراء - پ ۱۹

طسّم ① تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ②  
لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ③

طسّم یہ آیتیں ہیں کتاب مبین کی  
شاید تم اے محبوب تنگدل ہو کر جان کھونے کو تیار ہو کہ یہ  
لوگ مومن نہیں ہوتے

إِنْ نَشَأْ نُزِيلُ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ  
أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ④  
وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحَدَّثٍ إِلَّا  
كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⑤  
فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ  
يَسْتَهْزِءُونَ ⑥

اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے ایسے نشان کہ  
جھک جائیں ان کی گردنیں ڈر کر  
اور نہیں آتی ذکر رحمن سے کوئی آواز نئی مگر یہ اعراض و  
انحراف ہی کرتے رہے

تو بے شک جھٹلایا انہوں نے تو عنقریب ان کو اس خبر کی  
تصدیق ہو جائے گی جس کو وہ استہزاء کر رہے ہیں  
کیا نہ دیکھا زمین کو کہ کتنی اگائیں ہم نے اس میں جوڑا  
والی چیزیں

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۗ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ  
مُؤْمِنِينَ ⑦

بے شک اس میں ہماری نشانی ہے اور نہیں ہیں اکثر ان  
کے مومن

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑧

اور بے شک تمہارا رب زبردست ہے اور رحم کرنے والا

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ الشعراء - پ ۱۹

طسّم	تِلْكَ - یہ	آیت - آیتیں ہیں	الْكِتَابِ - کتاب
الْمُبِينِ - روشن کی	لَعَلَّكَ - شاید آپ	بَاخِعٌ - ہلاک کرنے والے ہیں	مُؤْمِنِينَ - ایمان لانے والے
نَفْسِكَ - اپنی جان کو	أَلَّا - یہ کہ نہیں	يَكُونُوا - ہوئے وہ	عَلَيْهِمْ - ان پر
إِنْ - اگر	نَشَأْ - ہم چاہیں تو	نُزِيلٌ - اتاریں	أَعْنَاقُهُمْ - ان کی گردنیں
مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے	آيَةً - ایسی نشانی کہ	فَظَلَّتْ - ہو جائیں	وَمَا - اور
لَهَا - اس کے لئے	خَاضِعِينَ - جھکنے والی	مُحَدَّثٍ - نیا	مُعْرِضِينَ - منہ پھیرنے
يَأْتِيهِمْ - آتا ان کے پاس	مِنْ ذِكْرٍ - کوئی ذکر	عَنْهُ - اس سے	فَسَيَأْتِيهِمْ - تو جلدی آئیں
إِلَّا - مگر	كَانُوا - ہوتے ہیں	كَذَّبُوا - جھٹلا چکے	كَانُوا - تھے
وَالِے	فَقَدْ - تو بے شک	مَا - اس کی جو	لَمْ - نہ
گی ان کے پاس	أَنْبَاءُ - خبریں	أَوْ - کیا	
یہ - اس کو	يَسْتَهْزِءُونَ - ٹھٹھا کرتے		



یَرَوُا۔ دیکھا انہوں نے	إِلَىٰ طَرَفٍ	الْأَرْضِ۔ زمین کی	كَمْ۔ کتنے
أَنْبَشْنَا۔ اگائے ہم نے	فِيهَا۔ اس میں	مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کے	زَوْجٍ۔ جوڑے
كَرِيمٍ۔ اچھے	إِنَّ۔ بے شک	فِي۔ بیچ	ذَلِكَ۔ اس کے
لَايَةً۔ نشان ہیں	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہیں
أَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے	مُؤْمِنِينَ۔ ایمان لانے والے	وَ۔ اور	وَ۔ اور
إِنَّ۔ بے شک	رَبِّكَ۔ تیرا رب	لَهُوَ۔ وہی ہے	الْعَزِيزُ۔ غالب
الرَّحِيمُ۔ رحم والا			

### خلاصہ تفسیر پہلا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

باخضع۔ بخی سے ہے اور بخی غصے اور رنج میں اپنے کو ہلاک کر دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس کے اصلی معنی چھری سے کسی کو ذبح کر دینے کے ہیں۔ بخاع ایک رگ ہے جو گردن کے باطنی حصہ میں ہوتی ہے۔ مفسرین کی تحقیق ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی۔

جب کفار مشرکین کا اسلام کی مخالفت کے لئے ہجوم تھا اور اسلامی جواہر پارے اور اس کے روح افزا چکارے دیکھ کر بجائے اس کے کہ ایمان لاتے اس پر تعجبانہ نظر ڈالتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر انواع و اقسام کے شبہات وارد کرتے اور جب جواب سن کر گونگے ہو جاتے تو ہر ایک اپنی خواہش کے موافق معجزات طلب کرنے لگا۔ کسی نے کہا: اس پہاڑ کو یہاں سے ہٹادیں تو ہم جانیں کہ یہ سچے نبی ہیں۔

کوئی بولا: اس خشک اور پہاڑی زمین میں نہر جاری کر دیں تو جانیں کہ یہ نبی ہیں۔ ان کے ساتھ خزانہ ہوتا کہ اس سے ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتا۔

ان کا باغ ہونا چاہئے جس کے پھل عوام کھائیں۔

ان کی تصدیق کے لئے فرشتہ آنا چاہئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں اصلاح قوم کا بے حد جذبہ تھا ان کی تکذیب کرنے اور کج بختیاں سامنے لانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوتے۔

اس سورۃ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تسکین دی گئی اور فرمایا اے محبوب اگر یہ ایمان نہ لائیں گے تو کیا آپ اپنے کو ہلاک کر دیں گے۔ پھر چند انبیاء کرام اور ان کی سرکش امتوں کا قصہ بیان فرمایا تاکہ یہ امر واضح و لائح ہو جائے کہ یہ مخالفت آپ ہی کی نہیں کر رہے بلکہ پہلے نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور ان کے معجزات کو جادو کہا گیا۔

چونکہ عہد رسالت مآب میں بلاغت و فصاحت کے دریا موجیں لے رہے تھے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم ایسا بلخ و فصیح نازل فرمایا کہ بڑے بڑے فصحاء عرب اس کے مقابل دے لپے رہ گئے اور گونگے ہو گئے۔

مشرکین کو جب کچھ جواب نہ بن آیا تو انہوں نے قرآن کریم کو بھی شعر کہہ ڈالا۔ اس سورۃ مبارکہ میں اس کا بھی رد آخر

میں فرمادیا کہ یہ ان کی حماقت و سفاہت ہے جو اسے شعر کہتے ہیں ہماری نظر میں تو شعر گوئی یا وہ گوئی سے کم نہیں وہ اپنے اشعار میں وہی تو اہی باتیں کرتے اور ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرتے ہیں۔

برخلاف قرآن مجید کے کہ جس کے ہر جملہ میں سراسر راستی اور مکارم اخلاق اور توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ موجود ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورۃ مبارکہ میں تمام کفریات کا رد کرتے ہوئے شعر و شاعری کا رد بھی فرمادیا حتیٰ کہ اس کا نام ہی سورۃ شعراء رکھا گیا۔

ربط مضمون سابقہ سورۃ فرقان سے یہ ہے کہ اس کے آخر میں فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا آیت تھا لیکن تم جھٹلا چکے اب دیکھو تم پر کیسا عذاب لازم آتا ہے تو اگرچہ ان کے غور کرنے کو یہی فرمان کافی تھا لیکن اس سورۃ مبارکہ میں بطریق اتمام حجت گزشتہ انبیاء کرام اور ان کے حالات بیان فرما کر ان کے مآل دکھائے جس سے خاص مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے اور قلب مبارک سے ملال دفع کرنا ہے اور مغضوب اقوام کو عبرت دلانا بھی اسی ضمن میں ہے۔

سورۃ مبارکہ کے شروع میں۔

طسّم حروف مقطعات لائے گئے جس میں ط سے طرب مراد ہے س سے سرور دائمی، میم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے لئے طرب و سرور ابدی حاصل ہے یہ موجودہ غم چند روزہ ہے اس کی پروا نہ کیجئے۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ یہ آیتیں روشن اور کھلی کتاب یعنی قرآن حکیم کی ہیں۔

جن کے حق ہونے میں عقل سلیم کو تردد کی گنجائش ہی نہیں البتہ جو کورازلی اور بد نصیب ابدی ہے۔ وہ انواع و اقسام کے لایعنی شبہات ظاہر کرتا ہے اور مضمون الہامی اس کے دل میں نہیں اترتا۔

تو اے محبوب! ایسے کور باطنوں کے ایمان نہ لانے سے آپ کیوں غمگین ہو کر جی میں گھٹتے ہیں۔

لَعَلَّكَ بِاِحْسَانِ نَفْسِكَ۔ تو کیا ان کی حرص میں آپ اپنی جان ہلاک کر دیں گے۔ اگرچہ ہم قادر علی الاطلاق ہیں۔

اِنْ نَّشَاءُ نُنزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ⑤۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر ایسی نشانی نازل

فرمائیں کہ ان کی گردنیں جھک جائیں اور اس کے آگے خضوع سے گریں۔

مگر ان کا تو یہ حال ہے کہ ہمیشہ بے معنی اعتراض ہی کریں گے اور کرتے رہیں گے ان کا بے دین کافر ہونا علم اللہ میں

ہے۔ چنانچہ

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحَدَّثٍ اِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⑥۔ ان پر کوئی آیت رحمن کی طرف سے

نہ آئی مگر اس سے اعراض ہی کرتے رہے اور جوئی آیت سنی اس سے منحرف رہے۔ اور قبول حق انہیں نصیب ہی نہ ہوا۔

فَقَدْ كَذَّبُوا۔ اے محبوب! یہ جھٹلا چکے ہیں انہیں کبھی ماننا ہے نہ مانیں گے۔

فَسَيَأْتِيهِمْ اَنْبَاؤُا مَا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑦۔ تو عنقریب اس کی حقیقت انہیں معلوم ہو جائے گی اور جو خبر دی ہے

اور جس کا یہ مذاق کرتے ہیں جان لیں گے۔

اَوْلَمْ يَرَوْا اِلَّا اَرْضًا مَّرْمٰرًا كَالَّذِي نَزَّلْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ دَوْجٍ كَرِيمٍ ⑧۔ کیا انہوں نے زمین نہ دیکھی کہ اس میں کس

قدر ہم نے قسم قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں۔

کہیں بیلا ہے کہیں چنبیلی، کہیں گلاب ہے کہیں زرگس، کہیں جوہی کہیں موتیا۔ پھلوں میں آم، سنگترہ، انگور، انار، خرما اور کیا کیا اگائے، جڑی بوٹیاں کیسے کیسے خواص والی پیدا کیں اگر دیکھتے تو اس نشوونما میں بھی ہمارے چند نمونہ اے قدرت ہیں۔  
 اول یہ کہ برسات میں ہزاروں قسم کی جڑی بوٹیاں اگتی ہیں اور موسم خزاں میں ان کا وجود ہی نہیں رہتا پھر دوسرے سال اسی طرح برآمد ہو جاتی ہیں نہ کسی کی تخم پاشی کی محتاج ہیں نہ پانی دینے کی۔ اس میں حشر و نشر کا نشان موجود ہے سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ ایسے ہی بعد مرنے کے ہمیں اٹھایا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ جب عالم حس میں ان کا ایک بار مٹ کر وجود نہیں ہوتا بلکہ بار بار یہ فضل ہے تو وہ رحیم و کریم، انسان کو دوبارہ حیات تازہ دینے پر کیوں قادر نہیں۔ مگر سیہ کار ان ازلی ہدایت نہیں پاتے چنانچہ فرمایا:  
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ كَانَ آكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ①۔ اس میں بھی یقیناً نشانیاں ہیں مگر ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور اے محبوب تیرا رب زبردست اور رحمت فرمانے والا ہے۔  
 اس لئے ان پر عذاب میں جلدی نہیں کرتا اور اس کا رحم عام ہے کہ جیسے بارش سے سبزہ اگایا ویسے ہی ابر رحمت اور بارش نبوت سے انسانوں کو متمتع فرماتا ہے۔

### مختصر تفسیر پہلا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

طسّم ابن ابی حاتم محمد بن کعب سے راوی ہیں کہ ط، ہ، م سے معنی تاویل ییہ ہو سکتے ہیں کہ ط سے ذی الطول مراد ہے۔  
 س۔ سے قدوس مراد ہے۔

م۔ سے رحمن مراد ہے۔

جیسا کہ ہم نے معنی تاویل خلاصہ تفسیر میں پیش کئے ویسے ہی یہاں آلوسی بروایت ابی حاتم رحمہما اللہ یہ تاویل معنی فرماتے ہیں آگے ارشاد ہے:

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ②۔ یہ آیات مخصوصہ قرآن کریم کی ہیں۔

اس سے مراد کتاب فرما کر قرآن کریم لیا اور مبین فرما کر بتایا کہ اس کا اعجاز ظاہر ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
 وَالْمَعْنَى آيَاتُ هَذَا الْقُرْآنِ الْمُؤَلَّفِ مِنَ الْحُرُوفِ الْمَبْسُوطَةِ كَأَيَاتِ هَذِهِ السُّورَةِ الْمُتَّحَدَى بِهَا فَانْتُمْ عَجَزْتُمْ عَنِ الْإِتْيَانِ بِمِثْلِ هَذِهِ السُّورَةِ۔ اس کے معنی ہیں کہ یہ آیات اس قرآن کریم کی ہیں جو مؤلف حروف مبسوط سے ہے جیسے اس سورت کی آیتیں متحد ہیں تو اس کی مثل لانے سے سب عاجز ہو۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ③۔ کیا آپ اپنی جان ہلاک کر دیں گے اگر یہ ایمان نہ لائے۔  
 بَخَعٌ - يَبْخَعُ بَخْعًا وَبُخُوعًا کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ شدۃ غم اور وجدان میں اس کی اصلی جہد اور کوشش ہے۔

اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بَخَعُ الْأَرْضِ أَيْ جَهْدَهَا حَتَّى أَخَذَ مَا فِيهَا۔ زمین پر محنت کر کے جو کچھ اس میں ہو لینا اس کے معنی ہیں۔



کسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بَخَعَ الْأَرْضَ بِالزَّرَاعَةِ جَعَلَهَا ضَعِيفَةً بِسَبَبِ مُتَابَعَةِ الْحَرَائِثِ۔ زمین جوت کو نرم کر دینا اس پر بھی بَخَعَ کا استعمال ہے۔

زخشری اور مطرزی رحمہما اللہ کہتے ہیں: الْبَخْعُ أَنْ تَبْلُغَ بِالذَّبْحِ الْبِخَاعَ بِكُسْرِ الْبَاءِ وَ هُوَ عِرْقٌ مُسْتَبْطِنٌ الْفَقَارِ وَ ذَلِكَ أَقْصَى حَدِ الذَّبْحِ۔ بَخَعَ یہ ہے کہ ذبح میں بخاع تک چھری پہنچ جائے اور وہ ایک رگ ہے فقرات اندرونی میں ہوتی ہے اور وہی ذبح کی انتہائی جگہ ہے۔

تو اس کے حاصل معنی آلوسی رحمہ اللہ یہ کرتے ہیں: فَكَانَهُ قِيلَ أَشْفِقُ عَلَى نَفْسِكَ أَنْ تَقْتُلَهَا وَجَدًا وَ حَسْرَةً عَلَى مَا فَاتَكَ مِنْ إِسْلَامِ قَوْمِكَ۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ آپ اپنی جان پر اس قدر جبر نہ کریں کہ اس کو ہلاک کر دیں آپ کی قوم کے اسلام نہ قبول کرنے سے۔ تَوَلَّكَ مَوْضِعَ اسْتِفْهَامٍ مِثْلَ هَذَا: هَلْ أَنْتَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ كَمَا أَنَّ بَاخِعًا فَرَادَى لَمْ يَكُنْ بَاخِعًا نَفْسَكَ۔ یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہ ہلاک کریں اپنی جان اس پر کہ

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: الْمُرَادُ الْإِنْكَارِيُّ أَيْ لَا تَكُنْ بَاخِعًا نَفْسَكَ۔ یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہ ہلاک کریں اپنی جان اس پر کہ

الْأَيْكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اور کتاب میں پر ایمان نہیں لاتے اس پر آگے ارشاد خداوندی ہے۔  
إِنْ نَشَأْ نُزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةٌ فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ⑤۔ اگر ہم چاہتے تو ان پر ایسی نشانی نازل فرماتے کہ اطاعت کی طرف خضوع و خشوع کے ساتھ جھک جاتے۔

جیسے شق جبل بنی اسرائیل پر کیا وَاذْ تَنْتَقِنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ تَذَكَّرُوا۔ یعنی اگر ہم ان کا ایمان چاہتے تو پہاڑ ان کے سروں پر اٹھادیتے کہ وہ خود بخود جھکتے ہوئے ایمان لے آتے لیکن ہماری مشیت میں ان کے لئے ایمان ہی نہیں ہے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنذِرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔

ابن عباس، مجاہد، ابن زید، اخفش کہتے ہیں: الْأَعْنَاقُ الْجَمَاعَاتُ يُقَالُ جَاءَ نَبِيٌّ عُنُقَ مَنِ النَّاسِ أَيْ جَمَاعَةً۔ اعناق سے مراد جماعتیں ہیں جیسے بولتے ہیں: جَاءَ نَبِيٌّ عُنُقَ مَنِ النَّاسِ۔ میرے پاس لوگوں کی ایک جماعت آئی۔

وَالْمَعْنَى ظَلَّتْ جَمَاعَتُهُمْ أَيْ جُمِلَتْهُمْ۔ جھک جائیں جماعتیں یعنی سب کے سب۔  
وَ قِيلَ الْمُرَادُ بِهَا الرُّءُوسَاءُ۔ ایک قول ہے کہ اعناق سے مراد مشرکین کے رؤساء ہیں۔

اور آیہ کریمہ کے نزول پر کشاف میں ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا وَ فِي بَنِي أُمِيَّةَ سَتَكُونُ لَنَا عَلَيْهِمُ الدَّوْلَةُ فَتَذِلُّ أَعْنَاقَهُمْ بَعْدَ صَعُوبَةٍ وَ يُلْحَقُهُمْ هَوَانٌ بَعْدَ عِزَّةٍ۔ یہ آیت ہمارے اور بنی امیہ کے حق میں نازل ہوئی کہ عنقریب ہمارے لئے دولت و تمول ہوگا۔ پھر ان کی گردنیں جھک جائیں گی صعوبتوں کے بعد اور ان کو عزت کے بعد ذلت نصیب ہوگی۔

وَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الشُّمَالِيِّ أَنَّ الْآيَةَ يُسْمَعُ مِنَ السَّمَاءِ فِي نِصْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ تَخْرُجُ لَهُ الْعَوَانِقُ مِنَ الْبُيُوتِ وَ هَذَا قَوْلٌ يَتَحَقَّقُ الْإِنْزَالُ بَعْدَ وَ كَانَ ذَلِكَ زَمَانُ الْمَهْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ یہ آیت زمانہ نزول مہدی علیہ السلام میں نصف رمضان پر ایک آواز کے ساتھ آسمان سے سنائی جائے جسے سن کر جماعتیں

گھروں سے باہر نکل آئیں۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحَدَّثًا إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⑤۔ اور نہیں آئیں اللہ کے ذکر سے کوئی آیتیں نئی مگر یہ اس سے منحرف ہی رہے۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان اور ان کے ایمان لانے پر حرص دکھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ فرمائیں یہ تو ازلی ابدی بے ایمان اور مشرک ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ⑥۔ بے شک انہوں نے جھٹلایا تو عنقریب آجائیں گی وہ خبریں سامنے جن کا استہزاء کر رہے ہیں۔

یعنی وہ پیشگوئی جو قرآن کریم میں ان کے متعلق ہے اسے جھٹلاتے جھٹلاتے استہزاء پر اتر آتے ہیں اور فقط انحراف و اعراض ہی نہیں کرتے بلکہ کبھی اسے جادو کہتے ہیں کبھی اساطیر الاولین پرانے افسانے بتاتے ہیں کبھی شعر کہتے ہیں۔ تو عنقریب وہ خبریں جس کے مطابق ان پر عذاب عاجل یا آجل آئے گا جیسا کہ یوم بدر میں آیا یا بروز قیامت نازل ہو گا یہ دیکھ لیں گے پھر تنبیہا ارشاد ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمَا أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑦۔ یہاں اَوَلَمْ يَرَوْا میں ہمزہ انکار تو بخنی ہے یعنی یہ ضرور دیکھتے ہیں کہ کتنی سبزی ہم نے اس میں اگائی اور جوڑا جوڑا کر کے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر بھی مصر علی الکفر ہیں اور دعوت اسلام کی تکذیب کر رہے ہیں اور عجائب ارضی کو نہیں دیکھتے گویا اس کے یہ معنی ہوئے: أَوَلَمْ يَتَأَمَّلُوا فِي عَجَائِبِ قُدْرَتِهِ تَعَالَى یہ کیا غور و تامل نہیں کرتے عجائبات قدرت الہی میں۔

كَمَا أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑦۔ کتنے اگائے ہم نے اس زمین میں جوڑے۔

يَعْنِي الْمَعْنَى أَوَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى نَفْسِ الْأَرْضِ الَّتِي هِيَ طَبِيعَةٌ وَاحِدَةٌ كَيْفَ جَعَلْنَاهَا مُنْبِتًا لِنَبَاتٍ كَثِيرَةٍ مُخْتَلِفَةِ الطَّبَائِعِ۔ آئیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ نفس زمین کو بھی یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی طبیعت ایک ہے اور اس میں مختلف الطبیعت پھل پھول جڑی بوٹی ہم نے اگائیں۔ انار، سیب، خر بوزہ چھوہارا، کھجور، مولی، گاجر، شلغم، پالک وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ہی پھول گلاب، سیوتی، نسرین، نسرین، نرگس، بیلا کو کہ کسب کے مزاج گرم سرد و معتدل ہیں پھر انہیں اسی زمین میں اگا کر سبز کر کے موسم خزاں میں خشک کر دیتے ہیں اسی طرح انسان کو مار کر پھر زندہ کر لیں گے تو منکرین بعث و نشر اس سے ہی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں کرتے چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۗ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ⑧ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑨۔ اس میں یقیناً ہماری شان قدرت کے نشان ہیں۔ اور ان کے اکثر ایمان نہیں لاتے اور بے شک تمہارا رب زبردست اور رحم والا ہے چنانچہ کسی نے یہ رباعی خوب کہی:

تأمل في رياض الورد والنظر  
على من لجين شاخصات  
إلى آثار ما صنع المليك  
على أهدا بها ذهب سبيك  
بأن الله ليس له شريك



وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ مَعَ عَظِيمِ الْآيَةِ الْمَوْجِبَةِ لِلْإِيمَانِ لِغَايَةِ تَمَادِيهِمْ فِي الْكُفْرِ وَالضَّلَالَةِ وَ إِنَّهُمَا كِهِمْ فِي الْغَيِّ وَالْجَهَالَةِ۔ تو خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ اتنی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اپنی غایت شدت اور کفر و ضلالت اور انہماک سرکشی و جہالت کے یہ ایمان نہیں لاسکتے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ۔ اور تمہارا رب زبردست قوت والا ہے اور اتنا غالب ہے کہ جو ارادہ فرمائے وہ کر سکتا ہے۔ لیکن الرَّحِيمُ ①۔ وہ رحیم ہے اسی وجہ میں انہیں مہلت دیتا ہے اور اچانک ان کی گرفت نہیں فرماتا۔

### بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

اور یاد فرمائیے جب ندا کی تیرے رب نے موسیٰ کو کہ جا ظالم قوم کی طرف

جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ نہ ڈریں گے

عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے

اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تو ہارون کو بھی رسول کر

اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل کر دیں

فرمایا نہیں تم دونوں جاؤ ہماری آیتیں لے کر ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں

تو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم دونوں رسول ہیں اس کے جو رب ہے جہانوں کا

یہ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے

بولایا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے

ہم میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے

اور تم نے کیا وہ کام جو تم نے کیا اور تم ناشکرے ہو

فرمایا میں نے وہ کام کیا جبکہ میں اپنی قوت سے بے خبر تھا

تو میں تمہارے ملک سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا تو بخشا

مجھے میرے رب نے حکم اور کیا مجھے رسولوں میں سے

وَ إِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنْ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ①

قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۗ أَلَا يَتَّقُونَ ②

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ③

وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ④

وَلَهُمْ عَلَىٰ ذُنُوبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ⑤

قَالَ كَلَّا ۗ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ⑥

فَاتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑦

أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ⑧

قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلْيَدَاوِلْبَثْتَ فِينَا مِنْ عُرِكَ سِنِينَ ⑨

وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَ أَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ⑩

قَالَ فَعَلْتُهَا إِذْ أَوْأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ⑪

فَقَرَّرْتُ مِنْكُمْ لَبًّا خَفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ⑫



وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣﴾

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤﴾

قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ﴿١٥﴾

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَعِينُونَ ﴿١٦﴾

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ﴿١٧﴾

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿١٨﴾

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٩﴾

قَالَ لِمَنِ اتَّخَذتَّ الْهَآغِيرِي لَا جَعَلتَّكَ مِنَ السَّجُونِينَ ﴿٢٠﴾

قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾

قَالَ قَاتِلْ بِهِ إِنَّ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾

فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿٢٣﴾

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّظِيرِينَ ﴿٢٤﴾

اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو احسان جاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل

بولتا فرعون کیا ہے وہ رب العالمین

فرمایا وہ رب آسمانوں اور زمین کا ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو

بولتا اپنے حاشیہ نشینوں سے کیا تم نہیں سن رہے

موسیٰ نے فرمایا وہ تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے

بولتا بے شک وہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ضرور مجنون ہیں

فرمایا وہ رب ہے مشرق و مغرب کا اور جو اس میں ہے اگر تم میں عقل ہو

بولتا اے موسیٰ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا مانا تو میں ضرور تمہیں قیدیوں میں ڈال دوں گا

فرمایا اگرچہ میں تیرے سامنے کوئی روشن چیز لاؤں

بولتا تو، لا وہ چیز اگر تم ہو سچوں سے

تو موسیٰ نے عصا ڈال دیا تو وہ اژدھا ہو گیا

اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ جگمگانے لگا دیکھنے والوں کی نگاہ میں

### حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

و۔ اور	إِذْ۔ جب	نَادَى۔ پکارا	رَبُّكَ۔ تیرے رب نے
مُوسَى۔ موسیٰ کو	أَنْ۔ یہ کہ	أَنْتِ۔ جا	الْقَوْمِ۔ قوم
الظَّالِمِينَ۔ ظالم کے پاس	قَوْمِ۔ قوم	فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی	أَلَا۔ کیا نہیں
يَتَّقُونَ۔ ڈرتے وہ	قَالَ۔ بولا	رَبِّ۔ اے میرے رب	إِنِّي۔ بے شک میں
أَخَافُ۔ ڈرتا ہوں	أَنْ۔ یہ کہ	يُكذِّبُونَ۔ مجھے جھٹلائیں	و۔ اور
يَضِيقُ۔ تنگ ہوتا ہے	صَدْرِي۔ میرا سینہ	و۔ اور	لَا۔ نہیں
يَنْطَلِقُ۔ چلتی	لِسَانِي۔ میری زبان	فَأُرْسِلُ۔ تو بھیج	إِلَى۔ طرف
هَارُونَ۔ ہارون کی	و۔ اور	لَهُمْ۔ ان کا	عَلَى۔ مجھ پر

ذَنْبٌ۔ الزام ہے

قَالَ۔ فرمایا

إِنَّا۔ ہم

فِرْعَوْنَ۔ فرعون کے پاس

رَبِّ۔ رب

مَعَنَا۔ ہمارے ساتھ

أَلَمْ۔ کیا نہیں

وَأُور۔ اور

سِنِينَ۔ کئی سال

الَّتِي۔ جو

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ ناشکروں سے

إِذَا۔ اس وقت

أُخِذَ۔ اپنی قوت سے

خِفْتُمْ۔ میں تم سے ڈرا

حُكْمًا۔ حکم

سے

تَسْتَهْمَا۔ کہ تو احسان رکھتا ہے

بَنِي۔ اولاد

وَأُور۔ اور

قَالَ۔ فرمایا

الْأَرْضِ۔ زمین کا

إِنْ۔ اگر

لَسِنَ۔ ان سے

تَسْتَبْعُونَ۔ تم سنتے

رَبِّ۔ رب

إِنَّ۔ بے شک

إِلَيْكُمْ۔ طرف تمہاری

الْمَشْرِقِ۔ مشرق

فَأَخَافُ۔ تو میں ڈرتا ہوں

كَلَّا۔ ہرگز نہیں

مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ

فَقُولَا۔ تو کہو

الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کے

بَنِي إِسْرٰءِيْلَ۔ اولاد اسرائیل کو

نُرَبِّكَ۔ پالا تجھ کو ہم نے

لَبِثْتَ۔ رہا تو

وَأُور۔ اور

فَعَلْتَ۔ تو نے کیا

وَأُور۔ اور

وَأُور۔ اور

فَفَرَّخْتُ۔ تو میں بھاگ گیا

فَوَهَبَ۔ تو دے دیا

وَأُور۔ اور

وَأُور۔ اور

عَلَى۔ مجھ پر

إِسْرٰءِيْلَ۔ یعقوب کو

مَا۔ کون ہے

رَبِّ۔ رب

وَأُور۔ اور

كُنْتُمْ۔ ہو تم

حَوْلَةَ۔ جو اس کے ارد گرد تھے

قَالَ۔ فرمایا

أَبَايَكُمْ۔ تمہارے باپ دادا

رَأْسُوكُمْ۔ تمہارا رسول

لَمَجْزُونٍ۔ یقیناً دیوانہ ہے

وَأُور۔ اور

أَنْ۔ یہ کہ

فَاذْهَبَا۔ جاؤ

مُسْتَبْعُونَ۔ سنتے ہیں

إِنَّا۔ بے شک ہم

أَنْ۔ یہ کہ

بَنِي إِسْرٰءِيْلَ۔ اولاد اسرائیل کو

فِينَا۔ اپنے گھر میں

فِينَا۔ ہمارے اندر

فَعَلْتَ۔ کیا تو نے

وَأُور۔ اور

قَالَ۔ کہا

أَنَا۔ میں تھا

مِنْكُمْ۔ تم میں سے

لِي۔ مجھے

جَعَلَنِي۔ بنایا مجھے

تِلْكَ۔ یہ

أَنْ۔ یہ کہ

قَالَ۔ کہا

رَبِّ۔ رب

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں

مَا۔ جو

مُوقِنِينَ۔ یقین کرنے والے

وَأُور۔ اور

رَبُّكُمْ۔ رب تمہارا

الْأَوْلِيْنَ۔ پہلوں کا

الَّذِي۔ وہ جو

قَالَ۔ فرمایا

الْمَغْرِبِ۔ مغرب کا

يَقْتُلُونَ۔ مجھے قتل کریں

بِأَيْتِنَا۔ ہماری آیتیں لے کر

فَاتِيَا۔ تو جاؤ

رَأْسُوكُمْ۔ رسول ہیں

أُرْسِلَ۔ بھیج

قَالَ۔ بولا

وَلِيدًا۔ بچپن میں

مِنْ عُمُرِكَ۔ اپنی عمر کے

فَعَلْتِكَ۔ وہ کام

أَنْتَ۔ تو ہے

فَعَلْتَهَا۔ میں نے کیا تھا

مِنَ الصَّٰلِحِيْنَ۔ بے خبر

لَمَّا۔ جب

رَبِّيَ۔ میرے رب نے

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ پیغمبروں

نِعْمَةً۔ نعمت ہے

عَبْدَتٍ۔ تو نے غلام بنایا

فِرْعَوْنَ۔ فرعون نے

الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کا

وَأُور۔ اور

بَيْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے

قَالَ۔ بولا

أَلَا۔ کیا نہیں

وَأُور۔ اور

قَالَ۔ بولا

أُرْسِلَ۔ بھیجا گیا

رَبِّ۔ رب

وَأُور۔ اور

مَا جُو	بَيْنَهُمَا - ان کے درمیان ہے	ان۔ اگر
كُنْتُمْ - ہوتے	تَعْقِلُونَ - سمجھتے	قَالَ - بولا
اتَّخَذَتْ - پکڑا تو نے	إِلَٰهَا - کوئی خدا	غَيْرِي - میرے سوا
میں تجھے	مِنَ السَّجُونِ - قیدیوں میں سے	قَالَ - فرمایا
اَوْ - کیا	لَوْ - اگرچہ	حِشَّتِكَ - لاؤں تیرے پاس
مُبِينٌ - روشن	قَالَ - بولا	فَاتِ - لا
ان۔ اگر	كُنْتُ - ہے تو	مِنَ الصَّادِقِينَ - سچے لوگوں سے
فَالْقَى - تو ڈالا	عَصَاةً - اپنی لاشی کو	فَاذَا - تو ناگہاں
نُعْبَانٌ - اڑدھا تھا	مُبِينٌ - ظاہر	وَ - اور
يَدَا - اپنا ہاتھ	فَاذَا - تو اچانک	هِيَ - وہ
لِلنَّظِيرِينَ - دیکھنے والوں کے لئے		

### خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

وَ اِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ اِنَّ اَنْتَ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۗ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ - اور جب آپ کے رب نے پکارا موسیٰ کو کہ تم ظالم قوم فرعون کے پاس جاؤ وہ کیوں نہیں ڈرتے۔

یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرے شروع ہیں جن میں عبرت انگیز حالات کا بیان ہے۔

یہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جس میں آپ کا بحکم الہی عزوجل فرعون کے پاس بغرض تبلیغ تشریف لے جانا اور انواع و اقسام کے معجزات سے اسے لاجواب کرنے کا بیان ہے اور اس کی ڈھٹائی اور ضد کی سزا میں انجام کار اس کا دریائے قلم میں مع اپنے لشکریوں کے غرق ہونے کا حال مذکور ہے۔

اِنَّ اَنْتَ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ فرما کر ان کا حال بتایا گیا کہ وہ ظالم قوم قبط تھی جنہوں نے بنی اسرائیل کی اولاد زرینہ ہزار ہا کی تعداد میں قتل کرائی حتیٰ کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی بھی اس سلسلہ میں باری آئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعون کے گھر ہی پرورش کرایا اور آپ تینتیس سال فرعون کے یہاں رہے جس کا مفصل بیان اپنی جگہ پر آئے گا۔ یہاں اجمالاً ذکر ہے کہ آپ مدین سے جب مصر تشریف لائے تو مقام طویٰ پہنچنے پر آپ کو نبوت عطا ہوئی اور فرعون کو تبلیغ کا حکم ہوا کہ وہ کیوں نہیں ڈرتے آپ نے عرض کیا:

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُكَلِّدُوْنِى ۙ وَ يَصِيْقُوْا صَدْرِيْ وَ لَا يَنْطَلِقُوْا لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلَىٰ هٰرُونَ ﴿۱۲﴾ - الہی مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا دل اس سے بھی تنگ ہے کہ میری زبان نہیں چلتی تو ہارون کو بھی رسالت عطا فرمادے۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب آپ فرعون کے یہاں فرزندوں کی طرح پرورش پا رہے تھے ایک روز وہ اپنی تعلیموں کی لے رہا تھا کہ آپ نے اس کی داڑھی پکڑ لی۔ فرعون غضب ناک ہو گیا اور قتل کا حکم جاری کر دیا تو فرعون کی بیوی



حضرت آسیہ نے آکر آپ کی جان بچائی اور فرعون سے کہا بچے عموماً نادان ہوتے ہیں ان کے نزدیک آگ اور جواہرات برابر ہوتے ہیں۔ چنانچہ امتحان کے لئے ایک طشت میں آگ ایک میں یا قوت رکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف چھوڑا۔ آپ تو یا قوت کی طرف چلے لیکن بحکم الہی عزوجل جبریل امین علیہ السلام نے آپ کے ہاتھ میں آگ دے دی اور آپ نے اسے منہ میں لیا تو زبان پر داغ آ گیا اور ہاتھ جو جلا تھا وہ بید بیضا ہو گیا۔

تَوَوَّلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي - زبان کا نہ چلنا اس کی وجہ میں تھا۔ اسی کو بعض نے لکنت سے تشبیہ دی ہے۔ بعض اس طرف گئے کہ لکنت نہیں تھی مگر آپ کے مزاج میں غضب ناک تھی اسی کی وجہ سے آپ زیادہ نہیں بول سکتے تھے اسی وجہ میں وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فرمایا کہ جب غصہ سے میرا دل تنگ ہوگا میں بات نہ کر سکوں گا تو میرے ساتھ ہارون کو بھی نبی بنایا جائے۔ پھر عرض کیا:

وَلَهُمْ عَلَى ذَنْبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿١٣﴾ - اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے جس سے مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

یہ الزام وہی ہے جو آپ نے ایک قبلی کو طمانچہ مار دیا تھا اور وہ مر گیا تھا۔ اس کا جواب من جانب اللہ عزوجل یہ ملا کہ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبْ بِالْبَيْتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَبْعُونَ ﴿١٥﴾ فرمایا یہ ہرگز نہ ہوگا تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تم دونوں کے ساتھ ہیں اور سننے والے ہیں۔

چنانچہ امثالاً لہا حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہاں پہنچنے پر حکم ہوا: فَاتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ کہ فرعون کے پاس جا کر کہو ہم اللہ رب العالمین کے رسول ہیں۔ (اس لئے آئے ہیں کہ) تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں۔ اس پر فرعون غضب ناک ہو کر بولا: قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فَيُنَاوِلِيْدًا وَ لِبَيْتٍ فَيُنَاوِلِيْدًا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ - کیا تم ہمارے زیر پرورش نہ رہے اور اپنی عمر کا حصہ سالوں تم نے ہم میں نہ گزارا اور تم نے وہ کام کیا جو کیا (یعنی قبلی جو ہماری قوم کا تھا اسے مارا) اور تم ہمارے ناشکر گزار ہو۔

آپ نے قانونی پہلو سے جواب دیا۔ حَيْثُ قَالَ: قَالَ فَعَلْتُمْ بآءَاؤًا مِنَ الصَّالِيْنَ ﴿١٩﴾ - فرمایا ہاں وہ قبلی مر گیا۔ مگر میں نے عدا سے قتل نہیں کیا بلکہ بطریق فہمائش اس کے طمانچہ مارا تھا اور مجھے اپنی قوت کا علم نہ تھا کہ وہ قبلی میرے طمانچہ کو بھی برداشت نہ کر سکے گا اور وہ مر گیا۔ پھر جب تو نے مجھ سے بدلہ لینا چاہا۔

فَقَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ - تو میں اس خوف سے تمہارے پاس سے نکل آیا اور مدین چلا گیا۔ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ - تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم و قوت عطا کی اور مجھے اپنے رسولوں میں داخل فرمایا۔

اور تو احسان کر رہا ہے تو یہ کیا احسان ہے جو تو جتا رہا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣﴾۔ یہ بھی کوئی احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو غلامی کی قید میں رکھے ہوئے ہے۔

مصر کے لوگ عموماً بت پرست تھے۔ ستارہ پرستی میں مبتلا تھے اور فرعون اپنے کورب العالمین کہلاتا تھا جیسے آج تک ہندو راجہ مہاراجہ اپنے کو ان داتا کہلواتے ہیں تو رب العالمین کا لفظ سن کر چونک اٹھا اور کہنے لگا:

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤﴾۔ کہا فرعون نے کیا ہے رب العالمین؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ  
قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّكُمْ لَمُوقِنِينَ ﴿١٥﴾۔ وہ پالنے والا آسمانوں اور زمین کا ہے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اگر تو یقین کرے۔

تو فرعون نے اپنے حاشیہ نشینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا تم سن رہے ہو کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ آلَا تَسْتَعِينُونَ ﴿١٦﴾۔ جب فرعون نے حیرت سے تمام حاشیہ نشینوں سے کہا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر زور دیا اور فرمایا:

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾۔ فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے ہاں ہاں) وہ تمہارا سب کا اور تمہارے پہلے آباء و اجداد کا رب ہے۔

تو فرعون کو اور غصہ آیا اور کہنے لگا:

قَالَ إِنَّ رَأْسَ لَكُمْ الذِّي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿١٨﴾۔ کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا یقیناً مجنون ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّكُمْ لَتَعْقِلُونَ ﴿١٩﴾۔ فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے) وہ رب مشرق و مغرب ہے اور جو کچھ ان میں ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم میں عقل ہو۔

گویا فرعون کو فرمایا کہ بے عقل، مجنون اور پاگل تو ہے اگر عقل سے سوچے اور غور کرے تو تجھے مشرق و مغرب کا رب وہی ثابت ہو جائے۔

اس کے بعد فرعون نے اپنی زبردستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

قَالَ لَئِن آتَيْتَنِي بِآيَةٍ ۖ لَأَكْفُرَنَّ بِمَا كُنتَ أَتِيكَ بِهَا مِن قَبْلُ ۖ وَلَٰكِن لَّا تُؤْتِنِي آيَةً ۖ وَسَآءُ مَا كُنتَ تَعْبَثُ ﴿٢٠﴾۔ اگر تم نے میرے سوا کسی کو خدا مانا تو میں تجھے قیدیوں میں مقید کر دوں گا۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوت معجزانہ کا زور ظاہر کیا اور فرمایا:

قَالَ أَوْ لَوْ جِئْتِكَ بِشَيْءٍ مِّنْ صَبِيءٍ ﴿٢١﴾۔ اگرچہ میں تیرے سامنے روشن چیز لاؤں۔

جب بھی تو ہمیں جیل خانہ میں بھیج دے گا۔ تو فرعون نے کہا:

قَالَ فَاتِّبِعْ ۖ إِنَّ كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾۔ اچھا لاؤ وہ روشن چیز اگر تم سچے ہو۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آیات الہی عزوجل کا اس طرح مظاہرہ فرمایا:

فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿٦٣﴾ وَنَزَعْنَا مِنْهَا آدَمَ الْبَيْضَ آءُ لِلنَّظِيرِينَ ﴿٦٤﴾ -

تو آپ نے اپنا عصا مبارک ڈال دیا تو وہ فوراً اژدھا خونخوار کھلم کھلا ہو گیا اور اپنا دست اقدس نکالا تو دیکھنے والوں کی نظروں کو خیرہ کرنے والا سپید نور تھا۔

### فرعونی جیل خانہ

عجب ظلم کا پیمانہ تھا کناں جو اوپر سے تنگ دہاں اور نیچے سے فراخ اس میں ڈال کر اس کنویں کا منہ بند کر دیا جاتا تھا یہ تھا فرعونی جیل خانہ۔

اور بِشْبَشِ مُّبِينٍ عصا اور بیضا تھا تو جب وہ عصا اژدھا بن کر لہرانے لگا تو فرعون اور درباری سب بھاگ پڑے اور اس کی خدائی کی قلعی وہیں کھل گئی۔ پھر بیضا نے سورج کا نور ماند کر دیا۔

یہ دونوں معجزے دیکھ کر ایمان تو نہ لایا مگر یہ کہنے لگا یہ بڑا جادو گر ہے اور اس کے زور سے یہ تمہارا ملک لینا چاہتا ہے۔ تو ارنج اور سیر میں مذکور ہے کہ فرعون کو درباریوں نے مشورہ دیا کہ اس جادو کا مقابلہ ایک دن مقرر کر کے ہونا چاہئے چنانچہ میلے کا دن یا ان کی عید کا دن مقرر ہوا اور اس روز مقابلہ ہوا آخر کار اس میں بھی وہ ذلیل ہوا جس کا مفصل حال اپنی جگہ بیان ہوگا۔

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ - اور یاد فرمائیں جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالتَّقْدِيرُ عِنْدَ بَعْضِهِمْ وَإِذْ كُرِّ فِي نَفْسِكَ وَقْتَ نِدَائِهِ تَعَالَىٰ أَخَاكَ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا جَرَىٰ لَهُ مَعَ قَوْمِهِ مِنَ التَّكْذِيبِ مَعَ التَّكْذِيبِ الْأَمَمِ لِأَنْبِيَائِهِمْ -

بعض کے نزدیک اس میں مقدر ہے وَإِذْ كُرِّ فِي نَفْسِكَ یعنی اے محبوب اپنے دل میں یاد فرمائیں وہ ندا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی اور جو کچھ گزرا ان کی قوم کے ساتھ اظہار معجزات کے بعد تا کہ آپ سمجھ لیں کہ تکذیب انبیاء پرانی امتوں سے جاری ہے اور اس سے آپ مطمئن ہو سکیں اور بلبال یعنی شدت غم آپ کے قلب مبارک سے دفع ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ:

أَنْ أَنْتَ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٦١﴾ قَوْمٌ فَرَعُونَ ﴿٦٢﴾ أَلَا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ - ظالم قوم کی طرف جا جو قوم فرعون ہے۔ یہ کیوں نہیں پرہیزگار بنتے۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا۔ گویا یہ کہا گیا: اِنَّهُمْ قَائِلًا قَوْلِي اَلَا تَتَّقُونَ انہیں جا کر فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مجھ سے کیوں نہیں ڈرتے۔

تو اس پر موسیٰ علیہ السلام نے تین عذر بارگاہ الہی عزوجل میں عرض کئے حَيْثُ قَالَ

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿٦٤﴾ - پہلا عذر کیا کہ مجھے ان سے خوف تکذیب ہے۔



وَيَضِيقُ صَدْرِي - اور میرا دل تنگ ہوگا جبکہ وہ تکذیب کریں گے۔

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي - اور میری زبان نہیں چلتی۔

گویا آپ نے عرض کیا رَبِّ إِنِّي أَخَافُ تَكْذِيبَهُمْ أَيَّامِي وَيَضِيقُ صَدْرِي إِنْفِعَالًا مِنْهُ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي مِنْ سَجْنِ اللَّكْنَةِ وَقَيْدِ الْعِيِّ بِانْقِبَاضِ الرُّوحِ الْحَيَوَانِيِّ الَّذِي تَتَحَرَّكُ بِهِ الْعَضَلَاتُ الْحَاصِلُ عِنْدَ ضَيْقِ الصُّدْرِ وَاعْتِمَامِ الْقَلْبِ - الہی مجھے ان کے جھٹلانے کا خوف ہے اور اس سے میرا دل تنگ ہوگا اور لکنت کی وجہ سے زبان بھی نہ چلے گی لہذا

فَأَرْسِلْ إِلَى هَارُونَ ۝ - تو بھیج جبریل امین علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام کی طرف۔

اور انہیں بھی نبی بنا دے اور ان کے ذریعہ میرا بازو مضبوط کر دے۔ چنانچہ یہ حال مفصل سورہ قصص میں آیا ہے وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْنَا مَعِيَ رَادًّا يُصَدِّقُنِي - اس میں مفصل حال بیان ہوگا چنانچہ حدیث میں آیا ہے: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَرْسَلَ مُوسَى إِلَى هَارُونَ وَكَانَ بِمِصْرَ حِينَ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى مُوسَى نَبِيًّا بِالشَّامِ - اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ہارون کی طرف بھیجا آپ مصر میں تھے اور موسیٰ علیہ السلام شام میں نبی بنائے گئے۔

ابن ابی حاتم سدی رحمہما اللہ سے راوی ہیں: قَالَ أَقْبَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَهْلِهِ فَسَارَ بِهِمْ نَحْوَ مِصْرَ حَتَّى آتَاهَا لَيْلًا فَتَضَيَّفَ عَلَى أُمِّهِ وَهُوَ لَا يَعْرِفُهُمْ فِي لَيْلَةٍ كَانُوا يَأْكُلُونَ الطَّفِيشِلَ فَنَزَلَتْ فِي جَانِبِ الدَّارِ فَجَاءَ هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا أَبْصَرَ ضَيْفَهُ سَأَلَ عَنْهُ أُمُّهُ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ ضَيْفٌ فَأَرْعَاهُ فَأَكَلَ مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَا تَحَدَّثَا فَسَأَلَهُ هَارُونُ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى صَاحِبِهِ فَاعْتَنَقَهُ فَلَمَّا أَنْ تَعَارَفَا قَالَ لَهُ مُوسَى يَا هَارُونُ انْطَلِقْ مَعِيَ إِلَى فِرْعَوْنَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَرْسَلَنَا إِلَيْهِ قَالَ هَارُونُ سَمْعًا وَ طَاعَةً فَقَامَتْ أُمُّهُمْ فَصَاحَتْ وَ قَالَتْ أَنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ تَعَالَى أَنْ لَا تَذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ فَيَقْتُلُكُمْمَا فَابِيَا فَاَنْطَلَقَا إِلَيْهِ لَيْلًا - الخبر

موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی کے ساتھ مصر تشریف لائے اور شب اپنی والدہ رعیہ بنت ثعلبہ کے یہاں اترے لیکن آپ کی والدہ نے رات کی وجہ سے ان کو نہ پہچانا۔ محض مہمان کی حیثیت سے <sup>طفیشیل</sup> جو سالن کی طرح ایک ترکاری ہوتی ہے ان کو کھلائی۔ ابھی یہ گھر کے ایک کونہ میں ٹک رہے تھے کہ حضرت ہارون علیہ السلام آگئے آپ نے گھر میں نو واردوں کو دیکھ کر اپنی والدہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا یہ مہمان ہیں حضرت ہارون علیہ السلام بھی ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ گئے اور گفتگو کرتے رہے۔ اثناء گفتگو آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا نام بتایا تو پھر معانقہ کیا۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہارون میرے ساتھ فرعون کی طرف چلو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی نبی بنا دیا ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا مجھے امتثال امر میں کوئی عذر نہیں۔ آپ کی والدہ نے جب سنا وہ پکاریں اور بولیں تم دونوں کو میں اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ فرعون کی طرف نہ جانا وہ تمہیں قتل کر دے گا۔ یہ سن کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے والدہ سے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہیں۔

غرض کہ رات ہی میں فرعون کے محل کا دروازہ جا کر کھٹکھٹایا۔

اور وَلَهُمْ عَلَى ذَنْبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿١٧﴾ سے مراد وہ قتل قبلی کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو فرعون کا طبخ تھا اور سبطی جو آپ کی جماعت کا ایک آدمی تھا لکڑیوں کا گٹھالے کر آ رہا تھا تو اس قبلی نے اسے مجبور کیا کہ یہ گٹھا مطبخ میں لے چلو۔ فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الْبِزْيِ مِنْ عَدُوِّهَا۔ تو اس نے موسیٰ علیہ السلام کو آتے دیکھ کر استغاثہ کیا آپ نے اسے سمجھایا کہ اگر یہ گٹھا لینا ہے تو اس کی قیمت ادا کر کے لے لو اس نے کہا آپ کو معلوم نہیں میں فرعون کے مطبخ کا داروغہ ہوں مجھے حق ہے کہ میں بیگار میں اسے پکڑ لوں آپ کو غصہ آیا اور اس کے طمانچہ رسید کر دیا چنانچہ ارشاد ہے:

فَوَكَرَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ۔ آپ کے طمانچہ سے وہ وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا اور مر گیا آپ نے اس کی موت دیکھ کر فرمایا:

هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ۔ یہ تو شیطانی کام ہو گیا اور وہ تو کھلم کھلا دشمن ہے یہ مفصل قصہ سورہ قصص میں مذکور ہے۔

مختصر یہ کہ باری تعالیٰ کی طرف تسلی دی گئی اور ارشاد ہوا:

قَالَ كَلَّا فَإِذْ هَبْ بَايِتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَبْعُونَ ﴿١٥﴾۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا تم دونوں جاؤ ہماری نشانیوں کے ساتھ ہم تمہارے ساتھ ہیں سب کچھ سننے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں روع خوف اور مزید تسلیہ اور کمال حفظ کی ضمانت ہے جیسے دوسری جگہ اِنِّى مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَسْمَعُ فرمایا گیا ہے چنانچہ اس کے بعد حکم الہی عزوجل ہوا۔

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾۔ تو دونوں (بے خوف و خطر) فرعون کے پاس جاؤ اور کہو ہم اللہ رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ

أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٤﴾۔ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ بَنُو إِسْرَائِيلَ قَدْ اسْتَعْبَدُوا أَرْبَعِمِائَةَ سَنَةٍ۔ اس سے یہ مراد تھی کہ بنی اسرائیل کو آزاد کرا کر اپنے مسکن فلسطین میں لے جائیں اور بنی اسرائیل کو مسکن (مطن) سے علیحدہ ہوئے چار سو سال گزر چکے تھے۔

وَالْمُرَادُ خَلِيهِمْ يَذْهَبُوا مَعَنَا إِلَى فِلَسْطِينَ وَكَانَ مَسْكَنُهُمَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

تو جب موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے دروازے پر پہنچے تو فرعون نے ایک سال تک ملنے کی اجازت نہیں دی حتیٰ کہ بواب یعنی چوکیدار نے فرعون سے کہا:

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ إِنْسَانًا يُزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ لَعَلَّنَا نَضْحَكُ مِنْهُ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَأَدْيَا إِلَيْهِ الرِّسَالَةَ فَعَرَفَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ عِنْدَ ذَٰلِكَ۔

یہاں ایک آدمی آیا ہوا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ رب العالمین کا رسول ہے۔ فرعون بولا اچھا اسے آنے دو ذرا اس سے مذاق ہی رہے گا تو انہیں اجازت دی اور دونوں دربار میں تشریف لائے اور فرائض رسالت اس تک پہنچائے تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہنے لگا:

قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ

الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾۔ کیا تم وہی نہیں ہو جسے ہم نے بچپن سے پالا اور تم ہم میں اپنی عمر کے کئی سال گزار چکے ہو اور تم نے وہ کام کیا جو





سنجیدہ طریق سے۔

قَالَ فَعَلَّمَهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے وہ میں نے کیا اس وقت کہ میں بے خبر تھا۔

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

وَ أَقَرَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْقَتْلِ ثِقَّةً بِحِفْظِ اللَّهِ تَعَالَى لَهُ وَ قَيْدَ الْفِعْلِ بِمَا يَدْفَعُ كَوْنُهُ قَادِحًا فِي النُّبُوَّةِ وَ هِيَ جُمْلَتُهُ وَ أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اقرار فرمایا اپنے پاک ہونے کی بنا پر اور اس مضبوطی پر جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر آپ کو حاصل تھی اور اس فعل کو ایسی صورت کے ساتھ مقید کیا جس سے نبوت پر کوئی حرف نہ آئے اور وہ أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ تھا۔ اور لفظ ضالین پر آلوسی بارہ توجیہات فرماتے ہیں اور اس سے قبل ضالین کی لغوی تحقیق ہم کسی جگہ کر چکے ہیں۔

۱- ضالین - ائى جاهلین۔ یعنی ہم بے خبر تھے۔ ابن عباس ابن مسعود علیہم رضوان۔

۲- مَرُوِيٌّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قِرَاءَتَهُ تَفْسِيرَ وَلَا الضَّالِّينَ۔

۳- وَ أَرَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ جَاهِلًا بِهِ غَيْرَ مُعْتَمِدٍ إِيَّاهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا يَعْتَمِدُ الْوَكْزَ لِلتَّادِيْبِ فَآذَى إِلَى مَا آذَى۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے طمانچہ کی قوت سے بے خبر تھے آپ نے وہ طمانچہ بغرض تادیب مارا تھا مگر اس کا نتیجہ قتل ہو گیا۔ یہ جرم قتل نہیں ہوا۔

۴- ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ کے معنی وَ أَنَا مِنَ الْجَاهِلِينَ بَانَ وَ كَزَيْبِي تَأْتِي عَلَى نَفْسِهِ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ میرا طمانچہ اس کی جان پر پڑ جائے گا۔

۵- وَقِيلَ الْمَعْنَى فَعَلْتَهَا مُقَدِّمًا عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ مُبَالَآةٍ بِالْعَوَاقِبِ عَلَى أَنَّ الْجَهْلَ بِمَعْنَى الْإِقْدَامِ مِنْ غَيْرِ مُبَالَآةٍ۔

۶- کسی نے اس محاورہ کو شعر میں ادا کیا ہے:

أَلَا لَا يَجْهَلُنْ أَحَدٌ عَلَيْنَا فَجْهَلُ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِينَا

۷- قِيلَ إِنَّ الضَّلَالَ هُنَا الْمَحَبَّةُ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ۔ ضلال بمعنی محبت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۸- وَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَتَلَ الْقِبْطِيَّ غَيْرَةً لِلَّهِ حَيْثُ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمُحِبِّينَ لَهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ آپ نے وہ طمانچہ غیرت الہی سے مارا کہ وہ مشرک تھا اور سبھی مسلمان اور آپ محبین الہی سے تھے۔

۹- بعض نے کہا: أَرَادَ مِنَ الضَّالِّينَ بِالشَّرَائِعِ وَ فَسَّرَ الضَّلَالَ بِذَلِكَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى۔ ضالین سے مراد احکام شرعیہ سے بے خبری مراد ہے۔ جیسے وَ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى میں۔

۱۰- ابو عبیدہ رحمہ اللہ اس سے مراد محض نسیان لیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكَّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى۔

۱۱- بعض نے کہا: الْمُرَادُ فَعَلْتُهَا نَاسِيًا حُرْمَتَهَا۔ یہ کام بھولے سے ہوا کہ مارنا حرام تھا۔

۱۲- بعض نے کہا میں بھول گیا کہ میرا پٹمانچہ یہ برداشت نہ کر سکے گا اور مر جائے گا۔

اور اس کی بقیہ تفصیل انشاء اللہ عزوجل سورہ قصص میں آجائے گی۔ آگے ارشاد ہے:

فَقَمَرَتْ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُمْ - ائى خَرَجْتُ هَارِبًا - میں نکل بھاگا اس خوف سے کہ تو مجھے تکلیف پہنچائے گا اس لئے کہ مجھے معلوم ہو چکا تھا اِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَتَمَرُّونَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ۔ بے شک دربار والے میرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔ تو یہ خوف مجھے ہوا۔

فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۱ - تو اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرما کر مجھے رسولوں سے کیا۔ حُكْمًا پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اى نُبُوَّةٌ اَوْ عِلْمًا - وَفَهْمًا لِلْاَشْيَاءِ عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ وَالْاَوَّلُ مَرُوِيٌّ عَنِ السُّدِّيِّ - حکم سے مراد نبوت یا علم یا فہم اشیاء ہے یہ قول سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

وَ تَاوَلَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُ اَرَادَ عِلْمًا هُوَ مِنْ خَوَاصِّ النُّبُوَّةِ فَيَكُوْنُ الْحُكْمُ بِهٰذَا الْمَعْنٰى اَخْصٌ مِنْهُ۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ علم ہے جو خواص نبوت سے ہے تو حکم اس معنی میں اخص ہے۔

وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِشَارَةٌ اِلَى ظَاهِرِ الْاَوَّلِ مِنْ تَفْسِيْرِ الْحُكْمِ دَلٌّ تَفْضُلُهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ بِرُتْبَةٍ هِيَ فَوْقَ رُتْبَةِ النُّبُوَّةِ اَعْنٰى رُتْبَةَ الرَّسَالَةِ۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حکم وہ فضیلت علم ہے جو نبوت کے رتبہ سے بلند ہے اس لئے یوں نہیں فرمایا فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَ رِسَالَةً اَوْ وَجَعَلَنِي رَسُوْلًا عِظَامًا لِاَمْرِ الرَّسَالَةِ۔ کہ مجھے اللہ نے حکم اور رسالت عطا فرمائی اور مجھے امر رسالت پر عظمت بخشی۔

اور فرعون پر یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ رسالت موسیٰ علیہ السلام کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ سنت الہی عزوجل سے ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ آپ نے فرعون سے فرمادیا کہ قتل مسلم کی نسبت میری طرف نہیں ہو سکتی۔

دوسرے میری نبوت پر اس سے قدح نہیں آتی اس لئے کہ یہ قبل نبوت کا فعل ہے اور وہ بھی بلا عمد قتل ہے اس لئے کہ میرا پٹمانچہ بغرض تادیب تھا نہ کہ بغرض قتل کافر۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدتَّ بَنِيْ اِسْرٰٓءِيْلَ ۝۱۲ - اور یہ بھی کوئی احسان ہے جو تو جتارہا ہے با آنکہ تو نے بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت میں رکھا۔

یعنی یہ تو تیرا احسان نہیں کہ مجھے پرورش کیا۔ نہ تو بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت دیتا اور نہ تو ان کی اولاد ذکر کو قتل کراتا نہ میں تجھ تک آتا۔ تو آئیے کریمہ کے یہ معنی ہوئے: تِلْكَ نِعْمَةٌ تَعُدُّهَا عَلَيَّ فَلَيْسَ هُنَاكَ جَوِيہ احسان تو جتارہا ہے یہ احسان نہیں بلکہ ظلم ہے کہ عَلَيَّ اَنْ عَبَّدتَّ بَنِيْ اِسْرٰٓءِيْلَ اس لئے کہ تو نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا انہیں غلام بنایا۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے:

اِنَّ مَا ذَكَرْتُ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَ هِيَ فِى الْحَقِيْقَةِ نِقْمَةٌ حَيْثُ كَانَتْ بِسَبَبِ اِذْلَالِ قَوْمِيْ وَقَضِيْكَ اِيَّاهُمْ بِذُبْحِ اَبْنَائِهِمْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ اَحْصِلْ بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَمْ اَكُنْ فِىْ مَهْدِ تَرْبِيَّتِكَ۔

یعنی تو جو بات کر رہا ہے وہ ظاہر میں اگرچہ تیرا احسان ہے لیکن حقیقتاً وہ عذاب تھا اس لئے کہ تو نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا اور ان کی اولاد کو قتل کرایا اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تیری زیر پرورش نہ آتا اپنے ہی والدین کے یہاں پلتا اور رہتا۔

تو میں ناشکر نہیں البتہ تو ظالم اور خاطمی تھا۔ یعنی فرعون نے جب موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا احسان رکھا تو آپ نے اس کا جواب دیا کہ اگر خالص احسان ہوتا تو احسان تھا میری پرورش تیرے یہاں خاص وجہ سے ہوئی وہ یہ کہ تو نے بنی اسرائیل کو ذلیل کر کے انہیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ان پر قانون چلایا کہ ان میں جو لڑکا ہو وہ مار دیا جائے۔

اگرچہ وہ محض نجومیوں کے توہمات کے ماتحت ہی ایسا کیا کہ انہوں نے تجھے کہا کہ اس سال ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو تجھ سے تیری سلطنت کو غارت کر دے گا۔ تو نے قادر مطلق کی تقدیر کو نہ مانا اور اپنا نظام مقدم رکھ کر بچے قتل کر ڈالے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت یہ دکھائی کہ جس سے تجھے اپنی سلطنت کا خطرہ تھا اس نے تیرے ہی گھر میں پرورش کرایا اور تیرا نظام قتل درہم برہم ہو گیا۔

میری پیدائش اس سال ہوئی کہ میری والدہ نے صندوق میں رکھ کر مجھے دریائے نیل میں ڈال دیا اور وہ صندوق تیرے محل سرا میں بہتا ہوا پہنچا تیری بیوی آسیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے رحم ڈالا اور اس نے مجھے اس صندوق سے نکال کر پرورش کیا۔

تو یہ تمام باتیں بنی اسرائیل کے ساتھ ظلم و استبداد کی وجہ میں ہوئیں نہ بنی اسرائیل پر تیرا یہ ظلم ہوتا نہ میں تیرے ملک میں پیدا ہوتا نہ میری والدہ مجھے دریا میں ڈالتیں نہ میں تیرے محل تک پہنچتا نہ تیرے یہاں میری پرورش ہوتی تو میری پرورش کی اصل وجہ تیرا ظلم ہے جو تو نے بنی اسرائیل پر کیا تو جب ظلم اصل وجہ پرورش ہو تو ایسی پرورش کا احسان رکھنا بے عقلی ہے۔ بلکہ قدرت قادر پر ایمان لانا چاہئے۔ اس کا جواب فرعون کچھ نہ دے سکا اور بطریق حکم اپنی جابرانہ شان میں کہنے لگا:

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۳﴾ - بولا فرعون رب العالمین کیا ہے۔

گویا فرعون نے کہا: اے انت الرسول وَالْعَالَمِينَ۔ کیا تم رسول ہو اور رب العالمین کیا ہے؟

اس واقعہ کو اول سورہ طہ میں بیان فرمایا پھر سورہ شعراء کا ذکر آیا پھر سورہ قصص میں بیان ہوا۔ تو اس کا جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ إِنَّكُمْ لَمُوقِنِينَ ﴿۱۴﴾ - وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان

میں ہے سب کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

یعنی وہ رب عناصر و عنصریات کا ہے اگر تو یقین کرنے والا ہو تو مان ورنہ بے ایمان کا بے ایمان ہے۔

تو یہ جواب سن کر فرعون چکرایا کہ اس سے میری قوم منحرف نہ ہو تو کہنے لگا جس کا ذکر آگے ہے:

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ آلَا تَسْتَبْعُونَ ﴿۱۵﴾ - اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے بولا کیا تم نہیں سنتے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے اور وضاحت سے فرمایا:

قَالَ رَبُّكُمْ وَمَا رَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾ - وہ تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا ہے تو فرعون جھنجھلا کر

کہنے لگا اور استہزاء کرنے لگا:

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿۱۷﴾ - بے شک تمہارا وہ رسول جو آیا ہے یقیناً مجنون ہے تو



حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا رد کرنے کو فرمایا۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۸﴾۔ فرمایا وہی رب مشرق اور مغرب کا ہے اور جو کچھ ان میں ہے اگر تجھے عقل ہو۔

اس میں تصریح فرمائی گئی کہ تغیرات احوال و اوضاع کہ کبھی روشن ہو کبھی مظلم یہ سب شروق الشمس و غروب پر موقوف ہے اور یہ سب حرکات سماویہ سے وابستہ ہیں مگر تجھے عقل ہو تو سمجھے اور جبکہ تو بے عقل ہے تو تیری سمجھ میں یہ کیسے آئے۔

وَلَمَّا سَمِعَ اللَّعِينُ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تِلْكَ الْمَقَالَاتِ الْمَبْنِيَّةِ عَلَى آسَاسِ الْحِكْمِ الْبَالِغَةِ وَشَاهِدَ شِدَّةَ حَزْمِهِ وَ قُوَّةَ عَزْمِهِ عَلَى تَمْشِيَةِ أَمْرِهِ۔ جب فرعون لعین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ بیان سنا جو اس نبت تھا اور آپ کا حزم و عزم دیکھا تو اس نے بھی اپنی قوت حاکمہ کا ڈرا دیا اور کہا:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتُ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿۱۹﴾۔ (موسیٰ) اگر تم نے میرے سوا کوئی خدا بٹھرایا تو میں آپ کو قید کر دوں گا۔

فرعونی جیل خانہ کی نسبت آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ كَانَ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ يَطْرَحُهُمْ فِي هُوَّةٍ عَمِيقَةٍ قِيلَ عَمُقُهَا خَمْسُمِائَةِ ذِرَاعٍ وَ فِيهَا حَيَاتٌ وَ عَقَارِبٌ حَتَّى يَمُوتُوا هَذَا۔ اس خبیث نے جیل خانہ دنیا سے انوکھا رکھا تھا۔

یہ ایک گہرے کنویں میں ڈال دیتا تھا۔ ہوہ عربی میں گہرے گڑھے کو کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے فرعونی جیل خانہ پانچ سو گز گہرا تھا اور اس میں سانپ اور بچھوتے جو اس میں ڈالا جاتا وہ مر جاتا تھا۔ اس میں اختلاف ہے کہ

إِنَّ اللَّعِينَ هَلْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ لِلْعَالَمِ رَبًّا هُوَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ لَا۔ فرعون لعین کیا یہ جانتا تھا کہ عالم کا رب ہے اور وہ اللہ عزوجل ہے یا نہیں؟

فَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ۔

وَ مِنْهُمْ مَنِ اسْتَدَلَّ بِطَلْبِهِ شَرْحَ الْمَاهِيَةِ زَعَمًا مِنْهُ أَنَّ فِيهِ الْإِعْتِرَافَ بِأَصْلِ الْوُجُودِ۔

بعض نے کہا وہ اللہ کو جانتا تھا جب ہی تو اس نے کہا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ۔

اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جانتا تھا لیکن اس کی ماہیت وجود معلوم کرنے کے لئے مَا رَبُّ الْعَالَمِينَ کہا۔

اور بعض نے کہا: إِنَّ إِدْعَاءَهُ الْأُلُوْهِيَّةَ وَ قَوْلَهُ أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَى إِنَّمَا كَانَ لَهَا بِالْقَوْمِ الَّذِينَ اسْتَحَقُّهُمْ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عَنْ اعْتِقَادٍ وَ كَيْفَ يَعْتَقِدُ أَنَّهُ رَبُّ الْعَالَمِ وَهُوَ يَعْلَمُ بِالضَّرُورَةِ أَنَّهُ وَجِدَ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ وَ مَضَى عَلَى الْعَالَمِ الْوَقْتُ مِنَ السِّنِينَ وَ هُوَ لَيْسَ فِيهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا مُلْكُ مِصْرَ وَ لَذَا قَالَ شُعَيْبٌ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا جَاءَهُ فِي مَدْيَنَ لَا تَخَفْ بَخَوَاتِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

فرعون کا دعویٰ الوہیت اور اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی کہنا محض رعب تھا تا کہ اس قوم پر غالب رہے جسے دبا کر رکھ چھوڑا تھا اور اس کا یہ عقیدہ نہیں تھا اور وہ کیسے یہ عقیدہ رکھتا کہ وہ رب عالم ہے جبکہ اسے لازمی طور پر علم تھا کہ اس سے قبل بھی رب العالمین تھا اور ہزاروں سال ایسے گزرے کہ اس کا وجود ہی نہ تھا اور وہ جب تھا تو صرف مصر کا بادشاہ تھا اسی وجہ میں حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبکہ وہ مصر سے مدین آئے کہ لَا تَخَفَنَّ نَجْوَتِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ تو معلوم ہوا کہ حکومت فرعون مدین میں نہ تھی۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ كَانَ جَاهِلًا بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَ مَعَ ذٰلِكَ لَا یَعْتَقِدُ فِیْ نَفْسِهٖ اِنَّهٗ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِیْهِمَا بَلْ كَانَ ذَهْرِيًّا نَافِیًا لِلصَّٰنِعِ سُبْحٰنَهٗ مُعْتَقِدًا وَّجُوبَ الْوُجُوْدِ بِالذَّٰتِ لِلْاَفْلَٰكِ وَاِنَّ حَرَكَتَهَا اَسْبَابٌ لِحُصُوْلِ الْحَوَادِثِ۔

بعض نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے جاہل تھا اور اس کے ساتھ ہی اپنے کو بھی خالق سماوات والارض نہیں مانتا تھا بلکہ وہ خالص دہریہ تھا اور صنایع کا منکر اس کا عقیدہ وجوب وجود بالذات کا تھا آسمانوں کے ساتھ اور حرکت سماوی کو ہی اسباب حصول حوادث جانتا تھا۔

وَ یَعْتَقِدُ اَنَّ مَنْ مَلِكٌ قَطْرًا وَ تَوَلّٰی اَمْرَهٗ لِقُوَّةِ طَالِعَةٍ اِسْتَحَقَّ الْعِبَادَةَ مِنْ اَهْلِهٖ وَ كَانَ رَبًّا لَّهُمْ وَ لِهٰذَا خَصَّصَ الْاُلُوْهِيَّةَ وَ الرَّبُوْبِيَّةَ وَ لَمْ یُعْمَمَهَا حَيْثُ قَالَ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ - وَاَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی۔ اور فرعون کا عقیدہ تھا کہ جو ایک چپہ زمین کا مالک ہو اور حکومت اس کے طالع سے حاصل ہو جائے وہ مستحق عبادت ہے اپنی رعایا سے اور فرعون بھی ایسا ہی رب تھا اور اسی بنا پر اس نے الوہیت و ربوبیت کو والیان ملک کے لئے مختص کر رکھا تھا اور اس منصب کو ایسوں کے علاوہ کسی کے لئے عام نہیں کیا جیسا کہ اس نے کہا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ اور اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی۔

وَ جُوْزَ اَنْ یَّکُوْنَ حُلُوْلِيَّةً الْقَائِلِيْنَ بِحُلُوْلِ الرَّبِّ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی فِیْ بَعْضِ الذَّوَاتِ وَ یَكُوْنَ مُعْتَقِدًا حُلُوْلَهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَ لِذٰلِكَ سَمّٰی نَفْسَهٗ الْهٰا۔ بعض نے یہ مانا کہ وہ حلویہ تھا اور اس کا قائل کہ اللہ تعالیٰ بعض وجودوں میں حلول کرتا ہے اور اپنے لئے بھی حلول مانتا تھا اسی بنا پر اس نے اپنے کو الہ کہلوانا چاہا۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے ابانیت فرعون دیکھی اور اس کی کج خلقی صاف نظر آنے لگی تو فرمایا:

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾۔ تو جیل میں ڈالے گا اگرچہ میں تجھے اپنے دعویٰ کی تصدیق پر واضح چیز پیش کروں۔

اس سے مراد آپ کی اظہار معجزہ تھی گویا آپ نے فرمایا: اَتَقْرُّ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَ بِرِسَالَتِيْ اِنْ جِئْتُكَ بَعْدَ الْاِخْتِجَاجِ بِالْبَرَاهِيْنِ الْقَاهِرَةِ وَ الْمُعْجَزَاتِ الْبَاهِرَةِ الظَّاهِرَةِ۔ کیا تو واحدانیت الہی اور میری رسالت تسلیم کر لے گا اگر میں براہین قاہرہ اور معجزات باہرہ ظاہر طور پر پیش کروں۔

یہی مضمون سورۃ اعراف میں بھی آچکا ہے: قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ فَاسْرِسِلْ مَعِيَ بَنِيْ اِسْرٰٓءِیْلَ ﴿١٥﴾ قَالَ

اِنْ كُنْتُ جِئْتُ بِاٰیَةٍ قٰٓئِمَةٍ بِهَا اِنْ كُنْتُ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٦﴾۔ تو جب فرعون نے یہ جواب سنا تو کہنے لگا جس کا تذکرہ آگے

ہے۔

قَالَ قَاتِبٌ إِنَّ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۱۱ - کہنے لگا اگر تم سچے ہو تو لاؤ وہ برہان کیا ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک اٹھایا اور

قَالَ لَقَدْ عَصَاةٌ فَإِذَا هِيَ تَعْبَانُ مُبِينٌ ۝۱۲ - اسے ڈال دیا تو وہ اڑدھا خونخوار ہو گیا۔

تعبان، اعظم حیات سے ہوتا ہے اس کا مبداء اشتقاق نَعَبَ مَاءٌ سے ہے جب کہ پانی نہایت تیزی سے بہنے لگے۔

اور یہ عصا کا اڑدھا ہو جانا محض تخیل میں نہ تھا جیسا کہ جادو کے ذریعہ ہوتا ہے بلکہ حقیقتاً وہ اپنی عصا کی شان سے تعبیر کی

صورت میں منقلب ہو اور یہ قدرت الہی سے کچھ بعید نہیں کہ وصف عصائی سلب فرما کر اس میں تعبانی صفت عطا فرمادے۔

ایک روایت ہے کہ عصا اڑدھا بن کر آسمان کی طرف بقدر ایک میل کے اڑا پھر اتر کر فرعون کی طرف متوجہ ہوا اور بولا

اے موسیٰ! (علیہ السلام) کیا حکم ہے اسے فنا کر دوں یہ سن کر فرعون گھبرایا اور بولا موسیٰ (علیہ السلام) اس کی قسم جس نے تمہیں

رسول بنا کر بھیجا اسے پکڑو آپ نے پکڑ لیا وہ عصا ہو گیا۔

یہ معجزہ دیکھ کر درباری مع اپنے خدا فرعون کے بھاگ پڑے۔ پھر آپ نے

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّظِيرِينَ ۝۱۳ - اپنی بغل سے دست اقدس نکالا تو وہ اتنا منور تھا کہ دیکھنے والوں کی

آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

روایت ہے کہ عصا کا اڑدھا دیکھ کر فرعون بولا: هَلْ لَكَ غَيْرَهَا - اس کے سوا کچھ اور بھی ہے۔

اس وقت آپ نے اپنی بغل سے ہاتھ نکالا فرعون بولا یہ کیا ہے آپ نے فرمایا: يَدِي فَأَدْخَلَهَا فِي إِبْطِهِ ثُمَّ

نَزَعَهَا وَلَهَا شِعَاعٌ يَكَادُ يُغْشِي الْأَبْصَارَ - یہ میرا ہاتھ ہے پھر اسے بغل سے نکالا تو اس کی شعاعیں اتنی جگمگائیں کہ

آنکھیں بند ہو گئیں۔

اس کی مفصل کیفیت بیان ہو چکی دیکھو سورہ اعراف

### بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

بولا اپنے سردار قوم سے بے شک یہ علم سحر میں بڑا فائق ہے

یہ چاہتا ہے کہ تمہیں نکال دے تمہارے ملک سے جادو

کے ذریعہ تو تمہارا کیا خیال ہے

بولے مہلت دے اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیج

شہروں میں جمع کرنے کے لئے

تاکہ آئیں تیرے پاس بڑے ماہر جادو گر لے کر

تو جمع کئے گئے جادو گر ایک مقررہ دن کے لئے

اور کہا گیا لوگوں کو کیا تم جمع ہو گے

شاید ہم اتباع کریں جادو گروں کا اگر وہ غالب آگئے

قَالَ لِلْمَلَاحِقَةِ إِنَّ هَذَا السَّحْرُ عَلَيْنَا ۝۱۴

يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ ۝۱۵

تَأْمُرُونَ ۝۱۶

قَالُوا أَرْجَاهُ وَآخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ

حَشِيرَتِينَ ۝۱۷

يَأْتُونَكَ بِكُلِّ سِحْرٍ عَلِيمٍ ۝۱۸

فَجُمِعَ السَّحْرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝۱۹

وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِعُونَ ۝۲۰

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحْرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝۲۱



فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَإِنَّا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٣٦﴾  
 قَالَ نَعَمْ وَإِن كُنَّا لَإِلَىٰ الْمَقَرِّينَ ﴿٣٧﴾  
 قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْمَقُونَ ﴿٣٨﴾  
 فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ  
 إِنَّا نَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٣٩﴾  
 فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثَلَاثٌ مَّاءٍ  
 يَأْفِكُونَ ﴿٤٠﴾

تو جب جادو گر آئے تو بولے فرعون سے کہ اگر ہم غالب آ  
 گئے تو انعام عظیم کے مستحق ہیں  
 بولا جی نہیں بلکہ تم میرے مقربین سے ہو گے  
 فرمایا انہیں موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو  
 تو ڈال دیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاشیاں اور بولے  
 عزت فرعون کی قسم بے شک ہم ہی غالب آئیں گے  
 تو ڈال دیا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ لقمہ کر گیا ان کے مگر

اور گرے جادو گر سجدہ میں

بولے ایمان لائے ہم رب العالمین پر

جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے

بولاتم ایمان لائے قبل اس کے کہ اجازت دوں میں تمہیں

بے شک یہ تمہارا وہ بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو

اب تم جانو گے

میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور پیر مختلف سمت سے اور

ضرور تمہیں سولی دوں گا سب کو

بولے کوئی فکر نہیں ہم اپنے رب کے حضور پھریں گے

ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے تاکہ

ہم پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں

فَالْقَبِي السَّحَرَةُ سُجَّدًا ﴿٤١﴾  
 قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٢﴾  
 رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٤٣﴾  
 قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُفُّوا  
 أَلْسِنَتِكُمْ وَالْأَفْهَامَ لَكُمْ السَّحَرَةُ فَلَئِمَّا تَتَلَبَّوْنَ ﴿٤٤﴾

لَا تَقْطَعْنَ أَيْدِيَكُمْ وَأَعْرَاجَكُمْ مِمَّنْ خِلَافٍ وَ  
 لَا وَصَلِبَتِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٥﴾  
 قَالُوا الْآخِزِيرُ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿٤٦﴾  
 إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا أَنْ كُنَّا  
 أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

### حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

قَالَ - بولا	لِلْهَلَا - سرداروں سے	حَوْلَهُ - جو اس کے ارد گرد تھے
إِنْ - بے شک	هَذَا - یہ	لِحِرِّ - جادو گر ہے
يُرِيدُنَا - چاہتا ہے	أَنْ - یہ کہ	يُخْرِجُكُمْ - نکالے تم کو
زمن سے	بِخِيَرَةٍ - اپنے جادو سے	فَمَاذَا - تو کیا
قَالَ - بولے	أَمْ حَسِبْتُمْ - چھوڑ دے اس کو	وَأَخَاكَ - اس کے بھائی کو
و - اور	أَبْعَثْ - بھیج	فِي الْمَدَائِنِ - شہروں میں
يَأْتُوكَ - لائیں تیرے پاس	بِكُلِّ - ہر ایک	سَحَابٍ - بڑے جادو گر
		عَلَيْكُمْ - جاننے والا
		مِمَّنْ - تمہاری
		تَأْمُرُونَ - فیصلہ کرتے ہو
		أَخَاكَ - اس کے بھائی کو
		حَسِبْتُمْ - اکتھا کرنے والے
		عَلَيْكُمْ - ماہر کو

یوم۔ دن	لَبِيقَاتٍ۔ وقت	السَّحْرَةَ۔ جادوگر	فَجُمِعَ۔ تو جمع کئے گئے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کو	قِيلَ۔ کہا گیا	وَ۔ اور	مَعْلُومٍ۔ مقرر کے
لَعَلَّنَا۔ تاکہ ہم	مُجْتَبِعُونَ۔ اکٹھے ہو گے	أَنْتُمْ۔ تم	هَلْ۔ کیا
كَانُوا۔ ہوں	إِنْ۔ اگر	السَّحْرَةَ۔ جادوگروں کے	نَتَّبِعُ۔ پیچھے لگیں
جَاءَ۔ آئے	فَلَمَّا۔ پھر جب	الْغَلِيْبِيْنَ۔ غالب	هُمْ۔ وہ
أَيُّنَ۔ کیا بے شک	لِفِرْعَوْنَ۔ فرعون سے	قَالُوا۔ بولے	السَّحْرَةَ۔ جادوگر
كُنَّا۔ ہوں	إِنْ۔ اگر	لَا جُرَا۔ مزدوری ہوگی	لَنَا۔ ہمارے لئے
نَعَم۔ ہاں	قَالَ۔ کہا	الْغَلِيْبِيْنَ۔ غالب	نَحْنُ۔ ہم
لَبِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ مقررین	إِذَا۔ اس وقت	إِنَّكُمْ۔ بے شک تم	وَ۔ اور
مُوسَى۔ موسیٰ نے	لَهُمْ۔ ان سے	قَالَ۔ کہا	میں ہو گے
مُلْقُونَ۔ ڈالنے والے ہو	أَنْتُمْ۔ تم	مَا۔ جو	أَلْقُوا۔ ڈالو
عَصِيْبَهُمْ۔ اپنی لاشیاں	وَ۔ اور	جِبَالَهُمْ۔ اپنی رسیاں	فَأَلْقُوا۔ تو ڈالیں انہوں نے
فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی	بِعِزَّةِ۔ قسم عزت	قَالُوا۔ بولے	وَ۔ اور
فَأَلْقَى۔ تو ڈالا	الْغَلِيْبُونَ۔ غالب ہوں گے	لَنَحْنُ۔ ہم ہی	إِنَّا۔ بے شک
ہی۔ وہ	فَإِذَا۔ تو ناگہاں	عَصَاً۔ اپنا عصا	مُوسَى۔ موسیٰ نے
فَأَلْقَى۔ تو ڈال دیئے	يَأْفِكُونَ۔ وہ بناتے تھے	مَا۔ جو	تَلْقَفُ۔ نکل گیا
أَمَّنَا۔ ہم ایمان لائے	قَالُوا۔ بولے	سُجْدِيْنَ۔ سجدے میں	السَّحْرَةَ۔ جادوگر
مُوسَى۔ موسیٰ	رَبِّ۔ جو رب ہے	الْعَلِيْبِيْنَ۔ جہانوں پر	بِرَبِّ۔ رب
أَمَنْتُمْ۔ تم ایمان لائے	قَالَ۔ بولا	هُرُونَ۔ ہارون کا	وَ۔ اور
أَذِنَ۔ اجازت دوں میں	أَنْ۔ اس سے کہ	قَبْلَ۔ پہلے	لَهُ۔ اس پر
كُمُ۔ تمہارا	لَكِبِيرُ۔ بڑا ہے	إِنَّهُ۔ بے شک وہ	لَكُمْ۔ تم کو
فَلَسَوْفَ۔ تو جلدی	السَّحْرَ۔ جادو	عَلَّمَكُمْ۔ سکھایا تمہیں	الَّذِي۔ جس نے
وَ۔ اور	أَيَّدِيكُمْ۔ تمہارے ہاتھ	لَا قِطْعَانَ۔ ضرور کاٹوں گا میں	تَعْلَبُونَ۔ جانو گے تم
لَا وَصَلِيْبَتَكُمْ۔ ضرور سولی	وَ۔ اور	مِنْ خِلَافٍ۔ الٹے کر کے	أَمْ جُنُكُمُ۔ تمہارے پاؤں
لا۔ نہیں	قَالُوا۔ بولے	أَجْعَلِيْنَ۔ سب کو	دوں گا تم
رَبَّنَا۔ اپنے رب کی	إِلَى۔ طرف	إِنَّا۔ بے شک ہم	صَيْرَ۔ کوئی فکر
نَظْمًا۔ امید رکھتے ہیں	إِنَّا۔ بے شک ہم	مُنْقَلِبُونَ۔ پھرنے والے ہیں	مُنْقَلِبُونَ۔ پھرنے والے ہیں
رَبَّنَا۔ ہمارا رب	لَنَا۔ ہمیں	يَغْفِرَ۔ بخش دے	أَنْ۔ یہ کہ

حَطِينًا۔ ہماری خطائیں اُن۔ یہ کہ  
 الْمُؤْمِنِينَ۔ ایمان والے  
 گنا۔ ہوں ہم  
 اَوَّل۔ پہلے

### خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

سَحْرَه۔ جمع ساحر کی ہے جیسے ظلمہ جمع ظالم کی ہے اور طلبہ جمع طالب کی آتی ہے۔  
 مِيقَاتٍ، وَالْمِيقَاتُ مَا وُقِّتَ بِهِ اٰی عَدٍ وَ مِنْ مَّكَانٍ وَ زَمَانٍ وَ مِنْهُ مَوَاقِیْتُ الْاِحْرَامِ۔ اس سے  
 مقررہ وقت مراد لیا جاتا ہے اور بعض نے اسے چاشت کا وقت بھی بتایا۔

یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ۔ سے مراد یوم الزینہ ہے جس کا تذکرہ سورہ طہ میں ہے: قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمَ الزَّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ  
 النَّاسُ ضُحٰی۔ فرعون بولا ہمارا تم سے وعدہ یوم زینت کا ہے اور اس دن چاشت کے وقت لوگ جمع ہوں گے۔  
 لَا ضَیْرَ۔ ضیور اور ضرر دونوں کے ایک ہی معنی ہیں: اٰی لَا حَرَجَ وَلَا نُقْصَانَ فِیْهِ عَلَیْنَا۔  
 لَشَرِّ ذَمَّةٍ۔ اصل میں کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ پرانا کپڑا جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو اسے ثوب شرازم کہتے  
 ہیں یہاں قلیل جماعت کے معنی استعاری کئے گئے ہیں۔

تَلْقَفَ۔ اٰی تَبْلَعُ بِسُرْعَةٍ۔ لقمہ فوراً کر گیا۔ ابتلاع نگلنے کو کہتے ہیں۔

یَافِکُوْنًا۔ افک سے ہے بمعنی تزویر، دھوکہ یعنی جو دھوکہ بنایا تھا۔

حِبَالٍ۔ جبل کی جمع ہے، رسی، رسیاں۔

اَسْرَجَهُ۔ اَخْرَجُ کے معنی دیتا ہے کام کو موخر کر دینا۔

عِصٰی۔ عصا کی جمع ہے۔ لکڑیاں

الْمَدَآئِنَ۔ جمع مدین کی ہے مدین بستی کو کہتے ہیں۔

وَ اَسْرَجْنَا لَکُمْ مِّنْ خَلَافٍ۔ ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف سے پیر کا ثنا۔ یہ ظلم کی سزا فرعون کے یہاں تھی۔

فرعون لعین معجزہ عصا وید بیضا دیکھ ایمان تو نہ لایا اور ڈھٹائی سے کہنے لگا:

قَالَ لِلْمَلَآئِکَةِ اِنَّ هٰذَا السَّحْرُ عَلَیْکُمْ ﴿۳۳﴾۔ اپنے اشراف اور درباریوں سے کہنے لگا یہ بڑا جادو گر ہے اور اس فن

میں ماہر و فائق ہے۔

یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِہٗ ﴿۳۴﴾ فَمَا ذَاتَا مُرُوْنَ ﴿۳۵﴾۔ وہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری زمین

سے نکالنا چاہتا ہے۔

اس دور میں جادو اور طلسمیات کا بڑا زور تھا اور اس عہد کی یادگار مسلمانوں کے ابتداء عہد کے وقت باقی تھی تاریخ مصر

وغیرہ میں اس کا ذکر آتا ہے غرضکہ فرعونی مشیر بولے:

قَالُوْا اَسْرَجَهُ وَاَخَاہُ وَاَبْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرَیْنِ ﴿۳۶﴾ یَا تُتُوْکَ بِکُلِّ سَحَابٍ عَلَیْکُمْ ﴿۳۷﴾۔

بولے موسیٰ اور اس کے بھائی کو برائے چندے موخر کرو اور بستیوں میں آدمی بھیجو کہ وہاں سے لوگ جمع کریں۔ یہ

تھوڑے سے لوگ ہیں اور تیرے ملک میں بڑے بڑے نامور جادو گر ہیں وہ لائیں ماہرین فن کو اور جادو کے جاننے والوں کو



تا کہ وہ عاجز آجائیں اور جھک جائیں۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لَيْلِيَاتٍ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٧﴾۔ تو جمع کئے گئے جادوگر وقت معین اور روز مقررہ کے لئے۔

یعنی اس یوم زینت میں یا فرعونوں کی عید یا میلے کا دن مقرر ہوا جس میں سب لوگ شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ مقررہ دن جادوگر جمع ہوئے اور ظلم کا بھی آئے ایک میدان میں فرعون اور اس کے امراء اور عوام جمع ہوئے اور وہاں موسیٰ اور ہارون علیہما السلام بھی تشریف لے آئے۔

اس سے قبل فرعون اور جادوگروں کے مابین یہ عہد ہو چکا تھا کہ اگر تم غالب آگے تو ہم سب ہی تمہارے پیرو ہو جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِعُونَ ﴿٣٨﴾ لَعَلَّكَانَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٣٩﴾۔

لوگوں سے کہا گیا تم جمع ہو گے اس دن شاید ہم پیروی کریں جادوگروں کی اگر وہ غالب آگے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فرعون اپنی خدائی کے دعویٰ میں ہار چکا تھا اور بصورت غالب آجانے جادوگروں کے ان کی پیروی کو تیار تھا لیکن یہ بد باطنی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کو پھر بھی آمادہ نہ ہوا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ۔ کے قعر مذلت میں پڑا۔ چنانچہ

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَإِنَّا لَنَأْتِيَنَّكَ الْجَنَّةَ بِالنَّارِ ﴿٤٠﴾۔ جب جادوگر آئے تو بولے

فرعون سے کیا ہمارے لئے انعام ہوگا اگر ہم موسیٰ و ہارون پر غالب آگے تو فرعون نے جواب دیا:

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَإِنَّمِ الْمُتَّقِينَ ﴿٤١﴾۔ بولا فرعون ہاں اور اس حال میں تم لوگ میرے مقررین میں سے ہو گے۔

اس رکوع میں چونکہ تفصیلی ذکر نہیں ہے بنا بریں بالاختصار و بالا جمال فرمایا جا رہا ہے کہ جب روز مقررہ پر جادوگر اور

ایمان و عمال دولت اور معرعا یا و برایا جمع ہو گئے تو موسیٰ و ہارون علیہما السلام بھی تشریف لے آئے اور

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٤٢﴾۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اڈالو تم کیا ڈالنے والے ہو۔

فَالْقَوَا جِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٣﴾۔ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں

ڈالیں اور کہا عزت فرعون کی قسم ہم ضرور غالب آئیں گے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی بحکم الہی عزوجل،

فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٤﴾۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی، اپنا عصا مبارک ڈال دیا تو وہ لقمہ کر

گیا جو وہ مکر کر کے لائے تھے۔

مختصر قصہ یہ ہے کہ یوم مقررہ پر میدان میں سب جمع ہوئے مقابلہ کی ٹھہری ان کی رسیاں لکڑیاں جو زمین پر ڈال رکھی

تھیں۔ لوگوں کو سانپ اتر دھے کی صورت میں دوڑتی نظر آئیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا وہ ایک شعبان عظیم کی

صورت میں سب کو لقمہ کر گیا اور جادوگروں نے علی الفور جان لیا کہ یہ مقابلہ جادو سے نہیں ہوا بلکہ قدرت الہی کا نشان ہے۔

چنانچہ وہ سب کے سب سجدے میں گر گئے جس کا تذکرہ آگے فرمایا گیا:

فَأَلْقَى السَّحَرَةُ سَجْدًا ﴿٤٥﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٦﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٤٧﴾۔

تو گرے جادوگر سجدہ کرتے اور بولے ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو رب موسیٰ و ہارون کا ہے۔

اور رب موسیٰ و ہارون اس لئے کہا کہ فرعون بھی اِنَّا رَبُّكُمْ الْاَعْلٰی کا مدعی تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایمان میں تصریح کر دی کہ رب العالمین سے ہماری مراد رب موسیٰ و ہارون ہے۔

بس پھر کیا تھا فرعون کو ادھر ذلت ہوئی رعایا سے آنکھیں ملانے کے قابل نہ رہا ادھر اس کی خدائی کر کر ہی ہو گئی آخرش غضب ناک ہو کر جادو گروں سے خطاب کیا اور اپنا غصہ یوں اتارا:

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذِنَ لَكُمْ ۗ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۗ لَا قَطِّعَنَّ اَيْدِيْكُمْ وَاَنْرُجُلُكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَا وَصَلْبًا لَّكُمْ اَجْعَلِيْنَ ﴿١٩﴾

فرعون بولا میرے حکم سے قبل تم ایمان لائے اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ تمہارے استاد ہیں اور یہ تمہاری باہمی سازش تھی جس سے تم نے مجھے ذلیل کیا تو اب تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کا کیا بدلہ ہے میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا پھر دار پر چڑھاؤں گا۔

قَالُوْا الْاٰصِيْرُ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيْئَاتِنَا اِنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١﴾

سب بولے کچھ پروا نہیں ہم اپنے رب کے حضور لوٹ جائیں گے ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کی چند ساعت تکلیف ہو گی گزر جائے گی آخر ہم اپنے رب کے حضور پہنچیں گے ہمیں امید ہے کہ وہ ہمیں ضرور بخش دے گا اور ہم سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شمار ہوں گے۔

### مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

قَالَ لِلْمَلَآئِكَةِ اِنَّ هٰذَا السَّحْرُ عَلَيْكُمْ ﴿٢٢﴾ يُرِيْدُ اَنْ يُخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۗ فَمَا ذَاتَا مُرُوْنَ ﴿٢٣﴾

کہا فرعون نے اپنے اشراف سے جو درباری تھے کہ یہ علم سحر کا بڑا عالم ہے چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے جادو کے ذریعہ نکال دے تو تم کیا کہتے ہو۔

گویا فرعون نے اہل الرائے جمع کئے اور مشورہ کیا کہ جس زمین میں تم نے نشوونما پائی اس سے یہ جادو کے ذریعہ نکالنا چاہتا ہے تو کیا کرنا چاہئے۔ اس پر سب نے متفق الرائے ہو کر یہ فیصلہ دیا اور

قَالُوْا اَرْجِهٖ وَاَخَاهُ وَاَبْعَثْ فِي الْمَدَاۤئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ يَّا تُوَكَّلُ بِكُلِّ سِحْرٍ عَلَيْمٌ ﴿٢٥﴾

بولے انہیں کچھ دن رہنے دے ارجحہ کے معنی آخر امر ہما کے ہیں گویا سب نے کہا: اَخِرُ اَمْرُهُمَا اِلٰی اَنْ تَاْتِيْكَ السَّحْرَةُ مِنْ اَرْجَاتِهٖ اِذَا اَخْرَجْتَهُ وَ مِنْهُ الْمُرْجِيَّةُ وَ هُمُ الَّذِيْنَ لِيُوَخِّرُوْنَ الْعَمَلَ لَا يَأْتُوْنَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ لَا يَضُرُّ مَعَ الْاِيْمَانِ مَعْصِيَةٌ كَمَا لَا يَنْفَعُ مَعَ الْكُفْرِ طَاعَةٌ۔

ان دونوں کا معاملہ اس وقت تک معرض التوا میں رکھو جب تک جادو گرج جمع نہ ہو جائیں ارجحہ۔ ارجحہ یعنی ان کی امید اقرار تک موخر رکھو۔ اسی سے مرجحہ فرقہ ہے وہ فرقہ عمل کو موخر کرنا جائز جانتا ہے اور اعمال کی طرف نہیں آتا۔ ان کا اعتقاد ہے کہ ایمان کے ہوتے معصیت نقصان نہیں دیتی جیسے کہ کفر کے ہوتے طاعت مفید نہیں ہوتی۔

وَ قَالَ بَعْضُهُمْ الْمَعْنٰی اَحْبِسُهٗ۔ بعض کے نزدیک ارجحہ کے معنی یہ ہیں ابھی انہیں روکے رہو اور پولیس کو بھیج کہ وہ جادو گروں کو جمع کر کے لائے کَمَا قَالَ الْاَلُوْسِيُّ وَاَبْعَثْ شُرَطًا يَّحْشُرُوْنَ السَّحْرَةَ وَ يَجْمَعُوْنَ

عِنْدَكَ - تاکہ بڑے بڑے جادوگر ماہر فن آئیں چنانچہ ایسا ہی کیا اور۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِيَمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ - جمع کئے گئے جادوگر وقت مقررہ کے لئے۔

وَ هُوَ وَقْتُ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الزَّيْنَةِ عَلَى أَنَّ الْمِيقَاتِ مِنْ صِفَاتِ الزَّمَانِ - اور وہ ان کے یوم زینت

والے دن چاشت کا وقت تھا۔

وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّانَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ -

اور لوگوں کو کہا گیا کہ تم جمع ہو جانا اس دن شاید ہم جادوگروں کے دین کی پیروی کریں اگر وہ غالب آجائیں۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَيْسَ مُرَادُهُمْ بِذَلِكَ إِلَّا أَنْ لَا يَتَّبِعُوا

مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي دِينِهِ لَكِنْ سَاقُوا كَلَامَهُمْ مَسَاقَ الْكِنَايَةِ حَمَلًا لِلْسَّحَرَةِ عَلَى الْإِهْتِمَامِ

وَالجِدِّ فِي الْغَالِبَةِ - اس میں فرعون نے صاف بتایا کہ جادوگروں کا دین قبول کیا جاسکتا ہے اگر وہ غالب آگئے نہ کہ موسیٰ

علیہ السلام کا اور یہ درحقیقت جادوگروں کو، کنایہ اس لئے کیا تاکہ وہ اہتمام و سعی سے غلبہ حاصل کریں۔

چنانچہ بعض نے اسی وجہ میں کہا: لَعَلَّانَتَّبِعُ السَّحَرَةَ كَقَوْلِهِمْ فِي خُذْ فِرْعَوْنَ نَهْتًا -

بعض نے کہا: قَالَ ذَلِكَ لَمَّا اسْتَوْلَى عَلَيْهِ مِنَ الدَّهْشَةِ مِنْ أَمْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ - یہ بات

فرعون نے اس وقت کہی جب اس پر موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی دہشت غالب آگئی اور خدائی کا دعویٰ دھرا کا دھرا رہ گیا۔

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةَ قَالُوا الْفِرْعَوْنُ أَيْبُنَا لَنَا لَا جُرْأَانَ كُنَّا حُنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾ -

تو جب جادوگر آگئے تو وہ فرعون سے کہنے لگے حضور! یہ کام بہت بھاری ہے ہم مقابلہ کرتے ہیں لیکن اس کے بدلے

ہمیں اجر عظیم ملنا چاہئے اگر ہم ان پر غالب آگئے تو

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدُوٌّ لِلَّذِينَ آمَنُوا كَذَّبْتُمْ عَنْهُمْ آيَاتِنَا وَ كَفَرْتُمْ بِحُكْمِنَا ﴿٤٢﴾ - فرعون بولا بے شک تمہیں انعام ہی نہیں ملے گا بلکہ تم میرے مقربین

سے ہو جاؤ گے حتیٰ کہ تم وہ ہو گے کہ اول جو مجھ تک آئے اور آخر وہ جو میرے پاس سے جائے یعنی میرے مشیران تدبیر سے ہو

جاؤ گے۔

اس کے بعد یوم زینت آیا۔ اجتماع عوام و خواص ہوا جادوگر جمع ہو گئے انہوں نے اپنی رسیاں لکڑیاں میدان میں پھیلا

دیں۔ ادھر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام تشریف لے آئے اور جادوگروں سے آپ نے فرمایا:

قَالَ لَهُمْ مُوسَى الْقَوْمَ مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٤٣﴾ - فرمایا انہیں موسیٰ علیہ السلام نے ڈالو کیا تم ڈالنے والے ہو۔ اس میں

موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جادوگروں کو حکم نہیں ہوا تھا اس لئے کہ سحر حرام ہے اور کبھی کبھی ہو جاتا ہے تو ایک معصوم ہستی کی

طرف سے فعل حرام کا حکم کیسے جائز ہو سکتا ہے بلکہ جیسا کہ الہامایا فراست صادقہ یا قرینہ حال سے آپ کو معلوم تھا کہ یہ لازمی

طور پر میرے مقابلہ کو تیاری کر کے آئے ہیں اسی لئے آپ نے فرمایا: مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ جو تم ڈالنے والے ہو وہ ڈال دو تاکہ

اس کے ابطال کا مظاہرہ کیا جائے جیسے کسی زندیق کو حجت قاہرہ بیان کرنے کے بعد جواب کا موقع دیا جاتا ہے۔

یہاں رضا ممنوع لازم نہیں آتی اس لئے کہ رَضًا بِالْكَفْرِ كُفْرٌ مُسْلِمٌ مَعْلُومٌ ہے چنانچہ الْقَوْمَ مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ

فرمانا مطلق رضاتھی اور مطلق رضا ممنوع نہیں۔ (روح المعانی)



فَالْقَوَّاجِبَالَهُمْ وَعَصِيَّتَهُمْ وَقَالُوا بَعْزَةٌ فِرْعَوْنَ إِنَّكَ لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٣٤﴾۔

تو جادوگروں نے رسیاں اور لکڑیاں ڈالیں اور کہا عزت فرعون کی قسم ہم بے شک ضرور غالب آئیں گے۔  
یہ قسم زمانہ جاہلیت میں مروج تھی اور اسلام میں اس قسم کی قسم شنیع ہے جیسے کہا جائے بِبِعْمَتِ سُلْطَانٍ أَوْ بِرَأْسِهِ أَوْ  
بِلِحْيَتِهِ أَوْ بِتُرَابِ قَبْرِهِ۔ بادشاہ کی سلطنت کی قسم، کسی کے سر کی قسم، کسی کی ڈاڑھی کی قسم یا خاک قبر کی قسم یہ سب ممنوع ہے  
سواللہ تعالیٰ کی قسم کے۔

بعض اس طرف گئے کہ وہ بھی چونکہ فرعون کے پجاری تھے اس لئے انہوں نے تبریکاً و تعظیماً یہ قسم کھائی۔

فَالْتَقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٥﴾۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو جیسے وہ نکل گیا ان کے مکر کو۔  
أَيُّ تَبْتَلَعُ بِسُرْعَةٍ وَأَصْلُ التَّلْقُفِ الْآخِذُ بِسُرْعَةٍ۔ یعنی جلدی سے نکل گیا۔ تلقف اصل میں جلدی سے  
پکڑنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٥﴾۔ افک سے ہے تَقَلَّبَ مِنْ حَالِهِ الْأَوَّلِ کے معنی میں مستعمل ہے اس وجہ میں تزویر اور اتہام  
کے معنی بھی استعارۃً لے لئے جاتے ہیں۔

فَالْتَقَى السَّحَرَةُ سُجُودًا ﴿٣٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ﴿٣٨﴾۔

تو گر گئے جادوگر سجدہ کرنے کو بولے ایمان لائے ہم رب العالمین پر جو رب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ہے۔  
اس لئے کہ انہوں نے جس شان معجز نما کا مشاہدہ کیا وہ ان کی حدود ساحری سے بالا تھا اس لئے کہ جادو محض شیخیل و توہم کی  
حد تک رہتا ہے اس میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی اور یہ جادو گر جو جادو لائے تھے وہ عام جادو سے اقوی تھا اور حضرت موسیٰ علیہ  
السلام نے جو کیا وہ معجزہ تھا یہی وجہ تھی کہ ان کا جادو اڑ گیا اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا سارے جادو کا لقمہ کر کے عصا کی صورت  
میں پھر لوٹ آیا۔

چنانچہ شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات سلہویں باب میں اور چالیسویں باب میں فرماتے ہیں: إِنَّ الْعَصَا لَمْ تَلْقَفْ إِلَّا  
صُورَ الْحَيَاتِ مِنَ الْجِبَالِ وَالْعِصِيِّ۔ عصا موسوی نے صور حیات کا لقمہ کیا اور رسیاں اور لکڑیاں پڑی رہ گئیں۔

وَأَمَّا هِيَ فَقَدْ بَقِيَتْ وَلَمْ تَعْدِمْ كَمَا تَوَهَّمَهُ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ۔ لیکن عصا ثعبان مبین بن کر اسی صورت  
میں رہا اور ان کے جادو سے معدوم نہیں ہوا اسی بناء پر قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے تَلْقَفُ مَا صَنَعُوا۔ لقمہ کر گیا اسے جو  
انہوں نے بنایا اور رسیاں لکڑیاں ان کی بنائی ہوئی نہ تھیں۔

پھر جب آپ نے اسے پکڑا تو وہ عصا ہو گیا۔

اسی وجہ میں انہیں یقین ہوا کہ یہ سچے نبی ہیں اور سب نے آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ کہا پھر عطف بیان بِرَبِّ الْعَالَمِينَ  
پر رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ کیا یا بدل کیا۔ اس لئے کہ جہاں مشرکین فرعون کو بھی رَبِّ الْعَالَمِينَ کہتے تھے تو اس سے انہوں  
نے وضاحت کر دی کہ ہماری مراد موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے جس پر ہم ایمان لائے یا اس طرف اشارہ کیا جو موسیٰ علیہ  
السلام نے فرمایا تَحَابُّكُمْ وَرَبُّكُمْ الْوَالِدِينَ اور رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ گویا انہوں نے کہا

اَمْثَابِ رِبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي وَصَفَهُ مُوسَى وَهَارُونَ۔ ہم اس رب العالمین پر ایمان لائے جس کی صفت موسیٰ و ہارون نے بیان کی۔

اس کے بعد جب فرعون ذلیل ہو گیا اور جادو گروں نے سجدہ کر کے رب موسیٰ و ہارون کو مان لیا تو شرم و خجالت اٹھانے کی سعی ناکام کے اور غضب ناک ہو کر بولا:

قَالَ اَمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اِذْنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَيْدٌ كُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

تم ایمان لائے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے قبل اس کے کہ میں اجازت دوں بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا تو اب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ میں اجازت دے دیتا یا اس کی طرف سے اجازت ممکن تھی بلکہ وہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكْرٌ تُؤْتُوْهُ يَهْتَدٰى بِهٖ تِهٰرٰى ۙ چال تھی جو تم چلے گویا ملی بھگت یا ساز باز تھی تو اس کی سزا تمہیں معلوم ہوگی۔

لَا قَطْعَانَ اِيْدِيْكُمْ وَاٰخِرُ جُلُومِكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَا وَّصَلٰبَتِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾

میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے پیر کاٹوں گا اور تمہیں دار پر چڑھاؤں گا سب کو۔ یہ گویا بیان مفعول ہے محذوف کا تَعْلَمُوْنَ سے اور ایسی سزا عہد فرعون میں مروج تھی۔

قَالُوْا الْاَصِيْرُ ۗ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۴۰﴾

جادو گر بولے: لَا ضَرَرَ عَلَيْنَا ہمیں اس کی پرواہ نہیں تو ایسا کرے گا تو ہم ابھی رب سے جا ملیں گے جس پر ایمان لائے ہیں۔ ضمیر مصدر ہے ضار کا۔

گویا انہوں نے کہا موت تو لازمی آئی تھی اسباب میں کوئی سبب ہو سکتا ہے اور انقلاب الی اللہ لازمی تھا کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَمُتْ بِالسَّيْفِ مَاتَ بِغَيْرِهِ تَعَدَّدَتِ الْاَسْبَابُ وَالْمَوْتُ وَاٰخِرُ

جو تلوار سے نہ مرا وہ اس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے مرے گا۔ اسباب موت تو متعدد ہو سکتے ہیں مگر موت ایک ہی ہے۔

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا ۚ اِنَّا كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۱﴾

ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری خطائیں معاف کر دے تاکہ ہم اول مومنین میں داخل ہو جائیں۔

اور ان کا اول مومنین ہونے کی طمع کرنا۔

وہ یا تو اتباع فرعون سے اول مومنین ہے۔

یا اہل یوم الریثہ سے اول مومنین مراد ہے۔

یا اول مومنین اہل زمانہ سے مراد ہے۔

ایک قول ہے کہ جناب آسیہ زوجہ فرعون سب سے پہلے ایمان لا چکی تھیں اس کے بعد کفاح حز قیل ایمان لائے اور اس واقعہ کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والے یہ جادو گر ہی تھے تو اول مومنین کی طمع ان کی طرف سے صحیح ہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں رہے لیکن ان کی سرکشی بڑھتی ہی رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

## بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

وَ اَوْحَيْنَا اِلَىٰ مُوسَىٰ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِي اِنَّكُمْ مُّسَبِّحُونَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ تمہارا تعاقب ہونا ہے

فَاَرْسَلْنَا فِرْعَوْنَ فِي الْبَدَايِیْنِ حَشِرَیْنِ ﴿۵۳﴾

تو فرعون نے جمع کر کے بھیجے بستیوں میں جمع کرنے والے کہ یہ تھوڑے سے آدمی ہیں

وَ اِنَّهُمْ لَنَا لِعَاظُونَ ﴿۵۴﴾

اور بے شک وہ ہمارا دل جلاتے ہیں

وَ اِنَّا لَجَبِيْعٌ حٰذِرُونَ ﴿۵۵﴾

اور ہم سب چوکنے ہیں

فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِّنْ جَنَّتٍ وَّ عِیُوْنٍ ﴿۵۶﴾

تو ہم نے انہیں نکالا باغوں اور چشموں سے

وَ كُنُوْنَا وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۷﴾

اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے

كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنَا بَنِي اِسْرٰٓءِیْلَ ﴿۵۸﴾

ہم نے ایسا ہی کیا اور ان کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو

فَاتَّبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۵۹﴾

تو تعاقب کیا انہوں نے صبح ہوتے

فَلَمَّا تَرٰٓءَ الْجَبْعِیْنَ قَالِ اَصْحٰبُ مُوسٰی اِنَّا لَمُدْرٰكُوْنَ ﴿۶۰﴾

پھر جب مقابل ہو گئے دونوں گروہ موسیٰ والے بولے دشمن نے ہمیں آلیا

قَالَ كَلٰٓءَ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۱﴾

فرمایا موسیٰ نے ہرگز نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ابھی راہ دے گا

فَاَوْحَيْنَا اِلَىٰ مُوسٰی اَنْ اَضْرِبْ بِعَصٰكِ الْبَحْرَ ط

تو وحی کی ہم نے موسیٰ کو کہ ماریں اپنا عصا دریا میں تو پھٹ گیا تو ہو گیا دونوں طرف مثل پہاڑ کے

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۲﴾

اور پھر ہم نے داخل کیا اس جگہ دوسروں (دشمنوں) کو

وَ اَرْلَفْنَا نَمْلَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۶۳﴾

اور نجات دی ہم نے موسیٰ کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو

ثُمَّ اَعْرَفْنَا الْاٰخِرِيْنَ ط

پھر غرق کر دیا ہم نے دشمن کو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیةٌ وَّ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾

بے شک اس میں نشانی ہے اور اکثر ان میں سے مومن نہیں تھے

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهٗوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۵﴾

اور بے شک تمہارا رب عزت والا رحم فرمانے والا ہے

## حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

و۔ اور	اَوْحَيْنَا۔ وحی کی ہم نے	اِلَى۔ طرف	مُوسٰی۔ موسیٰ کی
اَنْ۔ یہ کہ	اَسْرِ۔ رات کو لے جا	بِعِبَادِي۔ میرے بندوں کو	اِنَّكُمْ۔ بے شک تم



فَأَرْسَلْنَا - تو بھیجے	فِرْعَوْنَ - فرعون نے	مُتَّبِعُونَ - پیچھا کئے جاؤ گے
حَشْرَيْنَ - اکٹھے کرنے والے	إِنَّ - بے شک	فِي - بیچ
قَلِيلُونَ - تھوڑی	وَ - اور	هَؤُلَاءِ - یہ
لَعَّابُطُونَ - غصہ دلاتے ہیں	وَ - اور	إِنَّهُمْ - بے شک وہ
حُدَاوُونَ - چوکنے ہیں	فَأَخْرَجْنَاهُمْ - تو ہم نے	إِنَّا - ہم
وَ - اور	عُيُونٍ - چشموں سے	أَنبِئْنَاكَ - انہیں نکالا
وَ - اور	مَقَامٍ - جگہ	وَ - اور
وَ - اور	أَوْرَثْنَاهَا - وارث کیا ہم	كَرِيمٍ - اچھی سے
بَنِي إِسْرَائِيلَ - اولاد یعقوب کو	فَاتَّبَعُوهُمْ - تو پیچھے لگے	نَاسٍ - اس کا
مُشْرِقِينَ - صبح ہوتے	تَرَاءَدَ دَكِيلًا	أَن - ان کے
قَالَ - کہا	أَصْحَابُ مُوسَى - موسیٰ کے ساتھیوں نے	الْجَعْنِ - دونوں نے
لَمَّا كُنَّا - پکڑے گئے	قَالَ - کہا موسیٰ نے	إِنَّا - بے شک ہم
مَعِيَ - میرے ساتھ	رَأَيْتَ - میرا رب ہے	إِنَّ - بے شک
فَأَوْحَيْنَا - تو وحی کی ہم نے	إِلَى - طرف	دَكَئِيكَ - مجھے
أَضْرِبْ - مار	بِعَصَاكَ - اپنا عصا	أَنْ - یہ کہ
فَكَانَ - تو ہو گیا	كُلُّ - ہر	فَانْفَلَقَ - تو پھٹ گیا
الْعَظِيمِ - بڑے کی	وَ - اور	كَالطُّورِ - مثل پہاڑ
الْآخِرِينَ - دوسروں کو	وَ - اور	ثُمَّ - اس جگہ
وَ - اور	مَنْ - جو	مُوسَى - موسیٰ کو
ثُمَّ - پھر	أَغْرَقْنَا - غرق کیا ہم نے	أَجْمَعِينَ - سب کو
فِي - بیچ	ذَلِكَ - اس کے	إِنَّ - بے شک
مَا كَانَ - نہیں تھے	أَكْثَرُهُمْ - اکثر ان کے	وَ - اور
وَ - اور	إِنَّ - بے شک	وَالِ - والے
الْعَزِيزُ - عزت والا	الرَّحِيمُ - رحم کرنے والا	لَهُوَ - وہی ہے

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيٰ إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ﴿۵۱﴾

یہاں درمیانی قصہ حذف فرما کر صرف وہ تذکرہ جو مصر سے بنی اسرائیل کے جانے کا ہے اسے بیان کیا ہے اس لئے کہ

قدرت کاملہ کا نشان اور فرعونوں کے کفر و انکار کا انجام ظاہر فرمانا مقصود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات چل دو تمہارا تعاقب ہوگا۔“

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ باذن فرعون نکل گئے اور بنی اسرائیل نے فرعونوں سے عید کے بہانے زیورات بھی مستعار لئے۔ جب یہ سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ہوئی کہ عید کا محض بہانہ تھا یہ تو ملک شام جا رہے ہیں یہ خبر پا کر فرعون نے ہرکارے گاؤں گاؤں بھیج دیئے کہ ہر بستی سے مدد کو آئیں اور ساتھ ہی اطمینان بھی دلادیا کہ یہ تھوڑی سی جماعت ہے اس سے خائف نہ ہوں چنانچہ فرمایا جاتا ہے:

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٥٧﴾ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٨﴾ وَاِنَّهُمْ لِنَالِغًا يَبْطُونَ ﴿٥٩﴾

تو بھیجے فرعون نے بستیوں میں جمع کرنے والے ہرکارے (اور ساتھ ہی اطمینان دلایا کہ) مختصر سی جماعت ہے جو ہمیں غصہ دلا رہی ہے۔

کہ ہم سے عید کا بہانہ کیا اور ہماری حکومت سے ہجرت کر رہے ہیں پھر ہمارے زیورات بھی مستعار مانگ کر لے گئے ہیں۔

وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰدِثُوْنَ ﴿٥٦﴾۔ اور ہم ان سے بے خبر نہیں بلکہ سب کے حال سے چوکنے ہیں۔

چنانچہ فرعون مع جمع کئے ہوئے لشکر جرار کے ان کے تعاقب کو نکلا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنَّتٍ وَعُيُوْنٍ ﴿٥٤﴾ وَ كُنُوْا مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٥﴾ كَذٰلِكَ ۙ

تو بظاہر ہم نے انہیں نکالا باغیچوں اور چشموں اور خزانوں اور اچھے رہنے کی جگہوں سے یہ جا رہے تھے تو بحیرہ قلزم کے

پاس پہنچے تو

فَاتَّبَعُوْهُمْ مُّسْرِقِيْنَ ﴿٥١﴾۔ تو فرعونوں نے صبح ہوتے انہیں آیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکمتیں خاص ہوتی ہیں بظاہر انہیں سخت نظر آتی ہیں اور ان کے پس پردہ فراخیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

كَذٰلِكَ ۙ وَاَوْسَرْنَا بِنِيْ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٦﴾۔ ایسے ہی طریقہ سے ہم نے انہیں فرعونوں کا وارث کیا۔

تو جب وہ صبح اپنا لشکر لے کر آگیا تو بنی اسرائیل عجب کشمکش میں مبتلا تھے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن پیچھے لشکر فرعون اس طرح سے تعاقب میں آچکا تھا کہ اس میں سات لاکھ دس ہزار تو محض نو جوان ہی تھے اور ہامان کے زیر قیادت اس کے علاوہ علیحدہ علیحدہ صوبوں کے راجے دس دس ہزار مسلح جوان لئے آ رہے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کل چھ لاکھ بیس ہزار تھے۔ ان میں اکثر غیر مسلم تھے۔

### وَاَوْسَرْنَا بِنِيْ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٦﴾ کی تفسیر اور دفع مغالطہ

بعض مفسرین نے ہاکی ضمیر کو فرعونوں کے خاص باغات اور چشموں و خزانوں کی طرف راجع مانا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ فرعونوں کے غرق کے بعد واپس مصر آگئے اور ان کے باغ چشمے اور خزانوں پر قبضہ کر لیا حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ بحیرہ قلزم کو عبور کر کے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیبہ کی وادی سے نکلے پھرے اور مصر واپس نہ آئے۔ اور فرعون مغز اپنے لشکر کے جب غرق ہو گیا تو اس کے بعد دوسرا فرعون تخت نشین ہوا جس کی سلطنت کو بخت نصر بابلی

نے تباہ کیا۔ چنانچہ بیضاوی شریف میں صحیح تفسیر بیان ہوئی جو تاریخ سے بھی منطبق ہے۔ حَيْثُ قَالَ۔ وَ مِثْلُ ذَلِكَ الْمَقَامِ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَى أَنَّهُ صِفَةُ مَقَامٍ۔ جس سے معنی صاف ہو گئے کہ ایسے ہی مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث کیا ملک شام و فلسطین میں کہ جو ویسے ہی عمدہ اور پر فضاء تھے جیسے کہ مصر میں وہاں باغ بھی تھے اور چشمے بھی اور انہیں خزانے بھی ویسے ہی عطا کئے جیسے فرعونوں کے پاس تھے۔ چنانچہ سورہ دخان میں بھی ایسا ہی فرمایا کہ تَرَ كُؤُومِنَ جَنَّتٍ وَ عِيُونٍ ۝۱۵ وَ ذُرُوعٍ وَ مَقَامٍ كَرِيمٍ ۝۱۶ وَ نَعْمَةٌ كَانُوا فِيهَا فَاكِرِينَ ۝۱۷ كَذَلِكَ تَوَّأَسْتُمْ بِمَا آخَرْتُمْ ۝۱۸۔

دوسرے یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ غرق کے بعد سلطنت فرعون پر اور کوئی بنی اسرائیلی مصر کا بادشاہ نہیں ہوا خصوصاً وہ اسرائیلی جو موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تھے وہ تو برسوں تیرے میں ٹکراتے پھرے پھران پر من و سلوئی نازل ہوا اور کیا کیا ہوا تفصیل سب کی اپنے اپنے مقام پر آچکی اور آئے گی۔ غرض کہ

فَلَمَّا تَرَأَى الْجِبْعِينَ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّ آلَهُدَّ مَأْكُونٌ ۝۱۱۔

تو جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ والے بولے موسیٰ (علیہ السلام) ہمیں تو دشمن نے آیا۔ اب ہم کہاں جائیں کیا کریں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں تسلی دی اور فرمایا جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: قَالَ كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝۱۲۔

آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب کوئی راہ دکھاتا ہے۔

جس سے ہم تم فرعون سے نجات پائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۝۱۳۔

تو ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ اپنا عصا دریا میں مارو تو پھٹ گیا وہ دریا اور دونوں طرف پانی زبردست ٹیلے ہو گئے۔

جس میں سے بنی اسرائیل عبور کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پار ہو گئے۔

وَازْلِفْنَا لَهَا الْآخِرِينَ ۝۱۴۔ اور ان کی جگہ ہم دشمن کو لے آئے۔

جب وہ اسی پھٹے دریا میں آ گئے تو

وَآنَجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْبَعِينَ ۝۱۵ ثُمَّ آخَرْنَا الْآخَرِينَ ۝۱۶۔

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو مع ان کے ساتھیوں کے نجات دی فرعونوں کو پھر اسی پھٹے ہوئے دریا میں غرق کر دیا۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۷ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۱۸۔

اس میں ہمارے نشان قدرت ہیں اور اکثر ان کے ایمان والے نہیں اور بے شک تمہارا رب زبردست ہے اور رحم والا۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

وَآَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اسْرِ بِعِبَادِي ۖ إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ۝۱۹۔

اور وحی کی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کہ راتوں رات یہاں سے میرے بندوں کو لے کر چلے جاؤ بے شک تم تعاقب

کئے جاؤ گے۔

اس کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ ذَلِكَ بَعْدَ سِنِينَ أَقَامَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْحَقِّ وَ



يُظْهِرُ لَهُمُ الْآيَاتِ فَلَمْ يَزِيدُوا إِلَّا عُتُوًّا وَعِنَادًا حَسْبَمَا فُصِّلَ فِي سُورَةِ الْأَعْرَافِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ-

إِنَّكُمْ مُتَّبِعُونَ- تَعْلِيلٌ لِلْأَمْرِ بِالْإِسْرَاءِ أَيْ يَتَّبِعُكُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ مُصْبِحِينَ فَاسْرِ لَيْلًا بِمَنْ مَعَكَ حَتَّى لَا يُدْرِكُوكُمْ قَبْلَ الْوُصُولِ إِلَى الْبَحْرِ بَلْ يَكُونُوا عَلَى إِثْرِكُمْ حِينَ تَلْجُونَ الْبَحْرَ فَيَدْخُلُونَ مَدَاخِلَكُمْ فَأُطْبِقُهُ عَلَيْهِمْ فَأَغْرِقُهُمْ-

اور اس کوچ کے چند سال بعد مقابلہ جادوگروں سے ہوا اور آپ فرعونوں میں رہ کر دعوت اسلام دیتے رہے اور معجزات سے ان پر غالب رہے مگر ان میں سوائے نافرمانی اور عناد پروری کے کوئی ہدایت نہ آئی۔ جس کی تفصیل سورہ اعراف میں گزر چکی۔ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ- جیسا کہ فرمایا ہم نے متبعین فرعون کو قحط کے ساتھ پکڑا۔

یہاں جو حکم ہے کہ ہم نے وحی فرمائی کہ آپ مع اپنے متبعین کے راتوں رات نکل جائیں ان کی تعلیل بتائی کہ پھر فرعون مع لشکر کے آپ کا تعاقب کرے گا صبح کے وقت لہذا آپ راتوں رات چل دیں تاکہ کسی کو خبر نہ ہو اور وہ آپ کو نہ پاسکے دریائے نیل کے پہنچنے تک بلکہ وہ کھوج لیتا ہوا آپ کے پاس آئے دریا میں داخل ہو چکے ہو تو وہ بھی اسی راہ سے دریا عبور کرے گا جس سے آپ داخل ہوں گے تو انہیں پانی گھیر کر غرق کر دے گا۔

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٥٧﴾

(تو جب فرعون نے سنا کہ وہ راتوں رات یہاں سے نکل گئے) تو فرعون نے ہر کارے قریہ قریہ بھیجے تاکہ اس کی مدد کے لئے لوگ جمع ہو جائیں۔ اور ان کو پورا اطمینان دلایا کہ

إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٨﴾

یہ لوگ مختصر سے ہیں یعنی طَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے چھوٹی سی ایک جماعت ہے۔

ایک قول ہے: هِيَ السَّفَلَةُ مِنْهُمْ یہ معمولی نیچے درجے کے لوگ ہیں۔

ایک قول ہے: شِرْذِمَةٌ قَلِيلَةٌ بَقِيَّةُ كُلِّ شَيْءٍ خَسِيسٌ۔ ذلیل لوگوں کے بچے ہوئے۔ محاورہ میں کہتے ہیں:

ثُوبٌ شِرْذَامٌ وَ شِرْذَامَةٌ۔ کپڑے کی دھجیریں جو بیکار ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بہت تھوڑے اور کمزور لوگ ہیں۔

گویا فرعون نے قریہ کے لوگوں کے حوصلہ بڑھانے کو لَشِرْذِمَةٌ کہہ کر قَلِيلُونَ اور کہا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے اور باطمینان تیار ہو کر آئیں۔

چنانچہ ابن ابی حاتم سدی رحمہما اللہ سے راوی ہیں: إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فِي سِتِّمِائَةِ أَلْفٍ وَ عِشْرِينَ أَلْفًا لَا يُعَدُّ فِيهِمْ أَبْنُ عِشْرِينَ لِيَصْغُرَهُ وَلَا ابْنُ سِتِّينَ لِيَكْبُرَهُ۔ موسیٰ علیہ السلام جب نکلے تو چھ لاکھ اور بیس ہزار کی ایسی جمعیت آپ کے ساتھ تھی جن میں خورد بیس سال کی عمر سے کم نہ تھے اور بڑوں میں ساٹھ سالہ کوئی نہ تھا۔

اور فرعون کا مقدمہ الجیش ہا مان سات لاکھ دس ہزار نو جوانوں کے ساتھ چلا تھا اور اس کے پیچھے پانچ لاکھ دس ہزار سونے کے کنگن والے راجے مہاراجے تھے اور ہر ایک کے ساتھ ہزار ہزار مسلح فوج تھی۔ پھر خود ایک جمع عظیم لے کر نکلا تھا جس میں سات لاکھ ستر ہزار نو جوان تھے جن کے سروں پر موتی کے بیضے تھے اور ارباب سیر نے اس سے بھی زیادہ مبالغے کئے ہیں۔

واللہ اعلم۔

اور یہود میں جو روایت مشہور ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا حِينَ خَرَجُوا مِنْ مِصْرَ سِتْمِائَةَ  
أَلْفٍ رَجُلٍ خَلَا الْأَطْفَالَ وَهُوَ صَرِيحٌ مَا فِي التَّوْرَةِ الَّتِي بَايَدِيهِمْ۔ بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے چھ لاکھ مرد  
تھے علاوہ بچوں کے اور یہ اس تورات میں صراحتہ موجود ہے جو آج کل ان میں موجود ہے۔

بہر حال تعاقب فرعون یعنی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مع اپنے متبعین کے نکلنا قطعی ہے اس سے انکار نہیں ہوتا  
اب یہ کہ وہ کتنے تھے اور فرعونی کتنے اس پر سیر کی روایات کے سوا اور کوئی سند نہیں اس تعداد کو اللہ عزوجل جانتا ہے یا اس کا  
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَاطُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَبِيحٌ حَذِرُونَ ﴿٥٦﴾۔

(اور فرعون نے یہ بھی کہا) موسیٰ کی جمعیت نے ہم کو غضب ناک کر دیا ہے حالانکہ ہم سب مسلح ہیں۔  
لَغَاطُونَ۔ غیظ سے ہے۔ یعنی ہمارے حکم کی خلاف ورزی کرنے اور مصر سے چلے جانے کی وجہ میں ہمیں ان پر غصہ

ہے۔

حَذِرُونَ۔ یعنی اِنَّا لَجَمْعٌ مِّنْ عَادَاتِنَا الْحَذِرُ۔ ہم اس جماعت سے ہیں کہ ہماری عادت میں ہمیشہ ہشیار رہنا

ہے۔

پھر یہ غصہ اس وجہ میں بھی ہے کہ وَالْخُرُوجُ بِغَيْرِ إِذْنِنَا مَعَ مَا عِنْدَهُمْ مِّنْ أَمْوَالِنَا الْمُسْتَعَارَةِ۔ اول بلا  
اجازت چل دینا دوسرے ہمارے زیورات مستعار لے کر چل دینا۔ اس واقعہ کو

یوں روایت کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَهُمْ اَنْ يَّسْتَعْبِرُوا الْحُلٰی مِنَ الْقِبْطِ فَاَسْتَعَارُوْهُ وَ خَرَجُوْا  
بِه۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم تھا کہ چلتے وقت قبطیوں سے زیور مستعار لے کر جانا تاکہ وہ مال کی محبت میں غضب ناک ہو کر  
تعاقب کریں۔

حَازِرٌ۔ پراہن عباس اور ابن جبیر اور ضحاک علیہم رضوان یہی کہتے ہیں: اِنَّ الْحَازِرَ النَّامُ السَّلَاحِ جِيسَا كَهَذَا  
حَدَّثَنَا كُرَّانٌ كَرِيمٌ فِيْهِ۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنَّتٍ وَعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوْا وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾۔

تو نکالا ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو باغیچوں اور چشموں سے اور خزانوں اور اچھی رہنے کی جگہ سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ فِرْعَوْنَ وَجُنُوْدَهُ اَيُّ خَلَقْنَا فِيْهِمْ دَاعِيَةَ الْخُرُوْجِ بِهَذَا السَّبَبِ الَّذِي  
تَضَمَّنَتْهُ الْاَيَاتُ الْثَلَاثُ فَحَمَلْنَاهُمْ عَلَيْهِ۔ یعنی فرعون اور اس کے لشکر کے نکلنے کے اسباب ان کے باغیچوں اور چشموں  
سے ہم نے پیدا فرمادئے جو ان کے نکلنے کی طرف مقتضی تھے اور وہ اسباب وہی ہیں جو گزشتہ تین آیتوں میں بیان ہو چکے۔

اس کے محل نیل کے کنارے پر تھے اور وہیں باغ تھے اور ان میں چشمے اور کنوز خزانے یہ زمین کے اندر دفن تھے اس لئے  
کہ باہر کا مال تو ضرورت معاش پر خرچ ہوتا رہتا ہے اور کنز وہی ہے جو زمین میں محفوظ ہو۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ اَكْثَرُ جَهْلَةَ اَهْلِ الْمِصْرِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ هَذَا الْكُنُوْزَ فِي الْمَقْتَمِ مِنْ

أَرْضِ مِصْرَ وَإِنهَا مَوْجُودَةٌ إِلَى الْآنِ وَقَدْ بَدَلُوا عَلَى إِخْرَاجِهَا أَمْوَالًا كَثِيرَةً شَيَاطِينُ الْغَرْبِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ فَلَمْ يَظْفَرُوا إِلَّا بِالتُّرَابِ أَوْ حَجَرِ الْكَذَّانِ۔ اکثر جہلاء مصر اب تک اس گمان میں ہیں کہ وہ خزانے مصر کی زمین کے چوپچوں میں آج تک موجود ہیں اور اس کے نکالنے پر شیاطین غریبہ بہت کچھ مال خرچ کرتے ہیں مگر آج تک کامیاب نہیں ہوئے سوامٹی اور پتھر کے۔

مقام کریم سے مراد وہ مکانات ہیں جس میں مصر کے حسین رہتے تھے کَمَا قَالَ النَّقَّاشُ۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد امراء قوم کی کوٹھیاں ہیں جس میں اشراف مصر اور حکام رہتے تھے۔

كَذَلِكَ ۙ وَأَوْسَاهُنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝۵۱

ایسے ہی انہیں نکالا اور اس پر وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو۔

واحدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى رَدَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَى مِصْرَ بَعْدَ مَا أَغْرَقَ فِرْعَوْنَ وَ قَوْمَهُ فَأَعْطَاهُمْ جَمِيعَ مَا كَانَ لِقَوْمِ فِرْعَوْنَ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْعَقَارِ وَالْمَسَاكِينِ۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر میں بعد غرق واپس آباد کیا اور انہیں جو کچھ قوم فرعون کے مال اور زمین اور محل تھے سب عطا کئے۔ لیکن یہ واقعہ تاریخ کے خلاف ہے اور قاضی بیضاوی رحمہ اللہ بھی اس کے مخالف ہیں۔

ایک روایت حسن سے ہے کہ جب دریائے نیل عبور کر کے بنی اسرائیل پار ہو گئے اور فرعون مع لشکر غرق دریا ہو گیا تو وہ واپس لوٹ کر مصر آ گئے اور قطبیوں کے گھرباغات اور مال سب پر قابض ہو گئے۔ لیکن یہ روایت بھی ویسی ہی ہے جیسی پہلی تھی۔ آ لوسی فرماتے ہیں: رَأَيْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّهُمْ رَجَعُوا مَعَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بَقُوا مَعَهُ فِي مِصْرَ عَشْرَ سِنِينَ۔ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ یہ لوگ معہ موسیٰ علیہ السلام لوٹ کر آئے اور مصر میں دس سال رہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ أَنَّهُ رَجَعَ بَعْضُهُمْ بَعْدَ إِغْرَاقِ فِرْعَوْنَ وَ هُمُ الَّذِينَ أُورِثُوا أَمْوَالِ الْقِبْطِ وَ ذَهَبَ الْبَاقُونَ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَرْضِ الشَّامِ۔ بعض ان میں سے لوٹ کر مصر آ گئے جب فرعون غرق ہو گیا یہ وہ ہیں جو اموال قبط کے وارث بنے اور باقی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ارض شام چلے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب اور وہ روایت جو تاریخ کے موافق ہے وہ یہ ہے:

أَنَّهُمْ بَعْدَ أَنْ جَاوَزُوا الْبَحْرَ ذَهَبُوا إِلَى الشَّامِ وَلَمْ يَدْخُلُوا مِصْرَ فِي حَيَاتِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَلَكَوْهَا زَمَنَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ بنی اسرائیل عبور قلمزم کے بعد شام چلے گئے اور مصر نہیں آئے عین حیات موسیٰ علیہ السلام میں اور اماکن فرعون پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں وارث بنے اور قابض ہوئے۔

اور کتب یہود میں اور توریت میں بھی جو آج یہودیوں کے پاس ہے یہی ہے:

إِنَّهُمْ بَعْدَ أَنْ جَاوَزُوا الْبَحْرَ تَوَجَّهُوا إِلَى أَرْضِ الشَّامِ وَقَدْ فَصَلَتْ قِصَّةُ ذَهَابِهِمْ إِلَيْهَا وَ أَكْثَرُ التَّوَارِيخِ عَلَى هَذَا۔ بنی اسرائیل دریا عبور کر کے ارض شام کی طرف چلے گئے اور ان کے جانے کا مفصل حال بھی لکھا ہے اور اکثر تواریخ بھی اسی کی شاہد ہیں۔

اور آ لوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ ظَوَاهِرُ كَثِيرٍ مِّنَ الْآيَاتِ تَقْتَضِي مَا ذَكَرَهُ الْوَاحِدِيُّ وَاللَّهُ تَعَالَى



أَعْلَمُ - زیادہ ظاہر آیات قرآنی اسی کی مقتضی ہیں جو علامہ واحدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا۔ پھر لشکر فرعون کا تذکرہ ہے۔  
فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ⑩ - تو تعاقب کیا فرعونوں نے صبح ہوتے۔

أَشْرَقَ - اس وقت بولتے ہیں جب کوئی صبح کے وقت آئے اس کے معنی أَصْبَحَ ہوتے ہیں یعنی دَخَلَ فِي وَقْتِ الصُّبْحِ - اور اَمْسَى کے معنی ہوتے ہیں دَخَلَ فِي وَقْتِ الْمَسَاءِ -  
ابو عبیدہ رحمہ اللہ اس کے معنی تَوَجَّهَ لیتے ہیں یعنی صبح کو وہ متوجہ ہوئے۔

سدی اس واقعہ کی یہ تفصیل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قبٹیوں پر رات موت کی کیفیت طاری فرمادی تو موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ نکلتے رہے اور وہ ان کے دفن میں رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اور اسی کے مثل توریت میں ہے کہ ان کے جانور مر گئے۔ مختصر یہ کہ

فَلَمَّا تَرَأَى الْجَعْنُ - جب قریب ہو گئیں دونوں جماعتیں اور ایک نے دوسرے کو دیکھا۔

چنانچہ توریت بھی ایسا ہی کہتی ہے: فَلَمَّا طَلَبَهُمْ فِرْعَوْنُ وَرَأَى جُنُودَهُ خَافُوا جِدًّا وَ لَامُوا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْخُرُوجِ وَقَالُوا لَهُ أَمِنَ عَدَمُ الْقُبُورِ بِمِصْرَ أَخْرَجْتَنَا لِنَمُوتَ فِي الْبَرِّ أَمَا قُلْنَا لَكَ دَعْنَا نَخْدِمُ الْمِصْرِيِّينَ فَهُوَ خَيْرٌ مِّنْ مَّوْتِنَا فِي الْبَرِّ -

تو جب فرعون انہیں ڈھونڈتا آ گیا اور اس کے پیچھے اس کا لشکر تھا تو بنی اسرائیل خوفزدہ ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ تم نے ہمیں مصر سے نکال کر جنگل میں مارا کیا ہم نہ کہتے تھے کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں گے یہ ہمیں بہتر ہے جنگل کی موت سے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَخَافُوا وَانظُرُوا إِغَاثَةَ اللَّهِ تَعَالَى لَكُمْ - تم خوف نہ کرو اور اللہ عزوجل کی مدد کی طرف نظر رکھو۔

ثُمَّ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى مُوسَى أَنْ يُضْرِبَ بِعَصَاهُ الْبَحْرَ - پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا دریا میں ماریں۔

فَتَحَوَّلَ عُمُودُ الْغَمَامِ إِلَى وَرَائِهِمْ وَ صَارَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ فِرْعَوْنَ وَ جُنُودِهِ وَ دَخَلَ اللَّيْلُ وَ لَمْ يَتَقَدَّمْ أَحَدٌ مِّنْ جُنُودِهِ فِرْعَوْنَ طُولَ اللَّيْلِ وَ شَقَّ الْبَحْرُ ثَمَّ دَخَلَ بَنُو إِسْرَائِيلَ -

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اور فرعونوں کے مابین ایک کالا ابر حائل کر دیا اور رات ہو گئی جس سے لشکر فرعون رات بھر آگے نہ بڑھ سکا اور دریا شق ہو گیا پھر بنی اسرائیل اس سے پار ہو گئے۔ جس کا تذکرہ یوں بیان فرمایا:

قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّ الْهَدْمَ رَاكُونَ ⑪ -

بولے بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے ہم کو تو فرعون نے آیا۔ اب ہم کیا کریں اب تو بری طرح پھنسے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:

قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ⑫ -

فرمایا موسیٰ نے ہرگز ایسا نہیں بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے جو اب راستہ دیتا ہے تم گھبراؤ نہیں۔

اس جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے إِنَّ مَعِيَ رَبِّي فرمایا إِنَّ مَعَنَا رَبُّنَا نہیں کہا اس لئے کہ اب بنی اسرائیل میں وہی

تھے جن پر قبیلوں کا ساتھ دینے کے باعث قحط آیا، خون برسا اور کیا کیا ہوا۔

یہ مضمون بھی خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دال ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّ مَعِيَ رَبِّيٰ فرمایا اور بنی اسرائیل کو شامل نہ کیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فرما کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ شامل رکھا۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فِي تَوْجِيهِ عَدَمِ اِشْتِرَاكِهِمْ اِنَّهُ لِلْحَضَرِ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِمْ اَيْضًا عَلٰى مَعْنٰى اِنَّ مَعِيَ اَوْلًا وَّ بِالذَّاتِ رَبِّي لَا مَعَكُمْ كَذٰلِكَ۔

وَقِيلَ قَدْ اَمَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اُنْحَرَتْ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا لِاَنَّ الْمُخَاطَبَ هُنَا بَنُو اِسْرَائِيْلَ وَ هُمْ اَغْيَاءُ يَعْرِفُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعْدَ النَّظْرِ وَ السَّمَاعِ مِنْ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَ الْمُخَاطَبُ هُنَا الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ هُوَ مِمَّنْ يَرٰى اللّٰهَ تَعَالٰى قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَ لِاِخْتِلَافِ الْمَقَامِ نَظْمَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَاحِبَهُ مَعَهُ فِي الْمَعِيَةِ وَ لَمْ يُقَدِّمْ لَهُ وَ دَعَا وَ زَجَّرَا وَ خَاطَبَهُ عَلٰى نَحْوِ مُخَاطَبَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عِنْدَ تَسْلِيْتِهِ بِمَا صُوْرَتُهُ النَّهْيُ عَنِ الْحَزْنِ اِنْتَهٰى مُخْتَصَرًا۔  
فَاَوْحٰى اِلٰى مُوسٰى اَنْ اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

تو وحی کی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہ مار اپنا عصا دریا میں۔

یعنی قلمزم میں صحیح یہی ہے۔

اور ایک قول ہے کہ وہ دریا مصر کے پیچھے تھا جسے اساف کہتے تھے۔

اور ایک قول ہے کہ وہ نیل تھا۔

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ لَمَّا اَنْتَهٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بَنُو اِسْرَائِيْلَ اِلَى الْبَحْرِ قَالَ مُؤْمِنُ اِلِ فِرْعَوْنَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَيْنَ اَمِرْتُ فَاِنَّ الْبَحْرَ اَمَامَكَ وَ قَدْ غَشِيْنَا اِلِ فِرْعَوْنَ فَقَالَ اَمِرْتُ بِالْبَحْرِ فَافْتَحَمَ مُؤْمِنُ اِلِ فِرْعَوْنَ فَرَسَهُ فَرَدَّهُ التِّيَارُ فَجَعَلَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَدْرِى كَيْفَ يَصْنَعُ وَ كَانَ اللّٰهُ قَدْ اَوْحٰى اِلَى الْبَحْرِ اَنْ اَطِعَ مُوسٰى وَ اٰيَتُهُ ذٰلِكَ اِذَا ضَرَبَكَ بِعَصَاهُ فَاَوْحٰى اللّٰهُ اِلَى مُوسٰى اَنْ اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

جب موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل دریا تک آگئے تو مومن آل فرعون بولایا نبی اللہ! اب کہاں کا حکم دیتے ہیں اس لئے کہ دریا آپ کے آگے ہے اور لشکر فرعون نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے حکم دریا کا ہے تو مومن آل فرعون نے اپنا گھوڑا اور یا میں ڈال دیا تو اسے موجوں نے رو کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام حیران تھے کہ کیا کریں اور اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) کی اطاعت کرو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تجھے اپنے عصا سے ماریں (تو ان کی اطاعت کرنا) تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ عصا مبارک دریا میں مارو۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم محمد بن حمزہ بن یوسف رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا اَنْتَهٰى اِلَى الْبَحْرِ قَالَ "يَا مَنْ كَانَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَ الْمَكُوْنُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَ الْكَائِنُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْ لَنَا

مَخْرَجًا“ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

جب موسیٰ علیہ السلام دریا پر پہنچ گئے تو آپ نے یہ دعا کی جس کے الفاظ نقل ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اپنا عصا دریا میں مارو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَالْيَكِ الْمُسْتَكِي وَالْيَكِ الْمُسْتَعَاثُ وَانْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اور درمنثور میں ہے بروایت ابن مردويه ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ یہ دعا انفلاق بحر کے وقت کی

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿١١﴾۔

تو دریا پھٹ کر دونوں طرف بھاری پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

طود عربی میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور صحاح میں بھی الطود الجبل ہی آیا ہے۔

وَالْمُرَادُ بِالْفِرْقِ قِطْعَةٌ مِّنَ الْمَاءِ ارْتَفَعَتْ فَصَارَ مَا تَحْتَهَا كَالسِّرْدَابِ عَلَىٰ مَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْأَجَلَّةِ۔ ٹکڑے ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ پانی کا حصہ بلند ہو کر نیچے سے راستہ بن گیا اور پانی سرنگ یا درہ کی صورت جم گیا جیسا کہ بعض اکابر نے بیان کیا ہے۔

پھر اس پر بھی بحث کی گئی کہ وہ ایک راستہ بنا، یا بارہ راستے ہوئے۔

اس پر محققین فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل بارہ اسباط میں منقسم تھے اور ہر ایک اپنے لئے راستہ علیحدہ چاہتا تھا اس لئے بارہ راستے بنے۔

اور ہر ایک قبیلہ برابر چلنا چاہتا تھا اس لئے بارہ راستے ضروری تھے۔

پھر ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا ہمیں خوف ہے کہ ہمارا دوسرا قبیلہ جس راہ سے جائے وہ غرق نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پانی کی دیواروں میں جھروکے نکال دیئے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھتے چلیں۔

تو جب یہ پار ہو گئے تو اس راہ سے فرعون مع لشکر تعاقب کو چلا۔

فَخَرَجُوا وَغَشِيَ اَعْدَانَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔ تو جب وہ سب نکلنے لگے تو پانی نے گھیر لیا جس کا تذکرہ آگے فرمایا:

وَازْلَفْنَاكُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٢﴾۔ اَزْلَفْنَا اَدْخَلْنَا۔

پھر داخل کیا ہم نے پچھلوں کو اسی راہ میں یعنی فرعون اور اس کے لشکر کو۔

اَزْلَفْنَاكُمُ الْاٰخِرِيْنَ کے بعض نے معنی جمعنا کئے۔ بعض نے قَرَبْنَا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اَدْخَلْنَا کئے ہیں۔

وَ اَنْجَيْنَا مُوسٰى وَمَنْ مَّعَهُ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٤﴾۔

اور نجات دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے ساتھیوں کو سب کو۔ پھر غرق کیا ہم نے پچھلوں کو یعنی فرعون اور اس کے لشکریوں کو۔



إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥﴾ -

ان تمام میں یقیناً نشانیاں ہیں اور اکثر ان قبیلوں میں ایمان نہیں لائے اور بے شک اے محبوب تیرا رب زبردست اور رحم فرمانے والا ہے۔

یعنی عصا کا ثبوان مبین ہونا، دست موسوی کا ید بیضا بننا، فلق بحر اور عبور بنی اسرائیل قلم سے یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ لیکن قوم فرعون کی اکثریت جسے قبلی کہا جاتا ہے امر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی۔ اور وہ بڑھیا جس کا نام مریم بنت یاموٹ تھا جس نے قبر یوسف علیہ السلام کا پتہ دیا تھا وہ ضرور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اور یہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کی بیٹی تھی اور یہ موسیٰ علیہ السلام سے بھی رشتہ میں قریب تھی اور اکثر بنی اسرائیل بھی یقین کرنے میں مذذب تھے اسی وجہ میں انہوں نے پھڑا پوجا انہیں مومن نہیں کہا جاسکتا۔ چنانچہ آ لوسی فرماتے ہیں۔

وَأَمَّا مَا قِيلَ مِنْ أَنْ ضَمِيرَ أَكْثَرُهُمْ لِأَهْلِ عَصْرِ فِرْعَوْنَ مِنَ الْقَبْطِ وَغَيْرِهِمْ وَإِنَّ الْمَعْنَى وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ لِأَهْلِ مِصْرَ مُؤْمِنِينَ حَيْثُ لَمْ يُؤْمِنْ مِنْهُمْ إِلَّا أَسِيَةُ وَمُؤْمِنٌ آلِ فِرْعَوْنَ وَالْعَجُوزُ الَّتِي دَلَّتْ عَلَى قَبْرِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَنُو إِسْرَائِيلَ بَعْدَ مَا نَجَّوْا - اور حزقیل جو خفیہ مومن تھے۔

اور یہ جو قرآن پاک میں وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ہے اس میں ضمیر اہل عصر فرعون قبلی وغیرہ کی طرف ہے اور وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ سے مراد اہل مصر ہیں جو ایمان نہیں لائے۔ سوائے حضرت آسیہ آل فرعون کا مومن اور وہ بڑھیا جس نے قبر یوسف علیہ السلام کا پتہ دیا تھا اور بنی اسرائیل جو بعد نجات مومن رہے۔ اور تمام منکرین کی ہلاکت اس لئے نہیں ہوئی کہ

إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥﴾ -

بے شک تمہارا رب زبردست قوت والا ہے اور بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

اور پڑھوان پر خیر ابراہیم کی جب اس نے اپنے باپ اور

قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو

بولے ہم تو بتوں کو پوجتے ہیں ان کے سامنے آسن

مارے رہتے ہیں

فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو

یا تمہیں نفع و نقصان دیتے ہیں

بولے یہ تو کچھ نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی

کرتے پایا

فرمایا کیا تم دیکھتے ہو یہ جنہیں پوج رہے ہو

تم اور تمہارے پہلے باپ دادا

بے شک وہ میرے دشمن ہیں مگر وہ رب العالمین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿١١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَ

قَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿١٢﴾

قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظُنُّهَا عَافِيِينَ ﴿١٣﴾

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمُ إِذْ تَدْعُونَ ﴿١٤﴾

أَوْ يَنْفَعُونَكُمُ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿١٥﴾

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿١٦﴾

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿١٧﴾

أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ إِلَّا قَدَمُونَ ﴿١٨﴾

فَأَنَّهُمْ عُدُوِّي وَإِلَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩﴾

جس نے مجھے پیدا کیا تو وہی مجھے راہ دے گا  
 اور وہ جو کھلاتا اور پلاتا ہے  
 اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے  
 اور وہ جو مجھے مارے گا اور زندہ کرے گا  
 اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطا میں قیامت  
 کے دن معاف کرے گا

اے میرے رب دے مجھے حکم اور ملا مجھے نیکوں میں  
 اور کر میری ناموری پچھلوں میں  
 اور کر مجھے ان میں سے جو نعمت کے باغیچوں کے وارث ہیں  
 اور بخش دے میرے باپ کو بے شک وہ گمراہوں میں  
 سے ہے

اور نہ رسوا کر مجھے جس دن اٹھائے جائیں گے  
 جس دن مال کام آئے نہ اولاد  
 مگر جو اللہ کے حضور حاضر ہو قلب سلیم سے  
 اور قریب لائی جائے جنت پر ہیزاروں کے لئے  
 اور ظاہر کیا جائے جہنم کو گمراہوں پر  
 اور ان سے کہا جائے کہاں ہیں وہ جنہیں تم پوجتے تھے  
 اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے  
 تو اوندھے ڈالے جائیں جہنم میں وہ اور سب گمراہ  
 اور ابلیس کا لشکر بھی تمام  
 کہیں گے اور وہ اس میں جھگڑتے ہوں گے  
 خدا کی قسم بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے  
 جبکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے  
 اور ہمیں گمراہ نہ کیا مگر مجرموں نے  
 تو اب نہیں کوئی ہمارا سفارشی  
 اور نہ غمخوار دوست

تو اگر ہمارے لئے پھر جانا ہوتا تو ہم مومن ہو جاتے  
 بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں سب ایمان

الذی خلقنی فهو یهدین ۱۸۱  
 والذی هو یطعیننّی ویسقین ۱۸۲  
 واذامرّضت فهو یشفین ۱۸۳  
 والذی یتیتنی ثم یحیین ۱۸۴  
 والذی اطعم ان یغفر لی خطیئتی یوم  
 الدین ۱۸۵

ربّ هب لی حکماً و آلحقی بالصلحین ۱۸۶  
 واجعل لی لسان صدق فی الآخرین ۱۸۷  
 واجعلنی من ورثة جنة النعیم ۱۸۸  
 واغفر لابنی انّه کان من الضالین ۱۸۹

ولا تخزنی یوم یبعثون ۱۹۰  
 یوم لا ینفع مال ولا بنون ۱۹۱  
 الا من اتى الله بقلب سلیم ۱۹۲  
 وازلفت الجنة للمتقین ۱۹۳  
 وبرزت الجحیم للغوین ۱۹۴  
 وقیل لهم ایما کنتم تعبدون ۱۹۵  
 من دون الله هل یضر وکم اوینتصرون ۱۹۶  
 فلیکبوا فیها هم والغاوان ۱۹۷  
 وجنود ابلیس اجعون ۱۹۸  
 قالوا وهم فیها یختصون ۱۹۹  
 تالله ان کنا لفی ضلّ مبین ۲۰۰  
 اذ نسوینکم ربّ العالمین ۲۰۱  
 وما اصلنا الا المجرمون ۲۰۲  
 فما لنا من شافین ۲۰۳

ولا صدیق حینم ۲۰۴  
 فلو ان لنا کثرة فتکون من المؤمنین ۲۰۵  
 ان فی ذلک لآیة و ما کان اکثرهم

مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲﴾

والے نہ تھے

اور تمہارا رب عزت والا مہربان ہے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۳﴾

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

و۔ اور	اِثْلُ - پڑھ	عَلَيْهِمْ - ان پر	نَبَأُ - خبر
اِبْرَاهِيمَ - ابراہیم کی	اِذْ - جب	قَالَ - کہا اس نے	لِابْنِهِ - اپنے باپ
و۔ اور	قَوْمِهِ - اپنی قوم کو	مَا - کیا	تَعْبُدُونَ - پوجتے ہو تم
قَالُوا - بولے	تَعْبُدُ - ہم پوجتے ہیں	اَصْنَامًا - بتوں کو	فَقُلُّوا - تو ہوتے ہیں
لَهَا - ان پر	عَكْفِينَ - دھرنامارنے والے	قَالَ - فرمایا	هَلْ - کیا
يَسْمَعُونَكُمْ - سنتے ہیں وہ تمہاری	اِذْ - جب	تَدْعُونَ - تم پکارتے ہو	اَوْ - یا
يَنْفَعُونَكُمْ - فائدہ دیتے ہیں تم کو	يَنْفَعُونَكُمْ - فائدہ دیتے ہیں تم کو	اَوْ - یا	يَضُرُّونَ - نقصان
قَالُوا - بولے	بَلْ - بلکہ	وَجَدْنَا - ہم نے پایا	اَبَاءَنَا - اپنے باپ دادا کو
كَذَلِكَ - ایسا ہی	يَفْعَلُونَ - کرتے تھے	قَالَ - فرمایا	اَفَرَأَيْتُمْ - کیا دیکھا تم نے
مَا - جو	كُنْتُمْ - ہو تم	تَعْبُدُونَ - پوجتے	اَنْتُمْ - تم
و۔ اور	اَبَاؤُكُمْ - تمہارے باپ دادا	الْاَقْدَامُونَ - پہلے	قَالْتُمْ - تو وہ
عَدُوٌّ - دشمن ہیں	لِي - میرے	اِلَادِ - مگر	رَبِّ - رب
الْعَالَمِينَ - جہانوں کا	الَّذِي - وہ جس نے	خَلَقَنِي - مجھے پیدا کیا	فَهُوَ - تو وہی
يَهْدِينِ - مجھے راہ دے گا	و۔ اور	الَّذِي هُوَ - وہ جو	يُطْعِمَنِي - مجھے کھلاتا ہے
و۔ اور	يَسْقِينِ - پلاتا ہے	و۔ اور	اِذَا - جب
مَرِيضًا - میں بیمار ہوتا ہوں	فَهُوَ - تو وہ	يَشْفِينِ - مجھے شفا دیتا ہے	و۔ اور
الَّذِي - وہ جو	يُبَيِّتُنِي - مجھے مارے گا	ثُمَّ - پھر	يُحْيِينِ - زندہ کرے گا
و۔ اور	الَّذِي - وہ کہ	اَطْمَعُ - میں امید رکھتا ہوں	اَنْ - یہ کہ
يَغْفِرَ - بخشے گا	لِي - مجھے	خَطِيئَتِي - میرے گناہ	يَوْمَ - دن
الَّذِينَ - قیامت کے	رَبِّ - اے میرے رب	هَبْ - دے دے	لِي - مجھے
حُكْمًا - حکم	و۔ اور	اَلْحَقِّي - ملا مجھ کو	بِالصَّالِحِينَ - نیکوں سے
و۔ اور	اجْعَلْ - بنا	لِي - میرے لئے	لِسَانَ - زبان
صِدْقٍ - سچی	فِي - فی	الْاٰخِرِينَ - پچھلوں کے	و۔ اور
اجْعَلْنِي - بنا مجھے	مِنْ وَّرَثَةٍ - وارثوں	جَنَّةٍ - جنت	



الْتَّعِيمِ نَعْمَتٍ وَالِي سِ	و۔ اور	اَعْفَرَ بَخْش	لَا اِنِّي۔ میرے باپ کو
اِنَّهُ۔ بے شک وہ	گان۔ ہے	مِنَ الصَّالِحِينَ۔ گمراہوں سے	و۔ اور
لا۔ نہ	تُخْزِنِي۔ ذلیل کرنا مجھے	يَوْمَ۔ جس دن	يُبْعَثُونَ۔ اٹھائے جائیں
يَوْمَ۔ جس دن	لا۔ نہ	يَنْفَعُ نَفْعٍ دَعَا	مَالٍ۔ مال
و۔ اور	لا۔ نہ	بَنُونَ۔ بیٹے	اِلَّا۔ مگر
مَنْ۔ جو	اَتَى۔ لایا	اللَّهِ۔ اللہ کے پاس	بِقَلْبٍ۔ دل
سَلِيمٍ۔ سلامتی والا	و۔ اور	اَزْلَقَتْ قَرِيبَ كِي جَاءَ	الْجَنَّةِ۔ جنت
لِلْمُتَّقِينَ۔ پرہیزگاروں کے لئے	و۔ اور	و۔ اور	بُرَزَاتٍ۔ ظاہر کی جائے
الْجَحِيمِ۔ دوزخ	لِلْغَوِينَ۔ گمراہوں کے لئے	و۔ اور	قِيَلٍ۔ کہا جائے
لَهُمْ۔ ان کو	اَيْنَ۔ کہاں ہے	مَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَعْبُدُونَ۔ پوجتے	مِنْ دُونِ۔ سوا	اللَّهِ۔ اللہ کے	هَلْ۔ کیا
يَنْصُرُونَكُمْ۔ وہ مدد کرتے ہیں تمہاری	اَوْ۔ اور یا	اَوْ۔ اور یا	يَنْصُرُونَ۔ بدلہ لیتے ہیں
فَلْيُكَبِّرُوا۔ تو اوندھے ہوں	فِيهَا۔ اس میں	هُمْ۔ وہ	و۔ اور
الْعَاُونَ۔ گمراہ	و۔ اور	جُنُودٍ۔ لشکر	اِبْلِيسَ۔ ابلیس کا
اَجْبَعُونَ۔ سارا	قَالُوا۔ کہیں گے	و۔ اور	هُمْ۔ وہ
فِيهَا۔ اس میں	يَخْتَصِمُونَ۔ جھگڑیں گے	تَاللَّهِ۔ اللہ کی قسم	اِنْ۔ بے شک
كُنَّا۔ ہم تھے	لَفِي۔ بیچ	ضَلِيلٍ۔ گمراہی	مُبِينٍ۔ ظاہر کے
اِذْ۔ جب	نُسُوْنَكُمْ۔ ہم برابر کرتے تھے تم کو	و۔ اور	بِرَبِّ۔ رب
الْعَالَمِينَ۔ جہانوں کے ساتھ	و۔ اور	مَا۔ نہ	اَضَلَّنَا۔ گمراہ کیا ہم کو
اِلَّا۔ مگر	الْمُجْرِمُونَ۔ مجرموں نے	فَمَا۔ تو نہیں	لَنَا۔ ہمارے لئے کوئی
مِنْ سَافِعِينَ۔ سفارش کرنے والا	و۔ اور	و۔ اور	لا۔ نہ
صَدِيقٍ۔ دوست	حَبِيبٍ۔ غمخوار	فَلَوْ۔ اگر	اَنْ۔ ہو
لَنَا۔ ہمارے لئے	كَرَّةً۔ دوبارہ جانا	فَنَكُونُ۔ تو ہوں ہم	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ ایمان
لانے والے	اِنْ۔ بے شک	فِي۔ بیچ	ذَلِكَ۔ اس کے
لَايَةً۔ نشانی ہے	و۔ اور	مَا۔ نہیں	گان۔ ہیں
اَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے	مُؤْمِنِينَ۔ ایمان والے	و۔ اور	اِنْ۔ بے شک
رَبِّكَ۔ تیرا رب	لَهُوَ۔ وہی ہے	الْعَزِيزُ۔ غالب	الرَّحِيمِ۔ رحم کرنے والا

## خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

اب حضرت خطیب الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قصہ شروع ہے۔

اس میں حضور سید یوم النشور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ اور ان کی تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرستی کرتی تھی۔

اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ کے جہنمی ہونے کا کیا کچھ غم نہ تھا مگر بجز دعا کے اور کچھ نہ کر سکے۔ لہذا آپ کیوں اس قدر غمگین ہیں۔

اور جب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ مخالفت یہاں تک کی کہ آپ کو آگ میں ڈالا اور کیا کیا کیا۔

حتیٰ کہ جب آپ پر آتش گلزار ہو گئی اور سلامت تشریف لے آئے تو اِنِّیْ ذَاہِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیِّدِیْنِ ہی کہہ کر ملک ترک فرمانا پڑا۔

تو موجودہ مصائب و آلام پر جو مشرکین کی طرف سے آپ پر ہیں یہ کوئی نئے نہیں بلکہ انبیاء کرام پر آتے رہے ہیں۔ چنانچہ خلیل اللہ بھی دنیا سے بیزار رہ کر اپنی دعا میں آخرت کے لئے جنت نعیم کی دعا اور قیامت کی رسوائی سے پناہ طلب کرتے رہے با آنکہ نبی کو نہ رسوائی ہے نہ جنت نعیم کے سوا کوئی آخرت میں مقام۔

گویا انبیاء سابقین بھی دوسری زندگی کے معتقد تھے۔ جنت و دوزخ تسلیم کرتے تھے۔ ان قریش مکہ کے جاہلوں کو فرمائیے کہ تمہارے جدا مجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ میں نے تمہیں کسی نئے اعتقاد کی تعلیم نہیں دی۔

اس کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ معاد و حشر نشر کی کیفیت بھی بیان فرمادی کہ اس روز بدکاروں کے لئے جہنم اور ابرار کے لئے جنت لائی جائے گی۔

وہ دن وہ ہوگا کہ مال و بنین کام نہ آئیں گے۔

سوا پر ہیز گاری کے جو حبشہوات اور کفر و معصیت سے پاک دل ہو۔

یا اس کی نیک اولاد جس کے اعمال صالح ہوں۔

یا وہ مال جو اللہ عز و جل کی راہ میں صرف کیا گیا ہو۔

اس روز بت پرستوں سے پوچھا جائے گا کہ تم دنیا میں جہنمیں پوجتے تھے وہ آج کہاں ہیں۔

اپنے باطل معبودوں سے اپنے نفع کی خواہش کرو۔

اس کے بعد انہیں مع ان کے جھوٹے معبودوں کے اور ارواح خبیثہ و شیاطین کے سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا پھر

یہ جہنم میں آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے ہمیں فلاں نے گمراہ کیا اس کی وجہ سے ہم نے شرک کیا آج اس کے نتیجے میں ہمارا کوئی حمایتی اور سفارشی نہیں ہے۔

کاش دوبارہ ہمیں دنیا میں بھیجا جاتا تو ہم ایمان لاتے۔ مومن بنتے جنت کے حقدار ہو کر دار آخرت میں آتے چنانچہ

ارشاد ہے:

وَإِثْلَ عَلَيْهِمْ نَبَا إِبْرَاهِيمَ ۖ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۖ ④-

”اے محبوب ان پر ابراہیم علیہ السلام کی خبر پڑھے جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا کس چیز کی تم پوجا کر رہے ہو۔“ تو انہوں نے معقول جواب نہ ہونے کی صورت میں یہ جواب دیا:

قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَنْظِلُّ لَهَا عِڪْفِئِينَ ④-

بولے ہم بتوں کے پرستار ہیں اور انہیں کے آگے آسن مارے رہتے ہیں۔

نَظَّلُ لَهَا کے معنی علامہ رازی رحمہ اللہ کبیر میں فرماتے ہیں: نَظَّلُ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَهَا بِالنَّهَارِ دُونَ

اللَّيْلِ ہم دن میں انہیں پوجتے ہیں رات میں نہیں۔

اور عِڪْفِئِينَ کے معنی فرماتے ہیں: وَالْعُكُوفُ الْإِقَامَةُ عَلَى الشَّيْءِ۔ عکوف کسی شے پر قائم ہو جانے کو کہتے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم بابل اور اس کے اطراف میں تھی۔

یہ سب کے سب مذہب صابی رکھتے تھے جو ستاروں اور دیگر نورانی آسمانی چیزوں کی پوجا کرتے تھے پھر انہوں نے انہیں

کے بت بنا رکھے تھے۔

تقریباً سو سال کے قریب گزرنے کے شہر نینوی کے بعض تو دوں کو فرانس کی ایک جماعت نے عجائب قدیمہ دریافت

کرنے کے لئے کھودا تو بہت گہری کھدائی کے بعد سنگ مرمر کا ایک مکان نکلا جس کی دیواروں پر ہر طرف عجیب و غریب

مورتیں کھدی ہوئی تھیں اور اس کے بیچ میں ایک اونچا بت جو دو قد آدم تھا جس کی صورت انسان کی تھی اور پیر ہاتھی کے تھے اور

بازو عقاب جیسے تھے وہ نکال لیا اور اسے میوزیم فرانس کے اندر لا کر رکھ دیا۔

اس کی دیواروں پر کچھ لکھا ہوا تھا جو پڑھا نہیں گیا۔

غالباً یہ بت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا تھا۔ آپ نے ان سے سوال فرمایا:

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَ كُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۖ ⑤ أَوْ يَنْفَعُونَ كُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۖ ⑥-

کیا یہ سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو یا نفع پہنچاتے ہیں یا نقصان دے سکتے ہیں۔

تو اس کا جواب وہ کیا دیتے یہی کہہ کر پیچھا چھڑایا جس کا ذکر آگے ہے:

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ⑦-

(نفع نقصان یا سننادیکھنا تو نہیں) بلکہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایسا ہی کرتے پایا ہے (ہم بھی وہی کرتے ہیں) تو

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اب ذرا سختی اختیار فرمائی۔

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۖ ⑧ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ الْأَقْدَامُونَ ۖ ⑨ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۖ ⑩

الذی خلقنی فهو یهدین ۖ ⑪-

فرمایا کیا تم نے دیکھ لیا کہ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جس چیز کو پوجتے رہے وہ باطل اور بے معنی تھی یہ سب چیزیں

نفرت و عداوت کے قابل ہیں سوا رب العالمین کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میرا ہدایت کرنے والا ہے۔



اس کے بعد مشرکین کو رب العالمین کی چند صفات سنائیں:

وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝۷۹ - وہ ذات وہ ہے جو مجھے کھلاتی پلاتی ہے۔

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝۸۰ - اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی ذات مجھے شفا دیتی ہے۔

وَالَّذِي يُبَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝۸۱ - اور وہی جو مجھے مارے گا پھر جلانے گا۔

وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝۸۲ -

وہی ہے جس سے مجھے امید ہے کہ مجھے بخش دے میری خطائیں بروز قیامت۔

## نوٹ

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نبی من حیث النبی معصوم ہوتا ہے اور معصوم سے خطانا ممکن ہے ہر چند کہ حضرت خلیل علیہ السلام انہیں معصوموں میں ہیں مگر بالنسبت الی التواضع جو خاصان حق کا خاصہ ہے آپ یہ فرما رہے ہیں یا مقام عبدیت کا یہی مقتضا ہے کہ ذرا سی فروگذاشت کو بھی وہ بڑا گناہ تصور کریں لہذا آپ کا یہ فرمانا بریں معنی ہے۔

یہ صفات بیان فرما کر انہیں بتا دیا کہ عبادت کے لائق ایسا ہوتا ہے نہ کہ وہ بے جان جماد لا یعقل۔ پھر اپنے لئے دعا فرمائی:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا - الہی مجھے کمال قوت مدر کہ عطا فرما جس سے میں ادراک میں کامل رہوں اور یا میری نبوت مکمل فرما۔

وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝۸۳ - اور مجھے صالحین میں ملائے رکھ۔

صالح کہتے ہیں جو قوت عملیہ میں اور نیک کاموں میں پیش پیش ہو۔

وَأَجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝۸۴ - اور کر دے میرے لئے دنیا میں میری سچائی کی آواز میرے بعد یعنی مجھے ایسا کر دے کہ میرے بعد قیامت تک میرے حق میں موافق مخالف اچھے الفاظ ہی استعمال کرے چنانچہ آپ کے متعلق کسی کی زبان پر کوئی حرف خلاف نہیں آتا۔

وَأَجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝۸۵ - اور کر مجھے جنت نعیم کا وارث۔ ساتھ ہی اپنے باپ کے لئے حسب وعدہ دعا فرمائی۔

وَاعْفِرْ لِي إِنِّي أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝۸۶ - اور میرے باپ کی بخشش فرما کہ وہ گمراہوں میں ہے۔

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝۸۷ - اور قیامت کے روز مجھے رسوا نہ کجیو۔

اب قیامت کا حال بھی اسی سلسلہ میں ضمناً بیان فرما دیا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝۸۸ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝۸۹ -

وہ دن جس دن مال و اولاد کام نہ آئے مگر جو اس کے حضور قلب سلیم لائے۔

قلب سلیم وہ قلب ہے جس میں توحید و اخلاص کے سوا کچھ نہ ہو۔

پھر جنت و دوزخ کے متعلق فرمایا:

وَأَرْزُقُكَ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝۹۰ - اور قریب لائی جائے جنت پر ہیزگاروں کے لئے۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِيْنَ ۝۱۱ - اور ظاہر کی جائے نارِ جہنم سرکش اور غاویوں کے لئے۔

وَقِيلَ لَهُمْ أَيُّكُمْ تَعْبُدُونَ ۝۱۲ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۝ اور کہا جائے کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے تھے۔

هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْصُرُونَ ۝۱۳ - کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔

فَلْيَكْبُرُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝۱۴ - تو وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں اس جہنم میں اور تمام گمراہ۔

وَجُنُودُ ابْلِيسَ اجْمَعُونَ ۝۱۵ - اور شیطانی لشکر بھی تمام ڈال دیا جائے۔

قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝۱۶ - بولیں اور وہ اس جہنم میں آپس میں جھگڑیں اور کیا کہیں۔

تَاللَّهِ إِنَّ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۱۷ - قسم بخدا ہم کھلی گمراہی میں تھے۔

إِذْ نَسُوا اللَّهَ بَرِبَ الْعَالَمِينَ ۝۱۸ وَمَا أَصْلَنَا إِلَّا الْبُحْرُمُونَ ۝۱۹ فَمَا لَنَا مِنَ شَافِعِينَ ۝۲۰ وَلَا صَدِيقٍ حَبِيمٍ ۝۲۱ -

جبکہ ہم نے اے جھوٹے معبودو! تم کو برابر مانا رب العالمین کے اور ہمیں گمراہ نہ کیا مگر مجرموں نے تو آج ہمارے لئے

نہ کوئی سفارشی ہے نہ غمخوار دوست۔

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِيْنَ ۝۲۲ - تو اگر دوبارہ ہمارا دنیا میں جانا ہو جائے تو ہم مومنین میں ہوں اور یہ

ناممکن اور محال ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۝۲۳ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۲۴ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۲۵ -

ان میں بھی ہماری نشانی ہے اور نہیں اکثر ان کے ایمان والے اور اے محبوب تمہارا رب قوت والا اور رحم کرنے والا ہے

اور اسی وجہ میں مشرکین مجرمین اور ظالموں پر عذاب میں جلدی نہیں کرتا۔

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

وَآتَىٰ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْرَاهِيمَ ۝۲۶ - اور پڑھے ان پر خبر ابراہیم علیہ السلام کی۔ یعنی وہ خبر عظیم الشان جس کی بذریعہ وحی

آپ کو اطلاع ہو چکی ہے ان مشرکین کو سنائیں۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝۲۷ - جبکہ فرمایا انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو تم کیا پوجتے ہو۔ تمہیں اتنی

بھی عقل نہیں کہ بے جان جماد محض کی پوجا کہاں معقول ہے۔

قَالُوا تَعْبُدُونَ أَصْنَامًا تَقُولُ لَهَا عَافِيْنَ ۝۲۸ - بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان کے ہی گرد ہم آسن مارے رہتے

ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالظُّلُولِ الدَّوَامُ كَمَا فِي قَوْلِهِمْ لَوْ ظَلَّ الظُّلْمُ هَلَكَ النَّاسُ وَ تَكُونُ ظِلٌّ عَلَىٰ هَذَا

تامة۔ ظلول سے مراد ہمیشگی ہے جیسے کہتے ہیں: لَوْ ظَلَّ الظُّلْمُ اِذَا ظَلَمَ اَبَدًا ہرگز ہمیشہ کا ہو جائے تو لوگ ہلاک ہو جائیں اور ظل سے

مراد اس موقع پر ہمیشگی ہوتا ہے اور یہی مراد تام ہے۔

وَقِيلَ فِعْلُ الشَّيْءِ نَهَارًا - ظل دن میں کسی کام کے کرنے کو کہتے ہیں وَقَدْ كَانُوا يَعْبُدُونَهَا بِالنَّهَارِ دُونَ

الليلِ فَتَكُونُ ظِلٌّ عَلَىٰ هَذَا نَاقِصَةً - چونکہ وہ لوگ بت پرستی دن میں کرتے تھے رات میں نہیں تو اس صورت میں ظل

سے مراد تام نہیں ناقصہ ہوئی کہ مکمل رات دن میں نہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے بالکل معقول سوال فرمائے:

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٤٠﴾ - فرمایا کیا وہ سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یہاں سماع بمعنی اجابت ہے جیسے إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ - یعنی آپ کے فرمانے کا یہ مقصد تھا کہ وہ بتائیں کہ کیا یہ بت ان کی پکار سن کر ان کی مدد کرتے ہیں یعنی هَلْ يُجِيبُكُمْ -

”أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ“ بِسَبَبِ عِبَادَتِكُمْ لَهُمْ ”أَوْ يَضُرُّونَ“ أَيْ يَضُرُّونَكُمْ بِتَرْكِكُمْ لِعِبَادَتِهِمْ - یا وہ تمہاری عبادتوں کے صلہ میں تمہیں نفع دیتے ہیں یا ان کی پوجا ترک کر دینے کی صورت میں وہ تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں اس کا جواب نفی میں دیا اور کہہ دیا یہ تو نہیں۔

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ - سب نے کہا دونوں نہیں بلکہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا کہ وہ ایسا ہی کرتے تھے اور ان کی عبادت کا طریقہ یہی تھا جیسا ہمارا ہے تو ہم نے ان کی تقلید کی اور ایسی ہی اندھی تقلید ہے جو حرام ہے۔ ایسی ہی تقلید پر مولانا رومی رحمہ اللہ نے ایک قصہ میں دو سولعت کی ہے۔ فرماتے ہیں:

مر مرا تقلید شاں برباد داد کہ دو صد لعنت براں تقلید باد

پھر آپ نے جب ان سے اعتراف بطلان کرا لیا تو حجت قائم کی۔

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٤٢﴾ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ إِلَّا قَدُمُونَ ﴿٤٣﴾ - فرمایا کیا تم نے دیکھ لیا اور سمجھ لیا کہ تمہارا یہ طریقہ عبادت کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے آباؤ اجداد کی تقلید اور اندھی تقلید پر ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی تقلید کو رانہ جس پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو باطل بے سود اور لغو ہے۔ تو اب سنو۔

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٤﴾ - کہ ان سے میرے دل میں عداوت ہے مگر رب العالمین سے۔ میں انہیں نہیں پوج سکتا اور ان کی پوجا کسی طرح صحیح بھی نہیں۔ یہاں عَدُوٌّ لِّي بمعنی عداوت ہے إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ میں استثناء منقطع ہے يَعْنِي لَكِنْ رَبُّ الْعَالَمِينَ لَيْسَ كَذَلِكَ فَإِنَّهُ جَلٌّ وَعَلَا وَلِيٌّ مَنْ عَبَدَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - رب العالمین ایسا نہیں وہ بلند و بالا اپنے بندے کا ولی و ناصر ہے دنیا و آخرت میں اور وہ وہ ہے کہ

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٤٥﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٤٧﴾ وَالَّذِي بِيئْتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٤٩﴾ -

جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

اور وہی ہے جو وفات دے گا پھر زندہ کرے گا۔

اور وہی وہ ہے جس سے میری آس لگی ہوئی ہے کہ وہ میری خطائیں قیامت کے دن معاف کرے گا۔

اس کے متعلق یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام انبیاء عظام معصوم ہیں اور اَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي خلیل اللہ علیہ السلام

کافر مانا محض اظہار عبودیت اور تواضع کے تھا۔



بعض اس طرف گئے کہ ارَادَ بِهَا مَا صَدَرَ عَنْهُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْكُوكَبِ وَالْقَمَرِ وَالشَّمْسِ مِنْ قَوْلِهِ هَذَا رَبِّي وَكَانَ ذَلِكَ قَبْلَ هَذِهِ الْمُقَاوَلَةِ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ مِنَ الْخَطِيئَةِ فِي شَيْءٍ۔ اس استغفار سے بالنسبت الی المرتبہ آپ نے استغفار فرمائی حالانکہ وہ آپ کی کسی طرح خطانہ تھی جو آپ نے فلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَا الْكُوكَبَا قَالَا هَذَا رَبِّي فَرَمَا تَحَا اس پر پہلے مفصل تقریر ہو چکی ہے بہر حال آپ نے اَطْمَعُ أَنْ يُغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي فرمایا۔ یا جیسے بولتے ہیں اللہ عزوجل ہمارے گناہ معاف کرے اور اس سے مراد قوم کے گناہ کی معافی مانگنا ہوتی ہے ایسے ہی آپ نے خطا کی نسبت اپنی طرف فرما کر قوم کے لئے بخشش طلب کی تھی۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٢﴾ وَاجْعَلْ لِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاعْفِرْ لِي يَا رَبِّي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾

پھر یہ پانچ دعائیں آپ نے رب عزوجل کے حضور کیں:

۱۔ اے میرے رب مجھے حکم عطا فرما اور مجھے صالحین میں ملا۔

آلوسی رحمہ اللہ حکم پر چھ قول فرما رہے ہیں:

۱۔ وَالْمُرَادُ بِالْحُكْمِ عَلَى مَا اخْتَارَهُ الْإِمَامُ الْحَكِيمَةُ الَّتِي هِيَ كَمَالُ الْقُوَّةِ الْعِلْمِيَّةِ بَانَ يَكُونُ عَالِمًا بِالْخَيْرِ لِأَجْلِ الْعَمَلِ۔ حکم سے مراد کمال قوت علمیہ ہے بایں طور کہ عالم بالخیر ہو عمل کے سبب۔

۲۔ وَقِيلَ الْأَوْلَى أَنْ يُفَسَّرَ بِكَمَالِ الْعِلْمِ الْمُتَعَلِّقِ بِالذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَسَائِرِ تَشْوِينِهِ عَزَّوَجَلَّ وَ أَحْكَامِهِ الَّتِي يُتَعَبَّدُ بِهَا۔ حکم کمال علم ہے جو متعلق ہے ذات و صفات اور تمام شیون باری عزوجل کو اور اس کے وہ احکام جس سے اس کی عبادت کی جائے۔

۳۔ وَقِيلَ هِيَ النُّبُوَّةُ۔ ایک قول ہے حکم سے مراد نبوت ہے۔ لیکن اس کا رد کیا گیا۔ اس لئے کہ آپ کو یہ چیز حاصل تھی اور حاصل شدہ کی طلب محال ہے اسی کو تحصیل حاصل کہتے ہیں۔

اور اگر کہا جائے کہ نبوت پر نبوت کی طلب ہے تو یہ بھی محال ہے کہ ایک شخص دو مرتبہ نبوت نہیں لے سکتا۔

۴۔ ایک قول یہ ہے کہ الْمُرَادُ طَلَبُ كَمَالِهَا وَ يَكُونُ بِمَزِيدِ الْقُرْبِ وَالْوُقُوفِ عَلَى الْأَسْرَارِ الْإِلَهِيَّةِ وَالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مُتَّفَاوَتُونَ بِذَلِكَ۔ حکم سے مراد طلب کمال ہے جو موجب مزید قرب اور وقوف علی الاسرار الالہیہ کا ہو اور ظاہر ہے انبیاء علیہم السلام اپنے مراتب قرب میں مختلف ہیں۔

۵۔ ایک قول یہ ہے کہ حکم سے مراد طلب ثبات ہے۔

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٢﴾۔ کمال قوت عملیہ کی طلب کے بعد بذریعہ عمل اس درجہ کا طلب کرنا ہے جو زمرة کالمین و راحلین میں پہنچائے جو اپنی صلاحیت سے منزہ ہوں صغائر سے۔

اور حکم کا مطالبہ رکھنے میں مقدم سب سے یہ حکمت ہے کہ قوت علمیہ قوت عملیہ پر مقدم ہے اس لئے کہ ممکن ہے علم حق ہو اور عمل نہ ہو اور اس کا عکس ناممکن ہے۔

اس لئے کہ علم صفت روح ہے اور عمل صفت بدن، تو جیسے روح بدن سے اشرف ہے ایسے ہی علم عمل سے افضل ہے۔ پھر

اس کے تحت بھی علامہ آلوسی رحمہ اللہ پانچ قول نقل فرماتے ہیں:

۱- وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْحُكْمِ الْحِكْمَةُ الَّتِي هِيَ الْكَمَالُ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ - حکم سے مراد وہ حکمت ہے جو کمال علم و عمل کی حامل ہو۔

اور الْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ سے وہ طلب کمال فی العمل ہے جو نتیجہ اور ثمرہ علم کا ہے۔

۲- وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْأَوَّلِ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَعَاشِ وَبِالثَّانِي مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَعَادِ - حکم سے مراد وہ ہے جو زندگی سے متعلق ہے اور الْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ سے مراد وہ درجہ ہے جو معاد سے متعلق ہے۔

۳- وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْحُكْمِ رِيَاةُ الْخَلْقِ وَبِالْإِلْحَاقِ بِالصَّالِحِينَ التَّوْفِيقُ لِلْعَدْلِ - حکم سے مراد ریاست خلق ہے اور الْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ سے مراد توفیق عدل ہے جس سے مراعاة حقوق اللہ بھی ہو۔

۴- ایک قول ہے کہ الْمُرَادُ بِهَذَا الْجَمْعِ بَيْنَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَيْنَ الصَّالِحِينَ فِي الْجَنَّةِ - ان دونوں دعاؤں سے مراد جمعیت کا مطالبہ ہے خلیل اللہ علیہ السلام اور صالحین کا جنت میں۔

۵- وَالْأَوْلَى عِنْدِي أَنَّ تَفْسِيرَ الْحُكْمِ بِالْحِكْمَةِ بِمَعْنَى الْكَمَالِ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْإِلْحَاقِ بِالصَّالِحِينَ بِجَعْلِ مَنْزِلَتِهِ كَمَنْزِلَتِهِمْ عِنْدَهُ عَزَّ وَجَلَّ - آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے نزدیک رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ کی تفسیر کمال علم و عمل ہے اور إلحاق بالصالحین سے منزل خلیل مثل منازل صلحاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوں۔

وَأَجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿۸۴﴾ - اور کر میرے لئے زبان سچی پچھلی امتوں میں قیامت تک اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا دواوی ذکر جمیل دنیا میں رہنے کی دعا ہے اور بتوفیق الہی عزوجل آثار حسنہ اور سنن مرضیہ کے ماتحت ہوتا ہے جس کے باعث یاد ذکر حسن سے ہوتی ہے۔

وَالْمُرَادُ أَنْ يُرَادَ بِالْآخِرِينَ آخِرَ أُمَّةٍ يُبْعَثُ فِيهَا نَبِيٌّ وَ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ طَلَبَ الصِّبْتِ الْحَسَنِ وَالذِّكْرَ الْجَمِيلَ فِيهِمْ بَبِعْثَةِ نَبِيِّ فِيهِمْ يُجَدِّدُ أَصْلَ دِينِهِ وَيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى مَا كَانَ يَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ مُعَلِّمًا لَهُمْ إِنَّ ذَلِكَ مِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

اور آخرین سے مراد وہ آخر امت ہے جس میں نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے اور حضرت خلیل علیہ السلام اپنے لئے صوت حسن اور ذکر جمیل چاہتے تھے اس امت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جس میں اصل دین ابراہیم علیہ السلام کی تجدید ہوئی اور لوگوں کو دین ابراہیم علیہ السلام کی دعوت دی گئی توحید کی تعلیم کے ساتھ اور اعلان فرمایا: مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ط هُوَ سَمُّكُمْ الْمُسْلِمِينَ یہ ملت تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ انہوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی تخصیص اس وجہ میں ہے کہ وَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَّا نَبِيًّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَبَ بَعَثَتَهُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِمَا هُوَ أَصْرَحُ مِمَّا ذَكَرَ أَعْنَى قَوْلِهِ رَبَّانَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمُ الْبَيْتَ وَلِذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی اس مدت میں نہیں آیا اور حضرت خلیل علیہ السلام نے ان کی بعثت کی دعا بھی کی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ اِسى بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا میں دعاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوں۔

اور حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا بَأْسَ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ أَنْ يُشْنَى عَلَيْهِ صَالِحًا۔ اس میں حرج نہیں کہ انسان اسے پسند کرے کہ اس کی صالحیت کی تعریف ہو۔

وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿۸۵﴾۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث کر دے۔

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وارث جنت نعیم بننے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ لِمَا لَمْ يَكْتُوبَهُ فَاسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ بَابِ دَارِهِ يُرِيدُ الْمَسْجِدَ فَقَالَ حِينَ يَخْرُجُ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ هَذَا اللَّهُ لِلصَّوَابِ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ أَطْعَمَهُ اللَّهُ مِنْ طَعَامِ الْجَنَّةِ وَسَقَاهُ مِنْ شَرَابِ الْجَنَّةِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ شَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى وَجَعَلَ مَرْضَهُ كَفَّارَةً لِدُنُوبِهِ وَالَّذِي يُبَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي أَحْيَاهُ اللَّهُ حَيَاةَ السُّعَدَاءِ وَأَمَاتَهُ مِيتَةَ الشُّهَدَاءِ وَالَّذِي أَطْعَمُنِي أَنْ يُغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ غَفَرَ اللَّهُ خَطَايَاهُ كُلَّهَا وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ - رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ وَهَبْ اللَّهُ لَهُ حُكْمًا وَالْحَقُّهُ بِصَالِحٍ مَنْ مَضَى وَصَالِحٍ مَنْ بَقِيَ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ كُتِبَ فِي وَرَقَةٍ بَيْضَاءَ إِنَّ فُلَانَ بْنِ فُلَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ يُوفِّقُهُ اللَّهُ تَعَالَى بَعْدَ ذَلِكَ لِلصِّدْقِ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْقُصُورَ وَالْمَنَازِلَ فِي الْجَنَّةِ وَكَانَ الْحَسَنُ يَزِيدُ فِيهِ وَاعْفِرْ لِي وَالَّذِي كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ فرض نمازوں کا پورا وضو کر کے گھر سے مسجد کی طرف آئے اور کہے:

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ وَالَّذِي يُبَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي وَالَّذِي أَطْعَمُنِي أَنْ يُغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ وَاعْفِرْ لِي وَالَّذِي كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا۔

۱- تو اللہ تعالیٰ اسے صحیح ہدایت پر رکھتا ہے۔

۲- اور نعم جنت سے کھلائے گا اور شراب جنت پلائے گا۔

۳- اور مرض سے شفا دے گا اور اس کی بیماری کو کفارہ گناہ فرمائے گا۔

۴- اور حیات سعداء اور موت شہداء عطا فرمائے گا۔

۵- اس کے تمام گناہ بخش دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگوں کے برابر ہوں۔

۶- اسے حکم عطا فرمائے گا اور پچھلے اور آئندہ صلحاء میں داخل کرے گا۔

۷- اس کا نام ایک سپید ورق پر لکھے گا کہ فلاں، فلاں کا بیٹا بچوں سے ہے۔ اور اسے سچ کی توفیق بخشے گا۔

۸- جنت میں اس کے لئے ایک محل ہوگا اور جنت کے منازل۔

اور حضرت حسن بصری اس میں یہ دعا اور زائد فرماتے تھے میرے والدین کو بخش دے جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔



وَاعْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾۔ اور میرے باپ کو بخش دے وہ بے شک گمراہ ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔ اُمْنٌ عَلَيْهِ بِتَوْبَةٍ يُسْتَحَقُّ بِهَا مَغْفِرَتَكَ۔ اس پر توبہ کرنے کی توفیق کا احسان فرمادے تاکہ تیری بخشش کا وہ مستحق ہو۔ وَ حَاصِلُهُ وَفَّقَهُ لِلْإِيمَانِ۔

وَ هَذَا ظَاهِرٌ إِذَا كَانَ هَذَا الدُّعَاءُ قَبْلَ مَوْتِهِ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ فَالدُّعَاءُ بِالْمَغْفِرَةِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَجَازَ الدُّعَاءُ بِهَا لِمُشْرِكٍ وَاللَّهُ تَعَالَى لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوحَ إِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَلِكَ إِذْ ذَاكَ وَالْعَقْلُ لَا يَحْكُمُ بِالْإِمْتِنَاعِ۔

اور یہ ظاہری صورت میں یوں ہے کہ اگر یہ دعا قبل موت کی تھی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق صحیح ہے۔ اور اگر موت کے بعد کی تھی تو دعاء مغفرت کرنا آپ کے لئے جائز تھا اگرچہ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشتا لیکن سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت تک وحی نہیں ہوئی ہوگی اور عقل سے امتناع کا حکم نہیں ہو سکتا۔

اور شرح مسلم نووی سے علامہ شہاب رحمہ اللہ نے نقل فرمایا کہ إِنَّ كَوْنَهُ عَزَّوَجَلَّ لَا يَغْفِرُ الشِّرْكَ مَخْصُوصٌ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَكَانَ قَبْلَهُمْ قَدْ يَغْفِرُ اللَّهُ تَعَالَى شِرْكَ كَانَهُ بَخْشًا اس امت کے لئے مخصوص ہے اور اس سے قبل مشرک کی بخشش تھی۔

وَ قِيلَ لِأَنَّهُ كَانَ يُخْفِي الْإِيمَانَ تَقِيَّةً مِنْ نَمْرُودَ وَ بِذَلِكَ وَعَدَ بِالِاسْتِغْفَارِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ عَدَاوَتَهُ لِلْإِيمَانِ فِي الدُّنْيَا بِالْوَحْيِ أَوْ فِي الْآخِرَةِ تَبَرَّأَ مِنْهُ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ نمرود کے خوف سے تقیۃً ایمان مخفی کئے ہوئے تھا اسی وجہ میں حضرت خلیل علیہ السلام نے اس کے لئے وعدہ استغفار فرمایا جب ظاہر ہو گیا کہ اسے ایمان سے عداوت ہے دنیا میں یا آخرت میں تو آپ نے تبری فرمائی۔

اور یہی قرآن کریم میں ہے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَّهَا أَيَاكُ فَكَلَّمَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَأَنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلَّذِينَ تَبَرَّأُوا مِنْهُ۔

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾۔

اور نہ رسوا کر مجھے اس دن جب سب اٹھائے جائیں یعنی بروز قیامت جس دن نہ فائدہ دے کسی کا مال نہ اولاد مگر جو لائے اللہ کے حضور قلب سلیم۔

یہ خذلان جس کے متعلق آپ نے دعا کی اس پر چند قول ہیں:

بِتَعْدِيْبِ أَبِي۔ باپ پر عذاب ہونے سے۔

أَوْ بِبِعْثِهِ فِي عِدَادِ الضَّالِّينَ بَعْدَ تَوْفِيقِهِ لِلْإِيمَانِ۔ یا آپ کی بعثت کے بعد گمراہوں میں اس کا رہنا بوجہ عدم

توفیق ایمان۔

أَوْ يُعَاتِبُنِي عَلَى مَا فَرَطْتُ۔ یا مجھ پر عتاب کرے اس وجہ سے جو مجھ سے ہوا۔

وَ قِيلَ يَكُونُ ذَلِكَ تَعْلِيمًا لِغَيْرِهِ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ دعائیہ جملے آپ کی طرف سے غیروں کی تعلیم کے لئے

تھے۔

گویا آپ نے بارگاہ الہی عزوجل میں عرض کیا کہ۔ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُ الضَّالُّونَ وَأَبِي فِيهِمْ اس دن مجھے شرمندہ نہ کرنا جبکہ گمراہ اٹھائے جائیں اور میرا باپ بھی ان ہی میں ہو۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٧﴾ کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتُ عِنْدِي مُنْقَطَعَةٌ عَنْ كَلَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهِيَ إِخْبَارٌ مِّنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ تَتَعَلَّقُ بِصِفَةِ ذَلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي طَلَبَ إِبْرَاهِيمُ أَنْ لَا يُخْزِيَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ۔ یہ آیتیں میرے نزدیک کلام ابراہیم علیہ السلام سے علیحدہ ہیں یہ خبریں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور ان میں اس دن کی صفت بیان فرمائی گئی جس دن کے لئے اللہ تعالیٰ سے خلیل علیہ السلام نے دعا کی کہ شرمندہ نہ فرمائے۔

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٧﴾ سے مراد محاسن دنیا اور اس کی زینت ہے اور مال اور بنون ہی صرف اس لئے بیان ہوئے کہ محاسن وزینت میں بھی سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

إِلَّا مَن آتَى اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٨﴾۔ قلب سلیم کی تعریف میں ۹ اقوال ہیں:

۱۔ إِلَّا مَن آتَى اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ عَنِ مَرَضِ الْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ۔ قلب سلیم وہ قلب ہے جو مرض کفر و نفاق سے صحت مند ہو۔

۲۔ أَيْ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَالٌ وَبَنُونَ مَن آتَى اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ حَيْثُ انْفَقَ مَالَهُ فِي سَبِيلِ الْبِرِّ وَأَرْشَدَ بِنَيْهِ إِلَى الْحَقِّ وَحَثُّهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَقَصْدَ بِهِمْ أَنْ يَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ تَعَالَى مُطِيعِينَ شُفَعَاءَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٧﴾۔ میں الاجوا استثناء ہے وہ اس مال اور اولاد کا ہے جو قلب سلیم رکھے اس حیثیت سے کہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے اپنی اولاد کو حق کی طرف رکھے اور اسے نیکیوں پر برا بیچتے کرے اور ارادہ رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بنے مطیع ہو شفاعت کرنے والا ہو بروز قیامت۔

۳۔ كَأَنَّهُ قِيلَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ عَنِّي إِلَّا غِنَى مِمَّنْ آتَى اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ وَغِنَاهُ سَلَامَةٌ قَلْبِهِ وَهِيَ مِنَ الْغِنَى الدِّينِ۔ گویا اس میں فرمایا گیا ہے کہ اس دن کوئی غنا کام نہ آئے گا مگر وہ غنا جو اللہ عزوجل کے حضور قلب سلیم لائے اور غنا نام ہی سلامتی قلب کا ہے اور وہ غنا غناء دین ہے۔

۴۔ أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ لَّاتَّخَذْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُهُ لِسَانَ ذَاكِرٍ وَقَلْبُ شَاكِرٍ وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ تُعِينُ الْمُؤْمِنَ عَلَى إِيمَانِهِ۔

جب آیہ کریمہ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الخ نازل ہوئی تو بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بولے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسی کو اختیار کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل مال لسان ذاکر اور قلب شاکر اور نیک بیوی ہے جو مومن کے ایمان میں مدد کرے۔

۵- وَ كَوْنُ الْمُرَادِ مِنَ الْقَلْبِ السَّلِيمِ مِنْ مَرَضِ الْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ - قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو کفر و نفاق سے پاک ہو۔

۶- حدیث میں ہے: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَ ابْنِ سِيرِينَ هُوَ الْخَالِي عَنِ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ وَالْمِيلِ إِلَى شَهَوَاتِ الدُّنْيَا وَلَذَاتِهَا وَ يُتَّبِعُ ذَلِكَ الْأَعْمَالَ الصَّالِحَاتِ وَمِنْ عَلَامَةِ سَلَامَةِ الْقَلْبِ تَأْتِيرُهَا فِي الْجَوَارِحِ -

قلب سلیم وہ ہے جو عقائد فاسدہ سے پاک ہو اور شہوات دنیا اور اس کی لذت سے متنفر اور اعمال صالحات کی طرف راغب ہو اس لئے کہ سلامتی قلب کی یہی علامت ہے اور اس کا اثر تمام اعضاء پر ہوتا ہے۔

۷- حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں قلب سلیم وہ ہے: لَيْسَ فِيهِ غَيْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ - جس میں اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ ہو۔

۸- حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: هُوَ اللَّدِيغُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى الْقَلْقُ الْمُنْزَعِجُ مِنْ مَخَافَةِ الْقَطْعِيَّةِ - قلب سلیم وہ ہے کہ غم آخرت اور خوف الہی عزوجل سے گھلا رہے اور زخمی ہو۔

۹- ایک قول ہے: هُوَ الَّذِي سَلِمَ مِنَ الشِّرْكِ وَالْمَعَاصِي وَ سَلِمَ نَفْسُهُ لِحُكْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَ سَأَلَمَ أَوْلِيَائَهُ وَ حَارَبَ أَعْدَائَهُ - قلب سلیم وہ ہے جو شرک و معاصی کی خرابی سے سالم ہو اور اپنی جان حکم الہی عزوجل کے لئے وقف کر دے اور اللہ عزوجل کے دوستوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے عداوت و محاربت رکھے۔

وَأَزْلَفَتِ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ ⑩ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ⑪ -

اور جنت قریب کی جائے پرہیزگاروں کے لئے اور جہنم ظاہر کیا جائے گمراہوں کے لئے۔

أَيُّ قُرْبَتِ الْجَنَّةِ لِلْمُتَّقِينَ عَنِ الْكُفْرِ - یعنی جنت پرہیزگاروں کے قریب کی جائے اور کافروں کو نظر آئے۔

وَ قِيلَ عَنْهُ وَعَنْ سَائِرِ الْمَعَاصِي بِحَيْثُ يُشَاهِدُونَهَا مِنَ الْمَوْقِفِ وَ يَقْفُونَ عَلَى مَا فِيهَا مِنْ فُنُونِ الْمَحَاسِنِ فَيَسْتَحِبُّونَ بَانْتِهَامِ الْمَحْشُورُونَ إِلَيْهَا - ایک قول ہے تمام عصیان شعار اپنے موقف سے اس کا مشاہدہ کریں گے اور اس کی خوبیاں دیکھ کر لپچائیں گے کہ کاش ہم بھی اس طرف محشور ہوتے۔ (روح المعانی)

وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ⑪ - الضَّالِّينَ عَنِ طَرِيقِ الْحَقِّ وَ هُوَ التَّقْوَى وَالْإِيمَانُ - اور ظاہر کیا جائے جہنم گمراہوں کے لئے جو طریق حق سے بھٹک گئے ہیں اور طریق حق تقویٰ اور ایمان ہے۔

أَيُّ جُعِلَتْ بَارِزَةً لَهُمْ بِحَيْثُ يَرَوْنَهَا مَعَ مَا فِيهَا مِنْ أَنْوَاعِ الْأَحْوَالِ الْهَائِلَةِ وَيَتَحَسَّرُونَ عَلَى أَنَّهَا الْمَسُوقُونَ إِلَيْهَا - یعنی جہنم ان پر ظاہر ہو بائیں طور کہ اسے ایسے دیکھیں کہ اس میں جو کچھ مصیبتیں ہیں سب نظر آئیں اور افسوس کریں کہ آج ہم اپنے کرنے کی وجہ سے اس طرف چلائے جائیں گے۔

إِزْلَافٍ أَوْ إِبْرَازٍ كَافِرٍ

الْإِزْلَافُ وَ هُوَ غَايَةُ التَّقْرِيبِ يُشِيرُ إِلَى قُرْبِ الدُّخُولِ وَ تَحَقُّقِهِ وَلِذَا قَدَّمَ سَبْقَ رَحْمَتِهِ تَعَالَى -

ازلاف غایت قرب کو کہتے ہیں جو دخول کے قریب ہو اور اس پر اطمینان ہو اس لئے اس کے بیان کو سبقت رحمت الہی کے



اعتبار سے مقدم کیا۔

بخلاف ابراز کے کہ وہ نظر آنا ہے اگرچہ بعد میں اس میں جانا پڑے۔ اس لئے کہ اس سے نجات کی طمع کرنے والا امید رکھتا ہے۔

ابن کمال رحمہ اللہ کہتے ہیں دونوں فعلوں کا اختلاف دلالت کرتا ہے کہ ارض حشر جہنم سے قریب ہوگی۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ  
 إِنَّ الْجَنَّةَ بَعِيدَةٌ مِّنْ أَرْضِ الْمَحْشَرِ بَعْدًا مَّكَانِيًّا وَالنَّارَ قَرِيبَةً مِّنْهَا قُرْبًا مَّكَانِيًّا فَلِذَا أُسْنِدَ  
 الْإِزْلَافِ أَيِ التَّقْرِيبِ إِلَى الْجَنَّةِ دُونَ الْجَحِيمِ۔ جنت ارض محشر سے بعید ہوگی اور یہ بعد بعد مکانی ہوگا اور جہنم  
 قریب ہوگا بہ اعتبار قریب مکانی اسی وجہ میں ازلاف یعنی تقرب کو جنت کی طرف مندر کیا نہ کہ جہنم کی طرف۔

اور ایک بات یہ ہے کہ یہ تحقیق اس بنا پر بھی صحیح ہے کہ إِنَّ الْجَنَّةَ فِي السَّمَاءِ وَإِنَّ النَّارَ تَحْتَ الْأَرْضِ وَإِنَّ  
 تَبْدِيلَ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَدَّهَا وَإِذْهَابِ كُرِّيَّتِهَا إِذْ حِينُنِيذٍ يُّظْهَرُ أَمْرُ الْبُعْدِ وَالْقُرْبِ لَكِنْ لَا  
 يَخْفَى أَنَّ كَوْنَ الْجَنَّةِ فِي السَّمَاءِ مِمَّا يَعْتَقِدُهُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ خِلَافٌ يُعْتَدُّ بِهِ۔

جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین کے نیچے اور تبدیل ارض قیامت کے دن اس کا تمد اور ذہاب کریت سے ہوگا۔ يَوْمَ  
 تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور یہ عقیدہ اہلسنت کا ایسا ہے جس کے خلاف کوئی نہیں اور جہنم کا زمین کے نیچے  
 ہونا اس میں توقف ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی تالیف اتمام الدرایہ میں فرماتے ہیں: نَعْتَقِدُ أَنَّ الْجَنَّةَ فِي السَّمَاءِ وَ  
 نَقِفُ عَنِ النَّارِ وَ نَقُولُ مَحَلُّهَا حَيْثُ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي حَدِيثٌ اعْتَمَدَهُ فِي  
 ذَلِكَ وَقِيلَ تَحْتَ الْأَرْضِ۔ انتہی۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور جہنم کے متعلق ہم متوقف ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ اس کے محل کے متعلق ہم  
 متوقف ہیں ہمیں کچھ علم نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے۔ اس لئے کہ ہمیں حدیث سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وہ کس جگہ ہے۔ البتہ کہتے  
 ہیں کہ وہ زمین کے نیچے ہے۔

اور امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی کتاب تذکرہ میں بہت سی حدیثیں نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی نئی زمین سپید  
 مثل چاندی کے پیدا فرمائے گا جس میں کبھی سفک دم نہ ہو نہ اس پر کبھی ظلم ہو۔

اور اولیٰ ترین بات یہ ہے کہ کہا جائے بعد جنت اور قرب نار ارض محشر سے ہے۔ اس لئے کہ جنت تک پہنچنا عبور پل  
 صراط کے بعد ہے اور وہ جہنم کے اوپر قائم ہے جیسا کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے اور قرآن کریم بھی شاہد ہے: وَإِنَّ مِنْكُمْ لَأَ  
 وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

اور اُذْ لَقِيتَ الْجَنَّةَ مَمْتَضِيًّا یہ ہے کہ اس دن جنت منتقل ہو کر عرصات محشر میں آئے گی۔ إِذِ التَّقْرِيبُ يَسْتَدْعِي  
 النُّقْلَ۔ اس لئے کہ جنت کا قریب ہونا نقل مکانی چاہتا ہے۔ اس پر کوئی حدیث نہیں ملتی۔

ہاں جہنم کی نقل مکانی پر تذکرہ میں مسلم رحمہ اللہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زَمَامٍ مَعَ كُلِّ زَمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ۔  
حضور ﷺ نے فرمایا جہنم روز قیامت لایا جائے ستر ہزار لگاموں میں ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں۔ آگے ارشاد ہے:

وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿١٧﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ هَلْ يَنْصُرُوكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿١٨﴾۔

اور انہیں کہا جائے کہاں ہیں تمہارے معبود اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں یا اپنے لئے بدلہ چاہتے ہیں۔

یعنی جن کی پوجا تم دنیا میں کرتے تھے اور تمہارا گمان یہ تھا کہ وہ تمہارے حمایتی ہیں تو کیا اب وہ عذاب جہنم کا مشاہدہ کر کے تمہاری مدد کریں گے یا اپنے لئے تم سے مدد لیں گے جب اس کا جواب ان کی طرف سے کچھ نہ ہو تو

فَلْيَكْبُرُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿١٩﴾ وَجُنُودُ ابْلِيسَٰءِ أَجْمَعُونَ ﴿٢٠﴾۔ أَيُّ الْقُوَا فِي جَهَنَّمَ عَلَىٰ وَجُوهِهِمْ۔

وہ سب جہنم میں منہ کے بل ڈال دیئے جائیں۔ یعنی وہ بت اور ان کے پیجاری گمراہ اور لشکر شیطان سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں۔ غاؤون سے مراد تمام مشرکین ہیں۔

بعض نے کہا مشرکین انس اور غاؤون شیاطین ہیں۔

أَيُّ يُخَاصِمُونَ مَنْ مَعَهُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالشَّيَاطِينِ حَيْثُ يَجْعَلُهَا اللَّهُ أَهْلًا لِلْخَطَابِ۔ یعنی وہ آپس میں بتوں اور شیاطین سے جھگڑیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان بتوں کو بولنے کی استعداد بخش دے گا تو سب کہیں گے:

تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ اِدْنُ سَوِيَّتِكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْأَجْرُمُونَ ﴿٢٣﴾۔

خدا کی قسم ہم نہیں تھے مگر تھے کھلی گمراہی میں جبکہ ہم نے برابر ٹھہرایا بتوں کو رب العالمین کے اور ہمیں گمراہ نہ کیا مگر مجرمین شیاطین نے۔

یعنی اے بتو! ہم اس وقت انتہائی گمراہی میں تھے جبکہ ہم نے تمہیں اللہ عزوجل کے برابر مانا یا آنکھ تم ادنیٰ مخلوق اور ارزل ترین عاجز تھے اور ہماری گمراہی کا سبب یہی شیاطین مجرمین بنے۔

بعض کے نزدیک مجرمین سے مراد رؤسا و کبراء قوم تھے۔ چنانچہ قرآن پاک میں بھی تصریح ہے کہ جہنمی کہیں رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ﴿٢٤﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ

الہی ہم نے ان اپنے سرداروں اور بڑوں کی پیروی کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے رب ہمارے ان پر عذاب دو چند لا۔

وَجَوْرًا أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مِنَ الْأَصْنَامِ يُنطقُهُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ فَيُخَاصِمُونَ الْعَبْدَةَ نَحْنُ جَمَادَاتٌ مُتَبَرِّءُونَ عَنْ جَمِيعِ الْمَعَاصِي وَأَنْتُمْ اتَّخَذْتُمُونَا إِلَهَةً فَأَلْقَيْتُمُونَا فِي هَذِهِ الْوَرْطَةِ۔

بعض نے یہ مانا کہ بتوں کو اللہ تعالیٰ قوت نطق بخشے گا تو وہ اپنے پوجنے والوں سے جھگڑیں گے اور کہیں گے ہم تو بے جان جمادات تھے بری تھے تمہارے تمام معاصی سے تم نے ہی ہمیں معبود بنایا اور تم نے ہی ہمیں بھی اس ورطہ بلا میں ڈالا۔ پھر جہنمی کہیں:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿٢٥﴾ وَلَا صِدْقٍ حِينِهِمْ ﴿٢٦﴾۔ تو اب ہمارا کوئی حمایتی ہے نہ گہرا دوست۔

یعنی وہ حسرت سے کہیں کہ آج ہم کس سے استمداد کریں۔ شافعیین جمع شافع کی ہے تو جب مسلمانوں کے سفارشی اور حمایتی وہ دیکھیں تو اس طرح حسرت کریں کہ ہم ان بتوں کو آہو لاءِ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ كَرِذِيلٌ هُوَ آج ان میں سے

ہماری شفاعت و سفارش کیا کرتا اپنی ہی مصیبت نہیں ٹال سکتے۔

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦﴾ - وَالْمَعْنَى فَلَيْتَ لَنَا كَرَّةً رَجْعِيَّةً إِلَى الدُّنْيَا فَإِنْ نَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - یعنی کاش ہمیں دنیا میں لوٹنا مل جاتا تو ہم مؤمنین میں ہو کر آتے۔ مگر یہ حسرت بالاحمال ہوگی نہ وہ دنیا میں آسکتے ہیں نہ ایسا ہو سکتا ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٨﴾ -

بے شک اس میں نشانی ہے اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان والے اور بے شک تیرا رب وہ زبردست ہے اور بڑا مہربان۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٩﴾

جھٹلایا قوم نوح نے رسولوں کو

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٠﴾

جبکہ کہا انہیں ان کے بھائی نوح نے کیا تم نہیں ڈرتے

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿٢١﴾

میں تمہارے لئے رسول امین ہوں

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿٢٢﴾

تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى

اور میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو نہیں

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾

مگر رب العالمین پر

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿٢٤﴾

تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری

قَالُوا أَنْتُمْ مِنْ لَدُنْكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَالُونَ ﴿٢٥﴾

بولے کیا ہم ایمان لائیں تجھ پر اور تیرے تابع تو ذلیل

لوگ ہیں

قَالَ وَمَا عَلِمِي بِهَا كَانُوا يَعْبَلُونَ ﴿٢٦﴾

تو کہا نوح نے مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے تھے

إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَو تَشْعُرُونَ ﴿٢٧﴾

ان کا معاملہ تو نہیں مگر میرے رب پر ہے۔ کاش تمہیں

شعور ہوتا

وَمَا أَنَا بِظَالِمِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٨﴾

اور نہیں میں علیحدہ کرنے والا مومنوں کو

إِنَّا إِنَّا لَا نَدِيرُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٩﴾

میں تو نہیں مگر کھلا ڈرانے والا ہوں

قَالُوا لَيْنَ لَمْ تَنْتَهُ يَنْوَحُوا لَتَكُونَنَّ مِنَ

بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور تم سنگسار کئے جاؤ

الْمَرْجُومِينَ ﴿٣٠﴾

گے

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿٣١﴾

فرمایا اے میرے رب میری قوم مجھے جھٹلا رہی ہے

فَأَنْتَحِم بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتَحَاوَنَجْنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ

تو کھول دے میرے اور ان کے مابین کھولنا اور نجات

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٢﴾

دے مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں مومنوں سے

فَأَنْجِيئُهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِكِ الْمَسْحُورِينَ ﴿٣٣﴾

تو نجات دی ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے کشتی

بھری ہوئی میں



ثُمَّ أَعْرَفْنَا بَعْدَ الْبَقِيَّةِ ۝۱۲۰  
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۝۱۲۱  
 وَمُؤْمِنِينَ ۝۱۲۲

پھر غرق کر دیا ہم نے بعد میں باقیوں کو  
 اس میں نشانی ہے اور اکثر ان میں مومن نہیں

اور بے شک تمہارا رب زبردست عزت والا مہربان ہے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۱۲۳

### حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

الْمُرْسَلِينَ - پیغمبروں کو	نُوحٍ - نوح نے	قَوْمٍ - قوم	كَذَّبَتْ - جھٹلایا
أَخُوهُمْ - ان کے بھائی	لَهُمْ - ان کو	قَالَ - کہا	إِذْ - جب
إِنِّي - بے شک میں	تَتَّقُونَ - ڈرتے تم	أَلَا - کیوں نہیں	نُوحٍ - نوح نے
فَاتَّقُوا - تو ڈرو	أَمِينٌ - امانت دار	رَسُولٌ - رسول ہوں	لَكُمْ - تمہارے لئے
وَ - اور	أَطِيعُونَ - پیروی کرو میری	وَ - اور	اللَّهِ - اللہ سے
مِنْ أَجْرٍ - کوئی اجر	عَلَيْهِ - اس پر	أَسْأَلُكُمْ - مانگتا میں تم سے	مَا - نہیں
عَلَى - اوپر	إِلَّا - مگر	أَجْرِي - میرا اجر	إِنَّ - نہیں
اللَّهُ - اللہ سے	فَاتَّقُوا - تو ڈرو	الْعَالَمِينَ - جہانوں کے	رَبِّ - رب
أ - کیا	قَالُوا - بولے	أَطِيعُونَ - کہا مانو میرا	وَ - اور
اتَّبِعَكَ - پیرو ہوئے تیرے	وَ - اور	لَكَ - تجھ پر	نُوحٍ - نوح نے
مَا - نہیں	وَ - اور	قَالَ - فرمایا	الْأَرْضَ ذُلُونَ - کینے لوگ
يَعْمَلُونَ - کرتے	كَانُوا - ہیں وہ	بِهَا - جو	عَلِيٌّ - مجھے معلوم
عَلَى - اوپر	إِلَّا - مگر	حِسَابُهُمْ - ان کا حساب	إِنَّ - نہیں
وَ - اور	تَشْعُرُونَ - تم سمجھو	لَوْ - کاش	رَبِّي - میرے رب کے
الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں کو	بِطَارِدٍ - چھوڑنے والا	أَنَا - میں	مَا - نہیں
نَذِيرٌ - ڈرانے والا	إِلَّا - مگر	أَنَا - میں	إِنَّ - نہیں
لَمْ - نہ	لَئِنْ - اگر	قَالُوا - بولے	مُبينٌ - کھلا
لَتَكُونَنَّ - تو ہوگا ضرور	قَالَ - کہا	يَا نُوحُ - اے نوح	تَنْتَهَ - باز آیا تو
رَبِّ - اے میرے رب	قَالَ - کہا	مِنَ الْمُزْجُومِينَ - سنگسار کئے گیوں سے	مِنَ الْمُزْجُومِينَ - سنگسار کئے گیوں سے
فَأَفْتَحْ - تو فیصلہ کر دے	كَذَّبُونَ - مجھے جھٹلایا	قَوْمِي - میری قوم نے	إِنَّ - بے شک
فَتَحًّا - آخری فیصلہ	بَيْنَهُمْ - ان کے درمیان	وَ - اور	بَيْنِي - میرے
مَنْ - ان کو جو	وَ - اور	نَجِّنِي - نجات دے مجھے	وَ - اور

مَعِيَ - میرے ساتھ ہیں	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - ایمان والے لوگ	فَأَنْجَيْنَاهُ - تو ہم نے اسے
نجات دی	وَأَمَّا - اور	مَعَهُ - جو اس کے ساتھ تھے
فِي - فِي	الْفُلْكِ - کشتی	الْمَسْحُورِينَ - بھری ہوئی کے
أَعْرَقْنَا - ہم نے غرق کیا	بَعْدُ - اس کے بعد	إِنَّ - بے شک
فِي - فِي	ذَلِكَ - اس کے	وَأَمَّا - اور
مَا - نہیں	كَانَ - تھے	مُؤْمِنِينَ - ایمان والے
وَأَمَّا - اور	إِنَّ - بے شک	لَهُوَ - وہ
الْعَزِيزُ - غالب ہے	الرَّحِيمُ - رحم کرنے والا	

### خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

حضرت سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا گیا۔ حالانکہ سورۃ اعراف اور سورۃ ہود میں یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا اسلوب بیان خطیبانہ ہے موزخانہ نہیں۔

موزخوں میں ایک واقعہ کو مکرر لانا معیوب سمجھتے ہیں لیکن خطیبانہ انداز میں وعظ و خطیب عموماً عبرت دلانے کے لئے قصوں کو بہ مقتضائے حالات قوم مکرر سے کر بیان کرنے کو عین حکمت قرار دیتے ہیں۔ خصوصاً نئے اسلوب سے دہرانا تفسیر بیان سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس قصہ کا اعادہ فرمانا صحیح ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس اپنی قوم میں ہدایت فرماتے رہے لیکن وہ ہدایت پر نہ آئے اس ذکر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ان کا اخیر نتیجہ غرق ہوا اور اس میں قریش کو تہدید و توحیح بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿٥٥﴾ - جھٹلایا قوم نوح نے رسولوں کو۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے ایک ہی رسول تھے لیکن چونکہ تمام انبیائے کرام دین میں ایک ہی تعلیم دیتے رہے ہیں بنا بریں ایک کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے اس لئے مرسلین جمع کا صیغہ لایا گیا تاکہ ان کی شاعت اور اعتقادی قباحت واضح ہو جائے۔ اس کے بعد کے قصوں میں بھی صیغہ جمع ہی استعمال کیا گیا۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ - جبکہ فرمایا انہیں ان کے بھائی نوح نے تم کیوں نہیں ڈرتے۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿٥٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٥٨﴾ - میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور اطاعت کرو۔

یہ قوم بت پرست تھی اور آپ انہیں شرک چھڑا کر توحید کی طرف بلا رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ:

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٦٠﴾

اور میں اس تبلیغ و راہنمائی کا تم سے کچھ بدلہ نہیں چاہتا میرا بدلہ تو میرے رب پر ہے تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری۔

اس ہدایت پر بجائے اس کے کہ وہ جھکتے اور پیروی کرتے طنز کرنے لگے اور بولے:

قَالُوا اَنْتُمْ مِنْ لَدُنَّا وَاتَّبَعَكَ الْاَسْرَادُ لَوْ نَدْرُوكُ ۝۱۱۱۔ کہنے لگے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں یا آنکہ تمہارے پیرو تو ذلیل لوگ ہیں۔

چونکہ آپ کے پیرو عموماً غریبا ہی تھے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ غَرِيْبًا۔ فرمایا ہے۔ اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور لوٹ کر غریبوں میں ہی آجائے گا فَطُوْبِي لِلْغُرَبَاءِ تو مبارک ہو غریبوں کو۔ تو قوم نوح نے آپ سے کہا یہ ذلیل لوگ جو ایمان لائے ہیں کسی غرض سے ایمان لائے ہیں دل سے یہ بھی مومن نہیں ہیں تو آپ نے جواب دیا:

قَالَ وَمَا عَلِيٌّ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۱۲۔

فرمایا اس کا مجھے علم نہیں کہ یہ کیسے اور کس طرح ایمان لائے ہیں اس کی حقیقت حال اللہ تعالیٰ پر روشن ہے مجھے ان کے باطن سے بحث نہیں نَحْنُ نَحْكُمُ بِظَوَاهِرِكُمْ۔ ہم تو تمہارے ظاہر پر حکم لگائیں گے جب بظاہر یہ مومن ہیں اور تم مشرک تو انہیں مومن کہا جائے گا اور تمہیں مشرک تمہاری خاطر میں ان مومنوں کو دور نہیں کر سکتا۔

اِنْ حَسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَاٰی لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۝۱۱۳۔ ان کا حساب اللہ جانتا ہے کاش تمہیں شعور اور سمجھ ہو۔

وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۴۔ اور میں ان مومنوں کو دور نہیں کر سکتا۔

اِنَّا اِلَّا اَنْذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۵۔ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

جو بھی قبول کر لے آجائے غریب ہو یا امیر اس بے نیازی کا جواب سن کر قوم چڑ گئی اور غضبناک لب و لہجہ میں کہنے لگی:

قَالُوْا لَیْنٌ لَّمْ تَنْتَهَیْنٰمْ لَنْ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝۱۱۶۔ بولے اگر تم ایسی باتیں کرنے سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔

جب آپ نے دیکھا کہ معقولیت کا جواب نامعقولیت سے دے رہے ہیں تو آپ نے جناب باری میں عرض کی:

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذٰبُوْنَ ۝۱۱۷ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۸۔

عرض کی اے میرے رب یہ میری قوم مجھے جھٹلا رہی ہے تو فیصلہ کر دے میرے اور ان کے مابین کوئی قطعی فیصلہ اور مجھے

ان سے نجات دے اور انہیں جو میرے ساتھ مومنین ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۱۱۹ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدَ الْبَقِيَّةِ ۝۱۲۰۔

تو ہم نے نجات دی انہیں اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں پھر غرق کر دیا ہم نے باقیوں کو۔

فَاَفْتَحْ۔ بمعنی فاحکم ہے۔ فَتَاْحَةٌ۔ حکومت۔ فَتَاْحٌ، حَاكِمٌ۔

مَشْحُوْنٌ۔ بھری ہوئی۔ مَمْلُوْءٌ۔ شَنَحْنَا عَلَيْهِمْ خَيْلًا وَرَجُلًا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیةٌ لِّمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۱ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۱۲۲۔

یہ آیت چند بار آچکی ہے اور چند بار آئے گی۔ لہذا اس کا مطلب وہی ہے جو ہم بیان کر چکے۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

كَذٰبَتْ قَوْمٌ نُّوحًا الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۲۳ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۲۴ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝۱۲۵



فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝

جھٹلایا قوم نوح نے رسولوں کو جبکہ کہا انہیں ان کے بھائی نوح نے تم کیوں نہیں خوف کرتے۔ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں تو ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری اور میں نہیں مانگتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجر میرا اجر تو رب العالمین پر ہے تو ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو۔

مصباح میں ہے کہ قوم کا لفظ مذکر و مونث پر یکساں مستعمل ہوتا ہے وَ كُلُّ اسْمٍ جَمْعٌ لَّا وَاحِدَ لَهُ مِنْ لَفْظِهِ۔ اور تمام اسم جمع ہیں ان کا واحد لفظوں میں نہیں ہوتا جیسے رہط اور نفر۔ اور اس کا واحد بھی یہی ہے یعنی قوم۔ یہاں تکذیب مرسلین باعتبار اجماع کل کے ہے توحید پر اس لئے کہ اصول شرايع میں اختلاف زمان سے اختلاف نہیں ہوتا۔ حَيْثُ قَالَ الْأَلْوَيْسِيُّ:

وَ تَكْذِيبُهُمُ الْمُرْسَلِينَ بِإِعْتِبَارِ أَجْمَاعِ الْكُلِّ عَلَى التَّوْحِيدِ وَ أُصُولِ الشَّرَائِعِ الَّتِي لَا تَخْتَلِفُ بِإِخْتِلَافِ الْأَزْمِنَةِ وَالْأَعْصَارِ۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ جبکہ کہا ان کے بھائی نوح نے تم کیوں خوف نہیں کرتے۔ اس لئے کہ زمانہ مدید سے تمہیں تبلیغ کر رہا ہوں حتیٰ کہ نوسو پچاس برس گزر گئے مگر اول سے لے کر اب تک تم جھٹلاتے ہی رہے ہو اور اللہ عزوجل کا تمہیں خوف نہیں۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ اور میں تمہارے لئے رسول امین ہوں امانتداری میری مشہور ہے تمہارے اندر بھی مجھے سب امین مانتے ہیں تو میں جو حکم الہی تمہیں پہنچا رہا ہوں وہ بھی امانتداری سے پہنچا رہا ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور اس کے احکام کی پیروی کرو۔ یہاں پھر تقویٰ کی تاکید فرمائی اس لئے کہ تقویٰ ہی سبب اطاعت رسول ہوتا ہے۔ پھر انہیں اس بات سے مطمئن کیا کہ قبول احکام رسالت پر تم سے کچھ طلب نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ اور میں تم سے اس خدمت کا کوئی بدلہ نہیں طلب کرتا میرا بدلہ تو رب العالمین پر ہے تو تم ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری۔

اس میں آپ نے ان کو اپنے منزہ عن الطمع بتا کر پھر تقویٰ کی طرف بلایا۔ لیکن ان کی جہالت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ بجائے قبول ہدایت بولے تو یہ بولے:

قَالُوا أَنْتُمْ مِنْ لَدُنْكَ وَاتَّبَعَكَ الْأُنْثَىٰ ذُكُونًا ۝ بولے کیا ہم آپ پر ایمان لائیں حالانکہ آپ کے پیرو چند ذلیل لوگ ہیں۔

الْأُنْثَىٰ ذُكُونًا۔ اَزْزَلِ كِي جَمْعُ هِيَ۔ رَزِيلٌ كَيْتٌ هِيَ اِحْتِقَابٌ بِوَقُوفِ كَو۔ ان کا منشاء اس سے یہ ظاہر کرنا تھا کہ اگر ہم بھی ایمان لانے میں شامل ہو گئے تو یہ ہمارے ساتھ برابری کا دعویٰ کریں گے لہذا انہیں علیحدہ کر دو تو پھر ہم سے بات کرو۔ آپ نے فرمایا:

قَالَ وَمَا عَلَيْنَا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فرمایا مجھے یہ علم نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

إِنْ حَسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَو تَشْعُرُونَ ﴿١٣٣﴾۔ ان کا حساب اعمال کا میرے ذمہ نہیں مگر میرے رب کے سپرد ہے اگر تمہیں شعور عقل ہو۔

یعنی اگر اہل شعور ہو تو سمجھ سکتے ہو لیکن تم خود بے شعور ہو اس وجہ میں ان کے کاموں کی وجہ سے انہیں رذیل کہہ رہے ہو۔ عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جلا ہے کا اور موچی کا کام کرتے تھے اور ان کی نظر میں یہ پیشہ خسیس تھا اور یہ ان کی سخافت عقل اور قصور نظر کا سبب تھا۔ اس لئے کہ کسی صنعت میں پڑنا موجب رذالت نہیں اور ذاتی شرافت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ابوالعتاہیہ رحمہ اللہ کا شعر ہے:

وَ لَيْسَ عَلَىٰ عَبْدٍ تَقِيٍّ نَقِيصَةٌ إِذَا صَحَّ التَّقْوَىٰ وَإِنْ حَاكَ أَوْ جَحَمَ

متقی پر ہیزگار پر عیب نہیں لگتا جبکہ اس کا تقویٰ صحیح ہے تو اگر چہ کپڑا بنے یا چھپنے لگائے۔

اور مسئلہ کفایت میں فقہاء نے تصریح کی ہے:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی پیشہ کا شرافت پر اصلاً اثر نہیں ہوتا وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَمَا كَانُوا أَكْفَاءَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ۔ اور مسلمان کس حال میں ہوں ہم کفو ہیں آپس میں۔

گویا وہ یہ وہم کر رہے تھے کہ إِنَّ إِيْمَانَهُمْ لَمْ يَكُنْ عَنْ نَظَرٍ وَ بَصِيرَةٍ وَإِنَّمَا كَانَ لِحِطِّ نَفْسَانِي كَحُصُولِ شَوْكَةٍ بِالْإِجْتِمَاعِ يَنْتَظِمُونَ بِهَا فِي سِلْكِ ذَوِي الشَّرْفِ۔ ان کا ایمان تحقیق و تبصرہ سے نہیں ہے بلکہ حصول شوکت کے لئے ہے کہ یہ شریفوں میں شریک ہو جائیں گے۔ لہذا آپ انہیں دور کر دیجئے آپ نے فرمایا:

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٤﴾ إِنَّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣٥﴾۔ تمہاری خاطر میں ان ایمان والوں کو علیحدہ نہیں کر

سکتا میں تو کھلانڈیر ہوں۔

یہی وہ بیماری تھی جو رؤساء قریش میں آئی كَمَا دَلَبَ رُؤَسَاءُ قُرَيْشٍ مِّنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْدَ مَنْ أَمَنَ بِهِ مِنَ الضُّعْفَاءِ فَنَزَلَتْ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْعِشْيَةِ۔ جیسے قریش مالداروں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا تھا کہ یہ میلہ پوش غربا و مساکین اگر آپ دور کر دیں تو ہم آپ کی مجلس میں شریک ہوں تو حکم الہی عزوجل نازل ہوا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ إِيَّاكَ مَحْبُوبِينَ ﴿١٣٦﴾۔ محبوب انہیں اپنے سے دور نہ کرنا جو اخلاص سے اپنے رب کی پوجا کر رہے ہیں صبح و شام۔

تو حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں زجر فرمایا:

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٧﴾ إِنَّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣٨﴾۔ توجب وہ اپنا مطالبہ پورا نہ کر سکے تو اب سختی سے

عناد و حسد کا مظاہرہ کیا اور بولے:

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنْتَهِ يَنُومٌ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١٣٩﴾۔ سب نے کہا اب اگر آپ اے نوح (علیہ السلام) اپنی

تبلیغ سے باز نہ آئے تو تم سنگسار کئے جاؤ گے۔

قادرہ کہتے ہیں: تُوْعِدُ بِالْقَتْلِ۔ آپ کے قتل کا فیصلہ کیا۔

حسن ابن ابی حاتم سدی سے راوی ہیں: إِنَّ الْمَعْنَى مِنَ الْمَشْتُومِينَ عَلَىٰ أَنْ الرَّجْمَ مُسْتَعَارٌ لِلشُّتْمِ

کَالطُّغْنِ - مرجومین کے معنی یہ ہیں کہ ہم آپ کو گالیاں دیں گے۔ رجم شتم سے مستعار کیا۔ جیسے طعن۔

تو جب حضرت نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ کا یہ نتیجہ ہے کہ اب بھی رجم پر آمادہ ہیں تو آپ نے بارگاہ حق میں دعا کی۔ اگرچہ سیر کی روایتیں تو رطب و یابس اس قدر ہیں۔ کہ ایک طویل دفتر کی ضرورت ہے ہم نے یہاں تفسیر کو اس کی شان تفسیر پر ہی رکھا ہے اور روایات سیر سے ملوث نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ آپ کی اس کے بعد یہ دعا ہوئی:

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١٤﴾ فَأَفْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾ -

کہا نوح نے اے میرے رب! بے شک میری قوم نے مجھے جھٹلادیا تو اب ایک فیصلہ کر دے میرے ان کے مابین اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں انہیں نجات دے۔

اس دعا میں گویا آپ نے دعائے عذاب کی اور عرض کیا: اُحْكُمْ بَيْنَنَا بِمَا يَسْتَحِقُّهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا مِنَ الْفِتَاخَةِ بِمَعْنَى الْحُكُومَةِ - یعنی ہم میں اور ان سرکش مشرکوں میں وہ فیصلہ کر جس کے یہ مستحق ہیں اور مجھے نجات دے اور مومنین کو جو میرے ساتھ ہیں انہیں بھی چنانچہ ارشاد ہے:

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ﴿١٦﴾ - تو ہم نے نجات دی نوح اور اس کی معیت والوں کو بھری کشتی میں۔

مَشْحُونٌ - يَعْنِي مَمْلُوءٌ بِهِمْ وَبِمَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ حَالًا كَالطُّغْمِ أَوْ مَالًا كَالْحَيَوَانِ - یعنی وہ کشتی مال مویشی اور کھانے کے سامان سے بھری ہوئی تھی اور آپ اور آپ کے امتی بھی اس میں تھے جس کی تفصیل اول گزر چکی ہے۔

لَمْ نَعْرِقْنَا بَعْدَ الْبَاقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٢٠﴾ - پھر غرق کر دیا ہم نے بعد ان کے کشتی میں بیٹھ جانے کے باقیوں کو بے شک اس میں نشانی ہے اور نہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے اور تمہارا رب زبردست اور مہربان ہے۔

### بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

عاد نے بھی جھٹلایا رسولوں کو

كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٧﴾

جب کہا ان کے بھائی ہود نے کیا تم نہیں ڈرتے

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٣٨﴾

میں تمہارے لئے رسول امین ہوں

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٣٩﴾

تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٤٠﴾

اور میں تم سے تبلیغ کا بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر تو میرے رب

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ

پر ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤١﴾

کیا تم ہر اونچی جگہ عمارتیں اور نشان بناتے ہو

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٤٢﴾

اور بڑی صنعت کے محل یا حوض بناتے ہوتا کہ تم ہمیشہ رہو

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٤٣﴾

اور جب کسی کو پکڑتے ہو پکڑتے ہو جاہلانہ

وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٤٤﴾

تو ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٤٥﴾

اور ڈرو اس سے جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے

وَاتَّقُوا الَّذِينَ آمَنُوا يَهْتَكُمُونِ ﴿١٤٦﴾



کہ تمہیں معلوم ہیں

اس نے مدد کی تمہاری چو پاپوں اور اولاد سے  
اور باغ اور چشموں سے

مجھے خوف ہے کہ تم پر عذاب بڑے دن کا نہ آجائے  
بولے برابر ہے ہمارے اوپر تم نصیحت کرو یا خاموش رہو

یہ ڈر اور کچھ نہیں جو تم ہمیں دیتے ہو یہ اگلے لوگوں کی  
عادت ہے

اور نہیں ہم عذاب میں پھنسنے والے  
تو جھٹلایا انہوں نے تو ہلاک کیا ہم نے انہیں بے شک  
اس میں بھی نشانی ہے اور نہیں اکثر ان کے ایمان لانے  
والے

اور تمہارا رب زبردست اور رحم والا ہے

أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٦﴾  
وَجَنَّتِ وَعُيُونٌ ﴿١٣٧﴾

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٨﴾  
قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعظت أم لم تكن ممن  
الوعظين ﴿١٣٩﴾

إِنَّ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٤٠﴾

وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّي بَيْنَ ج ﴿١٤١﴾  
فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا  
كَانَ أَكْثَرَهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤٢﴾

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٣﴾

### حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

عَادُ - عاد نے	الْمُرْسَلِينَ - رسولوں کو	إِذْ - جب	كَذَّبَتْ - جھٹلایا
لَهُمْ - ان کو	أَحْوَى - بھائی	هُمْ - ان کے	قَالَ - کہا
آلَا - کیا نہیں	تَتَّقُونَ - ڈرتے تم	إِنِّي - بے شک میں	هُودٌ - ہود نے
رَسُولٌ - رسول ہوں	أَمِينٌ - امانت دار	فَاتَّقُوا - تو ڈرو	لَكُمْ - تمہارے لئے
وَ - اور	أَطِيعُونَ - پیروی کرو میری	وَ - اور	اللَّهُ - اللہ سے
أَسْأَلُكُمْ - مانگتا میں تم سے	عَلَيْهِ - اس پر	مِنْ أَجْرٍ - کوئی اجر	مَا - نہیں
أَجْرِي - میرا اجر	إِلَّا - مگر	عَلَى - اوپر	إِنَّ - نہیں
الْعَالَمِينَ - جہانوں کے	آ - کیا	تَبْنُونَ - بناتے ہو تم	رَبِّ - رب
رَأِيْعٍ - ٹیلے پر	آيَةٌ - نشان	تَعْبَثُونَ - کھیل کے لئے	بِجُلِّ - ہر
تَتَّخِذُونَ - بناتے ہو تم	مَصَانِعَ - محل	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	وَ - اور
وَ - اور	إِذَا - جب	بَطَشْتُمْ - تم پکڑتے ہو	تَخْلُدُونَ - ہمیشہ رہو
جَبَّارِينَ - جابرانہ	فَاتَّقُوا - تو ڈرو	اللَّهُ - اللہ سے	بَطَشْتُمْ - پکڑتے ہو
أَطِيعُونَ - کہا مانو میرا	وَ - اور	اتَّقُوا - ڈرو	وَ - اور

الذین۔ اس سے جس نے	آمد۔ مددی	کم۔ تم کو	بہا۔ جو
تعلون۔ تم جانتے ہو	آمد۔ مددی	کم۔ تم کو	بأنعام۔ چوپایوں
و۔ اور	بینین۔ بیٹوں	و۔ اور	جنت۔ باغوں
و۔ اور	عیون۔ چشموں سے	انق۔ بے شک	آخاف۔ میں ڈرتا ہوں
علیکم۔ تم پر	عذاب۔ عذاب	یوم۔ دن	عظیم۔ بڑے سے
قالوا۔ بولے	سواء۔ برابر ہے	علینا۔ ہم پر	آ۔ کیا
وعظت۔ وعظ کرے تو	امر۔ یا	لم۔ نہ	تکن۔ ہو تو
من الوعظین۔ وعظ کرنے والوں سے		ان۔ نہیں	هذا۔ یہ
الا۔ مگر	خلق۔ عادت ہے	الاولین۔ پہلوں کی	و۔ اور
ما۔ نہیں	نحن۔ ہم	بعد بین۔ عذاب کئے جائیں گے	
فکذبوا۔ تو جھٹلایا انہوں نے اس کو		فأهلكناہم۔ تو ہلاک کیا ہم نے ان کو	
ان۔ بے شک	فی۔ بیچ	ذک۔ اس کے	لایۃ۔ نشانی ہے
و۔ اور	ما۔ نہیں	گان۔ تھے	اکثرہم۔ اکثر ان کے
مؤمنین۔ ایمان لانے والے		و۔ اور	ان۔ بے شک
ربک۔ تیرا رب	لہو۔ وہی ہے	العزیز۔ غالب	الرحیم۔ رحم والا

### خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

یہ چوتھا واقعہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے۔

اس کے شروع میں وہی الفاظ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کی ابتدا میں تھے۔ لہذا ان کا دہرانا تحصیل حاصل ہے۔

كذبت عاد المرسلين ﴿١٣٧﴾ اذ قال لهم اخوهم هود الا تتقون ﴿١٣٨﴾ ايني لکم رسول امين ﴿١٣٩﴾ فاتقوا الله واطيعون ﴿١٤٠﴾ وما اسئلكم عليه من اجر ان اجري الا على رب العلمين ﴿١٤١﴾ اتبتون بكل برية اية تعبثون ﴿١٤٢﴾۔ آپ نے فرمایا کیا تعمیر کرتے ہو ہر بلند مقام پر اپنے نشان یہ فضول و عبث کام کرتے ہو۔

قوم عاد بڑی متمول قوم تھی۔ اس کی سلطنت بھی بڑی وسیع تھی ایک زمانہ تو اس کی سلطنت کا ایسا گزرا کہ مصر سے لے کر ترکستان اور ہند تک چھا گئے تھے اور ایشیاء کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرا ہرانا تھا۔ جب مال و اقبال انتہا کو پہنچ گیا تو اس کے ساتھ ہی حرام کاری وغیرہ افعال شنیعہ بھی حد درجہ کو پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں حضرت ہود علیہ السلام مبعوث فرمائے۔ ان میں منجملہ اور عیبوں کے یہ بھی ایک عیب تھا کہ یہ نام آوری کے لئے اپنی یادگار چھوڑ کر مرنا پسند کرتے تھے اور یہ عموماً متمول طبقہ میں ہوتا ہے یہ پہاڑیوں پر اور اونچے اونچے ٹیلوں پر اپنی یادگار کے لئے بلند منارے بناتے تھے جو ان کے نشان خیال کئے جاتے تھے۔

چونکہ یہ کام عبث اور بے فائدہ اسراف محض تھا اس لئے آپ نے سب سے اول اسی کارِ دفرمایا اور ارشاد ہوا:  
 وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۳۱﴾۔ اور تم پانی حوض مضبوط بناتے ہو شاید تمہارا خیال ہے کہ تم ہمیشہ رہو گے  
 حالانکہ دنیا فانی ہے اور تم بھی فنا ہونے والے ہو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اس پر بھول کر خدا کو ہرگز نہ بھولو۔  
 وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۲﴾۔ اور جب تم کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو۔  
 یعنی باوجود اس حب دنیا کے تمہارا جابرانہ معاملہ جو کمزوروں سے ہے جیسا کہ آج بھی جابر و ظالم قوم کی عادت ہے کہ  
 جس غریب کو چاہا بیگار میں پکڑ لیا ذرا اس نے حیلہ بہانہ کیا تو پیٹ دیا کسی کا کچھ دینا ہوا نہ دیا اس کو ڈرا کر خاموش کر دیا کسی کی  
 عورت یا اچھی چیز دیکھی تو زبردستی چھین لی اس پر آپ نے فرمایا کہ بطش الہی سے ڈرو۔ بطش عربی میں گرفت کو کہتے ہیں۔  
 آگے فرمایا:

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿۱۳۱﴾۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

مگر یہ ہوش میں نہ آئے آپ نے انہیں پھر فرمایا:

وَاتَّقُوا الَّذِينَ آمَنُوا بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ آمَدَاكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَيْنَ قَرْنٍ ﴿۱۳۳﴾ اور ڈرو اس سے جس نے تمہاری مدد کی ان  
 چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں سے۔

یہ بھی ایک نمائشِ بات تھی اس سے بھی منع کیا۔ علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنَ النَّعَمِ ثُمَّ عَدَّدَهَا عَلَيْهِمْ فَقَالَ آمَدَاكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَيْنَ قَرْنٍ الْبَيْنِ بِالْأَنْعَامِ لِأَنَّهَا يُعِينُونَهُمْ  
 عَلَى حِفْظِهَا وَالْقِيَامِ عَلَيْهَا۔

وَجَنَّتْ وَغِيُونَ ﴿۱۳۴﴾ إِنْ أَحَافَ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۵﴾۔ اور باغ اور چشمے تو مجھے خوف ہے کہ تم پر  
 عذاب، قیامت کے دن نافرمانیوں کے باعث، نہ ہو۔

یہ سن کر وہ سرکش بجائے ہدایت قبول کرنے کے اور متکبر ہو گئے اور کہنے لگے:

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَطَّتْ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ﴿۱۳۶﴾ إِنْ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ  
 بِمُعَذِّبِينَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكَنَّهُمْ۔

بولے برابر ہے ہمارے لئے آپ نصیحت کریں یا نصیحت نہ کریں یہ کچھ نہیں مگر اول سے ایسے ہی ہوتے ملتے رہے ہیں  
 اور ہم پر کوئی عذاب نہیں ہو سکتا تو جھٹلایا انہوں نے تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

یعنی ہمیں آپ نصیحت کریں تو بے سود ہے ہم سمجھ چکے ہیں کہ یہ دنیا ایسے ہی چلی آ رہی ہے اور عذابِ ثواب بعث و نشر  
 ہمارے نزدیک کچھ نہیں ہے آپ بیکار ہمیں وعظ و پند کر رہے ہیں یہ سب پرانے قصہ ہیں تو ان پر ریح صرصر آئی اور انہیں ہلاک  
 کر گئی۔ فَأَهْلِكُوا بِرِيحِ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۔ نسفی۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۴۰﴾۔

مختصر تفسیر اردو سا تو ال رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

كَذَّبَتْ عَادٌ الْبُرْسُلِينَ ﴿۱۴۱﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنْ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا



اللہ وَأَطِيعُونَ ﴿٧٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾

قوم عادی نے بھی جھٹلایا رسولوں کو جبکہ انہیں ان کے بھائی ہود نے فرمایا کہ کیا تمہیں خوف نہیں میں تمہارے لئے رسول امین ہوں تو ڈرو اللہ سے اور اس کی پیروی کرو اور میں تم سے اس خدمت تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ تو رب العالمین پر ہے۔

یہ وہی مضمون ہے جو پہلے رکوعوں میں گزر چکا اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اَتَّبِعُونَ بِكُلِّ رِيْعٍ - مَكَانٌ مُّرْتَفِعٌ - اَيَّةٌ - بُرْجٌ حَمَامٌ اَوْ بِنَاءٌ يَكُوْنُ لِارْتِفَاعِهِ كَالْعَلَامَةِ يَسْخَرُوْنَ بِمَنْ مَرَّبِهِمْ - تَعْبُوْنَ - تَلْعَبُوْنَ - وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ - مَا اَخَذَا لِمَاءٍ اَوْ قُصُوْرًا مُّشِيْدَةً اَوْ حُصُوْنَا لِعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ تَرْجُوْنَ الْخُلُوْدَ فِي الدُّنْيَا - وَاِذَا بَطَشْتُمْ بِطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ - اَخَذْتُمْ اَخَذَ الْعُقُوْبَةَ قَتْلًا بِالسَّيْفِ وَضَرْبًا بِالسُّوْطِ وَالْجَبَّارُ الَّذِي يَقْتُلُ وَيَضْرِبُ عَلٰى الْغَضَبِ - فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ﴿٧٦﴾ - (نسفی)۔

کیا بناتے ہو تم ہر بلند جگہ نشان یا برج حمام جس پر کبوتر بازی کرو یا ایسا منارہ جس پر چڑھ کر آنے جانے والوں سے تمسخر کرو اور لہو و لعب کرو اور حوض یا مضبوط محل یا قلعہ بناتے ہوتا کہ تم ہمیشہ رہو۔ پھر تم امید رکھتے ہو دنیا میں ہمیشہ جینے کی حالانکہ یہ دار فنا ہے اور تم پکڑتے ہو کسی غریب کمزور کو تو پکڑتے ہو جبر و تشدد سے اور قتل کر ڈالتے ہو تلوار سے یا کوڑے مارتے ہو جبار وہ ہے جو قتل کرے یا غصہ و غضب سے مارے تو اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو۔

وَاتَّقُوا الَّذِيْ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ - مِنَ النِّعَمِ ثُمَّ عَدَّدَهَا عَلَيْهِمْ -

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَبَنِيْنَ - قَرْنَ الْبَنِيْنَ بِالْاَنْعَامِ لِاَنَّهُمْ يُعِيْنُوْنَهُمْ عَلٰى حِفْظِهَا اَوْ الْقِيَامِ عَلَيْهَا -

وَجَنَّتْ وَّعِيُوْنَ ﴿٧٧﴾ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ - اِنْ عَصَيْتُمُوْنِيْ -

یعنی اس نافرمانی سے ڈرو جو تم میں بڑھ رہی ہے جسے تم جانتے ہو اور بڑھاتے ہو چوپایوں اور ان کی نسلوں کو۔ ان کی حفاظت و قیام کے لئے باغیچے اور چشمے بنانے میں مشغول ہو۔ مجھے خوف ہے کہ اس نافرمانی کی وجہ سے تم پر قیامت کے دن عذاب نہ ہو۔ اس پر وہ بولے:

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَوْ عَظَّتْ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِيْنَ ﴿٧٨﴾ - بولے حضرت برابر ہے ہمارے لئے آپ کا پند و نصیحت کرنا یا نہ کرنا۔

ہمارے خیال میں مذہب و ملت بیکار ہے اور ہم اس دنیا کو خود رو جانتے ہیں لا نَقْبَلُ كَلَامَكَ وَدَعْوَتَكَ وَعَظَّتْ اَمْ سَكَّتْ - ہم آپ کی بات کبھی قبول نہ کریں گے اور آپ کی دعوت ہمیں منظور نہیں آپ نصیحت کریں یا خاموش رہیں۔

اِنَّ هٰذَا اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧٩﴾ - یہ نہیں مگر پچھلوں کی سی ریت ہے یعنی مَا هٰذَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَيٰوةِ وَالْمَوْتِ وَاتِّخَاذِ الْاِبْتِنَاءِ اِلَّا عَادَةُ الْاَوَّلِيْنَ - جس زندگی اور موت میں ہم ہیں اور عمارتیں بنا رہے ہیں یہ سب پرانوں کے طریقہ پر ہیں۔

وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّيْنَ - فِي الدُّنْيَا وَلَا بَعَثٍ وَّلَا حِسَابٍ فَاَهْلَكَ كُنْهَمُ - بِرِيْحٍ صَّارِصٍ عَاتِيَةٍ -

اور ہمیں نہ دنیا میں عذاب ہونا ہے اور نہ مر کر اٹھنے پر اور نہ ہمارا حساب ہوگا۔ تو انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ عزوجل نے انہیں ریح صرصر کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔

فَأَهْلِكُوا بِرِيحِ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ ۝ حُسُومًا ۝ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَمَهْلُ تَرَىٰ لَهُمْ مِن بَاقِيَةٍ ۝ - سورہ حاقہ میں اس کی تفصیل پارہ ۲۹ میں آئے گی۔

تو وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے گھیرے ہوئے رہی انہیں سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار تو تو دیکھے گا ان میں پھڑپھڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے جھنڈ میں گرے ہوئے تو تم ان میں سے کسی کو باقی پاتے ہو۔  
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۝ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ -  
یہ وہی آیت ہے جو پہلے تین رکوعوں میں آچکی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورہ شعراء - پ ۱۹

گَدَّ بَتَّ شَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝  
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ ۝

شمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا

جب کہا ان سے ان کے بھائی صالح نے کیا نہیں

ڈرتے تم

بے شک میں تمہارے لئے رسول ہوں امانتدار

تو ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا

اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی اجرت میری اجرت تو

اللہ رب العالمین پر ہے

کیا تم چھوڑے جاؤ گے یہاں کی نعمتوں میں چین سے

باغوں اور چشموں میں

اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے خوشے نرم ہیں

اور تم تراشتے ہو پہاڑوں میں گھر تختہ سے

تو ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری

اور نہ پیروی کرو حد سے بڑھنے والوں کی

وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے

بولے تم پر تو جادو ہوا ہے

تم تو ہمارے جیسے بشر ہو تو لاؤ کوئی نشانی اگر تم سچے ہو

فرمایا یہ ناقہ ہے اس کے لئے ایک دن پینے کی باری ہے

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۝ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْنَا أَمِينٌ ۝

فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۝

وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَرِهِينَ ۝

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝

وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝

الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝

مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۝ فَأْتِ بَآيَاتٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ

الصَّادِقِينَ ۝

قَالَ لَهُهَا نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ

مَعْلُومٌ ۵۵

وَلَا تَسْؤُهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۵۶

اور ایک دن تمہارے لئے اور نہ برائی سے اسے چھونا اور نہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آئے گا

فَعَقَرُوهَا فَاصْبِرُوا لِمِمَّا آتَاكُمْ مِنَ الْعَذَابِ ۵۷

تو انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا پھر وہ نادم ہوئے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۵۸

اس میں نشانی ہے اکثر ان کے ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۵۹

اور تمہارا رب زبردست اور رحم والا ہے

## حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

كذبت - جھٹلایا	ثمود - ثمود نے	المزسلین - پیغمبروں کو	اذ - جب
قال - کہا	لهم - ان کو	اخو - بھائی	هم - ان کے
صليح - صالح نے	الا - کیا نہیں	تثقون - ڈرتے تم	اني - بے شک میں
لكم - تمہارے لئے	راسول - رسول ہوں	امين - امانت دار	فاتقوا - تو ڈرو
الله - اللہ سے	و - اور	اطيعون - کہا مانو میرا	و - اور
ما - نہیں	اسئلكم - مانگتا میں تم سے	عليه - اس پر	من اجبر - کوئی بدلہ
ان - نہیں ہے	اجرى - میرا بدلہ	الا - مگر	على - اوپر
رب - رب	العلمين - جہانوں کے	آ - کیا	تتركون - چھوڑے جاؤ گے
في ما - اس میں	ههنا - اس جگہ	امين - چین سے	في - بیچ
جنت - باغوں	و - اور	عيون - چشموں کے	و - اور
زراوع - کھیتوں	و - اور	نخل - کھجوروں میں	طلعها - جن کے خوشے
هضيم - ٹوٹے پڑتے ہیں	و - اور	تثجون - کھودتے ہو تم	من الجبال - پہاڑوں سے
بيوتكم - گھر	فرهين - اکڑتے ہوئے	فاتقوا - تو ڈرو	الله - اللہ سے
و - اور	اطيعون - اطاعت کرو میری	و - اور	لا - نہ
تطيعوا - اطاعت کرو	امر - حکم	المسرفين - حد سے بڑھنے والوں کی	الارض - زمین کے
الذين - وہ جو	يفسدون - فساد کرتے ہیں	في - بیچ	يصلحون - درستی کرتے
و - اور	لا - نہیں	قالوا - بولے	من المسحورين - جادو کئے گیوں سے
الما - اس کے سوا نہیں	انت - تو ہے		



مَا نَحْنُ	أَنْتَ تَو	إِلَّا مَر	بَشَرٌ - بَشَرٌ
وَمِثْلَنَا - ہمارے جیسا	فَاتِ تَو لَآ	بَايَةٍ - کوئی نشانی	إِنْ - اگر
كُنْتَ - ہے تو	مِنَ الصَّادِقِينَ - سچے لوگوں سے	لَهَا - اس کے لئے	قَالَ - فرمایا
هَذَا - یہ	نَائِقَةٌ - اونٹنی ہے	شَرِبٌ - پینا ہے	يَوْمٍ - دن
وَأَمَّا	لَكُمْ تَهَارَى لَآ	شَرِبٌ - پینا ہے	تَسْتَوْهَى - چھووا اس کو
مَعْلُومٍ - مقرر کا	وَأَمَّا	لَا - نہ	يَوْمٍ - دن
بِسُوءٍ - برائی سے	فَيَأْخُذْكُمْ - تو پکڑے گا تم کو	عَذَابٍ - عذاب	فَأَصْبَحُوا - تو ہو گئے
عَظِيمٍ - بڑے کا	فَعَقَرُواهَا - تو کوچیوں کا ٹیس انہوں نے اس کی	عَذَابٍ - عذاب	إِنَّ - بے شک
نِدْمِينَ - نادم	فَأَخَذَهُمْ - تو پکڑا ان کو	عَذَابٍ - عذاب	وَأَمَّا
فِي - بیچ	ذَلِكَ - اس کے	لَايَةٍ - نشانی ہے	وَأَمَّا
مَا نَحْنُ	كَانَ - ہیں	أَكْثَرُهُمْ - اکثر ان کے	مُؤْمِنِينَ - ایمان والے
وَأَمَّا	إِنَّ - بے شک	رَبِّكَ - تیرا رب	لَهُوَ - وہ ہے
الْعَزِيزُ - غالب	الرَّحِيمُ - رحم کرنے والا		

### خلاصہ مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

أَتَتُّكُمْ كُونَ - میں ہمزہ استفہام انکاری کا ہے۔ اس کے حاصل معنی یہ ہوئے: أَتَتُّكُمْ كُونَ فِي الْذِي اسْتَقَرَّ فِي هَذَا الْمَكَانِ۔

طَلَعَهَا هَضِيمٌ ۱۳۸ - طلوع خوشہ کو کہتے ہیں۔ هَضِيمٌ ہضم سے ہے اور ہضم بمعنی کسر آتا ہے یعنی اس کے خوشے نرم و نازک ٹوٹے پڑتے ہیں۔

وَتَنَجُّونَ - یہ مشتق ہے نحت سے اور نحت کہتے ہیں کسی چیز کے تراشنے کو۔

فَرِهَيْنَ ۱۳۹ - فَرَاهَةٌ سے مشتق ہے اور فراہت کہتے ہیں تہنتر فخر کو، اترانے کو۔

مُسْحَرِينَ - اس شخص کو کہتے ہیں جس پر جادو اتنا کیا جائے کہ اس کی عقل مغلوب و مقہور ہو جائے۔

عُقْرٌ - کہتے ہیں پاؤں کے پیچھے ایڑی کے نیچے کے پٹھے کاٹنے کو جسے اردو میں کوچی کہتے ہیں اس کے کاٹ دینے سے جانور چل نہیں سکتا اور آخر کار پڑا پڑا ہلاک ہو جاتا ہے۔

یہ پانچواں قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے۔

قوم ثمود پر حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔

یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارے پر تھی۔

اس قوم کے پاس باغ اور کھیتی اور چشمے تھے۔ عمدہ کھجوریں یہاں پیدا ہوتی تھیں۔ غرضکہ ان کا ملک نہایت شاداب اور

سرسبز تھا اور یہ قوم نہایت فارغ البال اور مرفہ الحال تھی۔

یہ بد بخت بھی بت پرست تھے اور راہزنی، غارت گری، چوری اور فواحشات میں رہنے کے عادی تھے۔ آج کل کے بالٹویزم کی طرح یہ بھی قیامت، سزا و جزا، حشر و نشر سب کے منکر تھے۔ چنانچہ اول تو ارشاد فرمایا:

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٦﴾ - قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ صِدْحٌ أَلَّا تَتَّقُونَ ﴿١٣٧﴾ - جب کہا ان کے بھائی صالح نے کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٣٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿١٣٩﴾ - میں تمہارے لئے رسول امین ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾ - اور میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو میرے رب پر ہے۔

اس کے بعد ان کے جو عیب تھے اس کی اصلاح کے لئے خطبہ دیا۔ چنانچہ فرمایا:

أَتَشْرِكُونَ فِي مَا هُنَّآ أَمِينٌ ﴿١٤١﴾ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٢﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلَعَتْهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٣﴾ -

کیا تم دنیا میں ہی اس جگہ چھوڑے جاؤ گے ان میں باغوں، کھیتوں اور چشموں میں اور ایسی کھجوروں میں جن کے خوشے نرم و گداز ٹوٹے پڑتے ہیں۔

یعنی یہ ناز و نعم دوائی نہیں ایک دن سب چھوڑ جانا ہے۔

وَتَتَّجَتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بِيُوتًا فَرِهَيْنَ ﴿١٤٤﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿١٤٥﴾ وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ السُّرْفِينِ ﴿١٤٦﴾ -

اور کیا تم بتخت اور فخر سے پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری۔ اور نہ مانو ان کا حکم جو حد سے گزرے ہوئے ہیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

اس ہدایت آمیز کلام سے ان پر الٹا اثر ہوا اور وہ گمراہی سے کہنے لگے:

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٤٧﴾ - بولے آپ پر تو زبردست جادو ہوا ہے

جس کی وجہ سے معاذ اللہ عزوجل یہ باتیں کر رہے ہو۔

مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۗ فَأْتِ بَآيَاتِنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٤٨﴾ - آپ ہمارے جیسے تو ایک بشر ہیں تو لاؤ کوئی نشانی اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے پہاڑ کی چٹان سے ان کے مطالبہ کے مطابق ناقہ نکال دیا اور ایسا زبردست ناقہ نکالا کہ اس کے سینہ کی پیمائش ساٹھ گز تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ ﴿١٤٩﴾ - فرمایا یہ ناقہ میری صداقت کی دلیل ہے اس کے پینے کا ایک دن ہے جس میں یہ تمام پانی پی لیتا ہے اور تمہارے سب کے لئے ایک دن ہے۔

وَلَا تَسْؤُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٥٠﴾ - (اب یہ بھی سن لو کہ) اس ناقہ کے ساتھ برائی سے پیش نہ آنا اور اسے اذیت نہ دینا ورنہ تمہیں عذاب پکڑ لے گا بڑے دن کا۔

وہ بھلا کہاں ماننے والے تھے یہ قصہ تو مفصل تیسویں پارہ کی سورۃ والشمس میں ہے مختصر یہ کہ  
 فَعَقَرُوا هَاقًا صَبَحُوا نِدْمِينَ ﴿١٥٦﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ - آخرش انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں تو صبح ان پر  
 آثار عذاب نمودار ہوئے تو نادام ہونے لگے لیکن اب ندامت سود مند نہ تھی۔  
 فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ - تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور ہلاک ہو گئے۔  
 اس کے بعد پھر وہی آیتیں فرمائی گئیں جن کا خلاصہ ہم لکھ چکے ہیں۔  
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۗ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ -

### مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بُرْسَلِينَ ﴿١٣٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٣٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٣٨﴾  
 فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٣٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۗ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾  
 ثمود اسم عجمی ہے عِنْدَ الْبَعْضِ وَالْأَكْثَرُونَ عَلَى أَنَّهُ عَرَبِيٌّ - اور اکثر اسی پر ہیں کہ یہ اسم عربی ہے یہ ایک قبیلہ کا  
 نام ہے۔ یہ ثمود سے مشتق ہے۔ ماء قلیل کے معنی میں مستعمل ہے۔

قاموس میں ہے: ثَمُودُ قَبِيلَةٌ - اس قوم میں ان کی براداری سے حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ باقی  
 مضمون آیات وہی ہے جو پہلے ہو چکا۔ اب آگے ارشاد ہے:

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُنَا أَمِينٌ ﴿١٣٦﴾ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٣٨﴾ -  
 آپ نے فرمایا تم جن نعمتوں میں ہو ان میں کیا تمہارا گمان ہے یہاں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے باغوں، چشموں اور کھیتوں  
 میں اور کھجوروں میں جن کے خوشے ٹوٹے پڑتے ہیں۔

گویا فرمایا کہ تم ان نعمتوں میں ہمیشہ نہیں رہو گے۔ طَلْعُهَا هَضِيمٌ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
 وَالْهَضِيمُ الدَّاخِلُ بَعْضُهُ فِي بَعْضٍ - ہضم ایسے خوشوں کو کہتے ہیں جو ایک پر ایک گرا پڑتا ہو۔  
 وَسَأَلَ عَنْهُ ابْنُ الْأَزْرَقِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ الْمُنْضَمُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ - فرمایا طلع  
 ہضم وہ گچھا پھل کا ہے جو ایک دوسرے سے ملا ہوا ہو۔ آپ سے سوال ہوا کہ عرب میں اس کی تعریف بھی کسی نے کی ہے۔  
 فرمایا ہاں۔ امراء القیس کا یہ شعر نہیں سنا۔

دَارٌ لِيَبْيَضَاءَ الْعَوَارِضِ طِفْلَةٌ مَهْضُومَةٌ الْكُشْحِينِ رِيًّا لِلْعَصَمِ

اور زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ اللَّطِيفُ أَوَّلُ مَا يَخْرُجُ - وہ لطیف خوشہ جو اول نکلے۔

وَقِيلَ هُوَ النَّضْجُ مِنَ الرُّطْبِ - ایک قول ہے وہ پکی ہوئی کھجور ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ فَوُصِفَ الطَّلْعُ بِالْهَضِيمِ - خوشہ کی تعریف پر طلع ہضم بولتے ہیں۔

اور تَتَّحْتُونَ پر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: أَيْ أَشْرِينَ بَطْرِينَ -

دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی نے مُنْشَطِينَ مُهْتَمِينَ فرمایا۔

اور ابوصالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيْ حَادِقِينَ -



خلاصہ یہ کہ نہایت کاریگری سے پہاڑوں میں پتھر تراش کر مکان بنانے پر تَنْجُوتُونَ بولا جاتا ہے۔  
اور فَرِهَيْنَ پر فرماتے ہیں: الْفَرَاهَةُ فِي النَّشَاطِ - فراہت نشاط میں مستعمل ہے یعنی بنا کر خوش ہوتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝۳۳- تو اللہ سے ڈرو اور ایسے افتخار و تکبر سے باز آؤ اور میری اطاعت کرو۔  
اس لئے کہ كَانَهُ عَنِ بِالْخَطَابِ جَمَهُودَ قَوْمِهِ وَبِالْمُسْرِفِينَ كِبْرَاءَهُمْ وَأَعْلَامَهُمْ فِي الْكُفْرِ وَالْإِضْلَالِ وَكَانُوا تِسْعَةَ رَهْطٍ - چنانچہ آگے فرمایا۔  
وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝۳۴- الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝۳۵- اور نہ پیروی کرو حد سے متجاوز ہو جانے والوں کی جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح پر نہیں آتے۔ اَلَوْسَى رَحِمَهُ اللَّهُ فرماتے ہیں:  
وَلَعَلَّ الْمُرَادَ ذَمُّهُمْ بِالضَّلَالِ فِي الْقِسْمِ بِالْكَفْرِ وَالْمَعَاصِي وَإِضْلَالِهِمْ غَيْرَهُمْ بِالِدَّعْوَةِ لِذَلِكَ - اس سے مراد ان کی مذمت ہے ان کی گمراہی اور ان کے اندر کفر و معاصی ہونے کی سبب اور دوسروں کو دعوت دے کر گمراہ کرنے سے۔

تو ان میں اتنا فساد پیدا ہو چکا تھا کہ اس ہدایت کے جواب میں وہ کہنے لگے:  
قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسْحَرِينَ ۝۳۶- بولے تم تو مسحور ہو چکے ہو اَيِّ الدِّينِ سُحِرُوا كَثِيرًا حَتَّى غَلَبَ عَلَى عُقُولِهِمْ - یعنی ایسے ہو چکے ہو جیسے جادو تمہاری عقل پر بھی غالب ہو چکا ہے۔  
ایک قول ہے: اَيُّ مِنْ ذَوِي السَّحْرَةِ - یعنی آپ جادوگر ہیں اور بولے:  
مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۳۷- نہیں تم مگر ہماری مثل بشر (اگر ہماری مثل بشر نہیں ہو تو) فَأْتِ بِآيَةٍ لَاؤُكُوْنِي نَشَانِي اِغْر (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو۔  
یہاں یہ امر بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اپنے جیسا بشر کہنے والے انبیاء کرام کو جہاں بھی قرآن پاک میں ملیں گے وہ عموماً مشرکین ہی ہوں گے۔

چنانچہ آپ نے جواب میں اشارہ یہی فرمایا کہ تمہاری مثل اگر میں بشر ہوں تو تم بھی پہاڑ کی چٹان سے ایسا ناقہ نکال دو جس کے سینہ کی پیمائش ساٹھ گز ہو۔ حَيْثُ قَالَ  
قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝۳۸- اَلَوْسَى رَحِمَهُ اللَّهُ فرماتے ہیں:  
اَيُّ بَعْدَ مَا اَخْرَجَهَا اللَّهُ تَعَالَى - جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وہ ناقہ نکال دیا۔  
وَرَوَى اَنْهُمْ اَقْتَرَحُوا عَلَيْهِ نَاقَةً عَشْرَاءَ تَخْرُجُ مِنْ صَخْرَةٍ عَيْنُهَا ثُمَّ تَلِدُ سَقْبًا فَقَعَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَذَكَّرُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَسَلَّ رَبِّكَ فَفَعَلَ فَخَرَجَتِ النَّاقَةُ وَبَرَكَتْ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَنَتَجَتْ سَقْبًا مِثْلَهَا فِي الْعُظْمِ فَعِنْدَ ذَلِكَ قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ -

اور روایت ہے جب انہوں نے کہا فَاتِ بِآيَةٍ اور نشانی یہ طلب کی کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے اس چٹان سے اونٹنی نکلے پھر

وہ بچہ دے تو یہ سن کر آپ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض پیرا ہوئے۔ کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی آپ دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے رب سے مانگیں آپ نے ایسا ہی کیا تو ناقہ چٹان سے نکلا اور بڑھا ان کے آگے پھر اونٹنی نے بچہ دیا اور وہ بھی فوراً بڑھ کر ناقہ کے برابر ہو گیا۔ تو آپ نے انہیں فرمایا:

یہ ناقہ ہے ایک دن اسے پانی پینا ہے اور ایک دن تم سب کا حصہ ہے اور یہ ایک چشمہ تھا جس سے سب پانی لیتے تھے۔ اور مجمع البیان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے: **إِنَّ تِلْكَ الْعَيْنَ أَوَّلَ عَيْنٍ نَبَحَتْ فِي الْأَرْضِ وَقَدْ فَجَرَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِصَالِحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ**۔ روئے زمین پر یہ پہلا چشمہ تھا جو زمین سے ابلا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کے لئے جاری فرمایا۔ تو آپ نے فرمایا: **فَاقْتَنِعُوا لِشُرْبِكُمْ وَلَا تَزَاحِمُوهَا عَلَى شُرْبِهَا**۔ اپنی باری کے پانی پر قناعت کرو اور ناقہ سے اس چشمہ پر کوئی کسی قسم کی ہرگز مزاحمت نہ کرنا۔  
**وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَظِيمٍ** ۵۱۔ اور اسے کسی برائی کی نیت سے نہ چھونا کہ تمہیں عذاب پکڑے اور دن بھاری ہو جائے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وَصِفَ الْيَوْمُ بِالْعُظْمِ بِالْعُظْمِ مَا يَحِلُّ فِيهِ**۔ عذاب والے دن کو بھاری فرمایا اس لئے کہ اس میں جو کچھ ہوگا وہ عذاب کی صورت میں بھاری ہوگا۔

لیکن ان بد نصیبوں پر بلا آئی تھی آپ کے فرمانے کی پرواہ نہ کی اور

**فَعَقَرُوا هَافًا صَبْحُوا نِدْمِينَ** ۵۲۔ اس ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں تو صبح ندامت میں کی۔

اس کی اصلیت یہ ہے کہ عاقر ناقہ صالح تو صرف ایک شخص قدار بن سالف تھا لیکن جرم عقر سب کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مشورہ میں سب متفق تھے۔ یہ قدار بن سالف ناسج تھا یعنی کپڑا بننے کا کام کرتا تھا۔

**وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ مِسْطَعًا الْجَاهَا إِلَى مَضِيقٍ فِي شَعْبٍ فَرَمَاهَا بِهِ سَهْمٌ فَأَصَابَ رَجُلَهَا فَسَقَطَتْ ثُمَّ ضَرَبَهَا قَدَارٌ**۔ ایک روایت میں ہے کہ مسطع ایک شخص تھا اس نے اس ناقہ کو گھیر کر ایک تنگ جگہ پر کیا کسی گھاٹی کے پاس اور اس کے تیر مارا جو اس کے پیر پر لگا اور وہ گر اور پھر قدار بن سالف نے اس کی کوچیں کاٹیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ قدار نے کہا تھا میں اسے عقر نہ کروں گا جب تک اس پر سب راضی نہ ہوں تو یہ ایک عورت کے یہاں نشہ میں تھے سب جمع ہوئے اور اس سے کہا: **اتَرْضَيْنَ فَنَقُولُ نَعَمْ وَكَذَلِكَ الصَّبِيَانُ فَرَضُوا جَمِيعًا**۔ کیا تو اس سے راضی ہے کہ ناقہ کے ساتھ ایسا کیا جائے اس نے کہا ہاں اور ایسے ہی تمام بچے بھی راضی تھے تو پھر سب اس کام پر رضامند ہو گئے۔

ایک قول میں ہے کہ **لِأَنَّ الْعُقْرَ كَانَ بِأَمْرِهِمْ وَمُعَاوَنَتِهِمْ جَمِيعًا**۔ عقر ناقہ میں سب کا مشورہ تھا اور سب اس کام میں معاون تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے **فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ**۔

**فَأَصْبَحُوا نِدْمِينَ** ۵۳۔ **خَوْفًا مِّنْ حُلُولِ الْعَذَابِ**۔ تو صبح ندامت میں کی عذاب کے خوف سے۔

اور ایک قول میں ہے کہ عقر ناقہ کے بعد سب حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آ کر بولے: **يٰصَلِّحُ اتَّبِعْنَا بِمَا تَعُدُّنَا** **إِنَّ كُنْتُمْ مِنَ الْمُرْسَلِينَ**۔ اے صالح اب آپ وہ عذاب لائیں جس سے آپ نے ہمیں ڈرایا تھا اگر فی الواقع آپ رسول

ہیں۔

ایک قول ہے: نَدِمُوا كُلَّهُمْ أَوْ لَا خَوْفًا تَمَّ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَالَ خَوْفُهُمْ اُولِ اُولِ تُو شَرْمَنَدَه هُوَ خَوْفِ  
عذاب سے پھر ان کے دل سخت ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

ایک قول یہ ہے کہ ناقہ کے پانی پینے کی جس دن باری ہوتی تھی اس دن وہ اتنا دودھ دیتا تھا کہ ساری قوم کی ضرورت سے زائد ہوتا تھا تو اب وہ دودھ نہ ملنے کی وجہ سے نادم ہوئے۔ مختصر یہ کہ

فَاخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۝ انہیں عذاب نے پکڑ لیا۔

وَ كَانَ صَيْحَةً خَمَدَتْ لَهَا اَبْدَانُهُمْ وَاَنْشَقَّتْ قُلُوبُهُمْ وَمَاتُوا مِنْ اٰخِرِهِمْ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطْرًا  
وَصَبَّ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً۔ وہ عذاب ایک چنگھاڑ تھی جس سے ان کے بدن سن ہو گئے اور کلیجے پھٹ گئے اور مر گئے پھر ان پر  
پتھروں کی بارش کی گئی اور انہیں کچل کر رکھ دیا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۝ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اس میں بھی نشان قدرت قدر ہے مگر وہ اکثریت میں ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک اے محبوب آپ کا رب  
زبردست قوت والا اور مہربان ہے۔

### بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

جھٹلایا قوم لوط نے رسولوں کو

جبکہ کہا ان سے ان کے بھائی لوط نے تم کیوں نہیں  
خوف کرتے

بے شک میں تمہارے لئے رسول امین ہوں

تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو

اور میں نہیں مانگتا تم سے اس خدمت کا بدلہ میرا بدلہ تو  
رب العالمین پر ہے

کیا مردوں سے بدعلی کرتے ہو مخلوق میں

اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لئے تمہارے رب نے پیدا  
کیں تمہاری بیویاں بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو

بولے اگر تم باز نہ آئے اے لوط تو تم ضرور نکال دیئے  
جاؤ گے

فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں

اے میرے رب مجھے اور میرے گھروالوں کو ان کے کام  
سے نجات دے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ لُوطُ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ۝

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيْ اِلَّا عَلٰى

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وَتَذْمُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ ۝

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝

قَالُوْا لَيْنَ لَمْ تَنْتَهَ يَلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ

الْمُخْرَجِيْنَ ۝

قَالَ اِنِّيْ لَعَبَلِكُمْ مِّنَ الْقٰلِيْنَ ۝

رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝



فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٠﴾

إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٤١﴾

ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِيثَ ﴿١٤٢﴾

وَ أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ

الْمُنذَرِينَ ﴿١٤٣﴾

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَ مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

مُؤْمِنِينَ ﴿١٤٤﴾

وَ إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٥﴾

تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو سب کو نجات دی

مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی

پھر ہم نے کچل دیا دوسروں کو

اور ہم نے ان پر ایک برسواؤ برسایا تو برا تھا برسواؤ ان

ڈرائے ہوؤں کا

بے شک اس میں نشانی ہے اور نہیں اکثر ان کے ایمان

لانے والے

اور بے شک تمہارا رب زبردست بڑا مہربان ہے

### حل لغات نواں رکوع - سورة شعراء - پ ۱۹

الْمُرْسَلِينَ - رسولوں کو	لُوطٍ - لوط نے	قَوْمٍ - قوم	كَذَّبَتْ - جھٹلایا
أَخُوهُمْ - ان کے بھائی	لَهُمْ - ان کو	قَالَ - کہا	إِذْ - جب
رَأَى - بے شک میں	تَتَّقُونَ - ڈرتے تم	أَلَا - کیا نہیں	لُوطٍ - لوط نے
فَاتَّقُوا - تو ڈرو	أَمِينٌ - امانت دار	رَسُولٌ - رسول ہوں	لَكُمْ - تمہارے لئے
وَ - اور	أَطِيعُونَ - کہا مانو میرا	وَ - اور	اللَّهِ - اللہ سے
مِنْ أَجْرٍ - کوئی بدلہ	عَلَيْهِ - اس پر	أَسْأَلُكُمْ - مانگتا میں تم سے	مَا - نہیں
عَلَى - اوپر	إِلَّا - مگر	أَجْرِي - میرا بدلہ	إِنْ - نہیں
تَأْتُونَ - آتے ہو تم	أَ - کیا	الْعَالَمِينَ - جہانوں کے	رَبِّ - رب
وَ - اور	مِنَ الْعَالَمِينَ - جہان والوں سے	الدُّكْرَانَ - مردوں کے پاس	تَدْمُونَ - چھوڑتے ہو تم
لَكُمْ - تمہارے لئے	خَلَقَ - پیدا کیں	مَا - جو	رَبُّكُمْ - تمہارے رب نے
بَلْ - بلکہ	عُدُونَ - حد سے گزرنے والی	مِنْ أَرْوَاحِكُمْ - تمہاری بیویاں	أَنْتُمْ - تم
قَالُوا - بولے	يَلُوطُ - اے لوط	قَوْمٌ - قوم ہو	لَيْنٌ - اگر
لَتَكُونَنَّ - تو ہوگا	إِنِّي - بے شک میں	لَمْ - نہ	مِنَ الْبُحْرَيْنِ - نکالا گیا
لِعَمَلِكُمْ - تمہارے کام کو	نَجِّنِي - مجھے نجات دے	قَالَ - کہا	مِنَ الْقَالِينَ - برا سمجھتا ہوں
وَ - اور	يَعْمَلُونَ - جو وہ کرتے ہیں	رَبِّ - اے میرے رب	أَهْلِي - میرے گھر والوں کو
فَنَجَّيْنَاهُ - تو نجات دی ہم	أَهْلَهُ - اس کے گھر والوں	مِنَّا - اس سے	وَ - اور
أَجْمَعِينَ - سب کو	فِي - بیچ	وَ - اور	عَجُوزًا - بڑھیا کو
الْغَابِرِينَ - پچھلوں کے			إِلَّا - مگر

و۔ اور	دَمَّرْنَا۔ کچل دیا ہم نے	الْأَخْرَيْنَ۔ پچھلوں کو	و۔ اور
فَسَاءَ۔ تو برا تھا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مَطْرًا۔ ایک برسانا	و۔ اور
فِي۔ بیچ	الْمُنْدَرِيْنَ۔ ڈرائے گیوں کا	إِنَّ۔ بے شک	و۔ اور
مَا۔ نہیں	لَايَةً۔ البتہ نشانی ہے	و۔ اور	و۔ اور
و۔ اور	أَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے	مُؤْمِنِينَ۔ ایمان والے	و۔ اور
و۔ اور	رَبَّكَ۔ تیرا رب	لَهُوَ۔ وہ ہے	و۔ اور
و۔ اور	الرَّحِيمُ۔ رحم کرنے والا	الْعَزِيزُ۔ غالب	و۔ اور

### خلاصہ تفسیر نواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

یہ چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے ہیں اور انہیں کے حکم سے آپ اس سرزمین میں تشریف لائے جو ملک شام کے جنوب میں بحیرہ مردار کے قریب شہر سدوم اور عمورہ آباد تھے۔ یہاں کے لوگ بت پرست ہونے کے علاوہ لوطی فعل کے بھی مرتکب رہتے تھے انہیں عورتوں سے رغبت نہیں تھی لڑکوں پر مرتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل شنیع سے منع فرمایا اور اس پر وہ آپ کو بستی سے نکالنے پر تل گئے آپ نے فرمایا میں تو تمہیں اس بے حیائی سے منع ہی کرتا رہوں گا اور میں تمہارے اس فعل اور بے حیائی سے بیزار ہوں اور اپنے رب کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے اور میرے گھر والوں کو اس عذاب سے محفوظ رکھے۔

چنانچہ آپ کو حکم ہوا کہ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر اندھیری اندھیری صبح ان کی بستی سے نکل جائیں۔ اور مڑ کر نہ دیکھیں جس کا منسل واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

چنانچہ آپ جب نکلے تو آپ کی ایک بیوی جو انہیں میں سے تھی محبت اہل وطن میں مڑ کر دیکھنے لگی وہ بھی ہلاک ہو گئی اور تمام بستی پر ایسی پتھروں کی بارش ہوئی کہ سب الٹ دیئے گئے اور اس تباہ شدہ ملک کے آثار عہد رسالت تک باقی تھے۔ اب بھی بحر مردار دیکھنے والے اس جگہ اور اس معذب زمین کو دیکھ کر آتے ہیں۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٩﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٠﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿٢١﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ﴿٢٢﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ﴿٢٣﴾ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٤﴾

قوم لوط نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان کی برادری والے حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں فرمایا کیا تمہیں خوف خدا نہیں میں تمہارے لئے رسول امین ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اور میں نہیں مانگتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی بدلہ میرا بدلہ تو رب العالمین پر ہے۔

أَتَاتُونَ الدُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٥﴾ وَتَدْمُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ ۗ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّدْرُونَ ﴿٢٦﴾ - کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو مخلوق میں اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لئے پیدا کیں تمہارے رب نے بیویاں بلکہ تم حد سے متجاوز لوگ ہو۔

اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ آپ نے انہیں نصیحتاً فرمایا کہ کیا مخلوق میں ایسے قبیح اور بے حیا فعل کے لئے تمہیں رہ گئے ہو دنیا میں اور لوگ بھی تو ہیں انہیں دیکھ کر تمہیں شرم کرنی چاہئے حالانکہ تمہارے لئے بکثرت عورتیں ہیں جنہیں تم بیوی بنا سکتے ہو مگر تم حلال طریقہ چھوڑ کر حرام و خبیث افعال میں مبتلا ہو کر حد سے متجاوز ہو گئے ہو۔ تو جب انہوں نے اپنی خواہشات کی مخالفت کرتے دیکھا تو وہ سب حضرت لوط علیہ السلام کے خلاف ہو گئے۔

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنْتَهِ لَيُوطُّ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١١٤﴾۔ بولے اگر آپ اس مخالفت سے باز نہ آئے تو تم ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔ آپ نے جواب دیا:

قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١١٥﴾۔ قَالِينَ۔ قلی نے مشتق ہے اور قلی کہتے ہیں بغض شدید کو چنانچہ آپ نے فرمایا میں تمہارے ایسے افعال شیعہ سے بیزار ہوں۔ یہ لغت قرآن کریم میں سورۃ ضحیٰ میں بھی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔ فرمایا مگر استعمال کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے رب کے حضور دعا کی:

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١١٦﴾ فَجَئِنهٗ وَأَهْلَهٗ أَجْمَعِينَ ﴿١١٧﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَدِيرِينَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٢٠﴾۔ اے میرے رب مجھے اور میرے گھروالوں کو ان کے کام سے نجات دے اور بچا۔ تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھروالوں کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی پھر ہم نے باقیوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے برسایا ان پر برسائے تو براتھا وہ برسائے ڈرائے ہوؤں کے لئے۔

یہ بڑھیا آپ کی بیوی تھی جو اپنی قوم کے اس فعل پر راضی تھی اس لئے وہ بھی گرفتار عذاب ہوئی اور وہ برسائے پتھروں کا یا گندھک کا یا آگ کا تھا اس کے بعد وہی سابقہ آیت ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾۔

اس آیت کا وہی ترجمہ ہے جو پہلے بیان ہو چکا۔

### مختصر تفسیر اردو نواں رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٧﴾

جھٹلایا قوم لوط نے رسولوں کو جبکہ کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے تم کیوں نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اور میں اس خدمت تبلیغ کا تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ پر ہے جو رب العالمین ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَانُوا مِنْ أَصْهَارِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ آپ قوم لوط سے قرابت سرال کی رکھتے تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک آپ کی بیوی معذب بھی ہوئی۔ پھر آپ نے انہیں ان کی بے حیائی سے روکا اور ان سے فرمایا:

اتَّاتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٨﴾۔ کیا تم زینہ مخلوق کے ساتھ بد فعلی کرتے ہو اللہ کی مخلوق میں سے۔

يَعْنِي ابْنِ آدَمَ فِي آخِرِ عَوْرَتَيْهِ كَافِي هُنَّ لَيْكِن تَمَّ ارْتِكَابُ غَيْرِ فِطْرِي كِي طَرَفٍ مَّا لَ هُوَ۔



وَ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ هَذِهِ السُّنَّةَ السَّيِّئَةَ كَمَا يَفْصَحُ عَنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ۔ دنیا میں سب سے پہلے جس قوم نے یہ بے حیائی شروع کی وہ یہی قوم تھی۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی یہی ارشاد ہے مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ۔ ایسے کام کی طرف دنیا میں کوئی تم سے پہلے نہ آیا۔

وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ ۗ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿۱۳﴾۔ اور چھوڑے ہوئے ہو جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں تمہارے لئے تمہاری بیویاں بلکہ تم حد سے گزر جانے والی قوم ہو۔

یعنی عورت کی جنس تمہارے استمتاع شہوانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنائی جس میں عضو مباح تمہارے لئے مقرر فرمایا۔ چنانچہ نسوانی طبقہ سے بھی استمتاع بالقبیل رکھا گیا اور دبر سے بقول مشہور حرام اور گناہ کبیرہ ہے یہی مسلک اہل سنت ہے۔

اور جنہوں نے اس کی اباحت امام شافعی رحمہ اللہ سے لکھی ہے جو ابن الحکم کے قول سے منقول ہے۔ اس پر حضرت ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَذَبَ وَاللَّهِ ابْنُ الْحَكَمِ وَقَدْ نَصَّ الْإِمَامُ عَلَيَّ تَحْرِيمِهِ فِي سِتِّ كُتُبٍ۔ خدا کی قسم ابن الحکم نے جھوٹ کہا اور امام شافعی رحمہ اللہ نے تو اس کی حرمت چھ کتابوں میں لکھی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جو حلت و اباحت بتاتے ہیں وہ بھی غلط ہے وَلَمْ يُحْفَظْ عَنْ مَالِكٍ شَيْءٌ فِي أَبَاحِهِ الْبَتَّةَ۔

اور نِسَاءُ وُكُمُ حَزْتُ لَكُمْ مَا قَاتُوا حَزَّتْكُمْ أَلِي سِنَّتُمْ سے بھی قبل ہی ثابت ہے اس لئے کہ حرث کھیتی کو کہتے ہیں اور کھیتی بار آور زمین پر ہوتی ہے تو قبل سے بار آوری کی امید ہے اور دبر خلاف وضع فطری ہے تو اس سے بھی اباحت نہیں ملتی۔ بلکہ حقیقت یہی ہے کہ تم اس قوم سے ہو جو حد سے متجاوز ہو چکی ہے۔

اس پر قوم مالک بہ ہدایت نہ ہوئی بلکہ اپنی شہوات کے نشے میں آپ سے بگڑ گئی اور کہنے لگی:

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُ يَلُوطٌ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿۱۴﴾۔ بولے اگر آپ اے لوط ہمیں روکنے سے باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ تو آپ نے ان کی دیدہ دلیری پر جواب دیا:

قَالَ إِنِّي بَعْدَكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿۱۵﴾۔ فرمایا میں تمہارے اس عمل سے بیزار ہوں۔

قَالِينَ۔ قلی سے ہے جو بیزاری کے معنی دیتا ہے۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: يُقَالُ قَلَاءٌ وَيَقْلِيهِ فَمَنْ جَعَلَهُ مِنَ الْوَاوِ فَهُوَ مِنَ الْقَلْوِ أَيْ الرُّمِي مِنْ قَوْلِهِمْ قَلَبِ النَّاقَةَ بِرُكْبِهَا قَلَوْا وَقَلَوْتُ بِالْقَلَّةِ إِذَا فَكَانَ الْمَقْلُوُّ يَقْدِفُهُ الْقَلْبُ مِنْ بُغْضِهِ فَلَا يَقْبَلُهُ فَمَنْ جَعَلَهُ مِنَ الْيَاءِ فَهُوَ مِنَ الْقَلِيَةِ السُّوَيْقِ عَلَى الْمِقْلَاءِ فَكَانَ شِدَّةَ الْبُغْضِ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس کے معنی بغض شدید و بیزاری دل سے علیحدگی کرنا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی بیزاری کے ماتحت دعا کی:

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾۔ اے میرے رب مجھے اور میرے اہل کو ان کے عملوں سے نجات دے۔ یعنی

ان کی شومی عمل اور اس پر جو عذاب دنیوی ہو اس سے مجھے مع میرے اہل کے محفوظ رکھ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی تو معصوم ہوتا ہے تو حضرت لوط علیہ السلام کی یہ دعا کس معنی کی متحمل ہے وَ قِيلَ قَدْ

يَدْعُو الْمَعْصُومَ بِالْحِفْظِ عَنِ الْوُقُوعِ فِي مَا عُصِمَ عَنْهُ لَمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى حِكَايَةَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ وَاجْتُنِبِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ وَهُوَ مُسَلَّمٌ۔ کبھی معصوم حفظ عن الوقوع کی دعا کرتا ہے اس عصمت میں جو اسے عطا ہوئی جیسے ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں وَاجْتُنِبِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا صَمَامَ آدِپ نے دعا کی یعنی محفوظ رکھ مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے کہ ہم بتوں کی پوجا کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا مستجاب فرمائی۔

فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٤٦﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿٤٧﴾۔ تو نجات دی ہم نے لوط کو اور ان کے اہل کو مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہنے والوں میں رہی۔

اس سے مراد اہل بیت ہیں یا اس سے مراد وہ سب ہیں جنہوں نے آپ کے دین کا اتباع کیا فَيَشْمَلُ أَهْلُ بَيْتِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَ سَائِرَ مَنْ آمَنَ بِهِ۔ تو اہل بیت کا لفظ تمام ایماں والوں اور جو ایمان لائے ان کو بھی شامل ہے۔

اور اس تعیم کی یہاں حاجت بھی نہیں اس لئے کہ اہل بیت سے ایک کے ایمان نہ لانے کا استثناء آیت ہی میں ہے۔

وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْعَجُوزُ امْرَأَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَتْ كَافِرَةً مَائِلَةً إِلَى الْقَوْمِ رَاضِيَةً بِفِعْلِهِمْ۔

اور بڑھیا سے مراد وہ بیوی آپ کی ہے جو کافرہ تھی اور قوم لوط علیہ السلام کی طرف مائل تھی اور ان کے افعال شنیعہ سے راضی تھی۔

وَالْمُرَادُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْعَذَابِ بِأَخْرَاجِهِمْ مِنْ بَيْنِهِمْ لَيْلًا عِنْدَ مُشَارَفَةِ حُلُولِهِ بِهِمْ إِلَّا عَجُوزًا مُقَدَّرَةً فِي الْبَاقِينَ فِي الْعَذَابِ بَعْدَ سَلَامَةٍ مِنْ خَرَجَ لِمَا رُوِيَ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ لُوطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاصَابَهَا حَجَرٌ فِي الطَّرِيقِ فَهَلَكَتْ۔

فَنَجَّيْنَاهُ۔ سے مراد آپ کے اہل ہیں جو عذاب سے محفوظ رہے کہ انہیں راتوں رات صبح ہونے سے قبل ہی نکلنے کا حکم ہو چکا تھا مگر وہ بڑھیا جس کے لئے عذاب مقدر تھا باقیوں کے ساتھ بعد ان کی سلامتی کے جو نکلے چنانچہ روایت ہے کہ یہ بڑھیا بھی نکلی تو ایک پتھر سے راستہ میں لگا اور وہ ہلاک ہو گئی۔

بعض کہتے ہیں وہ آپ کے ساتھ نہیں نکلی اور ہلاک ہو گئی۔

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿٤٧﴾۔ يَعْنِي أَهْلَكْنَاهُمْ أَشَدَّ الْهَلَاكِ۔ دَمَّرْنَا کے معنی اہلکنا ہیں یعنی ہلاک کیا ہم نے پچھلوں کو شدید ہلاکت سے اور وہ ہلاکت کیسے ہوئی ارشاد ہے۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءً مَطَرُ الْمُتَدْرِيثِينَ ﴿٤٨﴾۔ ہم نے ان پر بارش کی مخصوص بارش جس میں پتھر نکلے تھے جس کی تصریح دوسری جگہ فرمائی ہے: فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا مِّنْ سِجِّيلٍ۔ اور جب ہمارا حکم آیا کر دیا ہم نے اونچوں کو نیچا اور برسائے ہم نے ان پر پتھر سنگریزوں سے۔

مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِلَّذِينَ كَانُوا خَارِجِينَ مِنَ الْقَرْيَةِ لِبَعْضِ حَوَائِجِهِمْ۔ ایک بارش ان کے اوپر بھی ہوئی جو اپنی ضروریات کے لئے بستی سے باہر گئے ہوئے تھے۔

فَسَاءَ مَطَرُ الْمُتَدْرِيثِينَ ﴿٤٨﴾۔ تو بہت بری بارش تھی ڈرائے ہوئے لوگوں کے لئے۔ اس کے بعد وہی آیت کریمہ دہرائی گئی جو گزشتہ رکوعوں میں آچکی ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لِّمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٥٠﴾۔

### بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

جھٹلایا اصحاب ایکہ نے رسولوں کو  
جب کہا انہیں شعیب نے کیوں نہیں ڈرتے  
میں تمہارے لئے رسول امین ہوں  
تو ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو  
اور میں نہیں مانگتا تم سے اس خدمت پر کوئی کچھ اجر میرا  
اجر تو اللہ رب العالمین پر ہے  
پورا پیمانہ دیا کرو اور کسی کو نقصان دینے والے نہ بنو  
اور تو لو سیدھی تکراری سے  
اور نہ دو لوگوں کو وزن سے کم چیزیں اور نہ برپا کرو زمین  
میں فساد  
اور ڈرو اس سے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پہلی مخلوق  
پیدا کی

بولے تم تو مسحور ہو

اور نہیں تم مگر بشر ہمارے جیسے اور ہم تو گمان کرتے ہیں  
تمہیں جھوٹا

تو ہم پر سلیں گرا دو آسمان سے اگر تم سچے ہو

فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو  
تو جھٹلایا انہوں نے تو پکڑا انہیں عذاب نے سایہ کے دن  
بے شک وہ عذاب بڑے دن کا تھا  
اس میں بھی ہماری نشانی ہے اور نہیں اکثر ان کے  
ایمان لانے والے

اور بے شک تیرا رب زبردست اور مہربان ہے

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْمِرْثَلِينَ ﴿١٥١﴾  
إِذْ قَالَ لَهُمُ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٥٢﴾  
إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٥٣﴾  
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿١٥٤﴾  
وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٥٥﴾  
أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٥٦﴾  
وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَلْسِنَتِكُمْ ﴿١٥٧﴾  
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي  
الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٥٨﴾  
وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْحِجْلَةَ الْوَالِدِينَ ﴿١٥٩﴾

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٦٠﴾  
وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ  
الْكَاذِبِينَ ﴿١٦١﴾  
فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ  
الصَّادِقِينَ ﴿١٦٢﴾

قَالَ رَبِّيَ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾  
فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۗ إِنَّهُ  
كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٦٤﴾  
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۗ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ  
مُؤْمِنِينَ ﴿١٦٥﴾

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٦﴾

### حل لغات دسواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

الْمِرْثَلِينَ - رسولوں کو  
شُعَيْبٌ - شعیب نے

أَصْحَابُ الْمِرْثَلِينَ - جھٹکی والوں نے  
لَهُمْ - ان کو

كَذَّبَ - جھٹلایا  
إِذْ - جب



آلا۔ کیوں نہیں	تَتَّقُونَ۔ تم ڈرتے	إِنِّي۔ بے شک میں	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
رَسُولٌ۔ رسول ہوں	أَمِينٌ۔ امانت دار	فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو	اللہ۔ اللہ سے
و۔ اور	أَطِيعُونَ۔ کہا مانو میرا	و۔ اور	مَا۔ نہیں
أَسْأَلُكُمْ۔ مانگتا میں تم سے	عَلَيْهِ۔ اس پر	مِنْ أَجْرٍ۔ کوئی بدلہ	إِنْ۔ نہیں
أَجْرِي۔ میرا بدلہ	إِلَّا۔ مگر	عَلَىٰ۔ اوپر	رَبِّ۔ رب
الْعَالَمِينَ۔ جہانوں کے	أَوْفُوا۔ پورا کرو	الْكَيْلِ۔ ماپ	و۔ اور
لَا۔ نہ	تَكُونُوا۔ ہو	مِنَ الْمُخْسِرِينَ۔ خسارہ دینے والوں سے	
و۔ اور	زِنُوا۔ تولو	بِالْقِسَاطِ۔ ترازو	الْمُسْتَقِيمِ۔ سیدھی سے
و۔ اور	لَا۔ نہ	تَبْخَسُوا۔ کم دو	النَّاسِ۔ لوگوں کو
أَشْيَاءَ۔ چیزیں	هُمْ۔ ان کی	و۔ اور	لَا۔ نہ
تَعْتُوا۔ پھرو	فِي۔ بیچ	الْأَرْضِ۔ زمین کے	مُفْسِدِينَ۔ فساد کرنے والے
و۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	الذَّيِّ۔ اس سے جس نے	خَلَقَكُمْ۔ تمہیں پیدا کیا
و۔ اور	الْجِبِلَّةَ۔ پیدائش	الْأَوْلِيَّيْنَ۔ پہلی کو	قَالُوا۔ بولے
إِنَّمَا۔ تو	أَنْتَ۔ ہے تو	مِنَ الْمُسْحَرِينَ۔ جادو کئے گیوں سے	
و۔ اور	مَا۔ نہیں	أَنْتَ۔ تو	إِلَّا۔ مگر
بَسْرٌ۔ آدمی	وَمِثْلَنَا۔ ہمارے جیسا	و۔ اور	إِنْ۔ بے شک
نَظْمُكَ۔ خیال کرتے ہیں تجھ کو	لَمِنَ الْكٰذِبِينَ۔ جھوٹے لوگوں سے	فَأَسْقِطْ۔ تو گرا	فَأَسْقِطْ۔ تو گرا
عَلَيْنَا۔ ہم پر	كَسَفًا۔ ٹکڑا	إِنْ۔ اگر	إِنْ۔ اگر
كُنْتَ۔ ہے تو	مِنَ الصّٰدِقِينَ۔ سچے لوگوں سے	قَالَ۔ فرمایا	قَالَ۔ فرمایا
رَبِّي۔ میرا رب	أَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	تَعْمَلُونَ۔ تم عمل کرتے ہو	تَعْمَلُونَ۔ تم عمل کرتے ہو
فَكَذَّبُوهُ۔ تو جھٹلایا انہوں نے اس کو	فَأَخَذَهُمْ۔ تو پکڑا ان کو	عَذَابٍ۔ عذاب	عَذَابٍ۔ عذاب
يَوْمِ۔ دن	الظُّلَّةِ۔ سائے کے نے	كَانَ۔ تھا	كَانَ۔ تھا
عَذَابٍ۔ عذاب	يَوْمِ۔ دن	إِنْ۔ بے شک	إِنْ۔ بے شک
فِي۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے	و۔ اور	و۔ اور
مَا۔ نہیں	كَانَ۔ تھے	مُؤْمِنِينَ۔ ایمان والے	مُؤْمِنِينَ۔ ایمان والے
و۔ اور	إِنْ۔ بے شک	لَهُوَ۔ وہی	لَهُوَ۔ وہی
الْعَزِيزُ۔ غالب	الرَّحِيمُ۔ مہربان ہے		

## خلاصہ تفسیر دسواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

یہ ساتواں قصہ اصحاب ایکہ کا ہے۔ ایکہ سے مراد کنویں والے یا، بن والے ہیں۔ مدین کے پاس کچھ کنویں آب پاشی کے لئے تھے اور وہاں کچھ درخت تھے یہاں جو قوم رہتی تھی اسے اصحاب ایکہ کہا جاتا تھا ان میں حضرت شعیب علیہ السلام نبی بھیجے گئے۔

یہ قوم بھی بت پرست تھی اور ان میں بڑا عیب کم تولنے، لین دین میں فریب کرنے کا تھا۔ راہزن، چور اور بدکار بھی تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں فرمایا:

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۱۸۷﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطِاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۸۸﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۹﴾۔ پورا ناپو اور نقصان دینے والے نہ بنو۔ وزن پورا دو اور لوگوں کو ان کے مالوں میں نقصان نہ پہنچاؤ۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

وَ اتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأُولَىٰ ﴿۱۹۰﴾۔ اور اس خالق مطلق سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلوں کو۔ تو سرکش کہنے لگے:

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۹۱﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نُنْظِرُكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۹۲﴾۔

بولے آپ تو سحر زدہ ہیں اور آپ کیا نہیں مگر ہمارے جیسے بشر اور ہم تو آپ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں۔

فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۹۳﴾۔ تو ہم پر گرا دو آسمان سے چٹانیں اگر تم سچے ہو۔

آپ نے جواب دیا:

قَالَ رَبِّيَ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۹۴﴾۔ فرمایا میرا رب تمہارے کو تکوں سے خوب واقف ہے۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ﴿۱۹۵﴾ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۹۶﴾۔ حق انہوں نے آپ کو جھٹلایا تو پکڑ لیا

انہیں عذاب ابروالے دن کے نے۔ وہ دن عذاب کا بڑا بھاری تھا۔

چنانچہ انجام کار یہی ہوا کہ آسمان سے ایک دھواں کا بادل سایہ کرتا ہوا نمودار ہوا اسی وجہ میں اسے یوم الظلۃ کہا گیا۔

اور پہاڑ نے آتش نشانی کی جس کے صدمہ سے سب مر کر رہ گئے۔ یہ ابر اس آتش نشانی پہاڑ کا دھواں تھا۔

اینگہ۔ درختوں کے بن کو کہتے ہیں یا جہاں کنویں ہوں۔

قِسْطَاس۔ ترازو کو کہتے ہیں مُسْتَقِيمٍ برابر کے معنی میں ہے۔

لَا تَبْخَسُوا۔ بخش کہتے ہیں کم کرنے کو بَخْسَ حَقُّهُ إِذَا انْقَصَهُ إِيَّاهُ۔

جِبِلَّةٌ۔ اور جِبِلَّةٌ اور جِبِلَّةٌ تینوں کے معنی مخلوق کے ہیں۔

كِسْفٌ۔ اور كِسْفٌ دونوں کسفہ کی جمع ہیں۔ ٹکڑے کے معنی میں آتا ہے۔

ظُلَّةٌ۔ اسے کہتے ہیں جو سر کے اوپر سائبان کی طرح چھا جائے۔

أَصْحَابُ نَيْبَةٍ۔ کو اہل مدین بھی کہا گیا ہے اس لئے کہ مدین ان کا بڑا شہر تھا اور بن والے بھی یہی ہیں اس لئے کہ ان کی

بستیوں کے قریب ایک بڑا جنگل تھا۔

## مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

كَذَّبَ أَصْحَابُ لَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٩﴾ - الْاَيْكَةُ الْغَيْضَةُ الَّتِي تَنْبُثُ نَاعِمَ الشَّجَرِ وَ هِيَ غَيْضَةٌ مِنْ سَاحِلِ الْبَحْرِ اِلَى مَدِيْنٍ يَسْكُنُهَا طَائِفَةٌ وَ كَانُوْا مِنْ بَعَثِ اِلَيْهِمْ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَ اَجْنَبِيًّا مِنْهُمْ وَ لِذَلِكَ قِيْلَ " اِذْ قَالْ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ " - وَ لَمْ يَقُلْ اٰخُوهُمْ -

ایک وہ جنگل تھا جس میں درخت تھے اور یہ بن ساحل بحر تھا مدین کی طرف یہاں ایک جماعت آباد تھی اور یہی وہ ہیں جن میں حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے اور آپ ان کی برادری یا قوم سے نہیں تھے بلکہ اجنبی تھے اور اسی وجہ میں ہر رکوع پر اِذْ قَالْ لَهُمْ اٰخُوهُمْ فرمایا گیا اور یہاں اِذْ قَالْ لَهُمْ شُعَيْبٌ صرف فرمایا اٰخُوهُمْ نہیں فرمایا۔  
اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اٰمِيْنٌ ﴿٢٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٢﴾ - یہاں تک تمہید تبلیغ ہے جو انبیاء کرام فرماتے تھے اس کے بعد جو اس قوم میں عیب تھا اس کی ہدایت کی طرف زمام تبلیغ لوٹائی چنانچہ ارشاد ہوا:

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ - پیمانہ پورا ناپو اور کم دینے والوں میں نہ ہو۔

وَزِنُوا بِالْقِسْطِ اِسْتَقِيْمٌ ﴿٢٤﴾ - اور وزن کے وقت ڈنڈی نہ مارو برابر ترازو تولو۔

وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ - اور نہ نقصان کرو لوگوں کا ان کی چیزوں میں

يَعْنِي لَا تَبْخُسُوا اَحَدًا شَيْئًا فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَبْخُسُوْنَ كُلَّ شَيْءٍ جَلِيْلًا كَانَ اَوْ حَقِيْرًا - یعنی کسی کو

نقصان نہ دو کچھ اس لئے کہ یہ لوگ ہر شے میں نقصان دیتے تھے خواہ وہ قیمتی ہو یا معمولی۔

وَلَا تَعْتَدُوْا فِي الْاَرْضِ مُمْسِدِيْنَ ﴿٢٥﴾ - عشو عربی میں فساد کو کہتے ہیں۔ اور نہ فساد کرو زمین میں فساد ڈالنے کے

لئے۔ قتل سے یا غارت سے اور راہزنی سے۔

وَ اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ - اَي وَ ذَوِي الْجِبِلَّةِ اَي الْخَلْقَةِ وَ الطَّبِيْعَةِ - اور ڈرو اس

سے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلی مخلوق کو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الْجِبِلَّةَ الْجَمَاعَةَ اِذَا كَانَتْ عَشْرَةَ الْاَلْفِ - ایسی صورت میں اس

کے معنی ہوں گے اور تم سے پہلے ہزار ہا۔

یہ چار نصیحتیں سن کر وہ بجائے جھکنے کے اور اکڑ گئے اور جواب دیا:

قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسْحَرِيْنَ ﴿٢٧﴾ وَ مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٨﴾ - کہنے لگے

آپ تو مسحور ہیں یا آپ پر جادو ہوا ہے اور آپ میں کوئی ممتاز صفت نہیں مگر یہی کہ آپ ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔

تو ایک پہلو تو اس میں یہ ہے کہ ان کے عقیدہ میں جادو ہونا اور بشر ہونا منافی نبوت تھا اس لئے انہوں نے یہ کہا۔ یا یہ کہ

ان کا مقصد اس کہنے سے یہ تھا کہ آپ میں کوئی ممتاز ایسی شان نہیں جو موجب فضیلت ہو اسی وجہ میں انہوں نے قَاتِ بِاَيِّكُمُ الْكٰفِرُ

کہ لاؤ کوئی نشانی صداقت نبوت پر تو ثابت ہوا کہ وہ بشریت کو تو منافی نبوت نہیں سمجھتے تھے لیکن امتیاز اڑا کر اپنے مماثل قرار

دینے کو یہ کہا اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ



وَإِنْ نُّظِّفَكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۱۸۱۔ اور ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں (معاذ اللہ) لہذا  
فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۸۲۔ جیسے مشرکین مکہ نے کہا اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ  
مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِّنَ السَّمَاءِ وَإِنَّنَا بِعَذَابِ الْيَوْمِ لَوٰذِعُونَ۔ تو ڈال دے ہمارے اوپر کوئی ٹکڑا آسمان سے  
اگر تو سچا ہے۔

كِسْفًا۔ اَيُّ قِطْعًا۔ یعنی ٹکڑا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَتَادَةَ جَمْعُ كِسْفَةٍ كَقِطْعَةٍ۔ كِسْفٌ جَمْعُ كِسْفَةٍ كَيْفَ كِسْفِ كِسْفَةٍ كَيْفَ كِسْفَةٍ كَيْفَ كِسْفَةٍ كَيْفَ كِسْفَةٍ  
میں آتا ہے۔

تو آپ نے انہیں جواب دیا:

قَالَ رَبِّيَّ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸۳۔ اَيُّ هُوَ تَعَالَى اَعْلَمُ بِاَعْمَالِكُمْ مِّنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِي وَ بِمَا  
تَسْتَوْجِبُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الْعَذَابِ فَسَيُنزِلُهُ عَلَيْكُمْ حَسْبَمَا تَسْتَوْجِبُوْنَ فِيْ وَقْتِهِ الْمُقَدَّرِ لَهُ لَا مُحَالَةَ۔  
فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو کفر و معاصی اور جس طرح تم اپنے اوپر عذاب لازم کر رہے ہو تو  
عنقریب وہ عذاب تم پر نازل فرمائے گا جس صورت میں تم اپنے اوپر لازم کر رہے ہو وقت مقررہ پر لازمی۔ لیکن اس تہدید و  
توہین سے بھی خائف نہ ہوئے۔

فَكَذَّبُوْهُ۔ اور جھٹلانے پر اڑے رہے اور تکذیب پر تکذیب کرتے رہے۔

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۝۱۸۴۔ تو پکڑا انہیں عذاب سیاہ والے دن نے۔

### قصہ عذاب اصحاب الایکہ

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں:  
اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ عَلَيْهِمْ حَرًّا شَدِيْدًا فَاَخَذَ بِاَنْفُسِهِمْ فَدَخَلُوْا اَجْوَابَ الْبُيُوْتِ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ فَخَرَجُوْا  
مِنْهَا هِرَابًا اِلَى الْبَرِيَّةِ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ سَحَابَةً فَاظْلَمَتْهُمْ مِّنَ الشَّمْسِ وَ هِيَ الظُّلَّةُ فَوَجَدُوْا لَهَا بَرْدًا  
وَلَذَّةً فَنَادَى بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا تَحْتَهَا اَسْقَطَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ نَارًا فَاَكَلْتَهُمْ جَمِيْعًا۔  
اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے شدید گرمی بھیجی تھی کہ دم گھٹنے لگے تو یہ گھروں کے اندر جا کر چھپے تو وہاں بھی وہ گرمی پہنچ گئی تو یہ  
وہاں سے بھاگ نکلے اور جنگل میں آگئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جس نے ان پر سورج سے سایہ کر لیا یہ وہ ظلہ تھا۔  
تو انہیں اس میں ٹھنڈ اور آرام محسوس ہوا تو ایک نے دوسرے کو پکارا حتیٰ کہ سب اس ظلہ کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ  
نے ان پر آگ ڈال دی اس نے ان سب کو کھا لیا۔

وَجَاءَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَلَطَ عَلَيْهِمْ الْحَرَّ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ ثُمَّ كَانَ  
مَا كَانَ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْبَرِيَّةِ وَمَا بَعْدَهُ۔

اور بہت سی روایتوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سات دن اور سات رات گرمی شدید مسلط فرمائی پھر وہی ہوا جو ہوا  
جس کا ذکر اوپر کی روایت میں ہے۔

إِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾ -

بے شک وہ عذاب بڑا بھاری دن کا تھا۔ یہ مفصل واقعہ سورہ اعراف اور سورہ ہود میں آچکا ہے۔ اس کے بعد وہی آیات دہرائی گئیں جن کا ترجمہ و تفسیر ہم بیان کر چکے ہیں۔

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۹۱﴾ -

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورہ شعراء - پ ۱۹

وَإِنَّهٗ لَتَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۹۲﴾

اور بے شک یہ قرآن اتارا ہوا ہے رب العالمین کا

اسے لے کر اتر روح الامین

تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ

زبان عربی روشن میں

اور بے شک اس کا ذکر پہلی کتابوں میں ہے

اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس بندے کو علماء بنی

اسرائیل جانتے ہیں

اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی پر اتارتے

کہ وہ انہیں پڑھ کر سنا تا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے

ہم نے یونہی جھٹلانا ان میں ڈالا ہے مجرموں کے

دلوں میں

وَإِنَّهٗ لَتَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۹۲﴾

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۱۹۳﴾

عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۱۹۴﴾

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿۱۹۵﴾

وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْأَوْلِيَّيْنَ ﴿۱۹۶﴾

أَوْلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَأْتِيَهِمُ الْعِلْمُ بَنِي

إِسْرَائِيلَ ﴿۱۹۷﴾

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿۱۹۸﴾

فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۹۹﴾

كَذٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۰۰﴾

لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۲۰۱﴾

فَيَأْتِيهِمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۰۲﴾

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿۲۰۳﴾

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۲۰۴﴾

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿۲۰۵﴾

ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۲۰۶﴾

مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْتَعْوُونَ ﴿۲۰۷﴾

وَمَا أَهْلَكَنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿۲۰۸﴾

وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے جب تک عذاب نہ دیکھیں

تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور خبر بھی نہ ہوگی

تو کہیں گے کیا ہمیں مہلت ملے گی

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں

بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں

پھر آئے ان پر وہ جس کا وہ وعدہ دیئے گئے

تو کیا مستغنی کرے گا ان کا وہ زمانہ جس میں رہے

اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی جسے ڈر سنانے والا

کوئی نہ ہو

نصیحت کے لئے اور نہیں تھے ہم ظالم

اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترتے

اور وہ اس قابل نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت

ذِكْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۲۰۹﴾

وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيْطَانُ ﴿۲۱۰﴾

وَمَا يَتَّبِعِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۲۱۱﴾

وہ سننے کی جگہ سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں  
تو آپ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجیں ورنہ عذاب ہوگا

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُؤُونَ ﴿٣٣﴾  
فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ  
الْبَعْدِيِّينَ ﴿٣٤﴾

اور اے محبوب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے  
اور بچھائے رکھیے اپنی رحمت کا بازو اپنے پیرو مومنین  
کے لئے  
تو اگر تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو میں بری ہوں تمہارے  
عملوں سے

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٣٥﴾  
وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٦﴾  
فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٣٧﴾

اور بھروسہ رکھو اللہ عزت والے مہربان پر  
جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو  
اور تمہارا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا  
بے شک وہ سنتا جانتا ہے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٣٨﴾  
الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٣٩﴾  
وَتَقْلُبَكَ فِي السُّجُودِ ﴿٤٠﴾  
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٤١﴾  
هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٤٢﴾  
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٤٣﴾  
يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَذِبُونَ ﴿٤٤﴾

کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان  
اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر  
ان پر ڈالتا ہے شیطان اپنی سنی ہوئی اور ان میں اکثر  
جھوٹے ہیں

اور شاعروں کی پیروی گمراہ ہی کرتے ہیں  
کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہرنالے میں سرگرداں ہیں  
اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے

وَالشُّعْرَاءُ يُتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٤٥﴾

مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اللہ کی یاد  
بکثرت کریں اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا  
اور جلدی جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹنا  
کھائیں گے

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٤٦﴾  
وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٧﴾

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ  
ذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا  
ظَلَمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ  
يَنْقَلِبُونَ ﴿٤٨﴾

حل لغات گیارہواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

لَتَنْزِيلُ - اتارا گیا ہے  
رَبِّ - پروردگار  
الرُّوحُ - روح  
لِتَكُونَ - تاکہ ہو تو  
عَرَبِيٌّ - عربی

و۔ اور  
الْعَالَمِينَ - جہانوں سے  
الْأَمِينُ - الامین  
مِنَ الْمُنْذِرِينَ - ڈرانے والوں سے



1B	لَفِي سَجٍّ	رَأَتْهُ - بے شک وہ	و - اور	مُصِيبِينَ - روشن میں
	يَكُنْ تَحِيٍّ	أَوْلَمَ - کیا نہیں	الْأَوْلِيَيْنِ - پہلی میں ہے	زُبُرٍ - کتابوں
	يَعْلَمَهُ - جانیں اس کو	أَنْ - یہ کہ	آيَةً - نشانی	لَهُمْ - ان کے لئے
	و - اور	إِسْرَائِيلَ - اسرائیل کے	بَنِي - بنی	عُلَمَاءُ - عالم
	بَعْضٍ - بعض	عَلَى - اوپر	نَزَّلْنَاهُ - اتارتے ہم اس کو	لَوْ - اگر
	مَا - نہیں	عَلَيْهِمْ - ان پر	فَقَرَّ آكَا - تو وہ پڑھتا اس کو	الْأَعْجَبِينَ - عجبی کے
	كَذَلِكَ - اسی طرح	مُؤْمِنِينَ - ایمان لانے والے	بِهِ - اس پر	كَانُوا - تھے
	قُلُوبٍ - دلوں	فِي - سَجٍّ	سَلَكْنَاهُ - چلایا ہم نے اس کو	الْمُجْرِمِينَ - مجرموں کے
	بِهِ - ساتھ اس کے	يُؤْمِنُونَ - ایمان لائیں گے	لَا - نہیں	حَتَّى - حتیٰ
	الْأَلِيمِ - دردناک	الْعَذَابِ - عذاب	يَرَوْنَ - دیکھیں	فِي آيَاتِهِمْ - تو آئے ان کے پاس
	و - اور	بَعَثْنَا - ناگہاں	لَا - نہیں	هُمْ - وہ
	فَيَقُولُوا - تو کہیں	يَشْعُرُونَ - سمجھتے	نَحْنُ - ہم	هَلْ - کیا
	مُنْظَرُونَ - مہلت دیئے جائیں گے	يَسْتَعْجِلُونَ - جلدی کرتے ہیں	فَبِعَذَابِنَا - ہمارے عذاب کی	آ - کیا
	مَتَّعْنَاهُمْ - فائدہ دیں ہم ان کو	إِنْ - اگر	فَرَعَيْتَ - دیکھا تو نے	آ - کیا
	هُمْ - ان کے پاس	جَاءَ - آئے	ثُمَّ - پھر	سِنِينَ - کئی سال
	يُوعَدُونَ - وعدہ دیئے جاتے	مَا - جو	كَانُوا - وہ تھے	مَا - جو
	كَانُوا - وہ تھے	مَا - جو	عَنْهُمْ - ان کے	أَعْنَى - کام آتا
	أَهْلَكْنَا - ہلاک کی ہم نے	مَا - نہیں	و - اور	يُسْتَعُونَ - فائدہ دیئے جاتے
	مُنْذِرُونَ - ڈرانے والے	لَهَا - اس کے لئے تھے	إِلَّا - مگر	مِنْ قَرِيْبَةٍ - کوئی بستی
	كُنَّا - ہم	مَا - نہیں	و - اور	ذِكْرًا - نصیحت ہے
	تَنَزَّلَتْ بِهِ - لائے اس کو	مَا - نہیں	و - اور	ظَلِيمِينَ - ظالم
	يَتَّبِعِي - لائق	مَا - نہیں	و - اور	الشَّيْطَانِ - شیطان
	يَسْتَطِيعُونَ - طاقت رکھتے	مَا - نہیں	و - اور	لَهُمْ - ان کو
	لَمَعَزُؤْلُونَ - الگ کئے گئے ہیں	مَعَ - ساتھ	عَنِ السَّمْعِ - سننے سے	إِنَّهُمْ - بے شک وہ
	اللَّهُ - اللہ کے	فَتَكُونُ - تو ہوگا تو	تَدْعُ - پکار	فَلَا - تو نہ
	مِنَ الْعَدَابِينَ - سزا دیئے	أَنْذِرًا - ڈرا	آخَرَ - دوسرا	إِلَهًا - معبود
	عَشِيرَتِكَ - اپنے قبیلے		و - اور	ہوؤں سے

و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
الْأَقْرَبِينَ۔ قریبی کو	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
لِيَمُنَّ۔ ان کے لئے جو	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
فَإِنْ۔ پھر اگر	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
بِرَحْمَتِي۔ بے رحم ہوں	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
تَوَكَّلْ۔ بھروسہ کر	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
الذِي۔ وہ جو	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
والوں کے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
الْعَالِيَمُ۔ جاننے والا	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
مَنْ۔ کس کے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
عَلَى۔ اوپر	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
يَلْقُونَ۔ ڈالتے ہیں	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
هُمْ۔ ان کے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
يَتَّبِعُهُمُ۔ پیروی کرتے ہیں ان کی	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
تَرَوْا۔ دیکھا تو نے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
وَادٍ۔ وادی کے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
أَنْتُمْ۔ بے شک وہ	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
يَفْعَلُونَ۔ کرتے	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
ذِكْرُوا۔ ذکر کیا	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
انْتَصَرُوا۔ بدلہ لیا	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
ظَلَمُوا۔ ظالم ہیں	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور

خلاصہ تفسیر گیارہواں رکوع۔ سورۃ شعراء۔ پ ۱۹

وَإِنَّهُ لَكُنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٧﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٨﴾ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩﴾  
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿٢٠﴾۔

اور وہ قرآن کریم رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسے لے کر روح الامین آئے اور آپ کے قلب اقدس میں اتارا تاکہ آپ ڈرانے والے ہوں۔ عربی روشن زبان میں۔

اس رکوع میں سات نبیوں کے قصے بیان فرما کر اب پانچ باتیں رد منکرین میں فرمائیں:

۱- وَإِنَّهُ لَكُنزٌ يُّزِيلُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٦﴾ - اور یہ قرآن کریم رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔

یہاں رب العالمین میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے اول یہ کہ جس طرح ہم تمہاری جسمانی پرورش فرمانے والے ہیں۔ رزق اور روزی دیتے ہیں اسی طرح روحانی تربیت بھی بذریعہ وحی اور پیغمبران اولوالعزم کتاب نازل فرما کر کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اس پر تمہارے معذب ہو جانے میں جو تعویق ہے اور تم اب تک عذاب سے محفوظ ہو اس کا سبب یہی ہے کہ یہ اس رب العالمین کا کلام ہے جس کا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا۔

اسی وجہ میں گزشتہ سات رکوعوں کا مقطع یہی رکھا وَ إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبوں کو بتادیا کہ ہم قوت میں اتنے زبردست ہیں کہ دم زدن میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن ہماری شان رحیمی اس کی مانع رہی غَلَبَتْ رَحْمَتِي عَلَى غَضَبِي اسی وجہ میں تمہارے تہرور و قساوت پر بھی ہم رحم ہی کرتے ہیں۔

۲- نَزَّلَ بِهِ الرُّوحَ الْأَمِينُ ﴿١٦٧﴾ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٦٨﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿١٦٩﴾۔

اس بیان میں دفع دخل مقدر فرمایا کہ یہ کتاب لکھی لکھائی صحیفہ میں نازل نہیں ہوئی بلکہ اسے ہم نے روح الامین فرشتہ کے ذریعہ نازل کی آپ کے قلب اقدس پر۔

کیونکہ انکشاف غیبی انسان کے دل پر ہوا کرتے ہیں اور جبریل امین چونکہ روح لطیف ہیں ان کی سرایت و رسائی بخوبی ہر دل پر ہو سکتی ہے اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتے ہیں قلب بشر پر القا کر دیتے ہیں جن کا لوگوں پر بار بار مشاہدہ ہوا ہے۔

چنانچہ جن لوگوں پر جن یا کسی خبیث روح کا اثر ہوتا ہے ان کے دل میں وہ دور دراز کی باتیں القاء کرتے ہیں جن کا کئی بار مشاہدہ ہوتا ہے۔

لیکن ارواح قدسیہ اور ان میں سے بھی خاص روح الامین جس کے دل میں القا کریں اس کا مقابلہ وہ القا نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت روح الامین نے قرآن کریم کا جو القا قلب اقدس پر کیا وہ الفاظ کے ساتھ تھا۔ پھر اسے جناب مصطفیٰ علیہ السلام بہ موجب تعلیم جبریل علیہ السلام اسے جمع بھی کرتے رہتے تھے اور درحقیقت یہ نزول قرآن کی کیفیت ہے۔

۳- پھر قرآن کریم کی صداقت و حقانیت کے ثبوت میں ارشاد ہوا کہ اس کے نزول سے قبل ہی اس کا چرچا پہلی آسمانی کتابوں میں تھا۔

وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوْلِيَيْنِ ﴿١٧٠﴾ - اور اس قرآن کا چرچا تو اور نبیوں کی سابقہ کتابوں میں ہے جو اس کی حقانیت کی بڑی دلیل ہے باوجود یہ کہ آج وہ کتابیں محرف ہیں مگر پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اکثر پیشگوئیاں ان محرف کتابوں میں بھی ملتی ہیں۔

۴- أَوْلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧١﴾۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس کی حقانیت کی یہ بھی نشانی ہے کہ علمانی اسرائیل مثل عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ کے علماء یہود سے توریت میں پڑھ کر آپ ﷺ کو سچا نبی مان کر ایمان لائے۔



۵- پھر بے دینوں کا یہ کہنا کہ یہ تو ہماری زبان میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی عرب ہیں اگر کسی اور زبان میں ہوتا تو ہم مانتے اس کا جواب فرمایا:

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝۱۸ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۝۱۹

اگر ہم اس کلام کو کسی دوسری عجمی زبان میں نازل فرماتے اور وہ ان پر پڑھا جاتا تو بھی یہ ایمان نہ لاتے۔  
كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝۲۰ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۲۱ فَيَأْتِيهِمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۲۲

ایسے ہی ہم نے اس انکار کارو یہ مجرموں کے دل میں پیدا کر دیا ہے وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے جب تک عذاب دردناک نہ دیکھ لیتے تو وہ ان پر اچانک آتا کہ انہیں شعور بھی نہ ہوتا۔  
تو ایسے موقع پر بھی ان کی توبہ عبث ہوتی ہے اس لئے کہ وَإِنَّهُمْ أَتَيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ۔ میرا عذاب واپس ہونے والا نہیں ہے۔

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ۝۲۳۔ تو کہیں گے کیا ہمیں مہلت ملے گی۔ تو عذاب کے دن ان کا یہ کہنا بیکار ہے۔

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝۲۴۔ کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی کرتے تھے۔

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝۲۵ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝۲۶ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْتَعْوُونَ ۝۲۷ وَمَا أَهْلَكَنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ۝۲۸ ذِكْرَىٰ ۝۲۹ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝۳۰

بھلا دیکھئے اگر ہم انہیں کچھ سال برتنے دیں پھر جس کا وعدہ دیا وہ آجائے تو انہیں ان کا وہ برتنا کس کام آئے گا اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہ کیا مگر ان کے لئے ڈرانے والا آیا ذکر کے لئے اور ہم ظالم نہیں۔

پھر مجرمین و مشرکین کہنے لگے کہ یہ کیسے اطمینان ہو کہ یہ القا کرنے والے جبریل علیہ السلام ہی ہیں اور شیطان نہیں اس کا نہایت متین جواب دیا گیا:

وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ۝۳۱۔ اس کلام پاک کو شیطانوں نے نہیں اتارا۔

وَمَا يَتَّبِعِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَفِيعُونَ ۝۳۲۔ اور یہ ان کو چاہئے بھی نہ تھا اور ان میں اس کی طاقت بھی نہیں۔

اس لئے کہ شیاطین اور ارواح خبیثہ تو مضامین خبیث سے رغبت کرتے ہیں اور ناپاک باتیں ہی ان کی غذا ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت کے اسالیب سے انہیں کیا واسطہ۔ ترک دنیا اور حب آخرت اللہ تعالیٰ سے رغبت، شہوات و لذات دنیا سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ اس قرآن پاک میں ہیں اور شیاطین کو ایسی باتوں سے دلی نفرت ہے تو جس کام اور باتوں سے انہیں نفرت ہو وہی باتیں وہ کیسے لاسکتے ہیں اسی لئے فرمایا: وَمَا يَسْتَفِيعُونَ ان میں اس کی قوت ہی نہیں۔

علاوہ اس کے شیاطین کی رسائی ملا اعلیٰ اور خطیرہ قدس تک ممکن نہیں ہے اسی لئے فرمایا۔

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُونَ ۝۳۳۔ وہ تو وہاں کی باتیں سننے سے معزول یعنی دور ہیں۔

ترمذی شریف میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ کر وہاں سے کچھ بات سن کر آتے اور اپنے کانوں کو پہنچا دیتے تھے وہ سب صحیح نہیں ہوتی تھیں ان میں بہت سے جھوٹ ملا کر کہہ دیتے تھے۔

جب عہد ہمایوں مہد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آیا تو ان کا استراق اور چڑھنا روک دیا گیا جس کا مفصل ذکر سورۃ جن میں ہے۔ اَلَا مَنْ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ان مشرکوں کو فرما دیجئے:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ النُّعَدَاءِ بَيْنَ ۙ - نہ پوجو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود (اگر ایسا کرو گے) تو تم عذاب دیئے گئے ہو جاؤ گے۔

قوم عرب کے تمام افراد بلکہ عام طور پر اس عہد کے بنی آدم ہندو سندھ۔ روم و چین۔ ایران۔ طہران اور ترکستان میں عیسائی یہودیوں سے لے کر دوسری اقوام تک سب ہی بت پرستی کی بلا میں مبتلا تھے۔ بنا بریں یہ ہدایت لازمی تھی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتوں کے واسطے علیحدہ حکم دیا گیا۔ چنانچہ فرمایا:

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۙ - اے محبوب اپنے قرابتداروں کو بھی ڈرائیں کہ ایسے برے افعال کے ارتکاب سے تم پر بھی عذاب آجائے گا۔

چنانچہ بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے قریبی قبائل کو پکارا اور فرمایا اے آل فہر! اے آل بنی عدی! اے قریشیو! جب سب جمع ہو گئے اور ابوہب بھی آ گیا تو آپ نے فرمایا:

لوگو! تم مجھے سچا جانتے ہو یا جھوٹا؟

سب نے یک زبان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کہا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس وادی کے نیچے سے تم پر چھاپہ مارنے کو لشکر جمع ہو رہا ہے تو تم میری تصدیق کرو گے؟

سب نے جواب دیا ضرور تصدیق کریں گے۔ اس لئے کہ ہم بارہا تجربہ کر چکے ہیں کہ آپ کی کوئی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔

تو آپ نے فرمایا میں تمہیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنے والا ہے لہذا یہ بت پرستی اور شرک چھوڑ دو۔

اس پر ابوہب عرب کے محاورہ میں بولا: تَبَّ لَكَ الْهَذَا دَعَوْتَنَا۔ تیرے ہاتھ ٹوٹیں تجھے ہلاکت ہو کیا اسی لئے

ہمیں جمع کیا تھا۔

اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ دیا مگر غیرت الہی عزوجل جوش میں آئی اور انہیں الفاظ میں نام لے کر

ابوہب کو فرمایا: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اے قریشیو!

تم اپنا بندوبست کر لو میں تمہارے اوپر سے عذاب الہی دور نہ کر سکوں گا۔

اے بنی عبدمناف میں خدا کی مخالفت میں تمہارے کام نہیں آسکتا۔

اے عباس بن عبدالمطلب میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔

اے صفیہ (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں) میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکوں گا۔

اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے مجھ سے مال طلب کر لے لیکن اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں میں تیرا کچھ نہ بنا سکوں گا۔

افسوس آج ہم خاندانوں پر ناز کر رہے ہیں اور اسے آخرت کا سرمایہ سمجھے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد جہاں نافرمان اقارب کو ڈرسانے کا حکم ہوا وہاں مومنین کے ساتھ حسن سلوک اور حسن اخلاق کا بھی حکم فرمایا  
وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۸﴾۔ اپنی محبت کے بازو ان کے لئے جھکا دیجئے جو آپ کی

اتباع کرنے والے مومن ہیں۔ پھر ارشاد ہوا:

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنَّي بِرَبِّيَ عَزِيمٌ ﴿۲۱۹﴾۔ تو اگر اس ہدایت و انداز کے بعد بھی وہ آپ کی نافرمانی کریں تو

فرما دیجئے میں تمہارے عملوں سے بیزار ہوں۔

اور پھر ان کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۹﴾ الَّذِي يَرِيكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلِّبُكَ فِي السُّجُودِ ﴿۲۱۹﴾۔

اور اللہ پر توکل فرمائیں جو زبردست قوت والا مہربان ہے (اس کے مقابل ان کا کچھ زور نہ چلے گا) اور یہ آپ کو دیکھ رہا ہے جب آپ تنہا عبادت میں قیام فرماتے ہیں اور جب آپ نمازیوں میں آتے ہیں۔

تقلب اٹھنے بیٹھنے کو کہتے ہیں تو نمازی کبھی رکوع میں ہوتا ہے کبھی سجدے میں کبھی قیام میں کبھی قعدے میں یہ تقلب ہے۔

مقاتل رحمہ اللہ کے نزدیک حِينَ تَقُومُ سے نماز تہجد جو تنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے وہ مراد ہے اور تقلب سے مراد جماعت کے ساتھ رکوع و سجود ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ساجدین سے مراد مصلین ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: تقلب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتدیوں کو ملاحظہ فرمانا مراد ہے اَيُّ تَقَلُّبُ بَصْرِكَ فِي الْمُصَلِّينَ۔ جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع مخفی نہیں۔

آگے کفار کے اس قول کا جواب ہے جو وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کوئی جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لاتا ہے جیسے کانوں کے پاس شیاطین لاتے تھے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور وَالشُّعْرَاءُ قَلَامِ يَذُ الرُّحْمَنِ مشہور ہے لہذا ان پر اشعار القا ہوتے ہیں۔ ان دونوں وہموں کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل دیا گیا۔

هَلْ اُنْتَبِهُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنْزَلُ الشَّيْطَانُ ﴿۲۲۰﴾ تَنْزَلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ اٰثِيْمٍ ﴿۲۲۱﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَاكْثَرُهُمْ كَذِبُونَ ﴿۲۲۲﴾  
وَالشُّعْرَاءُ عَرِيْبُهُمُ الْعَاوَنُ ﴿۲۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَّهْمُونَ ﴿۲۲۴﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۲۵﴾۔

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیاطین اترتے ہیں وہ اترتے ہیں ہر بڑے بہتان تراش سیدہ کار پر ڈالتا ہے وہ شیطان اپنی سنی ہڈی اور ان میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ مثل مسیلمہ کذاب وغیرہ کے۔

رہے شاعر تو شعراء کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہرنالے میں سرگرداں ہیں مارے مارے پھرتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔

یہ آیات کافر و مشرکین کے شعراء کے حق میں نازل ہوئیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں اشعار کہتے تھے اور لغو و باطل تک بندی سے اپنے اشعار موزون کرتے تھے۔



چنانچہ ایسے لغو، یا وہ گو شعراء کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا جسم اگر پیپ سے پر ہو تو اس سے اچھا ہے کہ لغو اور جھوٹے مبالغہ کے اشعار سے پر ہو۔

اس آیت کریمہ کے آگے اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فرما کر ان شعراء کو مستثنیٰ کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اللہ جل و علا شانہ کی مدحت میں لکھتے ہیں۔ جیسے حضرت حسان، فرزدق، ابوالفراس، جامی اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ، حافظ پبلی بھتی اور نعت خواں اور مدحت سرایان حق ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّاَنْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظَلَمُوْا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيُّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۷۷﴾۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کا ذکر بکثرت کریں اور بدلہ لیں بعد مظلوم ہونے کے اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

چنانچہ ایسی شاعری عبادت ہے جس میں توحید الہی عزوجل اور نعت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پناہی ہو۔

بخاری شریف میں ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت حسان کے لئے منبر بچھایا جاتا تھا اور آپ اس پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت فرماتے اور کفار کی ہجو اور بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْحَسَانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

بخاری شریف میں ایک اور حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الشَّعْرِ لِحِكْمَةٌ۔ بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔

علاوہ بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اشعار پڑھے جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہوتے تھے۔

ترمذی شریف میں حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض برا اچھے کلام کو لو اور برے کو چھوڑ دو۔

شععی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شعر فرمایا کرتے تھے۔

اور حضرت مولائے کائنات اسد اللہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اشعار فرماتے تھے۔

اور ایسے پاک اشعار کہنا ذکر الہی عزوجل سے کم نہیں جیسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول  
لب پھول بدن پھول رہن پھول ذقن پھول  
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی  
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول!

رضی اللہ عنہم

حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ  
لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ  
حافظ کہتے ہیں:

کوئی سب حجاب اٹھا دے مجھے ہند میں دکھا دے  
یہ نجف یہ کربلا ہے یہ ہے مکہ اور مدینہ  
میرا شعر ہے:

نگارے ز کج تدلی برآمد قرارے ز قرب مع اللہ برآمد  
ملیک العرب تاجدار دو عالم گل حسن و خوبی محلے برآمد  
وللہ الحمد والمنة۔

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع - سورۃ شعراء - پ ۱۹

وَإِنَّهُ لَكُنزِيلٌ رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۹﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۲۰﴾۔ اور بے شک یہ اترا ہوا ہے رب العالمین کا اسے  
روح الامین لے کر اترا۔

روح الامین سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جو امین وحی ہیں۔

عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۲۱﴾ بِلسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿۲۲﴾۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈر سنا سکیں روشن عربی  
زبان میں۔

قلب اقدس پر اس لئے نازل ہوا تاکہ آپ اسے محفوظ رکھیں اور نہ بھولیں دل کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ درحقیقت  
مخاطب وہی ہے اور تمیز و عقل و اختیار کا مقام بھی وہی ہے اور تمام اعضاء اسی کے مطیع و مسخر ہیں حدیث میں بھی یہی ہے کہ دل  
کے درست ہونے سے تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور دل کے خراب ہو جانے سے سب جسم خراب۔

اور فرح و سرور اور رنج و غم کا مقام بھی یہی ہے۔ جب دل کو خوشی ہوتی ہے تو تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑتا ہے اسی وجہ میں  
اسے رئیس جسم و اعضاء کہتے ہیں اور یہی موضع عقل ہے گویا دنیائے جسم کا امیر مطلق دل ہی ہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں:

وَإِنَّهُ لَكُنزِيلٌ رَّبِّ الْعَالَمِينَ۔ عَوْدٌ لِّمَا فِي مَطَلَعِ السُّورَةِ الْكَرِيمَةِ۔ آخر رکوع میں اسی مضمون کو دہرایا جو  
سورۃ مبارکہ کے شروع میں تھا۔ شروع سورۃ میں تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ تھا تو آخر سورۃ میں إِنَّهُ لَكُنزِيلٌ رَّبِّ  
الْعَالَمِينَ فرمایا۔

اس میں مشرکین کا رد ہے اسی وجہ میں وَإِنَّهُ لَكُنزِيلٌ رَّبِّ الْعَالَمِينَ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع ہے۔

ایک قول ہے کہ هُوَ تَقْرِيرٌ بِحَقِيْقَةِ تِلْكَ الْقَصَصِ وَتَنْبِيْهُ عَلَىٰ اِعْجَازِ الْقُرْآنِ وَ نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ الْاِخْبَارَ عَنْهَا مِمَّنْ لَّمْ يَتَعَلَّمْهَا لَا يَكُوْنُ اِلَّا وَحْيًا مِّنَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ فَالضَّمِيْرُ  
لِمَا ذَكَرَ مِنَ الْاَيَاتِ الْكَرِيْمَةِ النَّاطِقَةِ بِتِلْكَ الْقَصَصِ الْمَحْكِيَّةِ۔

یہ تقریر ہے گزشتہ قصوں پر کہ یہ قصص جو ہم نے زبان مصطفیٰ سے تمہیں سنائے یہ اعجاز قرآنی پر دلالت کرتے ہیں اور  
ہمارے محبوب کی نبوت صادقہ کی تصدیق، اس لئے کہ جو قصص انبیائے کرام بیان ہوئے وہ ایسے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کسی سے نہیں سنے نہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ کتابیں مل جاتیں تو ان قصوں کا علم سوا وحی الہی حضور کو اور کہیں سے نہیں ہو سکتا تو ظاہر  
ہوا کہ وَالْمُرَادُ اَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نازل کیا گیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت، رب العالمین کے ساتھ اس لئے فرمائی کہ رب العالمین رب اجسام و ارواح ہے جہاں جسم  
کی نشوونما کے لئے رزق دیتا ہے وہاں تربیت ارواح کے لئے علم عطا فرماتا ہے اس کا ذریعہ فرمایا:

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۲۰﴾۔ اَبَى نَزَلَهُ الرُّوحُ الْأَمِينُ۔ اسے روح الامین یعنی جبریل جو امین وحی ہے وہ لے کر

اترا۔

اور روح امین اس لئے فرمایا: لِأَنَّهُ يُحْيِي بِهِ الْخَلْقَ فِي بَابِ الدِّينِ أَوْ لِأَنَّهُ رُوحُ كُلِّهِ لَا كَالنَّاسِ الَّذِينَ فِي أَبْدَانِهِمْ رُوحٌ۔ اس لئے کہ ان کے ذریعہ دین کی زندگی مخلوق میں پہنچی یا یہ کہ وہ روحِ بکلیہ ہیں لوگوں کی طرح نہیں کہ ان کے بدنوں میں روح ہوتی ہے۔

اور امین بایں معنی فرمایا: لِأَنَّهُ أَمِينٌ وَحْيِهِ تَعَالَى وَ مُوَصَّلُهُ إِلَى مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ جَلَّ شَانُهُ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ وَ تَحْرِيفٍ أَصْلًا۔ کہ وہ امین وحی الہی ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے اپنے بندوں میں سے اسے بلا تغیر و تحریف کے وہ پہنچاتے ہیں۔

اور عَلَى قَلْبِكَ فرما کر اس امر کو واضح کیا کہ یہ نزولِ روحِ اقدس پر ہوا اس لئے کہ لَمَّا كَانَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَتَانِ جِهَةٌ مَلَائِكِيَّةٌ يَسْتَفِيضُ بِهَا وَ جِهَةٌ بَشَرِيَّةٌ يُفِيضُ بِهَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو جہت ہیں: ایک جہتِ مَلَائِكِيَّةٌ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسبِ فیض کریں۔

اور ایک جہتِ بَشَرِيَّةٌ جس سے لوگوں کو فیض پہنچائیں۔

اور نزولِ کو قلبِ اقدس کے ساتھ مختص فرمایا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کے ساتھ اس میں بھی حکمتِ بالغہ ہے اور وہ یہ کہ

روحِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی متصف بصفاتِ مَلَائِكِيَّةٌ ہے اور وہ استفاضہ کرتی ہے روحِ امین سے۔

اور ذاتِ اقدس متصف بصفاتِ بَشَرِيَّةٌ ہے جو افاضہ فرماتی ہے عامہً خَلْقٍ پر۔

لِأَنَّ الْقُرْآنَ لَمْ يُنَزَّلْ فِي الصُّحُفِ كغَيْرِهِ مِنَ الْكُتُبِ۔ اس لئے کہ قرآنِ کریم اور صحفِ منزلہ کی طرح نازل نہیں ہوا بلکہ نجماً نجماً اس کا نزول ہوا ہے۔ اسی لئے انزالِ قرآنِ کریم خصوصی صورت میں ہوا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ تعقل و فہم کا سبب تھا۔

اور یہ نزولِ ایسی حیثیت سے ہے کہ اس میں قلبِ اقدس تک وصول ہونے کے لئے کسی واسطہ کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

اور اس پر بہت سی احادیث اور عقلِ شاہدہ ہے کہ قلب ہی محلِ عقل ہے لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ

شَهِيدٌ۔

اور صلاحیتِ قلب اور تقدسِ ذاتِ اقدس سرورِ عالم پر یہ بھی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا کلام ایسی

حیثیت سے نازل ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تمام اجزا کا حال جانتے تھے۔ فَإِنَّ الْقَلْبَ رَئِيسُ جَمِيعِ

الْأَعْضَاءِ أَوْ مَلِكُهَا وَ مَتَى صَلَحَ الْمَلِكُ صَلَحَتِ الرَّعِيَّةُ وَ فِي الْحَدِيثِ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ

مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ قلب رئیسِ جمیع

اعضاء اور بادشاہ ہے اور جب بادشاہ صحیح ہوتا ہے تو رعایا خود بخود صحیح ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث میں ہے خبردار رہو جسم میں ایک

مضغہ ہے جب وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے خبردار وہ قلب ہے۔

اور بعض نے یہ بھی کہا: يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ التَّخْصِيصُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ لِقَلْبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْعًا مَخْصُوصًا يَسْمَعُ بِهِ مَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ مِنَ الْقُرْآنِ تَمَيِّزًا لِشَأْنِهِ عَلَى سَائِرِ مَا يَسْمَعُهُ وَيُعِيدُهُ عَلَى حَدِّ مَا قِيلَ - تخصيص قلب اقدس یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو مخصوص سماعت کی قوت عطا کی ہے جس سے وہ سنتا ہے جو کچھ قرآن کریم سے نازل ہوا اور اسے اس کی شان کا امتیاز خصوصی حاصل ہے جو کچھ وہ سنتا ہے اور یاد رکھتا ہے اپنی حد میں۔

اور علامہ نووی شرح مسلم میں آیہ کریمہ مَا كَذَّبَ الْقُودُ مَا رَأَىٰ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي سَمْعِكَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ لِقُودِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَصْرًا فَرَأَاهُ بِهِ سُبْحَانَهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ - اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس کو بھی آنکھیں عطا فرمائی ہیں اور حضور علیہ السلام نے لیلۃ المعراج میں انہیں آنکھوں سے جمال الہی کا مشاہدہ فرمایا۔ اور کیفیت نزول قرآن پر تصریح فرماتے ہیں کہ بَانَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ بِالْأَلْفَاظِ الْقُرْآنِيَّةِ الْمَحْفُوظَةِ لَهُ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ إِلَى بَيْتِ الْعِزَّةِ - جبریل امین علیہ السلام نے قرآن کریم اس کے اپنے الفاظ کے ساتھ نازل کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ ہوا بعد اس کے کہ قرآن کریم تمام کا تمام لوح محفوظ سے بیت العزت کی طرف آیا۔

اور اس کے علاوہ بہت سے اقوال موجود بھی ہیں جو ہم نے یہاں نقل نہیں کئے بہر حال بقول راجح یہی امر ثابت ہے کہ قرآن کریم کے تمام الفاظ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ایسی شان کے ساتھ نازل ہوئے کہ لَا مَدْخَلَ لِحَبْرَةِ رَجُلٍ يُحَدِّثُكَ بِهِ مِنْهُ - حضرت روح الامین اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو الفاظ قرآن لائے اس میں روح الامین علیہ السلام کا اصلا دخل نہیں تھا۔

اور اس سے اس امر کا واہمہ بھی نہیں تھا کہ روح الامین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم متلمذ تھے۔ وَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُهَا وَيَعِيهَا بِقُوَى إِلَهِيَّةٍ قُدْسِيَّةٍ لَا كَسِمَاعِ الْبَشَرِ أَيَّهَا مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تَنْفَعِلُ عِنْدَ ذَلِكَ قُوَاهُ الْبَشَرِيَّةُ وَلِهَذَا يَظْهَرُ عَلَى جَسَدِهِ الشَّرِيفِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَظْهَرُ - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کلام کو سنتے اور یاد رکھتے تھے الہی قوت قدسیہ سے نہ کہ سماع بشریہ کے ساتھ اور اس سے اس وقت قوائے بشریہ پر جو کیفیت طاری ہوتی تھی وہ ہوتی تھی جس کی کیفیت مختلف احادیث میں آتی ہے۔

جیسے ایک واقعہ نزول کوثر کا ہے جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهَرِنَا إِذَا أُغْفِيَ إِغْفَاءً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا مَا أَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَنْزَلَ عَلَيَّ إِنْفَا سُوْرَةَ فَقَرَأْتُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا آعْظَمِيكَ الْكُوثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرِ ۝ إِنَّا شَانِيكَ هُوَ الْآبِتْرُ ۝ -

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی سی آئی پھر سر اقدس اٹھایا تبسم ریز صورت میں تو ہم نے عرض کیا حضور علیک صلی اللہ وسلم کس چیز نے حضرت صلی اللہ علیک وسلم کو تبسم کیا فرمایا ایسی اچانک مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی پھر سورۃ کوثر تلاوت فرمائی۔ اور یہ نزول بحالت بیداری بھی ہوا اور بحالت نوم بھی۔

اور اگر دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نوم و یقظہ یعنی سونا جاگنا برابر تھا اس لئے کہ آپ کو قوائے قدسیہ الہیہ حاصل تھے بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کی حالت میں بھی وہ حضوری حاصل تھی وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔ سونے میں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

اور بعض متصدرین محافل حکمت متاخرین نے کیفیت نزول الکلام اور ہبوط وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ ملک قلب شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بیان کی کہ روح انسانی جب بدن سے مجرد ہو کر بیت قالب اور موطن طبع سے ہجرت الی رب الاعلیٰ کرتی ہے مشاہدہ آیات کبریٰ کے لئے اور درن معاصی و لذات و شہوات و وساوس عادیہ اور اس کے متعلقات سے اپنے کو پاک کر لیتی ہے تو اس پر نور معرفت اور ایمان باللہ لائح و روشن ہو جاتا ہے۔

اور یہ نور جو ہر قدس کا ہوتا ہے اسے اصطلاح حکماء میں نظریہ بالعقل الفعال کہتے ہیں اور زبان شرعی میں نبویہ بالروح القدس نام رکھتے ہیں پھر اس نور عقلی کے ساتھ چمک دمک ایسی شان اختیار کرتی ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اس کے اسرار اور حقائق اشیاء ایسے روشن ہو جاتے ہیں جیسے نور حسی بصری سے اشباح مثالیہ دیکھے جاتے ہیں۔

تو جب نفس پاک ہو جاتا ہے دوائی طبعیہ اور شہوات و غضب و تخیل باطلہ سے تو پھر وہ متوجہ بجانب حق ہوتا ہے اور عالم ملکوت الاعلیٰ سے مل کر سعادت قصویٰ سے جا ملتا ہے۔

تو پھر روشن و مبرہن ہوتے ہیں اس پر اسرار ملکوت اور قدس لا ہوتی منعکس ہو جاتے ہیں اور عجائب آیات اللہ کا مشاہدہ کر لیتا ہے پھر یہ روح قدسیہ ہو جاتی ہے پھر کوئی شان کسی شان سے اسے اپنی طرف مشغول نہیں کر سکتی تو پھر وہ کلام حق مسموع کرتا ہے اور اسی کا نام وحی ہے اور یہ درجہ سوانبی کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٣٣﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿١٣٤﴾۔ تاکہ آپ ڈرانے والے ہوں روشن عربی زبان میں۔ اور اپنی قوم اور کافہ الخلق کو ہدایت کریں۔

وَإِنَّهُ لَغَيُّ زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣٥﴾۔ اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے۔ یہاں اِنَّہ کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس قرآن کا ذکر تمام کتب سماویہ میں ہے اور اگر اِنَّہ کی ضمیر کا مرجع حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے تو یہ معنی ہوں گے کہ پہلی کتابوں میں آپ کے اوصاف مذکور ہیں۔

أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣٦﴾۔ کیا ان کے لئے نشان نہ تھا کہ اس نبی ابطحی کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔

علامہ ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ بَعَثُوا إِلَى أَحْبَارِ يَثْرِبَ يَسْأَلُونَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ فَقَالُوا هَذَا زَمَانُهُ وَذَكَرُوا نَعْتَهُ۔ الخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے احبار مدینہ کے پاس اپنے معتمدین کو یہ دریافت کرنے بھیجا کہ کیا نبی آخر الزمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی نسبت ان کی کتابوں میں کوئی خبر ہے۔ علماء یہود نے جواب دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور ان کی نعت و صفت توریت میں موجود ہے۔

اور علماء یہود میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام اور ابن یامین اور ثعلبہ اور اسد اور اسید حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٣٧﴾ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٨﴾۔

اور اگر ہم اسے نازل کرتے کسی غیر عربی پر کہ وہ انہیں پڑھ کر سنا تا جب بھی وہ اس پر ایمان نہ لاتے۔  
یعنی ہم نے اس قرآن کریم کو ایک فصیح و بلیغ عربی نبی پر اتارا جس کی فصاحت و بلاغت اہل عرب کو مسلم ہے اور وہ  
جانتے ہیں کہ قرآن کریم معجز ہے کہ اس کی مثل ایک سورت بنانے سے بھی دنیا عاجز ہے علاوہ برائیں علماء یہود اور اہل کتاب کا  
بھی اس پر اتفاق ہے کہ اس کے نزول سے قبل اس کے نازل ہونے کی بشارت اور اس نبی پاک کی صفت انہیں ان کتابوں  
سے مل چکی ہے جو قطعی طور پر واضح کرتا ہے کہ یہ نبی مبعوث من اللہ ہیں اور یہ کتاب یقیناً منزل من اللہ ہے اور کفار جو بگو اس  
کرتے ہیں اور اس کتاب مقدس کے متعلق یہودہ گوئی سے کام لیتے ہیں سب باطل ہیں بلکہ خود کفار بھی متحیر ہیں کہ اس کے  
خلاف کیا کہیں اس کے مقابل مضمون کہاں سے لائیں آخر یونہی بے معنی باتیں بک رہے ہیں کہ یہ اساطیر الاولین ہیں یعنی  
پہلوں کی داستانیں کبھی شعر کبھی سحر کہہ ڈالتے ہیں۔ کبھی جل کر کہتے ہیں کہ معاذ اللہ اس کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے  
کبھی کہتے ہیں کہ یہ جنوں اور شیاطین کی عبارتیں ہیں۔

تو ارشاد ہوا کہ بالفرض اگر یہ قرآن کسی غیر عربی نبی پر نازل کیا جاتا جو عربی کی مہارت نہ رکھتا اور باوجود اس کے وہ ایسا  
معجز قرآن پڑھ کر سنا تا تب بھی یہ اپنے عناد اور حسد تہمید و قساوت سے کفر پراڑے رہتے اور ایمان نہ لاتے۔

كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٥﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٦٦﴾ فَيَأْتِيهِمْ بَغْتَةً وَ  
هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٧﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٦٨﴾

ایسے ہی ہم نے اس قوم کے دل میں سادیا ہے کہ یہ مجرم رہیں اور ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ عذاب دیکھیں دردناک تو وہ  
عذاب اچانک ان پر آجائے اور انہیں شعور بھی نہ ہو تو اس وقت کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی۔

یعنی ان مشرکین کا کافر رہنا اور اپنے عناد پر قائم رہنا ہمارے علم قدیم میں ہے تو ان کے لئے ہدایت کا کوئی طریقہ اختیار  
کیا جائے کسی حال میں وہ کفر سے ہٹنے والے نہیں حَتَّمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ﴿٦٥﴾ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ﴿٦٦﴾ وَ  
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ اور سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦٨﴾

اور عذاب مفاہیہ جب انہیں آئے گا تو کہیں گے: هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ کیا ہمیں مہلت ملے گی تاکہ ہم ایمان لائیں  
اور تصدیق کریں لیکن نزول عذاب کے بعد انہیں مہلت نہ ملے گی۔

روایت ہے کہ جب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو اس عذاب کی خبر دی تو استہزاء کہنے لگے کہ یہ عذاب  
کب آئے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: كَذَلِكَ سَلَكْنَا تَكْذِيبَ الْقُرْآنِ وَالْكَفْرَ بِهِ فِي قُلُوبِ مُشْرِكِي  
مَكَّةَ وَ قُلْنَا فِيهَا۔

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٦٩﴾ کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

لَمْ يَجَأْهُمْ مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٧٠﴾ پھر آئے ان پر وہ جس کا وعدہ دیئے گئے ہیں۔

مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يُسَبِّحُونَ ﴿٧١﴾ تو کیا کام آئے گا ان کا جینا اور متمتع ہونا۔

اس لئے کہ اس وقت بھی عذاب دفع نہ کر سکیں گے اَيُّ يَطْلُبُونَهُ قَبْلَ آوَابِهِ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ فَاْمَطِرْ عَلَيْنَا

حِجَابًا مِّنَ السَّمَاءِ آوَاتِنَا بِعَذَابِ الْيَوْمِ - وَ قَوْلُهُمْ فَاْتِنَا بِعَذَابِنَا۔



وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ﴿٢٨﴾ ذِكْرًا لِّمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جس میں ڈرسانے والا نہ ہو نصیحت کے لئے اور ہم ظلم کرنے والے نہیں۔  
بلکہ اول حجت قائم کر دیتے ہیں۔ ڈرسانے والا بھیجتے ہیں اس کے بعد بھی جو لوگ راہ پر نہیں آتے اور حق قبول نہیں کرتے ان پر عذاب نازل کرتے ہیں۔

اس کے بعد کفار کے اس واہمہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس طرح شیاطین کاہنوں کے پاس آسمانی خبریں لاتے تھے اسی طرح معاذ اللہ عزوجل حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن لے آتے ہیں آیہ کریمہ میں ان کے اس خیال باطلہ کا رد کر دیا اور فرما دیا اس واہم میں نہ پڑو۔

وَمَا تَنْتَرُونَ بِهِ الشَّيْطِينَ ﴿٣٠﴾ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٣١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُونَ ﴿٣٢﴾

اور قرآن کو لے کر شیاطین نہیں اترے اور وہ اس قابل بھی نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں وہ تو سننے کی جگہ سے دور کر دیئے گئے ہیں۔

قرآن لے کر اترنے کے قابل شیطان اس لئے نہیں کہ یہ کام ان کی قدرت سے باہر ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف جو وحی ہوتی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما دیا ہے جب تک فرشتہ اسے بارگاہ رسالت میں پہنچائے اس سے قبل شیاطین اسے لانا تو کہاں سن بھی نہیں سکتے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هُوَرْدٌ لِقَوْلِ مُشْرِكِي قُرَيْشٍ إِنَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعًا مِنَ الْجِنِّ يُخْبِرُهُ كَمَا تُخْبِرُ الْكُهَنَةَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ مِمَّا أَلْقَاهُ إِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُونَ۔ يَعْنِي الشَّيَاطِينَ لِمَا يَتَكَلَّمُ بِهِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ لَمَعَزُونَ - أَيْ مَمْنُوعُونَ بِالشَّهْبِ بَعْدَ أَنْ كَانُوا مُتَمَكِّنِينَ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَأَنَّا نَبَسُّنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مَلِيئًا حَرًّا شَدِيدًا وَشُهْبًا ﴿٨﴾ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ﴿٩﴾ فَمَنْ يَسْمَعُ الْآنَ يَجِدُ لَهُ شُهَابًا رَاصِدًا وَالْمُرَادُ تَعْلِيلُ مَا تَقَدَّمَ عَلَى أَبْلَغِ وَجْهِ لِأَنَّهُمْ إِذَا كَانُوا مَمْنُوعِينَ عَنْ سَمَاعِ مَا تَكَلَّمُ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ كَانُوا مَمْنُوعِينَ مِنْ دَفْعِ الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ يَعْنِي اللَّوْحَ الْمَحْفُوظَ أَوْ مِنْ بَيْتِ الْعِزَّةِ أَوْ مِنْ سَمَاعِهِ۔

وَقِيلَ الْمَعْنَى إِنَّهُمْ لَمَعَزُونَ عَنِ السَّمْعِ بِكَلَامِ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لِأَنَّهُ مَشْرُوطٌ بِالمُشَارَكَةِ فِي صِفَاتِ الذَّاتِ وَقَبُولِ فِيضَانِ الْحَقِّ وَالْإِنْتِقَاشِ بِالصُّورِ الْمَلَكُوتِيَّةِ وَنُفُوسِهِمْ خَبِيثَةً ظَلَمَانِيَّةً شَرِيرَةً بِالذَّاتِ لَا تَقْبَلُ ذَلِكَ۔

وَالْقُرْآنُ الْكَرِيمُ مُشْتَمِلٌ عَلَى حَقَائِقَ وَ مَغِيَّبَاتٍ لَا يُمَكِّنُ تَلْقِيَهَا إِلَّا مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب کئے گئے با آنکہ آپ کی طرف سے صدور منہی عنہ حرام ہے لیکن اس سے اہتمام واہمیت حکم بڑھانا مقصود ہے تاکہ سننے والا سمجھ سکے کہ جس ہستی مقدس سے منہیات کا صدور محال تھا

اسے جب یہ حکم ہے تو فَكَيْفَ بِمَنْ عَدَاهُ تو دوسروں کے لئے تو ظاہر ہے کہ کیا ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢٠﴾۔ تو تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج تا کہ تجھ پر عذاب نہ ہو اور اگر ایسا کر لیا تو تو معذب ہو جائے گا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خُوِطِبَ بِه النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اسْتِحَالَةِ صُدُورِ الْمَنْهِي عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَهَيُّجًا وَحِثًا لِإِزْدِيَادِ الْإِخْلَاصِ۔

اس کے بعد دوسرا حکم گھر والوں کے لئے ہوا۔

وَأَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١﴾۔ اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں انذار فرمایا اور خدا کا خوف دلایا اور انساب کے چھ طبقات ہوتے ہیں حَيْثُ قَالَ الْأَلْوَسِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ۔

وَاشْتَهَرَ أَنَّ طَبَقَاتِ الْأَنْسَابِ سِتَّةٌ۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ نسب کے لئے چھ طبقات ہیں۔

الْأُولَى الشَّعْبُ بِفَتْحِ شَيْنٍ وَهُوَ النَّسَبُ الْأَبْعَدُ كَعَدْنَانَ۔ پہلے شعب ہے یہ نسب بعید ہے جیسے عدنان۔

الثَّانِيَةُ لِلْقَبِيلَةِ وَهِيَ مَا انْقَسَمَ الشَّعْبُ فِيهِ كَرَبِيعَةَ وَ مُضَرَ۔ دوسرے قبیلہ وہ ہے جس میں شعب تقسیم ہوتے ہیں جیسے ربیعہ اور مضر۔

الثَّلَاثَةُ الْعِمَارَةُ وَهِيَ مَا انْقَسَمَ فِيهِ أَنْسَابُ الْقَبِيلَةِ كَقُرَيْشٍ وَكِنَانَةَ۔ تیسرے عمارت ہے وہ یہ ہے جس سے قبیلہ کے انساب تقسیم ہوتے ہیں جیسے قریش اور کنانہ۔

وَالرَّابِعَةُ الْبَطْنُ وَهُوَ مَا انْقَسَمَ فِيهِ أَنْسَابُ الْعِمَارَةِ - كَبَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ وَبَنِي مَخْزُومٍ۔ چوتھے بطن ہے اور وہ ہے جس میں نسب عمارت تقسیم ہوتے ہیں جیسے عبد مناف اور بنی مخزوم۔

وَالْخَامِسَةُ الْفَخْدُ وَهُوَ مَا انْقَسَمَ فِيهِ أَنْسَابُ الْبَطْنِ كَبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي أُمَيَّةَ۔ پانچویں قسم فخذ ہے وہ ہے جس میں انساب بطن تقسیم ہوتے ہیں۔

وَالسَّادِسَةُ الْفَصِيلَةُ وَهِيَ مَا انْقَسَمَ فِيهِ أَنْسَابُ الْفَخْدِ كَبَنِي عَبَّاسٍ وَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ لَيْسَ دُونَ الْفَصِيلَةِ إِلَّا الرَّجُلُ وَوَلَدُهُ۔ چھٹے فیصلہ ہے اور وہ وہ ہے کہ اس میں انساب فخذ تقسیم ہوتے ہیں جیسے بنی عباس اور بنی عبدالمطلب اور فیصلہ کے علاوہ مرد اور بیٹا ہی ہوتا ہے۔

وَ حِكْيَى عَنِ ابْنِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِيهِ تَقْدِيمُ الشَّعْبِ ثُمَّ الْقَبِيلَةِ ثُمَّ الْعِمَارَةِ ثُمَّ الْفَخْدِ۔

مقدم نسبوں میں شعب پھر قبیلہ پھر فیصلہ پھر عمارت پھر فخذ رکھے گئے ہیں۔ اور عشیرہ کا تذکرہ نہیں کیا گیا اس کی وجہ بعد میں بیان کی۔

إِنَّهَا تَحْتَ الْفَخْدِ فَوْقَ الْفَصِيلَةِ۔ کہ عشیرہ فخذ کے نیچے اور فیصلہ کے اوپر ہے۔

اور امام نووی علیہ الرحمۃ نے تحریر التنبیہ میں فرمایا: وَ زَادَ بَعْضُهُمُ الْعَشِيرَةَ قَبْلَ الْفَصِيلَةِ وَ يُفْهَمُ مِنْ كَلَامِ الْبَعْضِ أَنَّ الْعَشِيرَةَ إِذَا وَصِفَتْ بِالْأَقْرَبِ اتَّحَدَتْ مَعَ الْفَصِيلَةِ الَّتِي هِيَ سَادِسَةُ الطَّبَقَاتِ۔



بعض نے عشیرہ کو فیصلہ سے پہلے بڑھایا اور بعض کے کلام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ عشیرہ جب قریبی رشتہ داروں کے معنی میں لیا جاتا ہے تو وہ فیصلہ کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں جو چھٹا طبقہ ہے اور کیفیت انذار پر بہت سی احادیث وارد ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے:

مَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فَهْرٍ يَا بَنِي عَدْنَانَ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبَطْنِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا يَنْظُرُ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا وَ قَالَ إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَالَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ الْهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبَّ ① مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا كَسَبَ۔

جب آیہ کریمہ وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور آواز دی اے بنی فہر اے بنی عدنان اے بنی عدی لبطن قریش والوں کو حتیٰ کہ سب جمع ہو گئے یہاں تک کہ جو آنے سے معذور تھا اس نے بھی اپنا نمائندہ بھیج دیا کہ معلوم کرے کیا بات ہے تو ابولہب اور قریش بھی جمع ہو گئے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تم کو خبر دوں کہ لشکر اس وادی میں جمع ہے اور چاہتا ہے کہ تم میں تغیر ڈالے تو تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا یقیناً ہم تصدیق کریں گے اس لئے کہ ہمارے تجربہ میں آپ کی سچائی آچکی ہے۔

فرمایا تو میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ تمہارے سامنے شدید عذاب آرہا ہے۔ یہ سن کر ابولہب کہنے لگا: تَبَالَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ تمہیں ہمیشہ ہلاکت ہو کیا اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو اس پر سورۃ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ نازل ہوئی دوسری حدیث احمد اور ایک جماعت نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی۔

قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا وَ عَمَّ وَ خَصَّ۔ جب وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے عوام و خواص جمع فرمائے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ انْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَ لَا نَفْعًا۔

اے قریش کے لوگو اپنی جانیں آگ سے بچاؤ میں بالذات تمہارے ضرر و نفع کا مالک نہیں۔

يَا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ انْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَ لَا نَفْعًا۔

اے کعب بن لوی اپنے کو آگ سے بچاؤ میں تمہارے معاملہ میں نفع و ضرر کا مالک نہیں۔

يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ انْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَ لَا نَفْعًا۔

اے بنی قصی اپنی جان آگ سے بچاؤ۔ الخ



يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنْفٍ انْقُدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا۔

اے بنی عبد مناف اپنے کو آگے سے بچاؤ۔ الخ

يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ انْقُدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا۔

اے بنی عبدالمطلب اپنی جان آگ سے بچاؤ الخ۔ پھر اپنی لخت جگر فلذہ کبہ کو فرمایا

يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ انْقُدِي نَفْسِكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا۔

اے فاطمہ بنت محمد اپنی جان آتش جہنم سے بچاؤ اس معاملہ میں تمہارے نفع و ضرر کا مالک نہیں۔

إِلَّا أَنْ لَكُمْ رَحْمًا وَسَابُلَهَا بَيِّنَاتٌ۔

خبردار تمہارے صلہ رحمی ہے اور میں عنقریب اس کو نرمی کے ساتھ ترک کروں گا۔

وَجَاءَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَةُ جَمَعَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ بَنِي هَاشِمٍ فَأَجْلَسَهُمْ عَلَى الْبَابِ وَجَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ فَأَجْلَسَهُمْ فِي الْبَيْتِ ثُمَّ أَطَّلَعَ

عَلَيْهِمْ فَأَنْذَرَهُمْ۔

بعض روایات سے ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم کو جمع فرمایا اور عورتیں بھی

بلائیں اور انہیں انداز فرمایا۔

وَفِي بَعْضِ آخَرَ مِنْهَا أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَمَرَ عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنْ يَصْنَعَ طَعَامًا وَ

يَجْمَعُ لَهُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَفَعَلَ وَجَمَعَهُمْ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعُونَ رَجُلًا فَبَعْدَ أَنْ أَكَلُوا أَرَادَ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ بَدْرَةَ أَبُو لَهَبٍ إِلَى الْكَلَامِ فَقَالَ لَقَدْ سَحَرْتُكُمْ صَاحِبُكُمْ فَتَفَرَّقُوا ثُمَّ دَعَاهُمْ

مِنَ الْغَدِ إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ ثُمَّ بَدَرَهُمْ بِالْكَلَامِ فَقَالَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ

تَعَالَى وَالْبَشِيرُ قَدْ جِئْتُكُمْ بِمَا لَمْ يَجِئْ بِهِ أَحَدٌ جِئْتُكُمْ بِالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَاسْلِمُوا تَسْلِمُوا وَأَطِيعُوا

تَهْتَدُوا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کھانا بنانے کا حکم دیا اور بنی عبدالمطلب کو جمع

کیا اس دن چالیس آدمی جمع ہوئے پھر بعد اکل و شرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کرنے کا ارادہ فرمایا تو ابو لہب

جلدی سے بول پڑا کہ یہ ہم پر جادو کر دیں گے تو سب متفرق ہو گئے پھر دوسرے دن ایسا ہی انتظام کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے جلدی سے گفتگو شروع فرمادی اور فرمایا اے بنی عبدالمطلب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف ڈرانے والا آیا

ہوں اور بشارت بھی دینے والا ہوں میں وہ تعلیم لایا ہوں جو کوئی دنیا میں نہیں لایا میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا

ہوں لہذا تم مانو امن میں رہو گے میری پیروی کرو ہدایت پا جاؤ گے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی روایات ہیں۔

اگر یہ روایات صحیح ہیں تو سمجھنا یہ ضروری ہے کہ یہ اجتماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انداز کے لئے فرمایا تھا۔

پھر حضرات شیعہ کا اس سے یہ تمسک کہ یہ اجتماع خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے کیا گیا تھا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے

سوائے اس کے کہ ان کی روایتیں قول ہیں یا ضعیف یا موضوع۔

وَ اَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۵﴾۔ اور جھکائے رہو اپنی رحمت کا بازو ان کے لئے جو آپ کے پیرو مومن ہیں۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع اور داد و محبت سے مومنین کے ساتھ پیش آنے کا حکم ہے آلوسی رحمہ اللہ نے اس پر متعدد توجیہات فرمائی ہیں ہم اس کی بجائے ابن جریر ابن منذر ابن جریج رحمہم اللہ کی روایت نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ بَدَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاهْلِ بَيْتِهِ وَ فَصِيْلَتِهِ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَ اَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الہی انذار کی ابتداء اپنے اہل بیت سے کی یہ بات مسلمانوں پر شاق سی گزری تو وَ اَخْفِضْ جَنَاحَكَ عامہ مومنین کے لئے نازل ہوئی۔

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّي بَرِيْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۶﴾۔ تو اگر وہ آپ کا حکم نہ مانیں تو فرمادیں میں تمہارے کاموں سے بیزار ہوں۔

يَعْنِيْ فَاِنْ عَصَوْكَ وَ لَمْ يَتَّبِعُوْكَ بَعْدَ اِنْدَارِهِمْ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْ عَمَلِكُمْ۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۱۱۷﴾۔ اور بھروسہ کیجئے اس غالب اور رحم والے پر۔

وہ انہیں ذلیل فرمائے گا جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں اور آپ کی مدد فرمائے گا اپنی شان عزیز سے اور آپ کی مدد کرے گا اپنی رحمت سے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی فرمائی گئی۔

اب توکل کے متعلق بعض عارفین کا ملین فرماتے ہیں کہ توکل لوگوں میں کئی درجہ کا ہے۔

پہلا درجہ تو یہ ہے: اَلتَّوَكُّلُ مَعَ الطَّلَبِ وَ مُعَاوَاةِ السَّبَبِ عَلَى نِيَّةِ شُغْلِ النَّفْسِ وَ نَفْعِ الْخَلْقِ وَ تَرْكِ الدَّعْوَى۔

توکل طلب اجر کے لئے ہو اسباب سے بے نیاز ہو کر شغل نفس اور نفع خلق اور ترک دعویٰ کے ساتھ۔

دوسرا درجہ یہ ہے: اَلتَّوَكُّلُ مَعَ اِسْقَاطِ الطَّلَبِ وَ غَضِّ الْعَيْنِ عَنِ السَّبَبِ اِجْتِهَادًا فِي تَصْحِيْحِ التَّوَكُّلِ وَ قَمْعِ تَشْرُفِ النَّفْسِ تَفَرُّغًا فِي حِفْظِ الْوَاجِبَاتِ۔

دوسرا درجہ توکل کا یہ ہے کہ طلب و خواہش کے بغیر ہو اور نظر اسباب سے علیحدہ ہو اور نفس کی بلندی سے خالی ہو و واجبات کی محافظت میں۔

تیسرا درجہ یہ ہے: اَلتَّوَكُّلُ مَعَ مَعْرِفَةِ التَّوَكُّلِ النَّازِعَةِ اِلَى الْخَلَاصِ عَنِ عِلَّةِ التَّوَكُّلِ۔ توکل کو جانے کہ یہ اخلاص کی طرف کھینچنے والا ہے وَ لَمْ يُلَاحِظْ فِي تَوَكُّلِهِ سِوَى خَالِصِ حَقِّ اللهِ تَعَالَى۔ اور اس توکل میں سوا اللہ تعالیٰ کے حق کے کچھ نہ دیکھے۔

الَّذِي يَرِيْكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۱۱۸﴾ وَ تَقْلِبُكَ فِي السُّجُوْدِ ﴿۱۱۹﴾۔

جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور تمہارا نماز یوں میں دورا۔

اس کے اندر تقوم مطلق ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ جس مقام پر جہاں تم کھڑے ہو وہ عزیز و رحیم تمہیں دیکھتا ہے اور جب تم اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لئے شب میں دورا کرتے ہو۔  
بعض مفسرین نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام و رکوع اور سجود و قعود میں گزرتے ہو۔  
بعض مفسرین نے اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی گردش چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پس و پیش یکساں ملاحظہ فرماتے تھے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا مجھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں جیسا سامنے سے فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَى مِنْ خَلْفِهِ فَنِي صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ اقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اسْتَوْوُوا اسْتَوْوُوا اسْتَوْوُوا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ۔

بعض اس طرف گئے کہ ساجدین سے عامہ مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ خاتون تک مومنین کے اصلاب و ارحام میں آپ کے دورے کو اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول یعنی آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں  
كَمَا قَالَ الْاَلُوسِيُّ فِي رُوحِ الْمَعَانِي حَيْثُ قَالَ

رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَزَارُ وَأَبُو نَعِيمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَرَ التَّقَلُّبَ فِيهِمْ بِالتَّنْقُلِ فِي أَصْلَابِهِمْ حَتَّى وَلَدَتْهُ أُمُّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

وَجُوزَ عَلَى حَمْلِ التَّقَلُّبِ عَلَى التَّنْقُلِ فِي الْأَصْلَابِ أَنْ يُرَادَ بِالسَّاجِدِينَ الْمُؤْمِنُونَ وَاسْتَدَلَّ بِالْآيَةِ عَلَى إِيمَانِ أَبِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ كَثِيرٌ مِنْ أَجَلَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ۔

اس کے بعد اپنی رائے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَنَا أَخْشَى الْكُفْرَ عَلَى مَنْ يَقُولُ فِيهِمَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَلَى رَغْمِ أَنِّي بِالْقَارِي وَآخْزَابِهِ نَصَهُ ذَلِكَ۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ①۔ بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

هَلْ أَنْبَأَكُمْ عَلَى مَنْ تَنْزَلُ الشَّيَاطِينُ ②۔ کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اترتے ہیں شیاطین۔

یہ اس کا جواب ہے جو مشرکین نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین اترتے ہیں اور جو وہ کہہ دیتے ہیں اسی کو یہ معاذ اللہ کہہ دیتے ہیں۔

تَنْزَلُ عَلَى كُلِّ أَقْصَابِ الْإِنْسَانِ ③۔ اترتے ہیں وہ ہر بڑے بہتان تراش گنہگار پر۔

جیسے مسیلمہ کذاب اور اس جیسے دوسرے کاہن جو کثیر الالک اور جھوٹے ہیں ان میں شق بن رہم بن نذیر اور سلیح بن







درحقیقت مشرکین مکہ جہاں جادو جن وغیرہ کے ساتھ اہمیت کلام الہی عزوجل کو کم کرنا چاہتے تھے وہاں شعر کہہ کر بھی اس کی اہمیت کم کرنا ہی مقصود تھا اور نہ حقیقت میں اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

چنانچہ دوسرا جواب دیا کہ شعراء کے پیروعموماً گمراہ ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو تو اہل رشد و ہدایت ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَّهَيُّوْنَ ۝۱۶۵۔ کیا نہ دیکھا تم نے اے محبوب کہ وہ وادی قیل و قال کے ہر شعبہ وہم و خیال اور ہر مسلک غی و ضلال میں سر کے بل سر گرداں ہیں۔

اور متحیر ہیں اپنی غواہت و سفاہت میں اور مبہوت ہیں تہ صلف و وحاحت میں حتیٰ کہ ان کے قول و فعل بھی یکساں نہیں چنانچہ فرمایا:

وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝۱۶۶۔ وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی تزیہ ہے کہ شعراء کے پیرو گمراہ اور بہکے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین ایسے نہیں ہیں۔

غَاوُونَ۔ پر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: الْغَاوُونَ هُمُ الرُّوَاةُ الَّذِينَ يَحْفَظُونَ شِعْرَ الشُّعْرَاءِ وَيُرْوُونَ عَنْهُمْ مُتَّبِعِينَ بِهِ۔ وہ ایسے راوی ہیں جو شعر ہی یاد کر لیتے ہیں اور انہیں کو عام طور پر لوگوں کو سناتے پھرتے ہیں۔ قتادہ اور مجاہد رحمہما اللہ کہتے ہیں: إِنَّهُمْ هُمُ الشَّيَاطِينُ وَهِيَ شَيْطَانٌ هُنَّ۔

اور اس آئیہ کریمہ کا شان نزول ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: إِنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي شِعْرَاءِ الْمُشْرِكِينَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ هُبَيْرَةَ بِنِ أَبِي وَهَبِ الْمَخْزُومِيَّ وَ مُسَافِعَ بْنَ عَبْدِ مَنَافٍ وَأَبُو عِزَّةَ الْجُمَحِيِّ وَ أُمَيَّةَ ابْنِ أَبِي الصَّلْتِ قَالُوا نَحْنُ نَقُولُ مِثْلَ قَوْلِ مُحَمَّدٍ وَ كَانُوا يَهْجُونَهُ وَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِمُ الْأَعْرَابُ مِنْ قَوْمِهِمْ يَسْتَمِعُونَ أَشْعَارَهُمْ وَ أَهَاجِيَهُمْ وَ هُمُ الْغَاوُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ نَهْمَ۔

یہ آیت شعراء مشرکین عبد اللہ بن زبیری اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور مسافع بن عبد مناف اور ابو عیزہ جمی اور امیہ بن ابی الصلت کے حق میں اتری وہ کہتے تھے ہم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بولتے ہیں اور وہ ہجو کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے جو اعراب میں سے تھے اور ان کے اشعار اور ہجو سنتے تھے یہی وہ گمراہ تھے جو ان کی اتباع میں رہتے تھے۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ۔ وغیرہ سے بھی یہی روایت ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو آدمی انصار اور دوسری قوم کا ایک آدمی تھا۔ اور ان دونوں کے ساتھ ان کی قوم کے گمراہ لوگ تھے اور وہ سب بیوقوف لوگ تھے فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَالشُّعْرَاءُ عِيَّتْهُمْ الْغَاوُونَ ۝۱۶۷۔

اس کے ساتھ دوسرے مہذب متدین شعراء کا استثناء فرمایا گیا۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ ذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَ انْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا ۝۱۶۸۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ میں شعراء اسلام کی مدح کی گئی کہ وہ نعت لکھتے ہیں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔ اسلام



کی مدحت میں اپنا کلام سناتے ہیں اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں یہ وہ شاعر ہیں جن کے پیرو ہدایت یافتہ ہیں۔  
بخاری شریف میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھایا جاتا آپ اس پر کھڑے ہو کر حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر پڑھتے اور کفار کی ہجو اور بکو اس کا جواب دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعا  
فرماتے تھے۔

وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا - اور وہ اللہ کا ذکر بکثرت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، اسلام کی حمایت  
اور توحید کے مضامین یقیناً ذکر الہی عزوجل ہیں۔

اور جو شعر ایسا ہو جس سے اللہ عزوجل کی یاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھے وہ یقیناً ذکر الہی عزوجل ہے چنانچہ  
حضرت صدیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے ایسے اشعار بکثرت موجود ہیں۔  
وَأَنْتَصَرُوا - اور بدلہ لیا کفار سے ان کی ہجو کا۔ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا - بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔  
یعنی کفار نے جو سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کر کے جو ظلم کیا اس کا بدلہ ان لوگوں نے ان سے لیا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ  
مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی اور یہ دونوں طریقے جہاد کے ہیں۔

اس پر آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے مفصل بحث کی ہے جو نقل کی جاتی ہے۔

اِسْتِثْنَاءٌ لِلشُّعْرَاءِ الْمُؤْمِنِينَ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ يُكْثِرُونَ ذِكْرَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَ يَكُونُ أَكْثَرُ  
أَشْعَارِهِمْ فِي التَّوْحِيدِ وَالشَّائِءِ عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى وَ الْحِجِّ عَلَى الطَّاعَةِ وَ الْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ  
وَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَ التَّرْهِيْبِ عَنِ الرُّكُوعِ إِلَيْهَا وَ الْإِغْتِرَارِ بِزَخَارِفِهَا وَ الْإِفْتِنَانِ بِمَلَاذِمِهَا الْفَانِيَةِ  
وَ التَّرْغِيْبِ فِيْمَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَ نَشْرِ مَحَاسِنِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَدْحِهِ وَ ذِكْرِ  
مُعْجَزَاتِهِ لِيَتَغَلَّغَلَ حُبُّهُ فِي سُوَيْدَاءِ قُلُوبِ السَّامِعِينَ وَ تَزْدَادَ رَغْبَتُهُمْ فِي اتِّبَاعِهِ وَ نَشْرِ مَدَائِحِ إِلِهِ  
وَ أَصْحَابِهِ وَ صَلَحَاءِ أُمَّتِهِ۔

یہ استثناء ہے ان شعراء کا جو مومنین صالحین اپنے اشعار میں بکثرت ذکر الہی عزوجل کرتے اور ان کے اکثر اشعار توحید و  
ثناء الہی ہوتے ہیں اور اطاعت اور حکمت و موعظت اور زہد فی الدنیا اور اس سے اجتناب اور اس کے خزانوں سے تنفر کی طرف  
آمادہ کرتے ہیں اور دنیائے فانی کی لذتوں سے متنفر اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی ترغیب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن کا نشر  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت اور معجزات کا ذکر ہوتا ہے تاکہ سننے والوں کی محبت جوش مارنے لگے اور اتباع انبیاء و تبعین  
کی طرف رغبتیں بڑھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت آل اطہار کی منقش اور صلحاء امت کی مناقب ہوں۔

وَ قِيلَ الْمُرَادُ بِالْمُسْتَشِينِ شُعْرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ كَانُوا يَدْفَعُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْفَعُونَ هُجَاةَ الْمُشْرِكِينَ - ایک قول یہ ہے کہ مستثنیٰ وہ شعراء مومنین ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اصحاب میں ہجو کرنے والے مشرکین کو جواب دیتے تھے۔

اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں: اِنْ هَلِدِ الْاٰیةُ نَزَلَتْ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ هَاجُوا عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ كَعَبُ بْنُ مَالِكٍ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ وَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ۔

یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ان کی ہجو کا جواب دیتے تھے ان میں سے حضرت کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ اور حسان بن ثابت علیہم رضوان ہیں۔

ایک روایت ابی حسن سالم البرزاسی سے ہے: إِنَّهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالشُّعْرَاءُ الْآيَةَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ وَهُمْ يَبْكُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ وَهُوَ يَعْلَمُ إِنَّا شُعْرَاءُ هَلَكْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا - فَدَعَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ عَلَيْهِمْ -

جب یہ آیت نازل ہوئی: وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ تو عبد اللہ بن رواحہ اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک علیہم رضوان روتے ہوئے بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وسلم ہم تو ہلاک ہو گئے اس لئے کہ ہم شعراء میں سے ہیں۔

تو یہ استثناء نازل ہوا: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا رِخ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور ان پر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ اور آگے اصول فرماتے ہیں: وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ الْعِبْرَةَ لِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوصِ السَّبَبِ۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔

اور ابن مردویہ اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: إِنَّهُ قَرَأَ قَوْلَهُ تَعَالَى إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَقَالَ هُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ۔ آیت تلاوت فرما کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ابوبکر، عمر، علی اور عبد اللہ بن رواحہ ہیں۔

اور حدیث میں ہے: إِنَّ مِنْ الشُّعْرِ لِحِكْمَةٍ بَعْضُ شِعْرِ حِكْمَتٍ وَاللَّهِ يَسْتَعِينُ بِهَا -

وَقَدْ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَجَازَ عَلَيْهِ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر سننے اور ایسے پر حکمت اور مفید اشعار کو جائز رکھا۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِحَسَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَهْجُهُمْ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ رُوحَ الْقُدْسِ يُعِينُكَ۔ حضور ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا مشرکین کی ہجو کر بے شک روح القدس تیری مدد کرے گا۔

اور ایک روایت میں ہے: أَهْجُهُمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ۔ مشرکین کی ہجو کر جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہے۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعَانَ حَسَّانًا عَلَى مَدْحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ بَيْتًا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حسان کی مدد کی مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ستر بیٹوں میں۔

اور احمد و بخاری اپنی تاریخ میں اور ابو یعلیٰ اور ابن مردویہ کعب بن مالک سے راوی ہیں: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَ فِي الشُّعْرَاءِ مَا أَنْزَلَ فَكَيْفَ تَرَى فِيهِ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَ لِسَانِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَانَ مَا تَرْمُونَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اللہ تعالیٰ نے شعراء کے لئے جو کچھ نازل فرمایا وہ فرمایا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مومن جہاد کرتا ہے تلوار اور زبان سے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے یہ قدرت میں میری جان ہے جو تم شعروں کے تیر مارتے ہو وہ دشمن پر نیزے مارنے سے زیادہ کاٹ کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مولائے کائنات علی شیر خدا اسد اللہ فرماتے ہیں:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا التِّيَامُ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

برچھی کے زخم مندمل ہو سکتے ہیں لیکن زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا۔

ابن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک سفر میں

رجز پڑھوائے اور فرمایا: لَهَذَا أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقَعِ النَّبْلِ يَزِيدُهُ سَخْتًا وَرَشْدِيْدَةً هِيَ دُشْمَانُونَ بِرْتِيرِ كَمَا مَقَابِلُهُ فِي

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَى لِحَسَانٍ مَنِيْرًا فِي الْمَسْجِدِ

يُنْشُدُ عَلَيْهِ الشُّعْرَ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں حضرت حسان کے لئے منبر لگواتے جس پر وہ اشعار فرماتے۔

اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اشعار فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام ہے:

مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ يَأْتِي عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيلُ

اِنَّهُ شَخْصٌ غَرِيْبٌ مُدْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيْلٌ

اَنْتَ يَا صِدِيْقُ عَاصٍ تُبِ اِلَى الْمَوْلَى الْجَلِيْلِ

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا اِلٰهِي مَنْ لَهٗ زَادَ قَلِيْلٌ

ذَنْبُهُ ذَنْبٌ عَظِيْمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ

اَيْنَ مُوسَى اَيْنَ عِيْسَى اَيْنَ يَحْيَى اَيْنَ نُوحَ

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا کلام ہے:

بَلِّغْ سَلَامِي رَوْضَةَ فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمُ

مَحْبُوْسِ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ فِي الْمَوْكَبِ وَالْمُزْدَحَمُ

اِنْ نَلْتِ يَارِيْحُ الصَّبَا يَوْمًا اِلَى اَرْضِ الْحَرَمِ

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ اَذْرِكُ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کلام ہے:

وَلَكِنْ خَوْفُ الذَّنْبِ يَتَعَبُهُ الذَّنْبُ

وَإِنْ عَضَّهَا حَتَّى يَضْرِبَهَا الْفَقْرُ

وَ قَلَّ الصِّدْقُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ

قُلْتُ صَدَقْتَ وَلَكِنْ بِسْمَا دَارَ

رَ مَا بِي خَوْفُ الْمَوْتِ اَنْتِي سَمِيْتِ

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا کلام ہے:

غِنَى النَّفْسِ يُغْنِي النَّفْسَ حَتَّى يَكْفُفَهَا

حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کا کلام ہے:

تَغْيِرُهُ الْمَوَدَّةُ وَالْإِخَاءُ

إِنْ افْتَخَرْتَ بِأَبَاءٍ مَضَوْا سَلْفًا

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا ذَا عَلِيٍّ مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدِ

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا

امام محمد بوسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْبَحْرِ فِي كَرَمِ وَالذَّهْرِ فِي هِمَمِ

كَالزُّهْرِ فِي تَرْفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرْفٍ



يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِنْ الْوُدِّ بِهِ  
مَا رَنَحْتُ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبَا  
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكُونِيْنَ وَالْثَّقَلَيْنِ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا کلام ہے:

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ  
حَاوِي الْعَيْنِ بِالنِّعَمِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَ مِنْ عَجَمِ

نَصَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ فِي الْحَرْبِ سَعِيَةً

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کلام ہے:

وَقَدْ فَرَّ مَنْ قَدْ فَرَّعْنَهُ فَاْفْشَعُوا

لَكُنْتُ الْيَوْمَ اشْعَرُ مِنْ لَبِيدِ

وَلَوْلَا الشِّعْرُ بِالْعُلَمَاءِ يُذْرَى

اور لغو و فحش اشعار کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا نَ يَمْتَلِي جَوْفَ أَحَدِكُمْ قِيحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِي شِعْرًا مِنَ الشِّعْرِ الَّذِي هَجَتْ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کسی کے پیٹ میں راد پیپ بھر جانا بہتر ہے اس سے کہ اس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے اشعار ہوں۔

چنانچہ علامہ ماوردی رحمہ اللہ نے بہت اچھا فیصلہ فرمایا۔

الشِّعْرُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ مُسْتَحَبٌّ وَ مُبَاحٌ وَ مَحْظُورٌ۔

فَالْمُسْتَحَبُّ مَا حَذَرَ مِنَ الدُّنْيَا وَ رَغَبَ فِي الْآخِرَةِ وَ حَتَّ عَلَى مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ۔ مستحب وہ ہے جس میں تخرید دنیا اور رغبت فی الآخرة ہو اور مکارم اخلاق کی طرف برا بیچتہ کرنا۔

وَالْمُبَاحُ مَا تَسَلَّمَ مِنْ فُحْشٍ أَوْ كَذِبٍ۔ اور مباح وہ ہے جس میں فحش اور جھوٹ نہ ہو۔

وَالْمَحْظُورُ نَوْعَانِ كَذِبٌ وَ فُحْشٌ۔ اور ناجائز وہ ہے جو خالص جھوٹ اور فواحشات سے مملو ہو۔

پھر اس میں بھی متعدد مسائل ہیں۔

اول یہ کہ کافر کی مزوت اور حربی کی ہجو جائز ہے اور اس جواز میں مشرکین بھی ہیں۔

دوسرے یہ کہ زانی فاسق و فاجر جاہر کی مذمت برائے اصلاح۔ لیکن فاسق فاجر جاہر کی ہجو نہیں چاہئے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٧٤﴾۔ اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کیسی بری جگہ وہ لوٹیں گے۔

اس آیت کریمہ میں تہدید شدید اور وعید اکید ہے۔

اور وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٧٤﴾ کی تفسیر میں محی السنۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَشْرَكُوا وَ هَجَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ظالم وہ ہیں جو شرک کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کریں۔

## سُورَةُ نَمْلِ

اس میں ترانوںے آیات اور سات رکوع ہیں اور یہ مکی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

طس

تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ۝۱

هُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۲

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ  
بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝۳

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ  
أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝۴

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي  
الْآخِرَةِ هُمْ الْآخْسَرُونَ ۝۵

وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝۶

إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنستُ نَارًا  
سَاتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ  
لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝۷

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ  
حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۸

يُوسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۹

وَأَلْقِ عَصَاكَ ۝۱۰ فَلَمَّا رَاها تُهْتَزُّ كَانَهَا جَانٌّ وَلِي  
مُدْبِرًا أَوْ لَمْ يَعْقِبْ ۝۱۱ يُوسَى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا  
يَخَافُ لَدَى الْمُرْسَلُونَ ۝۱۲

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ لَهُمْ بَدَلًا حُسْبًا بَعْدَ سُوءِ قَوَانِي  
عَفْوًا رَاحِيمًا ۝۱۳

اے طاہر و سید الطاہرین

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کتاب روشن کی

ہدایت و خوشخبری ہے ایمان والوں کی

جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر

یقین رکھتے ہیں

وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کو تک

ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں تو وہ بھٹک رہے ہیں

یہ وہ ہیں جن کے لئے بہت برا عذاب ہے اور وہ آخرت

میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں

اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت اور علم

والے کی طرف سے

جبکہ موسیٰ نے اپنی بیوی سے کہا مجھے ایک آگ نظر آئی ہے

تو ابھی میں تمہارے پاس اس کی خبر لاتا ہوں یا لاتا ہوں

تمہارے پاس کوئی چمکتی چنگاری تاکہ تم تا پو

تو جب آیا آگ کے پاس ندا دی گئی کہ تو برکت دیا گیا جو

اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور فرشتے جو اس

کے گرد ہیں اور پناہ کی ہے اللہ کو جو رب العالمین ہے

اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا

حکمت والا

اور اپنا عصا ڈال دے تو جب موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا

ہوا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا اور نہ دیکھا مڑ کر اے موسیٰ

ڈر نہیں بے شک میرے حضور رسول ڈر نہیں کرتے

مگر جو ظلم کرے پھر بدل لے بھلائی برائی سے تو بے شک

میں بخشنے والا مہربان ہوں

وَأَدْخَلَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ  
سَوْءٍ ۚ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ  
كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿١١﴾

فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ  
مُبِينٌ ﴿١٢﴾

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا  
وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٣﴾

اور داخل کر اپنا ہاتھ گریبان میں نکلے گا سفید چمکتا بغیر  
تکلیف کے نو آیتوں میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف  
بے شک وہ قوم فاسق ہے

تو جب آئیں ان میں ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ہوئی  
تو بولے یہ کھلا جادو ہے

تو منکر ہوئے وہ اس سے اور ان کے دلوں میں اس کا  
یقین تھا ظلم اور تکبر سے تو دیکھو کیسا انجام ہوا فساد کرنے

والوں کا

### حل لغات پہلا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

طس -	تِلْكَ - یہ	الْقُرْآنِ - قرآن	آيَاتٍ - آیتیں ہیں
و- اور	كِتَابٍ - کتاب	هُدًى - ہدایت	مُبِينٍ - روشن کی
و- اور	بُشْرَى - خوشخبری	الذَّيْنِ - وہ جو	لِلْمُؤْمِنِينَ - مومنوں کیلئے
يُقِيمُونَ - قائم کرتے ہیں	الصَّلَاةَ - نماز	يُؤْتُونَ - دیتے ہیں	و- اور
الزَّكَاةَ - زکوٰۃ	و- اور	بِالْآخِرَةِ - قیامت پر	هُمْ - وہ
هُمْ - وہ	يُوقِنُونَ - یقین کرتے ہیں	الذَّيْنِ - وہ جو	إِنَّ - بے شک
لَا - نہیں	يُؤْمِنُونَ - ایمان لاتے	زِينًا - ہم نے خوشنما بنایا	بِالْآخِرَةِ - قیامت پر
لَهُمْ - ان کے لئے	أَعْمَالَهُمْ - ان کے عملوں کو	يَعْبَهُونَ - حیران پھرتے ہیں	فَهُمْ - تو وہ
أُولَئِكَ - یہی	الذَّيْنِ - وہ ہیں کہ	سَوْءٌ - برا	لَهُمْ - ان کے لئے
العَذَابِ - عذاب ہے	و- اور	فِي - بیچ	هُمْ - وہ
الْآخِرَةِ - آخرت کے	هُمْ - وہ	الْأَخْسَرُونَ - سب سے زیادہ خسارے والے ہیں	و- اور
و- اور	إِنَّكَ - بے شک تو	لَتُنْفِىَ - سکھایا جاتا ہے	و- اور
مِنَ الدُّنْ - نزدیک	حَكِيمٍ - حکمت والے	الْقُرْآنِ - قرآن	عَلِيمٍ - جاننے والے سے
قَالَ - کہا	مُوسَى - موسیٰ نے	إِذْ - جب	لِأَهْلِهَا - اپنی بیوی سے
أَنْتَ - دیکھی ہے	نَارًا - آگ	إِنِّي - بے شک میں نے	سَأْتِيكُمْ - جلدی لاؤں میں تمہارے لئے
مِنْهَا - اس سے	بِخَبْرٍ - کوئی خبر	إِنِّي - بے شک میں نے	أَوْ - یا
بِشَهَابٍ - انکارا	قَبَسٍ - روشن	تَصْطَلُونَ - تاپو	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم
فَلَمَّا - پھر جب	جَاءَ - آیا	نُودِيَ - آواز دی گئی	هَآ - اس کے پاس



فِي - بَيْتِ	مَنْ - جُو	بُورِكَ - برکت دیا گیا	أَنْ - یہ کہ
حَوْلَهَا - اس کے ارد گرد ہے	مَنْ - جُو	وَ - اور	التَّارِ - آگ کے ہے
رَبِّ - رب	اللَّهُ - اللہ	سُبْحَانَ - پاک ہے	وَ - اور
إِنَّهُ - بے شک	مُوسَى - موسیٰ	يَا - اے	الْعَالَمِينَ - جہانوں کا
الْحَكِيمِ - حکمت والا ہوں	الْعَزِيزُ - غالب	اللَّهُ - اللہ	أَنَا - میں
فَلَمَّا - پھر جب	عَصَاكَ - اپنی لاشی	أَلْتَقِ - ڈال	وَ - اور
جَانُّ - سانپ ہے	كَانَهَا - گویا کہ وہ	تَهْتَرُ - لہراتا	رَأَاهَا - دیکھا اس کو
لَمْ - نہ	وَ - اور	مُدْبِرًا - پیٹھ دے کر	وَأَلِي - پھر گیا
لَا - نہ	مُوسَى - موسیٰ	يَا - اے	يُعَقِّبُ - پیچھے دیکھا
يَخَافُ - ڈرتے	لَا - نہیں	إِنِّي - بے شک	تَخَفُ - ڈر
مَنْ - جُو	إِلَّا - مگر	الْمُرْسَلُونَ - پیغمبر	لَدَائِي - میرے پاس
حُسْبًا - بعد اس کے نیکی	بَدَّلَ - بدل دے	ثُمَّ - پھر	ظَلَمَ - ظلم کرے
عَفْوًا - بخشش والا	فَإِنِّي - تو میں	سَوْءٌ - برائی کے	بَعْدَ - بعد
يَدِكَ - اپنا ہاتھ	أَدْخَلَ - داخل کر	وَ - اور	رَاحِيْمٍ - مہربان ہوں
بَيْضَاءَ - سفید	تَخْرُجُ - نکلے گا	جَبِيكَ - اپنے گریبان کے	فِي - بَيْتِ
تَسْمَعُ - نو	فِي - بَيْتِ	سَوْءٌ - برائی کے	مِنْ غَيْرٍ - بغیر کسی
وَ - اور	فِرْعَوْنَ - فرعون کی	إِلَى - طرف	آيَاتِ - آیتوں کے
قَوْمًا - قوم	كَانُوا - تھے	إِنَّهُمْ - بے شک	قَوْمٍ - اس کی قوم کی
هَذَا - یہ	جَاءَهُمْ - آئیں ان کے پاس	فَلَمَّا - پھر جب	فَسِيقِينَ - بدکردار
جَحْدُوا - انکار کیا انہوں نے	قَالُوا - بولے	مُبْصِرًا - آنکھ کھولنے والی	آيَاتِنَا - ہماری نشانیاں
اسْتَيْقَنَتْهَا - یقین کر لیا تھا اس کا	وَ - اور	مُبِينًا - کھلا ہوا	سِحْرًا - جادو ہے
عُلُوًّا - سرکشی سے	وَ - اور	وَ - اور	بِهَا - اس کا
عَاقِبَةُ - انجام	كَانَ - ہوا	ظَلَمًا - ظلم	أَنْفُسُهُمْ - ان کے دلوں نے
		كَيْفَ - کیسا	فَانظُرْ - تو دیکھ
			الْمُفْسِدِينَ - فسادیوں کا

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

رَبِّنَا اللَّهُمَّ اَعْمَالِنَا - کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہم نے ان کی طبیعتیں ہی ایسی بنا دی ہیں کہ جو کچھ بھی کرتے ہیں انہیں بھلا ہی بھلا نظر آتا ہے۔

وَإِنَّكَ لَتُلْقَى الْقُرْآنَ - تلقی مضارع مجہول ہے واحد حاضر کا صیغہ ہے یہ اصل میں تتلقى تھا ایک ت کو تخفیفاً حذف کر دیا آخر کی ی ماقبل کی فتح کی وجہ سے الف میں بدل گئی۔

الْبَصْرُ نَارًا - آنست کے معنی ابصرت اور رأیت کے ہیں۔ آنست بصری اور رأیت بصری دونوں کے معنی دیکھنے کے ہیں۔

إِتْيَكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ - شہاب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں اور قبس، مقبوس، اقتباس کسی شے سے چننے کو کہتے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ① - اصطلاء سے ہے آگ سے گرمی حاصل کرنا اس کے معنی ہیں۔

تَهْتَرُ كَأَنَّهُ جَانٌّ - تنحرک کے معنی دیتا ہے۔ لہرار ہا تھا گویا کہ وہ سٹک ہے جو پتلے سانپ کو کہتے ہیں۔

جَانٌّ بایں معنی کہا کہ وہ باریک ہونے کے باعث نظر سے مخفی ہوتا ہے۔

وَلَمْ يُعَقِّبْ ② - يَعْنِي وَلَمْ يَرْجِعْ عَلٰی عَقْبِيْهِ - یعنی اس کا پیچھا نہ کیا۔

وَلَمْ يَمْدِبْ ③ - پھر گیا پیٹھ دے کر۔

طَسَّ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے يَا طَاهِرُ عَنِ الْكِذْبِ وَالْبُهْتَانِ ہے۔

س سے مراد سید الناس والجان ہے یہ معنی تاویلی ہیں۔

اور حقیقت معنی پر اللہ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِهِ سب کہہ رہے ہیں۔

تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ④ - یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔

جو حق و باطل میں امتیاز کرتی ہے جس میں علوم و حکم و ودیعت رکھے گئے ہیں۔

هُدًى وَبُشْرًا لِلْمُؤْمِنِينَ ⑤ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ - ہدایت اور بشارت ہے ایمان والوں کو وہ جو نماز قائم

رکھتے ہیں۔

اور اس پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے شرائط و آداب اور جملہ حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس سے یہ مستفاد ہوا کہ جو معترف ایمان ہے وہ لازمی طور پر احکام کا اتباع کرے گا صوم و صلوة کا پابند ہوگا اور جو ایسا نہ

کرے وہ ایمان میں کامل نہیں اگرچہ ایک درجہ کا اسے مومن باللسان مانا جائے گا لیکن ایمان باللسان عمل بالا رکان تصدیق

بالجنان میں سے اگر ایک درجہ کم ہے تو اتنا ہی ایمان کا کمال کم ہے۔

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ - اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

زکوٰۃ شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں اس صدقہ واجبہ کو کہتے ہیں جو حولان حول کے بعد اپنے مال سے چالیسواں حصہ

خدا کے نام پر کسی مسلمان کو ادا کیا جائے اور اس کا اسے مالک بنا دیا جائے اس کے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات بھی زکوٰۃ ہے لیکن

یہ زکوٰۃ مستحب ہے۔ عبادت زکوٰۃ بدنی ہے اور خیرات صدقات زکوٰۃ مالی ہے۔

اس کے بعد مومن کے عقیدہ میں یہ بھی لازم ہے کہ

وَهُمْ بِآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ⑥ - اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس قید کو اس وجہ میں بھی بڑھایا گیا کہ مکہ کے لوگ برائے نام اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس کی بعض صفات بھی تسلیم کرتے

تھے لیکن آخرت کے بالکل منکر تھے اس لئے یہ قید ضروری تھی تاکہ قوہ عملیہ اور نظریہ کی تکمیل ہو جائے اس کے بعد ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ①۔ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں بھلے بچا دیئے ہیں تو وہ اس خیال میں بہک رہے ہیں۔

اس میں منکرین آخرت پر وعید شدید اور ان کا نتیجہ بیان فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ إِلَّا خُسْرُونَ ②۔ ”یہ وہ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے۔“ کہ وہ اپنی برائیاں شہوات کے سبب بھلائیاں سمجھے ہوئے ہیں۔ ”تو وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں۔“

یعنی دنیا میں تو ان پر عذاب ہوگا قتل اور گرفتار ہوں گے جیسے بد رو غیرہ میں ہوئے اور ان کا انجام دائمی عذاب آخرت ہے۔

اس کے بعد سید اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے:

وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ③۔ اور اے محبوب بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو اس کی طرف سے جو حکمت والا علم والا ہے۔

یعنی اس کی کوئی بات علم و حکمت سے خالی نہیں اور قرآن کریم نجما نجما نازل کرنے والا وہی ہے۔

یہاں وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ میں لام تاکید لایا گیا تاکہ آئندہ بیان کے لئے تمہید ہوں۔ اور اس کی حکمت کا ثبوت قوہ نظریہ عملیہ سے ہونہ کہ احکام سے جس پر نجات کا مدار ہے۔

اس کے بعد اس امر کا ثبوت دیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کو گزشتہ واقعات کا علم بھی دیا گیا ہے جس کا تذکرہ آگے فرمایا گیا:

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنستُ نَارًا ④ سَاتِيكُمْ مِنْهَا خَبْرًا وَآتَيْكُمْ بِشَبَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ⑤۔

اور اے محبوب وہ واقعہ یاد کیجئے جب موسیٰ نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے ابھی تمہارے پاس اس کی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارہ اس میں سے تاکہ تم تاپو۔

اس مجمل قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے دس سال خدمت کے رہ کر اپنی بیوی کا مہر پورا کر چکے تو وہاں سے اپنی بیوی لے کر مصر جا رہے تھے سردی کا موسم تھا راستہ بھی بھول گئے کہ ایک طرف آگ کی روشنی نظر آئی تو بیوی سے فرمایا مجھے ایک طرف آگ نظر آرہی ہے میں وہاں سے تمہارے تاپنے کو آگ بھی لاتا ہوں تو وہاں سے اگر کوئی ہو تو راستہ بھی معلوم کروں گا۔

جب وہاں آئے تو دیکھا سرسبز شاداب ہرا بھرا درخت ہے اور نور سے بقعہ بنا ہوا ہے یہ درحقیقت آگ نہ تھی بلکہ تجلی حق تھی جسے آج کل کے جدید تعلیم یافتہ گیس کہتے ہیں۔ گیس وہ مادہ ہے جو رات میں چمکتا ہے اور اس قسم کا گیس فاسفورس سے گھاس میں بھی ہوتا ہے بعض جانوروں میں ہوتا ہے کرم شب تاب جسے جگنو بھی کہتے ہیں اس میں بھی ہوتا ہے۔ دریا کی مچھلیاں اکثر بلکہ بے شمار دیکھی گئیں کہ ان کے منہ سے وہ روشنی نکلتی ہے کہ سفر حجاز کے موقع پر مجھے شبہ ہوا کہ یہ نارچ سمندر میں کون لئے پھر رہا ہے لیکن جب مچھلی کے مقابل اور مچھلی آئی اور اس نے اپنے منہ کی روشنی سے دوسری مچھلی کو روشن کیا تو سمجھ میں آیا پھر جہاز کے کیپٹن نے بتایا کہ ایسی مچھلیاں سمندر میں لاکھوں ہیں جن کے منہ سے فاسفورس چمکتا ہے۔

چنانچہ مادہ پرست افراد یہاں بھی یہی تاویل رنگ دیکھ کر اپنی تسلی کر لیتے ہیں لیکن یہاں تو فقط روشنی ہی نہ تھی بلکہ اس کے



ساتھ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے گفتگو بھی ہوئی۔ ممکن ہے اس پر بھی کچھ ایچ تان کر کے کوئی تاویلی نیکر پہنادیں بہر حال قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے:

فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾ يُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٦﴾۔ تو جب موسیٰ اس روشنی کے پاس آئے تو آواز آئی کہ جو اس روشنی میں ہیں برکت والے ہیں اور جو اس کے گرداگرد ہیں وہ بھی مبارک ہیں اور پاکی ہے اللہ تعالیٰ کے وجہ منیر کو جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے اے موسیٰ میں اللہ زبردست اور حکمت والا ہوں۔

اور یہ آواز ایسی آواز تھی جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سمجھے اس کے لئے حروف و جہت اور تاخر و تقدم مقرر کرنا بھی بے معنی ہے۔

وہ ایک روحانی ندا تھی جو روح ہی سن سکتی اور سمجھ سکتی ہے جس کی حقیقت نہ ہم قلم سے لکھ سکتے ہیں نہ ہی زبان سے بیان کر سکتے ہیں گویا وہ کلام کرنے والا جیسا بے مثل ہے اس کا کلام بھی بے مثل تھا۔ پھر ارشاد ہوا:

وَأَلْقِ عَصَاكَ ﴿١٧﴾۔ موسیٰ اپنا عصا ڈال دو۔

اس کا دوسری جگہ کچھ تفصیلی بیان ہو چکا ہے: وَمَا تِلْكَ يَبِيئُكَ يُّوسَىٰ ﴿١٥﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنِيٍّ وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ﴿١٦﴾ قَالَ أَلْقِهَا يُّوسَىٰ ﴿١٧﴾ فَالْقَهَا فَإِذَا هِيَ حَبِيبَةٌ لِّسَعْيِ ﴿١٨﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ﴿١٩﴾ سَنُعِيدُهَا سِينِرَهَا لِأُولَىٰ ﴿٢٠﴾

یہاں صرف برسبیل تذکرہ فرما دیا کہ وَأَلْقِ عَصَاكَ۔ موسیٰ اپنا عصا ڈال دو۔ آپ نے جب ڈال دیا تو

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدَبِّرًا أَوْ لَمْ يُعْقِبْ۔ دیکھا تو وہ لہر لہر رہا ہے گویا کہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چلے اور پیچھے کی طرف نہ دیکھا۔ تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا:

يُّوسَىٰ لَا تَخَفْ ﴿٢٠﴾ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ﴿٢١﴾ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلْ حِسَابًا بَدَسُوءٍ فَانِي غَفُورًا ﴿٢٢﴾ سَحِيمٌ ﴿٢٣﴾۔ اے موسیٰ نہ خوف کرو میرے حضور میرے رسول ڈرا نہیں کرتے لیکن جس نے ظلم کیا ہو پھر برائی کے بعد اس نے اس کو نیکی سے بدل دیا ہو تو میں غفور رحیم ہوں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے ہاتھ سے جو قبلی مارا جا چکا تھا اگرچہ وہ منکر اسلام فرعونی جماعت کا ایک فرد تھا لیکن باوجود اس کے آپ اپنے منصب جلیل کے لحاظ سے اسے بھی گناہ محسوس فرما رہے تھے اس کی صفائی کے لئے فرمایا کہ آپ پر تو اس فعل کے ارتکاب سے گناہ کا الزام ہی نہیں لیکن اگر کوئی گناہ کے بعد نیکو کار ہو جائے تو ہم اس کے حق میں بھی غفور رحیم ہیں۔

عصا کا سانپ بن جانا یہ ایک معجزہ عطا فرما کر دوسرے معجزے کے لئے ارشاد ہوا:

وَأَدْخَلَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ﴿٢٤﴾ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ﴿٢٥﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾۔ اور داخل کیجئے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تو پھر نکالو تو وہ سفید نکلے گا بے عیب یہ ایک نشانی ہے منجملہ نو نشانیوں کے جو فرعون اور اس کی قوم کی طرف ہیں بے شک وہ قوم فاسقوں میں ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حسب الحکم ان میں تشریف لے گئے۔ معجزات دکھائے حتیٰ کہ دل میں تومان

گئے مگر اپنی سرکشی سے

5

قَالَ لِلْمَلَاحِظَةِ إِنَّ هَذَا السِّحْرُ عَلَيْنَا ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ ۚ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ -  
 کہنے لگا جس کی تفسیر اس سے پہلی سورۃ شعراء میں گزر گئی اس لئے یہاں تمثیلاً بیان فرما کر قصہ کو مختصر فرمایا گیا اور ارشاد ہوا:  
 فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَجَعَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا  
 فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ -

تو جب ان کے پاس وہ آئے آنکھیں کھول دینے والا نشان لے کر تو کہنے لگے یہ تو صاف جادو ہے اور سختی سے انکار کیا  
 حالانکہ دل میں مان چکے تھے تو دیکھو فساد یوں کا کیا انجام ہوا

### مختصر تفسیر اردو رکوع اول - سورۃ نمل - پ ۱۹

اس سورۃ مبارکہ کا نام درمنثور میں سورۃ سلیمان علیہ السلام بھی ہے۔

یہ سورۃ مکہ ہے جیسا کہ ابن عباس اور ابن زبیر علیہم رضوان سے مروی ہے۔

بعض اس طرف ہیں کہ اس کی بعض آیتیں مدنیہ ہیں۔

اور اس کی آیتوں میں سے ۹ آیت حجازی اور چار بصری و شامی اور تین کوئی گنائی ہیں۔

اس میں قصہ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے ساتھ قصہ لوط علیہ السلام کو بھی مفصل بیان کیا ہے اور یہ سب قصے  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طس۔ یہ فوآح کلام کے لئے مقطعات سے لایا گیا۔

اس کے تاویلی معنی ہو سکتے ہیں جیسا کہ ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ حقیقی معنی کے لئے مفسرین یہی فرماتے ہیں  
 کہ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ اللّٰهُ اور اس کا رسول ہی اس کی مراد جانتے ہیں یا وہ جانتے ہیں جن کی شان عَلَّمَ  
 الْقُرْآنَ نرمایا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ - یہ آیتیں قرآن اور روشن کتاب کی ہیں۔

اس میں اشارہ اس سورہ مبارکہ کی طرف ہے گویا فرمایا کہ یہ آیات قرآنی اس قرآن کریم سے ہیں جس کے کمالات وہ  
 ہیں جس کی نہایت نہیں۔

وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ - اور کتاب مبین فرما کر اس قرآن کریم کے ساتھ عطف فرمایا۔

هُدًى وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ - اس میں ہدایت اور مومنین کے لئے بشارت ہے۔

جیسے دوسری جگہ فرمایا: فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ - گویا فرمایا کہ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ  
 بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتْ لَهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ -

اور اس ہدایت و بشارت میں مومنین کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہی منتفع ہو سکتے ہیں اگرچہ ہدایت عام ہوتی ہے لیکن  
 مومنین کا ایمان میں خاص حصہ ہوتا ہے پھر ان کی صفت فرمائی:



الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۲﴾۔ وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین کریں۔

یہ صفت مومنین فرمائی گئی کہ وہ اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کے پابند ہوتے ہیں کہ یہ عمل صالح ہے کہ اس میں عبادتِ بدنیہ اور مالیہ دونوں ہیں اور یقین بالآخرت اس لئے کہ ایقان بالآخرت ہی مستلزم خوف ہے اگر آخرت پر ایمان نہ ہو تو خوف کس چیز کا تو عبادتِ بدنی کے ساتھ عبادتِ مالی اور ان کے ساتھ ایمان بالآخرت لازمی ہوا۔

گویا فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان بالآخرت کے ساتھ اعمالِ صالحہ اقامتِ صلوٰۃ و ایتاءِ زکوٰۃ بھی کرتے ہیں۔

اسی بنا پر اشارۃً یہ بھی مستفاد ہوا کہ إِنَّ الْمُؤْمِنَ الْعَاصِيَ لَمْ يُوَقِنْ بِالْآخِرَةِ حَقَّ الْإِيقَانِ۔

مومن عاصی آخرت پر پورا ایقان و ایمان نہیں رکھتا اگرچہ یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے لیکن بظاہر یہ امر قرین تسلیم ہے جس کی تائید آئندہ آیتوں سے ہوتی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْبَهُونَ ﴿۳﴾۔ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے کو تک انہیں پسندیدہ کر دیئے گئے ہیں اور وہ اسی وہمِ باطل میں متماد و متخیر ہیں۔

یہاں زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فرمایا گیا جس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم نے انہیں ان کے عمل ان کی نظروں میں چھپا دیئے ہیں کہ وہ اس بد عملی میں متماد و متخیر ہیں۔

لیکن دوسری آیات میں ارشاد ہے وَذَرَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ اور ذَرَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ اور ذَرَيْنَ لِلذَّيْنِ كَفَرُوا وَالْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور ذَرَيْنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور مومنین کے حق میں ارشاد ہوا حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَذَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ اور کافروں کے لئے زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فرمایا یہ باعتبار تخلیقِ ارشاد ہے اس لئے کہ خالقِ خیر و شر اللہ تعالیٰ ہی ہے تو جنہیں برائی چچی وہ بھی باعتبار تخلیق اور جنہیں نیکیاں پسند آئیں وہ بھی باعتبار تخلیق ہیں۔ اس کے بعد مشرکین کا اخروی مقام بیان فرمایا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخَسَرُونَ ﴿۴﴾۔

یہ کافروں ہیں جن کے لئے دنیا اور آخرت میں برا عذاب ہے اور آخرت میں وہ بڑے نقصان میں ہیں۔

دنیا میں تو یہ کہ وہ قتل کئے جائیں اور قید ہوں یا سکراتِ موت کی شدت میں مبتلا ہوں اور آخرت میں خسربا میں اعتبار کہ مِنْ حَيْثُ إِنَّ عَذَابَهُمْ فِي الْآخِرَةِ غَيْرُ مُنْقَطِعٍ أَصْلًا وَ عَذَابَهُمْ فِي الدُّنْيَا مُنْقَطِعٌ عَذَابِ آخِرَتِ كَبْهَى مُنْقَطِعٍ نہ ہوگا یہ بڑا خسراں ہے اور عذابِ دنیا منقطع ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے۔ قرآن کریم کا قطعی یقینی من جانب اللہ عزوجل ہونے پر ارشاد ہے:

وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿۵﴾۔ اور بے شک اے محبوب آپ کو قرآن عطا کیا گیا حکیم و علیم کے

پاس سے۔

حَيْثُ قَالَ وَ إِنَّكَ لَتُعْطَى الْقُرْآنَ۔ اور یہ بذریعہ روح الامین نازل کیا گیا۔ اس کے بعد اجمالاً قصہ موسیٰ علیہ

السلام کی طرف توجہ فرما کر بتایا کہ ان پر بھی ہماری وحی اور معجزات نازل ہوئے۔



إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنستُ نَارًا۔ یاد فرمائیے جبکہ کہا موسیٰ نے اپنی بیوی سے میں نے آگ دیکھی ہے۔  
 آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خُوْطِبَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَمَرَ بِتِلَاوَةِ بَعْضِ مِنَ الْقُرْآنِ  
 الَّذِي تَلَقَّاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا اور تلاوت قرآن  
 کریم کا حکم دیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا اور فرمایا: اذْكُرْ وَقْتَ قَوْلِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَهْلِهِ ياد کیجئے اس  
 وقت کو جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو کہا:  
 إِنِّي آنستُ نَارًا۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا جو آپ جانتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم نے کیا کیا۔  
 سَاتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبْرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ①۔

ابھی لاتا ہوں وہاں سے کوئی خبر یا لاتا ہوں تمہارے لئے چنگاری چمکتی۔ تاکہ تم تپ سکو۔ اس پر واقعہ یہ بیان ہے:  
 كَانَ فِيْ اَثْنَاءِ سَيْرِهِ خَارِجًا مِنْ مَدِيْنَةِ عِنْدَ وَادِي طُوًى وَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ حَادَ عَنِ الطَّرِيْقِ  
 فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ مُظْلِمَةٍ فَقَدَحَ فَاَصْلًا زَنْدَهُ فَبَدَأَ لَهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا وَ الْمُرَادُ بِالْخَبْرِ الَّذِي يَأْتِيهِمْ  
 بِهِ مِنْ جِهَةِ النَّارِ الْخَبْرُ عَنْ حَالِ الطَّرِيْقِ لِأَنَّ مَنْ يَذْهَبُ بِضَوْءِ نَارٍ عَلَى الطَّرِيْقِ يَكُونُ كَذَلِكَ۔  
 آپ جب مدین سے بہ اجازت شعیب علیہ السلام نکلے تو وادی طویٰ میں آگئے اور آپ اندھیری رات میں راستہ بھول  
 گئے سرد رات تھی سخت اندھیری تھی تو آپ نے ادھر نظر دوڑائی تو طور کی طرف آگ نظر آئی۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ سَاتِيكُمْ  
 مِنْهَا بِخَبْرٍ اس بنا پر تھا کہ اندھیری رات میں جب کہیں روشنی نظر آجائے تو اس کے ذریعہ راستہ کا حال معلوم کر لیا کرتے  
 ہیں۔ تو آپ نے بیوی کے توحش اور پریشانی کے دور کرنے کے لئے فرمایا:

أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ۔ اگر خبر نہ ملی اور راستہ کا پتہ نہ چلا تو تمہارے لئے چنگاری لے آؤں گا۔

اس لئے کہ یہ واقعہ چلتے ہوئے ہوا وَقَدْ ضَلَّ عَنِ الطَّرِيْقِ فَمَقْصُودُهُ أَنْ يَجِدَ أَحَدًا يَهْدِي إِلَى الطَّرِيْقِ  
 فَيَسْتَمِرُّ فِي سَفَرِهِ۔ اور آپ راستہ بھول گئے تھے تو مقصود بیان یہ تھا کہ اگر کوئی آدمی مل گیا تو راستہ بتا دے گا اور آپ سفر  
 کرتے رہیں گے۔

فَإِنْ لَمْ يَجِدْ يَقْتَبِسِ النَّارَ وَ يُوقِدُهَا وَ يَدْفَعُ ضَرَرًا لِبُرْدِ فِي الْإِقَامَةِ۔ اور اگر کوئی آدمی نہ ملا تو کم از کم  
 وہاں سے آگ کا انکارا لگا کر یہاں آگ سلگالیں گے جس سے سردی کی تکلیف رفع ہو سکے گی۔

قَدْ وَرَدَ فِي الْقِصَّةِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ قَدْ وُلِدَ لَهُ عِنْدَ الطُّورِ ابْنٌ فِي لَيْلَةٍ شَاتِيَةٍ وَ ظُلْمَةٍ  
 مُثَلَّجَةٍ وَ قَدْ ضَلَّ الطَّرِيْقَ وَ انْفَرَقَتْ مَا شِئْتَهُ فَرَأَى النَّارَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ مَا قَالَ۔

اور اس قصہ میں یہ بھی واقعہ ہوا کہ آپ کے صاحبزادے طور کے پاس متولد ہو گئے اور رات سخت سرد اور اندھیری تھی  
 جس پر برف پڑ رہی تھی اور راستہ بھی بھلا چکے تھے اور راہ چلنے والوں سے علیحدہ بھی ہو چکے تھے آپ نے آگ روشن دیکھی تو  
 اپنی بیوی کو فرمایا جو فرمایا۔

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ①۔ اَي رَجَاءً أَوْ لِأَجْلِ أَنْ تَسْتَدْفِنُوا بِهَا۔ اور صَلْوَةٌ بِالْكَسْرِ أَوْ بِالْفَتْحِ الدُّنُو

مِنَ النَّارِ لِتَسْحِيْنِ الْبَدَنِ - صلوة عربی میں آگ کے قریب ہونے کو کہتے ہیں۔ بدن گرم کرنے کو۔ پھر کیا ہوا اسے فرماتے ہیں:

فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ① -

تو جب آئے موسیٰ اس آگ پر تو آواز دی گئی اے موسیٰ (علیہ السلام) برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے یعنی فرشتے اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا۔

يَوْمَ لِي إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ② - اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا اور حکمت والا پھر حکم

ہوا۔

وَأَلْقِ عَصَاكَ - اور اپنا عصا ڈال دے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم الہی عصا ڈال دیا اور پھر اس کو دیکھا۔

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ - تو اسے دیکھا ہر اتا ہوا گویا سانپ ہے۔

وَأُولَىٰ مُدْبِرٍ أَوْلَمَ يَعْقِبُ - پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا تو باری تعالیٰ سے حکم ہوا:

يَوْمَ لِي لَا تَخَفْ ③ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّْ الْمُرْسَلُونَ ④ - اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک میرے حضور رسولوں کو ڈر

نہیں ہوتا۔ یعنی جب میں امن دے چکا تو پھر سانپ کا یا اور کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلْ حِسَابًا بَدَسُوءًا فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑤ - ہاں جو کوئی زیادتی کرے اس کو ڈر ہوگا اور وہ بھی

جب توبہ کرے اور اپنی برائی بھلائی سے بدل لے تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور توبہ قبول فرما کر بخش دیتا ہوں۔

اس کے متعلق متعدد قول ہیں:

۱- إِلَّا مَنْ ظَلَمَ - میں استثناء منقطع ہے چنانچہ فراء اور زجاج رحمہما اللہ کہتے ہیں: إِنَّ الْمُرَادَ بِمَنْ ظَلَمَ مَنْ أَظْلَمَ

مِنْ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ - اس جگہ مَنْ ظَلَمَ سے مراد غیر انبیاء علیہم السلام ہیں۔

۲- قَالَ صَاحِبُ الْمَطْلَعِ وَالْمَعْنَى عَلَيْهِ لَكِنْ مَنْ أَظْلَمَ مِنْ سَائِرِ الْعَصَاةِ ثُمَّ تَابَ فَإِنِّي غَفِرُ لَهُ - جو بھی

بندوں میں سے ظلم یا گناہ کرے پھر توبہ کر لے تو میں معاف کر دیتا ہوں۔

۳- اور ایک جماعت اس طرف ہے: إِنَّ الْمُرَادَ بِهِ مَنْ فَرَطَتْ مِنْهُ صَغِيرَةٌ مَّا وَصَدَرَ مِنْهُ خِلَافٌ الْأُولَى

بِالنِّسْبَةِ إِلَى شَأْنِهِ مِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ - اس سے یہ مراد لینا کہ کسی صغیرہ کا ارتکاب ہو گیا ہو کسی نبی

سے یہ خلاف اولیٰ ہے شان نبوت کی طرف ایسی بات منسوب کرنا۔

۴- چوتھا قول یہ ہے: مَا يَخْتَلِجُ فِي الصُّدْرِ مِنْ نَفْيِ الْخَوْفِ عَنْ كَلِمَتِهِمْ وَ فِيهِمْ مَنْ صَدَرَ فِيهِ ذَلِكَ وَ

الْمَعْنَى عَلَيْهِ لَكِنْ مَنْ صَدَرَ مِنْهُ مِنْهُمْ مَّا هُوَ فِي صُورَةِ الظُّلْمِ ثُمَّ تَابَ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ فَلَا

يَنْبَغِي أَنْ يَخَافَ - دل میں کوئی ایسا وسوسہ آیا اس کے خائف ہونے کی نفی کی گئی تو معنی یہ ہوئے کہ اگر دل میں سے

ایسی بات کا صدور ہو جو مرتبہ نبوت کے اعتبار سے انصاف و عدل نہ ہو اور اس سے وہ اپنے مرتبہ کے موافق توبہ کرے تو

میں غفور رحیم ہوں۔ اور ایسا تو سوس بھی اگر ہوا ہو تو قبل نبوت ہی ہوگا وَ خَصَّ بَعْضُهُمْ بِمَنْ صَدَرَ مِنْهُ شَيْءٌ

مِنْ ذَلِكَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ -

۵- ایک قول یہ ہے کہ یہ تعریضاً فرمایا گیا جو موسیٰ علیہ السلام سے ایک قبلی کے طمانچہ مار دینے کا واقعہ ہو گیا تھا جسے آپ اپنے خیال میں بالنسبۃ الی المرتبہ گناہ تصور فرما رہے تھے اور استغفار کر رہے تھے اور آپ نے ظَلَمْتُ نَفْسِي فرمایا تھا اس سے مطمئن کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اول تو آپ نے اسے بارادہ قتل طمانچہ نہیں مارا۔ دوسرے ایسے حال میں مارا کہ آپ کو اپنی قوت کا علم نہ تھا۔ تیسرے ایک فرعونی سرکش کو مارا تھا تو یہ گناہ کسی طرح نہ تھا مگر باوجود اس کے آپ اسے بھی اپنے مرتبہ عصمت کے خلاف تصور فرما رہے تھے تو گویا آپ کو ارشاد ہوا: **إِلَّا مَنْ فَرَطْتُ مِنْهُ صَغِيرَةٌ فَإِنَّهُ يَخَافُ فَمَنْ فَرَطَ ثُمَّ تَابَ غُفِرَ لَهُ فَلَا يَخَافُ**۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ انبیاء کرام سے قبل اعلان نبوت اور بعد اعلان نبوت قصداً صغیرہ کبیرہ گناہ کسی قسم کا ارتکاب نہیں ہو سکتا۔ آگے ارشاد ہے:

**وَأَدْخَلَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۗ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝** اور ڈالو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکلے گا سفید چمکتا بغیر کسی تکلیف کے۔

فِي جَيْبِكَ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنِّي جَيْبٍ فَمِنْصِكَ وَهُوَ مَدْخَلُ الرَّأْسِ مِنْهُ الْمَفْتُوحُ إِلَى الصُّدْرِ۔ قمیص کا گریبان جس سے سر داخل کرتے ہیں جو سینہ تک کھلا ہوتا ہے لَا مَا يُوضَعُ فِيهِ الدَّرَاهِمُ۔ زکوہ جیب جس میں روپیہ پیسہ رکھا جاتا ہے۔

وَلَمْ يَقُلْ سُبْحَنَهُ فِي كُمِّكَ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا بَسًا إِذْ ذَاكَ دِرْعَةٌ مِّنْ صُوفٍ لَا كُمَّ لَهَا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اپنا ہاتھ اپنی آستین میں ڈالو اس لئے کہ آپ اس وقت پشمینہ کی چادر پہنے ہوئے تھے اس میں آستین نہیں ہوتی۔

اور ایک قول میں ہے جسے سدی رحمہ اللہ نے کہا: فِي جَيْبِكَ أَيُّ تَحْتَ إِبْطِكَ۔ جیب سے مراد بغل میں ہاتھ داخل کرنا ہے۔

تَخْرُجُ بَيْضَاءَ۔ نکلے گا سفید چمکتا ہوا۔ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ۔ بغیر کسی تکلیف کے فِي تِسْعِ آيَاتٍ۔ نو معجزوں میں۔ اور وہ نو معجزے یہ ہیں: فلق بجر، طوفان، جراد، قمل، صفادع، دم، طمس (یعنی صورت مسخ ہو جانا)، عصا، يد بیضا۔

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۗ۔ فرعون کی طرف اور اس کی قوم کے لئے۔  
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝۔ بے شک وہ قوم فاسق تھی۔

وَالْمُرَادُ بِالْفِسْقِ أَمَّا الْخُرُوجُ عَمَّا الزَّمَهُمْ وَأَمَّا الْخُرُوجُ عَمَّا الزَّمَهُ الْعَقْلَ وَاقْتِضَاءُ الْفِطْرَةِ۔ فسق سے مراد یا تو خروج ہے ان احکام سے جو ان پر لازم کئے گئے تو گویا بے حکمی جماعت یا عقل و فطرت جو ان پر لازم کر رہی تھی اس سے خارج ہونا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مَبْصُرًا ۖ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۔ توجہ آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں آنکھیں کھول دینے والی بولے یہ تو کھلا جادو ہے۔ (تو معجزہ کو جادو کہہ دیا)

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝۔



اور انکار کیا اس سے اور ان کے دلوں میں اس کا یقین تھا اور وہ جانتے تھے کہ بے شک یہ نشانیاں اللہ کی طرف سے ہیں لیکن باوجود اس کے اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے از روئے ظلم اور تکبر کے تو دیکھو کیسا انجام ہوا فساد یوں کا۔ (کہ غرق سے ہلاک ہوئے) اور انواع و اقسام کے عذابوں میں مبتلا کئے گئے۔

### بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

اور بے شک دیا ہم نے سلیمان کو بڑا علم اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی

اور جانشین ہوئے، سلیمان داؤد کے اور کہا اے لوگو ہمیں سکھائی گئی پرندوں کی بولی اور ہر چیز میں سے ہمیں عطا ہوا بے شک یہی ہے اس کا بڑا فضل

اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ رو کے جاتے تھے

حتیٰ کہ جب گئے چیونٹیوں کے نالہ پر ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے بلوں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالے سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں

تو متبسم ہوا ہنسنے والا اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے والدین پر اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جو تیری رضا کا موجب ہوں اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر

اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں

میں ضرور اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے

تو ہد ہد کو زیادہ دیر نہ لگی اور آ کر بولا میں وہ بات لایا ہوں سب سے ایک یقینی خبر

میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز سے ملا ہے اور اس کا تخت بہت بڑا ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ⑩

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنَظِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۗ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ⑪

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ⑫

حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّبْلِ ۙ قَالَتْ نَبَلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ ۗ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ ۗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑬

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ⑭

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۗ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ⑮

لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لِيَأْتِنِي بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ⑯

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطَّتْ بِهَا لَمْ تَحْطِ بِهِ وَجَنَّتْكَ مِنْ سَيِّئَاتِنَا يَاقِينُ ⑰

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَبْلُغُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ⑱

وَجَدُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ  
اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْبَادَهُمْ فَصَدَّاهُمْ عَنِ  
السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢١﴾

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبَاءَ فِي  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا  
تُعْتَنُونَ ﴿٢٢﴾

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٢٣﴾  
قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ  
الْكَاذِبِينَ ﴿٢٤﴾

إِذْ هَبُّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَذَا فَاتَّخَذُوا إِلَهُهُمْ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُمْ  
فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٥﴾  
قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنَّي أَخِفُّ إِلَيْكَ كِتَابٌ  
كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ ﴿٢٧﴾

أَلَّا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٢٨﴾

میں نے اسے پایا اور اس کی قوم کو کہ اللہ کے سوا سورج کو  
سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کا یہ عمل ان کی نظر میں  
بچا دیا اور انہیں سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے  
اور کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی  
چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو  
اور ظاہر کرتے ہو

اللہ ہے نہیں کوئی معبود اس کے سوا وہ رب عرش عظیم ہے  
سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا تو  
جھوٹا ہے

لے جا یہ میرا نامہ اور ڈال اس پر پھر الگ ہو کر دیکھ کہ وہ  
کیا جواب دیتے ہیں

بولی شہزادی اے میرے سردار بے شک میری طرف  
ڈالا گیا ایک عزت والا خط

کہ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے  
نام سے جو مہربان رحم والا ہے

کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن جھکا کر میرے حضور  
حاضر آؤ

### حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

و۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	و۔ اور	دَاوُدَ۔ داؤد	اتَّبَعْنَا۔ دیا ہم نے	و۔ اور	قَالَ۔ کہا
و۔ اور	سُلَيْمَانَ۔ سلیمان کو	و۔ اور	و۔ اور	عِلْمًا۔ علم	و۔ اور	و۔ اور
قَالَ۔ کہا دونوں نے	الْحَمْدُ۔ سب تعریفیں	و۔ اور	الَّذِي۔ جس نے	لِلَّهِ۔ اللہ کو ہیں	و۔ اور	و۔ اور
فَصَلَّيْنَا۔ بزرگی دی ہم کو	عَلَى۔ اوپر	و۔ اور	مِّنْ عِبَادِهِ۔ اپنے بندوں	كَثِيرٍ۔ بہت سے	و۔ اور	و۔ اور
الْمُؤْمِنِينَ۔ مومنوں پر	و۔ اور	و۔ اور	سُلَيْمَانَ۔ سلیمان	وَرِثًا۔ وارث ہوا	و۔ اور	و۔ اور
دَاوُدَ۔ داؤد کا	و۔ اور	و۔ اور	يَا أَيُّهَا۔ اے	قَالَ۔ کہا	و۔ اور	و۔ اور
النَّاسِ۔ لوگو	عَلَّمْنَا۔ ہم سکھائے گئے	و۔ اور	الطَّيْرِ۔ پرندوں کی	مَنْطِقًا۔ بولی	و۔ اور	و۔ اور
و۔ اور	أَوْتَيْنَا۔ دیئے گئے ہم	و۔ اور	شَيْءًا۔ چیز	مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک	و۔ اور	و۔ اور
إِنَّ۔ بے شک	هَذَا۔ یہ	و۔ اور	الْفَصْلِ۔ بزرگی	لَهُوَ۔ وہ ہے	و۔ اور	و۔ اور
الْمُبِينُ۔ ظاہر	و۔ اور	و۔ اور	لِسُلَيْمَانَ۔ سلیمان کے لئے	حُسْرًا۔ اکٹھا کیا گیا	و۔ اور	و۔ اور

جُوْدُكَ - اس کا لشکر	وَالْجِنِّ - جنوں	وَأُور	الْإِنْسِ - انسانوں
وَأُور	الطَّيْرِ - پرندوں سے	فَهُمْ - تو وہ	يُوزَعُونَ - روکے جاتے تھے
حَتَّى - یہاں تک کہ	إِذَا - جب	آتُوا - آئے	عَلَى - اوپر
وَادِي - وادی	النَّهْلِ - چیونٹیوں کے	قَالَتْ - بولی	نَمْلَةً - ایک چیونٹی
يَأْتِيهَا - اے	النَّهْلِ - چیونٹیوں	أَدْخُلُوا - داخل ہو جاؤ	مَسْكِنَكُمْ - اپنے بلوں میں
لَا - نہ	يَحْطِمَنَّكُمْ - روندے تم کو	سُلَيْمَانَ - سلیمان	وَأُور
جُوْدُكَ - اس کا لشکر	وَأُور	هُمْ - وہ	لَا - نہ
يَشْعُرُونَ - جانتے ہوں	فَتَبَسَّمَ - تو تبسم کیا	صَاحِجًا - ہنستے ہوئے	مِنْ قَوْلِهَا - اس کی بات سے
وَأُور	قَالَ - کہا	رَبِّ - اے میرے رب	أَوْزَعْنِي - مجھے توفیق دے
أَنْ - یہ کہ	أَشْكُرَ - میں شکر کروں	نِعْمَتِكَ - تیری نعمت کا	الَّتِي - وہ جو
أَنْعَمْتَ - تو نے انعام کیا	عَلَى - مجھ پر	وَأُور	عَلَى - اوپر
وَالِدِي - میرے ماں باپ کے	وَأُور	أَنْ - یہ کہ	أَعْمَلُ - میں کام کروں
صَالِحًا - نیک	تَرْضَاهُ - جسے تو پسند کرے	وَأُور	أَدْخِلْنِي - داخل کر مجھے
بِرَحْمَتِكَ - اپنی رحمت سے	فِي - بیچ	عِبَادِكَ - اپنے بندوں	الصَّالِحِينَ - نیکوں کے
وَأُور	تَفَقَّدَ - جائزہ لیا	الطَّيْرِ - پرندوں کا	فَقَالَ - تو کہا
مَا - کیا ہے	لِي - مجھے کہ	لَا - نہیں	أَرَى - دیکھتا میں
الْهُدُودَ - ہدہد کو	أَمْرًا - یا	كَانَ - ہے وہ	مِنَ الْغَائِبِينَ - غیر حاضروں
میں سے	لَأَعْدِبَنَّهُ - ضرور سزا دوں گا میں اسے	عَذَابًا - سزا	عَذَابًا - سزا
شَدِيدًا - سخت	أَوْ - یا	لَأَذْبَحَنَّهُ - ذبح کر دوں گا میں اسے	لَأَذْبَحَنَّهُ - ذبح کر دوں گا میں اسے
أَوْ - یا	لِيَأْتِيَنِي - وہ لائے گا میرے پاس	بِسُلْطَانٍ - کوئی دلیل	بِسُلْطَانٍ - کوئی دلیل
مُبِينٍ - روشن	فَمَكَثَ - تو ٹھہرا وہ	غَيْرَ بَعِيدٍ - تھوڑا سا	غَيْرَ بَعِيدٍ - تھوڑا سا
فَقَالَ - تو کہا	أَحْطْتُ - میں نے معلوم کیا	بِهَا - وہ جو	لَمْ تُحِطْ - نہ جانا آپ نے
بِهِ - اس کو	وَأُور	حِجَّتِكَ - لایا میں آپ کے پاس	مِنْ سَبِيلٍ - سب سے
بِنَبِيٍّ - خبر	يَقِينٍ - یقینی	إِنِّي - بے شک میں نے	وَجَدْتُ - دیکھی
أَمْرًا - ایک عورت	تَمَلَّكُهُمْ - جو ان پر حکومت کرتی ہے	وَأُور	وَأُور
أَوْ تَيْتٌ - دی گئی ہے	مِنْ كَلِّ - ہر ایک	شَيْءٍ - چیز	وَأُور
لَهَا - اس کا	عَرْشٌ - تخت ہے	عَظِيمٌ - بہت بڑا	وَجَدْتُهَا - میں نے پایا
اس کو	وَأُور	قَوْمَهَا - اس کی قوم کو	يَسْجُدُونَ - سجدہ کرتے ہیں



و۔ اور	اللہ۔ اللہ کے	مِنْ دُونِ۔ سوائے	لِلشَّمْسِ۔ سورج کو
أَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عملوں کو	الشَّيْطَانِ۔ شیطان نے	لَهُمْ۔ ان کے لئے	زَيْنٍ۔ خوشنما بنایا
فَهُمْ۔ تو وہ	عَنِ السَّبِيلِ۔ راہ سے		فَصَدَّاهُمْ۔ تو روک دیا اس نے ان کو
يَسْجُدُوا۔ سجدہ کرتے	أَلَا۔ کیوں نہیں	يَهْتَدُونَ۔ راہ پاتے	لَا۔ نہیں
الْحَبَاءِ۔ پوشیدہ چیزوں کو	يُخْرِجُ۔ نکالتا ہے	الَّذِي۔ جو	بِاللَّهِ۔ اللہ کو
الْأَرْضِ۔ زمین کے	و۔ اور	السَّمَاوَاتِ۔ آسمانوں	فِي۔ سچ
تُخْفُونَ۔ تم چھپاتے ہو	مَا۔ جو	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	و۔ اور
اللَّهُ۔ اللہ ہے	تُعْلِنُونَ۔ ظاہر کرتے ہو	مَا۔ جو	و۔ اور
هُوَ۔ وہی	إِلَّا۔ مگر	إِلَهَ۔ کوئی معبود	لَا۔ نہیں
قَالَ۔ فرمایا	الْعَظِيمِ۔ بڑے کا	الْعَرْشِ۔ عرش	رَبُّ۔ رب ہے
صَدَقْتَ۔ تو نے سچ کہا	آ۔ کیا		سَنَنْظُرُ۔ ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ
مِنَ الْكٰذِبِينَ۔ جھوٹوں میں سے	هٰذَا۔ یہ	كُنْتَ۔ ہے تو	أَمْ۔ یا
قَالَتْ۔ تو ڈال اس کو	تَوَلَّى۔ الگ ہو	بِكَيْفِيٍّ۔ میرا خط	إِذْ هَبَّ۔ لے جا
عَنْهُمْ۔ ان سے	يَرْجِعُونَ۔ جواب دیتے ہیں	ثُمَّ۔ پھر	إِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف
قَالَتْ۔ بولی	إِنِّي۔ بے شک	مَاذَا۔ کیا	فَانظُرْ۔ تو دیکھ
الْقِيَّ۔ ڈالا گیا ہے	كَرِيمٍ۔ عزت والا	الْمَلَكُؤا۔ سردارو	يَأْتِيهَا۔ اے
إِنَّهُ۔ بے شک وہ	و۔ اور	كِتَابٍ۔ ایک خط	إِلَى۔ میری طرف
إِنَّهُ۔ بے شک وہ	الرَّحْمٰنِ۔ مہربان	مِنْ سُلَيْمٰنَ۔ سلیمان کی طرف سے ہے	مِنْ سُلَيْمٰنَ۔ سلیمان کی طرف سے ہے
الرَّحِيمِ۔ رحم والے کے ہے	عَلَى۔ مجھ پر	اللَّهُ۔ اللہ	بِسْمِ۔ ساتھ نام
و۔ اور		تَعَلُّوْا۔ سرکشی کرو	أَلَا۔ یہ کہ نہ
		مُسْلِبِينَ۔ فرمانبردار ہو کر	أَتُونِي۔ آ جاؤ میرے پاس

### خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۱۹

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۵﴾  
اور بے شک دیا ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم اور دونوں نے کہا سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں فضیلت عطا کی بہت سے نیک ایمان والے بندوں پر۔

یہ اس سورۃ مبارکہ میں دوسرا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا فرمایا گیا۔

قرآن کریم میں یہ قصہ اتنی وضاحت سے بیان ہوا کہ یہود و نصاریٰ کو ان کی کتابوں سے معلوم نہ تھا اس علیم و حکیم نے اس قصہ کی ابتداء فرمائی اور ان الفاظ میں شروع کیا کہ ہم نے داؤد و سلیمان علیہما السلام کو علم دیا اور آپ کا علم اور آپ کی دانش مندی

ضرب المثل ہے آپ نے اس کے شکر یہ میں الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ فرمایا۔  
یہاں تک تو بیان میں اجمال تھا اس کے بعد تفصیل شروع فرمائی۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوُدَ۔ اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے۔  
اس وراثت میں مفسرین کے چند اقوال ہیں:

ایک جماعت تو اس طرف ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ یعنی وارث ہوئے کہ جو علم و دانش حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوا وہ جو نبوت آپ کو ملی وہی سب کچھ سلیمان علیہ السلام کو ملا۔  
لیکن یہ حقیقت ہے کہ علم و دانش، نبوت یہ ورثہ نہیں ہو سکتے بلکہ مبداء فیاض سے ان کا افاضہ ہوتا ہے بنا بریں اسے ورثہ کہنا باپ معنی صحیح ہو سکتا ہے جیسے باپ کے کمالات اگر بیٹے میں ہوں تو بول دیتے ہیں کہ باپ دادا کا ورثہ ہے جو انہیں بھی ملا ورنہ یہ وہ ورثہ نہیں جو شرعی اصطلاح میں متروکہ اب سے ملتا ہے۔  
یہی قول جمہور کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔

ایک جماعت اس طرف ہے کہ ورثہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک و سلطنت کا ورثہ ملا مگر فیہ مَا فِيهِ وَلَا يَخْفَىٰ عَلَى الْفَقِيهِ۔

پھر ارباب سیر نے اس میں بہت کچھ رنگ آمیزی کی جسے ہم تفسیر سے متعلق نہیں سمجھتے۔  
وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مَن كُلِّ شَيْءٍ ۗ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝۱۱۔  
اور فرمایا لوگو ہم سکھائے گئے ہیں پرندوں کی بولیاں اور دیئے گئے ہیں ہر شے میں سے بے شک یہ فضل ہے روشن۔  
اس کی تفصیل آئندہ آیتوں میں فرمائی جاتی ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُودٌ كَا مِنْ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝۱۲۔  
اور جمع کیا گیا سلیمان کے لئے اس کا لشکر جن و انس اور طیور سے تو وہ سب صف بستہ حاضر تھے۔  
یعنی حکومت سلیمانی میں تین طرح کے لشکر تھے ایک جنوں کا دوسرا آدمیوں کا تیسرا پرندوں کا۔ جو تخت سلیمانی پر سایہ کرتا تھا ان کا سب کا جائزہ لینے کے لئے یہ سب محشور یعنی جمع کئے گئے۔

حَتَّىٰ إِذَا آتَوٰهُمُ الْبَلَّ إِذْ خَلُّوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحِطُّ بِكُمْ سُلَيْمٰنٌ وَجُنُودُهُ ۗ  
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۳۔ حتیٰ کہ جب وہ لشکر چیونٹیوں کے نالے میں آیا بولی ایک چیونٹی اے چیونٹی اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں تمہیں روند نہ ڈالے سلیمانی لشکر اور اسے علم بھی نہ ہو۔

یہ ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ ایک بار آپ کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گزرا جہاں چیونٹیوں کے بکثرت بل تھے اور وہ زمین پر پھر رہی تھیں تو ان میں سے ایک چیونٹی نے کہا کہ تم سب اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں بے خبری میں ان کے پاؤں کے روندن میں تم نہ روندی جاؤ۔

یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کو مسوع ہو گئی اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے علوم عطا فرمائے تھے۔  
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا۔ تو آپ متبسم ہوئے اس کی اس بات پر۔

یہ تبسم اس پر تھا کہ چیونٹی یہ سمجھ رہی تھی کہ اس کی بات کو کوئی نہ سن سکے گا۔

دوسرے اس پر کہ اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے کیا کیا علوم عطا فرمائے۔

تیسرے یہ تبسم اس مسرت پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا بلند فرمایا کہ چیونٹی کی بات سے بھی میں خبردار ہو جاتا ہوں۔ اور

آپ نے ان نعمتوں، رحمتوں اور عنایتوں پر بارگاہِ رحمت میں عرض کیا:

وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١١﴾

”اور کہا اے میرے رب مجھے پابند کر دے اس پر کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں جو نعمتیں تو نے مجھ پر اور والدین کو عطا کیں اور ایسے نیک عمل کرتا رہوں جسے تو پسند کرے اور راضی ہو اور مجھے داخل کر اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں۔“  
گویا اس تذکرے سے اس امر کا اظہار فرمایا کہ منعم کا شکر منعم علیہ کو کرنا چاہئے اور یہ سنت انبیاء کرام ہے۔

اسی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال ہوا کہ حضور! صلی اللہ علیک وسلم معصوم و مغفور ہیں پھر عبادات و نوافل میں اتنی محنت کیوں فرماتے ہیں تو فرمایا أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟  
اور اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو انسان کے احسان کا شکر گزار ہونے کی تعلیم دی اور فرمایا: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ جو آدمی آدمی کا شکر گزار اور احسان مند نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہ ہوگا۔ اس کے بعد اصلی قصہ شروع فرمایا:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدُودَ ۗ أَمْ كَانَ مِنَ الْعَائِبِينَ ﴿١٢﴾ لَا عَذِيبَةَ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ  
لَا أَذِيبُهَا ۗ أَوْلِيَا تِيَّتِي بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ﴿١٣﴾

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو فرمایا کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غائب اور غیر حاضر ہے (اگر وہ نہیں ہے تو) میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے پاس غیر حاضری کی کوئی نہایت روشن وجہ بیان کرے۔

یعنی آپ کے لشکر میں پرند بھی تھے ان کے تفقد و تتبع میں آپ کو معلوم ہوا کہ ہد ہد آج غائب ہے تو آپ نے فرمایا وہ یا تو معقول غدر پیش کرے ورنہ میں اسے سزا دوں گا بلکہ ذبح ہی کر ڈالوں گا۔ یعنی سزائے موت دوں گا۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطَّتْ بِهَا لَمْ تَحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بَنِي يَاقِينٍ ﴿١٤﴾ إِنِّي وَجَدْتُ أَمْرًا آتًا  
تَبْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ  
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَلَا يَسْجُدُونَ لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٧﴾ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٨﴾

فَمَكَثَ تو ٹھہرے بہت کم غیر بے حد یعنی لمبا وقت نہیں۔ یعنی تھوڑی دیر میں ہد ہد حاضر ہو گیا اور اس نے عرض کیا میں وہ معلومات لے کر آیا ہوں جو حضور کو اس سے پہلے نہیں تھیں اور ملک سب سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ یعنی وہاں میں نے ایک عورت پائی جو سب پر حکمران ہے اور اسے ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں اور اس کا تخت تو بہت ہی بڑا ہے۔ میں نے



اس عورت کو اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتی ہے اور شیطان نے ان کے دل میں اسی عبادت کو چا دیا ہے اور سیدھے راستہ سے ان کو روک رکھا ہے تو وہ راہ نہیں پاتے اور اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ وہ اللہ کو سجدہ کیوں نہ کریں کہ جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کا آشکارا فرمانے والا ہے۔ اور ظاہر اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

ہد ہد نے آ کر ملک سبا کی ملکہ بلقیس کا حال بیان کیا کہ اس کے پاس تمام ساز و سامان سلطنت ہے اور تخت تو اس کا نہایت ہی شاندار ہے جس پر وہ جلوس کرتی ہے اور اس میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ آفتاب کی پوجا کرتی ہے اور اس کی رعایا بھی اسی شرک میں مبتلا ہے۔

اس لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم صابی تھی یا اسی قسم کا مروجہ مذہب تھا جو شیطانی مذہب تھا اسی لئے وَذَیِّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ کہا کہ ان کے اعمال خبیثہ شیطان نے ان کے دل میں چا دیئے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جب آسمانوں کے چھپے ہوئے ستارے اور آفتاب و ماہتاب چھپ جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ دیکھ کر بھی انہیں کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا چاہئے۔

اور وہی قادر مطلق ہے کہ زمین کی چھپی ہوئی چیزیں انواع و اقسام کی جڑی بوٹیاں اور چنا، گندم، جوار، باجرہ، موٹھ، مٹر وغیرہ وغیرہ ظاہر فرماتا ہے اس میں ہد ہد نے اپنی خوراک کی بھی وضاحت کر دی۔ اور

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۲۱﴾ - کہہ کر وجود الہی پر دلائل بیان کئے۔

### ملک سبا کی حقیقت از تاریخ ابوالفداء عن ابی سعید المخرابی

سبایئجب کا بیٹا تھا اور وہ یعر ب کا اور وہ قحطان کا بیٹا تھا اور قحطان تمام قبائل یمن کا باپ تھا۔ سبا کی بہت سی اولاد تھی اسی کے نام سے یمن میں ایک شہر سبا آباد ہوا جو صنعاء سے تین دن کے فاصلے پر ہے۔

بلقیس الہبہ باد کی بیٹی تھی اور الہبہ باد خر قیل کا بیٹا تھا وہ ذوی الازعار کا وہ امر یقشی کا وہ ذوی انمار کا جسے ابرہہ بھی کہتے تھے اور ابرہہ ضعب کا بیٹا تھا جسے ذوالقرنین کہتے تھے وہ حارث الارش کا بیٹا تھا جسے تبع اول کہتے۔ یہ حمیر کا حکمران تھا کئی پشت آگے چل کر اس کا نسب نامہ حمیر سے مل جاتا ہے۔

یہ سبا کا بیٹا تھا اسی سببانے مآرب کی زمین پر ایک پختہ بند بنایا تھا اس میں پانی جمع کیا تھا اس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکالی تھیں جس کے ذریعے ملک میں بڑی سرسبزی تھی۔ جس کا تذکرہ سورۃ سبا میں ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتِمْ عَنْ يَبِئِينَ وَشِبَالٍ -

لیکن اب اس فراوانی پر قوم نے ناشکری کی تو ان پر عذاب آیا کہ جس کی وجہ سے ملک برباد ہو گیا۔

اور شداد بن عاد بن سبا بھی سبا کی نسل میں سے تھا۔

بلقیس انہیں کے تخت پر بیٹھی تھی۔

اس قوم کی سلطنت بڑی شان و شوکت کی گزری ان کے آثار ابھی تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ ہد ہد کا بیان سن

کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ سَتَنْظُرُوا صِدْقًا أَمْ كُنْتُمْ مِنَ الْكَاذِبِينَ ⑮-

فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔ یعنی ملک سبا کی شہزادی کا حال بیان کرنے میں تو صادق ہے یا کاذب۔

إِذْ هَبُّ بِيكُنْتِي هَذَا فَاَلْقَيْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَأَنْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ⑯-

میرا نامہ یہ لے اور جا کر اس کی طرف ڈال دے پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب لوٹاتی ہے۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْاِئِنَّ الْقِيَّ إِلَى كِتَابٍ كَرِيمٍ ⑰-

نامہ کو پڑھ کر بلقیس نے کہا اے سردارو میری طرف ڈالا گیا ایک عزت والا نامہ جس کا یہ مضمون ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس ملکہ سبا کو نامہ

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ⑱-

یہ نامہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ رحمن و رحیم کے نام کے ساتھ ہے۔

أَلَا تَعْلَمُونَ عَلِيٍّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ ⑲-

مجھ پر تکبر اور بڑائی نہ کرو اور میرے پاس اسلام لا کر آ جاؤ۔

یعنی آپ نے سرنامہ پر اپنا نام لکھا جو عربی کے قاعدے میں لکھا کرتے ہیں جیسے حضور کے فرامین میں ہوتا تھا: مِنْ

مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى عَظِيمِ الرُّومِ يَا هِرَقْلُ يَا كَسْرِي-

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عہد میں إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ تحریر فرمایا اور پھر دعوت اسلام دی اور لکھا: أَلَا

تَعْلَمُونَ عَلِيٍّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ ⑲-

تکبر نہ کرو اور گردن جھکا کر مسلمان ہو کر آ جاؤ۔

یہاں یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان عبرانی تھی تو یہ نامہ عربی میں کیسے لکھا اس کا

جواب یہ ہے کہ آپ نے عبرانی میں نامہ لکھا ہو قرآن کریم نے عربی ہونے کی وجہ میں اس کا مفہوم عربی میں بیان فرما دیا لیکن

سرنامہ پر بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ضرور لکھا گیا۔

اور یہ بھی ظاہر آیت سے واضح ہے کہ نامہ نامی ہد ہد پر ند لے کر گیا اور اس نے ملکہ سبا پر ڈالا اور اس شان کی ڈاک رسائی

کی اہمیت سے متاثر ہو کر بلقیس نے سوچا کہ جس کی یہ اہمیت ہے کہ پرند اس کے زیر نگیں ہیں اس کی سلطنت بھی بڑی زبردست

ہوگی اسی وجہ میں اِنِّي اَلْقَيْتُ اِلَيْكَ كِتَابٍ كَرِيمٍ کہا۔

اس کے بعد آئندہ رکوع میں اعیان دولت سے شوریٰ بلا کر مشورہ کرنے کا ذکر ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا - اور بے شک دیا ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم۔

یہاں سے کلام متانف ہے کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے حَيْثُ قَالَ وَ

اِنَّكَ لَمِّنْكَ الْفُرَّانَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ گویا یوں ارشاد ہوا کہ

اَتَيْنَا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا طَائِفَةً مِّنَ الْعِلْمِ لَا نِقَّةَ بِهِ مِنْ عِلْمِ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْكَامِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا



يَخْتَصُّ بِكُلِّ مِّنْهُمَا كَصِنْعَةِ لُبُوسٍ لَّكُمْ وَ مَنْطِقَ الطَّيْرِ۔

یعنی ہم نے ہر ایک انبیاء کی جماعت میں ان کے لائق علم شرايع اور احکام عطا فرمائے اس کے علاوہ جس کے ساتھ جو فن مختص تھا مثل لباس بنانے یا جانوروں کی زبان جاننے وغیرہ کے وہ بھی عطا کئے۔

وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور دونوں نے کہا سب تعریف اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمیں فضیلت دی بہت سے مومن بندوں پر۔

صاحب کشف فرماتے ہیں: اِنَّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى عَلِي كَثِيرٍ اِنَّهُمَا فَضَّلَا عَلِي كَثِيرٍ وَ فَضَّلَ عَلَيْهِمَا كَثِيرٌ۔ فَضَّلْنَا عَلِي كَثِيرٌ۔ میں یہ حقیقت واضح فرمائی گئی ہے کہ داؤد و سلیمان علیہما السلام کو بہت سوں پر فضیلت عطا کی اور ان پر بہت سے انبیاء کو فضیلت دی۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوُدَ۔ اور وارث ہوئے سلیمان داؤد کے۔

اس وراثت پر چند اقوال ہیں:

۱- اَيُّ قَامَ مَقَامَهُ فِي النُّبُوَّةِ وَالْمُلْكِ وَ صَارَ نَبِيًّا مَلِكًا بَعْدَ مَوْتِ اَبِيهِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَوَرِثَتْهُ اَيَّاهُ مَجَازًا عَن قِيَامِهِ مَقَامَهُ فِيمَا ذَكَرَ بَعْدَ مَوْتِهِ۔

یعنی آپ قائم مقام ہوئے نبوت و ملک میں اور آپ بادشاہ نبی ہوئے بعد وفات اپنے باپ حضرت داؤد علیہما السلام تو گویا آپ مجازاً وارث ہوئے باعتبار قیام مقام داؤد علیہ السلام کے جیسا کہ ذکر بعد موت فرمایا گیا۔

۲- دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وراثت نبوت ہے مطلقاً فقط۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ ملک کی وراثت مراد ہے فقط۔

۴- چوتھا قول حضرت حسن طبری سے ناقل ہیں کہ ائمہ اہل بیت تک یہ اصول رہا کہ وہ وارث اموال ہوئے۔ لیکن اس پر یہ تعقب کیا گیا کہ صحیح حدیث میں جب نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُورَثُ موجود ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت کسی کے وارث نہیں ہوتے تو پھر مالی وراثت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

وَ قَدْ ذَكَرَهُ الصِّدِّيقُ وَالْفَارُوقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِحَضْرَةِ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَهُمْ الَّذِيْنَ لَا يَخَافُوْنَ فِي اللهِ تَعَالَى لَوْمَةً لَّا تَمِمْ وَلَمْ يُنْكِرْهُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلَيْهِمَا۔

اور یہ حدیث صحابہ کرام میں حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی اور یہ وہ لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کنندہ کا خطرہ دل میں نہ لاتے تھے۔ صحابہ میں سے کسی نے اس حدیث سے انکار نہ کیا۔

اور ابوداؤد اور ترمذی حضرت ابودرداء سے راوی ہیں کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرِثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوْا دِيْنََارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلَكِنْ وَرَثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحِطِّ وَاْفْرِ۔

ابودرداء فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء کرام درہم و دینار کی وراثت نہیں چھوڑتے لیکن وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں تو جس نے علم دین سے لے



لیا اس نے کافی حصہ لے لیا۔

اور حضرات شیعہ کی حدیث کی کتاب کافی میں بھی محمد بن یعقوب رازی ابی البختری سے اور وہ حضرت عبداللہ بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کرتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ وراثت وراثت مالی نہیں تھی۔

اور علامہ کلینی ابو عبداللہ سے راوی ہیں: **إِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَإِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

**وَ أَيْضًا وَرِثَةُ الْمَالِ لَا تَخْتَصُّ بِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ كَانَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِدَّةُ أَوْلَادٍ غَيْرِهِ كَمَا رَوَاهُ الْكَلْبِيُّ عَنْهُ**۔ اور کلینی یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ وراثت سلیمان علیہ السلام کی مال کے ساتھ مختص نہ تھی اس لئے کہ داؤد علیہ السلام کی متعدد اولادیں تھیں۔

اور اس کے علاوہ دوسری روایتیں بھی بتاتی ہیں کہ **إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُوْفِي عَنْ تِسْعَةِ عَشَرَ ابْنًا**۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے وقت انیس صاحبزادے تھے۔

تو حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس صاحبزادے تھے تو صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تنہا میراث مالی کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔

اور لفظ وراثت غیر مال پر قرآن کریم میں شائع ہے جیسے ارشاد ہے:

**ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ**۔

**فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ**۔

اور اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک بارہ یا تیرہ سال کی تھی **حَيْثُ قَالَ الْأَلُوسِيُّ وَكَانَ عُمُرُهُ يَوْمَ تُوْفِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً أَوْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ**۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے وصیت ملک فرمادی تھی جب کہ آپ کی عمر وہ تھی جو ذکر ہوئی۔

**وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مِنْ مَنطِقِ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۗ إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝**

اور آپ نے تمام لوگوں میں اعلان فرمایا کہ اے لوگو! ہمیں علم دیا گیا جانوروں کی زبان سمجھنے کا اور ہمیں ہر شے سے عطا ہوا بے شک یہ کھلا فضل ہے۔

چنانچہ آپ کے علم منطق الطیر کے متعلق روایتیں ہیں:

**إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّ عَلَى بُلْبُلٍ فِي شَجَرَةٍ يُحَرِّكُ رَأْسَهُ وَ يُمِيلُ ذَنْبَهُ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ اتَّذَرُونِ مَا يَقُولُ قَالُوا اللَّهُ وَ نَبِيِّهِ أَعْلَمُ قَالَ يَقُولُ أَكَلْتُ نِصْفَ ثَمَرِهِ فَعَلَبَى الدُّنْيَا الْعَفَاءَ**۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بلبل پر سے گزرے وہ ایک درخت پر بیٹھا اپنا سر ہلا کر دم اونچی نیچی کر رہا تھا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کیا کہہ رہا ہے سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا نبی خوب جانتا ہے۔ فرمایا وہ کہہ رہا ہے میں

نے آدھا پھل کھایا تو دنیا کے ذمہ اس کی معافی ہے۔

وَصَاحَتْ فَاخْتَهُ فَاخْبَرَ أَنَّهَا تَقُولُ لَيْتَ ذَا الْخَلْقِ لَمْ يُخْلَقُوا۔

فاختہ کو بولتے سن کر فرمایا یہ کہتی ہے کاش میں مخلوق نہ ہوتی۔

وَصَاحَ طَاوُسٌ فَقَالَ يَقُولُ كَمَا تُدِينُنْ تُدَانُ۔

مور کو بولتے دیکھ کر فرمایا کہتا ہے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

وَصَاحَ هَذَا هَذَا فَقَالَ يَقُولُ اسْتَغْفِرُوا اللَّهَ تَعَالَى يَا مُذْنِبُونَ۔

ہد ہد کو بولتے فرمایا یہ کہہ رہا ہے اللہ سے بخشش مانگو اے گنہگارو!

وَصَاحَ طَيْطَوَى فَقَالَ يَقُولُ كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيدٍ بَالٍ۔

طیطوی بولا تو فرمایا کہ یہ کہتا ہے ہر زندہ مرنے والا اور ہر جدید پرانا ہوگا۔

وَصَاحَ خَطَّافٌ فَقَالَ يَقُولُ قَدِمُوا خَيْرًا تَجِدُوهُ۔

چکا ڈر کو بولتے سنا تو فرمایا کہتا ہے بھلائیاں آگے بھیجو گے تو پاؤ گے۔

وَصَاحَتْ رَحْمَةٌ فَقَالَ تَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى مِلًّا سَمَائِهِ وَأَرْضِهِ۔

فاختہ پکاری تو فرمایا یہ کہتی ہے تسبیح کرتی ہوں اپنے رب بلند و بالا کی زمین و آسمان پر کر کے۔

وَصَاحَ قُمْرِيٌّ فَاخْبَرَ أَنَّهُ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔

قمری بولی تو آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے تسبیح بیان کرتی ہوں میں اپنے رب اعلیٰ کی۔

وَقَالَ الْحُدَّاءُ يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا اللَّهَ تَعَالَى۔

چیل کہتی ہے ہر شے مٹنے والی ہے سوا اللہ تعالیٰ کے۔

وَالْفُسْطَاةُ تَقُولُ مَنْ سَكَتَ سَلِمَ۔

چڑیا کہتی ہے جو خاموش رہا اس نے امن کو پایا۔

وَالْبَبْغَاةُ تَقُولُ وَيْلٌ لِمَنِ الدُّنْيَا هُمَةٌ۔

کوئل کہتی ہے افسوس ہے اس پر جسے صرف دنیا ہی کا غم ہے۔

وَالدِّينُكُ يَقُولُ اذْكُرُوا اللَّهَ يَا غَافِلُونَ۔

مرغ کہتا ہے اللہ کی یاد کرو اے غافلو!

وَالنَّسْرُ يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ عِشْ مَا شِئْتَ اخْرُكِ الْمَوْتُ۔

نسر کہتا ہے اے انسان! جتنا چاہے جی لے آخر مرنا ہے۔

وَالعُقَابُ يَقُولُ فِي البُعْدِ مِنَ النَّاسِ اِنْسٌ۔

مینڈک کہتا ہے پاکی ہے میرے رب پاک کے لئے۔

وَالقَنْبَرَةُ يَقُولُ اللَّهُمَّ الْعَن مَبِغِضَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔

قبرہ کہتا ہے الہی جو حضور ﷺ اور آپ کی آل سے بغض رکھے اس پر لعنت فرما۔

وَالزَّارُورُ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ قُوَّةَ يَوْمِ بَيْتِ يَوْمِ يَارَزَّاقِ-

زارور کہتا ہے الہی مجھے ہر دن میں رزق دے۔

وَالدَّرَاجُ يَقُولُ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى- تتر کہتا ہے۔ رحمن نے عرش پر استواء فرمایا ہے۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِصِحَّةِ هَذِهِ الْحِكَايَةِ-

أَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ع- اور ہمیں دی گئی ہر شے۔

إِشَارَةٌ إِلَى الْمُلْكِ- یہ مملکت کی طرف اشارہ ہے۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِنَّهُ أُرِيدَ بِمَا أُوتِيَهُ النَّبُوَّةُ وَالْمُلْكَ وَتَسْخِيرُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالشَّيَاطِينِ

وَالرِّيحِ- اس سے مراد نبوت ملنا ہے اور ملک اور تسخیر اجنہ اور انسان اور شیاطین اور ہوا ہیں۔

إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْبَيِّنُ ⑩- بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا کھلا فضل ہے۔

یہ آپ کا فرمانا بہ ارادہ تشکر تھا نہ کہ بہ خیال تفاخر جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ-

میں ابن آدم کا سردار ہوں اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

وَحُشْرًا لِسُلَيْمَانَ جُنُودَ كَلَمِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ⑪-

اور جمع کیا گیا سلیمان کے لئے ان کا لشکر جن اور انسان اور پرندوں سے صف بستہ۔

وزع کے معنی ہوتے ہیں: أَيْ يُحْبَسُ أَوْلَهُمْ لِيَلْحَقَ إِخْرَهُمْ فَيَكُونُوا مُجْتَمِعِينَ لَا يَتَخَلَّفُ مِنْهُمْ

أَحَدٌ- ایسے جمع کئے گئے کہ پہلے سے پچھلے ملے ہوئے تھے تاکہ سب جمع ہوں اور کوئی ان میں سے علیحدہ نہ ہو۔ وَأَصْلُ

الْوَزْعِ الْكُفُّ وَالْمَنْعُ- وزع اصل میں روکنے اور منع کرنے کے معنی دیتا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے یہ مراد نہیں کہ تمام جن وانس اور طیور مسخر کر دیئے گئے تھے بلکہ اس سے یہ مراد ہے

کہ اس وقت کے سب جن وانس اور پرند مسخر کر دیئے گئے۔

بَلْقِيسَ مَلِكَةَ سَبَا آتَى بِهَا آتَى فِي خِدْمَتِهَا فِي كَيْفِ حَاضِرَاتِي

وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الْمُؤَرِّخِينَ أَنَّ بَلْقِيسَ إِذَا دَخَلَتْ تَحْتَ طَاعَتِهِ فِي السَّنَةِ الْخَامِسَةِ وَ

الْعِشْرِينَ مِنْ مُلْكِهِ وَكَانَتْ مِنْ مُلْكِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَكَذَا كَانَتْ مُدَّةَ مُلْكِ أَبِيهِ دَاوُدَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ-

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ بلقیس آپ کی اطاعت میں بادشاہ ہونے کے پچیس سال بعد آئی اور آپ کی سلطنت چالیس

سال رہی اور آپ کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت بھی چالیس سال رہی۔

سلیمانی دربار کی یہ شان تھی

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ كَانَ يُوَضَّعُ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلَاثُ



مِائَةِ أَلْفٍ كُرْسِيٍّ يَجْلِسُ مُؤْمِنُ الْإِنْسِ مِمَّا يَلِيهِ وَ مُؤْمِنُ الْجِنِّ مِنْ وَرَائِهِمْ ثُمَّ يَأْمُرُ الطَّيْرَ فَتَظِلُّهُ ثُمَّ يَأْمُرُ الرِّيحَ فَتَحْمِلُهُ فَيَمُرُّونَ عَلَى السَّهْلَةِ فَلَا يُحَرِّكُونَهَا۔

آپ کی سواری میں تین لاکھ کرسیاں لگائی جاتیں آپ کے قریب آدمی ایمان والے بیٹھتے پھر مومن جن ان کے پیچھے بیٹھتے پھر پرندوں کو حکم ہوتا کہ وہ سایہ کریں پھر ہوا کو حکم دیتے وہ اٹھا کر چلتی ایسی شان سے کہ سواروں میں کوئی حرکت نہ ہو۔ جیسے ایروپلین کہ اس پر جب سب سوار ہو جاتے ہیں تو وہ ایسے لے کر اڑتا ہے کہ سوار یوں کو اپنی بلند پروازی کا جب ہی علم ہوتا ہے جب وہ پندرہ سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ جاتے ہیں۔

اور فی گھنٹہ تین سو میل سے زائد رفتار پر اڑتے ہیں اور نیچے کے کھیت چینی کی ٹانگوں کے برابر اور بڑی بڑی نہریں موریوں جیسی نظر آتی ہیں اور گائے بیل خرگوش جتنے نظر آتے ہیں۔ ابراؤد فضا میں بادل نیچے رہ جاتے ہیں اور یہ ہوائی سواری اس سے کہیں بلند ہوتی ہے۔

اس ہوائی سواری نے عقل کی آنکھیں کھول دیں اور عقلمندوں کے منہ پر مہر لگا دی جو سلیمانی ہوائی سواری کو محض افسانہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ماہ کی بعد مسافت صبح کی سیر میں پوری ہو جائے اور اتنی ہی شام کی سیر میں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَلَسَلِيمَانَ الرِّيحُ غَدًا وَهَاشَهْرًا وَرَأْوًا حَاشَهْرًا۔

لیکن جب لاہور سے ڈھا کہ تین گھنٹہ میں انسان پہنچ جاتا ہے اور اس سواری کے ذریعہ جس کی پرواز اسٹیم اور پٹرول سے ہے تو وہ معجزانہ ہوائی سواری جو صرف اور صرف ہوا سے ہی پرواز کرتی تھی اس کی سرعت سیر کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس سے براق کی برق رفتاری بھی عقل تسلیم کرنے پر آگئی کہ جو براق ہی تھا تو اس کی برق رفتاری بجلی کی کرنٹ سے کتنی تیز ہوگی جبکہ یہ بجلی پاور ہاؤس سے چل کر لاکھوں بلب ایسی سرعت سے منور کر دیتی ہے کہ اس کی سرعت کو پلک جھپکنے کی مدت سے ہی تعبیر کر سکتے ہیں۔

تو سیاح لامکان کی سواری تو براق ہی تھا اس کی برق رفتاری کو اس برق کی رفتار سے کوئی مماثلت ہی نہیں پھر اب جدید ایروپلین وہ بھی آرہے ہیں جو سورج کی رفتار اور آواز کی رفتار پر اڑیں گے تو جب اختراع انسانی کا یہ حال ہے تو خالق کائنات تو علی کل شی قدیر ہے۔

### سلیمانی لشکر کا عرض و طول جو آپ کے ساتھ چلتا تھا

حاکم محمد بن کعب رحمہما اللہ سے راوی ہیں: إِنَّ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَعْسُكْرَهُ مِائَةً فَرَسًا خَمْسَةً وَعِشْرُونَ لِلْإِنْسِ وَ خَمْسَةً وَعِشْرُونَ لِلْجِنِّ وَ خَمْسَةً وَعِشْرُونَ لِلْوَحْشِ وَ خَمْسَةً وَعِشْرُونَ لِلطَّيْرِ وَ كَانَ لَهُ أَلْفُ بَيْتٍ مِنْ قَوَارِيرَ عَلَى الْخَشَبِ فِيهَا ثَلَاثُ مِائَةِ مَنَكُوْحَةٍ وَ سَبْعُ مِائَةِ سَرِيَّةٍ فَيَأْمُرُ الرِّيحَ الْعَاصِفَ فَتَرْفَعُهُ ثُمَّ يَأْمُرُ الرُّخَاءَ فَتَسِيرُ بِهِ وَ أَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ وَ هُوَ يَسِيرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِنِّي قَدْ زِدْتُكَ فِي مُلْكِكَ إِنَّهُ لَا يَتَكَلَّمُ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَتْ بِهِ الرِّيحُ إِلَيْكَ وَ أَلْقَتْهُ فِي سَمْعِكَ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر سو فرسخ میں تھا اور ایک فرسخ اونٹ کے بارہ ہزار قدم سے زیادہ ہوتا ہے۔

پچیس فرسخ میں انسان رہتے اور پچیس فرسخ میں جن اور پچیس فرسخ میں وحشی جانور اور پچیس فرسخ میں پرند اور ایک ہزار شیشے کے محل تھے اس میں سے تین سو محل منکوحہ بیویوں کے لئے اور سات سو محل سریوں (لونڈیوں) کے لئے پھر ہوا کو حکم ملتا تو ریح عاصف اس سواری کو بلند کرتی پھر ریح رجا سیر کراتی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو وحی ہوئی کہ میں اس سے زیادہ تجھے اور زیادہ دیتا ہوں اور آپ کی سلطنت بڑھاتا ہوں وہ یہ کہ آپ کی رعایا میں کوئی بات نہ کرے گا مگر ہوا اس آواز کو آپ تک لا کر آپ کے کان میں ڈال دے گی۔

وَيُرْوَى أَنَّ الْجِنَّ نَسَجَتْ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَسَاطًا مِّنْ ذَهَبٍ وَابْرِيْشَمٍ فَرَسَخًا فِيْ فَرَسَخٍ وَ مَنْبِرُهُ فِي وَسْطِهِ مِنْ ذَهَبٍ فَيَقْعُدُ عَلَيْهِ وَ حَوْلَهُ سِتُّ مِائَةِ أَلْفٍ كُرْسِيٍّ مِنْ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ فَيَقْعُدُ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى كُرَاسِيِ الذَّهَبِ وَالْعُلَمَاءُ عَلَى كُرَاسِيِ الْفِضَّةِ وَ حَوْلَهُمُ النَّاسُ وَ حَوْلَ النَّاسِ الْجِنُّ وَالشَّيَاطِينُ وَ تَظَلُّهُ الطَّيْرُ بِأَجْنِحَتَيْهَا وَ تَرْفَعُ رِيْحُ الصَّبَا الْبَسَاطَ فَتَسِيرُ بِهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ۔

ایک روایت ہے کہ جنوں نے ایک چادر سونے کے تاروں اور ابریشم سے بنی تھی جو ایک فرسخ مربع تھی اس کے وسط میں سونے کا منبر تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام جلوہ آرا ہوتے اور آپ کے گرد چھ لاکھ کرسیاں سونے چاندی کی لگائی جاتی تھیں تو انبیاء کرام سنہری کرسیوں پر اور علماء چاندی کی کرسیوں پر ہوتے اور ان کے گرد آدھی اور ان کے گرد جن و شیاطین اور آدمی بیٹھ جاتے اور ان پر پرند اپنے پروں کا سایہ کرتے اور باد صبا اس چادر کو لے اڑاتی تو ایک مہینہ کی بعد مسافت کی سیر صبح کو کی جاتی اور اتنی ہی سیر شام کو ہو جاتی تھی۔

اور اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جو تواریخ و قصص سے تعلق رکھتی ہیں فَعَلَيْكَ بِالْإِيْمَانِ بِمَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ وَ ذَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ الصَّحِيْحَةُ۔ بہر حال ہمارا عقیدہ اس حد تک ہونا چاہئے جتنا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

حَتَّى إِذَا آتَوْنَ عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَ جُنُودُهُ ۗ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾۔ حتیٰ کہ جب سلیمان علیہ السلام وادی نملہ پر آئے تو ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہ تمہیں بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر روند نہ ڈالے۔ اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَأَنَّهُ قِيلَ فَسَارُوا حَتَّى إِذَا آتَوْنَ عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ۔

تو گویا فرمایا گیا کہ سیر کرتے ہوئے جب چلے تو وادی نمل میں آئے۔

وادی نمل زمین شام میں ایک جنگل ہے جہاں چیونٹیاں بکثرت ہیں جیسا کہ قتادہ اور مقاتل رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَ قَالَ كَعْبٌ هُوَ وَادِي السُّدَيْرِ مِنْ أَرْضِ الطَّنَافِ۔

بقول کعب رحمہ اللہ وہ ایک جنگل ہے جس کا نام سدیر ہے اور طائف کے علاقہ میں ہے۔

وَ قِيلَ وَادٍ بِأَقْصَى الْيَمَنِ وَ هُوَ مَعْرُوفٌ عِنْدَ الْعَرَبِ۔ یہ جنگل یمن میں ہے اور عرب والوں میں مشہور ہے۔

وَ يَحْتَمِلُ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ فِي الْهَوَاءِ فَأَرَادُوا أَنْ يَنْزِلُوا هُنَاكَ فَأَحْسَتِ النَّمْلَةُ بِنُزُولِهِمْ

فَأَنْذَرَتْ النَّمْلَةَ۔



آپ ہو میں سیر فرماتے جا رہے تھے کہ اس جنگل میں اترنے کا ارادہ فرمایا ایک چیونٹی نے محسوس کیا کہ ان کے اترنے سے ہم پس جائیں گی تو اس نے چیونٹیوں کو ڈرایا چنانچہ ارشاد ہے:

قَالَتْ نَمْلَةٌ - بولی ایک چیونٹی۔

یہ ظاہر آیت سے واضح ہے کہ چیونٹی ایسے طریقہ پر بولی جسے حضرت سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے جیسے عام پرندوں کی زبان آپ سمجھ لیتے تھے۔

یہاں یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ منطق الطیر کا علم رکھتے تھے چیونٹی کی زبان کیسے سمجھی ہوگی اس لئے کہ عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر قتادہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: وَكَمْ رَأَيْنَا نَمْلَةً لَهَا جَنَاحَانِ تَطِيرُ بِهِمَا - کہ بہت سی چیونٹیاں ہم نے ایسی دیکھی ہیں جو پروں سے اڑتی ہیں۔

وَقَدْ سَمِعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْلَهَا مِنْ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ -

اور یہ آواز چیونٹی کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے بعد سے سنی۔

آگے آوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَمَنْ تَتَّبَعَ أَحْوَالَ النَّمْلِ لَا يَسْتَبْعِدُ أَنْ تَكُونَ لَهُ نَفْسٌ نَاطِقَةٌ فَإِنَّهُ يَدْخِرُ فِي الصَّيْفِ مَا يَقْتَاتُ بِهِ فِي الشِّتَاءِ -

احوال نمل کے تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ چیونٹی کے لئے نفس ناطقہ مان لیا جائے تو استبعاد عقل نہیں ہے اس لئے کہ وہ موسم گرما میں موسم سرما کے لئے ذخیرہ کر لیتی ہے جو سردی سردی کے لئے کافی ہو سکے۔

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ - عربی میں حطم سے مراد اہلاک ہے۔

فَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا - تو آپ متبسم ہوئے ہنستے ہوئے چیونٹی کی بات سے۔

یعنی آپ نے جب اس کی بات سنی تو آپ متبسم ہوئے اور ضاحک اس لئے فرمایا کہ تبسم سے آپ ہنسنے تک متجاوز ہو گئے۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: التَّبَسُّمُ مَبَادِي الضَّحِكِ مِنْ غَيْرِ صَوْتٍ وَالضَّحِكُ انْبِسَاطُ الْوَجْهِ حَتَّى تَظْهَرَ الْأَسْنَانُ مِنَ السَّرُورِ مَعَ صَوْتٍ خَفِيِّ فَإِنْ كَانَ فِيهِ صَوْتٌ يُسْمَعُ مِنْ بَعِيدٍ فَهُوَ الْقَهْقَهَةُ - تبسم مبادی ضحک بلا آواز کا نام ہے اور ضحک انبساط چہرہ کو کہتے ہیں حتیٰ کہ دانت ظاہر ہو جائیں سرور سے جس میں ہلکی آواز ہو اور اگر اس میں ایسی آواز بھی ہو کہ دور سے سن لی جائے تو وہ قہقہہ ہے۔

وَ خُصَّ ذَلِكَ بِمَا كَانَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَإِنْ ضَحَكْتُمْ تَبَسَّمُوا -

اور یہ بلا صوت ضحک انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے مختص ہے اس لئے کہ ان کا ہنسا تبسم تک ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا

أَيُّ مُقْبِلًا عَلَى الضَّحِكِ بِكَلِمَتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ - میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ دیکھا کہ آپ کے تبسم

میں ضحک جمع ہوا ہو۔ یعنی آپ متبسم ہی ہوتے تھے۔

اور جن احادیث میں آیا ہے: ضَحِكٌ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ اس کے معنی تبسم ہی ہیں۔



اور مطلق صُحک تو کفار و مشرکین استہزاء کیا کرتے تھے حَيْثُ قَالَ تَعَالَى۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَصْحَكُونَ۔ مجرم لوگ ایمان والوں سے استہزاء کرتے ہیں جیسے

صہیب رومی خباب بن الارت سے مشرکین استہزاء کرتے تھے۔ اس پر ایمان والے بروز قیامت ان کا استہزاء کریں گے  
قَالِيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَصْحَكُونَ۔

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ

أَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ⑩۔

تو عرض کیا سلیمان نے اے میرے رب مجھے خوگر بنا دے اس کا کہ میں شکر گزار ہوں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے مجھے اور  
میرے ماں باپ کو انعام کیں اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور مجھے داخل فرما اپنی رحمت سے اپنے نیک  
بندوں میں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ آیہ کریمہ پر فرماتے ہیں: اَيَّ اجْعَلْنِي اَزْعُ شُكْرٍ نِعْمَتِكَ يَعْنِي مجھے پابند کر دے شکر کرنے

کا اپنی نعمت پر۔

فَكَانَهُ قِيلَ رَبِّ اجْعَلْنِي مُدَاوِمًا عَلَيَّ شُكْرٍ نِعْمَتِكَ۔ گویا یہ عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے اپنی نعمت کا

ہمیشہ شکر گزار رکھ۔

تَوَاوَزِعْنِي كَيْ يَمَعْنِي هُوَ: رَبِّ يَسِّرْ لِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ وَأَرْعَاهُ۔ اے میرے رب مجھے آسان کر

دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کرتا رہوں اور اس پر پابند رہوں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: إِنَّ الْمَعْنَى اجْعَلْنِي أَشْكُرًا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے ایسا کر

دے کہ میں تیرا شکر کرتا رہوں۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدُودَ ۗ أَمْ كَانِ مِنَ الْغَائِبِينَ۔ اَيَّ ارَادَ مَعْرِفَتَهُ الْبُؤُجُودَ

مِنْهَا۔ اور تمام موجودین کا تفقد کیا تو ایک پرندہ پایا تو فرمایا کیا بات ہے میں ہدہ کو نہیں پاتا کیا وہ غیر حاضر ہے۔

عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ بِمَفَازَةِ لَأَمَاءَ فِيهَا وَكَانَ الْهُدُودُ

يَرَى الْمَاءَ فِي بَاطِنِ الْأَرْضِ فَيُخْبِرُ سُلَيْمَانَ بِذَلِكَ فَيَأْمُرُ الْجِنَّ فَتَسْلُخُ الْأَرْضَ عَنْهُ فِي سَاعَتِهِ

كَمَا تَسْلُخُ الشَّاةُ فَاحْتَا جُؤَا إِلَى الْمَاءِ فَتَفَقَّدَ لِذَلِكَ الطَّيْرَ فَلَمْ يَرَ الْهُدُودَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى

الْهُدُودَ وَهُوَ طَائِرٌ مَعْرُوفٌ مُنْتِنٌ يَأْكُلُ الدَّمَ فِيمَا قِيلَ وَيُكْنَى بِأَبِي الْأَخْبَارِ وَأَبِي الرَّبِيعِ وَأَبِي تَمَامٍ

وَبِغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا ذَكَرَهُ الدُّمَيْرِيُّ۔

سلیمان علیہ السلام ایسی جگہ تشریف لائے جہاں پانی نہ تھا اور ہدہ پانی کو زمین کے اندر دیکھ لیتا ہے اور آپ کو اس کی

خبر تھی تو آپ نے جنوں کو حکم دیا انہوں نے تھوڑی دیر میں تمام زمین کھود ڈالی جیسے بکری اپنے کھروں سے کرید لیتی ہے مگر پانی

نہ پایا تو آپ نے ہدہ کو تلاش کیا اور فرمایا ہدہ کہاں ہے یہ ایک بدبودار پرندہ ہے جو خون کھاتا ہے اور اس کی کنیت ابو الاخبار اور

ابو الربیع اور ابو تمام ہے جیسا کہ علامہ دمیری نے فرمایا۔

تو آپ نے فرمایا: مَا لِهَذِهِ لَا آرَاهُ فِي هَدْيِكُمْ وَلَا فِي هَدْيِ كُنُوزِكُمْ۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی نقل فرماتے ہیں: إِنَّ اسْمَ هَذَا الْهُدْيِ يَعْفُورٌ وَ كَوْنُ الْهُدْيِ يَرَى الْمَاءَ تَحْتَ الْأَرْضِ۔ اس ہدیکہ کا نام یعفور ہے اور یہ پانی کوزمین کے نیچے دیکھ لیتا ہے۔

لَا عَدْبَةَ عَدَابًا شَدِيدًا أَوْ لَا أَدْبَحْنَهُ أَوْ لِيَأْتِيَنِي بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ⑩۔

ضرور میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ضرور ذبح کروں گا یا وہ لائے گا ضرور میرے پاس کھلی سند۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ

اس کے پراکھاڑ ڈالوں گا۔ ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریج سے یہی مروی ہے۔

یزید بن رومان کہتے ہیں: يَنْتَفُ رِيْشُ جَنَاحِيْهِ اس کے بازوؤں کے پراکھاڑ ڈالوں گا۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ سے استدلال فرماتے ہیں جواز تاديب حيوانات پر ضرب و توتوخ کا حَيْثُ قَالَ فِي الْاِكْلِيلِ قَدْ يُسْتَدَلُّ بِالْاَيَةِ عَلَى جَوَازِ تَادِيْبِ الْحَيَوَانَاتِ وَالْبَهَائِمِ بِالضَّرْبِ عِنْدَ تَقْصِيْرِهَا فِي الْمَشْيِ اَوْ اِسْرَاعِهَا اَوْ نَحْوِ ذَالِكِ۔

أَوْ لَا أَدْبَحْنَهُ۔ یہ سزا میں ترقی ہے۔ سزا کی حد یہاں تک ہو کہ ذبح کر دیا جائے۔

أَوْ لِيَأْتِيَنِي بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ⑩۔ یا میرے پاس لائے کوئی ایسا کھلا عذر جو اس کی سزا معاف کرادے چنانچہ یہاں لِيَأْتِيَنِي اور لَا عَدْبَةَ میں لام قسم نہیں ہے بلکہ یہ بمعنی اِلا ہے۔

اور بعض نے کہا یہ لام قسمیہ ہے اس لئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بذریعہ وحی علم ہو چکا تھا کہ وہ یہ خبر لائے گا اور جب وہ خبر لے آیا تو قسم مشروط اٹھ گئی۔

بعض نے کہا لَا عَدْبَةَ اور لَا دَبْحَنَهُ میں بزيادة الف بين الدال والالف المتصله باللام ہے۔ یہ مختص اسم معروف ہے۔

بعض نے کہا: هُوَ التَّشْبِيْهُ۔ یہ محض تشبیہا فرمایا گیا تھا۔

اور ابن خلدون رحمہ اللہ اپنی تاریخ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں: إِنَّ الْكِتَابَةَ الْعَرَبِيَّةَ كَانَتْ فِي غَايَةِ الْاِتْقَانِ وَالْجُودَةِ فِي حَمِيْرٍ وَ مِنْهُمْ تَعَلَّمَهَا مُضَرٌ۔ الخ عربی کتابت اول رسم حمیر سے ہے اور انہیں سے قبیلہ مضر نے سیکھی۔

چنانچہ ابن الانباری عبد اللہ بن فروخ رحمہما اللہ سے راوی ہیں: قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَخْبِرُونِي عَنْ هَذَا الْكِتَابِ الْعَرَبِيِّ هَلْ كُنْتُمْ تَكْتُبُوْنَهُ قَبْلَ اَنْ يَّبْعَثَ اللهُ تَعَالَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجْمَعُونَ مِنْهُ مَا اجْتَمَعَ وَ تَفْرُقُونَ مِنْهُ مَا افْتَرَقَ مِثْلَ الْاَلِفِ وَاللَّامِ قَالَ نَعَمْ۔ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا اے قریشیو! مجھے یہ تو بتاؤ کہ یہ عربی کتابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تم کرتے تھے اور ایسے ہی الف لام وغیرہ جمع کرنا اور علیحدہ علیحدہ لکھنا تم میں مروج تھا تو آپ نے فرمایا ہاں۔

قُلْتُ وَ مِمَّنْ اَخَذْتُمُوْهُ قَالَ مِنْ حَرْبِ بَنِي اُمِيَّةَ۔

میں نے کہا یہ طریقہ کس سے لیا گیا فرمایا حرب بن امیہ سے۔

قُلْتُ وَ مِمَّنْ أَخَذَهُ حَرْبٌ قَالَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَدْعَانَ -

میں نے کہا حرب نے کس سے لیا فرمایا عبد اللہ بن جدعان سے۔

قُلْتُ وَ مِمَّنْ أَخَذَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَدْعَانَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْأَنْبَارِ -

میں نے پوچھا عبد اللہ بن جدعان نے کس سے لیا فرمایا اہل انبار سے۔

قُلْتُ وَ مِمَّنْ أَخَذَهُ أَهْلُ الْأَنْبَارِ قَالَ مِنْ طَارَةِ طَيْرًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ -

میں نے عرض کیا اہل انبار نے کس سے حاصل کیا فرمایا جواڑ ان بھر کے پہنچ گیا اس نے اہل یمن سے حاصل کیا۔

قُلْتُ وَ مِمَّنْ أَخَذَ قَالَ مِنَ الْخَلْجَانِ بْنِ الْقَاسِمِ كَاتِبِ الْوَحْيِ لَهُودِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

میں نے کہا انہوں نے کس سے لیا فرمایا خلجان بن قاسم سے جو حضرت ہود علیہ السلام کے کاتب وحی تھے۔

اور کتاب محاضرة الاولاد و مسامرة الاولاد اخر میں ہے:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ اِسْتَهَرَ بِالْكِتَابَةِ فِي الْإِسْلَامِ مِنَ الصَّحَابَةِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَأَبِي بَنْ

كَعْبٍ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -

اسلام میں کتابت سے تشہیر کرنے والے صحابہ میں سب سے اول ابو بکر و عمر و عثمان و علی اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت

رضی اللہ عنہم ہیں۔

فَمَكَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ - تو تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے۔

یعنی اگر ضمیر ہد کی طرف مانی جائے تو معنی ہوگا ہد تھوڑی دیر میں حاضر ہوا اور اگر سلیمان علیہ السلام کی طرف ہو تو یہ

معنی ہوں گے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے۔ غیر بعید صفت مکان ہو تو ہد کی طرف ضمیر مانی جائے گی

اور یہ معنی ہوں گے: فَمَكَتْ الْهُدُودُ فِي مَكَانٍ غَيْرَ بَعِيدٍ مِنْ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

اور اگر صفت زمانی لی جائے تو یہ مضمون بن گیا اُمِّي مَكَتْ سُلَيْمَانُ زَمَانًا غَيْرَ مَدِيدٍ -

بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ نے ہد کو نہ پایا تو نسر (گدھ) پر نڈ کو حکم دیا۔ اس نے بعد تلاش بسیار

حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ مجھے نہیں ملا۔

پھر پرندوں کے سردار عقاب کو حکم دیا اس نے بلند ہو کر دیکھا کہ وہ آ رہا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر کے لے جانا چاہا تو

اس نے کہا: بِحَقِّ اللَّهِ الَّذِي قَوَّاکَ وَأَقْدَرَكَ عَلَيَّ إِلَّا رَحِمْتَنِي فَتَرَكَتُهُ - اس اللہ کے واسطے سے مجھے چھوڑ

دے جس نے تجھے یہ تو تیس دی ہیں اور مجھ پر رحم کر تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور کہا: ثَكَلْتُكَ أُمَّكَ أَنْ نَبِيَّ اللَّهِ تَعَالَى

قَدْ حَلَفَ لِعَدْبَنِكَ - تیری ماں تجھے روئے اللہ کے نبی نے تجھے عذاب دینے کی قسم کھائی ہے۔

قَالَ وَ مَا اسْتَسْنِي؟ هَدٍ بُولَا قَسَمٌ فِي اسْتِثْنَاءٍ نَهَيْتُ فَرَمَايَا؟

عقاب نے کہا ہاں اَوْ لِيَا تَبِيَّيْ سُلْطَنٍ مُبِينٍ یہ بھی فرمایا ہے کہ یا وہ کوئی کھلی سند لائے۔

فَقَالَ نَجَوْتُ إِذَا - ہد ہد بولا اب میں نجات پا گیا۔

حتیٰ کہ جب وہ دربار سلیمانی کے قریب ہوا اپنی دم جھکائی اور پر بچھائے اور نہایت عاجزانہ طور پر سامنے حاضر آیا۔



تو آپ نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ عرض کرنے لگا حضور! خدا کے دربار میں اپنا پیش ہونا بھی یاد فرمائیں یہ سن کر آپ لرز گئے اور اسے معاف فرما دیا۔ پھر وہ عرض پیرا ہوا:

فَقَالَ أَحَطُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بَنِيَّ يَقِينٍ ①۳-

میں وہ جان کر آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور میں لایا ہوں آپ کی خدمت میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر۔

سبا منصرف ہے اس لئے کہ وہ ایک جماعت کا نام ہے جو ان کے باپ کے نام پر رکھا گیا ہے اس کا شجرہ نسب یہ ہے:

سبا بن یثجب بن یعرب بن قحطان۔

اور حدیث فروہ وغیرہ میں ہے: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سَبَا اسْمُ رَجُلٍ وَلَدَ عَشْرَةَ مِنْ الْوَالِدِ تِيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَ تَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ وَالسِّتَةُ حَمِيرٌ وَ كِنْدَةٌ وَالْأَزْدُ وَالْأَشْعَرُ وَ خَثْعَمٌ وَالْأَرْبَعَةُ لَحْمٌ وَ جُذَامٌ وَ عَامِلَةٌ وَ غَسَّانٌ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سبا ایک آدمی کا نام ہے جس سے دس بیٹے ہوئے چھ بابرکت اور چار بد خصلت جو بابرکت تھے وہ چھ یہ ہیں حمیر اور کندہ اور ازد اور اشعر اور خثعم۔ اور چار یہ ہیں لحم اور جذام اور عاملہ اور غسان۔

اور ابن کثیر کہتے ہیں: إِنَّهُ اسْمٌ لِلْقَبِيلَةِ ثُمَّ سُمِّيَتْ مَارِبُ سَبَا وَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ صَنْعَاءَ مَسِيرَةٌ ثَلَاثٌ۔

إِنِّي وَجَدْتُ أَمْرًا أَتَّبِلُكُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ①۴-

میں نے ایک عورت کو دیکھا جو مملکت پر حکمران ہے اور اسے ہر شے ملی ہے اور تخت تو اس کا بہت ہی بڑا ہے۔

یہاں عورت کہہ کر ہد ہد نے بلقیس کا تذکرہ کیا۔ یہ بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھی جو نسل یعرب بن قحطان سے تھی۔

اور بعض نے کہا: یہ تبع حمیری کی نسل سے تھی۔

اور ابن عساکر حسن رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ بلقیس کا نام لیلیٰ تھا لیکن یہ غیر مشہور روایت ہے۔

ایک قول ہے کہ آپ کے باپ کا نام سرح ابن ہد ہد تھا۔

بلقیس کی تخت نشینی کی داستان بھی عجیب ہے

بعض روایتوں میں ہے کہ جب بلقیس کا باپ مر گیا تو اس نے مملکت کی خواہش کی اور اپنی قوم کے لوگوں سے بیعت مانگی

ایک جماعت بیعت ہو گئی دوسری جماعت نے بیعت سے انکار کر دیا ان پر ایک شخص سخت بد چلن تھا جسے بلقیس کا ابن عم کہتے تھے

یہ خبیث اپنی مملکت میں عورتوں پر جبری زنا کا ارتکاب کرتا تھا۔ رعایا اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن مجبور تھی۔ بلقیس کو

غیرت آئی اور اس نے اپنے کو پیش کیا وہ سن کر بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا مجھے چونکہ آپ کی طرف سے مایوسی تھی اسی وجہ میں میں

پیام دینے سے رکا رہا۔ بلقیس نے کہا میں تجھ سے اس لئے خوش ہوں کہ تو میرا کفو ہے تو اپنے آدمی جمع کر اور مجھے پیام دے۔

اس نے سب کو جمع کر کے اپنا خیال ظاہر کیا سب نے کہا ہمیں امید نہیں کہ وہ تجھے منظور کرے اس نے کہا نہیں وہ میری

طرف راغب ہے۔

چنانچہ انہوں نے بلقیس سے استمراج کیا اس نے کہا ہاں میں اس سے عقد کو تیار ہوں۔

غرضکہ عقد ہو گیا جب شب زفاف ہوئی تو بلقیس اپنے جاہ و حشم اور خدام ادب کی معیت میں اس کے گھر گئی جب تخلیہ ہو گیا تو بلقیس نے اسے خوب شراب پلا کر مدہوش کر دیا پھر اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا اور گھر آ گئی۔

جب صبح ہوئی تو بلقیس نے اس کے وزراء کو بلا کر اس امر سے مطلع کر دیا اور کہا تم میں یہ خبیث شریف لڑکیوں کی عصمت دری کرتا تھا میں نے اسے قتل کر دیا اور تم جسے چاہو اپنے لئے حکمران چن لو جو تمہارا بادشاہ ہو سب نے جواب دیا۔

لَا نَرْضَىٰ غَيْرَكَ - ہم تو سوا آپ کے کسی سے راضی نہیں۔

فَمَلَكُوْهَا - تو بلقیس تنہا سارے ملک پر حکمران ہو گئی اور اب لوگ سمجھے کہ یہ نکاح نہ تھا بلکہ ایک سیاسی چال تھی۔

وَاشْتَهَرَ أَنَّ أُمَّهَا جَنِيَّةٌ - اور یہ بھی مشہور ہے کہ بلقیس کی والدہ جنیہ تھی۔ اس پر

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر مجاہد اور حکیم ترمذی سے اور ابن مردویہ عثمان بن حاضر رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں: إِنَّ

أُمَّهَا امْرَأَةٌ مِنَ الْجِنِّ يُقَالُ لَهَا بَلْقَمَةُ بِنْتُ شَيْصَا - بلقیس کی ماں جنوں سے تھی اور اس کا نام بلقمة بنت شیسوا تھا۔

اور ابن ابی حاتم زہیر بن محمد رحمہما اللہ سے راوی ہیں: إِنَّ أُمَّهَا فَارِعَةُ الْجَنِيَّةُ - بلقیس کی ماں فارعہ جنیہ تھی۔

اور تفسیر خازن میں اس طرح ہے کہ إِنَّ أَبَاهَا شَرَّاحِيلَ كَانَ يَقُولُ لِمَلُوكِ الْأَطْرَافِ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ

كُفُوًا لِّيَ وَأَبِي أَنْ يَتَزَوَّجَ فِيهِمْ فَخَطَبَ إِلَى الْجِنِّ فزَوَّجُوهُ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا رِيْحَانَةُ بِنْتُ السَّكَنِ -

بلقیس کا باپ شراحیل اپنے اردگرد کے تاجداروں سے کہہ دیتا تھا کہ تم میں سے کوئی میرا ہم کفو نہیں اس لئے میں تم سے رشتہ

نہیں کرتا پھر اس نے ایک جن کو پیام دیا اس نے رشتہ کر دیا اس لڑکی کا نام ریحانہ بنت سکن تھا۔

اور جن سے رشتہ کے مبادیات یہ ہوئے کہ

شراحیل بڑا شکاری تھا اکثر جنوں کا شکار بھی کر لیتا تھا جبکہ وہ ہرن کی صورت میں ہوتے پھر انہیں چھوڑ دیتا تھا کہ ایک

جنوں کا بادشاہ بھی ظاہر ہو گیا اس نے شکر کیا اور اسے اپنا دوست بنا لیا بعد میں اس کی بیٹی کے لئے اس نے پیام دیا ملک الجن

نے اس سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا۔ اس سے بلقیس پیدا ہوئی یہ وہی ہے ملکہ ملک سبا۔

اگرچہ شریعت مطہرہ میں عورت کی حکمرانی جائز نہیں لیکن یہاں بلقیس کی حکمرانی بحالت کفر تھی۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ

أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَكُوا بِنْتَ كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ

اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو حکمران بنا دیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جن کے حکم کی

باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں ہو۔

وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ - اور دی گئی اسے ہر شے۔

یعنی اشیاء میں سے وہ اشیاء جن کی ارباب حکومت کو ضرورت ہوتی ہے۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ⑩ - اور اس کا تخت تو بہت ہی بڑا ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جسے ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نقل کرتے ہیں: أَيْ سَرِيْرٌ

كَرِيْمٌ مِنْ ذَهَبٍ وَ قَوَائِمُهُ مِنْ جَوْهَرٍ وَ لَوْلُو حَسَنُ الصَّنْعَةِ - تخت عظیم بلقیس کا سونے کا تھا اس کے پائے

جواہرات کے تھے اور نہایت حسین صنعت کاری سے موتی جڑے ہوئے تھے۔

دوسری روایت ہے: إِنَّهُ كَانَ ثَلَاثِينَ ذِرَاعًا فِي ثَلَاثِينَ ذِرَاعًا مُرَبَّعًا وَكَانَ طَوْلُهُ فِي السَّمَاءِ ثَلَاثِينَ ذِرَاعًا۔ وہ تیس گز تھا مربع اور اس کی بلندی بھی تیس گز کی تھی۔

ایک قول میں ہے: كَانَ طَوْلُهُ ثَمَانِينَ فِي ثَمَانِينَ وَارْتِفَاعُهُ ثَمَانِينَ۔ اس کا طول و عرض اسی گز تھا اور بلندی بھی اسی گز تھی۔

ابن ابی حاتم زہیر بن محمد رحمہما اللہ سے راوی ہیں: إِنَّهُ سَرِيْرٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَ صَفْحَتَاهُ مُرْصَعَتَانِ بِالْيَاقُوْتِ وَالزَّبْرَجِدِ طَوْلُهُ ثَمَانُونَ ذِرَاعًا فِي عَرْضِ أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا۔ وہ تخت سونے کا تھا اور اس پر یاقوت و زبرجد جڑے ہوئے تھے اس کا طول اسی گز اور عرض چالیس تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی روایات بہت سی ہیں وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ۔

اس کے بعد ہدہ نے اس قوم کی مذہبی ملی حالت بیان کی حَيْثُ قَالَ۔

وَجَدْتُهُمْ وَقَوْمَهُمْ يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوا۔

یعنی وہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے متجاوز ہو کر غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانُوا مَجْرُوسًا يَعْبُدُونَ الْاَنْوَارَ۔ وہ مجوسی تھے نورانی چیزوں کو پوجتے تھے۔

بعض نے کہا وہ از قوم زنادقہ تھے اور وہ ایسا کیوں کرتے تھے اس کی وجہ بیان کی گئی:

وَزَيِّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ۔ اور شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عمل چھپا دیئے تھے۔ یعنی شیطانی اثرات سے اس طرز عبادت کو پسند کرتے تھے۔

فَصَدَّاهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٣﴾۔ اور اس شیطان نے انہیں راہ ہدایت سے روک رکھا ہے اور وہ ہدایت پر نہیں آتے۔

اَلَا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿١٤﴾ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٥﴾۔

اور یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو ہر چھپی چیز ظاہر فرماتا ہے آسمانوں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو یا علانیہ کرتے ہو وہ اللہ ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی جو رب عرش عظیم ہے۔

اسے کلام ہدہ ظاہر فرمایا گیا تو اس صورت میں یہ خطاب قوم حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوگا تاکہ انہیں عبادت الہی کی طرف ابھارا جائے۔ یا یہ خطاب قوم بلقیس کے لئے غائبانہ ہو سکتا ہے۔

خَبْءٌ کے معنی آلو سی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ يُّظْهَرُ الشَّيْءُ الْمَخْبُوءُ فِيْهِمَا كَاِنَّمَا كَانَ۔ ہر چھپی دبی شے کو ظاہر کرنے والا۔

وَ فَسَّرَهُ بَعْضُهُمْ هَهُنَا بِالْمَطْرِ وَالنَّبَاتِ۔ بعض نے اس کی تفسیر میں بارش اور سبزی بتایا۔



یہ سب بیان سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے جواب ہوا:

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصْدَقْتَ أَمْ كُنْتُمْ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٥﴾ - آپ نے فرمایا اب میں دیکھتا ہوں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔ لہذا اِذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَاَلْقِهِ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿١٦﴾ -

لے جا میرا یہ نامہ اور ڈال دے اس کی طرف اور علیحدہ ہو کر دیکھ وہ کیا بات پلٹتی ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہد ہد نے بہ تعمیل حکم کیا نامہ سلیمانی لے کر اڑا۔ یہ نامہ سر بہر تھا اس پر مشک کی مہر لگی ہوئی تھی۔ جب ہد ہد نامہ لے کر پہنچا تو اس نے شہزادی کو سویا ہوا پایا۔ اور محل کی محافظت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ سوتی تو تمام دروازے بند کر کے مقل کر دیئے جاتے تھے اور چابیاں ایک جھروکے سے شہزادی کو دے دی جاتیں وہ انہیں اپنے تکیے کے نیچے رکھ کر سوتی تھی۔ ہد ہد اس جھروکے سے داخل ہوا تو نامہ سلیمانی اس کے سینہ پر ڈال دیا جب وہ اٹھی تو محافظین و خدام ادب کو بدستور پھرے پر پایا۔ جب سر اٹھایا تو گود میں نامہ مبارک گر جب اس نے دیکھا تو مشکیں مہر سے اس کو مزین پایا۔

یہ دیکھ کر کہ ایسی سخت حفاظت کی صورت میں جس کا نامہ مجھ تک آیا وہ خود کیسی قوت کا مالک ہوگا۔ لرز گئی اور علی الفور اعیان دولت کو جمع کیا۔ یہ خود چونکہ نسل حمیر سے تھی اور نامہ سلیمانی عربی تھا اسے یہ پڑھ سکتی تھی۔

چنانچہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں:

الْقَوْلُ بَأَنَّهُ تَعَلَّمَ الْكِتَابَةَ الْعَرَبِيَّةَ مِنَ التَّبَاعَةِ وَ حَمِيرَ أَهْلِ الْحِيزَةِ وَ تَعَلَّمَهَا مِنْهُمْ أَهْلُ الْحِجَازِ - بلقیس کتابت عربی اس لئے جانتی تھی کہ وہ تبع حمیری کی نسل سے تھی اور حمیر اہل حیرہ سے ہیں اور اس نے اہل حجاز سے عربی لکھنا سیکھا تھا۔

اور اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام عرب نہ تھے مگر آپ عربی جانتے تھے۔ بہر حال بلقیس نے اعیان دولت اور عمال حکومت سے گفتگو کی۔ اور

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ - بولی اے سردار و میری طرف ایک عزت والا نامہ ڈالا گیا ہے۔

یعنی اپنی لے کر نہیں آیا بلکہ میری خواب گاہ میں میرے اوپر ڈالا گیا ہے اور اس میں یہ تحریر ہے:

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿١٨﴾ أَلَا تَعْلَمُونَ أَعْلَىٰ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿١٩﴾ -

یہ نامہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع ہے جو رحمن و رحیم ہے مضمون یہ ہے کہ مجھ پر تکبر نہ کرو اور اسلام لا کر آ جاؤ۔

أَيُّ مَضْمُونُهُ تَعْلَمُونَ أَعْلَىٰ أَيْ لَا تَتَكَبَّرُوا عَلَيَّ كَمَا يَفْعَلُ الْجَبَابِرَةُ مِنَ الْمُلُوكِ -

یعنی اس کا مضمون یہ تھا کہ مجھ پر تکبر نہ کر جیسے جابر اہل سلطنت کرتے ہیں اور سیدھی طرح ایمان و اسلام لا کر ادھر آ جا۔

ابن ابی حاتم یزید بن رومان رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ نامہ میں سلیمان علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا تھا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ إِلَىٰ بَلْقِيسَ بِنْتِ ذِي شَرْحٍ وَ قَوْمِهَا أَلَا تَعْلَمُونَ أَعْلَىٰ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ -

اور نامہ میں بسم اللہ سے ابتداء حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس آئیہ کریمہ کے نزول کے بعد سے فرماتے تھے۔

اور اس سے قبل کے متعلق عبدالرزاق اور ابن منذر شععی رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ  
 كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَكْتُبُونَ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ فَكَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا كَتَبَ  
 بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ حَتَّى نَزَلَتْ بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُرْسَهَا فَكَتَبَ بِسْمِ اللَّهِ ثُمَّ نَزَلَتْ ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا  
 الرَّحْمَنَ فَكَتَبَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ نَزَلَتْ آيَةُ النَّمْلِ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ  
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَكَتَبَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اور ایسا ہی ابوداؤد میں ہے۔

زمانہ جاہلیت میں بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ سے کتابت شروع کرتے تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بِاسْمِكَ  
 اللَّهُمَّ تحریر فرماتے تھے حتیٰ کہ بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُرْسَهَا نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ تحریر فرمائی پھر  
 ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا الرَّحْمَنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ تحریر فرمانا شروع پھر آیات  
 نمل اتریں إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 تحریر فرمائی۔

اس پر حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تفسیر اتقان میں ترتیب نزول ظاہر فرماتے ہیں۔

أُخْتَلِفَ فِي أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلَى أَقْوَالٍ أَحَدُهَا وَهُوَ الصَّحِيحُ إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ -  
 قرآن کریم سے اول جو نازل ہوا اس میں متعدد قولوں میں سے ایک یہ ہے جو صحیح ہے کہ پہلے إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل  
 ہوئی۔

اور شیخین کی متعدد احادیث سے بدء الوحی میں ہے جو صحیح ہے کہ إِقْرَأْ کے بعد يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ پھر الحمد شریف پھر  
 چوتھے نمبر میں بسم اللہ شریف کا نزول ہوا۔

اور امام جلال الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَعِنْدِي أَنَّ هَذَا لَا يُعَدُّ قَوْلًا بِرَأْسِهِ فَإِنَّهُ مِنْ ضُرُورَةِ نَزُولِ  
 السُّورَةِ نَزُولِ الْبَسْمَلَةِ مَعَهَا فَهُوَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ -  
 میرے نزدیک بے گنتی اقوال سے ثابت ہے کہ ہر سورۃ کے نزول کے ساتھ بسم اللہ ضرور نازل ہوئی ہے تو اول آیت بسم  
 اللہ ہے۔ اور یہ مفتاح کتاب اللہ کی ہے۔

الْأَتَعْلُوا عَلَيَّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ - یہ کہ نہ بلند ہو مجھ پر اور مسلمان ہو کر آجا۔

يَعْنِي أَي لَا تَتَكَبَّرُوا عَلَيَّ كَمَا يَفْعَلُ جَبَابِرَةُ الْمُلُوكِ - یعنی تکبر نہ کرو جیسے جاہراہل سلطنت کرتے ہیں  
 اور ایمان لا کر مسلمان ہو کر آجا۔

اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے اول دعوت ایمان دی گئی اگرچہ ہد ہد کا نام لے جانا معجزہ تھا لیکن حسب  
 عادت انبیائے کرام آپ نے وہ معجزہ جتایا نہیں بلکہ اول دعوت ہی دی۔

اور عادت انبیاء یہی ہے کہ الدَّعْوَةُ إِلَى الْإِيمَانِ أَوْلَى فَإِذَا عَوْرَضُوا أَقَامُوا الدَّلِيلَ عَلَيْهِ وَأَظْهَرُوا  
 الْمُعْجِزَةَ - اول ایمان کی دعوت دیتے ہیں جب وہ معارضہ کریں تو دلیل قائم فرمانے کے لئے معجزہ دکھاتے ہیں۔  
 اور سلیمان علیہ السلام نے تو نامہ مبارک ہی معجزانہ شان سے ہد ہد کے ذریعہ بھیجا تھا جو معجزہ باہرہ تھا لیکن اسے واضح نہیں

فرمایا تھا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔

### بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

بلیس بولی اے سردارو میرے اس معاملہ میں رائے دو  
میں نہیں اس معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ کرتی جب تک کہ تم  
میرے پاس حاضر نہ ہو

بولے ہم طاقتور ہیں اور سخت لڑنے والے اور اختیار تیرا  
ہے تو غور کر کہ تو کیا حکم دیتی ہے

بولی بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں  
اسے تباہ کر دیتے ہیں اور کر دیتے ہیں عزت والوں کو  
ذلیل اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں

اب میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں تو دیکھتی ہوں کیا  
جواب لے کر اپنی آتے ہیں

تو جب وہ سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا تم مدد کرتے ہو  
میری مال کے ساتھ تو جو کچھ دیا ہے مجھے اللہ نے وہ بہتر ہے  
اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو

پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم لائیں گے ان پر وہ لشکر  
جس کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہیں اور ضرور ہم نکال  
دیں گے انہیں اس شہر سے ذلیل کر کے اور وہ شکست  
پائیں گے

فرمایا سلیمان نے اے درباریو کون ہے تم میں سے جو  
میرے پاس اس کا تخت لائے قبل اس کے کہ وہ مطیع ہو کر  
میرے پاس آئے

بولا ایک سرکش جن کہ میں وہ تخت آپ کے پاس لاسکتا  
ہوں قبل اس کے کہ آپ یہاں سے اٹھیں اور میں بے  
شک قوت والا امین ہوں

عرض کی اس نے جس کے پاس علم تھا کتاب کا کہ میں  
اسے حاضر کر سکتا ہوں پلک مارنے سے پہلے تو جب دیکھا  
سلیمان نے اسے رکھا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي ۗ مَا  
كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُون ۝۱۹

قَالُوا نَحْنُ أَوْلُو الْقُوَّةِ وَالْوُءَابَاءُ شَدِيدُونَ  
الْأَمْرِ إِلَيْكَ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝۲۰  
قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَ  
جَعَلُوا أَعْرَاجَ أَهْلِهَا آذِلَّةً ۚ وَكَذَٰلِكَ  
يَفْعَلُونَ ۝۲۱

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنظِرَةً بِمِ  
يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝۲۲

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَيْدُونَنِي بِهَالٍ مِّمَّا  
أَتَىٰنِ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَىٰكُمْ ۗ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ  
تَفْرَحُونَ ۝۲۳

إِذَا رَجِعَ إِلَيْهِمْ فَمَا لَنَا تِينُهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا  
وَلَكِنْ خَرَجَهُمْ مِنْهَا آذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝۲۴

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ  
أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝۲۵

قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ  
تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۚ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ  
أَمِينٌ ۝۲۶

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ  
بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ  
مُتَقَرِّبًا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لُتَّ



فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ شکر کرے گا اپنے لئے اور جو ناشکر ہو تو بے شک میرا رب بے پروا سب خوبیوں والا ہے سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بے گانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا ان میں سے ہوتی ہے جو ناواقف رہے

تو جب بلقیس آئی کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا کہ یہ وہی ہے اور ہمیں علم ہو چکا تھا اس سے قبل اور ہم مسلمان فرمانبردار ہوئے

اور اسے روکا اس چیز سے جسے وہ پوجتی تھی اللہ کے سوا بے شک وہ قوم کافر سے تھی

اس سے کہا گیا صحن میں داخل ہو تو جب دیکھا اسے، گہرا پانی سمجھی اور کھولیں اس نے اپنی پنڈلیاں فرمایا سلیمان نے بے شک یہ تو صحن ہے چکنا شیشوں جڑا ہوا۔ بلقیس بولی اے میرے رب میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اب اسلام لائی ساتھ سلیمان کے اللہ پر جو سارے جہان کا رب ہے

### حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

قَالَتْ بُولَى	يَا أَيُّهَا اے	النَّكُورُ - سردارو	أَفْتُونِي - جواب دو مجھے
فِي - بیچ	أَمْرِي - میرے کام کے	مَا - نہیں	كُنْتُ - ہوں میں
قَاطِعَةً - طے کرنے والی	أَمْرًا - کوئی کام	حَتَّى - جب تک	تَسْمَعُونَ - تم حاضر نہ ہو
قَالُوا - بولے	نَحْنُ - ہم	أَوْلُوا - صاحب	قُوَّةٍ - قوت
وَ - اور	أَوْلُوا - صاحب	بِأَيْسَرٍ - لڑائی	شَدِيدٍ - سخت کے ہیں
وَ - اور	الْأَمْرُ - فیصلہ	إِلَيْكَ - تیرے پاس ہے	فَانظُرِي - سوتو دیکھ
مَاذَا - کیا	تَأْمُرِينَ - حکم دیتی ہے	قَالَتْ - بولی	إِنَّ - بے شک
الْمُلُوكَ - بادشاہ	إِذَا - جب	دَخَلُوا - داخل ہوتے ہیں	قَرِيَةً - کسی بستی میں
أَفْسَدُوهَا - برباد کر دیتے ہیں اس کو		وَ - اور	جَعَلُوا - بناتے ہیں

لِيَبْلُوَنِيَّ أَسْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَآبِي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿۳۱﴾

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۳۲﴾

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۗ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿۳۳﴾

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿۳۴﴾

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۗ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً ۖ وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا ۖ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُسَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ۖ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۵﴾

أَعْرَافًا - معززین

أَهْلَهَا - اس کے رہنے والوں کو

أَذَلَّةً - ذلیل

و۔ اور

كَذَلِكَ - ایسا ہی

يَفْعَلُونَ - وہ کرتے ہیں

و۔ اور

إِنِّي - بے شک میں

مُرْسِلَةٌ - بھیجنے والی ہوں

بِعَدِيَّةٍ - تحفے

إِلَيْهِمْ - ان کی طرف

فَنظَرْنَا - تو دیکھتی ہوں

بِمَ - کیسے

يَرْجِعُ - لوٹتے ہیں

الْمُرْسَلُونَ - بھیجے ہوئے

فَلَمَّا - تو جب

جَاءَ - آیا

سُلَيْمَانَ - سلیمان کے پاس

قَالَ - فرمایا

أ۔ کیا

تُثِدُّونَ - مدد دینا چاہتے ہو مجھے

بِمَالٍ - مال کی

فَمَا - تو جو

أَتَيْتَنِي - دیا مجھے

اللَّهُ - اللہ نے

خَيْرٌ - بہتر ہے

مِمَّا - اس سے جو

أَتَيْتَكُمْ - دیا تم کو

بَل - بلکہ

أَنْتُمْ - تم

بِهِدَايَتِكُمْ - اپنے تحفے پر

تَفْرَحُونَ - خوش ہوتے ہو

إِلَيْهِمْ - ان کی طرف

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ - ہم ضرور لائیں گے ان کے مقابل

إِرْجَاعُ - لوٹ جا

لَا - نہیں

قَبْلَ - مقابلہ

لَهُمْ - ان کا

بِهَذَا - اس سے

و۔ اور

لَنُخْرِجَنَّهُمْ - نکالیں گے ہم ان کو

مِنْهَا - اس سے

أَذَلَّةً - ذلیل کر کے

و۔ اور

هُمْ - وہ

صِغْرًا - خوار ہوں گے

قَالَ - فرمایا

يَأْتِيهَا - اے

الْمَلَكُ - سردارو

أَيُّكُمْ - کون تم میں سے

يَأْتِيَنِي - لائے گا میرے

پاس

بِعَرَّشِهَا - اس کا تخت

قَبْلَ - پہلے

أَنْ - اس سے کہ

يَأْتُونِي - آئیں میرے پاس

مُسْلِمِينَ - مسلمان ہو کر

عَفْرِيَّتٍ - ایک سرکش

مِنَ الْجِنِّ - جن

أَنَا - میں

إِيَّتِكَ - لاؤں گا آپ کے پاس

پہ۔ وہ تخت

قَبْلَ - پہلے

أَنْ - اس سے کہ

تَقُومَ - آپ اٹھیں

مِنْ مَقَامِكَ - اپنی جگہ سے

و۔ اور

إِنِّي - بے شک میں

عَلَيْهِ - اس پر

لَقَوِي - طاقتور ہوں

أَمِينٌ - امانت دار

الَّذِي - جس نے

عِنْدَا - جس کے پاس

عِلْمٌ - علم تھا

مِنَ الْكِتَابِ - کتاب کا

أَنَا - میں

إِيَّتِكَ - لاؤں گا تمہارے پاس

پہ۔ وہ تخت

قَبْلَ - پہلے

أَنْ - اس سے کہ

يُرْتَدَّ - واپس آئے

طَرَفُكَ - تیری نظر

فَلَمَّا - پھر جب

رَأَاهُ - اسے دیکھا

مُسْتَقْرًا - پڑا ہوا

عِنْدَا - اپنے پاس

قَالَ - کہا

هَذَا - یہ ہے

مِنْ فَضْلِ - فضل

رَبِّي - میرے رب کا

لِيَبْلُغَنِي - تاکہ مجھے آزمائے

ء۔ کیا

أَشْكُرُ - میں شکر کرتا ہوں

أَمْ - یا

أَكْفُرُ - ناشکری

و۔ اور

مَنْ - جو

شَكَرًا - شکر کرے

فَلَمَّا - تو اس کے سوا نہیں

يَشْكُرُ - شکر کرے گا

لِنَفْسِهِ - اپنی جان کے لئے

و۔ اور

مَنْ جُو	گفہ۔ ناشکری کرے	فَانَّ۔ تو بے شک	رَبِّي۔ میرا رب
عَنِّي۔ بے پروا ہے	كِرِيمٍ۔ بزرگ مہربان	قَالَ۔ فرمایا	تَكْرُوًا۔ تبدیل کر دو
لَهَا۔ اس کے لئے	عَرْشَهَا۔ اس کا تخت	نَنْظُرُ۔ ہم دیکھتے ہیں	آ۔ کیا
تَهْتَدِي۔ پہچانتی ہے	أَمْ۔ یا	تَكُونُ۔ ہوتی ہے	مِنَ الَّذِينَ۔ ان سے جو
لَا۔ نہیں	يَهْتَدُونَ۔ راہ پاتے	فَلَمَّا۔ پھر جب	جَاءَتْ۔ آئی
قِيلَ۔ پوچھا گیا	آ۔ کیا	هَكَذَا۔ اسی طرح ہے	عَرْشِكَ۔ تیرا تخت
قَالَتْ۔ بولی	كَانَهُ۔ گویا کہ وہ	هُوَ۔ وہی ہے	وَ۔ اور
أَوْتَيْنَا۔ دیئے گئے ہم	الْعِلْمِ۔ علم	مِنْ قَبْلِهَا۔ اس سے قبل	وَ۔ اور
كُنَّا۔ تھے ہم	مُسْلِمِينَ۔ مسلمان	وَ۔ اور	صَدَّهَا۔ روکا اس کو
مَا۔ جو	كَانَتْ۔ تھی وہ	تَعْبُدُ۔ عبادت کرتی	مِنْ دُونِ۔ سوا
اللَّهِ۔ اللہ کے	إِنَّهَا۔ بے شک وہ	كَانَتْ۔ تھی	مِنْ قَوْمٍ۔ قوم
كُفْرِينَ۔ کافر سے	قِيلَ۔ کہا گیا	لَهَا۔ اس کو	أَدْخُلِي۔ داخل ہو جا
الصَّرْحِ۔ صحن میں	فَلَمَّا۔ پھر جب	رَأَتْهُ۔ دیکھا اس کو	حَسِبْتَهُ۔ خیال کیا اس کو
لُجَّةً۔ گہرا پانی	وَ۔ اور	كَشَفْتُ۔ کھول دیں اس نے	عَنْ سَاقِيهَا۔ اپنی پنڈلیاں
قَالَ۔ کہا	إِنَّهُ۔ بے شک وہ	صَّرْحٍ۔ صحن ہے	مُهِرَّدٌ۔ چکنا صاف
مِنْ قَوَارِيرٍ۔ شیشے کا	قَالَتْ۔ بولی	رَبِّ۔ اے میرے رب	إِنِّي۔ بے شک میں نے
ظَلَمْتُ۔ ظلم کیا	نَفْسِي۔ اپنی جان پر	وَ۔ اور	أَسَلْتُ۔ میں اسلام لائی
مَعِ۔ ساتھ	سُلَيْمَانَ۔ سلیمان کے	لِلَّهِ۔ اللہ کے لئے جو	رَبِّ۔ رب ہے

الْعَالِيَيْنِ۔ سارے جہانوں کا

### خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۱۹

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ ۝۳۱۔ بلقیس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو اس معاملہ میں اس لئے کہ میں تمہارے بغیر کوئی قطعی فیصلہ کرنا نہیں چاہتی۔

قَالُوا نَحْنُ أَوْلُو الْقُوَّةِ وَأَوْلُوا أَبَاسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝۳۲۔

درباریوں نے کہا ہم طاقتور سخت جنگ کرنے کے قابل ہیں لیکن حکم تیرا ہی مقدم ہے لہذا سوچ کر ہمیں حکم دے۔

یعنی ہم جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں بہادر اور شجاع ہیں قوت و توانائی و دلیری ہم میں ہے لیکن اے ملکہ مطیع تیرے ہیں اگر جنگ کا خیال ہے تو ہمیں حکم دے اور اگر مشورہ لینا ہے تو ہم اس کے اہل نہیں یہ کام تیرا ہے اپنی عقل و تدبیر سے غور کر لے ہم لوگ مشورہ کے اہل نہیں۔

بلقیس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں اور رائے دینے کی ان میں اہلیت نہیں ہے تو



قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۗ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٣٧﴾

بولی بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس بستی کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں ان کا ایسا ہی رویہ ہوتا ہے۔ وہ غلبہ و قوت سے ملک فتح کر کے قتل و قید اور اہانت کے ساتھ اپنا تسلط جمایا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ہے کہ سردست میں خود نہ جاؤں اور نہ ہی جنگ کی تیاری کروں بلکہ۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنْظُرَ ۗ لَا بِمِ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٨﴾۔ میں ان کی طرف تحفہ بھیج کر دیکھوں گی کہ اپنی وہاں سے کیا جواب لاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی۔

اس لئے کہ بادشاہ ہدیہ قبول کرتے اور عزت و احترام سے ایچیوں کو واپس کرتے ہیں اور نبی تحفہ تحائف کی پروا نہیں کرتے وہ صرف اور صرف قبول دعوت سے خوش ہوتے ہیں۔

چنانچہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف پانچ سو غلام پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زیورات سے آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے روانہ کئے اور پانچ سو اینٹیں سونے کی جواہرات سے مرصع کر کے ایک تاج زریں مکمل بجواہر اور مشک و عنبر وغیرہ ساتھ بھیجے اور ایک خط لکھ کر قاصد کو روانہ کر دیا۔

ہدیہ سب کچھ دیکھ کر چلا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں سب حال عرض کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ بلقیس کے فرستادوں کے آنے سے قبل نو فرسخ کے میدان میں سونے چاندی کی اینٹیں بچھادی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی کی گنگا جمنی دیوار کا احاطہ کر دیا جائے اور وہاں بحر و بر کے خوبصورت جانور پرند اور چرند آباد ہوں اور جنوں کے نوجوان بچے احاطہ کے دائیں بائیں رکھے جائیں۔

حسب الحکم تمام نظام بلقیس کے فرستادوں کے آنے سے قبل مکمل ہو گیا۔

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمِينَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِي اللَّهُ خَيْرًا مِّمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٩﴾

تو جب وہ ایچی بلقیس کے سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو کچھ اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہارے مال سے بہتر ہے تم تو اپنے تحفوں میں ہی خوش ہو۔

مگر میں اپنے رب کے فضل پر راضی ہوں اور اس وفد کے امیر منقر بن عمرو سے فرمایا:

ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٤٠﴾

واپس جاؤ (اور بلقیس کو کہہ دو کہ یا تو اسلام لا کر حاضر ہو جائے ورنہ) ہم ضرور ان پر وہ لشکر کشی کریں گے جن کے مقابلہ کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم انہیں ان کے شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ پست ہوں گے۔ ادھر یہ تہدید فرما کر ایچیوں کو ملک سب واپس کیا ادھر آپ نے اپنے علم سے جانا کہ اب وہ ملکہ ہمارے حضور اسلام کے ساتھ آئے گی۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا:

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَيْكُمُ يَا تَبِيْنِي بَعْرُ شِهَاقِبَلِ أَنْ يَأْتِيَنِي مَسْلَبِيْنَ ﴿٤١﴾

اور فرمایا اے ہمارے درباریو تم میں کون ایسا ہے کہ اس کا تخت یہاں لے آئے اس سے قبل کہ وہ مسلمان ہو کر ہمارے حضور حاضر آئے۔

اس کے جواب میں ایک عفریت جنوں میں سے بولا (عفریت کہتے ہیں طاقتور یا شریکو) کہ وہ تخت میں حاضر کر سکتا ہوں اجلاس برخواست کرنے سے قبل، چنانچہ ارشاد ہے:

قَالَ عَفْرِيْتُ مِنَ الْجِنَّ أَنَا أَيْتِيكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٥﴾ - اور

حضور بے شک میں یہ قوت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔

یہ تخت بلیقیس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ رکھ کر اس کے تمام دروازے مقفل کر کے اس پر پہرے دار قائم کر دیئے تھے پھر خدمت سلیمانی کی حاضری کا ارادہ کیا تھا۔

جب یہ روانہ ہوئی تو اس شان سے کہ بارہ ہزار نواب اس کے جلو میں تھے۔ اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکری تھے۔ یہاں عفریت کی پیشکش بھی منظور نہ ہوئی اس لئے کہ آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا آپ نے فرمایا ہم اس سے جلدی چاہتے ہیں تو

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۗ -

وہ بولا جسے علم کتاب حاصل تھا کہ میں اس تخت کو پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر سکتا ہوں۔

یہ آپ کے وزیر آصف بن برخیا تھے جو اسم اعظم جانتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لاؤ حاضر کرو آصف نے عرض کی حضور آپ نبی ہیں نبی زادے ہیں آپ سے زیادہ قوت کس کو حاصل ہے آپ دعا فرمائیں تو وہ تخت آپ کے سامنے ہو گا۔

حضرت نے فرمایا تم سچ کہتے ہو چنانچہ آپ نے دعا کی وہ تخت قدرت الہی عزوجل سے زمین کے نیچے نیچے چل کر آپ کی کرسی کے پاس نمودار ہو گیا یا حضرت آصف نے بہ تعمیل حکم دمزدن میں پیش کر دیا۔

فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَآءٍ - توجب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس دیکھا تو

قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۗ لِيَبْلُوَنِي ۗ أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۗ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ

رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٣٦﴾ - فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو اس کا شکر کرے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے شک بے پروا کرم والا ہے۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلیقیس کی ذہانت و فطانت کا توازن فرمانے کا حکم دیا کہ اس تخت کی جڑ اول بدل دی جائے۔

قَالَ نَكِّرُوا الْهَاعِرَ شَهَانُظْرًا تَهْتَدِي ۗ أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ -

فرمایا سلیمان نے بلیقیس کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ پاتی ہے راہ یا ان میں ہوتی ہے جو ناواقف ہیں۔

چنانچہ ان کی جڑت اول بدل دی گئی پھر جب وہ حاضر ہوئی۔

فَلَمَّا جَاءَتْ قَبِيلًا هَكَذَا عَرَّشُكَ - جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۗ - بلیقیس بولی گویا کہ یہ وہی ہے۔

یہ جواب بلقیس کی کمال ذہانت کے ماتحت تھا کہ اس نے جڑا دل بدلی ہوئی کو بھی جان لیا اور آپ نے اسے اپنی قوت کا بھی مظاہرہ فرمادیا اور بتادیا کہ تیری حفاظت اور قفل لگا کر پہرہ دارا سے نہ روک سکے تو خدائی قوت کے مقابلہ میں اسباب کی قوت کچھ نہیں ہوتی۔ چنانچہ بلقیس نے ساتھ ہی کہہ دیا:

وَأَوْزَيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾

اور ہمیں تو حضور اس سے قبل ہی معلوم ہو چکا تھا اور ہم مسلمان ہو چکے تھے۔ جبکہ آپ کا نامہ مبارک مجھ تک آیا میں سمجھ چکی تھی کہ آپ نبی ہیں اور آپ کے ساتھ قدرت الہی کی قوت ہے۔

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٣٧﴾

اور اسے روکا اس چیز سے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک وہ کافر قوم سے تھی۔ یعنی ایمان لانے سے اس کی بت پرستی اور قوم کی جمعیت مانع تھی اس وجہ میں وہ کافروں میں ہی تھی۔ ورنہ معجزانہ شان سے نامہ سلیمانی دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ جس کا یہ نامہ ہے وہ یقیناً مؤید من اللہ عزوجل نبی ہے۔

اب اس کا دوسرا امتحان اس طرح کیا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے محل میں ایک صحن شیشہ کا بنوایا تھا جس کے نیچے پانی تھا اس میں رنگین مچھلیاں تیر رہی تھیں اس کے اندر کے رخ آپ کا تخت لگا ہوا تھا کہ آنے والا اس زجاجی صحن کو عبور کر کے آپ تک پہنچے۔ چنانچہ

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا

بلقیس کو کہا گیا کہ صحن میں آئے تو جب وہ آئی تو دیکھ کر گمان کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی پنڈلیاں کھولیں۔

تاکہ اس پانی میں سے چل کر آپ تک پہنچے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سمجھ لیا کہ جس کی عقل اسے نہ پہچان سکی وہ اللہ تعالیٰ کے عرفان تک کیسے پہنچ سکتی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُسَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۗ - سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں جڑا ہوا۔

یعنی یہ پانی نہیں ہے۔ یہ سن کر بلقیس نے اپنی پنڈلیاں چھپالیں اور اپنی بے سمجھی پر منفعیل ہوئی۔ اور سمجھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو ایسے ایسے عجائبات کے ساتھ حکومت اور نبوت عطا فرمائی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے دعوت توحید دی اس نے علی الفور جواب دیا جس کا تذکرہ یہ ہے:

قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٨﴾

بلقیس کہنے لگی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ تیرے سوا غیر کی پرستش کی اور اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن اطاعت جھکاتی ہوں جو رب سارے جہان کا ہے۔

مختصر یہ کہ بلقیس نے اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کیا اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کی۔

اب چند ضروری تصریحات بھی سمجھ لیں۔

۱۔ قرآن کریم حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس ملکہ سبا کے قصہ میں جو واضح بیان کرتا ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد کریم حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت و سلطنت کے وارث ہوئے۔



- ۲- حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منطق الطیر کا بھی علم عطا فرمایا۔
- ۳- حضرت سلیمان علیہ السلام کی متابعت میں انسان، جن اور جانور مسخر فرمائے گئے اور ہوا بھی آپ کے حکم میں مسخر تھی۔
- ۴- حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری ہوائی تھی جسے آج کل کے زمانہ میں ایروپلین کہہ سکتے ہیں۔
- ۵- ہد ہد کے ذریعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک سبا کی اطلاع ملی اور آپ نے اسی کے ذریعہ اپنا فرمان دعوت بھیجا۔
- ۶- بلقیس نے اپنے درباریوں سے نامہ سلیمانی کا تذکرہ کر کے کچھ تحفے بھیجنا مناسب سمجھا اور جنگ کرنا پسند نہ کیا۔
- ۷- جب ایلچی تحفے لے کر آئے تو سلیمان علیہ السلام نے وہ واپس کر دیئے اور فرمایا کہ اگر اسلام قبول نہ کیا تو ہم لشکر کشی کر کے تمہارا ملک تباہ کر دیں گے۔
- ۸- ایلچیوں سے یہ حال معلوم کر کے بلقیس نے حاضر دربار سلیمانی ہونے کا عزم کر لیا۔
- ۹- دربار سلیمانی میں شیشہ کی چھت جس میں پانی نہ تھا وہاں سے بلقیس آئی پنڈلیاں کھولیں پھر اطمینان کر کے کہ یہ پانی نہیں پنڈلی چھپالی۔
- ۱۰- اس شان و شوکت کو دیکھ کر بلقیس ایمان لائی اور اپنا تخت پچی کاری بدلا ہوا پا کر مرعوب ہو گئی۔
- ۱۱- پھر بلقیس ایمان لے آئی۔

ارباب سیر کی سیر کرنے سے بہت سی رنگ آمیزیاں اس قصہ میں ملتی ہیں مثلاً

۱- بلقیس کی شادی سلیمان علیہ السلام سے ہوئی۔ اس کی اصل قرآن کریم میں نہیں اگر ہوئی ہو تو ہوئی اور نہ ہوئی ہو تو نہ ہوئی۔

- ۲- حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس پر فریفتہ تھے یہ الزام اور خرافات خالص ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور ایسا الزام نبی کی ذات پر نازیباً بھی ہے۔
- ۳- بلقیس جنیہ کی اولاد تھی یہ بھی سیر کی سیرانی شان ہے یا بعض غیر مستند احادیث سے پتہ چلتا ہے۔
- ۴- بلقیس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں اس لئے آپ نے صرح مرد بالقواریر تیار کرائی تاکہ وہ پانی کا حوض سمجھ کر پنڈلیاں کھول کر اس میں اترے اور آپ اس کی پنڈلیاں دیکھ لیں۔ یہ بھی محض بے اصل اور غیر ذمہ دار بات ہے جسے ایک نبی کی طرف منسوب کرنا بڑی جرأت کرنا ہے۔
- پھر معتزلہ نے اس میں کھینچ تان جو کی ہے وہ بھی محض زائد امر ہے اور بے معنی ہے۔

اب اصل تفسیر ملاحظہ فرمائیں

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

اس رکوع میں جو نادر لغات ہیں اول وہ سمجھ لیں۔

لَا قَبْلَ لَهُمْ - قبل کے معنی طاقت کے ہیں اور اصل میں قبل کہتے ہیں مقابلہ کو وَالْمَعْنَى لَا يَقْدِرُونَ أَنْ يُقَابِلُوهُمْ۔

عَفْرِيتٌ - آدمیوں میں سے وہ جو خبیث و منکر ہو اور شیاطین میں سے وہ جو خبیث و سرکش ہو۔

أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ۔ طرف کہتے ہیں دیکھنے کے وقت پلک جھپکانے کو اس سے کمال سرعت میں مبالغہ مقصود ہے۔ اور تخت بلقیس کو پلک جھپکنے میں لادینا قدرت الہی عزوجل سے بعید نہیں وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ۔

نَكُرُوا لَهَا۔ يَعْنِي اجْعَلُوا الْعَرْشَ مُنْكَرًا وَ مُغَيِّرًا عَنْ شَكْلِهِ۔

گائے ہو۔ بلقیس نے ہو ہو نہیں بلکہ گائے ہو کہا گویا کہ وہ ویسا ہی ہے۔

إِنَّهُ صَرَّاحٌ مُّسَرِّدٌ مِّنْ قَوَارِيرٍ۔ صَرَّاحٌ مَّحَلٌ۔ مُّسَرِّدٌ۔ صَاف چکنا۔ قَوَارِيرٍ۔ جمع قارورہ کی ہے اور قارورہ وہ شیشہ ہے جو صاف و مجلی ہو۔

### تفسیر رکوع سوم۔ سورۃ نمل۔ پ ۱۹

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ ۝۳۱

بلقیس بولی اے درباریو! مجھے مشورہ دو میرے معاملہ میں میں قطعی فیصلہ نہیں کرتی کسی بات کا جب تک تم جمع نہ ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْإِفْتَاءُ عَلَى مَا قَالَ صَاحِبُ الْمَطْلَعِ الْإِشَارَةُ عَلَى الْمُسْتَفْتَى فِيمَا

حَدَّثَ لَهُ مِنَ الْحَادِثَةِ بِمَا عِنْدَ الْمُفْتِي مِنَ الرَّأْيِ وَالتَّدْبِيرِ وَهُوَ إِزَالَةُ مَا هُوَ لَهُ مِنَ الْإِشْكَالِ۔

صاحب مطلع فرماتے ہیں اس میں اشارہ ہے مستفتی پر جو کوئی حادثہ ہو اسے مفتی سے رائے اور تدبیر کے متعلق دریافت

کرنا ہے اور ازالہ کرنا ہے اس مشکل کا۔

وَ فِي الْمَغْرِبِ إِشْتِقَاقُ الْفَتَاوَى مِنَ الْفَتْحِ لِأَنَّهَا جَوَابٌ فِي حَادِثَةٍ أَوْ إِحْدَاثٍ حُكْمٍ أَوْ تَقْوِيَةٍ

بَيَانِ الْمَشْكَالِ۔ اور مغرب میں ہے کہ فتویٰ فتی سے مشتق ہے اس لئے کہ وہ جواب ہوتا ہے حادثہ میں یا حکم لینا ہوتا ہے کسی

احداث میں یا تقویت ہوتی ہے کسی بیان مشکل میں۔

تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مجھے مشورہ دو جو تمہاری رائے میں ہو اس معاملہ میں جو مجھ پر آیا ہے۔

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ ۝۳۱۔ میں کسی معاملہ میں قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم نہ موجود ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيُّ مَا أَقْطَعُ أَمْرًا مِّنَ الْأُمُورِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْمُلْكِ إِلَّا بِمُحَضَّرِكُمْ وَ

بِمُوجِبِ أَرَائِكُمْ وَاسْتَدْلُ بِالْأَيَّةِ عَلَى اسْتِحْبَابِ الْمَشَاوِرَةِ وَالْإِسْتِعَانَةَ بِالْأَرَآءِ فِي الْأُمُورِ الْمُهْمَةِ۔ اس

آیت سے استحباب مشورہ اور استعانت امور مہمہ میں آرائے اہل الرائے ثابت ہوتا ہے۔ اس پر اعیان دولت نے جواب دیا:

قَالُوا نَحْنُ أَوْلُو الْقُوَّةِ وَأَوْلُو أَبَاسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝۳۲

بولے سب کہ ہم تعداد اور جسم میں پوری قوت والے ہیں اور جنگ میں کامل جانباہ اور شجاع ہیں مگر حال یہ ہے کہ حکم تو

تمہارا ہی ہے لہذا دیکھ لو اور سوچ کر حکم دو ہمیں تعمیل میں عذر نہیں۔

یعنی سب نے کہا اگر جنگ کرنا ہے تو ہم ہر طرح تیار ہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قِيلَ كَانَ أَهْلُ مَشُورَتِهَا

ثَلَاثَ مِائَةٍ وَ اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا كُلُّ وَاحِدٍ عَلَى عَشْرَةِ آلَافٍ۔ یہ اہل مشورہ تین سو بارہ آدمی تھے اور ہر ایک دس

دس ہزار پر حکمران تھا۔

اس کے علاوہ اور روایتیں ہیں جن میں اتنا مبالغہ ہے کہ ارض یمن کی آبادی سے بھی فوج کی تعداد بڑھ جاتی ہے بہر حال





اور قاصد کو ہدایت کی کہ تم دیکھنا کہ وہ تم سے سختی اور ہیبت کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اگر غصہ و غضب سے گفتگو کریں ڈرنا نہیں کہ ہم ان سے قوت میں بہت زیادہ ہیں اور سمجھ لینا کہ یہ صرف بادشاہ ہے۔  
اور اگر تم سے ہشاش بشاش طریقہ پر لطف و کرم سے پیش آئیں تو سمجھ لینا یہ نبی ہیں۔  
مختصر یہ کہ قاصد تحفے تحائف لے کر ادھر روانہ ہوا۔

ادھر ہد ہد جو سب کچھ دیکھ رہا تھا تیزی سے چلا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں سارا حال آ کر سنا دیا۔  
آپ نے اسی وقت حکم دیا کہ سونے کی اینٹیں بنائی جائیں اور چاندی کی بھی تیار کی جائیں۔  
جنوں نے حکم سنتے ہی تیار کر دیں پھر حکم دیا یہ اینٹیں نو فرسخ تک بچھا کر سڑک بنا دو اور سونے چاندی کی اینٹوں کی دونوں طرف دیوار بنا دو۔ جب یہ کام ہو جائے تو آپ نے فرمایا: ائى الدَّوَابِّ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ أَحْسَنُ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْ دَوَابِّ فِي الْبَحْرِ يُقَالُ لَهَا كَذَا وَ كَذَا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا لَهَا أَجْنِحَةٌ وَ أَعْرَاقٌ وَ نَوَاصِي قَالَ عَلِيٌّ بِهَا السَّاعَةُ فَآتَوْهُ بِهَا قَالَ شُدُّوْهَا عَنْ يَمِينِ الْمَيْدَانِ وَ عَلِيٌّ شِمَالِهِ۔ کہاں کہاں کے جانور دریائی اور جنگلی خوبصورت ہیں عرض کیا حضور فلاں فلاں جگہ سے بہتر ہم نے خوبصورت جانور نہیں دیکھے ان کے بازو ایسے پیشانیاں ایسی ہیں فرمایا فوراً حاضر کرو۔

چنانچہ سب حاضر کئے گئے حکم ہوا انہیں اس جنگل میں باندھ دو۔  
پھر آپ نے جن و شیاطین اور انسانوں کو اور وحوش و طیور کو حکم دیا کہ وہ اپنی اولادیں جمع کریں چنانچہ سب جمع ہو گئیں۔  
پھر آپ اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوئے اور چار ہزار کرسی اپنے دائیں بائیں لگائی۔  
اب وہ فرستادہ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ جانور بھی ایسے خوبصورت ہیں کہ اس سے قبل ہم نے نہ دیکھے۔  
آگے چلے تو سڑک سونے چاندی کی اینٹوں کی دیکھی دور وہ دیوار بھی گنگا جمنی اینٹوں سے کھڑی پائی تو انہیں اپنے دل میں شرم آئی تو جو کچھ سونا چاندی لائے تھے اسے راستہ میں ہی چھپا دیا۔  
اور بارگاہ سلیمانی میں پہنچ کر نامہ بلبقیس پیش کیا آپ نے اسے پڑھ کر فرمایا۔  
اِنَّ الْحَقُّ؟۔ وہ ڈبیا کہاں ہے؟ قاصدوں نے پیش کیا آپ نے اسے ہلایا کہ جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اس میں موتی ہے اس کے اندر یہ چھید کرانا چاہتے ہیں اور ایک گھونگا ہے جس میں ٹیڑھا سوراخ ہے اس میں ڈورا پروانا مطلوب ہے۔

چنانچہ ایک دیمک جسے ارضہ کہتے ہیں کو حکم ہوا اس نے ڈورا پکڑا ایک طرف سے چل کر ٹیڑھے رخ سے باہر آگئی۔  
پھر موتی میں سوراخ کے لئے دودہ بیضا کو حکم ہوا اس نے سوراخ کر دیا۔  
پھر کنیر و غلام کے امتیاز کی باری آئی وہ بھی آپ نے ممیز فرمائے۔  
اس کے بعد آپ نے ہدایا تمام واپس فرمادیئے اور اس قسم کی سیر کی روایتیں بہت سی ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئیں۔

علاوہ اس کے علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ان روایات میں اپنی رائے یہ دی ہے کہ وَ كُلُّ ذَالِكَ الْاٰخْبَارِ لَا

يُذْرَى صِحَّتْهَا وَلَا كِذْبُهَا۔ بہر حال قرآن کریم اتنا فرماتا ہے کہ

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمٌ قَالَ أَتَيْدُونِنِ بِمَالٍ فَمَا آتَيْنَا اللَّهُ خَيْرًا مِّمَّا آتَيْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿١٦﴾

جب وہ فرستادے حضرت سلیمان کی خدمت میں آئے (اور لائے ہوئے تحفے پیش کئے تو) فرمایا کیا تم میری مدد مال سے کرتے ہو تو جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے (نبوت و مملکت سے وہ) بہتر ہے اس سے جو تمہارے پاس ہے بلکہ تم تو اس قسم کے تحفے تحائف سے راضی ہو۔

فَكَانَهُ قِيلَ أَنْكُرُ أَمْدَادَكُمْ أَيَّامَ بَمَالٍ لِأَنَّ مَا عِنْدِي خَيْرٌ مِنْهُ فَلَا حَاجَةَ لِي إِلَى هَدْيِكُمْ۔

گویا آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ایسے تحفے تحائف سے تم لوگ ہی اپنی پست ہمتی سے خوش ہوتے ہو کیونکہ تمہارے دل محبت دنیا میں منہمک ہیں اور فرمایا:

إِن رَجِعَ إِلَيْهِمْ فَلَمَّا تَبَيَّنَتْهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿١٧﴾

آپ نے فرستادوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور اپنے تحفے لے جاؤ اور (بلیقیس کو کہہ دو کہ یا تو اسلام لا کر آئے ورنہ) یقیناً ہم وہ لشکر لائیں گے جس کے مقابلہ کی قوت نہ ہوگی اور ہم ضرور تمہیں ملک سبا سے نکال دیں گے اور تمہاری عزت و تمکنت سب جاتی رہے گی اور بلندی سے پستی میں آ جاؤ گے۔

چنانچہ فرستادے بلیقیس کے پاس پہنچے اور سطوت سلیمانی کا مفصل حال اور آپ کی مال سے بے پرواہی کا سب واقعہ سنا دیا۔ بلیقیس نے سن کر فیصلہ کیا کہ وہ یقیناً نبی اللہ ہیں اور ان سے مقابلہ محال ہے لہذا مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔

اس کا علم بھی انوار نبوت یا کسی ذریعہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہو گیا اور آپ نے اپنے دربار میں فرمایا:

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ أَأَيْتُنِي بَعْرُ شَهَابٍ قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿١٨﴾

فرمایا اے درباریو تم میں کون ایسا ہے جو میرے پاس بلیقیس کا تخت اس کے مسلمان ہو کر یہاں آنے سے پہلے لا دے۔ ادھر یہاں یہ انتظام کیا گیا ادھر بلیقیس نے روانگی کا اہتمام کیا۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِذَا عَلِمْتُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَا طَاقَةَ لَهَا بِقِتَالِهِ۔ جب بلیقیس نے جان لیا کہ وہ نبی ہیں اور اس کے مقابلہ کی اس میں طاقت نہیں۔ تو سب سے پہلے اس نے اپنے تخت کو محفوظ جگہ رکھوایا اور مقفل کر کے پاسبان مقرر کر دیئے پھر یہ روانہ ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اطلاع دی اِنِّي قَادِمَةٌ عَلَيْكَ بِمَلُوكٍ قَوْمِي حَتَّى أَنْظُرَ مَا أَمْرُكَ وَمَا تَدْعُوا إِلَيْهِ مِنْ دِينِكَ۔ میں اپنی قوم کے نوابوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آرہی ہوں تاکہ میں دیکھوں آپ اپنے دین کے لئے مجھے کیا دعوت دیتے ہیں۔

غرض کہ آپ کے اس فرمان پر ایک طاقتور جن جسے عفریت کہا جاتا ہے کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

قَالَ عَفْرِيْتُ مِنَ الْجِنَّ أَنَا أَيْتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿١٩﴾

ایک عفریت طاقتور جن عرض کرنے لگا حضور! میں اس تخت کو آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے دربار سے اٹھیں اور میں اس تمام کام کی قوت رکھتا ہوں اور پورا امانت دار ہوں۔

عفریت عربی میں خبیث سرکش کو کہتے ہیں۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ قَالَ عَفْرِيْتُ پراسے خبیث مارو جن فرماتے ہیں۔

اس عفریت کے نام میں اختلاف ہے۔

ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا نام صخر فرماتے ہیں۔ اور ابن ابی حاتم، ابن جریر شعیب الجبائی رحمہم اللہ سے ناقل ہیں: **إِنَّ اسْمَهُ كَوْزُنُ** اس کا نام کوزن تھا۔ اور ایک روایت میں اس کا نام کوزی بتایا ہے۔

ایک روایت سے اس کا نام ذکوان ملتا ہے۔

آپ کی مجلس احکام جاری کرنے کے لئے صبح سے ظہر تک ہر روز ہوتی تھی۔

چنانچہ ذکوان عفریت نے اتنا وقت تخت لانے کے لئے مانگا اور عرض کیا میں یہ طاقت رکھتا ہوں کہ اس مدت میں وہ تخت لے آؤں اور امانت دار ہوں اس میں سے کچھ نہ نکالوں گا نہ تبدیل کروں گا کہ اتنے میں ایک وہ بولے جنہیں علم کتاب حاصل تھا:

**قَالَ النَّبِيُّ عِنْدَ مَا عَلِمَ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا أَيْتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ**۔

بولادہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں آپ کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر سکتا ہوں۔

یہ علم کتاب رکھنے والے کون تھے اس کے متعلق جمہور میں سے

حضرت ابن عباس اور یزید بن امان اور حسن علیہم رضوان فرماتے ہیں کہ وہ آصف بن برخیا ابن شعیب ابن منکبیل تھے ان

کی والدہ کا نام باطورا تھا جو بنی اسرائیل سے تھیں اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے۔

اور مجمع البیان میں یہ ہے کہ **إِنَّهُ وَزِيرُهُ وَابْنُ أُخْتِهِ وَكَانَ صِدِّيقًا يَعْلَمُ الْأَسْمَ الْأَعْظَمَ**۔ یہ وزیر تھے حضرت

سلیمان علیہ السلام کے اور آپ کے بھانجے تھے اور آپ کے دوست تھے اور اسم اعظم جانتے تھے۔

ایک قول ہے کہ آپ کا کاتب تھا۔

اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں جس میں ان کا نام اسطور یا اسطورس بھی ہے۔ کسی نے کہا ذوالنور نام تھا۔ کسی نے کہا وہ

حضرت خضر ہی تھے۔ کسی نے کہا ان کا نام ملیخا تھا۔ ایک قول ہے کہ ان کا نام ملخ تھا۔ ایک قول ہے کہ ان کا نام تملیخا ہے۔ کسی

نے کہا ان کا نام ہود تھا کسی نے کہا ان کا نام حنہ ابن اوحبہ کسی نے کہا وہ حضرت جبریل امین ہی تھے۔

بہر حال جمہور اسی طرف ہیں کہ وہ حضرت آصف بن برخیا تھے۔

اب قدر تا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آصف بن برخیا کے تخت منگوانے میں معاذ اللہ محتاج تھے

جب ہی تو آپ نے **أَيُّكُمْ يَا تَيْبِيُّ بَعْرَ شَهَا** فرمایا۔ اور عفریت کے دیر میں لانے کے سبب دوسری طرف توجہ کی اور آصف کے ذریعہ وہ تخت چشم زدن میں آ گیا۔

اس پر علامہ تقی موسیٰ بن محمد بن علی بن موسیٰ اور یحییٰ بن اسلم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال ہم نے آپس میں کیا تو یحییٰ بن

اسلم نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے بھائی علی بن محمد سے یہ سوال کیا کہ کیا سلیمان علیہ السلام علم آصف کے محتاج تھے

کہ وہ خود تخت نہ لاسکے اور آصف سے منگوا یا۔

تو آپ نے فرمایا: **لَمْ يَعْجِزْ سُلَيْمَانُ عَنْ مَعْرِفَةِ مَا عَرَفَ آصْفُ لَكِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَبُّ أَنْ**

**يَعْرِفَ أُمَّتَهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُ الْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِهِ وَ ذَلِكَ مِنْ عِلْمِ سُلَيْمَانَ أَوْ دَعَا آصْفَ بِأَمْرِ اللَّهِ**



فَفَهَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لِنَلَّا يُخْتَلَفَ فِي إِمَامَتِهِ -

حضرت سلیمان علیہ السلام اس علم سے ہرگز عاجز نہ تھے لیکن آپ کو یہ پسند تھا کہ آپ کی امت جن وانس سے جان لے کہ آصف آپ کے بعد امام قوم ہیں اور یہ علم سلیمان علیہ السلام سے آصف کو بہ حکم الہی عزوجل ودیعت کیا گیا تھا تا کہ آپ کے بعد آپ کی امامت میں کوئی اختلاف نہ کرے۔

اور وہ اسم اعظم جو آپ نے آصف بن برخیا کو تعلیم فرمایا تھا وہ یہ تھا: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ -

ایک قول ہے وہ اسم اعظم تھا: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

ایک قول ہے وہ اسم تھا: اللَّهُ الرَّحْمَنُ -

ایک قول ہے کہ وہ اسم عبرانی تھا: أَهْيَا أَشْرَاهِيَا -

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم زہری رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضرت آصف نے یہ دعا پڑھی تھی: يَا إِلَهَنَا وَإِلَهُ كُلِّ

شَيْءٍ إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ائْتِنِي بِعَرْشِهَا -

اور طرف عربی میں تحریک اجفان یعنی پلک جھپکنے کو کہتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے پلک جھپکائی جب کھولی تو۔

فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهَا - اور دیکھا تو وہ تخت آپ کے سامنے تھا تو آپ نے شکر یہ الہی عزوجل کیا۔

قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ﷻ - اور کہا یہ میرے رب کا فضل ہے۔

لِيَبْلُوَنِيَّ أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ﷻ - تاکہ وہ میرا امتحان لے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔

اس کے بعد آپ نے عام اصولی بات ظاہر کی وہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر کرنے والا نعمتوں میں زیادہ حقدار ہو جاتا

ہے اور ناشکر اعذاب میں مبتلا ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد عالی ہے لِيَنْ شُكْرُكُمْ لَا يَزِيدَنَّكُمْ وَلِيَنْ كُفْرُكُمْ إِنَّ عَذَابِي

لَشَدِيدٌ - اگر تم شکر کرو تو ہماری نعمتیں تمہیں زیادہ ملیں گی اور ناشکری کرو گے تو ہمارا عذاب بہت سخت ہے۔

ورنہ تمہارا شکر ہمیں کوئی نفع نہیں دیتا اور تمہاری ناشکری سے ہمیں نقصان نہیں ہوتا اور وہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے

فرمایا:

وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ⑩ -

اور جو شکر کرے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو ناشکری کرے گا تو میرا رب بے پروا کریم ہے۔

یعنی ان کی شکرگزاری ان کے نفع کا موجب اور ناشکری میں اللہ تعالیٰ بے پروا ہے اور وہ تو پھر بھی کرم فرماتا ہے البتہ

ناشکرانہ نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

اب آگے کے قصہ کی طرف رجوع فرمایا گیا۔

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَ تَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ⑪ - فرمایا سلیمان نے بیگانہ کر دو

اس کے تخت کو ہم دیکھتے ہیں وہ صحیح عقل سے اسے پہچانتی ہے یا ویسے ہی ہوتی ہے جیسے نہ جاننے والے ہوتے ہیں۔

یعنی اس تخت کی پچی کاری اور جڑ اول بدل دو تا کہ اس تخت کی شکل وہ نہ رہے ہر گنہگار اس کی جگہ دوسرا گنہگار جڑ دو۔

بعض نے کہا اس کے نیچے کی جڑ اول اوپر کر دو اور اوپر کی نیچے۔  
ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کتنی ذہین ہے چنانچہ تعمیل حکم ہوئی اور وہ تمام جواہرات بدل گئے۔  
فَلَمَّا جَاءَتْ قَيْلَ أَهَكَذَا عَرَ شُكِّ ٭۔ تو وہ جب آگئی اس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔  
یعنی وہ تخت جسے تو مقفل کر کے محفوظ کر آئی تھی تو اس نے تخت دیکھ کر جواب دیا:

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ۔ بولی بلیس یہ گویا کہ وہی ہے۔

یعنی اگرچہ وہ نہیں ہے لیکن ویسا ہی ہے اس کی پچی کاری میں اور اس کی پچی کاری میں فرق ہے لیکن طول و عرض اور ساخت میں بالکل یہ ویسا ہی ہے اور اس تخت پر کیا منحصر ہے۔

وَأَوْتَيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ٭۔ حضور! مجھے اس سے پہلے ہی علم ہو چکا تھا اور میں اسلام لایا چکی تھی۔  
یعنی آپ کی صحت نبوت اور کمال قدرت کا مجھے جب ہی علم ہو چکا تھا جب آپ کا نامہ عالی ہد ہد لایا تھا اب اس معجزہ کے مشاہدہ کی مجھے ضرورت نہیں میں تو اول ہی آپ کو مان چکی تھی اور ایمان لایا چکی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے:

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ٭ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ٭۔

اور روکا اس کو اس کے مذہب قدیم سے جو وہ پوجتی تھی اللہ کے سوا اور بے شک وہ قوم کفار سے تھی۔

یعنی دعوات اسلامیہ علانیہ قبول کرنے سے اس کی قدیم طرز عبادت اور شرک نے روک رکھا تھا اس لئے کہ وہ کافروں کی قوم سے تھی۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جنوں نے جب بلیس کے آنے کی خبر سنی تو اس سے خائف ہوئے کہ اگر آپ نے بلیس سے عقد فرمایا اور اس سے اولاد ہوگئی تو وہ جنوں کو ذلت سے دیکھے گا اور انسانوں کے حقوق زیادہ ملحوظ رکھے گا تو انہوں نے نہایت خفیہ سازش کر کے اول بلیس کی طرف جنوں کا الزام لگایا اور اس کے ساتھ ہی نفرت پیدا کرنے کی غرض سے عرض کیا: إِنَّ رِجْلَهَا كَحَوَافِرِ الْبَهَائِمِ بلیس کی پنڈلیاں ایسی ہیں جیسے جانوروں کی کہ بالوں سے بھری ہوئی ہیں اس وجہ سے شیشے کی چھت بنوائی گئی اور اس کے نیچے پانی رکھا تا کہ بلیس پنڈلی کھول کر جب آگے بڑھے گی تو پنڈلیوں کے بال معادم ہو جائیں گے۔

اگرچہ اس کے مان لینے میں کوئی مضائقہ شرعی نہیں اس لئے کہ ابھی وہ مشرک تھی اور مشرک اور انعام میں کیا فرق ہے  
أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔

لیکن باوجود اس رخصت شرعی کے ہم اس قسم کی روایات کو بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

بہر حال جو الزام جنوں اجنب نے رکھا تھا اس کا امتحان تو تخت کے ذریعہ ہو گیا کہ بلیس نے اس کے جواب میں گائے ہو  
کہہ کر اپنی ذہانت و فطانت کا پورا ثبوت دے دیا۔

دوسرا امتحان پنڈلی کے بالوں کا یا بلیس کی مزید ذہانت کا یہ ہوا کہ إِنَّ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَ الْجِنَّ قَبْلَ قُدُومِهَا فَبَنَوْا لَهُ عَلَى طَرِيقِهَا قَصْرًا مِّنْ زُجَاجٍ أبيضٍ وَأَجْرِي مِنْ تَحْتِهِ الْمَاءُ وَالْقِي فِيهِ مِنْ دَوَابِّ الْبَحْرِ السَّمَكِ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو حکم دیا کہ اس کے آنے سے پہلے راستہ میں ایک محل سفید شیشہ کا

بنایا جائے اور اس کے آنے سے پہلے اس کے نیچے پانی جاری کیا جائے اس پانی میں دریا سے مچھلیاں ڈالی جائیں چنانچہ جنوں نے فوراً وہ محل تیار کر دیا۔

آپ نے اس کے صدر میں اپنا تخت لگایا آپ اس پر جلوہ فرما ہوئے اور آپ کے گردا گرد پرند اور جن و انس حاضر تھے اور اس لئے محل بنوایا گیا کہ اس کی ذہانت کا مزید امتحان ہو اور جنوں نے جو کہا تھا: **إِنَّهَا شَعْرَاءُ السَّاقِينِ وَالرَّجُلَيْنِ وَرَجُلُهَا كَحَافِرِ الْحِمَارِ**۔ وہ بہت بالوں والی پنڈلیاں رکھتی ہے اور اس کے پیر گدھے کے سموں کی طرح ہیں واللہ اعلم آوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ چھت بھی اس کی ذہانت و فطانت کے لئے ہی بنوائی تھی اور اتنے شفاف شیشے کی بنائی گئی تھی کہ اس پر شیشے کا شبہ ہی نہیں ہو سکتا تھا اور

**قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ**۔ اور اسے کہا گیا محل میں داخل ہو۔

اور اگر پنڈلی دیکھنے والی روایت تسلیم بھی کر لی جائے تو اباحت نظر قبل الخطابہ پر یہ آیت دلیل ہو سکتی ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

**فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِيهَا**۔ توجہ بلیقیس نے دیکھا تو وہ سمجھی کہ یہ پانی کا حوض ہے تو اس نے پانچے چڑھا کر پنڈلیاں کھولیں۔

صرح عربی میں بناء عالی کو بھی کہتے ہیں اور صحن قصر کو بھی کہتے ہیں۔

تو پانچے اس لئے چڑھائے کہ پانی سے کپڑے نہ بھگیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بتایا اور

**قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرٍ**۔ فرمایا یہ چھت ہے چکنے شیشوں کی۔

قارورہ کی جمع قواریر ہے۔ پھر جبکہ اس نے یہ امر عظیم دیکھا تو علی الفور بول اٹھی۔

**قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ بلیقیس بولی اے میرے رب میں

نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ سورج کی پوجا کی اور میں سلیمان کے ساتھ ایمان لائی رب العالمین پر اور غیر خدا کی پرستش اب ترک کر دی۔

اس کے بعد اب روایات سیر کی رنگ آمیزیاں بھی ملاحظہ کر لیں۔

**وَاخْتَلَفَ فِيْ اَمْرِهَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فِقِيلٌ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَزَوَّجَهَا وَاَحْبَبَهَا وَاَقْرَبَهَا عَلٰى مُلْكِهَا**

**وَاَمَرَ الْجِنَّ فَبَنَوْا لَهَا سَلِيْحِيْنَ وَغَمْدَانَ وَكَانَ يَزُوْرُهَا فِي الشَّهْرِ مَرَّةً فَيَقِيْمُ عِنْدَهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ**

**وَوَلَدَتْ لَهٗ**۔

بلیقیس کے اسلام لانے کے بعد کے حالات میں اختلاف ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے عقد فرمایا اور وہ محبوب بیوی بنی اور اس کی مملکت پر مختار فرمایا

اور جنوں کو حکم دیا کہ اس کے لئے مسلح دو لشکر رکھیں اور تلواروں کا سایہ رکھیں گویا قلعہ میں محفوظ رکھیں اور آپ ایک ماہ میں ایک

بار اس کے پاس آتے اور تین دن رہتے آپ سے اس کے اولاد بھی ہوئی۔

اور ابن عساکر سلمہ بن عبد اللہ ربیع رحمہما اللہ سے راوی ہیں: **اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّهَرَهَا بَعْلَبَكَّ**۔ بلیقیس کے مہر



میں آپ علیہ السلام نے بعلبک شہر دیا تھا۔

اور اس کے غسل کے لئے حمام تعمیر کرایا اور یہ پہلا حمام تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا اور نورہ یعنی ہڑتال چونہ سے بال اڑانا بھی آپ ہی کے زمانہ سے جاری ہوا۔

پھر ان روایتوں کے ساتھ یہ بھی روایت ہے۔

عَنْ وَهْبٍ أَنَّهُ قَالَ زَعَمُوا أَنَّ بَلْقِيسَ لَمَّا أَسْلَمَتْ قَالَ لَهَا سُلَيْمَانُ اخْتَارِي رَجُلًا مِّنْ قَوْمِكَ أَزْوَاجِكِ فَقَالَتْ أَمْثَلِي يَا نَبِيَّ اللَّهُ نَنكِحُ الرِّجَالَ وَقَدْ كَانَ فِي قَوْمِي مِنَ الْمُلْكِ وَالسُّلْطَانِ مَا كَانَ قَالَ نَعَمْ إِنَّهُ لَا يَكُونُ فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا ذَلِكَ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُحَرِّمِي مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ فَقَالَتْ زَوْجِنِي إِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنْ ذَلِكَ ذَاتُكَ إِذَا تَبِعَ مَلِكٌ هَمْدَانَ فَزَوْجَهَا إِيَّاهُ ثُمَّ رَدَّهَا إِلَى الْيَمَنِ وَسَلَطَ زَوْجَهَا ذَاتُكَ وَدَعَا زَوْبَعَةَ أَمِيرَ جَنِّ الْيَمَنِ۔

بلقیس کو بعد از اسلام حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم میں سے کسی کا انتخاب کر لے تو میں اس سے تیرا نکاح کر دوں اس نے عرض کیا حضور! میں کس کا انتخاب کروں۔ میری قوم سے ایک نواب تھا اس نے اقرار نہ کیا اور وہ مسلمان بھی نہیں۔ اب حضور کو یہ زیبا نہیں کہ آپ مجھے اس نعمت سے محروم فرمائیں جو اللہ نے آپ پر حلال کی ہے گو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عقد کی خواہش کی اور اگر یہ کسی طرح ممکن نہیں تو اس تیج سے کر دیجئے جو ہمدان کا بادشاہ ہے پھر آپ نے بلقیس کو یمن بھیج دیا اور زوبعہ تیج امیر الجن سے اس کا عقد ہو گیا۔

پھر یہی اوزاعی رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ ایک برج ٹوٹی اس میں سے ایک حسین عورت کی لاش ملی جس کے سر پر ایک عمامہ اسی گز لبا تھا اس کے ایک پلہ پر لکھا ہوا تھا سنہری خط میں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَنَا بَلْقِيسُ مَلِكَةٌ سَبَا زَوْجَةُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ  
مَلِكْتُ مِنَ الدُّنْيَا كَافِرَةٌ وَ مُؤْمِنَةٌ مَا لَمْ يَمْلِكْهُ أَحَدٌ بَعْدِي صَارَ مَصِيرِي إِلَى الْمَوْتِ فَاقْضُوا يَا  
طَالِبِي الدُّنْيَا - وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

میں بلقیس ملکہ سبازوجہ سلیمان بن داؤد ہوں جب کافر تھی تو دنیا کی مالک ہوئی اور مومنہ ہو کر وہ ملک ملا کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملا اور میرے بعد بھی کسی کو نہ ملے گا اور انجام میرا موت پر ہوا تو اے طالب دنیا طلب دنیا میں کمی کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم یہ وہ روایتیں ہیں جن پر صحیح و غلط ہونے کا احتمال ہے بہر حال سیر میں ایسے ایسے بہت سے واقعات ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کئے اور تفسیر کو ان روایتوں سے تعلق بھی مناسب نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

اور بے شک بھیجا ہم نے ثمود کی طرف ان کی برادری سے  
صالح کو کہ اللہ کی عبادت کرو تو جس سے وہ دو گروہ ہوئے  
جھگڑا کرتے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنْ  
اعْبُدُوا اللَّهَ قَدْ آذَاهُمْ قَرِينًا يَخْتَصِمُونَ ﴿۱۵﴾

صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں جلدی کرتے ہو  
برائی کی بھلائی سے پہلے کیوں نہیں بخشش مانگتے اللہ سے  
تاکہ تم پر رحم ہو

بولے ہم نے براشگون لیا تم سے اور جو تمہارے ساتھ  
ہیں ان سے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے یہاں ہے بلکہ  
تم لوگ فتنہ میں ہو

اور شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کرتے اور اصلاح  
نہیں چاہتے تھے

بولے آپس میں اللہ کی قسم کھا کر ہم ضرور ان کو چھاپہ  
ماریں گے صالح اور آپ کے گھر والوں پر پھر کہیں گے  
ان کے وارث سے کہ ہم موجود نہ تھے قتل کے وقت اور  
بے شک ہم سچے ہیں

اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی  
اور وہ بے خبر رہے

تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا  
انہیں اور ان کی ساری قوم کو۔

تو یہ ان کے گھر میں ڈھے پڑے بدلہ ان کے ظلم کا بے  
شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں کے لئے

اور بچا لیا ہم نے انہیں جو ایمان لائے اور وہ پرہیزگار تھے  
اور لوط کو جب اس نے قوم سے کہا کیا بے حیائی پر آتے  
ہو اور تم دیکھ رہے ہو

کیا تم مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ  
کر بلکہ تم جاہل ہو

تو نہیں تھا جواب اس کی قوم کا مگر یہ کہ بولے نکال دو لوط کو  
اور اس کے گھر والوں کو اپنی بستی سے یہ لوگ ستمراپن  
چاہتے ہیں

تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس  
کی عورت کو تو کیا ہم نے اس کی عورت کو پیچھے رہ جانے

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ  
الْحَسَنَةِ ۗ كُوۡلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ  
تُرْحَمُونَ ﴿٣٦﴾

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۗ قَالَ طَّيَّرَكُمْ  
عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٣٧﴾

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ سَعَةٌ رَّاهُطٌ يُفْسِدُونَ فِي  
الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَاَهْلَهُ ثُمَّ  
لَنَقُوْلَنَّ لِيُوَلِّيَنَا وَاٰلِهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهِ وَاِنَّا  
لَصٰدِقُوْنَ ﴿٣٩﴾

وَ مَكْرُوۡا مَكْرًا وَّ مَكْرٰنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا  
يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٠﴾

فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۗ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَّ  
قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤١﴾

فَتِلْكَ بَيُوْتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوۡا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ  
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٢﴾

وَ اُنۡجَيْنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَكٰوٰ اَيُّتُّوۡنَ ﴿٤٣﴾  
وَلُوۡطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوۡنَ الْفٰحِشَةَ وَاَنْتُمْ  
تُبْصِرُوۡنَ ﴿٤٤﴾

اَيُّكُمْ لَتَاْتُوۡنَ الرِّجَالَ سَهْوَةً مِّنۡ دُوۡنِ  
النِّسَاءِ ۗ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوۡنَ ﴿٤٥﴾

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قَالُوۡا اَخْرِجُوۡا  
اِلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرْيَتِكُمْ ۗ اِنَّهُمْ اِنۡسَ  
يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿٤٦﴾

فَاُنۡجَيْنٰهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا اِمْرَاَتَهٗ ۗ قَدَرۡنَا لَهَا مِنَ  
الْغٰبِرِيۡنَ ﴿٤٧﴾

والوں میں

اور ہم نے بارش کی ان پر ایک قسم کی تو بہت ہی بری بارش  
تھی ڈرائے ہوؤں کی

تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چنے ہوئے  
بندوں پر کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے بنائے ہوئے شریک

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطْرًا فَسَاءَ مَطْرُ  
الْمُنْذِرِينَ ﴿٥٨﴾

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ  
اصْطَفٰى ۗ اَللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

### حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

اور	لَقَدْ	آرَسَلْنَا	ہم نے بھیجا	الی۔ طرف
شعور۔ شعور کی	آخا۔ بھائی	ہُمْ۔ ان کے	اللہ۔ اللہ کی	صلحاً۔ صالح کو
ان۔ یہ کہ	اعْبُدُوا۔ عبادت کرو	يَخْتَصِمُونَ۔ جھگڑتے	تَسْتَعْجِلُونَ۔ جلدی کرتے ہو	قَادًا۔ تو ناگہان
ہم۔ وہ	فَرِيقَيْنِ۔ دو فریق تھے	لِمَ۔ کیوں	قَبْلَ۔ پہلے	قَالَ۔ فرمایا
يَقُولُ۔ اے میری قوم	بِالسَّيِّئَةِ۔ برائی کی	تُسْتَغْفِرُونَ۔ بخشش مانگتے	قَالُوا۔ بولے	لَوْلَا۔ کیوں نہیں
بِسَبِّهِ۔ ان سے جو	عِنْدَ۔ پاس	قَوْمٍ۔ قوم ہو	فِي۔ بیچ	تُرْحَمُونَ۔ رحم کئے جاؤ
عِنْدَ۔ پاس	تُفْتَنُونَ۔ فتنہ میں پڑی ہوئی	الْمَدِينَةِ۔ شہر کے	يُفْسِدُونَ۔ فساد کرتے تھے	و۔ اور
قَوْمٍ۔ قوم ہو	تَسْعَةً۔ نو	فِي۔ بیچ	يُصْلِحُونَ۔ اصلاح کرتے تھے	طَائِفُكُمْ۔ تمہارا لشکون تو
فِي۔ بیچ	فِي۔ بیچ	فِي۔ بیچ	فِي۔ بیچ	أَنْتُمْ۔ تم
یفسدوں۔ فساد کرتے تھے	یصلحوں۔ اصلاح کرتے تھے	تفتنون۔ فتنہ میں پڑی ہوئی	تسعون۔ نو	كَانَ۔ تھے
اور	قَالُوا۔ بولے	قَالَ۔ فرمایا	بَلْ۔ بلکہ	رَاهِطٍ۔ آدمی
قَالُوا۔ بولے	بَارِئِينَ۔ ہم کہیں گے	بَارِئِينَ۔ ہم کہیں گے	بَارِئِينَ۔ ہم کہیں گے	الْأَرْضِ۔ زمین کے
قَالُوا۔ بولے	مَهْلِكٍ۔ وقت ہلاک ہونے	مَهْلِكٍ۔ وقت ہلاک ہونے	مَهْلِكٍ۔ وقت ہلاک ہونے	الْأَرْضِ۔ زمین کے
قَالُوا۔ بولے	لَصَادِقُونَ۔ سچے ہیں	لَصَادِقُونَ۔ سچے ہیں	لَصَادِقُونَ۔ سچے ہیں	الْأَرْضِ۔ زمین کے
قَالُوا۔ بولے	مَكْرًا۔ ایک تدبیر	مَكْرًا۔ ایک تدبیر	مَكْرًا۔ ایک تدبیر	الْأَرْضِ۔ زمین کے
قَالُوا۔ بولے	يَسْعُرُونَ۔ سمجھتے تھے	يَسْعُرُونَ۔ سمجھتے تھے	يَسْعُرُونَ۔ سمجھتے تھے	الْأَرْضِ۔ زمین کے



مَكْرِهِمْ - ان کے مکر کا	عَاقِبَةُ - انجام	كَانَ - ہوا	كَيْفَ - کیا
قَوْمَهُمْ - ان کی قوم کو	وَ - اور	دَمَرْنَاهُمْ - ان کو برباد کر دیا	أَنَا - کہ ہم نے
خَاوِيَةً - ویران	بَيُّوتُهُمْ - ان کے گھر ہیں	فَتِلْكَ - تو یہ	أَجْمَعِينَ - سب کو
فِي - بیچ	إِنَّ - بے شک	ظَلَمُوا - ان کے ظلم کے	بِهَا - بدلے
يَعْلَمُونَ - جانیں	لِقَوْمٍ - اس قوم کے لئے جو	لَايَةً - نشان ہیں	ذَلِكَ - اس کے
آمَنُوا - ایمان لائے	الَّذِينَ - ان کو جو	أَنْجَيْنَا - نجات دی ہم نے	وَ - اور
وَ - اور	يَتَّقُونَ - پرہیزگار	كَانُوا - تھے	وَ - اور
لِقَوْمِهِ - اپنی قوم کو	قَالَ - کہا اس نے	إِذْ - جب	لُوطًا - لوط کو
وَ - اور	الْفَاحِشَةَ - بے حیائی کو	تَأْتُونَ - آتے ہو تم	أ - کیا
إِنَّكُمْ - تم	ع - کیا	تُبْصِرُونَ - دیکھتے ہو	أَنْتُمْ - تم
مِّنْ دُونِ - سوائے	شَهْوَةً - شہوت سے	الرِّجَالِ - مردوں کے پاس	لَتَأْتُونَ - آتے ہو تم
قَوْمٍ - قوم ہو	أَنْتُمْ - تم	بَلْ - بلکہ	النِّسَاءِ - عورتوں کے
جَوَابٍ - جواب	كَانَ - تھا	فَمَا - تو نہیں	تَجْهَلُونَ - جاہلوں کی
قَالُوا - بولے	أَنْ - یہ کہ	إِلَّا - مگر	قَوْمِهِ - اس کی قوم کا
مِّنْ قَرَبَيْكُمْ - اپنی بستی سے	لُوطٍ - لوط کو	الْ - آل	أَخْرَجُوا - نکال دو
	يَتَطَهَّرُونَ - پاک رہنا چاہتے ہیں	أُنَاسٍ - لوگ ہیں	إِنَّهُمْ - بے شک وہ
أَهْلَكَ - اس کے گھر والوں کو	وَ - اور	فَأَنْجَيْنَاهُ - تو ہم نے اسے نجات دی	فَأَنْجَيْنَاهُ - تو ہم نے اسے نجات دی
	قَدَّمْنَاهَا - ہم نے چھوڑا اس کو	إِلَّا - مگر	إِلَّا - مگر
أَمْطَرْنَا - بارش کی ہم نے	وَ - اور	مِنَ الْعَبْرِيِّينَ - پیچھے رہنے والوں میں	مِنَ الْعَبْرِيِّينَ - پیچھے رہنے والوں میں
مَطَرٍ - بارش	فَسَاءَ - تو بری ہوئی	عَلَيْهِمْ - ان پر	عَلَيْهِمْ - ان پر
الْحَمْدُ - سب تعریف	قُلِ - کہہ	الْمُنْذِرِينَ - ڈرائے ہوؤں کی	الْمُنْذِرِينَ - ڈرائے ہوؤں کی
عَلَى - اوپر	سَلَامٌ - سلام	وَ - اور	بِاللَّهِ - اللہ کو ہے
اصْطَفَى - برگزیدہ ہیں	الَّذِينَ - جو	عِبَادِهِ - اس کے بندوں کے	عِبَادِهِ - اس کے بندوں کے
أُمَّا - یا وہ جو	خَيْرٌ - بہتر ہے	اللَّهُ - اللہ	آ - کیا
		يُشْرِكُونَ - شریک بناتے ہیں	يُشْرِكُونَ - شریک بناتے ہیں

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

وَلَقَدْ أَمَرْنَا آلَ شُعُوبٍ أَنْ أُخْلَعُوا مِنْ دُرُجِهِمْ فَمَا أَذَاهُمْ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٩﴾

اور بے شک بھیجا ہم نے قوم شعوب کی طرف ان کی برادری سے صالح کو (اس لئے کہ وہ انہیں ہدایت کریں) کہ اللہ کی پوجا

کر تو جیسی ان میں دو فریق جھگڑنے لگ گئے۔

یہ تیسرا قصہ سورہ نمل میں حضرت صالح علیہ السلام کا ہے۔

اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے یہاں فَاِذَا هُمْ فَرِيقَيْنِ يَخْتَصِمُونَ فرما کر اس امر کا اظہار اجمالاً فرمایا گیا کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے پند و نصائح فرمائے اور انہیں دعوت اسلام دی تو ان میں دو فریق ہو گئے ایک تو حید پرست دوسرا گمراہ مشرک۔

تو آپ نے فرمایا:

قَالَ لِقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٣٦﴾ -

اے میری قوم والو! کیوں گناہ کرنے میں نیکی سے پہلے جلدی کرتے ہو کیوں نہیں اللہ سے بخشش مانگتے تاکہ تم رحم کئے جاؤ اور اگر ایسے ہی تم جھگڑتے رہے اور ہدایت قبول نہ کی تو تم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس پر وہ بضد ہو کر بولے کہ عذاب کیوں نہیں آتا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے عذاب نہ مانگو خیر و رحمت طلب کرو اس کے حضور استغفار کرو تو کہنے لگے:

قَالُوا أَظَلَمْنَا بِكَ وَبَيْنَ مَعَكَ ۗ -

بولے ہم آپ سے بدشگونی لیتے ہیں اور جو آپ کے ساتھ ہیں انہیں بھی منحوس سمجھتے ہیں آپ نے جواب دیا:

قَالَ ظَلَمْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٣٧﴾ - فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم فتنے میں مبتلا ہو۔

ان کی بدشگونی لینے کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے دعوت صالح علیہ السلام قبول نہ کی تو ان پر خشک سالی نمودار ہوئی۔ قحط

قائم ہو گیا تو انہوں نے اوندھی سمجھ کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ تنگی آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی نحوست سے آئی ہے۔ آپ

نے جواب دیا کہ تمہارا یہ وہم غلط ہے بلکہ یہ تمہارے اعمال کی نحوست ہے جو خدا کے یہاں تمہارے لئے مقدر تھی اور اس سے

ابتلا و مصائب تم پر آئے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ -

اور شہر میں تھے نو شخص جو فساد پھیلاتے تھے زمین میں اور اصلاح نہ کرتے تھے۔

یہ نو آدمی بد معاش شر پسند تھے انہوں نے باہمی معاہدہ کیا اور

قَالُوا اتَّقُوا اللَّهَ يَا لَيْسَةَ آهْلَهُمْ لَنْفُوقِنَّ لِوَالِيهِ مَا شِئْنَا مَمْهَلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٣٩﴾ -

بولے قسم کھاؤ اللہ کی کہ ہم ضرور شب خون ماریں گے اور انہیں معہ ان کے گھر والوں کے مار دیں گے پھر ان کے رشتہ

داروں سے کہہ دیں گے کہ ہم اس وقت موجود ہی نہ تھے اور بالکل سچے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے یہ مکر گناہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی محافظت کی اور ان پر آسمانی بلا آئی جس نے انہیں ہلاک کر دیا جیسا

کہ ارشاد ہے:

وَمَكْرُؤًا مَكْرًا وَمَكْرًا أَوْ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٤٠﴾ -

اور انہوں نے مکر گناہا اپنے مقدر بھر اور ہم نے اس کا بدلہ اور مکر کی ایسی سزا دی کہ انہیں اس کا شعور ہی نہ ہوا۔

مکر ایک ایسا محاورہ ہے جو فارسی میں بھی بولا جاتا ہے۔ مصرع ”بدی رابدی سہل باشد جزا۔“ بدی کی بدی کے ساتھ سزا

آسان ہوتی ہے۔ یہاں پہلی بدی بمعنی برائی کے اور دوسری بدی بمعنی جزا ہے۔

ایسے ہی عربی میں **وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرًا** اللہ کا محاورہ قرآن پاک میں استعمال ہوا جس کے یہ معنی ہوئے کہ دشمنان مسیح نے مکر گانٹھا اور اللہ نے اس کے مقابل اپنی تدبیر فرمائی **وَاللَّهُ خَيْرٌ الْبَكْرِينَ**۔ اللہ بہترین مدبر ہے۔

یہ دونوں لفظ تلفظ میں ایک طرح بولے گئے اس بنا پر عوام اس محاورہ کو عام طور پر نہیں سمجھتے۔ اور قرآن کریم پر الزام تراشی کی جرأت کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ مشرکین یا شریروں کا مکر تو ٹھیک ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مکر اور خیر الما کرین ہونا غلط محاورہ ہے۔ یہ علی السبیل المشاکلہ ایک لفظ دو معنی میں آتا ہے جیسے اردو میں بھی بولتے ہیں: ”تیری چال تو تو چل چکا اب میری چال بھی دیکھ۔“ یہاں پہلی چال دھوکے کے معنی میں ہے اور دوسری چال اس کی سزا کے معنی میں مستعمل ہے۔

محاورہ ہے: ”اچھا تیرا داؤ تو چل گیا اب میرے داؤ کا انتظار کر“ یعنی تیری مکاری تو ہو گئی اب اس کا جواب بھی دیکھ ایسے **وَمَكْرُؤًا مَكْرًا** کے معنی میں انہوں نے چال بازی کی **وَمَكْرًا مَكْرًا** اور ہم نے بھی اس کی محافظت کی **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** ایسے حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔

**فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۗ اِنَّا دَمَرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِينَ ۝۵۱ قَتَلْتَ بِيوتِهِمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَايَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝۵۲ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَكٰنُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۵۳**

تو دیکھو ان کے مکر کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو غارت کر دیا تو یہ ان کے گھر ہیں خالی پڑے ہوئے ہیں ان کے ظلم کے سبب بے شک اس میں ایک بڑی نشانی ہے اس قوم کے لئے جو جانتی ہے اور نجات دی ہم نے انہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گار تھے۔

**لَبِيسَتِنَّهُ**۔ تہمت سے ماخوذ ہے۔ رات کے وقت چھاپہ مارنے اور بے خبری میں قتل کرنے کو کہتے ہیں۔

**مَهْلِكًا**۔ ظرف مکان ہے یا ظرف زمان۔ اس کے معنی ہیں ما حضرنا وقت هلاكهم۔

**خَاوِيَةً**۔ کے معنی خالیہ کے ہیں یا ساقط کے، خالی پڑے ہوئے یا گرے پڑے ہیں۔

یہ مختصر قصہ بیان فرما کر اب چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا شروع فرمایا گیا **حَيْثُ قَالَ**۔

**وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفٰحِشَةَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُوْنَ ۝۵۴ اِيْنِكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ سَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ ۗ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝۵۵**۔ اور لوط نے جب کہا اپنی قوم کو کہ تم بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو اور دیکھتے بھالتے ایسا کرتے ہو کہ مردوں پر شہوت سے آتے ہو عورتوں کے علاوہ تم جاہل اور نرے جاہل ہو۔

یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بتایا اور بتایا کہ جو کام تم کر رہے ہو وہ بے حیائی ہے اور تم خود بھی جانتے ہو کہ یہ بے حیائی ہے تو اس کا جواب ان کے پاس کچھ نہ تھا سو اس کے کہ بگڑ گئے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

**فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَخْرِجُوْا اِل لُّوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۗ اِنَّهُمْ اِنَّا سٍ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝۵۶**

اس کے پاس اس کا جواب کچھ نہ تھا سو اس کے کہنے لگے کہ لوط کو اور اس کے گھرانے والوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ

تو بہت ہی ستھرے اور پاک بنتے ہیں۔



چنانچہ جب وہ اپنی سرکشی پر اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ راتوں رات شہر چھوڑ کر چلے جائیں جو پیچھے رہے گا وہ ہلاک ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا لَهَا مِنَ الْغَيْرِينَ ۝۴۰ -

تو ہم نے نجات دی لوط اور اس کے گھر والوں کو سوا اس کی بیوی کے کہ جس کا پیچھے رہ جانا ہم نے مقدر کر دیا تھا۔ یعنی اس کے لئے مقدر ہو چکا تھا کہ وہ پیچھے رہے۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝۴۱ -

اور ہم نے ان پر بارش کی خاص بارش تو یہ بہت بری بارش تھی ڈرائے ہوؤں کے لئے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر تعلیم دی کہ آپ خمد ہی کریں جیسا کہ ارشاد ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ اللَّهُ خَيْرٌ مَّا يُشْرِكُونَ ۝۴۲ -

اے محبوب آپ فرمائیں سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر (بتاؤ) کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں شریک ٹھہرا ہے ہیں۔

یعنی وہ بندے جنہوں نے اللہ کی راہ میں مخالفوں کے کیسے کیسے جو رو جفا برداشت کئے اور جادہ مستقیم سے متزلزل نہیں ہوئے۔ یہ مضمون درحقیقت قصص سابقہ کا تتمہ ہے لیکن یہ بلاغت کلام ہے کہ ایسی خوبی سے اسے ختم کیا گیا ہے کہ زبان دان حضرات ہی اس کا لطف لے سکتے ہیں۔

اس کے بعد وہی عجائب قدرت ظاہر فرما کر ان سے سوال فرمایا گیا ہے کہ بتاؤ اللہ ان قدرتوں میں بہتر ہے یا یہ پتھر کے بت جنہیں تم شریک ٹھہرا رہے ہو۔

اس کے بعد آئندہ بیسویں پارہ میں

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا۔

اور آسمان سے پانی برسا کر اس سے باغ و بہار کی نشوونما فرمانا۔

زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنانا اس پر پہاڑوں اور نہروں کو جاری فرمانا۔

مصیبت و بیکراری کے وقت فریادری کرنا۔

انسان کو زمین کا خلیفہ بنانا۔

غرض کہ سات طرح کے دلائل توحید سے بیسویں پارہ شروع فرمایا گیا ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ نمل - پ ۱۹

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَيْنِ يَخْتَصِمُونَ ۝۴۳ -

اور بے شک ہم نے بھیجا قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی برادری والے صالح کو اس لئے (کہ وہ فرمائیں) کہ اللہ کی

پوجا کرو تو وہ ہیں ان میں دو فریق الجھنے لگے۔

یعنی جب حضرت صالح علیہ السلام ان میں دعوت توحید دینے تشریف لے گئے تو ایک فریق ایمان لے آیا اور دوسرا

فریق کفر پر مصر رہا اور کہنے لگا جس کا تذکرہ گزر چکا **أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَاحِبًا مَّرْسَلٌ مِّنْ رَبِّهِ كَمَا تَعْلَمُونَ** کہے ہوئے ہیں۔

اور جب انکار کے عذاب و نکال میں پھنسے اور قحط و خشک سالی نے گھیرا تو کہنے لگے یہ ان کی نحوست ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے تو حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں سمجھانا چاہا اور

**قَالَ لِقَوْمِهِمْ لَمَّا تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** (۳۶)۔

فرمایا اے میری قوم کیوں جلدی کر رہے ہو گناہ کے ساتھ نیکیوں سے پہلے کیوں نہیں بخشش چاہتے اللہ سے تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

یعنی آپ نے اپنی قوم کے متکبروں اور کافروں کو فرمایا جبکہ آپ نے ان کا عناد و تکبر ملاحظہ فرمایا حتیٰ کہ قوم مطالبہ عذاب کے لئے کہنے لگی جیسا کہ ارشاد ہے: **قَالُوا الصَّالِحُ إِنَّمَا يَأْتِيَنَا نَائِبًا إِنَّ كُنْتُمْ مِنَ الْمُرْسَلِينَ** اے صالح جو عذاب ہمارے لئے بتلا رہے ہو وہ لاؤ اگر تم رسول ہو۔

تو آپ نے انہیں فرمایا کہ اے میری قوم سیہ کاری میں عجلت نہ کرو نیکیوں سے قبل توبہ کرو گناہوں کی بخشش مانگو تاکہ تم پر رحم ہو۔ تو اس کے جواب میں وہ بولے:

**قَالُوا أَطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ**۔ کہنے لگے ہم آپ سے اور آپ کے ساتھیوں سے بدشگون لے چکے ہیں۔

**أَطَّيَّرْنَا**۔ اصل میں **تَطَيَّرْنَا** ہے۔ ت ط میں مدغم کر کے ہمزہ وصل بڑھا دیا ہے اور **تَطَيَّرُ** عربی میں **تَشَاءَم** کو کہتے ہیں یعنی برا شگون لینے کو۔

اس قوم میں یہ عیب بھی تھا کہ جب یہ سفر کو نکلتے اور کوئی پرند راستہ میں آجاتا تو اسے اڑا دیتے اور اگر کوئی اس کے دائیں سے بائیں نکل جاتا تو اچھا شگون لیتے اور اگر بائیں سے دائیں نکل گیا تو بدشگونی سمجھتے گویا ہر قدم پر ان کے اندر شگون لئے جاتے تھے۔

جیسے آج کل بہت سے تو ہم پرست بلی راستہ کاٹ جائے تو بدشگونی لیتے ہیں گھر سے نکلتے وقت چوڑھی میلا (کوڑا کرکٹ) اٹھائے نکل جائے تو اچھا شگون لیتے ہیں۔ گھوڑے کی نعل راستہ میں پڑی مل جائے مبارک جانتے ہیں۔ انگریزوں میں سنہرہ گھریا کمرہ یا مکان برا سمجھتے ہیں۔ رنگوں میں ہرے رنگ کی کار بری جانتے ہیں۔ کوا اگر صبح بولنے لگے تو سمجھتے ہیں کوئی مہمان آئے گا اور بوم (آلو) کو منحوس تصور کرتے ہیں۔ کونل بولتی آجائے یا پیپہا کی آواز کو موجب مسرت تصور کرتے ہیں یہ تمام توہمات باطلہ عاطلہ فاسدہ کا سدہ ہیں۔

اسی طرح وہ اسلام کی تعلیم دینے والے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو معہ ان کے قبیعین کے منحوس خیال کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے ہدایت قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط ڈالا۔ اپنے نبی کی مخالفت کے باعث ان پر پہلا تازیانہ عبرت یہ لگا۔ انہوں نے بجائے ہدایت کی طرف مائل ہونے کے کہہ دیا کہ یہ معاذ اللہ آپ کی اور آپ کے قبیعین کی نحوست ہے۔ حالانکہ **وَمَا كُنَّا مَعَدِّ بِئِنَّ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا**۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تھا کہ ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں جب تک اپنا نبی رسول بھیج کر انہیں دعوت اسلام نہ دیں۔

چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے سنت انبیاء کے مطابق انہیں نہایت متین جواب دیا کہ اس خیال کو چھوڑ دو اور یہ سمجھو کہ یہ نحوست تمہاری بد اعمالی کی ہے نہ کہ میری اور میرے تبعین کی۔ اگر معاذ اللہ آپ کی نبوت بھی خود ساختہ ہوتی تو غضب ناک ہو کر گالی دینے پر اتر آتے اور فرضی نبی کی طرح کہہ دیتے کہ میرے نہ ماننے والے جنگلی سور ہیں اور نہ ماننے والیاں کتی ہیں یا میرے منکر ذریعہ البغایا یا حرام زادے ہیں۔ مگر چونکہ اللہ کے سچے نبی تھے آپ نے نہایت تحمل اور متانت سے جواب دیا:

قَالَ طَبْرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿۳۷﴾۔ فرمایا یہ نحوست جس کی وجہ سے تم قحط میں مبتلا ہو یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے تمہارے اعمال طالحہ اور سرکشی کی وجہ سے ہے بلکہ تم فتنہ میں مبتلا ہو۔ یا پھر شیطان نے تمہیں فتنہ میں ڈال رکھا ہے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۳۸﴾۔

اور شہر میں نو آدمی تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

مدینہ شہر کو کہتے ہیں یعنی وہ شہر جس میں قوم ثمود آباد تھی جس کا نام حجر تھا اور رہط عربی میں اس جماعت کو کہتے ہیں جو دس

سے کم ہو۔ کَمَا قَالَ الرَّاعِبُ

کشاف میں ہے: هُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ أَوْ مِنَ السَّبْعَةِ إِلَى الْعَشْرِ۔ رہط تین یا سات سے لے کر دس تک بولا جاتا

ہے۔

اور ایک قول ہے کہ یہ نور و ساء قوم تھے اور ہر ایک کے ساتھ رہط یعنی جماعت تھی۔ اس لئے تِسْعَةُ رَهْطٍ فرمایا گیا۔

اور ان کے نام وہب کی روایت میں یہ ہیں:

۱- ہذیل بن عبد رب

۲- غنم بن غنم

۳- دباب بن مہرج

۴- عمیر بن کروہ

۵- عاصم بن مخزمہ

۶- سبط بن صدقہ

۷- سمعان بن صفی

۸- قدار بن سالف

اور قدار بن سالف وہی ہے جس نے عقرب ناقہ صالح کیا تھا اور اشراف قوم کی اولاد سے تھا۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَسْمَاءَ هُمْ۔

ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ ان کے نام یہ تھے:

۱- دمی

۲- دیمیم

۳- ہرمس



۴- ہریم

۵- دواب

۶- صواب

۷- دیاب

۸- مسطح

۹- قدار

اور قدار وہی ہے جس نے ناقہ صالح علیہ السلام کی کوچیں کاٹیں۔

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۸۸﴾۔ یہ زمین میں فساد کرتے اور اصلاح کی طرف نہ آتے تھے۔  
یہ ایسے فسادی تھے کہ حجر میں ہی فساد نہ کرتے تھے بلکہ ان کی جبلت کا یہ مقتضی تھا کہ کسی کام میں اصلاح کی طرف مائل نہ تھے یعنی ان کی عادت مستمرہ ہی یہ تھی۔

تو انہوں نے جب سنا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے عقرب ناقہ کے بعد فرنا دیا ہے: تَسْتَعْوِا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۗ ذَٰلِكَ وَعَدُوٌّ غَيْرٌ مَّكْدُوبٍ۔ تین دن اب تم رہ بس لویہ وعدہ غیر مکدوب ہے اس کے خلاف ہرگز نہ ہوگا۔  
چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ بَعْدَ أَنْ عَقَرُوا النَّاقَةَ أَنْذَرَهُمْ بِالْعَذَابِ وَقَوْلُهُ تَسْتَعْوِا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۗ ذَٰلِكَ وَعَدُوٌّ غَيْرٌ مَّكْدُوبٍ ۗ أَمْرٌ مِنَ التَّقَاسُمِ أَيْ التَّحَالْفِ۔ تو انہوں نے آپس میں قسما دھرمی کی کہ صالح کا عذاب تین دن بعد آئے گا ہم آج ہی آپس میں قسما دھرمی کر لیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو معہ ان کے گھروالوں کے راتوں رات ختم کر دیں چنانچہ ارشاد ہے:

قَالُوا اتَّقَاسُوا بِاللَّهِ۔ بولے قسم کھا لو اللہ کی۔

یعنی بعض نے اپنے بعض سے مشورہ کرتے ہوئے آپس میں عہد کیا کہ

لُبَيْبَتِنَا وَأَهْلَهُ۔ رات میں ضرور خفیہ طور پر قتل کر دیں گے ہم صالح کو اور ان کے اہل کو۔

أَلَوْسِي رَحِمَهُ اللَّهُ فَرَمَاتے ہیں: وَالْبَيَاتُ مُبَاغِتَةٌ الْعَدُوِّ مُفَاجَأَةً بِالْإِيْقَاعِ بِهِ لَيْلًا وَهُوَ غَافِلٌ وَارَادُوا قَتْلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَهْلَهُ لَيْلًا وَ هُمْ غَافِلُونَ۔

بیات عربی میں دشمن پر مفاجاہ اچانک پڑ جانے کو کہتے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ بے خبر ہو۔ اور ان لوگوں نے آپ کی اور آپ کے اہل و عیال کے قتل کی ٹھان لی تھی ایسی صورت میں کہ حضرت صالح علیہ السلام بالکل بے خبر ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے شہر حجر میں ایک گھائی پر مسجد تھی جس میں آپ عبادت کیا کرتے تھے تو انہوں نے مشورہ کیا کہ صالح تو ہمارا کام تین دن بعد تمام کریں گے ہم آج ہی ان کا اور ان کے اہل کا کام کیوں نہ تمام کر دیں چنانچہ وہ بے خبری میں اس مسجد کی طرف رات میں نکلے اور منتظر رہے کہ جب آپ یہاں عبادت کو تشریف لائیں تو اول انہیں قتل کر دیں پھر ہم ان کے گھر کی طرف آکر تمام اہل و عیال کو ختم کر دیں۔

فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى صَخْرَةً مِّنَ الْهَضْبِ حَيَالَهُمْ فَبَادَرُوا فَطَبِقَتْ عَلَيْهِمْ فَمِ الشَّعْبِ فَلَمْ يَدْرِ

قَوْمُهُمْ آيِنَ هُمْ وَلَمْ يَذْرُؤَا مَا فَعَلَ بِقَوْمِهِمْ وَعَذَّبَ اللَّهُ تَعَالَى كُلًّا مِنْهُمْ فِي مَكَانِهِ وَ نَجَّى صَالِحًا وَ مَنْ مَعَهُ۔

تو جب یہ وہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ایک چٹان ان پر اسی گھاٹی کے میدان میں بھیجی۔ یہ جلدی سے اس سے بچنے کو ایک طرف ہوئے تو اس چٹان نے انہیں ڈھانپ لیا اب قوم کو یہ خبر بھی نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور نہ انہیں یہ معلوم کہ ان کی قوم کا حشر کیسا ہوا۔ بعد میں سب پر ان کے گھروں میں عذاب آیا اور حضرت صالح اور ان کی قوم جو ایمان لا چکی تھی سب کو نجات دے دی چنانچہ ان کی قسما دھری کا بقیہ حال ارشاد ہے:

ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَعَكَ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٥٨﴾۔ پھر ہم کہہ دیں گے ان کے ولی اور رشتہ والوں سے کہ ہم تو ان کے قتل کے وقت موجود ہی نہ تھے اور ہم اس بات میں بالکل سچے ہیں۔

یعنی اعزہ و اقرباء صالح اگر ہم سے پوچھیں گے تو ہم صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو اس وقت موجود نہ تھے تو انتقامی جذبہ ان کی طرف سے ہم پر مشتعل نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَكْرُؤًا مَكْرًا وَ مَكْرًا نَامِكْرًا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٩﴾۔

انہوں نے ایک داؤ گانٹھا اور ہم نے بھی ایک داؤ کیا کہ انہیں شعور بھی نہ ہوا۔

یعنی انہوں نے جو داؤ گانٹھا وہ تو نہ چلا اور ہمارا یعنی ان کی بے دینی کی سزا انہیں مل گئی جس کا انہیں ہوش بھی نہ ہوا۔

یہاں پہلا لفظ مکر شرارت کے معنی میں مستعار ہے اور دوسرا مکر جو منتسب الی اللہ ہے جزاء شرارت کے معنی میں مستعار ہے اَيُّ اَهْلِكْنَاهُمْ اِهْلَاكًا غَيْرَ مَعْهُوْدٍ اَوْ جَاَزَيْنَا مَكْرَهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُوْنَ۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے وَمَكْرُؤًا مَكْرًا لِلّٰهِ اور انہوں نے مکر گانٹھا تو اللہ نے ان کے مکر کا بدلہ دیا۔

فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اِنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٠﴾۔

تو دیکھو کیسا ہوا انجام داؤ گانٹھنے والوں کا کہ ہلاک کر دیا ہم نے انہیں اور ان کی قوم کو سب کو۔

پہلی سزا مکر تو بیان ہو چکی اور دوسری سزا کی یہ روایت ہے جو انہیں ملی کہ وہ رات میں تلواریں سونتے ہوئے حضرت صالح علیہ السلام کی طرف آئے تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ حضرت صالح علیہ السلام کے گھر میں بھر دیئے انہوں نے ان خبیثا حتماء کو پتھر مارے یہ پتھر آتا دیکھتے اور مارنے والے انہیں نظر نہ آتے بعد میں ایک چنگھاڑ سے سب کے کلیجے پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے اور یہ عذاب اتوار کے دن آیا تھا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

فَتِلْكَ بَيُّوْتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾۔

تو یہ ان کے گھر خالی پڑے ہیں ان کے ظلم کے سبب اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جاننے والی قوم کے لئے۔

خاویۃ کے معنی خالیہ بھی ہیں جو ویران کے معنی میں مستعمل ہے اور خاویۃ کے معنی سابقہ منہدم کے بھی ہیں جو کھنڈر کے

معنی دیتا ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام تبوک میں ادھر سے گزرے تو اپنے اصحاب علیہم رضوان کو فرمایا: لَا تَدْخُلُوْا عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ۔ اس معذب مقام حجر میں نہ داخل ہونا یہ معذبین کا علاقہ ہے اور اگر گزر دو تو

روتے ہوئے گزرنا۔ یہ مقام مدینہ اور شام کے مابین اب وادی قرئی کے نام سے موسوم ہے۔  
اور لَآیۃ کے معنی لَعِبْرۃ عَظِیْمَۃ ہیں یعنی وہ مقام سمجھنے والوں کے لئے مقام عبرت ہے۔  
اور لِقَوْمٍ یَّعْلَمُونَ۔ یعنی وہ قوم جو علم رکھتی ہے یعنی یہود و نصاریٰ۔

چنانچہ تورات میں ہے جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَجِدُ فِی کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّ الظُّلْمَ یُخْرِبُ  
الْبُیُوتَ وَتَلَاہِذَہِ الْاٰیۃ۔ بے شک ظلم گھروں کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ آیت قَتَلْتَ بَیۡوَتَہُمۡ خَاوِیۡۃً تَلَاوَتِ فَرَمٰی۔  
وَ فِی التَّوْرٰةِ یٰۤاِبْنَۤ اٰدَمَ لَا تَظْلِمُ فَاِنَّہٗ یُخْرِبُ۔ بے شک اے انسان ظلم نہ کر کہ وہ شہروں کو تباہ کر دیتا ہے۔  
وَ اَنْجِیْنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور نجات دی ہم نے انہیں جو حضرت صالح پر ایمان لائے اور وہ کفر و معاصی سے پرہیز کرتے تھے۔

اس کی تحقیق میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رُوِیَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا بِہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانُوْا اَرْبَعۃً اَلٰفٍ  
خَرَجَ بِہِمۡ صَالِحٌ اِلٰی حَضَرَ مَوْتَ وَ حِیۡنَ دَخَلَهَا مَاتَ وَ لِذٰلِکَ سُمِّیَتْ بِہٰذَا الْاِسْمِ وَ بَنٰی  
الْمُؤْمِنُوْنَ بِہَا مَدِیۡنَۃً یَّقَالُ لَهَا حَاضِرًا۔

مروی ہے کہ جو لوگ حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ یہ حضرت صالح علیہ السلام کے  
ساتھ حضرموت کی طرف گئے اور یہاں پہنچتے ہی آپ کی وفات ہو گئی۔ اسی وجہ میں اس جگہ کا نام حضرموت رکھا گیا۔ پھر ایمان  
والوں نے اس بستی کو آباد کر کے رہنا بسنا شروع کر دیا اسے حاضرا کے نام سے موسوم کیا۔

اب اس کے بعد چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا مختصر بیان کیا:

وَلُوٓطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ اَتَاۡتُوۡنَ الْفٰحِشَۃَ وَاَنْتُمْ تَبۡصُرُوۡنَ ﴿۵۷﴾

اور لوط کو ہم نے بھیجا تو یاد فرمائیں وہ واقعہ جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو کہا کہ کیا بے حیائی کی طرف آتے ہو حال آنکہ تم خود  
دیکھ رہے ہو۔

وَلُوٓطًا۔ منصوب بمضمر معطوف آخر سئلنا پر ہے۔ اس بنا پر ترجمہ میں ہم نے ”لوط کو بھیجا“ لکھا ہے۔

اور لوط علیہ السلام کی بعثت قوم شموذ کی طرف نہیں ہوئی بلکہ سلسلہ بیان میں یہاں اجمالاً لوط علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ آپ  
نے قوم کو فرمایا:

اَتَاۡتُوۡنَ الْفٰحِشَۃَ۔ کیا تم بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو۔

یَعْنِی اَتَفْعَلُوۡنَ الْفِعْلَۃَ الْمُتَنٰہِیۃَ فِی الْقُبْحِ وَ السَّمٰحَۃِ وَ الْاِسْتِفْہَامِ اِنْکَارِی۔

وَ اَنْتُمْ تَبۡصُرُوۡنَ۔ یعنی اُنتم تعلمون علی یقینہا۔

تَبۡصُرُوۡنَ۔ کے یہاں معنی یہ ہیں کہ تم جانتے ہو کہ یہ فعل قبیح ہے اور تم دیدہ و دانستہ ایسا کر رہے ہو۔

اِیۡنَکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَہُوۃً مِّنْ دُوۡنِ النِّسَاۃِ ۗ طِبۡلُ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْہَلُوۡنَ ﴿۵۸﴾

کیا مردوں کی طرف تم اپنی شہوت نکال رہے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم جاہل قوم سے ہو۔

یعنی قوم لوط نے سب سے پہلے فعل لواطت کیا یعنی مرد مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرے اسے فعل لواطت کہتے ہیں۔



آپنکُم میں استفہام انکاری ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾۔

تو نہ تھا ان کا جواب مگر یہ کہ (چڑ گئے) اور بولے نکال دو آل لوط کو اپنی بستی سے یہ لوگ بہت سترے بنے ہوئے ہیں۔

یعنی استہزاء کہنے لگے یہ اپنے گمان میں سترے اور پاک ہیں اور ہمارے اعمال و افعال پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۚ قَدَرْنَا مِمَّنَ الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾۔

تو ہم نے نجات دی لوط علیہ السلام کو اور ان کے اہل کو مگر اس کی بیوی کے لئے ہماری طرف سے مقدر تھا کہ وہ عذاب

والوں میں رہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الْمُرَادُ بِالِ لُوطٍ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ تَبِعَ دِينَهُ كَمَا يُرَادُ مِنْ بَنِي آدَمَ

آدَمَ وَ بَنُوهُ۔ آل لوط سے مراد لوط علیہ السلام اور وہ سب ہیں جس نے آپ کے دین کو قبول کیا جیسے بنی آدم سے مراد آدم علیہ

السلام اور ان کی نسل تمام ہے۔

وَأَيَّامًا كَانَ فَلَا تَدْخُلُ امْرَأَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهِمْ۔ بہر کیف بیوی نجات یافتہ طبقہ میں داخل نہیں ہو سکی۔ بلکہ

وہ معذبین میں پیچھے ہی رہی اور اب آگے نوعیت عذاب بیان فرمائی جا رہی ہے:

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ قَسَاءً مَّظْرًا ۚ الْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾۔

اور برسائے ہم نے ان پر خاص برساؤ تو بہت برا تھا وہ برساؤ ڈرائے ہوؤں کے لئے۔

اس کا مفصل حال سورۃ اعراف میں گزر چکا ہے یہاں اجمالاً برسبیل تذکرہ بیان فرما دیا۔

اس کے بعد کہ قصص انبیاء کرام علیہم السلام بیان فرما کر اپنی کمال قدرت اور عظمت شان اور آیات قاہرہ اور معجزات باہرہ

بیان فرمادیئے اور صحت اسلام و توحید اور بطلان کفر و اشراک واضح کر دیا اور بتا دیا کہ جو ان انبیاء کرام کا پیرو ہو وہ ہدایت یافتہ

رہا اور جس نے اعراض و انحراف کیا وہ ہلاک و برباد ہوا۔

یہ سب کچھ بیان فرمانے کا مقصد شرح صدر شریف صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور حضور کے قلب انور کو انوار ملکات سبحانیہ سے

منور کرنا منظور تھا جن کا عالم قدس سے آپ پر افاضہ ہوا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اب آپ بوجہ اتم ان نعمتوں کا شکر ادا فرمائیں اور ہماری حمد کیجئے اور ان تمام انبیاء

کرام پر سلام بھیجئے جن کا حال ہم نے آپ کو سنایا۔ حَيْثُ قَالَ

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ

اے محبوب! اللہ کی حمد فرمائیں اور ہمارے چنے ہوئے بندوں پر سلام بھیجئے۔

بعض کے نزدیک یہ ہے کہ هَذَا أَمْرٌ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَمْدِهِ تَعَالَىٰ عَلَىٰ هَلَاكِ الْهَالِكِينَ

مِنْ كُفَّارِ الْأُمَمِ وَالسَّلَامِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَ اتَّبَاعِهِمُ النَّاجِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو ہے کہ اللہ کی حمد کریں ہلاک کفار سابقین پر اور سلام بھیجیں انبیاء کرام اور ان کے نجات یافتہ متبعین پر۔

اور ابن عساکر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِصْطَفَاهُمْ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام ہیں جنہیں اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت کے لئے چنا۔

حنا بلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے غیر انبیاء کرام کے لئے سلام کا جواب بھی واضح ہوتا ہے۔

علامہ زبخری فرماتے ہیں: كَانَهُ خُطْبَةٌ مُّبْتَدَأَةٌ حَيْثُ قَالَ اِمْرًا رَّسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتْلُوْ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ النَّاطِقَةِ بِالْبَرَاهِيْنِ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالٰى وَقُدْرَتِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَحِكْمَتِهِ۔

گویا کہ یہ خطبہ کے ابتدائی لفظ ہیں جن کا حکم اپنے حبیب پاک کو ہوا کہ اول یہ آیتیں تلاوت فرمائیں جو براہین وحدانیت اور قدرتِ علی کل شی اور اس کی حکمت پر ناطق ہیں پھر ارشاد ہو:

اَللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٦﴾۔ بتاؤ اب اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہو۔

یعنی جس کی شہونِ عظمت بیان ہوئیں وہ بہتر ہے یا وہ جنہیں تم بتوں میں سے شریک ٹھہرا رہے ہو۔

اس کے بعد بیسواں پارہ شروع ہے۔

بفضلہ تعالیٰ انیسویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوئی اور بیسواں پارہ سورہ نمل پانچواں رکوع شروع

ہوا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قبول فرمائے اور سرمایہ

آخرت بنائے (آمین) بحرمت نبی الکریم

فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری

۱  
تفسیر  
الحسنات  
جلد چہارم  
۱۹۹۸

## پارہ نمبر ۲۰

## بماورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ نمل - پ ۲۰

کیا وہ جس نے آسمان بنائے اور زمین بنائی اور نازل کیا تمہارے لئے آسمان سے پانی تو ہم نے اس سے اگائے باغ رونق والے نہ تھی تم میں طاقت کہ اگاتے ان کے درخت کیا اللہ کے ساتھ کوئی الہ ہے بلکہ وہ قوم راہ سے منحرف ہے

کیا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس میں نہریں جاری کیں اور کیا اس زمین کے لئے لنگر اور کیا دو دریاؤں میں پردہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی الہ ہے بلکہ اکثر ان کے جاہل ہیں

کون ہے جو سنتا ہے مضطر کی جب وہ اسے پکارے اور دور کرتا ہے تکلیف اور بناتا ہے تمہیں زمین کا وارث کیا اللہ کے ساتھ کوئی الہ ہے بہت ہی کم وہ ہیں جو غور کریں کون ہے جو تمہیں راہ دکھائے اندھیروں میں خشکی اور تری کے اور کون ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دیتی اپنی رحمت کے آگے کیا اللہ کے ساتھ کوئی الہ ہے بلند ہے وہی اللہ جس کا وہ شریک ٹھہراتے ہیں

کون ہے جو خلق ابتدا فرمائے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور کون تمہیں رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے کیا اللہ کے ساتھ کوئی الہ ہے فرما دیجئے لاؤ دلیل اپنی اگر تم سچے ہو فرما دیجئے کوئی خود نہیں جانتا جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے غیب کو مگر اللہ اور نہیں انہیں شعور کہ کب اٹھائے جائیں گے

بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا علم آخرت کے جاننے تک پہنچ گیا بلکہ وہ شک میں ہیں اس کی طرف سے بلکہ وہ اندھے ہیں

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُشْكُوا سَجَرَهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ بَلَّغُوا قَوْمَهُمْ يَعْبُدُونَ ۝۱۰

أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلْفَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ بَلَّغُوا قَوْمَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۱

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يُكَشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُ لَكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۱۲

أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۱۳

أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۱۴

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝۱۵

بَلْ إِذْ رَأَىٰ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۗ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۗ بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ ۝۱۶



## حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ نمل - پ ۲۰

و۔ اور	السَّمَوَاتِ - آسمانوں	خَلَقَ - پیدا کیا	أَمَّنْ - کیا وہ جس نے
لَكُمْ تَمَارٍ لِّ	أَنْزَلَ - اتارا	و۔ اور	الْأَرْضِ - زمین کو
بِهِ - اس کے ساتھ	فَأَنْبَتْنَا - تو اگائے ہم نے	مَاءً - پانی	مِّنَ السَّمَاءِ - آسمان سے
كَانَ - تھا	مَا - نہیں	ذَاتَ بَهْجَةٍ - بارونق	حَدَآئِقٍ - باغ
شَجَرَهَا - اس کا درخت	تُشْتَوَا - اگاؤ تم	أَنْ - یہ کہ	لَكُمْ تَمَارٍ لِّ
اللَّهِ - اللہ کے	مَعَهُ - ساتھ	إِلَهُ - کوئی الہ ہے	عَ - کیا
يَعْدِلُونَ - بے انصاف	قَوْمٌ - قوم ہیں	هُمْ - وہ	بَلْ - بلکہ
قَرَارًا - رہنے کی جگہ	الْأَرْضِ - زمین کو	جَعَلَ - بنایا	أَمَّنْ - کیا وہ جس نے
أَنْهَارًا - نہریں	خَلَلَهَا - اس کے درمیان	جَعَلَ - بنائیں	و۔ اور
مَرَاوِسٍ - لنگر	لَهَا - اس کے لئے	جَعَلَ - بنائے	و۔ اور
الْبَحْرَيْنِ - دو دریاؤں کے	بَيْنَ - درمیان	جَعَلَ - بنایا	و۔ اور
مَعَهُ - ساتھ	إِلَهُ - کوئی الہ ہے	عَ - کیا	حَاجِزًا - پردہ
هُمْ - ان کے	أَكْثَرُ - اکثر	بَلْ - بلکہ	اللَّهِ - اللہ کے
يُجِيبُ - سنتا ہے	أَمَّنْ - کیا وہ جو	يَعْلَمُونَ - جانتے	لَا - نہیں
و۔ اور	دَعَاؤًا - پکارتا ہے اس کو	إِذَا - جب	الْمُضْطَرَّ - بے قرار کی
يَجْعَلُكُمْ - بناتا ہے تم کو	و۔ اور	السُّوءَ - تکلیف	يَكْشِفُ - دور کرتا ہے
إِلَهُ - کوئی الہ ہے	عَ - کیا	الْأَرْضِ - زمین میں	خُلَفَاءَ - جانشین
مَا - جو	قَلِيلًا - تھوڑا ہے	اللَّهِ - اللہ کے	مَعَهُ - ساتھ
فِي - بیچ	يَهْدِيكُمْ - راہ دکھاتا ہے تم کو	أَمَّنْ - کیا وہ جو	تَذَكَّرُونَ - نصیحت لیتے ہو
الْبَحْرِ - تری کے	و۔ اور	الْبَرِّ - خشکی	ظَلُمْتَ - اندھیروں
الرِّيحِ - ہواؤں کو	يُرْسِلُ - بھیجتا ہے	مَنْ - کون	و۔ اور
عَ - کیا	رَحْمَتِهِ - اس کی رحمت کے	بَيْنَ يَدَيْ - آگے	بُشْرًا - خوشخبری دیتی
تَعْلَى - بلند ہے	اللَّهِ - اللہ کے	مَعَهُ - ساتھ	إِلَهُ - کوئی الہ ہے
يُشْرِكُونَ - جو وہ شریک بناتے ہیں	عَمَّا - اس سے	عَمَّا - اس سے	اللَّهُ - اللہ
هُمْ - پھر	الْخَلْقِ - مخلوق	يَبْدُوا - پہلی بار پیدا کرتا ہے	أَمَّنْ - کون ہے وہ جو
يُرْزُقُكُمْ - رزق دیتا ہے تم کو	مَنْ - کون	و۔ اور	يُعِيدُكَ - لوٹائے گا اس کو
عَ - کیا	الْأَرْضِ - زمین سے	و۔ اور	مِّنَ السَّمَاءِ - آسمان سے

قُلْ۔ کہہ دیجئے	اللہ۔ اللہ کے	مَعَ۔ ساتھ	إِلَهُ۔ کوئی الہ ہے
كُنْتُمْ۔ ہو تم	إِنْ۔ اگر	بُرْهَانِكُمْ۔ اپنی دلیل	هَاتُوا۔ لاؤ
يَعْلَمُ۔ جانتا	لَا۔ نہیں	قُلْ۔ کہہ دیجئے	صِدِّقِينَ۔ سچے
وَ۔ اور	السَّمَوَاتِ۔ آسمانوں	فِي۔ بیچ	مَنْ۔ جو
اللَّهُ۔ اللہ	إِلَّا۔ مگر	الْغَيْبِ۔ غیب	الْأَرْضِ۔ زمین کے ہے
أَيَّانَ۔ کب	يَشْعُرُونَ۔ سمجھتے کہ	مَا۔ نہیں	وَ۔ اور
عِلْمِهِمْ۔ ان کا علم	اِذْ تَرَكَ۔ ختم ہو گیا	بَلِ۔ بلکہ	يُوبَعَثُونَ۔ اٹھائے جائیں گے
هُمْ۔ وہ	بَلِ۔ بلکہ	الْآخِرَةِ۔ آخرت کے	فِي۔ بیچ
بَلِ۔ بلکہ	مِنْهَا۔ اس سے	شَكِّ۔ شک کے ہیں	فِي۔ بیچ
	عَمُونَ۔ اندھے ہیں	مِنْهَا۔ اس سے	هُمْ۔ وہ

### خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۲۰

یہاں سے اللہ خَيْرٌ مَّا يُشْرِكُونَ کے بعد عظیم ترین اشیاء جو مشاہدے میں آتی ہیں اور واجب تعالیٰ شانہ کی قدرت عظیمہ جلیلہ پر دلالت کرتی ہیں ان کا ذکر شروع ہے۔ گویا مقابلہ میں بتوں کے اپنی ہستی پاک پیش فرماتے ہوئے استفہام انکاری کی صورت میں ارشاد ہے:

۱- اَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ۔ کیا (بت بہتر ہیں یا) وہ جس نے آسمان وزمین بنائے۔

یعنی یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں اور وہ جل جلالہ وہ ہے جس نے آسمان وزمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی پھر فرمایا:

۲- وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنبِتُوا شَجَرَهَا۔ اور وہی

قادر ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا اور ہم نے اس سے باغ اگائے رونق والے تم میں یہ قوت نہ تھی کہ ان کے درخت اگاتے۔

یعنی یہ تمہاری قدرت سے بالاتر تھا۔

عَالَهُ مَعَ اللَّهِ ۗ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔

یعنی اس کے سوا ہرگز کوئی الہ نہیں ہو سکتا۔ بنا بریں یہ دلائل قدرت دیکھ کر تمہیں ماننا چاہئے لیکن نہ ماننے والے سیدھی راہ

سے عدول و نافرمانی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْبَدُونَ ۗ۔ بلکہ وہ لوگ راہ راست سے انحراف کرتے ہیں۔

عربی میں عدل لغات اضداد سے ہے اس کے معنی انصاف و حق پرستی بھی ہے اور عدول سے اگر اشتقاق کیا جائے تو

نافرمان منحرف کے معنی ہیں۔

۳- اَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا سَوَابِغًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاقًا۔ (بت بہتر ہیں) یا وہ جس نے زمین

بننے کو بنائی اور اس کے درمیان نہریں نکالیں اور اس کے قائم رکھنے کو لنگر ڈالے۔

وزنی پہاڑوں کے جو اسے ہلنے نہ دیں۔

۴- وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا - اور کردی دو سمندروں کے بیچ میں آڑ۔  
کہ کھاری بیٹھے سے نہ ملے اور بیٹھا کھاری سے علیحدہ رہے هَذَا عَذَابٌ مُّؤْتَمَرٌ وَهَذَا مَلْحٌ مُّجَابٍ اس کی تفسیر پہلے گزر چکی۔ پھر وہی سوال بطور انکار فرمایا گیا۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ - کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے۔ پھر تو بیخا ارشاد ہوا:  
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ⑩ - بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں۔

جو اپنے رب کی توحید اور اس کی قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور ایمان نہیں لاتے۔ پھر پانچویں دلیل قدرت بیان فرمائی جس میں اجابت دعاء مضطر اور کشف سوء اور خلافت فی الارض کو بیان کیا:

۵- آمَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ - (یہ بت بہتر ہیں) یا وہ جو تمہاری اضطراری ولا چاری میں تمہاری سنتا ہے جب اسے پکارتے ہو اور دور کر دیتا ہے تمہاری تکلیف کو اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے۔

تا کہ تم اس میں رہو بسوا اور قرنا بعد قرن اس میں متصرف رہو۔ باوجود اس کے بھی  
عَالِهِ مَعَ اللَّهِ ⑪ - کیا کوئی اللہ کے ساتھ الہ ہے۔

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ⑫ - بہت کم ہیں وہ جو دھیان کریں۔

۶- آمَنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ - (وہ بت بہتر ہیں) یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے (تمہارے مقاصد میں ترقی کی) اندھیروں میں خشکی اور تری کے اندر۔

یعنی جنگل سے مفاد حاصل کرنے کی راہ اور دریا سے موتی مونگا حاصل کرنے کا طریقہ وہی اللہ تعالیٰ بتاتا ہے۔

۷- وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ - اور (اس کے سوا) کون ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی۔ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ ⑬ تَعَلَى اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ⑭ - کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے جس کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

۸- آمَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ - (بت بہتر ہیں) یا وہ جو خلق کی ابتداء فرما کر پھر اسے دوبارہ بنائے گا۔

یعنی پیدا فرما کر موت دیتا ہے اور موت کے بعد پھر زندہ کرے گا۔ یہ وہ دعویٰ ہے جس کے کفار معترف و مقرر نہ تھے۔

لیکن جب اس پر براہین قائم ہیں تو ان کا انکار کرنا باطل ہے۔ اس لئے کہ وہ ابتدائی پیدائش کے جب قائل ہیں تو انہیں اعادہ کا قائل ہونا پڑے گا اس لئے کہ ابتداء جو مشکل تھی اسے جب مان لیا تو اعادہ کا تسلیم کرنا ان پر لازم ہو گیا اس میں کسی قسم کا عذر قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔

۹- وَمَنْ يُرِزُّكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - اور وہ کون ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے یعنی آسمان

سے بارش کر کے پھل پھول سبزہ ترکاری رزق ہے اور زمین سے نباتات وغیرہ۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ ⑮ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ⑯ - کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے۔ اے حبیب! فرما



دیتے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد علم غیب پر مختصر تقریر ہے:

۱۰۔ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔ فرمادیتے اپنے آپ کوئی غیب نہیں جانتا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ۔

یعنی علم غیب ذاتی اس اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی عالم الغیب والشہادۃ ہے اسے اختیار ہے جسے چاہے جتنا چاہے علم غیب عطا فرمائے اس اختیار ذاتی میں کوئی اس کا مانع نہیں۔

چنانچہ خود ہی اپنے پیارے انبیاء کرام کے حق میں ارشاد فرمایا: سورہ آل عمران وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ سُلَيْمٍ مَنْ يَشَاءُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تم سب کو غیب کا علم دے لیکن جسے چاہے اسے اس علم کے لئے وہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جو واضح کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسولوں کو غیبی علوم عطا فرمائے اور اس پارے میں اس سے اگلے رکوع میں وارد ہے:

وَمَا مِنْ غَايِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ⑩۔

یعنی جتنے غیب ہیں آسمان اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں اتنی مختصراً وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ⑪۔

اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد مشرکین پر زجراتون فرمائی گئی۔

بَلِ ادْتِرَاكِ عَلَيْهِمْ فِي الظُّلُمَاتِ۔ کیا ان کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک پہنچ گیا۔

گویا استفہام انکاری کے طور پر ارشاد ہوا کہ انہیں خبر تو کچھ نہیں آج تک قیامت کا وقت دریافت کر رہے ہیں ویسے ظاہر کر رہے ہیں کہ انہیں قیامت قائم ہونے کا علم حاصل ہو گیا ہے۔ پھر اس کے علاوہ یہ کہ

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ ⑫۔

بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں (انہیں ابھی تک قیامت ہونے کا یقین نہیں) بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔

اور کہتے ہیں عَرَادَا كَتَابَ رَبِّنَا وَإِنَّا أَكْفَارٌ كَرِيمٌ۔ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔

اس کی تفسیر آئندہ رکوع میں آرہی ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۲۰

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ۔ (بت بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور زمین کو

یعنی وہ بت جو جہاد محض بے حس ہیں وہ بہتر ہیں یا وہ ہستی پاک جس نے عالم جسمانی میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق

فرمائی اور ان دونوں کے مبادی منافع کے لئے تمہارے واسطے آسمان سے پانی اتارا جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَأَنْزَلْنَا لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً۔

اور اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی۔ یعنی تمہارے فائدے کے لئے بارش نازل کی۔

فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَاقَ ذَاتِ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُشْبِتُوا شَجَرَهَا

تو آگائے ہم نے اس بارش سے بہ مقضائے حکمت باغیچے۔

حَدَاقَ ذَاتِ بَهْجَةٍ جمع حدیقہ کی ہے جو بموجب قول بحرستان کے معنی میں مستعمل ہے عام اس سے کہ اس کے گرد دیوار ہو یا نہ ہو۔

اور تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما میں حدائق بموجب قول ابن ازرق محض بستان کے معنی میں آتا ہے۔

اور علامہ زبخری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: هِيَ الْبُسْتَانُ عَلَيْهِ حَائِطٌ مِنَ الْإِحْدَاقِ وَ هُوَ الْإِحَادَةُ۔ وہ باغیچہ ہے

جس کے گرد دیوار ہو۔ یہ احداق سے ہے اور احداق احاطہ کو کہتے ہیں اور یہی قول علامہ ضحاک رحمہ اللہ کا ہے۔

اور علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ الْأَرْضِ ذَاتُ مَاءٍ سُمِّيَتْ حَدِيقَةً تَشْبِيهَا

بِحَدِيقَةِ الْعَيْنِ فِي الْهَيْئَةِ وَ حُصُولِ الْمَاءِ فِيهَا۔ حدیقہ اس قطعہ زمین کو کہتے ہیں جو پانی والی ہو اور حدیقہ تشبیہا نام رکھا

گیا ہے آنکھ کی ہڈی کی ہیئت کے ساتھ اور اس سے پانی بھی حاصل ہوتا ہے تو حدیقہ پانی کے تالاب پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

اور باغ کو حدیقہ اس وجہ میں کہا گیا کہ اس پر حدیقہ حیطان یعنی چار دیواری ہوتی ہے۔

ذَاتِ بَهْجَةٍ۔ خوشگوار ائی ذَاتِ حُسْنٍ وَ رَوْقٍ يَتَبَهَّجُ بِهِ النَّاطِرُ وَيَسْرُ۔ یعنی خوبصورت سبزہ کی رونق سے

دیکھنے والا مسرور ہو اور اسے فرحت ملے۔

مَا كَانَ لَكُمْ نَيْسٌ مِمَّنْ تَمُّرُ مِنْ أَيْ مَا صَحَّحَ وَ أَمَكَّنَ لَكُمْ۔

أَنْ تُشْبِتُوا شَجَرَهَا۔ کہ آگالو تم اپنی قوت سے اس کے درختوں کو۔

اس میں اپنی فضیلت تخلیق شجر و ثمر سے ظاہر فرما کر گویا فرمایا یہ شان تخلیق ثمر اور اس کی تمام صفات بدیعہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ

بہتر ہے یا وہ جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔

عَالِمٌ مَعَ اللَّهِ۔ کیا ان صفات کے ساتھ کوئی الہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ہرگز نہیں۔ گویا

ارشاد ہے: ءِ إِلَهٍ آخَرَ كَاتِبٌ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى الَّذِي ذُكِرَ بَعْضُ أَعْمَالِهِ الَّتِي لَا يَكَادُ يَقْدِرُ عَلَيْهَا غَيْرُهُ

حَتَّى يَتَوَهَّمَ جَعَلَهُ شَرِيكًا لَهُ تَعَالَى فِي الْعِبَادَةِ۔ کیا کوئی دوسرا خدا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ممکن ہے جس میں یہ

قدرت ہو جس کی بعض شائیں بیان کی گئیں یہ وہ شائیں ہیں کہ ان پر سو اس ذات مستجمع الصفات کے غیر قادر ہی نہیں ہو سکتا حتیٰ

کہ یہ وہم بھی ممکن نہیں کہ اس ذات والا کسی کو عبادت میں شریک بھی کیا جاسکے۔

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦﴾۔ بلکہ وہ لوگ منحرف ہیں۔

يَعْدِلُونَ۔ عدول سے اگر لیا جائے تو اس کے معنی انحراف کے ہوں گے یعنی ان کی عادت میں انحراف عن الحق ہے

حَيْثُ قَالَ الْأَلْوَسِيُّ أَيْ بَلْ هُمْ قَوْمٌ عَادَتُهُمُ الْعَدُولُ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ بِالْكَلْبِيَّةِ وَالْإِنْجِرَافِ عَنِ

الْإِسْتِقَامَةِ فِي كُلِّ أَمْرٍ مِنَ الْأُمُورِ۔

اور ایک قول ہے کہ يَعْدِلُونَ عدل سے ہے بمعنی مساوات ائی يُسَاوُونَ بِهِ غَيْرَهُ تَعَالَى مِنَ الْهَيْئَةِ۔ یہ

قوم، خدا اور غیر خدا میں مساوات ماننے والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کمال کے ساتھ بتوں کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں

اور یہ باطل ہے۔

أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا - (یہ بت بہتر ہیں) یا وہ قادر و خالق جس نے زمین کو تمہارے لئے قرار کی جگہ بنایا جس پر انسان اور حیوان رہتے بستے ہیں اور آرام سے اس پر چلتے پھرتے ہیں اور اس لرزہ کو روکنے کے لئے اس پر میخیں پہاڑوں کی قائم کیں اور اس میں نہریں رواں فرمائیں جیسا کہ آگے ارشاد ہے:

وَجَعَلَ خَلْقَهَا أَنْهًا أَوْ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيًا وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا -

اور کیا اس زمین میں نہروں کو اور اس زمین کے لئے رواسی یعنی لنگریا میخیں قائم کیں اور کیا دو سمندروں میں پردہ۔

یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ اگر زمین پر میخ کوہ قائم نہ کی جاتیں تو یہ قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ سعدی علیہ الرحمۃ بھی کہتے ہیں

زمین از تپ و لرزه آمد ستوہ برو کوفت بر دامنش میخ کوہ

تو رواسی پر آوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنِّى جَبَّالًا ثَوَابِتٌ یعنی پہاڑ قائم کر دیئے کہ لنگر کا کام دیں جیسے آگ بوٹ

جہاز کو جب سمندر کی سطح پر قائم کرتے ہیں تو دونوں لنگر ڈالتے ہیں وہ سطح آب پر ٹھہرا رہتا ہے ایسے ہی زمین کا جہاز بھی پانی پر ہے اس کے قائم کرنے کو پہاڑوں کو لنگریا میخوں کی صورت میں قائم فرمادیا کہ وہ قائم رہ سکے۔

پھر ایک سمندر میں پانی ایک ہی ذائقہ کا ہو سکتا ہے لیکن هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَ هَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ایک سمندر میں دو

ذائقہ کے پانی ایسے رکھے کہ ایک طرف نہایت شیریں اور ایک طرف نہایت کڑوا کھاری موجود ہے۔

جیسا بحیرہ فارس اور بحیرہ روم کا پانی ہے۔ حاجز۔ فاصل کے معنی میں مستعمل ہے جو دونوں کو ملنے سے روک رکھے۔

یہ سمندر بعض کے نزدیک بحر عراق و شام ہیں۔

سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد بحر السماء اور بحر الارض ہے۔

عَالِمٌ مَّعَ اللَّهِ - فرما کر ارشاد ہے یعنی ایسی چیزوں کے وجود و ابداع کو دیکھ کر بھی ہمارے ساتھ دوسرا شریک کہتے ہو۔

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ⑩ - بلکہ اکثر ان کے جاہل ہیں۔ اور اپنے باطل خیال کی حقیقت نہیں سمجھتے۔ پھر ارشاد ہے۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ -

(وہ بت بہتر ہیں) یا وہ جو سنتا ہے مضطر اور لاچار کی جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور فرمادیتا ہے۔

کشف کا محاورہ دفع اور رفع دونوں معنی دیتا ہے گویا فرمایا: اِنِّى يَرْفَعُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَا يَعْتَرِيهِ مِنَ الْأُمُورِ

الَّذِي يَسُوهُ - انسان سے اس چیز کو دفع فرمادیتا ہے جو اس کی تکلیف کا موجب ہو۔

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ - اور کرتا ہے تمہیں زمین کا وارث۔ تاکہ اس میں اس پر تصرف کرو۔

بعض نے کہا: الْمُرَادُ بِالْخِلَافَةِ الْمُلْكُ وَ التَّسَلُّطُ - خلافت سے مراد ملکیت اور تسلط ہے۔

عَالِمٌ مَّعَ اللَّهِ ⑪ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ⑫ - کیا اس قوت کے ساتھ کوئی اور خدا اللہ کے ساتھ ہے بہت کم ہیں وہ جو

نعمت الہی کو یاد کریں یا بہت کم ہیں وہ جو اس پر دھیان کریں۔

تَذَكَّرُونَ - ذکر سے ہے۔ یاد رکھنے خیال کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيْحَ بُشْرًا ابْنَيْنِ يَدِي بِرَحْمَتِهِ -

(وہ بت بہتر ہیں) یا وہ جو خشکی تری کی اندھیروں میں راہ دیتا ہے اور وہ جو ہوائیں بھیجتا ہے خوشگوار جس کے آگے



رحمت ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَمَى يُرْشِدُكُمْ فِي ظُلُمَاتِ اللَّيَالِي فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِالنُّجُومِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعَلَامَاتِ۔ یعنی وہ راہ نمائی فرماتا ہے اندھیری راتوں میں خشک اور تر راستوں میں ستاروں اور دیگر علامتوں سے۔ جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ اور جب سرد ہوائیں گھاؤں کو لے کر آتی ہیں تو ان کے آگے رحمت ہوتی ہے۔ یعنی بارش۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۳۱۔

يَعْنِي تَعَالَى وَ تَنْزَهُ بِذَاتِهِ الْمُنْفَرِدَةَ بِالْأَلُوْهِيَّةِ الْمُسْتَجْمِعَةِ لِجَمِيعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ وَ نُعُوْتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ الْمُقْتَضِيَةِ لِكُوْنِ جَمِيعِ الْمَخْلُوْقَاتِ مَقْهُوْرَةً تَحْتِ قُدْرَتِهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اَمَى عَنْ وُجُوْدِ مَا يُشْرِكُوْنَهُ بِهِ سُبْحٰنَهُ بِعُنْوَانِ كُوْنِهِ اِلٰهًا وَ شَرِيْكَآ لَهٗ تَعَالَى۔

گویا فرمایا گیا کہ کیا کوئی خدا ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو یعنی وہ ذات منزہ ہے اپنی ذات منفردہ میں الوہیت کے ساتھ اور جمیع صفات کمال اور نعوت جلال و جمال میں جو مقتضی ہے اس کی کہ تمام مخلوق مقہور ہو اس کی قدرت کے آگے۔ اور اس سے جو شریک ٹھہراتے ہیں اس لئے کہ وہ ذات پاک کسی دوسرے الہ اور شریک سے منزہ و مبرا ہے۔

اَمَّنْ يَّبْدُوْا الْاَخْلَاقَ ثُمَّ يُعِيْدُهَا وَمَنْ يَّرْزُقْكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

(وہ بت بہتر ہیں) یا وہ جو ایجاد خلق فرماتا ہے پھر بعد موت دوبارہ زندہ کرتا ہے یعنی بعث بعد الموت فرماتا ہے۔ مشرکین بدء خلق کو تو مانتے تھے لیکن بعث بعد الموت پر کہتے تھے: اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ۔ کیا ہم جب مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے یہ رجوع بعید ہے یعنی عقلاً مستبعد ہے۔ حالانکہ عدم سے وجود میں لانا مشکل ہوتا ہے اور وجود کے بعد دوبارہ موجود کر دینا مستبعد نہیں۔ تو ان کا یہ اعتراض باطل اور لالچ ہے۔

وَمَنْ يَّرْزُقْكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ اور وہ جو رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے۔

یعنی آسمان سے بارش کر کے سبزہ اگاتا ہے اور سبزہ سے دانہ پیدا کرتا ہے اور درختوں میں پھل پیدا فرماتا ہے اور زمین سے بھی اسی طرح تمہیں رزق پہنچاتا ہے۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۲۔

کیا کوئی خدا ہے اللہ کے ساتھ فرما دیجئے اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد غیب کی بحث شروع فرمائی

قِيْلَ سَاَلَ الْكُفٰرُ عَنْ وَقْتِ الْقِيَامَةِ الَّتِي وَعَدَهَا الرَّسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْرُوْا عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَنَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى۔

روایت ہے کہ کفار وقت قیامت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے جس کا وعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا تھا اس پر اصرار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھتے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسِلَهَا۔ جس کی بابت فرمایا گیا چنانچہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ یہ بار بار آپ سے قیامت کے وقت کی بابت سوال کرتے

ہیں۔ فرمادیتے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔

فرمادیتے خود کوئی نہیں جانتا جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کو مگر اللہ تعالیٰ۔

یہ بحث علم غیب کا ہے اور علم غیب پر ہزاروں مؤلفات تالیف ہوئی ہیں اور ہر ایک مؤلف نے اپنے اپنے خیال کا اظہار کیا ہے کسی نے علم جزئی مانا کسی نے علم کلی کسی نے تفصیل و اجمال اور حصولی و حضوری کی بحث کر کے الجھایا کوئی ذاتی عطائی کی بحث میں رہ گیا۔ چنانچہ علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں اس آئیہ کریمہ پر بحث کی ہے لیکن میرے خیال میں وہ بھی تشنہ تکمیل ہے۔

اور یہ بحث کیا ہے ایک بحرِ خار ہے جس میں غوطہ زنی کرنا بھی کسی غواص کا کام ہے مجھ جیسا ہیچ میرزہ و چچمدان اس دریا کو دیکھ کر بھی سراسیمہ ہے۔ لہذا اس بحث کو میں اپنی تحقیق سے منقح نہیں کر سکتا۔ لیکن جب بحث آگئی ہے تو اس پر کچھ نہ کچھ لکھنا لازمی تھا۔

لہذا میں اس بحث کو اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ قدس سرہ کی تحقیق پر چھوڑتا ہوں۔ میرے خیال میں وہ بحث جو مکہ معظمہ میں حرم کے پردوں سے لپٹی ہوئی مدوح نے ایک دن میں مکمل فرمائی۔ اور شریف مکہ کو سنائی جس پر علماء الحرمین الشریفین اور اجلہ علماء مصر و شام نے اسی (۸۰) تقریظ تحریر فرمائیں اور سب نے اسے حق مانا جسے المکتبہ اندرون نیوہام کہناڈ مارکیٹ نیو تھانہ کراچی نے بصرہ زر کثیر طبع کرایا میں بھی اسی سے اکتساب فیض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

اصل عبارت عربی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ہے اس کا ترجمہ صاحبزادہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام فاضل یلمعی عالم لوزعی ادیب الادباء و محدومنا المکرم حامد رضا رحمہ اللہ نے فرمایا تمبر کا اسی سے عبارات اعلیٰ حضرت اور ترجمہ حجۃ الاسلام حامد میاں قدس سرہ نقل کرتا ہوں:

اس تالیف مفید کا نام نامی الدَوْلَةُ الْمَكِّيَّةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ هِيَ۔ وَهَا اَنَا اَشْرَعُ بِالْمَقْصُودِ بِعَوْنِ اللَّهِ الْوُدُودِ۔

النَّظَرُ الْأَوَّلُ اعْلَمَ أَنَّ مَلَكَ الْأَمْرِ وَ مَنَاطَ النُّجَاةِ الْإِيمَانُ بِالْكِتَابِ كَلِّهِ وَ مَا ضَلَّ أَكْثَرُ مَنْ ضَلَّ إِلَّا أَنَّهُمْ يُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ يَكْفُرُونَ بِبَعْضِ۔

كَالْقَدْرِيَّةِ آمَنُوا بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ وَ كَفَرُوا بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَ اللَّهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُونَ۔

نظر اول میں تمہید ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ اول اس امر کا سمجھنا ضروری ہے کہ امر دین کا مدار اور وہ باتیں جن پر نجات موقوف ہے وہ پورے قرآن عظیم پر ایمان لانا ہے اور جو اکثر گمراہ ہوئے وہ اسی وجہ میں کہ بعض آیتوں پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہو گئے جیسے فرقہ قدریہ کہ اپنے آپ کو ہی افعال کا خالق جانتا ہے اور اس آیت پر ایمان لایا جو ارشاد الہی عزوجل ہے: وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور اس آیت سے کفر کیا جو ارشاد ہے وَ اللَّهُ

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی۔

وَالْجَبْرِيَّةُ اٰمَنُوا بِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وَ كَفَرُوْا بِقَوْلِهِ تَعَالٰی ذٰلِكَ جَزِيْنُهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۗ وَاِنَّ الصّٰدِقُوْنَ - اور فرقہ جبریہ جو انسان کو پتھر کی طرح مجبور محض سمجھتا ہے وہ اس آیت پر تو ایمان لایا: وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ تم کیا چاہتے ہو مگر یہ کہ اللہ چاہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ اور اس آیت سے کفر کرتا ہے جو ارشاد ہے ذٰلِكَ جَزِيْنُهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۗ وَاِنَّ الصّٰدِقُوْنَ - یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بے شک ضرور سچے ہیں۔

وَالْخَوٰرِجُ اٰمَنُوا بِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۳﴾ يَّصَلُوْنَ نَهَايُوْا مَالِ الدِّيْنِ وَ كَفَرُوْا بِقَوْلِهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۗ

اور خارجی فرقہ اس آیت پر تو ایمان لایا کہ بے شک فاجر لوگ ضرور جہنم میں ہیں قیامت کے دن اور اس آیت کی طرف سے کافر ہوئے جو ارشاد ہے بے شک اللہ شرک کو نہیں بخشتا اور اس کے نیچے جتنے گناہ ہیں ان میں سے جسے چاہے بخش دیتا ہے وَالْمَرْجِيَّةُ الضَّلٰلُ اٰمَنُوا بِقَوْلِهِ تَعَالٰی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۗ اِنَّهٗ هُوَ الْعَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَ كَفَرُوْا بِقَوْلِهِ تَعَالٰی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ جَزِيْبًا -

اور فرقہ مرجیہ گمراہ جو کہتا ہے کہ مسلمان کو کوئی گناہ ضرور نہیں دیتا وہ اس آیت کریمہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الخ پر ایمان لایا کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے اور اس آیت کریمہ سے کفر کیا جو ارشاد ہے مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ جَزِيْبًا جو کوئی برا کام کرے گا اسے بدلا دیا جائے گا۔ علاوہ اس کے بہت سی مثالیں ہیں اور علم کلام میں موجود ہیں۔

چنانچہ آیت کریمہ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْْبَ اِلَّا اللّٰهُ اگر کلام پاک میں ہے۔ جس کے معنی ہیں فرما دیجئے زمین و آسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے وہاں فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۴﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ بھی ہے جس کے معنی ہیں اللہ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جسے رسولوں میں سے مرتضیٰ فرمائے۔ یعنی اپنے محبوب اور پسندیدہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمالتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلٰی الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رَّسُوْلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ۗ یعنی اللہ ایسا نہیں کہ اے لوگو! تمہیں غیب پر مطلع کرے البتہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (اس غیب کے لئے) چن لیتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا: وَمَا هُوَ عَلٰی الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ - یعنی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں۔ یعنی وہ تمہیں غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔ اور جو غیب تمہیں وہ بتائیں اس میں ان پر غلطی کرنے کی تہمت نہیں ہے۔

اور یہ بھی ارشاد ہوا: وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۗ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا - یعنی اے محبوب تمہیں سکھایا تمہارے رب نے جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر بہت ہی بڑا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۗ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اٰمْرَهُمْ وَهُمْ يَبْكَرُوْنَ - یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنے ارادے میں ایسا کیا (اور



یوسف علیہ السلام کے ساتھ) داؤ کھیلے۔

اور یہ بھی ہے: ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اذْ يُلْقَوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيْتُهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اذْ يَخْتَصِمُونَ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں کا قرعہ ڈالتے تھے کہ ان میں کون مریم کی پرورش کرے اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ اور یہ بھی آئیہ کریمہ ہے: تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا اِلَيْكَ غَيْبِ الْخَبْرِ هِيَ جِنِّ كِ وَحْيِ هِيَ تَمَّهَارِي طَرَفِ بِيحْتَجِي هِي۔

ان کے سوا اور بہت سی آیتیں ہیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَهَذَا رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ نَفَى نَفِيًا لَّا مَرْدَلَهُ وَ اَثَبَتْ اِثْبَاتًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَالْكُلُّ حَقٌّ وَ الْكُلُّ اِيْمَانٌ وَ مَنْ اَنْكَرَ شَيْئًا مِنْهَا فَقَدْ كَفَرَ بِالْقُرْآنِ فَمَنْ نَفَى مُطْلَقًا وَ لَمْ يُثَبِّتْ بِوَجْهِ فَقَدْ كَفَرَ بِاَيَاتِ الْاِثْبَاتِ وَ مَنْ اَثَبَتْ مُطْلَقًا وَ لَمْ يَنْفِ بِوَجْهِ فَقَدْ كَفَرَ بِاَيَاتِ النَّافِيَاتِ وَ الْمُؤْمِنُ يُؤْمِنُ بِالْكُلِّ وَ لَا تَتَفَرَّقُ بِهِ السُّبُلُ وَ هُمَا لَا يُمَكِّنُ لَهُمَا مَوْرَدٌ وَ اِحْدٌ فَوْجَبَ الْفَحْصُ عَنِ الْمَوَارِدِ۔

تو یہ ہے ہمارا رب تبارک و تعالیٰ جس نے نفی بھی ایسی کی کہ ٹل نہیں سکتی اور ثابت بھی ایسا کیا جس میں اصلاً شبہ نہیں تو نفی و اثبات دونوں حق ہیں دونوں ایمان ہیں اور ان دونوں میں سے جو کوئی کسی بات کا انکار کرے وہ منکر قرآن ہوگا تو جو غیر خدا کے لئے علم غیب کی مطلقاً ایسی نفی کر دے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کافر ہوگا جو غیر خدا کے لئے غیب ثابت کر رہی ہیں۔

اور جو مطلقاً اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں وہ ان آیتوں سے کافر ہوگا جو نفی غیب کر رہی ہیں اور مومن وہ ہے جو سب پر ایمان لائے اور ادھر ادھر مختلف راہوں میں نہ پڑے۔ اور ظاہر ہے کہ نفی غیب اور اثبات غیب دونوں ایک چیز پر تو وارد نہیں ہو سکتے تو ان کے مورد جدا جدا تلاش کرنا واجب ہوا۔

تو اول اس علم کی تقسیم دو طرح ہوگی ایک تقسیم باعتبار مصدر ہے جہاں سے وہ صادر ہوا۔ اور ایک تقسیم متعلق سے ہے یعنی جس سے وہ علم متعلق ہوا اس سے ایک تقسیم نکلتی ہے۔ پھر اس اعتبار سے کہ تعلق کس طرح کا ہوا۔

پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے اور وہ جب ہوگا جبکہ نفس ذات عالم سے صادر ہو اور اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو۔ یعنی اس میں نہ غیر کی عطا سے ہونہ اس میں کسی طرح غیر سبب پڑے۔

یا وہ علم عطائی ہو یعنی غیر کی عطا سے ہو جیسے استاد شاگرد کے علم کا سبب ہے اگرچہ اس میں بھی معطی حقیقی وہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے تو یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ جو بسبب غیر ہو وہ بہ عطاء غیر نہ ہو۔

بنابریں پہلی قسم صرف اور صرف واجب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کے غیر کے لئے محال ہے حتیٰ کہ اس میں سے کوئی حصہ جہان بھر میں کسی کے لئے کوئی ثابت کرے اگرچہ وہ ذرہ سے بھی کم تر ہو وہ یقیناً مشرک ہے۔

رہی دوسری قسم وہ صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ممکن نہیں۔  
 حتیٰ کہ اگر کوئی ایسا علم اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرے تو وہ کافر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث و  
 شنیع ہے اس لئے کہ مشرک تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی غیر کو خدا کے برابر جانے۔ اور یہاں تو اس نے غیر  
 خدا کو خدا سے برتر سمجھایا اس نے اپنے علم و خبر کا فیض خدا تعالیٰ کو پہنچا دیا۔

دوسری تفصیل یہ ہے کہ علم دو قسم پر ہے۔

ایک مطلق العلم اس سے مراد وہ مطلق ہے جو علم اصول کی اصطلاح ہے جس کا ثابت کرنا کسی ایک فرد کا ثبوت چاہتا ہے  
 اور نفی کرنا کل افراد کی نفی کو لازم ہے اور یہ مطلق یا تو فرد معین ہے یا نفس ماہیت جو کسی فرد میں ہو کر پائی جائے۔  
 تو یہاں قضیہ موجبہ، موجبہ جزئیہ ہے اس لئے کہ موجبہ کلیہ کو عام ہے اور قضیہ سالبہ۔ سالبہ کلیہ ہے۔  
 دوسرا علم مطلق جو عموم و استغراق حقیقی کا مفاد ہے۔

اس کا ثبوت نہیں ہوتا جب تک کہ جملہ افراد موجود نہ ہوں اور وہ کسی ایک فرد کی نفی سے منٹھی ہو جاتا ہے تو یہاں موجبہ کلیہ  
 ہوگا اور سالبہ جزئیہ اور یہ علم کا تعلق دو وجہ پر ہوتا ہے۔

ایک اجمال، دوسرے تفصیل۔ جس میں ہر معلوم جدا اور ہر مفہوم دوسرے سے ممتاز ہو یعنی عالم کو جتنے معلومات ہوں  
 عام اس سے کہ وہ کل ہوں یا بعض تو اس دوسری تقسیم میں یہ چار قسمیں ہیں۔

ان میں سے ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جسے علم مطلق تفصیلی کہتے ہیں جس پر آیہ کریمہ **وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ**  
**شَيْءٍ عَلِيمًا** دلالت کرتی ہے یعنی اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

اس لئے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے وہ اپنی ذات اور اپنی غیر متناہی صفتوں اور ان سب حادثوں کو جو  
 موجود ہوئے اور ان کو جو ازل سے ابد تک موجود ہوتے رہیں گے اور تمام ممکنات کو جو نہ کبھی موجود ہوئے اور نہ کبھی موجود ہوں  
 بلکہ تمام محالات کو بھی وہ جانتا ہے۔

تو تمام مفہومات میں سے کوئی چیز علم الہی سے باہر نہیں وہ ان سب کو تفصیل کے ساتھ جانتا ہے ازل سے ابد تک سب اس  
 کے علم میں ہے۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات غیر متناہی اور اس کی صفات غیر متناہی اور ان میں سے ہر صفت غیر متناہی اور عدد کے سلسلے جو  
 غیر متناہی میں ہیں اور ابد کے دن اور اس کی گھڑیاں اور اس کی آئین اور جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے  
 ہر عذاب اور جتنی جہنمیوں کی سانس اور ان کی پلک جھپکنا اور ان کی جنبشیں اور ان کے سوا اور چیزیں یہ سب غیر متناہی ہیں اور  
 اللہ تعالیٰ کو ازل و ابد میں سب پوری تفصیل اور احاطہ کے ساتھ معلوم ہیں۔

بلکہ اس ذات پاک کے لئے ہر ہرزہ میں غیر متناہی علم ہیں۔ اس لئے کہ ہر ہرزہ کو ہرزہ سے جو گزرا، یا آئندہ ہو گیا  
 ممکن ہے کہ ہو، کوئی نہ کوئی نسبت قرب و بعد اور جہت میں ہوگی جو زمانوں میں بدلے گی پھر ان مکانوں کے بدلنے سے جو  
 واقع ہوئے یا ممکن ہے روز اول سے زمانہ نامحدود تک اور یہ سب اللہ عزوجل کو بالفعل معلوم ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے۔

اور یہ باتیں ہر اس شخص پر واضح ہیں جو اسلام میں حصہ رکھتا ہے۔

اور یہ حقیقت واضح اور روشن ہے کہ کسی مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ ایسی طرح سے کہ ہر فرد دوسرے سے بروجہ کامل ممتاز ہو محیط نہیں ہو سکتا۔

اس لئے کہ امتیاز جب ہوگا جبکہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے ساتھ لحاظ کیا جائے اور غیر متناہی لحاظ ایک آن میں حاصل نہیں ہو سکتے۔

تو ثابت ہوا کہ علم مخلوق اگرچہ کتنا ہی کثیر ہو حتیٰ کہ عرش و فرش میں روز اول سے روز آخر تک اور اس کے کروڑوں مثل سب کو محیط ہو جائے جب بھی نہ ہوگا مگر محدود بالفعل۔

اس لئے کہ عرش و فرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں اسی طرح روز اول سے روز آخر تک یہ بھی دو حدیں ہیں اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ لازمی طور پر متناہی ہوگی۔

البتہ علم مخلوق میں غیر متناہی ہونا بایں معنی ٹھیک ہو سکتا ہے کہ آئندہ کسی حد پر اس کی روک نہ کر دی جائے بلکہ ہمیشہ بڑھتا رہے اور بایں معنی اللہ سبحہ و تعالیٰ کے علم میں لاتناہی محال ہے۔

اس واسطے کہ اس کی سب صفتیں نئی پیدا ہونے سے بالاتر ہیں تو ثابت ہوا کہ غیر متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ کے علموں سے خاص ہے۔

اور وہ عدم متناہی کہ بڑھنا کسی حد پر نہ رکے اس کے بندوں کے لئے خاص ہے۔

قطع نظر اس کے ہمارے دعویٰ پر آئیہ کریمہ بھی دلیل قاطع ہے حَيْثُ قَالَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے۔ اس لئے کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ محدود نہیں تو اس کی مخلوق میں کسی کو ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کو جیسا کہ وہ ہے تمام و کمال پہچان لے اور اس کا یہ کہنا صحیح ہو جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت ایسی حاصل ہو گئی کہ اس کے بعد اس کی معرفت سے کچھ باقی نہ رہا۔ اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ علم اللہ تعالیٰ کی ذات کو محیط ہو جاتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ محاط ہو کر اس کے احاطہ میں آ جاتا اور وہ ذات کسی کے احاطہ میں آ کر محاط ہونے سے بالاتر ہے وہ ہر چیز پر محیط ہے۔

تو اس تقریر سے یہ امر بھی روشن اور واضح ہو گیا کہ اللہ عزوجل کے عرفان میں انبیاء، اولیاء، صالحین و مومنین میں جو فرق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عرفان میں ہی فرق ہے اور اسی سے باہمی مراتب کا فرق مرتب ہے۔

جو جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ عرفان ابدالاباد تک بڑھتا ہی رہے گا اور جتنا عرفان بڑھتا جائے گا اتنا ہی مرتبہ بڑھتا رہے گا لیکن کبھی اس کے علم میں سے قادر نہ ہوں گے مگر قدر متناہی پر اور معرفت الہی ہمیشہ غیر متناہی رہے گی۔

تو ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً اور شرعاً محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین کے علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کا مجموعہ بھی علوم الہیہ سے قطعاً کوئی نسبت نہیں رکھتا حتیٰ کہ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہے۔ اس لئے کہ قطرہ کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور وہ دریائے ذخار بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے۔



اس لئے کہ سمندروں سے اگر ہم بوند کے اس حصہ کے برابر یکے بعد دیگرے لیتے رہیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک ایسا دن آئے گا کہ سب ختم اور فنا ہو جائیں گے اس لئے کہ آخر متناہی ہیں۔

لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے لیتے جائیں تو حاصل شدہ ہمیشہ متناہی ہوگا اور غیر متناہی ہمیشہ غیر متناہی رہے گا تو ماننا پڑے گا کہ غیر متناہی سے متناہی کو کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔

اور یہ ہمارا ایمان ہے کہ ذات واجب تعالیٰ غیر متناہی ہے اور اس کی صفات بھی غیر متناہی تو عرفان حاصل کرنے والے سب متناہی تو متناہی کو غیر متناہی سے کبھی نسبت نہیں ہو سکتی۔

اور حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو جو اشارہ فرمایا تھا جبکہ چڑیا نے سمندر سے ایک چونچ بھر کر پانی لیا تو یہ وہ درجہ ہے جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔

اب رہیں باقی تین قسمیں یعنی

علم مطلق اجمالی

مطلق علم اجمالی

علم تفصیلی

یہ تینوں اقسام اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔

یہاں سیدی محمد بکری نے اس قول پر جو جواب دیا وہ غلط نہیں ہے جو آپ سے پوچھا گیا کہ علامہ عمر حلبی کا محصل یہ ہے کہ  
 اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُ جَمِيعَ عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام علم اللہ جانتے تھے؟

تو آپ نے جواب دیا اس کا ما حاصل یہ ہے کہ هَذِهِ صَحِيحَةٌ اِذْ يَجُوزُ اَنَّ تَعَالَى يَهْبُهُ عِلْمُهُ وَتَطْلِيْعُهُ عَلَيْهِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذَلِكَ اَنَّ يُدْرِكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامَ الرَّبُّوبِيَّةِ اِذْ الْعِلْمُ ثَابِتٌ لِلَّهِ تَعَالَى بِذَاتِهِ وَ لِلْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَعْلِيمِ اللَّهِ تَعَالَى اِيَّاهُ۔

یہ صحیح ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کل علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا ہو اور آپ کو اس پر مطلع کر دیا ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام ربوبیت تک پہنچ جائیں اس لئے کہ علم الہی بالذات ثابت ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم تعلیم الہی سے حاصل ہونا ثابت ہے۔

پھر علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا: وَقَدْ ذَكَرْتُ لِي بَعْضُ الْأَصْحَابِ اَنَّهُ يَلْزَمُ اَنَّ يُسَاوِيَ عِلْمُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمَ اللَّهِ تَعَالَى اِذْ قُلْنَا اَنَّهُ يَعْلَمُ كُلَّ شَيْءٍ فَاحْبَبْتُهُ اَنَّهُ لَا يَلْزَمُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ لِاَنَّ ذَلِكَ لِلَّهِ تَعَالَى بِالْاِصَالَةِ وَلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّبْعِيَّةِ۔

میرے بعض احباب نے ذکر کیا کہ جب ہم کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شے کا علم رکھتے ہیں تو لازم آئے گا کہ علم الہی سے مساوی مانا جائے تو میں نے جواب دیا کہ یہ لازم نہیں آتا اس لئے کہ علم خداوند تعالیٰ ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عطائی ہے۔

بلکہ اگر اجمالی کو ہم مرتبہ بشرط لاشیاء میں لیں یعنی وہ جس میں ایک معلوم دوسرے سے پورے طور پر ممتاز نہ ہو تو اجمالی کی دونوں قسمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے محال ہوں گی اور بندوں کے ساتھ ان کا خاص ہونا واجب ہوگا۔

اب رہا علم مطلق اجمالی اس کے بندوں کے لئے حاصل ہونا عقلاً بدیہی اور ضروریات دین سے ہے اس لئے کہ ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے جانتا ہے تو ہر شے کہنے میں ہم نے جمیع معلومات الہیہ کا لحاظ کر لیا اور ان سب کو اجمالی طور پر جان لیا تو جسے اپنے لئے ثابت نہ جانے وہ اپنے نفس سے اس آیت کریمہ پر ایمان کی نفی کرتا ہے تو وہ خود اپنے کفر کا مقرر ہوا اور معاذ اللہ ایسا عقیدہ خالص کفر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب علم مطلق اجمالی بندوں کے لئے ثابت ہے تو مطلق علم اجمالی خود بخود بندوں کے لئے ثابت ہے۔ اسی طرح مطلق علم تفصیلی ہے۔ اس لئے کہ ہم قیامت و جنت اور جہنم اور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات میں سے ساتوں صفات پر ایمان لائے جو اصول ایمان سے ہیں۔ تو یہ سب غیب ہی ہے۔

اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے علیحدہ علیحدہ دوسرے سے ممتاز طور پر جانا تو واجب ہوا کہ غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہو۔

چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے: لَا يَمْتَنِعُ أَنْ نَقُولَ نَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ مَا لَنَا عَلَيْهِ دَلِيلٌ۔ یہ کہنا ممنوع نہیں کہ غیب سے ہم وہ جانتے ہیں جس پر ہمارے لئے دلیل ہے۔

اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ہے: لَمْ يُكَلِّفْنَا اللَّهُ الْإِيمَانَ بِالْغَيْبِ إِلَّا وَقَدْ فَتَحَ لَنَا بَابَ غَيْبِهِ۔ اللہ نے ہمیں ایمان بالغیب کی تکلیف نہیں دی مگر اتنی جو ہمارے لئے اپنے غیب کا دروازہ کھول دیا۔

اور علامہ ابن جریر رحمہ اللہ تحت آیت مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ فرماتے ہیں۔ جو ابن زید رحمہ اللہ سے منقول ہے: الْغَيْبُ الْقُرْآنُ۔ غیب قرآن کریم ہے۔

وَعَنْ زَيْدِ الضَّنِينِ الْبَخِيلِ وَالْغَيْبُ الْقُرْآنُ۔ اور زر سے مروی ہے کہ ضنین بخیل کو کہتے ہیں اور غیب قرآن کریم ہے۔

اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَا يَضُنُّ عَلَيْكُمْ مِمَّا يَعْلَمُهُ۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بخل نہیں فرماتے اس لئے جو انہیں علم ہے۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ غَيْبٌ فَأَعْطَاهُ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَّلَهُ وَاعْلَمَهُ۔ بلاشبہ یہ قرآن کریم غیب ہے اسے محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اور انہوں نے ہمیں بخشا اور تعلیم فرمایا۔

پھر انبیاء کرام علیہم السلام کا کیا کہنا اور کیونکر نہ ہو حالانکہ ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے۔

تو جو غیب کو جانتا نہیں وہ اس کی تصدیق کیونکر کرے گا اور جو تصدیق نہ کرے گا وہ اس پر ایمان کیونکر لائے گا تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی اور علم تفصیلی جو جمیع معلومات الہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محیط ہو۔

تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ہے ان میں ضرور ہے کہ یہی دونوں معنی مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ علم جسے بندوں کے لئے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے خواہ وہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی ہو۔ اور مدح اس علم اخیر سے ہوتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے جہاں علم کے ساتھ اپنے بندوں کی مدح فرمائی اس سے یہی قسم مراد ہے جس میں بندوں کے لئے علم غیب دیا جانا ثابت فرمایا ہے۔ اور یہ ہرگز مقربین اور نہ ان کے غیر کا امکان ہے۔ چنانچہ وہ آیات جن میں بندوں کے لئے غیب کا علم دیا جانا ثابت ہے وہ ہیں یہ۔

وَبَشِّرُوهُ بِعِلْمٍ عَلِيمٍ۔ ملائکہ نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔  
وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ۔ بے شک یعقوب ہمارے علم دیئے ہوئے سے ضرور علم والا ہے۔  
وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا۔ ہم نے خضر کو علم لدنی عطا کیا۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ۔ اور اے محبوب اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔  
اور ان کے سوا اور قرآن کریم میں بکثرت آیات ہیں۔

اب یہ امر واضح اور روشن ہو گیا کہ جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ سب دین متین سے ثابت ہے اور جو ان میں سے کسی کا انکار کرے وہ منکر دین متین ہے اور جماعت مسلمین سے علیحدہ ہے۔

اور یہ وہ تطبیق ہے جسے معتمد علماء نے آیات نفی و اثبات میں کی ہے جیسے امام اجل ابو زکریا نووی نے اپنے فتویٰ میں فرمایا  
امام ابن حجر کی رحمہ اللہ نے فتویٰ حدیثیہ میں بیان کیا اور دیگر علماء کرام نے بھی فرمایا:  
”کہ غیر خدا سے نفی علم غیب کے معنی ہیں کہ اپنی ذات سے کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی کا علم جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہے۔“  
تو اب انظر من الشمس اور بین من الشمس روشن و لائح ہو گیا کہ جو نبی علیم علیہ الصلوٰۃ و الفضل لتسليم سے غیبوں کی مطلق علم کی نفی کرتا ہے اگرچہ وہ خدا کی عطا سے ہو وہ منکر آیات الہی ہے اور اس کا یہ انکار موجب ردت ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے خاتمہ اور امت کے خاتمہ کا علم بھی روشن تھا حیث قال۔

وَلَا خِرَّةٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى۔ بے شک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے اور ارشاد ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ بے شک عنقریب تمہیں تمہارا رب اتا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور ارشاد ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ لَوِ شَاءَ اللَّهُ يَسْخِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو نہ ان ایمان والوں کو جو اس کے ساتھ ہیں ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے

دائیں اور ارشاد ہے۔

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ عنقریب تمہارا رب تمہیں حمد والے مقام پر بھیجے گا۔ اور ارشاد ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کر دے اور ارشاد ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ



يَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَيُنصركَ اللهُ نَصْرًا عَظِيمًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ  
الْمُؤْمِنِينَ لِيُزْذَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ۝ وَ لِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۝ وَ كَانَ اللهُ عَلِيمًا  
حَكِيمًا ۝ لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ يُكْفَرُ  
عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۝ وَ كَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللهِ قَوْلًا عَظِيمًا ۝

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے انگوں اور تمہارے  
پچھلوں کے اور تمام کر دے تم پر اپنی نعمتیں اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے اور اللہ مدد فرمائے تمہاری زبردست وہی ہے جس نے  
ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں اور زمین  
کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں  
رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں اور ان کی برائیاں ان سے اتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔

اور پھر ارشاد باری ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِي اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُوْرًا۔  
برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے اس سے بہتر کر دے جنتیں کہ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور کرے گا  
تمہارے لئے اونچے اونچے محل۔

علاوہ اس کے اس بات میں بکثرت احادیث متحد المعنی اور متواتر اتنی ہیں کہ وہ ایک عمیق دریا ہیں جن کا گہرا و پانا مشکل

ہے۔

لیکن جب اللہ اور اس کی آیتوں سے مقصد ثابت ہو چکا تو اس کے بعد قیامی حدیث بعد اللہ و آیتہ یومنون۔  
مضمون سابقہ سے مسئلہ اتنا بخ اور صاف ہو چکا ہے کہ اب مسلمان کے دل میں نبی الانبیاء علیہ التحیۃ و الثناء کا علم ذات  
واجب تعالیٰ شانہ کے مساوی علم ہونے کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ دلائل سے واضح اور روشن ہو گیا کہ  
اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی۔

اللہ تعالیٰ کا علم واجب ہے اور مخلوق کا علم ممکن۔

اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی، قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث اس لئے کہ تمام مخلوقات حادث ہے اور صفت موصوف  
سے مقدم نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے تحت قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ تعالیٰ کے تحت قدرت ہے بلکہ اس کا زبردست۔

علم الہی کا ہمیشہ رہنا واجب ہے اور علم مخلوق کی فنا ممکن۔

علم الہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر و تبدل روا ہے۔

ان تمام فرقوں کے ہوتے ہوئے سوا جاہل کے کون وہم کر سکتا ہے کہ علم نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ذات واجب تعالیٰ

شانہ کے مساوی ہے۔

اب بھی جو علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الہیہ کا محیط جانے وہ محض باطل پرست ہے۔

اور ہماری اس تصریح کے مطابق اجلہ علماء کرام بھی فرما رہے ہیں۔ چنانچہ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

يُعْتَقَدُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي عَظَمَتِهِ وَ كِبْرِيَانِهِ وَ مَلَكُوتِهِ وَ حُسْنِ اسْمَائِهِ وَ عُلَا صِفَاتِهِ لَا يَشْبَهُ شَيْئًا مِّنْ مَّخْلُوقَاتِهِ وَلَا يَشْبَهُ بِهِ وَإِنَّ مَا جَاءَ مِمَّا أَطْلَقَهُ الشَّرْعُ عَلَى الْخَالِقِ وَ عَلَى الْمَخْلُوقِ فَلَا تَشَابُهَ بَيْنَهُمَا فِي الْمَعْنَى الْحَقِيقِيَّةِ إِذْ صِفَاتُ الْقَدِيمِ بِخِلَافِ صِفَاتِ الْمَخْلُوقِ فَكَمَا إِنَّ ذَاتَهُ لَا يَشْبَهُ الذَّوَاتِ كَذَلِكَ صِفَاتُهُ لَا تَشْبَهُ صِفَاتِ الْمَخْلُوقِينَ۔ الخ

یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی اور بڑائی میں اور اپنی سلطنت اور اپنے اسماء حسنیٰ اور اپنی بلند و بالا صفات میں مخلوقات میں سے نہ وہ کسی کے مثل ہے نہ اس جیسا اور کوئی ہو سکتا ہے اور یقیناً وہ الفاظ جن کا اطلاق شریعت مطہرہ نے خالق و مخلوق دونوں پر کیا اس میں بمعنی حقیقی کوئی تشابہ نہیں اس لئے کہ صفات قدیم مخالف صفات حادث ہیں تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں اسی طرح اس کی صفات بھی مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں۔ الخ

پھر امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ كَذَاتِهِ ذَاتٌ وَلَا كِاسْمِهِ اسْمٌ وَلَا كِفِعْلِهِ فِعْلٌ وَلَا كَصِفَتِهِ صِفَةٌ إِلَّا مِنْ جِهَةِ مُوَافَقَةِ اللَّفْظِ قَالَ هَذَا كُلُّهُ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ وَالسُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ نہیں کوئی ذات اس کی ذات کی مثل اور نہ کوئی نام اس کے نام کی مثل اور نہ کوئی کام اس کے کام کے مشابہ نہ کوئی صفت اس کی صفت کے مشابہ مگر باعتبار موافقت لفظی کے اور فرمایا یہ سب مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔

پھر امام حجۃ الاسلام کی املا علی الاحیاء میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے: لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ مِنْ عِلْمِ الْآخِرَةِ إِلَّا الْأَسْمَاءُ اِهْ فَمَا ظَنُّكَ بِصِفَاتِ الْمَوْلَى عَزَّ وَجَلَّ۔ عالم آخرت میں سے لوگوں کے پاس فقط نام ہیں اہ تو صفات مولیٰ عزوجل کے ساتھ تمہارا کیا گمان ہے۔

چنانچہ ہمارا ایمان یہی ہے کہ ع، ل، م سے جو علم بنتا ہے اس میں بھی مراد صرف موافقت اسی ہے اور یہ ترقی ہے تفرقہ صفات جانب تبارین باعتبار حقیقت و نفس ذات کے۔

چنانچہ ہمارا عقیدہ پروردگار عالم کے ساتھ یہ ہے کہ اس کا کوئی سا جہی نہیں۔

وہ نہ جنانہ اس سے کوئی جنا گیا۔

اس کی مثال کوئی نہیں۔

اس کی صفات میں بھی کوئی شریک نہیں۔

اس کے لئے تمام حمد اور خوبیاں ہیں۔

اس جیسا کوئی نہیں۔

لَا ضِدُّ وَلَا يَدٌ وَلَا حَدٌّ لِرَبِّي الْآنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

اس کے اسماء اسی کے اسماء ہیں اس کے نام سے من حیث ہو ہو کوئی نام والا نہیں۔

اس کے حکم میں کوئی شریک نہیں۔

اس کی سلطنت میں کسی کا دخل نہیں۔

سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

اور جسے ہم پکارتے ہیں اگرچہ پکارتے ہیں مگر مالک حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں۔

وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی مہی ہے وہی ممیت ہے۔

اور جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر بولا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، حلیم، کریم، سمیع، بصیر، رؤف، رحیم وغیرہ تو اس میں محض لفظی موافقت ہے معنی میں شرکت ہرگز نہیں بلکہ مجاز و حقیقت کا فرق ہے۔ چنانچہ فتویٰ سراجیہ فتویٰ تاتارخانیہ اور مخ الغفار در مختار وغیرہ میں ہے:

التَّسْمِيَةُ بِاسْمِهِ يُوجَدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى كَالْعَلِيِّ وَالْكَبِيرِ وَالرَّشِيدِ وَالْبَدِيعِ جَائِزٌ لِأَنَّهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمُشْتَرِكَةِ وَ يُرَادُ فِي حَقِّ الْعِبَادِ غَيْرَ مَا يُرَادُ فِي حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى۔ الخ ایسا نام رکھنا جو کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جیسے علی، کبیر، رشید، بدیع جائز ہے کہ یہ اسماء مشترکہ ہیں اور بندے کے حق میں وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو رب العباد کے لئے مراد ہے۔

اور امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّ أَفْعَلَ وَ فَعِيلًا فِي صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى سَوَاءٌ كَمَا فِي الْهَدَايَةِ۔ صیغہ فعل اور فعل صفت الہی میں ایک معنی پر ہیں جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

قَالَ فِي الْعَنَائَةِ لِأَنَّ اثْبَاتَ الزِّيَادَةِ لَيْسَ بِمُرَادٍ فِي صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى كَعَدَمِ مُسَاوَاتِ أَحَدِ آيَاهُ فِي أَصْلِ الْكِبْرِيَاءِ حَتَّى يَكُونَ أَفْعَلٌ لِلزِّيَادَةِ كَمَا يَكُونُ فِي أَوْصَافِ الْعِبَادِ فَكَانَ أَفْعَلٌ وَ فَعِيلٌ سَوَاءً۔ اه

عنائیہ میں فرمایا کہ صفات الہی میں کوئی زیادتی ثابت کرنا مقصود نہیں کہ کسی کو اس کے ساتھ نفس عظمت اور بڑائی میں برابری نہیں یہاں تک کہ فعل زیادتی کے لئے ہو جیسا کہ صفات عباد میں ہوتا ہے تو فعل اور فعل برابر ہیں۔

بَلْ قَدْ قَالَ الْعُلَمَاءُ فِي غَيْرِ مَا مَوْضِعٍ إِنَّ اسْمَ التَّفْضِيلِ كَثِيرًا مَا يُرَادُ بِهِ أَصْلُ الْفِعْلِ مِنْ دُونِ شُرْكَةٍ مِنْهَا۔ بلکہ بلاشبہ علماء نے متعدد مقامات میں فرمایا کہ فعل التفضیل سے نفس فعل بلا شرکت مراد ہوتا ہے۔

وَ قَوْلُهُ تَعَالَى أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا۔ جیسے ارشاد ہے جنت والے آج کے دن بہتر مسکن اور بہتر خواب گاہ میں ہیں۔

اور ارشاد ہے: اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا يَشْرِكُونَ۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جو شریک ٹھہراتے ہیں۔

اور فرمایا: فَأَمْثَلُ الْفَرِيقَيْنِ أَحْسَنُ بِالْأَمْنِ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ تو کون سا فریق زیادہ حقدار امن ہے اگر تمہیں علم

ہے۔

اور اس کے بعد ہی فرمایا: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ۔ وہ جو



ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کیا انہیں کے لئے امن ہے اور وہی رائے پائے ہوئے ہیں۔

مذکورہ تفصیلات کے بعد اس مسئلہ غیب کی مصرح بحث سمجھ لینی ضروری ہے وَهُوَ هَذَا۔

علم ذاتی اور مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور بندہ کے لئے نہیں مگر مطلق علم عطائی یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے چہ جائیکہ انبیاء کرام اس لئے کہ اگر یہ علم نہ ہو تو ایمان ہی صحیح نہیں جیسا کہ ہم اول بیان کر چکے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَيْبٌ كَا جَانِئِ وَاللَّهُ غَيْبٌ  
پر مطلع نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ خدایوں نہیں کہ تم کو اپنے  
غیب پر مطلع کر دے البتہ اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

تو ان کے غیر جو علم حاصل ہو گا وہ انہیں کے فیض اور مدد اور فائدہ عطا فرمانے اور راہ دکھانے سے ملے گا تو برابری نہیں۔  
علاوہ بریں علوم انبیاء میں سے ان کے غیر نہیں جانتے مگر تھوڑا جو انبیاء کے علوم غیب کے جو سمندر چھلک رہے ہیں ان  
کے سامنے کسی گنتی اور شمار میں نہیں اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام روز ازل سے روز آخر تک کے تمام ماکان و مایکون کو جانتے بلکہ  
دیکھ رہے ہیں چنانچہ ارشاد الہی عزوجل ہے:

وَكَذَلِكَ نُرِيّٰ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۗ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو ساری سلطنت  
آسمانوں اور زمین کی۔

پھر طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے  
روایت کی: قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ اِلَى مَا هُوَ كَاثِنٌ فِيْهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَاَنَّمَا  
اَنْظُرُ اِلَى كَفْيِ هٰذِهِ ۗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھائی تو میں اسے اور  
اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اس پر آگے چل کر فرماتے ہیں:

جَلِيْنَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى جَلَاۗهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلَاۗهُ لِلنَّبِيِّۦنَ مِنْ قَبْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۗ یہ ایک روشنی  
ہے اللہ کی طرف سے جو اللہ نے اپنے نبی کے لئے چمکائی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کے لئے چمکائی تھی۔  
صحیح بخاری میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہے: قَالَ قَامَ فَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَقَامًا فَاخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ ۗ فرمایا ہم میں حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ابتداء آفرینش سے بیان فرمایا حتیٰ کہ جنتی اپنی منزلوں میں اور جہنمی اپنی منازل میں پہنچادیئے۔

مسلم شریف میں حضرت عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَي خُطِبَتْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنَ الْفَجْرِ اِلَى الْغُرُوبِ وَ فِيْهِ فَاخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَ بِمَا هُوَ كَاثِنٌ فَاَعْلَمْنَا اَحْفَظْنَا ۗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اپنے خطبہ میں فجر سے غروب تک بیان فرما کر جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونا ہے سب کچھ فرما دیا اب ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے

جسے زیادہ یاد رہا۔

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے انہوں نے فرمایا: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّ بِهِ۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کھڑے ہو کر قیام کے وقت سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے کچھ نہ چھوڑا سب کچھ بیان فرمادیا۔

اور ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے: فَرَأَيْتُهُ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتَفَيْ فَوْجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔ میں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اس حدیث کی تصحیح بخاری اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور ان کے بعد کے ائمہ نے فرمائی۔

اور ترمذی کی حدیث میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ اور ہے: فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ اور میں نے سب جان لیا جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے: فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ تو میں نے مشرق و مغرب کے مابین جو کچھ ہے سب جان لیا۔

اور مسند امام احمد اور طبقات ابن سعد اور کبیر طبرانی میں بسند صحیح حضرت ابو ذر غفاری اور حدیث ابو یعلیٰ اور ابن منبج اور طبرانی میں ابو درداء رضی اللہ عنہم سے ہے: قَالَ لَقَدْ تَرَكَنا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَا يُحْرِكُ طَائِرٌ جَنَاحِيهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ عِلْمًا۔ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ذکر نہ فرمایا ہو۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا۔ الخ پہلے بیان ہو چکی اس کی متعدد سندیں ہیں۔

پھر قصیدہ بردہ میں امام بوسیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتْهَا وَ مِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی آپ کے جود سے دنیا اور اس کی وسعت ہے اور آپ کے علم سے لوح و قلم کے علم ایک ٹکڑا ہے۔

یہاں علامہ بوسیری من جودك میں من كالف لائے اور یہ من تبعیضیہ ہے جو بعض پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ زبدہ شرح بردہ میں اس شعر کے ماتحت فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُرَادَ فَعِلْمُ اللُّوحِ مَا اثْبَتَ فِيهِ مِنَ النُّقُوشِ الْقُدْسِيَّةِ وَالصُّوَرِ الْغَيْبِيَّةِ وَ بَعْلَمِ الْقَلَمِ مَا اثْبَتَ فِيهِ كَمَا شَاءَ وَ الْإِضَافَةُ لِأَذْنَى مُلَابَسَةٍ وَ كَوْنُ عِلْمِهَا مِنْ عُلُومِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عُلُومَهُ تَتَوَعُّ إِلَى الْكَلِّيَّاتِ وَ الْجُزْئِيَّاتِ وَ حَقَائِقِ وَ دَقَائِقِ وَ عَوَارِفِ وَ مَعَارِفِ تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَ الصِّفَاتِ وَ عِلْمُهُمَا إِنَّمَا يَكُونُ سَطْرًا مِنْ سَطُورِ عِلْمِهِ وَ نَهْرًا مِنْ بُحُورِ عِلْمِهِ ثُمَّ مَعَ هَذَا هُوَ مِنْ بَرَكَاتِهِ وَ جُودِهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس شعر میں جو مطلب ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس میں ثبت کی گئیں اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا اور یہ اضافت ادنیٰ علاقہ کے سبب ہے اور لوح و قلم کے علوم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حصہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں میں بہت اقسام ہیں۔

کلیات اور جزئیات اور حقائق اور دقائق، عوارف و معارف کہ ذات و صفات الہیہ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب علوم سے نہیں مگر ایک سطر اور علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندروں سے ایک نہر پھر با این ہمہ ان کا علم حضور والا ہی کی برکت سے ہے۔

امام احمد قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: وَلَا شَكَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدِ اطَّلَعَهُ عَلَى أَزِيدَ مِنْ ذَلِكَ وَ أَلْقَى عَلَيْهِ عُلُومَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ۔ اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ اطلاع دی (جو احادیث سے ثابت ہوا) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام اگلوں پچھلوں کے علم القاء فرمائے۔

اسی وجہ میں امام محمد بوسیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَسَعَ الْعَالَمِينَ عِلْمًا وَ حِلْمًا۔

اس کی شرح امام ابن حجر مکی "افضل القرى لقراء ام القرى" میں فرماتے ہیں:

لَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى اطَّلَعَهُ عَلَى الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَمَا يَكُونُ وَمَا كَانَ۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کا علم دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تمام اگلوں پچھلوں کا علم اور جو کچھ ہو گا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب جہان میں۔

اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ہے: إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ فَعَرَفَهُمْ كُلَّهُمْ كَمَا عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک سب پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو پہچان لیا جیسا کہ آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے گئے۔

اور امام قاضی عیاض پھر علامہ علی القاری پھر علامہ مناوی رحمہم اللہ نے تیسیر شرح جامع صغیر امام جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ میں فرمایا: النَّفُوسُ الْقُدْسِيَّةُ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَائِكَةِ الْأَعْلَى وَلَمْ يَبْقَ لَهَا حِجَابٌ فَتَرَى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ۔ پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں تو عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور ان کے لئے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسا سامنے ہو رہا ہے۔

اور امام ابن الحاج مکی نے مدخل میں اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا: قَدْ قَالَ عَلَمَانَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَ حَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَ مَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَ نِيَّاتِهِمْ وَ عَزَائِمِهِمْ وَ خَوَاطِرِهِمْ وَ ذَلِكَ جَلِيٌّ عِنْدَهُ لَا خِفَاءَ بِهِ۔

بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات کا کچھ فرق نہیں کہ حضور





حدیث بیان ہوئی ہیں اسی طرح روز اول سے روز آخر میں دو حدیثیں ہیں تو جو گھرا ہوا ہو وہ لازمی طور پر متناہی ہوگا اور اسے غیر متناہی سے کچھ نسبت نہیں ہے۔

اب ان آیات کے علاوہ جو گزر چکیں اور چند آیات یاد رکھیں کہ مانحن فیہ میں بھی مفید ہیں اس لئے کہ کلام رب عزوجل قول و فعل اور حکم عدل ہے اور اس کا قول حق و احق ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّلْكُلِّ شَيْءٍ ۚ هُمْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ اتَّارًا جَوْہرِ چیز کا روشن بیان ہے۔  
مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ ۚ قرآن بناوت کی بات نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے۔

مَا قَرَأْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی۔  
یہ اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے اور گواہی بھی کس درجہ اعظم ہے کہ فرماتا ہے وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح چیز کو کہتے ہیں جو کوئی پوشیدگی باقی نہ رکھے اور زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے۔  
تبیان میں ایک تو بیان کرنے والا چاہئے اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

اور دوسرا وہ جس پر بیان کیا جائے اور وہ وہ ہستی ہے جس پر قرآن اتارا یعنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
اور اہل سنت کے نزدیک شے ہر موجود کو کہتے ہیں۔ اور اس تبیان سے تبیان جملہ موجودات لازم ہوا جو فرش سے عرش تک اور شرق سے غرب تک ذاتیں، حالتیں اور حرکات و سکنات بلکہ جنبش پلک حرکت نظر خطرات قلوب اور ارادات مخلوق اور ان کے سوا جو کچھ ہے اور انہی موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے تو ماننا پڑے گا کہ قرآن عظیم میں اس تمام موجودات کا روشن بیان اور تفصیل کامل ہے۔

پھر اس حکمت والے قرآن سے ہی ہم پوچھیں کہ لوح میں کیا کیا لکھا ہوا ہے تو ارشاد ہے:  
كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَكْتَرٌ۔ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔  
وَكُلُّ شَيْءٍ اٰخَصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ ہر چیز ہم نے گنادی ایک پیشوا کتاب میں۔  
وَلَا حَبَّةٌ فِيْ ظُلُمَاتٍ اِلَّا رُضٌّ وَلَا سَاطِطٌ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔ زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر ایک روشن کتاب میں ہے۔

اور صحیح حدیثوں میں ہے کہ اِنَّ اللُّوْحَ مَكْتُوْبٌ فِيْهِ كُلُّ كَاتِبٍ مِّنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اِلَى الْيَوْمِ الْاٰخِرِ بَلْ اِلَى دُخُوْلِ اَهْلِ الدَّارِيْنَ مَنَازِلَهُمْ۔ روز اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا سب لوح محفوظ میں لکھا ہے بلکہ یہاں تک کہ جنت والے اور دوزخی اپنے اپنے ٹھکانے میں جائیں۔

اور ارباب اصول نے تصریح کی کہ نکرہ مقام نفی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کوئی چیز بیان سے چھوڑی ہو۔

اور تَبْيَانًا لِّلْكُلِّ شَيْءٍ میں کُلُّ کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے تو روا نہیں کہ بیان روشن اور تفصیل کل شے سے کوئی چیز رہے جائے۔

اور یہ کہ عام زیادہ استغراق میں یقین ہے اور یہ کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرنا واجب ہے جب تک کوئی صحیح دلیل اس کو نہ پھیرے۔

چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: **إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذَا الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ** وَلَقَدْ عَلِمْنَا بَعْضًا مِمَّا بَيْنَ لَنَا فِي الْقُرْآنِ ثُمَّ تَلَا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب نازل کی ہر شے کا روشن بیان اور جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا اس میں سے ہمیں اتنے حصہ کا علم ہوا جس کا بیان فرما دیا پھر یہ آیت تلاوت کی **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ**۔ اور جب یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شے کی تفصیل بیان کرنا اس کتاب کریم کی صفت ہے اور قرآن کریم دفعۃً نہ اتر بلکہ تقریباً تیس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔

تو جب کوئی آیت یا سورت اترتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں پر اور علم بڑھاتی حتیٰ کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا تو ہر چیز کا مفصل و روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن کریم میں **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي** فرما کر وعدہ فرمایا تھا تو تمام نزول قرآن سے قبل اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے **مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** کہ ہم نے ان کا ذکر تم سے نہ کیا اور منافقوں کے بارے میں فرمایا **لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ** تم انہیں نہیں جانتے اور ہم بھی۔

یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا حتیٰ کہ وحی اتری اور علم لائی تو یہ نہ ان آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علم کا نافی۔

اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ قصہ تمام نزول سے پہلے کا ہو۔

اب علم خمس کے متعلق بحث باقی ہے جو ارشاد الہی عزوجل میں ہے۔

**إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أُمَّةٍ تَمُوتُ۔**

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور وہی مینہ برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے جو رحموں میں ہے، اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا، اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا۔

یہ پانچ باتیں ہیں اسے علم خمس کہتے ہیں۔

یہ پانچ باتیں جن کی تفصیل قرآن کریم میں ہے اس کی بابت جن کا یہ خیال ہے کہ سب غیبوں میں ان پانچ غیب کو زیادہ خصوصیت ہے۔

تو سوال طلب یہ امر ہے کہ وہ اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟

اس میں سلب عموم ہے یا عموم سلب؟

سلب عموم کا یہ معنی ہے کہ ان کا علم محیط دوسرے کو نہیں۔



اور عموم سلب کے یہ معنی ہیں کہ دوسرا ان میں سے کچھ نہیں جانتا۔

تو پہلی تقدیر پر یہ ثابت ہوگا کہ ان پانچ غیبوں کے سوا اللہ تعالیٰ کے جتنے غیب ہیں سب بتادیئے گئے تو ماننا پڑے گا کہ علوم خمس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام یا علی الخصوص ہمارے حضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام غیب بتادیئے۔ صرف یہ پانچ غیب ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بتائے۔ اگرچہ ان میں سے بعض بتادیئے۔

اور تقدیر ثانی پر یہ حاصل ہوگا کہ ان پانچ میں سے اصلاً کوئی علم کبھی کسی کو نہ بتایا۔ برخلاف باقی غیبوں کے کہ ان سے جن کو چاہا بتادیا۔

پہلے معنی تو یقیناً باطل ہیں اس لئے کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم رب الارباب تبارک و تعالیٰ کی ذات اور اس کی جملہ صفات کو ایسے کامل احاطہ کے ساتھ محیط ہے جس کے آگے اصلاً پردہ نہیں۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جملہ سلاسل غیر متناہیہ کو محیط ہے جو غیر متناہی در غیر متناہی ہو جاتا ہے اور ہم اہل سنت اس کے قائل نہیں ہیں۔

اور دوسرے معنی بھی واضح طور پر باطل ہیں کہ ان پانچ میں سے بعض کا علم اس کے لئے ضرور ثابت ہوگا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے دینا چاہا۔

اب ہم سب سے اول مافی الارحام کا علم غیر خدا کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل النبوة میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی:

حَدَّثَنِي أُمُّ الْفَضْلِ قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكَ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتَهُ فَأَتِينِي بِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي لِي ذَالِكُ وَقَدْ تَحَالَفْتُ قُرَيْشَ أَنْ لَا يَأْتُوا النِّسَاءَ قَالَ مَا أَخْبَرْتُكَ فَلَمَّا وَلَدْتَهُ أَتَيْتُهُ فَأَذَنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَأَقَامَ فِي الْيُسْرَى وَالْهَاهُ مِنْ رِيقِهِ وَسَمَاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ أَذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ فَأَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ فَاتَاهُ فَذَكَرَ لَهُ فَقَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتَهَا هَذَا أَبُو الْخُلَفَاءِ مِنْهُمْ السَّفَاحُ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ الْمَهْدِيُّ.

مجھ سے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیان کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزری حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو حاملہ ہے اور تیرے شکم میں لڑکا ہے جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے حضور لانا۔

ام الفضل نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے حمل کہاں؟ اس لئے کہ قریش نے قسمیں کھالی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ جائیں گے، ارشاد ہوا ہم نے جو فرمایا ہے وہ ضرور ہوگا۔

ام الفضل فرماتی ہیں جب لڑکا ہوا میں خدمت اقدس میں لے کر حاضر آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا لے جا یہ ابو الخلفاء ہے۔

میں نے حضرت عباس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور ام الفضل کا بیان عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا یہ ابو الخلفاء ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے سفاح ہوگا

اور ان سے ہی خلیفہ مہدی ہوگا۔

اس حدیث سے سات قسم کے غیب ثابت ہوئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کئے۔  
اول مافی الارحام کا علم۔

دوسرے پیدا ہونے والے کی پشت میں جو ہے اس کا علم۔

تیسرے پیدا ہونے والے کی پشت سے جو پیدا ہوا اس کی پشت سے پیدا ہونے والا جانا۔

چوتھے پیدا ہونے والے کی تیسری پشت کے پیدا ہونے والے کو جانا۔

پانچویں پیدا ہونے والے سے چوتھی پشت سے جو ہونا تھا اسے جانا۔

چھٹے سفاح کی پیدائش بھی اسی کی چھٹی پشت میں جانی۔

ساتویں مہدی کی پیدائش بھی ظاہر فرمادی۔

تو اب يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ کے یہی معنی صحیح ہو سکتے ہیں کہ بالذات اللہ تعالیٰ ہی علم رکھتا ہے لیکن بالعطاء جسے چاہے عطا فرمائے۔

عالم مدینہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مقام غابہ میں جو ان کی جائیداد تھی اس میں سے بیس وسق چھوہارے ام المومنین کو ہبہ فرمائے تھے کہ درختوں سے اتروالیں جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو ام المومنین سے فرمایا اے پیاری بیٹی خدا کی قسم کسی شخص کی تو نگری مجھے تم سے زیادہ عزیز نہیں اور اپنے بعد کسی کی محتاجی مجھے تمہارے برابر گراں نہیں اور میں نے تجھ کو بیس وسق چھوہارے ہبہ کئے تھے کہ درختوں سے اتروالو تو اگر وہ تم اتروا کر قبضے میں کر لیتیں تو وہ تمہارے تھے اور آج تو میرا متروکہ ورثا کا ہے اور وارث تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں تو اسے حسب فرائض اللہ تقسیم کر لینا۔ (اب ہبہ نافذ نہیں رہا کہ قبل القبض ہبہ باطل ہے)۔

ام المومنین نے عرض کیا ابا جان قسم بخدا اگر اتنا مال اور ہوتا تو بھی میں چھوڑ دیتی میری بہن تو صرف اسماء ہے اور دوسری کون ہے؟

فرمایا دوسری بہن بنت خارجه کے پیٹ میں ہے۔ میرے علم میں وہ لڑکی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ مافی الارحام کا علم بعطاء الہی غیر نبی کو بھی ہے چنانچہ حضرت ام کلثوم کی ولادت ہوئی۔

پھر یہ علم مافی الارحام نہ صرف انبیاء تک محدود ہے بلکہ ملائکہ کو بھی یہ علم حاصل ہے۔ بکثرت احادیث میں ہے:

إِنَّ بِالرَّحِمِ مَلِكًا مُؤَكَّلًا يُصَوِّرُ الْوَلَدَ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَىٰ وَحَسَنًا وَقَبِيحًا وَيَكْتُبُ أَجَلَهُ وَرِزْقَهُ

وَشَقِيٌّ أُمَّ سَعِيدٌ فَهُوَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَيَعْلَمُ مَا يَجْرِي عَلَيْهِ۔

ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے کہ وہ حکم سبحانہ و تعالیٰ۔

۱۔ بچہ کی صورت بناتا ہے۔

۲۔ نر مادہ کرتا ہے۔

۳- بد صورت خوبصورت بناتا ہے۔

۴- عمر لکھتا ہے۔

۵- رزق مقرر کرتا ہے۔

۶- نیک بخت بد بخت ہونا لکھتا ہے۔

۷- اسے علم ہوتا ہے شکم مادر میں کیا ہے۔

۸- اسے علم ہوتا ہے کہ اس پر اس کی عمر میں کیا کیا حوادث گزریں گے۔

مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا كَالْعِلْمِ بِيَوْمِ حَضْرَةِ سَيِّدِ الْعَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْتَهَا۔

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ واقعہ خیبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا عَظِيمٌ هَذَا الرَّأْيَةُ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ  
فَأَعْطَاهَا عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ۔

واللہ کل ضروریہ علم ہم اس آدمی کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے۔

وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتے ہیں۔

اور اللہ ورسول اسے دوست رکھتے ہیں۔

دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔

تو یہ دعویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کی روش پر لام تاکید اور نون تاکید سے مؤکد کر کے بیان فرمایا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کا علم تھا۔

اور اس امر کا بھی علم تھا کہ قلعہ خیبر کس کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔

اور یہ بھی علم تھا کہ وہ اللہ ورسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ ورسول اسے دوست رکھتے ہیں۔

اور پامیٰ آرض تموت کا علم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ہمارا اوصال مدینہ طیبہ میں ہوگا۔

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ الْكِرَامِ الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

انصار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری حیات وہاں ہے جہاں تم ہو اور ہمارا اوصال وہاں ہے جہاں تم انتقال

کرو گے۔ (مسلم) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا:

يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا وَ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا أَوْ قَبْرِي

رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ۔

اے معاذ قریب ہے کہ تو مجھ سے اس سال کے بعد دنیا میں نہ ملے گا۔

اور امید ہے کہ تو میری قبر پر اس مسجد سے گزرے۔



اور انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا تو وہ بدر کی طرف چلے۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر جگہ جگہ دست اقدس میں شاخ لے کر بنا دیا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی جگہ جو بیان کی وہیں اس کی لاش گری اور اس خطہ سے اصلاً متجاوز نہ ہوئی۔

حَيْثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا وَ هَهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَيُّ مَازَالَ وَ مَا تَجَاوَزَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَيُنزِلُ الْغَيْثَ۔ اس کا علم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَصَابَتْنَا سَحَابَةٌ فَخَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالسَّحَابِ دَخَلَ عَلَيَّ إِنِّمَا فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يَسُوقُ السَّمَاءَ إِلَى وَادٍ بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ ضَرِيحٌ فَجَاءَ نَا رَاكِبٌ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْنَا عَنْ السَّحَابَةِ فَأَخْبَرَ أَنَّهُمْ مُطِرُوا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

فرماتے ہیں ہم پر بادل چھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا ایک فرشتہ بادلوں کا موکل میرے پاس آیا اور سلام کیا پھر خبر دی کہ وہ ان بادلوں کو یمن کے ایک نالہ کی طرف لے جا رہا ہے اس نالہ کا نام ضریح ہے۔ اس کے بعد ایک سواری یمن کی طرف سے آیا ہم نے اس سے اس دن کے بادل کے متعلق پوچھا اس نے کہا اس دن وہاں وہ بادل برسا۔

علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

تحت آیه کریمہ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَ أَحْسَنِهَا فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ - يَعْنِي اللَّوْحَ الْمَحْفُوظَ وَ قَالَ تَعَالَى وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔

قَالَ الْبَغَوِيُّ فِي مَعَالِمِ التَّنْزِيلِ أَيُّ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ۔

وَ قَالَ الْإِمَامُ النَّسْفِيُّ فِي مَدَارِكِ التَّنْزِيلِ الْمُبِينُ الظَّاهِرُ الْمُبِينُ۔

تورب عزوجل نے فرمادیا کہ آسمان وزمین کا کوئی غیب ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔

اور امام بغوی رحمہ اللہ نے معالم التنزیل میں فرمایا اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

امام نسفی نے مدارک میں فرمایا اس سے مراد لوح مبین ہے۔ یعنی جو ملائکہ اسے دیکھتے ہیں ان کے لئے ظاہر اور روشنی ہے۔

اور علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں فرمایا:

كُلُّ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ وَ هَذِهِ الْمُشْتَبَاتُ فِي اللَّوْحِ مَوْجُودَةٌ فِيهِ قَطْعًا عِنْدَ نُزُولِ الْآيَاتِ

الْكَرِيمَةِ لِمَادَاتِ الْآيَاتِ الْأَعْلَى جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ الْمَوْجُودَةِ فِي الْعَالَمِ عِنْدَ نُزُولِهَا۔ الخ

تمام ماکان و ما یکون کا اثبات علم اس چیز سے لوح میں مثبت ہے۔ لوح میں اس سبب سے کہ اس میں اشیاء موجودی

العالم بوقت نزول آیات ایسے تھے جیسے نقوش مرسومہ کتاب میں موجود ہیں:

اور یقیناً یہ امر ناقابل انکار ہے کہ لوح ہر آنے والے کو ابھی تک متناول ہیں اس لئے کہ متناہی کا احاطہ غیر متناہی کو صحیح نہیں اور لوح میں وہی مثبت ہے جو پہلے دن سے تھا اور قیامت تک ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں۔

بَانَ عِلْمُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْحَصِرُ فِيمَا أُثْبِتَ فِي اللُّوحِ وَإِنَّمَا هُوَ نَهْرٌ بَلْ مَوْجٌ عَنْ بَحَارِ عِلْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مکتوم لوح محفوظ میں منحصر نہیں بلکہ وہ ایک نہر ہے بلکہ ایک موج ہے سمندروں میں سے حضور کے۔

### اب رہا علم ساعت اس کے متعلق

خصائص کبریٰ میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ایک خاص باب میں فصل لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:

ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوتِيَ عِلْمَ الْخَمْسِ أَيْضًا وَعِلْمَ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوحِ وَأَنَّهُ أُمِرَ بِكَيْفِ ذَلِكَ۔ بعض علماء کرام ادھر گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم خمس بھی دیا گیا اور علم وقت قیامت اور علم روح بھی دیا گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مخفی رکھنے کا حکم تھا۔

بضرورت تفسیر آیہ کریمہ بحث علم غیب بیان ہوا۔ مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو ”الدولة المكية بالمادة الغيبية“ مصنفہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان قدس سرہ ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ⑩۔ اور انہیں شعور نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھیں گے۔

أَيَّانَ۔ اسم استفہام عن الزمان ہے۔ اسی بنا پر اس کی تفسیر میں فرمایا: إِنَّ أَصْلَهَا أَيُّ انِ أَيُّ زَمَانٍ يُبْعَثُونَ۔ یعنی انہیں یہ بھی شعور نہیں کہ کس آن اور کس زمان میں اٹھیں گے۔

بَلِ ادْتِرَاكِ عِلْمِهِمْ فِي الْآخِرَةِ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ ⑪۔

کیا ان کے علم کا سلسلہ آخرت کے جانے تک پہنچ گیا (یہ نہیں) بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول ظاہر کرتا ہے کہ آیہ کریمہ ان مشرکین کے لئے نازل ہوئی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کرتے تھے اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ کیا وہ قیامت کے علم کا ادراک کر چکے ہیں جو وقت دریافت کرتے ہیں حالانکہ انہیں تو ابھی قیامت کے آنے میں بھی شک ہے۔

بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ ⑪۔ بلکہ وہ مشرک اس سے اندھے ہیں۔

بَلِ ادْتِرَاكِ۔ میں ادْتِرَاكِ اصل میں تَدَارَكَ ہے۔ ت کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا اور ابتداء بسکون معذرت تھا اس لئے ہمزہ وصل اول لے آئے ادْتِرَاكِ ہو گیا۔

### بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۲۰

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاءُ وَنَا  
آبَاءُ نَحْرُجُونَ ⑫

اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم نکالے جائیں گے

بے شک وعدہ دیا گیا ہم کو اس کا اور ہم سے پہلے ہمارے

لَقَدْ وَعَدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاءُ نَامِنُ قَبْلُ ۚ إِنَّ

هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨﴾

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ  
عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٩﴾

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا  
يَتَكَبَّرُونَ ﴿٢٠﴾

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ  
صَادِقِينَ ﴿٢١﴾

قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي  
تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٢﴾

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ  
أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا  
يُعْلِنُونَ ﴿٢٤﴾

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي  
كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٢٥﴾

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يُلْقَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ  
الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٦﴾

وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ  
الْعَلِيمُ ﴿٢٨﴾

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّكَ عَلَىٰ الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٢٩﴾

إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْهَوَىٰ وَلَا تَسْمَعُ الصَّمَّةَ الدُّعَاءَ إِذَا  
وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٣٠﴾

وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُجْبَىٰ عَنْ صَلَاتِهِمْ ۗ إِنَّ  
تَسْمَعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٣١﴾

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً

باپ دادوں کو یہ نہیں ہے مگر پہلوں کی کہانیاں

فرما دیجئے سیر کرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام  
مجرموں کا

اور تم غمگین نہ ہو ان پر اور نہ دل تنگ ہو ان کے  
مکروں سے

اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو

فرما دیجئے قریب ہے کہ ہوں پیچھے ہی لگی ہوئی بعض وہ  
چیزیں جس کی تم جلدی کر رہے ہو

اور بے شک تیرا رب فضل والا ہے آدمیوں پر لیکن اکثر  
آدمی حق نہیں مانتے

اور بے شک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں  
پوشیدہ ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں

اور جتنے غائب ہیں آسمانوں اور زمین میں سب ایک  
کتاب روشن میں ہیں

بے شک یہ قرآن قصہ کرتا ہے بنی اسرائیل پر اکثر ایسے  
جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں

اور بے شک وہ ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے  
بے شک فیصلہ کرتا ہے تمہارا رب ان کے آپس کا اپنے

حکم سے اور وہی عزت والا علم والا ہے

تو تم بھروسہ کرو اللہ پر بے شک تم روشن حق پر ہو

بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مرنے والے اور نہ  
تمہارے سنائے بہرے پکار سیں جب وہ پھریں پیٹھ

دے کر

اور تم ہدایت کرنے والے نہیں اندھوں کو ان کی گمراہی  
سے بے شک وہی سنتے ہیں جو ایمان لائے ہماری آیتوں

پر اور وہ مسلمان ہیں

اور جب آپڑے گی ان پر بات نکالیں گے ہم ان کے



مِّنَ الْأَرْضِ مَكِّبُهُمْ ۗ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا  
لَا يُؤْقِنُونَ ﴿۱۷﴾

لئے چوپایہ زمین سے جو کلام کرے گا لوگوں سے اس لئے  
کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے

### حل لغات چھٹارکوع - سورۃ نمل - پ ۲۰

و۔ اور	قَالَ۔ بولے	الَّذِينَ۔ وہ جو	كَفَرُوا۔ کافر ہیں
ع۔ کیا	إِذَا۔ جب	كُنَّا۔ ہو جائیں گے ہم	تُرَابًا مَّسِيًّا۔ مٹی
و۔ اور	أَبَاؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا	ع۔ کیا	بَنَاتِنَا۔ بیٹیاں
لَمُخْرَجُونَ۔ نکالے جائیں گے	لَقَدْ۔ بے شک	وَعِدْنَا۔ وعدہ دیئے گئے ہم	أَبَاؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا
هَذَا۔ یہ	نَحْنُ۔ ہم	و۔ اور	إِلَّا نَكْفُرُ۔ مگر
مِن قَبْلُ۔ پہلے سے	إِنْ۔ نہیں	هَذَا۔ یہ	سَيُرَوُّوا۔ چلو
أَسَاطِيرُ۔ کہانیاں	الْوَالِينَ۔ پہلوں کی	قُلْ۔ کہہ	كَيْفَ۔ کیسا
فِي۔ بیچ	الْأَرْضِ۔ زمین کے	فَانظُرُوا۔ تو دیکھو	و۔ اور
كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الْمُجْرِمِينَ۔ مجرموں کا	و۔ اور
لَا۔ نہ	تَحْزَنُ۔ غم کھا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	و۔ اور
لَا۔ نہ	تَكُنْ۔ ہوتو	فِي۔ بیچ	صَيِّقٍ۔ تنگی کے
مِمَّا۔ اس سے جو	يَمْكُرُونَ۔ وہ مکر کرتے ہیں	و۔ اور	يَقُولُونَ۔ کہتے ہیں
مَّتَّى۔ کب ہوگا	هَذَا۔ یہ	الْوَعْدُ۔ وعدہ	إِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	صَادِقِينَ۔ سچے	قُلْ۔ کہہ	عَسَىٰ۔ قریب ہے
أَنْ۔ یہ کہ	يَكُونُ۔ ہو	رَدِفٍ۔ پیچھے	لَكُمْ۔ تمہارے
بَعْضُ۔ بعض	الَّذِي۔ اس کا جو	تَسْتَعْجِلُونَ۔ جلدی کرتے ہو تم	لَذُو۔ صاحب
و۔ اور	إِنَّ۔ بے شک	رَبِّكَ۔ تیرا رب	و۔ اور
فَضْلٍ۔ فضل ہے	عَلَىٰ۔ اوپر	النَّاسِ۔ لوگوں کے	و۔ اور
لَكِنَّ۔ لیکن	أَكْثَرُ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے	لَا۔ نہیں
يَشْكُرُونَ۔ شکر کرتے	و۔ اور	إِنَّ۔ بے شک	رَبِّكَ۔ تیرا رب
لَيَعْلَمَنَّ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	مُكِنُّنٌ۔ چھپاتے ہیں	صُدُورًا۔ سینے
هُمْ۔ ان کے	و۔ اور	مَا۔ جو	يُعْلِنُونَ۔ ظاہر کرتے ہیں
و۔ اور	مَا۔ نہیں	مِنْ غَايِبَةٍ۔ کوئی چھپی ہوئی	فِي۔ بیچ
السَّمَاءِ۔ آسمان	و۔ اور	الْأَرْضِ۔ زمین کے	إِلَّا نَكْفُرُ۔ مگر

فی۔ بیچ	کٹیپ۔ کتاب	مُبِين۔ روشن کے ہے	ان۔ بے شک
ہذا۔ یہ	الْقُرْآن۔ قرآن	يَقْضُ۔ بیان کرتا ہے	علی۔ اوپر
بَنِي۔ اولاد	اِسْرَاءِ يَلْ يَعْقُوبَ کے	اَكْثَر۔ اکثر	الَّذِي۔ وہ باتیں جو
هُمْ فِيهِ۔ وہ اس میں	يَخْتَلِفُونَ۔ اختلاف کرتے ہیں	وَ۔ اور	اِنَّہ۔ بے شک وہ
لَهْدَى۔ ہدایت	وَ۔ اور	رَاحَةً۔ رحمت ہے	لِلْمُؤْمِنِينَ۔ ایمان والوں
کے لئے	ان۔ بے شک	رَبَّكَ۔ تیرا رب	يَقْضِي۔ فیصلہ کرے گا
بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان	يُحْكِمُ۔ اپنے حکم سے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
الْعَزِيزُ۔ غالب	الْعَلِيمُ۔ جاننے والا ہے	فَتَوَكَّلْ۔ تو بھروسہ کر	علی۔ اوپر
اللہ۔ اللہ کے	انک۔ بے شک تو	علی۔ اوپر	الْحَقِّ۔ حق
الْمُبِينِ۔ ظاہر کے ہے	انک۔ بے شک تو	لا۔ نہیں	تُسْمِعُ۔ سنا سکتا
الْمَوْتَى۔ مردوں کو	وَ۔ اور	لا۔ نہیں	تُسْمِعُ۔ سنا سکتا
الصُّمَّ۔ بہروں کو	الدُّعَاءَ۔ آواز	اِذَا۔ جب	وَلَوْ۔ پھر اس وہ
مُدْبِرِينَ۔ پیٹھ دے کر	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	اَنْتِ۔ تو
پھڑکی۔ راہ دکھانے والا	الْعُيَّى۔ اندھوں کو	عَنْ صَلَاتِهِمْ۔ ان کی گمراہی سے	
ان۔ نہیں	تُسْمِعُ۔ سنا سکتا تو	اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ اسے جو
يُؤْمِنُ۔ ایمان لاتا ہے	بِالَّتِي۔ ہماری آیتوں پر	فَهُمْ۔ تو وہ	مُسْلِمُونَ۔ فرمانبردار ہیں
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	وَقَعُ۔ واقع ہوگی	الْقَوْلُ۔ بات
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	اُخْرِجْنَا۔ نکالیں گے ہم	لَهُمْ۔ ان کے لئے	دَا بَقَّ۔ چوپایہ
مِنَ الْأَرْضِ۔ زمین سے	كَلْبُهُمْ۔ بولے گا ان سے	اَنْ۔ بے شک	النَّاسِ۔ لوگ
كَانُوا۔ تھے	بِالَّتِي۔ ہماری آیتوں پر	لا۔ نہ	يُوقِنُونَ۔ یقین کرتے

### خلاصہ تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۲۰

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاءُ آبَائِنَا لَمُخْرَجُونَ ﴿۱۷﴾۔ اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا پھر ہم اپنی قبروں سے نکالے جائیں گے زندہ کر کے۔

لَقَدْ وَعَدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاءُ نَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸﴾۔

بے شک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو۔ یہ کچھ نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں اور جھوٹی باتیں ہیں معاذ اللہ۔ اس لئے کہ کہانیاں یعنی اساطیر الاولین من گھڑت باتوں کو ہی محاورہ عرب میں کہتے ہیں تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء دلوا دیا اور ارشاد ہوا:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۹﴾۔

اے محبوب آپ فرمادیں کہ بیوقوفو! یہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ سچی سچی باتیں ہیں تم زمین میں پھر کر دیکھ لو کہ تمہارے جیسے منکرین مجرمین کا تم سے پہلے کیا کچھ انجام ہوا اور وہ انکار کے سبب کس طرح عذاب سے ہلاک کئے گئے۔  
اس کے بعد اپنے محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے ارشاد ہوا کہ حضور کا قلب اقدس تنگ اور غمگین نہ ہو چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَكْسُرُونَ ﴿٤٠﴾

اور اے محبوب آپ ان پر غمگین نہ ہوں ان کے اعراض و تکذیب کرنے پر اور دل تنگ نہ ہو ان کے اسلام سے محروم رہنے کے سبب اور ان کی خفیہ تدابیر کرنے اور مکر کرنے سے اس لئے کہ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔  
وہ تو ایسے اندھے اور بے عقل ہیں کہ ہمارے حتمی قطعی اور اذعانی وعدہ سے بھی منحرف ہیں اور جکتے ہیں استہزاء کرتے ہیں۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ - اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ عذاب ہم تو اسے غلط سمجھتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو حسب وعدہ وہ عذاب لائیں۔ اس کا جواب دیا گیا:

قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٤٢﴾ - فرمادیتے وعدہ قریب ہی نہیں۔ بلکہ تمہارے پیچھے لگی ہوئی بلا کی طرح ہے بعض وہ جس کی تم عجلت کر رہے ہو یعنی عذاب الہی۔ اگر سمجھو کہ کیا بدر میں تم پر نہ نازل ہو گیا اور عنقریب تمہارے مرنے کے بعد تم پر آئے گا اور اس تعویق و تاخیر کی وجہ ظاہر فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ - اور بے شک تیرا رب صاحب فضل ہے آدمیوں پر اس وجہ میں جلدی سے سارا عذاب نازل نہیں فرماتا بلکہ تمہاری حماقت و جہالت پر چشم پوشی فرماتا ہے۔

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٤٣﴾ - لیکن ان کے اکثر اس پر شکر گزار نہیں ہوتے۔ بلکہ عذاب کی عجلت کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب فرمایا گیا اور ارشاد ہوا:

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٤٤﴾ - اور بے شک تمہارا رب ضرور جانتا ہے جو ان کے سینوں میں مخفی عداوت ہے اور جو شرارتیں علانیہ کرتے ہیں۔ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنا اور آپ کی مخالفت علانیہ کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس کی سزا انہیں دی جائے گی۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٤٥﴾

اور جو کچھ غائب امور آسمان و زمین میں ہیں سب ایک روشن کتاب میں ہیں۔

یعنی لوح محفوظ میں یا قرآن کریم میں جو واضح بیان کرنے والا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ان پر وہ ظاہر ہیں۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَنْقُضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾

بے شک یہ قرآن بیان فرماتا ہے بنی اسرائیل کی اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

یعنی امور دین میں اہل کتاب نے آپس میں اختلاف کیا حتیٰ کہ ان میں بہت سے فرقے ہو گئے اور آپس میں لعن طعن

کرنے لگے تو قرآن کریم نے اس کا بیان فرمایا اور ایسا بیان فرمایا کہ اگر وہ انصاف کے ساتھ اسے سنیں اور قبول کریں اور



اسلام لائیں تو ان میں اختلاف باقی نہ رہے۔

وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٥٠﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٥١﴾۔

اور بے شک وہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے مومنوں کے لئے بے شک تمہارا رب ان کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور بے شک وہ عزت والا علم والا ہے تو اے محبوب آپ اللہ پر بھروسہ کریں بے شک آپ روشن اور واضح حق پر ہیں۔ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی اور تصدیق کی گئی کہ آپ کا دین اور آپ کی تعلیم ہی حق اور واضح ہے اس کے بعد ان کے مردہ دل اور حق نیوشی پر حق پوشی کا اظہار فرمایا جاتا ہے جسے بعض ناواقف عدم سماع موتی پر محمول کر کے اس سے استدلال کر لیتے ہیں حالانکہ واضح اور صاف بیان ہے کہ اے محبوب آپ کی ہدایت آفرینی ان کو مفید ہے جو دل رکھتے اور کان سے سنتے ہیں اور کان بھی وہ جس میں قبولیت کے ساتھ سماعت ہو ورنہ

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ ان کے دل ہیں مگر بے سمجھ اور ان کے کان ہیں مگر حق نہ سننے والے چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْبَوَاقِ وَلَا تَسْمَعُ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنْتَ بِهَدِي الْعُتْبَىٰ عَنْ صَلَاتِهِمْ ۗ إِنَّ تَسْمَعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾۔

بے شک تمہارے سنائے یہ مردے نہیں سنتے یعنی یہ کافر سرکش جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں آپ کی ہدایت گوش قبول سے نہیں سنتے اگرچہ ویسے کان رکھتے ہیں مگر قبولیت کے ساتھ ہدایت نہیں سنتے چنانچہ آگے ارشاد ہے:

اور نہ تمہارے سنائے بہرے کان سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر اور آپ ہدایت کرنے والے نہیں مگر اسی سے بے شک آپ کی آواز تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

آیات متلوہ میں مردہ کفار کو فرمایا گیا ہے اور پھر ان سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ صرف پند و موعظت اور کلام ہدایت کے بسمع قبول سننے کی نفی ہے۔ گویا یہ فرمایا کہ کافر اتنے مردہ دل ہو چکے ہیں کہ آواز ہدایت سے مستفیع نہیں ہوتے اور مومن اسے گوش قبول سے سنتے ہیں۔

اور اگر مردوں کی سماعت کی نفی مراد لی جائے تو بہت سی احادیث خلاف نص ماننی پڑیں گی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَسْمَعُ صَوْرِي نِعَالِكُمْ۔ یعنی جب تم دفنا کروا پس ہوتے ہو تو مردہ تمہارے قدموں کی آواز سنتا ہے اور قبور مومنین پر السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ وَالْقُبُورِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَ إِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ پڑھنے والی حدیث بیکار ہوگی۔ سَلَامٌ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ پڑھنا لغو ہوگا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَسْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ جَوْمُ قَتُولِينَ بدر کے متعلق فرمایا یہ غلط قرار پائے گا۔ اور یہ جواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قلیب بدر پر تشریف لائے جس میں ابو جہل اور صنادید قریش کی لاشیں تھیں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے نام لے کر فرمایا کہ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا وہ ہم نے پالیا تو تم نے بھی وہ پالیا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ فرمایا تھا۔ اس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: حضور! کن کو مخاطب فرما رہے ہیں اَجْسَادُ



أَنْوَاعِ الْمَوْتِ بِحَسَبِ أَنْوَاعِ الْحَيَاةِ فَالْأَوَّلُ مَا هُوَ بِأَزَاءِ الْقُوَّةِ النَّامِيَّةِ الْمَوْجُودَةِ فِي الْإِنْسَانِ وَالْحَيَوَانَاتِ وَالنبَاتِ - موت کے اقسام بموجب انواع حیات ہیں۔

چنانچہ انسان و حیوان و نباتات پر ازالہ قوت نامیہ کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس کی مثالیں قرآن کریم میں ہیں جیسے:

يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا -

وَ أَحْيَيْنَاهُ بَلَدًا مَيِّتًا -

ان میں عدم تخضر پر موت کا استعمال ہے۔

يَلِيَّتِي مِتَّ قَبْلَ هَذَا -

إِذَا مَاتَ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا -

ان میں زوال قوت حاسیہ پر موت کا استعمال ہے۔

أَوْ مَنْ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ -

اس میں زوال قوت عاقلہ پر موت کا استعمال ہے یعنی جہالت کے معنی میں۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى -

وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِبَشِيرٍ -

اس میں حزن مکر حیات پر موت کا استعمال ہے۔

لَمْ يَلْمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى -

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ -

اللَّهُ يَتَوَكَّلُ عَلَى الْإِنْفُسِ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا -

اس میں منام پر موت کا استعمال ہے جیسے کہا گیا: النُّومُ مَوْتُ خَفِيفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِيلٌ اور اس کا نام وفات

رکھا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ -

اس میں ربانت روح عن الجسد اور زوال قوت حیوانیہ کے معنی لئے گئے۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ -

یہاں تحلیل و نقص کے معنی میں استعمال ہوا۔ پہلا میت بمعنی تحلیل ہے دوسرا بمعنی نقص۔

علاوہ ازیں سَقْنُهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ - بَلَدًا مَيِّتًا - حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَةُ -

وَالْمَوْتَةُ شِبْهُ الْجُنُونِ كَأَنَّهُ مِنْ مَوْتِ الْعِلْمِ وَالْعَقْلِ -

وَمِنْهُ رَجُلٌ مَوْتَانُ الْقَلْبِ وَامْرَأَةٌ مَوْتَانَةٌ -

مختصر تفسیر اردو چھٹارکوع - سورۃ نمل - پ ۲۰

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاءُنَا إِنَّمَا كُنَّا نَجَسًا مُتَبَدِّلًا ۝۱۵ -



اور کافر بولے کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا، کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔

یہ ان کا جاہلانہ، معاندانہ بیان تھا اور اس میں انہوں نے استفہام انکاری کیا۔ گویا انہوں نے یوں کہا:

أَنْخُرُجُ إِذَا كُنَّا تُرَابًا۔ اور اس سے ان کی مراد اخراج سے اخراج من القبور تھی۔ یا ان کے اخراج سے مراد اخراج من الفنا الی الحیوۃ تھی۔ اس لئے کہ اِنَّهُمْ مُنْكَرُونَ لِلْأَحْيَاءِ بَعْدَ الْمَوْتِ مُطْلَقًا۔ وہ زندہ ہونے سے بعد موت کے مطلقاً منکر تھے۔

وَآبَاؤُنَا كَاعْطَفِ اس پر ہے اس لئے کہ ان کے باپ دادا ان سے پہلے مر کر مٹی میں مل چکے تھے اس پر وہ اس خبر کی تردید پر کہتے تھے۔

لَقَدْ وَعَدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا۔

بے شک یہی وعدہ دیئے گئے تھے ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا یعنی وَعَدَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں وعدہ دیا ہے وہی ہمارے باپ دادا کو دیا تھا مگر اب تک وہ پورا نہ ہوا لہذا اِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ⑮۔ یہ نہیں مگر پرانے قصے ہیں۔

یہاں ان نافیہ ہے گویا کافروں نے کہا اگر صحیح ہوتا تو ظاہر ہوتا مگر درحقیقت یہ وعدہ ہی وعدہ ہے اور کچھ نہیں اس لئے کہ اساطیر الاولین محاورہ میں پرانی کہانی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ اس پر جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ذریعہ جواب دیا گیا:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ⑮۔

اے محبوب! فرما دیجئے زمین میں سیر کرو تو دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا۔

بِسَبَبِ تَكْذِيبِهِمُ الرُّسُلَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ ان کے جھٹلانے کے سبب جو انہوں نے انبیاء کرام کی تکذیب کی۔ جب انہوں نے انہیں ایمان باللہ اور ایمان یوم آخرت کی طرف بلایا۔ تو وہ جو آخرت اور بعثت کا انکار کرنے سے ہلاک کر دیئے گئے۔ ان کا مشاہدہ کرنے سے ان کا انجام دیکھ کر سمجھنے والوں کو عبرت ہوگی۔ اس کے بعد حضور کو تسلیہ کے طور پر ارشاد ہوا:

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ اے محبوب! آپ غم نہ کریں ان کے اصرار علی الکفر اور تکذیب پر۔

وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ⑯۔ اور آپ دل تنگ نہ ہوں ان کے داؤ اور مکاری سے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ ہے اور وَاللَّهُ يُعِصُّكَ مِنَ النَّاسِ آپ کے لئے وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی حفاظت میں لوگوں سے رکھے گا۔ آیہ کریمہ میں ضیق کا لغت جو ہے وہ بکسر ضاد اور فتح ضاد ہے۔ بکسر ضاد مصدر ہے اور فتح ضاد مخفف ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ⑰۔ اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

یعنی عذاب میں عجلت چاہتے تھے وَ كَانَتْ لَهُمْ فُهُمُوا وَعَدَا هُمْ بِالْأَمْرِ بِالسَّيْرِ وَالنَّظْرِ فِي عَاقِبَةِ أَمْثَالِهِمُ الْمُكْذِبِينَ۔ گویا وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ عذاب آئے تو ہم اس کی سیر کریں گے اور یہ یقین نہ تھا کہ جب وہ وعدہ آئے گا تو ہلاک ہونے والے کیا دیکھیں گے۔

گویا یہ کافر بر سبیل استہزاء و انکاریہ کہتے تھے اسی وجہ میں تو ان گنہگاروں کو صدیقین بھی کہتے تھے یعنی ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو ہم پر ظاہر کرو اس کا وقت چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدْفٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٤٦﴾

اے محبوب فرمادیجئے قریب ہے کہ وہ وعدہ تمہارے پیچھے ہی آرہا ہو بعض اس کا جس کی تم جلدی کر رہے ہو۔

رَدْفٌ - تَبِعَ - کے معنی میں ہے اور اس جگہ اس سے مراد الحق ہیں یعنی تمہارے ساتھ ہی لگا ہوا ہے یا بمعنی ونا ہے یعنی بالکل قریب ہے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے۔

قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ لِحَقِّكُمْ وَوَصَلَ إِلَيْكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ حُلُولَهُ وَ تَطْلُبُونَهُ وَقْتًا فَوْقًا - فرمادیجئے ممکن ہے کہ وہ تمہیں لگ گیا ہو یا بعض اس کا تم سے مل چکا ہو جس کی تم جلدی کر رہے ہو۔ اور وقتاً فوقتاً طلب کر رہے ہو۔

چنانچہ اس بعض سے مراد عذاب یوم بدر ہے۔

وَ قِيلَ عَذَابُ الْقَبْرِ - بعض نے کہا وہ عذاب قبر ہے لیکن یہ ان کے مطالبہ کے جواب میں نہیں ہو سکتا۔ علامہ زنجشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عَسَىٰ وَ لَعَلَّ وَ سَوْفَ فِي وَعْدِ الْمَلُوكِ وَ وَعِيدِهِمْ تَدُلُّ عَلَى صِدْقِ الْأَمْرِ وَ جِدِّهِ وَ لَا مَجَالَ لِلشَّكِّ بَعْدَهُ - عسى اور لعل اور سوف بادشاہوں کے وعدہ و وعید ہیں صداقت حکم پر ایسے دلالت کرتے ہیں کہ وہاں مجال شک نہیں ہوتی۔

چنانچہ اس ملکہ الملک کا عسی، لعل، سوف کے ساتھ وعدہ و وعید اتنا قطعی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں سَوْفَ اسْتَغْفِرُ آیا وہ قطعی یقینی ہے ایسے ہی جہاں عسی فرمایا وہ بھی اذعانی ہے اور لَعَلَّ اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا - بھی حتمی ہے۔ اس میں ذرہ بھر شک کی مجال نہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہماری طرف سے جو عذاب میں تاخیر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٤٧﴾

اور بے شک آپ کا رب افضال و انعام والا ہے جو کافۃ الناس پر فرماتا ہے لیکن اکثر ان کے شکر گزار نہیں بنتے۔

اور اس افضال و انعام کا ہی یہ سبب ہے کہ عقوبت و عذاب میں تعویق و تاخیر ہے اور ان کے ارتکاب منغاصی پر چشم پوشی کی جاتی ہے۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُونَ ﴿٤٨﴾

اور بے شک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں مخفی ہے اور جو وہ علانیہ کرتے ہیں۔

ظاہر تو یہ ہے کہ اپنے اقوال و افعال میں عناد و حسد سے مخالفت کریں اور خفیہ وہ جو ان کے دلوں میں بغض و عناد اور

تکذیب ہے یا بظاہر مخالفتوں کے ہمنوا ہیں لیکن دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور محبت ہے۔

تکن کے معنی ستر و استہزاء کے ہیں۔

وَ مَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٤٩﴾

اور نہیں غیب سے کچھ جو آسمان اور زمین میں ہے مگر وہ کتاب روشن میں ہے۔

غَائِبَةٌ۔ سے مراد مَا يَغِيْبُ وَمَا يَخْفَى ہے۔ جو مخفی و مستتر ہے۔ اور غَائِبَةٌ عموم کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ جو کچھ ہو چکا ہوگا اَيُّ مَا مِنْ غَائِبَةٍ كَائِنَةٍ مَا كَانَتْ وَهِيَ سَبُّ كِتَابٍ فِيهِ۔ یعنی قرآن کریم میں ہیں۔ یہ یا قرآن کریم میں ہے آ لوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِمَا فِيهِ لِمَنْ يُطَالَعُهُ وَ يَنْظُرُ فِيهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ هُوَ اللُّوحُ الْمَحْفُوظُ۔

اس پر متعدد اقوال ہیں:

الْمُرَادُ بِالْكِتَابِ الْمُبِينِ عِلْمُهُ تَعَالَى الْأَزَلِيُّ الَّذِي هُوَ مَبْدَأُ لِإِظْهَارِ الْأَشْيَاءِ بِالْإِرَادَةِ وَالْقُدْرَةِ۔ کتاب مبین سے علم الہی ازلی مراد ہے جو مبدأ ہے اظہار اشیاء کا بالارادة اور بالقدرة۔

دوسرا قول ہے: حُكْمُهُ سُبْحَانَهُ الْأَزَلِيُّ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ازلی ہے۔

تیسرا قول ہے: الْمُرَادُ الْقُرْآنُ وَاشْتِمَالُهُ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ۔ کتاب مبین سے مراد قرآن حکیم ہے جو تمام غیوب

پر مشتمل ہے۔

وَقَدْ ذَكَرَ أَنَّ بَعْضَ الْعَارِفِينَ اسْتَخْرَجَ مِنَ الْفَاتِحَةِ أَسْمَاءَ السَّلَاطِينِ الْعُثْمَانِيَّةِ وَ مُدَّةَ سُلْطَتِهِمْ إِلَى الْآخِرِ مَنْ يَتَسَلَّطُ مِنْهُمْ۔ بعض عارفوں نے الحمد شریف سے سلاطین عثمانیہ کے نام نکال کر ان کی سلطنت کی مدت بھی نکالی حتیٰ کہ آخر جو مسلط ہوگا وہ بھی بتایا۔

علامہ حسن فرماتے ہیں: الْغَائِبَةُ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ۔ غائب سے مراد یوم قیامت ہے۔

صاحب غنیان فرماتے ہیں غائبہ سے مراد حوادث و نوازل ہیں۔

ایک قول ہے اس سے مراد اعمال عباد ہیں۔

وَ قِيلَ مَا غَابَ مِنْ عَذَابِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ ایک قول ہے عذاب سماوی وارضی جو انسان سے مخفی ہیں وہ

مراد ہیں۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ④

بے شک یہ قرآن ذکر کرتا ہے بنی اسرائیل پر اکثر ان کے وہ ہیں جو اختلاف کرتے ہیں۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمَّا ذَكَرَ سُبْحَانَهُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ۔ اس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مبدأ و معاد کے ساتھ جو متعلق

تھا وہ سب بیان فرمادیا۔

وَ مَا يَتَعَلَّقُ بِالنُّبُوَّةِ فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَعْظَمُ مَا تُبَيِّنُ بِهِ نُبُوَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ جَلَّ

مَجْدُهُ إِخْتِلَافَهُمْ فِيهِ۔ اور ذکر فرمادیا جو کچھ نبوت سے متعلق تھا اس لئے کہ قرآن کریم اعظم ہے ان امور میں جن سے

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر جو اختلافات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھے

سب بیان فرمادیئے اور بنی اسرائیل پر واضح فرمادیئے۔

اور بنی اسرائیل سے کون مراد ہیں؟ اس کے متعلق بروایت قتادہ رحمہ اللہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہود اور نصاریٰ ہیں اس لئے



کہ ان میں نئی نئی جماعتیں بنیں اور یہی ہمیشہ اختلاف میں رہے ان پر ہی حقیقت الامر واضح کی گئی اگر یہ انصاف کرتے اور ذرا غور و تامل سے کام لیتے تو ضرور اسلام لے آتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ مشرکوں کی طرح الجھے رہے حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں بھی بجائے متفق ہونے کے مختلف رہے۔

فَمِنْ قَائِلٍ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى - بعض تو کہنے لگ گئے کہ مسیح ہی اللہ تعالیٰ ہے۔

فَمِنْ قَائِلٍ ابْنُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ - بعض کہنے لگے وہ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں حالانکہ وہ ایسی باتوں سے پاک ہے۔

فَمِنْ قَائِلٍ ثَلَاثَةٌ - بعض بولے اللہ اور مسیح اور روح القدس تین خدا ہیں۔

وَمِنْ قَائِلٍ هُوَ نَبِيٌّ كَغَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ - بعض اس عقیدہ پر رہے کہ وہ بھی نبی ہیں مثل دوسرے نبیوں علیہم السلام کے۔

ایک جماعت نے کہہ دیا کہ مریم اللہ تعالیٰ کی بیوی ہے اور مسیح خدا کے بیٹے ہیں حالانکہ وہ ذات والا صفات ان تمام امور سے منزہ ہے۔

اس عقیدہ میں یہودی بھی ایسے ہی گمراہ ہیں۔

بعض نے کہہ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جو تورات میں ہے اس سے مراد حضرت یوشع علیہ السلام ہیں۔

بعض کہنے لگے اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

بعض بولتے رہے جن کے لئے یہ بشارت ہے وہ ابھی تشریف نہیں لائے۔ عنقریب آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

اور

ایسے ہی وہ سور کی حلت و حرمت میں مختلف الخیال رہے۔

چنانچہ یہودی اس کا کھانا حرام کہتے اور نصاریٰ اسے حلال جانتے ہیں۔

یہ اختلافات ان میں تھے جسے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا۔

وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَبَرَحَبَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٠﴾ - اور بے شک یہ قرآن ہدایت و رحمت ہے مومنین کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی

ذات پاک رحمۃ للعالمین ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٤١﴾ -

بے شک آپ کا رب ان کے مابین فیصلہ فرمائے گا اپنے حکم سے اور وہ عزت والا جاننے والا ہے۔

یعنی مومنین اور بنی اسرائیل کے اختلافات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمادے گا اپنے حکم سے اپنے اختیار سے اس لئے کہ وہ

عزت والا علیم جمیع اشیاء ہے۔ لہذا اے محبوب!

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّكَ عَلَىٰ الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٤٢﴾ - آپ تو اللہ پر بھروسہ رکھیں بے شک آپ روشن حق پر ہیں۔

یعنی ایسے واضح حق پر ہیں جس میں ان اندھوں کے سوا کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ میں آپ ان مردوں کو جن کے

دل مر چکے جن کے کان حق سننے سے نہرے ہو چکے انہیں آپ اپنا آوازہ حق کیسے سنائیں گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ ۗ بَشَرًا لِّمَنْ هُمْ يُسْمِعُونَ ۚ وَلَئِنْ كُنْتُمْ إِلَّا رِجَالًا مَّشْحُورًا ﴿٤٣﴾ -

اس سے یہ مراد نہیں کہ مرے ہوئے مقبوروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔  
 إِنَّمَا شَبَّهُوا بِالْمَوْتَى عَلَى مَا قِيلَ لِعَدَمِ تَأْتِرِهِمْ بِمَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ مِنَ الْقَوَارِعِ۔ موتی سے یہاں تشبیہ  
 دی گئی اس وجہ میں کہ جو کچھ ان پر تلاوت کی جاتی ہے اس کا اثر قبول نہیں کرتے۔

بعض کا قول ہے: لَعَلَّ الْمُرَادَ تَشْبِيَهُ قُلُوبِهِمْ بِالْمَوْتَى فِيمَا ذُكِرَ مِنْ عَدَمِ الشُّعُورِ۔ اس سے مراد یہ  
 ہے کہ ان کے دل ایسے مرچکے ہیں کہ انہیں قبول حق کا شعور ہی نہیں رہا۔

أَيُّ مَوْتَى الْقُلُوبِ أَوْ شَبَّهُوا بِالْمَوْتَى لِأَنَّهُمْ لَا يَنْتَفِعُونَ بِمَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ فَقَدَمَ احْتِمَالَ نِسْبَةِ  
 الْمَوْتِ إِلَى قُلُوبِهِمْ۔ یعنی مردہ دل ہو چکے ہیں یا تشبیہ موتی سے اس لئے دی گئی کہ جو کچھ ان پر تلاوت کیا جاتا ہے اس  
 سے انتفاع نہیں کرتے تو موت سے موت قلب کی نسبت احتمال ظاہر کیا گیا۔

وَجُوزَ أَنْ يَكُونَ التَّشْبِيهُ لَطَوَائِفِ عَلَى مَرَاتِبِهِمْ فِي الضَّلَالِ فَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ كَالْمَيِّتِ وَمَنْ هُوَ  
 كَالْأَصَمِّ وَمَنْ هُوَ كَالْأَعْمَى۔ بعض نے کہا یہ تشبیہ مرتبہ بمرتبہ گمراہی کے درجات پر ہے۔

بعض تو وہ ہیں جو مثل میت ہو چکے ہیں۔

اور بعض وہ ہیں جو مثل بہروں کے ہیں۔

اور بعض وہ ہیں جو مثل اندھوں کے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تُسْمِعُ الصَّمَّ الدُّعَاءَ۔

اور نہیں آپ سنانے والے اپنی پکار بہروں کو۔ ایسے بہرے جو سنتے ہیں اور ان سنی کر کے پیٹھ پھیر کر واپس چلے جاتے  
 ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بہرے کو اپنی آواز صماخ اذن کے پاس بھی پکارنے سے نہیں پہنچ سکتی جبکہ وہ بہرا ہی ہو اسی وجہ میں  
 آگے فرمایا:

وَمَا أَنْتَ بِهَدَى الْعُيَّى عَنْ صَلَاتِهِمْ ۗ إِنَّ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِالْإِيتِنَافِهِمْ مُسْلِمُونَ ۝۸۱۔ اور آپ اے  
 محبوب اندھے کو راہ بتانے والے نہیں بے راہی سے نہیں سنا تے آپ مگر اسے جو ہماری آیتوں پر ایمان لایا تو وہ مسلمان ہے۔  
 تو نہ سننے والے مثل مردے کے ہیں مثل بہرے کے ہیں مثل اندھے کے ہیں اور جو ایمان لے آئے۔ هُمْ الَّذِينَ  
 لَيْسُوا مَوْتَى وَلَا صُمًّا وَلَا عُمِّيًّا۔ نہ وہ مردے ہیں نہ بہرے نہ گونگے۔

اس بیان کے بعد اب قرب قیامت کی خبر میں دابۃ الارض کے ظہور کی خبر دی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَإِذَا وَقَعَتِ الْبُيُوتُ عَلَى رُءُوسِهَا وَأُخْرِجْنَا لَهُمْ ذَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝۸۲۔

اور جب واقعہ ہو جائے گی بات ان پر نکالیں گے ہم ان کے لئے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے بات کرے گا کہ  
 لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے۔

اس آیت کریمہ سے خروج دابہ مبادیات قیامت سے ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث ابی سعید خدری رحمہ اللہ میں مرفوعاً اس  
 کے مبادیات اس طرح بیان ہوئے ہیں جنہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا گیا۔

حِينَ يُتْرَكُ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ جبکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دی جائے

اس وقت اس دابہ کا خروج ہوگا۔ چنانچہ

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: اَكْثَرُ وَا الطَّوَّافِ بِالْبَيْتِ مِنْ قَبْلِ  
 أَنْ يُرْفَعَ وَيُنْسَى النَّاسُ مَكَانَهُ۔ طواف اس سے پہلے بکثرت کرو کہ کعبہ اٹھ جائے اور لوگ اس کی جگہ بھول جائیں۔  
 وَ اَكْثَرُ وَا تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُرْفَعَ۔ اور تلاوت قرآن اس کے اٹھنے سے پہلے بکثرت رکھو۔  
 قِيلَ وَ كَيْفَ يُرْفَعُ مَا فِي صُدُورِ الرِّجَالِ۔ عرض کیا گیا قرآن پاک کیسے مرتفع ہو سکتا ہے جب کہ وہ لوگوں کے  
 سینہ میں محفوظ ہے۔

قَالَ يُسْرَى عَلَيْهِمْ لَيْلًا فَيُصْبِحُونَ مِنْهُ فَقَرَاءَ وَ يَنْسُونَ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ يَقْعُونَ فِي قَوْلِ  
 الْجَاهِلِيَّةِ وَ أَشْعَارِهِمْ فَذَلِكَ حِينَ يَقَعُ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ۔ فرمایا رات کو وہ قرآن ان پر آسان ہوگا تو صبح ہوتے  
 ہوتے جب پڑھیں تو بھول جائیں اور لا الہ الا اللہ کی بجائے ان کے دلوں پر اقوال جاہلیت جم جائیں اور سب اشعار جاہلیت  
 میں ہوں تو یہی ہے وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ كَمَا مَعْنُوم۔

وَ هَذَا ظَاهِرٌ فِي أَنْ خُرُوجَ الدَّابَّةِ حِينَ لَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خروج دابہ جب ہی  
 ہوگا جبکہ زمین میں نیکی و بھلائی قطعاً باقی نہ رہے گی۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب بعد موت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد ہوگا اس  
 وقت آپ کے تبعین بھی ختم ہو چکے ہوں گے۔

نعیم بن حماد و ہب بن منبہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت سے اول چھ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔  
 أَوَّلُ الْآيَاتِ الرُّومُ - وَ الثَّانِيَةُ الدُّجَالُ وَ الثَّلَاثَةُ يَأْجُوجُ وَ مَا جُوجُ وَ الرَّابِعَةُ عَيْسَى وَ الْخَامِسَةُ  
 الدُّخَانُ وَ السَّادِسَةُ الدَّابَّةُ۔

پہلی نشانی روم میں ظاہر ہوگی۔

دوسری خروج دجال ہے۔

تیسری خروج یا جوج و ماجوج۔ جس کی تحقیق سورہ کہف میں مفصل بیان ہو چکی۔

چوتھی علامت نزول عیسیٰ علیہ السلام منارہ دمشق سے۔

پانچویں۔ ایک دھواں نکلے گا۔

چھٹے۔ خروج دابہ الارض جو زمین سے نکلے گا۔

اور یہ بھی صحیح ہے کہ جب دابہ الارض کا خروج ہوگا تو اس وقت مومن و کافر موجود ہوں گے۔ اس کے متعلق احمد اور طیالسی

اور نعیم بن حماد اور عبد بن حمید اور ترمذی بسند حسن اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی  
 رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ دَابَّةُ الْأَرْضِ وَ مَعَهَا عَصَا مُوسَى وَ خَاتَمُ  
 سُلَيْمَانَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِينَ بِالْخَاتَمِ وَ تَخْطُمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْعَصَا حَتَّى يَجْتَمِعَ



النَّاسُ عَلَى الْخَوَانِ يُعْرِفُ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَافِرِ۔

فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دابۃ الارض نکلے گا اس کے ساتھ عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان علیہما السلام ہوں گی جس سے وہ مہر سلیمانی کے ذریعہ مومن کے چہرہ روشن کرے گا اور کافر کے ناک پر عصائے موسیٰ کے ذریعہ داغ لگا دے گا۔

حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جائیں گے خوان پر مومن اور کافر کو جان لیں گے۔ خوان عربی میں اس میز کو کہتے ہیں کہ جس پر آدمی بیٹھ کر کھانا کھائیں یہاں استعاری معنی میدان یا ٹیلے کے ہو سکتے ہیں اور فَتَجَلُّوْا وَجْهَ الْمُؤْمِنِ۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں: بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ اللَّامِ وَالْهَمْزَةِ مِنْ جَلَاتِ الْأَدِيمِ إِذَا قَشَرْتَهُ۔ ایسی کھال کو کہتے ہیں جسے چھیل کر صاف کیا جائے جسے اردو میں دھوڑی استر کہتے ہیں۔ بہر کیف استعاری معنی یہ ہوئے کہ خاتم سلیمانی سے مومنین کے چہرے چمک اٹھیں گے۔

پھر دابۃ الارض کے مسلم شریف میں عبد اللہ بن عمر سے جو مروی ہے وہ یہ ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کی اول نشانی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

دوسری نشانی دابۃ الارض کا دن چڑھے ظاہر ہونا ہے۔

ان میں سے جو بھی پہلے ہو تو اس کے ساتھ ساتھ ہی سب نشان ظاہر ہوں گے۔

اب مختصر تحقیق حقیق تو یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبی رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب قیامت میں دابۃ کا نکلنا تو یقینی ہے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور وہ قدرت الہی کا نمونہ ہوگا اور بس۔

اس کے بعد وہ روایات بھی ہم پیش کئے دیتے ہیں جن میں مفسرین علماء کی تحقیقات منقول ہیں:

معالم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ وہ ایسا جانور نہ ہوگا جس کی دم ہو بلکہ اس کی داڑھی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان ہوگا۔

سُئِلَ عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ الدَّابَّةِ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَابَّةٍ لَهَا ذَنْبٌ وَلَكِنْ لَهَا لِحْيَةٌ۔ (ترجمہ اوپر ہو چکا)

عام تحقیق محققین یہ ہے کہ وہ جانور ہوگا جو کوہ صفا سے زلزلہ آنے کے بعد اس کی کھوہ سے نکلے گا اور لوگوں سے کلام کرے گا اور اس کا عام چرچا ہو جائے گا۔

اس کے بعد جو مختلف اقوال ہیں ان کے متعلق ہم کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ لہذا بغرض تفکر وہ بھی ہم نقل کئے دیتے ہیں۔

اول حضرات شیعہ کی وہ روایت منقول ہے جس سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ اس دابہ سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں چنانچہ وہ اپنی تفسیر میں جو علی بن ابراہیم کی ہے ابی عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَجُلٌ لِعَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ يَا أَبَا الْيَقْظَانَ آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَفْسَدَتْ قَلْبِي۔ ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر سے جنہیں ابوالیقظان کہتے ہیں عرض کیا یا ابوالیقظان ایک آیت نے قرآن عظیم سے میرے دل میں فساد پیدا کر دیا۔

قَالَ عَمَّارٌ وَ آيَةٌ آيَةٌ هِيَ - آپ نے فرمایا ایسی وہ کون سی آیت ہے؟  
قَالَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَإِذَا وَقَعَتِ الْبُقُوعُ عَلَيْهِمْ أَلَا يَتَذَكَّرُونَ  
وَ آيَةٌ مِّنَ الْأَرْضِ كَلِمَتُهُمْ أَنَّ النَّاسَ لَخَبِيرَاتٌ

فَايَةٌ ذَابَّةٌ هَذِهِ - تو یہ کون سا دابہ ہے؟

قَالَ عَمَّارٌ وَاللَّهِ مَا أَجْلِسُ وَلَا أَكُلُ وَلَا أَشْرَبُ حَتَّى أُرِيكَهَا - عمار نے فرمایا قسم بخدا میں نہ بیٹھوں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا حتیٰ کہ تجھے وہ دابہ دکھا دوں۔

فَجَاءَ عَمَّارٌ مَعَ الرَّجُلِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَهُوَ يَأْكُلُ تَمْرًا وَ زَبَدًا فَقَالَ هَلُمَّ يَا أَبَا الْيَقْظَانَ فَجَلَسَ عَمَّارٌ يَأْكُلُ مَعَهُ فَتَعَجَّبَ الرَّجُلُ مِنْهُ - غرضیکہ حضرت عمار اس سوال کرنے والے کو ساتھ لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آئے اس وقت آپ کھجور اور مکھن تناول فرما رہے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آؤ اے ابو الیقظان تو حضرت عمار بیٹھ کر کھانے لگے تو سائل متعجب ہو گیا کہ یہ تو قسم کھا چکے تھے کہ جب تک تجھے وہ دابہ نہ دکھاؤں اس وقت تک کھانا پینا سب چھوڑے رہوں گا اور یہاں آتے ہی کھانے بیٹھ گئے۔

قَالَ الرَّجُلُ سُبْحَانَ اللَّهِ خَلَفْتَ أَنْكَ لَا تَجْلِسُ وَلَا تَأْكُلُ وَلَا تَشْرَبُ حَتَّى تُرِيَهَا - وہ بولا سبحان اللہ ابھی آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ نہ بیٹھیں گے اور نہ کھائیں گے اور نہ کچھ پیئیں گے جب تک مجھے وہ دابہ نہ دکھا دیں۔

قَالَ عَمَّارٌ قَدْ أُرِيْتُكَهَا إِنْ كُنْتَ تَعْقِلُ - عمار نے فرمایا اگر تجھے عقل ہوتی تو سمجھ لیتا میں نے تو تجھے وہ دابہ دکھا دیا۔  
تو وہ دابہ معاذ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوں گے۔

اور عیاش نے بھی یہی قصہ حضرت ابوذر سے بیان کیا۔

اس پر علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَكُلُّ مَا يُرْوَوْنَ فِي ذَلِكَ كَذِبٌ صَرِيحٌ - اور تمام اس قسم کی جتنی روایتیں بھی ہیں وہ کذب صریح ہیں۔

ایسے ہی کسی نے کہا ہے: هِيَ الثُّعْبَانُ الَّذِي كَانَ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ وَ اخْتَطَفَتْهُ الْعُقَابُ حِينَ ارَادَتْ قُرَيْشٌ بِنَاءَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ فَمَنَعَهُمْ وَإِنَّ الْعُقَابَ الَّذِي اخْتَطَفَهُ الْقَتَةُ بِالْجَحُونَ فَالْتَقَتْهُ الْأَرْضُ - دلبہ الارض وہ ایک اژدھا ہے جو کعبہ شریف کے اندر تھا۔ جب قریش نے بناء بیت کا ارادہ کیا تو اسے عقاب اچک کر لے گیا پس اس نے انہیں روکا اور اس نے اسے میدان میں ڈال دیا اور زمین نے اسے نکل لیا کَمَا نَقَلَ الْأَلُوسِيُّ فِي رُوحِ الْمَعَانِي -

صاحب تفسیر نسفی فرماتے ہیں: تُكَلِّمُهُمْ هِيَ الْجَسَّاسَةُ - وہ دابہ جاسسہ ہے۔

وَ فِي الْحَدِيثِ طُولُهَا سِتُونَ ذِرَاعًا لَا يُدْرِكُهَا طَالِبٌ وَ لَا يَفُوتُهَا هَارِبٌ وَ لَهَا أَرْبَعُ قَوَائِمٍ وَ زَعْبٌ وَ رِيشٌ وَ جَنَاحَانِ - وَ قِيلَ لَهَا رَأْسُ ثُورٍ وَ عَيْنٌ خِنْزِيرٍ وَ أُذُنٌ فِيلٍ وَ قَرْنٌ إِبِلٍ وَ عُنُقٌ نَعَامَةٍ وَ صَدْرٌ أَسَدٍ وَ لَوْنٌ نَمِرٍ وَ خَاصِرَةٌ هِرَّةٍ وَ ذَنْبٌ كَبِشٍ وَ خُفٌّ بَعِيرٍ وَ مَا بَيْنَ مِفْصَلَيْنِ اثْنَا عَشَرَ ذِرَاعًا تَخْرُجُ مِنَ الصَّفَا فَتُكَلِّمُهُمْ بِالْعَرَبِيَّةِ -

حدیث میں اس کا طول ساٹھ ذراع ہے اور ذراع گیارہ گرہ کا ہوتا ہے جو مرد جو گز کے حساب سے سوا اکتالیس گز



ہوتے ہیں۔ اس کے چار پیر ہوں گے اور اس پر زغب یعنی پشمینہ کا سا رواں ہوگا اور پروں سے بدن پر بازو ہوں گے دو طرف کے اڑنے کے پر بھی ہوں گے۔

ایک قول ہے کہ اس کا سر نیل کا سا ہوگا۔ آنکھ خنزیر کی سی کان ہاتھی جیسے بھویں اونٹ جیسی۔ گردن شتر مرغ جیسی سینہ شیر سا رنگ تیندوے کا سا کمر بلی جیسی، دم بکرے کی سی اور پیر کے سم اونٹ جیسے اور دونوں بازوؤں کے مابین بارہ ذراع یعنی نو گز کا فاصلہ ہو۔ یہ جبل صفا سے نکل کر لوگوں سے عربی میں گفتگو کرے گا اور کہے گا:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٧﴾۔ لوگوں کو اللہ کی آیتوں پر یقین نہ تھا۔

أَيُّ لَا يُوقِنُونَ بِخُرُوجِي لِأَنَّ خُرُوجَهَا مِنَ الْآيَاتِ وَتَقُولُ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔ یعنی لوگ میرے نکلنے کا یقین نہیں کرتے تھے اس لئے کہ میرا خروج بھی آیات الہیہ سے ہے پھر کہے گی إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔ خبر دار رہو اللہ کی لعنت ہے مشرکوں پر۔

اس روایت کو علامہ آلوسی نے بھی ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور یہ اور بڑھایا کہ صَوْتُهَا صَوْتُ الْحَمِيرِ عَنْ كَعْبٍ كَمَا اس کی آواز گدھے کی سی ہوگی۔

پھر اس کے نکلنے کے مقام میں بھی بہت کچھ مختلف روایتیں ہیں۔

کسی نے کہا جبل جیاد سے نکلے گا اور ایام تشریق میں اس کا خروج ہوگا۔

کسی نے کہا لوط علیہ السلام کے مغرب شہر سے نکلے گا۔

کسی نے کہا وہ پہلے انبیاء کرام کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے اب وہ نکل کر ابلیس کو قتل کر دے گا۔

غرضیکہ اس دابہ کے متعلق بہت سی روایات ہیں۔ ہمیں اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ

إِنَّهَا دَابَّةٌ عَظِيمَةٌ ذَاتُ قَوَائِمٍ لَيْسَتْ مِنْ نَوْعِ الْإِنْسَانِ أَصْلًا يُخْرِجُهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي الْآخِرِ الزَّمَانِ مِنَ الْأَرْضِ۔ وہ ایک زبردست دابہ ہے جس کے چار پیر ہیں انسانی نوع سے ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ اسے زمین سے آخر زمانہ میں نکالے گا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۲۰

اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو ان کے اگلے رو کے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آملیں

حتیٰ کہ جب آجائیں گے فرمائے گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم ان آیتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا تھا یا کیا تمہارے کام کرتے

اور بات واقع ہو چکی ان پر ان کے ظلم کے سبب تو اب وہ نہیں بولتے

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٧﴾

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمْ آذًا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٧﴾

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٨٨﴾



أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنُوا فِيهِ وَ  
النَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ  
يُؤْمِنُونَ ﴿٨٧﴾

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ  
مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۗ وَكُلُّ أَتَوْهُ  
ذٰخِرِينَ ﴿٨٨﴾

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَهِيَ تَمْرٌ مَرَّ  
السَّحَابِ ۗ صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي لَيْسَ أَتَقْنُ كُلَّ شَيْءٍ ۗ  
إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٩﴾

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۗ وَهُمْ مِمَّنْ  
فَزِعَ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَمْثَالُ ﴿٩٠﴾

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكَيْبَتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۗ  
هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩١﴾

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ  
الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۗ وَأُمِرْتُ أَنْ  
أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٢﴾

وَ أَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ ۗ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا  
يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا  
مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿٩٣﴾

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۗ وَ  
مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں  
سکون لیں اور دن بنایا سو جھانے والا بے شک اس میں  
نشانیوں ہیں اس قوم کے لئے جو ایمان رکھتی ہے

اور جس دن پھونکا جائے گا صورتو گھبرا جائیں گے جو  
آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے  
اور سب اس کے حضور حاضر ہوں جھکتے ہوئے

اور آپ دیکھیں گے پہاڑوں کو گمان کریں گے انہیں کہ  
وہ ٹھہرے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی طرح  
یہ کام ہے اس اللہ کا جس نے بنائی ہر شے بے شک وہ  
خبردار ہے تمہارے کاموں سے

جو لائے نیکی تو اس کے لئے بہتر بدلہ ہے اور انہیں اس  
دن کی گھبراہٹ سے امن ہے

اور جو بدی لائے تو ان کے منہ اوندھائے گئے آگ میں  
کیا بدلہ ملے گا تمہیں مگر وہی جیسا کرتے تھے

مجھے تو یہی حکم ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو جس نے  
اسے حرمت دی اور اسی کا ہے سب کچھ اور مجھے حکم ہوا ہے  
کہ فرمانبرداروں میں رہوں

اور یہ کہ قرآن پڑھوں تو جو ہدایت پائے تو اس نے اپنی  
جان کی بھلائی کو ہدایت پائی اور جو بہک گیا تو فرما دیجئے  
میں تو ڈر سنانے والا ہوں

اور فرما دیجئے سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں عنقریب وہ  
تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو جان لو گے انہیں اور نہیں  
اے محبوب تمہارا رب ان لوگوں کے اعمال سے بے خبر

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ نمل - پ ۲۰

و۔ اور	یَوْمَ۔ جس دن	نَحْشُرُ۔ اکٹھا کریں گے ہم	مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک
أُمَّةٍ۔ جماعت سے	فَوْجًا۔ فوج	مِّنْ۔ ان سے جو	يُكْذِبُ۔ جھٹلاتے ہیں
بِالْيَتِيمَا۔ ہماری آیتیں	فَهُمْ۔ تو وہ	يُؤْذِعُونَ۔ الگ الگ جماعتیں بنائی جائیں	

حَتَّىٰ - یہاں تک کہ	إِذَا - جب	جَاءُوا - آئیں گے	قَالَ - کہے گا
آ - کیا	كَذَّبْتُمْ - تم نے جھٹلایا	بِالَّتِي - میری آیتوں کو	وَ - اور
لَمْ - نہ	تُحِيطُوا - گھیرا تم نے	بِهَا - ان کو	عِلْمًا - علم سے
أَمَّا ذَا - یا کیا	كُنْتُمْ - تھے تم	تَعْمَلُونَ - عمل کرتے	وَ - اور
وَقَع - واقع ہوئی	الْقَوْل - بات	عَلَيْهِمْ - ان پر	بِهَا - بسبب
ظَلَمُوا - ان کے ظلم کے	فَهُمْ - تو وہ	لَا - نہیں	يَنْطِقُونَ - بولتے
آ - کیا	لَمْ - نہ	يَرَوْا - دیکھا انہوں نے	أَنَّا - کہ ہم نے
جَعَلْنَا - بنائی	الَّيْل - رات	لِيَسْكُنُوا - تاکہ آرام پائیں	فِيهِ - اس میں
وَ - اور	النَّهَار - دن	مُبْصِرًا - دکھانے والا	إِنَّ - بے شک
فِي - بیچ	ذَلِكَ - اس کے	لآيَاتٍ - نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ - قوم
يَوْمٍ مُّؤَن - مومن کے لئے	وَ - اور	يَوْمَ - جس دن	يُنْفَخُ - پھونکا جائے گا
فِي - بیچ	الصُّور - صور کے	فَفَزِعَ - تو گھبرا جائے گا	مَنْ - جو
فِي - بیچ	السَّمَوَاتِ - آسمانوں کے ہے	وَ - اور	مَنْ - جو
فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین کے ہے	إِلَّا - مگر	مَنْ - جسے
شَاءَ - چاہے	اللَّهُ - اللہ	وَ - اور	كُلٌّ - ہر ایک
أَتَوْهُ - آئیں گے اس کے پاس	الْجِبَالِ - پہاڑوں کو	دَاخِرِينَ - جھک کر	وَ - اور
تَرَىٰ - تو دیکھے گا	هِيَ - وہ	تَحْسِبُهَا - خیال کرے گا ان کو	جَامِدًا - ٹھہرے ہوئے
وَ - اور	صُنْعَ - کام ہے	تَمُرٌ - چلتے ہوں گے	مَرٌّ - چلنا
السَّحَابِ - بادلوں کا	كُلٌّ - ہر	اللَّهُ - اللہ کا	الَّذِي - جس نے
أَتَقَنَ - مضبوط کیا	بِهَا - اس سے جو	شَيْءٌ - چیز کو	إِنَّهُ - بے شک وہ
خَبِيرٌ - خبردار ہے	بِالْحَسَنَةِ - نیکی	تَفْعَلُونَ - تم کرتے ہو	مَنْ - جو
جَاءَ - لایا	وَ - اور	فَلَهُ - تو اس کے لئے	خَيْرٌ - بہتر ہے
مِنْهَا - اس سے	الْمُؤْمِنِينَ - امن میں ہوں	هُمْ - وہ	مَنْ فَزِعَ - گھبراہٹ
يَوْمَئِذٍ - اس دن سے	بِالسَّيِّئَةِ - برائی	وَ - اور	مَنْ - جو
جَاءَ - لایا	النَّارِ - آگ کے	فَكَبَّتْ - تو اوندھے کئے گئے	وَجُوهُهُمْ - ان کے منہ
فِي - بیچ	إِلَّا - مگر	هَلْ - نہیں	تُجَزَّوْنَ - بدلہ دیئے جاؤ
گے تم	إِنَّمَا - اس کے سوا نہیں	مَا - جو	كُنْتُمْ - تھے تم
تَعْمَلُونَ - عمل کرتے		أُمِرْتُ - میں حکم کیا گیا ہوں	أَنْ - یہ کہ





حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهُ۔ یہاں تک کہ جب اگلے پچھلے مکذبین و منکرین جمع ہو جائیں۔

قَالَ أَكذَّبْتُمْ بِاللَّيْتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عُلْمًا أَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸۴﴾۔ تو سب کو جمع کر کے فرمایا جائے گا کیا تم ہی ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے حالانکہ تمہارا علم ان آیتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا تھا تو بے سوچے سمجھے تم یہ کیا کرتے رہے؟

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۸۵﴾۔

تو پڑ گئی ان پر بات ان کے ظلم کے باعث تو وہ بات نہ کر سکیں گے۔

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسًا لِّمَنْ يُكْفِرُ فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۶﴾۔

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان کے سکون کے لئے رات اور کاروبار دیکھ کر کرنے کے لئے دن بنایا بے شک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو ایمان لائیں۔

اس میں منکرین کو آرام دیا گیا ہے کہ دنیا میں ہم نے اپنی قدرت و کمال کے بہت سے نشانات دکھائے مجملہ ان کے رات اور دن ہیں جو کسی سے بھی مخفی نہیں ان میں ہماری قدرت اور کمال کے بہت سے مظاہر تھے۔

اول یہ کہ اوراق لیل و نہار سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کے قبضہ میں نہیں وہی جیسے چاہے ان پر متصرف ہے اگرچہ زمانہ کا اوپر چیزوں پر تصرف ہے اور جوانی و پیری زمانہ کے آثار ہیں مگر زمانہ اسی واحد قہار کے قبضہ میں ہے۔

برخلاف مشرکین کے معبودوں کے کہ وہ زمانہ کے قبضہ میں ہیں۔

دوسرے لیل و نہار کا دور، قیامت اور فنا کا نمونہ ہے۔ رات میں ایسا سناٹا ہوتا ہے کہ دوست دشمن سب عالم بے خودی میں ہوتے ہیں صبح ہوتے ہی سب بیدار ہو جاتے ہیں طائران خوش الحان کے چہچہے، مرغان آبی کی حرکتیں، بلبلوں کی نغمہ سرائی اور ہر قسم کی چہل پہل شور و شغب برپا ہو جاتا ہے۔

تیسرے رات میں ظلمت اور دن میں نور کا ہونا اس امر کا سبق دیتا ہے کہ یہ دنیا متغیر ہے حادث ہے اور جو متغیر و حادث ہے وہ ضرور فانی ہے الْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ حَادِثٌ۔ نظریہ منطوقہ ہے۔

یہ دنیا ظلمت کدہ ہے اس میں شہوات کی ایسی تاریکیاں محیط ہیں کہ نیک و بد بھلائی برائی کا امتیاز نہیں ہوتا آخر صبح قیامت میں سب کچھ روشن و مستنیر و مبرہن ہو جائے گا۔

قطع نظر اس کے کہ اگر ان حقائق سے اندھے تھے تو کم از کم یہ تو جانتے تھے کہ رات آرام کے لئے ہے اور دن حصول معاش کے لئے ہوتا ہے بہر حال اس تبدل و تغیر میں جو حرکت ہے اس کا محرک اول وہی ایک محرک عالم ہے جو سب کو متحرک کرتا ہے اور حرکت کے لئے زمانہ حرکت بھی لازم ہے اور مبداء حرکت بھی ضروری ہے اور منہائے حرکت بھی اس کی شرط ہے یہ سب اس محرک اول کے نشان اور آیات ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۗ وَكُلٌّ أَتَوْهُ

ذُخْرَيْنَ ﴿۸۷﴾۔ اور جس دن پھونکا جائے صور تو گھبرا اٹھیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر وہ جسے اللہ چاہے اور حاضر آئیں اس کے حضور سرنگوں۔

ذُخْرَيْنَ۔ کے معنی صَاغِرَيْنِ کے ہیں یعنی تذلل و عبودیت کے اعتراف کے ساتھ سب حاضر ہوں۔

یہ پہلا صور ہے جس کا تذکرہ فرمایا گیا اس کا اثر یہ ہوگا کہ سب مردے اپنی اپنی قبروں سے باہر آجائیں گے۔

ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمْ أُخْرَىٰ - پھر دوبارہ نفع صور کے بعد کا حال اس طرح ظاہر کیا گیا:

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَوَهِيَ تِبْرٌ مِّنَ السَّحَابِ -

اور تم دیکھو گے پہاڑوں کو کہ تمہارے گمان میں وہ جمے ہوئے ہوں حالانکہ وہ چلتے چلتے ہوں گے ابر کی طرح۔ اس پر اگر یہ خیال ہو کہ اس طرح کیونکر چلتے ہوں گے تو اس کا ازالہ اس طرح فرمایا۔

صُنِعَ اللَّهُ الْذِي أَتَقَنَ كُلَّ شَيْءٍ - یہ کام اس اللہ کا ہے جس نے ہر شے مستحکم کی تو جو استحکام اشیاء پر قادر ہے وہی اس کے اکھاڑنے اور چلا بنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿١٨﴾ - اور وہی جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿١٩﴾ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكَيْفَ يُجْزَىٰ فِي الْآثَارِ ۗ هَلْ يَجْزُونَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ -

جو کوئی نیکی لائے گا تو اس کو بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے اور جو بدی لائے تو وہ منہ کے بل آگ میں ڈالے جائیں گے (اور یہ کہا جائے گا) تمہارا بدلہ کیا ہے وہی جیسا تم کرتے تھے۔

گویا فرمایا گیا کہ جو نیکی لے کر آئے گا اور ایمان و عمل نیک پیش کرے گا اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور اس دن کی پریشانی سے امن پائے گا اور جو برائیوں، سیہ کاریوں اور کفر و شرک کی گندگی لائے گا وہ جہنم میں اوندھا ڈالا جائے گا اور اسے فرشتے کہیں گے یہ تمہارے عمل بد کے نتائج ہیں۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٢١﴾ وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ ۗ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿٢٢﴾ - (فرمادیجئے) مجھ کو تو یہی حکم ہے کہ میں پرستش کروں اس شہر (مکہ) کے رب کی جس نے اسے محترم کیا ہے اور اسی کی ملک میں سب شے ہے اور یہ کہ میں اسلام کے ساتھ مسلمان رہوں اور یہ کہ قرآن سنا تا رہوں تو جو راہ پر آیا تو وہ اپنی جان کو راہ پر لایا اور جو گمراہ ہوا تو میں ڈرسانے والا ہوں۔

میرے ذمہ یہ نہیں کہ میں جو اب وہ بنوں کہ فلاں ہدایت پر کیوں نہ آیا وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ -

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ -

اور فرمادیجئے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو ہیں عنقریب دکھا دے گا تمہیں اپنی نشانیاں تو تم انہیں جان لو گے اور اے محبوب!

تیرا رب ان کے فعلوں سے بے خبر نہیں ہے۔

آیات متلوہ میں مبداء و معاد و نبوت پر نہایت واضح بیان فرما کر خاتمہ میں تمام مضمون کا خلاصہ بیان فرمادیا اور بتا دیا کہ اول لوگوں کو بتا دیا جائے کہ میں کسی بت یا غیر خدا کا پرستار نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مجھے حکم ہے کہ اس شہر مکہ کے رب کا پجاری رہوں اور میرا وظیفہ توحید خالص ہے اور رب کعبہ کہنے سے یہ مطلب نہیں کہ وہ صرف کعبہ کا ہی رب ہے بلکہ وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ اسی کی تمام کائنات ہے رَبُّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ فرمانے سے صرف یہ مقصد ہے کہ قریش سمجھ سکیں کہ اس رب کے نام سے شہر مکہ

متبرک ہو اور نہ وہ تو تمام کائنات کا حجب ہے اور اسی کی پرستش ہر ایک پر لازم ہے۔

دوسرے اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ توحید نام ہی اسی کا ہے کہ اللہ کے حضور جھکے لہذا میں اسی کی طرف جھکا ہوا ہوں اور جو اس کی طرف جھکے وہی مسلمان ہے۔

تیسرے وَاَنْ اَتْلُو الْقُرْآنَ میں تمہیں قرآن کریم سناؤں تبلیغ احکام کروں پھر جو ہدایت پر آیا تو اس نے اپنے لئے بھلا کیا اور جو گمراہی میں رہا اپنا برا کرے گا۔

آخر میں فرمایا قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سب خوبیاں اللہ کے لئے ثابت ہیں وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا جس کی تم جلدی کر رہے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کردار گفتار سے بے خبر نہیں۔

### مختصر تفسیر اردو سا تو اں رکوع۔ سورۃ نمل۔ پ ۲۰

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكٰذِبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوزَعُوْنَ ﴿۸۷﴾۔ اور جس دن ہر امت سے فوجیں محشور کی جائیں ان کی جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں تو وہ سب کے جمع ہونے تک روک لئے جائیں۔

یہ اجمالی بیان ہے مکذبین کے احوال کا بروز قیامت۔ بعد بیان مبادیات کے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خُو طِبَ بِهٖ نَبِيْنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ اذْ كُرَّ يَوْمَ نَحْشُرُ۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا اور فرمایا اے محبوب وہ وقت یاد فرمائیں جب ہم محشور کریں گے۔

وَالْمُرَادُ بِالْحَشْرِ الْحَشْرُ لِلتَّوْبِيْحِ وَالْعَذَابِ بَعْدَ الْحَشْرِ الْكُلِّيِّ الشَّامِلِ لِكُلِّ الْخَلْقِ۔ یہ حشر حشر تو بیخ ہے اور یہ بعد حشر کلی کے ہوگا جس میں کافہ الخلق محشور ہوگی۔

یعنی اول حشر کافہ الخلق ہوگا اس کے بعد مکذبین کو جمع ہونے کا حکم ہوگا اس لئے فَهُمْ يُوزَعُوْنَ فرمایا۔ وزع کہتے ہیں روکنے کو تو پہلی جماعت جو آئے وہ رکی رہے حتیٰ کہ جماعت جماعت آکر سب جمع ہو جائیں۔

اسی وجہ میں مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ میں من تبعیضیہ مانا گیا اس لئے کہ ہر امت منقسم ہوگی مصدقین و مکذبین میں تو یہ دوسرا حشر مکذبین کا ہوگا۔

فَهُمْ يُوزَعُوْنَ۔ اَيُّ يُحْبَسُ اَوْ لُهُمْ عَلٰى اٰخِرِهِمْ حَتّٰى يَتَلٰحَقُوْا وَ يَجْتَمِعُوْا فِیْ مَوْقِفِ التَّوْبِيْحِ۔  
یوزَعُوْنَ۔ کے معنی یہ ہیں کہ اول جو جمع ہوں وہ پچھلوں کے آنے تک روکے جائیں حتیٰ کہ اول آنے والے پچھلوں سے مل جائیں اور موقف تو بیخ میں سب یکجا ہو جائیں۔

چنانچہ بعض نے کہا کہ اس سے مراد جماعت رؤساء کفار ہے جن کے متبع عام مکذبین تھے۔

چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور عقبہ بن ربیعہ ہے کہ یہ

اہل مکہ کے سامنے چلائے جائیں گے اور اسی طرح تمام انبیاء کرام کے مکذبین محشور ہوں گے۔

وَالْمَعْرُوْفُ مِنَ الْاٰیٰتِ لِمِثْلِ ذٰلِكَ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ اور معروف مفہوم آیات قرآنیہ اسی کے مثل ہے اور

سب اس سے روز قیامت ہی کو ایسا ہونا مراد لیتے ہیں۔

البتہ جماعت امامیہ اس سے مراد رجحیت بعد الموت دنیا میں کہتی ہے اس عقیدہ کو سب سے اول عبد اللہ بن سبا یہودی



نے پیش کیا۔ اس کی پیروی میں جابر جھٹی دوسری صدی کی ابتداء میں کھڑا ہوا اور اسی طرح بہت سے اس عقیدہ باطلہ پر پیدا ہوئے۔ آلوسی رحمہ اللہ اس کے رد میں فرماتے ہیں:

وَأَنْتَ تَعْلَمُ لَا يَكَاذُ يُصِحُّ إِرَادَةُ الرَّجْعِيَّةِ إِلَى الدُّنْيَا مِنَ الْآيَةِ لِإِفَادَتِهَا أَنَّ الْحَشَرَ الْمَذْكُورَ لِتَوْبِيخِ الْمُكْذِبِينَ۔ تجھے سمجھ لینا چاہئے کہ رجعت الی دنیا آیات کے مفہوم کے ماتحت کسی طرح صحیح نہیں۔ اس لئے کہ حشر مذکورہ توبیح مکذبین کے لئے ہے۔ چنانچہ اس حشر کے بعد مکذبین کا تذکرہ دوسری جگہ مذکور ہے کہ وہ کہیں گے:

رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿۱۱﴾ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ تو اس کا آخری مضمون بھی عدم رجعت پر مطلقاً ظاہر ہے۔

اگرچہ احياء بعد الامات اور ارجاع الی دنیا امور مقدورہ الہی سے ہے وہ چاہے تو مستبعد نہیں لیکن ان آیات سے یہ مستفاد نہیں ہوتا۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ وَقَالَ أَكْذَبْتُمْ بآيَاتِي وَلَمْ تُحِطُوا بِهَا عُلَمَاءُ مَا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸۴﴾۔ حتیٰ کہ جب وہ حاضر ہو جائیں تو ان سے اللہ فرمائے کیا تم ہی جھٹلاتے تھے میری آیتوں کو حالانکہ تم نے ان آیتوں کو سمجھا ہی نہ تھا۔ یہ نہیں کیا اور کیا کرتے تھے۔

آلوسی رحمہ اللہ اس کا مفہوم فرماتے ہیں: ائى اكدبتم بها بادى الرأى غير ناظرين فيها نظرا يؤدى الى العلم بكنهها۔ یعنی کیا تم ہی جھٹلاتے تھے بغیر سوچے سمجھے اپنی رائے سے بغیر علم حاصل کئے۔

أَمَا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ یہاں ام متصل ہے اصل میں اكدبتم بآياتى ام صدقتم تھا یعنی کیا جھٹلاتے تھے تم میری آیتیں یا تصدیق کرتے تھے۔ اور یہ تمہارا عمل اسی کا مقتضی ہے کہ تمہیں جہنم میں اوندھایا جائے۔

یعنی جب موقف سوال و جواب اور مناقشہ حساب پر سب آجائیں تو انہیں توبیخاً ارشاد ہو انہ کہ سائلانہ صورت میں اس لئے کہ سائلانہ طرز پر باری تعالیٰ کی طرف سے بغرض حصول علم کوئی استفسار محال اور ناممکن ہے۔

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۸۵﴾۔

اور واقع ہو گیا ان پر قول الہی یعنی عذاب محقق ہو گیا ان کے ظلم و شرک کے باعث تو وہ کچھ بول نہ سکیں گے۔

یہ نہ بولنا دو صورت میں ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ اس دن مہر لگا دیں گے ہم ان کے مونہوں پر تو وہ بولنے کی طاقت ہی نہ رکھیں گے یا اثبات جرم کے بعد ان میں جواب دینے کی طاقت ہی نہ ہوگی۔

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۶﴾۔

کیا نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے رات ان کے سکون کے لئے بنائی اور دن دیکھنے اور تلاش معاش کو بے شک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو ایمان لائیں۔

یہ رویت رویت قلبی ہے نہ کہ بصری اس لئے کہ اگرچہ رات دن مبصرات سے ہیں لیکن من قبیل المعقولات رات میں اندھیرے کا رکنا استراحت اور قرار نوم کے لئے ہے یہ رویت قلبی سے ہی متعلق ہے چنانچہ کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

النُّومُ رَاحَةٌ الْقَوَى الْحِسِّيَّةُ مِنْ حَرَكَاتِ وَالْقَوَى النَّفْسِيَّةُ

اور وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا بایں معنی فرمایا کہ امور معاش کی تلاش روشنی میں ہی کی جاسکتی ہے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالتَّقْدِيرُ جَعَلْنَا اللَّيْلَ مُظْلِمًا لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا لِتَنْتَشِرُوا فِيهِ۔ اور ان دونوں کے تبدل و تغیر میں ان کے منافع و مصالح ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات عظیمہ ایمان والوں کے حق میں ہیں اس سے وہ عقیدہ بعث و نشر کو بھی مضبوط کرتے ہیں اور وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ کا نقشہ دیکھ لیتے ہیں۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٤﴾۔ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو گھبرا اٹھیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے اور سب اللہ کے حضور سرنگوں حاضر ہوں گے داخرین کے معنی صاغرین ہیں۔ بمعنی ذلیل۔

### نفخ صور کی تحقیق اور صور کی حقیقت

وَالصُّورُ عَلَى مَا فِي التَّذْكَرَةِ قَرْنٌ مِّنْ نُورٍ۔ صور۔ صاحب تذکرہ فرماتے ہیں وہ ایک نوری سینگ ہے۔ وَ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَالْبُوقِ۔ بخاری شریف میں حضرت مجاہد سے مذکور ہے کہ وہ مثل بوق کے ہے اور بوق عربی میں بگل یا سینگ کو کہتے ہیں۔

وَ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الصُّورُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ۔ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا صور کیا ہے فرمایا وہ ایک سینگ ہے جس سے پھونکا جائے گا۔

وَالْمَشْهُورُ أَنَّ صَاحِبَ الصُّورِ هُوَ إِسْرَافِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور صاحب صور حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مَنْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ الصُّورُ قَرْنًا فَهُوَ كَمَنْ أَنْكَرَ الْعَرْشَ وَالصِّرَاطَ وَالْمِيزَانَ وَطَلَبَ لَهَا تَأْوِيلَاتٍ وَ هَذَا النَّفْخُ قِيلَ الْمُرَادُ بِهِ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ۔ جو صور کے سنکھ ہونے سے انکار کرے وہ ایسے ہی ہے جو انکار کرے عرش اور صراط و میزان کا اور اس کے لئے تاویلات چاہے اور یہ نفخہ ثانیہ ہے۔ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ۔ تو گھبرا اٹھیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ اور اسی کا تذکرہ دوسری جگہ بھی ہے۔ وَ نَفِخَ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ۔

بعض کہتے ہیں یہ نفخہ اولیٰ ہے اور وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ یہ نفخہ ثانیہ ہے اور وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ یہ نفخہ ثالثہ ہے۔

چنانچہ اس کی تفصیل یوں بھی کی گئی کہ

اول نفخہ بعث ہوگا۔

دوبارہ نفخہ فزع ہوگا۔

اور تیسرا نفخہ صعق ہوگا۔

بہر حال اس میں اختلاف ہے۔

بعض نے کہا دو بار ہوگا۔

بعض نے کہا تین بار ہوگا۔

بعض کہتے ہیں تین نوحے ہوں گے۔ پہلا نوحہ فزع، دوسرا نوحہ صعق جو موت ہے۔ تیسرا نوحہ بعث

بعض کہتے ہیں چار نوحے ہوں گے۔ پہلا نوحہ ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ سب کو مار دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ندا ہوگی لَمِنَ الْمَلِكِ الْيَوْمَ اور كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔

پھر نوحہ ثانی نوحہ بعث ہو جیسا کہ ارشاد ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ اور پھونکا جائے صورتو ایک دم سب کے سب قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف چل دیں۔

پھر نوحہ ثالث نوحہ صعق ہو وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ۔ تیسری بار جب نوحہ ہو تو بے ہوش ہو جائیں آسمان وزمین والے۔

پھر نوحہ رابعہ۔ یہ نوحہ افاقہ کے لئے ہو جیسے ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔ چوتھے نوحے میں سب کھڑے ہو کر اپنے رب کی طرف دیکھیں۔

بعض نے کہا نوحہ پانچ ہوں گے لیکن محقق قول یہی ہے کہ تین نوحے ہوں گے۔

اول نوحہ صعق بمعنی موت حَيْثُ قَالَ تَعَالَىٰ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ۔

ثانی نوحہ بعث ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔

ثالثہ۔ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ۔ الخ

اور یہ سب قیاس آرائیاں ہیں جو مقتضیات محض سے استنباطاً ظاہر کی ہے حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ یا اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔

بہر کیف ہمیں نوحہ صور کا ماننا ضروری ہے عام اس سے کہ ایک بار ہو یا دو بار یا تین بار ہو یا چار بار یا پانچ بار نوحہ صور کا منکر آئیہ کلام پاک کا منکر ہوگا اور رہی تعداد نوحہ اس پر تو ہم یہ کہہ کر ختم کریں گے۔

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

بڑوں کی باتیں ہیں انہیں بڑے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس بحث پر اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ لکھا ہے ہم نے بخيال ملال ناظرین اسے چھوڑ دیا ہے۔

إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٥٠﴾

مگر جسے اللہ چاہے اور سب کے سب حاضر ہوں سرنگوں، عاجزی و امتثال امر میں۔

یہاں إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ میں استثناء متصل ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے اِنِّیْ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَىٰ اَنْ لَّا يَفْزَعَ جیسا کہ ارشاد ہے وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُونَ۔

اس پر بھی بحث ہے کہ صعق جسے موت کہا گیا اور فزع سے محفوظ کون سے رہیں گے۔



فَقِيلَ لَهُمْ جِبْرِيْلُ وَمِيكَائِيْلُ وَإِسْرَافِيْلُ وَعِزْرَائِيْلُ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ مُقَاتِلٍ وَالسُّدِّيِّ-

اور صحاح رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُمْ الْوُلْدَانُ وَالْحُورُ الْعَيْنُ وَخَزَنَةُ الْجَنَّةِ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ-

اس کی وجہ یہ بھی بیان کی کہ اِنَّ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لَيْسُوْا مِنْ سُكَّانِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ لِاَنَّ السَّمَوَاتِ فِيْ دَاخِلِ الْكُرْسِيِّ وَنِسْبَتُهَا اِلَيْهِ كِنِسْبَةِ حَلَاثَةِ فِيْ فَلَآةٍ وَنِسْبَةُ الْكُرْسِيِّ اِلَى الْعَرْشِ كَهَذِهِ النِّسْبَةُ اَيْضًا فَكَيْفَ يَكُوْنُ حَمَلَتُهُ فِي السَّمَوَاتِ وَ كَذَا الْوُلْدَانُ وَالْحُورُ وَ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ لِاَنَّ هُوَ لَاءِ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَالْجَنَانُ جَمِيْعُهَا فَوْقَ السَّمَوَاتِ وَ دُوْنَ الْعَرْشِ عَلٰى مَا اَفْصَحَ عَنْهُ قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقْفُ الْجَنَّةِ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ-

حملہ العرش سکان سماویہ، جنس سے نہیں اس لئے کہ سموات کرسی میں داخل ہیں اور ان کی نسبت ایک ٹکڑا کی سی ہے جو میدان میں ہو اور کرسی عرش تک ایسی ہی نسبت سے ہے تو حملہ العرش کیسے آسمانوں میں ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی ولدان اور حور اور خزنہ الجنة ہیں اس لئے کہ وہ سب جنت میں ہیں اور جنتیں تمام آسمان سے اوپر ہیں اور عرش سے نیچے ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَقْفُ الْجَنَّةِ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ جنت کی چھت عرش الہی ہے۔

تو جو جنت میں ولدان اور حور اور خزنہ ہیں ان کا استثناء مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ سے متعلق ہی نہیں۔ رہے جبریل علیہ السلام اور ان کی محبت والے ملائکہ مقربین وہ صافین انجسین سے حول عرش ہیں۔ اور جب عرش فوق السموات ہوا تو ان کا ذکر اس میں لانا کسی طرح صحیح نہیں۔

اور جب حور و ولدان اور خزنہ جنت اس سے مستثنی ہوئے تو موسیٰ و عیسیٰ و انبیاء علیہم السلام سب کے سب اس سے مستثنی رہے اس لئے کہ ان کا مقام حضور صلی اللہ علیہ نے حول عرش علی فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّهُمْ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ اور علامہ قاضی ابوبکر ابی العربی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی۔ اور ابن جبیر رحمہ اللہ نے بھی کہا: هُمْ الشُّهَدَاءُ مُتَقَلِّدُوا السُّيُوفِ حَوْلَ الْعَرْشِ-

اب رہا یہ سوال کہ پہلے نوحہ کے مابین کتنی مدت کا فاصلہ ہوگا؟

اس کے متعلق وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ بِهٖ پھلانچہ ہے وَالنَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الْبَعْثِ حَيْثُ قَالَ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اٰخِرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ وَبَيْنَهُمَا فِي الْمَشْهُورِ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ دونوں نوحوں کے مابین چالیس سال کا فرق ہوگا۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مرفوعاً آیا ہے: اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ چالیس سال۔

وَكُلُّ اٰتُوْةٍ دٰخِرِيْنَ - اٰى كُلُّ وَاٰحِدٍ مِّنَ الْفٰزِعِيْنَ الْمَبْعُوْثِيْنَ عِنْدَ النَّفْخَةِ اَتُوْةٌ اٰى حَضَرُوْا الْمَوْقِفَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلسُّوَالِ وَالْجَوَابِ وَالْمُنَاقَشَةِ وَالْحِسَابِ دَاخِرِيْنَ اٰذِلَّآءَ۔ اور سب حاضر ہوں جھکے ہوئے نوحہ اولیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور سوال و جواب اور حساب و کتاب کے لئے ذلیل اور سرنگوں۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَهِيَ نَمْرٌ مَّرَّ السَّحَابِ -

اور تم دیکھو گے پہاڑوں کو اپنے گمان میں ٹھہرا ہوا اور وہ چل رہے ہوں گے بادلوں کی طرح۔

يَعْنِي تَرَى الْجِبَالَ رَأَى الْعَيْنِ سَاكِنَةً وَالْحَالُ إِنَّهَا تَمُرُّ فِي الْجَوِّ مَرَّ السَّحَابِ الَّتِي تُسِيرُهَا  
الرِّيَاحُ سَيْرًا حَثِيثًا۔ یعنی بظاہر دیکھنے میں وہ ٹھہرے ہوئے نظر آئیں حالانکہ وہ فضا میں بادلوں کی طرح ہوا کے ساتھ چل  
رہے ہوں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی  
طرح۔ عہن اون کو کہتے ہیں۔

اس کے بعد

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَتَكُونُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ کا ظہور ہوگا یعنی حشر خلق کے وقت زمین اس زمین سے بدل جائے گی۔ اس کا نقشہ  
قرآن کریم میں اس طرح ظاہر فرمایا گیا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۖ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۖ لَا تَبْقَى فِيهَا جَبَلًا وَلَا  
أَمْتًا ۖ يَوْمَ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ۔

اور يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

یہ سب کچھ نچھہ ثانیہ کے بعد ہوگا جیسا کہ ارشاد الہی ہے: وَيَوْمَ نُسِفُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۖ وَحَشَرْنَا لَهُمْ۔  
اس کے علاوہ قرآن کریم میں اس کا نقشہ متعدد لفظوں میں کھینچا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا۔

اور ارشاد ہے۔ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۖ وَحَشَرْنَا لَهُمْ۔

اور وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا۔

اور يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ۔

اور فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةً ۖ وَاجِدَا ۖ وَحِيلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً ۖ وَاجِدَا ۖ فَيَوْمَ يَمِيزُ

وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ يَوْمَ يَمِيزُ تَعْرُضُونَ

اس کی تفصیل بحر میں اس طرح منقول ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ الصِّفَاتِ إِزْتِجَافُهَا۔ زلزلہ ہو پھر

ثُمَّ صَيْرُورَتُهَا كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ۔ اون دھنکی ہوئی کی طرح۔

ثُمَّ كَالْبُهَاءِ۔ پھر غبار کی طرح ہو جائے۔

ثُمَّ كَوْنُهَا سَرَابًا۔ پھر ریت کی طرح ہو جائے۔

اور یہ سب کچھ قبل نچھہ ثانیہ ہو۔

صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي أَتَقَنَّ كُلَّ شَيْءٍ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صنعت ہے جس نے ہر شے پیدا کی۔

أَتَقَنَّ کے معنی خَلَقَهُ وَ سَوَّاهُ عَلَي مَا تَقْتَضِيهِ الْحِكْمَةُ ہیں۔ یعنی پیدا کیا اور برابر بنایا باقتضاء حکمت۔

چنانچہ حدیث میں طبرانی اور حاکم نے نقل کیا: اتقوا الله تعالى فإن الله فاتح لكم و صانع۔ اللہ سے ڈرتے رہو اس

لئے کہ وہ تمہارے لئے ہر چیز کھولنے اور بنانے والا ہے۔

إِنَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا تَفْعَلُونَ ﴿۸۸﴾ - وہ خبردار ہے تمہارے ہر فعل کا۔ عام اس سے کہ علانیہ کرو یا خفیہ اور برا کرو یا بھلا۔  
مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿۸۹﴾ -

جو آیا نیکیوں کے ساتھ تو اس کے لئے ہی وہ بہتر ہے اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔  
یعنی وہ فزع عظیم جس کی کیفیت و مقدار کوئی نہیں بتا سکتا اس سے امن میں رہے گا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لَا  
يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ - انہیں فزع اکبر غمگین نہ کرے گا۔

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ - اور جو آئے بدی کے ساتھ تو وہ اوندھا منہ جہنم میں ہے۔  
سیئہ سے مراد شرک و کبار ہیں جیسے حسنة سے مراد کلمہ شہادت ہے۔ کُبَّتْ کے معنی ہیں: ائى كُتِبُوا فِيهَا عَلَى  
وَجُوهِهِمْ مِّنْكُمْ وَسِينٍ - یعنی وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ محاورہ میں كَبَّةٌ وَآكَبَةٌ جب بولتے ہیں جبکہ  
اسے اوندھا پھینکا جائے۔

هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۰﴾ - کیا بدلہ ہے تمہارے لئے مگر وہی جو تم نے کیا۔  
چنانچہ ابن جریج سے مروی ہے: إِنَّهُ حِينَ يُذْبَحُ الْمَوْتُ وَيُنَادَى يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا  
أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ - جب موت ذبح کر دی جائے اور اعلان ہو جائے کہ اہل جنت ہمیشہ جنت میں ہیں انہیں  
موت نہیں اور اہل نار ہمیشہ جہنم میں ہیں انہیں بھی موت نہیں اس کے بعد جہنم ڈھانپ دیا جائے اس وقت وہ گھبرائیں۔ اور  
مومن عاصی اس سے پہلے اگر سزا بھی پائے گا تو بری کر دیا جائے گا۔ حَيْثُ قَالَ فِي رُوحِ الْمَعَانِي وَالْعَذَابِ الَّذِي  
يَكُونُ لِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا هُوَ قَبْلَ ذَلِكَ - اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کتب فی جہنم صرف مشرک کے  
لئے ہے اس حکم میں مومن عاصی داخل نہیں والحمد لله العلی الرحیم الرحمن۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّتِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ ﴿۹۱﴾ وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ ۚ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ  
الْمُنذِرِينَ ﴿۹۲﴾ - میں تو یہی حکم دیا گیا ہوں کہ اس شہر کے رب کی پرستش کروں جس نے اسے عزت و حرمت دی اور اسی کی  
ہے ہر شے اور حکم دیا گیا ہوں میں کہ مسلمانوں میں رہوں اور یہ قرآن سناتا رہوں تو جو ہدایت پر آجائے تو وہ اپنی ہی جان کو  
ہدایت کرے گا اور جو گمراہ رہے تو میں ڈر سنانے والا ہوں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس میں استیناف کلام ہے اور اس کی ابتداء قل کے ساتھ ہے جو اس میں مقدر ہے گویا  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ آپ فرمادیں کہ مجھے یہ تین حکم ملے ہیں۔

پہلا حکم یہ ہے کہ میں رب بلد مکہ کا پرستار رہوں جس نے اسے حرمت دی اور یوں اس کی ملکیت میں ساری کائنات ہے۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے جھکا رہوں جو اسلام کی شرط اولیں ہے۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ تلاوت کلام پاک کی مواظبت کرتا رہوں تاکہ اس کے حقائق رائقہ مخزونہ دن بدن مجھ پر اور منکشف

ہوں اس لئے کہ کلام پاک کی مواظبت فتح باب فیوض الہی اور اسرار قدسیہ کے انکشاف کا سبب ہے۔



چنانچہ حدیث میں ہے: إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ لَيْلَةً يُصَلِّي فَقَرَأَهَا إِنَّ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادِكَ  
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بار بار دہرایا اس دہرانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے اسرار منکشف ہوتے رہے حتیٰ  
کہ صبح ہوگی حینثُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا وَيُظْهِرُ لَهُ مِنْ أَسْرَارِهَا مَا يَظْهَرُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ۔

بعض نے اس کے معنی کئے: اِتَّبِعِ الْقُرْآنَ یعنی قرآن کریم کی پیروی کرو۔

بعض نے کہا اس کے معنی ہیں: وَاتْلُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ ان پر قرآن پڑھتے رہیں۔

تو اس کے بعد جو ہدایت پالے وہ نجات یافتہ ہے اس لئے کہ اس نے اس کا اتباع احکام و شرائع کا کر لیا۔ اور جو ضلال و  
گمراہی میں رہا اور کفر و اعراض کرتا رہا اسے فرما دیجئے کہ میں ڈرانے والا ڈرسانے والا ہوں فَلَيْسَ عَلَيَّ مِنْ وَبَالِ  
ضَلَالَتِهِمْ شَيْءٌ۔ مجھ پر وبال ضلالت ذرہ بھر نہیں گویا فرمادیا: مَنْ ضَلَّ فَوَبَالُ ضَلَالِهِ مُخْتَصٌّ بِهِ جو گمراہ رہا تو وبال  
ضلالت اسی کے ساتھ مختص ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤٦﴾

فرما دیجئے سب تعریفیں اللہ کی ہیں وہی عنقریب تمہیں بتا دے گا اور تمہارا رب تمہارے اعمال سے غافل اور بے خبر نہیں۔  
اگر نیک عمل کرو گے تو وہ جانتا ہے اور برے عمل کرو گے تو اس کے علم میں ہے۔ یہ گمان نہ کرنا کہ تاخیر و تعویق عذاب اس کی  
غفلت کی وجہ میں ہے۔ نہیں اس کی چشم پوشی شان رحمان کی بنا پر ہے ورنہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔

## سُورَةُ الْقَصَصِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

طسّم ①

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ②

یہ سورت بھی کتاب کی آیتوں سے ہے جس کے مطالب  
واضح ہیں

اے محبوب! ہم آپ پر پڑھتے ہیں موسیٰ کی خبروں سے  
اور فرعون کے صحیح حالات ان کے لئے جو ایمان والے  
ہیں

بے شک فرعون نے سر زمین مصر میں سراٹھایا اور کیا ان کی  
ایک جماعت کو کمزور اور اس گروہ میں سے ذبح کرتا تھا  
ان کی اولادوں کو اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو بے  
شک وہ فسادی تھا

اور ہم نے ارادہ کیا یہ کہ احسان کریں ان پر جو ضعیف

نَتْلُوا عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ  
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ③

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا  
شِيْعًا يَسْتَضِعُّ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَذِخُّ  
أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَجِي نِسَاءَهُمْ ④ إِنَّهُ كَانَ مِنَ  
الْمُفْسِدِينَ ⑤

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُّوا فِي

الْأَرْضِ وَ نَجَعَلَهُمْ آيَةً وَ نَجَعَلَهُمُ  
الْوَارِثِينَ ①

وَنُكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ  
وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمَا مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ②

وَ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَاذًا  
خِفْتِ عَلَيْهِ فَإَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِي وَ لَا  
تَحْزَنِي ۚ إِنَّا رَأَيْنَا دُورَةَ إِلَيْكَ وَ جَاعِلُوهُ مِنَ  
الْمُرْسَلِينَ ③

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَ حَزَنًا ۗ  
إِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُودَهُمَا كَانُوا  
خٰطِئِينَ ④

وَ قَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتْ عَيْنِي لِئِذَا  
لَا تَقْتُلُوهُ ۗ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَ  
هُم لَا يَشْعُرُونَ ⑤

وَ أَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرِحًا ۗ إِنَّ كَادَتْ  
لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ ⑥

وَ قَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۗ فَبَصَّرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَ  
هُم لَا يَشْعُرُونَ ⑦

وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْبَرَاصِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ  
أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَ هُمْ لَهُ  
لِصْحُونَ ⑧

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ  
لِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا  
يَعْلَمُونَ ⑨

کئے گئے زمین میں اور کریں ہم انہیں امام اور کریں ہم  
انہی کو وارث

اور متمکن کریں انہیں زمین میں اور فرعون اور ہامان اور  
ان کے لشکروں کو دکھادیں جس کا انہیں اس کی طرف سے  
خطرہ ہے

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ اسے دودھ پلا تو  
جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے  
اور خوف نہ کر ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور  
اسے رسول بنائیں گے

تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن  
اور ان پر ہو غم دینے والا بے شک فرعون اور ہامان اور ان  
کا لشکر خطا کار تھا

اور کہا فرعون کی بیوی نے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے  
اور تیرے لئے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم  
اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے

اور صبح کو دل موسیٰ کی ماں کا بے قرار ہو گیا ضرور قریب تھا  
کہ وہ اس کا حال کھول دیتی اگر ہم ڈھارس نہ بندھاتے  
اس کے دل کو تا کہ وہ ہو ایمان والوں سے

اور کہا اس کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے اس کے پیچھے  
چلی جا تو وہ اسے کنارے کنارے سے دیکھتی رہی اور  
انہیں خبر نہ تھی

اور ہم نے حرام کر دیں اس پر دودھ پلانے والیاں پہلے  
ہی تو بولی بہن موسیٰ کی کیا میں تمہیں بتاؤں ایسے گھر  
والے کہ اس بچہ کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کے  
خیر خواہ ہیں

تو ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف پھیرا تا کہ ٹھنڈی ہو  
اس کی آنکھ اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ بے شک اللہ کا  
وعدہ سچا ہے لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے

## حل لغات پہلا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

طسّم - طسّم	تِلْكَ - یہ	الْكِتَابِ - کتاب
الْمُبِينِ - روشن کی	نَتَلَّوْا - پڑھتے ہیں ہم	مِنْ نَبِيٍّ - خبر
مُوسَى - موسیٰ	وَ - اور	بِالْحَقِّ - سچی سچی
لِقَوْمٍ - واسطے قوم	يَوْمٍ مُّؤَنٍ - مومن کے	فِرْعَوْنَ - فرعون نے
عَلَا - سر اٹھایا	فِي - بیچ	وَ - اور
جَعَلَ - بنایا	أَهْلَهَا - اس کے رہنے والوں کو	يَسْتَضْعِفُ - وہ کمزور کرنا
چاہتا تھا	طَائِفَةً - ایک جماعت کو	يُذِيعُ - ذبح کرتا
أَبْنَاءَ - بیٹے	هُمْ - ان کے	يَسْتَحْيِي - زندہ رکھتا
نِسَاءَ - بیٹیاں	هُمْ - ان کی	كَانَ - تھا
مِنَ الْمُفْسِدِينَ - فساد یوں سے	وَ - اور	نُرِيدُ - ہم چاہتے تھے
أَنْ - یہ کہ	نَسْنُ - احسان کریں ہم	الَّذِينَ - ان کے
اسْتَضْعَفُوا - جو کمزور بنائے گئے	فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین کے
وَ - اور	نَجْعَلَهُمْ - بنائیں ہم ان کو	وَ - اور
نَجْعَلَهُمْ - بنائیں ہم ان کو	الْوَارِثِينَ - وارث	نُسَكِّنُ - جگہ دیں ہم
لَهُمْ - ان کو	فِي - بیچ	وَ - اور
نُرِي - دکھائیں ہم	فِرْعَوْنَ - فرعون	هَاطِنَ - ہامان
وَ - اور	جُنُودَهُمَا - ان کے لشکروں کو	مِنْهُمْ - ان سے
مَا - جو	كَانُوا - تھے	وَ - اور
أَوْحَيْنَا - وحی کی ہم نے	إِلَى - طرف	مُوسَى - موسیٰ کے
أَنْ - یہ کہ	أَرْضِ عَيْبُو - دودھ پلا اس کو	خِفَتِ - تو ڈرے
عَلَيْهِ - اس پر	فَأَلْقِيهِ - تو ڈال اس کو	الْيَمِّ - دریا کے
وَ - اور	لَا - نہ	وَ - اور
لَا - نہ	تَحْزِنِي - غم کھا	رَأَى دُوًّا - لوٹائیں گے اس کو
إِلَيْكَ - تیری طرف	وَ - اور	أَسْ - اس کو
مِنَ الْمُرْسَلِينَ - پیغمبروں سے	فَالْتَقَطَهُ - تو پکڑا اس کو	أَل - بیوی
فِرْعَوْنَ - فرعون کی نے	لَهُمْ - ان کے لئے	عَدُوًّا - دشمن
وَ - اور	إِنَّ - بے شک	فِرْعَوْنَ - فرعون
لِيَكُونَ - تاکہ ہو	حَزْنًا - غم کا باعث	



و۔ اور	ہامن۔ ہامان	و۔ اور	جُنُودٌ۔ لشکر
ہما۔ ان کے	گَانُوا۔ تھے	و۔ اور	خَطِيبٌ۔ خطا کار
قَالَتْ۔ کہا	امْرَأْتُ۔ بیوی	و۔ اور	فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی نے
عَيْنٍ۔ آنکھوں کی	لِي۔ میرے لئے	و۔ اور	قُرَّتْ۔ ٹھنڈک ہے
لا۔ نہ	تَقْتُلُوهُ۔ قتل کرو اس کو	و۔ اور	لَكَ۔ تیرے لئے
يَنْفَعُنَا۔ نفع دے ہمیں	أَوْ۔ یا	و۔ اور	أَنْ۔ یہ کہ
و۔ اور	هُمْ۔ وہ	و۔ اور	وَلِدًا۔ اولاد
و۔ اور	أَصْبَحَ۔ ہو گیا	و۔ اور	يَشْعُرُونَ۔ سمجھتے تھے
مُوسَى۔ موسیٰ کا	فَرِحًا۔ بے قرار	و۔ اور	أُمَّ۔ ماں
كُتِبِي۔ کہ ظاہر کرتی	بِهِ۔ اس کو	و۔ اور	كَادَتْ۔ قریب تھی
سَابِطًا۔ بند لگاتے ہم	عَلَى۔ اوپر	و۔ اور	أَنْ۔ یہ کہ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ یقین کرنے والوں سے	عَلَى۔ اوپر	و۔ اور	لِتَكُونَ۔ تاکہ ہو
لِأُخْتِهِ۔ اس کی بہن کو	قُصِيْبِهِ۔ پیچھا کر اس کا	و۔ اور	قَالَتْ۔ اس نے کہا
عَنْ جُنُبٍ۔ دور دور رہ کر	و۔ اور	و۔ اور	بِهِ۔ اس کو
يَشْعُرُونَ۔ سمجھتے تھے	و۔ اور	و۔ اور	لَا۔ نہ
الْمَرَاضِعَ۔ دودھ پلانے والیاں	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے	و۔ اور	عَلَيْهِ۔ اس پر
أَدُلُّكُمْ۔ بتاؤں میں تم کو	عَلَى۔ ایک	و۔ اور	هَلْ۔ کیا
يَكْفُلُونَهُ۔ جو اس کو پالیں	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	و۔ اور	بَيْتٍ۔ گھر کے
لَهُ۔ اس کے	نُصْحُونَ۔ خیر خواہ ہیں	و۔ اور	هُمْ۔ وہ
إِلَى۔ طرف	أُمَّہ۔ اس کی ماں کے	و۔ اور	فَرَدَدْنَاهُ۔ تو لوٹا یا ہم نے اس کو
عَيْنُهَا۔ اس کی آنکھ	و۔ اور	و۔ اور	تَقَرَّرَ۔ ٹھنڈی ہو
و۔ اور	لِتَعْلَمَ۔ تاکہ جانے	و۔ اور	تَحْزَنَ۔ غم کرے
اللہ۔ اللہ کا	حَقٌّ۔ سچا ہے	و۔ اور	وَعْدًا۔ وعدہ
أَكْثَرَ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے	و۔ اور	لَكِنَّ۔ لیکن
		و۔ اور	يَعْلَمُونَ۔ جانتے

### خلاصہ تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ قصص۔ پ ۲۰

اس سے قبل سورۃ نمل کے خاتمہ پر ارشاد تھا وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ۔ یعنی مجھے حکم ہے کہ میں قرآن سناؤں خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اس لئے اس سورۃ مبارکہ کی ابتداء طسّم فرما کر حروف مقطعات سے کی گئی جس کے تاویلی معنی یہ ہوتے ہیں ط سے طور اور س سے موسیٰ اور میم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا خلاصہ مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جس طرح کوہ



وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِي فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ①۔

اور انہیں قبضہ دیں زمین شام میں اور دکھادیں فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو جس کا وہ خطرہ محسوس کرتے تھے۔ یعنی فرعون اور اس کا وزیر ہامان اور ان کا لشکر اس کا خطرہ محسوس کرتے تھے کہ کہیں یہ زور پکڑ گئے تو آزاد ہو کر ہماری حکومت تباہ کر دیں گے اس لئے وہ انہیں ذلیل پیشوں میں ڈال کر ان کی اولاد ذرینہ کو قتل کر کے لڑکیاں زندہ رکھ کر اور بھی کمزور کر رہے تھے۔

لیکن غیرت و حمیت الہی سے خائف نہ ہوتے تھے کہ وہ اگر ارادہ فرمائے تو کیا ہوگا۔

چنانچہ جب ارادۃ اللہ غالب آیا تو ان کے سب داؤر کھکھے کے رکھے رہ گئے۔

اس آیت کریمہ میں قیامت تک کا نظام ظاہر ہے کہ جو فرعون منشی کسی حکومت میں اہل حق سے ٹکرائے گا اور شریعت اسلامیہ کے قہقہوں کو کمزور کرنے کا خیال کرے گا وہ ایسے ہی ذلیل ہوگا جیسے فرعون اور اس کا وزیر ہوا۔

حمیت حق اور قوت الہی کا مقابلہ نہ کوئی کر سکا نہ کر سکے گا۔ مہا بھارت ہو یا پاکستان ترکی ہو یا ایران۔ ملازم ہو یا کیونز م، وزارت ہو یا امارات، عسکریت ہو یا آمریت بموجب ارشاد الہی وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ انجام پر ہیزگاروں کے ہی حق میں ہے۔ بنا بریں ظالموں، فرعونیت منشی لوگوں کی گڈی چند دن چڑھتی ہے اور پھر انجام نیکو کاروں کے حق میں ہی ہوتا ہے۔

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوسٰى اَنْ اَرْضِضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۗ اِنَّا رَاٰ دُوۡةَ الْيَمِّۙ وَ جَاعِلُوۡهُ مِنَ الْمُرْسَلِيۡنَ ②۔

اور الہام کیا ہم نے ام موسیٰ کو کہ اسے دودھ پلا تو جب تجھے خوف ہو اس پر تو اسے دریا میں ڈال دینا اور کچھ خوف اور غم نہ کرنا ہم اسے تمہاری طرف واپس لوٹائیں گے اور اس بچہ کو رسولوں میں سے ایک رسول بنائیں گے۔

یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اصل قصہ شروع ہے چنانچہ ارشاد ہے:

کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وحی کی یعنی اس کے دل میں القا کیا۔ یہاں وحی بمعنی وحی انبیاء نہیں بلکہ غیر نبی کو جہاں وحی کا ذکر آیا ہے وہاں اس کے معنی القاء کے ہی ہوتے ہیں اور اس سے مراد وحی لغوی ہوتی ہے یعنی خفیہ پیغام۔ تو وہ القاء یہ تھا:

اَنْ اَرْضِضِعِيْهِ۔ کہ تم موسیٰ کو دودھ پلاؤ۔

فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ۔ تو جب تو اس سے خوف کرے تو اسے دریا میں ڈال دے۔

یعنی جب تمہیں فرعونی جماعت سے ان پر خوف ہو تو موسیٰ کو دریا میں ڈال دینا۔ اور فرعونیوں میں یہ دستور تھا کہ لڑکے کی خبر پاتے ہی آتے اور اس بچہ کو وہیں قتل کر دیتے یا لے جا کر ہلاک کر ڈالتے۔

چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ جن کا نام یوحانذ تھا اس خوف سے کہ اسے میری آنکھیں ہلاک ہوتا نہ دیکھیں ایک تابوت بنوایا اور اس میں آپ کو لٹا کر دریائے نیل میں ڈال دیا اور آپ کی ہمشیرہ حضرت مریم کو فرمایا تم کنارے کنارے اس تابوت کو دیکھو کہ کہاں جاتا ہے چنانچہ اس کا واقعہ بیان فرمایا گیا۔

وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۗ اِنَّا رَاٰ دُوۡةَ الْيَمِّۙ وَ جَاعِلُوۡهُ مِنَ الْمُرْسَلِيۡنَ ②۔ اور دریا میں ڈالتے ہوئے تم کوئی

خوف اور غم نہ کرنا ہم اسے تمہاری طرف لوٹائیں گے اور اسے رسولوں میں سے ایک رسول کریں گے۔



چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کو اس تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا وہ تابوت دریا میں بہتا بہتا فرعون کے محل کے پاس آبشاروں سے گزرا۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا۔

تو اٹھالیا فرعون والوں نے اس لئے کہ وہ تھا ان کے لئے دشمن اور غم دینے والا۔

إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِبِينَ ⑩۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان دونوں کا لشکر خطا کا تھا۔

التقاط عربی میں اٹھانے کو کہتے ہیں اور اسی وجہ سے گری پڑی چیز کو لقطہ بولتے ہیں اور گرے پڑے بچے کو لقیط کہتے ہیں۔

اور لِيَكُونَ لَهُمْ میں لام عاقبت ہے نہ کہ لام غرض۔ تو جنہوں نے تابوت موسیٰ علیہ السلام اٹھایا وہ بھی سمجھے کہ ہم نے اپنا دشمن پا لیا۔

مختصر یہ کہ جب تابوت کھولا تو اسے میں ایک حسین بچہ دیکھا فرعون نے آپ کو اپنا دشمن ہی جان کر جلا دبلایا تاکہ قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ زوجہ فرعون کو حمایتی بنا دیا۔ یہ ایک شریف نیک بیوی تھیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنِي لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا

يَشْعُرُونَ ⑪۔ اور بولی فرعون کی بیوی یہ لڑکا تیری اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کر شاید کہ یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے متمنی کر لیں اور انہیں شعور نہ ہو کہ یہی بڑا ہو کر اس کی ہلاکت کا موجب ہوگا۔

چنانچہ فرعون نے اس رائے سے اتفاق کر کے آیا میں تلاش کرائیں۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں ہیں دودھ پلانے والیاں آیا میں آئیں لیکن آپ نے کسی کا دودھ نہ پیا اور پیتے کیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ ہم نے تمام اناؤں کا دودھ پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام پر حرام فرما دیا تھا۔

بہر حال اب فرعون پریشان ہے کہ اس بچے کی پرورش کیسے ہو۔ ادھر یہ ہوا کہ

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرِغًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَّنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لَآتَتْكُنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ⑫۔

کہ صبح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور بے قرار ہونے لگیں اور قریب تھا کہ وہ اس راز کو ظاہر ہی کر دیتیں اگر ہم ان کی ڈھارس نہ بندھاتے تاکہ وہ یقین والی ہوں۔

چنانچہ بجائے آہ و بکا اضطراب و اضطراب کے آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت مریم کو فرمایا جس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ قَبَصْرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑬۔

اور کہا ام موسیٰ نے ان کی بہن سے کہ اس تابوت کے پیچھے پیچھے جا اور اسے دیکھتی رہ کنارے کنارے سے کہ وہ سمجھ نہ سکیں۔

چنانچہ آپ کی ہمیشہ چلیں تو یہ تماشا دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے انا میں آرہی ہیں مگر آپ کسی کا دودھ نہیں لیتے اس کی وجہ یہ تھی جو ارشاد ہے:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ہم نے حرام کر دیا تھا پہلے ہی تمام اناؤں کا دودھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔

فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ⑭۔

تو کہا (آپ کی بہن نے اجنبیانہ طور پر) کیا میں ایسے گھرانے والی بتاؤں جو اس بچے کی پرورش کرے تمہارے لئے اور وہ اس بچے کے لئے درد مند بھی ہو۔

اس وقت سب کو فکر تھی چنانچہ سنتے ہی سب نے کہا اس سے بہتر کیا ہے لاؤ اور جلدی لاؤ چنانچہ وہ لے گئیں اور حضرت یوحناذ پہنچ گئیں۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ۔

تو ہم نے لوٹا دیا موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور آزرده خاطر نہ ہو۔

وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾۔

اور تاکہ وہ جان لے کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر نہیں جانتے۔

چنانچہ جیسے ہی والدہ ماجدہ نے چھاتی دی آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس زمانہ رضاعت رہے اور فرعون نے دودھ پلائی کے عوض ایک اشرفی روزانہ کی مقرر کردی جو ان کو ملتی رہی۔

پھر آپ ایام رضاعت کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے آئیں آپ وہاں پرورش پاتے رہے حتیٰ کہ عمر مبارک تیس سال سے زائد ہوگئی باقی مضمون رکوع آئندہ میں آئے گا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

اس سورۃ مبارکہ کا نام سورۃ القصص ہے۔

مَكِّيَّةٌ كُلُّهَا عَلَىٰ مَارُويَ عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَا وَ طَاوُسَ وَ عِكْرِمَةَ۔ بروایت حسن و عطا اور طاؤس رحمہم

اللہ یہ تمام کی تمام کی ہے۔

وَ قَالَ مُقَاتِلٌ فِيهَا مِنَ الْمَدَنِيِّ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ لَا تَبْتَغِي

الْجَاهِلِينَ۔ بقول مقاتل اس میں الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ سے لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ تک مدنی ہے۔

اور طبرانی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیتیں اور آخر سورہ حدید ان اصحاب نجاشی کے حق میں نازل ہوئی

جو احد میں شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ اور بھی روایتیں ہیں۔ خلاصہ اور محقق یہ ہے کہ

چار آیتوں کے سوا جو الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمْ الْكِتَابَ سے لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ تک ہیں سب کی ہے اور ایک آیت ایسی

ہے جو مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان نازل ہوئی جھہ پر ہو یا اس سے آگے اور وہ یہ آیت ہے إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ

الْقُرْآنَ۔

اس سورۃ میں نور کوع۔ اٹھاسی آیتیں۔ چار سو اکتالیس کلمات ہیں اور پانچ ہزار آٹھ سو حرف ہیں۔

طسّم ﴿١﴾ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣﴾۔

حروف مقطعات کے ایک تاویلی معنی خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں ط سے یا طاهر

عَنْ كُلِّ دَنَسٍ وَ الزَّامِ۔ س سے اَنْتَ سَيِّدُ الْعَالَمِ۔ م سے وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ وَ مَحْمُودٌ عَلَىٰ لِسَانِ الْمَلَائِكَةِ

وَ الْإِنْسِ وَ الْجِنِّ۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ①۔ یہ آیتیں کتاب روشن کی ہیں یا قرآن کریم کی۔

نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ②۔

ہم آپ کو سناتے ہیں خبر موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی سچی واسطے ایمان والوں کے۔

اس میں من بعضیہ اس لئے لایا گیا کہ تمام قصہ یہاں بھی بیان نہیں ہوا ہے گویا یوں فرمایا: نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ۔ یعنی ہم بعض خبر موسیٰ علیہ السلام کی وہ سناتے ہیں جو عجیب اور عظیم الشان ہیں اور وہ تمام کی تمام خبریں صحیح اور حق ہیں اور مومنین کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ وَهُمْ مُتَفَعُونَ وہ ہی اس سے زیادہ منتفع ہوں گے۔

اس کے بعد فرعون کی سرکشی اور کفر و طغیان کا تذکرہ شروع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ۔ بے شک فرعون جبر و ظلم میں مصر کی زمین کے اندر حدود سے متجاوز ہو کر ظلم و عدوان میں

بلند اور اونچا ہو گیا تھا حتیٰ کہ اس نے مصر والوں میں بھی تفریق کر دی تھی حَيْثُ قَالَ۔

وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا۔ اور کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو جماعت جماعت۔

شیعہ درحقیقت جماعت کو کہتے ہیں۔ جیسے۔

وَإِنَّ مِنْ شِيَعَتِهِ لِبُرْهِيْمَ۔ انہیں کی جماعت سے ابراہیم علیہ السلام تھے۔

اور هَذَا مِنْ شِيَعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ۔ یہ ان کی جماعت سے ہے اور یہ دشمن کی جماعت سے

اور فَاسْتَعَاثَهُ النَّبِيُّ مِنَ شِيَعَتِهِ۔ استغاثہ کیا اس نے جو ان کی جماعت سے تھا۔

چنانچہ فرعون نے اپنے شر و فساد کے لئے علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنا ڈالیں۔

بعض کو اپنی اطاعت کے لئے چھانٹا۔

بعض کو اپنی خدمت کے لئے۔

بعض کو تعمیر کے لئے۔

بعض کو کاشتکاری کے لئے۔

بعض کو زمین کھودنے کے لئے۔

غرض کہ مشقتوں میں ایک جماعت کو ایسا ڈالا کہ وہ تنگ آگئے تھے اس پر یہ اور ظلم تھا کہ جو نہ کر سکتا تھا اس پر جزیہ لگا دیتا۔

يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ۔ پھر بنی اسرائیل پر یہ ظلم تھا کہ اسے مقہور اور کمزور کر رکھا تھا اور ان کو ذلیل پیشوں پر مجبور

کرتا تھا۔ حتیٰ کہ نجومیوں کا ہونے نے ایک بار فرعون سے کہہ دیا کہ يُؤَلِّدُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مَوْلُودَ يَذْهَبُ مُلْكُكَ

عَلَى يَدِهِ۔ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا ہوگا جو تیری سلطنت لے جائے گا۔ چنانچہ

يَذِيحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ③۔

اس نے بنی اسرائیل کی اولاد زینہ کا قتل عام شروع کر دیا اور لڑکیاں زندہ رکھتا تھا۔ علامہ سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّهُ رَأَى فِي مَنَامِهِ أَنَّ نَارًا أَقْبَلَتْ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ حَتَّى اشْتَمَلَتْ عَلَى بُيُوتِ مِصْرَ فَأَخْرَقَتْ

الْقَبْطَ وَتَرَكَتْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسَأَلَ عُلَمَاءَ قَوْمِهِ فَقَالُوا يَخْرُجُ مِنْ هَذَا الْبَيْتِ رَجُلٌ يَكُونُ هَالِكًا



مِصْرَ عَلٰی يَدِهِ فَاَخَذَ يَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ -

فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی تھی کہ وہ مصر کے گھروں پر چھاگئی اور قبٹیوں کو جلا دیا اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا تو اس نے اپنی قوم کے علماء سے تعبیر مانگی انہوں نے کہا کہ اس شہر سے ایک ایسا آدمی نکلے گا جس کے ہاتھ سے مصر ہلاک ہو جائے گا تو اس نے اس تعبیر کے تدارک کے لئے جو کچھ کیا سو کیا۔

وَلَا يَخْفَىٰ أَنَّهُ مِنَ الْحُمُقِ بِمَكَانٍ إِذْ لَوْ صَدَقَ الْكَاهِنُ أَوْ الرُّؤْيَا فَمَا فَائِدَةُ الْقَتْلِ وَالْأَفْمَا وَجْهَةٌ - اور یہ ظاہر ہے کہ یہ جو کچھ فرعون نے کیا محض بر بنائے حماقت کیا اس لئے کہ اگر کاہن سچے تھے یا خواب صحیح تھا تو قتل عام کا کچھ فائدہ نہ تھا جو ہونا تھا وہ ہو کر رہتا۔ اور اگر خواب و خیال یا کاہنوں کا بیان محض وہم تھا تو بھی ایسے ظلم کی کوئی وجہ نہ تھی۔ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ محافظت ملکی کے لئے قتل اولاد اور مظالم عام شریعت فرعون تھی اور جو قیامت تک محافظت ملک کے لئے قتل و قتل کرے گا اور رعایا پر ظلم و جور روار کھے گا وہ شریعت فرعون ہی کا متبع ہوگا۔ پھر اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو فرعون کا ہوا۔ چنانچہ ارشاد الہی عزوجل ہے:

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ⑤ - بے شک وہ فسادی تھا۔

یعنی وہ راسخ تھا افساد میں اس پر حمیت حق حرکت میں آئی۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ -

اور ہم نے ارادہ کیا کہ احسان کریں ان پر جو ضعیف تھے زمین مصر میں۔

اور انہیں اس کے مظالم و جبر و تشدد سے نجات دیں۔

وَنَجْعَلُهُمْ آيَةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ⑥ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ -

اور کریں ہم ان ضعیفوں کمزوروں کو سردار دین و دنیا میں اور کر دیں انہیں ملک فرعون اور اس کی قوم کا ارض مصر میں وارث

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَي فِي أَرْضِ مِصْرَ فَالْمَعْنَى نَسَلْتُهُمْ عَلٰی

أَرْضِ مِصْرَ يَتَصَرَّفُونَ وَ يَنْفِذُ أَمْرَهُمْ فِيهَا كَيْفَمَا يَشَاءُ وَنَ - یعنی ارض مصر میں اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم زمین

مصر پر ان کو مسلط کریں گے اور ان کا حکم نافذ ہوگا اس میں جیسے وہ چاہیں۔

اور اس تسلط سے مراد مصر و شام کا تسلط ہے اس لئے کہ بنی اسرائیل کا مسکن تو شام تھا لہذا دونوں جگہ ان کا تسلط رہے گا۔

وَنُرِي فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ⑦ -

اور دکھائیں گے ہم فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہی جس کا انہیں ان سے خطرہ تھا۔

یعنی فرعونی منجموں کا ہنوں نے فرعون سے جو کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک فرزند ایسا ہوگا جس کے ہاتھ سے ان کے

ملک کا زوال اور ان کی ہلاکت ہے۔ كَذَا قَالَ الْأَلْوَسِيُّ أَي يُتَوَفَّوْنَ مِنْ ذَهَابِ مُلْكِهِمْ وَ هَلَكِهِمْ عَلٰی يَدِ

مَوْلُوْدٍ مِنْهُمْ -

وَ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ - اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ اسے دودھ پلا۔

والدہ موسیٰ علیہ السلام کے نام میں اختلاف ہے چنانچہ

قِيلَ هِيَ مَحْيَانَهُ بِنْتُ يَصْهَرَ بْنِ لَأْوِي - ایک قول ہے کہ وہ محیانہ بنت یصہر بن لاوی تھیں۔

وَ قِيلَ يُؤْخَابِدُ - ایک اور قول ہے کہ ان کا نام یوخابذ تھا۔

وَ قِيلَ يَارِخَا - ایک قول ہے کہ ان کا نام یارخا تھا۔

وَ قِيلَ يَارِخَتْ - ایک قول ہے کہ وہ یارخت تھیں۔

اس کے علاوہ اعمال کی کتابوں میں رعبہ بنت ثعلبہ بھی نام آیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ وحی کیسے ہوئی؟

جبکہ یہ اجماع سے ثابت ہے کہ وہ نبی نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ نبوت عورتوں میں نہیں ہوتی۔ البتہ یہ مسلم ہے کہ ملائکہ علیہم السلام غیر انبیاء کی طرف بھی بھیجے گئے اور انہوں نے کلام بھی فرمایا۔

اس بنا پر یہ وحی لغوی معنی یعنی خفیہ پیغام کے ہے بذریعہ ملک آیا ہو جیسا کہ قطرب اور ایک جماعت کا خیال ہے۔ اور سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں: إِنَّهُ كَانَ إِلَهَامًا - کہ وہ الہام تھا۔

وَ قَالَ قَوْمٌ إِنَّهُ كَانَ رُؤْيَا مَنَامٍ صَادِقَةٍ قَصَّ فِيهَا أَمْرَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَوْقَعَ اللَّهُ فِي قَلْبِهَا الْيَقِينَ -

ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہ خواب رو یا صادقہ تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بیان ہوا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں اس امر کا یقین پیدا کر دیا۔

وَ حِكْمَىٰ عَنِ الْجُبَانِيِّ أَنَّهَا رَأَتْ فِي ذَلِكَ رُؤْيَا فَقَصَّتْهَا عَلَىٰ مَنْ تَثِقُ بِهِ مِنْ عُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَعَبَّرُوا هَا لَهَا - ایک روایت جبائی سے ہے کہ آپ کی والدہ نے خواب دیکھا آپ نے علماء بنی اسرائیل میں سے انہیں سنایا جن پر یقین تھا تو اس نے یہ تعبیر دی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ ضَعَتْ مُوسَىٰ أُمُّهُ فِي زَمَنِ الذَّبْحِ فَلَمْ تَدْرِ مَا تَصْنَعُ فِي أَمْرِهِ وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهَا - جبکہ فرعون بچے ذبح کر رہا تھا اسی زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپ کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے کیسے محفوظ کریں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ - ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کو کہ وہ دودھ پلائیں۔

چنانچہ آپ نے تین ماہ دودھ پلایا اس مدت میں آپ بالکل نہ روئے اور یہ راز ماں بہن میں مرموز رہا۔ پھر وحی الہامی ہوئی کہ

فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَالْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَأَيْنَا دُؤُوكَ إِلَيْكَ وَ جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

تو جب تجھے اس پر اندیشہ ہو تو اسے بے خوف و خطر اور بلا اندیشہ و غم دریا میں ڈال دے بے شک ہم اسے تیری طرف واپس لائیں گے اور اسے رسولوں میں کریں گے۔

چنانچہ جب ہمسائے واقف ہو گئے اور آپ کو خوف ہوا کہ اب ان میں سے کوئی مخبری نہ کر دے تو آپ نے دریا میں ڈالنے کی سوچی۔ چنانچہ مفصل قصہ روح البیان میں اس طرح ہے:

رُؤِيَ أَنَّهَا لَمَّا ضَرَبَتْهَا الطَّلُقُ دَعَتْ قَابِلَةَ مِنَ الْمُؤَكَّلَاتِ بِحُبَالِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَعَالَجَتْهَا فَلَمَّا

وَقَعَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْأَرْضِ هَالَهَا نُورٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَارْتَعَشَ كُلُّ مِفْصَلٍ مِنْهَا وَدَخَلَ حُبَّهُ قَلْبَهَا بِحَيْثُ مَنَعَهَا مِنَ السَّبْعَايَةِ فَقَالَتْ لِأُمِّهِ أَحْفَظِيهِ فَلَمَّا خَرَجَتْ جَاءَ عُيُونُ فِرْعَوْنَ فَلَفَّتَهُ فِي خِرْقَةٍ وَأَلْقَتْهُ فِي تَنْوْرِ مَسْعُورٍ لَمْ تَعْلَمْ مَا تَصْنَعُ لِمَا طَاشَ مِنْ عَقْلِهَا فَطَلَبُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَخَرَجُوا وَهِيَ لَا تَدْرِي مَكَانَهُ فَسَمِعَتْ بُكَائَهُ مِنَ التَّنْوْرِ فَانْطَلَقَتْ إِلَيْهِ وَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى النَّارَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا فَأَخَذَتْهُ۔

جب وضع حمل کا وقت آ گیا تو آپ نے قابلہ کو بلایا جو حاملہ بنی اسرائیل پر مقرر تھیں۔ اس نے جنایا جب موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر ڈال دیا اسے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے ایک نور نے گھیر لیا اس کی نظر جب اس معجزانہ شان پر پڑی تو اس کا بدن کانپ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت اس کے دل میں پیدا ہو گئی جس سے وہ مارنے سے باز رہ گئی اور آپ کی والدہ سے کہنے لگی اسے حفاظت سے محفوظ رکھو۔

جب وہ چلی گئی تو سی آئی ڈی فرعون کے آگے آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دیکتے تنور میں ڈال دیا اور آپ کچھ نہ کر سکیں عقل جاتی رہی۔

جو اسیس فرعون نے گھر میں دیکھا بھالا اور کچھ نہ پایا تو چلے گئے اور آپ اس قدر بے حواس تھیں کہ آپ کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ موسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں۔

کہ آپ کے رونے کی آواز تنور سے سنی اور اس طرف گئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وہ تنور کی آگ برد و سلام کر دی تھی۔  
فَلَمَّا أَلْحَ فِرْعَوْنُ فِي طَلَبِ الْوُلْدَانِ وَاجْتَهَدَ الْعُيُونُ فِي تَفْحُصِهَا أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهَا مَا أَوْحَى وَارْضَعْتُهُ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ أَوْ أَرْبَعَةً أَوْ ثَمَانِيَةَ عَلَى اخْتِلَافِ الرِّوَايَاتِ۔

جب فرعون کی تاکید بچوں کی تلاش میں بڑھی اور جو اسیس زیادہ کوشاں ہوئے تفحص و تجسس میں تو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا آپ کی والدہ کو۔ اس وقت آپ تین ماہ یا چار ماہ یا آٹھ ماہ دودھ پلا چکی تھیں اس معاملہ میں روایات میں اختلاف ہے۔  
فَلَمَّا خَافَتْ عَلَيْهِ عِمْدَتُ الْإِلٰهِ بَرْدِي فَصَنَعَتْ مِنْهُ تَابُوتًا أَيْ صَنْدُوقًا فَطَلَّتُهُ بِالْقَارِ مِنْ دَاخِلِهِ۔  
تو جب آپ کو ان پر خوف ہوا تو آپ نے ترکھان کو طلب کیا اس سے ایک صندوق بنا کر اس کے اندر روغن کرایا۔

وَوَضَعَتْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهِ وَالْقَتَّةُ فِي النَّيْلِ بَيْنَ أَحْجَارٍ عِنْدَ بَيْتِ فِرْعَوْنَ۔ اور اس میں موسیٰ علیہ السلام کو لٹایا اور اسے بند کر کے دریائے نیل میں ایسی جگہ ڈال دیا جہاں فرعون کے محل کے پاس کچھ روڑے تھے۔

فَخَرَجَ جَوَارِيُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ يَغْتَسِلْنَ فَوَجَدْنَهُ فَأَدْخَلْنَهُ إِلَيْهَا وَظَنَّ أَنَّ فِيهِ مَالًا فَلَمَّا فَتَحَتْهُ رَأَتْهُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَوَقَعَتْ عَلَيْهِ رَحْمَتُهَا فَأَحْبَبَتْهُ وَأَرَادَ فِرْعَوْنُ قَتْلَهُ فَلَمْ تَزَلْ تُكَلِّمُهُ حَتَّى تَرَكَهُ لَهَا۔

تو اسیہ کی ہمسایہ عورتیں غسل کے لئے جب آئیں تو انہوں نے وہ صندوق دیکھا تو وہ دریا میں داخل ہوئیں اسے لینے کے لئے اور گمان کیا کہ اس میں مال ہے تو جب کھولا تو ایک حسین بچہ پایا تو انہوں نے حضرت اسیہ کو دکھایا آپ کی جب نظر بچے پر پڑی تو رحم آیا اور وہ محبت کرنے لگی اب فرعون تو قتل پر آمادہ تھا حضرت اسیہ حضرت موسیٰ کی حمایت میں آپ بولتی ہی رہیں یہاں تک کہ آپ نے قتل کا ارادہ فرعون کا ترک نہ کرایا۔



وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ كَانَ لِفِرْعَوْنَ يَوْمَئِذٍ بِنْتٌ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ غَيْرَهَا وَكَانَ مِنْ أَكْرَمِ النَّاسِ إِلَيْهِ وَكَانَ بِهَا بَرَصٌ شَدِيدٌ أَعْيَا الْأَطِبَّاءَ وَكَانَ قَدْ ذُكِرَ لَهُ أَنَّهَا لَا تَبْرَأُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ الْبَحْرِ يُؤْخَذُ مِنْهُ شِبْهُ الْإِنْسِيِّ يَوْمَ كَذَا مِنْ شَهْرِ كَذَا حِينَ تَشْرُقُ الشَّمْسُ فَيُؤْخَذُ مِنْ رِيقِهِ فَيُلَطَّخُ بِهِ بَرَصُهَا فَتَبْرَأُ۔

ابن عباس وغیرہ سے مروی ہے کہ فرعون کی ایک لڑکی تھی اس کے سوا کوئی اولاد نہ تھی اور وہ فرعون کو بہت محبوب تھی اور اسے برص کا مرض تھا۔ علاج سے اطباء تھک چکے تھے انہوں نے کہہ دیا تھا کہ یہ درست نہیں ہو سکتی مگر جب دریا سے انسانی شبیہ میں فلاں دن فلاں مہینہ آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے گا اس کا لعاب دہن یہ ملے گی تو آرام ہوگا۔

چنانچہ جب یہ تابوت ملا تو بنت فرعون نے لعاب دہن اقدس ملنا شروع کر دیا اور وہ اس سے تندرست ہو گئی۔ اس کے علاوہ بھی روایتیں ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِي رُوحِ الْمَعَانِي لِلْأَلُوسِيِّ الْبَغْدَادِيِّ۔

غرضکہ انکاراً آذُوهُ الْإِيلِكُ حُوْعِدَهُ تَهَاوَهُ اس طرح پورا ہوا۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۝۸۔

تو اٹھا لیا اسے فرعون والوں نے تاکہ وہ ان کا دشمن اور موجب غم ہو بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الْإِلْتِقَاطُ الْوَجْدَانُ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ۔ التقاط عربی میں بلا قصد و تتبع کسی چیز کے پانے کو کہتے ہیں اور اسی سے لفظ گری پڑی چیز کے پانے کو کہا جاتا ہے۔

اور فرعون اور ہامان اور اس کے لشکریوں کو خاص اس لئے کہا کہ روئی اَنَّهُ ذَبَحَ فِي طَلَبِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تِسْعُونَ أَلْفًا وَلِيْدًا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے تتبع میں نوے ہزار بچے قتل کر ڈالے تھے۔

اور خاطمین خطا سے ہے اور خطا ذنب سے ہے۔ اساس میں ہے: يُقَالُ خَطِيئٌ خَطَا إِذَا تَعَمَّدَ الذَّنْبَ۔ آگے اجمال فرما کر تذکرہ شروع ہے۔

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنِي لِيُؤْتِيَنِي وَلَكَ ۗ لَا تَقْتُلُوهُ ۗ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۹۔ اور کہا فرعون کی بیوی نے ٹھنڈک ہے میری آنکھ کی اور تیرے لئے بھی اسے قتل نہ کرو کہ شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے متنبی کر لیں اور وہ بے خبر تھے۔

کہ اس سے کیا کیا حقائق منکشف ہوں گے۔ امراة فرعون سے مراد آسیہ بنت مزاحم بن عبید بن ریان بن ولید ہے كَانَ فِرْعَوْنُ مِصْرَ فِي زَمَنِ يُوسُفَ الصِّدِّيقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ عَلِي هَذَا لَمْ تَكُنْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ یہ فرعون مصر زمانہ حضرت یوسف علیہ السلام میں تھا اسی بنا پر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل سے نہ تھا۔

فرعون عموماً مصر کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے چنانچہ فراعنہ مصر بہت سے ہوئے ہیں۔

اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اسباط موسیٰ علیہ السلام سے تھیں۔

اور سہیلی کہتے ہیں: إِنَّهَا كَانَتْ عَمَّتَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ حضرت آسیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں۔

تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت سے نکالا گیا تو حضرت آسیہ نے فرمایا: لَا تَقْتُلُوهُ ۗ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا۔ اور

یہ وہ وقت تھا جب بنت فرعون صحت یاب ہو گئیں تو آسیہ کے دل میں ان کی طرف سے محبت جوش زن ہوئی۔ یہاں کا تو یہ قصہ ہے اب آپ کی والدہ کا کیا حال ہو اور بیان کیا جاتا ہے۔

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا -

اور صبح یعنی صبح کی والدہ موسیٰ علیہ السلام نے اس حال میں کہ ان کا دل تمام باتوں سے فارغ تھا۔

سوائے ذکر موسیٰ علیہ السلام کے یَعْنِي صَارَ خَالِيًا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرِ ذِكْرِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

اور فریابی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم بطریقہ ابن عباس راوی ہیں اور ایسا ہی ابن مسعود اور حسن مجاہد حضرت عکرمہ سے راوی ہیں: قَالَ فِرْقَةٌ فَارِغًا مِنَ الصَّبْرِ - یعنی آپ سے دامن صبر چھوٹ گیا تھا۔

اور ابن زید فرماتے ہیں: فَارِغًا مِنْ وَعْدِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَوَحْيِهِ سُبْحَانَهُ إِلَيْهَا تَنَاسَتْ ذَلِكَ مِنَ الْهَمِّ -

آپ بھول گئیں تھیں اس وقت فرط غم کی وجہ سے تمام وعدہ ہائے الہی اور وحی اللہ تعالیٰ کی۔

إِنَّ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ - قَرِيبٌ تَهَا كَمَا أَنَّ كَالْحَالِ كَهَوْلِ دِيْتِ - یعنی غم و اندوہ میں رونا شروع کر دیتی۔

لَوْلَا أَنْ سَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ⑩ -

اگر ہم اس کے دل کو ڈھارس نہ بندھاتے کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین ہے یعنی اِنَّا آدُوهُ اِلَيْكَ جُوْهُم نے وعدہ دیا

تھا وہ ہماری طرف سے اس پر ایمان و یقین دلانا تھا۔ ورنہ عام خواتین کی طرح رو پڑتیں۔ اور وَ اِبْنَاهُ وَ اِبْنَاهُ کہہ کر پکارنے لگتیں۔ لیکن صبر و تحمل کی وجہ ہی یہ تھی کہ ان کے دل کو ہم نے ڈھارس بندھا دی تھی۔

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ قَبَصْرَتْ بِهِ عَنْ جُنْبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑪ -

اور والدہ موسیٰ نے آپ کی بہن مریم کو فرمایا قُصِّيهِ پیچھے پیچھے اس تابوت کے جا کنارے کنارے ایسے کہ فرعونوں کو خبر

نہ ہو۔

قُصِّيهِ - کا ترجمہ آلوسی کرتے ہیں: اَيُّ اِتَّبَعِي اَثْرَهُ وَ تَبْتَعِي خَبْرَهُ كَأَنَّكَ لَا تُرِيدُهُ - اس کے پیچھے لگ اور

خبر لگاتی رہ۔

عَنْ جُنْبٍ - اَيُّ عَنْ بُعْدٍ - یعنی دور دور سے دیکھتی رہ و قِيلَ النَّظْرُ اِلَىٰ جُنْبٍ اَنْ تَنْظُرَ اِلَىٰ الشَّيْءِ

كَأَنَّكَ لَا تُرِيدُهُ - ایک قول ہے کنکھیوں سے کسی شے کو دیکھنا گویا کہ اس کا ارادہ نہیں ہے۔

چنانچہ آپ کنارہ کنارہ دریا کے چلتی رہیں اور تابوت پانی کی موجوں میں جاتا رہا۔ حتیٰ کہ فرعون کے محل میں پہنچ گیا۔ اور

سفارش آسیہ سے آپ کے قتل کی بجائے اناؤں کی تلاش شروع ہوئی اور قدرت نے یہ نظام کیا کہ وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ

مِنْ قَبْلُ - ہم نے موسیٰ پر تمام دودھ والیوں کا دودھ پہلے ہی حرام کر دیا تھا۔

یہ حرمت تحریم شرعی نہ تھی اس لئے کہ حرمت و حلت کے احکام مکلف بالا حکام کے لئے ہیں بلکہ یہ حرمت طبعی تھی کہ موسیٰ

علیہ السلام کے قلب میں تمام مرضعہ عورتوں سے نفرت ڈال دی تھی۔

مَرَاضِعَ - جمع ہے مرضعہ کی اور مرضعہ دودھ پلانے والی آیا کو کہتے ہیں۔

مِنْ قَبْلُ۔ سے یہ مراد ہے کہ اناؤں کے آنے سے پہلے ہی ہم نے قلب موسیٰ میں نفرت پیدا کر دی تھی۔ جب آپ کی بہن حضرت مریم نے یہ نقشہ دیکھا کہ آپ کسی کا دودھ نہیں لیتے ہیں تو آپ آگے بڑھیں۔ جس کا تذکرہ فرمایا:

فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ ﴿۱۱﴾

تو بولیں آپ کی بہن حضرت مریم کیا میں ایک ایسی آیا بتاؤں جو ایک گھرانے کی شریف خاندان ہے جو اس بچے کو پرورش کر دے تمہارے لئے اور وہ اس کی خیر خواہ ہو۔

اور اس کی پرورش اور خدمت میں کوتاہی نہ کرے گی۔ اور یہ مکالمہ آپ نے عربی میں ہی کیا اس لئے کہ إِنَّ الْفَرَاغَةَ مِنْ بَقَايَا الْعَمَالِقَةِ وَكَانُوا يَتَكَلَّمُونَ فِي الْعَرَبِيَّةِ۔ فراعنة مصر عمالقة سے بچے ہوئے تھے اور وہ عربی میں گفتگو کرتے تھے۔ غرضیکہ انہوں نے جب سنا تو کہا جاؤ اور جلدی لاؤ۔ چنانچہ آپ وہاں سے:-

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۲﴾۔  
تو واپس کیا ہم نے ان کو ان کی والدہ کی طرف کہ آنکھیں ٹھنڈی کریں اور غمگین نہ ہوں اور یہ اس لئے کہ وہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔

روح المعانی میں اس پر یوں روایت ہے: رُوِيَ أَنَّ أُخْتَهُ لَمَّا قَالَتْ مَا قَالَتْ أَمْرَهَا فِرْعَوْنُ بَانَ تَأْتِي بِمَنْ يُكْفَلُهُ فَآتَتْ بِأُمِّهِ وَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَىٰ يَدِ فِرْعَوْنَ يَبْكِي وَ هُوَ يُعَلِّلُهُ فَدَفَعَهُ إِلَيْهَا فَلَمَّا وَجَدَ رِيحَهَا اسْتَأْنَسَ وَ التَّقَمَ ثَدْيَهَا۔

جب آپ کی بہن نے فرعون سے کہا تو فرعون نے حکم دیا کہ اسے جلدی سے لا تو وہ آپ کی والدہ کے پاس آئیں اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ہاتھ میں رو رہے تھے اور وہ بہلا رہا تھا فرعون نے آپ کو ان کی گود میں دے دیا آپ نے جب اپنی والدہ کی بو پائی تو فوراً مانوس ہوئے اور ماں کی چھاتی منہ میں لے لی۔

تو فرعون متعجب ہوا کہ اتنی انائیں بلائیں اس بچے نے کسی کا دودھ نہ لیا اس کا دودھ کیسے لے لیا۔  
فَقَالَ مَنْ أَنْتِ مِنْهُ فَقَدْ أَبَىٰ كُلُّ ثَدِي إِلَّا ثَدِيكَ۔ اور کہنے لگا تم اس بچے کی کیا ہو اس نے تمام انائیں رد کر دیں مگر تمہارا دودھ لے لیا۔

فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ طَيِّبَةُ الرِّيحِ طَيِّبَةُ اللَّيْنِ لَا أُوتِي بِصَبِيٍّ إِلَّا قَبْلَنِي فَقَرَّرَهُ فِي يَدِهَا فَرَجَعَتْ بِهِ إِلَىٰ بَيْتِهَا مِنْ يَوْمِهَا وَأَمَرَ أَنْ يُجْرَىٰ عَلَيْهَا النَّفْقَةُ وَلَيْسَ أَخَذَهَا ذَلِكَ مِنْ أَخِذِ الْأَجْرَةِ عَلَىٰ إِرْضَاعِهَا أَيَّاهُ۔

آپ نے فرمایا میں ایک خاتون طیبۃ الریح اور طیبۃ اللین ہوں میرے پاس جو بھی بچہ لایا جائے وہ ضرور میرا دودھ پی لیتا ہے۔ غرضیکہ فرعون نے آپ کو مقرر کر لیا اور آپ موسیٰ علیہ السلام کو لے کر گھر آ گئیں اور فرعون نے کچھ خرچ مقرر کر دیا اور اس سے قبل آپ نے کبھی دودھ پلانے کی اجرت پر کسی کی ملازمت نہ کی تھی سوائے اپنے لخت جگر کے۔

وَ كَانَتْ النَّفْقَةُ عَلَىٰ مَا فِي الْبَحْرِ دِينَارًا فِي كُلِّ يَوْمٍ۔ اور بحر کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا نفقہ ایک دینار طلائی مقرر ہوا۔ بقیہ قصہ دوسرے رکوع میں ہے۔



## بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

اور جب موسیٰ اپنی جوانی پر آئے اور پورے زور آور ہو گئے ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

اور داخل ہوا موسیٰ اس شہر میں جبکہ وہاں والے دوپہر کی خواب میں تھے تو اس میں دو آدمی پائے لڑتے ہوئے ایک موسیٰ کے گروہ کا اور دوسرا ان کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو موسیٰ کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا فرمایا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بے شک وہ دشمن گمراہ کرنے والا کھلم کھلا ہے

عرض کی موسیٰ نے اے میرے رب میں نے ظلم کیا اپنی جان پر تو مجھے معاف کر تو رب نے اسے بخش دیا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے

عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے تو جہی دیکھا کہ وہ جس نے مدد چاہی تھی کل فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰ نے اس سے فرمایا بے شک تو کھلا گمراہ ہے

تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے تو وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ سخت گیر بنو زمین میں اور آپ اصلاح نہیں چاہتے

اور آیا ایک شخص شہر کنارے سے دوڑتا ہوا بولا اے موسیٰ دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے یہاں سے میں آپ کا خیر خواہ ہوں

وَلَمَّا بَدَغْ أَسُدَّهُ وَ اسْتَوَى اتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۝ وَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَ هَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَعَاثَ الَّذِي مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ۚ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ ۚ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَا لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَا لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَا لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَا لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَا لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۚ قَالَ يَا مُوسَى أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِإِلَافٍ مِّمِ ۚ إِنَّ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَ مَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ۝

وَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَى ۚ قَالَ يَا مُوسَى إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَاتِيُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝

تو نکلے موسیٰ اس شہر سے ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ  
کیا ہوتا ہے اور عرض کی اے میرے رب مجھے  
ظالموں سے نجات دے

وَجَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي  
مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٠﴾

### حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

و۔ اور	لَمَّا۔ جب	بَدَعٌ۔ پہنچا	أَشَدُّاءُ۔ اپنی جوانی کو
و۔ اور	اسْتَوَى۔ زور پر آیا	الْتِيْنَةُ۔ دیا ہم نے اس کو	حُكْمًا۔ حکمت
و۔ اور	عِلْمًا۔ علم	و۔ اور	كَذَلِكَ۔ اسی طرح
نَجْرِي۔ بدلہ دیتے ہیں ہم	المُحْسِنِينَ۔ نیکوں کو	و۔ اور	دَخَلَ۔ داخل ہوا
المَدِيْنَةَ۔ شہر میں	عَلَى۔ اوپر	حِيْنٍ۔ وقت	عَقْلَةً۔ بے خبری کے
مِنْ أَهْلِهَا۔ اس کے رہنے والوں سے	رَجُلَيْنِ۔ دو آدمی	فَوَجَدَا۔ تو پائے	فِيْهَا۔ اس میں
جماعت کا تھا	يَقْتَتِلَنِ۔ لڑتے	هَذَا۔ یہ تو	مِنْ شَيْعَتِهِ۔ اس کی
فَاسْتَعَاثَهُ۔ تو مدد مانگی اس سے	و۔ اور	هَذَا۔ یہ	مِنْ عَدُوِّكَ۔ اس کا دشمن تھا
جماعت کا تھا	عَلَى۔ اوپر	الَّذِي۔ اس نے	مِنْ شَيْعَتِهِ۔ جو اس کی
دشمن تھا	فَوَكَّرَهُ۔ تو گھونسا مارا اس کو	الَّذِي۔ اس کے	مِنْ عَدُوِّكَ۔ جو اس کا
عَلَيْهِ۔ اس کا	قَالَ۔ کہا	هَذَا۔ یہ ہے	فَقَضَى۔ تو کام ہو گیا
الشَّيْطَانِ۔ شیطانی	إِنَّهُ۔ بے شک وہ	عَدُوٌّ۔ دشمن ہے	مِنْ عَمَلٍ۔ کام
مُبِينٌ۔ کھلا کھلا	قَالَ۔ کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب	مُضِلٌّ۔ گمراہ کرنے والا
ظَلَمْتُ۔ ظلم کیا	نَفْسِيْ۔ اپنی جان پر	فَاعْفِرْ۔ تو بخش دے	إِنِّيْ۔ بے شک میں نے
فَعَفِرَ۔ تو بخش دیا	لَهُ۔ اس کو	إِنَّهُ۔ بے شک	لِيْ۔ مجھ کو
الْعَفْوُ۔ بخشنے والا	الرَّحِيمِ۔ مہربان ہے	قَالَ۔ کہا	هُوَ۔ وہ
بِئْسَ۔ اس وجہ سے کہ	أَنْعَمْتَ۔ احسان کیا تو نے	عَلَى۔ مجھ پر	رَبِّ۔ اے میرے رب
أَكُوْنُ۔ ہوں گا میں	ظَهِيْرًا۔ مددگار	لِلْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرموں کا	فَلَنْ۔ تو کبھی نہ
فِي۔ بیچ	المَدِيْنَةَ۔ شہر کے	خَائِفًا۔ ڈرتے ہوئے	فَأَصْبَحَ۔ تو صبح کی
فَإِذَا۔ تو ناگہاں	الَّذِي۔ وہ جس نے	اسْتَنْصَرَكَ۔ مدد مانگی تھی آپ سے	يَتَرَقَّبُ۔ انجام کا منتظر
بِإِلَامِيْسٍ۔ کل	يَسْتَصْرِخُهُ۔ وہ آپ کو چیخ کر بلارہا تھا	قَالَ۔ کہا	لَعُوِيْ۔ گمراہ ہے
لَهُ۔ اس کو	مُوسَى۔ موسیٰ نے	إِنَّكَ۔ بے شک تو	أَنْ أَرَادَ۔ اس نے ارادہ کیا
مُبِينٌ۔ ظاہر	فَلَمَّا۔ تو جب		

اُن۔ یہ کہ	يَبْطِشْ۔ پکڑے	بِالْزَيْمِ۔ اس کو	هُوَ۔ کہ وہ
عَدُوٌّ۔ دشمن تھا	لَهُمَا۔ ان کا	قَالَ۔ بولا	يَمُوسَى۔ اے موسیٰ
آ۔ کیا	تُرِيدُ۔ چاہتا ہے تو	اُن۔ یہ کہ	تَقْتُلُنِي۔ قتل کرے مجھ کو
گما۔ جیسے	قَتَلْتَ قَتْلَ كَيْتُونِ	نَفْسًا۔ ایک آدمی	بِالْأَمْسِ۔ کل
اِنْ۔ نہیں	تُرِيدُ۔ چاہتا تو	إِلَّا۔ مگر	اُن۔ یہ کہ
تَكُونُ۔ ہو تو	جَبَّارًا۔ سرکش	فِي۔ بیچ	الْأَرْضِ۔ زمین کے
و۔ اور	مَا۔ نہیں	تُرِيدُ۔ چاہتا تو	اُن۔ یہ کہ
تَكُونُ۔ ہو تو	مِنَ الْمُصْلِحِينَ۔ اصلاح کرنے والوں سے	و۔ اور	
جَاءَ۔ آیا	رَجُلٌ۔ ایک آدمی	مِّنْ أَقْصَا۔ دور کنارے	الْمَدِينَةِ۔ شہر سے
يَسْعَى۔ دوڑتا ہوا	قَالَ۔ کہا	يَا۔ اے	مُوسَى۔ موسیٰ
اِنَّ۔ بے شک	الْمَلَا۔ سردار	يَأْتِيُونَ۔ مشورہ کرتے ہیں	بِكَ۔ تیرے متعلق
لَيَقْتُلُوْكَ۔ قتل کر دیں	كَ۔ تجھ کو	فَاخْرُجْ۔ تو نکل جا	اِنِّي۔ بے شک میں
لَكَ۔ تیرے لئے	مِنَ النَّاصِحِينَ۔ خیر خواہوں سے ہوں	فَاخْرُجْ۔ تو نکلا	قَالَ۔ کہا
مِنْهَا۔ اس سے	خَافًا۔ ڈرتا ہوا	يَتَرَقَّبُ۔ پیچھے دیکھتا	الظَّالِمِينَ۔ ظالم سے
رَبِّ۔ اے میرے رب	نَجِّنِي۔ نجات دے مجھے	مِنَ الْقَوْمِ۔ قوم	

### خلاصہ تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ قصص۔ پ ۲۰

وَلَمَّا بَدَعَ أَشْدًا وَاسْتَوَىٰ اتَّيَمَّهُ حَكِيمًا وَعَلِيمًا وَكَذَلِكَ نَجِّزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳﴾۔ اور جب پہنچا موسیٰ اپنی جوانی کو اور پورے شباب میں آیا ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ یعنی حکمت و علم تو عطا کیا مگر ابھی نبوت پر سرفراز نہیں ہوئے۔ اشد اور استویٰ کے بعض نے ایک ہی معنی کئے ہیں لیکن محقق قول یہی ہے کہ دونوں کے معنی علیحدہ ہیں۔

اشد کے معنی محض بلوغ کے ہیں اور

استویٰ کے معنی شباب اور حد بلوغ کی انتہا کے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اشد اٹھارہ سال سے تیس سال کی عمر تک ہے اور

استویٰ تیس سے چالیس سال تک کے زمانہ کو کہتے ہیں کما فی تفسیر نیشاپوری۔

اس کے علاوہ اور بھی قول ہیں جو تفسیر میں مفصل بیان ہوں گے۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَ

هَذَا مِنْ عَدُوِّهِ۔ اور اس شہر میں موسیٰ (علیہ السلام) داخل ہوئے جس وقت شہر والے دو پہر کے خواب میں بے خبر تھے تو

پائے وہاں دو آدمی لڑ رہے تھے ایک موسیٰ کی جماعت سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے۔



اور مدینہ سے مراد وہ شہر ہے جو مصر سے دو فرسخ کے فاصلے پر فرعون نے اپنے رہنے کو آباد کیا تھا۔ اس آبادی کا نام مصف تھا اس کی اصل مانہ ہے۔ زبان قبلی میں اس لفظ کے معنی تیس ہیں۔ یہ پہلا شہر ہے جس میں تیس گھر طوفان نوح کے بعد آباد ہوئے اس سرزمین میں مصر بن حام نے اقامت کی تھی۔

ایک قول ہے کہ اس بستی کا نام حابین تھا۔

ایک قول ہے کہ اس شہر کا نام عین الشمس تھا (جمل خازن)

آپ کا اس شہر میں خفیہ داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب آپ جوان ہوئے تو آپ نے توحید عقلی کے ماتحت حق بیان فرمانا شروع کر دیا اور فرعون کی گمراہی کا اظہار کیا اس پر بنی اسرائیل آپ کی بات سننے لگے حتیٰ کہ آپ کے متبع ہو گئے۔

شدہ شدہ یہ چرچا پھیلنے لگا فرعونی آپ کی جستجو میں لگ گئے۔

آپ نے بھی ان کی جستجو بیکار کرنے کے لئے یہ کیا کہ جہاں آپ جاتے خفیہ خفیہ جاتے اور انہیں پتہ نہ ہونے دیتے۔

اور یہ خفیہ جانے کا وقت یاد دوپہر ہوتا تھا یا عشاء و مغرب کے مابین چنانچہ عَلِي حَيْثُ غَفَلَتْ سے بھی دو وقت مراد ہیں یا عَلِي حَيْثُ غَفَلَتْ سے مراد نگہبانوں سے آنکھ بچا کر جانا مراد ہے۔

بہر حال آپ جب یہاں تشریف لائے تو یہاں یہ قصہ پیش آیا کہ دو آدمی آپس میں لڑ بھڑ رہے تھے ان میں سے ایک وہ تھا جو آپ کی جماعت سے تھا اور دوسرا دروغہ مطبوع فرعون تھا۔ آپ کی قوم کا سبلی جنگل سے لکڑیوں کا گٹھالارہا تھا یہ قبلی اپنی قومی شوکت کے گھمنڈ میں اسے بیگار میں پکڑ رہا تھا۔

سبلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی آپ نے اس کی حمایت میں اسے روکا وہ کہنے لگا میں آپ کے باپ فرعون کے مطبخ کا داروغہ ہوں آپ نے فرمایا لکڑیاں اس کی ملک ہیں معاوضہ دے دو وہ اس پر بضد ہوا کہ نہیں ویسے ہی لے جانے کا حق حاصل ہے۔

آپ کو اس کی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی پر غصہ آیا تو آپ نے اسے دھکا مار دیا گھونہ سینہ پر رسید کیا۔ وکز عربی میں گھونہ سینہ پر مارنے کو کہتے ہیں۔ غرض کہ آپ کی قوت خداداد کی وہ تاب نہ لاسکا اور مر گیا۔ جس کا تذکرہ قرآن پاک میں اس طرح ہے:

فَاسْتَعَاثَ الْذِي مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الْذِي مِنْ عَدُوِّهِ لَقَوْا كَرَاهًا مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ۔ تو مدد مانگی اس نے جو موسیٰ کی جماعت سے تھا اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے گھونہ مارا تو اس کا کام تمام ہو گیا۔

قَالَ هَذَا مِنْ عِبْلِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾۔

آپ نے کہا یہ کام تو شیطانی ہوا بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔

گویا آپ کو اس کے مرنے کا خیال ہوا اس لئے کہ فرعون آپ کی حق گوئی حق کوشی حق نیوشی سے بہانہ تلاش کرتا تھا کہ کسی طرح گرفت میں لے اس پر آپ کو خطرہ لاحق ہوا۔

آپ نے باوجود اس کے کہ آپ کی طرف سے کوئی گناہ نہ تھا اس لئے کہ اول تو وہ کافر و مشرک تھا اور دوسرے آپ کا ارادہ قتل نہ تھا بلکہ یہ قتل اتفاقی تھا جس پر قانون انگریزی میں بھی جرم نہیں۔ اس پر بھی آپ نے بارگاہ حق میں استغفار کی جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۗ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٧﴾ -

عرض کی الہی میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو اللہ نے معاف فرما دیا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ استغفار آپ کی عصمت پر دال ہے کہ بلا تصور بھی بخشش مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش بھی ہو گئی۔ بنا بریں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اسے خطا منسوب کرے وہ خود خاطی و عاصی ہے بلکہ یہ تو ان کی عصمت پر دلیل واضح ہے۔ اس کے بعد

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۗ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٧﴾ -

آپ نے عرض کیا الہی! جیسا تو نے مجھ پر احسان فرمایا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ یہ کلام بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور تواضعاً کیا اس لئے کہ آپ سے کوئی معصیت سرزد نہ ہوئی تھی آپ نے قبلی کو جو گھونسا مارا تھا وہ بھی دفع ظلم تھا اور اعانت مظلوم مگر باوجود اس کے آپ کا اپنی طرف قصور کی نسبت کرنا اور استغفار کرنا یہ طریقہ مقررین کا ایک مظاہرہ تھا۔

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِحُهُ ۗ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَعَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ - تو صبح کی اس شہر میں اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے کہ ناگاہ دیکھا اسی کو جس نے کل مدد مانگی تھی کہ فریاد کر رہا ہے موسیٰ نے کہا اس سے بے شک تو کھلا گمراہ ہے۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام صبح کو اس خوف میں تھے کہ اس قبلی کے مارے جانے کا دیکھنے کیا اثر ہوتا ہے اور اس کی قوم کے لوگ کیا کرتے ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ جس کی کل مدد کی تھی آج بھی وہ کسی قبلی سے لڑ رہا اور فریاد کر رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اسے نظر آئے تو یہ پھر فریاد کرنے لگا آپ نے فرمایا تو بڑا بے ہودہ ہے روزانہ کسی نہ کسی سے لڑائی لے لیتا ہے اور خود تو پریشان ہوتا ہے دوسروں کو بھی پریشانی میں ڈالتا ہے۔

فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۗ

آخرش آپ نے جب ارادہ فرمایا کہ اسے یعنی قبلی کو پکڑیں جو موسیٰ اور سبطی کا دشمن تھا۔

قَالَ يٰمُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَمْلِكُنِي كَمَا قَتَلْتَنِي بِالسَّيْفِ ۗ قَالَ إِنَّكَ لَمِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ -

تو سبطی کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا مجھے بھی ویسے ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسے کل آپ نے ایک جان قتل کر دی ہے۔

اس لئے کہ اسے یہ گمان ہو کہ آج موسیٰ علیہ السلام مجھ پر ناراض ہیں۔

إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَصْلُحِينَ ﴿٢٠﴾ -

آپ تو یہی چاہتے ہیں کہ زمین میں جبر و تشدد کریں اور اصلاح نہیں چاہتے۔

یہ بات جو اسیس فرعون نے بھی سن لی اور جا کر ڈاڑھی دے دی کہ قبلی کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فرعون

نے فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دے دیا اور لوگ آپ کی تلاش میں نکلے۔

وَجَاءَ سَاجِدٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ ۗ قَالَ يٰمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَىٰ يَتَّبِعُونَكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ

مِنَ الْمُنصَلِحِينَ ﴿٢١﴾ -

اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا موسیٰ بے شک فرعون اور دربار والے مشورہ کر رہے ہیں آپ کے قتل کا تو یہ نکل جائے میں آپ کا خیر اندیش ہوں۔  
یہ وہ شخص تھا جسے مومن آل فرعون کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ وہاں سے چل دیئے اور مدین کو روانہ ہو گئے جو مصر سے آٹھ یوم کی مسافت پر تھا اور فرعون کی قلمرو سے خارج تھا۔

بقیہ قصہ تیسرے رکوع میں آتا ہے

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَمَّا بَدَعَ آشُدَّاءُ - اور جب پہنچا موسیٰ بلوغ کو۔  
آلوسی فرماتے ہیں آی المبلغ الذی لا یزید علیہ نشوؤہ - اشداں درجہ عمر کو کہتے ہیں جس کے بعد نشو و نما نہ ہو۔  
وَاسْتَوَى - اور برابر ہو گیا۔ ائی کمل و تم - مکمل اور تمام ہو گیا۔  
وَاخْتَلَفَ فِي زَمَانٍ بُلُوغِ الْأَشُدِّ وَالْإِسْتِوَاءِ - بلوغ اور استواء میں اختلاف ہے۔  
أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا مِنْ طَرِيقِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ -  
الْأَشُدُّ مَا بَيْنَ الثَّمَانِي عَشْرَةَ إِلَى الثَّلَاثِينَ - اشداں اٹھارہ سال سے تیس تک کو کہتے ہیں۔  
وَالْإِسْتِوَاءُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْارْبَعِينَ - اور استواء کا اطلاق تیس سے چالیس سال کی عمر تک ہے۔  
فَإِذَا زَادَ عَلَى الْارْبَعِينَ أَخَذَ فِي النُّقْصَانِ - جب چالیس سال سے زائد عمر میں آجائے تو وہ نقصان کی عمر ہے۔  
وَأَخْرَجَ عَبْدُ بَنِّ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْدِرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ الْأَشُدُّ ثَلَاثٌ وَ  
ثَلَاثُونَ سَنَةً وَالْإِسْتِوَاءُ أَرْبَعُونَ سَنَةً - ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں کہ اشداں تینتیس سال تک اور استواء چالیس تک  
ہے اور یہی قرآن کریم میں ہے:

حَتَّىٰ إِذَا بَدَعَ آشُدَّاءُ وَبَدَعَ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَهِيَ سِنُ الْوُقُوفِ - یہ چالیسواں سال سن وقوف ہے۔  
محققین نے خلاصہ یہی بتایا۔ بدن کی قوتوں کا درجہ اٹھارہ سال سے شروع ہے اور اعتدال عقل عمر استواء یعنی چالیس  
سال میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام پر نزول وحی چالیس کی عمر کے بعد ہوتا ہے۔  
اتَّبِعُوا حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ - عطا کیا ہم نے موسیٰ کو حکمت و علم اور ایسے ہی ہم بدلہ دیتے  
ہیں اپنے نیک بندوں کو۔

جیسا کہ سدی رحمہ اللہ نے کہا عِلْمًا - هُوَ مِنْ خَوَاصِّ النُّبُوَّةِ عَلَى مَا تَأَوَّلَ بِهِ بَعْضُهُمْ كَلَامَهُ - حکمت  
سے وہ علم مراد ہے جو خواص نبوت سے ہے جس کے ذریعے کلام کی تاویل کی جاسکے۔ وَعِلْمًا سے مراد علوم دین اور شرعی  
ہیں۔ صاحب کشف کہتے ہیں: الْعِلْمُ التَّوْرَاةُ وَالْحِكْمُ السُّنَّةُ وَحِكْمَةُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سُنَّتُهُمْ قَالَ  
اللَّهُ تَعَالَى وَادْكُرْنَ مَا يُثَلَّى فِي بَيُوتِكُنَّ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ - علم سے مراد علم تورات ہے اور حکمت سے مراد  
طریقہ اور حکمت انبیاء علیہم السلام ان کا طریقہ ہے۔



وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا

اور داخل ہوئے موسیٰ علیہ السلام شہر میں ان کے غافل ہو جانے کے وقت۔ یہاں مدینہ کے متعلق متعدد قول ہیں:  
 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى مَا فِي الْبَحْرِ هِيَ مَنْفٌ۔ ابن عباس کا قول بحر میں ہے کہ وہ مدینہ تھا جس کا نام منف تھا۔  
 اور حین غَفْلَةٍ سے مراد وقت قیلولہ تھا یعنی دوپہر کو۔

بعض کے نزدیک وہ وقت مغرب و عشا کے مابین تھا۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: مدینہ وہ مصر میں تھا۔

عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ سے یہ مراد ہے کہ اس وقت آپ داخل شہر ہوئے جبکہ وہ عید کے دن لہو و لعب میں مشغول تھے۔  
 ایک قول ہے: خَرَجَ مِنْ قَصْرِ فِرْعَوْنَ وَدَخَلَ مِصْرَ وَقَتِ الْقَيْلُولَةِ أَوْ بَيْنَ الْعِشَائِينَ۔ فرعون کے محل سے نکل کر مصر میں دوپہر کے وقت تشریف لائے یا مغرب و عشاء کے مابین۔

بعض کہتے ہیں: مدینہ سے مراد عین شمس ہے وَقِيلَ قَرْيَةٌ عَلَى فُرْسَخِينَ مِنْ مِصْرَ يُقَالُ لَهَا حَابِينَ۔

ایک قول ہے وہ ایک گاؤں تھا مصر سے دو فرسخ پر اس کا نام حابین تھا۔

وَقِيلَ هِيَ الْأَسْكَندَرِيَّةُ۔ بعض کہتے ہیں وہ اسکندریہ تھا۔

وَالْأَشْهُرُ إِنَّهَا مِصْرُ۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ مصر ہی تھا۔

فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يُقَاتِلَنِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ۔

تو آپ نے پائے اس آبادی میں دو آدمی جو لڑ رہے تھے ایک آپ کے گروہ سے تھا اور دوسرا فرعون کی جماعت سے۔  
 یعنی ایک بنی اسرائیل سے جنہیں سبطی کہا جاتا تھا دوسرا فرعون کی جماعت سے تھا جسے قبلی کہتے تھے اس کا نام سامری تھا  
 اور سبطی اسرائیلی کا نام قانون تھا کَمَا فِي الْإِتْقَانِ۔

اور لڑتے کس بات پر تھے اس کے متعلق بھی کئی قول ہیں:-

وَاخْتَلَفَ فِي سَبَبِ تَقَاتُلِ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ۔ سبب مقاتلہ رجلین میں اختلاف ہے۔

فَقِيلَ كَانَ أَمْرًا دِينِيًّا۔ ایک قول تو یہ ہے کہ دونوں کا جھگڑا دین کے معاملہ میں تھا۔

وَقِيلَ كَانَ أَمْرًا دُنْيَوِيًّا۔ ایک قول ہے کہ دنیوی معاملہ میں جھگڑ رہے تھے۔

رُوي أَنَّ الْقِبْطِيَّ كَلَّفَ الْإِسْرَائِيلِيَّ حَمْلَ الْحَطَبِ إِلَى مَطْبَخِ فِرْعَوْنَ فَأَبَى فَاقْتَتَلَا لِذَلِكَ  
 وَكَانَ الْقِبْطِيُّ عَلَى مَا أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ خَبَّازًا لِفِرْعَوْنَ۔

ایک روایت ہے کہ قبلی نے بیگار میں اسرائیلی کو لکڑیاں اٹھا کر مطبخ فرعون تک لے جانے پر مجبور کیا اس نے بیگار دینے  
 سے انکار کیا تو دونوں جھگڑ پڑے اور قبلی بقول ابن جبیر خباز باورچی تھا فرعون کا۔

فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ۔

تو فریاد کی اس نے جو آپ کی جماعت سے تھا اس پر جو فرعون کی تھا۔

آپ نے اسے منع کیا کہ ایسا ظلم نہ کرو اور زیادہ بھگ گیا تو

فَوَكَرَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وکر مارا۔

وکر عربی میں کہتے ہیں گھونے کو الْوَكْرُ الضَّرْبُ بِالْيَدِ مَجْمُوعَةٌ أَصَابِعُهَا - وکر اس ہاتھ کی ضرب کو کہتے ہیں جس میں انگلیاں جمع ہوں۔

بہر حال ہاتھ سے مارنا نص سے واضح ہے پھر لغت عربی میں اس امر کی تصریح ہے کہ وکر وہ ہے جو دل پر ماری جائے اور لکڑہ ہے جو داڑھی پر ضرب ہو۔ چنانچہ وکر اور لکڑ اور لکڑ اور لکڑ قاموس میں علیحدہ علیحدہ معنی کے ساتھ مذکور ہے فَلَكْرَةٌ بِاللَّامِ وَنَكْرَةٌ بِالنُّونِ وَوَكْرَةٌ بِالْوَاوِ - الْوَكْرُ وَالْوَجُّ فِي الصُّدْرِ وَالْحَنَكِ - وکر اور وج اس ضرب کو کہتے ہیں جو سینہ اور ٹھوڑی ہو۔

وَالنَّكْرُ عَلَى مَا فِيهِ - اور لکڑ ان دونوں کے درمیانی ضرب کو کہتے ہیں۔ پھر ضرب اور دفع میں بھی فرق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: الْوَكْرُ وَالنَّكْرُ وَاللَّكْرُ الدَّفْعُ بِأَطْرَافِ الْأَصَابِعِ - وکر اور لکڑ اور لکڑ انگلیوں کے سروں سے دفع کرنے کو کہتے ہیں۔

بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چونکہ اسے دفع فرمانا چاہا تھا اس لئے قرآن کریم میں فَوَكَرَهُ مُوسَى فرمایا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: لَمَّا اشْتَدَّ التَّنَاكُرُ قَالَ الْقِبْطِيُّ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَحْمِلَهُ يَغْنَى الْحَطَبَ عَلَيْكَ فَاشْتَدَّ غَضَبُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ - جب باہمی رد و قدح بڑھی تو قبیطی اپنی حکومت کے نشہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بولا کہ اب میں یہ گٹھا آپ پر رکھوں گا اس پر آپ کو غصہ آیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت دی تھی فَوَكَرَهُ تو اس کے سینہ پر ہاتھ مارنا پیچھے دھکیلنے کے لئے تھا وہ اس کی بھی تاب نہ لاسکا فَقَضَى عَلَيْهِ - اور کام تمام ہو گیا یعنی مر گیا تو آپ نے فرمایا:

هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ⑤ -

یہ تو شیطان نے کام کر دیا بے شک وہ دشمن کھلا گمراہ کرنے والا ہے۔

اور اس تمام واقعہ کی تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی معصیت سرزد نہیں ہوئی آپ نے تو ایک ظالم کو ظلم سے روکا تھا یہ دفع ظلم اور امداد مظلوم ہے اور یہ کسی ملت میں بھی گناہ نہیں لیکن بایں ہمہ آپ نے تواضعاً بارگاہ حق میں استغفار فرمائی جو مقربین و محسنین کا دستور ہے چنانچہ

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرْتَهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ ⑥ -

آپ نے عرض کی الہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے معاف کر دے تو اللہ نے معاف کر دیا۔

اور فرعون سے آپ کو مستور کر لیا فَغَفَرْتَهُ کے معنی اس جگہ یہی بنتے ہیں جیسا کہ آلوسی رحمہ اللہ نے فرمایا: فَاغْفِرْ لِي أَيْ فَاسْتُرْ لِي عَلَى ذَلِكَ يَعْنِي مَخْفِي كَرَمِيرٍ لَعْنَةُ يَهْمُ قَتْلِهِ - چنانچہ اس کی لاش کو آپ نے وہیں ریتے میں دبا دیا حیث قال وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيمَا يُرْوَى قَدْ دَفِنَ الْقِبْطِيُّ بَعْدَ أَنْ مَاتَ فِي الرَّمْلِ -

بعض نے کہا قبیطی اور سبطی کی نزاع پر علی الفور وکر کرنے میں عجلت خلاف اولیٰ تھی اور یہ شان موسیٰ علیہ السلام کے خلاف تھی اس لئے کہ آپ نے خلاف اولیٰ عجلت پر بھی استغفار کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی معافی دے دی۔ پھر آپ نے بارگاہ حق

میں دعا کی کہ الہی مجھ پر یہ کرم بھی فرما کہ میں فرعون کی صحبت اور اس کے یہاں رہنے سے بھی محفوظ ہو جاؤں اور اس کی کسی قسم کی حمایت کا الزام مجھ پر نہ رہے چنانچہ وہ دعا اس طرح فرمائی:

قَالَ رَبِّ إِنِّي أُنْعَمْتُ عَلَىٰ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٤﴾ -

عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔

عربی میں ظہیر معین کو کہتے ہیں گویا آپ نے اسے بھی اعانت سمجھا کہ فرعون کے یہاں آپ رہیں۔ چنانچہ اسی فرماتے ہیں: أَرَادَ بِالْمُجْرِمِينَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ - اس سے آپ کی مراد فرعون اور اس کی قوم تھی۔ اور آئیہ کریمہ کے معنی یہ ہوئے: أَقْسِمُ بِأَنْعَامِكَ عَلَيَّ لَا تُؤْتِيَنَّ فَلَئِنْ أَكُونَ مُعِينًا لِّلْكَفَّارِ بَانَ أَصْحَابَهُمْ وَأَكْثَرَ سَوَادِهِمْ وَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَصْحَبُ فِرْعَوْنَ وَيُرْكَبُ بِرُكُوبِهِ كَالْوَالِدِ مَعَ الْوَالِدِ وَكَانَ يُسَمِّي ابْنَ فِرْعَوْنَ - میں تیرے انعام کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ میں اب ہرگز اعانت کفار ان کی صحبت میں رہ کر ان کی جماعت میں شرکت کرنے کی صورت میں بھی نہ کروں گا اور اس سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ساتھ سوار ہو کر بھی تشریف لے جاتے جیسے بیٹا باپ کے ساتھ ہو اور آپ ابن فرعون کے نام سے ہی مسمیٰ تھے۔

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ - تو آپ نے صبح کی شہر میں خوفزدہ اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے۔

يَتَرَقَّبُ - يَتَرَصَّدُ ذَلِكَ الْأَخْبَارَ وَقِيلَ خَائِفًا وَقَوْلُ الْمَكْرُوهِ مِنْ فِرْعَوْنَ - غور کرنا، سوچنا اور ایک قول ہے خائف ہو کر دیکھنا کسی تکلیف کا۔

بہر حال ترقب اچھے انجام اور برے انجام کی طرف سوچنا اور فکر کرنا ہے۔ چنانچہ آپ کا ترقب فرعون کی طرف سے یہ تھا کہ قتل قبلی پر وہ اب کیا کرتا ہے۔

بعض نے کہا: يَتَرَقَّبُ أَنْ يُسَلِّمَهُ قَوْمَهُ - وَقِيلَ يَتَرَقَّبُ عَلَىٰ هِدَايَةِ قَوْمِهِ وَقِيلَ خَائِفًا مِنْ رَبِّهِ وَقِيلَ يَتَرَقَّبُ الْمَغْفِرَةَ - بہر حال تجسس و تفحص خیر و شر دونوں پر ترقب کا استعمال ہوتا ہے۔ تو آپ صبح ہوتے ہی فکر مند تھے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ کہ

فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَكَ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُ -

اچانک وہی نظر آیا جس کی کل مدد فرمائی تھی اور قبلی سے چھڑایا تھا کہ فریاد کر رہا ہے۔

يَسْتَصْرِخُ - کے معنی يَسْتَعِينُهُ ہیں اسی يَسْتَعِينُهُ مِنْ قِبَلِي وہ ایک قبلی کے ظلم پر فریاد کر رہا تھا۔ اور فریاد پر

جب يَسْتَصْرِخُ کہیں تو اس کے معنی ہوتے ہیں: يَرْفَعُ الصَّوْتُ مِنَ الصَّرَاخِ وَهُوَ فِي الْأَصْلِ الصِّيَاخُ - بلند آواز سے چیخنا اور فریاد کرنا۔

تو یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے بیوقوف، جاہل، حماقت مآب فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَعَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ - فرمایا اسے موسیٰ علیہ السلام نے بے شک تو کھلا بیوقوف احمق ہے۔

گویا آپ نے فرمایا کہ تو روز لوگوں سے لڑ کر اپنے کو بھی مصیبت میں ڈالتا ہے اور اپنی مدد کرنے والوں کو بھی پریشان کرتا ہے اب تیری مدد کہاں کہاں کی جائے۔ پھر آپ کو اس پر رحم آیا تو آپ اسے اس قبلی سے چھڑانے کو بڑھے تاکہ اسے اس



کے ظلم سے چھڑائیں۔ وہ غویٰ مبین یہ سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ پر غضب ناک ہو کر بڑھے ہیں تو وہ پکار پڑا چنانچہ اس کا ذکر فرمایا گیا:

فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَمْلِكُنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِإِذْنِ مِيسِرَ ۗ إِنَّ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَصْلُحِينَ ⑩

تو جب موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑیں جو ان دونوں کا دشمن ہے (یعنی قبطی) تو وہ (غلط فہمی سے) کہنے لگا اے موسیٰ کیا آپ مجھے بھی اسی طرح مارنا چاہتے ہیں جیسے کل ایک آدمی آپ نے مار ڈالا آپ تو نہیں چاہتے مگر یہ کہ آپ زمین میں سخت گیر جابر ہو کر رہنا چاہتے ہیں اور آپ اصلاح کرنا نہیں چاہتے۔

آلوسی فرماتے ہیں: وَالْبَطْشُ الْآخِذُ بِصَوْلَةٍ وَسَطْوَةٌ۔ بطش کہتے ہیں اپنی قوت اور طاقت سے پکڑنے کو۔ وَكَانَهُ تَوَهُمَ إِرَادَةَ الْبَطْشِ بِهِ دُونَ الْقِبْطِيِّ مِنْ تَسْمِيَّتِهِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيَّاهُ غَوِيًّا۔ تو آپ کے آگے بڑھنے سے اسرائیلی کو یہ وہم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھے غویٰ احمق فرمایا ہے یہ میری ہی طرف بڑھ رہے ہیں۔

تو وہ پکارا کہ کیا آپ مجھے بھی ویسے ہی مار ڈالنا چاہتے ہیں جیسے کل دوسرے قبطی کو آپ نے مار دیا تھا۔

یہ کلام اسرائیلی کا جو اسی فرعون کے سی آئی ڈی والے نے سن لیا اور وہاں تک پہنچا دیا اور اس پر فرعونی درباری بارادہ قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ ان درباریوں میں ایک شخص جن کا نام شمعان تھا یا شمعون بن اسحاق، یا حزقیل یا کوئی اور نام وہ ہمدردی میں دوڑتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور سب خبر دے کر مشورہ دیا کہ آپ یہاں سے کسی طرف نکل جائیں چنانچہ اس واقعہ کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَايَا تُتْرَدُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ⑪۔ اور شہر کے کنارے سے ایک شخص (شمعان یا شمعون یا حزقیل) دوڑے ہوئے آئے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام بے شک فرعون کے درباری آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو فوراً آپ یہاں سے نکل جائیں میں آپ کے لئے خیر خواہانہ مشورہ دے رہا ہوں۔

عربی زبان میں يَاتِرُونَ کے معنی يَتَشَاوِرُونَ ہیں چنانچہ مجلس شوریٰ کو مؤتمر کہتے ہیں یعنی اجتماع متشاورین کو مؤتمر کہتے ہیں۔ آپ نے اس کے خیر خواہانہ مشورہ پر عمل کیا اور

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑫۔ اس شہر سے موسیٰ علیہ السلام نکلے خوفزدہ ادھر ادھر دیکھتے یعنی ترقب کرتے اور دعا کی الہی مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات دے۔

بقیہ قصہ رکوع آئندہ میں مذکور ہے

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ⑬

اور جب مدین کی طرف موسیٰ متوجہ ہوا کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے

وَلَمَّا وَرَدَمَا مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ  
النَّاسِ يَسْقُونَ ۖ  
وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۗ

اور جب آئے مدین کے پانی پر پایا اس پر ایک جماعت کو  
وہاں کے لوگوں سے کہ پلا رہے ہیں اپنے جانوروں کو پانی  
اور پائیں دو عورتیں کہ اپنے جانوروں کو روکے ہوئے  
ہیں

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ  
الرِّعَاءُ ۗ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝۱۱

موسیٰ نے کہا تم دونوں کا کیا حال ہے بولیں ہم پانی نہیں  
پلاتیں جب تک یہ چرواہے نہ جائیں اس لئے کہ  
ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں

فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي  
لَمَأْتِنُكَ إِنِّي مِنَ خَيْرِ فُقَرَاءٍ ۝۱۲

تو پلایا موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پھر پلٹے سایہ  
کی طرف عرض کی الہی! میں محتاج ہوں جو اتارے تو  
میری طرف بھلائی

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْسِيًّ عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۖ  
قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا  
سَقَيْتَ لَنَا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ وَ قَصَّ عَلَيْهِ  
الْقَصَصَ ۗ قَالَ لَا تَخَفْ ۗ نَجَّوْتُمِنَ الْقَوْمِ  
الظَّالِمِينَ ۝۱۵

تو آئی ان میں سے ایک شرماتی ہوئی بولی میرے باپ  
نے تجھے بلایا ہے تاکہ تمہیں اجرت دے اس پانی پلانے  
کی اور جب وہ آئے اور سب قصہ سنایا تو فرمایا خوف نہ کر  
نجات پائی تو نے قوم ظالم سے

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ  
مَنْ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝۱۶  
قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ  
هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَجَجَةً ۖ فَإِنْ  
أَسَمْتِ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ  
أَشُقَّ عَلَيْكَ ۗ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ  
الصَّالِحِينَ ۝۱۷

ان میں سے ایک بولی ابا جان انہیں اجرت دیجئے نوکر  
رکھ کر بے شک طاقتور امانت دار نوکر اچھا ہوتا ہے  
فرمایا میں چاہتا ہوں کہ نکاح میں دوں ایک لڑکی ان میں  
سے اس مہر پر کہ تم میری آٹھ سال خدمت کرو تو اگر دس  
سال پورے کرو تو تمہاری مہربانی ہے اور میں نہیں چاہتا  
کہ تم پر مشقت ڈالوں خدا نے چاہا تو آپ مجھے خیر  
اندیش پائیں گے

قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيُّهَا الْإِجْلَيْنِ  
قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۗ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ  
وَكَفِيلٌ ۝۱۸

موسیٰ نے کہا یہ اقرار میرے اور آپ کے مابین ہوا جو بھی  
دونوں مدتوں سے پوری کروں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں  
اور اللہ ہمارے اس بیان کا وکیل ہے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

و۔ اور  
مَدْيَنَ۔ مدین کی  
لَمَّا۔ جب  
قَالَ۔ کہا  
تَوَجَّهَ۔ توجہ کی  
عَسَى۔ قریب ہے  
تَلَقَّاءَ۔ طرف  
رَبِّي۔ میرا رب

آن۔ یہ کہ	یٰہْدِیْنِیْ۔ راہ دکھائے مجھے	سَوَاءً۔ سیدھے	السَّبِیْلِ۔ راہ کی
و۔ اور	لَمَّا۔ جب	وَمَرَدًا۔ پہنچا	مَاءً۔ پانی
مَدَیْنِیْنَ۔ مدین پر	وَجَدًا۔ پایا	عَلَيْهِ۔ اس پر	أُمَّةً۔ ایک جماعت کو
مِّنَ النَّاسِ۔ لوگوں سے	يَسْقُونَ۔ پانی پلاتے	و۔ اور	وَجَدًا۔ پائیں
مِنْ دُونِهِمْ۔ ان سے پرے	أَمْرًا تَيْنِ۔ دو عورتیں	تَدُوذِينَ۔ جو روک رہی تھیں	قَالَ۔ پوچھا
مَا۔ کیا	خَطْبُكُمَا۔ حال ہے تمہارا	قَالَتَا۔ بولیں	لَا۔ نہیں
نَسَقِيْ۔ پلا تیں ہم	حَتَّى۔ یہاں تک کہ	يُصْدِرًا۔ چلے جائیں	الرِّعَاءُ۔ چرواہے
و۔ اور	أَبُوْنَا۔ ہمارا باپ	شَيْخًا۔ بوڑھا ہے	كَبِيْرًا۔ بڑا
فَسَقِيْ۔ تو پلا دیا	لَهُمَا۔ ان کو	ثُمَّ۔ پھر	تَوَلَّى۔ پھرا
إِلَى طرف	الظِّلِّ۔ سائے کی	فَقَالَ۔ تو کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب
إِنِّيْ۔ بے شک میں	لِمَا۔ اس کے لئے جو	أَنْزَلْتَ۔ اتارے تو	إِلَى۔ میری طرف
مِنْ خَيْرٍ۔ بھلائی سے	فَقِيْرًا۔ محتاج ہوں	فَجَاءَتْهُ۔ تو آئی اسکے پاس	إِحْدَاهُمَا۔ ایک ان میں سے
تَمْسِيْ۔ چلتی ہوئی	عَلَى۔ اوپر	اسْتَحْيَاءً۔ شرم کے	قَالَتْ۔ کہنے لگی
إِنَّ۔ بے شک	أَبِيْ۔ میرا باپ	يَدْعُوْ۔ بلاتا ہے	كَ۔ تجھ کو
لِيَجْزِيْكَ۔ تاکہ بدلے دے تجھے	أَجْرًا۔ مزدوری	فَلَمَّا۔ تو جب	مَا۔ اس کی جو
سَقِيْتُ۔ پلایا تو نے	لَنَا۔ ہمارے لئے	عَلَيْهِ۔ اس پر	جَاءَتْهَا۔ آیا اس کے پاس
و۔ اور	قَصَّ۔ بیان کیا	تَخَفَّ۔ ڈر	الْقَصَصَ۔ واقعہ
قَالَ۔ فرمایا	لَا۔ نہ	قَالَتْ۔ بولی	نَجَوْتُ۔ نجات پائی تو نے
مِنَ الْقَوْمِ۔ قوم	الظَّالِمِيْنَ۔ ظالم سے	أَسْتَأْجِرُكَ۔ اجرت پر رکھ لو اس کو	إِحْدَاهُمَا۔ ایک ان سے
يَا۔ اے	أَبْتِ۔ میرے باپ	مَنْ۔ ان کا جو	أَسْتَأْجِرُكَ۔ تو اجرت
إِنَّ۔ بے شک	خَيْرًا۔ بہتر	الْأَمِيْنُ۔ امانت دار	قَالَ۔ فرمایا
پر رکھا	الْقَوِيْ۔ طاقتور ہے	أَنْ۔ یہ کہ	أُنْكِحَكَ۔ نکاح کر دوں
إِنِّيْ۔ میں	أُرِيْدُ۔ چاہتا ہوں	أَبْنَتِيْ۔ اپنی دونوں بیٹیوں	هَتَيْنِ۔ ان میں سے
تجھ سے	إِحْدَايِ۔ ایک کا	تَأْجِرُنِيْ۔ مزدوری کرے میری	ثَمْنِيْ۔ آٹھ
عَلَى۔ اس شرط پر	أَنْ۔ کہ تو	أَشْمِتُ۔ پورے کرے تو	عَشْرًا۔ دس سال
حِجَابًا۔ برس	فَإِنْ۔ پھر اگر	مَا۔ نہیں	أُرِيْدُ۔ چاہتا میں
فِيْنُ عِنْدِكَ۔ تو تیرا احسان	و۔ اور	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	سَتَجِدُنِيْ۔ پائے گا تو مجھے
أَنْ۔ یہ کہ	أَسْقِيْ۔ سختی کروں		



إِنْ-اگر  
لوگوں سے  
و-اور  
سے  
عَلَى-مجھ پر  
مَا-اس کے جو

سَاء-چاہا  
قَالَ-کہا  
بَيْنَكَ-آپ کے درمیان  
قَضَيْتُ-میں پوری کروں  
و-اور  
نَقُولُ-ہم کہتے ہیں

اللَّهُ-اللہ نے  
ذَلِكَ-یہ ہے معاہدہ  
أَيُّهَا-جو بھی  
فَلَا-تو نہ ہو  
اللَّهُ-اللہ  
وَكَيْلٌ-ضامن رہا

مِنَ الصَّالِحِينَ-نیک  
بَيْنِي-میرے  
الْأَجَلِينَ-دونوں مدتوں  
عُدْوَانٍ-زیادتی  
عَلَى-اوپر

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۱۱

جب موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف متوجہ ہوئے (تو راستہ نہ جاننے کی وجہ سے) فرمایا قریب ہے کہ میرا رب مجھے صحیح راستہ پر لگا دے گا۔

مدین ایک بستی ہے قلم کے پار فرعون کی علم داری سے علیحدہ عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد یہاں آباد تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام اس بستی میں رہتے تھے ان کی دو صاحبزادیاں تھیں ان کی گزر بکریوں گایوں پر تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ

جب آپ کنویں پر آئے تو ایک جماعت دیکھی کہ پانی نکال رہی ہے۔ اور اپنے مویشیوں کو پلا رہے ہیں۔  
وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ۔ اور دیکھا دو لڑکیوں کو کہ اپنے جانوروں کو روکے ہوئے علیحدہ کھڑی ہیں۔  
ان کا یہی طریقہ تھا کہ علیحدہ جانوروں کو لئے کھڑی رہتیں جب سب لوگ پانی پلا کر چلے جاتے تو پھر یہ بچا ہوا پانی اپنی بکریوں کو پلا لیتیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے حال میں یہاں تشریف لائے تو راستہ تمام فاقہ میں گزرا اور یہاں تک آنے میں آپ کو آٹھ یوم لگے تھے آپ ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے اور یہ سب منظر دیکھتے رہے۔ کچھ ستانے کے بعد آپ نے ان لڑکیوں سے پوچھا:

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِّقَ الرَّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝۱۲

آپ نے ان لڑکیوں سے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ انہوں نے جواب دیا ہم جب پلائیں گی جب یہ تمام چروا ہے اپنے جانوروں کو سیراب کر کے چلے جائیں گے اور ہمارے باپ ایک بوڑھے آدمی ہیں۔

فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ

آپ نے فرمایا آؤ ہم پانی پلاتے ہیں آپ نے چلسا بھر کر بکریوں کو سیر کر دیا پھر سایہ میں آ بیٹھے اور دعا کی:

فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝۱۳

اے میرے رب! تو جو کچھ میرے پاس بھیجے میں اس کا محتاج ہوں۔

یہ دونوں لڑکیاں آج جلدی گھر پہنچیں تو آپ نے جلدی آنے کی وجہ دریافت کی انہوں نے باپ سے سارا ماجرا سنا دیا کہ ایک نوجوان مسافر نے پانی کھینچ کر ہماری بکریاں سیراب کرادیں۔ ابا جان وہ جوان نیک دل اور نہایت شریف ہے اسے بلا کر آپ نو کر رکھ لیں۔ باپ نے کہا جاؤ اور اسے بلاؤ۔

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْسِيًۢا عَلَىٰ اسْتِحْيَاءٍ ۖ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا

پھر ان دونوں میں سے ایک آئی شرماتی ہوئی بولی میرے باپ نے تجھے بلایا ہے تاکہ وہ تمہیں اس خدمت کا معاوضہ دے جو تم نے پانی نکال کر ہماری بکریوں کو سیراب کیا۔ چنانچہ آپ ان کے ساتھ چلے۔

فَلَمَّا جَاءَا وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۖ قَالَ لَا تَخَفْ ۗ نَجَوْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾

تو جب آپ آگے تو آپ نے تمام قصہ سنایا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اب خوف نہ کرو۔ ظالم قوم سے آپ نجات پاگئے۔

تو ایک صاحبزادی حضرت شعیب علیہ السلام سے عرض کرنے لگیں:

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾

ابا جان! انہیں نو کر رکھ لیجئے اس لئے کہ جو نو کر ہو وہ قوت والا امانت دار ہو تو بہتر ہے۔

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ اُنْكَحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتَيْتَ عَشْرًا

فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْئَلَكَ ۖ سَتَجِدُنِي إِِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾

شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک آپ کے نکاح میں دے دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ سال میری خدمت کرو تو اگر دس پورے کر دو تو تمہاری مہربانی ہے اور میں تم پر مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللہ اچھا ہی پاؤ گے۔

آپ نے آٹھ سال کی خدمت منظور فرمائی یہ مہر عہد شعیبی میں مہر کی بجائے خدمت بھی ہوا کرتا تھا۔ بعض مفسرین نے آج بھی مال کی بجائے خدمات کو مہر میں جائز مانا ہے جیسے فرقہ ظاہریہ کا مذہب ہے لیکن ہمارے امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ نے مال ہی مہر مانا ہے جس کے دلائل کتب فقہ اور اصول میں موجود ہیں اور تفسیر میں ہم بھی بیان کریں گے۔ مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی یہ شرط مان لی۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ اٰيُّمَا اِلَا جَلَدَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾

فرمایا یہ میرے اور آپ کے درمیان عہد ہے ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی مدت پوری کر دوں تو مجھ پر اور بار نہ ہوگا اور اللہ ہمارے اس قول و قرار پر گواہ ہے۔

غرض کہ نکاح ہو گیا اور بعد نکاح آپ نے وہ مدت پوری کر دی اور اس کے بعد کا حال چوتھے رکوع میں مذکور ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّيٰ اَنْ يَّهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿٢٩﴾

اور جب مدین کی سمت متوجہ ہوا بولا عنقریب میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھا دے گا۔

وَمَدِينُ قَرْيَةَ شُعَيْبٍ سُمِّيَتْ بِاسْمِ مَدِينِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَكُنْ فِي سُلْطَانِ فِرْعَوْنَ  
وَلِذَا تَوَجَّهَ لِقَرْيَتِهِ - مدین ایک قریہ ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا اسے مدین بن ابراہیم علیہ السلام کے نام سے موسوم کیا  
گیا تھا اور یہ قریہ فرعون قلمرو سے خارج تھا اسی لئے آپ بھی اسی طرف متوجہ ہوئے کہ فرعون کے تصرف اور جبر و تشدد سے  
نجات پائیں۔

وَقِيلَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَكَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مِصْرَ مَسِيرَةَ ثَمَانٍ - ایک قول ہے کہ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کے مابین قرابت تھی اس وجہ سے آپ نے مدین کی طرف رخ کیا اور مصر اور  
مدین کے مابین آٹھ یوم کی مسافت تھی۔ اور

عَلَى رَأْيِي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ⑩ - اس بنا پر فرمایا کہ آپ کو مدین کی راہ معلوم نہ تھی حَيْثُ قَالَ الْاَلُوْسِيُّ  
وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَعْرِفُ الطَّرِيقَ وَلَا يَسْلُكُ الطَّرِيقَ فَعَنَّ ثَلَاثَ طَرَائِقَ فَأَخَذَ فِي الْوَسْطَى -  
آپ کو راستہ معلوم نہ تھا اور یہاں سے تین راہیں نکلتی تھیں آپ نے درمیانی راستہ اختیار فرمایا۔

وَهُوَ خَافٍ لَا يَطْعَمُ إِلَّا وَرَقَ الشَّجَرَةِ - اور آپ ننگے پاؤں تھے اور آپ کے لئے درختوں کے پتوں سے سوا  
کچھ بھی کھانے کو نہ تھا۔

آپ جا رہے تھے مگر معلوم نہ تھا کہ کدھر جا رہے ہیں اس لئے کہ اس زمانہ میں نہ سڑکیں تھیں نہ سنگ منزل نہ رہنما بورڈ  
فَهْدَاهُ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مَدِينٍ تُوِيَ كَحَضْرَتِ جَبْرِيْلٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَدِينِ كَارِاسْتَهُ دَكْهَائِيَا -

ایک روایت میں ہے کہ آپ جا رہے تھے کہ جَاءَ مَلِكٌ عَلَى فَرَسٍ بِيَدِهِ عَنزَةٌ فَلَمَّا رَأَاهُ مُوسَى عَلَيْهِ  
السَّلَامُ سَجَدَ لَهُ أَيْ خَضَعَ مِنَ الْفَرْقِ فَقَالَ لَا تَسْجُدْنِي وَلَكِنْ اتَّبِعْنِي فَتَبِعَهُ وَانْطَلَقَ حَتَّى انْتَهَى بِهِ  
إِلَى مَدِينٍ - ایک فرشتہ گھوڑے پر سوار آیا اس کے ہاتھ میں عنزہ تھا۔ عنزہ اس دستی لاکھی کو کہتے ہیں جس کے ایک طرف برچھا،  
یا نوکدار شام لگی ہو تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھا تو تواضعاً اس کی طرف جھکے فرشتہ بولا میری طرف نہ جھک لیکن میرے  
پیچھے پیچھے آ جاؤ چنانچہ آپ اس کے پیچھے چلے حتیٰ کہ مدین پہنچ گئے۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدِينٍ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ -

تو جب آپ وہاں پہنچے تو مدین کا کنواں دیکھا اس پر ایک جماعت پانی جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہی تھی۔  
یعنی مختلف قسم کے لوگ دیکھے (ماء مدین سے مراد کنواں ہے) کہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ کوئی اپنے اونٹ  
سیراب کر رہا تھا کوئی بکریاں لے کر پانی پلا رہا تھا۔

وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ -

اور ان سے علیحدہ دو عورتیں پائیں کہ وہ اپنی بکریاں گھیرے ہوئے کھڑی تھیں۔

یہ دونوں لڑکیاں یا عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں ایک کا نام لیا تھا یا عبرا، یا شرفا۔ اور دوسری کا  
نام صفورا یا صفور یا صفر تھا۔ کشاف میں ہے چھوٹی صاحبزادی کا نام صفیرا تھا اور بڑی کا صفرا۔

تَذُودَانِ - كَانَتَا تَمْنَعَانِ غَنَمَهُمَا عَنِ الْمَاءِ خَوْفًا مِّنَ السَّقَاةِ الْاَقْوِيَا - تَذُودَانِ کے یہ معنی ہیں کہ وہ



دونوں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے کھڑی تھیں اس خوف سے کہ اور پانی دینے والے قوت مند تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما تَذْوَدِین کے معنی فرماتے ہیں تَمْنَعَانِ غَنَمَهُمَا عَنِ التَّقَدُّمِ اِلَى الْبِیْرِ لِئَلَّا تَخْتَلِطَ بِغَیْرِهَا۔ تَذْوَدِین کے یہ معنی ہیں کہ وہ بکریوں کو گھیرے کھڑی تھیں آگے بڑھنے سے تاکہ وہ کنویں کے پاس جا کر مل نہ جائیں۔ زجاج رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: تَمْنَعَانِ النَّاسَ غَنَمَهُمَا۔ تَذْوَدِین کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو اپنی بکریوں سے روکے رہیں غرضکہ اپنی بکریوں کو غیروں کی دستبرد سے اور غیروں کو ان پر قبضہ کرنے کے معنی میں تَذْوَدِین کا لفظ مستعمل ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُمْ؟ تو موسیٰ نے کہا تمہارا کیا مقصد ہے۔

یعنی یہاں علیحدہ کھڑے رہنے کے کیا معنی ہیں۔ خَطْبُكُمْ کے معنی مَا خَطْبُكُمْ وَ مَطْلُوبُكُمْ ہوتے ہیں گویا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پانی نہ پلانے کا کیا مطلب ہے۔

قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِّقَ الرَّعَاءُ مِنَّا وَابْنُ نَاشِيخٍ كَبِيرٌ ۝۱۳۔

بولیں ہم نہیں پلایا کرتیں جب تک کہ تمام چرواہے نہ گزر جائیں اور ہمارے باپ ضعیف العمر ہیں۔

یہ اس لئے کہا کہ ہماری حیامانح ہے کہ اجانب میں خلا ملا ہو کر ہم اپنے مویشی سیراب کریں۔ رعاء راعی کی جمع ہے یعنی جب سب چرواہے پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بکریوں کو اس کے بعد سیراب کرتی ہیں۔

گویا انہوں نے کہا: اِنَّا امْرَاَتَانِ ضَعِيفَتَانِ مَسْتُورَتَانِ لَا نَقْدِرُ عَلٰی مُعَاجَلَةِ الرَّجَالِ وَ مُزَاحَمَتِهِمْ وَ مَا لَنَا رَجُلٌ يَقُوْمُ بِذٰلِكَ وَ ابْنُ نَاشِيخٍ كَبِيْرٌ السِّنِّ قَدْ اَضْعَفَهُ الْكِبَرُ فَلَا بُدَّ لَنَا مِنْ تَاخِيْرِ السَّقْيِ اِلٰی اَنْ يَقْضِيَ النَّاسُ حَوَائِجَهُمْ مِنَ الْمَآءِ۔

ہم دونوں ضعیف کمزور عورتیں ہیں اور پردہ نشین ہیں ہم میں قدرت نہیں کہ مردوں کی طرح ڈول کھینچیں اور ان سے مقابلہ کریں اور ہمارے ساتھ کوئی مرد بھی نہیں جو اس کام لئے ہو اور ہمارے باپ ضعیف اور بڑھے ہیں تو ہمیں لازمی ہے کہ ہم تاخیر سے پانی پلائیں۔ حتیٰ کہ یہ لوگ پانی پلا کر چلے جائیں اپنا کام کر کے یعنی پانی پلا کر۔

بعض روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ لڑکیاں حضرت شعیب علیہ السلام کی نہ تھیں بلکہ بھتیجیاں تھیں اور آپ کے بھائی کا نام عاویل تھا۔

لیکن آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمَشْهُورُ الَّذِي عَلَيْهِ اَكْثَرُ الْمُفَسِّرِيْنَ وَهُوَ اَنَّ اَبَاهُمَا عَلِيُّ الْحَقِيْقَةِ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ مشہور یہی ہے اور اس پر اکثر مفسرین متفق ہیں کہ ان لڑکیوں کے والد حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔

غرضکہ ان کی یہ کمزوری سن کر آپ نے رحم کرتے ہوئے خود اٹھ کر انہیں چلسا پانی کا کھینچ کر بکریوں کو سیراب کر دیا جیسا کہ آیہ کریمہ میں ارشاد ہے:

فَسَقَى لَهُمَا۔ تو آپ نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔

ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

سے راوی ہیں: اِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا وَرَدَمَا مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ فَلَمَّا فَرَعُوا اَعَادُوا الصَّخْرَةَ عَلَى الْبُرِّ وَلَا يَطِيقُ رَفْعَهَا اِلَّا عَشْرَةٌ رِّجَالٌ فَاِذَا هُوَ بِاَمْرَاتَيْنِ قَالَا مَا خَطْبُكُمَا فَحَدَّثْتَاهُ فَاتَى الصَّخْرَةَ فَرَفَعَهَا وَحَدَهُ ثُمَّ اسْتَسْقَى فَلَمْ يَسْتَسْقِ اِلَّا ذُلُوًّا وَّاحِدًا۔

موسیٰ علیہ السلام جب مدین کے کنویں پر تشریف لائے تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں جب وہ فارغ ہو گئے تو چٹان کو کنویں کی منڈیر پر ڈھانپ دیا اب اس کے کھولنے اور چٹان ہٹانے کی کسی میں طاقت نہ تھی بغیر دس آدمیوں کے تو وہاں دو عورتیں دیکھیں فرمایا تمہارا کیا حال ہے انہوں نے سب حال سنا دیا تو آپ اس کنویں کی چٹان پر آئے اور تنہا اس چٹان کو اٹھا کر تمام بکریاں سیراب کیں۔

ثُمَّ تَوَلَّى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّى لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۱۳﴾۔

پھر پلٹ کر آئے سایہ کی طرف اور عرض کی الہی جو کچھ تو نازل فرمائے اپنے خزانہ کرم سے میں اس کا حاجتمند ہوں۔ یعنی کم زیادہ جو تو عطا فرمائے میں اس کا حاجتمند ہوں۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَقَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْجَارِيَتَيْنِ تَوَلَّى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّى لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ اِنَّهُ يَوْمَئِذٍ فَقِيْرٌ اِلَى كَفِّ مِّنْ تَمْرٍ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام لڑکیوں کے لئے پانی دے چکے تو پھر آپ سایہ میں تشریف لا کر عرض پیرا ہوئے الہی جو بھی تو نازل فرمائے اپنے کرم سے میں اس کا حاجتمند ہوں اس لئے کہ آپ اس دن ایک مٹھی کھجور کے بھی حاجتمند تھے۔

ابن سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم اور ضیاء مختار میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں بے شک موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اِنِّى لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ فرمایا حالانکہ آپ بڑے خلق والے تھے لیکن اس دن ایک کھجور کے ٹکڑے کے بھی محتاج تھے اور آپ کا شکم مبارک شدت جوع سے پشت کو لگ گیا تھا۔ ایک روایت میں ہے:

اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَالَ فَلَقَا مِّنَ الْخُبْزِ يَشُدُّ بِهَا صُلْبَهُ مِنَ الْجُوعِ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک ٹکڑا روٹی اللہ تعالیٰ سے مانگا اس لئے کہ آپ کی پشت مبارک بھوک کی وجہ سے اکڑ گئی تھی۔

بعض اس طرف بھی گئے کہ خیر مانگنے سے آپ کی مراد نجات طلب کرنا تھا ظالموں سے۔

بعض نے کہا اس سوال میں علم و حکمت کی زیادتی مطلوب تھی۔

اور ایک روایت ہے ابن عباس سے کہ جب وہ دونوں صاحبزادیاں واپس ہوئیں تو انہوں نے مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ سن لیا تھا تو اپنے باپ کے پاس جب آئیں تو حضرت شعیب علیہ السلام نے جلدی آنے کی وجہ دریافت کی فَاخْبَرْتَاهُ فَقَالَ لِاِحْدَاهُمَا اَنْطَلِقِيْ فَاذْعِيْهِ۔ تو انہوں نے سب کچھ سنا دیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے ایک جا کر انہیں بلا لائے۔

فَجَاءَتْهُ اِحْدَاهُمَا تَمْسِيًّا عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيْكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا

تو ان میں سے ایک آئی شرماتی ہوئی اور بولی ہمارے باپ نے آپ کو بلایا ہے تاکہ آپ کے پانی پلانے کا معاوضہ آپ

کو دیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے منظور فرمایا اور اس لڑکی کے ساتھ روانہ ہوئے۔

رَوَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَجَابَهَا فَقَامَ مَعَهَا فَقَالَ امْسِيْ خَلْفِيْ وَانْعَبِيْ لِي الطَّرِيْقَ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ تُصِيبَ الرِّيَّاحُ ثِيَابَكَ فَتَصِيفُ لِي جَسَدَكَ فَفَعَلْتُ۔ روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لڑکی کے ساتھ جانا منظور فرما کر اسے کہا: تم میرے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ مجھے یہ پسند نہیں کہ ہوا کا جھونکا تمہارا کپڑا اڑا دے اور جسم تیرے کا کوئی حصہ مجھے نظر آجائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم میرے پیچھے ہو جاؤ اس لئے کہ میں عورتوں کو پیچھے سے دیکھنا پسند نہیں کرتا اور مجھے راستہ دائیں بائیں سے بتاتی رہو۔ چنانچہ وہ ایسے ہی چلیں۔

فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَصَ لَقِيَ النَّجْوَى مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑩۔

تو جب موسیٰ علیہ السلام آگے تو آپ نے تمام قصہ فرعون کا سنایا تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا اب تم خوف نہ کرو تم ظالموں سے نجات پا چکے۔

اس لئے کہ مدین اس کے تحت حکومت نہیں تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہاں بغرض زیارت تشریف لائے تھے نہ اس لئے کہ یہاں آکر کھانا کھائیں۔

چنانچہ ابن عساکر ابن ابی حازم سے راوی ہیں: قَالَ لَمَّا دَخَلَ مُوسَى عَلَى شُعَيْبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِذَا هُوَ بِالْعِشَاءِ فَقَالَ لَهُ شُعَيْبٌ كُلْ قَالَ مُوسَى أَعُوذُ بِاللَّهِ قَالَ وَلِمَ أَلَسْتَ بِجَائِعٍ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ يَكُونَ هَذَا عِوَضًا لِمَا سَقَيْتُ لَهُمَا وَأَنَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ لَا نَبِيْعُ شَيْئًا مِنْ عَمَلِ الْآخِرَةِ بِمِلْءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَكِنَّهَا عَادَتِي وَعَادَةُ ابْنَائِي نُقِرَى الضَّيْفَ وَنُطِعِمُ الطَّعَامَ فَجَلَسَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَكَلَ مَعَهُ۔

جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو شام کے کھانے کا وقت تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کھائیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے اعوذ باللہ کہہ کر انکار کر دیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیوں کیا آپ کو بھوک نہیں؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں بھوک تو ہے مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ یہ میری اس خدمت کا معاوضہ نہ ہو جائے جو میں نے پانی کھینچ کر پلایا تھا اس لئے کہ ہم اس گھرانہ کے لوگ ہیں کہ آخرت کا اجر کبھی نہیں بیچتے اگرچہ روئے زمین سونے سے پر ملے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا واللہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میری عادت ہے کہ مہمان کو بلا کر کھانا کھلاتا ہوں اور یہی عادت ہمارے آباء و اجداد کی تھی۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کھانے پر بیٹھے اور کھایا۔



قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا بَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ①-

صاحبزادیوں میں سے ایک بولی ابا جان انہیں ملازم رکھ لیں بے شک بہتر نوکروہ جو طاقتور امانت دار ہو۔  
استیجار عربی میں طلب شے بالاجرت کو کہتے ہیں۔ (راغب)

اس پر ایک روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی سے پوچھا تم نے انہیں قوی و امین کیسے جانا؟  
تو انہوں نے بتایا کہ کنویں کی چٹان جو دس آدمی نہیں ہٹا سکتے انہوں نے تنہا اٹھادی اور چلسی جسے چالیس آدمی کھینچتے ہیں  
انہوں نے تنہا کھینچ لیا۔

تو آپ نے فرمایا امین کیسے سمجھا؟

تو انہوں نے راہ میں آنے کا واقعہ اور اپنے کو پیچھے چلنے کا واقعہ سنایا۔ تو حضرت شعیب علیہ السلام نے قوت و امانت کا  
حال سن کر فرمایا:

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُفَكِّحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيْ هَتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجِرَنِي ثَمَنِي حَجَجٍ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا  
فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ② سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ③۔ کہا شعیب علیہ السلام نے  
میرا ارادہ ہے کہ میں نکاح کر دوں تم سے ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا اس مہر کے بدلہ میں کہ تم میری خدمت آٹھ سال  
کرو تو اگر دس پورے کرو تو یہ تمہاری مہربانی ہے اور میں تم پر مشقت ڈالنا نہیں چاہتا ان شاء اللہ تم مجھے خیر خواہ پاؤ گے۔

ابن منذر کہتے ہیں: إِنَّ لَهُمَا أَرْبَعُ أَخَوَاتٍ صِغَارٍ۔ ان دونوں بہنوں کی چار چھوٹی بہنیں بھی تھیں۔

بقاعی کہتے ہیں: إِنَّ لَهُ سَبْعُ بَنَاتٍ أُخْرُ كَمَا فِي التَّوْرَةِ۔ توریت میں ہے کہ آپ کی ان کے علاوہ سات  
صاحبزادیاں اور بھی تھیں۔

وَالْحَجَجُ جَمْعُ حَجَّةٍ بِالْكَسْرِ السَّنَةُ۔ حج۔ حج کی جمع ہے جو سال یا برس کے معنی میں ہے۔

گویا آٹھ سال تو آپ نے لازم فرمائے اور دو سال اور پورے کرنے کے لئے بطور رواداری فرمایا۔

سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔ فرما کر تسلی دی کہ میرے آپ کے مابین حسن معاملہ اور نرمی رہے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ

سن کر جواب دیا:

قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ④ أَيُّهَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ⑤ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ⑥۔

فرمایا جو آپ نے فرمایا اس پر میں قائم ہوں اور میرے آپ کے مابین یہ معاہدہ ہے دونوں مدتوں میں سے جو میں پوری  
کر دوں تو پھر مجھ پر کوئی اور ذمہ نہیں اور اس معاہدہ میں جو میں آپ سے کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ وکیل ہے۔

وکیل کے معنی شاہد بھی ہیں بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

اور قتادہ حفیظ اس کے معنی کرتے ہیں۔

اور بحر میں ہے الْوَكِيلُ الَّذِي وَكَّلَ إِلَيْهِ الْأَمْرَ۔ وکیل وہ ہے جس پر اپنا کام موقوف کیا جائے اور اس سے مراد

توثیق عہد ہے۔

## تحقیق حق مہر شرعی

يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ جَرَى عَلَى مُعِينَةٍ بِمَهْرٍ الْخِدْمَةِ الْمَذْكُورَةَ وَلَا فَسَادٍ فِي جَعْلِ الرَّغِيَةِ مَهْرًا  
فَإِنَّهُ جَائِزٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ۔ اس قسم کا مہر مبہم شریعت شعیب علیہ السلام میں جائز تھا۔

ہمارے امام ہمام سیدنا ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ کے مذہب میں مہر مال کے ساتھ ہی ہے۔ محیط برہانی میں ہے:  
لَوْ تَزَوَّجَهَا عَلَى أَنْ يَرُغَى غَنَمًا سَنَةً لَمْ يَجُزْ عَلَى رِوَايَةِ الْأَصْلِ۔ اگر اس شرط پر نکاح کرے کہ ایک سال وہ  
بیوی کی بکریاں چرائے گا تو یہ جائز نہیں (روح المعانی) انتہی مختصراً۔ اس کے بعد کا قصہ آئندہ رکوع میں ہے۔

## بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ قصص۔ پ ۲۰

تو جب پوری کر دی موسیٰ نے اپنی میعاد اور چلا مہر اپنی  
بیوی کے طور کی طرف تو ایک آگ دیکھی کہا اپنی بیوی کو  
ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لاؤں تمہارے  
پاس خبر یا کوئی چنگاری آگ سے تاکہ تم تاپ سکو  
تو جب آیا آگ کے پاس ندا کی گئی میدان کے داہنے  
کنارے سے برکت والی جگہ میں درخت سے یہ کہ اے  
موسیٰ میں ہوں اللہ رب سارے جہان کا

اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا تو جب دیکھا موسیٰ نے اسے  
لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا  
اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے امان ہے  
ڈال اپنا ہاتھ گریبان میں نکلے گا سفید چمکتا بے تکلیف  
اور ملا اپنا ہاتھ سینہ پر خوف دور کرنے کو تو یہ دو معجزے ہیں  
تیرے رب کے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف  
بے شک وہ ناسق ہیں

عرض کی الہی میں نے ان میں سے ایک جان ماردی ہے  
تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں

اور میرا بھائی ہارون وہ مجھ سے زبان میں صاف ہے تو  
رسول بنا دے اسے میری مدد کے لئے کہ میری تصدیق  
کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے

فرمایا عنقریب قوی کر دیں گے ہم تیرا بازو تیرے بھائی

فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ  
مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا  
إِنِّي آنَسْتُ نَارًا تَلْعَلْ أتیُّكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ  
جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۱۹﴾  
فَلَمَّا آتَتْهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي  
الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُّمُوسَى إِنِّي  
أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۰﴾

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ﴿۲۱﴾ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ  
وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ﴿۲۲﴾ يُّمُوسَى أَقْبِلْ وَلَا  
تَخَفْ ﴿۲۳﴾ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿۲۴﴾  
أَسْأَلُكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بِيضًا مِنْ غَيْرِ  
سُوءٍ ﴿۲۵﴾ وَاضْمُمُ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ  
فَلَنِكَ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَ  
مَلَائِهِ ﴿۲۶﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۲۷﴾  
قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ  
يَقْتُلُونِ ﴿۲۸﴾

وَآخِرُ هُرُوفٍ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ  
مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ﴿۲۹﴾ إِنِّي أَخَافُ أَنْ  
يَكِيدُوا بِي ﴿۳۰﴾

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مَنَا

کے ساتھ اور کریں گے ہم تم دونوں کو غالب تو نہ پہنچ سکے گا وہ تم دونوں تک ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں اور تمہارے پیرو غالب رہیں گے

تو جب موسیٰ آئے ہماری نشانیوں کے ساتھ تو بولے یہ کچھ نہیں مگر جادو اور بناوٹ اور نہیں سنا ہم نے باپ دادوں سے جو پہلے گزر گئے

اور کہا موسیٰ نے میرا رب خوب جانتا ہے جو لایا ہو ہدایت اس کے پاس سے اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہوگا بے شک فلاح کو نہیں پہنچتے ظالم

اور بولا فرعون اے درباریو میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لئے گارا پکا کر ایک محل بنا شاید کہ میں خدا کو دیکھوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے

اور تکبر کیا اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں ناحق اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں

تو ہم نے اسے پکڑا اور اس کے لشکر کو تو پھینک دیا ہم نے ان کو دریا میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام ظالموں کا اور کیا ہم نے انہیں پیشوا دوزخیوں کا اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی

اور پیچھے لگائی ہم نے ان کے اس دنیا میں لعنت اور بروز قیامت وہ مصیبت میں ہیں

سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ اِلَيْكُمْ اِلَّا بِاِذْنِنَا  
مَنْ اَتَبَعَكُمْ الْغٰلِبُونَ ﴿٢٥﴾

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرٰى وَمَا سَبِعْنَا بِهٰذَا فِيْ اٰبَاۡنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾

وَ قَالَ مُوسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهُ عَاقِبَةُ الدّٰرِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٧﴾

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يَاۤ اَيُّهَا الْمَلَاۤءِ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۗ فَاَوْقَدْ لِيْ لِيْهَا مِنْ عَلٰى الطِّيْنِ فَاَجْعَلْ لِيْ صَرَْحًا لَّعَلِّيْ اَطَّلِعُ اِلَى اِلٰهِ مُوسٰى ۗ وَاِنِّىْ لَآ اُظُنُّهُ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٨﴾

وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُوْا اَنَّهُمْ اِلٰهِيْنَ لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٢٩﴾

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَغَدَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۗ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٠﴾

وَ جَعَلْنٰهُمْ اٰيَةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۗ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنصَرُوْنَ ﴿٣١﴾

وَ اتَّبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۗ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٣٢﴾

### حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

فَلَمَّا - پھر جب	قَضٰى - پوری کر دی	مُوسٰى - موسیٰ نے	اِلَّا جَلَّ - مدت
وَ - اور	سَآرَ - لے چلا	بِاٰهْلِہٖ - اپنی بیوی کو	اَنْسَ - دیکھا
مِنْ جَانِبِ - طرف	الطُّوْرِ - طور کی	نَاۡرًا - آگ	قَالَ - کہا
لِاٰهْلِہٖ - اپنی بیوی سے	اَمْكُثُوْا - ٹھہرو	اِنِّیْٓ - بے شک میں نے	اَنْسَتْ - دیکھی ہے
نَاۡرًا - آگ	لَعَلِّيْ - تاکہ میں	اَتِيْكُمْ - لاؤں تمہارے پاس	مِنْہَا - اس سے



بِخَبْرٍ - کوئی خبر	أَوْ - یا	جَدْوَةٌ - کوئی انگارا	مِّنَ النَّارِ - آگ کا
لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	تَصْطَلُونَ - تا پو	فَلَمَّا - پھر جب	أَتَتْهَا - آئے اس کے پاس
نُودِي - پکارے گئے	مِنْ شَاطِئِ - کنارے	الْوَادِي - میدان	الْأَيْمَنِ - دائیں سے
فِي - بیچ	الْبُقْعَةِ - ٹکڑے	الْمُبْرَكَةِ - برکت والے کے	مِنَ الشَّجَرَةِ - درخت سے
أَنْ - یہ کہ	يُوسَى - اے موسیٰ	إِنِّي - بے شک	أَنَا - میں
اللَّهُ - اللہ ہوں	رَبُّ - رب	الْعَالَمِينَ - جہانوں کا	وَ - اور
أَنْ - یہ کہ	أَلْقِ - ڈال دے	عَصَاكَ - اپنی لاشی	فَلَمَّا - تو جب
رَأَاهَا - دیکھا اس کو	تَهْتَرُ - حرکت کرتی	كَأَنَّهَا - گویا کہ وہ	جَانُّ - سانپ ہے
وَلَّى - پھرے	مُدْبِرًا - پیٹھ دے کر	وَ - اور	لَمْ - نہ
يُعِيبُ - پیچھے دیکھا	يَا - اے	مُوسَى - موسیٰ	أَقْبِلْ - آجا
وَ - اور	لَا - نہ	تَخَفْ - ڈر	إِنَّكَ - بے شک تو
مِنَ الْأَمْنِينَ - امن والوں سے ہے		أَسْلُكْ - داخل کر	يَدَكَ - اپنا ہاتھ
فِي - بیچ	جَبِيكَ - اپنے گریبان کے	تَخْرُجْ - نکلے گا	بَيْضَاءَ - سفید
مِنْ غَيْرٍ - بغیر کسی	سُوءٍ - تکلیف کے	وَ - اور	أَضْمُ - ملا
إِلَيْكَ - اپنی طرف	جَنَاحِكَ - اپنا بازو	مِنَ الرَّهْبِ - ڈر سے	فَذُنُوكَ - تو یہ
بُرْهَانٍ - دو نشان ہیں	مِنْ رَبِّكَ - تیرے رب سے	إِلَى - طرف	فِرْعَوْنَ - فرعون
وَ - اور	مَلَائِمًا - اس کے سرداروں کی	إِنَّهُمْ - بے شک وہ	كَانُوا - تھے
قَوْمًا - قوم	فَاسِقِينَ - بد کردار	قَالَ - کہا	رَبِّ - اے میرے رب
إِنِّي - بے شک میں نے	قَتَلْتُ - قتل کیا ہے	مِنْهُمْ - ان کا	نَفْسًا - ایک آدمی
فَأَخَافُ - تو ڈرتا ہوں میں	أَنْ - یہ کہ	يَقْتُلُونِ - مجھے قتل کر دیں	وَ - اور
أَخِي - میرا بھائی	هَارُونَ - ہارون	هُوَ - وہ	أَفْصَحُ - صاف ہے
مِنِّي - مجھ سے	لِسَانًا - زبان میں	فَأَرْسَلَهُ - تو بھیج اسے	مَعِيَ - میرے ساتھ
رَادًّا - مددگار جو	يُصَدِّقُنِي - میری تصدیق کرے	إِنِّي - بے شک میں	أَخَافُ - ڈرتا ہوں
أَنْ - یہ کہ	يُكَذِّبُونِ - مجھے جھٹلائیں	قَالَ - فرمایا	سَنَسُدُّ - عنقریب مضبوط
کریں گے ہم	عَضْدًا - بازو	لَكَ - تیرا	بِأَخِيكَ - تیرے بھائی سے
وَ - اور	نَجْعَلُ - کریں گے ہم	لَكُمْ - تمہارے لئے	سُلْطَانًا - غلبہ
فَلَا - تو نہ	يَصِلُونَ - پہنچ سکیں گے	إِلَيْكُمْ - تمہاری طرف	بِالْإِتِّتَانِ - ہماری آیتوں سے
أَنْتُمْ - تم	وَ - اور	مِنْ - جو	الْبَعْعُكُمَا - تمہارا پیرو ہوگا

الْغَلْبُونَ۔ غالب رہو گے	فَلَمَّا۔ پھر جب	جَاءَ۔ آیا	هُم۔ ان کے پاس
مُوسَى۔ موسیٰ	بِآيَاتِنَا۔ ہماری آیتیں	بَيِّنَاتٍ۔ روشن لے کر	قَالُوا۔ بولے
مَا۔ نہیں	هَذَا۔ یہ	إِلَّا۔ مگر	سِحْرٍ۔ جادو
مُفْتَرِي۔ بنایا گیا	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	سَمِعْنَا۔ سنا ہم نے
بِهَذَا۔ یہ	فِي۔ بیچ	أَبَا بِنَا۔ اپنے باپ دادا	الْأَوْلِيْنَ۔ پہلوں کے
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہا	مُوسَى۔ موسیٰ نے	رَأَيْتَ۔ میرا رب
أَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	بِمَنْ۔ اس کو جو	جَاءَ۔ لایا	وَ۔ اور
بِالْهُدَى۔ ہدایت	مِنْ عِنْدِهِ۔ اس کی طرف سے	لَهُ۔ اس کے لئے	عَاقِبَةُ۔ آخرت کا
مَنْ۔ جس کے لئے	تَكُونُ۔ ہوتا ہے	لَا يُفْلِحُ۔ نہیں کامیاب ہوتے	الظَّالِمُونَ۔ ظالم
الدَّارِ۔ گھر	إِنَّهُ۔ بے شک وہ	فِرْعَوْنَ۔ فرعون نے	يَأْتِيهَا۔ اے
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہا	عَلِمْتُ۔ جانتا میں	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
الْمَلَأُ۔ سردارو	مَا۔ نہیں	غَيْرِي۔ سو اپنے	فَأَوْقِدْ۔ تو آگ جلا
مَنْ۔ کوئی	إِلَهُ۔ معبود	يَهَامُنْ۔ ہامان	عَلَى۔ اوپر
لِي۔ میرے لئے	يَا۔ اے	لِي۔ میرے لئے	صَرَخًا۔ ایک محل
الظَّالِمِينَ۔ مٹی کے	فَأَجْعَلْ۔ تو بنا	إِلَى۔ طرف	إِلَهُ خدَا
لَعَلِّي۔ تاکہ میں	أَظْلِمُ۔ دیکھوں	إِنِّي۔ بے شک میں	لَا أَظُنُّهُ۔ خیال کرتا ہوں
مُوسَى۔ موسیٰ کے	وَ۔ اور	وَ۔ اور	اسْتَكْبَرَ۔ تکبر کیا
مِنَ الْكَذِبِينَ۔ جھوٹے لوگوں سے	هُوَ۔ اس نے	جُنُودًا۔ اس کے لشکر نے	فِي۔ بیچ
وَ۔ اور	الْأَرْضِ۔ زمین کے	الْحَقِّ۔ حق کے	وَ۔ اور
ظَنُّوا۔ خیال کیا انہوں نے	بِغَيْرِ۔ بغیر	إِلَيْنَا۔ ہماری طرف	لَا۔ نہ
يُرْجَعُونَ۔ لوٹائے جائیں گے	ظَنُّوا۔ خیال کیا انہوں نے	فَأَخَذْنَاهُ۔ تو پکڑا ہم نے اس کو	هُم۔ ان کو
وَ۔ اور	جُنُودًا۔ اس کے لشکروں کو	فَانظُرْ۔ تو دیکھ	كَيْفَ۔ کیسا
فِي۔ بیچ	الْيَمِّ۔ دریا کے	الظَّالِمِينَ۔ ظالموں کا	وَ۔ اور
كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	يُدْعُونَ۔ بلاتے ہیں	إِلَى۔ طرف
جَعَلْنَاهُمْ۔ بنایا ہم نے ان کو	آيَةً۔ پیشوا	يَوْمَ۔ دن	الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے
النَّاسِ۔ آگ کی	وَ۔ اور	يُنصَرُونَ۔ مدد دیے جائیں گے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	يُنصَرُونَ۔ مدد دیے جائیں گے		

أَتَّبِعْنَاهُمْ - پیچھے لگائی ہم نے ان کے  
الدُّنْيَا - دنیا کے  
لَعْنَةُ لَعْنَتٍ  
مِنَ الْمَقْبُوحِينَ - بدشکلوں سے ہوں گے  
وَيَوْمَ - اور دن  
فِي - بیچ  
هَذِهِ - اس  
الْقِيَامَةِ - قیامت کے  
هُم - وہ

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ  
نَارًا الْعَلَىٰ أَيْتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبْرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۱۶﴾

جب پوری کر چکے موسیٰ اپنی مدت تو روانہ ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ تو راہ میں طور کی جانب سے آگ کی روشنی دیکھی فرمایا  
اپنی بیوی کو ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں راستہ کی خبر بھی لاتا ہوں اور چنگاری بھی جلتی ہوئی لاؤں گا تاکہ تم تاپ سکو۔  
اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے آٹھ سال پورے کئے یا دس سال بہر حال آٹھ یا دس سال پورے کر کے آپ نے  
مصر کا ارادہ کیا حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت طلب کی۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ کو ایک عصا عطا فرمایا یہ وہ عصا تھا جو حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے اور  
اجازت روانگی دی۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام سے دس سال پورے کر کے  
اجازت حاصل کی تھی چلتے چلتے راستہ بھول گئے اور وادی طور کی طرف آنکے سردی سخت تھی رات اندھیری سونا جنگل تھا کہ آپ  
کو ایک طرف آگ روشن نظر آئی۔ آپ نے بیوی سے کہا تم ٹھہرو مجھے آگ نظر پڑی ہے وہاں سے کم از کم راستے کی خبر لے  
آؤں اور آگ کی چنگاری بھی لاؤں تاکہ تم تاپ لو۔

فَلَمَّا آتَتْهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُّمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ  
الْعَالَمِينَ ﴿۱۶﴾ - توجہ روشنی کی طرف آیا ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں درخت سے کہ اے  
موسیٰ بے شک میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔

اس درخت میں بھی اختلاف ہے کسی نے عناب لکھا ہے کسی نے عوج کہا ہے عوج ایک خاردار درخت ہے جو جنگلوں میں  
ہوتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ سرسبز درخت سے آگ نکل رہی ہے تو آپ نے جان لیا کہ درخت  
سرسبز شاداب میں سے آگ نکلنا یہ یقیناً خدائی نشان ہے پھر اس میں سے آواز آنا یہ بھی من جانب اللہ عزوجل ہے اور یقیناً یہ  
کلام الہی عزوجل کی آواز ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا کہ وہ آواز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم کے ہر عضو سے آرہی تھی اور اس آواز میں ہماری آوازیں  
کی طرح حروف نہ تھے بلکہ وہ کلام نفسی تھا جس کا تحمل آپ ہی کو عطا ہوا۔

غرض کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، کیسے ہوئے، کیونکر ہوئے، کس طرح ہوئے اس پر متکلمین اپنی کلام کر رہے  
ہیں اور دوسرے اپنی بولیاں بول رہے ہیں مگر حقیقت کلام کو وہ جانیں جو کلیم اللہ بنے یا وہ جانے جس نے کلیم اللہ بنایا۔





چنانچہ آپ کا فرعون کے مقابل آنے کا تذکرہ مختصر ابیان فرما کر ان کا انجام بتایا گیا:

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرٍ وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٥٠﴾

تو جب موسیٰ ہماری نشانیوں کے ساتھ فرعونوں میں تشریف لائے وہ تو بولے یہ کچھ نہیں مگر بنایا ہوا جادو ہے اور نہیں سنا ہم نے اپنے باپ دادا سے بھی پہلے۔

اس کا جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیا:

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّيٰٓ أَعْلَمُ بِمَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِي وَمَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٥١﴾۔ اور فرمایا موسیٰ نے میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جس کے لئے دار آخرت آخرت میں ہوگا اور بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔

پھر فرعون نے ہٹ دھرمی سے کہا کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پھر بھی اے ہامان ایک بلند محل بنا تا کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کے خدا کو دیکھوں چنانچہ اسے قرآن کریم اپنی زبان میں اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنَ إِلَهِ غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَظْلِمُ إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٥٢﴾۔

اور فرعون بولا اے میرے درباریو! میں تمہارا خدا اپنے سوا کسی کو نہیں مانتا تو اے ہامان میرے لئے گارا پکوا کر (اینٹوں کا پزاوہ پختہ کر) پھر ایک بلند محل تیار کر کہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا ہی خیال کرتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اینٹوں کی پہلی ایجاد فرعون نے کی اس سے پہلے اینٹ کی ایجاد نہیں ہوئی۔ چنانچہ ہامان وزیر فرعون نے ہزار ہا کاریگر اور مزدور لگا کر اینٹیں بنوائیں اور انہیں پزاوہ میں پکا کر ایک بلند عمارت ایسی بنوائی کہ اس کے برابر بلند عمارت دنیا میں نہیں تھی۔

یہ وہم فرعون کو خدا کے دیکھنے کا اس وجہ میں ہوا کہ اس کے گمان میں اللہ تعالیٰ بھی کسی مکان میں ہے اور وہ بھی ہمارے جیسا جسم رکھتا ہے تو اس ذریعہ سے اسے دیکھا جاسکے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ان کا تکبر اور اس کا انجام اس طرح بیان فرمایا گیا:

وَاسْتَكْبَرُوا هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُم إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٥٣﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٥٤﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَىٰ الثَّارِ ۗ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٥٥﴾ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۗ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ﴿٥٦﴾۔

اور تکبر کیا اس نے اور اس کے لشکر نے زمین میں ناحق اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہ آئیں گے تو ہم نے پکڑا انہیں اور ان کے لشکر کو یم یعنی دریائے نیل میں پھینک دیا تو دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا اور کر دیا ہم نے انہیں اور ان کے لشکر کو دوزخیوں کا پیشوا کہ پکارتے ہیں آگ کی طرف اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے دن وہ سخت قباحتوں میں ہوں گے۔

اور اس امر کی تفصیل اور مقامات پر ہے کہ وہ کیسے غرق ہوا اور اسے کیا کیا ذلتیں اٹھانی پڑیں اور اس میں جو نادر لغات ہیں ان کی تصریح تفسیر میں ملاحظہ کریں۔

## ناور لغات

قَضَى - پوری کر لی۔ ائى اتم۔

اَجَلَ - مدت۔

اَنَسَ - اَبْصَرَ - دیکھا ایناس۔ بمعنی احساس ہے لیکن یہ بمعنی البصار بھی مستعمل ہے۔

اَمْكُتُوا - يَعْزِي اَقِيمُوا - ٹھہرو۔

جَدْوَةٌ - الْجَدْوَةُ مَا يَبْقَى مِنَ الْحَطَبِ بَعْدَ الْاِلْتِهَابِ - جدوہ اس چنگاری کو کہتے ہیں جو دہک کر جل کر باقی

رہ جائے۔

شَاطِئِ الْوَادِي - کنارہ جنگل کا۔

اَيِّنَ - داہنا۔

بُقْعَه - قِطْعَه -

تَهْتَرُ - تَتَحَرَّكُ - لرز رہا تھا۔ لہرار ہا تھا

جَانٌّ - چٹلا کُمَلَاءُ الْعَيْنِ - وہ سانپ جو گھروں میں ہوتا ہے۔

مُدْبِرًا - پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔

لَمْ يُعَقِّبْ - لوٹ کر نہ دیکھنا

اَسْلُكْ - اَدْخِلْ - داخل کر۔

جَيْبٍ - گریبان۔

رَهْبٍ - خوف۔

قَدْ نِكَ - يَهْنِي هَذَيْنِ - ہے۔ اس کے معنی ذلک اس اور یہ کے ہیں۔

رَادًا - ائى عَوْنَا - مددگار يُقَالُ رَدَاتُهُ عَلَى عَدُوِّهِ ائى اَعْنَتُهُ -

سَنَسُدُّ - سَنُقَوِّنُكَ - جلدی قوت دیں گے اور سَنُعِينُكَ - اور جلدی مدد کریں گے ہم۔

فَاَوْقِدْ لِي - اِصْنَعْ لِي - بنا میرے لئے۔ یاوقد سے ہے پکا میرے لئے۔

صَرْحًا - بِنَاءٍ - محل بلند

قَنَبْتُ لَهُمْ - نَبْتُ - پھینکنے کو کہتے ہیں۔

يَمَّ - دریا۔

مَقْبُوحِينَ - مَطْرُودِينَ - ذلیل دھتکارے ہوئے۔

اصل تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْاَجَلَ - جب پوری کر دی موسیٰ نے اپنی مقررہ مدت۔



یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے جو آٹھ سال مقرر فرمائی تھی اور دس سال ان کی مرضی پر رکھے تھے اور اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِهِ الْأَجَلُ الْآخِرُ۔ اس سے مراد دوسری مدت یعنی دس سال ہے۔ ایسا ہی ابن مردویہ، مقسم اور حسن بن علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

وَ أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ أَيُّ الْأَجَلَيْنِ قَضَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ أَكْثَرُهُمَا وَ أَطْيَبُهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ إِذَا قَالَ فَعَلَ۔ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ دونوں مدتوں میں سے کون سی مدت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی فرمایا دونوں میں سے زیادہ مدت پوری کی اور نہایت پاک طریقہ سے پوری کی اس لئے کہ شعیب علیہ السلام جو کچھ فرماتے پورا کرتے تھے۔ گویا نبی جب کوئی وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

وَسَارِبًا أَهْلِيًّا۔ اور روانہ ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ۔ یعنی بہ اجازت حضرت شعیب علیہ السلام جب آپ مصر کو روانہ ہوئے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر اس لئے کہ آپ کی والدہ اور بھائی اور بہن اور تمام رشتہ دار مصر میں ہی تھے۔ ان سے ملنے کی غرض سے آپ مصر تشریف لا رہے تھے۔

تو راستہ آپ نے عام راستہ کے علاوہ اختیار فرمایا تو کوہ طور راستہ میں آیا۔ اور آپ کے ساتھ روانگی کے وقت آپ کے دو صاحبزادے بھی تھے۔ بڑے کا نام جیرشوم تھا اور چھوٹے کا نام یعاذر۔ یہ دونوں صاحبزادے زمانہ قیام مدین میں ہی پیدا ہو چکے تھے۔ عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم مجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَضَى مُوسَى عَشْرَ سِنِينَ ثُمَّ مَكَتَ بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرًا أُخْرَى۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال عہد کے مطابق رہے اور بعد اس مدت کے دس سال اور قیام کیا۔ اور راستہ میں یہ تیسرا بچہ پیدا ہوا۔

اور بحر میں ہے: إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ بِأَهْلِهِ وَ مَالِهِ فِي فَضْلِ الشِّتَاءِ وَ أَخَذَ عَلَى غَيْرِ الطَّرِيقِ مَخَافَةَ مُلُوكِ الشَّامِ وَ امْرَأَتَهُ حَامِلٌ لَأَ يَدْرِي أَلَيْلًا تَضَعُ أَمْ نَهَارًا مِنْهَا فِي السَّيْرِ لَا يَعْرِفُ طُرُقَهَا فَالْتَجَأَ السَّيْرُ إِلَى جَانِبِ الطُّورِ الْغَرْبِيِّ الْإِيْمَنِ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ مُثَلِّجَةٍ شَدِيدَةِ الْبُرْدِ۔

آپ جب مدین سے چلے تو بیوی اور مال وغیرہ ساتھ تھا اور سردی کا موسم تھا پھر آپ عام راستے سے علیحدہ روانہ ہوئے ملوک شام کے خوف سے اور آپ کی بیوی حاملہ تھیں اور یہ معلوم نہ تھا کہ رات بچہ ہو یا صبح آپ جنگل جنگل چلے اور راستہ معلوم نہ تھا چلتے چلتے کوہ طور کی طرف نکل آئے پھر رات اندھیری اور برف والی تھی سخت سردی تھی۔

ایک قول ہے: كَانَ لِغَيْرَتِهِ عَلَى حَرَمِهِ يَصْحَبُ الرَّفْقَةَ لَيْلًا وَ يُفَارِقُهُمْ نَهَارًا فَاضْلُ الطَّرِيقِ يَوْمَ مَا حَتَّى أَدْرَكَهُ اللَّيْلُ فَأَخَذَ امْرَأَتَهُ الطَّلُقَ فَقَدَحَ زَنْدَهُ فَاصْلَدَ فَنظَرَ فَإِذَا رَأَى نَارًا تَلُوحُ مِنْ بَعْدِ فَقَالَ امْكُثُوا۔

آپ بوجہ غیرت رات میں ساتھ رہتے اور دن میں علیحدہ رہ کر چلتے کہ راہ بھول گئے دن بھر چلتے رہے کہ شام ہو گئی کہ اچانک آپ کی بیوی کو درد زہ ہو گیا اور سردی نے پریشان کیا آپ نے آگ کے لئے دوڑ دھوپ کی کہ اچانک ایک طرف روشنی

نظر آئی جو دور تھی پھر فرمایا تم ٹھہرو میں نے روشنی دیکھی ہے۔

حَيْثُ قَالَ إِنْ نَسْتُ نَارَ الْعَالِيَاتِ لَأَتِيَنَّكُمْ مِنْهَا بِخَبْرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿١٥﴾۔

میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں اس سے خبر لاؤں راستہ کی یا چنگاری آگ کی تاکہ تم تاپ سکو۔

تَصْطَلُونَ۔ کے معنی تَسْتَدْفِنُونَ وَ تَنْسَخْتُونَ ہیں۔ گرمی حاصل کرنا اور سخت لینا۔

فَلَمَّا آتَاهَا نُودَىٰ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُّوسَىٰ إِنْ أَنَا اللَّهُ رَبُّ

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾۔ جب آیا موسیٰ ندادی گئی کنارہ سے داہنی طرف کے برکت والے حصہ سے درخت سے کہ اے موسیٰ میں رب

العالمین ہوں۔

بقعہ عربی میں قطعہ کو کہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ درخت عناب کا تھا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ درخت سمرہ تھا اور سمرہ عربی میں جھاؤ کے درخت کو کہتے ہیں۔

ابن جریج اور کلبی اور وہب رحمہم اللہ عو سب سے بتاتے ہیں اور عو سب عربی میں ایک درخت ہے جس کی اردو نہیں ملتی۔ اور قتادہ و

مقاتل رحمہما اللہ کہتے ہیں علیقہ تھا یہ نام توریت میں مذکور ہے۔

يُّوسَىٰ إِنْ أَنَا اللَّهُ۔ يَعْنِي اعْلَمْ يُّوسَىٰ إِنْ أَنَا اللَّهُ۔ جیسے سورہ نمل میں ہے نُودَىٰ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي

النَّارِ۔ اور سورہ ط میں ہے نُودَىٰ يُّوسَىٰ ﴿١٦﴾ إِنْ أَنَا رَبُّكَ۔

اب اس امر کی تحقیق کہ وہ ندا کیسی تھی یہ ہے

خَلَقَهُ اللَّهُ فِي الشَّجَرَةِ بِلَا إِتْحَادٍ وَ حُلُولٍ۔ یہ آواز درخت میں پیدا فرمائی گئی۔ اس سے اتحاد و حلول لازم

نہیں آتا۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ كَلَامَهُ النَّفْسِيَّ الْقَدِيمَ بِلَا صَوْتٍ وَ لَا

حَرْفٍ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی سنا جس میں نہ صوت ہوتی ہے نہ حرف۔

وَ هَذَا كَمَا تَرَىٰ ذَاتَهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِلَا كَيْفٍ وَ لَا كَيْفٍ۔ یہ ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات بلا کیف و کم دیکھنا۔

بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام بالوحی فرمایا لیکن ظاہر نص اس کے خلاف ہے اگر فاعلی فرمایا

جاتا تو یہ قول تسلیم ہو جاتا۔ نص میں ندا من جانب اللہ واضح ہے اور اسی وجہ میں آپ کلیم اللہ کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔

بنا بریں یہ قول مطابق ظاہر نص ہے اور یہی قابل ترجیح ہے۔ بَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ صَوْتًا دَالًّا عَلَىٰ كَلَامِهِ

تَعَالَىٰ بِلَا وَاسِطَةٍ مَلَكٍ أَوْ كِتَابٍ سَوَاءً كَانَ مِنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ لَكِنْ بِصَوْتٍ غَيْرِ مُكْتَسَبٍ لِلْعِبَادِ

عَلَىٰ مَا هُوَ شَأْنُ سَمَاعَتِهِ أَوْ مِنْ جَمِيعِ الْجِهَاتِ لِمَا فِي كُلِّ مَنْ خَرَقَ الْعَادَةَ۔ وہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے آواز مسموع فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی طرف دلالت کر رہی تھی اور یہ آواز بلا واسطت ملک اور کتاب کے تھی عام اس

کے کہ وہ آواز ایک جانب سے ہی آئی لیکن اس کی سماعت غیر مکتسب للعباد تھی اور وہ آواز ایسی تھی جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی شان

ہے یا وہ آواز ہر جہت سے آئی ہو بہر حال یہ خرق عادت سے مسموع ہوئی اور اس میں حکم ملا۔

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ۔ یہ کہ اے موسیٰ آپ اپنا عصا ڈال دیجئے۔

اس حکم کی تصریح دوسری جگہ اس طرح فرمائی: قَالَ أَلْقِهَا يَمُوسَى ۝ قَالَ لَقَّبَهَا۔ حکم ہوا اے موسیٰ اسے ڈال دو تو آپ نے ڈال دیا۔

فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا ۝ وَأَلَمْ يُعَقِّبْ

تو جب اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا کہ سانپ ہے تو پیٹھ دے کر چلے اور پلٹ کر نہ دیکھا تو حکم ہوا۔

يَمُوسَى أَقْبَلُ وَلَا تَخَفْ ۝ إِنَّكَ مِنَ الْأَمِينِينَ ۝ اے موسیٰ آگے بڑھو اور خوف نہ کرو تم امن میں ہو۔

اس لئے کہ اِنِّي لَا يَخَافُ لَدَى الْمُرْسَلُونَ۔ ہمارے بھیجے ہوئے نہیں ڈرا کرتے ان کے لئے ہر خوف سے امن ہوتا ہے پھر حکم ہوا:

أَسْأَلُكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ۔

داخل کرو اپنا ہاتھ اپنے کرتے کے گریبان میں نکلے گا سفید چمکتا بلا کسی تکلیف و مرض کے۔

جیب کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هُوَ فَتْحُ الْجُبَّةِ مِنْ حَيْثُ يُخْرَجُ الرَّأْسُ۔ جیب اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں سے سر نکالا کرتے ہیں اسے اردو میں گلایا گریبان کہتے ہیں۔

اور أَسْأَلُكَ کے معنی اَدْخِلْهَا لَكَہے ہیں۔ داخل کر اپنا ہاتھ۔

مِنْ غَيْرِ سُوءٍ۔ اِنِّي عَيْبٌ۔ یعنی وہ ہاتھ بغیر کسی مرض اور تکلیف کے نکلے گا۔ چونکہ اس وقت ان خارق عادات امور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام خوفزدہ تھے اور خوف کا اثر پہلے دل پر ہوتا ہے بنا بریں ان کو حکم ہوا:

وَاصْبِرْ لِيكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ۔ اور ملا لو اپنے سینہ سے اپنے دونوں ہاتھ خوف دور کرنے کو۔

آلوسی فرماتے ہیں اور زید سے ناقل ہیں: أَمَرَ سُبْحَنَهُ بِضَمِّ عَضْدِهِ وَ ذِرَاعِهِ وَ هُوَ الْجَنَاحُ إِلَى جَنْبِهِ لِيَخْفَ بِذَلِكَ فَرْعُهُ وَ مِنْ شَأْنِ الْإِنْسَانِ إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فِي وَقْتِ فَرْعِهِ أَنْ يُقْوَى قَلْبَهُ۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھنے کا حکم دیا اور وہ جناح یعنی بازو ہیں انسان کے دونوں پہلوؤں پر تاکہ جو گھبراہٹ اس اجنبی بات سے پیدا ہوگی وہ خفیف اور ہلکی ہو جائے اور عام طور پر انسان گھبراہٹ میں جب ایسا کر لیتا ہے تو اس کا دل قوی ہو جاتا ہے۔

رہب عربی میں خوف کو کہتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خَافَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُكُونَ حَدَثَ بِهِ سُوءٌ فَأَمَرَ سُبْحَنَهُ أَنْ يُعِيدَ يَدَهُ إِلَى جَنْبِهِ لِيَتَعَوَّذَ إِلَى حَالَتِهَا الْأُولَى فَيَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ سُوءًا بَلْ آيَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ موسیٰ علیہ السلام ایک نئی بات کے ظہور سے خوفزدہ ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اپنے ہاتھ سینہ پر رکھ لو تاکہ سکون پا کر اپنی پہلی حالت پر آجائیں اور سمجھ لیں کہ یہ کوئی تکلیف والی بات نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے نشانی ہے۔

قَدْ نَبَأَ بَرُّهَا لِنِ مِنْ رَبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

تو یہ دو معجزے اور برہان ہیں تمہارے رب کے فرعون کی طرف اور اس کی جماعت کے لئے بے شک وہ حدود ظلم سے



اور دائرہ عدوان و سرکشی سے تجاوز کر چکا ہے۔

قَدْ يَكُ اور قَدْ لِكَ ایک معنی میں مستعمل ہے۔

قَالَ الْمَبْرِدُ أَنَّهُ بَدَّلَ مِنْ لَامِ ذَلِكَ كَأَنَّهُمْ أَذْخَلُوهَا بَعْدَ نُونِ التَّشْبِيهِ ثُمَّ قَلَبَتِ اللَّامُ نُونًا لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ وَ أَدْغَمَتْ۔ مبرد کہتے ہیں ذلک کا لام نون تشبیہ میں گویا داخل کر دیا پھر لام کو نون سے بوجہ قرب مخرج بدل دیا اور ادغام کر دیا۔

اس حکم کو سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ③۳۔

عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے الہی مجھ سے ان کا ایک آدمی مارا گیا ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

اس گزارش سے آپ کی مراد طلب حفظ تھی اور تائید حق ابلاغ رسالت میں، نہ کہ حکم کی تعمیل سے معذوری اور یہ خیال یہود کا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ عرض کر کے تبلیغ رسالت سے استغناء دے دیا تھا۔ معاذ اللہ عزوجل بلکہ تائید ابلاغ رسالت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کی معیت بھی چاہی یہ ہمارے اعتقاد پر مزید مؤید ہے حَيْثُ قَالَ۔

وَ أَخِي هَارُونَ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ③۴۔

اور میرا بھائی ہارون از روئے زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اسے میرے ساتھ بھیج کر میرا مددگار بنا دے کہ وہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

رِدْءًا۔ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيْ عَوْنَا كَمَا رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ۔

اور ابو عبیدہ رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں اور عرف بتاتے ہیں: يُقَالُ رَدَّاتُهُ عَلَى عَدُوِّهِ أَعْنَتُهُ مِمَّنْ فِيهَا دُشْمَانٌ پراعت کی۔

ابو حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: الرِّدْءُ الْمُعِينُ الَّذِي يَشْتَدُّ بِهِ الْأَمْرُ۔ رِدْءًا اس معین کو کہتے ہیں جو کسی کے کلام کو مضبوط کرنے میں اعانت کرے۔ اور محاورہ بتاتے ہیں رَدَّاتُ الْحَائِطِ أَرْدَاءُ إِذَا وَعَمَّتْهُ بِخَشْبَةٍ لَيْلًا يَسْقُطُ۔ دیوار کو میں نے قوت دی جبکہ اسے لکڑیوں تھونیوں سے روک دیا جائے کہ وہ گرے نہیں۔

أَفْصَحُ مِنِّي۔ مجھ سے زیادہ صاف زبان ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ ہارون علیہ السلام کی زبان صاف تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک میں لکنت تھی یہ لکنت زبان مبارک میں فرعون کے یہاں آگ اٹھانے اور زبان سے لگانے کی وجہ میں تھی جس کا واقعہ کسی جگہ مفصل آچکا ہے۔ يُصَدِّقُنِي۔ وہ میری تصدیق کریں گے۔

أَيْ يَفْحَصُ بِلِسَانِهِ الْحَقَّ وَ يَبْسُطُ الْقَوْلَ فِيهِ وَ يُجَادِلُ بِهِ الْكُفَّارَ۔ یعنی وہ خلاصہ کر کے بیان کر سکیں گے کہ یہ پیام حق ہے اور اپنے بیان کو واضح کر کے کفار سے پورا مقابلہ کریں گے اس لئے کہ

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ③۴۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ جھٹلائیں گے۔

اور یہ تصدیق ایسی ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ کی تصدیق انبیاء کرام کے حق میں معجزات وغیرہ سے ہے اس پر جناب باری تعالیٰ

عزاسمہ کی طرف سے بشارت قبولیت ملی چنانچہ۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مُلْكًا مِثْلَ مُلْكِ لُوطٍ أَفَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

الغالبُونَ ﴿۱۵﴾۔ ارشاد ہوا عنقریب ہم مضبوط کریں گے تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ساتھ اور کر دیں گے تمہیں غالب فرعون پر تو وہ تم تک نہ پہنچ سکے گا اور تم اور تمہارے قبیح غالب ہی رہیں گے۔

اس آیت کریمہ میں چار بشارتیں دی گئیں۔

پہلی یہ کہ تمہارے بھائی ہارون تمہارے قوت بازو کئے جائیں گے اور انہیں رسالت ملے گی۔

دوسرے تمہیں فرعونوں پر مسلط کر کے غلبہ ملے گا۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ نَجْعَلُ لَكَ مُلْكًا مِثْلَ مُلْكِ لُوطٍ عَظِيمًا وَ

غَلَبَةً فرما رہے ہیں۔

تیسرے لشکر فرعون وہاں تمہارا تعاقب کرے گا مگر وہ تم تک نہ پہنچ سکے گا بلکہ غرق دریا ہوگا اور تم قلمزم نیل سے پار ہو جاؤ

گے۔

چوتھے یہ کہ اس کے غرق کے بعد تم ہی سب پر غالب رہو گے۔

چنانچہ یہ چاروں بشارتیں پوری ہوئیں اور موسیٰ علیہ السلام بعد غرق فرعون مصر و شام پر حکمران رہے پھر اس کے بعد کا

واقعہ اجمالاً ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرَىٰ وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا

الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾۔ جب موسیٰ ہماری نشانیاں لے کر فرعون اور فرعونوں میں آئے تو یہ بیضا اور عصا کی شانیں دیکھ کر بولے یہ کیا ہے سوائے گھڑے ہوئے جادو کے اور ہم نے اپنے پہلے آباء و اجداد میں بھی یہ تعلیم نہ سنی۔

افتراء کہتے ہیں ایسی بات کو جو اس سے پہلے نہ ہو اور مادی طور پر پیش کیا جائے یا وہ جادو جسے ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی

طرف منتسب کیا جائے

اور ایک قول ہے: الْإِفْتِرَاءُ التَّمْوِينُ أَيُّ هُوَ سِحْرٌ مُّمَوَّءٌ لَا حَقِيقَةَ لَهُ كَسَائِرِ أَنْوَاعِ السِّحْرِ اور

وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾۔ سے یہ مراد ہے کہ باپ دادا سے جو طریقہ ہمارا چلا آتا ہے اس سے یہ تعلیم

انوکھی ہے جو ہم نے کسی سے نہ سنی تو ایسی انوکھی تعلیم کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے اس کا جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیا:

قَالَ رَبِّي آتَانِي مِنَ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۷﴾۔

فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لایا اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہوگا بے شک ظالم مراد کو

نہیں پہنچتے۔

یعنی جو حق پر ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور اسے بھی جانتا ہے جس کے لئے دار آخرت ہے

اور وہ وہاں کی نعمتوں سے اور وہاں کی رحمتوں سے نوازا جائے گا اور یہ بھی اسی کا قانون ہے کہ ظالم، مشرک، بے دین، کافر کے

لئے آخرت کی فلاح میسر نہیں۔

یہ سن کر فرعون نے سوچا کہ موسیٰ جس خدا کی طرف مجھے بلا رہا ہے اسے دیکھنا تو چاہئے کہ وہ کیسا ہے چونکہ یہ مادہ پرست

مادہ پرستوں کا معبود بنا ہوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے لئے مادیات کو ہی ذریعہ بنانے کی تجویز کی۔ چنانچہ  
 وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَهَامُنُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي  
 صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَى إِلَهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ③۔

اور فرعون بولا اے میرے درباریو میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان (وزیر فرعون) میرے  
 لئے پکا مٹی کا گارا پھر ایک محل بنانا کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں اور بے شک میں گمان کرتا ہوں موسیٰ کو جھوٹا۔  
 اَوْقِدْ صِغَةً امْرِي وَوَقْدٌ مِنْ يَدِي دَهْكَا اور حاصل معنی ہوئے اصْنَعْ لِي اجْرًا میرے لئے اینٹیں بنایا پکا اس سے قبل  
 اینٹ کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔

فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا۔ تو کر میرے لئے صرح یعنی بناءِ مكشوف یا بلند محل۔

لَعَلِّي أَطَّلِعُ۔ تاکہ میں دیکھوں ائی اَطَّلِعُ وَاَصْعَدُ اور چڑھوں اس بلند عمارت پر۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانَهُ يُؤْهِمُ قَوْمَهُ أَنَّهُ تَعَالَى لَوْ كَانَ كَمَا يَقُولُ مُوسَى لَكَانَ جِسْمًا فِي  
 السَّمَاءِ كَوْنِ الْأَجْسَامِ فِيهَا يُمَكِّنُ الرَّقِيَّ إِلَيْهِ۔ گویا وہ اس وہم میں تھا کہ موسیٰ جس کو خدا کہتے ہیں وہ ضرور جسم ہوگا  
 جس کا مقام آسمان میں ہے جیسے عام جسمانی لوگ دنیا میں رہتے ہیں تو بلند عمارت پر چڑھنے سے اس تک پہنچنا ممکن ہوگا۔  
 وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ③۔ اور میں تو اسے یعنی موسیٰ کو جھوٹا گمان کرتا ہوں۔

ابن منذر ابن جریر رحمہما اللہ سے راوی ہیں: قَالَ فِرْعَوْنُ أَوَّلُ مَنْ أَمَرَ بِصِنْعَةِ الْأَجْرِ وَبِنَاءِهِ ۝۔ سب سے  
 پہلے فرعون نے اینٹ بنانا جاری کیا اور اس سے عمارت مکمل کرنا۔

اور حضرت قتادہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَنْ طَبَخَ الْأَجْرَ وَصَنَّعَ لَهُ الصَّرْحُ فِرْعَوْنُ۔

سب سے پہلے جس نے اینٹ پکائی وہ فرعون ہے اور سب سے پہلے اینٹوں کا محل بھی فرعون نے بنایا۔

اور ابن ابی حاتم سدی رحمہما اللہ سے راوی ہیں: قَالَ لَمَّا بُنِيَ لَهُ الصَّرْحُ ارْتَقَى فَوْقَهُ فَأَمَرَ بِنَشَابَةِ فَرْمِي  
 بِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَرُدَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ مُتَلَطِّخَةٌ دَمًا فَقَالَ قَتَلْتُ إِلَهَ مُوسَى۔ جب فرعون نے وہ بلند محل بنا لیا تو  
 اس پر چڑھا اور حکم دیا تیر مارنے کا تو وہ تیر خون میں بھرا ہوا واپس آیا تو کہنے لگا میں نے موسیٰ کے خدا کو قتل کر دیا ہے۔

بہر حال قدرت نے اس واہمہ کو مضبوط کر دیا تاکہ اس کی ہلاکت کی وجہ جواز واضح ہو جائے۔

یابہ کہ تحقیقات جدیدہ میں ستاروں میں بھی آبادیاں ہیں ممکن ہے وہ تیر کسی ستارے کی آبادی کے کسی ذی جان کو لگ گیا

ہو اور یہ بلید الذہن مادہ پرست اپنے وہم میں اور پختہ ہو گیا ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاسْتَكْبَرُوا وَجُنُودُهُمْ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمُ الْبَيْنَاتُ يُرْجَعُونَ ④۔

فرعون نے تکبر کیا اور اس کے لشکر نے ناحق زمین میں اپنے کو بلند سمجھ لیا اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف واپس نہ لوٹیں

گے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ استکبار سوائے ذات واجب تعالیٰ شانہ کے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ حدیث قدسی میں ہے

الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِظْمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَارَعَنِي وَاحِدًا مِنْهَا الْقَيْتُهُ فِي النَّارِ۔ تکبر اور بلندی میری چادر ہے



اور عظمت و حشمت میرا ستر ہے تو جو میرے ساتھ اس میں نزاع کرے میں اسے آگ میں ڈال دیتا ہوں چنانچہ ارشاد ہے:

فَأَخَذْنَاهُ وَجُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعُونَ إِلَى الْكُفْرِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ۝ وَأَتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝

تو پکڑا ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو تو پھینک دیا ہم نے انہیں دریا میں تو اے محبوب دیکھو کیا حشر ہوا ظالموں کا اور کیا ہم نے انہیں پیشوا کہ بلائیں جہنم کی طرف اور قیامت کے دن وہ مدد نہ کئے جائیں گے اور پیچھے لگا دی ہم نے ان کے اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن وہ منہ جھلے اور سیاہ رو ہیں۔

فَنَبَذْنَا هُمُ أَيُّ الْقَيْنَاهُمْ وَأَعْرَفْنَاهُمْ۔ عربی میں نبد کہتے ہیں القاء شے حقیر کو یعنی بے کار چیز کے پھینک دینے کو۔

فَانظُرْ میں حضور ﷺ سے مخاطبہ ہے یعنی فَانظُرْ يَا مُحَمَّدُ وَبَيْنَهَا لِلنَّاسِ۔ ملاحظہ فرمائیں اور لوگوں پر ظاہر کریں کہ ان ظالموں کا کیا انجام ہوا۔

وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً۔ اور کیا ہم نے انہیں گمراہوں کا امام جو ایسے اعتقاد و اعمال کی طرف بلاتے ہیں جو موجب جہنم سے ہیں۔

اور لَا يُنصَرُونَ۔ دفع عذاب میں کسی پہلو سے ان کی مدد نہ ہوگی۔

اور دنیا میں لعنت ان پر رہے گی خلف و سلف سب ہی انہیں ملعونین و مطرودین کہیں گے۔

مَقْبُوحِينَ۔ کے معنی دھتکارے گئے دور کئے گئے بھی ہیں اور

اور جنت سے دور کئے گئے بھی ہیں۔

انفش کے نزدیک مقبوحین مہلکین کے معنی دیتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: أَيُّ مِنَ الْمَشْهُوهِينَ فِي الْخَلْقَةِ بِسَوَادِ الْوُجُوهِ وَرَاقَةِ الْعُيُونِ۔

جھلے ہوئے سیاہ رو ہوں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَلَقَ اللَّهُ يَحْيَىٰ بَنَ زَكَرِيَّا فِي بَطْنِ أُمِّهِ مُؤْمِنًا وَ خَلَقَ فِرْعَوْنَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ كَافِرًا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کے صاحبزادے حضرت یحییٰ کو ماں کے پیٹ سے مومن پیدا کیا اور فرعون کو ماں کے بطن سے نکالا مگر کافر ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ قصص۔ پ ۲۰

اور بے شک عطا کی ہم نے موسیٰ کو کتاب بعد اس کے کہ اگلی جماعتیں ہم نے ہلاک کیں یہ لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت و رحمت تاکہ وہ نصیحت مانیں

اور تم طور کی غربی جانب حاضر نہ تھے جبکہ ہم نے حکم دیا موسیٰ کو رسالت کا اور نہیں تھے تم اس وقت حاضر

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَ رَحْمَةً لِّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝

لیکن ہوا یہ کہ ہم نے پیدا کیں سنگتیں تو ان کی عمریں لمبی ہوئیں اور تم نہ تھے مقیم اور نہ تھے اہل مدین میں مقیم ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے لیکن ہم رسول بنانے والے تھے

اور نہ تھے آپ جانب طور جب ہم نے ندا دی لیکن ان پر رحمت ہے ہماری کہ تمہیں یہ غیبی باتیں بتائیں تاکہ تم ڈر سناؤ اس قوم کو جن کے پاس نہ آیا کوئی ڈر سنانے والا تم سے پہلے تاکہ انہیں نصیحت ہو

اور اگر نہ ہوتا یہ کہ نہ پہنچتی انہیں مصیبت ان کی کرنیوں کے سبب تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تو پیروی کرتے ہم تیری آیتوں کی اور ہوتے ہم ایمان والے

تو جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے بولے کیوں نہ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا کیا نہیں کفر کیا انہوں نے اس سے جو موسیٰ کو دیا گیا پہلے بولے دو جادو ہیں ایک دوسرے کی مدد کو اور بولے ہم دونوں کے منکر ہیں فرما دیجئے تو لے آؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس سے جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو

تو اگر وہ آپ کا فرمان نہ مانیں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں کے پیرو ہیں اور کون ہے اس سے بڑھ کر گمراہ جو خواہشات کا پیرو ہو اللہ کی ہدایت سے جدا بے شک اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالم لوگوں کو

### حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

و۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	اتَيْنَا۔ دی ہم نے	مُوسَىٰ۔ موسیٰ کو
الْكِتَابِ۔ کتاب	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے کہ	أَهْلَكْنَا۔ ہلاک کئے ہم نے
الْقُرُونِ۔ زمانے	الْأُولَىٰ۔ پہلے	بَصَائِرَ۔ دکھانے والی راہ	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کو
و۔ اور	هُدًى۔ ہدایت	و۔ اور	رَحْمَةً۔ رحمت

وَلَكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَابِتًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٣٥﴾

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْنَا دِينًا وَلَكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٣٦﴾

وَلَوْ لَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنُتَّبِعَ آيَاتِكَ وَ نَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٧﴾

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۗ أَوْ لَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۗ قَالُوا سِحْرَانِ تَظْهَرَانِ ۗ وَقَالُوا إِنَّا بِكُمْ لَكَافِرُونَ ﴿٣٨﴾

قُلْ فَاتَّبِعُوا كِتَابَ اللَّهِ هُوَ هُدًى مِّنْهُمَا آتَّبِعُهُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٩﴾

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۗ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾

مَا نَهَى	وَأُورِثُوا	يَتَذَكَّرُونَ - نصیحت لیں	وَأُورِثُوا	لَعَلَّهُمْ - تاکہ وہ
إِذْ - جبکہ	الْغُرَبَى - غریب کے	بِجَانِبِ - طرف	بِجَانِبِ - طرف	كُنْتُمْ - تھاتو
الْأُمْرَ - رسالت کا	مُوسَى - موسیٰ کی	إِلَى - طرف	إِلَى - طرف	قَضَيْنَا - حکم بھیجا
مِنَ الشَّاهِدِينَ - حاضر	كُنْتُمْ - تھاتو	مَا نَهَى	مَا نَهَى	وَأُورِثُوا
أَنْشَأْنَا - پیدا کئے ہم نے	لَكِنَّا - لیکن	وَأُورِثُوا	وَأُورِثُوا	لَوْ كُنَّا - لو کہ ہم
الْعُمُرَ - زندگی	عَلَيْهِمْ - ان پر	فَتَطَاوَلْ - تو لمبی ہوئی	فَتَطَاوَلْ - تو لمبی ہوئی	قُرُونًا - زمانے
ثَاوِيًا - ٹھہرنے والا	كُنْتُمْ - تھاتو	مَا نَهَى	مَا نَهَى	وَأُورِثُوا
تَتَلَّوْا - پڑھتا	مَدِينٍ - مدین کے	أَهْلِ - اہل	أَهْلِ - اہل	فِي - بیچ
لَكِنَّا - لیکن	وَأُورِثُوا	إِلَيْنَا - ہماری آیتیں	إِلَيْنَا - ہماری آیتیں	عَلَيْهِمْ - ان پر
مَا نَهَى	وَأُورِثُوا	مُرْسِلِينَ - بھیجنے والے	مُرْسِلِينَ - بھیجنے والے	كُنَّا - ہم ہیں
إِذْ - جب	الطُّورِ - طور کی	بِجَانِبِ - جانب	بِجَانِبِ - جانب	كُنْتُمْ - تھاتو
رَّحْمَةً - رحمت	لَكِن - لیکن	وَأُورِثُوا	وَأُورِثُوا	نَادَيْنَا - ہم نے پکارا
مَا نَهَى	قَوْمًا - اس قوم کو کہ	لِئْتَذِرُوا - تاکہ تو ڈرائے	لِئْتَذِرُوا - تاکہ تو ڈرائے	مِنْ رَبِّكَ - تیرے رب کی
لَعَلَّهُمْ - تاکہ وہ	مِنْ قَبْلِكَ - تجھ سے پہلے	مَنْ نَذِيرٍ - ڈرانے والا	مَنْ نَذِيرٍ - ڈرانے والا	أَتَاهُمْ - آیا ان کے پاس
أَنْ - یہ کہ	لَوْلَا - اگر نہ ہوتا	وَأُورِثُوا	وَأُورِثُوا	يَتَذَكَّرُونَ - نصیحت پکڑیں
قَدَّمْتُ - آگے بھیجا	بِهَا - بسبب اس کے جو	مُصِيبَةٌ - مصیبت	مُصِيبَةٌ - مصیبت	تُصِيبُهُمْ - پہنچتی ان کو
أَرْسَلْتُ - بھیجا تو نے	لَوْلَا - کیوں نہ	فَيَقُولُوا - تو کہتے	فَيَقُولُوا - تو کہتے	أَيُّدِيهِمْ - ان کے ہاتھوں نے
إِلَيْكَ - تیری آیتوں کی	فَنَتَّبِعَ - تو پیروی کرتے ہم	رَأْسُولا - رسول	رَأْسُولا - رسول	إِلَيْنَا - ہماری طرف
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - ایمان والوں سے	وَأُورِثُوا	نَكُونُ - ہوتے ہم	نَكُونُ - ہوتے ہم	وَأُورِثُوا
الْحَقُّ - حق	هُمْ - ان کے پاس	جَاءَ - آیا	جَاءَ - آیا	فَلَمَّا - تو جب
لَوْلَا - کیوں نہ	قَالُوا - بولے	مِنْ عِنْدِنَا - ہماری طرف سے	مِنْ عِنْدِنَا - ہماری طرف سے	أُوتِيَ - دیا گیا
أُوتِيَ - دیا گیا	مَا - اس کے جو	مِثْلَ - مثل	مِثْلَ - مثل	مُوسَى - موسیٰ کو
يَكْفُرُوا - انکار کیا انہوں نے	لَمْ - نہ	أَوْ - کیا	أَوْ - کیا	بِهَا - اس کا جو
مِنْ قَبْلُ - پہلے سے	مُوسَى - موسیٰ کو	أُوتِيَ - دیا گیا	أُوتِيَ - دیا گیا	قَالُوا - بولے
وَأُورِثُوا	تَظَهَرَا - مددگار آپس میں	سِحْرَانِ - دو جادو ہیں	سِحْرَانِ - دو جادو ہیں	قَالُوا - بولے
كُفْرًا - انکار کرتے ہیں	بِحُكْمٍ - ہر ایک کا	إِنَّا - ہم	إِنَّا - ہم	قَالُوا - بولے
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ - اللہ کی	بِكِتَابٍ - کوئی کتاب	فَأْتُوا - لاؤ	فَأْتُوا - لاؤ	قُلْ - کہو
أَهْدَى - زیادہ ہدایت والی ہو	أَهْدَى - زیادہ ہدایت والی ہو	هُوَ - کہ وہ	هُوَ - کہ وہ	طَرَفٍ - طرف سے



مِنْهُمْكَ۔ ان دونوں سے	اتَّبِعْهُ۔ میں اس کی پیروی کروں	إِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	صِدِّقِينَ۔ سچے	لَمْ۔ نہ
يَسْتَجِيبُوا۔ قبول کریں	لَكَ۔ تیری بات	أَنْتُمْ۔ اس کے سوا نہیں
يَتَّبِعُونَ۔ پیروی کرتے ہیں	أَهْوَاءَ۔ خواہشوں	و۔ اور
مَنْ۔ کون	أَصْلُ۔ زیادہ گمراہ ہے	اتَّبِعْ۔ جو پیروی کرے
هُوَ۔ اپنی خواہش کی	بِغَيْرِ۔ بغیر	مِنْ اللَّهِ۔ اللہ سے
إِنَّ۔ بے شک	اللَّهُ۔ اللہ	يَهْدِي۔ ہدایت دیتا
الْقَوْمِ۔ قوم	الظَّالِمِينَ۔ ظالم کو	لَا۔ نہیں

### خلاصہ تفسیر رکوع پانچواں - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ  
يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۳﴾ - بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی بعد اس کے کہ ہلاک کر چکے ہم پہلی جماعتوں کو وہ کتاب لوگوں کے  
لئے بینائی اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ سمجھیں۔

اس بیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی قوموں کا تذکرہ فرما کر بتایا کہ جیسے عاد و ثمود کی ہلاکت کے بعد ہم نے خلق  
کی راہنمائی کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ایسے ہی اے محبوب آپ کو قرآن کریم عطا فرما کر مبعوث کیا۔  
موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا، عصا جیسے معجزات دے کر تورات عطا کی آپ کو تمام اختیارات کے ساتھ فائز فرما کر قرآن  
دیا۔ آپ شق قمر بھی فرما سکتے ہیں، رجعت شمس بھی کر سکتے ہیں، مردہ گاوہ کو زندہ کر کے کلمہ پڑھوا سکتے ہیں، کنکریوں سے تسبیح کرا  
سکتے ہیں غرضکہ

سَلَكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ هُنُقَ الْقَمَرُ بِإِشَارَتِهِ

آپ کے اختیارات میں سے ہے اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے بعد گمراہی کا ایک زمانہ گزر گیا ان سے پہلے بھی  
ایک زمانہ گزر گیا تھا۔ ہم نے ان سب کا بیان آپ پر ظاہر فرما دیا۔ حالانکہ

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۳۴﴾ وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا  
فَتَطَاوَلْ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ شَاوِيئًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتَلَوُا عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿۳۵﴾ وَمَا  
كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَتْهُمْ مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ  
يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۶﴾

اور اے محبوب آپ نہیں تھے غربی جانب طور پر جبکہ ہم نے نبوت کا حکم دیا تھا موسیٰ کے لئے اور نہیں تھے آپ ان کو دیکھنے  
والے لیکن ہم نے بہت سی سنگتیں پیدا کیں تو ان پر عمریں دراز گزر گئیں اور نہیں تھے آپ ان کے بعد مدین والوں میں جو انہیں  
ہماری آیتیں سناتے تھے لیکن ہم رسول بھیجتے رہے اور نہیں تھے آپ اس وقت جب ہم نے طور پر ایک جانب سے ندا دی لیکن

یہ ہماری رحمت ہے کہ آپ کو سب حال معلوم ہوا تا کہ آپ اس قوم کو تنبیہ کریں جس کے پاس آپ سے قبل کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

آیات بینات میں نہایت نفیس پہلو سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ موقع پر موجود ہونے والا جو کچھ بیان کرتا ہے وہ مشاہدہ ہے اور جو موقع پر موجود نہ ہو اور پھر سب کچھ من و عن بیان کر دے وہ علم غیب کے سوا اور کچھ نہیں اسی وجہ میں کلام الہی عزوجل کو بھی بَصَائِرٍ لِلنَّاسِ فرمایا۔ اور تَبَيَّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ عَشِيِّ اس کو بتایا۔

چنانچہ جاہل اور اہل جاہلیت پر واضح فرما کر ہمارے حبیب جانب غربی میں نہ تھے جہاں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی لیکن وہ تمام حال سنا رہے ہیں۔

جانب غرب سے مراد وہ طور کی وہ وادی ہے جو عرب کی غربی سمت پر واقع ہے۔ تو فرمایا تم وہاں نہیں تھے۔ اور  
وَمَا كُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۱۱﴾۔ نہ آپ اس تمام کے دیکھنے والوں میں تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ اس جگہ موجود بھی نہ تھے اور اگر موجود ہوتے تو ان واقع کو نہ دیکھ سکتے لیکن عہد موسیٰ سے آپ کے زمانہ تک ہم نے بہت سے قرن پیدا فرمائے۔ اور  
فَقَطَّوْا لِعَلَيْهِمُ الْعُرُوءَ۔ بعد زمانہ کی وجہ سے پہلے علوم اور شرائع معدوم ہو گئے تھے تو قوم کی اصلاح کے لئے ہم نے تمہیں بھیجا۔

### تحقیق لفظ قرن

عربی میں قرن سینگ کو بھی کہتے ہیں اور زمانہ کو بھی۔ آیہ کریمہ دوسرے معنی یعنی زمانہ کے لئے ہے۔  
اور قرن کی مدت میں دو قول ہیں:

ایک قول ہے کہ بارہ سال کو قرن کہتے ہیں۔

ایک قول ہے کہ بارہ سال سے زائد کو قرن کہتے ہیں۔

ہندی میں قرن کا ترجمہ جگ ہے محاورہ میں بولتے ہیں اس پر کئی جگ بیت گئے یعنی مدتیں گزر گئیں تو جہاں قرآن کریم میں  
مِثْلَ مَا كُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ اور نہیں تھے آپ ان میں مقیم اہل مدین میں شَاوِيًّا کے معنی مقیم ہیں گویا ارشاد

ہے کہ اے محبوب آپ ان میں مقیم نہ تھے لیکن آپ اہل مدین کے حالات بھی انہیں یعنی اہل مکہ کو سنا رہے ہیں۔

وَمَا كُنْتُمْ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا۔ اور آپ کوہ طور پر بھی نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ندا دی۔

وَلَكِنْ رَحْمَةً مِنَّا لِيَتَذَكَّرَ أُولَئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۱۱﴾۔

لیکن یہ رحمت ہے تمہارے رب کی تا کہ تم اس قوم کو ڈراؤ جس کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

یعنی ہماری رحمت سے آپ پر تمام غیبی امور منکشف ہوئے اور آپ قوم کو فرمانے لگے کہ فَاَنظُرْ إِلَيْهَا وَالْإِلٰهِي

مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا نَنْظُرُ إِلَىٰ كَفِّيٰ هٰذِهِ۔ میں تمام دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں ہوگا

ایسے جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنُنَبِّئَكَ  
وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٠﴾ - اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر مصیبت نازل ہو جائے ان کے اپنے ہی بد اعمال کے سبب تو  
کہتے اے ہمارے رب ہمارے پاس تو نے کیوں رسول نہ بھیجے کہ ہم اتباع کرتے تیرے حکموں کا اور مومن ہو جاتے۔

لَوْلَا کلمہ شرط ہے اَنْ تُصِيبَهُمْ میں اَنْ مصدر یہ ہے تو اس کی عبارت یوں ہوئی: لَوْلَا اَصَابَتْهُ الْمُصِيبَةُ عَلَيْهِمْ  
بِسَبَبِ مَا اَىْ اَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ قَدَّمَتْ وَالْعَائِدُ مَحذُوفٌ اَىْ اَعْمَالٍ كَسَبُوَهَا فَيَقُولُوا - اور ف تفریع یا تعقیب  
کے لئے ہے پورے جملہ سے یعنی لَوْ وَقَعَ عَلَيْهِمُ الْمُصِيبَةُ بِاَعْمَالِهِمْ لَقَالُوا رَبَّنَا - الخ یہ تمام جملے چیز شرط میں  
ہیں اور جواب محذوف ہے یعنی ارشاد ہے کہ ہم رسول اس لئے ہی بھیجتے ہیں کہ جب لوگ۔

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا اُوتِيَ مِثْلَ مَا اُوتِيَ مُوسَىٰ ۗ

جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے تو کہتے ہیں کیوں نہ ملا انہیں موسیٰ علیہ السلام کی مثل۔

یعنی جب ان کے پاس دین حق آیا تو اس میں شبہات کرنے لگے اور بولے لَوْلَا اُوتِيَ الخ اس رسول کے معجزے ویسے  
کیوں نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے۔ یعنی عصا کا سانپ بن جانا بیضا کا روشن ہونا اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے:

اَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا اُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۗ قَالُوا سِحْرَانِ تَظْهَرَا ۗ وَقَالُوا اِنَّا بِكُمْ لَكَافِرُونَ ﴿٤١﴾ -

کیا نہیں کفر کیا اس سے جو موسیٰ کو دیا گیا پہلے اسے بھی تو کہا تھا یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں  
اور بولے ہم سب کے ساتھ منکر ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہود مدینہ کے کہنے سے قریش بولے کہ موسیٰ کی مانند آپ معجزات کیوں نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف  
سے جواب دیا گیا کہ موسیٰ کو کب ان لوگوں نے مانا تھا انہیں بھی تو جادوگر بتایا تھا اور صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تو ان دونوں بھائیوں  
کے خلاف ہیں۔

اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ توریت اور قرآن کریم دونوں سے ہم کفر کرتے ہیں یا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے کفر کرتے  
ہیں۔

سِحْرَانِ - مبالغہ پر محمول ہوگا جیسے زَيْدٌ عَدْلٌ اور تَظْهَرَا کے معنی باہمی مدد کرتے ہیں۔

حالانکہ ایک دلیل واضح یہ بھی ہے کہ

ہر انسان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے حتیٰ کہ ماں کے پیٹ  
سے نکلتے ہی بچہ کے لئے دودھ ماں کی چھاتیوں سے پیدا فرماتا ہے۔ خشک سالی میں بارش کر کے سبزہ زار کرتا ہے۔ پرندوں کو  
پر۔ درندوں کو چیر پھاڑ کے لئے کیلے اور بچہ عطا کرتا ہے۔ انسان کو بتیس دانت چبانے اور کھانے کے لئے بخشا ہے۔ اس کی  
اصلاح اخلاق اور انجام میں آخرت کی نجات کے لئے رسول اور کتاب عطا فرماتا ہے یہ سب کچھ اس کے سوا کون ہے جو دیتا  
ہے۔ چنانچہ حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ

قُلْ فَاَتُوبُ اِكْتِثِبُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعُهُ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ ﴿٤٢﴾ -

فرمادے اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو خدا کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ان دونوں سے (یعنی توریت اور



قرآن سے) ہدایت میں بڑھ کر ہو تو میں اس کا اتباع کروں گا۔

یعنی کوری باتیں بنانے اور بے معنی باتیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں اگر تم انبیاء کرام کی ہدایت اور تورات و انجیل غیر محرف کے مقابلہ میں یا قرآن کریم کے مقابلہ میں ایسی کتاب پیش کر سکتے ہو تو لاؤ لیکن لایا تون بہشلہ۔ ہرگز اس کی مثل نہ لاسکو گے۔

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا يُؤْتُونَكَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّا اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾

تو اگر وہ آپ کا فرمان نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشات کے تابع ہیں اور ان سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو بے شک اللہ ایسے ظالموں کو قبول ہدایت کی راہ نہیں دیتا۔ یعنی ہٹ دھرم بے انصافوں کو قبول ہدایت کی توفیق اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔

### مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٠﴾

اور بے شک ہم نے عطا کی موسیٰ کو کتاب بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جس میں دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں لوگوں کے لئے تھیں اور ہدایت و رحمت تاکہ وہ نصیحت مانیں۔

الکتاب سے مراد تورات ہے اور اہلاک قرون الاولیٰ سے مراد اقوام نوح و ہود اور صالح و لوط علیہم السلام ہیں۔ تو گویا مقصود بیان یہ ہے کہ قرون ماضیہ کی مذکورہ اقوام کی ہلاکت کے بعد اختلاف نظام عالم اور فساد احوال امم کا متقاضی تھا کہ ہماری طرف سے نبی الانبیاء امام الامم مالک رقاب عالم کی بعثت ہو۔ کہ ان کی برکت سے بصائر قلوب انوار ہدایت سے روشن ہوں تاکہ وہ حقیقت حقہ کا مشاہدہ کریں اور حق و باطل میں انہیں تمیز آئے۔

چنانچہ بصیرت اور بصارت اور بصائر سے مراد وہ نور قلب مراد ہے جس سے انکشاف حقیقت ہو جیسے بصر نور چشم کے لئے مستعمل ہے۔ چنانچہ تعلیم الاسلام اور نور قرآن کے بعد ایک مسلمان کو کسی غیر کی تعلیم لینے اور اس کی تبلیغ سننے کی قطعی ممانعت ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث ہے:

إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَوَامِعِ كُتُبِهَا مِنَ التَّوْرَةِ لِيَقْرَأَهَا وَيَزِدَادَ عِلْمًا إِلَىٰ عِلْمِهِ فَغَضِبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّىٰ عُرِفَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا لَمَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي فَرَمَنِي بِهَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ يَدِهِ وَنَدِمَ عَلَيَّ ذَلِكَ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تاکہ تورات سے کچھ حاصل فرما کر اپنی معلومات بڑھائیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غضب ناک ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرہ اقدس سے جان لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر موسیٰ اس وقت ہوتے تو یقیناً انہیں میری اتباع کے بغیر کوئی گنجائش نہ ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مجموعہ ہاتھ سے پھینک دیا اور اس پر اپنی شرمندگی کا اعتراف کیا۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں: إِنَّ غَضَبَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ لِمَا أَنَّ التَّورَةَ الَّتِي بَايَدِي الْيَهُودِ إِذْ ذَاكَ كَانَتْ مُحَرَّفَةً وَ فِيهَا الزِّيَادَةُ وَالنَّقْصُ وَلَيْسَتْ عَيْنُ التَّورَةِ الَّتِي أَنْزَلْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب ناک ہونا اس وجہ میں تھا کہ توریت جو یہود کے ہاتھ میں ہے وہ محرف ہے اور اس میں زیادتی و نقصان اس درجہ ہے کہ وہ صحیح توریت جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی وہ نہیں رہی تھی۔

وَ كَانَ النَّاسُ حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ فَلَوْ فَتِحَ بَابُ الْمُرَاجَعَةِ إِلَى التَّورَةِ وَ مُطَالَعَتِهَا فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ لَأَدَّى إِلَى فَسَادٍ عَظِيمٍ فَالْتَهَى عَنْ قِرَاءَتِهَا حَيْثُ الْإِسْلَامُ حَدِيثٌ وَالْخُرُوجُ عَنِ الْكُفْرِ جَدِيدٌ. اور لوگ نئے نئے کفر سے اسلام میں آئے تھے تو اگر مراجعت الی التوراة کا دروازہ کھول دیا جاتا اور اس کے مطالعہ کی اجازت اس زمانہ میں مل جاتی تو بڑا فساد پھیل جاتا بنا بریں تلاوت توریت کی نفی بایں وجہ مناسب بھی تھی کہ من حیث الاسلام وہ نئے تھے اور من حیث الخروج عن الکفر بھی جدید تھے۔

اور قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّورَةِ فَاتْلُوهَا إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ جو ارشاد ہے وہ اس وقت کا ہے جبکہ اہل کتاب کے علماء میں سے مثل عبد اللہ بن سلام اور کعب احبار مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے تو اس وقت اگر یہودی کچھ غلط بیان کرتے تو یہ اس کا جواب دے سکتے تھے اور ان کا مقابلہ یہودی نہیں کر سکتے تھے۔

اسی بنا پر تحفۃ المحتاج میں ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يُحْرَمُ عَلَى غَيْرِ عَالِمٍ مُتَّبِعٍ مُطَالَعَتَهُ نَحْوُ تَوْرَةِ عِلْمٍ تُبَدِّلُهَا أَوْشَكٌ فِيهِ وَ هُوَ أَقْرَبُ إِلَى التَّحْقِيقِ وَمَنْ سِيرَ التَّورَةَ الَّتِي بَايَدِي الْيَهُودِ الْيَوْمَ أَوْ أَكْثَرَهَا مُبَدَّلًا لَا تَوَافُقَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ مَا فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ أَصْلًا۔ غیر عالم تبصر پر مطالعہ کتاب توریت حرام ہے یہ وہ علم ہے جو بدل دیا گیا یا شک میں ڈالا گیا اور یہی اقرب الی التحقیق ہے اور جو اس توریت کی سیر کرے جو آج یہود کے پاس ہے تو اس میں اکثر حصہ بدلا ہوا دیکھے گا کہ اس کی تعلیم قرآن کریم کی تعلیم سے بدلی ہوئی ملے گی۔

اور لَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُونَ کے یہاں معنی یہ ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں چنانچہ ابن ابی حاتم طریق سدی رحمہما اللہ سے ناقل ہیں: عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ لَعَلَّ فِي الْقُرْآنِ بِمَعْنَى كَيْ غَيْرِ آيَةٍ فِي الشُّعْرَاءِ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ۔ ابی مالک سے مروی ہے آپ نے فرمایا تمام قرآن میں لعل بمعنی کے آیا ہے سو ایک آیت کے جو سورۃ شعراء میں ہے لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ کہ یہاں لعل بمعنی شاید ہے۔

اور ایسا ہی واقدی بغوی سے ناقل ہیں: إِنَّهُ قَالَ جَمِيعُ مَا فِي الْقُرْآنِ مِنْ لَعَلٍّ لِلتَّغْلِيلِ إِلَّا لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِيِّ إِذْ قَضَيْتَنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ۔

اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا۔ یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطبہ ہے اور جانب غربی کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میقات تھا اور إِذْ قَضَيْتَنَا إِلَى مُوسَى سے مراد اللہ تعالیٰ کا آپ سے کلام فرمانا اور انہیں مقرب بنانا مراد ہے۔

اس کے معنی آلوسی رحمہ اللہ یوں کرتے ہیں: وَمَا كُنْتَ حَاضِرًا بِجَانِبِ الْجَبَلِ الْعَرَبِيِّ أَوْ الْمَكَّةِ الْعَرَبِيِّ الَّذِي وَقَعَ فِيهِ الْمِيقَاتُ وَأَعْطَى اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ الْوَاخَ التَّورَةَ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یعنی ا۔

محبوب آپ اس جگہ موجود نہ تھے جب کہ طور پر غربی جانب یا غربی مقام پر جو میقات تھا موسیٰ علیہ السلام کا اور جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں الواح توریت عطا فرمائیں۔ لیکن آپ اسے رحمت سے جانتے ہیں اور مفصل بیان فرما رہے ہیں۔  
وَمَا كُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۱۴﴾۔ اور آپ اس وقت حاضر نہ تھے۔

یعنی آپ وہاں حاضر نہ تھے کہ نزول وحی ملاحظہ فرماتے۔

وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالشَّاهِدِينَ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدْ جَاءَ الشَّاهِدُ اسْمًا لِلْمَلَكِ كَمَا فِي الْقَامُوسِ فَكَانَهُ قِيلَ مَا كُنْتُمْ حَاضِرًا بِجَانِبِ الْعَرَبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى أَمْرَ نُبُوتِهِ بِالْوَحْيِ وَمَا كُنْتُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ يَنْزِلُونَ وَيَصْعَدُونَ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَحِيهِ إِلَى أَنْبِيَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

ایک قول یہ ہے کہ شاہدین سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں اس لئے کہ شاہد ایک فرشتہ کا نام ہے۔ جیسا قاموس میں ہے۔ تو گویا یوں فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ بھی وہاں موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو حکم نبوت دیا وحی کے ذریعہ اور نہ آپ ملائکہ میں سے تھے جو اترتے اور چڑھتے ہیں احکام لے کر اور انبیاء کی طرف وحی لاتے ہیں وَلَهُمْ مِّنَ الْإِطْلَاعِ عَلَى الْخَوَاطِئِ مَا لَيْسَ لِبَشَرٍ مِّنَ الْبَشَرِ۔ اور وہ فرشتے حوادث پر اطلاع رکھتے ہیں ان کا غیر بشر سے کوئی نہیں جانتا۔ اس تفصیل میں دونوں باتوں کی نص کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو عالم علوم غیب ظاہر فرمایا۔ اس لئے کہ اگر موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دہوتے تو پھر علم غیب نہیں ہوتا۔

اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ فرماتے تو بھی علم غیب نہ ہوتا تو دونوں کی نفی کر کے فرمایا آپ کو وہ غیبی علم ملا جسے آپ نے بیان کیا۔ پھر اس کی مزید تصریح فرمائی کہ اس واقعہ میں اور آپ کے زمانہ میں مدت مدید بھی تھی حَيْثُ قَالَ۔

وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ۔

مگر ہوا یہ کہ ہم نے بہت سی سنگتیں پیدا کیں اور ان پر دراز زمانہ گزر گیا۔

یعنی بعد موسیٰ علیہ السلام بہت سی امتیں پیدا کیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا عہد بھول گئے اور انہوں نے اطاعت الہی عزوجل ترک کر دی واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا کہ آپ کی امت اور جوان کے بعد ہوسب میرے حبیب جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں گے۔

لیکن زمانہ طویل گزر جانے کی وجہ سے سب اس عہد کو بھول گئے اور وفاء عہد ترک کر دیا چنانچہ اہل مدین میں جب شعیب علیہ السلام آئے۔

وَمَا كُنْتُمْ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتَلَوُا عَلَيْهِمُ الْآيَاتِنَا۔ اس وقت بھی آپ ان میں مقیم نہ تھے۔

ثَاوِيًا۔ کے معنی ہیں مقیم کے۔ کہ ان پر ہماری آیتیں پڑھتے۔

لیکن ہم نے آپ کو علم دیا اور گزشتہ اقوام کے حالات سے مطلع فرمایا حَيْثُ قَالَ۔

وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿۱۵﴾۔ لیکن ہم نے آپ کو رسول بنا کر غیبی علوم سے مطلع فرما دیا جیسا کہ ہمارا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَن يَرِئُهُ مَن يَشَاءُ۔ پھر دوبارہ ارشاد ہے:

وَمَا كُنْتُمْ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَّحِمَةً مِّنَ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَتْهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن



قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٣١﴾ -

اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ہاں تمہارے رب کی رحمت ہے (کہ تمہیں غیب کے علم دیئے) تاکہ تم ایسی قوم کو ڈرناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرنا نے والا نہ آیا تاکہ انہیں نصیحت ہو۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو جب ہم نے توریت عطا فرمائی اس وقت بھی آپ وہاں نہ تھے کہ وہ حالات دیکھ کر آپ بیان فرماتے تو یہ آپ کی نبوت کی صریح دلیل ہے کہ بغیر دیکھے غیبی امور ہماری رحمت سے بیان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اہل مکہ جو زمانہ فترت میں تھے اور یہ زمانہ عہد عیسیٰ علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ سو پچاس سال کا ہے اس کے حالات سن کر ہدایت و تذکیر حاصل کریں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں: اَيُّ عِلْمِنِكَ رَحْمَةٌ - سکھلادیا تمہیں اپنی رحمت سے وَ لَعَلَّ الرَّحْمَةَ عَلَيْهِ مَفْعُولٌ ثَانٍ لِعَلَّمَ وَالْمُرَادُ بِهَا الْقُرْآنُ - رحمت سے مراد قرآن کریم ہے۔

وَجَوَزَ أَبُو حَبَّانٍ أَنْ يَكُونَ التَّقْدِيرُ وَلَكِنْ أَنْتَ رَحْمَةٌ وَلِتُنذِرَ عَلَى هَذِهِ الْقِرَاءَةِ مُتَعَلِّقٌ بِمَا هُوَ صِفَةٌ لِرَحْمَةٍ -

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ - اَيُّ يَتَعِظُونَ بِإِنذَارِك - تاکہ وہ نصیحت پکڑیں آپ کی تذکیر سے۔  
تو تمام آیات کا مفہوم یہ ہوا: اِنَّهُمْ لَمْ يُبْعَثْ إِلَيْهِمْ رَسُولٌ قَبْلَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلًا - کہ ان میں کوئی نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہی نہیں ہوا۔

اور بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ چھ سو سال کی مدت ہے۔  
وَ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْكُتُبِ أَنَّهُ خَمْسُ مِائَةٍ وَ خَمْسُونَ سَنَةً - اور بہت کتابوں سے ثابت ہے کہ پانچ سو پچاس سال کی مدت ہے۔

اور یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا نَبِيَّ بَيْنِي وَ بَيْنَ عَيْسَى مِيرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مابین کوئی نبی نہیں آیا۔

اور مَا كُنْتَ تَأْوِيَانِي أَهْلَ مَدْيَنَ کے معنی ہیں وَ مَا كُنْتَ مُقِيمًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ -  
ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں: يَقُولُ سُبْحٰنَهُ اِنَّكَ يَا مُحَمَّدٌ لَمْ تَكُنِ الرَّسُولُ اِلَى اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ اَيَاتِ الْكِتَابِ وَاِنَّمَا كَانَ غَيْرُكَ وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ فِي كُلِّ زَمَانٍ رَّسُولًا فَارْسَلْنَا اِلَى اَهْلِ مَدْيَنَ شُعَيْبًا وَ اَرْسَلْنَاكَ اِلَى الْعَرَبِ لِتَكُونَ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ -

وَلَوْلَا اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ الْبَيْتَ وَ نَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ -

اور اگر ایسا نہ ہوتا تو انہیں جو کوئی مصیبت ان کے کرتوتوں سے پہنچے تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

یعنی اگر ان پر عذاب بلا تبلیغ مبلغ پہنچتا تو وہ کہتے الہی اگر تو ہم پر رسول بھیجتا تو اس کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے چنانچہ

آگے ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ

تو جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے بولے کیوں نہ دیا گیا انہیں جو موسیٰ کو دیا گیا۔

یعنی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے صحیفے مل گئے انہیں ایسے کیوں نہ ملے موسیٰ علیہ السلام کو عصا ملا انہیں کیوں نہ ملا۔

انہیں یہ بیضاملا انہیں کیوں نہ ملا۔ اس کا جواب دیا گیا:

أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ كَيْفَ أَنْزَلْنَاهُ فِي سِنِّي الْأُولَىٰ ۖ قَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ مِنْ قِبَلِ رَبِّهِ لَكُنَّا مِنْ الْخَائِلِينَ ۗ

وہاں بھی تو یہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی شان میں کیا کیا کہہ چکے ہیں اس کا ذکر آگے فرمایا جا رہا ہے:

قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا ۗ وَقَالُوا إِنَّا بِكُمْ لِكُفْرَانٍ ۗ

بولے دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے معاون اور بولے ہم سب کے ساتھ انکار کرتے ہیں۔

یعنی موسیٰ و ہارون معاذ اللہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کی اعانت اور تصدیق میں ہیں اور ہم تو دونوں سے کافرو

منکر ہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعُهُ ۚ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۗ

فرمادے کہ لاؤ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب جو توریت اور قرآن سے زیادہ ہدایت والی ہو کہ میں اس کی پیروی

کروں اگر تم سچے ہو۔ یعنی جب تمہارے گمان باطل میں توریت اور قرآن کریم جادو ہیں تو تم اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب

لاؤ جو ان سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو۔

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّهُمَا يُتَّبِعُونَ ۗ أَهُوَ آءَهُمْ

تو اگر وہ آپ کا مطالبہ پورا نہ کریں تو سمجھ لو کہ وہ اپنی خواہشات کے ہی پیرو ہیں۔ ان کے پاس ان کے دعوے پر کوئی

دلیل نہیں ہے بلکہ زلیغ و زاغ کے خواہشمند ہیں۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًىٰ مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۗ

اور اس سے زیادہ گمراہ تر کون ہے جو گمراہ ہوا اتباع ہو اور نفسانیت کا اللہ کی ہدایت کے مقابلہ میں بے شک اللہ ظالموں کو

راہ نہیں دیتا۔ کہ وہ قبول حق کی طرف جھکیں اور اتباع کریں اور وہ تو اتباع ہوس میں منہمک ہیں اور زیارت الہی سے اعراض

کرتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

اور بے شک مسلسل اتارا ہم نے ان کے لئے اپنا قول

تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

جن کو دی ہم نے کتاب اس سے قبل وہ اس پر ایمان

لاتے ہیں

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر کہتے ہیں ایمان لائے ہم

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

يَتَذَكَّرُونَ ۗ

الَّذِينَ اتَّبَعَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ ۗ هُمْ بِهِ

يُؤْمِنُونَ ۗ

وَإِذَا يُثَلَّىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا أَمْثَابُهَا ۗ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ



رَبَّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٧﴾

اس پر بے شک یہی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے قبل ہی گردن جھکا چکے تھے

یہ وہ ہیں جنہیں اجر دو چند دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہ ٹالتے ہیں نیکیوں سے برائیوں کو اور جو ہم دیتے ہیں اس سے خرچ کرتے ہیں

اور جب سنتے ہیں کوئی لغوبات اعراض کرتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل بس سلام ہے تمہیں ہم جاہلوں سے غرض نہیں رکھتے

بے شک اے محبوب یہ نہیں کہ آپ ہدایت دیں جسے چاہیں لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو

اور کہتے ہیں اگر ہم پیروی کریں تمہارے ساتھ ہدایت پر اچک لیں گے ہمیں لوگ ہماری زمین سے کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی حرم میں جو امان والا ہے لائے جاتے ہیں اس کی طرف پھل ہر شے کے رزق ہماری طرف سے لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے

اور کتنی بستیاں ہلاک کر دیں ہم نے جو خراب ہو چکے تھے اپنی عیاشی میں تو یہ ان کے مسکن ہیں کہ ان میں نہ رہے ان کے بعد مگر تھوڑے اور ہم ہی ان کے وارث ہیں

اور نہیں تمہارا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا جب تک نہ بھیجے ان کے اصل مرجع میں رسول کہ پڑھے ان پر ہماری آیتیں اور نہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر وہاں ظالم ہو گئے ان کے رہنے والے

اور جو کچھ تمہیں دیا گیا کسی شے سے تو وہ زندگی کا سامان اور سنگار ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں

أُولَٰئِكَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَ يَذَرُوهُنَّ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَمَا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٥٧﴾

وَ إِذَا سَبَعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْبَالُنَا وَ لَكُمْ أَعْبَالُكُمْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٨﴾

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٩﴾

وَ قَالُوا إِنْ تَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نَتَّخِظُ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ نُمْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا مِمَّا يُحِبُّ إِلَيْهِ شِمَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٤﴾

وَ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فِتْنًا مَّسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكِنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَ كُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَ أَهْلَهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

وَ مَا أَوْتَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ زِينَتُهَا وَ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَ أَبْغَىٰ أَفْلا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾



## حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَصَلْنَا	مسل اتارا ہم نے	لَهُمْ	ان کے لئے
يَتَذَكَّرُونَ	نصیحت پکڑیں	الَّذِينَ	وہ کہ
مِنْ قَبْلِهِ	اس سے پہلے	هُمْ	وہ
وَإِذَا	جب	أَمَنَّا	ہم ایمان لائے
مِنْ رَبِّنَا	ہمارے رب	مِنْ قَبْلِهِ	اس سے پہلے ہی
يُؤْتُونَ	دیئے جائیں گے	صَبْرًا	ان کے صبر کا
السَّيِّئَةِ	برائی کو	بِمَا	بدلہ
رَزَقْنَاهُمْ	ہم نے دیا ان کو	بِالْحَسَنَةِ	نیکی سے
وَإِذَا	جب	سَمِعُوا	سننے میں
عَنْهُ	اس سے	وَأُورِثُوا	اور
أَعْمَالُنَا	ہمارے عمل	عَلَيْكُمْ	تم پر
سَلَامٌ	سلام ہو	إِنَّكَ	بے شک تو
الْجَاهِلِينَ	جاہلوں کو	أَحْبَبْتَ	تو چاہتا ہے
مَنْ	جسے	يَهْدِي	ہدایت دیتا ہے
اللَّهُ	اللہ	هُوَ	وہ
وَإِذَا	جب	أَعْلَمُ	خوب جانتا ہے
نَسِيعَ	پیروی کریں	قَالُوا	بولے
مِنْ أَرْضِنَا	اپنی زمین سے	مَعَكَ	تیرے ساتھ تو
لَهُمْ	ان کو	لَمْ	نہ
إِلَيْهِ	اس کی طرف	أَمِنَّا	امن والے میں کہ
رِزْقًا	رزق ہے	كُلٌّ	ہر
أَكْثَرًا	اکثر	وَأُورِثُوا	اور
وَإِذَا	جب	يَعْلَمُونَ	جانتے

مَعِيشَتَهَا۔ اپنی معیشت پر	بَطَرَتْ۔ جواکڑیں	مِنْ قَرِيْبَةٍ۔ بستیاں	أَهْلَكْنَا۔ ہلاک کیں ہم نے
تُسْكُنُ۔ آباد ہوئے	لَمْ۔ نہ	مَسْكِنُهُمْ۔ ان کے گھر	قَتَلَكْ۔ تو یہ ہیں
قَلِيْلًا۔ تھوڑے	إِلَّا۔ مگر	هَمْ۔ ان کے	مِنْ بَعْدٍ۔ بعد
الْوَارِثِيْنَ۔ وارث	نَحْنُ۔ ہم ہی	كُنَّا۔ تھے	و۔ اور
رَبُّكَ۔ تیرا رب	كَانَ۔ ہے	مَا۔ نہیں	و۔ اور
يَبْعَثُ۔ بھیجیں ہم	حَتَّىٰ۔ یہاں تک کہ	الْقُرَامِي۔ بستیوں کو	مُهْلِكَ۔ ہلاک کرنے والا
يَتَّكُوا۔ پڑھے	رَسُولًا۔ رسول جو	أُمَّهَاءُ۔ مرکز اس کے	فِي۔ بیچ
مَا۔ نہیں	و۔ اور	الْيَتِيْمَاتِ۔ ہماری آیتیں	عَلَيْهِمْ۔ ان پر
إِلَّا۔ مگر	و۔ اور	مُهْلِكِي۔ ہلاک کرنے والے	كُنَّا۔ ہم
و۔ اور	و۔ اور	أَهْلَهَا۔ اس کے رہنے والے	و۔ اس حال میں کہ
فَمَتَاعٌ۔ تو سامان ہے	مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی بھی چیز	أَوْ تِيْمَتُمْ۔ دیئے گئے تم	مَا۔ جو
مَا۔ جو	و۔ اور	الدُّنْيَا۔ دنیا کا	الْحَيَوٰةِ۔ زندگی
و۔ اور	خَيْرٌ۔ بہتر ہے	اللَّهِ۔ اللہ کے ہے	عِنْدًا۔ پاس
و۔ اور	تَعْقِلُوْنَ۔ سوچتے تم	أَفَلَا۔ کیا پھر نہیں	أَبْقَىٰ۔ باقی رہنے والا

### خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع۔ سورۃ قصص۔ پ ۲۰

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٦﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا ائْتِنَا بِآيَاتِنَا إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٨﴾

اور بے شک ہم نے مسلسل ان کے لئے اپنا کلام اتارا تاکہ نصیحت پکڑیں جنہیں ہم نے عطا کی کتاب اس سے قبل وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس پر بے شک یہی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو پہلے ہی اس کے آگے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

وَصَّلْنَا۔ یعنی پے پے یا مسلسل ان پر قرآن کریم آیا جس میں وعدہ وعید، قصص و عبر اور مواضع غزرا ہیں تاکہ انہیں نصیحت ہو اور وہ ایمان لائیں۔

وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا ائْتِنَا بِآيَاتِنَا۔

جب ان پر پڑھا گیا قرآن کریم تو وہ بولے ہم تو ایمان لائے ہوئے ہیں ہمارے عقیدہ میں یہی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو اس سے یعنی قرآن سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی جھک چکے تھے۔

مُسْلِمِينَ ﴿٥٨﴾۔ اسلام سے ہے اور اسلام گردن بہ طاعت نہادن کو کہتے ہیں۔

آیات کریمہ کا شان نزول مومنین اہل کتاب کے حق میں ہے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب رضی اللہ

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتیں اہل انجیل کے حق میں نازل ہوئیں جو حبشہ سے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے یہ چالیس اہل کتاب تھے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ سے آئے تھے اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے ہی ایمان لائے تھے۔ یعنی نزول قرآن سے قبل ہی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ نبی برحق ہیں اس لئے کہ انجیل میں ان کی صفتیں ہم پڑھ چکے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کا مرتبہ فرمایا ہے:

أُولَٰئِكَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَآوَىٰ رِءُوسَهُمْ بِأَلْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَمَن آذَىٰ قَوْمَهُمْ يَفِئُقُونَ ﴿٥٧﴾

یہی وہ ہیں جو دو چند اجر پائیں گے بدلہ ان کے صبر کا (اس لئے کہ ان کا ایمان انجیل غیر محرف پر بھی تھا اور قرآن کریم پر بھی) اور وہ بھلائی سے برائی کو کاٹتے ہیں یعنی نیکی سے (کہ انہوں نے اپنے دین پر بھی صبر کیا اور مشرکین کی ایذا رسانی پر بھی صابر رہے) اور جو کچھ ہم انہیں دیتے ہیں اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دوہرے اجر ملیں گے۔

ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔

دوسرے وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور مولیٰ کا بھی۔

تیسرے وہ جس کے پاس کینز شرعی تھی جس سے مقاربت بھی کرتا تھا اور ادب بھی سکھاتا، تعلیم دیتا پھر آزاد کر کے اس

سے نکاح بھی کر لیا۔

عربی میں يَدْرَأُونَ۔ ذَرَاءٌ سے ہے۔ ذَرَاءٌ عربی میں دفع کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور نیکی سے برائی کا دفع یہ

ہے کہ عبادت سے معصیت دفع کرے اور حلم سے ایذا کو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: توحید سے شرک دفع کرے یعنی کلمہ شہادت سے شرک کو دفع کرے۔

اور حبشہ والوں کی تعریف میں مَن آذَىٰ قَوْمَهُمْ يَفِئُقُونَ یوں آیا کہ جب یہ چالیس مومن ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حبشہ سے آئے تو انہوں نے مسلمانوں میں عسرت دیکھی۔ تنگی معاش پائی تو بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ حضور

ہمیں اجازت دیں کہ ہم واپس حبشہ جا کر اپنے مال سے لائیں اور تنگ دست مسلمانوں کی اعانت کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے انہیں اجازت دی چنانچہ وہ گئے اور مال لے کر آئے ان کی تعریف میں ارشاد ہوا: وَمَن آذَىٰ قَوْمَهُمْ يَفِئُقُونَ۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي

الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾۔ اور جب وہ سنتے ہیں بیہودہ بات اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے

تمہارے عمل بس سلام ہے تمہیں ہم جاہلوں سے غرض نہیں رکھتے۔

مشرکین مکہ عامہ مؤمنین کو ان کا دین ترک کرنے پر مجبور کرتے اور ان سے اسلام لانے کی وجہ میں بیہودہ سب و شتم پر

اتر آتے تو وہ ان کی گالیاں سن کر اعراض کرتے ہوئے جواب دے دیتے کہ ہمارا عمل ہمارے لئے ہے اور تمہارے عمل

تمہارے لئے ہم تمہاری بدزبانی کا جواب بدزبانی سے نہیں دیں گے ہم سلامت رو ہیں تم سے بھی سلامت ہی رکھیں

گے۔ البتہ تم سے ہماری غرض نہیں اس لئے کہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود پر ہم اس وقت تک عمل پیرا رہیں گے جب تک ہمیں

تمہارے مقابلہ کا حکم نہیں ملتا۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کے حکم پر مفسرین نے فرمایا: نُسِخَ ذَلِكَ بآيَاتِ الْقِتَالِ جہاد والی



آیتوں سے اس آیت کریمہ کا حکم منسوخ ہو گیا۔ پھر ارشاد ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

بے شک آپ اے محبوب جسے چاہیں اپنی طرف سے ہدایت نہیں دے سکتے (البتہ ہدایت فرمائیں) لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے گا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔

یعنی من جانب اللہ جس کے لئے ہدایت مقدر ہو چکی ہے وہ دلائل حقہ سن کر ایمان لائیں گے اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے:

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی اور اسی محبت کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت کے وقت ان سے فرمانے لگے چچا کلمہ شہادت پڑھ لو تا کہ میں بروز قیامت تمہاری شہادت دے سکوں۔

اس پر آپ نے جواب دیا کہ اگر قریش کی ملامت کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور آپ پر ایمان لا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا اس کے بعد انہوں نے یہ رباعی پڑھی:

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ دِينَ مُحَمَّدٍ  
لَوْلَا الْمَلَامَةُ أَوْ حَذَارُ مُسَبَّةٍ  
مِنْ خَيْرِ أَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِينًا  
لَوْ جَدْتَنِي سَمَحًا بِذَاكَ مُبِينًا

یعنی میں جانتا ہوں کہ دین محمدی تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے۔

اگر ملامت قریش کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کر لیتا۔

اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ علامہ ابن عابدین اور دیگر محققین نے اسی وجہ میں آپ کا اسلام پر انتقال تسلیم کیا ہے۔ لیکن شان نزول کے لحاظ سے واقعہ نقل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ الْهُدَى مَعَكَ نَتَخَطَّفُ مِنْ أَرْضِنَا ۗ

مشرکین بولے اگر ہم آپ کے دین کا اتباع کر لیں تو لوگ ہمیں ہمارے ملک سے اچک لیں۔

تخطف کے معنی اچک لینے کے ہیں اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اگر ہم دین اسلام قبول کر لیں تو لوگ ہمیں سرزمین عرب سے ایک دم نکال دیں گے اس کا جواب فرمایا گیا:

أَوَلَمْ نُمْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا مِمَّا يُجَبَىٰ إِلَيْهِ شَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہماری طرف سے ان کے رزق کے لئے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے۔

يُجَبَىٰ کے معنی عربی زبان میں يُجْمَعُ کے ہیں۔ يُجَبَىٰ۔ جَبَىٰ سے مشتق ہے۔ جمع کرنے کے معنی میں بولتے ہیں۔

جَبِيْتُ الْمَاءِ فِي الْحَوْضِ۔ یعنی حوض میں پانی جمع کیا۔

خَطَفٌ۔ عربی میں کسی چیز کو جلدی سے اچک لینے کو کہتے ہیں۔

شان نزول: اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ

حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم یہ تو یقیناً جانتے ہیں کہ آپ کی تعلیم حق ہے اور آپ سچے نبی ہیں لیکن ہمیں یہ خوف ہے کہ اگر ہم اتباع کر لیں تو عرب کے لوگ ہمیں زمین مکہ سے نکال دیں گے اور ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے۔

اس کا جواب دیا گیا کہ ہم نے تمہیں ارض حرم میں متمکن کیا ہے جو امن والی جگہ ہے جہاں کے رہنے والے قتل و غارت سے امن میں ہیں حتیٰ کہ یہاں کے جانور اور گھاس بھی امن میں ہے لیکن یہ تمام عذر صرف جاہلانہ ہیں۔ اگر وہ سمجھنا چاہتے تو سمجھ لیتے کہ خوف و امن بھی منجانب اللہ ہوتا ہے تو بلا رضاء و مشیت الہی وہ کیسے شہر بدر ہو سکتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فِتْلِكَ مَسِكْنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۗ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿۵۸﴾

اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنی عیش پر اتر گئے تھے (بطرت عربی میں عیاشی اور خوشی میں ابھرنے کو کہتے ہیں) تو یہ ہیں ان کے مکان اور مسکن کہ ان کے بعد ان میں سکونت ہی نہ ہوئی مگر بہت کم اور ہم ہی اس کے وارث ہیں۔ یعنی جو عیاشی بد معاشی میں ہمیں بھولے اور ہماری روزی کھا کر بتوں کی پوجا کرتے رہے وہ ہلاک کر دیئے گئے گویا اس میں اہل مکہ کو خوف دلایا گیا ہے کہ ان کا جو برا انجام ہوا کہیں تمہارا بھی ایسا ہی انجام نہ ہو۔ آج دیکھ لو جو قومیں ہلاک کی گئیں ان کے مساکن کے آثار نظر آ رہے ہیں اور یہ عرب کے لوگ سفر شام کرتے ہوئے ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمُ الْآيَاتِ ۗ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۵۹﴾

اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیاں ہلاک کر دے حتیٰ کہ ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتے مگر جبکہ اس کے رہنے بسنے والے ظالم نہ ہوں۔ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا۔ سے مراد مرکزی مقام ہے تو گویا واضح فرمایا کہ جب تک ہماری طرف سے کوئی ہادی اور رسول نہ پہنچے کہ انہیں ہدایت کرے پھر اگر وہ نہ مانیں تو ان پر حجت قائم ہونے کے بعد وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔

وَ مَا أَوْتِيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعٌ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ زِينَتُهَا ۗ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَ أَبْلٰغِي ۗ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاؤ اور سنگار ہے اور جو اللہ پاس ہے وہ بہتر و باقی ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی مال دنیا مال کے لئے نہیں ہوتا آخرت کے لئے صدقہ و خیرات بہتر و باقی ہے اور نیکیاں ہی تمام کدورتوں سے صاف اور دائم غیر منقطع ہیں تو اگر عقل سے کام لیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ باقی باقی ہے اور فانی فانی۔ حضرت مولانا حسن رحمہ اللہ نے خوب فرمایا:

قول حسن بن قول حسن ہے باقی باقی فانی فانی

تو عقلند انجام پر نظر رکھتا ہے۔ ”مرد آخر میں مبارک بندہ ایست۔“

## مختصر تفسیر اردو چھٹارکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ -

اور بے شک ہم نے مسلسل اپنا کلام پہنچایا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

وَصَّلْنَا لَهُمْ - میں جو ضمیر ہے وہ اہل مکہ کی طرف ہے۔

وَ أَصْلُ التَّوَصُّلِ ضَمُّ قَطْعِ الْحَبْلِ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ - توصل اصل میں اس کے پکڑنے کو کہتے ہیں جو کر رہی ہو۔ تو اس معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

وَالْمَعْنَى وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ مُتَوَاصِلًا بَعْضُهُ أَثَرُ بَعْضٍ حَسْبَمَا تَقْتَضِيهِ الْحِكْمَةُ أَوْ مُتَتَابِعًا وَعَدًّا وَعِيدًا وَقِصَصًا وَعِبْرًا وَمَوَاعِظَ وَنَصَائِحَ - آیہ کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ان پر قرآن پے در پے ایک آیت کے بعد دوسری آیت کے طور پر بمقتضائے حکمت نازل فرمایا۔ یا مسلسل وعدہ و وعید، قصص و عبر اور مواعظ و نصائح کی صورت میں نازل کیا۔

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ - تاکہ وہ نصیحت حاصل کر کے اس پر ایمان لائیں جو اس میں ہے۔

الَّذِينَ اتَّيْتَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ -

وہ جنہیں کتاب ہم نے قرآن سے قبل عطا فرمائی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

یعنی اہل کتاب توریت و انجیل والے اس قرآن کریم پر اگر ایمان لائیں۔ یہ لوگ اہل کتاب سے تھے ان کے متعلق چار قول ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُؤْمِنُوا أَهْلَ الْكِتَابِ مُطْلَقًا -

اس سے مراد مطلقاً وہ اہل کتاب ہیں جو اپنی کتاب کے ساتھ قرآن کریم پر بھی ایمان لائے۔

وَقِيلَ لَهُمْ أَبُو رِفَاعَةَ فِي عَشْرَةِ مِّنَ الْيَهُودِ آمَنُوا فَأَوْذُوا - یہ ابو رفاعہ اور ان کے ہمراہی دس آدمی ہیں یہود

سے کہ ایمان لائے اور تکلیف دیئے گئے۔

وَ أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ وَ جَمَاعَةً عَنْ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ -

وَقِيلَ لَهُمْ أَرْبَعُونَ مِّنْ أَهْلِ الْأَنْجِيلِ كَانُوا مُؤْمِنِينَ بِالرُّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَبْعَثِهِ

إِثْنَانِ وَثَلَاثُونَ مِنَ الْحَبَشَةِ أَقْبَلُوا مَعَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ ثَمَانِيَةٌ قَدِمُوا الشَّامَ بِحِيرَا وَ أْبْرَهَةَ وَ

أَشْرَفَ وَ عَامِرٌ وَ أَيْمَنُ وَ إِدْرِيسُ وَ نَافِعٌ وَ تَمِيمٌ -

ایک قول ہے اس سے مراد وہ چالیس اہل انجیل ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قبل بعثت ہی انجیل کی خبروں کے ذریعے

ایمان لائے تھے ان میں سے ۳۲ حبشہ والے ہیں جو حضرت جعفر بن ابوطالب کے ساتھ آئے اور آٹھ وہ ہیں جو ملک شام

سے آئے ان کے نام یہ ہیں:

۱ - بحیرا

۲ - ابرہہ



۳- اشرف

۴- عام

۵- ایمن

۶- ادریس

۷- نافع

۸- تمیم

وَقِيلَ - اور ایک قول ہے کہ وہ

۱- ابن سلام

۲- تمیم داری

۳- جارود العبدی

۴- سلمان فارسی تھے

اب آگے ارشاد ہے:

وَإِذْ آيَتُنَا عَلَيْهِمْ قَالَ أَوَلَمْ يَكُنْ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿۵۲﴾

اور جب پڑھا گیا ان پر قرآن تو کہنے لگے ہم اس پر ایمان لائے کہ وہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے بے شک ہم تو

اس کے نزول سے پہلے ہی ایمان لائے تھے۔

گویا انہوں نے بیان کر دیا کہ ہم نے اس سے پہلی کتابوں میں صفت پڑھی اس پر ہم پہلے ہی ایمان لائے تھے۔ قاضی

بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَجَوَزَ أَنْ يُرَادَ بِالْإِسْلَامِ الْإِنْقِيَادَ أَيَّ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِ نَزْوِلِهِ مُنْقَادِينَ لِأَحْكَامِ اللَّهِ تَعَالَى النَّاطِقِ

بِهَا كِتَابُهُ الْمُنزَلُ إِلَيْنَا وَمِنْهَا وَجُوبُ الْإِيمَانِ بِهِ فَنَحْنُ مُؤْمِنُونَ بِهِ قَبْلَ نَزْوِيلِهِ۔

مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿۵۲﴾۔ سے یہ مراد ہے کہ ہم جھکے ہیں یعنی ہم اس کے نزول سے قبل اتباع کی طرف مائل تھے اور

احکام الہی کی طرف ہم جھک چکے تھے اور اس اعتراف سے ایمان کا وجوب ہو چکا تھا تو ہم اس پر ایمان لائے تھے اس کے

نزول سے قبل، چنانچہ ارشاد ہے:

...أُولَئِكَ يُدْعَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ۔ یہ وہ ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔

مَرَّةً عَلَىٰ إِيمَانِهِمْ بِكِتَابِهِمْ وَمَرَّةً عَلَىٰ إِيمَانِهِمْ بِالْقُرْآنِ۔ ایک اجر ان کی کتابوں پر ایمان لانے کا اور دوسرا

اجر قرآن کریم پر ایمان لانے کا۔

بِئْسَ صَبْرٌ وَآوَيْدٌ رَمْعٌ وَنَّ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَمِمَّا رَأَوْهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۳﴾۔

بدلہ ان کے صبر کا اور دفع کرتے ہیں وہ نیکیوں سے گناہوں کو اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔

دَرءٌ۔ سے یَدْرَعُونَ ہے یہ دفع کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں: وَيَدْرَعُونَ







دوسرے ان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت مسلم ہے جس پر بہت سی روایات شاہد ہیں لہذا ان کے معاملہ میں کف لسان ہی مناسب ہے۔ (روح)

وَقَالُوا إِنْ تَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نَتَّخِطُ مِنْ أَرْضِنَا۔

اور بولے اگر ہم آپ کی ہدایت کی پیروی کر لیں اور آپ کے ساتھ ہو جائیں تو ہم اچک لئے جائیں اپنی زمین سے۔  
نطف عربی میں جلدی سے اٹھانے کو کہتے ہیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ نُخْرُجٍ مِنْ بِلَادِنَا وَ مَقَرِّنَا۔ ہم نکال دیئے جائیں گے اپنے شہروں اور مسکنوں سے۔

چنانچہ یہ آیت کریمہ حرث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف کے حق میں نازل ہوئی: حَيْثُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا نَحْنُ نَعْلَمُ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ وَ لَكِنَّا نَخَافُ إِنْ اتَّبَعْنَاكَ وَ خَالَفْنَا الْعَرَبَ وَ إِنَّمَا نَحْنُ الْكِلَّةُ رَأْسِ أَنْ يَتَخَطَّفُونَا مِنْ أَرْضِنَا فَرَدَّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ خَوْفَ التَّخَطُّفِ۔

حرث بن عثمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بولا حضور ہم لوگ جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں لیکن ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم آپ کی اتباع کر لیں گے تو فوراً عرب ہمارے مخالف ہو جائیں گے اور ہم تو مثل ایسے لقمہ کے ہیں جو سر پر ہو وہ ہمیں مثل لقمہ کے اچک لیں گے ہماری زمین سے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا وہم دفع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

أَوَلَمْ نُمْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجَبَىٰ إِلَيْهِ شِمَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِمَّنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٤﴾۔

کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں ہماری طرف سے ان کے رزق کے لئے لیکن اکثر ان میں نہیں جانتے۔

یعنی کیا ہم نے انہیں محفوظ نہیں کیا اور ان کے رہنے کی جگہ کو حرم نہ بنایا بیت اللہ کی حرمت سے جہاں ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں جو ان کا رزق ہیں ہماری طرف سے۔

يُجَبَىٰ کے معنی يُحْمَلُ وَيُجْمَعُ کے ہیں اور زمین پاک جسے حرم فرمایا وہ ایسی محفوظ ہے کہ انسان تو انسان جانور اور گھاس بھی محفوظ ہے اور اس میں ہر قسم کے پھل جمع کئے جاتے ہیں تو حاصل معنی آئیہ کریمہ یہ ہوئے کہ إِنَّهُ لَا وَجْهَ لِيَخَوْفٍ مِنَ التَّخَطُّفِ إِنْ آمَنُوا فَإِنَّهُمْ لَا يَخَافُونَ مِنْهُ وَهُمْ عَبْدَةٌ أَصْنَامٍ فَكَيْفَ يَخَافُونَ إِذَا آمَنُوا وَ ضَمُّوا حُرْمَةَ الْإِيمَانِ إِلَى حُرْمَةِ الْمَقَامِ۔ اچک لئے جانے کے خوف کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جبکہ وہ ایمان لے آئیں اس لئے کہ انہیں تو خوف اس حال میں نہیں جبکہ وہ بت پرستی کر رہے ہیں تو جب وہ ایمان لے آئیں گے اور حرمت ایمان کے ساتھ حرمت مقام بھی انہیں حاصل ہوگی لیکن بے سمجھ ہیں اور اکثر ان کے اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ آگے ارشاد ہے:

وَ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فَبَلَغَتْ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكِنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۗ وَ كُنَّا نَحْنُ

الْوَارِثِينَ ﴿٥٥﴾۔

اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں جو مغرور ہو گئے تھے اپنی فراخی رزق سے تو یہ ان کے گھر ہیں جو آج تک ہلاک و ویران ہونے کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر تھوڑے اور ہم ہی اس کے وارث ہوئے۔

اور تم ان کے ویران مساکن دیکھتے ہوئے گزرتے ہو اپنے سفروں میں جیسے حجر اور خمود جو اپنے غرور و نخوت سے ہلاک

ہوئے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرْآنِ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَّهَاتِ رَسُولٍ لَا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرْآنِ إِلَّا وَأَهْلَاهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیاں ہلاک کر دے جب تک ان کی اصل بستی میں رسول نہ بھیجے کہ ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم بستیاں ہلاک کرنے والے نہیں مگر جبکہ اس کے رہنے والے ظالم نہ ہو جائیں۔  
یعنی بلا تبلیغ مبلغ ہم کسی پر حجت قائم نہیں فرماتے البتہ جب رسولوں کی تکذیب اور مخالفت ہو تو پھر عذاب آتا ہے ان کے ظلم و تمرد کے باعث۔

وَمَا أَوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾

اور جو کچھ تم دیئے گئے دنیا میں اسباب دنیا سے وہ دنیا کے تمتع کے لئے اور اس کا سنگار ہے جو چند روزہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے تو تم عقل سے کیوں کام نہیں لیتے۔  
یعنی تمہیں سوچنا چاہئے کہ جس رزاق مطلق نے حیات دنیا کے لئے تمہیں اسباب حیات عطا فرمائے با آنکہ جب حیات ہی چند روزہ ہے تو اس کے اسباب دوامی کیسے ہو سکتے ہیں تو آخرت کی حیات جو تمہیں ملے گی وہ ابدی دوامی ہے اس کے اسباب بھی ابدی اور دوامی ہیں اور عقل سے کام لو اور ہوش کرو۔

### بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

تو کیا جسے ہم نے وعدہ دیا جنت کا تو وہ اسے ملے گا وہ ایسے ہے جیسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ دنیا میں پھر وہ قیامت کے دن حاضر لایا جاوے

اور اس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم گمان کرتے تھے

کہیں گے وہ جن پر پوری ہو گئی ہماری بات اے ہمارے رب یہ وہ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور جنہیں ہم نے گمراہ کیا وہ گمراہ ہوئے خود ہم ان سے بیزار ہیں تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہمیں پوجنے والے نہ تھے

اور کہا جاوے گا اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ نہ سنیں گے ان کی اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے

اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا

أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿١١﴾

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿١٢﴾

قَالَ الَّذِينَ حَتَّىٰ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يُعْبُدُونَ ﴿١٣﴾

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُم فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿١٤﴾

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٥﴾

فَعَبَّيْتُ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءَ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا  
يَتَسَاءَلُونَ ﴿١١﴾

فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ  
يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿١٢﴾

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ  
الْخَيْرَةُ ۗ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٣﴾

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَ مَا  
يُعْلِنُونَ ﴿١٤﴾

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحُدُودُ فِي الْأُولَىٰ وَ  
الْآخِرَةِ ۗ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ  
سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ  
يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ ۗ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿١٦﴾

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ  
سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ  
يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۗ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾  
وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا  
فِيهِ وَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَ لَعَلَّكُمْ  
تَشْكُرُونَ ﴿١٨﴾

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ  
كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿١٩﴾

وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ۖ فَقُلْنَا هَاتُوا  
بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَ صَلَّ عَنْهُمْ مَا  
كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٠﴾

تواندھی ہو جائیں خبریں ان پر اس دن تو وہ کچھ نہ پوچھ  
سکیں گے

تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو  
قریب ہے کہ وہ راہ فلاح پانے والوں سے ہو

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جسے چاہے اور پسند کرتا  
ہے ان کا کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان  
کے شرک سے

اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں ہے اور جو  
علانیہ کرتے ہیں

اور وہی اللہ ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر سب تعریفیں اس کے  
لئے دنیا اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی  
طرف پھرو گے

فرمائیں بھلا دیکھو تو اگر کرے اللہ تم پر رات ہمیشہ  
قیامت تک تو کون ہے اللہ کے سوا جو روشنی لائے تو کیا  
تم نہیں سنتے

فرما دیجئے بھلا دیکھو تو اگر کر دے اللہ تم پر دن ہمیشہ  
قیامت تک تو کون ہے اللہ کے سوا جو تمہیں رات لادے  
جس میں تم آرام کرو تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں

اور اس نے اپنی رحمت سے کیا تم پر رات اور دن کہ اس  
میں آرام کرو اور اللہ کا فضل ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر گزار ہو

اور جس دن پکارے گا انہیں اور کہے گا کہاں ہیں میرے  
وہ شریک جن کا تمہیں زعم تھا

اور نکال دیا ہم نے ہر گروہ سے ایک گواہ تو کہیں گے ہم  
لاؤ اپنی دلیل تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اور تم ہوں  
ان سے ان کی افترا پر دازی

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

فَمَنْ - پھر وہ آدمی وَعَدَلْتُمْ - کہ جس کو وعدہ دیا ہم نے

آ کیا



وَعْدًا - وعدہ	حَسَنًا - اچھا	فَهُوَ - تو وہ	لَا قِيَّةَ - ملنے والا ہے اس کو
كَمَنْ - اس جیسا ہے	مَتَّعْنَهُ - کہ فائدہ دیا ہم نے ان کو	مَتَّاعًا - سامان	هُوَ - وہ
الْحَيَاةِ - زندگی	الدُّنْيَا - دنیا کا	ثُمَّ - پھر	مِنَ الْمُحْضَرِّينَ - حاضر کیا جائے گا
يَوْمَ - دن	الْقِيَامَةِ - قیامت کے	يُنَادِيهِمْ - پکارے گا ان کو	فَيَقُولُ - تو کہے گا
وَ - اور	يَوْمَ - جس دن	الَّذِينَ - وہ	كُنْتُمْ - کہ تھے تم
أَيْنَ - کہاں ہیں	شُرَكَائِي - میرے شریک	الَّذِينَ - وہ کہ	حَقَّ - حق ہوئی
تَرَعُمُونَ - خیال کرتے	قَالَ - کہیں گے	رَبَّنَا - اے ہمارے رب	هَؤُلَاءِ - ہوں ان کو
عَلَيْهِمْ - ان پر	الْقَوْلُ - بات	أَعْوَيْنَا - گمراہ کیا ہم نے	إِلَيْكَ - تیری طرف
الَّذِينَ - وہ ہیں جنہیں	أَعْوَيْنَا - ہم نے گمراہ کیا	تَبَرَّأْنَا - ہم بیزار ہیں	يَعْبُدُونَ - پوجا کرتے
كَمَا - جیسے	غَوَيْنَا - ہم گمراہ تھے	إِيَّانَا - ہماری	شُرَكَاءَ - شریکوں
مَا - نہیں	كَانُوا - تھے وہ	ادْعُوا - پکارو	فَلَمْ - تو نہ
وَ - اور	قِيلَ - کہا جائے گا	هُم - ان کو	رَأَوْا - دیکھیں گے
كَمْ - اپنے کو	فَدَعَوْا - تو پکاریں گے	وَ - اور	كَانُوا - ہوتے
يَسْتَجِيبُوا - جواب دیں گے	لَهُمْ - ان کو	أَنْتُمْ - وہ	يُنَادِيهِمْ - پکارے گا ان کو
العَذَابِ - عذاب	لَوْ - کاش	يَوْمَ - جس دن	أَجَبْتُمْ - جواب دیا تم نے
يَهْتَدُونَ - راہ پاتے	وَ - اور	الآنُ - اب	الْمُرْسَلِينَ - پیغمبروں کو
فَيَقُولُ - تو کہے گا	مَاذَا - کیا	يَوْمَئِذٍ - اس دن	يَتَسَاءَلُونَ - سوال کریں گے
فَعَبِيثٌ - تو اندھی ہو جائیں	عَلَيْهِمْ - ان پر	فَأَمَّا - تو وہ	وَ - اور
فَهُمْ - تو وہ	لَا - نہ	أَمِنَ - ایمان آیا	صَالِحًا - اچھے
مَنْ - جس نے	تَابَ - توبہ کی	فَعَسَى - تو قریب ہے	مِنَ الْمُفْلِحِينَ - نجات پانے والوں سے
وَ - اور	عَمِلَ - عمل کئے	وَ - اور	مَا - جو
أَنْ - یہ کہ	يَكُونُ - ہو	وَ - اور	مَا - نہیں
وَ - اور	رَبُّكَ - تیرا رب	وَ - اور	سُبْحَانَ - پاک ہے
يَسْأَلُ - چاہے	وَ - اور	وَ - اور	عَمَّا - اس سے
كَانَ - ہے	لَهُمْ - ان کا	وَ - اور	يَعْلَمُ - جانتا ہے
اللَّهُ - اللہ	وَ - اور	وَ - اور	هُم - ان کے
يُشْرِكُونَ - جو شرک کرتے تھے	وَ - اور	وَ - اور	
مَا - جو	مُكِنُّ - چھپاتے ہیں		

و۔ اور	مَا۔ جو	يُعَلِّمُونَ۔ ظاہر کرتے ہیں	و۔ اور
هُوَ۔ وہ	اللَّهُ۔ اللہ ہے	لَا۔ نہیں	إِلَهَ۔ کوئی معبود
إِلَّا۔ مگر	هُوَ۔ وہی	لَهُ۔ اسی کی	الْحَمْدُ۔ تعریف ہے
فِي۔ بیچ	الْأُولَى۔ دنیا	و۔ اور	الْآخِرَةَ۔ آخرت کے
و۔ اور	لَهُ۔ اسی کا	الْحُكْمُ۔ حکم ہے	و۔ اور
إِلَيْهِ۔ طرف اس کی	تُرْجَعُونَ۔ پھیرے جاؤ گے	قُلْ۔ کہہ	آ۔ کیا
رَأَيْتُمْ۔ دیکھا تم نے	إِنْ۔ اگر	جَعَلَ۔ بنا دے	اللَّهُ۔ اللہ
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	الَّيْلِ۔ رات	سَرْمَدًا۔ ہمیشہ کی	إِلَى۔ طرف
يَوْمِ۔ دن	الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے	مَنْ۔ کون	إِلَهُ۔ خدا ہے
غَيْرِ۔ سوا	اللَّهِ۔ اللہ کے جو	يَأْتِيكُمْ۔ لا دے تم کو	بِضِيَاءٍ۔ روشنی
آ۔ کیا	فَلَا۔ پھر نہیں	تَسْمَعُونَ۔ سنتے تم	قُلْ۔ کہہ
آ۔ کیا	رَأَيْتُمْ۔ دیکھا تم نے	إِنْ۔ اگر	جَعَلَ۔ بنا دے
اللَّهُ۔ اللہ	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	النَّهَارِ۔ دن	سَرْمَدًا۔ ہمیشہ کا
إِلَى۔ طرف	يَوْمِ۔ دن	الْقِيَامَةِ۔ قیامت کی	مَنْ۔ کون
إِلَهُ۔ خدا ہے	غَيْرِ۔ سوا	اللَّهِ۔ اللہ کے جو	يَأْتِيكُمْ۔ لا دے تم کو
بِلَيْلٍ۔ رات کہ	تَسْكُنُونَ۔ آرام پاؤ تم	فِيهِ۔ اس میں	أَفَلَا۔ کیا پھر نہیں
تُبْصِرُونَ۔ دیکھتے تم	و۔ اور	مِنْ سَحَابَةٍ۔ اس کی رحمت ہے کہ	مِنْ سَحَابَةٍ۔ اس کی رحمت ہے کہ
جَعَلَ۔ بنایا	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	الَّيْلِ۔ رات	و۔ اور
النَّهَارِ۔ دن کو کہ	لِتَسْكُنُوا۔ آرام پاؤ	فِيهِ۔ اس میں	و۔ اور
لِتَبْتَغُوا۔ تاکہ ڈھونڈو	مِنْ فَضْلِهِ۔ اس کا فضل	و۔ اور	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تَشْكُرُونَ۔ شکر کرو	و۔ اور	يَوْمَ۔ جس دن	يُنَادِيهِمْ۔ پکارے گا ان کو
فَيَقُولُ۔ تو کہے گا	أَيُّنَ۔ کہاں ہیں	شُرَكَاءِي۔ میرے شریک	الَّذِينَ۔ وہ جو
كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَرَعُونَ۔ خیال کرتے	و۔ اور	نَزَعْنَا۔ نکالیں گے ہم
مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک	أُمَّةٍ۔ امت سے	شَهِيدًا۔ گواہ	فَقُلْنَا۔ تو کہیں گے ہم
هَاتُوا۔ لاؤ	بُرْهَانَكُمْ۔ اپنی دلیل	فَعَلِمُوا۔ تو جان لیں گے	أَنْ۔ بے شک
الْحَقِّ۔ حق	بِاللَّهِ۔ اللہ کے لئے ہے	و۔ اور	صَلَّ۔ بھول جائے گا
عَنْهُمْ۔ ان سے	مَا۔ جو	كَانُوا۔ تھے وہ	يَفْتَرُونَ۔ جھوٹ بناتے

## خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

أَفَنِّ وَ عَدْلُهُ وَعَدًّا حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ لَكُمْ مِّنْ مَّتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ⑩۔ تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا یعنی جنت کا تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا ہے کہ جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا پھر وہ بروز قیامت گرفتار ہو کر حاضر لایا جائے گا۔

یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ان میں پہلا جسے وعدہ حسن جنت کا دیا گیا وہ مومن ہے اور دوسرا کافر۔ خلاصہ یہ ہے کہ مومن کافر برابر نہیں ہو سکتے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ⑪۔

اور جس دن انہیں ندا دی جائے تو اللہ تعالیٰ فرمائے کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم گمان کرتے تھے۔

یہ ندا بطریق توحیح دی جائے گی اور ارشاد ہوگا آج وہ کہاں ہیں جنہیں تم اپنے زعم باطل میں میرا شریک ٹھہراتے تھے۔

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِلَّا يَتَّبِعُونَ ⑫۔

کہیں گے وہ جن پر بات حق ہو گئی اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ہم ان سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع کرتے ہیں وہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔

یعنی جن پر عذاب واجب ہو چکا تھا یہ وہی ائمہ کفر و ضلالت تھے یہ ہمارے بہکانے سے باختیار خود گمراہ ہوئے ہماری اور ان کی گمراہی میں کوئی فرق نہیں ہم نے انہیں مجبور نہ کیا تھا بلکہ وہ اپنی خواہشوں کے پرستار اور اپنی شہوت کے مطیع تھے ہم تو ان سے خود بیزار ہیں۔

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ قَدْ عَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ⑬۔

اور ان سے فرمایا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو پکارو (یعنی کفار سے فرمایا جائے گا کہ اپنے بتوں کو پکارو وہ تمہیں عذاب سے بچائیں) تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور عذاب دیکھیں گے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے۔ (دنیا میں تاکہ آخرت میں عذاب سے محفوظ رہتے۔)

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا آجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ⑭۔

اور جس دن انہیں پکارا جائے تو فرمائے تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کفار سے پوچھے کہ جو رسول تمہاری طرف بھیجے گئے اور انہوں نے تم کو دعوت حق دی تو تم نے انہیں کیا جواب دیا یہ سن کر تمام کفار سراسیمہ و پریشاں ہوں اور

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ⑮۔

تو اس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی تو وہ کچھ پوچھ گچھ نہ کر سکیں گے۔

اور کوئی عذر اور حجت انہیں نظر نہیں آئے گی اور دہشت و خوف کے مارے ایسے سراسیمہ ہو جائیں گے اور گمراہ جماعت اور گمراہ کرنے والے سب برابر ہو جائیں گے اس وقت تابع اور متبوع دونوں یکساں ہوں گے۔ لیکن

فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ⑯۔



جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو قریب ہے کہ وہ فلاح یافتہ ہو۔

یعنی شرک سے جو توبہ کر لے اور ہر اس چیز پر ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ کو مان لے اور جان لے کہ سب اسی کی طرف سے ہے وہ نجات یافتہ ہے۔

اس کے بعد جو آیہ کریمہ ہے وہ مشرکین کے جواب میں ہے جو وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے لئے کیوں چنا۔

یہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اترا۔

یہ کہنے والا ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے مراد عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ چنانچہ اس کا جواب دیا گیا ارشاد ہے:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْخِصْمُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةَ ۗ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٠﴾۔

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ان (بکنے والوں) کو کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے شرک سے اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں مخفی ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے اپنی حکمت وہی جانتا ہے کسی کو اس کی مرضی میں دخیل ہونے کی مجال نہیں اور مشرکین کی خفیہ خباثت اور علانیہ شرارت اے محبوب آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ ہمارے رسول کی کتنی عداوت رکھتے ہیں اور ان کی مخالفت ان کے دلوں میں کتنی ہے اور اس کے محبوب بندے اس کی حمد دنیا میں بھی کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اسی کی حمد سے لطف اندوز ہوتے ہیں اسی کا حکم ہر جگہ اسی کی قضا ہر چیز میں نافذ ہے۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اپنے فرمانبرداروں کے لئے مغفرت کا فرمان اور نافرمانوں کے لئے سزا کا حکم وہی دیتا ہے پھر ارشاد ہے:

قُلْ أَسْرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ ۗ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ قُلْ أَسْرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۗ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾۔

فرمادیتے ہیں بھلا بتاؤ تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے اور دن نہ نکالے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لا دے (جس میں تم اپنے معاش کا کام کر سکو) تو کیا تم سنتے نہیں (تا کہ تم گوش ہوش سے سن کر شرک ترک کرو) فرما دیتے بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے (اور رات نہ ہونے دے) تو کون سا خدا ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں تم آرام و سکون پکڑو (اور دن کی محنت سے جو تکان چڑھی تھی اسے اتارو) تو کیا تمہیں اتنی بھی سوجھ بوجھ نہیں (تم سخت غلطی میں ہو جو یہ شانیں دیکھ کر بھی بے سمجھی سے شرک کر رہے ہو) اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے دن اور رات بنائے کہ

رات میں سکون لو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو یعنی کسب معاش کرو کماؤ دھاؤ (اور یہ سب چیزیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیں) تاکہ تم شکر گزار بنو۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٥٠﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٥١﴾۔

اور جس دن انہیں پکارا جائے اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم گمان کرتے تھے اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ نکال کر فرمائیں اپنی دلیل لاؤ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اور گم ہو جائیں گی جو وہ بناوٹیں کیا کرتے تھے۔  
شہداء سے یہاں مراد رسول ہیں جو اپنی اپنی امتوں پر شہادت دیں گے اور اس امر پر ان سے دلیل طلب ہوگی کہ تم کس اصول پر خدا کا شریک بناتے تھے تو اس وقت وہ جان لیں گے کہ حق حق ہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور جو شرک و کفر کرتے ہیں وہ سب بھول جائیں گے۔

### مختصر تفسیر اردو سا تو اں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ لَكُمْ مِنْ مَتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔

کیا وہ جس سے وعدہ حسن کیا جو اسے ملے گا اس کے مثل ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیا میں رہنے پہنچنے کو اسباب حیات دنیا دیئے۔ اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّ وَعْدًا بِالْجَنَّةِ وَ مَا فِيهَا مِنَ النَّعِيمِ الصَّرْفِ الدَّائِمِ فَإِنَّ حُسْنَ الْوَعْدَةِ بِحُسْنِ الْمَوْعُودِ۔ یعنی جس سے جنت کا وعدہ فرمایا اور جو کچھ اس میں نعمتیں ہیں دائم رہنے والی اس لئے کہ حسن وعدہ حسن موعود کے ساتھ ہوتا ہے۔  
فَهُوَ لَا قِيَّةَ۔ تو وہ اسے ملے گا۔ اَيُّ مُدْرِكَةً لَا مُحَالَةً یعنی وہ ضرور اسے پائے گا اور یہاں وعدہ الہی ہونے کی وجہ میں خلف محال تھا اس لئے بہ قسم نہیں فرمایا بلکہ فَهُوَ لَا قِيَّةَ فرمادیا۔ اور بتایا کہ وہ جس سے ہمارا وعدہ حسن جنت کا ہو چکا ہے وہ اور گمن مَتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وہ جسے دنیا کی عیش دے جو مشوب بالآلام منقص بالاکدار ہے جو مستنج بالجبروت ہے جس کے انقطاع کا خطرہ ہر گھڑی لگا رہتا ہے دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥١﴾۔ پھر وہ قیامت کے دن حاضر کئے جائیں گے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں گمن مَتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ نُحْضِرُهُ أَوْ أَحْضَرْنَا هُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلنَّارِ أَوْ الْعَذَابِ۔ مثل اس کے جسے ہم نے دنیاوی سامان کے ساتھ متمتع کیا دنیا میں پھر اسے حاضر کریں گے ہم قیامت کے دن آگ یا عذاب کے لئے۔ گویا باقتضاء ثم تراخی کے بعد ہم اسے گرفتار کریں گے اور عذاب جہنم کی طرف لے جائیں گے تو عذاب جہنم اور ثواب جنت دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

### آیہ کریمہ کا شان نزول

ابن جریر مجاہد سے ناقل ہیں: وَالْآيَةُ نَزَلَتْ عَلَى مَا أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي أَبِي جَهْلٍ۔ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل لعین کے مقابلہ کے متعلق نازل ہوئی۔  
وَأَخْرَجَ مِنْ وَجْهِ الْخَرِّ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَأَبِي جَهْلٍ۔ ایک روایت ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ اور

ابو جہل کے حق میں آئی۔

وَقِيلَ نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَ أَبِي جَهْلٍ - ایک قول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی یہ قول محمد بن کعب اور سدی سے منقول ہے۔

وَقِيلَ فِي عَمَّارٍ وَالْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةَ - ایک قول ہے کہ اس کا نزول حضرت عمار بن یاسر اور ولید بن مغیرہ کے معاملہ میں ہوا۔

وَقِيلَ نَزَلَتْ فِي الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ مُطْلَقًا - ایک قول یہ ہے کہ اس آئیہ کریمہ کا نزول مطلقاً مومن اور کافر کے حق میں ہوا۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿١٧﴾

اور جس دن پکارا جائے اور ارشاد الہی ہو کہاں ہیں وہ میرے شریک جنہیں تم گمان کرتے تھے۔

یہ ندا الہیہ اور تو بیخا ہوگی اور یہ شرکاء جن وانس اور کواکب و اصنام وغیرہ تھے جن کے متعلق مشرکین گمان کرتے اور کہتے

تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل۔

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِلَّا يَتَّبِعُونَ ﴿١٨﴾

کہیں گے وہ جن پر جرم ثابت ہو چکا کہ اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جن کو ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں تو کیا مگر جیسے وہ خود گمراہ ہوئے تھے ہم ان سے بیزار ہیں تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہمیں نہ پوجتے تھے۔

یعنی یہ لوگ جن کی گمراہی ہمارے ذمہ ہے یہ ہمارے بہکائے سے ضرور گمراہ ہوئے لیکن ان کی گمراہی کا سبب ان کی عیش پرستی اور خود غرضی تھی ہم نے انہیں مجبور نہ کیا تھا لہذا ان کی اور ہماری گمراہی میں کوئی فرق نہیں یہ اور ہم جرم میں برابر ہیں ہم اپنی خواہشوں کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور یہ اپنی خواہشات کے پیرو تھے ہم ان کے معبود نہ تھے۔

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمُ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿١٩﴾

اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی پکار نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر یہ ہدایت قبول کر لیتے۔

یعنی کفار کو تشدیداً حکم ہوگا کہ جنہیں تم خدا کا شریک سمجھتے تھے اب انہیں پکارو تو وہ فرط حیرت سے پکاریں گے تاکہ ان کی مدد کو پہنچیں لیکن وہ جماد محض بے جان یا مجبور ہوں گے جو اب نہ دے سکیں گے بلکہ بقول ضحاک رحمہ اللہ داعی و مدعو دونوں عذاب کا نقشہ دیکھیں گے۔

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٢٠﴾ - اور زبان حال سے کہیں گے کاش ہم ہدایت قبول کر لیتے تو اچھا ہوتا۔ آلوسی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: لَوْ كَانُوا يَهْتَدُونَ - لَوْجِهِ مِّنْ وَجْهِهِ الْحَيْلِ يَدْفَعُونَ بِهِ الْعَذَابَ لَدَفَعُوا بِهِ الْعَذَابَ - وہ کہیں گے اگر ہوتے ہم ہدایت پر کسی وجہ میں تو یہ عذاب دفع کر لیتے یا عذاب دفع ہو جاتا۔ يَا لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي الدُّنْيَا مُهْتَدِينَ مُؤْمِنِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ - اگر ہوتے وہ دنیا میں ایمان لائے ہوئے تو عذاب کبھی نہ دیکھتے یہاں تو تمہنی کے لئے ہے



یعنی لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ۔ یعنی لو تمہی کے لئے اس لئے مانا گیا کہ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ مَوْضِعَ تَحْيِيرٍ وَالرُّؤْيَا كَأَنَّ كُلَّ أَحَدٍ يَتَمَنَّى لَهُمُ الْهَدَايَةَ عِنْدَ ذَلِكَ الْهَوْلِ وَالتَّحْيِيرِ تَرْحُمًا عَلَيْهِمْ۔ وہ تمنا کریں گے اے کاش ہم ہدایت پر ہوتے اور ان میں سے ہر ایک یہ آرزو کرے گا۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٥﴾۔

اور جس دن انہیں ندا دی جائے اور ارشاد ہو تم نے ہمارے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔

جبکہ وہ تمہیں دعوت تو حید دینے آئے۔ اس سے پہلے سوال ان کے اشراک پر تھا اور دوسرا سوال رسولوں کو جواب دینے کا۔ ان دونوں سوالوں سے وہ جواب دینے میں مبہوت ہو گئے اور ان سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَعَبِيثٌ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ۔ تو اندھی ہو گئیں ان پر خبریں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَصْلُهُ فَعَمُوا عَنِ الْأَنْبَاءِ أَي لَمْ يَهْتَدُوا إِلَيْهَا۔ اصل یہ عبارت بہ اس معنی ہے کہ وہ اندھے ہو گئے خبروں سے ایسے کہ انہیں بولنے کی کوئی راہ ہی نہ ملی۔ اور فرماتے ہیں: أَسْتَعِيرَ الْعَمَى لِعَدَمِ الْإِهْتِدَاءِ۔ اندھے پن کو استعارہ راہ نہ ملنے کے معنی میں استعمال کیا گیا۔

فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٦﴾۔ تو پوچھ بھی نہ سکیں گے۔ اَي لَا يَسْأَلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لِفَرْطِ الدَّهْشَةِ۔ یعنی آپس میں بھی کوئی کسی سے نہ پوچھ سکے گا بوجہ انتہاء دہشت کے۔

فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿١٧﴾۔

لیکن جو تائب ہو گیا شرک سے اور عمل صالح کرنے لگا تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہو۔

مُفْلِحِينَ کے معنی فَائِزِينَ بِالْمَطْلُوبِ عِنْدَهُ عَزَّ وَجَلَّ ہیں۔ پہنچنے والا مطلوب کو یعنی اللہ عزوجل کے پاس الناجین نجات یافتہ ہو کر۔

اس کے مشرکین کی طرف سے جو اعتراض ہوا تھا کہ لَوْ لَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرِيبَتَيْنِ عَظِيمِ اس کا جواب وہاں بھی دے دیا گیا کہ أَهْمُ يَقْسِمُونَ رَأْحَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ اور یہاں بھی دیا گیا حیث قال

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٨﴾۔

اور تمہارا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہے اور پسند کرتا ہے جسے چاہے نہیں اس میں کسی کو کوئی اختیار پاک ہے وہ اور بلند ہے ان کے شرک سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظَاهِرُ الْآيَةِ نَفْيُ الْإِخْتِيَارِ عَنِ الْعَبْدِ۔ آیت کریمہ کے ظاہر حکم میں بندے کے لئے اختیار کی نفی ثابت ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ الْمُرَادُ لَا يَلِيقُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يُخْتَارُوا عَلَيْهِ تَعَالَىٰ أَي لَا يَنْبَغِي لَهُمُ التَّحَكُّمُ عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ بِأَنْ يَقُولُوا لِمَ لَمْ يَفْعَلِ اللَّهُ تَعَالَىٰ كَذَا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا نہ یہ کسی کو مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں حکم کرے کہ ایسا اللہ تعالیٰ نے کیوں کیا۔

شان نزول: آیت پر چند قول ہیں۔

۱- اِنَّ الْاٰیةَ نَزَلَتْ حِیْنَ قَالَ الْوَلِیْدُ بِنُ الْمُغِیْرَةَ لَوْلَا نَزَّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلٰی رَاجُلٍ مِّنَ الْقَرِیْبَتَيْنِ عَظِیْمٍ  
ولید بن مغیرہ بولا کہ یہ قرآن طائف کے سردار یا مکہ کے صنادید پر نازل کیوں نہ ہوا۔

۲- اَوْ حِیْنَ قَالَ الْیَهُودُ لَوْ كَانَ الرَّسُوْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرَ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ  
السَّلَامُ لَا مَنَّا بِهِ عَلٰی مَا قِیْلَ۔ یہود بولے اگر حضور کے پاس جبریل علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور آتا تو ہم ان پر  
ایمان لے آتے۔

اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ مختار علی الاطلاق ہے اس کی مشیت میں کسی کو دخل نہیں اور ولید بن مغیرہ یا عروہ بن مسعود  
ثقفی ان جیسوں کو محاکمہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔

وَرَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝۱۱ وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ لَهُ الْحَصْدُ فِی الْاَوْلیٰ ذِ  
الْاٰخِرَةِ ۝ وَلَهُ الْحُكْمُ ۝ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۲

اور اے محبوب تمہارا رب جانتا ہے جو وہ اپنے سینہ میں مخفی کئے ہوئے ہیں اور جو علانیہ کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے کہ کوئی  
معبود نہیں مگر وہی اور اسی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف سب لوٹیں گے۔

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ اٰی مَا یُكْنُوْنَ وَ یُخْفُوْنَ فِی صُدُوْرِهِمْ مِّنَ الْاِغْتِقَادَاتِ الْبَاطِلَةِ وَمِنَ  
عَدَاوَتِهِمْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یُعْلِنُوْنَ وَ مَا یُظْهِرُوْنَهُ مِنَ الْاَفْعَالِ الشَّنِیْعَةِ وَالطَّعْنِ  
فِیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ۔ کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ وہ خفیہ اپنے سینوں میں باطل اعتقاد رکھتے ہیں حضور کی عداوت وغیرہ  
سے اور جو کچھ وہ اپنے افعال شنیعہ اور طعن و تشنیع علانیہ حضور پر کرتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور یہ انہیں سمجھ لینا  
چاہئے کہ اللہ تو وہی ایک اللہ ہے اور اسی کا حکم ہر شے پر نافذ و صادر ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اٰی لَهٗ الْحُكْمُ بَیْنَ عِبَادِهِ تَعَالٰی فِیْحُكْمُ لَآهْلِ طَاعَتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ  
وَالْفَضْلِ وَ لَآهْلِ مَعْصِیَةِ بِالشَّقَاۗءِ وَ الْوَلِیْلِ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے اہل طاعت کے لئے مغفرت اور فضیلت کا اور اہل  
معصیت کے لئے سزا و شقاوت اور جہنم کا۔

اور اسی کی طرف سب کی بعثت ہے مگر اٹھنے کے بعد اور اسی کی طرف پلٹ کر اٹھنا ہے۔ اس کے بعد اپنے شیون  
قدرت کی خاص شان ظاہر فرمائی گئی:

قُلْ اَسْءَاۗءِیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ الْاَلَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَاۡتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ ۝۱۳ اَفَلَا  
تَسْمَعُوْنَ ۝۱۴۔ فرمادے کہ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تم پر رات ہمیشہ رکھے قیامت تک تو کون ہے ایسا الہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جو تمہیں  
روشنی لادے کیا تم نہیں سنتے۔

بعض کے نزدیک سَرْمَدُ سرد ہے جو تالیع اور دوام کے معنی میں مستعمل ہے اور میم مزید ہے دلالت اشتقاق کے لئے ہے۔

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ۔ سے مراد سماع فہم و قبول ہے۔

قُلْ أَسَاءَیْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَیْكُمْ النَّهَارَ سَرْمَدًا إلی یَوْمِ الْقِیَامَةِ مَنْ إِلَهُ غَیْرِ اللَّهِ یَاتِیْكُمْ بِكَلِیْلِ  
تَسْكُنُونَ فِیْهِ ۗ أَفَلَا تَبْصُرُونَ ﴿۴۷﴾ - فرمائیے بھلا دیکھو تو اگر اللہ تعالیٰ تم پر دن دوامی طور پر قیامت تک رکھے تو کون خدا ہے  
سوائے اللہ کے جو رات تم پر لائے سکون کے لئے تو کیا تم نہیں دیکھتے۔

کہ یہ سب کچھ اسی کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے اس کے سوا یہ کسی میں قدرت نہیں کہ رات کو دن اور دن کو رات کر سکے۔  
وَمِنْ نَّحْبَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِہِ ۗ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۸﴾ -  
اور یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ تم سکون لو اس میں اور دن میں اللہ کے فضل سے معاش  
تلاش کرو تا کہ تم شکر گزار ہو۔

وِیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فِیْ قَوْلِ آئِنِ شُرَكَاءِی الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۴۹﴾ -  
اور جس دن انہیں پکارا جائے اور فرمایا جائے کہاں ہیں میرے شریک جن کا تمہیں گمان تھا۔  
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِیدًا ۖ فَفَقَلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا یَفْتَرُونَ ﴿۵۰﴾ -  
اور نکالیں گے ہم ہر جماعت سے ایک گواہ تو کہیں ہم ہر امتی سے لاؤ اپنی دلیل جس پر تم قائم تھے تو جان جائیں سب کہ  
حق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور رایگاں ہو جائیں ان سے جس پر وہ دنیا میں افترا کرتے تھے۔

### بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا تو اس نے ان پر  
زیادتی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے کہ جن کی  
کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب کہا اس  
سے اس کی قوم نے نہ اترے بے شک اللہ اترانے والوں کو  
دوست نہیں رکھتا

اور جو مال تجھے دیا اللہ نے اس سے آخرت کا گھر تلاش کر  
اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور احسان کر جیسے احسان کیا  
اللہ نے تجھ پر اور نہ ڈھونڈ فساد زمین میں بے شک اللہ  
نہیں پسند کرتا فساد یوں کو

بولایہ تو مجھے جو ملا ہے اس علم پر ملا ہے جو میرے پاس ہے  
کیا وہ نہیں جانتا کہ بے شک اللہ نے اس سے پہلے بہت  
سی سنگتیں ایسی ہلاک کر دیں جو قوت میں اس سے زیادہ  
تھیں اور اس سے زیادہ جمع تھیں اور نہیں پوچھ ان کے  
گناہوں کی جو مجرم ہیں

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ  
وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ  
بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ  
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۴۷﴾

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ  
نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ  
إِلَيْكَ وَلَا تَتَّبِعِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا  
يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۴۸﴾

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۗ وَأَلَمْ يَعْلَمْ  
أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ  
أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَبَعًا ۗ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ  
ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۴۹﴾



تو نکلا وہ اپنی قوم پر بن سنور کر بولے وہ جو چاہتے تھے  
زندگی دنیا کی اے کاش ہمیں بھی اس جیسا مال ملتا جو  
قارون کو ملا بے شک اس کا حصہ بڑا ہے زبردست  
اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب  
بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لایا اور اچھے کام کئے اور  
نہیں ملتا وہ ثواب مگر صبر والوں کو

تو ہم نے اسے دھنسا دیا زمین میں اور اس کے گھر کو تو نہ  
تھی اس کے پاس کوئی جماعت کہ مدد کرتی اس کی اللہ  
کے سوا اور نہ وہ بدلہ لے سکا

اور صبح کی اس نے جو تمنا کرتا تھا اس کے مرتبہ کی شام کہنے  
لگے عجیب بات ہے وسیع کرتا ہے اللہ رزق جس کے لئے  
چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگی فرماتا ہے اگر نہ  
احسان کرتا ہم پر بھی تو ہمیں دھنسا دیتا عجیب شان ہے  
اس کی کافروں کا بھلا نہیں

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۗ قَالَ الَّذِينَ  
يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لِيَلْبِتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ  
قَارُونُ ۗ إِنَّهُ لَكَا وَحَظٌّ عَظِيمٌ ﴿٤١﴾

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلْتَمِسُ ثَوَابُ اللَّهِ  
خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۖ وَلَا يُفْلِحُ إِلَّا  
الصَّابِرُونَ ﴿٤٢﴾

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۗ فَمَا كَانَ لَهُ  
مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَا كَانَ  
مِنَ الْمُتَنَصِّرِينَ ﴿٤٣﴾

وَ أَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ  
يَقُولُونَ وَيَكُنَّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ  
مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۗ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا  
لَخَسَفَ بِنَا ۗ وَيَكُنَّ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾

### حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

قَارُونُ - قارون	كَانَ - تھا	مِنْ قَوْمِهِ - قوم
مُوسَى - موسیٰ سے	عَلَيْهِمْ - ان پر	وَ - اور
اتَّبِعْتَهُ - دیئے تھے ہم نے اس کو اتنے	مِنَ الْكُنُوزِ - خزانے	مَا - کہ
بِشك - بے شک	لَتَنبُوْا - بوجھل ہوتیں	بِالْعَصْبَةِ - جماعت
أُولَى - صاحب	إِذْ - جب	قَالَ - کہا
لَهُ - اس کو	لَا - نہ	تَفَرَّحَ - اترتا
بِشك - بے شک	لَا - نہیں	يُحِبُّ - پسند کرتا
الْفَرِحِينَ - اترانے والوں کو	وَ - اور	ابْتِغَى - ڈھونڈ
فِيهَا - اس کو جو	كَ - تجھ کو	اللَّهُ - اللہ نے
الدَّارَ - گھر	وَ - اور	لَا - نہ
تَنَسَّ - بھول	مِنَ الدُّنْيَا - دنیا سے	وَ - اور
أَحْسِنَ - احسان کر	أَحْسَنَ - احسان کیا	اللَّهُ - اللہ نے
إِلَيْكَ - تجھ پر	وَ - اور	تَبِغَ - ڈھونڈ

الْفَسَادِ فَسَادِ	فِي بَيْتِ	الْأَرْضِ - زمین کے	إِنَّ - بے شک
اللَّهِ - اللہ	لَا - نہیں	يُحِبُّ - پسند کرتا	الْمُفْسِدِينَ - فساد کرنے
وَالْوَالِدِينَ	قَالَ - بولا	إِنَّمَا - اس کے سوا نہیں	أَوْ تَيْبَتْهُ - دیا گیا ہوں میں
يَهْمُ	عَلَى - بوجہ	عِلْمٍ - علم	عِنْدِي - اپنے کے
أَوْ كَمَا	لَمْ - نہ	يَعْلَمُ - جانا اس نے	أَنَّ - کہ بے شک
اللَّهُ - اللہ نے	قَدْ - یقیناً	أَهْلَكَ - ہلاک کر دیں	مِنْ قَبْلِهِ - اس سے پہلے
مِنَ الْقُرُونِ - کئی سنگتیں	مَنْ - کہ	هُوَ - وہ	أَشَدُّ - زیادہ سخت تھیں
مِنْهُ - اس سے	قُوَّةً - طاقت میں	وَ - اور	أَكْثَرُ - زیادہ تھیں
جَمْعًا - جتھے میں	وَ - اور	لَا - نہیں	يُسْأَلُ - پوچھے جائیں گے
عَنْ ذُنُوبِهِمْ - اپنے گناہوں سے		الْمُجْرِمُونَ - مجرم لوگ	فَخَرَجَ - تو نکلا
عَلَى - اوپر	قَوْمِهِ - اپنی قوم کے	فِي - بیچ	زِينَتِهِ - اپنی زینت کے
قَالَ - کہا	الَّذِينَ - ان لوگوں نے جو	يُرِيدُونَ - چاہتے تھے	الْحَيَاةَ - زندگی
الدُّنْيَا - دنیا کی	يَلْبِثُ - اے کاش	لَنَا - ہمیں بھی ملتا	مِثْلَ - مثل
مَا - اس کے جو	أُوتِيَ - دیا گیا	قَارُونَ - قارون	إِنَّهُ - بے شک وہ
لَدُونِ - صاحب ہے	حَظِّ - حصے	عَظِيمٍ - بڑے کا	وَ - اور
قَالَ - کہا	الَّذِينَ - ان لوگوں نے جو	أُوتُوا - دیئے گئے	الْعِلْمَ - علم
وَيَلْكُمْ - فسوس تم پر	ثَوَابٌ - ثواب	اللَّهُ - اللہ کا	خَيْرٌ - بہتر ہے
لِيَمُنَّ - اس کے لئے جو	أَمَنَ - ایمان لائے	وَ - اور	عَمِلَ - کام کرے
صَالِحًا - نیک	وَ - اور	لَا - نہیں	يُلْقَاهَا - دیا جاتا وہ
إِلَّا - مگر	الصَّابِرُونَ - صبر والوں کو	فَخَسَفْنَا - تو دھنسا دیا ہم نے	بِهِ - اس کو
وَ - اور	بِدَارِهِ - اس کے گھر کو	الْأَرْضِ - زمین میں	فَمَا - تو نہ
كَانَ - تھی	لَهُ - اس کی	مِنْ فِتْنَةٍ - کوئی جماعت جو	يَنْصُرُونَهُ - مدد کرتی اس کی
مِنْ دُونِ - سوا	اللَّهُ - اللہ کے	وَ - اور	مَا - نہ
كَانَ - ہوا وہ	مِنَ الْمُتَنَصِّرِينَ - بدلہ لینے والوں سے	وَ - اور	وَ - اور
أَصْبَحَ - صبح کی	الَّذِينَ - انہوں نے جو	تَمَنَّوْا - خواہش کرتے تھے	مَكَانَهُ - اس کے مرتبہ کی
بِالْأَمْسِ - کل	يَقُولُونَ - کہتے تھے	وَيَكُنَّ - عجیب بات ہے کہ	اللَّهُ - اللہ
يَبْسُطُ - پھیلاتا ہے	الرِّزْقَ - رزق	لِيَمُنَّ - جس کے لئے	يَسْأَعُ - چاہے
مِنْ - اپنے	عِبَادِهِ - بندوں سے	وَ - اور	يَقْدِرُ - تنگ کرتا ہے

لَوْ-اگر  
اللہ-اللہ  
وَيَكَاذِبُ-عجیب معاملہ ہے  
لَا-نہ ہوتا  
عَلَيْنَا-ہم پر  
لَا-نہیں  
أَنْ-یہ کہ  
لَخَسَفَ-تو دھنسا دیتا  
يُفْلِحُ-خلاصی پاتے  
مَنْ-احسان کرتا  
بِنَا-ہم کو بھی  
الْكَافِرُونَ-کافر لوگ

### خلاصہ تفسیر آٹھواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى - بے شک قارون قوم موسیٰ سے تھا۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصہر کا بیٹا نہایت حسین و جمیل آدمی تھا اس کے حسن و جمال کی وجہ میں اسے منور کہتے تھے اور بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بہتر قاری تھا۔ زمانہ افلاس میں نہایت متواضع اور بااخلاق آدمی تھا۔ دولت مند ہوتے ہی مزاج بدل گیا اور سامری کی طرح منافق ہو گیا۔ روایت ہے کہ یہ بحکم فرعون بنی اسرائیل پر حاکم ہو گیا تھا۔

فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْكُتُوبِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ -

تو اس نے بغاوت کی قوم پر اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے کہ جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں۔ تو بنی اسرائیل کے مومنین نے کہا جس کا ذکر آگے ہے:

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ - جب اس کی قوم نے اسے کہا نہ اتر۔

یعنی اپنی کثرت مال پر غرور و تکبر نہ کر اس لئے کہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ① وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ -

بے شک اللہ متکبر اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ڈھونڈ اس مال سے جو اللہ نے تجھے دیا ہے آخرت کا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا میں اور احسان کر لوگوں پر جیسے احسان کیا تجھ پر اللہ نے۔

یعنی اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر کر اور اپنے مال سے اس کی راہ میں خرچ کر کے لوگوں پر احسان کر یعنی دنیا کی فراخی میں آخرت کو نہ بھول بلکہ وہاں کے لئے عمل کرتا کہ اخروی عذاب سے نجات پائے اس لئے کہ انسان پر فرض ہے کہ دنیا میں آخرت کے لئے عمل کرے الدُّنْيَا مَزْرَعَةٌ الْآخِرَةُ - دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اس کھیتی میں صدقہ، صلہ رحمی اعمال خیر کے بیج ڈال کر سبزہ اجر حاصل کیا جاتا ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا کہ انسان اپنی صحت و قوت اور جوانی اور دولت پر نہ پھولے اور آخرت کو نہ بھولے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو:

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

تندرستی کو بیماری سے پہلے۔

ثروت و دولت کو ناداری و افلاس سے پہلے۔

فارغ البالی کو مشغولیت و تنگی سے پہلے۔

زندگی کو موت سے پہلے۔



وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٥٠﴾ -

اور نہ فساد برپا کر زمین میں بے شک اللہ فساد یوں کو محبوب نہیں رکھتا۔

یعنی معصیت و سیہ کاری کا ارتکاب اور ظلم و بغاوت کر کے فساد نہ پھیلا اس پر قارون نے جواب دیا:

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۗ بُولَا (قارون) یہ تو مجھے ایک علم کے ذریعہ ملا ہے جو میرے پاس ہے۔

اس سے مراد اس کی علم توریت تھا یا علم کیمیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا۔ وہ اس کے ذریعہ رانگ کو چاندی اور تانبہ کو سونا بنا لیتا تھا یا علم تجارت و زراعت یا کسی پیشہ یا فن کے ذریعہ وہ دولت مند ہوا۔ گویا اس نے وہی کہا جو دولت مند آج بھی کہا کرتے ہیں جب اس سے کہا جائے کہ میاں اللہ عزوجل نے تمہیں مال دیا ہے اس کا شکر کر کے غرباء کی خدمت کرو تو وہ کہا کرتے ہیں کہ جناب یہ مال یونہی تو نہیں آگیا نہ معلوم میں نے کیا کیا محنتیں مشقتیں برداشت کی تھیں یہ اس لئے تو نہیں کہ ان ہڈ حراموں بیکار لوگوں کو تقسیم کر دوں ان کا میں قرض دار نہیں ہوں جو انہیں دوں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حضرت سہل نے فرمایا جس نے خود بینی کی وہ فلاح سے محروم ہو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا۔

أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرَ جَبَعًا ۗ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ

ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥١﴾ -

اور کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں ہلاک فرمادیں جن کی قوتیں اس سے زیادہ اتنی تھیں اور جماعت کے لحاظ سے بہت زیادہ تھیں اور (کیا وہ نہیں جانتا ہے) کہ مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ نہیں۔

یعنی جو اس قارون سے قوت میں مال میں، جمعیت میں بہت زیادہ تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو اس کی کیا حیثیت ہے اور کیا وہ اس غلط فہمی میں ہے کہ مجرموں سے ان کے کرتوت نہ پوچھے جائیں گے اسے اپنے مال پر غرور نہیں چاہئے ورنہ اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو اس سے پہلوں کا ہوا اور اس سے دریافت کرنے کی بھی ضرورت نہیں اس لئے کہ سوال استعلام کے لئے ہوتا ہے اور ایسوں پر تو جزا تو بیخ ہی ہے۔

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۗ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لِيَلْبِتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ۗ إِنَّهُ

لَكُدُو حِطَّ عَظِيمٍ ﴿٥٢﴾ -

تو نکلا وہ اپنی قوم پر بن ٹھن کر (تو دنیا دار لوگ) جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے کہنے لگے اے کاش ہمیں بھی ایسا ہی ملتا جیسا

قارون کو ملا بے شک اس کا نصیب بڑا ہے۔

فِي زِينَتِهِ۔ یہ تھی کہ یہ بہت سے سوار جلو میں لئے ہوئے زیوروں سے آراستہ ریشمی لباس پہنے نکلا تو دنیا طلب لوگ

اسے حسرت کی نظر سے دیکھتے اور رشک کرتے اور کہتے یہ قسمت کا دھنی ہے کاش اللہ ہمیں بھی اس جیسا مالدار کر دیتا۔ دوسری

طرف خدا ترس مومنین کہتے جس کا ذکر آگے ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيَلْتَمِسُ ثَوَابَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۗ وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٥٣﴾ -

اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا (یعنی بنی اسرائیل کے علماء) خرابی ہو تمہیں اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان

لائے اور نیک عمل کرے (اس دولت سے جو قارون کو ملی) اور یہ ثواب آخرت انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں۔

اس کے بعد قارون کا جو حشر ہوا اسے اشارۃً بیان فرمایا ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۗ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُتَنَصِّرِينَ ﴿۸۱﴾

تو ہم نے دھنسا دیا اسے اور اس کے گھر کو زمین میں تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچالیتی اس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

قارون اور اس کے گھر کو دھنسانے کا واقعہ علماء سیر و اخبار نے یہ لکھا ہے کہ

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل عبور فرما کر معہ بنی اسرائیل تشریف لے آئے تو آپ نے آ کر ریاست جس کا مذبح تھا حضرت ہارون علیہ السلام کو تفویض کر دی یہاں بنی اسرائیل اپنی قربانیاں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس لاتے اور مذبح میں رکھتے آسمان سے آگ اتر کر اسے کھالیتی اور قارون کو حضرت ہارون علیہ السلام کا یہ منصب بارگزر۔

اسے رشک ہوا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ رسالت تو آپ کی ہوئی اور قربانی کی ساری مد حضرت ہارون کی اس صورت میں مجھے کیا ملا با آنکہ میں توریت کا قاری اور حافظ ہوں میں اسے کیسے گوارا کر سکتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ منصب میرا دیا ہوا نہیں یہ سب کچھ من جانب اللہ عزوجل ہے۔ اس پر قارون بگڑ گیا اور بولا خدا کی قسم میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک آپ مجھے اس کا ثبوت نہ دکھادیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمام رؤساء بنی اسرائیل اپنی لاٹھیاں لا کر ہمارے قبضہ میں رکھیں چنانچہ سب اپنی اپنی لاٹھیاں لے آئے اور شب بھر پہرہ دیتے رہے صبح دیکھا تو حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا سرسبز تھا اس میں پتے بھی نکلے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے فرمایا تو نے دیکھا قارون بولا یہ کچھ نہیں سوا اس کے کہ آپ نے جادو سے اسے سرسبز کر دیا۔

موسیٰ علیہ السلام قارون کے ساتھ نرمی فرماتے تھے لیکن قارون کی عداوت آپ سے دمدم بڑھتی ہی رہی۔

قارون نے ایک محل بنوایا تھا جس کا دروازہ طلائی تھا اور دیواروں پر سونے کے تختے چسپاں کئے تھے اور بنی اسرائیل اس کے پاس صبح و شام آتے اور ہم پیالہ وہم نوالہ رہتے ہنسی مذاق کر کے اسے خوش کرتے رہتے تھے۔

جب حکم زکوٰۃ نافذ ہوا تو قارون گھبرایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر طے کیا کہ سب درہم و دینار اور مویشی کی مالیت سے ہزارواں حصہ زکوٰۃ دے گا لیکن جب گھر آ کر حساب کیا تو اس کے سب مال میں سے اتنا بھی نکالنا اسے گوارا نہ ہوا۔

اور بنی اسرائیل کو جمع کر کے انہیں ورغلا یا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام کا ہر حکم مان کر ان کی جرأت اتنی بڑھادی ہے کہ اب وہ تمہارے مال بھی لینے پر آمادہ ہو گئے ہیں لہذا اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے سب نے جواب دیا کہ تو ہمارا بڑا ہے جو فیصلہ کرے گا ہمیں منظور ہے۔

قارون نے سوچ کر کہا کہ فلاں فاحشہ عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ طے کرو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے۔

غرض کہ اس عورت کو اس جرأت پر آمادہ کر لیا۔ قارون نے اسے ایک ہزار اشرافی اور ایک ہزار نقد روپیہ دیا۔ اور اس کے

علاوہ بہت سے وعدے کر کے اور وقت کے لئے تیار کر لیا۔

دوسرے روز بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلایا کہ مجمع حاضر ہے آپ سے نصیحت سننا چاہتا ہے۔ آپ تشریف لے آئے اور قوم کو ہدایت کرنی شروع کی چنانچہ آپ نے فرمایا جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے جو بہتان تراشی کرے گا اس کی اسی کوڑے سزا ہے جو زنا کرے گا وہ اگر بغیر بیوی کے ہے تو سو کوڑے اور اگر بیوی والا ہے تو اتنا سنگسار کیا جائے گا کہ وہ مر جائے۔

یہ سن کر قارون بولا یہ حکم سب کے لئے ہے یا آپ اس سے مستثنیٰ ہیں؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس حکم میں کسی کا استثناء نہیں اگر میں بھی ہوں تو میرے لئے بھی یہی سزا ہے۔

قارون کہنے لگا بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے بدکاری کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سب یہیں ٹھہریں اور اس عورت کو بلائیں چنانچہ وہ عورت اس مجمع میں لائی گئی۔

آپ نے اس عورت سے مخاطبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے عورت تجھے اس ذات بے نیاز کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور توریت

نازل کی سچ کہہ دے جو واقعہ ہے۔

یہ سن کر مہابت نبوت موسیٰ علیہ السلام سے وہ عورت لرز گئی اور دل میں کہنے لگی کہ اللہ کے رسول پر بہتان لگا کر اپنی عاقبت خراب کرنا اور عذاب الہی اپنے سر لینا ہے اس سے بہتر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اپنی بدچلنی سے تائب ہو جاؤں۔

یہ سوچ کر وہ عرض پیرا ہوئی کہ حضور! قارون مجھ سے جو کہلانا چاہتا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے۔ اس نے حضور پر تہمت لگانے کے لئے مجھے مال کثیر دینے کا وعدہ کیا ہے لیکن میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سر بسجود ہوئے اور بارگاہ حق میں عرض کی الہی اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ہم نے زمین کو آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے آپ اسے جو حکم دیں گے وہ تعمیل کرے گی۔

موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کے لئے ویسے ہی مبعوث کیا ہے جیسا فرعون کے لئے لہذا جو ان کی اطاعت کرے وہ اس کے ساتھ رہے اور جو میرا مطیع ہو وہ میری طرف آجائے۔

چنانچہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آگئے صرف دو آدمی اس کے ساتھ رہے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا: خُذِيْهِ يَا اَرْضُ خُذِيْهِ يَا اَرْضُ اے زمین اسے پکڑ لے اے زمین اسے پکڑ لے۔

مختصر یہ کہ وہ زمین میں دھنسنے لگا۔ جب گھٹنوں تک دھنس گیا تو وہ الامان الامان کہنے لگا۔ آپ نے اس کی ایک نہ سنی اور خُذِيْهِ يَا اَرْضُ فرماتے رہے حتیٰ کہ گردن تک جب دھنس گیا تو منت و سماجت کرنے لگا اور قارون آپ کو خدا کی قسمیں دینے لگا۔ رشتہ و قرابت کے واسطے دیتا رہا مگر آپ نے کچھ نہ سنا حتیٰ کہ وہ زمین میں فنا ہو گیا۔



قداہ رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ قیامت تک ایسے ہی دھستارے گا۔

اس کے بعد آپ نے خیال فرمایا کہ بنی اسرائیل کہیں یہ نہ کہیں کہ اس کے مکان اور خزانے لینے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے ایسا کیا تو آپ نے اس کے مکان اور خزانے بھی دھسنے کی دعا فرمائی وہ بھی دھنس گئے اور فتنہ قارونی دفع ہو گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ يَقْدِرُ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيَكَانَهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُونَ ﴿٨٧﴾۔

اور صبح جن لوگوں نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی کل شام کو بولے عجیب بات ہے کہ اللہ رزق دیتا ہے اسے کشادہ فرماتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں میں اور تنگی فرماتا ہے اگر ہم پر اللہ احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا عجیب شان ہے اور کافر کبھی فلاح نہیں پاتے۔

گویا یہ حشر قارون کا دیکھ کر جو صبح اس جیسا مالدار ہونے کی آرزو رکھتے تھے شام کو نادام ہوئے اور کہنے لگے اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہم بھی دھنس جاتے۔

### مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ - بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا۔

یعنی بنی اسرائیلی تھا۔ اس پر سب کا اجماع ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ میں کیا تھا۔ اس میں اختلاف ہے۔

فَرَوَىٰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَ ابْنِ جُرَيْجٍ وَ قَتَادَةَ وَ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ ابْنُ عَمِّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمُوسَىٰ ابْنُ عِمْرَانَ بْنِ قَاهِثِ بْنِ لَآوِي بْنِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ ابْنُ يَصْهَرَ بْنِ قَاهِثِ بْنِ لَآوِي بْنِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ابن عباس، ابن جریج، قتاہ اور ابراہیم سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے تھے اور وہ قاہٹ کا بیٹا تھا اور وہ لاوی کا اور وہ یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ اور قارون یصہر کا بیٹا تھا اور وہ قاہٹ کا اور وہ لاوی کا اور وہ یعقوب علیہ السلام کا۔ اس شجرہ سے قاہٹ کے عمران اور یصہر دو بیٹے ہوتے ہیں۔ تو عمران سے تو موسیٰ علیہ السلام ہیں اور یصہر سے قارون، تو قارون اور موسیٰ علیہ السلام چچا کے بیٹے بھائی ہوتے ہیں۔

اور مجمع البیان میں عطا ابن عباس سے مروی ہے کہ إِنَّهُ ابْنُ خَالَةِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا اور یہی ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ حُكِيَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَّهُ عَمُّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ ظَاهِرٌ عَلَىٰ قَوْلِ مَنْ قَالَ إِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْنُ عِمْرَانَ بْنِ يَصْهَرَ بْنِ قَاهِثِ وَ هُوَ ابْنُ يَصْهَرَ بْنِ قَاهِثِ - محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا اور یہ اس قول سے ظاہر ہے جو کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے ہیں اور عمران یصہر کے اور یصہر قاہٹ کے بیٹے تھے اور قارون ابن یصہر ہے اور یصہر قاہٹ کا بیٹا ہے۔

وَ كَانَ يُسَمَّى الْمُنُورَ لِحُسْنِ صُورَتِهِ وَ كَانَ أَحْفَظَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لِلتَّوْرَةِ وَ أَقْرَاهُمْ لِكِنَّةِ نَافِقٍ



یہ دیکھ کر قارون بولا یہ آپ کے جادو سے تعجب ناک نہیں۔

فَبَغَى عَلَيْهِمْ - تو اس نے دونوں سے بغاوت کی۔

اور ایسا مخالف ہوا کہ فَطَلَبَ الْفَضْلَ عَلَيْهِمْ وَأَنْ يَكُونُوا تَحْتَ أَمْرِهِ کہ آپ پر اپنی فضیلت کا خواہاں ہوا اور چاہتا تھا کہ وہ اس کے حکم کے ماتحت رہیں۔

وَ قِيلَ حَسَدَهُمْ وَ طَلَبَ زَوَالَ نِعْمِهِمْ - ایک قول ہے کہ حسد میں ان کے اعزاز و اکرام کے زوال کے درپے ہو گیا پھر ارشاد ہے:

وَ اتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ - اور عطا کئے ہم نے قارون کو خزانے۔

یعنی دینے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آيَ الْأَمْوَالِ الْمُدْخِرَةِ فَهُوَ مَجَازٌ كَالْمَدْفُونِ -

اور عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے قَدْ ظَفَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِكَنْزٍ عَظِيمٍ مِّنْ كُنُوزِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

قارون کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر فتحیاب کیا تھا اس کی کنجیاں اس زمانہ کے لحاظ سے اتنی تھیں کہ

مَا إِنْ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءَ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ - یعنی جن صندوقوں میں وہ خزانے تھے اس کی کنجیاں اتنی تھیں کہ لَتَنُوءَ بار تھیں ایک جماعت پر کہ اٹھاسکیں مِنْ نَاءٍ بِهِ الْحَمْلُ إِذَا أَثْقَلَهُ حَتَّى أَمَالَهُ یعنی جو اٹھاتا تو وزن اتنا ہوتا کہ جھک جاتا۔ اور عصبہ جماعت کثیر کو کہتے ہیں جس کی تعداد معین نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ کتنے آدمیوں پر عصبہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

فَقِيلَ مِنْ عَشْرِ إِلَى خَمْسَةِ عَشَرَ وَ هُوَ مَرُوءِيٌّ عَنِ الْمُجَاهِدِ - دس سے پندرہ تک بقول مجاہد عصبہ کہلاتی ہے۔

وَ قِيلَ مَا بَيْنَ الْخَمْسَةِ عَشَرَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ - بعض نے کہا پندرہ سے چالیس تک پر عصبہ بولتے ہیں۔ کلبی کی تحقیق میں تین سے دس تک پر عصبہ بولا جاتا ہے۔

وَ قِيلَ مِنَ الْعَشْرِ إِلَى أَرْبَعِينَ - ایک قول ہے کہ دس سے چالیس تک پر عصبہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ قتادہ کے نزدیک چالیس پر عصبہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

اور بقول ابن عباس بھی یہی صحیح ہے۔

اور ایک قول ہے کہ ستر پر عصبہ بولتے ہیں جیسا کہ ابی صالح معری مولیٰ ام ہانی کا قول ہے۔

علامہ خفاجی کے نزدیک عصبہ مطلقاً جماعت پر بولا جاتا ہے۔

اور تنوٰ کی تعریف میں ابو زید کہتے ہیں: تَنُوءٌ مِنْ نُوءٍ بِالْحَمْلِ إِذَا التَّفَتْ بِهِ تَنُوءٌ اس وزن کے اٹھانے پر بولتے ہیں جسے اٹھاتے ہوئے آدمی ادھر ادھر ہوتا جائے۔ نَاءٌ يَنْوُءُ سَے ہے اَنَاءٌ بِهِ الْحَمْلُ إِذَا أَثْقَلَهُ حَتَّى أَمَالَهُ - جب وزن اٹھاتے ہوئے بوجھ سے دہرا ہو جائے تو یئو کہتے ہیں۔

چنانچہ قارون کے خزانہ کی کنجیوں پر خیمہ کہتے ہیں: اِنَّهَا كَانَتْ وَقُرُوسَاتٍ بَغْلًا غُرًا مُّحْجَلًا مَا يَزِيدُ مِنْهَا



مِفْتَاحٌ عَلَىٰ اِصْبَعٍ لِّكُلِّ مِفْتَاحٍ كَنْزٌ۔ ساٹھ موٹے تازے خجروں پر وہ کنجیاں لادی جاتی تھیں اور کوئی کنجی ایک انگلی سے زائد نہ تھی ہر کنجی ایک خزانہ کی علیحدہ تھی۔

ایک قول ہے کہ قارون کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کے تھیلوں میں تھیں تو جب وہ سب کنجیاں اٹھائی جاتیں تو ستر موٹے تازے خجروں پر لادی جاتی تھیں۔

اور بقول ابن عباس اتنی ہلکی کنجیاں تھیں کہ ہر آدمی دس ہزار کنجیاں اٹھا سکتا تھا اور قارون کے اتنے خزانے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ مفتاح سے مراد اس کا علم تھا جس پر وہ حاوی تھا جیسے قرآن کریم میں ہے وَعِنْدَآءِ مَفَاتِيحِ الْغَيْبِ۔ آگے ارشاد ہے۔

اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝۶۰

جب کہا اس کی قوم نے اس کو نہ اتر اے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس لئے کہ وَالْفَرُحُ بِالْدُنْيَا لِذَاتِهَا مَذْمُومَةٌ لِآنَهُ نَتِيْجَةُ جِهَادِ الرِّضَا بِهَا وَالذُّهُوْلُ عَنْ ذَهَابِهَا۔

اترانا دنیا اور اس کی لذتوں پر مذموم ہے اس لئے کہ اس کی محبت کا نتیجہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا ہے۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتٰكَ اللّٰهُ الدّٰرَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا

اور ڈھونڈ اس میں جو اللہ نے تجھے دیا آخرت کا گھر اور نہ بھلا دنیا کی عیش و فراخی سے آخرت کا حصہ۔

لَا تَنْسَ۔ اَيُّ لَا تَتْرُكْ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اَيُّ حَظُّكَ مِنْهَا۔

ابن ابی حاتم ابن عباس سے راوی ہیں: اَنْ تَعْمَلَ لِآخِرَتِكَ۔ اس مال کو آخرت کے لئے کام میں لا۔

عبد بن حمید کہتے ہیں کہ قوادہ نے فرمایا: هُوَ اَنْ تَاْخُذَ مِنَ الدُّنْيَا مَا اَحَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى لَكَ وَهِيَ كَدُّ دُنْيَا سِوَا وَه

حاصل کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کیا۔

وَ اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَتَّبِعِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۝۶۱ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۶۱

اور احسان کر بندوں پر جیسے احسان کیا اللہ نے تجھ پر اور زمین میں فساد نہ کر بے شک اللہ فسادی کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی اللہ نے تجھ پر احسان کیا تیرا فرض ہے کہ اس کے بندوں پر جہاں تک ہو سکے احسان کر اور ظلم و بھنی سے زمین میں

فساد نہ پھیلا۔ اس پر قارون نے موسیٰ مسلمانوں کو جواب دیا جس کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۝۶۲

قارون بولا وہ تو جو مجھے ملا ہے وہ میرے اس مخصوص علم کے ذریعہ ملا ہے جو میرے پاس ہے۔

یعنی اس میں معاذ اللہ، اللہ کا کیا احسان ہے یہ تو میں نے اپنے علم کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ اب وہ علم کیا تھا اس پر مختلف

اقوال ہیں۔

اول یہ کہ اِنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الْعِلْمِ عِلْمُ التَّوْرَةِ فَاِنَّهُ كَانَ اَعْلَمُ بِنَبِيِّ اِسْرَائِيْلَ بِهَا۔ علم سے مراد علم تورات

ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ تورات کا عالم تھا۔

اور ابوسلیمان درانی کہتے ہیں: عِلْمُ التَّجَارَةِ وَوُجُوْهُ الْمَكَاسِبِ۔ وہ تجارت کا علم اور کسب مال کا فن جانتا تھا۔

اور ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس سے مراد علم کیمیا ہے۔

وَ كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْلَمُ ذَلِكَ فَأَفَادَ يُوشَعَ بْنَ نُونٍ ثَلَاثَةَ وَ كَالِبَ بْنَ يُوْحَنَّا ثَلَاثَةَ وَ قَارُونَ ثَلَاثَةَ فَخَدَعَهُمَا قَارُونَ حَتَّى أَضَافَ عِلْمَهُمَا إِلَى عِلْمِهِ فَكَانَ يَأْخُذُ الرَّصَاصَ وَالنُّحَاسَ فَيَجْعَلُهُمَا ذَهَبًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس فن سے واقف تھے تو آپ نے ایک تہائی یوشع بن نون کو بتایا اور تہائی کالب بن یوحنا کو اور تہائی قارون کو۔ پھر قارون نے چالاکی سے ان کو دھوکہ دیا اور دونوں سے اس علم کو حاصل کر کے کامل کر لیا تو وہ رانگ اور تانبہ دونوں سے سونا بناتا تھا۔

ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ علم دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بہن کو بتایا اور انہوں نے قارون کو بتا دیا۔

ایک قول ہے کہ دینوں کے معلوم کرنے کا علم اسے حاصل ہوا۔

بہر حال اسے دولت کمانے کا علم حاصل تھا اور فن کیمیا کے متعلق تو مولانا روم مثنوی میں جو فیصلہ فرما گئے وہی حق ہے۔

کیمیا و زیمیا و سیمیا این نہ داند جز بذات اولیاء

چنانچہ مجمع البیان میں کلبی رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے کہ یہ فن کسی کو معلوم نہیں صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔

اور علامہ زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: لَا يُصِحُّ لِأَنَّ عِلْمَ الْكِيمِيَاءِ بَاطِلٌ۔ اس کا مدعی سچا نہیں اس لئے کہ یہ علم باطل ہے لَا حَقِيقَةَ لَهُ اس کی کچھ حقیقت نہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بَانَهُ لَعَلَّهُ كَانَ مِنْ قَبِيلِ الْمُعْجَزَةِ۔ ممکن ہے یہ فن از قبیل معجزہ ہو اور کیمیا کا لفظ یونانی ہے اس کے معنی حیلہ کے ہیں۔

یا عبرانی ہے اس کی اصل كَيْمَ يَهْ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں: إِنَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے مل جائے مل جائے۔

یا فارسی لفظ ہے جس کی اصل کے میا ہے یعنی مَتَى يَجِيئُ عَلَى سَبِيلِ الْإِسْتِبْعَادِ۔ یعنی کب آتا ہے برسبیل استبعاد کہا جاتا ہے اس بحث کو علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے آٹھ صفحات میں تقریباً بیان کیا جس کا خلاصہ یہی ہے کہ یہ علم وہ ہے جس کے تجسس میں حریص بیوقوف لوگ لگے رہتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ جہاں اس خبط میں حریص مبتلا ہیں وہاں اس فن کے ائمہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہرمس، سقراط، افلاطون، اغاریمون، فیثاغورس، ہرقل، فرفوروس، ماریہ، ذوسیموس، اوس، ذومقراط، سفیدوس، بلیناس، مہرارلیس، جابر بن حیان، مجریطی، ابوبکر بن وحشیہ، محمد بن زکریا رازی وغیرہ سب نے اس خبط سے اعراض کیا اور تحقیق کے بعد بتایا: إِنَّ الذَّهَبَ إِنَّمَا يَتَمُّ كَوْنُهُ فِي مَعْدِنِهِ بَعْدَ أَلْفٍ وَ ثَمَانِينَ دَوْرَةَ الشَّمْسِ الْكُبْرَى۔ سونا اپنی کان میں ایک ہزار اسی برس کے بعد دورہ شمس کبریٰ ختم کر کے سونے کا رنگ لاتا ہے۔

لہذا مہوسین مجبوطین کو اس سے سبق عبرت حاصل کرنا چاہئے اور اس کے تجسس میں اپنا وقت اور مال ضائع نہ کرنا چاہئے اس کے بعد قارون کی شیخی کا جواب ہے:





كَانَ ذَلِكَ الْخُرُوجُ عَلَى مَا قِيلَ يَوْمَ السَّبْتِ - قارون ستر ہزار سواروں میں نکلا جن پر معصفر چادریں تھیں اور اس کے نکلنے کا دن ہفتہ کا تھا۔ اور تمام بنی اسرائیل جمع کر کے چلا تو دنیا طلب لوگ اسے حسرت بھری نظر سے دیکھتے تھے۔

قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لِيَلْبِتَ لِقَارُونَ مَا أُوْتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَكُدُوحٌ عَظِيمٌ ①-

اور وہ لوگ جو دنیا کی زندگی عیش کی چاہتے تھے بولے اے کاش ہمیں بھی قارون کی مثل دولت ملتی بے شک وہ بڑا نصیبہ

ور ہے۔

اس پر ایک قول تو یہ ہے کہ مومنین کی جماعت نے یہ آرزو کی۔

اور ایک قول ہے کہ جو جہلت بشری سے عشرت اور فراخی پسند کرتے تھے وہ حسرت کرنے لگے۔

قائدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ تمنا مومنین نے کی اس لئے کہ فراخی مال کے ذریعہ تقرب الی اللہ انفاق فی اللہ کر کے ثواب

حاصل کریں۔

بعض کہتے ہیں یہ آرزو کرنے والے کفار و منافقین بنی اسرائیل تھے۔

اور کسی کے مال اور فراخی کی حسرت دو حال میں ہوتی ہے۔

ایک بطور غبطہ اور دوسرے بطور حسد۔

غبطہ میں جو حسرت ہوتی ہے اس میں دوسرے کے مال کے زوال کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ اس جیسا اپنے لئے حاصل

کرنے کی تمنا ہوتی ہے اور حسد و رشک کے ساتھ جو تمنا ہوتی ہے اس میں اپنا تمول اور دوسرے کی فراخی کا سلب ملحوظ ہوتا ہے۔

تو اگر یہ مومنین تھے تو ان کی تمنا بطور غبطہ تھی اور اگر کفار و منافق تھے تو ان کی تمنا حسد و رشک میں تھی۔ بہر حال إِنَّهُ لَكُدُوحٌ

عَظِيمٌ ضرور کہا جس کے معنی بقول ضحاک یہ ہیں: إِنَّهُ دَرَجَةٌ عَظِيمَةٌ يَا نَصِيبٌ كَثِيرٌ مِنَ الدُّنْيَا۔ اور عربی حظ

مخرب و سعد کو کہتے ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں: فَلَانَ ذُو حَظٍّ وَ حَظِيْبٍ وَ مَحْظُوْظٍ۔ اس پر اہل علم کا جواب یہ تھا:

قَالَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيُؤْتُوْنَ ثَوَابَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُكْفِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ②-

بولے وہ جنہیں دیا گیا علم (دنیا و آخرت کا مثل یوشع بن نون علیہ السلام کے) تمہیں ہلاکت ہو اللہ کا ثواب اس سے بہتر

ہے جس کی تم تمنا کرتے ہو اس کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے (اسے ایسی آرزو اور تمنا مناسب نہیں) اور وہ ثواب

نہیں ملتا مگر صبر والوں کو۔ پھر ارشاد ہے:

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۗ ۚ تَوَدُّ هُنَّ دَارَهُنَّ لَوْلَا أَنَّهُنَّ الْغَائِبَاتُ ۗ ۚ تَوَدُّ هُنَّ دَارَهُنَّ لَوْلَا أَنَّهُنَّ الْغَائِبَاتُ ۗ ۚ تَوَدُّ هُنَّ دَارَهُنَّ لَوْلَا أَنَّهُنَّ الْغَائِبَاتُ ۗ ۚ

یہ اس کا انجام بتایا گیا جس کا ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ اپنی مصنف میں اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردویہ

رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: إِنَّ قَارُونَ كَانَ ابْنُ عَمِّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ

حَتَّى جَمَعَ عِلْمًا فَلَمْ يَزَلْ فِي ذَلِكَ حَتَّى بَغَى عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ حَسَدَهُ۔ قارون چچا کا بیٹا

بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور یہ علم حاصل کرنے میں مصروف رہا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام سے بغاوت و حسد کرنے لگا۔

ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أَخُذَ الزَّكَاةَ فَأَبَى وَقَالَ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ أَمْوَالَكُمْ

جَاءَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَجَاءَكُمْ بِأَشْيَاءَ فَاحْتَمَلْتُمُوهَا أَفْتَحْتُمْلُوهُ أَنْ تُعْطُوهُ أَمْوَالَكُمْ قَالُوا لَا نَحْتَمِلُ  
فَمَا تَرَى۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے زکوٰۃ لوں تو قارون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور بنی اسرائیل سے کہا موسیٰ  
اب یہ چاہتے ہیں کہ تمہارا مال بھی کھائیں۔

تم ان کے حکم کی تعمیل میں نماز کی طرف آگئے اب تمہاری چیزیں بھی لینا چاہتے ہیں تو کیا تم اس بار کے متحمل ہو؟ اگر متحمل  
ہو تو بھگتو اور جو وہ مانگیں انہیں دو اپنے مالوں سے سب نے کہا ہم سے تو اس کا تحمل نہ ہوگا لہذا بتا کیا کریں؟

قارون بولا میرا خیال ہے کہ کسی زانیہ عورت کو بلایا جائے اور اس سے کہا جائے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت زنا  
لگائے۔ چنانچہ وہ عورت لائی گئی اور اسے کہا گیا کہ اس کام کے بدلے جو تو چاہے گی وہ تجھ کو ملے گا۔

اس نے مال کے لالچ میں اقرار کر لیا۔

پھر قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں بنی اسرائیل کو جمع کرتا ہوں تو آپ انہیں بتائیں جو  
آپ کو آپ کے رب نے حکم دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا۔ غرضیکہ قارون نے مجمع کیا اور کہا جو آپ کے رب نے حکم دیا  
وہ سنائیں۔

آپ نے فرمایا: أَمْرِنِي أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ تَعَالَى وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا۔ مجھے حکم ملا ہے کہ تم اللہ کی پوجا کرو اور  
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

وَأَنْ تَصِلُوا الرَّجِمَ اور یہ کہ تم صلہ رحمی کرو وَ كَذَا وَ كَذَا۔ اور ایسا ایسا حکم ہے وغیرہ وغیرہ۔  
وَ قَدْ أَمْرِنِي فِي الزَّانِي إِذَا زَنَى وَقَدْ أَحْصَيْنَ أَنْ يُرْجَمَ۔ اور مجھے زانی کے متعلق حکم ملا ہے کہ جب وہ زنا  
کرے اور بیوی والا ہو تو سنگسار کیا جائے۔

اس پر قارون بولا:

وَ إِنْ كُنْتِ أَنْتِ حَاضِرًا أَرَأَيْتَ إِنْ كُنْتِ حَاضِرًا أَرَأَيْتَ إِنْ كُنْتِ حَاضِرًا أَرَأَيْتَ إِنْ كُنْتِ حَاضِرًا  
فَأَنْتِ قَدْ زَنَيْتِ قَالَ أَنَا؟ فَأَرْسَلُوا إِلَى الْمَرْأَةِ فَجَاءَتْ فَقَالُوا مَا تَشْهَدِينَ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ  
السَّلَامُ۔ تو بے شک آپ نے زنا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیرت سے فرمایا میں نے!!! تو قارون نے جماعت کے لوگ  
اس عورت کو لائے اور کہنے لگے تو نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا شہادت دی ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے:

أُنشِدْكَ بِاللَّهِ تَعَالَى إِلَّا مَا صَدَقْتَ۔ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ سچ بیان کر۔

فَقَالَتْ أَمَا إِذَا أُنشِدْتَنِي بِاللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّهُمْ دَعَوْنِي وَجَعَلُوا لِي جُعْلًا عَلَيَّ أَنْ أُقْدِفَكَ بِنَفْسِي  
وَ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ بَرِيءٌ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ۔

عورت بولی حضور آئی تو تھی الزام ہی رکھنے لیکن جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے دی ہے تو صحیح یہ ہے کہ انہوں نے  
مجھے بلا کر بہت کچھ مال کا لالچ دیا تھا اس بات پر کہ میں آپ پر اتہام زنا لگاؤں اور اب میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اس فعل

سے بری ہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

جب وہ عورت ان کی مرضی کے خلاف بیان دے چکی اور آپ کو بری کر کے آپ کی تصدیق رسالت کر چکی تو فخرٌ  
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَبْكِي سَاجِدًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدے میں گرے۔

فَاَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ مَا يُبْكِيكَ قَدْ سَلَطْنَاكَ عَلَى الْأَرْضِ فَمُرْهَا تُطْعَمَكَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ۔ تو  
اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ موسیٰ کیوں رو رہے ہو۔ ہم نے زمین پر تمہیں مسلط کیا تم حکم کرو وہ تمہاری اطاعت کرے گی۔ تو  
آپ نے سر اٹھا کر فرمایا:

خُذِيهِمْ فَأَخَذْتُهُمْ إِلَىٰ أَعْقَابِهِمْ۔ پکڑ لے انہیں تو زمین نے انہیں ان کی ایڑیوں تک دھنسا دیا۔  
فَجَعَلُوا يَقُولُونَ يَا مُوسَىٰ يَا مُوسَىٰ فَقَالَ خُذِيهِمْ۔ تو انہوں نے یا موسیٰ یا موسیٰ کہہ کر پکارنا شروع کیا مگر  
آپ برابر خُذِيهِمْ یعنی پکڑ انہیں فرماتے رہے حتیٰ کہ کمر تک دھنسنے اور وہ برابر یا موسیٰ یا موسیٰ پکارتے رہے حتیٰ کہ  
زمین میں غائب ہو گئے۔

بعض روایات سے ثابت ہے کہ اس زانیہ عورت کو ایک ہزار دینار دینے کئے تھے۔

اور ایک قول ہے کہ ایک طشت سونے سے بھر کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آگے ارشاد ہے:

فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ﴿٨١﴾۔

تو نہیں تھی کوئی جماعت کہ اس کی مدد کرے اللہ کے سوا اور نہیں تھا کوئی اسے بچانے والا۔

یعنی دفع عذاب میں اس کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور کوئی اس کے اعوان و انصار اسے بچانے والے نہ تھے۔

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ  
يَقْدِرُ ۗ۔

اور صبح جو لوگ تمنا کر رہے تھے اس کی مثل دولت مند ہونے کی شام کو بولے عجیب شان ہے کہ اللہ جس پر چاہے رزق  
کشادہ کرے اپنے بندوں پر اور تنگ کرے۔

وَمَنْ۔ عربی میں اظہار ندامت یا تعجب پر بولتے ہیں۔

لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۗ وَيَكَانَ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾۔

اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہم بھی دھنس جاتے عجیب شان ہے بے شک وہ کافروں کو فلاح و ظفر نہیں دیتا۔  
یعنی جو اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرے اور رسولوں کو جھٹلائے وہ فلاح نہیں پاسکتا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورۃ قصص۔ پ ۲۰

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا  
يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۗ وَ  
الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾

یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین

میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور انجام پر ہیزگاروں کا

ہی ہے



مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَمَنْ جَاءَ  
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا  
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٧﴾

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَى  
مَعَادٍ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَى وَمَنْ  
هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٨٨﴾

وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا  
رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا  
لِلْكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾

وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ  
وَأَدْعُ إِلَى رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٠﴾

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُ  
شَيْءٌ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ  
تُرْجَعُونَ ﴿٩١﴾

جولائے نیکی اس کے لئے اس سے بہتر ہے اور جو بدی  
لائے تو بدی لانے والوں کو بدلہ نہیں ملے گا مگر جتنا کیا تھا

بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے گا  
جہاں پھرنا چاہتے ہو فرما دیجئے میرا رب خوب جانتا ہے  
جولائے ہدایت اور جو کھلی گمراہی میں ہے

اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی مگر  
رحمت کی تمہارے رب نے تو نہ ہونا کبھی تم کافروں  
کے مددگار

اور نہ روکیں تمہیں اللہ کی آیتوں سے بعد اس کے کہ وہ  
اتاری گئیں تمہاری طرف اور بلاؤ اپنے رب کی طرف  
اور شرک والوں میں نہ ہونا

اور نہ پوج اللہ کے ساتھ دوسرا معبود اس کے سوا نہیں کوئی  
معبود ہر شے فانی ہے مگر وہ اللہ اسی کا حکم ہے اور اسی کی  
طرف پھر جاؤ گے

### حل لغات نواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

تِلْكَ - یہ ہے	الدَّائِرُ - گھر	الْأَخِرَّةُ - آخرت کا	نَجْعَلُهَا - کرتے ہیں ہم یہ
لِلَّذِينَ - ان کے لئے جو	لَا - نہیں	يُرِيدُونَ - چاہتے	عُلُوا - بلندی
فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین کے	و - اور	لَا - نہ
فَسَادًا - فساد	و - اور	الْعَاقِبَةُ - انجام	لِلْمُتَّقِينَ - پرہیزگاروں
كَه - کے لئے ہے	مَنْ - جو	جَاءَ - لائے گا	بِالْحَسَنَةِ - نیکی
فَلَهُ - تو اس کے لئے	خَيْرٌ - بہتر ہے	مِنْهَا - اس سے	و - اور
مَنْ - جو	جَاءَ - لائے گا	بِالسَّيِّئَةِ - برائی	فَلَا - تو نہ
يُجْزَى - بدلہ دیا جائے گا	الَّذِينَ - ان کو جنہوں نے	عَمِلُوا - عمل کئے	السَّيِّئَاتِ - برے
إِلَّا - مگر	مَا - وہی جو	كَانُوا - تھے وہ	يَعْمَلُونَ - کرتے
إِنَّ - بے شک	الَّذِي - وہ جس نے	فَرَضَ - فرض کیا	عَلَيْكَ - تجھ پر
الْقُرْآنَ - قرآن	لَرَأْدٌ - یقیناً پھیرنے والا ہے	كَ - تجھ کو	إِلَى - طرف
مَعَادٍ - پھرنے کی جگہ کے	قُلْ - کہہ	رَبِّي - میرا رب	أَعْلَمُ - خوب جانتا ہے

مَنْ جَاءَ لِيَا	بِالْهُدَى - ہدایت	و- اور
مَنْ جَوَّكَه	فِي - بیچ	ضَلِيلٍ - گمراہی
مُؤْمِنِينَ - ظاہر کے ہے	مَا - نہیں	كُنْتُمْ - تھاتو
تَرْجُوا - امید رکھتا	يُنْفَى - ڈالی جائے گی	إِلَيْكَ - تیری طرف
الْكِتَابِ - کتاب	الرَّحْمَةِ - رحمت ہے	مَنْ رَبِّكَ - تیرے رب کی
فَلَا تَوْنَه	ظَهِيْرًا - مددگار	لِلْكَافِرِينَ - کافروں کا
و- اور	يَصُدُّنَكَ - روکیں تجھ کو	عَنْ آيَاتِ - آیات
اللَّهِ - الہی سے	إِذْ - اس کے کہ	أُنزِلَتْ - اتاری گئیں
إِلَيْكَ - تیری طرف	إِلَى - طرف	رَبِّكَ - تیرے رب کی
وَلَا - اور نہ	مِنَ الْمُشْرِكِينَ - مشرکوں سے	
و- اور	تَدْعُ - پکار	مَعَهُ - ساتھ
اللَّهِ - اللہ کے	آخَرَ - دوسرے کو	لَا - نہیں
إِلَهَ - کوئی معبود	هُوَ - وہی	كُلُّ - ہر
شَيْءٍ - چیز	هَالِكٌ - ہلاک ہونے والی ہے	وَجْهَةٌ - اس کی ذات
لَهُ - اسی کا	الْحُكْمُ - حکم ہے	إِلَيْهِ - اسی کی طرف
تَرْجَعُونَ - تم لوٹائے جاؤ گے	و- اور	

### خلاصہ تفسیر نواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ - یہ آخرت کا گھر یعنی جنت۔  
 نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۸۲﴾ -  
 ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور نہ فساد اور عاقبت محمود پر ہمیزگاروں کے لئے ہے۔  
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۗ - جو نیکی لائے اس کے لئے اس سے بہتر ہے یعنی دس گنا اجر ہے جیسے دوسری  
 جگہ ارشاد ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا -

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۸۳﴾ -  
 اور جو بدی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا تھا۔ یعنی نیکی کا بدلہ دس گنا اور بدی کا بدلہ جتنی کی تھی۔  
 إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ -

بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا یعنی اس کی تلاوت و تبلیغ اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا۔  
 لَمَّا آذَكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۗ - وہ ضرور تمہیں پھیر کر لے جائے گا معاد تک یعنی مکہ مکرمہ میں۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑی شان اور زبردست شکوہ اور عزت و وقار اور غلبہ و

اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیر فرمان ہوں گے اور مشرک اور حامیان شرک ذلیل و رسوا ہوں گے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ:

یہ آیت کریمہ مقام جحہ میں نازل ہوئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو ہجرت فرماتے ہوئے جحہ میں پہنچے اور وہاں سے مدینہ تشریف لائے تو آپ کو مکہ یاد آیا اور آباء و اجداد کی جگہ کا شوق ہوا تو روح الامین حاضر آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محبوب تمہیں مکہ کا شوق ہے تو وہاں عنقریب آپ کو پہنچا دیا جائے گا۔

بعض نے معاد کی تفسیر موت اور قیامت اور جنت بھی کی ہے۔

قُلْ رَبِّيَ اعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱۵﴾ -

فرمادیتے میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے۔

یعنی میرا رب جانتا ہے کہ میں ہدایت لایا اور میرے لئے اس کا اجر و ثواب ہے اور مشرکین گمراہی میں ہیں اور عذاب کے لائق۔ یہ آیت کریمہ کفار مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ کہہ دیا تھا۔ یعنی آپ بے شک گمراہی میں ہیں معاذ اللہ عزوجل۔

وَمَا كُنْتَ تَرْجُو اَنْ يُلْقَىٰ اِلَيْكَ الْكِتَابُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكَافِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ -

اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے مراد مومنین ہیں۔ مگر تمہارے رب نے رحمت کی اور کتاب اپنے حبیب پاک پر نازل فرما کر تمہیں اس کی تعلیم دی۔ تو تم ہرگز مشرک و کفار کی مدد پر نہ ہونا۔ یعنی ہم وطن یا برادری کی وجہ سے مسلمان ہو کر ان کے معین و مددگار نہ بننا۔

وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنزِلَتْ اِلَيْكَ وَاذْعُرْ اِلٰی رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۷﴾ -

مشرکین تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اتاری گئیں۔ یعنی کفار کی گمراہ کن باتوں کی طرف التفات نہ کرنا بلکہ انہیں ٹھکرا دینا اور اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اسی کی طرف بلاؤ اور شرک والوں میں نہ ہو۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الْاٰلٰهَ الْاٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ هَالِكٍ اِلَّا وَجْهَةٌ لِّهٖ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۸﴾ -

اور نہ پوج اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو اس لئے کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی اللہ ہے ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی خلق کو اللہ عزوجل کی توحید اور اس کی عبادت کی طرف بلاؤ اس کے سوا سب فنا ہوگا اور اسی کی طرف پھرنا ہے وہی ہر ایک کو نیکی و بدی کا بدلہ دے گا۔

### مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ قصص - پ ۲۰

تِلْكَ الدّٰرُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِمَنۢ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاٰمْرِ وَلَا فَسَادًا ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ -

یہ آخرت کا گھر (اور اس کی نعمتیں) ہم نے ان لوگوں کے لئے خاص کی ہیں جو دنیا میں کسی طرح کی شیخی نہیں چاہتے اور نہ فساد کا ارادہ رکھتے ہیں اور انجام محمود تو پر ہیزگاروں کے لئے ہے۔



آیہ کریمہ میں گویا یہ فرمایا کہ دنیا کی نعمتیں تو ہر کس و ناکس کو مل جاتی ہیں مگر جنت جو آخرت کا گھر ہے اور اس کی نعمتیں ہم نے صرف ان کے لئے رکھی ہیں جو دنیا میں کسی قسم کے علو اور تکبر و نخوت اور فسادات کے خواہاں نہ ہوں اور انجام بخیر تو پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَمَى نَعِيمِ الدَّارِ وَ الْمُرَادُ بِهَا الْجَنَّةُ (لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا) اَمَى غَلْبَةً وَ تَسَلُّطًا وَ لَا فَسَادًا اَمَى ظُلْمًا وَ غَدْوَانًا عَلٰى الْعِبَادِ كَذَابٍ فِرْعَوْنَ وَ قَارُونَ۔

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، عکرمہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اَلْعُلُوُّ فِي الْاَرْضِ التَّكْبُرُ وَ طَلَبُ الشَّرَفِ وَ الْمُنْرَلَةِ عِنْدَ السَّلَاطِينِ وَ الْمُلُوكِ وَ الْفَسَادُ الْعَمَلُ بِالْمَعَاصِي وَ اخْذُ الْمَالِ بِغَيْرِ حَقِّهِ۔ یعنی علو کے معنی تکبر اور طلب شرف و منزلت ہیں جو سلاطین و حکمرانوں میں جائیں اور فساد عمل بالمعاصی اور بغیر حق کے پرایمال لینا۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْعُلُوُّ الْاِسْتِكْبَارُ عَنِ الْاِيْمَانِ وَ الْفَسَادُ الدُّعَاءُ اِلَى عِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ۔ علو تکبر کرنا ہے ایمان باللہ پر اور فساد لوگوں کو غیر اللہ کی طرف بلانا ہے۔

چنانچہ ابن عساکر ابن مردویہ رحمہما اللہ علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں: اِنَّهُ كَانَ يَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ وَ حُدَّةً وَ هُوَ وَالْاَبْنَاءُ يُرْشِدُ الضَّالَّ وَ يُعِينُ الضَّعِيفَ وَ يَمُرُّ بِالْبَقَالِ وَ الْبِيَاعِ فَيَفْتَحُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ وَ يَقْرَأُ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةَ اِلَى اٰخِرِهَا وَ يَقُولُ نَزَلَتْ هَذِهِ الْاٰيَةُ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ فِيْ اَهْلِ الْعَدْلِ وَ التَّوَّاضِعِ مِنَ الْوُلَاةِ وَ اَهْلِ الْقُدْرَةِ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ۔

آپ تنہا بازاروں میں تشریف لے جاتے حالانکہ آپ والی ملک تھے اور گمراہوں کو ہدایت فرماتے اور ضعیفوں کی مدد کرتے اور بنے بقالوں اور خرید و فروخت کرنے والوں پر گزرتے تو ان کے سامنے قرآن کریم سے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ تلاوت فرماتے اور بتاتے کہ یہ آیت اہل عدل و تواضع کے حق میں نازل ہوئی جو حکمران ہوں یا لوگوں پر اپنا اثر رکھتے ہوں۔

اور ابن ابی شیبہ، ابن جریر ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ حضرت علی کرم علی اللہ وجہہ سے راوی ہیں: اِنَّهُ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لِيُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ شِسْعًا نَعْلِهِ اَجْوَدُ مِنْ شِسْعِ نَعْلِ صَاحِبِهِ فَيَدْخُلُ فِيْ هَذِهِ الْاٰيَةِ۔ اگر چاہے کہ میری جوتی اپنے ساتھی کی جوتی سے زیادہ چمک دمک والی ہو تو وہ بھی اس آیت کریمہ کے تحت آتا ہے لیکن یہ جب ہے کہ جب تفاخر ایسا کرے۔

چنانچہ ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اِنَّ رَجُلًا اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَانَ جَمِيْلًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي رَجُلٌ حُبِّبٌ اِلَى الْجَمَالِ وَ اُعْطِيْتُ مَا تَرَى حَتَّى مَا اُحِبُّ اَنْ يَفُوْقَنِيْ اَحَدٌ اِمَّا قَالَ بِشْرَاكِ النَّعْلِ وَ اِمَّا قَالَ بِشِسْعِ نَعْلِ اَفَمِنْ الْكِبَرِ ذَالِكَ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْكِبَرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَ غَمَطَ النَّاسَ۔

ایک حسین و جمیل آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کی حضور میں حسن و جمال اور خوش پوشاکی کو پسند کرتا ہوں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے جمال بخشا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھ پر کسی کو فوقیت حاصل ہو۔ راوی کہتے ہیں یا تو اس نے کہا تھا کہ جوتی کے تسمہ پر مجھ پر فوقیت کرے یا جوتی کی چمک دمک میں مجھ سے زیادہ ہو۔ تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکن تکبر یہ ہے کہ حق سے سرتابی کرے اور لوگوں کو اپنے سے کم تر جانے۔  
چنانچہ مسلم، ابوداؤد ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَ نَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبَرُ بَطْرُ الْحَقِّ وَ غِمَطُ النَّاسِ۔  
وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو تو عرض کیا گیا ایک آدمی اچھا لباس پسند کرتا ہے اور اچھی جوتی پہنتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے لیکن تکبر یہ ہے کہ قبول حق سے اعراض کرے اور لوگوں میں تبختر کرے اور زلت سے دیکھے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۸۲﴾۔ اور انجام نیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

اور پرہیزگاروں کا آخر ضرور اچھا ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۸۳﴾۔ جو آئے نیکی کے ساتھ اسے اس سے بہتر ہے اور جو آئے بدی کے ساتھ تو کچھ بدلہ نہیں ان برے فعلوں کا مگر جتنا وہ کریں۔

آلوسی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَيُّ إِلَّا مِثْلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ یعنی برائی کا بدلہ وہی ہوگا جیسا کہ انہوں نے کیا۔

اور تَابُدُ كُفَّارٍ فِي الْعَذَابِ كِي وَجہ یہ ہے کہ

وَ عَذَابُ الْآبِدِ بَانَ ذَلِكَ لِأَنَّ الْكَافِرَ كَانَ عَازِمًا أَنَّهُ لَوْ عَاشَ إِلَى الْآبِدِ لَبَقِيَ عَلَى ذَلِكَ الْكُفْرِ۔ دوامی عذاب بایں وجہ ضروری ہے کہ کافر جبکہ عزم کر چکا ہے کہ اگر وہ ابد تک زندہ رہے گا تو اس کفر پر قائم رہے گا۔  
إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأَىٰ ذَاكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۗ۔

بے شک وہ ذات جس نے تم پر قرآن لازم کیا وہ ضرور تمہیں لوٹائے گا تمہارے معاد کو۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ كِي تفسیر روح المعانی میں یہ ہے: اَيُّ أَوْجَبَ عَلَيْكَ الْعَمَلُ بِهِ یعنی واجب کیا تم پر اس کے ماتحت عمل۔

اور لَرَأَىٰ ذَاكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۗ پر فرماتے ہیں: اَيُّ إِلَىٰ مَحَلِّ بَعْظِيمِ الْقَدْرِ أُعْتِدَتْ بِهِ وَالْفَتْهُ عَلَىٰ أَنَّهُ مِنَ الْعَادَةِ لَا مِنَ الْعَوْدِ۔ یعنی وہ مقام ذی عظمت جس کی طرف جانے کی آپ تیاری فرمائیں اور اس کی محبت عادت آپ کے دل میں ہے نہ کہ لوٹنا۔

اور وہ مقام مکہ معظمہ ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ دلائل میں بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں وَجُوزَ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْعَوْدِ - لَرَأَىٰ ذَاكَ إِلَىٰ مَعَادٍ - سے یہ بھی جائز ہے کہ واپس جانا بھی مانا جائے اور اس سے مراد مکہ ہے اور عرف میں بھی مکہ کو لوٹنا مراد لیتے ہیں لِأَنَّ الْعَرَبَ كَانَتْ تَعُودُ إِلَىٰ مَكَّةَ فِي كُلِّ سَنَةٍ لِتُكْرَمَ الْبَيْتَ فِيهَا۔ اس لئے

کہ عرب ہمیشہ سالانہ بیت اللہ کی طرف لوٹا کرتے تھے۔

اور یہ وعدہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ کا ہی کیا اس لئے کہ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُهَاجِرُ مِنْهَا وَ يَعُوذُ اِلَيْهَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے ہجرت فرمائی اور وہاں ہی لوٹ کر تشریف لائے۔

اور متعدد روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ بِالْبُحْفَةِ بَعْدَ اَنْ خَرَجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ مُهَاجِرًا وَاَشْتَقَ اِلَيْهَا۔ یہ آیت کریمہ جحہ میں نازل ہوئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر تشریف لائے اور مکہ کا شوق فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قصہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا معہ قارون کے بیان فرمایا اور اس کی بغاوت و ہلاکت اور نصرت اہل حق ظاہر فرمائی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قصہ ہجرت کی طرف ضمناً اشارہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور مشرکین مکہ کی زیادتیاں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے ہجرت فرمانا بتاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت و شرف کے ساتھ مکہ فتح کرنا اور منصور و مکرم ہو کر واپس جانا بھی بیان فرمایا اور لَمْ آذُكَ اِلَى مَعَادٍ سے اسی طرف اشارہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاد کی تفسیر جنت فرمائی۔

اور اس پر بہت سی بحث کے بعد مفسرین نے بھی تسلیم کیا کہ معاد سے مراد جنت ہی ہے اور معاد کی تنوین اس کی عظمت شان کے لئے لائی گئی اس لئے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ عظیم نعمتیں تیار کی گئیں کہ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبٍ بَشَرٍ۔

اور فریابی اور عبد بن حمید ابن منذر ابن ابی حاتم مجاہد سے نقل فرماتے ہیں: فِي الْاٰیَةِ اِنَّ لَهٗ مَعَادًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ يَدْخِلُهُ الْجَنَّةَ۔ معاد سے مراد قیامت کے دن اٹھانا اور اس کے بعد جنت میں داخل کرنا ہے۔ اور بعض نے اس سے یہ بھی مراد لیا کہ مقام محمود مراد ہے جو مقام شفاعت عظمیٰ ہے بروز قیامت اس کے بعد مشرکین اور ذات اقدس کا فرق ظاہر کرایا۔

قُلْ سَأَتَّبِعُ مِثْلَ مَا يَأْتِيَنِي مِنَ الْكِتَابِ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٨٥﴾۔

میرا دیکھتا ہے میرا رب خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا اور اسے جو کھلی گمراہی میں ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کو بھی وہی جانتا ہے اور مشرکین کو بھی وہی جانتا ہے جن کی طرف سے حضور علیہ السلام مبعوث ہوئے۔

معالم التنزیل میں اس کی تفسیر یوں ہے: هٰذَا جَوَابٌ لِّكُفَّارٍ مَّكَّةَ لَمَّا قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْكَ فِي ضَلٰلٍ۔ یہ کفار مکہ کو جواب ہے جبکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضلال میں کہا۔

پھر ارشاد ہوا: وَمَا كُنْتَ تَرْجُو اَنْ يَنْقِلَ اِلَيْكَ الْاِمْرَاحِمَةُ مِنْ رَبِّكَ۔



اور اے محبوب تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی مگر اللہ کی رحمت سے تم پر قرآن نازل ہوا۔

فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ﴿۸۵﴾۔ تو ہرگز نہ ہونا کافروں کے حمایتی۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کفار مکہ حضور ﷺ کو اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف لانے کی ناکام کوشش کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں ان نعمتوں کا اظہار فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں اور مشرکین کی حمایت سے منع فرمایا۔

وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ وَأَدْعُمُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۸۶﴾۔

اور نہ روکیں تمہیں کفار اللہ کی آیتیں بیان کرنے سے بعد اس کے کہ آپ پر نازل ہوئیں اور آپ لوگوں کو اپنے رب کی عبادت کی طرف بلائیں اور مشرکوں سے میل جول نہ کریں۔ بلکہ انہیں اللہ کا اور اپنا دشمن جانیں۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۷﴾۔

اور نہ عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے مفرودہم خدا کی۔ حضرت محی السنہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اَلْخَطَابُ فِي الظَّاهِرِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُرَادُ بِهِ أَهْلُ دِينِهِ۔ اس میں بظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور اس سے مراد امت کے لوگوں کو نصیحت ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔ اس لئے کہ سوا ذات واجب تعالیٰ شانہ کوئی معبود نہیں۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ۔

ہر شے جو موجود ہے وہ فانی و ہالک ہے مگر سوائے ذات عز اسمہ کے یہاں وجہ سے مراد ذات واجب تعالیٰ شانہ ہے۔

ابن مردویہ راوی ہیں: لَمَّا نَزَلَتْ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْمَلَائِكَةِ فَنَزَلَتْ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ فَبَيَّنَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ فَنَاءَ الْمَلَائِكَةِ وَالثَّقَلَيْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَسَائِرِ عَالَمِ اللَّهِ تَعَالَى وَبَرِيَّتِهِ مِنَ الطَّيْرِ وَالْوُحُوشِ وَالسَّبَاعِ وَالْأَنْعَامِ وَكُلِّ ذِي رُوحٍ إِنَّهُ هَالِكٌ مَيِّتٌ۔

جب كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ نازل ہوئی تو عرض کیا گیا حضور ملائکہ نفس میں نہیں تو کیا یہ باقی رہیں گے تو آیت

کریمہ نازل ہوئی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ نفوس و اشیاء سب فنا ہوں گے سوائے ذات واجب تعالیٰ کے تو اس سے ظاہر ہوا کہ فناء

ملائکہ اور ثقلین جن و انس اور تمام عالم پرند اور چرند اور سباع اور انعام اور ہر ذی روح سب فنا ہوں گی۔

وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۸﴾۔ اور اسی کا حکم رہے گا اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

### سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

لکھی۔ اس میں سات رکوع، اٹھتر آیتیں، نو سو اسی کلمے چار ہزار ایک سو پینسٹھ حرف ہیں۔

ابن الفرلیس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: إِنَّهَا نَزَلَتْ بِمَكَّةَ۔

شان نزول سورۃ مبارکہ اپنے مقام پر بیان ہوگا۔

اس سورت مبارکہ کا پہلی سورت سے ربط یہ ہے کہ پہلی سورت میں إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا

شِيَعًا يَسْتَضِعُّ مِنْهُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَذَّخَّرُونَ لِأُولِي الْأَعْيُنِ وَأَنْجَى اللَّهُ الْمَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا

اس سورۃ مبارکہ میں مومنین کا ذکر فرماتے ہوئے فتنہ کفار اور ان کے عذاب مومنین پر بوجہ ایمان بیان کئے تاکہ پہلے

مشرکین کی فرعونیت معلوم کر کے تسلی حاصل کریں اور صبر کی طرف مائل ہوں اور اس لئے اس سورۃ مبارکہ میں وَلَقَدْ فَتَنَّا  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَرَمَا كَرْمِزٍ تَسْلَى دَى كَى۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْم ۱

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے  
جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ  
ہوگی

اور بے شک ہم نے ان کے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ  
سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا

یابہ گمان کرتے ہیں وہ جو برے کام کریں کہ ہم سے کہیں  
نکل جائیں گے بہت برا محاکمہ کرتے ہیں

جو ہوا امید کرنے والا اللہ کی تو بے شک وہ وقت آنے والا  
ہے اور وہ سنتا جانتا ہے

اور جو کوشش کرے تو وہ کوشش اپنے ہی لئے کرے گا بے  
شک اللہ تمام عالم سے غنی ہے

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ضرور ان کی  
برائیاں اتار دیں گے اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں  
گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا ہے

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی  
کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے  
جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان میری ہی طرف پلٹ  
کر آنا ہے تو میں بتادوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم اسے نیکوں  
میں داخل کریں گے

اور بعض لوگ کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے تو جب اللہ  
کی راہ میں انہیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو کرتے ہیں  
لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر اور اگر تمہارے

الْم ۱

أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُّتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَ  
هُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝۱

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ  
الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ۝۲

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ  
يَسْبِقُونَا ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝۳

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ  
وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۝۴

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ  
لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝۵

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ  
عَنَّهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا  
يَعْمَلُونَ ۝۶

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۗ وَإِنْ  
جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا  
تُطِعْهُمَا ۗ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ  
تَعْمَلُونَ ۝۷

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ  
فِي الصَّالِحِينَ ۝۸

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي  
اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ ۗ وَلَئِنْ  
جَاءَ نَصْرٌ مِّنَ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۗ

أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ⑩

رب کے پاس سے مد آئے تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ساتھ ہی تھے کیا اللہ نہیں ہے خوب جاننے والا جو جہاں بھر کے دلوں میں ہے

وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلْيَعْلَمَنَّ  
الْمُنَافِقِينَ ⑪

اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا  
سَبِيلَنَا وَنَحْبِلْ خَطِيئَتَكُمْ وَمَا هُمْ بِحَابِلِينَ  
مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ⑫ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ ⑬

اور بولے کافر مسلمانوں سے ہماری راہ کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اٹھائیں گے اور نہیں وہ اٹھانے والے ان کی خطائیں ذرہ بھر بے شک وہ جھوٹے ہیں

وَلْيَحِضُنَّ آثْقَالَهُمْ وَاتَّقَالَا مَعَ آثْقَالِهِمْ ⑭  
لَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ⑮

اور بے شک وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی اور ضرور پوچھے جائیں گے قیامت کے دن جو کچھ افتراء کرتے تھے

### حل لغات پہلا رکوع - سورة عنكبوت - پ ۲۰

النَّاسِ - لوگوں نے	حَسِبَ - خیال کیا ہے	آ - کیا	الْم -
أَنْ - یہ کہ	يُشْرِكُوا - چھوڑے جائیں گے	يُشْرِكُوا - چھوڑے جائیں گے	أَنْ - یہ کہ
هُمْ - وہ	وَأَمَّا - اور	أَمَّا - ہم ایمان لائے	يَقُولُوا - کہیں
وَأَمَّا - اور	يُفْتَنُونَ - آزمائے جائیں گے	يُفْتَنُونَ - آزمائے جائیں گے	لَا - نہ
مِنْ قَبْلِهِمْ - جو ان سے	الَّذِينَ - ان کو	فَتَنًا - آزما یا ہم نے	لَقَدْ - بے شک
اللَّهُ - اللہ	فَلْيَعْلَمَنَّ - تو ضرور ظاہر کرے گا	فَلْيَعْلَمَنَّ - تو ضرور ظاہر کرے گا	پہلے تھے
لْيَعْلَمَنَّ - ضرور ظاہر	وَأَمَّا - اور	صَادِقُوا - سچے ہیں	الَّذِينَ - ان کو جو
حَسِبَ - گمان کرتے ہیں	أَمْ - کیا	الْكَذِبِينَ - جھوٹوں کو	کرے گا
أَنْ - یہ کہ	السَّيِّئَاتِ - برے کام	يَعْمَلُونَ - کرتے ہیں	الَّذِينَ - وہ جو
مَا - جو	سَاءَ - برا ہے	ثَا - ہم کو	يَسْتَفْتُونَ - عاجز کر دیں گے
يَرْجُوا - امید رکھتا	كَانَ - ہے	مَنْ - جو	يَحْكُمُونَ - فیصلہ کرتے ہیں
أَجَلٍ - وقت مقرر	فَإِنَّ - تو بے شک	اللَّهُ - اللہ کی کا	لِقَاءَ - ملاقات
هُوَ - وہ	وَأَمَّا - اور	لَاتٍ - آنے والا ہے	اللَّهُ - اللہ کا
مَنْ - جو	وَأَمَّا - اور	الْعَلِيمِ - جانتا ہے	السَّيِّئِمْ - سنا
لِنَفْسِهِ - اپنی جان کے لئے	يُجَاهِدُ - وہ کوشش کرے گا	فَاتِمًا - تو اس کے سوا نہیں	جَاهِدًا - کوشش کرے
عَنِ الْعَالَمِينَ - جہاں	لَعْنَى - بے پروا ہے	اللَّهُ - اللہ	إِنَّ - بے شک



والوں سے	و۔ اور	الَّذِينَ۔ وہ جو	أَمَنُوا۔ ایمان لائے
و۔ اور	عَمِلُوا۔ کام کئے	الصَّالِحَاتِ۔ اچھے	لَنُكَفِّرَنَّ۔ تو دور کریں
گے ہم	عَنْهُمْ۔ ان سے	سَيِّئَاتِهِمْ۔ ان کی برائیاں	و۔ اور
لَنَجْزِيَنَّهُمْ۔ ضرور بدلہ دیں گے ہم ان کو	أَحْسَنَ۔ اچھا	الَّذِينَ۔ اس کا جو	وَصَيَّنَّا۔ ہم نے حکم دیا
كَانُوا۔ تھے	و۔ اور	يَعْمَلُونَ۔ عمل کرتے	حُسْنًا۔ بھلائی کا
الْإِنْسَانَ۔ انسان کو	بِوَالِدَيْهِ۔ اس کے ماں باپ کے لئے	و۔ اور	كَ۔ تجھ سے
و۔ اور	إِنْ۔ اگر	جَاهِدًا۔ جھگڑا کریں	لَيْسَ۔ نہیں
لِتُشْرِكَ۔ کہ شرک کرے تو	بِي۔ میرے ساتھ	مَا۔ کہ	فَلَا۔ تو نہ
لَكَ۔ تجھ کو	بِهِ۔ اس کا	عِلْمًا۔ کوئی علم	فَأَنْبِئِكُمْ۔ تو بتاؤں گا تم کو
تُطْعَمَهَا۔ کہامان ان کا	إِلَى۔ میری طرف ہے	مَرُجِعُكُمْ۔ تمہارا پھرنا	و۔ اور
بِهَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَعْمَلُونَ۔ عمل کرتے	عَمِلُوا۔ کام کئے
الَّذِينَ۔ وہ جو	أَمَنُوا۔ ایمان لائے	و۔ اور	لَنُدْخِلَنَّهُمْ۔ ضرور داخل کریں گے ہم ان کو
الصَّالِحَاتِ۔ اچھے	لِنُدْخِلَنَّهُمْ۔ ضرور داخل کریں گے ہم ان کو	و۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے بعض
الصَّالِحِينَ۔ نیکوں کے	و۔ اور	يَقُولُ۔ کہتا ہے	أَمَّنًا۔ ہم ایمان لائے
مَنْ۔ وہ ہے جو	أَوْذَى۔ تکلیف دیا جاتا ہے	فِي۔ بیچ	بِاللَّهِ۔ اللہ پر
فَادَّآ۔ تو جب	فِتْنَةً۔ فتنے	النَّاسِ۔ لوگوں کو	اللَّهِ۔ اللہ کے
جَعَلَ۔ تو کرتا ہے	و۔ اور	لِيَنْ۔ اگر	جَاءَ۔ آئے
اللَّهُ۔ اللہ کے	مِّن رَّبِّكَ۔ تیرے رب کی	لَيَقُولَنَّ۔ تو ضرور کہیں گے	إِنَّا۔ بے شک ہم
نَصْرًا۔ مدد	مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ	أَوْ۔ کیا	لَيْسَ۔ نہیں
كُنَّا۔ تھے	بِأَعْلَمَ۔ جاننے والا	بِهَا۔ اس کو جو	فِي۔ بیچ
اللَّهُ۔ اللہ	الْعَالَمِينَ۔ جہان والوں کے ہے	و۔ اور	لَيَعْلَمَنَّ۔ ضرور ظاہر کرے گا
صُدُورًا۔ سینوں	و۔ اور	أَمَنُوا۔ جو ایمان لائے	و۔ اور
لَيَعْلَمَنَّ۔ ضرور ظاہر کرے گا	و۔ اور	السُّفْقِينَ۔ منافقوں کو	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	لِلَّذِينَ۔ ان کو جو	كَفَرُوا۔ کافر ہیں
و۔ اور	و۔ اور	لَنُحِبِّلَنَّ۔ ہم اٹھالیں گے	سَبِيلَنَا۔ ہمارے راستہ کی
و۔ اور	و۔ اور	هُمْ۔ وہ	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	بِخَبِيلِينَ۔ اٹھانے والے	و۔ اور

مِنْ خَطِيئَتِهِمْ - گناہ ان کے  
لَكِذِبُونَ - جھوٹے ہیں وَ - اور  
أَثْقَالًا - بوجھ مَعَ - ساتھ  
لَيُسْأَلُنَّ - ضرور پوچھے جائیں گے  
عَبَا - اس سے جو كَانُوا - تھے وہ  
يَفْتَرُونَ - جھوٹ باندھتے  
مِنْ شَيْءٍ - کچھ بھی اِنَّهُمْ - بے شک وہ  
لَيَحْمِلُنَّ - ضرور اٹھائیں گے وہ  
أَثْقَالِهِمْ - اپنے بوجھ کے وَ - اور  
يَوْمَ - دن الْقِيَامَةِ - قیامت کے  
كَانُوا - تھے وہ يَفْتَرُونَ - جھوٹ باندھتے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

التم۔ یہ تو سورت کے شروع پر مقطعات میں سے ہے اس کے معنی تاویلی ہم پہلے پارہ کے پہلے رکوع میں بیان کر چکے ہیں۔ دوسرے معنی تاویلی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ الف سے انا اللہ۔ ل سے لم یزل ولا یزال۔ م سے محمود و متعال۔  
أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُلْتَرَكُوا أَنْ يَقُولُوا الْآمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ①۔  
کیا یہ لوگ اس گمان اور گھمنڈ میں ہیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا محض اس بات پر کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

اور شدائد و تکالیف میں اور انواع و اقسام کے مصائب میں مبتلا نہ ہوں گے اور انہیں جان و مال کے امتحان سے نہ پرکھا جائے گا تاکہ ان کی ایمانی شان واضح ہو اور مومن و منافق میں امتیاز ہو۔ منافق اس امتحان کے بعد لم کتبت علینا القتال۔ اور کیا کیا کہہ دے گا اور مومن اپنے ایمان پر قائم اور ثابت قدم رہ کر ہمارے حضور حاضر ہو کر ابدی عیش و آرام میں آئے گا۔

## شان نزول

اس آیت کریمہ کے متعلق چار شان نزول ہیں:

اول یہ کہ آیت ان حضرات کرام کے متعلق نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں تھے اور اقرار اسلام کے بعد ہجرت کے موقعہ پر وہیں رہ گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمان جاری کیا کہ تمہارا اقرار ایمانی کافی نہیں جب تک ہجرت کر کے یہاں نہ آؤ وہ حکم پڑھتے ہی روانہ ہوئے اور مدینہ کی طرف چل دیے مشرکین نے ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مقاتلہ و مقابلہ ہوا اور بعض ان میں سے شہید ہوئے بعض بچ کر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ پہنچے۔ ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسرا قول یہ ہے جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ رضی اللہ عنہم ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے تھے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت صرف حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی جو ایسے مستانہ توحید تھے کہ ایمان کے جرم میں مشرکین کے ہاتھوں ستائے گئے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مہج بن عبد اللہ کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں سب سے پہلے میدان میں گئے اور شہید ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا کہ مہج سید الشہداء ہیں

اور اس امت میں سب سے پہلے وہی باب جنت کی طرف پکارے جائیں گے۔

اس کے بعد پہلے مومنین کے حالات کی طرف اشارہ فرما کر امت مرحومہ کے مومنین کو تسلی دی گئی چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ۝

اور بے شک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ بچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا۔

انواع واقسام کی آزمائشوں سے تم ہی نہیں جانچے گئے بلکہ تم سے پہلے بھی آزمائے گئے بعض تو وہ ہیں جو آ رہے سے چیرے گئے بعض کو لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے گئے مگر وہ مقام صدق و وفا میں ثابت قدم رہے اور ان کے مقابل منافق مذذب ہوئے۔ دونوں میں امتیاز عوام کو ہو گیا۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

کیا سمجھے ہوئے ہیں وہ جو سیہ کاری کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے بہت برا محاکمہ کرتے ہیں جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بے شک وہ وقت اللہ کا مقرر کردہ آنے والا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے۔

اعمال سیئہ سے مراد شرک اور بدکاریاں ہیں۔ یَسْبِقُونَا سے مراد یہ ہے کہ وہ اس گمان میں ہیں کہ ہم ان سے انتقام نہ لیں گے اور صاف بچ جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

یَرْجُوا۔ کے معنی امید اور خوف دونوں ہیں تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ اللہ عزوجل کے حضور حاضری کا یقین کر کے خائف ہے اور اعمال حسنہ کا امیدوار ہے اس کے لئے جیسا وعدہ ہے وہ پورا ہوگا اور وہ مقرر کردہ ساعت آنے والی ہے لہذا اس کا خوف دل میں رکھ کر اعمال حسنہ میں سبقت کرنی چاہئے وہ سب کے عمل دیکھتا اور اقوال سنتا ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو وہ اپنے ہی لئے کوشش کرتا ہے بے شک اللہ سارے جہان سے بے پروا ہے۔

یہاں جَاهِدًا سے مراد اعداء دین سے جہاد اور نفس امارہ سے مقابلہ دونوں ہیں یعنی جو خواہشات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے میں سعی ہو یا اعداء دین سے جہاد کرے اور صبر و شکر کرے وہ اس کے اپنے ہی لئے ہے کہ اس کا اچھا اجر پائے گا اور اللہ عزوجل کی ذات اس کی ضرورت مند نہیں وہ تو انس و جن ملائکہ اور ان کے اعمال و عبادات سے بے نیاز ہے اس کے امر و نہی کی پابندی کرنا بندے کے لئے ہی مفید ہے اور اس کی طرف سے اوامر و نواہی کا نفاذ یہ اس کی رحمت ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ہم ضرور ان کی برائیاں اتار دیں گے اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا۔

یعنی اعمال صالحہ کے سبب ان کے گناہ مٹا دیں گے اور نیک عملوں میں جو سب سے بہتر ہوگا اس کے مطابق اسے اجر دیں گے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۗ إِلَىٰ



مَرْجِعُكُمْ فَأَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸﴾

اور ہم نے آدمی کو تاکید فرمائی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی پیروی نہ کر میری طرف تمہارا لوٹنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے۔

### شان نزول میں

یہ آیت اور سورہ لقمان میں ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنَةً أُمُّهُ وَهِيَ عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِطْرُهُ فِي عَمَلِينَ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَىٰ الْمَصِيرِ ﴿۱۳﴾ وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا۔

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی ماں باپ کے بارے میں اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتے ہوئے اور اس کا دودھ چھوٹا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر میری طرف ہی آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی پیروی نہ کر۔

اور سورہ احقاف میں ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَفِطْرُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا۔ یہ آیتیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک سعد بن مالک رضی اللہ عنہ زہری کے حق میں نازل ہوئیں ان کی والدہ حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی۔ حضرت سعد سابقین اولین سے تھے جب آپ سلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا تو نے یہ نیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی یعنی مرن برت رکھوں گی یہ مشرکین کی پرانی رسم تھی جو آج بھی جاری ہے۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ایک دن ایک رات بھوک پیاسی رہی اور سایہ میں نہ بیٹھی ضعف و ناتوانی آگئی آخر آپ نے ماں سے کہا کہ اسلام کے مقابلہ میں تیرے جیسی سو جانیں بھی ہوں تو مجھے پرواہ نہیں میں دین اسلام ہرگز نہ چھوڑوں گا جب وہ مایوس ہوگئی تو پھر کھانے پینے لگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿۱۰﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ضرور ہم انہیں نیکوں میں شامل کریں گے۔

یعنی نیک عمل کرنے والا صالحین یعنی انبیاء کرام کے ساتھ محشور ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنَ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۖ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰﴾

اور بعض آدمیوں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے تو جب اللہ کی راہ میں انہیں کوئی تکلیف دی جائے تو لوگوں کے فتنے کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر آئے کوئی مدد تمہارے رب کی طرف سے تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہان بھر کے دلوں میں ہے۔

یعنی دین کے سبب سے اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے جیسے کہ کفار کا ایذا پہنچانا اور اس ایذا کو دیکھ کر ایسے خائف ہوتے ہیں جیسے اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرنا چاہئے تھا یعنی ترک ایمان سے عذاب الہی کا خوف انہیں کرنا چاہئے تھا لیکن وہ قبول

ایمان سے ایسے ہی خائف ہیں اور کفر اختیار کر لیتے ہیں یہ حال منافقین کا تھا۔

جیسا انہوں نے کہا تھا جو سورہ قصص میں چھٹے رکوع کے اندر ہے: وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُنْتَخِطُ مِنَ الْأَرْضِ نَا۔ اگر ہم آپ کی ہدایت قبول کر لیں تو زمین مکہ سے اچک لئے جائیں اور شہر بدر کر دیئے جائیں۔

اور جب مسلمانوں کو فتح اور کامیابی دیکھتے ہیں تو مال حاصل کرنے کے لالچ میں کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے جو ایمان والے اور بے ایمان کے دل میں ہے۔

وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ۝۱۱-

اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو۔

بعض صدق اخلاص سے ایمان لائے اور بلا ومصائب میں اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے انہیں بھی صاف ظاہر فرما دیگا اور جو منافقین ہیں وہ بھی سزا پا کر ظاہر ہوں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا سَبِيلَنَا وَلِنَحْمِلُ خَطِيئَتَكُمْ وَمَاهُمْ بِحَمِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۗ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ ۝۱۲-

اور کافر بولے ایمان والوں سے پیروی کرو ہماری راہ کی اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھاسکیں گے بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

کفار مکہ نے مومنین سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو تو اگر تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت آئی تو اس کے ہم کفیل ہیں اور تمام گناہ ہماری گردن پر تو اس کی تردید اللہ تعالیٰ نے فرمادی اور ارشاد ہوا:

وَلِيَحْمِلَنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝۱۳-

اور بے شک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اور ضرور بروز قیامت پوچھے جائیں گے جو کچھ وہ بہتان پراشتے تھے۔

یعنی ان کے گناہوں کے ساتھ ان کا گناہ بھی ان کی گردن پر ہے جو ان کی وجہ سے گمراہ ہوئے چنانچہ حدیث میں ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مسلم شریف)

یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اسے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کرے ان کا بھی اجر ہے اور جو برا طریقہ جاری کرے تو اس کا گناہ اس پر ہے اور جو اس کا مرتکب ہو ان سب کا گناہ اس پر ہے اور اللہ ان کی افترا پر دازی خوب جانتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورہ عنکبوت - پ ۲۰

الْم ۝۱ أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝۱-

حروف مقطعات کے معنی تاویلی خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکے۔

کیا گمان کئے ہوئے ہیں لوگ اس پر کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اس پر کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور وہ امتحان نہ لئے



جائیں گے۔

أَحْسِبَ فِي اسْتِفْهَامِ انْكَارِي هِيَ۔ یعنی یہ گمان اور گھمنڈ غلط ہے کہ ایمان زبانی بلا امتحان ان کی رہائی کو کافی ہوگا۔

اس کے شان نزول پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْآيَةُ عَلَى مَا أَخْرَجَ عَبْدُ بِنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ نَزَلَتْ فِي أَنَسٍ كَانُوا بِمَكَّةَ قَدْ أَقْرُوا بِالْإِسْلَامِ فَكُتِبَ إِلَيْهِمْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْهَجْرَةِ أَنَّهُ لَا يَقْبَلُ مِنْكُمْ إِقْرَارٌ وَلَا إِسْلَامٌ حَتَّى تُهَاجِرُوا فَخَرَجُوا عَامِدِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَاتَّبَعَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَرَدُّوهُمْ فَنَزَلَتْ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةُ فَكُتِبُوا إِلَيْهِمْ أَنْزَلَتْ فِيكُمْ آيَةٌ كَذَا وَكَذَا فَقَالُوا نَخْرُجُ فَإِنْ تَبِعْنَا أَحَدًا قَاتَلْنَاهُ فَخَرَجُوا فَاتَّبَعَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَقَاتَلُوهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ قُتِلَ وَمِنْهُمْ مَنْ نَجَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ۔

یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو مکہ میں ہی اسلام لا کر رہ گئے تھے۔

تو انہیں مدینہ سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا جبکہ آیات ہجرت نازل ہوئیں کہ تمہارا اقرار اسلام اس وقت تک قبول نہیں جب تک تم ہجرت نہ کرو حتیٰ کہ انہوں نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کی نیت سے نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ واپس مکہ میں آ گئے۔

پھر ان کے معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو انہیں لکھا کہ تمہارے حق میں یہ یہ حکم آیا ہے تو وہ بولے اب ہم مکہ سے نکلتے ہیں اگر ہمارا تعاقب مشرکین نے کیا تو اب ہم مقاتلہ کریں گے غرضکہ وہ نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا تو انہوں نے مقاتلہ کیا تو بعض ان میں سے شہید ہو گئے اور بعض بچ کر نکل آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور یہ آیت بھی آئی۔

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قَاتَلْتُمُ جَاهِدُوا وَصَبِرُوا إِنَّ رَبَّكَ بِمَنْ بَعْدَهَا لَعَفُوفٌ

رَّحِيمٌ۔

اور ابن منذر ابن جریج رحمہما اللہ سے راوی ہیں: قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَغَيْرَهُ يَقُولُونَ كَانَ أَبُو جَهْلٍ يُعَذِّبُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَأُمَّهُ وَيَجْعَلُ عَلَى عَمَّارٍ مِنْ حَدِيدٍ فِي الْيَوْمِ الصَّائِفِ وَطَعَنَ فِي فَرْجِ أُمِّهِ بِرُمْحٍ فَفِي ذَلِكَ نَزَلَتْ أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا۔

ابو جہل حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اتنی سزائیں دیتا تھا کہ سخت گرمی میں لوہے کی زرہ گرم کر کے پہناتا اور آپ کی والدہ کے اندام نہانی میں برچھاما اس پر یہ آیت کریمہ أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا نازل ہوئی۔

ایک قول ہے کہ مہج غلام آزاد شدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بدر میں شہید ہوئے تو ان کے والدین نے جزع فزع کیا اور ان کی بیوی بھی سخت غمگین ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ مِهْجَجٌ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ۔ وہ سید الشہداء ہیں اور وہ اول ان کے ہیں جنہیں جنت کے دروازے پر پکارا جائے گا۔

اور ایک قول ہے کہ یہ آیت حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی یہ ابو جہل کے بھائی تھے انہیں ابو جہل نے تقریر بھی کی اور تکلیفیں بھی پہنچائیں تاکہ یہ مرتد ہو جائیں لیکن یہ ثابت قدم رہے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ﴿٥١﴾



اور بے شک جانچا ہم نے انہیں جو ان سے پہلے تھے تو ضرور اللہ ظاہر فرمائے گا انہیں جو سچے ہیں اور ضرور ظاہر فرمائے گا انہیں جو جھوٹے ہیں۔

اس کے حاصل معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ فَلْيُظْهِرَنَّ اللَّهُ تَعَالَى الصَّادِقِينَ مِنَ الْكَاذِبِينَ حَتَّى يُوجَدَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَالِمٌ بَيْنٌ۔ یعنی ضرور اللہ ظاہر فرمادے گا سچوں کو جھوٹوں سے یہاں تک کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

دوسری توجیہ فرماتے ہیں: اَيُّ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ النَّاسَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّاهُمُ الْكَاذِبِينَ اَيُّ يُشْهَدُهُمْ هُوَ لَاءِ فِي الْخَيْرِ وَهُوَ لَاءِ فِي الشَّرِّ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے گا انہیں بھی جو سچے ہیں اور انہیں بھی جو جھوٹے ہیں یعنی خیر و شر کی شہادت دونوں پر گزر جائے گی۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا۔

کیا انہیں یہ گمان ہے جو برے عمل کر رہے ہیں کہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔

اَيُّ يُعْجِزُونَا فَلَا نَقْدِرُ عَلَى مُجَازَاتِهِمْ عَلَى أَعْمَالِهِمْ وَالْإِنْتِقَامِ مِنْهُمْ وَأَصْلُ السَّبْقِ الْفَوْثُ۔ یعنی کیا وہ ہمیں عاجز کر دیں گے کہ ہم انہیں سزا دینے پر قدرت ہی نہ رکھیں۔ يَسْبِقُونَا۔ سبق سے ہے اور سبق بمعنی فوت ہے۔

اور آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے: هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ الْكُفْرَةِ۔ یہ آیت کافروں کی شان میں نازل ہوئی۔ فَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ سُبْحَنَهُ يُرِيدُ بِالَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ الْوَلِيدَ بْنَ الْمُغِيرَةَ وَأَبَا جَهْلٍ وَالْأَسْوَدَ وَالْعَاصِمَ بْنَ هِشَامٍ وَشَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَحَنْظَلَةَ بْنَ وَائِلٍ وَأَنْظَارَهُمْ مِّنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر توبیخ فرما رہا ہے جو سب سے زیادہ برا ہیں جیسے ولید بن مغیرہ، ابو جہل، اسود، عاص بن ہشام، شبیبہ، عتبہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی معیط، حنظلہ بن وائل اور مثل ان کی صنادید قریش سے۔

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝۔ برا ہے ان کا فیصلہ اَيُّ سَيِّئِ الَّذِي يَحْكُمُونَهُ حُكْمُهُمْ ذَالِكَ۔ یعنی برا ہے وہ فیصلہ جو انہوں نے کیا۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۔

جو امید رکھے اللہ سے ملنے کی تو بے شک وہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے۔

یہاں لفظ يَرْجُو۔ اِرْجَاء سے ہے اس کے معنی خوف کے بھی آتے ہیں اور امید کے بھی۔ چنانچہ ابن ابی حاتم سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: أَنَّهُ قَالَ اَيُّ مَنْ كَانَ يَخْشَى الْبُعْثَ فِي الْآخِرَةِ فَالْإِرْجَاءُ بِمَعْنَى الْخَوْفِ۔ کہ فرمایا جو خوف کرے مر کر اٹھنے کا آخرت میں تو رجاء بمعنی خوف ہے۔

اور اگر کلام بہ تقدیر مضاف لیا جائے تو بھی جائز ہے تو معنی یہ ہوں گے: مَنْ كَانَ يَتَوَقَّعُ جَزَاءَ اللَّهِ تَعَالَى ثَوَابًا أَوْ عِقَابًا أَوْ مُلَاقَاةَ حُكْمِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ جو امید رکھے اللہ کی جزا کی ثواب و عذاب میں یا اس ملاقات کی

جس کا حکم بروز قیامت منجاب اللہ عزوجل ہے۔

تو وہ وقت یقیناً آنے والا ہے اور وہ لامحالہ آئے گا۔

اور اللہ تعالیٰ سمیع و علیم ہے بندوں کی ہر بات سنتا اور ان کا ہر خطرہ جانتا ہے اس کے اعمال ظاہر اور عقائد باطن اس سے

مخفی نہیں۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ① -

اور جو جہاد و کوشش کرے اطاعت میں تو وہ اپنے ہی لئے کوشش کرے گا بے شک اللہ بے نیاز ہے تمام عالم سے۔

اسے کسی کی طاعت و عبادت کی حاجت نہیں اور جہاد بالعدو اور جہاد بالنفس دو طرح کا ہوتا ہے اگر اعلیٰ کلمۃ الحق کے

لئے دفع شرکفار پر ہو تو جہاد ہے اور اگر خواہشات نفسانیہ اور اساءت کی مخالفت میں ہو تو بھی جہاد ہے دونوں انسان اپنے ہی

بھلے کے لئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو نہ اس جہاد و طاعت کی حاجت ہے نہ اسے اس سے فائدہ۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْبَلُونَ ② -

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ضرور ہم ان سے ان کے گناہ اتار دیں گے اور ضرور بدلہ دیں گے ان کے بہترین

عملوں کا۔

ایمان کفر کے مقابلہ میں اور عمل صالح معاصی کے مقابلہ میں اگر ہوں تو وہ ان کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور نیک اعمال کا

بہترین بدلہ ملے گا۔ اور بہترین بدلہ یہ کہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثَالِهَا جُونِ كِي لائے تو ایک کے بدلے دس گنا

زیادہ ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۗ إِلَىٰ

مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ③ -

اور حکم دیا ہم نے آدمی کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا اور اگر وہ سعی کریں تیرے ساتھ کہ شریک ٹھہرائے میرا جس کا

تجھے علم نہیں تو پیروی نہ کر ان کی میری طرف تمہارا پلٹ کر آنا ہے تو ہم بتا دیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔

علامہ زخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ وَصِيْنَا بِاِيْتَاءِ وَالِدَيْهِ اَوْ بِاِيْلَاءِ وَالِدَيْهِ حُسْنًا۔ یعنی ہمارا حکم ہے

والدین کے ساتھ اچھے سلوک کا لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے: اَلَا لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ

الْخَالِقِ۔ خبردار اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ لہذا اگر والدین میں سے جو بھی شرک پر مجبور کرے اس کی اطاعت نہ

کی جائے چنانچہ آیہ کریمہ کا شان نزول بھی اسی کا مؤید ہے۔

نَزَلَتْ فِي سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ ذَالِكَ أَنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ أَسْلَمَ قَالَتْ أُمُّهُ حَمْنَةُ بِنْتُ

أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ يَا سَعْدُ بَلَّغْنِي أَنَّكَ صَبَأْتُ فَوَاللَّهِ لَا يَظْلُمُنِي سَقْفُ بَيْتٍ مِنْ

الصُّخْرِ وَالرِّيحِ وَإِنَّ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَيَّ حَرَامٌ حَتَّى تُكْفِرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ

أَحَبُّ وَلَدِهَا فَأَبَى سَعْدٌ وَبَقِيَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كَذَلِكَ فَجَاءَ سَعْدٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَشَكَاَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔



یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے معاملہ میں نازل ہوئی جبکہ آپ اسلام لائے تو آپ کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس نے کہا: اے سعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو صابی یعنی اپنے مذہب سے پھر گیا ہے تو قسم بخدا میں تپتی دھوپ سے سایہ نہ لوں گی اور ہوا میں بھی نہ بیٹھوں گی۔ اور کھانا پینا مجھ پر حرام ہے جب تک تو حضور سے کفر نہ کرے۔

اور یہ بیٹوں میں بیٹے محبوب ترین تھے چنانچہ حضرت سعد نے انکار کر دیا اور اس حال میں حمنہ تین دن بھوکی پیاسی رہی تو سعد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَالَّتِي فِي لُقْمَانَ وَالَّتِي فِي الْأَحْقَافِ فَأَمْرَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدَارِيَهَا وَيَتَرْضَاهَا بِالْإِحْسَانِ۔

اور وہ آیت جو سورۃ لقمان میں ہے: وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا۔ یعنی اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔

اور وہ آیت جو سورہ احقاف میں ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا۔ اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنائے تکلیف سے۔ فَأَمْرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدَارِيَهَا۔ الخ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یعنی حضرت سعد کو حکم دیا کہ اس کی خدمت کرے اور حسن سلوک سے راضی رکھے۔

وَرَوَى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي عِيَاشِ بْنِ رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ وَذَلِكَ أَنَّهُ هَاجَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مُتَوَافِقِينَ حَتَّى نَزَلَا الْمَدِينَةَ فَخَرَجَ أَبُو جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَالْحَرِثُ بْنُ هِشَامٍ أَخَوَاهُ لِأُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ امْرَأَةٍ مِنْ تَمِيمٍ مِنْ بَنِي حَنْظَلَةَ فَنَزَلَا بِعِيَاشٍ وَقَالَا لَهُ إِنَّ مِنْ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَاةَ الْأَرْحَامِ وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَقَدْ تَرَكْتَ أُمَّكَ لَا تَطْعُمُ وَلَا تَشْرَبُ وَلَا تَأْوِي بَيْتًا حَتَّى تَرَكَ وَهِيَ أَشَدُّ حُبًّا لَكَ مِنَّا فَخَرَجَ مَعَنَا وَقَتْلَامِنُهُ فِي الزَّارَةِ وَالْغَارِبِ۔

فَاسْتَشَارَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ هُمَا يَخْدَعَانِ وَلَكَ أَنْ أَقْسِمَ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ نِصْفَيْنِ۔ فَمَا زَا لَا بِهِ حَتَّى أَطَاعَهُمَا وَعَصَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ عُمَرُ أَمَا إِذَا عَصَيْتَنِي فَخُذْ نَاقَتِي فَلَيْسَ فِي الدُّنْيَا بَعِيرٌ يُلْحَقُهَا فَإِنْ رَأَيْتَ مِنْهُمْ رَيْبًا فَارْجِعْ۔

فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى الْبَيْدَاءِ قَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّ نَاقَتِي قَدْ كَلَّتْ فَأَحْمِلْنِي مَعَكَ قَالَ نَعَمْ فَنَزَلَ لِيُوطِي لِنَفْسِهِ وَلَهُ فَأَخَذَاهُ فَشَدَّاهُ وَثَاقًا وَجَلَدَهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَذَهَبَا بِهِ إِلَى أُمِّهِ فَقَالَتْ لَا تَزَالُ بِعَذَابٍ حَتَّى تَرْجِعَ عَنْ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔

یہ آیت حضرت عیاش بن ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی۔

اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام میں موافقت کرتے ہوئے مکہ سے ہجرت کر لی اور مدینہ آگئے تو ابو جہل اور حرث جو آپ کے اخیانی بھائی تھے ان کی ماں اسماء بنت مخرمہ قبیلہ تمیم سے تھی یہ قبیلہ بنی حنظلہ کی



شاخ ہے تو دونوں حضرت عیاش کے پاس آئے اور کہنے لگے اسلام میں صلہ رحمی اور بر الوالدین ہے اور ہم تیری ماں کو ایسے حال میں چھوڑ کے آئے ہیں کہ وہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے اور نہ سایہ میں گھر کے اندر رہتی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ انہیں تیرے ساتھ سخت محبت ہے لہذا تو ہمارے ساتھ چل تا کہ اسے تجھے دیکھ کر سکون ہو۔

حضرت عیاش نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا آپ نے فرمایا یہ تمہیں دھوکہ دیں گے اور یہ کہ ان دونوں نے طے کر رکھا ہے کہ وہ تیرے مال کو آدھا آدھا تقسیم کر لیں اور یہ اس وقت تک نہیں کر سکیں گے جب تک کہ تم ان کی پیروی نہ کرو۔

حضرت عیاش نے ماں کی محبت میں مشورہ فاروق نہ مانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا اگر تم میرا مشورہ نہیں مانتے تو خیر جاؤ لیکن یہ میری اونٹنی لے جاؤ کہ اس کے برابر دنیا میں کوئی تیز اونٹنی نہیں ہے۔ تو اگر آپ کو شبہ ہو اور ان کی نیت معلوم ہو تو اس پر سوار ہو کر یہاں آ جانا۔

غرض کہ جب حضرت عیاش، ابو جہل اور حرت مدینہ سے نکل کر جنگل میں آگئے تو ابو جہل بولا میری اونٹنی تھک گئی ہے تو مجھے اپنے ساتھ سوار کر لے حضرت عیاش نے اسے سوار کر لیا۔

اس پر حضرت عیاش کے پیچھے بیٹھ کر آپ کو باندھ لیا اور دونوں نے سوسو کوڑے مارے۔ اور ان کی ماں کے پاس پہنچے تو ماں نے بحالت غضب کہا اس حال میں اسے مارو جب تک یہ اسلام سے منحرف نہ ہو جائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ①۔

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اسے ہم ضرور نیکوں میں داخل کریں گے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ائی فی زمرۃ الراسخین فی الصلاح الکاملین فیہ ولذا طلبہا الانبیاء علیہم السلام کما قال سلیمان علیہ السلام وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین - و یحتمل ان یکون الکلام بتقدیر مضاف ائی فی مدخل الصالحین و ہی الجنة۔

یعنی اس جماعت میں اسے داخل کریں گے جو راسخین کاملین ہیں اسی لئے اس جماعت میں داخلہ کی آرزو انبیاء علیہم السلام نے کی جیسے سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے اپنی رحمت سے صالحین میں داخل کر اور یہ بھی احتمال ہے کہ کلام الہی بتقدیر مضاف ہو تو یہ معنی ہوں گے صالحین کی جگہ مجھے عطا کر یعنی جنت۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ ۗ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۗ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ① وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ السَّافِقِينَ ②۔

اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر تو جب انہیں تکلیف ہو اللہ کے معاملہ میں تو لوگوں کے فتنے کو اللہ کے عذاب جیسا کر دیتے ہیں اور اگر آئے کوئی مدد تیرے رب کی طرف سے تو ضرور کہہ دیتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ نہیں جانتا جو کچھ دنیا کے دلوں میں ہے اور ضرور اللہ جانتا ہے جو ایمان لائے اور ضرور اللہ جانتا ہے منافقوں کو۔

یہاں من تبغیضہ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بعض۔ گویا ارشاد ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے تو

شریک تھے تاکہ مال غنیمت میں حصہ حاصل کریں۔ حالانکہ وہ شریک نہ تھے۔

### شان نزول

وَالْآيَةُ نَزَلَتْ فِي أَنْاسٍ مِنْ ضَعْفَةِ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا إِذَا مَسَّهُمْ أَدَى مِنَ الْكُفَّارِ وَافْقُوهُمْ وَكَانُوا يَكْتُمُونَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَبِذَلِكَ يَكُونُونَ مُنَافِقِينَ وَ لِيَا قَالَ ابْنُ زَيْدٍ وَالسُّدِّيُّ إِنَّ الْآيَةَ فِي الْمُنَافِقِينَ۔

یہ آیت ان کمزور ایمان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جن کا رویہ یہ تھا کہ جب انہیں کفار سے کوئی تکلیف پہنچتی تو کفار سے مل جاتے اور مسلمانوں سے اس ملنے کو چھپاتے اسی وجہ میں یہ منافق کہلائے۔ اور اسی وجہ میں ابن زید اور سدی نے کہا کہ یہ آیت منافقوں کے لئے اتری۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا أَتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلِنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ وَمَاهُمْ بِخَبِيرِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۗ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ ﴿١٧﴾۔

اور کافر بولے ایمان والوں سے ہمارے مذہب کی پیروی کرو اور ہم ضرور تمہاری خطا کا بوجھ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کی خطا کا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھا سکتے بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيُّ اسْلُكُوا طَرِيقَتَنَا الَّتِي نَسْلُكُهَا فِي الدِّينِ اَوْ اتَّبِعُونَا فِي طَرِيقَتِنَا اَيُّ اِذَا كَانَ ذَلِكَ الْاِتِّبَاعُ خَطِيئَةً يُوَاخِذُ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَقُولُونَ اَوْ وَ لِنَحْمِلْ مَا عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَطَايَا اِنْ كَانَ بَعَثَ وَ مُوَاخِذَةً۔

یعنی مشرکین بعث و نشر کے اتنے شدید مخالف تھے کہ مسلمانوں سے کہتے کہ ہمارے طریقہ پر چلو جس پر ہم چلتے ہیں دین بنا کر، یا گویا وہ کہتے تھے کہ ہمارے طریقہ کی پیروی کرو یعنی اگر یہ اتباع گناہ ہے اور اس پر قیامت کے دن مواخذہ ہوگا جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہم تمہاری خطاؤں کے ذمہ دار ہیں اگر مرنے کے بعد اٹھے اور مواخذہ ہوا۔

شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے:

وَالْآيَةُ عَلَى مَا أَخْرَجَ جَمَاعَةٌ عَنْ مُجَاهِدٍ نَزَلَتْ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالُوا لِمَنْ أَمِنَ مِنْهُمْ لَا نُبْعَثُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ فَاتَّبِعُونَا فَإِنْ كَانَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ فَعَلَيْنَا۔ مجاہد رحمہ اللہ سے ہے کہ یہ آیت کفار قریش کے لئے نازل ہوئی وہ ایمان والوں کو کہتے تھے کہ مرنے ہمیں اٹھنا ہے نہ تمہیں لہذا ہمارے طریقہ کی پیروی کرو اور اگر ایسا ہوا اور تم سے مواخذہ ہوا تو ہم تمہاری خطاؤں کے ذمہ دار ہیں اگر ہم مرنے کے بعد اٹھے اور مواخذہ ہوا۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُنْدَرِجِ عَنِ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ قَالَ كَانَ أَبُو جَهْلٍ وَصَنَادِيدُ قُرَيْشٍ يَتَلَقُّونَ النَّاسَ إِذَا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُونَ يَقُولُونَ إِنَّهُ يُحَرِّمُ الْخَمْرَ وَيُحَرِّمُ الزَّوْنَا وَيُحَرِّمُ مَا كَانَتْ تَصْنَعُ الْعَرَبُ فَارْجِعُوا فَنَحْنُ نَحْمِلُ أَوْزَارَكُمْ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔

ابو جہل اور صنایدید قریش ان لوگوں کو سمجھاتے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام لانے آتے اور کہتے وہ تو

شراب حرام کریں گے زنا حرام کریں گے اور جو کچھ عرب کا رواج ہے سب حرام کریں گے لہذا تم واپس آ جاؤ اور ہم تمہارے گناہوں کے ذمہ دار ہیں تو یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَقِيلَ قَائِلُ ذَلِكَ أَبُو سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَ أُمِّيَّةُ بْنُ خَلْفٍ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنْ كَانَ فِي الإِقَامَةِ عَلَي دِينِ آبَائِكُمْ إِيَّامًا فَفَنَحْنُ نَحْمِلُهُ عَنْكَ۔ ابوسفیان بن حرب اور امیہ بن خلف دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ کو اپنے باپ دادا کے دین پر قائم رہنے میں کوئی گناہ ہے تو ہم اس گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں۔

وَقِيلَ قَائِلُهُ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةَ۔ ایک قول ہے کہ ایسی بکواس ولید بن مغیرہ کرتا تھا۔ تو اس کا جواب

وَمَا هُمْ بِحَمِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۗ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ ﴿١٧﴾۔ میں دیا گیا۔ آگے ارشاد ہے:

وَلِيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ۗ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٨﴾۔

اور ضرور اٹھائیں گے وہ اپنے بوجھ اور اپنے بوجھ کیساتھ اور بوجھ بھی ہوگا جنہیں گمراہ کیا تھا ان سب کا گناہ بھی اور ضرور پوچھے جائیں گے بروز قیامت جو افتراء پر دازی کرتے تھے۔

چنانچہ اپنے بوجھ کے ساتھ اور بوجھ یہ ہوگا کہ جنہیں گمراہ کیا گیا تھا ان سب کا گناہ بھی ایسی شان سے اس پر ہوگا کہ گمراہ ہونے والے کے عذاب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

أَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتَّبَعَ عَلَيْهِ وَعَمِلَ بِهَا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَلَا يُنْقِصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا وَأَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ فَاتَّبَعَ عَلَيْهَا وَعَمِلَ بِهَا فَتَعْلِيهِ مِثْلُ أَوْزَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَلَا يُنْقِصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

کوئی بلانے والا ہدایت کی طرف بلائے اور اس کا اتباع کر کے اس پر عمل پیرا ہو تو اسے عمل کرنے والوں کے ثوابوں کے برابر بلا نقص اجر عابین ثواب ہے۔

اور کوئی بلانے والا گمراہی کی طرف بلائے اور اس پر اتباع کرنے والے عمل کریں تو اس پر سب کے برابر عذاب ہے بلا نقص عذاب کسی فرد کے۔

دوسری حدیث میں: مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقِصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقِصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

اور بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف تو وہ رہا ان میں پچاس کم ہزار برس تو پکڑا انہیں طوفان نے اور وہ ظالم تھے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٣﴾



فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً  
لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ  
اتَّقُوهُ ۖ ذِكْمٌ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾

إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ  
إِفْكًَا ۗ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا

يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَ  
اعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۗ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾

وَإِن تَكْفُرْ بُوَافِقْدُ كَذِبٍ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ۗ وَمَا  
عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾

أَو لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ  
يُعِيدُهُ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ  
الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۗ إِنَّ

اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۗ وَإِلَيْهِ  
تُقَلَّبُونَ ﴿٢١﴾

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي  
السَّمَاءِ ۗ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا  
نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾

تو ہم نے نجات دی اسے اور کشتی والوں کو اور کیا ہم نے  
اسے نشانی عالم کے لئے

اور ابراہیم جبکہ اس نے کہا اپنی قوم کو اللہ کی پوجا کرو اور  
اسی سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو

تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوا بتوں کو اور بناتے ہو نرا جھوٹ  
بے شک وہ جو پوجتے ہیں اللہ کے سوا نہیں مالک تمہاری

روزی کے تو ڈھونڈو اللہ کے پاس سے رزق اور پوجو اسی  
کو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم سے پہلے بہت سی جماعتیں  
جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچانا

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ کیسے پیدا فرماتا ہے اللہ خلق کو  
پھر اسے دوبارہ بنائے گا بے شک یہ آسان ہے اللہ کو

فرما دیجئے زمین میں سیر کرو تو دیکھو کیسے پہلے پیداوار کی  
خلق پھر اللہ دوسری اٹھان اٹھائے گا بے شک اللہ ہر شے

پر قادر ہے

عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے  
اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے

اور نہیں تم زمین میں اللہ کو سزا دینے سے عاجز کرنے  
والے نہ آسمان میں اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی

نہ مددگار

### حل لغات دوسرا رکوع - سورة عنكبوت - پ ۲۰

و۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	أَمْ سَأَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	نُوحًا۔ نوح کو
إِلَى۔ طرف	قَوْمِهِ۔ اس کی قوم کے	فَلَيْتَ۔ تو رہا وہ	فِيهِمْ۔ اس میں
أَلْف۔ ہزار	سَنَةٍ۔ برس	إِلَّا۔ مگر	حَمْسِينَ۔ پچاس
عَامًا۔ سال کم	فَأَخَذَ۔ تو پکڑا	هُمُ۔ ان کو	الطُّوفَانَ۔ طوفان نے
و۔ اور	هُمُ۔ وہ	ظَالِمُونَ۔ ظالم تھے	فَأَنْجَيْنَاهُ۔ تو نجات دی ہم
و۔ اور	و۔ اور	أَصْحَابَ السَّفِينَةِ۔ کشتی والوں کو	آيَةً۔ نشانی
و۔ اور	و۔ اور	هَآ۔ اس کو	ہا۔ اس کو

إِذْ- جب	إِبْرَاهِيمَ- ابراہیم کو	وَأَوْ- اور	لِلْعَالَمِينَ- جہانوں کے لئے
اللَّهُ- اللہ کی	اعْبُدُوا- عبادت کرو	لِقَوْمِهِ- اپنی قوم سے	قَالَ- کہا
خَيْرٌ- بہتر ہے	ذَلِكُمْ- یہ	اتَّقُوا- ڈرو اس سے	وَأَوْ- اور
تَعْلَمُونَ- جانتے	كُنْتُمْ- ہو تم	إِنْ- اگر	لَكُمْ- تمہارے لئے
اللَّهُ- اللہ کے	مِنْ دُونِ- سوا	تَعْبُدُونَ- پوجتے ہیں	إِنَّمَا- اس کے سوا نہیں
إِفْكًَا- جھوٹ	تَخْلُقُونَ- بناتے ہو تم	وَأَوْ- اور	أَوْثَانًا- بتوں کو
مِنْ دُونِ- سوا	تَعْبُدُونَ- پوجتے ہو تم	الَّذِينَ- وہ جن کو	إِنَّ- بے شک
لَكُمْ- تمہارے	يَمْلِكُونَ- مالک ہیں	لَا- نہیں	اللَّهُ- اللہ کے
اللَّهُ- اللہ کے	عِنْدَ- پاس	فَاتَّبِعُوا- تو ڈھونڈو	رِزْقًا- رزق کے
أَسْ- اس کی	اعْبُدُوا- عبادت کرو	وَأَوْ- اور	الرِّزْقِ- رزق
إِلَيْهِ- اسی کی طرف	لَهُ- اس کا	اشْكُرُوا- شکر کرو	وَأَوْ- اور
إِنْ- اگر	وَأَوْ- اور	تُرْجَعُونَ- پھیرے جاؤ گے تم	تُرْجَعُونَ- پھیرے جاؤ گے تم
أُمَّمٌ- کئی امتوں نے	كُذِّبَ- جھٹلایا	فَقَدْ- تو بے شک	تُكْذِبُونَ- تم جھٹلاؤ
عَلَى- اوپر	مَا- نہیں	وَأَوْ- اور	مِّنْ قَبْلِكُمْ- تم سے پہلے
السُّبِّينِ- ظاہر	الْبَلَّغِ- پہنچانا	إِلَّا- مگر	الرَّسُولِ- رسول کے
كَيْفَ- کیسے	يَرَوْنَ- دیکھا انہوں نے	لَمْ- نہ	أَوْ- کیا
يُعِيدُ- لوٹائے گا	ثُمَّ- پھر	الْخَلْقِ- مخلوق کو	يُبْدِي اللَّهُ- پیدا کرتا ہے اللہ
عَلَى- اوپر	ذَلِكَ- یہ	إِنَّ- بے شک	أَسْ- اس کو
سِيرًا- چلو پھرو	قُلْ- کہہ	يَسِيرٌ- آسان ہے	اللَّهُ- اللہ کے
كَيْفَ- کیسے	فَانظُرُوا- پھر دیکھو	الْأَرْضِ- زمین کے	فِي- بیچ
اللَّهُ- اللہ	ثُمَّ- پھر	الْخَلْقِ- مخلوق کو	بَدَأَ- شروع کیا اس نے
إِنَّ- بے شک	الْآخِرَةَ- دوسری	النَّشْأَةِ- پیدائش	يُنشئُ- پیدا کرے گا
شَيْءٍ- چیز کے	كُلِّ- ہر	عَلَى- اوپر	اللَّهُ- اللہ
يَسَاءُ- چاہے	مَنْ- جسے	يُعَذِّبُ- سزا دیتا ہے	قَدِيرٌ- قادر ہے
يَسَاءُ- چاہے	مَنْ- جس پر	يَرْحَمُ- رحم کرتا ہے	وَأَوْ- اور
وَأَوْ- اور	تُقَلَّبُونَ- پھیرے جاؤ گے	إِلَيْهِ- اسی کی طرف	وَأَوْ- اور
فِي- بیچ	بِعُجْرَيْنِ- عاجز کرنے والے	أَنْتُمْ- تم	مَا- نہیں
فِي- بیچ	لَا- نہ	وَأَوْ- اور	الْأَرْضِ- زمین کے

السَّمَاءِ- آسمان کے  
و- اور  
مَا- نہیں  
لَكُمْ- تمہارے لئے  
مِنْ دُونِ- سوا  
اللہ- اللہ کے  
مِنْ وَرَثَةٍ- کوئی دوست  
و- اور  
لَا- نہ  
نَصِيرٍ- مددگار

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

وَلَقَدْ آتَيْنَا نُوْحًا اٰلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا-

اور بے شک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف تو وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہے۔

اس مدت میں آپ نے ہر طرح عقلی و نقلی دلائل سے انہیں سمجھایا۔ پند و نصیحت کی مگر نہ مانے اور سرکش رہے۔ آپ کی تمام عمر اور مفصل کیفیت تو مفصل تفسیر میں آگے آئے گی۔ یہاں مختصراً مجملاً ارشاد ہے۔

فَاَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۳﴾ - تو ان سرکشوں کو طوفان نے آیا اس لئے کہ وہ ظالم تھے۔

یعنی جب طوفان آیا اس وقت وہ اپنی فحش کاری اور بے دینی میں تھے اور

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَا اٰیَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ -

اور بچا لیا ہم نے نوح اور کشتی والوں کو اور اس کشتی کو دنیا کے لئے ہم نے نشانی بنا دیا۔

آیہ کریمہ میں وَاَهْلَهُ جو فرمایا ہے وہ اس لئے کہ آل اور اہل متبع اور خوئی رشتہ دونوں پر مستعمل ہے یہاں اہل سے مراد بیوی بچے بیٹے اور دیگر متبعین مراد ہیں اس لئے کہ کشتی والے صرف بیوی بچے ہی نہ تھے بلکہ قوم کے بعض متبعین بھی جن کی کل تعداد کسی نے ۷۸ لکھی ہے کسی نے ۸۰ بتائی ہے۔

ان میں آدھے مرد اور آدھی عورتیں تھیں جو اولاد نوح سام، حام، یافث سے تھے۔

اور یہ کشتی آج طبقات الارض کے محققین بتاتے ہیں کہ آدھی برف سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ لیکن قرآن کریم اول ہی فرما چکا ہے کہ وَجَعَلْنٰهَا اٰیَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہم نے اس کشتی کو زمانہ کے لئے نشانی بنایا ہے تاکہ لوگ اسے دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور ان کی نوعیت عذاب پڑھ کر اپنی بد اعمالیوں سے باز آئیں۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ اس لئے سنایا گیا کہ کفار مکہ اسے سن کر سمجھیں کہ پہلے انبیاء کرام کی مخالفت کا یہ حشر ہو چکا ہے کہ کہیں ایسا ہی عذاب انہیں نہ پکڑ لے اور گرداب بلا کے شکار نہ ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا آدم صلی اللہ علیہ السلام سے جو شجرہ نسب ہے وہ تورات سفر الخلیفہ کے پانچویں اور چھٹے باب میں مذکور ہے وہ ہوندا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر جب ایک سو تیس سال ہوئی تو ان کے یہاں حضرت شیث پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی کل عمر ۹۳۰ سال ہوئی۔

پھر حضرت شیث علیہ السلام جب ایک سو پانچ سال کے ہوئے تو آپ کے یہاں انوس پیدا ہوئے اور حضرت شیث کی عمر ۹۱۲ سال ہوئی۔

انوس جب نوے سال کے ہوئے تو ان سے قینان پیدا ہوا۔ اور انوس کی کل عمر ۹۰۰ سال ہوئی۔



قینان ستر سال کی عمر میں جب آیا تو اس سے محلل ایل پیدا ہوا۔ اور قینان کی کل عمر ۹۱۰ سال کی ہوئی۔  
 محلل ایل جب پینسٹھ سال میں آیا تو اس سے یاور پیدا ہوا اور محلل ایل کی کل عمر ۸۹۰ سال کی ہوئی۔  
 یاور جب ایک سو باسٹھ سال کا ہوا تو اس سے انوک پیدا ہوا اور یاور کی کل عمر ۹۶۳ برس کی ہوئی۔  
 انوک سے پینسٹھ سال کی عمر میں متو<sup>شلیخ</sup> پیدا ہوا اور انوک کی کل عمر ۳۶۰ سال کی ہوئی۔ اسے خدا نے لیا اور غائب ہو گیا۔  
 جب متو<sup>شلیخ</sup> ایک سو ستاسی سال کی عمر میں آیا تو اس سے ملک پیدا ہوا اور متو<sup>شلیخ</sup> کی کل عمر ۸۷۸ سال کی ہوئی۔  
 جب ملک ایک سو بیاسی سال کا ہوا تو اس سے حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور ملک کی عمر ۷۷۷ سال کی ہوئی۔

جب حضرت نوح کی عمر پانچ سو سال کی ہوئی تو آپ سے سام، حام، یافث ہوئے۔  
 اور جب آپ کی عمر ۶۰۰ برس کی ہوئی تو طوفان آیا۔  
 اور طوفان کے بعد آپ ۳۵۰ سال زندہ رہے۔

یہ تحقیق توریت کے منقولہ مضامین سے ہے اور روح المعانی میں علامہ آلوسی نے جو تفصیل لکھی ہے وہ اس طرح ہے:  
 أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَ الْحَاكِمُ  
 وَ صَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَ لَبِثَ فِيهِمْ  
 أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَ عَاشَ بَعْدَ الطُّوفَانِ سِتِّينَ سَنَةً حَتَّى كَثُرَ النَّاسُ  
 وَ فَشُوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا اور  
 آپ ان میں ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرماتے رہے پھر طوفان کے بعد آپ ساٹھ سال بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ایک  
 ہزار پچاس سال عمر مبارک ہوئی۔

دوسری روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو تین سو پچاس سال کی عمر میں رسول بنایا پھر آپ قوم میں  
 ساڑھے نو سو سال رہے پھر بعد طوفان آپ تین سو سال زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر مبارک ۱۶۵۰ سال ہوتی ہے۔  
 ایک روایت اور ہے جس سے عمر نوح علیہ السلام کل ایک ہزار سات سو سال ثابت ہوتی ہے۔  
 ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر مبارک چودہ سو سال تھی۔

اور ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہے:

وَ اِبْرَاهِيمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَعْبُدُوا اللَّهَ وَ اتَّقُوهُ ۗ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۲۵﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ  
 دُونِ اللَّهِ اَوْثَانًا وَ تَخْلُقُونَ اِفْكًَا ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ  
 الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوهُ وَ اشْكُرُوا لَهُ ۗ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۲۶﴾۔

اور ابراہیم کا بھی (حال انہیں سنائیں) جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو یہ تمہارے  
 لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ تم تو اس چیز کے پجاری ہو اللہ کے سوا جو بت بے جان ہیں اور پیدا کر لے ہیں تم نے جھوٹی باتیں بے

شک وہ جو پوجتے ہیں اللہ کے سوا کسی کو وہ اختیار نہیں رکھتے رزق پہنچانے کا تمہیں۔ تو مانگو اللہ سے ہی رزق اور اسی کو پوجو اور اسی کا شکر کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اس لئے بیان فرمایا کہ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی نسل سے ہیں اور آپ کے اور نوح علیہ السلام کے مابین آٹھ پشتوں کا تقاضا ہے۔

طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ایشیائے کوچک سے پورپ کی طرف عراق عرب میں آباد ہو گئی تھی اس جگہ انہوں نے شہر بابل آباد کیا اور آئندہ اس قسم کے طوفان سے بچنے کے خیال سے ایک بلند برج تعمیر کیا تھا۔ پھر آپ کی اولاد یہاں سے تمام دنیا میں پھیلی۔

گویا ان کا قدیم وطن بابل تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے مابین سیکڑوں برس کا تقاضا ہے اس مدت میں ان کے اندر بت پرستی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ یہ لوگ صابی مذہب کے پیرو ہو گئے تھے ان میں عناصر اور کواکب اور دیگر روحانیات کی مورتیں بنا کر پوجی جاتی تھیں۔

یہ قوم اپنے وہم میں انہیں مورتیوں کو اپنے رزق و راحت کا مالک جانتی تھی۔

اور آخرت اور بعث بعد الموت کے یہ قائل نہ تھے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے آپ نے انہیں بہت سی پند و نصیحت فرمائی اور دلائل عقلیہ سے ان کا وہم دور کرنے کی کوشش کی اور فرمایا میں جو تعلیم تمہیں دے رہا ہوں یہ ہی تمہارے لئے بہتر ہے لیکن وہ ماننے اور تسلیم کرنے کی بجائے جھٹلانے لگے آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیل کی نظیر دے کر آپ کو تسلی دی گئی اور ارشاد ہوا:

وَإِنْ تَكْفُرُوا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ مَنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ⑩

اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو (بڑی بات نہیں) آپ سے پہلے امتیں بھی جھٹلاتی رہی ہیں (آدم و نوح، شیث اور ادریس علیہم السلام کو بھی اس وقت کی قوم نے جھٹلایا تھا) اور رسول کے ذمہ یہ نہیں کہ ہدایت پر لائے بلکہ اس کا کام صاف حکم پہنچا دینا ہے۔ پھر یہ قوم جہاں بتوں کی قائل تھی وہاں اللہ تعالیٰ کو بھی مانتی تھی۔

احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ کو مانتی تھی اور اس کے کارخانہ قدرت میں مختار و عہدے دار بتوں کو سمجھتی تھی اس وجہ میں وہ انہیں پوجتی تھی۔

چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کے آگے حکومت و قدرت الہی عزوجل کے چند دلائل پیش فرمائے حَيْثُ قَالَ -

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ⑪

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اول پیدا کیا پھر دوبارہ پیدا کرے گا یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

یعنی وہ برہان عقلی سے دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ وہ خالق مطلق ہے کہ نئے سرے سے معدوم کو وجود میں لاتا ہے حجر و شجر، بحر و

مدر اور حیوان و انسان ہمیشہ سے تو نہ تھے پھر اس نے کتم عدم سے کس طرح منصفہ شہود پر ظاہر فرمایا از خود تو ان کا وجود عقلاً محال

ہے تو جو شے حادث ہو اس کے وجود کی ابتداء لازمی ہے اور جس کی ابتداء لازمی ہے اس کی انتہا بھی ضروری ہے۔

اگر وہ موجود تھا مگر اس کا ظہور کسی نے روک رکھا تھا تو جس نے روک رکھا تھا اسی کو خالق الكل فی الكل اور مبداء الخلق اور

معید الخلق کہتے ہیں اور وہی اللہ عزوجل ہے اور جسے تم بھی مانتے ہو اسی کے متعلق بطور استفہام ارشاد ہے: **أَوَلَمْ يَرَوْا**۔ اس کے بعد پھر ارشاد ہے:

**قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝**

فرمادیجئے زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح خلق کی پھر اللہ آخرت میں بھی دوبارہ پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یعنی زمین کے موالیہ ثلاثہ معادن و نباتات و حیوانات کے پیدا ہونے کی کیفیت معلوم کرو اور جو قادر علی الاطلاق اول بار پیدا کرنے میں قادر ہے تو اسے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

انسان کو دیکھو کہ ایک قطرہ سے بنا کر پروان چڑھایا۔ درختوں کو دیکھو کہ ایک چھوٹے سے بیج سے کتنا بلند و بالا کیا تو جو ایک خشکاش کے دانہ سے بڑھ اور پھیل جیسا درخت پیدا کر سکتا ہے اسے تمہارے مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کیوں مشکل ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔

**يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝**

عذاب دے جسے چاہے اور رحم فرمائے جس پر چاہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور تم زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کو گرفت فرمانے سے عاجز نہیں کر سکتے اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔

یعنی اپنے معبودوں کی حمایت سے تم اللہ تعالیٰ کو عذاب کرنے میں روک کر عاجز نہیں کر سکتے وہی مختار مطلق ہے جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے اس کے سوا کوئی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں اس کے حضور تم سب کو حاضر ہونا اور واپس جانا ہے۔

### مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

**وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا۔**

اور بے شک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف تو وہ ان میں رہا پچاس کم ہزار برس۔

یہاں نے پھر انبیاء کرام پر ان کی قوم نے جو زیادتیاں کیں ان کا ذکر شروع فرمایا۔ تاکہ **أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا** پر مزید دلائل واضح ہو جائیں اور سب پر ظاہر ہو جائے کہ مجرد ایمان بغیر استیلاء موجب نجات نہیں اور مومنین کو اس سے آمادہ کیا گیا کہ وہ صبر سے کام لیں اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام امتوں کے ہاتھ ایذا میں پا کر صبر کرتے رہے ہیں تو مومنین کو بطریقہ اولیٰ مصائب پر صبر کرنا سنت انبیاء کی اتباع میں اولیٰ ہے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو قوم نے کیا پہلے اس کا ذکر فرمایا گیا۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: **قَالَ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَىٰ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا**



خَمْسِينَ عَامًا يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَ عَاشَ بَعْدَ الطُّوفَانِ سِتِّينَ سَنَةً حَتَّى كَثُرَ النَّاسُ وَ فَشُوا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا جبکہ آپ چالیس سال کے تھے اور آپ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے قوم کو بلا تے اللہ تعالیٰ کی طرف اور آپ بعد طوفان ساٹھ سال زندہ رہے حتیٰ کہ آبادی بہت ہو گئی تھی۔

آلوسی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی بنا پر آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

وَ قِيلَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُمَرَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ۔ ایک قول ہے کہ آپ اس سے زیادہ مدت حین حیات رہے۔  
أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي شَدَّادٍ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَرْسَلَ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى قَوْمِهِ وَ هُوَ ابْنُ خَمْسِينَ وَ ثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ثُمَّ عَاشَ بَعْدَ ذَلِكَ خَمْسِينَ وَ ثَلَاثِمِائَةَ سَنَةٍ فَيَكُونُ عُمُرُهُ أَلْفَ سَنَةٍ وَ سِتْمِائَةَ وَ خَمْسِينَ سَنَةً۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کی طرف تین سو پچاس سال کی عمر میں مبعوث کیا اور آپ ان میں ساڑھے نو سو سال سرگرم تبلیغ رہے پھر آپ بعد طوفان تین سو پچاس سال رہے اس حساب سے آپ کی تمام عمر ایک ہزار چھ سو پچاس سال ہوتی ہے۔

وَ أَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ عُمُرُ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ إِلَى قَوْمِهِ وَ بَعْدَ مَا بُعِثَ أَلْفًا وَ سَبْعِمِائَةَ سَنَةٍ۔ عکرمہ فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر قبل بعثت سے وفات تک ایک ہزار سات سو سال کی تھی۔

وَ عَنْ وَهْبٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَاشَ أَلْفًا وَ أَرْبَعِمِائَةَ سَنَةٍ۔ وہب سے مروی ہے کہ آپ کی عمر مبارک چودہ سو سال تھی۔

وَ فِي جَامِعِ الْأَصُولِ كَانَتْ مُدَّةُ نُبُوَّتِهِ تِسْعِمِائَةَ وَ خَمْسِينَ سَنَةً وَ عَاشَ بَعْدَ الْغَرَقِ خَمْسِينَ سَنَةً۔ جامع الاصول میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی مدت نبوت نو سو پچاس سال تھی اور بعد غرق آپ پچاس سال رہے۔  
وَ قِيلَ مَا تَنَى سَنَةً وَ كَانَتْ مُدَّةُ الطُّوفَانِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَخْرَجَهَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ۔ ایک قول ہے کہ بعد طوفان دو سو سال رہے اور مدت طوفان چھ ماہ تھی جس کا آخری دن یوم عاشوراء تھا۔ تو اس حساب سے ساڑھے نو سو سال ایک اور دو سو سال ایک اور چھ ماہ ایک قبل بعثت کی عمر ساڑھے تین سو سال توکل مدت پندرہ سو سال چھ ماہ ہوئی۔

اور اگر قبل بعثت چالیس سال لئے جائیں توکل مدت گیارہ سو چھانوے سال ہوتی ہے۔

وَ جَاءَ فِي بَعْضِ الْأَثَارِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَطْوَلُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عُمرًا۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام تقریباً انبیاء کرام سے عمر میں زیادہ تھے۔

اس اعتبار سے وہی روایتیں مسلم ہونی چاہئیں جن میں پندرہ سو سال عمر آئی ہے۔

اس لئے کہ تورات کی روایات آدم صغی علیہ السلام کی عمر نو سو تیس بتاتی ہے۔

اور حضرت شیث علیہ السلام کی نو سو بارہ۔

تو ان سے زیادہ عمر تو حضرت نوح علیہ السلام کی بہر حال قرآن کریم سے بھی ثابت ہے لیکن یہ طویل عمری اور اطول اس



اس کے بعد دوسرا قصہ حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱﴾

اور ابراہیم کا قصہ یاد فرمائیں جبکہ آپ نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اللہ کی پرستش کرو اور اسی سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

اگر تم سمجھو۔

یہاں ابراہیم پر نصب بہ اضمار اذکر ہے جو معطوف ماقبل پر ہے یعنی قصہ ابراہیم علیہ السلام کا عطف قصہ نوح

علیہ السلام پر کیا گیا۔

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ بَدَلِ الشَّمَالِ هِيَ۔

گویا ارشاد ہے: اَرْسَلْنَاهُ حِينَ تَكْمَلُ عَقْلُهُ وَقَدَرَ عَلَى النَّظْرِ وَالِاسْتِدْلَالِ وَتَرَقَّى رُتْبَةَ الْكَمَالِ

إِلَى دَرَجَةِ التَّكْمِيلِ۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ عقل میں کامل اور نظر و استدلال میں درجہ

کمال تک ترقی فرما چکے تھے۔ تو آپ نے قوم کو اَعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ فرمایا یعنی اللہ کی توحید کے اختیار کرنے اور شرک و کفر

سے اجتناب کا حکم دیا اور بتایا کہ جو میں تمہیں راہ بتا رہا ہوں وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر برائی بھلائی کی تمہیں تمیز ہے پھر فرمایا:

إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا۔ تم تو پوج رہے ہو اللہ کے سوا بتوں کو۔

جو تمہارے ہاتھ کے گھڑے ہوئے ہیں ان میں کوئی صفت نہیں جو ان کے پوجنے کی طرف ایک سمجھ دار آدمی کو بلائے۔

وَتَخْلُقُونَ أَفْئِدًا۔ بلکہ تم ترا جھوٹ بنا رہے ہو۔

اور بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہو اور ان کا نام خدا رکھتے ہو۔ اَلْوَسَى رَحِمَهُ اللَّهُ فَرَمَاتِهِ هِيَ: وَأَطْلَاقُهُ عَلَى الْأَوْثَانِ

لِأَنَّهَا مَصْنُوعَةٌ وَهُمْ يَجْعَلُونَهَا صَانِعًا۔ بتوں پر اوثان کا اطلاق اس لئے کیا گیا کہ وہ گھڑے ہوئے تھے اور مشرکین

انہیں صانع و خالق اعتقاد کرتے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَبْلُغُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا

لَهُ ۗ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۲﴾

بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ قطعاً تمہارے رزق کے مالک نہیں لہذا اللہ سے یہ رزق مانگو اور اسی کو پوجو

اور اس کی نعمتوں پر شکر کرو۔ اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی جو رزق دینے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ تمہارے دیگر نفع و نقصان کے کیونکر مالک ہو سکتے ہیں لہذا اسی ایک ذات

واجب تعالیٰ شانہ سے رزق طلب کرو اور اسی کی پرستش اور شکر نعمت کا حق ادا کرو اور تمہیں اسی کی طرف واپس جانا ہے لہذا اس

کے حضور اس کے عابد و شاگرد بن کر تیار رہو تا کہ جب اس کی طرف لوٹو تو ذلیل و خوار نہ ہو۔ یہ ہدایت ایک معقول ہدایت تھی اور

دلیل وجود باری تعالیٰ عزاسمہ پر تھی۔ اب آگے ارشاد ہے:

وَإِنْ تَكْفُرُوا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۱۳﴾

اور اگر وہ آپ کی تکذیب کریں تو (یہ نئی بات نہیں) آپ سے پہلے رسولوں کی پہلی امتیں تکذیب کر چکی ہیں اور رسول

کے ذمہ تو اس درجہ روشن تبلیغ کر دینا ہے۔



کہ اس میں سننے والے کو شک و شبہ نہ رہے اس کے وہ فریضہ تبلیغ سے سبکدوش ہے۔ رہا معاملہ ہدایت تو یہ اللہ تعالیٰ کے ید قدرت میں ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی فرمائی اور کہا کہ آپ کی تکذیب ہی نہیں کی گئی آپ سے قبل جو رسول تشریف لائے ان کی بھی اس وقت کی جماعتیں پورے زور سے تکذیب کر چکی ہیں اور عذاب سے ہلاک بھی ہو چکی ہیں۔ سیدنا خلیل خطیب الانبیاء جو سب کے باپ ہیں ان کی بھی قوم نے تکذیب کی توجہ ان کی بھی تکذیب سے وہ امت باز نہ آئی تو آپ کو غم نہ فرمانا چاہئے۔

اس کے بعد دلائل قدرت بہ طریقہ استفہام انکار ظاہر فرمائے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۗ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء فرمائی پھر وہ اسے دوبارہ بنائے گا بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔ اس لئے کہ جو بدء خلق میں کسی کا محتاج نہ تھا وہ دوبارہ بنانے میں کیوں محتاج ہو اسی بنا پر باعتبار نسبت فرمایا: إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔ پھر ارشاد ہے:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِبُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

فرمادیجئے زمین میں سفر کر کے دیکھو (گزشتہ اقوام کی آبادیاں اور ان کی عمارات تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ) اللہ تعالیٰ کیونکر پہلے بناتا ہے مخلوق کو (پھر اسے موت دے کر) پھر اللہ دوسری بار ان کی اٹھان اٹھاتا ہے (یعنی جب اس امر پر یقین ہو گیا کہ پہلی مرتبہ سب کو اللہ نے ہی پیدا کیا جیسا کہ منکرین مشرکین کا عقیدہ تھا تو دوبارہ اس خالق مطلق کو مخلوقات پیدا کر دینا یعنی موت دے کر پھر اٹھانا مستحضر نہیں) بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے اس پر رحم فرماتا ہے (اپنے فضل اور کرم سے) اور اسی کی طرف تمہیں واپس لوٹنا ہے۔

اور تم اس کی گرفت سے زمین و آسمان میں نکل نہ سکو گے (اس سے بچ کر بھاگنے چھپنے کی کوئی جگہ نہیں اور تم اسے اپنی تدبیر کے ذریعہ عاجز نہیں کر سکتے۔)

اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ بالذات سب کا والی و مددگار وہی ہے۔ البتہ اولیاء و انبیاء ملائکہ میں سے جسے چاہے تمہاری مدد کے لئے متصرف فرمادے تو یہ تصرف بھی بعتاء الہی ہوگا تو خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا کہ اس کے سوا تمہارا والی و کارساز اور مددگار زمین و آسمان میں حقیقتاً کوئی نہیں کہ وہ ہی ولی حقیقی اور ناصر تحقیقی ہے۔

دنیا میں جو کسی کا مددگار و معین ہوتا ہے وہ محض مجازاً ہے ورنہ حقیقتاً ہر اعانت و نصرت اسی کی ہے اور وہی نعم المولیٰ اور نعم النصیر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورة عنكبوت - پ ۲۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَ لِقَائِهِ ۗ أُولَٰئِكَ

اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا وہ

ہیں جنہیں میری رحمت سے مایوسی ہے اور یہ وہ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے

اور اس کی قوم کو کچھ جواب نہ بن آیا مگر یہ کہ بولے انہیں قتل کر دو یا جلا دو تو اللہ نے اسے (یعنی ابراہیم کو) آگ سے بچا لیا بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے

اور فرمایا ابراہیم نے کہ تم نے تو اللہ کے سوا پکڑے ہیں بت جن سے تمہاری دوستی دنیا کی زندگی تک ہے پھر روز قیامت کفر کرے گا بعض تمہارا بعض پر اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہو

تو ایمان لایا اس پر لوط اور کہا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں بیشک وہی عزت و حکمت والا ہے

اور بخشا ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب اور کی ہم نے اس کی ذریت میں نبوت اور کتاب اور عطا کیا ہم نے اس کا ثواب دنیا میں اور بے شک آخرت میں وہ ہمارے صالحین میں ہوں گے

اور لوط جبکہ وہ بولے اپنی قوم سے بے شک تم آتے ہو اس بے حیائی کے ساتھ کہ تم سے پہلے کوئی دنیا میں ایسا نہ کرتا تھا

کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور صحیح راہ کو قطع کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بری بات کرتے ہو تو نہ تھا جواب اس کی قوم کا مگر یہ کہ کہنے لگے لاؤ ہم پر اللہ کا عذاب اگر تم سچے ہو

بولائے میرے رب میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

و۔ اور  
اللہ الہی کا  
الذین۔ وہ جنہوں نے  
و۔ اور  
کفرُوا۔ انکار کیا  
لِقَائِهِمْ۔ اس کی ملاقات کا  
بِآيَاتِ۔ آیات  
أُولَئِكَ۔ یہ لوگ

يَسُؤُوا مِنْ رَحْمَتِي وَ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٣﴾

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٤﴾

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا ۗ وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ نَّصِيرِينَ ﴿١٥﴾

فَأَمِّنْ لَهُ لُوطٌ ۗ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۗ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٦﴾

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٧﴾

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٨﴾

أَيُّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقَاطِعُونَ السَّبِيلَ ۗ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ النَّكَرَ ۗ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اتَّبِعْنَا عَذَابَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٩﴾

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٢٠﴾

يَسُؤُوا- مایوس ہوئے	مِنْ رَحْمَتِي- میری رحمت سے	و- اور	أُولَئِكَ- یہ لوگ
لَهُمْ- ان کے لئے	عَذَابٌ- عذاب ہے	عَذَابٌ- دردناک	فَمَا- تو نہ
كَانَ- تھا	جَوَابٌ- جواب	قَوْمَهُ- اس کی قوم کا	إِلَّا- مگر
أَنْ- یہ کہ	قَالُوا- بولے	اقتُلُو- مار ڈالو	كُلَّ- اس کو
أَوْ- یا	حَرِّقُو- جلا دو	كُلَّ- اس کو	فَأَنْجَاهُ- تو نجات دی اسے
اللَّهُ- اللہ نے	مِنَ النَّارِ- آگ سے	إِنَّ- بے شک	فِي- بیچ
ذَلِكَ- اس کے	لَايَةٍ- نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ- واسطے قوم	يُؤْمِنُونَ- مومن کے
و- اور	قَالَ- فرمایا	إِنَّمَا- اس کے سوا نہیں	اتَّخَذْتُمْ- پکڑا تم نے
مِنْ دُونِ- سوا	اللَّهُ- اللہ کے	أَوْثَانًا- بتوں کو	مَوَدَّةً- دوستی
بَيْنِكُمْ- آپس میں	فِي- بیچ	الْحَيَاةِ- زندگی	الدُّنْيَا- دنیا کے
ثُمَّ- پھر	يَوْمَ- دن	الْقِيَامَةِ- قیامت کے	يَكْفُرُ- انکار کرے گا
بَعْضُكُمْ- بعض تمہارا	بِبَعْضٍ- بعض کا	و- اور	يَلْعَنُ- لعنت کرے گا
بَعْضُكُمْ- بعض تمہارا	بَعْضًا- بعض پر	و- اور	مَا أُرِيكُمْ- تمہارا ٹھکانہ
النَّارِ- آگ ہے	و- اور	مَا- نہیں	لَكُمْ- تمہارے لئے
مِنْ نُصْرَتِنَا- کوئی مددگار	فَأَمِنَ- تو ایمان لایا	لَهُ- اس پر	لُوطٌ- لوط
و- اور	قَالَ- فرمایا	إِنِّي- بے شک میں	مُهَاجِرٌ- ہجرت کرنے
والا ہوں	إِلَى- طرف	رَبِّي- اپنے رب کی	إِنَّهُ- بے شک وہ
هُوَ- وہی ہے	الْعَزِيزُ- غالب	الْحَكِيمُ- حکمت والا	و- اور
وَهَبْنَا- دیا ہم نے	لَهُ- اس کو	إِسْحَاقَ- اسحاق	و- اور
يَعْقُوبَ- یعقوب	و- اور	جَعَلْنَا- رکھی ہم نے	فِي- بیچ
دُرِّيَّةً- اس کی اولاد کے	النُّبُوَّةَ- نبوت	و- اور	الْكِتَابَ- کتاب
و- اور	اتَّيْنَاهُ- دیا ہم نے اس کو	أَجْرًا- اس کا بدلہ	فِي- بیچ
الدُّنْيَا- دنیا کے	و- اور	إِنَّهُ- بے شک وہ	فِي- بیچ
الْآخِرَةِ- آخرت کے	لِمَنِ الصُّلْحَيْنِ- نیکوں سے ہے	و- اور	و- اور
لُوطًا- لوط	إِذْ- جب	قَالَ- اس نے کہا	لِقَوْمِهِ- اپنی قوم کو
إِن كُنْتُمْ- بے شک تم	لَتَأْتُونَ- آتے ہو	الرِّجَالَ- مردوں کے پاس	و- اور
تَقَطُّعُونَ- کاٹتے ہو	السَّبِيلَ- رستہ	و- اور	تَأْتُونَ- آتے ہو
فِي- بیچ	نَادِيكُمْ- اپنی مجلسوں کے	الْمُنْكَرِ- بے حیائی کو	فَمَا- تو نہ



گَنّ۔ تھا	جَوَاب۔ جواب	قَوْمَةٌ۔ اس کی قوم کا	إِلَّا مَر
أَنْ۔ یہ کہ	قَالُوا۔ بولے	أَتَيْنَا۔ لے آہم پر	بِعَذَابٍ۔ عذاب
اللّٰهِ۔ اللہ کا	إِنْ۔ اگر	كُنْتُ۔ ہے تو	مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ سچے
لوگوں سے	قَالَ۔ کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب	أَنْصُرُ۔ مدد کر
تی۔ میری	عَلَى۔ اوپر	الْقَوْمِ۔ قوم	الْمُفْسِدِیْنَ۔ فسادی کے

### خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ - یعنی وہ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں اور اس سے ملنے کا۔  
یعنی قرآن کریم اور مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کیا اور ایمان نہ لائے۔

أُولَٰئِكَ يَلْبَسُونَ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۳﴾ -

یہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پند و نصیحت سے انکار کر کے کفر کرتے رہے آپ نے انہیں فرمایا کہ میرے دلائل ساطعہ واضحہ کا جواب دو تو ان کے پاس جواب نہ تھا حینث قَالَ -

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ -

تو کچھ جواب اس کی قوم کے پاس نہ تھا سو اس کے کہ وہ بولے انہیں قتل کر دو یا جلادو۔

سب نے مل کر آپ کو آگ میں جلا ڈالنے کا فیصلہ کیا اگرچہ ان میں بعض وہ بھی تھے کہ اس فعل سے ناراض تھے مگر سرداروں کی اکثریت کے ماتحت متفق ہی ہونا پڑا غرض کہ سب قائلین کے حکم میں ہی داخل تھے اس لئے إِلَّا أَنْ قَالُوا فرمایا گیا۔

فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۗ - تو اللہ نے اسے یعنی ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچالیا۔

یعنی جب ان کی سرکش قوم نے آپ کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ سے آپ کو بچالیا اور اس آگ کو گلزار بنا کر آپ کو سلامت رکھا۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۴﴾ - بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

نشانیاں یقیناً ہیں اول تو یہ نشانی کہ آگ کا مشتعل ہونا اور اس اشتعال کے باوجود آپ پر اثر نہ ہونا اور سرد ہو کر رہ جانا۔ دوسرے عین حرارت میں آگ کا گلزار ہو جانا اور اس میں گلشن پیدا ہو جانا اور یہ سب کچھ بل بھر میں ہونا۔ اور نمرود کا ایک بلند مکان پر چڑھ کر دیکھنا کہ حضرت خلیل علیہ السلام آگ کے بیچ میں جلوہ افروز ہیں۔ پھر آپ کا اس آگ سے باہر تشریف لا کر اپنی قوم کو ہدایت فرمانا اور حق پرستی کے ساتھ حق گوئی سے نہ رکنا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿۱۵﴾ -

اور فرمایا ابراہیم نے اپنی قوم سے کہ تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت بنائے ہیں جن سے تمہاری محبت دنیا کی زندگی تک ہے (پھر یہ و داد منقطع ہو جائے گا اور تمہاری آپس میں ایسی میں میں تو تو چلے گی کہ) تم میں ایک دوسرے سے انکار و کفر کریگا اور

ایک دوسرے پر لعنت بھیجے گا۔ یعنی بروز قیامت ایک دوسرے سے کہے گا کہ تو ملعون و خبیث تھا۔ تیری وجہ میں مجھ پر بھی یہ مصیبت آئی ایک پجاری دوسرے سے بیزار ہو کر لعنت کرے گا اور سردار جو قوم کو گمراہ کرتے تھے اپنے متبعین سے بیزار ہو کر لعنت کریں گے اور وہ دن ہوگا کہ ان سب کی جگہ جہنم ہوگا اور (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) تمہارا اس دن کوئی مددگار نہ ہوگا۔ جو تمہیں عذاب جہنم سے بچالے۔

جب یہ نقشہ معجزانہ حضرت لوط علیہ السلام نے دیکھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے آپ پر ایمان لے آئے جس کا ذکر آگے کی آیتوں میں مذکور ہے۔

قَامَنَّ لَهُ لُوطٌ۔ تو لوط اس پر ایمان لایا۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ یہاں ایمان سے مراد تصدیق رسالت ہے اس لئے کہ اعتقاد تو حید آپ کو ہمیشہ سے حاصل تھا کہ آپ نبی تھے اور نبی ہمیشہ ہی مومن ہوتا ہے اور ان کی ذات سے تو کفر کسی حال میں بھی متصور نہیں پھر ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر بحکم الہی عزوجل حران اطراف کوفہ کی طرف تشریف لے آئے پھر یہاں سے ملک شام میں رونق افروز ہوئے اب اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے:

وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۗ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١﴾

اور کہا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں بے شک وہی عزت و حکمت والا ہے۔

مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي۔ سے مراد ہے کہ یہ میری ہجرت اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم سے ہے جہاں وہ لے جاتا ہے جاتا ہوں اس ہجرت میں آپ کے ہم سفر آپ کی بیوی حضرت سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام تھے۔ یہ واقعہ نارنرود کا بابل میں ہوا۔ پھر ارشاد ہے:

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۗ وَإِنَّهُ فِي

الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢﴾

اور ہم نے اسے یعنی ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب کی اور دیا ہم نے انہیں دنیا میں بدلہ (مال و دولت، اولاد اور عزت) اور آخرت میں بھی وہ صالحین مقررین میں ہے۔

نسل میں کتاب توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم عطا فرمایا۔ اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا تیسرا قصہ شروع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَأنتأثون الفاحشة ما سبقكم بها من أحد من العالمين ﴿١٣﴾ أياكم لتأثون

الرجال وتقطعون السبيل ۗ وتأثون في ناديتكم المنكر ۗ

اور لوط کا قصہ یہ ہے جبکہ اس نے کہا اپنی قوم کو کہ تم لوگ ایسی بے حیائی پر آئے ہو کہ تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی اتنی

سبقت نہ کی کیا تم لڑکوں پر آتے ہو اور صحیح راہ کو قطع کرتے ہو اور اپنی مجلس میں بری طرح آتے ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت غلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ بابل سے ہجرت کرنے میں حضرت لوط علیہ السلام بھی ہم سفر تھے۔

عراق کوفہ سے جب آپ شام میں تشریف لائے تو یہ مشورہ ہوا کہ دونوں یہاں سے علیحدہ علیحدہ قیام کریں۔

خلیل اللہ اور لوط علیہما السلام کے ساتھ ان کے مویشی بھی تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کنعان میں مقیم ہو گئے۔

اور حضرت لوط علیہ السلام دریائے اردن کے پاس شہر سدوم میں سکونت پذیر ہوئے۔

سدوم شہر اس جھیل کے کنارے آباد تھا جسے بحر المیت (Dead Sea) کہتے ہیں۔

یہ کنعان سے جنوب کی طرف تھوڑے فاصلہ پر واقع تھا۔

یہاں کے لوگ بڑے بدکار بد فعلی میں اغلام تک پہنچ چکے تھے۔

اور راہزنی میں بھی پورے بدنام تھے حتیٰ کہ راہ گیر مسافروں کے لڑکوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے۔ انہیں پکڑ کر اغلام بازی کرتے تھے حتیٰ کہ یہ راستہ ہی بند ہو گیا تھا۔

نَادِيكُمْ الْمُنْكَرُ ۗ - نَادٍ - نَدَى - نَدْوَةٌ۔ تینوں کے معنی مجلس کے آتے ہیں۔ اسی سے قصی نے مکہ معظمہ میں ندوہ جو بنایا تھا وہ اسی لئے کہ اس میں بیٹھ کر مجالس و مشورے منعقد ہوں۔

حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا۔ ہدایت اور نصیحت کی لیکن بد اخلاقی کے پیکر شیطنیت کے مجسمہ نہ مانے بلکہ چڑ گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۱۰

(تو جب انہیں ہدایت منظور نہ ہوئی) تو جواب تو کیا دیتے مگر ڈھٹائی سے بولے ہم پر اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے۔

چنانچہ لوط علیہ السلام نے بارگاہ الہی عزوجل میں عرض کی جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۱۱۔ عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما اس فسادی قوم پر۔

چنانچہ اس دعا کی اجابت یوں ظاہر ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خیمہ میں دو پہر کے وقت تشریف فرما تھے کہ اچانک تین اجنبی نوجوان نظر آئے آپ نے انہیں مرجبا فرما کر بٹھایا اور روٹیاں اور تلا ہوا پھنڑا ان کے آگے رکھا انہوں نے کھانے سے انکار کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان سے خطرہ محسوس ہوا خیال ہوا جب یہ کھانا نہیں کھاتے تو ضرور کسی برے خیال سے آئے ہیں تو انہوں نے کہا:

لَا تَخَفْ إِنَّا أَوْسَلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ۔ آپ خائف نہ ہوں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا وہاں تو میرا بھتیجا لوط بھی ہے۔

انہوں نے عرض کیا ہم آپ کو بشارت دیتے ہیں کہ سارہ سے فرزند ارجمند ہو گا فَبَشِّرْهُمَا بِسِحْقٍ ۗ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِسْحَاقُ يَعْقُوبَ۔ اور جب سدوم کو ہم غارت کریں گے تو لوط اور اس کے کنبے کو بچالیں گے مگر اس کی بیوی نہ بچے گی کیونکہ وہ اس معذب بستی کو مڑ کر دیکھے گی اور ہلاک ہوگی۔

چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام شہر سدوم کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ یہ مہمان وہاں پہنچے۔ آپ انہیں اپنے ساتھ گھر لے آئے لیکن دل میں غمزدہ تھے کہ یہ مہمان حسین و جمیل امرد ہیں۔ لیکن مہمان نوازی کے لحاظ سے گھر لے آئے۔

غرض کہ ابھی سونے کے لئے لیٹے بھی نہ تھے کہ آوارگان سدوم کے جوان اور بوڑھے آپہنچے اور آپ کے مکان کو گھیر لیا اور



پکارے ان مہمانوں کو ہمارے سپرد کرو تا کہ ہم اپنی بری عادت کے موافق ان سے برتاؤ کریں۔  
حضرت لوط علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ میرے مہمان ہیں اگر تم ایسے ہی مغلوب الشہوت ہو تو قوم کی لڑکیاں موجود ہیں مگر وہ نہ مانے فرشتوں نے ہاتھ بڑھا کر حضرت لوط علیہ السلام کو اندر لے لیا اور ایک پر جو ہاتھ مارا تو سب اندھے ہو گئے۔

تو وہ ڈکرا ڈکرا کر رونے لگے اور ٹکراتے ہوئے ادھر ادھر پھرنے لگے۔

فرشتوں نے حضرت سے عرض کی حضرت ہم فرشتے ہیں اس قوم پر عذاب لے کر آئے ہیں آپ صبح ہوتے ہوئے اس بستی سے نکل جائیں اور اپنے قبیعین کو بھی لے جائیں انہیں ہدایت فرمادیں کہ وہ مڑ کر نہ دیکھیں۔  
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام اندھیرے سویرے مع اپنے قبیعین کے نکل آئے اور سورج نکلتے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ برسی شروع ہو گئی اس بستی کے نشان ابھی تک بحر الکابل کے کنارے پر موجود ہیں۔

مفصل حال پہلے گزر چکا ہے فَانظُرْ فِي سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ وَالْحَجْرِ وَالنَّمْلِ۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهَا اُولٰٓئِكَ يَسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾۔

اور وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کیا اور اس کے حضور جانے سے منکر ہوئے یہ وہ ہیں جو میری رحمت سے ناامید ہو چکے ہیں اور یہ ہی وہ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یعنی جو دلائل تکوینیہ و تنزیلیہ سے کفر کرے جو صفات و ذات اور افعال حقہ پر دلیل ہیں اور لقاء الہی جو آیات الہی عزوجل سے ثابت ہے اس کا منکر ہو اس قسم کے لوگ کفر و انکار کی وجہ سے قیامت کے دن رحمت الہی سے مایوس ہیں۔ یہ یاس و ناامیدی رحمت سے ان کے لئے ہے جو کفر و انکار پر مرے ہوں۔ اس لئے کہ جب تک وہ زندہ ہیں ان سے امید ایمان لانے کی رہتی ہے تو جو کفر و انکار پر مرادہ اس جماعت میں ہے جن پر عذاب اور دردناک عذاب لازم ہے چنانچہ آجی فرماتے ہیں:  
اِنَّ فِي الْاٰیَةِ عَلٰی هٰذَا دَلٰلَةٌ عَلٰی سُوْءِ حٰلِهِمْ اَيْضًا لِاِفَادَتِهَا اِنَّهُمْ حُرِّمُوْا تِلْكَ الرَّحْمَةَ الْعَظِيْمَةَ بِمَا اَرْكَبُوْهُ مِنَ الْعَظَايِمِ۔ آیہ کریمہ مشرکین و منکرین کے سوء حال پر دلیل واضح ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ رحمت عظیمہ ان کے ارتکاب عظیم کی وجہ میں ان پر حرام ہے۔ تو انہوں نے جب دلائل قاہرہ سنے اور جواب نہ دے سکے تو چڑ کر بولے جس کا ذکر آیات کریمہ میں ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجَبَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾۔

تو کچھ نہ تھا جواب ان کی قوم کے پاس مگر یہ کہ کہنے لگے انہیں قتل کر دو یا جلا دو تو اللہ نے انہیں (یعنی ابراہیم کو) آگ سے نجات دی بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

یہ کہنے والے یا تو آپس میں تھے یا سرداران قوم اپنے قبیعین کو کہہ رہے تھے چنانچہ روح المعانی میں ہے:  
وَالْاَمْرُوْنَ بِذٰلِكَ اِمَّا بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَوْ كِبْرًا لَهُمْ قَالُوْا لِاَتْبَاعِهِمْ اَقْتُلُوْهُ فَتَسْتَرْيَحُوْا مِنْهُ

عَاجِلًا أَوْ حَرِّقُوهُ بِالنَّارِ فَمَا أَنْ يَرْجِعَ إِلَىٰ دِينِكُمْ إِذَا لَفِهَتُهُ النَّارُ وَإِمَّا أَنْ يَمُوتَ بِهَا إِنْ أَصْرَ عَلَىٰ قَوْلِهِ وَدِينِهِ۔

یہ فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ اگر جلدی سے قصہ کوتاہ کرنا ہو تو قتل کر ڈالو ورنہ آگ میں ڈالو جب آپ کو آگ پہنچے گی تو یا واپس تمہارے دین کی طرف آجائیں گے اور اگر اپنے دین و دعویٰ پر مصر رہے تو مر جائیں گے۔

چنانچہ جب انہوں نے آگ میں ڈال دیا تو:۔  
فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۗ۔ اللہ نے اس آگ سے انہیں نجات دے دی۔

اَمْی فَاَلْقَوْهُ فِي النَّارِ فَاَنْجَاهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ مِنْهَا بِأَنْ جَعَلَهَا بَرْدًا وَّ سَلَامًا۔ تو انہوں نے جب آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل کو اس شان سے بچایا کہ اس آگ کو برد و سلام کر دیا۔ اس واقعہ کی مفصل کیفیت اول بیان ہو چکی اور یہ واقعہ کوفہ کے ایک ٹیلہ پر ہوا جو آبادی میں میدان تھا۔ اور منجیق یعنی گویا کے ذریعہ آپ کو آگ میں ڈالا گیا۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝۱۳۔ اس نجات میں نشانیاں ہیں یعنی حَفِظَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ آيَاهُ مِنْ حَرِّهَا وَ اِخْمَادِهَا فِي زَمَانٍ يَسِيرٍ وَ اِنْشَاءِ رَوْضٍ فِي مَكَانِهَا۔

آگ کی حرارت سے اللہ نے محفوظ رکھا اور آگ کو فوری طور پر سرد کر دیا اور آگ کی جگہ باغیچہ پیدا فرما دیا۔  
حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے: أَنَّهُ لَمْ يَحْتَرِقْ بِالنَّارِ إِلَّا الْحَبْلُ الَّذِي أَوْثَقُوهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ آگ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر کوئی اثر نہ کیا مگر وہ رسیاں جن سے آپ کو باندھا تھا وہ سب جلا دیں۔  
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝۱۳۔ میں مومنین کے ذکر کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ تفحص و تحقیق میں زیادہ نفع حاصل کرنے والے ہیں۔ آگ سے باہر تشریف لا کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے واشکاف الفاظ میں قوم سے مخاطب فرمایا۔

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔  
اور ارشاد کیا تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پکڑے ہوئے ہو اور آپس میں باہمی مودت و محبت سے پوجتے ہو یہ صرف دنیا کی زندگی میں ہے۔ آلو سی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَوْثَانَ أَوْلَٰ مَا اتَّخَذْتُمْ بِسَبَبِ الْمَوَدَّةِ وَ ذَٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ أَنَا صَالِحُونَ فَمَاتُوا وَ أَسَفَ عَلَيْهِمْ أَهْلُ زَمَانِهِمْ فَتَصَوَّرُوا أَحْجَارًا بِصُورِهِمْ حُبًّا لَهُمْ فَكَانُوا يُعْظَمُونَ فِي الْجُمْلَةِ وَ لَمْ يَزَلْ تَعْظِيمُهَا يَزِيدُ جِيلًا فَجِيلًا حَتَّىٰ عُبِدَتْ۔

بتوں کی پوجا سب سے پہلے محبت و عقیدت سے ہوئی اور وہ اس طرح ہوئی کہ کچھ نیک بندے تھے جن سے عقیدت تھی وہ مر گئے اس پر لوگوں کو افسوس ہوا تو انہوں نے ان کی یاد پتھروں کے بتوں سے قائم کی پھر ان کی تعظیم ہونے لگی حتیٰ کہ تعظیم کرتے کرتے کئی نسلوں کے بعد ان کی پوجا ہونے لگی۔

نی زمانہ یہی حال ہمارے لیڈروں کی محبت کا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قائد اعظم کی تصویروں پر پھول چڑھاتے اور اسے جھک جھک کر سلام کرتے ہیں۔ اگر یہی عقیدت جاری رہی تو وہ دن دور نہیں کہ جناح مرحوم پوجے جانے لگیں۔ اسی وجہ میں شریعت مطہرہ نے تصاویر سے گھر مزین کرنے کو حرام کیا ہے حتیٰ کہ فوٹو گرانی حرام قرار دی کہ کہیں وہی دور نہ عود کر آئے جو

مشرکین کے عہد میں تھا کہ کعبہ اللہ کی دیواروں پر خلیل اللہ نبی اللہ علیہ السلام کی تصویر بنائی اسے پوجا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک اسے مٹانہ دیا کعبہ مقدس میں داخل نہ ہوئے۔

عوام اس قسم کی مصلحتوں اور حکمتوں کو تو سمجھتے نہیں اور فقہاء محققین پر زبان طعن دراز کر دیتے ہیں کوئی کہہ دیتا ہے کہ صاحب یہ شریعت میں سخت تنگی ہے بھلا کسی دوست کی یادگار تصویر کے ذریعہ کوئی رکھ لے تو اس میں کیا حرج ہے اسے کون پوج سکتا ہے۔

کوئی کہہ دیتا ہے کہ صاحب تصویر کے بغیر حاجی حج سے محروم رہ جاتا ہے حالانکہ مجسٹریٹ کی تصدیق کے بعد فوٹو کی احتیاج ہی نہیں رہتی۔

بہر حال شریعت مطہرہ نے شرک کے مظنہ کو بھی بند کیا ورنہ ظاہر ہے کہ ہزاروں تصاویر پیروں میں روندی جاتی ہیں اس سے کیا شرک ہو جاتا۔

لیکن ایسے ہی ہوتے ہوتے تصویر پرستی کی راہ کھل جاتی ہے لہذا شریعت نے اسے بھی حرام فرمایا۔ جس سے ادنیٰ واہمہ بھی شرک و کفر کا پیدا ہو۔ تو آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوا: **إِنَّمَا اتَّخَذَ آسَافُكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا**۔ تمہارے پہلوں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنا لیا اور اس کی مثالیں قرآن کریم میں متعدد مقام پر ہیں جیسے **إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيِّئًا لَّهُمْ عَذَابٌ**۔

لیکن یہ سب باہمی جتنے بندی کے ماتحت اتحاد کر کے کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے جو حضرت خلیل علیہ السلام نے بتایا۔ **لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا**۔ پھر وہ بروز قیامت اس کے پجاری ان بتوں سے انکار کریں گے ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔

یعنی ایک سے دوسرا کہے گا کہ میں ان بتوں کو کبھی نہ پوجتا لیکن تو نے مجھے گمراہ کیا اور ایک سے دوسرا کہے گا تجھ پر لعنت ہو تو نے مجھے بھی خراب کیا۔ لیکن اس دن یہ انکار اور لعن طعن بے کار ہوں گے۔

**وَمَا أُولَئِكَ إِلَّا كَافِرٌ مِّنْ قَبْلِهِمْ**۔

اس دن تمہارا مقام جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ جو تمہیں جہنم سے خلاصی دلائے جیسے مجھے میرے رب نے اس آگ سے نجات دلائی جس میں تم نے مجھے ڈالا تھا۔

اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کی تصدیق کا ذکر ہے جو آپ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے فرامین اور نبوت پر فرمائے چنانچہ ارشاد ہے:

**فَأَمِّنْ لَهُ لُوطًا**۔ تو ایمان لائے آپ کے فرمان اور معجزات پر لوط۔

اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ اس سے قبل مومن نہ تھے اس لئے کہ **فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَتَنَزَّهُ عَنِ الْكُفْرِ**۔ حضرت لوط علیہ السلام خود نبی تھے اور نبی کفر سے منزہ ہوتا ہے تو آپ کفر سے پہلے ہی منزہ تھے۔ صاحب جامع الاصول فرماتے ہیں:



هُوَ ابْنُ أَخِيهِ هَارَانَ بْنِ تَارِيحٍ - حضرت لوط علیہ السلام حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے بھائی ہاران بن تارخ کے بیٹے تھے اس لحاظ سے آپ خلیل اللہ علیہ السلام کے بھتیجے ہوئے۔

بعض قول یہ بھی ہے کہ إِنَّهُ ابْنُ أُخْتِهِ - آپ ہمشیرہ زادے تھے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے جسے بھانجا کہتے ہیں۔  
وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۷﴾ -

اور فرمایا ابراہیم نے میں چھوڑ کر، اپنی قوم یعنی ہجرت کر کے، اپنے رب کے حکم کی طرف جاتا ہوں وہ عزوجل تمام امور پر غالب اور حکمت والا ہے۔

لہذا اس کا حکم میری بہبود و سود کے لئے ہوگا اور وہ کوئی کام نہیں کرتا مگر اس میں حکمت و مصلحت ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ہجرت کا قصہ یہ ہے:

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَاجَرَ مِنْ كَوْثِي مِنْ سَوَادِ الْكُوفَةِ مَعَ لُوطٍ وَ سَارَةَ ابْنَةَ عَمِّهِ إِلَىٰ حِرَانَ ثُمَّ مِنْهَا إِلَى الشَّامِ فَنَزَلَ قَرْيَةً مِنْ أَرْضِ فَلَسْطِينَ وَنَزَلَ لُوطٌ سَدُومَ وَهِيَ الْمُوتَفِكَةُ عَلَى مَسِيرَةِ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ مِنْ قَرْيَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَكَانَ عُمُرُهُ إِذْ ذَاكَ عَلَى مَا فِي الْكَشَافِ وَالْبَحْرِ خَمْسًا وَ سَبْعِينَ سَنَةً وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ فِي اللَّهِ تَعَالَى -

حضرت خطیب الانبیاء خلیل علیہ السلام کوفہ سے معہ لوط علیہ السلام اور حضرت سارہ چچا کی صاحبزادی کے حیران تشریف لائے پھر وہاں سے ملک شام آئے تو آپ ایک گاؤں میں اتر پڑے فلسطین کی ایک زمین پر اور حضرت لوط علیہ السلام سدوم میں مقیم ہو گئے اور یہی موتفکہ یعنی الثانی گئی آبادی تھی اور حضرت خلیل کے گاؤں سے اس کا بعد ایک دن رات کی مسافت پر تھا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک بموجب روایت کشاف اور بحر کے ۷۵ سال تھی اور آپ دنیا میں سب سے پہلے ہجرت فرمانے والے ہیں۔

وَوَهْبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۸﴾ -

اور بخشا ہم نے اسے اسحاق اور ولد ناقلہ یعقوب اور کیا ہم نے ان کی ذریت میں نبوت اور کتاب اور دیا ہم نے انہیں بدلہ دنیا میں اور وہ آخرت میں کاملین و صالحین سے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَدًا وَ نَافِلَةً حِينَ آيَسَ مِنْ عَجُوزِ عَاقِرٍ - اسحاق علیہ السلام بیٹے اور ناقلہ یعنی پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے۔ وَلَمْ يَذْكُرْ سُبْحَانَهُ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - اور اسماعیل علیہ السلام کا ذکر اس لئے نہ فرمایا کہ یہاں احسان فرمانا ظاہر کرنا تھا اور یہ حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام کے ساتھ تھا۔

اور اسماعیل علیہ السلام پر ابتلاء فراق ہوا اور انہیں مکہ معظمہ میں رکھا گیا اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ بھی ان کے ساتھ رہیں اور ایسے مقام پر رہیں جہاں کوئی انیس و رفیق نہ تھا اور نبوت کا ذریت کے اندر رکھنا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک رہا۔

اور حضور اولاد اسماعیل علیہ السلام میں اعلم و اشرف تھے۔

اور کتاب حضور تک قرآن کریم پر ختم ہوئی۔

اور ان کے علم صالح کا اجر دنیا میں یہ ہے کہ نجات من النار اور نجات ملک جبار نمود کے علاوہ آپ کی ثناء حسن ہر طبقہ میں ایسی رہی کہ ہر امت آپ کے ساتھ محبت کرتی ہے۔ اور وَ إِنَّهُ فِي الْأَخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ کے یہ معنی ہیں: اَيُّ لَفِي عِدَادِ الْكَامِلِينَ فِي الصَّلَاحِ۔ یعنی صلاحیت و نیکی میں آپ صالح شمار ہوں گے بروز قیامت۔

اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کی ہدایت کا اجمالاً تذکرہ ہے:

وَلَوْ كُنَّا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَنَا تُؤْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٨﴾۔

اور لوط نے جب کہا اپنی قوم کو تم تو ایسی بے حیائی پر اچکے ہو کہ تم سے پہلے دنیا زمانہ میں کوئی بے حیائی اور فحش کاری پر نہ آیا۔ وہ فحش کاری ایسی ہے کہ طبائع سلیمہ اس سے متنفر اور نفوس کریمہ اس سے مجتنب ہیں اور وہ کیا تھی؟ اس کا ذکر آگے ہے

حَيْثُ قَالَ۔

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۚ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ۗ۔

کیا تم عورتوں کی بجائے لڑکوں پر آتے ہو اور لواطت کرتے ہو اور راہزنی کرتے ہو یا نسل کی راہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں ناگفتہ بہ بکواس اور افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہو۔

نادی عربی میں مجلس کو کہتے ہیں جہاں ہم چشم جمع ہوں اور منکر کی تفسیر احمد اور ترمذی اور حاکم اور طبرانی و بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت کرتے ہیں: قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ فَقَالَ كَانُوا يَجْلِسُونَ بِالطَّرِيقِ فَيَقْدِفُونَ أَبْنَاءَ السَّبِيلِ وَ يَسْخَرُونَ مِنْهُمْ - نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ کے معنی حضور سے پوچھے تو فرمایا یہ خبیثاء راستے میں بیٹھ کر مسافروں پر کنکریاں پھینکتے اور تمسخر کرتے۔

وَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَ مَنْصُورٍ وَ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ قَتَادَةَ وَ ابْنِ زَيْدٍ هُوَ إِتْيَانُ الرِّجَالِ فِي مَجَالِسِهِمْ يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا - منکر سے یہ مراد ہے کہ وہ بے حی لڑکوں سے مجلس میں لواطت کرتے اور ایک کو دوسرا دیکھتا رہتا۔

اور ایک روایت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ بھی ہے: هُوَ لَعْبُ الْحَمَامِ وَ تَطْرِيفُ الْأَصَابِعِ بِالْحِنَاءِ وَ الصَّفِيرِ وَ النَخْدِ وَ نَبْذِ الْحَيَاءِ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِمْ۔ وہ کبوتر بازی کرتے انگلیاں مہندی سے رنگتے سیٹیاں بجاتے، کنکریاں لوگوں پر مارتے اور حیا سوزیاں تمام امور میں کرتے۔

تو لوط علیہ السلام کی معقول نصیحت سن کر لاجواب ہوئے اور اپنی فحش کاریوں پر مصر رہنے کے سبب چڑ کر بولے جس کا ذکر آگے آتا ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٩﴾۔

تو آپ کی قوم کے پاس کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ کہنے لگے اچھا اب ہم پر اللہ کا عذاب لے آئیے اگر آپ سچے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو حضرت لوط علیہ السلام نے بھی بارگاہ حق میں ان پر عذاب آنے کی دعا کر دی جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٢٠﴾۔

عرض کیا بارگاہ مستعان میں کہ اے میرے رب ان فسادیوں پر میری مدد فرما۔

کہیں یہ میرے خلاف اُخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ کہتے ہیں۔ کہیں اِنْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ کہتے ہیں۔

اب اس کی تصریح کہ پھر یہ دعا کس صورت میں مستجاب ہوئی آئندہ رکوع میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

جب ہمارے بھیجے ہوئے آئے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر بولے ہم ضرور ہلاک کریں گے اس بستی کے لوگوں کو بے شک اس کے رہنے والے ظالم ہیں بے شک کہا ابراہیم نے اس میں تو لوط بھی ہیں فرشتے بولے ہمیں معلوم ہے جو اس میں ہیں ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر ان کی بیوی کہ وہ پیچھے رہ جانے والی ہے

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناگوار ہوا انہیں ان کا آنا اور دل تنگ ہوا لوط تو بولے آپ خوف نہ کریں اور غمگین نہ ہوں ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ہم تمہیں نجات دیں گے اور تمہارے اہل کو مگر تمہاری بیوی کو کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے

یقیناً ہم نازل کرنے والے ہیں اس بستی والوں پر عذاب آسمان سے بدلہ ان کی نافرمانیوں کا اور بے شک ہم نے اس سے اس کی نشانی رکھی عقل والوں کے لئے

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا تو انہوں نے کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو اور ڈرو آخر دن سے اور نہ پھیلاؤ زمین میں فساد تو پکڑا انہیں زلزلے نے تو صبح اپنے گھروں میں گھنٹوں کے بل تھے

اور عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور تم پر ان کی بستیاں واضح ہیں اور انہیں اچھے چچائے شیطان نے اعمال ان کے تو روکا انہیں راہ سے اور وہ دیکھتے ہوئے گمراہ ہیں

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبٰشِرٰى قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْۤا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰﴾

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوطًا قَالُوْۤا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنْ نُّنَجِّيَنَّهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا اَمْرًا تَهُۥٓ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

وَلَمَّا اَنَّ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِىِّءَ بِهٖمْ وَصٰقٍ بِهٖمْ ذُرْعًاوَقَالُوْۤا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنْجُوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا اَمْرًا تَكُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رٰجِرًا مِنَ السَّآءِ بِمَا كَانُوْۤا يَفْسُقُوْنَ ﴿۲۳﴾  
وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ لِّقَوْمٍ اَعْبُدُوْۤا اللّٰهَ وَاِرْجُوْۤا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْتَوُوْۤا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۲۵﴾

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْۤا فِى دَارِهِمْ جٰثِيْنَ ﴿۲۶﴾

وَ عَادًا وَاَثْمُوْدًا وَّقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ وَاَرْضِيْنَ لَّهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ فَصَدَّاهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَاَكٰنُوْۤا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۲۷﴾



وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَدْ جَاءَهُمْ  
مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا  
كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٦١﴾

اور قارون اور فرعون اور ہامان کو اور بے شک آئے ان  
کے پاس موسیٰ نشانیاں لے کر تو انہوں نے تکبر کیا زمین  
میں اور وہ ہم سے نکل کر نہیں جاسکتے

فَكَرَّهَا خَدُنَا بِذُنُوبِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ  
حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ  
مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ  
أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا  
أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٦٢﴾

تو ہر ایک کو پکڑا ہم نے ان کے گناہوں پر تو ان میں سے  
کسی پر ہم نے پتھراؤ کیا اور اس میں سے کسی کو چنگھاڑ  
نے آلیا اور ان میں سے کسی کو دھنسا دیا زمین میں اور ان  
میں سے کسی کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا  
لیکن وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ  
كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ  
أَوْهَانَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا  
يَعْلَمُونَ ﴿٦٣﴾

ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا مالک بنائے مکڑی کی  
سی ہے اس نے جالا تانا گھر بنایا اور بے شک سب  
گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا ہے کاش وہ جانتے

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ  
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٤﴾

بے شک اللہ جانتا ہے جس چیز کی اس کے سوا پوجا کرتے  
ہیں اور وہ عزت و حکمت والا ہے

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا  
إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٦٥﴾

اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں  
نہیں سمجھتے مگر علم والے

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي  
ذَلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٦﴾

اللہ نے پیدا فرمائے آسمان و زمین حق کے ساتھ بے  
شک اس میں نشانی ہے مومنوں کے لئے

### حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

و۔ اور	لَمَّا۔ جب	جَاءَتْ۔ آئے	رُسُلُنَا۔ ہمارے بھیجے ہوئے
إِبْرَاهِيمَ۔ ابراہیم کے پاس	بِالْبَشَرِ۔ خوشخبری لے کر	قَالُوا۔ بولے	إِنَّا۔ بے شک ہم
مُهْلِكُوا۔ ہلاک کرنے والے ہیں	أَهْلِي۔ رہنے والے	أَهْلَهَا۔ اس کے رہنے والے	هَذِهِ۔ اس
الْقَرْيَةِ۔ بستی والوں کو	إِنَّ۔ بے شک	إِنَّ۔ بے شک	فِيهَا۔ اس میں
ظَالِمِينَ۔ ظالم	قَالَ۔ فرمایا	نَحْنُ۔ ہم	أَعْلَمُ۔ خوب جانتے ہیں
لُوطًا۔ لوط ہے	قَالُوا۔ بولے	لَسُنَّجِيئَةٌ۔ ہم ضرور نجات دیں گے اس کو	أَمْرًا تَهُ۔ اس کی بیوی کو
بِسْمِ۔ جو	فِيهَا۔ اس میں ہے	أَهْلَهُ۔ اس کے گھر والوں کو	و۔ اور
و۔ اور	مِنَ الْغَابِرِينَ۔ پیچھے رہنے والوں میں	و۔ اور	و۔ اور

لَبَّأَ - جب	اُن۔ یہ کہ	جَاءَتْ - آئے	رُسُلُنَا - ہمارے رسول
لُوطَا - لوط کے پاس	بیسی ع۔ ناگوار ہوا	بِهِمْ - ان کو	وَ - اور
صَاقٍ - تنگ دل ہوا	بِهِمْ - ان کی وجہ سے	ذُرْعًا - دل میں	قَالُوا - بولے
لَا - نہ	تَخَفَ - ڈر	وَ - اور	تَحَزَنَ - غم کھا
إِنَّا - بے شک ہم	مُنَجُّوْا - نجات دیں گے	كَ - تجھ کو	وَ - اور
أَهْلَكَ - تیرے گھر والوں کو	إِلَّا - مگر	أَمْرَاتِكَ - تیری بیوی	كَانَتْ - ہے
مِنَ الْغَابِرِينَ - پیچھے رہنے والوں میں	أَهْلٍ - رہنے والوں	إِنَّا - بے شک ہم	مُنْزِلُونَ - اتارنے والے ہیں
عَلَى - اوپر	مِّنَ السَّمَاءِ - آسمان سے	هَذِهِ - اس	الْقَرْيَةِ - بستی کے
رَجْزًا - عذاب	وَ - اور	بِهَا - اس وجہ سے کہ	كَانُوا - تھے
يَفْسُقُونَ - نافرمانی کرتے	آيَةً - نشانیاں	لَقَدْ - بے شک	تَرَكَنَا - چھوڑیں ہم نے
مِنْهَا - اس سے	وَ - اور	بَيِّنَةً - ظاہر	لِقَوْمٍ - واسطے قوم
يَعْقِلُونَ - عقل مند کے	هُم - ان کے	إِلَى - طرف	مَدْيَنَ - مدین کی
أَخَا - بھائی	اعْبُدُوا - عبادت کرو	شُعَيْبًا - شعیب کو	فَقَالَ - تو کہا
يَقَوْمٍ - اے میری قوم	الْيَوْمَ - دن	اللَّهِ - اللہ کی	وَ - اور
اِحْرَاجًا - ڈرو	تَعْتُوا - پھرو	الْآخِرَ - پچھلے سے	وَ - اور
لَا - نہ	فَكَذَّبُوا - تو جھٹلایا	فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین کے
مُفْسِدِينَ - فساد کرتے	الرَّجْفَةَ - زلزلے نے	أَسَاسًا - اس کو	فَأَخَذْتَهُمْ - تو پکڑا ان کو
دَارًا - گھروں	هَمَّ - اپنے کے	فَأَصْبَحُوا - تو گرے وہ	فِي - بیچ
عَادًا - عاد	وَ - اور	جَشِبِينَ - منہ کے بل	وَ - اور
قَدْ - بے شک	تَبَيَّنَ - ظاہر ہو گیا	ثَمُودًا - ثمود	وَ - اور
مَسْكِنِهِمْ - گھروں سے	وَ - اور	لَكُمْ - تمہارے لئے	مِنْ - ان کے
الشَّيْطَانُ - شیطان نے	أَعْمَالَ - ان کے اعمال	زَيْنَ - خوشنما بنایا	لَهُمْ - ان کے لئے
عَنِ السَّبِيلِ - راہ سے	وَ - اور	فَصَدَّ - تو روکا	هُم - ان کو
وَ - اور	قَارُونَ - قارون	كَانُوا - تھے	مُسْتَبْصِرِينَ - دیکھنے والے
وَ - اور	هَامَانَ - ہامان	وَ - اور	فِرْعَوْنَ - فرعون
جَاءَهُمْ - لائے ان کے پاس	مُوسَى - موسیٰ	بِالْبَيِّنَاتِ - کھلے نشان	لَقَدْ - بے شک
انہوں نے	فِي - بیچ	الْأَرْضِ - زمین کے	فَاسْتَكْبَرُوا - تو تکبر کیا

مَا نَه	كَانُوا تَحَى	سَبِقِينَ۔ بھاگنے والے	فَكُلًّا۔ تو ہر ایک کو
أَخَذْنَا۔ ہم نے پکڑا	بِذُنُوبِهِ۔ اس کے گناہ کے بدلے	فَمِنْهُمْ۔ تو اس سے بعض	قَبِيحًا۔ پتھروں کی بارش
مَنْ۔ وہ ہیں کہ	أَرْسَلْنَا۔ بھیجی ہم نے	عَلَيْهِ۔ اس پر	وَ مِنْهُمْ مَنْ۔ اور ان میں سے
وَمِنْهُمْ۔ اور ان میں سے وہ	مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ۔ جن کو پکڑ لیا چنگھاڑنے	سے جن کو	ہیں
خَسَفْنَا۔ دھنسا دیا ہم نے	بِهِ۔ اس کو	الْأَرْضَ۔ زمین میں	وَ۔ اور
مِنْهُمْ۔ بعض	مَنْ۔ وہ ہیں کہ	أَغْرَقْنَا۔ غرق کئے ہم نے	وَ۔ اور
مَا نَهیں	كَانَ۔ ہے	اللَّهُ۔ اللہ	لِيُظْلِمَهُمْ۔ کہ ظلم کرتا ان پر
وَ۔ اور	لَكِنْ۔ لیکن	كَانُوا۔ تھے وہ	أَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر
يُظْلِمُونَ۔ ظلم کرتے	مِثْلَ۔ مثال	الَّذِينَ۔ ان کی جنہوں نے	اتَّخَذُوا۔ بنائے
مِنْ دُونِ۔ سوائے	اللَّهِ۔ اللہ کے	أَوْلِيَاءَ۔ دوست	كَمِثْلِ۔ جیسے
الْعَنَكَبُوتِ۔ مکڑی	اتَّخَذَتْ۔ کہ اس نے بنایا	بَيْتًا۔ گھر	وَ۔ اور
إِنَّ۔ بے شک	أَوْ هُنَّ۔ کمزور ترین	الْبُيُوتِ۔ گھروں میں سے	لَبَيْتٌ۔ گھر ہے
الْعَنَكَبُوتِ۔ مکڑی کا	لَوْ۔ کاش	كَانُوا۔ کہ وہ	يَعْلَمُونَ۔ جانتے
إِنَّ۔ بے شک	اللَّهُ۔ اللہ	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جن کو
يَدْعُونَ۔ پکارتے ہیں	مِنْ دُونِهِ۔ اس کے سوا	مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی چیز نہیں	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ ہے	الْعَزِيزُ۔ غالب	الْحَكِيمُ۔ حکمت والا	وَ۔ اور
تِلْكَ۔ یہ	الْأَمْثَالُ۔ مثالیں ہیں	نَضْرِبُهَا۔ بیان کرتے ہیں ہم	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَ۔ اور	مَا نہیں	يَعْقِلُهَا۔ سمجھتے ان کو	إِلَّا۔ مگر
الْعَالِمُونَ۔ علم والے	خَلَقَ۔ پیدا کیا	اللَّهُ۔ اللہ نے	السَّمَوَاتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْأَرْضَ۔ زمین کو	بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	إِنَّ۔ بے شک
فِي۔ بیچ	ذَلِكَ۔ اس کے	لَايَةً۔ نشانی ہے	لِلْمُؤْمِنِينَ۔ مومنوں کیلئے

### خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ عنکبوت۔ پ ۲۰

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى۔ جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر۔  
ان کے بیٹے اور پوتے حضرت اسحق و حضرت یعقوب علیہما السلام کا۔

قَالُوا إِنَّا مَهْدِكُمْ وَأَهْلِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ۔ کہنے لگے ہم ہلاک کریں گے اس بستی والوں کو۔  
یہ بستی شہر سدوم تھی۔

إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿۱۰﴾۔ بے شک اس کے رہنے والے ظالم ہیں۔



تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر ان سے فرمایا:

قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا - اس بستی میں حضرت لوط علیہ السلام بھی ہیں۔

اور وہ اللہ کے نبی ہیں اور برگزیدہ الہی ہیں تو فرشتوں نے جواب دیا:

قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا إِنَّنَا لَنَنْجِيَنَّهٗ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۗ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۱۱﴾ -

اور عرض کرنے لگے ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس بستی میں ہے ہم ضرور اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی بیوی کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے۔

یعنی ہم جانتے ہیں کہ وہاں حضرت لوط علیہ السلام ہیں انہیں ہم بچالیں گے اور ان کے متبعین کو بھی محفوظ رکھیں گے لیکن ان کی بیوی اس قوم میں رہے گی جس پر عذاب ہوگا۔

وَلَمَّا آتَتْ جَاءَتْ مُرْسَلًا لُوطًا سِجِّئًا بِهٖمْ وَصَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا -

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت لوط کے پاس (خوبصورت مرد لڑکوں کی شبیہ میں) تو ان کا آنا ان پر گراں گزرا۔ اور آپ ان کی طرف سے دل تنگ ہوئے۔

اس لئے کہ آپ اپنی قوم کے افعال و حرکات اور ان کی بے حیائیوں سے واقف تھے تو فرشتوں نے آپ کو مطمئن کیا اور عرض کیا:

وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۗ إِنَّا مُنْجِيُونَ ﴿۱۲﴾ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۱۳﴾ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ

أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رَاجِزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِثْلَهَا آيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۱۵﴾ -

عرض کرنے لگے آپ خوف نہ کریں (اور قوم کی بے حیائی کا خطرہ نہ فرمائیں) اور غم نہ کریں (ہمارا یہ لوگ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ہم فرشتے ہیں) ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی بیوی کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہے۔ ہم اس شہر کے لوگوں پر آسمان سے عذاب اتاریں گے ان کی نافرمانیوں کا بدلہ دینے کے لئے اور بے شک ہم نے اس سے روشن نشانی چھوڑی ہے عقل والوں کے لئے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ روشن نشان شہر سدوم میں قوم لوط کے ویران مکان ہیں۔

اس کے بعد چوتھا قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے آپ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ مدین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا قنورہ کے شکم سے تھا۔ اس کے نام پر اس بستی کو مدین کہنے لگے۔ یہ مقام عرب کے شمال و غرب میں قلمزم کے پار آ کر آباد ہوئے اور انہی کی اولاد یہاں بستی رہی اور حضرت شعیب علیہ السلام بھی انہی میں سے تھے اور آپ اس گروہ کے نبی ہو کر تشریف لائے اور قنورہ کی اولاد بھی وہاں بستی تھی اور حضرت شعیب علیہ السلام بھی انہیں میں سے تھے۔

یہ قوم بت پرست اور منکر قیامت تھی۔ لوٹ مار، راہزنی ان کا پیشہ تھا۔ چنانچہ آپ نے بت پرستی، انکار آخرت، راہزنی تینوں باتوں سے انہیں روکا چنانچہ اس قصہ کا مذاکرہ اس طرح شروع ہوا:

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ ۖ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْأٰخِرَ ۚ وَلَا تَعْتَبُوا فِي الْاٰسْرٰضِ

مُفْسِدِينَ ﴿۳۱﴾ -

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور قیامت کے دن کا خوف کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے رہو۔

پہلی تعلیم توحید کی تھی جس میں بت پرستی سے روک کر ایک وحدہ لا شریک لہ کا پرستار بنانا مقصود تھا۔  
دوسری تعلیم ایمان بالبعث کی تھی جس کے وہ منکر تھے یعنی انہیں فرمایا کہ مر کر اٹھنے پر یقین رکھو۔ اور قیامت کو حق جانو۔  
تیسری تعلیم اصلاح اخلاق پر تھی یعنی پرانے مال نہ کھاؤ، کسی کا حق نہ دباؤ، لوٹ مار نہ کرو جس سے تمہاری معاشرت

درست ہو۔

مگر انہوں نے ان تعلیموں کو قبول کرنے کی بجائے آپ کو بھی جھٹلانا شروع کر دیا چنانچہ ارشاد ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَّةٍ ﴿۳۲﴾ -

تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی تو پکڑا انہیں زلزلے نے تو وہ صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔  
یعنی بلائے آسمانی زلزلے کی صورت میں آئی اور مرے کے مرے رہ گئے۔

اس کے بعد پانچواں واقعہ بطور اجمال عاد و ثمود کا بیان فرمایا۔

قوم عاد عرب کے جنوبی حصہ یمن میں آباد تھے۔ اور

ثمود ان کے بعد اٹھے جو عرب کے شمالی حصہ میں آباد تھے۔

ان دونوں قوموں کی بڑی سلطنت اور جاہ و حشمت تھی۔ ان کا مفصل حال قرآن کریم میں چند مقامات پر بیان ہو چکا ہے۔  
ان کے غارت ہونے کے بعد عہد رحمت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی عمارات کے کھنڈر ان کی ہلاکت کے

مرثیہ خوان رہے۔

اہل مکہ سفر میں آتے جاتے ان کو دیکھتے تھے چنانچہ ارشاد ہے:

وَعَادًا وَثَمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَّسْكِنِهِمْ<sup>۳۳</sup> وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّاهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَ

كَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿۳۳﴾ -

اور عاد و ثمود کو ہم نے ہلاک کیا اور یقیناً تم پر ان کے رہنے کے مسکن کے کھنڈر ظاہر ہیں اور یقیناً شیطان نے ان کے اعمال بد پسندیدہ کر دیئے تھے اور انہیں راہ پر آنے سے روک دیا تھا حالانکہ وہ سمجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔

اپنے دنیاوی کاموں میں بڑے ہشیار تھے۔ لیکن انسان جب اپنی دنیا طلبی میں منہمک ہو جاتا ہے تو اسے برے بھلے کا

انتیاز نہیں رہتا اور یہ مرض کچھ ایسا لا دوا ہے کہ اس کا انجام سوا ہلاکت کے اور کچھ نہیں۔

اس کے بعد چھٹا تذکرہ عہد موسیٰ علیہ السلام کے تین سرکش متکبر لوگوں کا ہے۔

پہلا سرکش فرعون شاہ مصر تھا۔

دوسرا سرکش ہامان وزیر فرعون تھا۔

تیسرا سرکش قارون تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری سے بڑا مالدار تھا۔

ان تینوں کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے انہیں ہدایت فرمائی اور معجزات بھی دکھائے لیکن انہوں نے نصیحت قبول کرنے کی بجائے تکبر اور سرکشی وغرور کیا اور اس بد عادت نے انہیں مطیع نہ ہونے دیا چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ لَقَدْ جَاءَهُمْ مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ﴿۶۱﴾

اور قارون و فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کیا) اور یقیناً ان کے پاس موسیٰ اپنے معجزات کے ساتھ آئے تو انہوں نے تکبر کیا زمین میں حالانکہ وہ بھاگ کر اللہ کی گرفت سے نہیں جاسکتے تھے۔

یہاں بعض یہ شبہ کرتے ہیں کہ ہامان تو اخیو برس شاہ ایران کا وزیر تھا اسے فرعون کا وزیر کیسے کہا جاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ایک نام کے دو شخص بھی ہوتے ہیں۔ بنا بریں اس سے ہمیں انکار نہیں کہ اخیو برس شاہ ایران کے وزیر کا نام بھی ہامان تھا اور فرعون کے وزیر کا نام بھی ہامان تھا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر ایران کے بادشاہ کے وزیر کا نام ہامان ہو تو اس کے علاوہ کسی اور بادشاہ کا وزیر ہامان نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِمْ - تو سب کو ہم نے پکڑا ان کے گناہوں سے۔

یعنی عاد و ثمود، قارون و فرعون اور ہامان سب کو ہم نے سزا دی اور ان کے گناہ کے سبب سب کی گرفت کی۔ اس کے بعد اس کی تفصیل بیان فرمائی:

فِيْنَهُمْ مِّنْ أَسْرَسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا - ان میں وہ ہیں جس پر ہم نے آندھی بھیجی۔

حاصب اس آندھی کو کہتے ہیں جس میں کنکریاں ہوں۔ عربی میں حاصب اور ریح عاصف اس آندھی کو کہتے ہیں جس میں کنکریاں اڑ کر آئیں۔ جلالین میں ہے: حَاصِبًا رِيْحًا عَاصِفًا فِيْهَا حَصْبَاءٌ - یہ ہوا قوم عاد پر آئی تھی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصِّيْحَةُ -

بعض ان سے وہ ہیں جنہیں چنگھاڑ سے ہلاک کیا۔ اس سے مراد قوم ثمود ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ حَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ - بعض ان سے وہ ہیں جنہیں زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ أَعْرَقْنَا -

اور بعض ان سے وہ ہیں جسے ہم نے غرق کیا۔ اس سے مراد فرعون اور ہامان ہے۔ یہ نظیر عذاب کی نہایت بلاغت سے دی گئی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۶۲﴾

اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

یعنی اپنے برے اعمال کی وجہ میں ہلاک ان کا اپنی جانوں پر ظلم کرنا ہے اور سزائے جرم تو عین عدل ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے عدل فرمایا اور انہوں نے اپنے پر ظلم کر کے اپنے کو ہلاک کیا اس لئے کہ نتیجہ کار بد کا بد ہے آگے مثال میں ارشاد ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ ۖ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ



لَبِيتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾ -

ان کی مثال جو اللہ کے سوا اپنا کارساز پکڑتے ہیں (بتوں کو) وہ مثل مکڑی کے ہیں کہ گھر بنایا (جالا پھیلا کر تانا بانا کیا) اور بے شک سب گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش وہ جانتے سمجھتے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عقل دی فہم و فراست عطا کی ہوش اور ادراک بخشا لیکن انہوں نے اس عزت خداداد کو ایسا مٹایا کہ اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے بتوں کو پوجنے لگے۔ سجدہ کرنے لگے اور اتنا عقل سے کام نہ لیا کہ ذی عقل و ادراک ہو کر سمجھیں بے شعور جماد محض کے پجاری بنیں کیسے معقول ہے۔ تو ان کے یہ اوہام باطلہ فاسدہ کاسدہ کی عمارت مکڑی کے جالے کی طرح ہے جس میں نہ دھوپ سے کوئی حفاظت نہ بارش سے امن۔ کاش وہ عقل سے فائدہ حاصل کر کے سمجھتے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ - بے شک اللہ جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا پوجتے ہیں۔

یہ ارشاد بطور تہدید ہے یعنی پرستش کے قابل بت اور ارواح جن ملائکہ حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی نہیں ہیں۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۱﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۳۲﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۳﴾ -

اور وہی ایک اللہ عزت والا حکمت والا ہے اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے مگر عالم، اللہ نے پیدا فرمائے آسمان و زمین حق کے ساتھ بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے نشان ہے۔

یہاں تک انبیاء کرام کے واقعات اور مذمت شرک اور مشرکین کے مقابلہ میں دلائل۔ اور ان کی بت پرستی کی تحقیر ظاہر فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔

اور شروع سپارہ اکیس میں نماز اور ذکر الہی عزوجل کا حکم دیا گیا تاکہ وَلَذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرُ اور آلا بِذِكْرِ اللَّهِ تَتَّطَمَّيْنُ الْقُلُوبُ کا مظاہرہ ہو۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۰

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى -

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر۔

اور بشارت پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَيْ بِالْبُشْرَةِ بِالْوَلَدِ وَالنَّافِلَةِ - آپ کے پاس بشارت صاحبزادہ اسحق

علیہ السلام اور ولد نافلہ یعقوب علیہ السلام کی بشارت لے کر آئے۔

قَالُوا إِنَّمَا هُمْ كُفَّارٌ ۚ هَذِهِ الْقَرْيَةُ - بولے ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے لوگوں کو۔

أَي قَرْيَةَ سَدُومَ وَهِيَ أَكْبَرُ قُرَى قَوْمِ لُوطٍ وَفِيهَا نَشَابُ الْفَاحِشَةِ أَوْلَا - قریہ سدوم جو قوم لوط کا بڑا

شہر تھا اور اس میں سب سے پہلے فواحشات و لواطت کی ابتداء ہوئی۔

اور اہل ہذیہ القریۃ میں ہذیہ کے ساتھ اشارہ شہر سدوم کی طرف ہے اس لئے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

قیام گاہ سے قریب تھا۔ ایک دن ایک رات کے فاصلہ پر شہر سدوم تھا۔

إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١١﴾۔ بے شک وہ بستی والے ظالم تھے۔

گویا اس وجہ میں وہ بستی ہلاک کی گئی کہ اس کے رہنے بسنے والے ظالم ہیں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کا خیال آیا۔

قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا۔ فرمایا اس بستی میں لوط بھی ہیں۔

یعنی جہاں نبی ہوں وہاں عذاب کیونکر ہو گا یا یہ فرمایا کہ تم ان بستی والوں کو ظالم کہہ رہے ہو اور نبی اس صفت سے منزہ ہوتا ہے تو فرشتوں نے جواب دیا:

قَالُوا أَنْحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا إِنَّهُ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ۔

بولے ہم خوب جانتے ہیں جو جو اس میں ہیں۔ ہم ضرور حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو نجات دے کر بچالیں گے۔

یعنی ہم حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو خوب جانتے ہیں اور ان کے لئے یہ عذاب نہیں بلکہ ان کی دعا سے یہ عذاب ہے۔ یہاں بھی اہل سے مراد متبعین لوط علیہ السلام ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سمجھتے تھے کہ آپ ہلاک ہونے والوں میں نہیں لیکن علی اسبیل التحزن آپ نے فرمایا اور فرشتوں کے جواب سے اطمینان حاصل کیا۔

إِلَّا امْرَأَتَهُ ۗ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿١٢﴾۔ مگر اس کی بیوی ان بستی والوں میں ہی رہے گی۔

غابِرِينَ کا ترجمہ باقین فی القرية بھی کیا گیا اور باقین فی العذاب بھی کیا گیا ہے۔ اور اہل کی تفسیر اس جگہ اتباع لوط علیہ السلام ہے یعنی جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ پھر ارشاد ہے:

وَلَمَّا آتَتْ جَاءَتْ رُسُلًا لُّوطًا سِئِئًا بِهِمْ

اور جب کہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس تو آپ پر بارگزرے۔

اس لئے کہ آپ قوم کی عادت و بے حیائی سے واقف تھے وَقَدْ جَاءَ وَإِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِصُورَةٍ حَسَنَةٍ إِنْسَانِيَّةٍ۔ اور یہ فرشتے خوبصورت انسانوں کی شبیہ میں تشریف لائے تھے۔ تو آپ کو خطرہ لاحق ہوا کہ اس بستی والے فحش کار لوطی زانی ہیں تو آپ قدرے پریشان ہوئے۔

وَصَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا۔ اور تنگ ہوا ان کے باعث آپ کا دل۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ائى وَصَاقَ بِشَانِهِمْ وَتَدْبِيرِ أَمْرِهِمْ ذُرْعَهُ طَاقَتَهُ۔ یعنی ان کے حسن و جمال سے آپ کی تدبیر محافظت تنگ ہو گئی۔ ذرع، طاقت کے معنی میں مستعمل ہے تو جب فرشتوں نے آپ کی پریشانی محسوس کی تو وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۗ إِنَّكَ مَنجُوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿١٣﴾۔

اور بولے آپ خوف نہ کریں اور غمگین نہ ہوں ہم آپ کو بچالیں گے اور آپ کے متبعین کی محافظت کریں گے مگر آپ کی بیوی وہ علم اللہ میں رہ جانے والی ہے۔

یعنی وہ علم اللہ میں نجات سے محروم ہے باقی آپ اور آپ کے متبعین سب محفوظ رہیں گے مگر آپ کی عورت عذاب میں مبتلا ہوگی۔

إِنَّمَا نُزِّلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٥﴾

ہم نازل کرنے والے ہیں اس بستی کے لوگوں پر عذاب آسمان سے ان کے کرتوت کے بدلے میں۔  
یعنی ان کے فسق و فجور کے بدلے میں عذاب ہوگا۔ رجز عربی میں اس عذاب کو کہتے ہیں جو انسان پر قلع کو موجب ہو  
وَالرَّجْزُ الْعَذَابُ الَّذِي يُقْلِقُ الْمُعَذَّبَ أَيْ يُزْعِجُهُ مِنْ قَوْلِهِمْ إِذَا تَجَزَّ إِذَا ارْتَجَسَ وَاضْطَرَبَ۔  
وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾۔

اور چھوڑیں ہم نے اس بستی سے روشن نشانیاں عقلمند لوگوں کے لئے۔

أَيُّ مِنَ الْقَرْيَةِ۔ یعنی اس آبادی کی ہلاکت کے بعد نشانیاں چھوڑیں۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ اثَارُ دِيَارِهَا  
الْخَرَبَةِ۔ ابن عباس فرماتے ہیں وہ نشان ان کی خراب اور کھنڈر مکانوں کے نشان ہیں۔  
مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ کالا پانی ہے زمین پر۔

وَقَالَ قَتَادَةُ هِيَ الْحِجَارَةُ الَّتِي أُمِطِرَتْ عَلَيْهِمْ وَقَدْ أَدْرَكَتْهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔ وہ پتھر ہیں جو ان پر  
برسائے گئے جنہیں اس زمانہ کی امتوں نے پائے۔

ابوسلیمان دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هِيَ أَنَّ أَسَاسَهَا أَعْلَاهَا وَ سُقُوفَهَا أَسْفَلَهَا إِلَى الْآنِ۔ وہ بنیادیں جو  
اوپر آئی ہوئی ہیں اور چھتیں نیچی ہیں آج تک۔ یعنی ساری بستی پلٹ دی گئی ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ فِي الْآيَاتِ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَى ذَمِّ اللِّوَاطَةِ وَ قُبْحِهَا مَا لَا يَحْفَىٰ فِيهَا  
كَبِيرَةٌ بِالْإِجْمَاعِ وَ نَصُّوا عَلَىٰ أَنَّهَا أَشَدُّ حُرْمَةً مِنَ الزِّنَا۔ ان آیتوں میں ذم لواطت اور اس کی قباحت کے دلائل  
ہیں جو مخفی نہیں کہ وہ بالا جماع کبیرہ گناہ ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عام زنا سے اشد لواطت کی حرمت ہے۔  
وَ فِي شَرْحِ الْمَشَارِقِ لِلْكَامِلِ إِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَقْلًا وَ شَرْعًا وَ طَبْعًا۔ شرح مشارق میں ہے کہ لواطت  
حرام شرعی و عقلی اور طبعی ہے۔

وَ عَدَمُ وَجُوبِ الْحَدِّ فِيهَا عِنْدَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالذَّلِيلِ عِنْدَهُ عَلَىٰ ذَلِكَ لَا  
لِيَحْفَتِهَا۔

وَ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ إِنَّ عَدَمَ وَجُوبِ الْحَدِّ لِلتَّغْلِيظِ لِأَنَّ الْحَدَّ مُطَهِّرٌ۔ لواطت پر حد کا عدم وجوب بوجہ  
اس کی غلظت کے ہے اس لئے کہ حد پاک کرنے والی ہے جرم سے اور اس سے پاک ہونا نہیں اس لئے اس کی حد بھی نہیں۔  
اسی بنا پر اس عمل کو خبیث فرمایا حیثُ قَالَ كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ وَ الْجَنَّةُ مَنْزَهَةٌ عَنْهَا۔ لوطی کے لئے جنت  
نہیں اس لئے کہ جنت خباثت سے منزہ ہے اور لوطی حد لگانے سے بھی پاک نہیں ہوتا۔

اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ہے:

وَ إِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ انْجِرُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ لَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ  
مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾۔

اور مدین کی طرف ہم نے بھیجا ان کی برادری سے شعیب کو تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی پوجا کرو اور آخرت



کے دن کا خوف رکھو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

ابو عبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ الرَّجَاءُ هُنَا بِمَعْنَى الْخَوْفِ وَالْمَعْنَى وَ خَافُوا جَزَاءَ الْيَوْمِ الْآخِرِ مِنْ إِنْتِقَامِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْكُمْ۔

اور عثونہ کرو۔ عثو فساد کو کہتے ہیں۔ تباہ کرنے کو بھی کہتے ہیں۔

فَكَذَّبُوا فَآخَذَتْهُمْ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَّةٍ ۝۱۳۔

تو اس قوم نے آپ کی تکذیب کی تو پکڑا انہیں رجفہ نے تو صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔  
رَجْفَةُ الزَّلْزَلَةُ الشَّدِيدَةُ۔ جیسا کہ سورۃ ہود میں ہے: وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ۔ صیحہ چیخ چنگھاڑ کو کہتے ہیں جو حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف سے تھی اور اس کے سبب سے زلزلہ شدیدہ ہوا۔

اور صبح کی انہوں نے اپنے گھر میں یعنی اپنی بستی میں فِي دَارِهِمْ کی تفسیر ائی بَلَدِهِمْ فَإِنَّ الدَّارَ تُطْلَقُ عَلَى الْبِلَادِ وَلِذَا قِيلَ لِلْمَدِينَةِ دَارُ الْهَجْرَةِ۔ فِي دَارِهِمْ۔ سے مراد ان کی بستی ہے اس لئے کہ دار کا اطلاق شہروں پر بھی ہوتا ہے اسی بنا پر مدینہ کو دارالہجرت کہا گیا۔

اور جُثَّةٍ سے مراد میتیں بھی ہے یعنی مرے ہوئے اور بَارِكَيْنِ عَلَى الرُّكْبِ۔ گھٹنوں کے بل جھکنا اور مرجانا بھی اس کے معنی ہیں۔

اس کے بعد عاد و ثمود کا حال بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَعَادًا وَثَمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسْكِنِهِمْ<sup>۱۳</sup> وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْبَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝۱۴۔

اور ہلاک کیا ہم نے عاد و ثمود کو اور بے شک تم پر ظاہر ہیں ان کے مسکنوں میں سے اور شیطان نے انہیں ان کی بد اعمالیاں مرغوب کر دیں تھیں تو انہیں روک دیا سیدھی راہ سے اور وہ سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔

اس کی تفسیر آوسی رحمہ اللہ اس طرح کرتے ہیں: ائی وَقَدْ أَهْلَكْنَا عَادًا وَ ثَمُودَ۔ بے شک ہلاک کیا ہم نے عاد و ثمود کو وَقَدْ ظَهَرَ لَكُمْ أَيْمَ ظُهُورِ إِهْلَاكِنَا أَيَّاهُمْ مِنْ جِهَةِ مَسَاكِينِهِمْ۔ اور بے شک تم پر پوری طرح واضح اور ظاہر ہے ہمارا ہلاک کرنا انہیں ان کے گھروں کے کھنڈروں سے۔

وَ ذَالِكَ بِالنَّظَرِ إِلَيْهَا عِنْدَ اجْتِيَازِكُمْ بِهَا ذَهَابًا إِلَى الشَّامِ وَإِيَابًا مِنْهُ۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہے ملک شام کی طرف آتے جاتے۔ اور

وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ۔ کے معنی یہ ہیں کہ بوسوستہ وَاغْوَايِهِ أَعْمَالَهُمْ الْفَضِيحَةَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِي۔ یعنی تو سوس شیطانی وَاغْوَايِهِ سے ان کے اعمال قبیحہ کفریہ انہیں اچھے نظر آئے۔

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ۔ تو روکا انہیں سیدھی راہ سے جو موصل الی الحق تھی۔

وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ۔ ائی عَقْلَاءَ يُمَكِّنُهُمُ التَّمْيِيزُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ بِالِاسْتِدْلَالِ وَالنَّظَرِ وَ لَكِنُهُمْ أَغْفَلُوا وَ لَمْ يَتَدَبَّرُوا۔ یعنی وہ اتنی عقل رکھتے تھے کہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں استدلالی اور نظریہ عقلی سے لیکن غفلت میں پڑ

کر غور و تدبر نہیں کرتے تھے۔ وَلٰكِنھُمْ كَفَرُوا عِنَادًا وَ جُحُوْدًا۔ بلکہ عناد اور انکار سے کفر پر مصر رہے۔  
 مجمع البیان میں ہے: اِنَّ الْمَعْنٰی كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ عِنْدَ اَنْفُسِهِمْ فَيَمَّا كَانُوْا عَلَيْهِ مِنَ الضَّلٰلَةِ  
 يَحْسَبُوْنَ اَنْھُمْ عَلٰی هُدٰی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ یہ گمراہی ہے مگر ان کا گمان یہی تھا کہ وہ  
 ہدایت پر ہیں۔

چنانچہ ابن منذر اور ایک جماعت قتادہ سے راوی ہیں: اِنَّہٗ قَالَ مُعْجِبِيْنَ بِضَلٰلَتِهِمْ۔ وہ اپنی گمراہی پر نازاں تھے۔  
 اس کے بعد تین سرکشوں کا بیان ہے جو عہد موسیٰ علیہ السلام میں تھے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهٰمَانَ۔ اور ہلاک کیا ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو۔

یہاں قارون کے ذکر کو مقدم کرنا اس لئے مناسب ہے کہ ان تمام بیانات سے مقصود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے۔  
 تو جس طرح آپ کی قوم آپ کی ذات اقدس سے حسد کرتی تھی ایسے ہی قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا  
 بلکہ آپ کا رشتہ دار تھا جس کا ذکر اول ہو چکا۔

یہ ابصر الناس اور علم تو ریت تھا لیکن اسے بصارت و علم سے فائدہ نہ پہنچا۔

یا اس لئے اس کا ذکر مقدم فرمایا کہ لِاِنَّہٗ اَشْرَفٌ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ هٰمَانَ لِاِيْمَانِهٖ فِي الظَّاهِرِ وَ عِلْمِهٖ  
 بِالتَّوْرَةِ وَ كَوْنِهٖ ذَا قَرَابَةٍ مِّنْ مُّوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ کہ وہ فرعون اور ہامان سے ظاہری ایمان اور علم تورات میں  
 اشرف تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۱۶﴾۔

اور بے شک آئے اس قوم میں موسیٰ روشن دلائل کے ساتھ تو تکبر کیا انہوں نے اور نہیں تھے وہ اللہ کی حکومت سے نکل  
 جانے والے۔

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۱۶﴾ کے معنی روح المعانی میں ہیں: اٰی فٰتِحَتَيْنِ اَمْرَ اللّٰهِ۔ یعنی وہ اللہ کے حکم کو ختم نہیں کر سکتے۔

اور ابو جہان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلی امتوں کی طرح کفر میں رہ کر سلامت نہیں رہ سکتے یعنی ام  
 سابقہ کی بھی عادت تھی کہ وہ انبیاء کرام کی تکذیب کرتی تھیں۔

گویا مطلب یہ ہے کہ قارون اور فرعون اور ہامان بھی ویسے ہی ہلاک ہوئے اور تمام منکر ہلاک ہی ہونے والے ہیں

چنانچہ ارشاد ہے:

فَكَلَّا اَخَذْنَا بِذُنُوْبِهِمْ۔ تو سب کو پکڑا ہم نے ان کے گناہ پر (یعنی پہلے ہوں یا یہ تینوں سرکش)

فِيْہُمْ مِّنْ اَنْرَسَلْنَا عَلَيْهِ حٰصِبًا۔ تو ان میں سے وہ ہیں جس پر ہم نے حاصب بھیجے۔

اٰی رِيْحًا عٰصِفًا فِيْہَا حَصْبًا۔ یعنی ایسی آندھی جس میں کنکر برسے۔

وَ قِيْلَ مَلَكًا رَّمٰہُمْ بِالْحَصْبِ اَی وَ ہُمْ قَوْمٌ لُّوْطٍ۔ ایک قول ہے کہ فرشتہ آیا جس نے کنکر پتھر برسائے اور یہ قوم

معذب قوم لوط تھی۔

اور قوم عاد پر بھی ایسا ہی عذاب آیا کہ وہ آندھی سے ہلاک ہوئے عام اس سے کہ پتھر کنکر برسے یا اور کچھ بہر حال اس

میں ایسی اذیت تھی کہ سب ہلاک ہو گئے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْحَاصِبُ هُوَ الْعَارِضُ مِنْ رِيحٍ أَوْ سَحَابٍ إِذَا أَرْمَى بِشَيْءٍ۔ حاصب اس آندھی کو کہتے ہیں یا ابر کو جس کے ذریعہ ہلاک کرنے کو کچھ مارا جائے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ۔ اور ان میں سے وہ قوم ہے جسے چنگھاڑ نے آلیا۔ جیسے قوم مدین اور قوم ثمود۔  
وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ۔ اور انہیں میں سے وہ ہے جسے ہم نے زمین میں دھنسا یا۔ وَ هُوَ قَارُونُ اور وہ قارون تھا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا۔ اور بعض اس قوم میں سے وہ ہے جسے ہم نے غرق کیا وَ هُوَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ مَعَهُ۔ یہ فرعون اور اس کے ساتھی تھے۔

وَ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ قَوْمَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ بعض نے کہا وہ قوم نوح علیہ السلام ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان کی ہلاکت عناصر اربعہ میں سے ایک سے ہوئی۔ فَالْحَاصِبُ وَ هُوَ حِجَارَةٌ مُّحْمَاةٌ تَقَعُ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَتَنْفَذُ مِنَ الْجَانِبِ الْأَخْرِ إِشَارَةٌ إِلَى التَّعْذِيبِ بِعُنْصُرِ النَّارِ۔ حاصب وہ گرم پتھر ہے جو ہر ایک معذب پر پڑا اور ایک جانب لگا اور دوسری جانب پار ہو گیا اس میں عنصر ناری سے عذاب کی طرف اشارہ ہے۔

وَالصَّيْحَةُ وَهِيَ تَمْوُجٌ شَدِيدٌ فِي الْهَوَاءِ إِشَارَةٌ إِلَى التَّعْذِيبِ بِعُنْصُرِ الْهَوَاءِ۔ چنگھاڑ وہ ایک موج شدید ہے ہوا میں اس میں اشارہ ہے کہ یہ عذاب عنصر ہوا کے ذریعہ ہوا۔

وَالْخَسْفُ إِشَارَةٌ إِلَى التَّعْذِيبِ بِعُنْصُرِ التُّرَابِ۔ اور خسف یعنی دھنسانے میں اشارہ ہے عذاب کا عنصر ترابی

سے۔

وَالْغَرَقُ إِشَارَةٌ إِلَى التَّعْذِيبِ بِعُنْصُرِ الْمَاءِ۔ اور غرق میں اشارہ ہے عذاب کا عنصر مائی کے ذریعہ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عذاب کیوں ہوا پہلے بنایا اور پھر خود ہی ہلاک کر دیا۔ اس میں واہمہ ظلم ہوتا ہے اس کا جواب فرمایا گیا:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٠﴾

اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

کفر و معاصی کے ارتکاب سے اور بتوں کی پوجا سے، فواحشات کے ارتکاب سے۔

اب ان کے اعتقاد باطلہ فاسدہ اور اعمال کا سدہ کی مثال فرمائی جاتی ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ ۗ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۗ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ

لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۗ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٣١﴾

ان کی مثال جو اللہ کے سوا اپنا کارساز پکڑتے ہیں مکڑی کی سی ہے کہ گھر بناتی ہے اور سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے

اگر وہ سمجھ والے ہوتے۔

اس آیت کریمہ میں ان ہلاک ہونے والوں کے حال کی تصحیح فرمائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو غیر خدا کا پوجنے والا اور



مشرک ہے۔ بت پرست ہے اس کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ اپنی دانست میں جالاتان کر پوری عمارت بناتی ہے لیکن اس کی عمارت اسے کچھ نفع نہیں دیتی نہ سورج سے بچاتی ہے نہ بارش سے محفوظ کرتی ہے نہ ہوا آندھی جھکڑ میں اسے فائدہ دیتی ہے۔ گویا آیہ کریمہ میں اشارہ یہ فرمایا کہ جو بتوں پر عقیدہ رکھ کر اپنا مذہب بت پرستی بنا رہے ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے مکڑی کا جالا کہ اسے قیام اور مضبوطی نہیں۔

مکڑی دو قسم کی ہوتی ہے۔

یہاں وہ مکڑی مراد ہے جو ہوا میں اپنا جالا بناتی ہے اور مکھی کا شکار کرتی ہے نہ کہ وہ مکڑی جو زمین کھود کر اس میں رہتی ہے اور رات کو باہر نکلتی ہے یہ ذوات السوم سے ہے تو اس کا مارنا مسنون ہے۔

اور وہ مکڑی جو جالاتانسی ہے اس کے متعلق ابوداؤد رحمہ اللہ اپنی مراسیل میں یزید بن مرشد رحمہ اللہ سے راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **الْعَنْكَبُوتُ شَيْطَانٌ مَسَخَهَا اللَّهُ تَعَالَى فَمَنْ وَجَدَهَا فَلْيَقْتُلْهَا فَإِنَّهُ كَمَا ذَكَرَ الدُّمَيْرِيُّ ضَعِيفٌ**۔ اس حدیث کو علامہ دمیری رحمہ اللہ نے ضعیف فرمایا۔

اور خطیب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخراج فرماتے ہیں:

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ أَنَا وَ أَبُو بَكْرٍ الْغَارَ فَاجْتَمَعَتِ الْعَنْكَبُوتُ فَنَسَجَتْ بِالْبَابِ فَلَا تَقْتُلُوهُنَّ - ذَكَرَ هَذَا الْجُزْءَ جَلالُ الدِّينِ السِّيُوطِيُّ فِي الدَّرِّ الْمَنْشُورِ**۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم اور ابو بکر غار میں داخل ہوئے تو مکڑی آئی اور اس نے غار کا منہ اپنے جالے سے بنا تو اسے قتل نہ کرو۔

اس کے علاوہ مکڑی کے جالے سے گھر پاک رکھنے کا حکم ہے۔ ویسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے بھی مثنوی میں لکھا ہے۔

دور کن از خانہ تار عنکبوت!

**وَنَصُّوا عَلَى طَهَارَةِ بَيْتِهَا لِعَدَمِ تَحْقِيقِ كَوْنِ مَا تَنْسِجُ بِهِ مِنْ غَدَائِهَا الْمُسْتَحِيلِ فِي جَوْفِهَا**۔ جالے سے گھر پاک رکھنا اس بنا پر ہے کہ جس چیز سے وہ جالا پارتنی ہے اس کی تحقیق نہیں کہ وہ غذاء مستحیل فی جوف ہوتی ہے یا کیا۔

علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **إِنَّ ذَالِكَ لَا تُخْرِجُهُ مِنْ جَوْفِهَا بَلْ مِنْ خَارِجِ جَلْدِهَا**۔ وہ لعاب اپنے جوف بطن سے نہیں نکالتی بلکہ خارج جلد سے لاتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: **طَهَّرُوا بِيُوتِكُمْ مِنْ نَسِجِ الْعَنْكَبُوتِ فَإِنَّ تَرْكَهُ فِي الْبُيُوتِ يُورِثُ الْفَقْرَ**۔ اپنے گھروں کو مکڑی کے جالے سے پاک کرو اس لئے کہ جالا گھر میں رکھنا مورث فقر ہے۔

**لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** ① - کاش وہ کچھ ہی سمجھتے (تو بت پرستی نہ کرتے)۔

**إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** ②۔

(یعنی اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ) کہ بے شک اللہ جانتا ہے جس چیز کو وہ پوجتے ہیں اس کے سوا اور وہ عزت والا

حکمت والا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قُلْ لِلْكَفَرَةِ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٣٣﴾۔

یہ مثالیں ہیں جو لوگوں کے لئے دی ہیں اور اسے نہیں سمجھتے مگر عالم۔

وَالرَّاسِخُ فِي الْعِلْمِ۔ جو تدبر فی الاشیاء کے ماہر ہیں۔

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٤﴾۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین حق طریقہ سے پیدا فرمائے بے شک اس میں نشانی ہے ایمان والوں کے لئے۔

تمت پارہ بستم بحمد اللہ العزیز الحكيم

اليوم يوم الجمعة ٢٣ فروري ١٩٥٦ء

الحمد لله بسواها پارہ ختم ہوا

مکتبہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

## تفسیر الحسنات

تفسیر الحسنات، مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف ہے۔ جسے آپ نے آسان اور سلیس اردو میں تحریر کیا ہے۔ علامہ مغفور اپنے دور کے عظیم علماء میں سے تھے۔

تقریر و تحریر، سیاست و تدبیر میں یگانہ تھے۔ نامور طبیب بھی تھے اور بے مثل خطیب بھی۔ حین حیات مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔ اور تقریباً نصف صدی تک لوگوں کی علمی تشنگی کو روحانی و ایمانی سیرابی سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ مرجع خلائق عالم تھے اور اپنے دور میں حنیفوں کی ریاست کے والی تھے۔

فقہ، اصول فقہ (مسائل فقیہ)، تفسیر، اصول تفسیر، تشریح آیات میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علم حدیث پر گہری اور عمیق نگاہ تھی۔ طب، فلسفہ، ادب، شعر تو گویا ان کا عمومی مذاق تھا ان کی مجلس پر بہار ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت اولیاء، تصرفات اولیاء، اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ وہ بیک وقت صاحب نسبت صوفی، شیخ طریقت، طبیب حاذق، مفسر قرآن، محدث، فقیہ و مفتی، شاعر و ادیب، شارح و قلم کار، شیریں بیان مقرر، بے باک خطیب، اور منجھے ہوئے اسلامی ذہن کے بلند پایہ سیاستدان بھی تھے۔ انہوں نے جہاد کشمیر میں عملی حصہ لیا اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی صدر اور روح رواں تھے اور جمعیتہ العلماء پاکستان ان کے ہی زیر قیادت و سیاست پروان چڑھی۔

ان کی تصانیف میں طیب الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ، کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب، اوراق غم، شمیم رسالت بہت مشہور ہیں لیکن تفسیر قرآن میں ان کی یادگار تفسیر الحسنات ایک خاص عظمت کی حامل ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ سکھر جیل میں کچھ عرصہ قید رہے۔ اسی دوران آپ نے اس تفسیر کا آغاز کیا اور پانچم آخر اس میں مصروف رہے۔

اس تفسیر کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر وہ تمام حالات و واقعات و مشاہدات تھے جس کا آپ کو نصف صدی سے اوپر کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں اس امر کی طرف خصوصی توجہ دی ہے کہ یہ تفسیر صرف علماء ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عوام بھی اس سے کما حقہ استفادہ کر سکیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی کامیابی کی کوشش کی اور آپ کی تفسیر عصر حاضر کی متداول تفاسیر میں سے ایک اہم تفسیر ہے جسے تمام حلقوں میں مکمل پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور خدا کے کثیر بندوں کو تفہیم قرآن کے سلسلہ میں ٹھوس مدد ملی۔ اس تفسیر کی بنیادی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

۱- یہ تفسیر تمام سابقہ تفسیروں سے استفادہ کر کے لکھی گئی ہے لیکن اس پر علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب روح المعانی کی گہری چھاپ ہے۔

۲- تفسیر میں مسلک اہل سنت (حنفی) کی واضح ترجمانی ہے اور انداز انتہائی مدلل اور معقول ہے جس میں نہ تو کسی پر بے جا تنقید ہے اور نہ ہی الزام تراشی بلکہ اپنے مسلک کی بے لاگ اور حسین و موثر ترجمانی ہے اور اختلافی مسائل میں اپنے نکتہ نظر کی دلکش وضاحت ہے۔




 امام اہلسنت غزالی دواں  
 استاذ العلماء حضرت  
 شیخ الحدیث علامہ  
**سید احمد سعید قادری**  
 صاحب تہذیب  
 کاظمی  
 صاحب تہذیب

**تفسیر الحسنائیں آیات بیانات** « مؤلف مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسن سید محمد احمد قادری  
 رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سُبْحَانَ اللَّهِ ، تفسیری محاسن کا حسین و جمیل  
 مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسن سید  
 محمد احمد قدس سرہ العزیز جو آپا عن جد اوارث علوم قرآن و حدیث میں فنون متداولہ عقلیہ و  
 قلبیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری تفسیر و حدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب  
 یونانی کے بھی عظیم فاضل طیب حاذق صاحب متقی شریعت و طریقت کے حال تصنیف و تالیف میں  
 بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی جسے تفسیر کہا جا سکتا  
 ہے۔ وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو حل کر دیا اور با محاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک  
 کو آسان کر دیا شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا انوس ہے کہ تا حال  
 فقیر کو بلاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اور اوراق پر جو اہر پار  
 اور درہائے نایاب بھرے ہوئے پائے سورۃ **ت** تک حضرت مولف قدس سرہ تفسیر  
 الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العلیین کی بارگاہ عظمت میں حاضری کا وقت آ گیا۔ اے کاش بقیہ  
 تفسیری کمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں۔ بہر نوع اور جتنا بقضاء  
 اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت مولف علیہ الرحمۃ کے لغت جگر صاحبزادہ  
 سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں  
 نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو بحسن و خوبی کے ساتھ  
 زیور تفسیح و ترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا اللہ حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ  
 کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امین الحسنات  
 سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے  
 اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی میں۔ فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

# خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

## تفسیر ابن کثیر

جلد 4

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:- 7220479- 042-7221953 فیکس:- 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے  
نور و سرور اور جذبہ حب رسول ﷺ پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت  
اردو زبان میں پہلی مرتبہ

## تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں  
مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام و خواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

**ضیاء القرآن پبلی کیشنز**

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ الَّذِیْ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ

# تفسیر الحج

پاره  
۲۰ تا ۱۶

علامہ ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ العالی

پبلشرز: سید احمد علی شاہ  
لاہور - کراچی - پاکستان